مہاراشٹر
کا عظیم الشان
اشتراک

پیاسی زمین کی پیاس بجھانے کے لئے زیر زمین پانی کے ذرائع سے پانی حاصل کیا جا رہا ہے۔ اور زیر زمین پانی کی جانچ اور ترقی ایجنسی کے اندازے کے مطابق پانچ لاکھ مزید آبپاشی کنویں ریاست میں کھودے جا سکتے ہیں۔

فہرست مضامین

جلد: ۱، یکم جنوری ۱۹۷۶ء شمارہ: ۳
بیس نکاتی معاشی پروگرام نمبر

سالانہ: ۱۰ روپے | ہر ماہ کی یکم اور ۱۶ ر
قیمت فی پرچہ ۵۰ پیسے | تاریخ کو شائع ہوتا ہے

لے آؤٹ: پی. ایس. ساٹھے
کوّر ڈیزائن: شبیر دیوان
اسکیچ: ایم. ایس. تلولکر

نگراں: خواجہ عبدالغفور
آئی. اے. ایس

ترسیل زر اور مراسلت کا پتہ:
چیف ڈائرکٹر آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز
حکومت مہاراشٹر، سچوالیہ بمبئی ۳۲ - ۴۰۰

خوداعتمادی کا قومی جذبہ

یہ وقت ہے کہ ہر طبقے کے لوگوں کے دلوں میں استحکام کا ایک بڑھتا ہوا احساس جاگ اٹھے۔ ماضی میں جو کچھ بھی ہوتا رہا ہے وہ نہ صرف یہ کہ ہماری آزادی کے لئے ایک خطرہ تھا بلکہ وہ ایک خطرہ تھا آزادیٔ فکر کے لئے، اپنا راستہ آپ بنانے کے حق کے لئے۔ خوش قسمتی سے اب قوم میں خوداعتمادی کی ایک لہر سی دوڑ گئی ہے، ضروری ہے کہ اس کو پوری طرح کام میں لایا جائے۔

وقت کا تقاضہ ہے کہ ہم پیداوار بڑھائیں اور اس کے لئے اپنی قوت کا پوری طرح استعمال کریں نیز بچت اور کارکردگی پر زور دیں۔ صنعتی میدان میں بچت کے لئے ترقی یافتہ و ماہرانہ انتظامی طریقوں کو کام میں لانا چاہیئے نہ کہ تخفیف کا روایتی کلہاڑا چلانا چاہیئے۔

مزدوروں کو بحیثیت شہری اس بات کا فخر ہونا چاہیئے کہ وہ سبھی لوگوں کے معیار زندگی کے بڑھانے اور نئے ہندوستان کی تشکیل کے عظیم کام میں حصہ لے رہے ہیں۔

(شریمتی اندرا گاندھی)

مہاراشٹر کسی سے پیچھے نہیں

پردھان منتری نے ایک ایسی جدوجہد میں شرکت کے لئے سارے ملک کو دعوت دی ہے جس سے زندگی کو بہتر بنانے اور ملک کو بلندیوں تک پہنچانے میں خاص مدد ملے گی۔ اس قومی تعمیر کے کام میں مہاراشٹر کے لوگ کسی سے پیچھے نہیں رہیں گے۔ یہ پیغام ایک ایسی بہتر زندگی کا پیغام ہے جو چند مخصوص لوگوں کے لئے نہیں بلکہ ان بہت سارے لوگوں کے لئے ہوگی جنھیں کھانے کو روٹی اور رہنے کو جگہ نہیں اور جو صحت مند زندگی کی سہولتوں کو بلکہ ہر اچھی چیز کو ترس رہے ہیں۔ ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ بھلائی ہر انسان تک پہنچے۔ "آخری حد تک" جیسا کہ رسکن نے کہا اور جس کی گاندھی جی نے بھی خواہش کی تھی۔ اگرچہ کہ یہ بہت بڑا کام ہے اور ایک مقررہ وقت کے اندر اس کو پورا کرنا ہماری طاقت سے باہر ہے، پھر بھی ہمیں اتنا تو کرنا چاہئے کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کی زندگی سدھر جائے۔

(شری ایس۔ بی چوان)

۲۰ نکاتی معاشی پروگرام زیرِ عمل

ریاست مہاراشٹر کے زبردست اقدامات

تین مقاصد

معاشی ترقی کے تین مقاصد ہیں :

ایک خوش حال مساوات پر مبنی سماجی نظام کا قیام

ہر قسم کے معاشی جرائم کے خلاف سخت اقدام اور کڑی سزائیں۔

پیداوار کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنا تاکہ ہمارے ذرائع کی بنیاد مضبوط ہو اور روزگار کے ذرائع وسیع ہوں۔

بیس نکاتی معاشی پروگرام نے جس کا اعلان وزیر اعظم نے یکم جولائی ۱۹۷۵ء کو ایمرجنسی کے بعد کیا تھا لوگوں میں خصوصاً غریب طبقات کے افراد میں بڑی امیدیں اور جوش و خروش پیدا کر دیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پوری قوت پیداوار بڑھانے میں لگانے پر زور دیا گیا ہے تاکہ معیشت میں نئی جان پڑے اور قوم تیزی سے آگے بڑھ سکے۔ اس کے باعث قوم کا اعتماد بحال ہوا ہے۔ عمل اور نظم و ضبط کا ایک نیا دور شروع ہوا ہے اور ہر میدان میں نمایاں ترقی نظر آ رہی ہے۔ مستعدی بڑھی ہے اور قوم نئے عزم کے ساتھ قومی مقاصد کی تکمیل میں تندہی سے لگ گئی ہے۔

حکومت مہاراشٹر نے گرم جوشی سے اس پروگرام کا استقبال کیا اور پوری تندہی سے مقررہ وقت کے اندر اسے پایۂ تکمیل کو پہونچانے کا فیصلہ کیا۔

۲۰ نکاتی پروگرام کی عمل آوری کے لئے ایک ریاستی سطح کمیٹی قائم کی گئی ہے جو لوگوں کے مناسب نمائندوں پر مشتمل ہے اس وقت تک کمیٹی کے دو اجلاس ہو چکے ہیں جس میں ترقی پر نظر ڈالی گئی۔ پروگرام کی ہر مد کا خیال رکھا گیا ہے تاکہ مقاصد کی تکمیل میں تسلسل برقرار رہے۔ عملی میدان میں لوگوں کے ہم خیال نمائندے اور غیر سرکاری افراد اس کی عمل آوری میں دل و جان سے لگے ہیں۔ اس اتحاد، لگن اور فخر کے ساتھ مہاراشٹر بقیہ ملک کے ساتھ مقررہ راہ پر تیزی سے گامزن ہے۔

اگلے صفحات میں پروگرام بننے کے بعد سے ریاست کی رفتار ترقی پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

ریاست میں ۸۵ لاکھ ٹن اناج کی پیداوار

ا:

ضروری اشیاء کی قیمتوں میں
کمی کی کوشش۔ پیداوار،
حصول اور تقسیم پہ زور

اور بروقت کارروائی، یہی رہنما اصول ہے جس کے
ستنے ایمرجنسی کے بعد سے بڑھتی ہوئی قیمتوں کے مسلہ
بہ لازمی اشیاء کی قیمتوں کو روکنے اور ان کی کافی دستیابی
اقدامات کئے گئے مہاراشٹر جیسی خسارہ کی ریاست میں
ادم ہے۔ اولاً مال تیار کرنے والے اشخاص نیز تحریک
سے گذارش کی گئی کہ وہ اپنی مرضی سے قیمتیں گھٹا دیں۔
مت سے پورا تعاون کیا۔ اس کے نتیجہ میں بمبئی نیز کئی
چیزوں کی قیمتیں کم ہوگئیں۔

اور عام صرف میں آنے والی دیگر لازمی اشیاء کے
سے کہا گیا کہ وہ تجارتی ذریعے سے عام فراہمی برقرار
ندیشات دور کرنے کی غرض سے انہیں یقین دلایا گیا
بطور سے قیمتیں مقرر کرے گی۔ اسی کے ساتھ جمع کیا
نکالنے کی مہم چلائی گئی اور ذخیرہ اندوزوں کے خلاف
لی گئی۔

طریقسکل بیوپاریوں سے کہا گیا ہے کہ وہ مقررہ اشیاء
یں ظاہر کریں۔ نیز اناج بچانے کی خاطر بوگس راشن
نے کے لئے باقاعدہ مہم چلائی گئی جو اب تک

م تقسیم کے تحت ضرورت مندوں کو مقررہ قیمتوں پر مقررہ
وی شکر، کنٹرول کپڑا، گھاسلیٹ اور خوردنی تیل
م کرتی ہے۔

ان کے بعد جولائی ۱۹۷۵ء کے تیسرے ہفتہ تک قیمتوں
۔ بہرحال پھر قیمتیں بڑھنے لگیں اور ۲۲ اگست کو انتہائی
بعد ازاں تہواروں کے ماہ ستمبر اور اکتوبر میں آرتی
دسمبر ۱۹۷۵ء کے پہلے ہفتہ سے اچھی فصل نیز مرکزی اور
ن کی جانب سے متعدد اقدامات کے باعث سبزیوں کی
تیں تدریج گرنے لگیں ہیں۔

ایک مکمل زراعتی پروگرام اناج کی پیداوار بڑھانے کے لئے مرتب کیا گیا ہے جس کے نتیجہ میں پیداوار ۸۵ لاکھ ٹن سالانہ سے بڑھ جانے کی توقع ہے۔

عام نظام تقسیم کا سدھار

فی الحال مہاراشٹر میں عام تقسیم کا کام حکومت کی جانب سے مقررہ مقدار کے مطابق تقریباً ۳۰،۰۰۰ مناسب دام کی دکانیں سرانجام دیتی ہیں۔ اس نظام کی درستگی کی غرض سے ایک اسکیم وضع کی گئی ہے تاکہ بوگس راشن کارڈوں کے اضافی یونٹوں کا خاتمہ ہو نیز ان دکانوں کی تقسیم متناسب ہو۔

۱۹۷۵ء کی ابتداء سے ۱۸ء۴ لاکھ یونٹ اپنے طور پر لوگوں نے کم کرائے ہیں۔ ۱۵ نومبر ۱۹۷۵ء تک ۲۴۰۴۵ لاکھ یونٹ بمبئی راشننگ علاقے میں اور ۴۵۰۲۴ لاکھ یونٹ اضلاع میں منسوخ کئے گئے ہیں۔

اشیاء کی قیمتیں اور اسٹاک کی نمائش کی ہدایت خوردہ فروشوں کو دی گئی

۳۰۰ ہزار مناسب قیمت دکانیں ضروری اشیاء لوگوں کو فراہم کرنے کی خدمات انجام دے رہی ہیں۔

ریاستی حکومت نے ایک فوری پروگرام کے تحت مزید ۱۵۰... ہیکٹر علاقہ میں کھیتوں میں نہریں بنانے کا کام مکمل کر لیا ہے تاکہ دستیاب پانی سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جا سکے۔ اس کے علاوہ اناج کی مزید فصلیں پیدا کرنے کے لئے نہری پانی کی فوری بہم رسانی کی غرض سے ریاستی حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ تمام سینچائی پروجیکٹوں سے ملنے والے پانی کا کم سے کم ۵۰ فیصدی حصہ اناج کی فصلوں کے لئے استعمال کیا جائے۔ تنابدرا آں نہری علاقے میں گنے کی کاشت کے سلسلے میں پچیس فیصدی تخفیف کی گئی ہے۔ ان اقدامات کی وجہ سے اناج کی کاشت کے لئے مزید ۲۵،۳۰۰ ہیکٹر پر آب پاشی ہو سکے گی

ریاست میں قابل اطمینان خریف فصل، آندھرا پردیش، اتر پردیش، بہار، پنجاب، ہریانہ اور مدھیہ پردیش سے کافی مقدار میں چاول کی دستیابی نیز مرکزی حکومت کی جانب سے مقررہ حصہ اناج میں اضافہ کی بدولت مناسب بھاؤ پر کافی اناج ملنے لگا۔

ریاستی حکومت نے محصول اراضی کے تناسب سے اناج وصولی کے لئے نیا قاعدہ اپنایا ہے۔ اس نئے قاعدہ سے جو ۲۶ جون ۱۹۷۵ء سے اختیار کیا جائے گا۔ ۵،۵ لاکھ ٹن اناج حاصل ہوگا جب کہ اس کے مقابلے میں گذشتہ سال ۲،۷ لاکھ ٹن وصول ہوا تھا۔ وصولی کی مہم یکم اکتوبر ۱۹۷۵ء سے چلائی گئی ہے اور ۲۰ دسمبر ۱۹۷۵ء تک ۱،۴۰،۰۰۰ ٹن اناج وصول ہو چکا تھا۔

۲: منصفانہ تقسیم
زراعتی اراضی حدبندی میں کمی

حدبندی اراضی میں کمی کا مقصد منصفانہ تقسیم ہے جس سے لاکھوں بے زمین کھیتی مزدوروں کو فائدہ پہنچے گا۔

چھوٹے کسانوں کو کوآپریٹو بینک ہی قرض دیکر مدد کر رہے ہیں۔ یہ تصویر اس وقت لی گئی تھی جبکہ مسٹری ایس پی جوان
ایک متعلقہ کسان کو قرض کی دستاویز دے رہے تھے

زرعی معیشت میں نمایاں تبدیلی کی غرض سے اولین اور اہم ترین قدم یہ ہے کہ زراعتی اراضی حدبندی قوانین سختی سے لاگو کئے جائیں جو وقتاً فوقتاً ریاست میں جاری کئے گئے ہیں۔ اصلاحات اراضی کے معاملے میں فاضل اراضی کی ضرورتمند اشخاص میں منصفانہ تقسیم بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔

→

ہر کسان کو ایک کھاتے "پُنکا" دی گئی ہے جس میں اراضیات سے متعلق مکمل اندراجات ہوں گے۔

مہاراشٹر میں ۱۹۶۱ء میں اس سمت ٹھوس قدم اٹھایا گیا تھا۔ جبکہ سب سے پہلے اراضی حدبندی ایکٹ وضع کیا گیا تھا۔ مہاراشٹر زراعتی اراضی (حدبندی ملکیت میں کمی) اور ترمیم) ایکٹ ۱۹۷۵ء جو جولائی ۱۹۷۲ء میں منعقدہ وزرائے اعلیٰ کی کانفرنس میں وضع کردہ رہنما اصولوں پر مبنی ہے۔ حال ہی میں ریاست میں نافذ کیا گیا ہے۔ نئے قانون کے تحت سینچائی اراضی کی دو خاص اقسام کے لئے نئی حد بندی بالترتیب یہ ہے۔ ۷٫۲۸ ہیکٹر (۱۸ ایکڑ) اور ۱۰٫۹۲ ہیکٹر (۲۷ ایکڑ) عارضی اور غیر یقینی سینچائی والی اراضی نیز بعض یقینی بارش کے علاقوں میں بارش سے سیراب ہونے والی دھان اراضی کے لئے حدبندی ۱۴٫۵۷ ہیکٹر (۳۶ ایکڑ) مقرر کی گئی ہے۔ دیگر تمام خشک فصل اراضی کے لئے حد بندی ۲۱٫۸۲ ہیکٹر (۵۴ ایکڑ) ہے۔

نئے ایکٹ کے باعث تقریباً ۱٫۵ لاکھ ہیکٹر اراضی فاضل نکلے گی جبکہ غیر ترمیم شدہ ایکٹ کے تحت ۱,۲۷,۵۱۵ ہیکٹر اراضی فاضل نکلی تھی۔

جس میں سے ۹,۲۲۰ ہیکٹر زمین تقسیم کرنا باقی ہے۔

جب تک دیہی اراضی ریکارڈ خصوصاً حقوق ریکارڈ حال تک درست نہ کر لیا جائے۔ اصلاحات اراضی کا موثر طریقے سے نفاذ ممکن نہیں لہذا حکومت نے تمام ضلع کلکٹران کے نام مفصل ہدایات جاری کی ہیں۔

۳۲۵ فاضل اراضی تصفیہ عدالتیں مختلف تعلقہ جات اور حلقوں میں قائم کی جا چکی ہیں تاکہ فاضل اراضی کی شناخت اور اعلان کی کارروائی کی جائے اتنی ہی تعداد میں تقسیم اراضی عدالتیں قائم کی جا رہی ہیں تاکہ بے زمین اشخاص کو فاضل اراضی تقسیم کرنے کا کام ۳۰ جون ۱۹۷۶ء تک پورا ہو جائے۔

بے زمین اشخاص کیلئے مکان کی جگہ

۳

خواب کی سچی تعبیر

پرانے ٹھکانوں کے مقابلے میں مضبوط اور پائیدار جھونپڑے

وزیراعظم نے ایک اہم قومی مقصد یہ بتایا ہے کہ بے زمین اشخاص کو مکان کے لئے جگہ دی جائے۔ اسکیم کے تحت مکان کے لئے ۳ ۰ ۸ مربع میٹر درست اراضی خاندانوں کو مفت مہیا کی جائے گی۔ صرف اسی پر اکتفا نہ کرتے ہوئے ریاستی حکومت نے ایک قدم بڑھ کر یہ بہتر سمجھا کہ پلاٹ کی درستگی کے لئے مالی امداد کے طور پر دی جانے والی ۱۵۰ روپے کی رقم جھونپڑے تعمیر کرنے پر صرف کی جائے۔

اکتوبر ۱۹۷۵ء کے اختتام تک لگ بھگ ۲۶۷۴ لاکھ مستحق خاندانوں کو مکان کی جگہ فراہم کی جا چکی ہے۔ نیز کل ۵۷۵،۲۶ جھونپڑے تعمیر ہو چکے ہیں اور بے زمین اشخاص کو دیئے جا چکے ہیں۔ حکومت نے یہ بھی طے کیا ہے کہ بقیہ تمام بے زمین اشخاص کو جن کی تعداد ۱۰۹ لاکھ ہے دسمبر ۱۹۷۵ء تک مکان کے لئے جگہ دے دی جائے۔

ڈیری اور پولٹری جیسے پیشے ان بے زمین مزدوروں کو مہیا کرنے کے اقدامات کئے جا رہے ہیں جنھیں جھونپڑے دیئے گئے ہیں۔

قومی راج

ایسی کالونیوں سے بڑے علاقے پر رونق سی آگئی ہے

اس بے مثال اسکیم کی کامیابی سے حوصلہ پاکر حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جون ۱۹۷۵ء سے مارچ ۱۹۷۶ء تک مزید ایک لاکھ جھونپڑے بنائے جائیں. مالی امداد بھی ۱۵۰ روپے سے بڑھا کر ۲۰۰ روپے کردی گئی ہے اس سال اس پروگرام کے لئے بجٹ میں ۳ء۱۱ کروڑ روپے کی رقم کی گنجائش رکھی گئی ہے.

مزید برآں امداد باہمی شکر کارخانوں نے اپنے اپنے حلقہ میں تقریباً ۴۲۸۰۰ خاندانوں کے لئے ایسے ہی جھونپڑے بنانے پر رضامندی ظاہر کی ہے.

عام لوگ اسکیم سے متاثر ہوئے ہیں اور مقامی جماعتیں بھی ادارے اور تاجر وغیرہ سب ہی نقد اور جنس کی شکل میں بخوشی امداد پیش کر رہے ہیں

یہ پروگرام آئندہ دو سال تک جاری رہے گا تا آنکہ دیہاتوں میں تمام بے زمین اشخاص کو مکانات مل جائیں جو ان کی خود کی اراضی پر بنائے گئے ہوں ●

۴:
بیگار - قصہ ماضی

بے گار کا خاتمہ

بے گار کی زنجیروں سے آزاد یہ ادیباسی اب کھیتوں میں کام کر رہے ہیں

دیہی راج

"ہر مرد عورت اور بچہ کو اپنا یہ فرض اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ وہ اپنا گھر صاف ستھرا رکھے، اپنا شہر صاف ستھرا رکھے، اپنا گاؤں صاف رکھے اسے اور بھی خوبصورت بنائے ایسے خیالات اور عادتیں اپنائیں جو ملک کو آگے بڑھانے میں مدد دیں، ایسے خیالات اور عادتوں سے بچیں جو ہمیں پیچھے ڈھکیل دیں۔ صرف اِسی طرح ترقی کی جا سکتی ہے۔"

شریمتی اِندرا گاندھی

"پالے موڈ" کے رواج کے خاتمہ سے ادیباسیوں کو نئی زندگی ملی ہے اور وہ اپنے خود کے کھیتوں میں دھان بو رہے ہیں

مہاراشٹر میں بےگار قصہ پارینہ بن گئی ہے۔ "پالے موڈ" نامی بیگار پہلے دیہاسی علاقوں میں رائج تھا۔ جس کے تحت دیہاسی ان غیرقانونی ساہوکاروں کے غلام بن کر رہ جاتے تھے جو انھیں ۲۰۰ تا ۳۰۰ فیصدی انتہائی شرح سود پر قرض دیتے تھے۔

اس برائی کا اس وقت خاتمہ ہوگیا جبکہ حکومت نے خاتمہ پالے موڈ اسکیم جاری کی۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ ادیباسیوں کو زیادہ سے زیادہ ۲۵۰ روپے کا قرض دو اقساط میں ۷۵ فیصدی بشکل جنس اور ۲۵ فیصدی نقد ۵ فیصدی شرح سود پر دیا جائے۔

دیہی بے روزگاری کے مسئلہ کو حل کرنے کے لئے ریاستی حکومت نے ضمانت روزگار اسکیم جاری کی ہے۔ اس کے باعث بےگار کا رواج پھر زندہ نہ ہو سکے گا۔

منصوبہ برائے تصفیہ دیہی قرضداری

۵

قرض داری کا مسئلہ ختم

دیہی علاقوں میں قرض داری ایک بھیانک مسئلہ لہٰذا چھوٹے کسانوں، بے زمین مزدوروں، اور دیگر غریب دیہاتیوں کو ظالم سود خوروں کی گرفت سے نجات دلانا ضروری ہے۔

لہٰذا حکومت مہاراشٹر نے نہایت مستعدی سے اس پروگرام پر عمل شروع کیا۔ اور اس سلسلے میں مہاراشٹر قرض راحت آرڈی نینس بابتہ ۱۹۷۵ء جاری کیا۔

اس کی خاص خاص باتیں یہ ہیں: ۲ اگست ۱۹۷۵ء کو غیر اداشدہ بعض قرضہ جات نیز قرض دار کی جانب سے قرض خواہ کو قابل ادائیگی سود کی رقم کلیتاً موقوف سمجھی جائے گی۔ حسب ذیل قرض دار اس رعایت کے مستحق ہوں گے۔

خاص کسان، دیہی مزدور، دیہی دستکار یا کارکن جن کی سالانہ آمدنی ۲۴۰۰ روپے سے زیادہ نہ ہو۔

اس آرڈی نینس میں چھوٹے کسانوں کے خلاف ڈگری کی تعمیل پر بامضابطہ التوائے قرض قاعدہ وضع کیا گیا ہے۔

اس آرڈی نینس کا عام لوگوں نے خیر مقدم کیا ہے اس آرڈی نینس کے نفاذ کے بعد مہاراشٹر کے ۲۳۰۰۰ ہزار سے زائد اشخاص کو قرض سے نجات ملی۔ ان فیضیاب ہونے والے اشخاص میں سے ۱۲،۳۳۷ دیہی علاقوں کے اور ۱۶،۱۴۴ شہری مقامات کے ہیں۔ ان میں سے ۱۶،۳۶۶ اشخاص نے اپنی رہن اشیاء واپس حاصل کرنے کے لئے پولس سے بھی مدد لی ہے۔

ساہوکار اسے آسانی سے ماننے والے نہیں انھوں نے رعایت کے لئے عدالتوں سے رجوع کیا۔ سپریم کورٹ نے عارضی حکم امتناعی جاری کیا ہے چنانچہ ساہوکاروں کے پاس رہن رکھی ہوئی جائداد اور زیورات کی بازیابی کے لئے کوئی کارروائی نہیں کی جاسکتی بہرحال عدالت نے ساہوکاروں کو ہدایت کی ہے کہ آخری تصفیہ تک رہن اشیا فروخت نہیں کی جاسکتیں۔

آرڈی نینس میں ترمیم کرنے کی کارروائی کی جارہی ہے تاکہ ان لوگوں کے لئے جو قرض لیتے تھے دیہی قرض کی متبادل صورت نکالی جائے اس معاملے میں مختلف بنکوں سے بھی بات چیت ہورہی ہے

قرضداری کے خاتمے سے غریبوں کو گروی رکھی اشیاء واپس ملنے لگیں۔

حال ہی میں رتنا گیری کے آم زمینداروں نے ۱۰۰۰ سے زیادہ آم کے درخت چھوڑ دئے۔ جو سالہا سال سے ان کی تحویل میں تھے۔

۱۲۹ غریب اشخاص جنھیں ان کی ملکیت اب واپس مل گئی ہے ہر سال ان ۱،۴۹ درختوں سے ۴ لاکھ روپے کما سکیں گے۔

شری شام راؤ پکے ایم۔ پی نے ان ۲۴ زمینداروں کو درخت واپس کر دینے کے فیصلے پر مبارکباد دی۔ جو انھوں نے وزیراعظم کے ۲۰ نکاتی پروگرام سے متاثر ہوکر کیا ہے۔

درختوں کی واپسی کی کارروائی ۲۴ نومبر کو رتنا گیری کے قریب منعقدہ تقریب میں انجام دی گئی۔ جس میں ضلع کلکٹر، ضلع پریشد کے صدر اور سماجی کارکن موجود تھے

اقل ترین زراعتی اجرت قوانین پر نظرثانی

۶

کھیت مزدوروں کو ۴٫۶۶ لاکھ روپے کی ادائیگی

عتی مزدوروں کے ساتھ سماجی و معاشی انصاف کا مسئلہ ریاستی حکومت کی اختیار کردہ پالیسی کا جز ہے چنانچہ حکومت ۲۴ر مارچ ۱۹۷۴ء سے غیر ماہر زراعتی مزدوروں کے لئے حسب ذیل اقل ترین شرح اجرت مقرر کی ہے۔

۱:- غیر ماہر سالدار/سال کری   حلقہ نمبر ۱: ۱۴۰۰ روپے   حلقہ ۲: ۱۳۲۰ روپے   حلقہ ۳: ۱۲۰۰ روپے سالانہ
۲:- غیر ماہر مہینہ دار   ″ ″ ۱۲۰ ″   ″ ۱۰۰ ″   ″ ۱۰۰ ″ ماہانہ
۳:- غیر ماہر روزانہ اجرت دار   ″ ۴٫۵۰ ″   ″ ۳٫۷۵ ″   ″ ″ ۳ روپے روزانہ

اب تک ریاست میں ۱۴ اضلاع میں ۴٫۶۶ لاکھ روپے کی رقم زراعتی مزدوروں کو ادا کی جا چکی ہے۔ بیشتر املات میں ادائیگی مارچ ۱۹۷۴ء سے کی گئی ہے۔

کھیتی مزدوروں کی حالت سدھارنے کے لئے اُن کی اقل ترین اُجرت کا تعین اہم قدم ہے۔

ی راج

مزید اراضی زیر آبپاشی
مزید علاقہ کا قومی نشانہ، پچاس لاکھ ہیکٹر

نہروں سے سینچائی کے باعث پسماندہ علاقوں میں سینچائی نندمیں اضافہ

۲۰ - نکاتی پروگرام کے مدنظر جس کے تحت پورے ملک میں مزید پچاس لاکھ ہیکٹر اراضی زیر آبپاشی لائی جائیگی اس ریاست میں پانچویں پانچسالہ منصوبہ کے بقیہ چار سال کے لئے اضافی آبپاشی کا نشانہ ۵،۸۵،۰۰۰ ہیکٹر رکھا گیا ہے۔

پلاننگ کمیشن کے پروگرام مشیر کے صلاح و مشورے سے رواں سال کے لئے ریاست کے سینچائی پروگرام پر ناقدانہ نظر ڈالی گئی۔ یہ طے کیا گیا کہ بڑے آبپاشی پروجیکٹوں کی رفتار تیز کی جائے نیز تین پروجیکٹوں یعنی سیا، سکھوڑی اور جائیک واڑی مرحلہ - ۱ کے
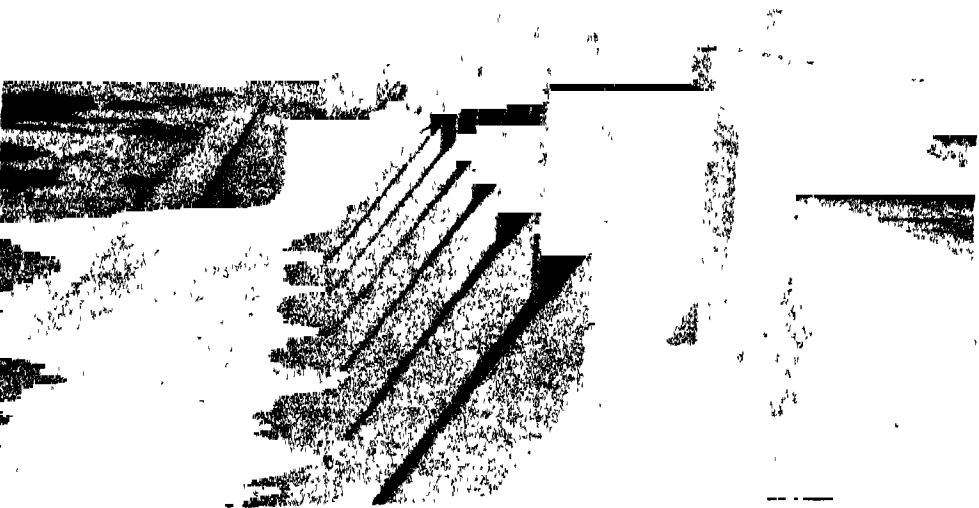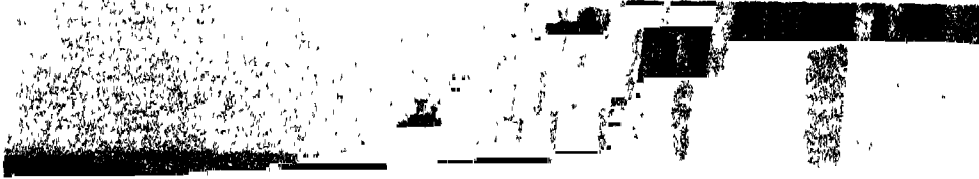
جائیک واڑی پروجیکٹ کے تحت پیتھان میں گوداوری ندی پر مٹی کے بندکی تعمیر جس سے اضلاع اورنگ آباد۔ احمد نگر۔ بیڑ اور پربھنی کی ۲،۷۷،۵۶۷ ہیکٹر اراضی پر سینچائی ہو سکے گی۔

معاملہ میں خاص کوشش کی جائے جنھیں قومی پروجیکٹ مانا گیا ہے۔

چنانچہ ان پروجیکٹوں کے تخمینہ مصارف ۱۹ء۱۱ کروڑ روپے تک بڑھانے کی تجویز ہے تاکہ جون ۷۶ء تک ۷۱,۰۸۰ ہیکٹر کی مزید گنجائش نکل آئے (یعنی جون ۱۹۷۶ء تک ۱,۱۵,۲۴۰ ہیکٹر کے مقررہ نشانہ کے علاوہ جون ۱۹۷۶ء تک کُکڑی سے مزید ۳۰۰۰ ہیکٹر اور جائیک واڑی مرحلہ ۱ سے ۱۴,۰۸۰ ہیکٹر)

گراؤنڈ واٹر سروے اینڈ ڈیولپمنٹ ایجنسی کے اندازہ کے مطابق ریاست میں تقریباً ۵ لاکھ مزید سنچائی کے کنوئیں کھودنے کے امکانات ہیں۔
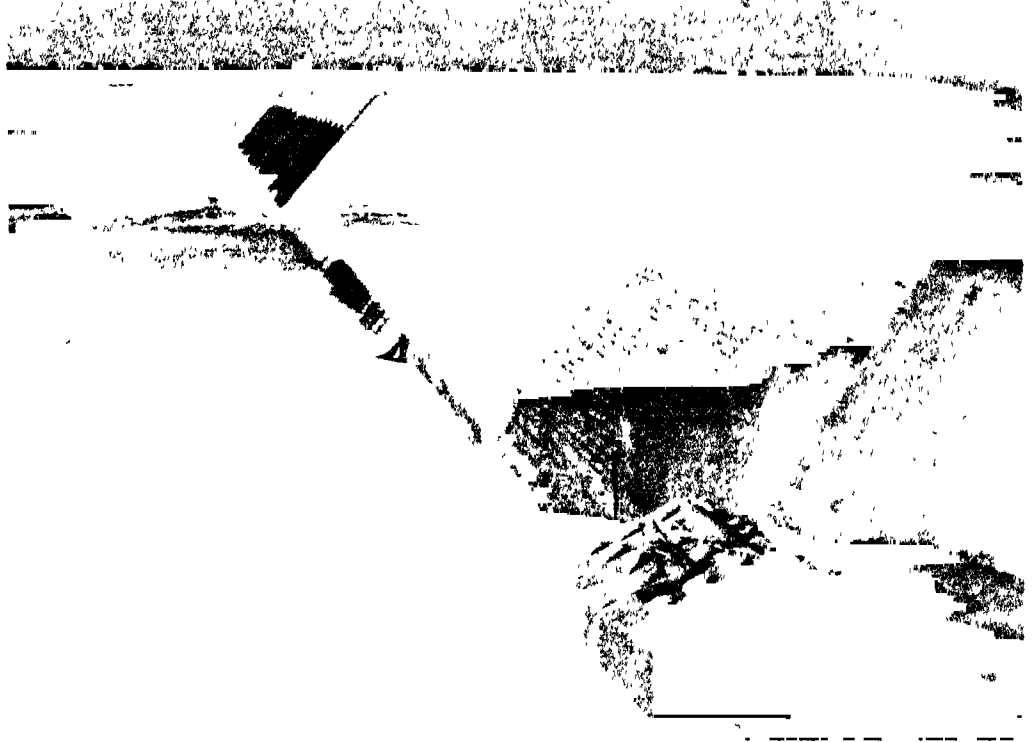
اُجانی بند کے دونوں جانب نہریں ہیں جن کی کل لمبائی ۲۵۴ کلومیٹر ہے۔ اس سے اضلاع شولاپور اور پونا میں ۴۴,۶۰۰ ہیکٹر پر سنچائی کی گنجائش نکلے گی۔ پانچویں سالہ منصوبہ کے بعد چار سال میں ریاست میں مزید سنچائی کا نشانہ ۵,۸۵,۰۰۰ ہیکٹر رکھا گیا ہے۔

ککڑی پروجیکٹ کے تخمینہ مصارف بڑھا دینے سے جون ۱۹۷۶ء تک ۳۸,۰۰۰ ہیکٹر پر سنچائی کی گنجائش نکل آئے گی

تیزی سے بجلی کی پیداوار کا پروگرام

۸
۵۴۰ میگاواٹ بجلی کی پیداوار
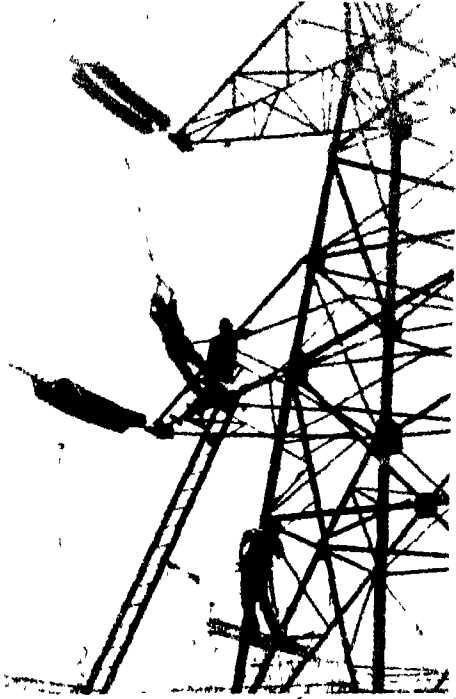
آٹھ سو میگاواٹ کی کمی پاور پروگرام کے تحت تیزی سے پوری کی جائے گی۔

ریاستی حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ بجلی پیدا کرنے کے پروجیکٹوں کی رفتار تیز کی جائے تاکہ آئندہ تین چار سال کے دوران متوقع ۸۰۰ میگاواٹ کی کمی نہ رہے۔ اس نے مرکز سے یہ درخواست کی ہے کہ ان نئی اسکیموں کو منظوری دیدی جائے جو ۱۹۷۲ء اور ۱۹۷۵ء کے درمیان پیش کی گئی ہیں۔

فی الحال مرکزی حکومت کے سامنے حسب ذیل اسکیمیں پیش کی جا چکی ہیں:- چندر پور پروجیکٹ (۱,۳۰۰ ایم۔ ڈبلو) کھاپر کھیڈ توسیعی پروجیکٹ (۱۲۰ ایم۔ ڈبلو) امریہ پروجیکٹ (۴۰۰ ایم ڈبلو) پارلی توسیعی پروجیکٹ (۱۲۰ ایم۔ ڈبلو) ہنواشیوا پروجیکٹ (۲۰۰۰ ایم ڈبلو) اور ٹرامبے (ٹاٹا) توسیعی پروجیکٹ (۱۰۰ ایم ڈبلو) ان کی کل قوت ۴,۴۴۰ میگاواٹ ہے۔

کوراڈی تھرمل پاور اسٹیشن سے فی الحال ۲۴۰ میگاواٹ بجلی پیدا ہو رہی ہے۔
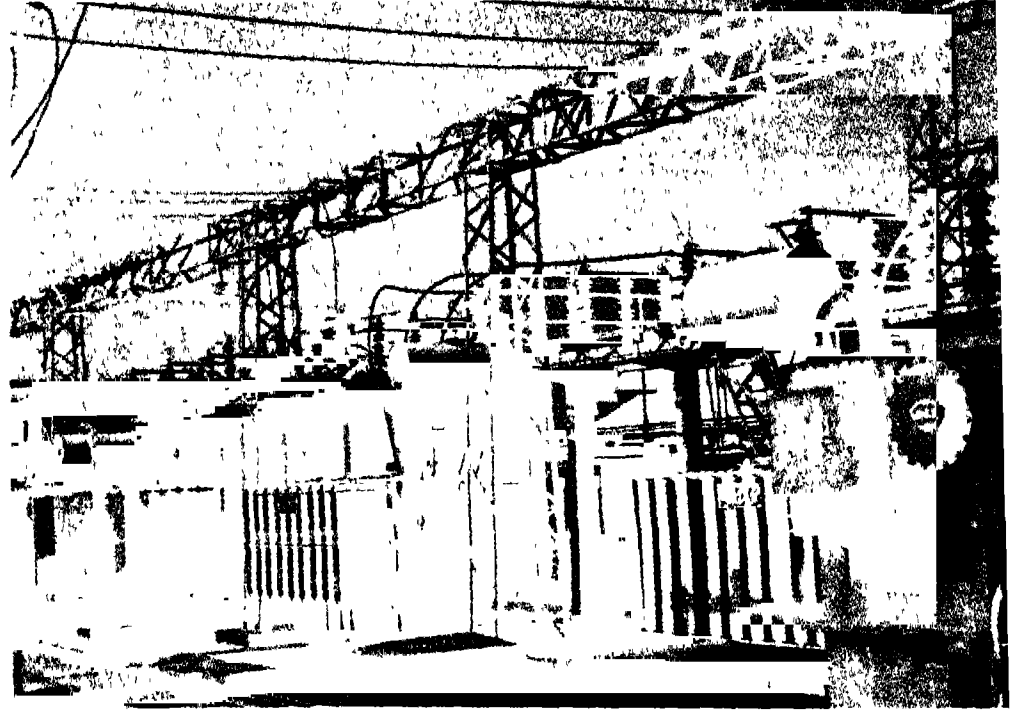
بجلی کی پیداوار کے زبردست پروگرام سے جو ریاستی حکومت نے شروع کیا ہے مزید ۵۴۰ میگاواٹ بجلی پیدا ہوسکے گی جس سے ریاست میں ترقی کی رفتار تیز تر ہوگی۔
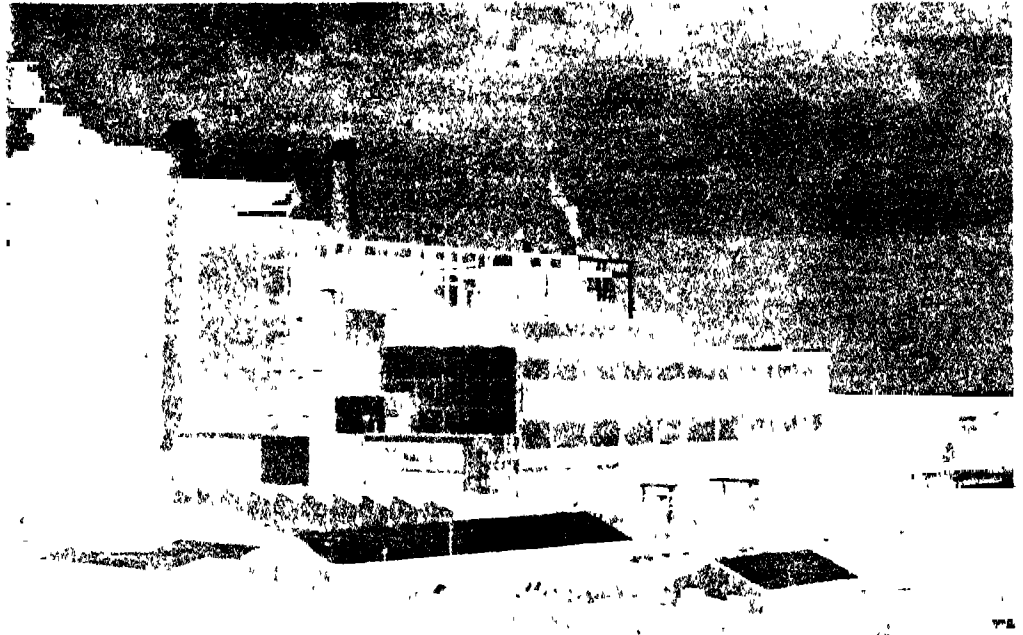
ناسک کے قریب ایک لہری تھرمل پاور اسٹیشن۔ یہ پروجیکٹ اس علاقے میں زراعتی اور صنعتی ترقی بڑھانے میں مددگار ہوگا اور اس سے دیہات کے لوگوں کو خوشحالی نصیب ہوگی۔

جون ۱۹۷۶ء تک ریاست میں ۵۴۰ میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کی گنجائش نکل آئے گی۔
اس میں ہائیڈرو اسٹیشنوں سے ۳۰۰ میگاواٹ اور تھرمل اسٹیشنوں سے ۲۴۰ میگاواٹ شامل ہے۔
۱۹۷۵-۷۶ء کے لئے پن بجلی نشانہ یہ ہے:

کوئینا مرحلہ ۳	:	۳ یونٹ	ہر ایک ۸۰ میگاواٹ	۲۴۰ میگاواٹ
ویترنا	:	۱ یونٹ	ہر ایک ۶۰ ” ”	۶۰ ” ”
			کل	۳۰۰ میگاواٹ

بڑی اسکیموں کی تکمیل میں پانچ برس لگیں گے۔ کچھ اسکیمیں پانچویں منصوبہ کی مدت کے دوران پوری نہ کی جا سکیں گی۔ لہٰذا ریاستی حکومت نے ان میں رد و بدل کا ارادہ کیا ہے تاکہ انھیں فوری طور سے مکمل کیا جا سکے اور ۸۰۰ میگاواٹ کی متوقع کمی نہ رہے۔ اسی لئے مرکز سے امداد کی ضرورت پڑی ہے۔

فی الحال مہاراشٹر میں بجلی کی پیداوار کی گنجائش ۱۵۰۰ میگاواٹ ہے جبکہ قائم گنجائش ۲,۱۹۹ میگاواٹ ہے توقع ہے جون ۱۹۷۶ء تک مزید ۵۴۰ میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کی گنجائش نکل آئیگی مزید بجلی کے لئے ریاستی حکومت کرناٹک مدھیہ پردیش اور گجرات کی حکومتوں سے بات چیت کر رہی ہے۔

ہتھ کرگھا صنعت کا سدھار

۹
دستی کرگھا بنکروں کی حالت کا سدھار

ہتھ کرگھا صنعت ریاست کی ایک اہم صنعت ہے جس میں ۱۰ لاکھ سے زیادہ بنکر برسر کار ہیں۔ ۵ء۱ لاکھ ہتھ کرگھوں میں سے لگ بھگ ۵۰ فیصدی امداد باہمی کے حصہ میں ہیں۔ لہٰذا ریاستی حکومت نے اس شعبہ میں ملازمت کے تحفظ کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی تھی اس کمیٹی کی سفارش کے مطابق حکومت نے اسکیمیں بنائی ہیں تاکہ دستی کرگھا بنکروں کو مالی امداد دی جا سکے اس سال کے بجٹ میں ۴۸ء۷۴ لاکھ روپے کی رقم امداد کے لئے رکھی گئی ہے۔

• دستی کرگھا صنعت کے بھرپور سدھار کے لئے حکومت نے ہینڈلوم کارپوریشن قائم کی ہے۔ یہ کارپوریشن "ماڈل ڈائی ہاؤس" ... ضروری ساز و سامان کی خریداری وغیرہ کے ذریعہ اس صنعت کی امداد کر رہی ہے۔

ہتھ کرگھا صنعت ریاست کی ایک اہم صنعت ہے جسمیں ۱۰ لاکھ سے زیادہ افراد کام کرتے ہیں۔

بجم جنوری ۱۹۷۶

ہتھ کرگھا مزدوروں کے لئے کام کی جگہ کے حالات سدھارے گئے ہیں اس مقصد کے لئے بجٹ میں ۴۸-۱۹۴۷، ۴ لاکھ کی رقم مختص کی گئی ہے

ہینڈلوم ویورس کالونی کی تعمیر کے پروگرام کے تحت پانچویں منصوبہ کی مدت کے دوران ۵۰۰ مکانات تعمیر کرنے کی تجویز ہے۔

ریاستی حکومت نے مرکز سے یہ درخواست کی ہے کہ شولاپور ناگپور اور ناندیڑ میں تین نئے ڈیزائن سنٹر دیئے جائیں۔ ایسے ہر سنٹر کی لاگت ۸ لاکھ روپے ہے۔

وسیع سدھار پروجیکٹ کے تحت ناگپور، شولاپور، ناندیڑ و ربھنڈارہ میں عام "ورک شیڈ" بنائے جائیں گے جن میں سے ہر ایک کا خرچ ۲۵۰ لاکھ روپے ہے

منصوبہ جات کے ساتھ ایک برآمدی پیداوار یونٹ کا منصوبہ ہے جو شولاپور میں قائم کیا جائے گا اور جس کا تخمینہ مصارف ایک کروڑ روپے ہے۔ یہ دونوں تجاویز حکومت ہند کو پیش کی جارہی ہیں۔ نیز اس کے ساتھ یہ درخواست کی گئی ہے کہ ۵۰ فیصدی قرض اور ۵۰ فیصدی امداد کی بنیاد پر ان کے لئے مالی امداد دی جائے۔

ہاتھ کرگھا صنعت کی حفاظت کی غرض سے پاور لوم پر رنگین ساڑیوں کی تیاری پر پابندی لگانے کی تجویز کو آخری شکل دے دی گئی ہے۔

۱۰

کپڑے کی بہتر تقسیم

لوگوں کے لئے اچھا کپڑا اور بہتر فراہمی

مہاراشٹر کے لئے کنٹرول کپڑے کا ماہانہ معینہ حصہ اب ۶۰۰۰ گانٹھیں ہے جو بیشتر کوآپریٹیو سوسائٹیوں اور مناسب دام کی دکانوں کے ذریعہ تقسیم کیا جاتا ہے۔ کنٹرول کپڑے کا بیوپار کرنیوالے تھوک فروشوں، نیم تھوک فروشوں اور خوردہ فروشوں کی مالی حالت اور کارگذاری سدھارنے کی غرض سے ریاستی حکومت نے اقدامات کئے ہیں۔ نیز مزید پھٹکل فروخت کیلئے دکانیں وغیرہ کھولی جارہی ہیں۔ تاکہ کپڑا ریاست کے دور دراز علاقوں تک پہنچایا جاسکے
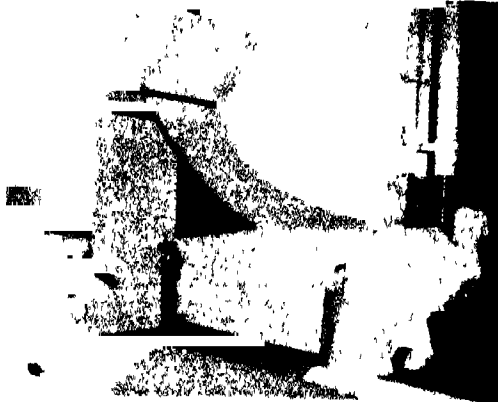
عوام کی ضرورت کا کپڑا تیار کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے جو کنٹرول داموں پر تقسیم کیا جاتا ہے۔

اضلاع میں منظور شدہ مناسب دام کپڑے کی دوکانیں ۳۱ر اکتوبر ۱۹۷۵ء تک

نمبر شمار	ضلع کا نام	دکانوں کی کل تعداد	ضلع پریشد حلقہ جات کی تعداد	ضلع پریشد حلقہ جات جن میں دکانیں پھیلی ہیں
۱	تھانے	۶۸	۵۲	۴۷
۲	قلابہ	۶۲	۴۸	۴۵
۳	رتنا گیری	۷۰	۶۰	۶۰
۴	ناسک	۸۱	۵۴	۵۱
۵	دھولیہ	۵۲	۵۱	۴۳
۶	جلگاؤں	۷۱	۵۶	۴۶
۷	احمد نگر	۸۷	۵۸	۵۶
۸	پونے	۸۵	۵۸	[illegible]
۹	ستارہ	۶۸	۵۴	۴۵
۱۰	سانگلی	۶۹	۴۹	۴۹
۱۱	شولا پور	۵۸	۵۴	۳۸
۱۲	کولھا پور	۷۹	۵۳	۵۰
۱۳	اورنگ آباد	۸۹	۵۳	۵۲
۱۴	پربھنی	۷۴	۴۹	۴۴
۱۵	بیڑ	۶۹	۴۷	۴۱
۱۶	ناندیڑ	۵۷	۴۷	۳۶
۱۷	عثمان آباد	۷۴	۵۲	۵۲
۱۸	بلڈانہ	۵۹	۴۷	۴۷
۱۹	آکولہ	۶۳	۴۷	۴۷
۲۰	امراوتی	۷۴	۴۷	۴۶
۲۱	ایوت مل	۵۵	۴۹	۴۴
۲۲	واردھا	۴۴	۴۰	۳۳
۲۳	ناگپور	۱۲۷	۴۴	۳۸
۲۴	بھنڈارہ	۶۰	۵۱	۵۱
۲۵	چندرا پور	۵۸	۵۱	۳۹
	میزان	۱۷۵۳	۱۲۷۱	۱۱۳۸
	ممبئی راشن بندی علاقہ	۳۱۲	-	-
	کل میزان	۲۰۶۵	-	-
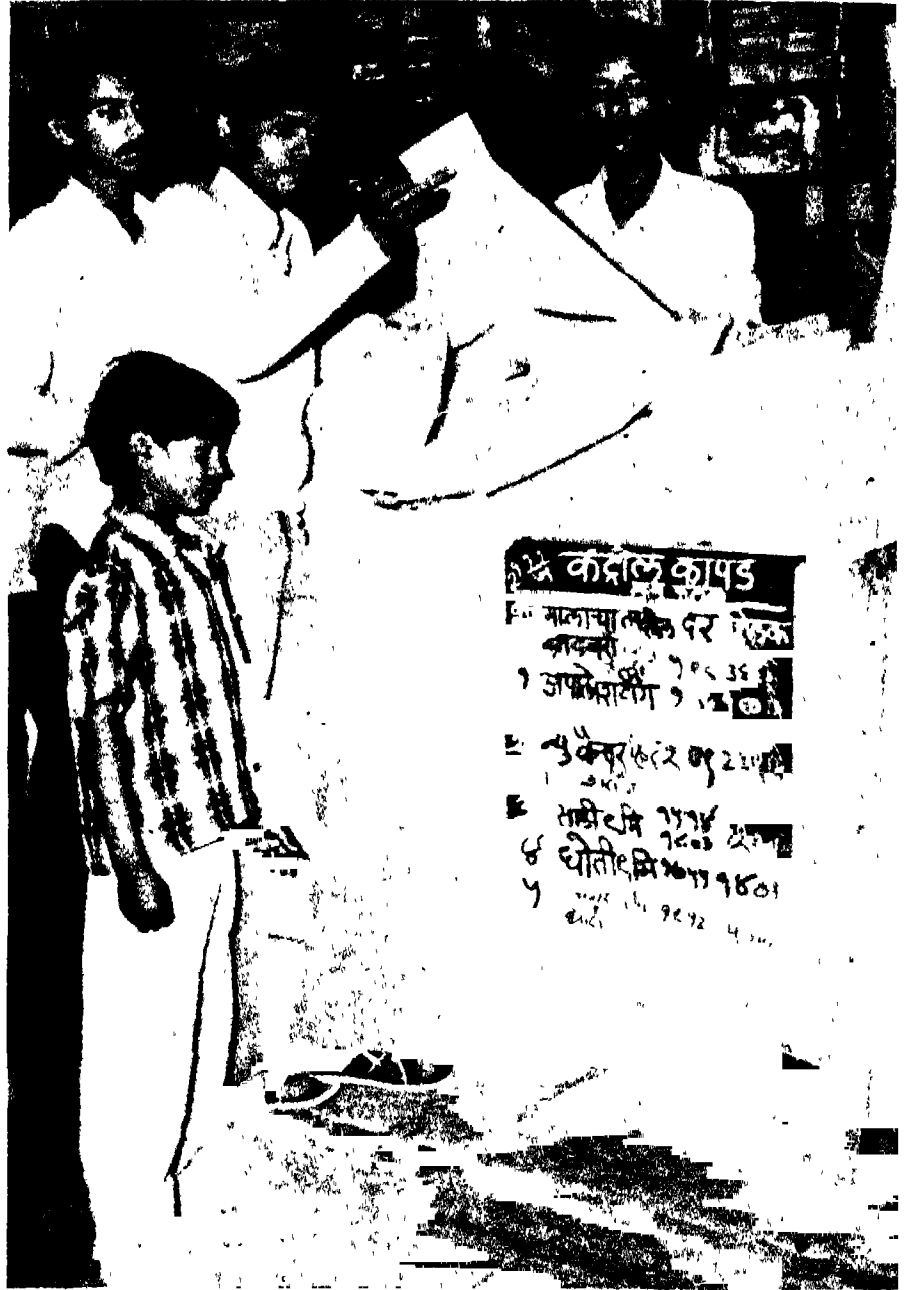
ارسٹر کو ہر ماہ کنٹرول کپڑے کی ...۶ گانٹھیں ملتی ہیں یہ کپڑا
آپریٹو سوسائیٹیوں اور فیئر پرائس شاپس کے ذریعے
تقسیم کیا جاتا ہے۔

ریاستی سطح کمیٹی برائے عمل آوری بیس نکاتی
پروگرام نے بھی ایک سب کمیٹی قائم کی ہے تاکہ کنٹرول
کپڑے کی تقسیم کی اسکیم پر تمام پہلوؤں سے
غور کرے۔ ●●

۱۱ شہری علاقوں میں آراضی اور ملکیت کے مسئلہ کا اشتراکی اصول پر حل

خالی فلیٹوں کا حصول

بمبئی جیسے شہروں میں ایک طرف تیزی سے بڑھتی ہوئی جھونپڑپٹیوں اور دوسری جانب فلک بوس عمارتوں کے باعث بار دن بدن بڑھ رہا ہے۔ پھر بھی بہت سے ایسے لوگ ہیں جن کے پاس رہنے کیلئے جگہ نہیں ہے۔ رہائشی جگہ کی اس قلت کے باعث "پگڑی" جیسی بدعنوانیاں پیدا ہوئی ہیں۔ اس کے علاوہ مالدار طبقہ کے لئے یہ ایک منافع بخش کاروبار بن گیا ہے کہ خالی آراضی خریدنے میں روپیہ لگا ... اور بعدازاں خوب نفع سے فروخت کر دے اس کے نتیجہ میں دولت چند ہاتھوں میں جمع ہو جاتی ہے اور سماج میں نابرابری بڑھتی ہے۔

اس بدعنوانی کو ختم کرنے اور غریب اور متوسط طبقہ کے لوگوں کے لئے رہنے کی جگہ مہیا کرنے کی غرض سے حکومت ہند قانون بنا رہی ہے تاکہ خالی آراضی کی ملکیت و قبضہ پر بندش لگائی جائے۔ فالتو آراضی حاصل کی جائے، نئے رہائشی یونٹوں کی جگہ محدود کی جائے اور شہری آراضی وغیرہ کے لئے اشتراکی اصول برتا جائے۔

ورکنگ گروپ نے جو مرکزی حکومت نے ۱۹۶۹ء میں مقرر کیا تھا یہ سفارش کی ہے کہ شہری جائیداد کی حدبندی کیلئے حکومت خود اپنا قانون وضع کر سکتی ہے لیکن اس باب میں مرکزی قانون زیادہ مناسب ہوگا۔ کیونکہ اس طرح ہندوستان کے کسی بھی مقام پر کنبہ جات کی زیر ملکیت جائیداد پر یکجا کر کے حدبندی لگائی جا سکتی ہے نیز پورے ملک میں بنیادی طریقہ حصول اور معاوضہ میں یکسانیت رہ سکتی ہے۔

لہٰذا مہاراشٹر مجلس قانون ساز نے یہ قرارداد پاس کی ہے کہ مہاراشٹر میں شہری جائیداد کی حدبندی مقررہ حد سے فاضل جائیداد کا حصول اور دیگر تمام معاملات مرکزی قانون کے ذریعہ منضبط کئے جائیں۔ مرکزی قانون وضع ہونے تک ریاستی حکومت نے مرکزی تجاویز کے تحت ایک بل تیار کیا ہے

ہمارے دستور کا نشانہ ہے آزادی کے چوکھٹے میں سماجی و معاشی انصاف کا حصول۔ یہ دستور تبدیلی کا فرمان ہے، کسی ایک حالت کے تسلسل کے لئے معذرت نہیں۔

اِندرا گاندھی

جس میں شہری جائیداد کی مزید ہیرپھیر کی ممانعت کی گئی ہے یہ بل ریاستی مجلس قانون ساز کے دونوں ایوانات کی مشترکہ کمیٹی کے زیر غور ہے۔

اس کے علاوہ اس مسئلہ کو حل کرنے کے سلسلہ میں حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ بمبئی عظمیٰ میں خالی فلیٹ حاصل کئے جائیں۔ یہ قانون نافذ ہے، تاہم تعمیر مکانات کی حوصلہ افزائی کی غرض سے ۱۹۵۱ء میں یہ طے کیا گیا تھا کہ اختیاراتِ حصول استعمال نہ کئے جائیں۔

بہر حال گذشتہ دس سال کے دوران بڑی تعداد میں فلیٹ تعمیر ہونے کے باوجود غریب اور متوسط طبقہ کے لوگوں کو فائدہ نہیں پہونچا۔ صرف سوسائٹی کا مالدار طبقہ فیضیاب ہوا اور "پگڑی" جمع کرنے کی برائی بڑھ گئی۔

ان بدعنوانیوں کو ختم کرنے نیز دستیاب خالی مکانات کی متناسب اور مساوی تقسیم کی غرض سے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ نجی ملکیت کے خالی مکانات حاصل کرنے کی پالیسی دوبارہ جاری کی جائے۔ یہ فیصلہ بمبئی عظمیٰ کی میونسپل کارپوریشن کی حدود کے اندر علاقہ پر لاگو ہوتا ہے۔ نومبر ۱۹۷۵ء کے اختتام تک حکومت کو تقریباً ۲۵۰۰ فلیٹوں کے بارے میں اطلاع ملی ہے۔

۱۲

ٹیکس چوروں کے خلاف مہم

ٹیکس چوری کی روک تھام

ٹیکس چوری روکنے کے لئے مرکزی اور ریاستی سطح پر کارروائی جاری ہے سیلز ٹیکس ڈپارٹمنٹ کی انفورسمنٹ برانچ نے ٹیکس چوروں، حوالہ داروں اور ان کے کارندوں کے خلاف سرگرمیاں تیز کردی ہیں۔ اکتوبر ۱۹۷۵ء کے اختتام تک تاجروں کی کاروباری جگہوں پر مارے گئے چھاپوں کے نتیجے میں ۵۲ء۴۷ لاکھ روپے تک پیشگی ٹیکس کی وصولی کی گئی، جبکہ گذشتہ سال اسی مدت میں یہ رقم ۲۰ء۲ لاکھ روپے تھی۔

اسی طرح تفریحی ٹیکس کی چوری روکنے کے لئے بھی چھاپے ڈالے جارہے ہیں۔ مختلف دیگر ٹیکس مثلاً اسٹامپ ڈیوٹی اور رجسٹریشن فیس وغیرہ بچانے والوں پر بھی کڑی نظر رکھی جارہی ہے۔

مزید برآں ریاستی حکومت، ریاست میں جہاں کہیں بھی تلاشیاں لو معاشی جرائم کا پتہ لگانے میں مرکزی جمعیت کیساتھ بھرپور تعاون کررہی ہے

ریلوے اسٹیشنوں پر آزمائشی جانچ

بمبئی میں سیلز ٹیکس ڈیپارٹمنٹ کی انفورسمنٹ برانچ نے ریلوے سے مرسلہ مال کی آزمائشی جانچ کی جس سے ایک خفیہ سودے کا پتہ چلا، جس میں دو ماہ کے اندر چند چینی ہوئی اشیاء کے معاملے میں ۴۲ لاکھ روپے کا بکری ٹیکس اڑا یا گیا ہے۔ اسی طرح کی آزمائشی جانچ شہر بمبئی کے اہم اسٹیشنوں، نیز اضلاع میں دیگر مقامات پر بھی کی جائے گی۔

۲۰۰ چھاپے

انفورسمنٹ برانچ نے ٹیکس چوروں اور حوالہ داروں وغیرہ کے خلاف اپنی سرگرمیاں تیز کردی ہیں۔ بیوپاریوں کے کاروباری مقامات پر ۲۰۰ چھاپے ڈالے گئے۔ اس کے نتیجے میں تقریباً ۴۳ء۳۷ لاکھ روپے کی دبائی ہوئی بکری کا پتہ چلا۔ مزید برآں ۴۸ء۱ کروڑ روپے کے 'حوالہ بیوپار' کا بھی پتہ چلا۔ اس کارروائی کے باعث لگ بھگ ۱۰۵ء۱۰ لاکھ روپے کل ٹیکس آمدنی ہوگی۔

۱۳

اسمگلنگ کی روک تھام کے لئے خاص شعبہ

اسمگلروں کی جائداد کی ضبطی کیلئے خاص قانون

حکومت ہند فی الحال اس جائداد کی ضبطی کے لئے آرڈیننس جاری کرچکی ہے جو اسمگلروں نے غیر قانونی طور سے حاصل کی ہے۔ چونکہ مرکزی حکومت ہی کو اس معاملے میں کارروائی کرنا ہے بہرحال ریاستی حکومت اس سلسلے میں مرکز کی ہر ممکنہ امداد کررہی ہے۔

ریاست میں اسمگلنگ سرگرمیوں کو روکنے کے لئے ڈائرکٹر آف اینٹی کرپشن بیورو کے تحت ایک 'اسپیشل سیل' قائم کیا گیا ہے۔ یہ ۱۹۶۶ء سے نومبر ۱۹۷۵ء تک، ۲۳ کروڑ روپے سے زیادہ کی مالیت کا اسمگل شدہ مال ضبط کرچکا ہے۔ مفرور اسمگلروں کا پتہ چلانے نیز ان کی جائداد ضبط کرنے کے لئے ایڈیشنل کمشنر آف پولس کے ماتحت ایک اور خاص سیل قائم کیا گیا ہے۔ تحفظ بیرونی زر مبادلہ نیز انسداد اسمگلنگ سرگرمی ایکٹ کے تحت ۸۰۰ سے زیادہ احکامات نظربندی جاری کئے جاچکے ہیں اور ۲۵ معاملات میں احکامات کی تعمیل ہوچکی ہے۔ ۱۳۲ اسمگلروں کو مفرور قرار دیکر ان کی جائداد کی ضبطی کی تیاری ہورہی ہے۔

لائسنسنگ طریقہ میں سہولت

۱۴

صنعتوں کے لئے نئے محرکات
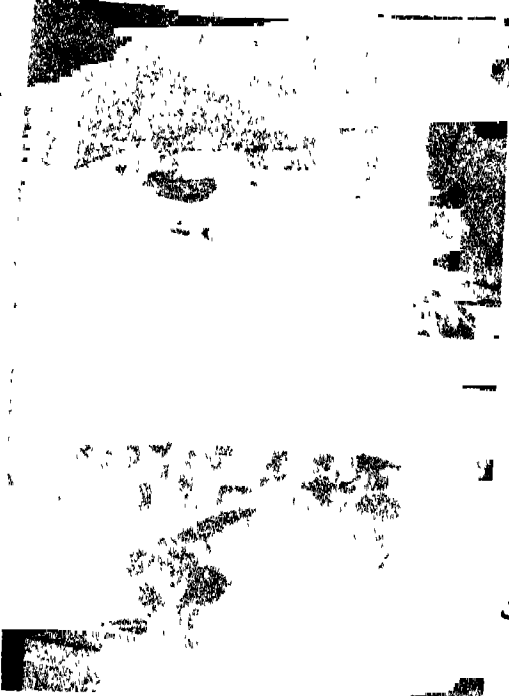
لائسنسنگ کے پیچیدہ طریقہ کے باعث سرمایہ لگانے میں رکاوٹ پڑتی ہے، لہٰذا مرکزی حکومت نے صنعتوں کے لئے لائسنسنگ پالیسی کو نرم کردیا ہے، نیز اکیس ۲۱ صنعتوں کو لائسنس سے مستثنیٰ کردیا ہے۔ صنعت کے قیام میں جو وقت درکار ہے اسے مختصر کرنے کے سلسلے میں بھی ریاستی حکومت خاص توجہ دے رہی ہے۔

اسی کے ساتھ مرکزی حکومت، قوانین برآمد و درآمد میں ترمیم کر رہی ہے، تاکہ درآمدی لائسنسوں میں بدعنوانیوں کو ختم کیا جاسکے۔ اس کام میں بھی ریاستی حکومت، مرکزی حکومت کے ساتھ مکمل اور بھرپور تعاون کر رہی ہے۔

صنعتوں میں مزدوروں کی شراکت

۱۵

خوشگوار صنعتی تعلقات

الیس ٹی کارپوریشن نے حکومت کی پالیسی پر نہایت تندہی سے عمل کیا ہے تصویر میں مزدوروں کے نمائندے شری [illegible] تیواری بورڈ کی میٹنگ سے خطاب کر رہے ہیں۔

ت میں بلا رکاوٹ پیداوار کے لئے یہ ضروری
روں کا دلی تعاون حاصل کیا جائے۔ اس مقصد
ے کے لئے حکومت نے ایک اسکیم "ورکرس
ں شرکت" چالو کی۔ ڈسٹیلری، گورنمنٹ پرنٹنگ
اشٹر اسٹیٹ روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن اور
اسٹیٹ ٹیکسٹائل کارپوریشن نیز اس کے زیر
لوں میں جاری کی ہے حکومت کی زیر ملکیت یا
یرستی یا امداد پانے والی دیگر تمام کارپوریشنیں نیز
کی جانب سے چلائے جانے والے صنعتی یونٹ اور
دبا ہمی یونٹ بھی اس اسکیم کو جلد ہی زیر عمل لانے والے ہیں
اسکیم کے تحت ڈائرکٹروں کے بورڈ میں مزدوروں
کم دو نمائندے یا ڈائرکٹروں کی کل تعداد کی چوتھائی
دہ ہو مقرر کئے جاتے ہیں۔ مزدوروں کے نمائندے
ہ مزدوروں کی جماعتیں متعلقہ اداروں کے مستقل ملازمین
تی ہیں۔ ان نمائندوں کو تنظیم کے عہدہ داران کے
کے سوا تمام انتظامی امور میں ووٹ دینے کا حق ہے۔

پرائیویٹ سیکٹر کی اسکیم

جہاں تک پرائیویٹ سیکٹر کا تعلق ہے مرکزی حکومت نے حال ہی میں مینجمنٹ میں مزدوروں کی شراکت کے لئے ایک اسکیم کا اعلان کیا ہے فی الحال اس کا ارادہ اس مقصد سے قانون بنانا نہیں ہے بلکہ یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ یہ معاملہ منتظمین پر چھوڑ دیا جائے تاکہ وہ ہر یونٹ کے حالات کا خیال رکھ کر شراکت کے لئے موزوں قاعدہ وضع کریں۔ مرکزی حکومت نے اعلان کیا ہے کہ کافی تجربہ حاصل ہونے کے بعد قانون وضع کرنے پر غور کیا جائے گا۔

یہ اسکیم اولاً پبلک، پرائیویٹ یا کوآپریٹیو سیکٹر میں مال تیار کرنے والی اور معدنی صنعتوں کے ایسے یونٹوں میں جاری کی جائے گی جن میں ۵۰۰ یا اس سے زیادہ مزدور درج رجسٹر ہیں۔

ریاستی حکومت نے مزدور جماعتوں کی منظوری اور ناروا مزدور حرکتوں کی روک تھام ایکٹ بابت ۱۹۷۱ء کے قوانین ۸ رستمبر ۱۹۷۵ء سے لاگو کئے ہیں۔ پورے ملک میں اپنی نوعیت کا یہ سب سے پہلا اور بے مثال قانون مزدور جماعتوں کے درمیان رقابت کم کرنے اور منتظمین اور مزدور جماعتوں کی جانب سے ناروا کارروائیوں کے تصفیہ میں ممد ہوگا۔

مہاراشٹر اسٹیٹ روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن میں مزدوروں اور منتظمین کے درمیان تعلقات
ریخ میں اس وقت ایک نئے باب کا آغاز ہوا جب کہ یکم جولائی ۱۹۷۲ء کو ریاستی حکومت نے کارپوریشن
پنے اس فیصلہ سے مطلع کیا تھا کہ اس کے انتظامیہ میں مزدوروں کی شرکت کی اسکیم زیر عمل لائی جائے۔
اس اسکیم سے متاثر ہو کر جس کا مقصد تمام انتظامی امور میں مزدوروں کو شریک کرنا ہے کارپوریشن نے
رکروں کو بورڈ میں مقرر کرنے کا فیصلہ کیا۔ کارپوریشن نے ورکروں کی دو منظور شدہ جماعتوں ایم۔ ایس۔ ٹی
س فیڈریشن اور ایم۔ ایس۔ ٹی مزدور سبھا کو لکھا کہ وہ اپنے نمائندے نامزد کریں اس طرح ان یونینوں
نمائندے شری وی۔ اے تیواری اور شری کے۔ بی آئیر کے نام حکومت کو بھیجے گئے تھے۔
مارچ ۱۹۷۳ء میں ایم۔ ایس۔ آر۔ ٹی کارپوریشن بورڈ کی دونوں منظور شدہ یونینوں کے نامزد
ندوں سمیت دوبارہ تشکیل کی گئی۔
شری تیواری اور شری آئیر کو کارپوریشن اور کمیٹیوں میں جن کے یہ ممبران ہیں پیش ہونے والے تمام
املات پر بحث میں کارپوریشن کے دیگر ممبران کی طرح حصہ لینے کا پورا پورا حق ہے۔
اس طرح کارپوریشن انتظامیہ میں مزدوروں کی شرکت کے بارے میں حکومت کی پالیسی کو پوری
ح زیر عمل لا رہی ہے۔

گورنمنٹ پریس میں صنعتی ہم آہنگی

جائنٹ مینجمنٹ کونسل برائے گورنمنٹ سنٹرل پریس بمبئی ۱۹۶۲ء میں قائم کی گئی تھی۔ غالباً مہاراشٹر میں چھپائی صنعت میں واحد جائنٹ مینجمنٹ کونسل ہے گورنمنٹ سنٹرل پریس بمبئی میں خوشگوار صنعتی تعلقات اور ماحول پیدا کرنے میں اس کونسل کی کامیابی یقیناً قابل تحسین ہے۔

یہ کونسل مزدوروں کی بھلائی، بارآوری اور تربیت کے امور سے متعلق ہے۔ جائنٹ مینجمنٹ کونسل کی مختلف سرگرمیوں میں حسب ذیل سرگرمیاں خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔

پیداواریت ہفتہ کی تقریب، خانگی رسالہ "کامگار وِکے بھاؤ" کی اشاعت، ورکروں کی تعلیم، سمینار اور تربیتی کتابچہ کی اشاعت۔

تمام گورنمنٹ پریسوں کے لئے ایسی ہی شاپ فلور مینجمنٹ کونسلوں کے قیام کی ایک خاص اسکیم حکومت کے زیر غور ہے۔

صنعتی میدان میں انتظامیہ میں ورکروں کی شراکت سے صنعتی تعلقات خوشگوار ہوتے ہیں۔ یہ مکند آئرن اینڈ اسٹیل کی مینیجنگ کمیٹی کے اجلاس کی تصویر ہے جس میں ورکروں کے نمائندے بھی شامل ہیں۔

لے آف اور تخفیف میں بھی سدھار نمایاں ہے۔ جون ۱۹۷۵ء میں ۲۳۸ یونٹوں میں لے آف ہوا جس میں ۳۲۰۷۲ مزدور متاثر ہوئے جب کہ ستمبر میں صرف ۱۰ یونٹوں کے ۳۰۱۰ مزدور متاثر ہوئے۔ اسی طرح جون ۱۹۷۵ء میں ۵۰ یونٹوں کے ۸۴۰۰ مزدور تخفیف کی زد میں آئے جبکہ ستمبر میں صرف ۱۲ یونٹوں کے ۱۰۰۷ مزدور تخفیف سے متاثر ہوئے۔ یہ ڈرامائی سدھار نتیجہ ہے حکومت کی بات چیت کا لیبر اور انڈسٹری سے نیز بجلی کی کٹوتی میں تدریجی تخفیف کا

روڈ ٹرانسپورٹ کیلئے قومی پرمٹ

۱۶

ریاست کیلئے ۲۵ پرمٹ
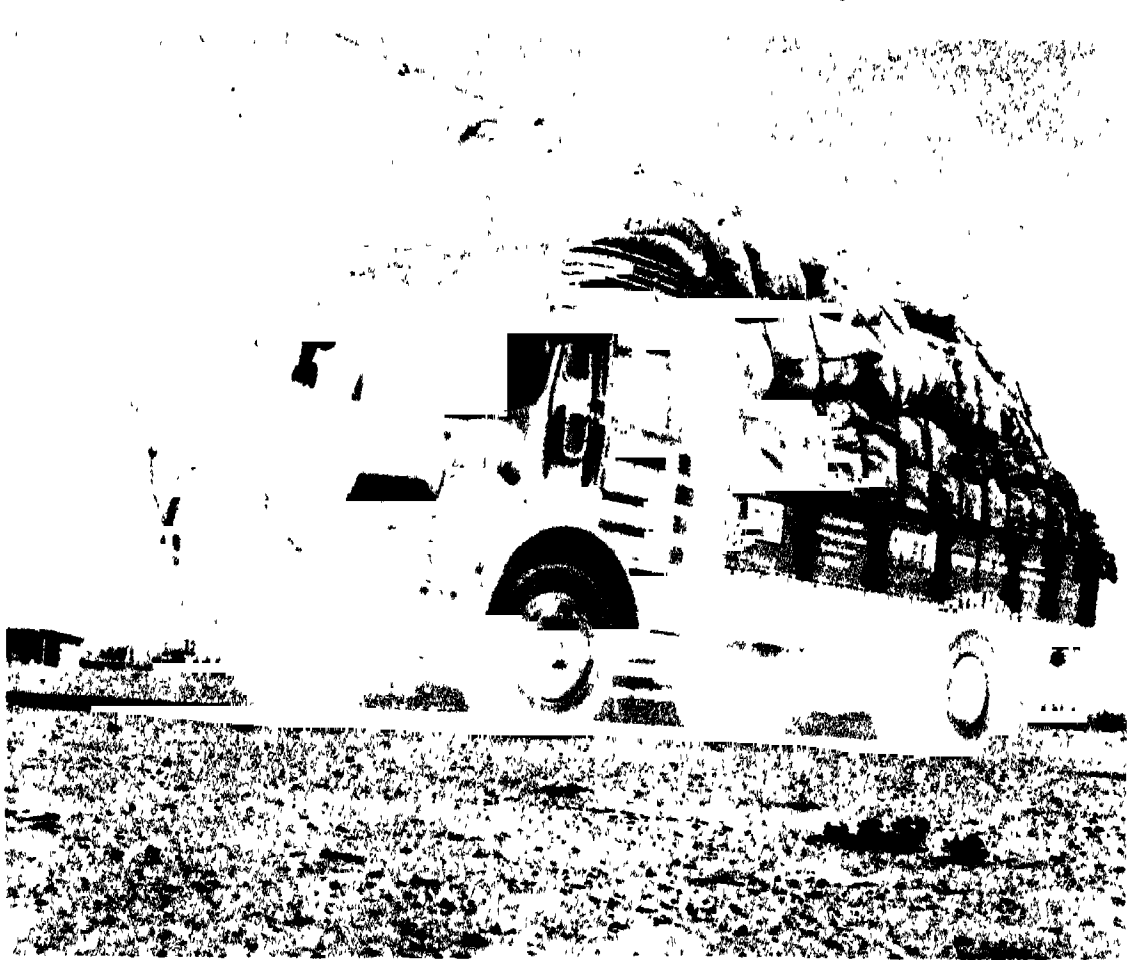
• ریاست مہاراشٹر میں گاڑیاں (وہیکل) بڑی تعداد میں ہیں لہٰذا مرکز نے ابتداء میں ۲۵۰ پبلک گاڑیوں کے لئے قومی پرمٹ دیئے ہیں۔

حکومت ہند نے ایک آرڈیننس جاری کیا ہے جس کے تحت موٹر وہیکل ایکٹ میں ترمیم کردی گئی ہے تاکہ ریاستی / مرکزی علاقہ جات کے موزوں حکام کے ذریعے پبلک گاڑیوں کے لئے قومی پرمٹ دئے جاسکیں۔ جہاں تک اس ریاست کا تعلق ہے اسٹیٹ ٹرانسپورٹ اتھارٹی، مہاراشٹر، قومی پرمٹ دینے کے لئے درخواستیں طلب کریگی اور کارروائی کریگی۔

حکومت ہند کی وضع کردہ اس اسکیم کے تحت قومی پرمٹ دار کو اپنی ریاست اور کم سے کم چار متصل ریاستوں / یا مرکزی علاقہ جات میں گاڑیاں چلانا ہوں گی نیز اسے مقررہ ٹیکس ادا کرنا ہوگا۔

دیگر ریاستوں کی طرح مہاراشٹر کو ابتداء میں گاڑیوں کی بڑی تعداد کے لحاظ سے ۲۵۰ قومی پرمٹ دئے گئے ہیں۔

حکومت ہند نے قومی پرمٹ دینے کے سلسلے میں بعض امور کی باقاعدگی کے لئے مجوزہ قوانین شائع کردئے ہیں۔ مرکزی حکومت کی جانب سے، مذکورہ مجوزہ نئے قوانین کو آخری شکل دینے کے بعد ہی قومی پرمٹ دینے کی کارروائی شروع کی جائیگی۔

متوسط طبقہ کیلئے انکم ٹیکس میں رعایت

۱۷

بمبئی کے ۳ لاکھ باشندے فیضیاب

چالیس لاکھ انکم ٹیکس دہندگان میں سے پانچویں حصہ کو قابل ٹیکس حد ۶۰۰۰ روپے سے بڑھا کر ۸۰۰۰ روپے کر دینے سے فائدہ پہنچے گا۔ مہاراشٹر میں بھی بڑی تعداد میں مزدوروں اور زیر بار متوسط طبقہ کے تنخواہ دار لوگوں کو جن میں صرف بمبئی کے لگ بھگ تین لاکھ افراد شامل ہیں، اس رعایت سے فائدہ پہنچے گا۔ اس ریاست کے متوسط اور مزدور طبقہ اور ان سے متعلقہ انجمنوں اور اداروں نے رعایت کا خیر مقدم کیا ہے۔

ہم یقیناً وزیر اعظم کے مشکور ہیں کہ انھوں نے ایک ایسا اقدام کیا ہے جس کے لئے عظیم سیاسی شعور اور ہمت و حوصلہ کی ضرورت تھی۔ اب ۲۰ نکاتی پروگرام کی صورت میں انھوں نے قوم کو ایک نئے راستے اور نئے رُخ پر ڈال دیا ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے یہ پروگرام اس دور کی گیتا ہے جس پر محنت اور ایمانداری سے عمل کرنا ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں

شری ایس، بی، چوان

۲ اکتوبر کو ۲۰ نکاتی پروگرام کی عمل آوری سے متعلق ریاستی سطح کمیٹی کی میٹنگ سے خطاب کا اقتباس۔

ہوسٹل کے طلبا کیلئے مقررہ قیمت پر لازمی اشیاء

۱۸

ہر طالب علم کیلئے ۱۲ کلوگرام غذا

اگست ۱۹۷۵ء سے ریاستی حکومت کُل ۶۷، ۱۳ سرکاری اور نیم سرکاری ہوسٹلوں میں مقیم ۵۰۰، ۵۸ طلبا کے لئے ساڑھے کیلو فی کس ماہانہ کے حساب سے اناج فراہم کر رہی ہے۔ یہ مقدار اب بڑھا کر ۱۲ کیلو ماہانہ کر دی گئی ہے۔ شکر اور گھاسلیٹ جیسی ضروری اشیاء بھی ان ہوسٹلوں میں مہیا کی جاتی ہے۔

یونیورسٹی اور کالج اسٹوروں کو بھرنے اور رفری ہول سیل کنزیومر اور کوآپریٹیو سوسائٹی سے منسلک کرنے کی غرض سے اقدامات کئے جارہے ہیں تاکہ مناسب قیمتوں پر لازمی اشیاء بہم پہنچائی جاسکیں۔ ان سوسائٹیوں کو یہ ہدایت بھی کی گئی ہے کہ وہ کالج اور یونیورسٹی کے احاطہ میں اپنی شاخیں کھولیں۔

اپنی امداد باہمی سوسائٹیاں قائم کرنے کے لئے طلبا کی حوصلہ افزائی کی غرض سے محکمہ امداد باہمی کام چلاؤ پونجی کے طور پر ۴۰۰۰ روپے دے گا، بشرطیکہ طلب ۱۰۰۰ روپے خود جمع کرلیں۔
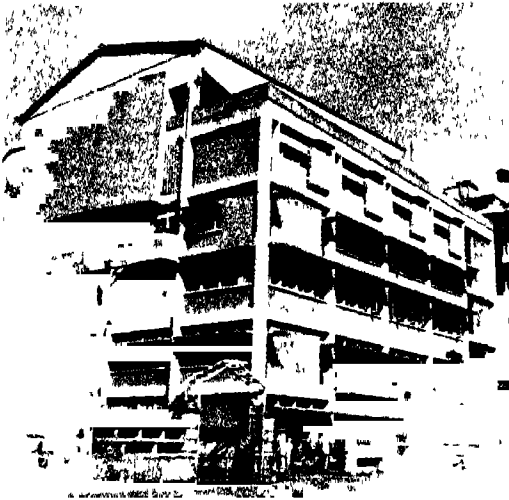
طلباء کو ہوسٹلوں میں ضروری اشیاء کی فراہمی کے لئے اقدامات کئے گئے ہیں۔

کنٹرول داموں پر کتابیں اور اسٹیشنری

۱۹

درسی کتب دفتر کی کارگزاری
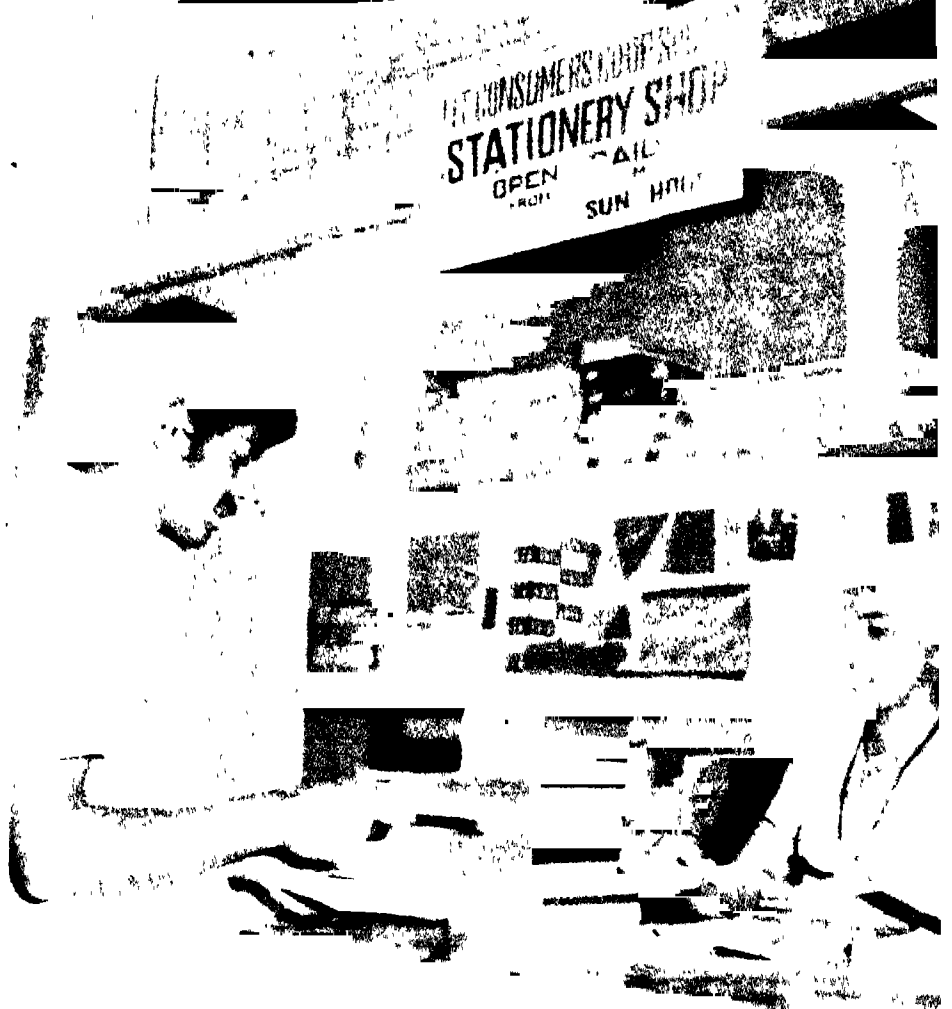
ی. ٹی. کنزیومرس کوآپریٹو سوسائٹی پوائی، بمبئی، کی ایک اسٹیشنری دوکان

ت مہاراشٹر درسی کتب تیاری اور نصاب
لمہ اول تا ہشتم جماعتوں کے لئے درسی کتابیں
ا ہے اور کنٹرول قیمت پر فروخت کرتا ہے اس کے
ہتم تا یاز دہم جماعتوں کے لئے ثانوی تعلیم بورڈ
ردہ کتابیں بھی مذکورہ محکمہ کنٹرول شدہ داموں
کرتا ہے۔ کچھ نجی ناشرین کو اعلیٰ ثانوی جماعتوں
رسی کتابیں تیار کرنے کی اجازت اس شرط
ھ دی گئی ہے کہ کتاب کی قیمت فی صفحہ ۵ ء۲ م
زیادہ نہ ہو۔ اس طرح بڑی حد تک درسی کتابوں
پر کنٹرول کیا گیا ہے ۔
مذکورہ محکمہ نے کالج کے طلباء کے لئے مختلف
ن پر مراٹھی میں کتابیں شائع کی ہیں جن کی

قیمت تیاری لاگت کے حساب سے مقرر کی گئی ہے ۔

فی الحال مہاراشٹر میں یونیورسٹیاں ان کی مقرر کردہ منتخب کتب (SELETIONS) چھاپتی اور شائع کرتی ہیں اور "نہ نفع نہ نقصان" اصول پر طلباء کو فروخت کرتی ہیں۔ اگر یکساں نصاب اور یکساں کتب ہوں تو بڑی تعداد میں کم قیمت پر ان کی طباعت و اشاعت میں سہولت ہوگی یہ مسئلہ ریاستی حکومت کے زیر غور ہے ۔

مرکزی اسکیم کے تحت گذشتہ سال کاپیاں تیار کرنے والوں کو تقریباً ۷۰۰ ٹن سفید چھپائی کاغذ رعایتی شرح پر مہیا کیا گیا ہے یہ کاپیاں کنٹرول قیمتوں پر فروخت کی جاتی ہیں ۔

نئی اپرنٹس شپ اسکیم
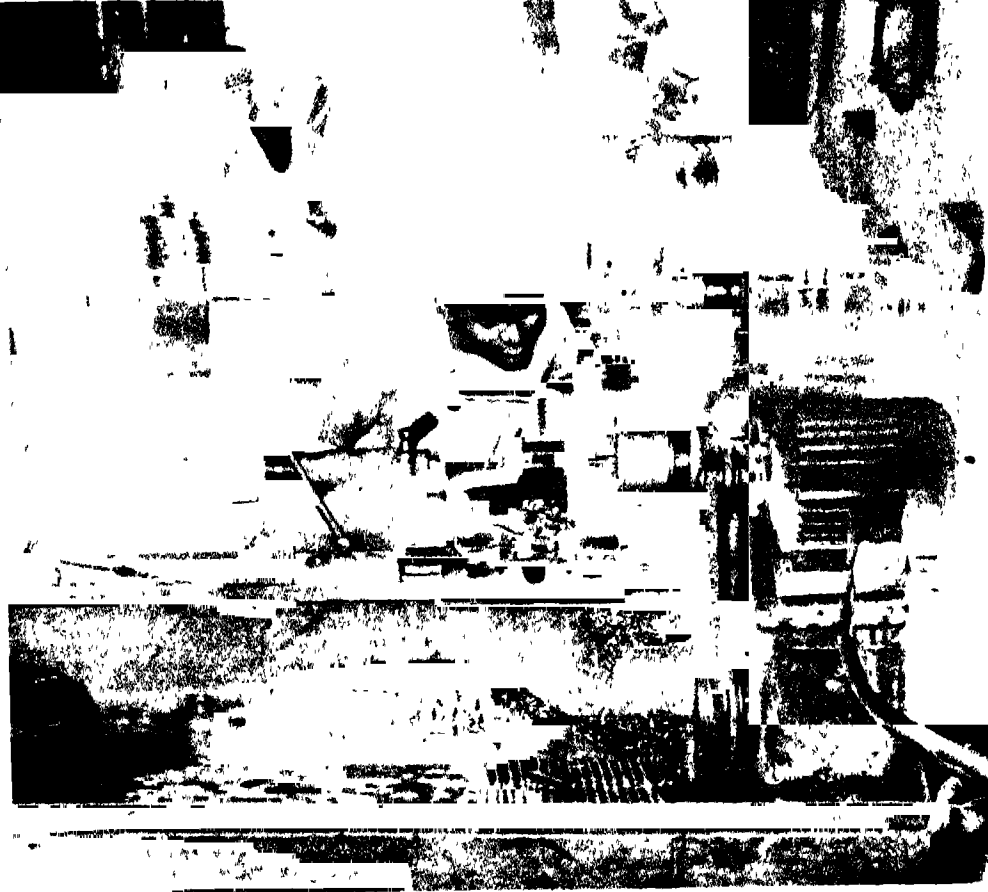
بارہ ہزار اپرنٹسوں کو روزگار فراہم کر کے ۲۷ ستمبر تک ریاست اپنے نشانہ سے آگے بڑھ گئی ہے

درج فہرست قبائلیوں اور جاتیوں کے افراد کے لیے حکومت نے "اپرنٹس شپ" میں جگہیں محفوظ رکھی ہیں

مختلف صنعتوں اور کارخانوں میں اپرنٹس شپ اسکیم ۱۶۲ معینہ پیشوں پر لاگو کی جا رہی ہے مرکزی حکومت نے مزید ۴۰ پیشوں پر یہ اسکیم لاگو کرنے کا فیصلہ کیا ہے ریاستی حکومت نے پبلک سیکٹر کے کارخانوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ اس بات کا خیال رکھیں کہ اپرنٹسوں کی مقررہ تعداد ان کے یہاں رکھی جاسکے۔

ریاستی حکومت نے مرکزی حکومت کی ہدایت کے مطابق مندرج جاتیوں اور مندرج قبائل کے افراد کے لئے اپرنٹس شپ محفوظ رکھنے کا فیصلہ بھی کیا ہے ریاست مارچ سنہ ۱۹۷۶ء تک ۱۱,۶۸۱ اپرنٹسوں کو تربیت دینے کے نشانہ سے آگے بڑھ گئی ہے کیونکہ ۲۷ ستمبر سنہ ۱۹۷۵ء تک ۱۲,۲۴۶ اپرنٹس رکھے جا چکے تھے یہ اس حقیقت کے باوجود ہے کہ مہاراشٹر کا نشانہ ملک بھر میں سب سے زیادہ ہے۔

لے گائڈنس بیورو ایرنٹس اسکیم سے متعلق معلومات فراہم کرتے ہیں۔

سماج کے مختلف طبقات کے نئے ایرنٹس جو نومبر ۱۹۷۵ء کے اختتام تک مختلف پیشوں میں لگے تھے۔

مہاراشٹر میں ۹۰۴۱۴۱ ایرنٹس نومبر ۱۹۷۵ء تک مختلف پیشوں میں لگے تھے یہ سماج کے مختلف
ات کے ہیں جن کی تقسیم یہ ہے۔

مندرج جاتیاں ـــــــــ ۵۰۴
مندرج قبائل ـــــــــ ۱۷۸
جسمانی طور سے معذور ـــــــــ ۲

مہاراشٹر میں حد بندی اراضی

فاضل آراضی کے اِنکشاف اور تقسیم سے متعلق ریاستی حکومت کا پروگرام منصفانہ تقسیم آراضی ایک جرائت مندانہ اور انقلابی اقدام ہے. جس سے دیہی علاقوں میں سماجی اور معاشی امتیازات ختم ہو جائیں گے ریاستی حکومت نے پروگرام کے مرحلہ کی تکمیل کے لئے ایک نظام الاوقات مرتب کیا ہے تاکہ انکشاف اور تقسیم کا کام جون سنہ ۷۶ء تک پورا ہو سکے.

ہندوستان میں ہمیشہ معیشت کی بنیاد رہی ہے
سلاحات اراضی کو جو بھرپور زراعت کی بنیاد
اہمیت اور فوقیت ۱۹۵۰ء میں ریپبلک کے
ہی حاصل ہوئی. بلاشبہ برطانوی ہند کا ف
نظامیہ بندوبست اراضی کے مسئلے سے واقف
متورین دور کی آزاد معیشت کے زیر اثر اس نے
کوشش نہیں کی اور اصل کاشتکار کو حقوق
بن کرنے کی ضرورت نہ سمجھی. چنانچہ برطانوی
ن اراضی لگان دار کے مقابلے میں زمیندار کے
ے تھے.

پاس سال میں بندوبست اراضی کے اس غیر
پہلی پرورش ہوئی اور مراعاتی حقوق کا خاتمہ
اس کے بعد بہت سے دیگر اقدامات کئے گئے
دستور میں درج ریاستی پالیسی کے رہنما اصولوں
سماجی و معاشی انصاف پر زور دیتے ہوئے
روایتی ڈھانچہ کی از سر نو تنظیم ہے.
ان میں بیشتر ریاستوں کے برعکس مہاراشٹر کے
ی نظام کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ پوری
اراضی لگان داری رعیت واری لگان داری ہے.
اور مالک یا اصل کاشتکار کے درمیان براہ راست
تسلیم کرتی ہے. ریاست کے بعض حصوں میں
ہر ’مال گذاری‘، کھوتی اور دیگر انعام ملکیت جیسے
امتیازات موجود تھے. آزادی کے بعد چند سال
تمام امتیازات نیز ’بجوتی‘ کا خاتمہ کر دیا گیا. دوسری
یٹ زمینداریت پر توجہ دینے کی ضرورت تھی.
حکومت بمبئی نے مسلسل قانونی اقدامات کے ذریعہ
خاطر نہ صرف لگان کا تعین اور لگان داری کا تحفظ
کسان کی "پالیسی پر بھی عمل پیرا ہوئی. یہ مقبول
ر قوانین جن کے ذریعہ مغربی مہاراشٹر کے دیہی
انقلاب آگیا ہے. قدرے تاخیر ہی سے سہی
دور کے خطوں میں بھی نافذ کئے گئے.

جو ۱۹۵۶ء میں مہاراشٹر میں ضم ہوئے تھے. لگان دار و مالک رشتہ میں ان انقلابی تبدیلیوں سے قطع نظر ایک اور جرأت مندانہ قدم اٹھایا گیا تاکہ بندوبست اراضی کو نیا رخ دیکر دیہی علاقوں میں نابرابری کو مٹا دیا جائے. دراصل زراعتی ملکیت کی حدبندی کا خیال انقلابی تصور کی اولین دین ہے.

اراضی حدبندی کے لئے ریاستی قانون

مہاراشٹر زراعتی اراضی (حدبندی ملکیت) ایکٹ بابت ۱۹۶۱ء جس میں ملکیت زراعتی اراضی کی حد معین کی گئی ہے اس سلسلے میں پہلی کوشش ہے. یہ ۲۶ جنوری ۱۹۶۲ء کو نافذ کیا گیا تھا اس ایکٹ میں زراعتی ملکیت کی حد خاص رکھی گئی ہے نیز اس حد سے فاضل اراضی کے حصول اور بے زمین زراعتی مزدوروں اور چھوٹے کسانوں میں اس کی تقسیم کا قاعدہ رکھا گیا ہے. زیر آبپاشی اراضی کے معاملے میں ریاست کے مقامی علاقے کے، درجوں میں تقسیم کرکے حد ۴٫۲۷ ہیکٹر سے لیکر ۵۴٫۰۶ ہیکٹر تک مقرر کی گئی تھی. اس ایکٹ کے تحت ۱۶۵۸۴ رپورٹیں درج ہوئیں اور ۱۶۴۸۰ کے سلسلے میں جون ۱۹۷۵ء تک تحقیقات پوری ہو گئی تھی. جہاں یہ مناسب ہے کہ مہاراشٹر زراعتی اراضی (حدبندی ملکیت) ایکٹ بابت ۱۹۶۱ کے تحت تقسیم شدہ اراضی کے اعداد پیش کر دیئے جائیں.

۱:- ایکٹ کے تحت کل فاضل اراضی — ۱٫۲۷٫۵۱۵ ہیکٹر
۲:- جائنٹ اسٹاک شکر کمپنیوں کی زیر ملکیت فاضل آراضی — ۳۴٫۰۸۰ "
۳:- نجی افراد کے پاس فاضل آراضی — ۹۳٫۴۵۸ "
۴:- مہاراشٹر اسٹیٹ فارمنگ کارپوریشن (ایک سرکاری کمپنی) کو دی گئی اراضی — ۳۴٫۰۵۷ "
۵:- بے زمین اشخاص وغیرہ کو تقسیم کی گئی اراضی — ۴۶٫۱۲۳ "
۶:- اسٹیٹ فارمنگ کارپوریشن کی زیر ملکیت آراضی میں سے سابقہ پٹہ داروں کو تقسیم کی گئی آراضی — ۱۷٫۲ "
۷:- زیر تقسیم آراضی — ۹٫۲۲۰ "

ایکٹ کے تحت فاضل اراضی کے اعلان اور تقسیم کے لحاظ سے تخمینہ یا توقعات اور آخری نتائج کے درمیان بلاشبہ ایک خلا ہے ہو سکتا ہے کہ

از: ڈاکٹر رفیق زکریا،
وزیر برائے محصول (بشمول باز
آبادکاری) شہری ترقیات،
نیوٹاؤن شپ، سیاحت،
پروٹوکول اور اوقاف

تخمینہ غلط لگایا گیا ہو ۔ تاہم یہ حقیقت ظاہر ہو گئی ہے کہ ۱۹۶۱ء کے ایکٹ سے ملکیت آراضی کے نمونہ میں کوئی نمایاں تبدیلی واقع نہیں ہوئی جو اس عبوری دور میں بدلتی ہوئی دیہی سوسائٹی کی بڑھتی ہوئی آبادی اور ضروریات کے مطابق ہو ۔

چھوٹے مالکان اور بے زمین کھیتی مزدوروں کے مسائل

اس پس منظر میں وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے ۱۹۶۹ء میں زرعی ملکیت کی حد بندی سے متعلق قانون کو سختی اور موثر طریقہ سے نافذ کرنے کی ضرورت جتائی تھی ۔ یقیناً دیہی علاقوں میں سماجی و معاشی حالات میں نمایاں تبدیلی لانے میں کامیابی نہیں ہوئی ۔ لہٰذا ۷۰-۱۹۶۹ء میں منعقدہ وزرائے اعلیٰ کی کانفرنس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ زراعتی ملکیت کی حد بندی میں کمی کا مسئلہ مرکزی اصلاحات آراضی کمیٹی کے حوالے کر دیا جائے اس طرح جولائی ۱۹۷۲ء میں زراعتی ملکیت پر نئی قید لگانے کے لئے قومی رہنمائی ضابطہ بنایا گیا چنانچہ اس قومی رہنمائی ضابطہ کے مطابق مہاراشٹر زراعتی آراضی (حد بندی ملکیت) ایکٹ بابت ۱۹۶۱ء میں کافی ترمیم کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی ۱۹۷۲ء میں ملکیت آراضی کی حد کم کرنے کے لئے ایک بل مہاراشٹر مجلس قانون ساز نے پاس کیا ۔ یہ بھی کئی پہلوؤں سے ادھورا اور تشنہ ہی تھا ۔ لہٰذا نئے وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان نے جرأت سے کام لے کر یہ فیصلہ کیا کہ اسے پوری طرح سے قومی جذبہ کا ہمنوا بنایا جائے جس کا اظہار وزیر اعظم نے کیا ہے ۔ لہٰذا اگست اور ستمبر ۱۹۷۵ء میں یکے بعد دیگرے آرڈیننس جاری کر کے ۱۹۷۲ء میں مزید ترمیم کی گئی ۔ یہ ترمیم شدہ قانون ۲ اکتوبر ۱۹۷۵ء سے نافذ العمل ہے ۔

نئی حد بندی

ترمیم شدہ قانون مہاراشٹر کے دیہی علاقوں میں سماجی و معاشی انقلاب لانے کا موثر ذریعہ ہے اس میں سابقہ قوانین سے ہٹ کر خاندانی یونٹ یعنی شوہر، بیوی، نابالغ بیٹے اور نابالغ غیر شادی شدہ بیٹی کی ملکیت کے تعلق سے حد بندی لگائی گئی ہے بیٹے یا بیٹی کو جس نے ۲ اکتوبر ۱۹۷۵ء کو عمر کے ۱۸ سال پورے نہ کئے ہوں نابالغ سمجھا جائے گا ۔ خاندانی یونٹ کی زیر ملکیت مشترکہ یا الگ الگ تمام آراضی حد بندی رقبہ متعین کرنے نیز فاضل اراضی طے کرنے کی غرض سے یکجا شمار کی جائے گی ۔ ایسی صورت میں جبکہ خاندانی یونٹ پانچ سے زیادہ افراد پر مشتمل ہو مقررہ حد کے پانچویں حصہ تک مزید آراضی کی رعایت ۵ سے زائد ہر فرد کے لئے ہوگی بشرطیکہ اس طرح اجمالی حد مقررہ حد بندی رقبہ سے دوگنا نہ ہو ۔

سینچائی آراضی کی دو خاص اقسام کے لئے نئی حد بندی بالترتیب ۲۸ء۷ ہیکٹر اور ۹۲ء۱۰ ہیکٹر متعین کی گئی ہے ۔ ۵۶ء۱۴ ہیکٹر کی حد عارضی غیر یقینی زیر آبپاشی آراضی نیز بارش کے بعض علاقوں میں بارش سے سیراب ہونے والی دھان آراضی کے لئے رکھی گئی ہے دیگر تمام خشک فصل آراضی کے لئے معینہ حد ۸ء۲۱ ہیکٹر ہے ۔

ڈیڑھ لاکھ ہیکٹر فاضل آراضی

جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے فاضل آراضی کے اظہار کے سلسلے میں خاندان کو یونٹ بنا دینے کی کارروائی بڑی موثر رہے گی اندازہ یہ ہے کہ تازہ ترین ترمیم شدہ قانون کے تحت تقریباً ۵ء۱ لاکھ ہیکٹر فاضل آراضی نکلے گی ۔ فاضل آراضی کی تقسیم کا طریقہ کار بھی سہل کر دیا گیا ہے اور آئندہ دستیاب فاضل آراضی کا ۵۰ فیصدی حصہ محفوظ رکھا جائے گا جو مندرج جاتیوں مندرج قبائل کے بے زمین کھیتی مزدوروں کو تقسیم کیا جائے گا ۔ اعلان کردہ فاضل آراضی بھی اگر وہ بعض صورتوں میں [illegible] گئی ہو تو تقسیم کے نظر ثانی شدہ طریقہ کار کے مطابق تقسیم کی جائے گی ۔ اس طرح یہ واضح ہو جاتا ہے کہ فاضل آراضی کے اعلان اور تقسیم کا پروگرام جو وزیر اعظم کے ۲۰ نکاتی پروگرام کا ایک حصہ ہے انصاف پر مبنی ایک جرأت مندانہ قدم ہے جس سے دیہی علاقوں میں سماجی اور معاشی نابرابری دور ہو سکے گی ریاستی حکومت نے پروگرام کے ہر مرحلہ کی تکمیل کے لئے نظام اوقات بنا لیا ہے تاکہ اعلان اور تقسیم یہ دونوں کام جون ۱۹۷۶ء تک پورے ہو جائیں ۔

عوامی وابستگی

یہاں یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ ترمیم شدہ قانون کی رو سے ریاستی حکومت فاضل آراضی کے اعلان اور تقسیم دونوں ہی امور میں سماجی کارکنوں کو شریک کر سکے گی اب یہ محض تحصیلدار یا ڈپٹی کلکٹر

ہی کی ذمے داری نہ ہوگی کہ ہر معاملہ میں فاضل آراضی کی حد کا تصفیہ
کرنے بلکہ اب دیہی سطح سے مخلص سماجی کارکنوں کی جمعیت کو تصفیہ
کرنے کے تمام مراحل میں شریک کیا جائے گا۔ اس طرح یقینی طور سے
علاوہ فاضل آراضی کی بابت فیصلے صرف قانونی نہیں بلکہ حقیقی ہوں گے
اسی وجہ سے قانون دانوں کو عدالت (ٹریبیونل) میں پیشی سے روک
دیا گیا ہے اب تحقیقات کی رفتار بھی تیز تر ہوگی نیز بے مقصد بحث
وتمحیص بھی کم ہوگی۔ یہ خوبی روایتی نظام عدالت میں مفقود ہے توقع
ہے اس ترمیم شدہ قانون سے شوقیہ اور گراں مقدمہ بازی رکے گی
اور فاضل آراضی تصفیہ عدالتوں کے سامنے خوشی بخوشی اظہار کردیا جائیگا
تقریباً ۲۴۴ فاضل آراضی تصفیہ عدالتیں (S.L.C. SURPLUS LAND
TRIBUNALS) تعلقہ یا بلاک سطح پر قائم کی جاچکی ہیں ہر ایک
ٹریبونل بحیثیت ممبران دو سماجی کارکنوں پر مشتمل ہوگا اور تحصیلدار
یا ڈپٹی کلکٹر اس کا صدر ہوگا۔ ایسے ہی ٹریبونل فاضل آراضی کی
تقسیم کے لئے قائم کئے جارہے ہیں۔ وزیر اعظم نے جولائی ۱۹۷۵ء
میں لوگوں کے نام اپنے پیغام میں ان اصلاحات کے مقصد کی وضاحت
اس طرح کی ہے۔

"ہمارے عوام کی بہت بڑی تعداد دیہاتوں میں رہتی ہے
ہمیں نئے جوش و ولولہ کے ساتھ حدبندی قوانین کو نافذ کرنا چاہئے
اور فاضل آراضی بے زمین اشخاص میں تقسیم کردینا چاہئے۔
آراضی ریکارڈ مکمل کرنے کے کام میں ہمیں مقامی لوگوں کی مدد
درکار ہے اس بات کا خاص طور سے خیال رکھا جائے گا کہ
قبائلی لوگ اپنی آراضی سے محروم نہ ہوں"

مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ مسٹر ایس بی چوان نے بھی فرمایا
ہے کہ اصلاحات آراضی محض محکمہ محصولات ہی کا فرض نہیں
ہے بلکہ ان کی عمل آوری میں سماجی کارکنوں پر بھی بڑی ذمے داری
عائد ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ غریب اور درماندہ لوگوں کی بھلائی
سے وابستہ ہیں۔

خود وزیر اعلیٰ کے الفاظ میں "اس قومی پروگرام کی عمل آوری
میں پارٹی ورکروں کا رول برابر کی اہمیت رکھتا ہے ہماری کوشش
ہے کہ یہ محض انتظامیہ کا پروگرام نہ رہے بلکہ لوگوں کا اپنا خود پروگرام
ہو جسے وہ خود ہی اپنے لئے زیر عمل لائیں" اسی مقصد کو پیش
نظر رکھ کر اس پروگرام کی بھرپور عمل آوری کے لئے ریاستی، ضلع
اور تعلقہ سطح پر کمیٹیاں قائم کی جارہی ہیں یہ کٹھن اور پرمشقت کام ہے
جس کے لئے مخلص اور باعزم جماعتی کارکنوں کی ضرورت ہے جو پوری
تندہی سے اس پروگرام کو زیر عمل لائیں۔ ہمیں لوگوں کے سامنے یہ ثابت
کرنا ہے کہ سیاسی پارٹی محض انتخاب لڑنے اور جیتنے کے لئے نہیں ہوتی
بلکہ وہ وعدوں کو پورا بھی کیا کرتی ہے۔ اس وقت ایسی ہی یک جہتی لگن اور جذبہ
ایثار کی ضرورت ہے جو سالہا سال کے بے مثال جدوجہد آزادی کے دوران
رونما ہوا تھا اور کارفرما تھا مجھے یقین ہے کہ اس قومی کام میں ہم پیچھے نہ
رہیں گے"

حدبندی آراضی کے عمل آوری پروگرام میں تفصیلات کا مسئلہ
درپیش ہوگا نیز ضلع اور تعلقہ سطح پر خاص نگرانی اور توجہ درکار ہوگی لہٰذا
ریاستی حکومت نے ایک ناظم اصلاحات آراضی DIRECTOR
OF LAND REFORMS مقرر کیا ہے جسے یہ
ذمے داری سونپی گئی ہے کہ وہ عدالتوں کی کارروائیوں کی نگرانی نیز ان
کے کام میں ضروری رہنمائی کے لئے موثر اقدامات کرے۔ زراعتی ملکیت
پر نئی حدبندی پائیدار ہے نیز فاضل آراضی کی از سر نو تقسیم سے ملکیتی
کاشت کے تحت رقبہ میں کافی اضافہ ہوگا اور زراعت میں مزدوروں
سے کام لے کر سود مند نتائج برآمد ہوں گے محکمہ محصول اور
سماجی کارکنوں کے درمیان جنھیں یہ کام سونپا گیا ہے قریبی ربط
ضبط رکھا جائے گا اور اس طرح یقیناً انتظامیہ اور لوگوں کے
درمیان بہتر مفاہمت پیدا ہوگی۔ یہ یقیناً ایک چیلنج ہے نیز دیہات
کے غریب لوگوں کی خدمت کرنے کے لئے ایک موقع ہے جنکی بھلائی
وزیر اعظم کے ۲۰ نکاتی پروگرام کی جان ہے

چنانچہ ہم نے تہیہ کیا ہے کہ ہماری کاشتکار برادری کسی طرح
نقصان میں نہ رہے بلکہ پوری طرح پھلے پھولے اور مہاراشٹر
کے لئے سرمایہ افتخار بن جائے۔

معاشی پروگرام کی بامعنی عمل آوری

اروند این۔ کیلاچند، پریسیڈنٹ
انڈین مرچنٹس چیمبر

پروگرام کا خاص مقصد مختلف سطحوں پر پیداوار میں اضافہ کرنا ہے جس سے قیمتوں میں استحکام پیدا ہوگا بشرطیکہ ایک اچھے تقسیم کارانہ نظام کے تحت۔ ملک کے مختلف حصّوں میں اشیاء کی منصفانہ تقسیم کاری عمل میں آئے۔

ورکروں نے نئے حالات میں نمایاں دلچسپی لی اور نتیجتاً پیداوار بڑھ گئی۔

زی اے ۔ پی ۔ شرما ، مرکزی وزیر مملکت برائے صنعت وشہری رسد (وسط میں) جو حال ہی میں انڈین مرچنٹس چیمبر تشریف
ئے تھے ، اسٹیلری پروموشن کلینک کی جمع کردہ اسٹیلری اشیاء دیکھ رہے ہیں ۔

بھارت کی برآمدات میں مہاراشٹر کا حصّہ

(صرف غیر روایاتی خاص مال)

(قیمت کروڑوں میں)

	١٩٧٢-٧٣	١٩٧٣-٧٤
بھارت	٤٠١٫٣٧	٧١٢٫٩٧
مہاراشٹر	٢٠٣٫٧٨	٣٢٩٫٥٤
مہاراشٹر کا حصہ	٥٠٫٧٧	٥٣٫٧٢

کھیتوں اور فیکٹریوں میں پیداوار بڑھانے، قیمتوں
ستحکام پیدا کرنے، تقسیم کے عمل کو بہتر بنانے صنعتوں
بنیادی ڈھانچے کو سدھارنے اور سوسائٹی کے کمزور و پسماندہ
ت کی راحت اور فائدوں کے لئے کئے گئے اقدامات کی راہ میں
ہوالے روڑوں کو ہٹانے کی غرض سے مثبت کارروائی کی
مدا کرنے اور اس میں شدّت پیدا کرنے کے لئے یکم جولائی
زیراعظم کے ٢٠ نکاتی پروگرام کا اعلان کیا گیا پروگرام کا خاص
مقصد مختلف سطحوں پر پیداوار میں اضافہ کرنا ہے جس سے
قیمتوں میں استحکام پیدا ہوگا بشرطیکہ ایک اچھے تقسیم کارانہ
نظام کے تحت ملک کے مختلف حصوں میں اشیاء کی
منصفانہ تقسیم کاری عمل میں آئے ۔

پروگرام میں متعدد اقدامات کی نشاندہی کی گئی اور اس
کے بعد بھی معاشی پروگرام کی عمل آوری کے لئے مزید اقدامات
کا اعلان کیا گیا ہے ۔ مرکزی اور ریاستی حکومتیں پروگرام کو

مہاراشٹر کی برآمدات میں اسمال اسکیل انڈسٹریز کا حصہ

(روپے لاکھوں میں)

مدات	مہاراشٹر سے برآمد ۱۹۷۲-۷۳	مہاراشٹر سے برآمد ۱۹۷۳-۷۴	مہاراشٹر کی اسمال اسکیل انڈسٹریز کی برآمدات ۱۹۷۲-۷۳	مہاراشٹر کی اسمال اسکیل انڈسٹریز کی برآمدات ۱۹۷۳-۷۴
انجنیئرنگ مال	۶۸۱۶٫۶۱	۹۹۵۰٫۱۰	۴۷۷٫۵۱	۷۳۶٫۰
بنیادی ادویات، دوائیں اور کاسمیٹکس	۲۱۸۸٫۰	۳۹۷۶٫۲	۳۸۱٫۷۰	۵۶۸٫۵۱
کیمیائیں اور متعلقہ مصنوعات	۱۴۶۸٫۳	۱۸۵۱٫۸	۸۵٫۲۱	۱۳۷٫۸۱
پلاسٹک مال	۵۶۹٫۳	۹۷۶٫۴	۱۶۶٫۴۵	۴۹۵٫۴۲

ٹھوس اسکیموں کی شکل میں پیش کرنے کی کوششیں کر رہی ہیں۔ پروگرام کی ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ اس کی عمل آوری کے لئے ایک میعاد مقرر کی گئی ہے لہٰذا جون ۱۹۷۶ء سے پہلے اس کی ابتدا ہو کر اس راہ پر آگے بڑھنا ضروری ہے۔

پروگرام کے اعلان کے بعد انڈین مرچنٹس چیمبر نے اس پروگرام کو بامعنی اور موثر بنانے کی غرض سے اس کا گہرا مطالعہ شروع کیا۔ معاشی پروگرام کی اہم مدات سے متعلق ٹھوس تجاویز پر مشتمل وزیر اعظم کو ایک میمورنڈم پیش کیا گیا۔ قیمتوں کے استحکام نیز صنعتی و زرعی پیداوار میں اضافے کے لئے تجاویز پیش کی گئیں۔ مثال کے طور پر ایک ٹھوس تجویز یہ پیش کی گئی کہ مشینوں کے ذریعے کھاری پانی کو پینے کے قابل بنا کر پانی کی فراہمی میں اضافہ کیا جائے۔ ریورس اوس موسس (Reverse Osmosis) کی بنیاد پر کام کرنے والا ایک پلانٹ ۵۰۰ سے لے کر ۵۰۰۰ تک کی آبادی کو پینے کا پانی مہیا کر سکتا ہے۔ اسے قائم کرنے میں زیادہ خرچ نہیں آئے گا اور غیر ملکی زرمبادلہ بھی معمولی سا لگے گا۔ یہ بڑی بات ہوگی اگر مرکزی اور ریاستی حکومتیں اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے قدم اٹھائیں۔

موجودہ صورت حال میں زراعت سے متعلق ہمیں کچھ اطمینان و سکون ملا ہے کیونکہ خریف فصل اچھی رہی ہے اور ربیع کی فصل بھی بہت اچھی ہوگی ایسی توقعات ہیں۔ اناج کی قیمتیں گھٹ رہی ہیں جس سے قیمتوں کے استحکام کی فضا پیدا ہو گئی ہے پیسے کی فراہمی میں کمی، بنک قرضہ پر شدید پابندیاں انتظامیہ کے اخراجات پر شدید کنٹرول اور اضافی اجرت کی تقسیم پر روک یہ ایسے اقدامات ہیں جن کی وجہ سے اشیاء کی مانگ پر پیسے کا دباؤ کم ہوتا جا رہا ہے پچھلے چند مہینوں میں صنعتی پیداوار کے لئے فضا سازگار ہو گئی ہے زرعی خام اشیاء کے لئے فراہمی کے امکانات بہتر ہو گئے ہیں بجلی کی کمی اور ٹرانسپورٹ اب پیداوار کی راہ میں رکاوٹیں نہیں ہیں کوئلے اور فولاد کی پیداوار میں اضافہ ہوا ہے صنعتی لائسنسوں کے اجرا سے متعلق جلد سے جلد کام کیا جا رہا ہے بہر طور صنعتی گنجائشوں کے بہتر استعمال کے لئے خوشگوار فضا تیار ہو چکی ہے

نظم وضبط میں سدھار

پچھلے چھ مہینوں میں نظم و ضبط کے باب میں قابل قدر سدھار ہوا ہے۔ وزیر اعظم کی اپیل کے جواب میں صنعتی امن قائم ہو چکا ہے۔ ہڑتالوں اور لے آف کی وجہ سے مزدوروں کی حاضری کا جو نقصان ہوتا تھا اس میں شدید کمی واقع ہوئی ہے کالونی، بندرگاہوں اور ڈاک میں نیز ایر لائنز، بنک، انشورنس ریلوے اور مرکزی حکومت کے ادارہ جات میں اس سال ۱۲۰۶ روزہ غیر حاضری نقصان ہوا جبکہ اسی مہینے میں پچھلے سال ۳۶۰۱ لاکھ روزہ غیر حاضری نقصان ہوا تھا اس طرح نقصان میں ۹۰ فیصد

، وفد کے لیڈر مسٹر استیون موسا (بائیں سے چوتھے) ۲۰ نومبر ۱۹۷۵ء کو انڈین مرچنٹس چیمبر کے اراکین
رہے ہیں۔

صنعتی اداروں میں بھی کم و بیش یہی حالت رہی ہے

لقات کا ایک نیا باب

اور منیجمنٹ کی مفاہمت اور نیک نیتی پر مبنی صنعتی
یں بلا روک اضافے کے لئے نہایت ہی ضروری
حکومت نے اس ضمن میں پیش قدمی کی ہے
ی تعلقات کا ایک نیا باب کھل گیا ہے۔
۔ کے اس اقدام کا خیر مقدم کیا اور صنعتی
یں اپنا رول برابر ادا کر رہا ہے انڈین مرچنٹس
کو ایسا کرنے کی اہمیت جتلانے میں عملی کردار
بد کرتے ہیں کہ مزدور یونینیں بھی ایک ذمہ دارانہ
یں گی اور پر امن صنعتی تعلقات کو قائم رکھنے میں
گی کیونکہ اسی صورت میں تمام تر گنجائشوں کا
مال ہو سکتا ہے اور پیداوار زیادہ سے
سکتی ہے۔

پروگرام پر خوبی سے عمل درآمد کرنے کے تعلق سے ایک اور
پہلو ہے جس پر غور کیا جانا ضروری ہے پیداوار بڑھانے میں صنعتیں
اسی وقت ترقی کر سکتی ہیں جبکہ افسران صنعت کاروں کی مشکلات کو
سمجھیں اور ان کے حل کرنے میں صنعت کاروں کی مدد کریں کسی طرح کسی
حلقے میں یہ تاثر قائم نہیں رہنا چاہئے کہ پروگرام پر تیزی سے عمل درآمد
کے لئے جو جوش و خروش وزارتی سطح پر پایا جاتا ہے وہ انتظامیہ
کی نچلی سطحوں تک نہیں پہونچ پایا ہے۔ اکثر یہ محسوس کیا جاتا ہے کہ
ایمرجنسی کے ابتدائی دنوں میں انتظامیہ نے اپنے کام کی اصلاح کے
تعلق سے جو دلچسپی دکھائی تھی وہ ختم ہوتی جا رہی ہے پروگرام
کے تحت بنائی گئی مختلف اسکیمات پر عمل درآمد کے لئے انتظامیہ
کو اپنے دفتر شاہی طریقے سے نہیں بلکہ فوری طور پر پروگرام کی تکمیل
کے شعور کے ساتھ کام کرنا چاہئے۔

پچھلے چھ ۔ ہ میں قومی اور بین الاقوامی مارکیٹ کے لئے صنعتی
مصنوعات کی پیداوار کو بڑھانے کے لئے جو اقدامات کئے گئے
ہیں ان کا اثر صنعتوں پر اچھا بھی پڑے گا تاہم مانگ میں کمی اور مصنوعات
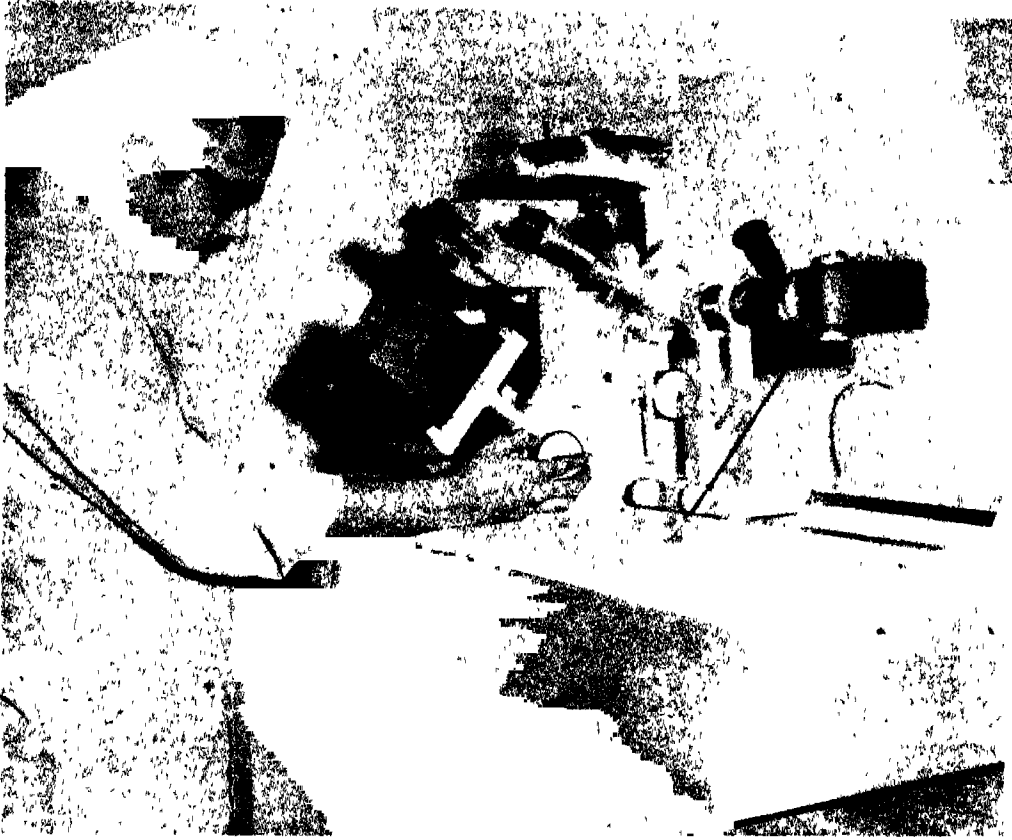
کوالٹی سدھار کے لئے صنعتیں باشعور جد و جہد کر رہی ہیں

ایمرجنسی کے نفاذ کے بعد سے ٹیکسٹائل ملوں کی پیداوار میں تدریجی اضافہ ہوا ہے۔ شہر بمبئی میں کپڑے کی پیداوار جو جون میں ۷۳،۰۱۲ میٹر تھی بڑھ کر ۱۰۴،۸۵۵ میٹر ہو گئی ہے اسی طرح ریاست بھر میں جون میں کپڑے کی پیداوار ۹۱،۶۲۹ میٹر تھی اور وہ نومبر میں بڑھ کر ۱۲۵،۴۴۴ میٹر تک پہونچ گئی ہے۔ ماہ جون میں بمبئی میں سوت کی پیداوار ۱۰،۴۴۵ کلو تھی جو نومبر میں ۱۴۲۹۶ کلو سے بڑھ کر ۱۸۲۷۰ کلو ہو گئی ہے۔

سال و ماہ	کپڑے کی پیداوار		سوت کی پیداوار	
۱۹۷۵ء	بمبئی شہر	مہاراشٹر	بمبئی شہر	مہاراشٹر
جنوری	۹۶,۷۱۹	۱۲۵,۹۳۴	۱۴,۳۳۵	۱۹,۵۹۹
فروری	۸۵,۰۷۱	۱۰۸ ۹۵۰	۱۳ ۶۱۸	۱۷ ۱۰۹
مارچ	۸۹۴۹۵	۱۱۳ ۲۴۲	۱۳ ۳۰۴	۱۸ ۱۹۳
اپریل	۹۳ ۴۲۹	۱۱۷ ۲۶۵	۱۳ ۷۰۵	۱۸ ۷۳۹
مئی	۷۱ ۱۹۲	۸۹ ۲۲۷	۱۰ ۴۴۵	۱۴ ۲۹۶
جون	۷۳ ۶۴۲	۹۱ ۶۳۹	۱۰ ۳۷۲	۱۴ ۱۱۱
جولائی	۸۹ ۵۴۶	۱۱۳ ۰۷۴	۱۳۷۸۲	۱۷ ۲۶۳
اگست	۹۴ ۰۲۸	۱۱۸ ۵۴۹	۱۴ ۱۳۰	۱۹ ۱۴۴
ستمبر	* ۹۷ ۵۳۰	* ۱۱۷ ۲۹۱	* ۱۳ ۲۰۵	* ۱۶۲۸۹
اکتوبر	* ۱۰۴۸۵۵	* ۱۲۵ ۴۴۴	* ۱۴ ۳۱۷	* ۱۸۲۷۰

* عارضی

[کپڑا... میٹر میں - سوت ... کلو میں]
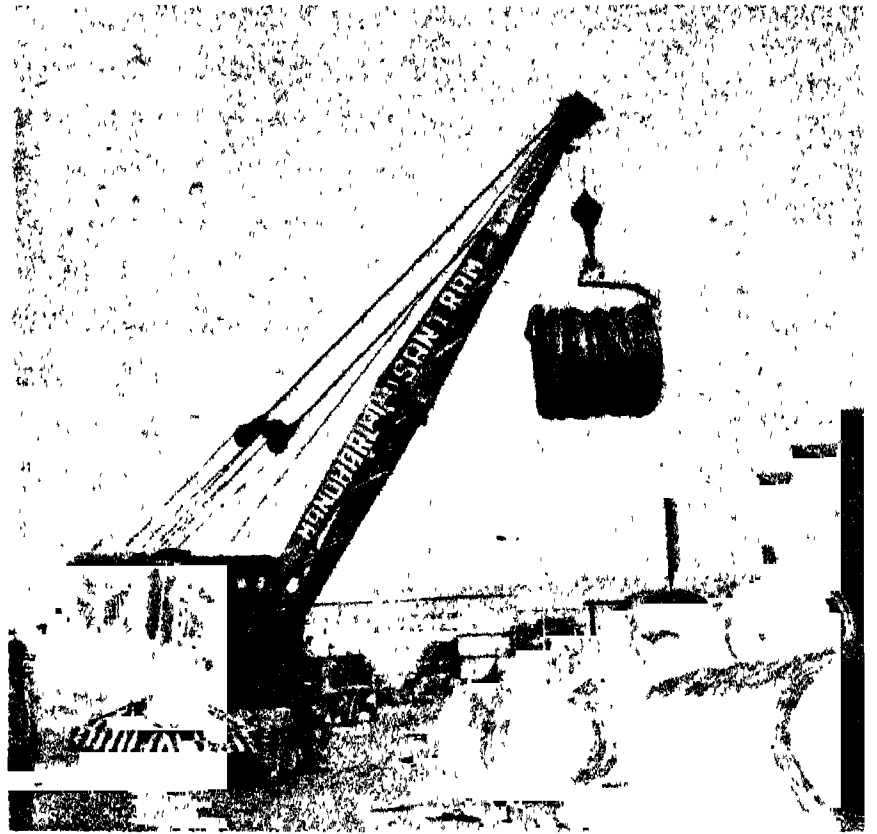
منظمین کے درمیان خوشگوار تعلقات سے پیداوار میں بہتری

ے کے باعث متعدد صنعتوں میں کساد بازاری کے رجحانات (Recession) رونما ہوئے ہیں صنعتی لن صورتِ حال فوری اقدامات کی متقاضی ہے۔

میں سوچی سمجھی ڈھیل ضروری

مقابلہ کرنے کے لئے جو کریڈٹ پالیسی اختیار نعتی یونٹوں کو کریڈٹ کے حصول میں ہوگئی ہیں اور دیگر ذرائع سے قرض حاصل ہے اور یہ دشواری صرف بڑی صنعتوں سچ تو یہ ہے کہ چھوٹی یونٹوں کے لئے یہ ت اختیار کر گئی ہیں۔ انڈین مرچنٹس چیمبر توں کو سہارا دینے کا جو پروگرام بنایا تھا وہ اس ں کے تحت ہو سکتا ہے بہت کمزور پڑ جائے۔ ت کو صورتِ حال سے واقف کرایا ہے اور ا پر ہمدردانہ غور و خوض کیا ہے جو مہاراشٹر میں اب جبکہ افراطِ زر کی طاقتوں پر قابو پا لیا گیا ہے پالیسی میں سوچی سمجھی ڈھیل سے کام لیا جائے تاکہ کسادی طاقتوں (Recessionery Forse) کا مقابلہ کیا جا سکے اور صنعتی سیکٹر میں پیداوار بڑھائی جا سکے۔

ماہرانہ و منصفانہ تقسیم کاری

صنعتی پیداوار کے مسائل پر زور دیتے ہوئے ہمیں یہ بھی تسلیم کرنا ہے کہ دستیاب اشیاء کی ماہرانہ و منصفانہ تقسیم کاری بھی کسی طرح کم اہم نہیں ہے وزیر اعظم کے معاشی پروگرام میں اس بات کو تسلیم کر لیا گیا ہے لہٰذا تقسیم کاری نظام کو قیمت اور کوالٹی سے متعلق صارفین کے مفاد کے پیش نظر سدھارنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ پیکیج اشیاء ضابطہ یکم بابت ۱۹۷۵ء اسی سلسلے میں اٹھایا گیا ایک قدم ہے۔ اکتوبر ۲ تاریخ سے اس قانون پر عمل درآمد ہونا تھا لیکن صنعتی اداروں کی اپیل کے پیش نظر کہ اس سے مینوفیکچرز اور ٹریڈ کو مشکلات پیش آئیں گی۔ حکومت نے اپنے فیصلے پر دوبارہ غور و خوض کیا۔ یہ آرڈر اب ۲ جنوری سے عمل میں آئے گا اور صارفین کو مناسب بھاؤ پر اچھی کوالٹی کا مال مل سکے گا اگر دستیاب اشیاء ملک کے مختلف علاقوں میں صارفین

تک پہنچانی ہوں تو ضروری ہے کہ تقسیم کاری کے عمل میں تیزی لائی جائے اور وہ ماہرانہ انداز سے کہ تجارت میں انجام پلتے پچھلے کئی سالوں سے موجودہ تجارتی وسائل، اس سلسلے میں ہم خدمات انجام دے رہے ہیں۔ کوشش کی جانی چاہئے کہ موجودہ تقسیم کاری نظام کے ذریعے ان کے ادھورے کاموں کی تکمیل ہو سکے نہ کہ انہیں ہٹا کر ان کی جگہ عوامی نظام ہی رکھا جائے۔ تقسیم کاری کے اس پہلو کو انڈین مرچنٹس چیمبر نے اس لئے پیش کیا ہے کہ تقسیم کاری کا نظام موثر ہو سکے تاکہ قیمتوں کا استحکام جو وزیر اعظم کے پروگرام کا پہلا نکتہ ہے بامعنی طور پر حاصل ہو سکے۔

کاروباری طبقہ بالعموم اور بالخصوص انڈین مرچنٹس چیمبر آبادی کے مسئلے کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کی عمل آوری میں عملی طور پر معاون ہوا ہے متعدد صنعتی یونٹوں میں اس پروگرام کو نافذ کر دیا گیا ہے۔ بعض یونٹوں میں خاندان کو محدود رکھنے کے لئے مزدوروں کو ترغیبات بھی دی جا رہی ہیں۔ اس سال چیمبر نے ایک خاندانی منصوبہ بندی اسکیم کا آغاز کیا ہے اور متعدد صنعتی اداروں کو اس اسکیم کو قبول کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔ ہمیں حوصلہ افزا جواب ملا ہے لہٰذا چیمبر اس پیغام کو مزید وسیع پیمانے پر پھیلانا چاہتا ہے۔

پوشیدہ آمدنی ظاہر کرنے کی اسکیم کا خیر مقدم

پروگرام کو کامیابی سے عمل میں لانے کیلئے ہر سطح پر عوام کا رضاکارانہ اور عملی اشتراک نہایت اہم ہے پوشیدہ آمدنی اور دولت کو رضاکارانہ طور پر ظاہر کرنے کی حکومت کی اسکیم کا وسیع پیمانے پر خیر مقدم ہونا چاہئے کیونکہ اس طرح غیر محسوب پیسہ پیداواری وسائل پر صرف ہوگا اس اسکیم کے مضمرات کو واضح کرنے اور خدشات کو رفع کرنے کے سلسلے میں چیمبر نے تندہی سے کوشش کی ہے۔

صنعتی یونٹوں نے کارآموزی اسکیم کا خیر مقدم کیا

معاشی پروگرام کا ایک نکتہ ایک مخصوص مدت کے اندر تعلیم یافتہ نوجوانوں کو منظم صنعتی سیکٹر میں تربیت دے کر روزگار کے مواقع بڑھانا ہے۔ حکومتِ مہاراشٹر نے ایک خود روزگار اسکیم تیار کی ہے اور ریاست کے صنعتی یونٹوں نے ایسی تربیت پانے کے خواہش مندوں کو قبول کرنا منظور کر کے اس اسکیم کی پوری حمایت کی ہے مہاراشٹر کے وزیر برائے صنعت کو جب کہ انہوں نے چیمبر کی کمیٹی سے حال ہی میں ملاقات کی پھر سے یہ بات بتائی گئی ہے صنعتی یونٹ تعلیم یافتہ نوجوانوں کو نہ صرف تربیت دیں گے بلکہ ان میں سے چند کو روزگار سے بھی لگوائیں گے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ حکومت ایسے تربیت یافتگاں کو بھیجے جو کام میں دلچسپی لیکر کام سیکھیں اسی طرح اس اسکیم کو بامعنی اور کامیاب بنایا جا سکتا ہے۔

وزیر اعظم کے معاشی پروگرام کی کامیاب عمل آوری میں بزنس کمیونیٹی نے عملی حصہ لیا ہے۔ جملہ یونٹوں میں دستیاب گنجائشوں کا ممکنہ حد تک پوری طرح استعمال کرنے کے لئے کوششیں کی جا رہی ہیں اس طبقے نے ان تمام اسکیمات کے سلسلے میں عملی تعاون کیا ہے جن سے پروگرام آگے بڑھ سکتا ہے اور جن سے قیمتیں گھٹ سکتی ہیں آئندہ مہینوں میں بھی پالیسی سے متعلق فیصلوں کی تعمیل نیز معیشت اور عوام کی حالت کو سدھارنے کیلئے کئے گئے اقدامات کے سلسلے میں یہ طبقہ تندہی سے عملی تعاون پیش کرتا رہے گا۔

میگنا کارٹا

وزیر اعظم کا اقتصادی پروگرام عام آدمی کے لئے میگنا کارٹا کی حیثیت رکھتا ہے۔ مہاراشٹر نے تہیہ کر لیا ہے کہ وہ انتظامی کل پرزوں کو درست کر کے ان مقاصد کو حاصل کرے گا جو شریمتی گاندھی نے قوم کے سامنے رکھے ہیں۔

(وزیر اعلیٰ کا انٹرویو ایکنا مکس ٹائمز" ۱۸-۸-۱۹۷۵)

مزدور طبقے کا ردِ عمل

یہ سوال اٹھایا جاتا ہے کہ ایمرجنسی کے تعلق سے مزدوروں
کیا ہے؟ ظاہر ہے اس سوال میں یہ اشارہ پوشیدہ
کم از کم بعض طبقات سوچتے ہیں کہ مزدور طبقہ ایمرجنسی
کی مخالفت کرے گا اور اپنے غم و غصہ کا اظہار جنگجویانہ
کرے گا۔ تاہم ایسے لوگوں کو یہ دیکھ کر مایوسی ہوئی
مزدور طبقے نے ایمرجنسی کی مخالفت کے بجائے اس کا
کیا ہے اور دل و جان سے اس کی تائید و حمایت کی ہے
پھر جاننا کوئی مشکل بات نہیں ہے۔ مزدور طبقے
بات کا یقین کامل ہے کہ ۲۰ نکاتی پروگرام جس کا
نے جولائی میں اعلان کیا ہے دراصل آبادی کے
طبقے اور خصوصیت کے ساتھ دیہی اور شہری علاقوں
روں کی حالت سدھارنے کی غرض سے پیش کیا گیا

ہے۔ ہر قسم کے سماجی جرائم کا فولادی ہاتھوں سے مقابلہ کرنے کے لئے اٹھائے گئے اقدامات اور پروگرام کے نکات میں کوئی نیا پن نہیں لیکن اب کے خاص بات یہ ہے کہ انہیں عملی رخ دیا گیا ہے۔ سرکار ٹھوس اور موثر قدم اٹھا کر کاروباری انداز سے انہیں عمل میں لا رہی ہے۔ دیہی قرضہ جات کی ادائیگی پر قانونی التوا عائد کرنا اور جبریہ مزدوری کا خاتمہ اس کی چند ٹھوس مثالیں ہیں۔

وہ لوگ جو مزدور طبقے کے تاثر کا سوال اٹھاتے ہیں دراصل اس طبقے کے اندازِ فکر سے واقف نہیں ہیں۔ وہ نہیں سمجھ سکتے کہ مزدور طبقہ سماجی پروگرام کے ساتھ اپنے آپ کو کس طرح ہم آہنگ محسوس کرتا ہے۔

وی آر ہوت نگ ایم ایل اے
جنرل سکریٹری راشٹریہ مزدور سنگھ
صدر مہاراشٹر انٹک
نائب صدر انٹک (انڈیا)

طبقے نے ۲۰ نکاتی پروگرام کے تحت نظم و ضبط کے اقدامات کا خیر مقدم کیا اور وہ دل و جان سے پیداوار
نے کے لئے کام کر رہا ہے۔

نظم وضبط و جوشِ عمل کا ایک نیا باب

ہمارے ملک میں ایمرجنسی کے نفاذ اور ۲۰ نکاتی پروگرام کے اعلان کے ساتھ ایک نئے باب کا اضافہ ہوا ہے۔ یہ باب نظم و ضبط، ہمت و حوصلہ اور جوشِ عمل کا ہے جس سے ہمارا ملک مضبوط اور خوشحال ہو سکتا ہے۔ ایک عام آدمی کے دل میں بھرپور امیدوں کی بہار آئی ہے اور جوش و خروش پیدا ہوا ہے لوگ اکتا گئے تھے اُس فضا سے جس میں الزام تراشی، غنڈہ گردی اور منفی اندازِ فکر کے سوا کچھ نہیں تھا۔ لوگ چاہتے تھے کہ ٹھوس قدم اُٹھائے جائیں اسمگلروں، کالا بازاریوں اور ذخیرہ اندوزوں کے خلاف۔ مثبت کارروائیاں کی جائیں اور بڑھتی ہوئی قیمتوں کو گھٹانے کے لئے اور کڑی سزائیں دی جائیں معاشی مجرموں کو۔ یہی وجہ ہے کہ جب وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے وہ اقدام کئے جن کا مدتوں سے انتظار تھا اور جو ہر شخص چاہتا تھا، تو لوگوں نے بھرپور تعاون پیش کیا۔

مزدور تحریک کیلئے ایک بے مثال موقع

اس طرح مزدور تحریک کو ایک بے مثال موقع ہاتھ آ گیا ہے اب تک مزدور تحریک کی قوت زیادہ تر یونینوں کی آپسی رقابت اور ایک دوسرے سے بازی لے جانے میں صرف ہو جاتی تھی۔ ظاہر ہے مزدور تحریک منظم صنعتی سیکٹر تک ہی محدود تھی۔ سچ تو یہ ہے کہ منظم مزدور طبقے پر غیر منظم مزدور طبقے کے تعلق سے بھی کچھ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں خصوصیت کے ساتھ اس طبقے کے تعلق سے جو بے زمین ہوتا ہے اور دیہی علاقوں میں رہتا ہے۔

اب انٹک، آئی ٹک اور مزدور سبھا جیسی اہم مرکزی

گورنمنٹ پریس ورکرز نے ایمرجنسی کا خیر مقدم کیا

سرکاری چھاپہ خانوں کے مزدوروں نے وزیر اعظم کی اس اپیل کا کہ اس بحرانی دور میں ہمیں پیداواریت کو بڑھانے کے لئے مسلسل جد و جہد کرنا چاہیئے، جوش و خروش کے ساتھ خیر مقدم کیا، لہٰذا ان کی خود نظمی اور جوشِ عمل میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔

مزدوروں کی حاضری میں ایک باقاعدگی آ گئی ہے اور اس بات کی انتہائی کوشش کی جا رہی ہے کہ کام کے اوقات میں زیادہ سے زیادہ تعمیری کام انجام پائے اسی طرح مشینوں کی دیکھ ریکھ اور ان کے صحیح استعمال پر زیادہ سے زیادہ توجہ دی جا رہی ہے۔ کاغذ اور دیگر خام اشیاء کو ضائع ہونے سے سختی سے بچایا جا رہا ہے مینجمینٹ اخراجات میں حد درجہ کفایت شعاری سے کام لینے کی کوشش کر رہا ہے۔

تنظیموں نے ایمرجنسی اور ۲۰ نکاتی معاشی پروگرام کے لئے بھرپور تعاون کا وعدہ کیا ہے۔ اس طرح مزدور تحریک میں ایک نئی فضا پیدا ہوئی ہے۔ اب مشترک مقاصد کے حصول کے لئے مختلف مزدور تحریکوں کے اکابرین ایک ساتھ مل بیٹھ کر اپنی ضمنی تنظیموں کے جھگڑوں اور تصادم کے مسائل کو حل کر سکتے ہیں

اب بڑی تنظیموں کے لئے بے زمین مزدوروں اور غیر منظم مزدوروں کو منظم کرنے کے لئے مثبت اقدامات کرنا آسان ہو گیا ہے۔ ۲۰

---

۲۰ نکاتی پروگرام کے اعلان کے بعد مرکزی حکومت نے صنعتی تعلقات پر نظر رکھنے اور پیداوار و پیداواریت سے متعلق مسائل سے نپٹنے کی غرض سے ایک قومی چوٹی جمعیت بنائی ہے جس میں ٹریڈ یونینوں اور مالکان کے نمائندے شامل ہیں موثر طور پر صنعتی امن قائم رکھنے کے لئے اسی قسم کی ایک جمعیت ریاستی سطح پر مہاراشٹر میں بھی قائم کی گئی ہے۔
علاوہ ازیں انڈسٹریز اینڈ لیبر ڈپارٹمنٹ میں ایمرجنسی سیل کھولا گیا ہے تاکہ یونینوں کو امداد بہم پہونچائی جا سکے۔ اور باورکٹ خام اشیاء کی کمی، مالی مشکلات، 'لاک آؤٹ' اور لے آف جیسے مسائل کو حل کیا جا سکے۔ مختلف جمعیتوں کے نمائندوں سے مشورہ کے بعد پیداواری پروگرام تشکیل دینے کی غرض سے وزیر صنعت کی صدارت میں ایک اعلیٰ سطحی کمیٹی بھی بنائی گئی ہے۔
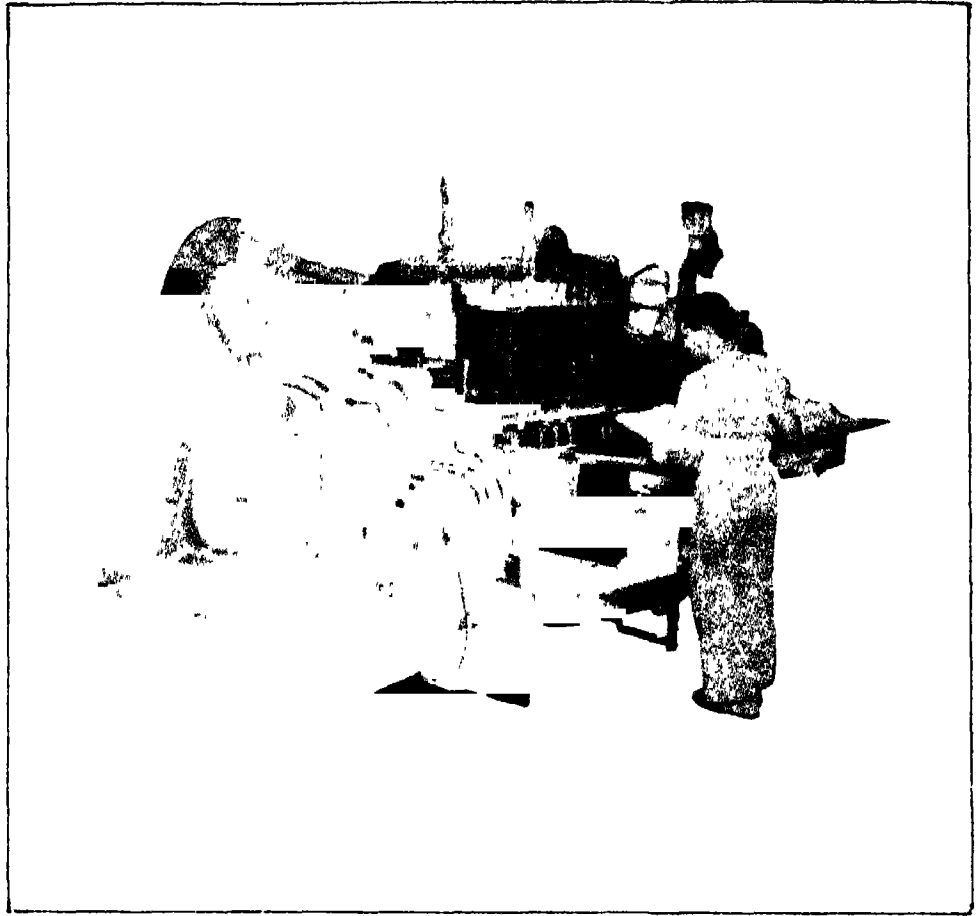
ایمرجنسی کے اعلان کے بعد گورنمنٹ سنٹرل پریس بمبئی کے کارکن زیادہ جوش و خروش اور نظم و ضبط کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔

نکالی معاشی پروگرام ہمہ جہتی ہے لہٰذا یہ توقع کی جاتی ہے کہ مزید صنعتی پروگرام بنائے جائیں گے اور ان پر عمل کیا جائے گا تاکہ ہماری جمہوریت کی بنیاد مضبوط ہو سکے اور ہم ہمارے اشتراکی مقاصد کی منزل کو جلد سے جلد پہنچ سکیں۔

سماجی شعور کی فضا

وزیر اعظم نے صنعتی میدان کے سربراہوں سے مطالبہ کیا ہے کہ موجودہ گنجائش کا پوری طرح استعمال کریں، پیداوار کو بڑھائیں اور اشیائے ضروری کی تقسیم کے سدھار میں معاون بنیں۔ انھوں نے اس پر بھی زور دیا ہے کہ سماجی شعور کی ایک فضا پیدا کی جائے۔ ضروری ہے کہ انداز فکر میں ایک قسم کا انقلاب پیدا ہو جائے تاکہ مزدور پیداوار کے طریقوں پر اپنی فوقیت اور معاشی نظام پر اپنی حکمرانی کو محسوس کرے اس طرح مزدور اجرت کا بندہ ہونے کے نفسیاتی تصور سے آزاد ہوگا اور سماجی ڈھانچے کو بدلنے کے لئے ضروری جوش عمل اس میں بیدار ہوگا۔

مزدوروں کا مؤثر اشتراک

اس میں مزدور طبقے کو ایک اہم کردار ادا کرنا ہے مزدور طبقے کو اس بات کا بھرپور شعور ہے کہ ہمارا ملک سیاسی جمہوریت کی منزل کو پا چکا ہے لیکن یہ کوئی آخری منزل نہیں ہے۔ ہمیں معاشی جمہوریت کی طرف بڑھنا ہے جس سے ناانصافی نیز اجرت اور آمدنی کے فرق کو مٹایا جا سکے۔ آزادی، جمہوریت اور سوشلزم کے معنی ہماری آبادی کے غریب طبقات کو صرف اسی طرح سمجھائے جا سکتے ہیں۔ لیبر اور مینجمنٹ کے تعلقات کو جمہوری ڈھانچے میں ڈھال کر صنعتی جمہوریت کا قیام ضروری ہے۔ انتظامیہ (مینجمینٹ) کے ساتھ مزدور (لیبر) کے اشتراک کا اہم

یومی ہفتہ کا اثر

ملوں میں، یومی ہفتہ کے نفاذ سے حوصلہ افزا نتائج برآمد ہوئے ہیں۔ یہ مل مندرجہ ذیل ہیں۔
معت لال فائن اسپننگ اینڈ مینوفیکچرنگ کمپنی لمیٹڈ نمبر ۲، نمبر ۳ اور نمبر ۴ اور کرلا سپننگ اینڈ ویونگ کمپنی لمیٹڈ۔
تین ملوں نے یعنی الفنسٹن، شری سیتارام اور بامبے ڈائینگ کمشائل نے، یومی ہفتہ جزوی طور پر نافذ کیا ہے۔ چارٹ میں مزدوروں کی حاضری پیش کی گئی ہے جو ستمبر ۱۹۶۵ء سے تدریجی طور پر بڑھتی جارہی ہے

ملوں میں یومی ہفتہ کا نفاذ اور اس کا اثر

مل کا نام		ستمبر ۶۵ء	اکتوبر ۶۵ء	نومبر ۶۵ء	دسمبر ۶۵ء	
(۱) معت لال نمبر ۲		۲۷۲۳	۳۰۳۴	۳۰۹۱	۳۰۶۹	+ ۳۶۸
(۲) معت لال نمبر ۳	۱۶۹۹ (جون ۶۵ء)	۱۷۳۶	۱۷۶۴	۱۷۷۳	۱۷۷۰	+ ۷۴
(۳) معت لال نمبر ۴		۶۱۵	۶۴۳	۶۲۳	۶۰۶	+ ۲۸
(۴) کرلا		۲۰۲۸	۲۰۲۳	۲۰۴۱	۱۸۸۹	+ ۱۸
جزوی						
(۱) الفنسٹن	۲۶۶۴ (اگست ۶۵ء)	۳۷۲۲	۲۷۰۷	۲۶۸۹	۲۷۱۸	+ ۵۸
(۲) شری سیتارام		۳۲۴۲	۳۳۸۳	۳۳۷۷	۳۳۲۳	+ ۱۸۱
(۳) کمشائل بمبئے ڈائینگ		۷۰۰۷	۷۲۰۱	۷۳۱۵	۷۳۵۹	+ ۳۵۲
		۲۰,۱۳۳	۲۰,۸۰۵	۲۰,۹۰۹	۲۰,۸۵۲	۱,۰۷۹

نکتہ اسی پہلو سے شیدہ ہے۔ مؤثر مزدور اشتراک اسی وقت ممکن ہے جبکہ ہر فیصلہ کن مرحلہ پر مزدوروں کو رائے دینے کا حق ہو۔ ظاہر ہے مزدور طبقہ خوش ہے کہ ۲۰ نکاتی پروگرام کا ایک نکتہ صنعت میں مزدوروں کے اشتراک سے متعلق ہے۔

آجرین نے بھی معاشی پروگرام کے لئے اپنے بھرپور تعاون کا اظہار کیا ہے۔ صنعتی میدان میں مفاہمت کی ایک نئی فضا پیدا کرنے کی غرض سے ایک دو فریقی چوٹی کی جماعت قائم کی گئی ہے۔ اس طرح صنعتی امن قائم رہے گا اور پیداوار کے معاملہ میں زیادہ سے زیادہ ماہرانہ جدوجہد اور گنجائش کے تمام تر استعمال کا ملک کو یقین ہو جائے گا نیز یہ بھی کہ لے آف، تخفیف، لاک آؤٹ، بند اور ہڑتالیں ختم ہو جائیں گے۔

بہتر صنعتی تعلقات

ایمرجنسی کے نفاذ کے بعد سے ریاست میں صنعتی تعلقات کی صورت حال میں نمایاں تبدیلی رونما ہوئی ہے مزدور ایام کے نقصان سے متعلق مندرجہ ذیل اعداد و شمار سے اس کی وضاحت ہوتی ہے۔

مدت	مزدور ایام کا نقصان	ماہانہ اوسط
جنوری۔ مارچ ۱۹۷۴	۶۴,۳۲,۵۹۵	۲۱,۴۳,۹۸۳
اپریل۔ جون ۱۹۷۴	۴,۹۱,۹۶۳	۱,۶۳,۹۷۱
جولائی ستمبر ۱۹۷۴	۳,۳۷,۶۹۸	۱,۱۲,۵۵۵
اکتوبر، دسمبر ۱۹۷۴	۴,۳۶,۰۹۵	۱,۴۵,۳۵۰
جنوری، مارچ ۱۹۷۵	۴,۲۳,۱۴۱	۱,۴۲,۰۷۹۹
اپریل جون ۱۹۷۵	۲,۹۳,۵۸۰	۹۷,۵۸۰
جولائی ستمبر ۱۹۷۵	۸۵,۳۱۲	۲۸,۴۲۵

جون تا ستمبر سہ ماہی کے اعداد و شمار کا مقابلہ سابقہ سہ ماہیوں سے کرنے پر سدھار نمایاں ہوتا ہے۔

عام طور پر مزدور طبقہ نے ہڑتالوں وغیرہ کو ترک کر دیا ہے اور پیداوار کے پہیئے کو آگے بڑھایا ہے۔ آجرین نے ملک کو اس بات کا یقین دلایا ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو نبھائینگے تاہم اس ضمن میں بہت کچھ ہونا باقی ہے۔ مزدور طبقہ کو پھر بھی امید ہے کہ اگر جانبین میں اشتراک و نیک نیتی قائم رہے تو یہ معاملہ بھی اطمینان بخش طریقے سے حل ہو سکتا ہے۔

ایمرجنسی کے بعد ترقی!

ایمرجنسی کے بعد جو ترقی ہمارے ملک نے کی ہے وہ معیاری طور پر قابل قدر ہے۔ تاہم ضروری ہے کہ ہم اس اسپرٹ کو صمیم قلب کے ساتھ قائم رکھیں تاکہ معاشی سدھار اور سماجی انصاف کے باب میں ہم جو بھی ترقی کریں اس سے ہماری جمہوریت کو تقویت پہنچے۔ مزدور طبقہ نے تو گویا قسم کھائی ہے کہ وہ اپنی بیداری کو قائم رکھے گا اور فاشزم، دائیں بازو کی رجعت پسندی اور بائیں بازو کی انتہا پسندی کی طاقتوں کے خلاف مسلسل جدوجہد کریگا اور جمہوریت، عوام کی بھلائی اور صحیح معنوں میں قوم کی بھلائی کے لئے وزیر اعظم کے ہاتھ مضبوط کرے گا۔

اس جدوجہد میں کانگریس، انٹک اور ہم خیال جماعتوں کو چاہیئے کہ معاشی پروگرام کے رفاہی اقدامات کے لئے اپنی تمام تر قوتوں کو اکٹھا کرے۔

آج ہم نے ہندوستان کی تعمیر نو کے اُس عظیم کام کی تکمیل کا بیڑہ اٹھایا ہے جس کا گاندھی جی نے خواب دیکھا تھا اور جس کی ابتداء جواہر لال نہرو نے کی تھی۔ مزدور طبقہ جانتا ہے کہ سوشلزم کی منزل کے لئے کوئی شارٹ کٹ نہیں ہے۔ اس کے لئے سخت محنت، واضح تصور اور ہمت و استقلال کی ضرورت ہے۔ یقیناً وہ جمہوریت جس میں صرف حقوق کی ضمانت ہو اور فرائض سے عاری ہو، قائم نہیں رہ سکتی۔ بالکل اسی طرح جیسے ایک بینک جس میں سے پیسہ نکالا تو جا سکتا ہے اور جس میں ڈپازٹ نہیں کیا جاتا، قائم نہیں رہ سکتا۔ لہٰذا ہم میں سے ہر فرد و بشر کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے اپنے شعبۂ زندگی میں کام کریں اور ملک و قوم کی بھلائی کے لئے پُرجوش جذبے کے ساتھ اپنا کردار ادا کریں۔

گندی بستیاں : مشکلات اور حل

جہاں کہیں کھلی جگہ ہوئی وہاں جھونپڑے بن جاتے ہیں. رہنے کا ٹھکانہ ہو جائے، بس یہی مقصد پیش نظر ہوتا ہے. دیگر پہلو یعنی صحت، صفائی وغیرہ بالکل نظر انداز کر دیئے جاتے ہیں. حالیہ سالوں میں بمبئی شہر میں جھونپڑ پٹیاں چھوٹے قصبہ جات کی مانند نمودار ہو گئی ہیں.

دیگر شہروں کی حالت بھی کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے. ریاست کے صنعتی طور سے ترقی پذیر علاقوں میں بھی ہر جگہ گندی بستیاں پھیل گئی ہیں. مہاراشٹر کی دوسری راجدھانی ناگپور گندی بستیوں کے معاملے میں بھی دوسرے نمبر پر ہے اس کے بعد پونا اور مالیگاؤں کا نمبر آتا ہے ریاست کے تیرہ بڑے شہروں کی

گندی بستیوں کی آبادی کے متعلق حسب ذیل اعداد و شمار سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ یہ مسئلہ کتنا بڑا ہے.

ممبئی:- ۱۳,۰۰,۰۰۰ (اسمیں وہ لوگ شامل نہیں ہیں جو فٹ پاتھ یا زیرین ریلوے برج وغیرہ جگہوں پر رہتے ہیں)

ناگ پور:- ۲,۵۴,۴۸۴

پونا : ۱,۵۲,۷۲۵

مالیگاؤں: ۱,۱۵,۶۴۰

شولاپور: ۸۰,۰۰۰

اورنگ آباد ۳۵,۰۰۰

امراؤتی: ۳۵,۰۰۰
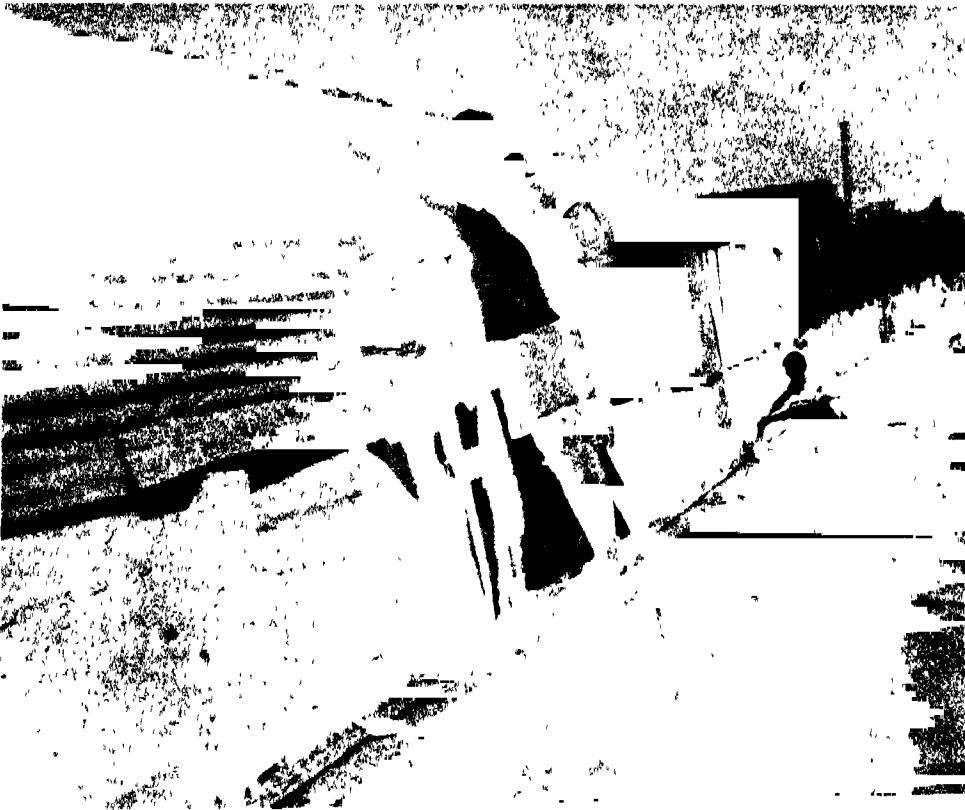
شہر ممبئی، جہاں گندی بستیوں کا مسئلہ خاص طور سے درپیش ہے، ۳۷ سلم سدھار اسکیموں سے فیضیاب ہوگا اور تقریباً دو لاکھ سلم مکینوں کو راحت ملے گی.

ایک جھونپڑی کی سدھاری جارہی ہے تاکہ اس کے مکین کے لئے
صحت مند رہائش گاہ میسر ہوسکے۔

لولہ :- ۳۰٫۲۲۳
ندیڑ :- ۲۵٫۸۵۲
سک : ۱۵٫۳۵۰
ہاس نگر: ۱۴٫۸۴۰
قسانہ : ۱۲٫۷۳۹
ولھاپور: ۱۲٫۰۰۰

ن، ڈومبیولی، دھولیہ، اچل کرنجی جیسے
مقامات میں بھی یہی نازک صورت حال
ہو رہی ہے۔
ادی سہولتوں مثلاً پانی کی فراہمی سنڈاس
سے پانی کی نکاسی وغیرہ کے بغیر بے قاعدہ تعمیرات
عث جھونپڑ پٹیوں کے باسیوں کی زندگی قابل
گئی ہے۔ اس سے پورے شہر کی صحت و تندرستی
سئلہ بھی پیدا ہوگیا ہے۔ کیونکہ وبائیں پھیلنے کا
بڑھ گیا ہے۔
ج

سدھار پروگرام

گندی بستیوں کے سدھار پروگرام کے ذریعہ بنیادی سہولتیں بہم پہنچا کر ہی جھونپڑ پٹیوں کے باسیوں کی زندگی قدرے خوشگوار بنائی جا سکتی ہے۔ پلاننگ کمیشن نے یہی انسانی نقطہ نظر اختیار کیا اور اقل ترین ضروریات کے قومی پروگرام میں گندی بستیوں کے ماحول کے سدھار کا کام شامل کیا۔ کیونکہ گندی بستیوں کو آئندہ دس سال تک ہٹانا ممکن نہیں ہے۔ لہٰذا حکومت مہاراشٹر نے بھی اپنے ۱۵ نکاتی پروگرام میں اس اسکیم کو فوقیت دی ہے۔

گندی بستیوں کے ماحول کے سدھار کی اسکیم ۷۲-۱۹۷۱ میں مرکزی حکومت نے آٹھ لاکھ سے زیادہ آبادی والے شہروں یعنی بمبئی۔ پونا اور ناگپور میں شروع کی تھی۔ اس وقت یہ کلی طور سے مرکزی اسکیم

تھی۔ جیسے مہاراشٹر ہاؤسنگ بورڈ بمبئی اور پونا کی میں سرکاری اراضی پر نیز بمبئی میونسپل کارپوریشن کی میونسپل اراضی پر زیر عمل لاتی تھی۔ ناگپور میں یہ اسکیم ودربھ ہاؤسنگ بورڈ، ناگپور امپرومنٹ ٹرسٹ اور ناگپور میونسپل کارپوریشن کے ذریعہ زیر عمل لائی گئی۔

سہولتوں کی بہم رسانی

مارچ ۱۹۷۴ء کے اختتام تک ماحول سدھار کی اس اسکیم کے تحت بمبئی میں ۱۲۰ پروجیکٹ، ناگپور میں ۲۴ اور پونا میں تین منصوبہ جات کی تکمیل ہوئی۔ جن کے تخمینی مصارف ۳,۳۷,۴۵,۰۰۰ روپے ہیں۔ اس پروگرام سے بمبئی میں کل ۳,۲۹,۸۶۷، ناگپور میں ۹۸,۹۵۴ اور پونا میں ۲۰۵۰ جھونپڑ پٹی کے باسی فیضیاب ہوئے۔ اس طرح بمبئی میں گندی بستیوں کی آبادی کے چوتھائی حصہ، ناگپور میں ۲/۵ حصہ اور پونا میں ایک فیصدی حصہ کی حالت سدھری۔

ریاستی حکومت نے جھونپڑ پٹیوں میں بنیادی ضرورتیں بہم پہنچانے کے پروگرام کے تحت، شولا پور اور اورنگ آباد شہر کا انتخاب کیا ہے۔ دونوں شہروں میں اس پروگرام کو زیر عمل لانے کا کام مہاراشٹر ہاؤسنگ بورڈ کو سونپا گیا ہے۔

شولاپور میں پانچ پروجیکٹ اور اورنگ آباد میں سات پروجیکٹ اب تک پایہ تکمیل کو پہنچ چکے ہیں جن سے کل ۱۶,۹۶۷ آبادی کو فیض پہنچا اور ۱۶,۹۱,۰۰۰ روپے کی لاگت آئی۔

علیحدہ بورڈ کا قیام

مقامی اداروں، ہاؤسنگ بورڈوں اور امپرومنٹ ٹرسٹوں وغیرہ کی جانب سے گندی بستیوں کی حالت سدھارنے کی مسلسل جدوجہد کے باوجود یہ مسئلہ باقی رہا۔ نیز گندی بستیوں کے ماحول کو بہتر بنانے کی اب کلی طور پر مرکزی امدادی اسکیم نہیں رہی ہے اب یہ ریاست کو منتقل کر دی گئی ہے۔ جسے اپنے ذرائع سے

"سلم سدھار اسکیم" سے پورے علاقہ پر رونق آ گئی ہے، یہ ایک صاف ستھرے مکان کی تصویر ہے۔ بنیادی ضرورتیں، جیسے روشنی، گندگی سے محفوظ نالیاں، سڑک، غریب بستیوں کے باشندوں کے لئے تعمیر کی گئی ہیں اب وہ بہتر زندگی گزار رہے ہیں۔

روشنی، ڈرینیج اور سڑکوں وغیرہ کی سہولتیں گندی بستیوں کے باسیوں کے لئے مہیا کی گئی ہیں اور وہ اب بہتر زندگی گزار رہے ہیں۔

نیز تعمیر مکانات کے لئے مرکز کی جانب سے مختص کی گئی رقم سے سرمایہ مہیا کرنا ہوتا ہے۔ لہٰذا ریاستی حکومت نے اس مسئلہ سے تیزی اور مؤثر طریقے سے نمٹنے کے لئے یہی ضروری سمجھا ہے کہ اس کے لئے علیحدہ اور خود مختار ادارہ قائم کیا جائے۔ چنانچہ ایک خود مختار بورڈ یعنی سرکاری افسران، غیر سرکاری افراد اور شہری ادارہ جات کے نمائندوں پر مشتمل ۱۹ رکنی مہاراشٹر سلم امپروومنٹ بورڈ ۲ر فروری ۷۴ء سے مہاراشٹر سلم امپروومنٹ بورڈ ایکٹ بابت ۱۹۷۳ء کے تحت کام کر رہا ہے۔ ریاست میں گندی بستیوں کے سدھار پروگرام کو زیر عمل لانے کا کام اس بورڈ کے سپرد کیا گیا ہے۔ اس کا مقصد جھونپڑ پٹیوں میں بنیادی سہولتوں جیسے پانی کی سپلائی، سنڈاس، نہانے دھونے، ڈرینیج، سڑک اور اسٹریٹ لائٹ وغیرہ کا بندوبست کرنا ہے۔

۳۱ مارچ ۱۹۷۵ء تک بورڈ نے سلم علاقے میں ۴۰۸۴ سنڈاسوں کا انتظام کیا۔ جبکہ ۲۱۲۷ کے لئے منظوری دی گئی ہے۔ مزید برآں اس علاقے میں لگائے جانے والے ۲۳۷۴ میں سے ۱۵۴۳ بجلی کے کھمبے لگائے جا چکے ہیں مزید برآں اس علاقے میں لگائے جانے والے ۲۳۷۴ میں سے ۱۵۴۳ بجلی کے کھمبے لگائے جا چکے ہیں۔ ۱۴۷،۸۸۹ مربع میٹر علاقے میں سڑک کی تعمیر مکمل ہوئی جبکہ نشانہ ۲،۲۷،۵۲۳ مربع میٹر کا تھا۔ اس کے علاوہ گندے پانی کی نکاسی کے لئے ۹۴،۳۰۲ نالیاں بنائی گئیں جبکہ نشانہ ۱،۴۵،۰۸۶ تھا۔ بورڈ نے اپنے قیام کے اول سال مذکورہ بالا ۱۳ شہروں میں گندی بستیوں کے سدھار کیلئے ۱۴۴ اسکیمات منظور کیں جن کی تخمینی لاگت ۴۰ء۳ کروڑ روپے ہے اس منصوبہ جات کی تکمیل پر ان شہروں میں گندی بستیوں کی تقریباً چار لاکھ آبادی کو

(بقیہ صفحہ ۵۶ پر)

تعلیم یافتہ بیروزگاروں کے لئے ترقی روزگار پروگرام

مہاراشٹر میں روزگار کے متلاشیوں کی تعداد "ایمپلائمنٹ ایکسچینج" کے تازہ رجسٹر کے مطابق دسمبر ۱۹۷۵ء میں ۳،۸۸ لاکھ تک پہنچ گئی تھی۔ ان میں تقریباً ۱،۶۳ لاکھ میٹرک اور انٹر پاس اور تقریباً ۲۰،۰۰۰ صنعتی تربیتی ادارہ کے تربیت یافتہ اشخاص ہیں۔

ریاست میں تعلیم یافتہ اشخاص میں بڑھتی ہوئی بیروزگاری کے مدنظر حکومت مہاراشٹر نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ خود فراہمی روزگار اسکیمات پر توجہ مرکوز کی جائے۔ ترقی روزگار پروگرام میں یہی مقصد کارفرما ہے، اور یہ ریاست میں پرائیویٹ اور پبلک سیکٹروں میں بالکلان کے باہمی تعاون سے روبہ عمل لایا جائے گا۔

ڈائرکٹر آف ایمپلائمنٹ اسے زیر عمل لانے کے ذمہ دار ہونگے اور صنعت اور محنت کے محکموں کے افسران ان کی مدد کریں گے۔

پروگرام کا مقصد

اس پروگرام کا مقصد یہ ہے کہ تعلیم یافتہ بیروزگاروں کو ایسی عملی تربیت دی جائے جس سے وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے قابل ہو جائیں۔

ان اشخاص کی تربیت کی مدت کے دوران اور اس کے بعد وظیفہ یا مصارف بھتہ کے ذریعہ امداد کی جائیگی تاکہ وہ باقاعدہ شعبہ میں سودمند ملازمت حاصل کرنے کے قابل ہو جائیں۔

بہرحال یہ بات یاد رکھنا چاہیئے کہ اس اسکیم کے تحت دی جانیوالی تربیت کا مقصد اپرنٹس ایکٹ کے تحت اپرینٹس شپ تربیت کی جگہ لینا نہیں ہے، جو قومی بنیاد پر بالکل مختلف پروگرام ہے۔

"تعلیم یافتہ شخص" سے مراد وہ تمام اشخاص ہیں جن کی عمر اٹھارہ سال سے زیادہ ہے اور وہ کم سے کم ایس ایس سی امتحان پاس کر چکے ہیں۔ ان میں وہ اشخاص بھی شامل ہیں جو کسی انڈسٹریل انسٹی ٹیوٹ میں پیشہ ورانہ تربیت حاصل کر چکے ہیں۔ آبائی مہارت رکھنے والے اشخاص (بشمول دستکار) بھی تعلیم یافتہ اشخاص قرار دیئے گئے ہیں۔

اس پروگرام کے تحت تعلیم یافتہ بے روزگاروں کو مہارت حاصل کرنے اور بڑھانے کی تربیت دی جائیگی۔ یہ تربیت کسی کارخانے میں پیداوار، ڈیزائننگ، کوالٹی کنٹرول، پلاننگ اور مشین کی دیکھ بھال کے شعبہ میں یا سرو انڈسٹری، دستکاری، اکاؤنٹس، ٹائپنگ، اسٹینوگرافی، اسٹور کیپنگ، ٹیلیکس اور ٹیلیفون آپریٹنگ اور کمپیوٹروں وغیرہ کے لئے دی جائے گی۔

چار سو روپے وظیفہ

اس پروگرام کے تحت تربیت کی مدت چھ ماہ ہے بہرحال ایسے اداروں کے معاملے میں جن کے پاس فی الحال خود اپنی لمبی مدت کی اسکیمات ہیں یہ ترقی اسکیم اول مرحلہ چھ ماہ کے لئے ان کی اسکیمات کے ساتھ وابستہ کی جاسکتی ہے۔ تربیت پانیوالے امیدواروں کو اس تربیتی مدت کے دوران اُن کی تعلیم کے معیار کے مطابق ماہانہ ۱۰۰ تا ۴۰۰ روپے وظیفہ دیا جائے گا۔

اس پروگرام کے تحت ایمپلائمنٹ ایکسچینج کے درج شدہ

ناص کے لئے ایسی صورتوں میں جبکہ غیر سرکاری شعبے، امدا
بی اور پبلک سیکٹر ادارہ جات میں روزگار کے اضافی مواقع
اں باقاعدہ ادارتی تربیت کا انتظام کیا جا سکتا ہے۔
موصاً چھوٹے اداروں کے معاملے میں جو خود اپنے آدمیوں
، تربیت کی گنجائش نہیں رکھتے، ملازمت کی گنجائش
پہلے سے اندازہ کر لیا جائے گا اور مالکان کے تعاون سے
پلائمنٹ ایکسچینج کے درج شدہ اشخاص میں سے
خاب کیا جائے گا۔ ایسے معاملات میں تربیت کی مدت
نوعیت باہمی طور سے طے کی جا سکتی ہے۔

موجودہ اور آئندہ انسانی قوت (مین پاور) میں
ہم نوازن کو دور کرنے کی غرض سے یہ تجویز کی گئی ہے کہ تمام
نعتوں کی زیر سرپرستی اُمیدواروں کو ماہر بنانے کے لئے
ہین ریفریشر تربیت دی جائے جن کی مراکز بر کمی ہے اداری
یاب ٹریننگ مقامی صنعتوں کے تعاون سے صنعتی
داروں، سرکاری صنعتی تربیتی ورکشاپ بنرنجی فنی
روں کی باقی گنجائش سے فائدہ اٹھا کر دی جائیگی۔

سکیم کے لئے بھرتی

ایمپلائمنٹ ایکسچینج کے تازہ رجسٹر میں درج صرف
اشیان روزگار کو اس اسکیم کے تحت بھرتی کیا جائیگا
ی صورت میں جبکہ کسی خاص دفتر روزگار (ایمپلائمنٹ
ایکسچینج) کے پاس ضرورت پوری کرنے کے لئے کافی تعداد
، اُمیدوار نہ ہوں تو وہ نوآبجکشن سرٹیفکیٹ جاری
دیگا تاکہ بھرتی کرنیوالی جماعت عام اشخاص میں سے
تی کر سکے۔ روزگار یا خود روزگار کے لئے اشخاص کی بھرتی
تے وقت، مندرج جاتیوں، مندرج قبائل، خانہ بدوش
ائل اور دیمکت جاتیوں نیز سابق فوجیوں اور بیواؤں کو
یح دیجائیگی ایسے کنبوں کے افراد کو بھی ترجیح دیجائیگی جن
، ایک بھی شخص کمانیوالا نہ ہو۔

امداد دیتے وقت اولاً فوقیت ان انجنیئروں اور اعلیٰ
جل فن کاروں کو دیجائیگی جن کے نام ۳۱ دسمبر ۱۹۷۴ء
سے دفاتر روزگار (ایمپلائمنٹ ایکسچینج) کے رجسٹر میں
بج ہیں اور جواب تک بیروزگار ہیں۔ مرکزی حکومت
نے پارلیمنٹ میں یہ یقین دلایا ہے کہ اس درجہ کے
اشخاص کے لئے ملازمت کے مواقع بہم پہنچانے کے لئے فوری
کوشش کی جائے گی۔ اس پروگرام کو زیر عمل لاتے وقت
بھی یہی خیال رکھا جائے گا۔

اسکیم کے مقاصد

ترقی روزگار پروگرام کے تحت دو مختلف اسکیمات
زیر عمل لائی جائیں گی۔ ایک تربیتی اسکیم نجی اور عوامی شعبہ کے
اداروں میں ماہرین کی ضرورت پوری کرنے کے لئے ہے اور
دوسری اسکیم مندرج جاتیوں اور مندرج قبائل کے افراد
کی تربیت کے لئے ہے تاکہ سرکاری ملازمتوں میں خالی رہ
جانیوالی محفوظ جگہیں پُر کی جا سکیں۔ تجویز یہ ہے کہ تربیتی
اسکیم کے تحت تقریباً ۱۰،۰۰۰ اشخاص کی اور دوسری اسکیم
کے تحت ۲۰۰۰ اشخاص کی تربیت کا انتظام کیا جائے۔ دونوں اسکیموں کے
لئے بجٹ ایک ہی رہے گی۔

دوسری اسکیم کا مقصد یہ ہے کہ مندرج جاتیوں اور
مندرج قبائل کے افراد کو مقررہ محفوظ سرکاری جگہوں کے
لئے تربیت دی جائے جو پُر نہیں ہوتی ہیں۔ عموماً ایسے اشخاص
کے لئے محفوظ آسامیاں خالی رہ جاتی ہیں کیونکہ اُمیدوار
محکمات سرکاری محکمہ جات یا موجودہ پبلک سروس کمیشن
نیز عوامی شعبہ کے اداروں کی جانب سے منعقدہ مقابلے کے
امتحانات یا انتخاب میں معیار پر پورے نہیں اُترتے۔ اس
اسکیم کی بدولت یقیناً مندرج جاتیوں اور مندرج قبائل کے
اشخاص میں احساس کمتری کا ازالہ ہو جائے گا نیز انھیں روزگار
کے مناسب اور کافی مواقع فراہم ہوں گے۔ سرکاری اور نیم
اداروں کے دفاتر نیز عوامی شعبہ کے ادارہ جات کو جو مرکزی
اور ریاستی حکومت کے ماتحت ہیں ہدایت کی جائے گی
کہ وہ خالی رہ جانیوالی محفوظ جگہوں کے بارے میں ایمپلائمنٹ
ایکسچینج کو مطلع کریں جو ان جگہوں کے لئے مناسب اُمیدوار
بھیجا کریں گے۔ ادارے ایسے امیدواروں کو معاوضہ پر چھ ماہ
تربیت دیں گے اور بالآخر تربیت کی مدت ختم ہونے کے
بعد انھیں کام پر رکھ لیں گے۔

ترقی روزگار پروگرام کا مقصد یہ ہے کہ نوجوانوں کا رجحان
بدلے اور وہ محض سفید کالر ملازمتوں ہی کے لئے پریشان نہ رہیں

• ● • ● •

بقیہ صفحہ ۵۳ سے آگے

فائدہ پہونچے گا۔

بمبئی شہر میں جہاں یہ مسئلہ سب سے اہم نوعیت کا ہے ایسے ۳۷ منصوبہ جات سے تقریباً دو لاکھ جھونپڑ پٹی باسیوں کو راحت پہونچے گی۔

سال ۷۶-۱۹۷۵ء کے لئے بھی بورڈ نے ایک زبردست پروگرام بنا رکھا ہے جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے حکومت نے یہ پروگرام اپنے ۲۰ نکاتی پروگرام میں شامل کیا ہے لہٰذا حکومت کو اس بات کی سخت فکر ہے کہ کم سے کم وقت میں جھونپڑ پٹی کی آبادی کے بڑے سے بڑے حصے کو اس سے فیض پہنچے، سلم امپرومنٹ بورڈ نے تیار مال کے لئے مال تیار کرنے والوں سے ٹھیکہ کیا ہے جس سے کام نہ صرف تیزی سے انجام پائے گا بلکہ بہتر بھی ہوگا۔

بمبئی کے مختلف ملوں میں تعلیم یافتہ بیروزگاروں کو کام کی فراہمی

ذیل کے نقشہ میں ان لوگوں کی تعداد درج کی گئی جنھیں مل اونرس ایسوسی ایشن اور ایمپلائمنٹ اکسچینج کے ذریعہ کام دیا گیا۔ کام مہیا کرنے کا اصل سہرا مل اونرس ایسوسی ایشن کے سر بندھا ہے۔

تعلیمی لیاقت	ملوں کی ضروریات	درج امیدواروں کی تعداد	شریک ہونے والے امیدواروں کی تعداد	شرکت کرنے والے امیدواروں کی فیصد تعداد ان امیدواروں کے مقابلے میں جنھیں رکھنے کی آمادگی ظاہر کی گئی تھی کالم (۴) تا کالم (۲)	ایمپلائمنٹ ایکسچینج کے پیش کردہ امیدواروں کے تناسب سے ملوں میں شریک امیدواروں کی فیصد تعداد کالم (۴) تا (۳)
(۱)	(۲)	(۳)	(۴)	(۵)	(۶)
ایس ایس سی امتحان پاس	۹[illegible]۶	۲۰۸۰	۴۵۱	۴۶،۷۹	۲۱،۶۸
آئی۔ ٹی آئی پاس	۲[illegible]	۴۹۲	۴۶	۱۸،۱۸	۱۹،۳۵
	۱۹،[illegible]	۲۵،[illegible]	۴۹۷	[illegible]	۱۹[illegible]

"میں اس غرض سے بمبئی نہیں آیا ہوں کہ حکومت مہاراشٹر یا بمبئی کے لوگوں کے گن گاؤں۔ لیکن حکومت مہاراشٹر نے ۲۰ نکاتی پروگرام کو زیر عمل لانے کے لئے جو کچھ کیا ہے اس کی پرزور حمایت اور تعریف نہ کروں تو یہ میرے نزدیک میری زبردست کوتاہی ہوگی۔ ہمیں بھی آج محروم لوگوں [illegible] زمین مزدوروں، زراعتی مزدوروں اور کسانوں کے پاس جانا ہے۔ ان کی حالت سدھارنا ہے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ آزادی کے بعد پہلی مرتبہ شریمتی اندرا گاندھی نے وزیر اعظم اور قوم کی رہنما کی حیثیت سے ترجیحات کے نظام کو بدل دیا ہے۔

ہمارے لئے آج سب سے مقدم کام "غریبی ہٹانا" ہے۔ کس کی غریبی؟ اس کی جو سب سے زیادہ غریب ہے حکومت مہاراشٹر ضمانت روزگار اسکیم کے ذریعہ یہ کام انجام دے رہی ہے۔"

۲۰ نکاتی پروگرام کی عمل آوری سے متعلق ریاستی سطح کمیٹی کے اجلاس میں شری ڈی کے بروا کا ارشاد

ڈائرکٹوریٹ جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، گورنمنٹ آف مہاراشٹر نے گورنمنٹ سنٹرل پریس، بمبئی میں چھپوا کر شائع کیا۔

قومی راج

۲۰ نکاتی پروگرام کے ساتھ ادیواسیوں اور سماج کے کمزور
بقات کی زندگی قدامت سے جدیدیت کی طرف ترقی کر
ہی ہے. ان کی زندگی کا معیار بلند ہو رہا ہے اور انکی
نیا کو استحکام نصیب ہو رہا ہے.

قومی آواز

۱ ارجنوری سنہ ۱۹۷۶ء

مت ۵۰ پیسے

3(2)
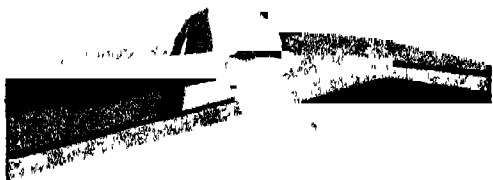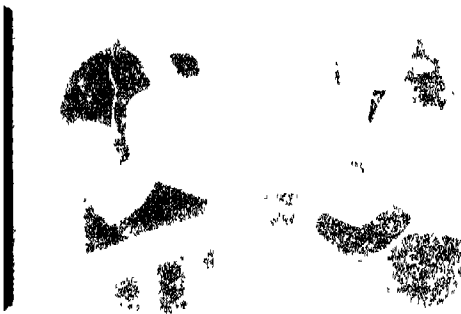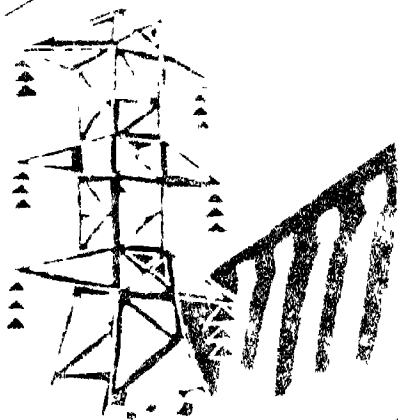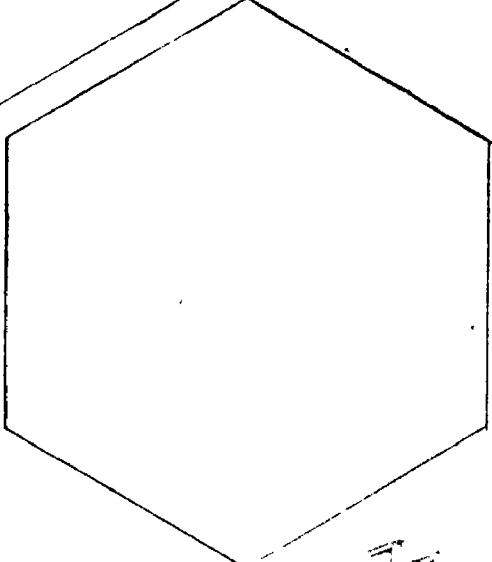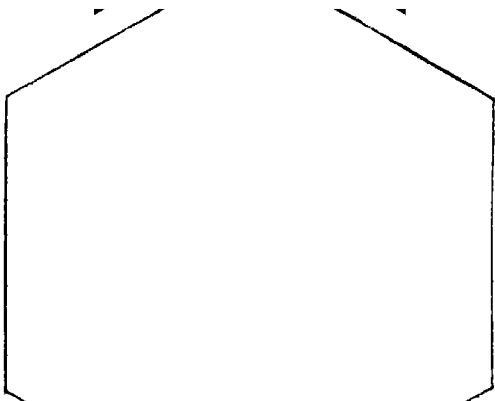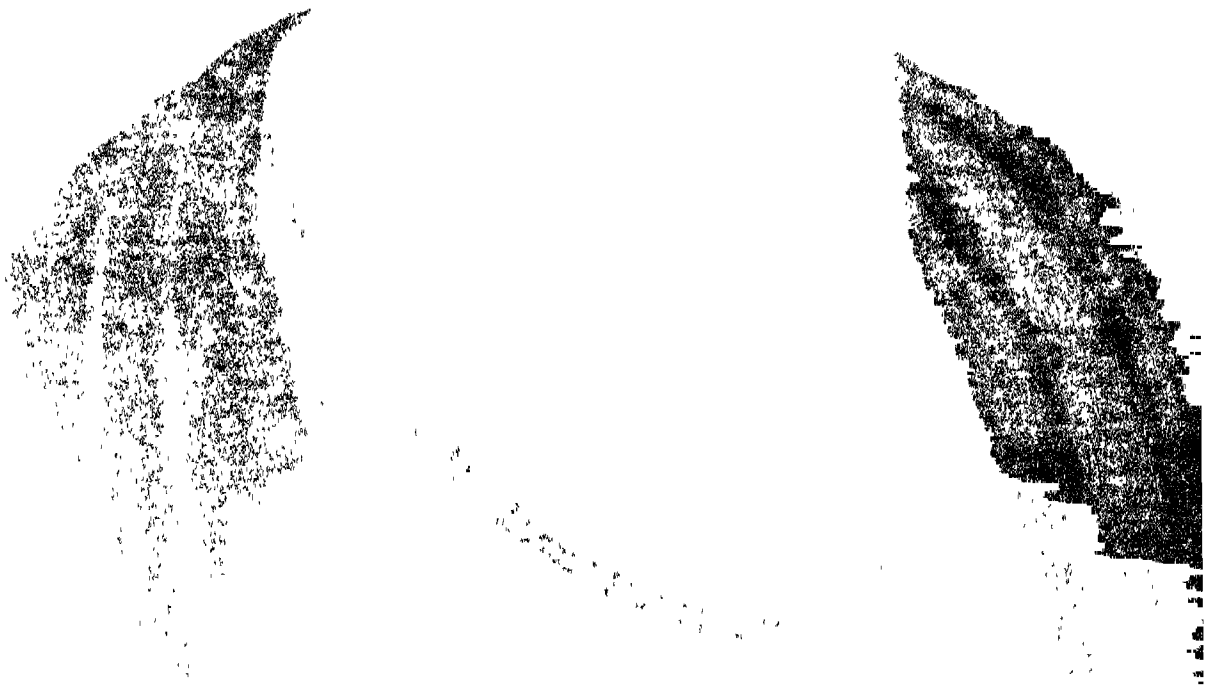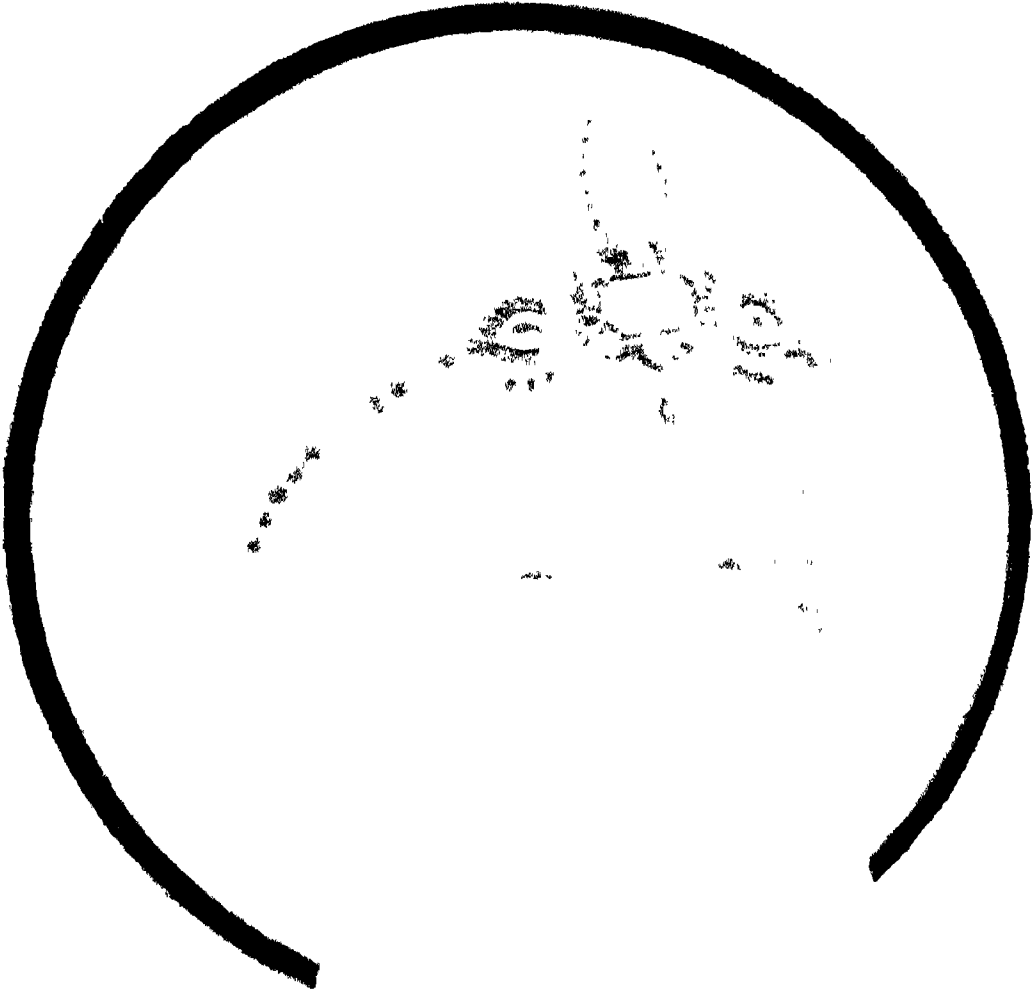
سنگت ٹولا گرودوارہ ڈھاکہ
جہاں گروجی نے اپنے بیٹے گوبندرائے
کی پیدائش کی خبر سنی۔
گرو گوبندرائے آگے چل کر
گرو گوبند سنگھ کے نام سے مشہور
ہوئے۔
نیچے گروجی کے خط کا عکس ہے جو
انھوں نے "گوبندرائے" کی پیدائش
کی خوشخبری سننے کے بعد پٹنہ کے
سنگت کے نام لکھا تھا۔

سکھوں کا عقیدہ ہے کہ
"صحیح معنوں میں شہید وہ
ہوتا ہے جو امر رہتا ہے"
گرو تیغ بہادر امر شہید
ہیں جن کا مقولہ
"سر کٹ جائے پر ایمان
نہ جائے"
ہمیشہ کیلئے ایمان افروز ہے

۲ | ۱۶ جنوری ۱۹۷۶ء | شمارہ : ۲

فی پرچہ ۵۰ پیسے • سالانہ ۱۰ روپے

زیر نگرانی خواجہ عبدالغفور آئی۔ اے ایس

ترسیل زر اور مراسلت کا پتہ :

ڈائرکٹر آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، حکومت مہاراشٹر، سچوالیہ، بمبئی ۳۲ ۔ ۴۰۰۰

گرو تیغ بہادر نمبر

قومی راج

پندرہ روزہ | بمبئی ۳۲

سخنہائے گفتنی

ملک میں ہنگامی صورتحال کے نفاذ اور ۲۰ نکاتی اقتصادی پروگرام کے اعلان کے بعد اعتماد، سلامتی اور عمل کی جو لہر پھیل گئی ہے اس کے پیش نظر برسر اقتدار جماعت اور ہماری محبوب وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے بجا طور پر ہنگامی صورتحال کو مزید ایک سال جاری رکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ہنگامی صورتحال کا غالباً سب سے بڑا فائدہ متوازی معیشت کا خاتمہ ہے جس کی بنا پر سرکاری خزانہ میں کروڑوں روپئے کا اضافہ ہوا ہے جہاں تک ۲۰ نکاتی پروگرام کا تعلق ہے ہر ریاست اس معاملے میں دوسرے پر سبقت لے جانے کیلئے کوشاں رہی ہے۔ تاہم ہماری ریاست مہاراشٹر نے اس سلسلے میں جو اقدامات کئے ہیں وہ عدیم المثال ہیں۔ "قومی راج" کے گذشتہ شمارے میں ان اقدامات کی ایک جھلک پیش کی گئی تھی جسے بے حد پسند کیا گیا۔ اور یہ شمارہ کافی مقبول ہوا۔

زیر نظر شمارہ عظیم سکھ رہنما اور شہید گرو تیغ بہادر کی یاد میں خراج عقیدت پیش کرنے کی ایک حقیر کوشش ہے۔ گورو جی نے اپنی شہادت کے ذریعہ جرأت اور دلیری کی ایک عظیم مثال قائم کی ہے۔ حاکم وقت کے مقابل اُن کی جدوجہد آزادئی تقریر و عمل کا ایک روشن نمونہ ہے جو ہمارے موجودہ جمہوری نظام کی ایک اہم خصوصیت ہے۔ گورو جی کی شہادت کے سلسلے میں جو غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں وہ اب رفتہ رفتہ دور ہوتی گئی ہیں اور اس بات کا احساس کیا جانے لگا ہے کہ گورو جی کی شہادت کے ذمہ دار بحیثیت مجموعی مسلمان نہیں تھے بلکہ حکومت تھی۔

خوشی کی بات ہے کہ اب مختلف فرقے ایک دوسرے کے زیادہ قریب آرہے ہیں اور ان شخصیتوں کو جنھیں انگریز حکمراں ہمیں لڑانے کیلئے استعمال کیا کرتے تھے صحیح روشنی میں ، دیکھا جارہا ہے اور یہ عظیم ہستیاں اب قومی یکجہتی کی خوبصورت مثالیں بن گئی ہیں گورو تیغ بہادر کی یاد میں یہ شمارہ بھی اسی جذبہ کے تحت پیش کیا جارہا ہے۔

خواجہ عبدالغفور

•

ڈائرکٹوریٹ جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، گورنمنٹ آف مہاراشٹر نے گورنمنٹ سینٹرل پریس، بمبئی میں چھپوا کر شائع کیا!

۱۶ جنوری ۷۶ء

خواجہ حسن نظامی (مرحوم)

ست گرو نانک صاحب

حضرت بابا فرید گنج شکر کے نواسے اور سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے جانشین شمس العلماء حضرت خواجہ حسن نظامی کی چند قدیم تحریریں۔

سچے خدا کا سچا ولی ۔ توحید کا سمندر حقانیت کا طوطی ہزار داستان ۔ پانچ دریاؤں کے ملک میں حواس خمسہ کو شیریں گفتار سے درس وحدت دینے والا "ست گرو نانک صاحب"

سونے چاندی اور ہیرے موتی کی دھوم دھام میں جس نے غریب لوہے کو عزت کا تاج پہنایا ہر چیلے کے ہاتھ میں آہنی کڑا ڈال کر غریب پرست بنایا اس کو ست گرو کیوں نہ کہیں حق و صداقت کی صدا اس کے دہن سے نکل کر آج تک گونج رہی ہے۔

ست گرو کے سکھ کو دیکھو کرپان ہاتھ میں رکھتا ہے۔ نفس و شیطان کے مقابلے کے لئے ہر وقت تیار رہتا ہے۔

گرنتھ صاحب ہندوستان کی دل و جان کتاب ہم اس کے پاسبان وہ ہم سب کے لئے نیر درخشاں۔

سری واہ گرو جی کا خالصہ سری واہ گرو جی کی فتح اور ست سری اکال ہندوستان کا پسندیدہ نعرہ ہو اور سکھ جماعت کے گرو صاحب کی عزت تمام اقوام ہندوستان میں تسلیم کی جائے۔ زلفوں والے نانک آنکھوں والے نانک کی تعلیم بلند ہو کر اس کی بلندی ہندوستان کے قوائے روحانی کی بلندی ہے۔

قومی راج

نانکی قوم کی وحدت

ست گرو نانک صاحب کی تعلیم خالص توحید کی تھی اس کا ثبوت ان لوگوں کے لئے جو سکھ مذہب سے واقف نہیں ہیں آسان ہے۔ وہ سکھوں کے لباس سکھوں کے چہرے اور سکھوں کے نام میں رنگ وحدت معمولی غور کے بعد معلوم کر سکتے ہیں۔

ہر سکھ کیس (سر کے بال) کنگھا کرد (چھوٹی چھری) کڑا (ہاتھ کا آہنی حلقہ) کچھ (جانگیہ) پانچ کاف اپنے جسم کے ساتھ رکھتا ہے جس سے سکھ قوم کی یکتائی ثابت ہوتی ہے۔

کوئی سکھ ڈاڑھی نہیں منڈواتا نہ کترواتا ہے یہ بھی علامت وحدت کی ہے کیونکہ قوم ایک شکل کی معلوم ہوتی ہے۔ کوئی سکھ تمباکو کے پاس نہیں جاتا یہ نشان بھی وحدت کا ہے۔ ہر سکھ پگڑی باندھنے پر مجبور ہے اس کے اندر بھی وحدت کا اثر ہے اس لئے کہ یہ دونوں چیزیں سکھ قوم کی خصوصیات معلوم ہوتی ہیں۔

ہر سکھ مرد کے نام میں سنگھ کا لفظ ضرور ہوتا ہے اور سکھ عورت کے نام میں کور کا لفظ ہونا ضروری ہے اور یہ دونوں باتیں سکھ قوم کی یکجہتی کو ظاہر کرتی ہیں۔

ان کی کتاب ایک ہی ہے ان کے عقائد اصول میں بھی کچھ زیادہ کثرت نہیں ہے اس لئے سکھ قوم کے بانی ست گرو نانک صاحب توحید کے سچے داعی اس ملک ہندوستان میں تھے۔

آنکھوں والے نانک

قسم ہے اس عالم فانی کے چشم حیران کی قسم ہے سمندری جوش و طوفاں کی قسم ہے تخم ناتواں کی جو خاک میں منہ چھپا کر چند دن چلہ کرتا ہے اور پھر انگڑائی لے کر دید کائنات کے لئے آنکھ کھولتا ہے۔ قسم ہے کوئلے کی جس کی زندگانی سوختہ ہے۔ قسم ہے آگ کی جو سراپا سوز ہے نانک آنکھوں والے تھے۔ ان کی دید میں ہمارے واسطے ایک شنید تھی ان کی آنکھ دیکھتی تھی کہتی تھی سنتی تھی وہ ایک ہی وجود سے سب کام لیتے تھے اور ہماری طرح آنکھ کان زبان کی کثرت کے محتاج نہ تھے۔ انھوں نے جو کہا وہی دیکھا اور جو دیکھا وہی کہا ان کی نظروں میں تاثیر تقریر تھی ان کی نگاہوں سے ہوش کی تعمیر تھی۔ قرآن شریف میں خدا نے سوال کیا ھل یستوی الاعمیٰ والبصیر کیا اندھا اور دیکھنے والا برابر ہے ارواح نے جواب دیا ہوگا اندھے اور دیکھنے والے میں یکساں جان ہے پھر دونوں میں فرق کہاں؟ مگر جب روحیں اس عالم اسباب کی طرف متوجہ ہوئی ہوں گی تو سمجھ میں آیا ہوگا کہ بے شک اندھے اور دیکھنے والے میں بڑا فرق ہے۔

جسم کی نظر آنے والی آنکھ تصویر کھینچنے کا کیمرہ ہے راستہ دکھلانے کا وسیلہ ہے لیکن اس کی دید محدود ہے اور مقید و محدود کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ لہٰذا ظاہر کی آنکھ والے سب اندھے ہیں۔

آنکھ والا وہی ہے جس کی نظر مادیت کی حدود میں اسیر نہیں ہے اور جو غیر محدود و غیر محسوس کائنات تک رسائی رکھتی ہے۔

وہ آنکھ سب کو نہیں ملتی جس کو ملتی ہے وہی آنکھوں والا کہلاتا ہے قسم ہے نظر کے خمار ہوش شکن کی۔ قسم ہے نگاہ کے تیر بے خطا کی۔ قسم ہے ان سنگینوں اور برچھیوں

ھوں کے آس پاس بہرہ دیتی ہیں۔ نانک آنکھوں
ان کی آنکھ دیدار یار کرتی تھی۔ ان کی آنکھ ہر
دنا محسوس ہستی کو دیکھتی اور دکھاتی ہے۔
ہادی تھے اور شکل تعین میں تمام مزدوریات
میں مشغول نظر آتے تھے۔ مگر ان کی آنکھ قوائے
سے نرالی شان رکھتی تھی وہ ایک ہی آنکھ سے
بھی تھے بولتے بھی تھے سنتے بھی تھے اسی
سے بے شمار آنکھیں مخمور ہوتی تھیں کیونکہ ان
ایک آتش خانہ تھی۔ نانک کی آنکھ جذبات
ن کے فنا کرنے میں ایک توپ خانہ تھی وہ توپ
جرمنی کی توپوں سے زیادہ طاقت دار تھا۔
اس سے دل کے قلعے فتح ہوتے تھے مٹی کے قلعے
نانک کی آنکھ سمندر رکھتی جس کی تہہ میں موتی
بہرے تھے وہ جوش میں آتی تھی تو غرور و تکبر
بازوں کو پاش پاش کر دیتی تھی اور سکون کی
دکھاتی تھی تو سب کے بیڑے پار لگ جاتے
چشم نانک کرہ شمسی تھی جس کی کشش پر نظام
قرار نظر آتا ہے۔ اس میں جادو تھا جو لوگوں کو
دکر دیتا تھا اس میں خنکی تھی جس سے ارواح
پاتی تھیں۔

لے فطرت الٰہی کی آنکھ کے تارہ تھے۔ جس میں
ہی جلوہ نگن تھا یہی وجہ تھی کہ انھوں نے
عرب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح غیر خدا کی
ش سے انکار کیا اور مراسم جہالت کو توڑ
اور کائنات کے ہر ذرہ کو نظر توحید سے دیکھا
ی نظر میں ادب کے قابل ہیں پیار کے قابل
انسان اپنی سب قابلیتیں ان پر نثار کر
اور فدا ہو جائے۔

سنتا نانک بابا کی آنکھیں آنکھوں ہی
ہوں میں کچھ کہہ رہی ہیں۔
نام حق کا ورد کرو۔ خیر خیرات کو اپنا شعار
غصہ و غضب سے دور ہو جسم کو فانی سمجھ
دب اشارے ہیں آؤ پھر کچھ سنیں ان سے

پوچھیں کیوں بابا اچھی زندگی تارک کی ہے یا اس
کی جو دنیا میں مصروف رہ کر خدا کو یاد کرتا ہے۔
تو جواب ملا فرماتے ہیں

"خانہ داری کی زندگی کو سب پر فضیلت ہے۔
کیونکہ دنیادار اگر وردِ الٰہی کرے اور راہ
حق میں خرچ کرنے سے دریغ نہ کرے تو وہ
سب سے افضل ہے"

"کنوئیں کا پانی اگر نکلتا رہے تو صاف اور
شیریں رہتا ہے ورنہ خراب اور بدبودار ہو
جاتا ہے اسی طرح خیرات کرنے سے عزت
اور دولت میں ترقی ہوتی ہے۔"

"انسان کی فضیلت نیکی اور حق شناسی سے
ہے اور دنیادار کی فضیلت یہ ہے کہ نیک چلن
ہو تارکان دنیا کی حفاظت و خدمت کرے
اچھی صحبت سے روحانی فیض پائے شیریں
کلامی اختیار کرے جو کچھ ہاتھ آئے بانٹ
کھائے۔ سبحان اللہ! کیا لیکچر تھا کیا
خطبہ تھا کیا الفاظ تھے کیا معانی تھے
دنیاداروں کو دنیا میں رہنے کا کیا اچھا سبق
دیا تھا۔

اب دریافت شروع ہوئی ہے تو لاؤ ذرا
اطمینان قلب کا راستہ بھی پوچھ لیں۔ خدا نے سب
کچھ دیا ہے مال بھی ہے اولاد بھی ہے عزت بھی
ہے مگر دل کو کسی طرح قرار نہیں آتا۔ وہ ہر وقت
بے کل رہتا ہے۔ کیوں داتا! ایک نگاہ اس مسئلے
پر بھی ہوگی؟ جی نہایت اداس رہتا ہے کچھ
فرمائیے کہ خاطر جمع ہو اور بے کلی سے نجات
ملے۔ ارشاد ہوا:

"جو حواس ظاہری و باطنی اور قوائے
فاصلی کو لذات و محسوسات سے روکتے ہیں اور
دل میں نام حق کا ورد کرتے رہتے ہیں وہ
سعادت دارین سے بہرہ یاب ہوتے ہیں تسلی
اور تسکین انہی کو ملتی ہے۔"

جس طرح پانی کے ڈالنے سے آگ ٹھنڈی ہو
جاتی ہے ویسے ہی مرشد صادق کے کلام سے
نفسانی جوش و خروش فرو ہوتا ہے۔ اور ملک
الموت کا خوف نہیں رہتا جو لوگ حق کو پیار کرتے
ہیں وہ ہادئی برحق سے وصل پاتے ہیں اور قربت
الٰہی کا سرور اٹھاتے ہیں"

ست سری اکال جو فرمایا حق ہے اب بابا
سے ذرا عالم اور جاہل کا فرق بھی دریافت
کرو کیوں کہ اس مضمون میں یہی مقصود ہے کہ
آنکھ والے کی حقیقت معلوم ہو۔

بابا پیارے ہم کو یہ بتا کہ عالم اور جاہل میں
کیا فرق ہے؟ ارشاد ہوا:-

"عالم ایک تالاب کی مانند ہے۔ جاہل اور
متعصب لوگ جو عرفان الٰہی سے بے نصیب
ہیں۔ مینڈک کی طرح کیچڑ میں پھنسے ہوئے ہیں
اور عارفان احدیت اس تالاب میں کنول کے
پھول ہیں اور طالبان حق بھونرے ہیں"

مینڈک کنول کے پاس ہی رہتا ہے لیکن
حقیقت میں ہزاروں کوس دور ہے کیونکہ کنول
کی خوشبو سے بے بہرہ ہے اور بھونرا جنگل میں
رہتا ہے مگر چونکہ وہ خوشبو کی لذت اور
کنول رس کا شائق ہوتا ہے دور سے آکر
لطف صحبت اٹھاتا ہے اور تسلی و راحت
پاتا ہے"

جس طرح چکور چاند کو دیکھ کر خوش ہوتی ہے
طالبان صادق ہادئی برحق کی زیارت سے سرور
پاتے ہیں۔ اندرائن کے پھل کو شیر و شکر سے
بو دیا جائے تو بھی وہ کبھی میٹھا پھل نہیں دیگا
اسی طرح سیاہ دل کے انسان کا کلام روحانی
خواہ وہ آب حیات کی خاصیت ہی کیوں نہ رکھتا
ہو کبھی فیض نہیں پہونچا سکتا۔"

اگر تم دلی رغبت اور محبت سے طالب ہو کر
کلام حق سنو گے اور نیک اعمال میں مصروف

ہوگے تو تم عالم ہو اور تم کو نجات ہے ورنہ جاہل رہوگے اور تمہارا انجام خراب ہے.

ارے ان باتوں کو سن کر ایک بات خوب یاد آئی آؤ ذرا وہ بھی معلوم کریں کہ یہ جو دنیا میں شکلوں اور صورتوں کی تعظیم ہوتی ہے اور مخلوق خدا کے دو گروہ ہوگئے ہیں ایک کہتا ہے کہ یہ بت پرستی ہے دوسرا کہتا ہے کہ یہ سب ذات خدا کی اشکال ہیں اور ہم ان صورتوں میں اسی کا جلوہ دیکھتے ہیں آؤ پوچھیں کہ ہمارا آنکھوں والا گرو نانک اس پر کیا فرماتا ہے کیوں گرو بابا اس میں آپ کیا فرماتے ہیں؟

فرمایا ـ "ہم نرنکاری ہیں یعنی بے شکل خدا کے پجاری اور نرنکار نے ہمارے تمام بندھن کاٹ دئیے ہیں. ہر قسم کے قیود رسمی اور باطل خیالات سے آزاد ہیں. ہمارا ٹھاکر وہی نرنکار ہے یعنی اس کی کوئی شکل وصورت نہیں جو لوگ ساکار بناتے ہیں ہم ان کو راہ راست پر نہیں جانتے. بغیر شکل وصورت قائم کئے اس کی دید ناممکن ہے وہ عرش سے فرش تک ہر ذرہ میں رم رہا ہے. مرشد صادق کی خدمت کروگے تو اس کی دید میسر آجائے گی."

بس بابا جان لیا پہچان لیا اب مانتے ہیں کوئی عذر نہیں آنکھوں والے تیری آنکھوں کے قربان جنھوں نے مولا کی راہ دکھائی اب بتا کہ ہم کیونکر ان بھٹکے ہوئے نادانوں کو سمجھائیں جو تیری پاک اور سیدھی طریقت کو اپنے نفسانی خیالات سے آلودہ کرتے ہیں اور تیرے سکھ دھرم پر جو سکھ سے بھرپور ہے طعن کی زبان کھولتے ہیں.

تو سچا تیری زبان سچی تیری آنکھ سچی اور اس کی دید سچی باقی جھوٹا سب سنسار.

زلفوں والے نانک

بے شمار کانوں نے سنا لاتعداد آنکھوں

قومی راج

نے دیکھا ان گنت دلوں اور دماغوں نے سمجھا کہ حضرت گرو نانک صاحب کے عارفانہ کلام میں کیسی شیرینی ہے ٹھنڈک ہے اور سرور واطمینان ہے. پنجاب کہتا ہے کہ میں پانچ دریاؤں سے سیراب ہوتا ہوں. مگر دریا ہونے ہم سے زیادہ تروتازگی اس انسان کی باتوں میں ہے جس کا نام نانک تھا اور جو ظاہر وباطن کے حواس خمسہ کو سیراب کرنے آیا تھا پنجاب نہ بھول وہ تیری خشک خاکی سے نمودار ہوا تھا.

دل کی آنکھ کا نام بصیرت ہے جسم کی آنکھ کو بصارت کہتے ہیں. بصیرت پنجاب میں گذری تو نانکی میکدہ کے جام سے سرشار ومخمور ہوگئی. بصارت حسرت و یاس میں کھڑی دیکھتی رہی آخر اس نے نانک کی زلفوں کو اپنی پلکوں سے دراز گیسوؤں کو چوم کر پوچھا تم اس نورانی دماغ پر کب سے ہو؟ کیوں ہو؟ زلف بولی اپنی ہستی پر غور کر میرا راز خود بخود ظاہر ہو جائے گا. پلک جھپکی اور اس نے اپنے وجود کا مطالعہ شروع کیا.

اس نے سوچا روشن آنکھ کے کنارے مجھے کیوں کھڑا کیا گیا. دل نے بتایا اپنی ٹیڑھی نوکوں کو دیکھ دنیا کے گرد وغبار اور اعدائے انوار کی حفاظت کے لئے تجھ کو مقرر کیا گیا ہے. تجھ کو ایک بے قراری ملی تاکہ تو ہر سکنڈ میں ایک بار جھپکے اور بیرونی دشمنوں کو نور چشم پر حملہ نہ کرنے دے.

پلکوں نے زلف سے کہا

"میرا دل تو صرف فلسفیانہ وجہ بتاسکا تو مجھے کچھ اور بتا کہ قرار نصیب ہو" زلف نے جواب دیا ہر چیز کی شناخت اس کی ضد اور عکس سے ہوتی ہے. گرمی وتپش خنکی ونمی کا پتہ بتاتی ہے پیاس پانی تک لے جاتی ہے. کانٹا پھول کی جانب اشارہ کرتا ہے اندھیرا روشنی کی ضرورت کو نمودار کرتا ہے اس لئے قدرت نے جسم انسان کے جس حصے پر جہاں ذات الٰہی کے مخفی انوار پوشیدہ ہیں کالے بالوں کے نشان لگا دیئے ہیں تاکہ ظلمات کے سائے میں آب حیات کی تلاش کی جائے.

زلف وپلک کی باتوں میں نور دیدہ کو آگے بڑھنے کی فرصت ملی اور اس نے نانک بابا کی نظروں پر اپنا وجود صدقے کر کے پوچھا ست گرو اپنی کاکلوں کا بھید بتا. بابا کی بھگت نواز نگاہوں نے چشم مشتاق سے کچھ مخفی اشارے کئے جن سے وہ تڑپ گئی اور آنسوؤں کی چادر میں منہ لپیٹ کر بے ہوش ہوگئی. عقل ودانش کے سر پر تلواریں کھنچ گئیں اور پکارنے والے نے کہا یہ کوچہ دوسرا ہے. یہاں ادب ومحبت کے دماغ رسائی پاتے ہیں اور عقل غرور کے متوالے ذلیل ورسوا ہوتے ہیں.

تو نے نہیں سنا مسلمانوں کے سب سے بڑے پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اکثر لمبے لمبے بال سر پر رکھتے تھے ان کے روحانی نائب وجانشین حضرت مولیٰ علیؓ بھی گیسو دراز تھے اور خاندان نبوت کے شب چراغ حضرت امام حسنؓ کے شانوں پر بھی کاکلوں کی پیاری لٹیں لٹکا کرتی تھیں اور مسلمانوں کے تمام بڑے بڑے روحانی پیشوا بھی عموماً زلف درازی کے عامل تھے.

دوسری طرف نظر اٹھا کر یونان میں جا اور اس کے فلسفیوں حکیموں اور ارباب روحانیت کو دیکھ اکثر زلف دراز نظر آئیں گے ہندوؤں کے قدیم زمانے کے پرانے بت خانوں کی تصویروں میں دیکھ سب کے سروں پر بالوں کا جوڑا نظر آسکے گا. (باقی صفحہ نمبر 16 پر)

علامہ سر عبد القادر مرحوم

گورو بابا نانک صاحب

دنیا کے ان چیدہ بزرگوں میں جنھوں نے اپنی زندگیاں خلق خدا کی رہنمائی کے لئے وقف کردیں اور اپنے ذاتی آرام اور آسائش پر خدا کے بندوں کی خدمت کو ترجیح دی گورو بابا نانک جی بہت بلند درجہ رکھتے تھے. ہمارے پیارے وطن کا وہ گوشہ جو پانچ دریاؤں سے سیراب ہوتا ہے اور اسی نسبت سے پنجاب کہلاتا ہے اس امتیاز پر جس قدر ناز کرے بجا ہے کہ گورو بابا نانک جی نے اس کے ایک گاؤں میں جنم لیا. اس گاؤں کا پرانا نام تلونڈی ہے اور اب وہ ایک خاصہ بڑا قصبہ ہے جسے گورو صاحب کے نام پر ننکانہ کہتے ہیں، اور زیادہ ادب سے ننکانہ صاحب" پکارتے ہیں.

گورو نانک جی سکھ پنتھ کے بانی ہیں اور ہر چیز جو ان سے یا ان کے جانشین گوروؤں سے منسوب ہے، عزت سے "صاحب" کر کے پکاری جاتی ہے. ہمارے سکھ بھائیوں کی بڑی مذہبی کتاب جس میں گورو نانک جی کے بھجن اور ان کی مفید تعلیم کے اقوال درج ہیں "گرنتھ صاحب" کہلاتی ہے. سکھوں کی سب سے بڑی عبادت گاہ جو امرتسر میں ہے" دربار صاحب کے نام سے منسوب ہے. ایک کھیت جسے مویشی کھا گئے تھے اور جس کی بابت مشہور ہے کہ وہ گورو صاحب کی دعا سے ویسا ہی ہو گیا تھا جیسا پہلے تھا اب تک ایک یادگاری گوردوارے کی جگہ ہے اور کیارا صاحب" کہلاتا ہے. ایک درخت جس کے سائے میں گورو نانک صاحب اپنی جوانی میں بیٹھے تھے "تنبو صاحب" بن گیا. ایک کوٹھری جس میں ایک دفعہ تھوڑی سی دیر کیلئے انھیں بند کیا گیا تھا "کوٹھری صاحب ہو گئی.

اب دیکھنا یہ ہے کہ اس نیکدل انسان کو یہ بڑائی کس بناء پر ملی کہ ان کی زندگی میں بھی اس زمانے کے بہت سے لوگ ان کے معتقد ہو گئے اور ان کے اس دنیا سے گزرنے کے بعد بھی لاکھوں بندگان خدا ان کی پیروی پر فخر کرتے ہیں اور ان کے نام پر اپنی جان تک دینے کو تیار ہیں.

گورو نانک صاحب انگریزی سالوں اور مہینوں کے حساب سے اپریل ۱۴۶۹ء میں تلونڈی کے ایک معزز باشندے کے گھر پیدا ہوئے اس واقعہ کو ابھی پورے پانسو برس نہیں ہوئے کہ پنجاب کی مردم خیز سرزمین اپنے اس سپوت کے قدم چھوتی رہی. میں خوش ہوں کہ اپنے وطن کے مشہور شاعر سر محمد اقبال مرحوم کی طرح انھیں کے الفاظ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ؎

نانک نے جس چمن میں وحدت کا گیت گایا
میرا وطن وہی ہے' میرا وطن وہی ہے

اس وحدت کے گیت سے گورو نانک کو وہ لازوال شہرت نصیب ہوئی جس کی بدولت ان کا نام آج تک زندہ ہے. اور ہمیشہ زندہ رہے گا. اس وحدت کی تعریف کیا ہے؟ لفظ وحدت اس شعر میں دو معنوں میں استعمال کیا گیا ہے ایک یہ کہ گورو نانک جی نے خدا کی وحدت کا سبق تازہ کیا اور ایسے زمانے میں جب بت پرستی کا زور تھا اور لوگ مصنوعی خداؤں کو پوجتے تھے. انھوں نے بے دھڑک پکار کر کہہ دیا کہ دنیا کا پیدا کرنے والا ایک ہے اور اس عقیدے کی پختہ بنیاد پر وحدت کا وہ محل تعمیر کیا جس میں خدا کے سب بندے ایک ہو جاتے ہیں اور ہندو اور مسلمان عیسائی اور زرتشتی سب ایک دوسرے کو بھائی بھائی سمجھتے ہیں غیرت اٹھ جاتی ہے اور یگانگت اس کی جگہ لیتی ہے. امیر مینائی لکھنوی نے اس وحدت کی تعریف کیا خوب لکھی ہے ؎

سب دوئی کا ہی یہ پردہ ہے جو وحدت ہو جائے
گردن شیخ میں زنار برھمن ڈالے

گورو نانک نے سب سے بڑا کام یہی کیا ہے کہ جب سے ہوش سنبھالا انھوں نے اپنے اس وطن کو یہ سمجھانے اور سکھانے کی کوشش کی کہ مختلف فرقوں کے امتیازات ظاہری اور عارضی ہیں اور اصل میں سب انسان ایک ہیں. اور انھیں آپس میں محبت رکھنی چاہیئے انھوں نے شیخ اور برہمن دونوں کو یکجا کرنے کی کوشش کی دونوں سے خود دوستی پیدا کی اور دونوں کو نصیحت کرتے رہے کہ مذہب کی اصلیت حاصل کرو صرف ظاہر داری پر نہ بھولو.

گورو نانک میں یہ خصوصیت ان کے بچپن سے موجود تھی کہ وہ باطن کو ظاہر پر ترجیح دیتے تھے مثل مشہور ہے کہ "ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات" اس ہونہار بروا کا یہ حال تھا کہ پاندھے کے پاس پڑھنے گئے تو تختی لکھتے لکھتے اس کو روحانیت کا سبق پڑھا دیا. اس کے بعد سنسکرت سیکھنے کے لئے ایک پنڈت کے شاگرد ہوئے تو اسے بھی علم باطن سے حصہ دے آئے فارسی پڑھنے کے لئے ایک مولوی کی شاگردی کی تو اس کی توجہ بھی صورت سے ہٹا کر اصلیت کی طرف پھیر دی. کہا جاتا ہے کہ گورو

قومی راج

۱۶ جنوری ۱۹۷۶ء

نانک جی کے والدین کو ان کی ابتدائی عمر میں ان سے بار بار مایوسی ہوتی کہ جس پڑھائی میں انھیں لگایا گیا۔ اس پر انھوں نے کافی دل نہ لگایا مگر واقعہ یہ ہے کہ ان کے والدین ان کے کاموں کو ظاہر کی آنکھ سے دیکھ کر مایوس ہوتے تھے کہ ان کا اکلوتا بیٹا کاروباری آدمی نہیں بنے گا اور دنیاوی معنوں میں کامیاب نہیں ہو سکے گا نہ بہت روپیہ کمائے گا۔ نہ اس کا سنبھالنا سیکھے گا۔ لیکن اور بہت سے مردم شناس لوگ گورو نانک کے باپ کے جاننے والوں میں ایسے تھے جو یہ پہچان رکھتے تھے کہ اس لڑکے میں بڑھنے کی نشانیاں ہیں اور کہتے تھے کہ یہ کسی دن بہت بڑا آدمی ہوگا۔ صرف بڑے آدمی کے معنیٰ سمجھنے میں ان معززین اور گرونانک کے والدین کے خیالات میں فرق تھا والدین اپنے بیٹے کی دولت کی ترقی چاہتے اور دوسرے زیادہ سمجھدار اور دوست اخلاقی عظمت اور علم باطن کی بڑائی کے آثار ان میں دیکھتے تھے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ گرونانک پڑھائی میں دل نہ لگانے کے سبب تعلیم سے کافی فائدہ حاصل نہ کر سکے مگر ان کے ایک فاضل سوانح نگار کی یہ رائے مجھے درست معلوم ہوتی ہے کہ انھوں نے اپنے تینوں استادوں سے تھوڑے عرصے میں بہت کچھ سیکھ لیا تھا ان کی طبیعت ذہین تھی اور حافظہ عمدہ۔ کوئی اور جو کچھ مدت کی محنت کے بعد سیکھتا وہ تھوڑے دنوں میں سیکھ لیتے تھے۔ اس کا بہترین ثبوت یہ ہے کہ گرنتھ صاحب میں معرفت الٰہی کے جو باریک نکتے بکھرے ہوئے ہیں وہ بتاتے ہیں کہ گرونانک صاحب کا دائرہ علم خاصہ وسیع تھا اور انھیں ہندو دھرم اور اسلام دونوں کے اصولوں سے گہری واقفیت تھی اسی طرح ان کی زبان گو پنجابی تھی ان کے کلام نظم و نثر میں قومی راج فارسی اور سنسکرت کے اچھے اور پرزور الفاظ بکثرت موجود ہیں۔ مذہبی اصولوں کے سکھانے کے لئے جو طریق گرو صاحب نے شروع سے اختیار کیا اور آخر تک نباہا۔ وہ یہ تھا کہ آسان مثالوں سیدھی سادی کہانیوں اور سہل اشارات سے بڑے بڑے مسئلے لوگوں کو سمجھا دیتے تھے ان کے ایسے سبق آموز واقعات کے متعلق بے شمار روایات مشہور ہیں۔ ان میں سے دو ایک نمونے کے طور پر یہاں پیش کرتا ہوں مثلاً وہ واقعہ لیجئے کہ جب گرونانک کی زناربندی کی رسم ادا ہونے لگی۔ عزیز رشتہ دار جمع ہوئے اور برہمن کو بلایا گیا کہ وہ دھاگہ جسے زنار کہتے ہیں ان کے گلے میں ڈالا جائے تو نوعمر نانک جی نے برہمن سے پوچھا کہ یہ دھاگا کیوں پہناتے ہو؟ اس نے کہا بڑوں سے یہ رسم چلی آتی ہے اس کے پہنے بغیر آدمی شودر شمار ہوتا ہے۔ اور اس کے پہنتے ہی اونچی ذاتوں میں داخل ہو جاتا ہے اور دونوں جہان میں اس کا بھلا ہوتا ہے یہ سنکر نوعمر مگر دانا دل لڑکا بولا پنڈت جی دھاگا اگلے جہان میں کسی کی بہتری کیسے کرتا ہے یہ تو جسم کے ساتھ ہی رہ جاتا ہے اور جو منزل روح کے لئے اس زندگی کے بعد درپیش ہوتی ہے اس میں وہ اس کے ساتھ نہیں جاتا وہاں تو ہر شخص اس دھاگے کے بغیر جاتا ہے۔ مجھے وہ دھاگا دیجئے جو آنے والی زندگی میں میری روح کے ساتھ جائے: اس پر برہمن نے سوال کیا کہ تمہیں بتاؤ کہ جو دھاگا تم چاہتے ہو وہ کیسا ہوتا ہے اور کہاں سے مل سکتا ہے؟ گرونانک نے جواب دیا" روح کے لئے جو پائدار دھاگا درکار ہے وہ زندگی میں نیک کام کرنے اچھے خیالات رکھنے اور اخلاق کی سچی پابندی سے بن سکتا ہے۔ رحم دلی کی روئی لو اس سے قناعت کا سوت کاتو اس میں پاکیزگی کی گرہ لگاؤ اور سچائی سے اس دھاگے کو بل دو ان نیکیوں سے تمہاری روزمرہ کی زندگی مرکب ہو تب تمہاری روح کے گرد اس دھاگے کا حلقہ ہوگا جو نہ کبھی پرانا ہوتا ہے نہ میلا نہ جلتا ہے نہ کھویا جاتا ہے نہ کبھی ٹوٹتا ہے جس شخص کی گردن ایسے دھاگے سے مزین ہو وہ سچ مچ برکت والا ہے۔ پھر اسے کسی اور دھاگے کی ضرورت نہیں پس مجھے اس دھاگے کی ضرورت نہیں جو بازار میں سستے داموں ملتا ہے اور میلا و پرانا ہو کر ٹوٹ جاتا ہے۔

ہر رگ من تار گشتہ حاجت زنار نیست

اس روایت میں جیسے ایک بڑا سبق ہندوؤں کے لئے ہے اسی طرح ایک اور روایت میں مسلمانوں کے لئے ایک بڑا سبق موجود ہے گرو نانک جی کے عہد کے بڑے مسلمانوں میں ایک صاحب نواب دولت خان تھے جو ان کو بہت اچھا جانتے تھے۔ ایک قاضی صاحب نواب صاحب کی مسجد میں نماز پڑھاتے تھے ایک مرتبہ گرونانک جی کی قاضی صاحب سے بحث ہوئی گرو جی کہہ رہے تھے کہ ہندو ہندو نہ رہے اور مسلمان مسلمان نہ رہے قاضی صاحب نے کہا ہندوؤں کی بابت تو ہم کہہ نہیں سکتے مگر اسلام کے کروڑوں ماننے والے اچھے مسلمان ہیں۔ گرو جی نے اپنے رفیق مردانہ سے کہا کہ ذرا رباب کو چھیڑو اور خود اس کے ساتھ ایک گیت گانا شروع کیا جس کا خلاصہ یہ ہے" سچا مسلمان کہلانے کا استحقاق پیدا کرنا مشکل ہے جو مسلمان ہونے کا دعویدار ہو اسے چاہیئے کہ پہلے اسلامی نیکیاں اور صفات حاصل کرے۔ اسے پہلے وہ مذہب سیکھنا چاہیئے جس کا وعظ خدا کے سچے ماننے والوں نے کیا ہے۔ غرور اور طمع سے وہ اپنے آپ کو خالی کر دے خدا کی رضا کے آگے سر تسلیم [illegible]

۱۶ جنوری ۱۹۷۶ء

از: ایم. ایس. سوما

دنیا کی تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے جبکہ سماج کے بعض طبقات نے اپنے زبردست ظالمین کے ہاتھوں سے ناقابل بیان مصیبتیں اٹھائیں کیونکہ ان میں سماجی، سیاسی یا مذہبی رواداری نہ تھی۔ ایسی بھی بے شمار مثالیں ہیں جبکہ افراد نے ان اصولوں کی خاطر جو انھیں دل و جان سے زیادہ عزیز تھے بہت دکھ اٹھائے اور اپنی جان تک قربان کر دی۔ لیکن ایسی مثالیں چند ہی ملیں گی جبکہ ان اشخاص نے ایسے اصول اور مقاصد کے لئے جو کسی دوسرے کو عزیز تھے اپنی جان تک قربان کرنے سے گریز نہ کیا۔ تین سو سال پہلے اس قسم کا ایک واقعہ چاندنی چوک دہلی میں پیش آیا تھا۔ اس وقت گرو تیغ بہادر نے کچھ ہندو روایات کو بچانے کی خاطر جامِ شہادت نوش کیا۔

اس سانحہ سے ستر سال قبل اپنے اصولوں کی حفاظت کی خاطر گرو ارجن دیو نے بھی شہادت پائی تھی۔ اور ان کے بہت سے پیرو لڑتے ہوئے مارے گئے تھے۔ لیکن سکھوں کی پوری تاریخ میں گرو تیغ بہادر کی شہادت بے مثال ہے — اپنی سوانح عمری "بچتر ناٹک" میں گرو گوبند سنگھ نے گرو تیغ بہادر کی شہادت کو ان الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا ہے:

"ہر کرشن ہر رائے کے پُتر تھے
تیغ بہادر ہر کرشن کے جانشین ہوئے... ۵۴-۱۲

انھوں نے ہندوؤں کے تِلک اور جنیو
کی حفاظت کے لئے اپنی جان قربان
کر دی۔ اس دورِ ظلمت میں انھوں
نے عظیم کام انجام دیا۔ اصول کی خاطر
بے چون و چرا اپنی جان قربان کر دی... ۵۴-۱۳
انھوں نے اصول کی خاطر قربانی دی
انھوں نے اپنی جان دیدی لیکن
اصول نہ چھوڑا... ۵۴-۱۴

گرو تیغ بہادر کی زندگی ایک نمونہ ہے۔ ان کی زندگی کے مطالعے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ گوشہ نشین اور صلح پسند انسان تھے۔ انھوں نے اپنے پتا گرو ہرگوبند کی سرکردگی میں سامراجی طاقتوں کے خلاف جنگیں لڑیں۔ ایک سنت کے مانند اپنے فرائض منصبی انجام دیئے۔ گھر بار کے سرپرست رہے حکمرانوں کے ظلم کے خلاف زبردست آواز بلند کی اور اپنی جان تک اس حق کی خاطر قربان کر دی جو ہر انسان کو اپنے اپنے مذہب کے طریقہ پر آزادی سے اپنے مذہبی فرائض ادا کرنے کے لئے حاصل ہے۔

ابتدائی زندگی

یکم اپریل ۱۶۲۱ء کو علی الصبح امرتسر کے باشندوں نے ہری مندر کی گھنٹی سنی جو اب سنہری مندر (گولڈن ٹمپل) کہلاتا ہے۔ وہ کیرتن پاک سننے کے لئے وہاں جمع ہونے لگے۔ بڑے گرودسری بھائی بدھ نے اپنی گدی سنبھالی اور پوتھی صاحب (گرو گرنتھ صاحب) کھولی۔ بھائی بابک اور عبداللہ اپنے ساز ملا رہے تھے اور لوگ پاک کیرتن شروع ہونے کے لئے بیچین تھے ماحول بڑا شانت تھا۔

ایک چھبیس سالہ کڑیل جوان شاہی لباس زیب تن کئے مندر میں داخل ہوا۔ اس کا چہرہ دمک رہا تھا، جسم پر دو تلواریں (دائیں بازو کی تلوار روحانی آزادی اور بائیں بازو کی تلوار دنیاوی آزادی کی مظہر) سجی تھیں۔ ہاتھ جوڑ کر نہایت انکساری کے ساتھ یہ نوجوان مقدس کتاب کی طرف بڑھا۔ اس کے سامنے تعظیماً جھکا اور اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔ یہ نوجوان سکھوں کے چھٹے گرو اور ان کے اولین سنت سپاہی گرو ہرگوبند تھے۔ اس زمانے کے عالم فاضل بھائی گرداس نے چھٹے گرو کی تعریف اس طرح بیان کی ہے:

پانچ اصولوں کی تعلیم دینے والے پانچ
گرو جب اس دنیا سے کوچ کر گئے تو فریضۂ
پیشوائی مہان سورما، شجاع اور مہربان

چھٹے گرو کو ملا۔

بھائی بابک اور عبداللہ نے کیرتن شروع کی اور سامعین اس میں محو ہو گئے۔ گرو کے محل سے ایک پیامبر آیا مقدس کتاب کے سامنے جھکا اور بھائی بدھ کے کان میں کچھ کہہ کر چلا گیا۔ کیرتن ختم ہونے پر بھائی بدھ نے اعلان کیا کہ خدا نے اپنے فضل و کرم سے گرو ہرگوبند کو ایک بیٹا عطا کیا ہے لوگ بہت خوش ہوئے اور انہوں نے مل کر ترانہ شکرانہ گایا۔

اس بچہ کا نام تیغ بہادر رکھا گیا۔ ہمعصر مسلم مورخ کا بیان ہے کہ اس بچہ کا نام تیاگ مل تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پایندہ خان کی سرکردگی میں مغل فوج کے خلاف نہایت دلیری کے ساتھ لڑنے پر ان کے پتا گرو ہرگوبند نے اپنے بیٹے کا نام تیغ بہادر رکھا تھا

چار سال کی عمر میں بابا تیغ بہادر مدرسہ میں داخل کئے گئے۔ جہاں انہیں دینی تعلیم دی گئی اور موسیقی وغیرہ سکھائی گئی۔ انہیں اسلامی فلسفہ اور صوفیائے کرام کے کارناموں سے بھی روشناس کیا گیا۔ بھائی بدھی چند نے ان کو شہسواری، ہتھیاروں کا استعمال اور لڑائی کا فن سکھایا۔ سکھ فلسفہ حیات ان کے ذہن نشین کیا گیا۔ انہوں نے اپنے والد گرو ہرگوبند اور شیواجی کے گرو سمرتھ رام داس سوامی اور مسلم صوفی میاں میر کے درمیان ملاقاتوں سے دیگر مذاہب کے اصولوں کے بارے میں بھی بیش بہا جانکاری حاصل کی۔

اکتوبر ۱۶۲۷ء میں جہانگیر کا انتقال ہوا اور اس کے بعد جانشینی کی جنگ چھڑ گئی۔ نور جہاں نے شہریار کی حمایت کی اور اس کے بھائی نے شاہ جہاں کا ساتھ دیا جو دکن میں تھا۔ نومبر کے اختتام تک شاہ جہاں کے تمام مخالفین تہہ تیغ ہو گئے اور وہ ۴ فروری ۱۶۲۸ء کو تخت نشین ہوا۔ ماہ مارچ میں گرو ہرگوبند کے قریبی دوست حکیم وزیر خان پنجاب کے وائسرائے مقرر ہوئے۔ اس خوشخبری سے پنجاب کے ہندوؤں اور سکھوں کو بڑا اطمینان ہوا۔ لیکن بدقسمتی سے یہ نیک اور فراخ دل وائسرائے شاہ جہاں کے مقابلے میں ان کی کچھ زیادہ مدد نہیں کر سکا۔

لڑائیاں

اسی سال شاہ جہاں نے لاہور کا دورہ کیا جو اس کی جائے پیدائش ہے۔ پنجاب میں شاہ جہاں کے قیام کے دوران ایک ناخوشگوار واقعہ ہوا۔ بادشاہ اور گرو گوبند ایک ہی جنگل میں شکار کر رہے تھے۔ ان کے سپاہیوں میں مڈبھیڑ ہو گئی جس میں شاہی دستہ کا صفایا ہو گیا۔ جس پر بادشاہ نے مشتعل ہو کر گرو کو سزا دینے کا فیصلہ کیا۔ نتیجتاً شاہی فوج اور گرو کی سپاہ کے درمیان کئی لڑائیاں ہوئیں۔

۱۶۳۴ء میں جب بابا تیغ بہادر تقریباً ۱۴ سال کے تھے۔ پایندہ خان نے جن کی پرورش گرو ہرگوبند نے کی تھی اور اس وقت شاہی فوج میں ملازم تھے۔ گرو ہرگوبند کے خلاف چڑھائی کی۔ اس وقت وزیر خان کا تبادلہ آگرہ ہو گیا تھا۔ کالے خان انور خان، قطب خان اور ان کا داماد عثمان خان پاینده خان کے ہمراہ تھے۔ گرو گوبند کے مددگار بابا گروڈتا، بابا تیغ بہادر، بھائی بدھی چند جیتا مل لاکھا اور مسلم راجپوت رائے جودھ تھے۔ اس لڑائی میں پائندہ خان کالے جودھا اور قطب خان مارے گئے اور شاہی فوج کو شکست ہوئی۔ اس لڑائی میں گرو ہرگوبند کو اپنے چودہ سالہ لڑکے بابا تیغ بہادر کی شجاعت اور بہادری دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی۔ یہ لڑائی کرتارپور میں ہوئی تھی۔

عظیم گرو ہرگوبند کی موت سے کچھ قبل ۴ مارچ ۱۶۴۴ء کو بابا تیغ بہادر اپنی ماں اور بیوی کے ساتھ بکالہ چلے گئے۔ یہاں تقریباً بیس سال بابا تیغ بہادر اور ان کے گرو جی نے گیان دھیان میں زندگی گزاری۔ گرو گوبند سنگھ اپنی سوانح حیات، بچتر ناٹک میں لکھتے ہیں: "میرے والد اور والدہ نے گیان دھیان یوگا اور ریاضت میں زندگی گزاری۔ جس سے انھیں خدا کی خوشنودی حاصل ہوئی"۔

شری جے این سرکار کے بیان کے مطابق شاہ جہاں کے آخری دور میں ملک میں بالکل امن و امان تھا۔ ۱۶۵۷ء میں اس کی علالت کے دنوں میں اورنگ زیب نے اپنے بھائی کو شکست دے کر تخت پر قبضہ کر لیا

گرو بابا تیغ بہادر عزلت پسند تھے تاہم وہ اس قابل رحم اور افسوسناک صورت حال سے بے خبر نہ تھے جس میں ان کے ہم وطن زندگی گزار رہے تھے۔ وہ کبھی کبھی باہر نکلتے اور گھنے جنگلوں میں شکار کی رہنمائی کرتے وہاں وہ اپنے دوستوں کے ساتھ ملک کی سماجی اور سیاسی صورتِ حال پر غور کرتے۔

اورنگ زیب کی خواہش یہ تھی کہ سکھ گوردوارے کے سردار کے تقرر کے معاملے میں خود مختار بن جائے۔ بابا رام رائے ہنسی خوشی رضامند ہو گئے۔ گرو کرشن کو یہ حکم ملا کہ دہلی آکر اورنگ زیب سے ملاقات کریں۔ جے پور کا حکمران خاندان گرو کا پرستار تھا۔ شہزادوں کے بعد صاحب مرتبت راجہ مرزا جے سنگھ نے دہلی میں اپنی حویلی پر ہرکرشن کا استقبال کیا۔ جہاں اب گوردوارہ بنگلہ صاحب واقع ہے۔ اگلے دن گرو ہرکرشن پر چیچک کا حملہ ہوا اور پانچ دن کے بعد ۳۰ مارچ ۱۶۶۴ء میں وہ چل بسے۔ موت سے قبل انہوں نے اپنی ماں سے کہا کہ وہ بڑے سکھوں کو بلائے۔ نیز ناریل پانچ پیسے اور پوتھی صاحب منگائے۔ گرو ان پاک چیزوں کے سامنے جھکے۔ ان کی زبان سے یہ الفاظ نکلے "بابا بکالے" اور پھر ان کی روح پرواز کر گئی۔

گرو ہرکرشن اپنے جانشین کا نام نہیں بتا سکے تھے لہٰذا سکھ صاحبان پنجاب میں واقع بکالہ گئے جہاں گرو صاحب کی گدی کے کئی دعوے داروں نے اپنے دفاتر قائم کر رکھے تھے۔ آخرکار تھک کر کوشش کے بعد

سکھوں نے بھائی لکھن شاہ کی فہم و فراست
جانشین کا فیصلہ کر لیا۔
فروری ۱۶۶۴ء میں گرو تیغ بہادر گرو
پر بیٹھے انہوں نے سکھوں کو یہ وعظ دیا۔
سنتو! گھمنڈ اور خود ستائی چھوڑ دو
اور برائی سے شب و روز دور رہو۔
شخص دکھ اور راحت اور شہرت کو یکساں
سچائی کو پہچان لیتا ہے۔
فرد کو خوشامد اور بدگوئی سے باز رہنا
اسے ہمیشہ سچائی کی جستجو میں رہنا چاہئے۔
فرمان ہے چند نیک بندے ہی اس کٹھن راہ
ہیں۔ (گوڑی م۔۹)
گرو تیغ بہادر کو معلوم تھا کہ لوگوں کو ستایا
ہے۔ ان کا حوصلہ پست ہو گیا تھا۔ اور وہ
ر اور حکمرانوں سے خوف زدہ تھے۔ گرو
ں کو بتایا کہ خدا نڈر، سچا اور کھرا ہے۔
ایمان رکھنے والوں کو بھی ایسا ہی نڈر اور کھرا
ہئے۔ گرو نے فرمایا۔ "جو شخص نہ دوسروں
ا ہے اور نہ کسی سے ڈرتا ہے، وہی نانک کا
ہے۔ ایسا شخص ہے جو سچائی کو پا لیتا ہے"۔
(شلوک ۱۶۔م ۹)

سازشیں

گرو کی گدی کے دو دعویدار بابا دھیر اور
رائے سخت پریشان تھے اور گرو تیغ بہادر
ت پانے کی فکر میں تھے۔ بابا رام رائے نے
ں کے شاہی دربار میں کافی اثر و رسوخ رکھتے
غلط سلط رپورٹیں بادشاہ کو بھیجنا شروع کیں۔
یر مل نے ایک قاتل کو رکھا تاکہ وہ گرو کو
ے مار ڈالے۔ لیکن گرو بچ گئے اور ان کو
لی تدتہ پہونچی۔ سکھ مشتعل ہو گئے اور انہوں
بادھیر مل کا مال و متاع لوٹ لیا اور انھیں
بنا کے لے آئے۔ نیز پوتھی صاحب کی نقل بھی
راج

ساتھ لائے جو بابا دھیر مل کے ہاتھ ایک بڑا حربہ تھا۔
گرو تیغ بہادر نے بابا دھیر مل کو معاف کر دیا۔
اور سکھوں سے کہا کہ ان کا مال نیز پوتھی صاحب انھیں
واپس دے دی جائے۔
گرو تیغ بہادر نے سوچا کہ بابا رام رائے اور
دھیر مل کی شرارتیں ان کے تبلیغی کام میں ہمیشہ رکاوٹ بنیں
گی۔ لہٰذا انھوں نے اپنا صدر دفتر ریاست کہلور منتقل
کر دیا۔ وہاں انھوں نے موضع ماکھووال سے متصل اراضی
خریدی جو اب انند پور صاحب کہلاتا ہے۔
تقریباً ۱۶۶۵ء میں گرو تیغ بہادر ماکھووال
سے مشرقی ہند میں واقع سکھوں کے مراکز کا دورہ کرنے
کے لئے روانہ ہوئے۔ کیرت پور سے گزرتے ہوئے
گرو اور ان کی جمعیت سیف آباد پہونچی اور نواب
سیف الدین کے مہمان کی حیثیت سے وہاں ٹھہری۔
جنوری ۱۶۶۶ء میں یہ جمعیت الہ آباد پہونچی اور
وہاں چند ماہ مقیم رہی گرو گوبند سنگھ نے اپنی
سوانح میں لکھا ہے۔ "میرے والدین مشرق روانہ ہوئے
وہ کئی مقدس مقامات سے گزرے پھر وہ تریوینی
پہونچے اور وہاں کافی مدت تک ٹھہرے رہے۔ کئی
مقامات پر تبلیغ کرتی ہوئی یہ جمعیت ۱۹۶۶ء میں
پٹنہ پہونچی۔ ماتا گوجری حاملہ تھیں۔ لہٰذا انہیں گرو جی
کی ماں ماتا نانکی اور ان کے برادر بھائی کرپال سنگھ
کی سرپرستی میں پٹنہ ہی میں چھوڑ دیا۔ گرو چند سکھوں
کے ساتھ ڈھاکہ روانہ ہوئے راستے میں انہوں نے
اکتوبر ۱۶۶۶ء کے اختتام پر دیگر مقامات کے
علاوہ بنارس اور گیا کی سیر کی۔ گرو تیغ بہادر بالآخر
ڈھاکہ پہونچے۔ گورنر ڈھاکہ اور ان کے مصاحبین گرو
کے گرویدہ ہو گئے۔ یہاں انہیں بالک کی پیدائش کی
خوش خبری ملی۔
گرو تیغ بہادر نے کئی سکھ مقامات کا دورہ
کیا اور دھبری جانے سے قبل ڈھاکہ واپس آ گئے۔
جہاں مرزا۔ راجہ جے سنگھ کے بیٹے راجہ رام سنگھ نے ان
سے ملاقات کی۔ راجہ رام سنگھ کو ایک بڑی فوج کا

سردار بنا کر اہوم راج کی سرکوبی کے لئے بھیجا گیا۔
جہاں عظیم مغل سردار میر جملہ کو شرمناک شکست ہوئی۔
گرو تیغ بہادر اور راجہ رام سنگھ دسمبر ۱۶۶۸ء
میں ڈھاکہ سے روانہ ہوئے اور تقریباً ڈیڑھ ماہ
بعد آسام پہونچے۔ گرو تیغ بہادر نے دھبری میں
قیام کیا اور راجہ رام سنگھ نے چند میل آگے رنگ تی
میں ڈیرہ ڈالا۔ راجہ رام سنگھ کی سرکردگی میں شاہی
فوج نے آسامی فوج کا مقابلہ کیا۔ جس کا سردار لائق
آسامی جرنیل بر پوخان تھا۔
گرو تیغ بہادر کوچ بہار روانہ ہوئے اور
دو ماہ بعد دھبری واپس آ گئے۔ ان کی غیر حاضری میں
دونوں فوجوں میں کچھ جھڑپیں ہوئیں۔ دھبری واپس
پہونچنے کے بعد گرو تیغ بہادر نے راجہ رام سنگھ
اور آہوم راجہ چندر دھوج سنگھ کے درمیان صلح
کرا دی۔ گرو تیغ بہادر نے راجہ رام سنگھ کو اس
بات پر رضامند کر لیا کہ وہ گوہاٹی حوالے کرے۔
اپنے مطالبہ پر زور نہ دیں۔ گرو نے سرحدیں معین
کیں وہ دونوں نے مان لیں۔ اس صلح نامہ کی یاد میں
دھبری میں آہوم اور مغل فوج کے سپاہیوں نے لال
مٹی جمع کر کے امن کی یادگار بنائی۔ جو آج بھی وہاں
قائم ہے۔ گوہاٹی میں واقع کامکھیا مندر میں محفوظ
ایک دستاویز میں لکھا ہے کہ "روشن خیال گرو تیغ
بہادر دریاؤں پہاڑوں اور جنگلات کو پار کر کے
سخت صعوبتیں اٹھانے کے بعد مشرق کے سنگت کو
آشیرباد دینے کے لئے وارد ہوئے۔ دھبری کے سکھوں
کو اسی لئے دم دمیہ سکھ کہا جاتا ہے۔
بارش کا موسم ختم ہونے کے بعد سمت مغرب میں گرو
نے پھر سفر شروع کیا۔ آپ بنگال اور اڑیسہ ہوتے ہوئے
پٹنہ پہونچے۔ ۱۶۷۲ء کے ابتدائی حصہ میں آپ پنجاب
کے لئے روانہ ہوئے اور چند ماہ بعد آپ کا خاندان نیز
بیٹا بابا گوبند داس بھی ماکھووال پہونچ گئے۔
ماکھووال میں کچھ عرصہ قیام
کے بعد گرو نے اندرونی حصہ میں

کئی مقامات کا دورہ کیا۔ لوگوں کو انھوں نے نصیحت کی کہ وہ خدا کو یاد کریں۔ نہ کسی سے ڈریں اور نہ کسی کو ڈرائیں۔ انھوں نے لوگوں کو یہ بھی نصیحت کی کہ وہ تیاگی نہ بنیں بلکہ اسی کوشش دنیا میں پاک صاف زندگی گذاریں۔

شہادت

اس زمانے میں ستلج کے مشرقی علاقہ میں ست نامی سادھوؤں اور حافظ عظیم کی قیادت میں مسلم فقیروں کے گروہ گھوما کرتے تھے۔ وہ سب مسلح رہتے تھے۔ اور ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کو لوٹ لیا کرتے تھے۔ غلطی سے ست نامی سادھوؤں کو سکھ سمجھ لیا گیا ہے۔ اور اسی بنا پر کئی مورخین نے یہ نتیجہ نکالا کہ گرو تیغ بہادر نے گاؤں کو لوٹا اور امن کو تباہ و برباد کر دیا۔ اسی سے انہیں گرفتار کر کے موت کی سزا دی گئی۔

برطانوی ہند کے گورنر جنرل وارن ہیسٹنگز کی زیر سرپرستی تقریباً ۱۷۸۰ء میں شائع شدہ سیر المتاخرین کے متعصب مصنف سید غلام حسین نے لکھا ہے کہ بادشاہ کے حکم کے تحت مسلمان فقیر اور گرو کو گرفتار کیا گیا۔ فقیر کو جلا وطن کر کے افغانستان بھیج دیا گیا۔ اور گرو کو قلعہ گوالیار میں قید کر دیا گیا۔ بعد ازاں ان کے جسم کے چار ٹکڑے کر کے قلعہ کے چار دروازوں پر لٹکا دیئے گئے۔ یہ تاریخی واقعہ ہے کہ گرو تیغ بہادر کو چاندنی چوک میں شہید کر دیا گیا جہاں اب گوردوارہ سیس گنج واقع ہے۔ اس کے پاس ہی ان کے ساتھیوں کو قتل کیا گیا۔ جہاں اب فوارہ ہے۔ قلعہ گوالیار میں جس شخص کو پھانسی دی گئی وہ یقینی طور پر ست نامیوں کا سردار ہوگا۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ گرو تیغ بہادر کی شہادت کے سو سال بعد شائع ہونے والی اس کتاب پر کئی مورخین بھروسہ کرتے ہیں۔

ست نامیوں کی بغاوت کی وجہ سے بادشاہ کو فوراً دہلی روانہ ہونا پڑا۔ اس بغاوت کو فرو کرنے کے بعد بادشاہ نے گرو تیغ بہادر کو دہلی بلایا۔

گرو تیغ بہادر بھائی ستی داس، متی داس اور بھائی دیالہ جی کے ہمراہ دہلی پہونچے۔ بڑے پنڈت جھائی گردتا اور بھائی جیتو پہلے ہی دہلی پہونچ گئے تھے۔ رنگ رٹیا ذات کے سکھ بھائی جیتو نے جیل میں خاکروب کی نوکری کر لی تھی۔

گرو تیغ بہادر نے اورنگ زیب کے نام جواب دیا وہ سادہ اور صاف تھا۔ گرو نے جواب دیا میرے نزدیک ایک دھرم اور دوسرے مذہب میں کوئی فرق نہیں ہے لہٰذا مذہب تبدیل کرنے کا کوئی سوال نہیں اٹھتا۔ دوسرے چمتکار دکھانا میرے نزدیک دھوکہ اور فریب ہے۔ تیسرے میں اس اصول کا علمبردار ہوں کہ ہر شخص کو اپنے اپنے عقیدہ کے مطابق عبادت کا حق ہے۔ اگر اس اصول کی خاطر جان قربان کرنے کی ضرورت ہو تو اس سے بھی گریز نہ کروں گا۔

ملاقات ختم ہوئی۔ گرو تیغ بہادر ساتھیوں کے ہمراہ جیل بھیج دیئے گئے جہاں جیلر عبداللہ کی عنایت سے انھوں نے بھائی گردتا اور پنڈت کرپارام سے ملاقات کی۔ گرو نے ان سے کہا کہ میرا آخری وقت آگیا ہے۔ لہٰذا انھوں نے مقدس اشیاء، پنڈت کرپارام اور بھائی گردتا کے ذریعے بابا گوبند داس کے پاس بھیج دیں۔

گرو اور بادشاہ کے درمیان کئی دن تک بات چیت چلی۔ اورنگ زیب اور گرو تیغ بہادر میں سے کوئی بھی پیچھے نہ ہٹا۔ بھائی ستی داس، بھائی متی داس اور دیال داس کو ۱۵ر نومبر ۱۶۷۵ء کو شہید کر دیا گیا۔ اور بالآخر اسی دن صبح گرو تیغ بہادر کو بھی اسی طرح شہید کر دیا گیا۔

۱۶۹۹ء کی بیساکھی کے موقعہ پر گرو گوبند سنگھ نے خالصہ جماعت قائم کی۔ اس طرح وہ انقلابی تحریک اپنے عروج پر پہونچی جو گرو نانک نے شروع کی تھی۔
۱۷۰۰ء سے ۱۷۰۸ء تک گرو گوبند سنگھ مغلوں کے خلاف لڑتے رہے۔ ان کی وفات کے بعد خالصہ فوج کی سرداری بندہ سنگھ بہادر کو ملی۔ اس لائق جنرل نے شاہی جرنیلوں کو پے بہ پے شکستیں دیں اور شاہی افواج کے چھکے چھڑا دیئے۔

بالآخر بندہ پکڑے گئے اور دہلی میں دو ہزار سکھوں کے ساتھ انہیں پھانسی دے دی گئی۔ ۱۷۱۶ء سے ۱۷۹۸ء تک خالصہ سپاہی مغلوں، ایرانیوں، ابدالیوں اور افغانوں کے ساتھ لڑتے رہے۔ اور اپنی طاقت کا لوہا منوالیا۔

بعد ازاں رنجیت سنگھ کی زبردست قیادت میں "خالصہ" نے پنجاب اور مغربی ہند میں سابقہ مغل حکمرانوں کے علاقوں میں صحیح معنوں میں قومی اور سیکولر ریاست قائم کی۔ رنجیت سنگھ نے صدیوں کی غلامی کے بعد پہلی مرتبہ افغانوں کو فیصلہ کن شکست دی اور خیبر سے آگے دھکیل دیا۔

اس طرح خالصہ نے صرف ہندوستان کی اصل سرحد پھر قائم کی۔ بلکہ اسے افغانستان کی موجودہ سرحد تک وسیع کر دیا۔ نیز لداخ اور تبت کا کچھ حصہ بھی اپنی مملکت میں شامل کر دیا۔

تارنگ نے لکھا ہے کہ "نہ صرف سکھ بلکہ پوری ہندو قوم سمجھتی ہے کہ ان کی بدولت ہندوستان کے سیاسی افق پر ہندوؤں کی عظمت کا سورج از سر نو طلوع ہوا۔ وہ ان پر دل و جان سے قربان ہیں۔ وہ انھیں اپنا نجات دہندہ اور محافظ سمجھتے ہیں جسے بھگوان نے ان کے جان و مال کی حفاظت اور قومی وقار کو برقرار رکھنے کے لئے بھیجا تھا۔"

ہم سردار رنجیت سنگھ جو ہرا اعزازی جنرل سکریٹری گرو تیغ بہادر میموریل سوسائٹی مہاراشٹر برانچ کے ممنون ہیں کہ انھوں نے گرو تیغ بہادر سے متعلق اس شمارے کے سلسلہ میں ہم سے بھرپور تعاون کیا۔
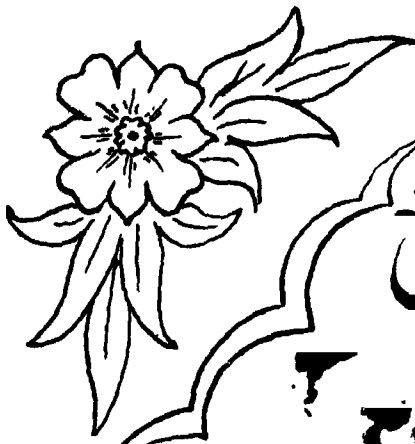
سرتاج شہیداں

سری گورو تیغ بہادر جی مہاراج

اک نورِ حقیقت تھے گورو تیغ بہادر — پیغمبرِ رحمت تھے گورو تیغ بہادر

انسان کی عظمت تھے گورو تیغ بہادر — انصاف کی طاقت تھے گورو تیغ بہادر

پیغام گورو تیغ بہادر کا امر ہے!

ہاں راہِ خدا میں جو کٹے سر وہی سر ہے

خورشیدِ درخشاں تھے گورو تیغ بہادر — سرچشمۂ عرفاں تھے گورو تیغ بہادر

آئینۂ ایماں تھے گورو تیغ بہادر — ایماں کے نگہباں تھے گورو تیغ بہادر

قربان ہوئے روک دیا ظلم کا طوفاں

وہ حامیٔ مظلوم تھے سرتاج شہیداں

رام کرشن مضطر

روزنامہ ملاپ (دہلی)

یک لاثانی قربانی

دنیا کی تاریخ کے اَوراق ایسے شہیدوں کے
سے رنگے ہوئے ہیں جنھوں نے اپنے آدرشوں کی
اپنی جان عزیز کی پَرواہ نہیں کی۔ لیکن گورُ
بادرجی کی قربانی ہر لحاظ سے بیمثال اور نادر
کیونکہ یہ قربانی دوسروں کے ایمان کی حفاظت
لئے دی گئی تھی۔ ہمارے ملک میں صدیوں
تق، رواداری، مذہبی آزادی اور ظلم و تشدد'
ری اور دیوانگی کے درمیان جو جنگ اور کشمکش
ہی تھی اس کو صلح، امن و آشتی کے پیکر
ڈھالنے کے لئے یہ قربانی دی گئی تھی تاکہ
ن اپنے ضمیر کی آواز کے مطابق زندگی بسَر
سکے۔

گورو تیغ بہادر جی بُت پرستی، جنجوُ اور تلک
تقاد نہیں رکھتے تھے۔ لیکن ہمارے ملک
روڑوں باشندوں کا یہ ایمان تھا۔ جب
کے دھرم و ایمان کو زبردستی طاقت اور ظلم
ہ مٹایا جانے لگا تو اُن کی رُوح بَرداشت
سکی۔ ذہنی کرب کے اس خاموش اظہار
پ کو قربانی دینے کے لئے تیار کیا تاکہ
انوں کے درمیان نفرت کی دیوار ٹوٹ سکے
، آزادانہ زندگی بسر کر سکیں اور اپنے اپنے
م پر وفادار رہ سکیں۔ آپ کسی بادشاہ یا
م کے خلاف نہیں تھے۔ آپ کی داستانِ حیات

سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔
آپ نے تمام عمر امن اور عالمی اخوت کو مُستحکم کیا.

اور تمام نہاد دنیاداری سے دور رہ کر تنہائی میں
"نام" کا سمرن کرتے رہے۔ لیکن یہ ان کی مقدس
رُوح تھی جس نے یہ کرب و اذیت محسُوس کی۔ اس
لئے جب کشمیر اور ہندوستان کے دیگر مقامات سے
آنندپور آکر لوگوں نے ظلم و ستم کی داستانیں سُنائیں
تو آپ نے بہت محسوس کیا۔ اُن کی بدقسمتی پر گھنٹوں
غور کرتے رہے۔ آخر کار آپ اس نتیجہ پر پہنچے کہ،
قربانی ہی ایک واحد طریقہ ہے۔ اس قربانی کو
کسی سیاسی مقاصد سے جوڑنا اس کی عظمت سے
منکر ہونا ہے۔ ان کی نظر میں تمام انسان برابر تھے

؎ جو کسی سے نہیں ڈرتا اور کسی کو خوف زدہ
نہیں کرتا۔

نانک کہتے ہیں۔ اس شخص کو فقیر مانو۔ کیونکہ
وہ کسی کو دکھ نہیں پہنچاتا۔

؎ تمام دل انمول ہیرے ہیں
اگر تم رحمت اور پاکیزہ زندگی کے طلب گار
ہو تو کسی کو دکھ نہ پہنچاؤ۔

آپ کی مقدس بانی میں تلاش کرنے پر کسی
کے خلاف کوئی سخت لفظ نہیں ملے گا اس لئے
یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ اگر مُسلمانوں پر ظلم ڈھائے
جا رہے ہوتے، اور ان کی آزادی بند کر دی گئی ہوتی
تو گورو جی ان کے ایمان کی سلامتی کی خاطر بھی

گیانی ذیل سنگھ
وزیرِ اعلیٰ پنجاب

قربانی دینے سے کبھی گریز نہ کرتے۔

سیف الدین اور محمد بخش سے آپ کی دوستی
اور نیک و پرہیزگار مسلمانوں میں آپ کی تعظیم
اس امر کے ثبوت ہیں کہ آپ کی قربانی کسی دھرم
کو مٹانے کے لئے نہیں بلکہ حق و صداقت' مساوات
اور مذہبی رواداری جو کہ زندگی کی بنیادی قدریں
ہیں، کو زندہ و جاوید رکھنے کے لئے دی گئی تھی،
تاکہ مظلوم لوگ سُکھ کا سانس لے سکیں۔

یہ نہایت ہی افسوس کی بات ہے کہ چند
ایک تاریخ داں اس قربانی کا سیاسی پہلُو
تلاش کر کے اپنی کم نظری، کم فہمی اور گمرہی کا ثبوت
پیش کر رہے ہیں۔

مغل شہنشاہ اورنگ زیب تک یہ بات
پہنچا دی گئی کہ ہندو اسلام قبول کر لیں گے، اگر
گورو تیغ بہادر اپنا دھرم چھوڑ دیں۔ گورو جی کو
دہلی طلب کیا گیا۔ اس کے جواب میں گورو جی نے کہا کہ
وہ دہلی موسم برسات کے بعد آئیں گے۔ تاہم وہ

دہلی کے لئے دیوان ستی داس، بھائی دیالا، بھائی متی داس، بھائی گوردتا اور دیگر مریدوں کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ سمانہ کے سیف الدین اور محمد بخش کی التجا پر اس سنگت نے بٹالہ کے نزدیک کچھ دیر کے لئے قیام فرمایا۔ اورنگ زیب کو یہ بات ناگوار گذری اور اس نے گورو جی کو گرفتار کر کے دربار میں پیش کرنے کا حکم جاری کر دیا۔

شہنشاہ نے گورو جی کو اسلام اور موت میں سے ایک چیز کا انتخاب کرنے کو کہا۔ گورو جی نے اپنا دھرم چھوڑنے سے انکار کر دیا اور اورنگزیب کو کہا کہ وہ ظلم و تشدد کے طریقے کو چھوڑ کر خلوص اور پیار و محبت سے لوگوں کے دلوں پر فتح حاصل کرے۔

اورنگ زیب نے گورو جی کی باتوں پر دھیان نہیں دیا وہ اس بات پر مصر رہا کہ یا تو گورو جی اسلام قبول کریں یا چند ایک کرامات دکھائیں۔ اگر گورو جی کو یہ دونوں باتیں قبول نہیں ہیں تو پھر اول ان کے مریدوں کو اذیت دیکر موت کے حوالے کر دیا جائے گا اور بعد ازاں یہی سلوک گورو جی سے بھی روا رکھا جائے گا۔ گورو جی نے کہا ”کرامت خدا کا قہر ہے روحانی طور پر ادھورے اور مداری ہی ایسے کام کرتے ہیں“

گورو جی کے تین مریدوں کو چاندنی چوک میں لایا گیا۔ گورو جی کو خوفزدہ کرنے کے لئے دیوان متی داس کو شکنجے میں کسا گیا اور آرے سے اُن کے جسم کو چیر دیا گیا۔ بھائی دیالا جی کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اُبلتے تیل کی دیگ میں دھکیلا گیا۔ بھائی متی داس جی کے جسم کو بڑی بیرحمی سے ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا۔ سب نے اسے قدرت کا کھیل سمجھ کر قبول کیا گورو جی کے یہ تینوں مرید بہادروں کی طرح شہید ہوئے۔ عوام میں ہاہاکار مچ گئی۔

دوسرے روز صبح سویرے ہی گورو تیغ بہادر جی کو قتل گاہ میں لایا گیا۔ قاضی عبدالوہاب نے فتویٰ پڑھ کر سُنایا۔ جلاد اشارے کا منتظر تھا۔ عنقریب ہی پیش آنے والے سانحے کے ڈر سے لوگوں کی روحیں لرز اٹھیں۔ گورو جی نے اپنے ہاتھ اٹھا کر ان کو دلاسہ دیا اور صبر سے کام لینے کے لئے کہا۔ چند لمحوں کے بعد جونہی گورو جی کی سمادھی لگی ہوئی تھی تو جلاد نے اپنی تلوار سے ان کا سر تن سے جدا کر دیا۔

گورو گوبند سنگھ جی نے گورو تیغ بہادر جی کی اس بےمثال قربانی کو دچتر ناٹک میں مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے۔

ٹھیکر پھور دلیس سر

پرھ تر کیا پیاں

تیغ بہادر سی کریا

کری نہ کنہوں آن!

تیغ بہادر کے چلت

بھیو جگت کو سوک

ہے ہے ہے سبھ جگ بھیو

جے جے جے سُر لوک!

آج ہمارا ملک آزاد ہے، اس لئے ہم گورو تیغ بہادر جی کا سہ صد سالہ شہیدی پُرب بڑی شان و شوکت سے منا رہے ہیں۔ جب تک یہ عالم باقی رہے گا گورو تیغ بہادر جی کی بےمثال قربانی فرقہ پرستی، تنگ نظری اور ظلم و ستم کے خلاف سنگھرش کرنے کے لئے ہمیں ہمیشہ راہ دکھاتی رہے گی۔ ★

صفحہ نمبر 6 سے آگے

گورو بابا نانک صاحب

ختم کر کے عجز و انکسار کی عادت پیدا کرے۔ پیدائش اور موت کا خوف دل سے نکال دے جو خدا کی مرضی ہو اسے خوشی سے قبول کرے اور یہ عقیدہ رکھے کہ خدا ہی سب کچھ ہے اور اس کے سوا کچھ نہیں۔ خود غرضی کے سب خیال دل سے نکال دے سب انسانوں سے رحمدلی اور مہربانی کا برتاؤ کرے جو شخص یہ سب کر سکے وہ در حقیقت مسلمان کہلا سکتا ہے اور بغیر اس کے نہیں۔“

تھوڑی دیر کے بعد گرو نانک نے بھائی مردانہ سے پھر کہا ذرا رباب پھر چھیڑنا اور یوں نغمہ سرا ہوئے۔

رحم کو مسجد بنا، ایمان اور سچائی کی جا نماز بنا انصاف کو اپنی مقدس کتاب سمجھ میٹھا چلن تمہارا روزہ ہو تب تم سچے مسلمان بن سکتے ہو۔ اچھے عمل تمہارا کعبہ ہوں سچ تمہارا روحانی مرشد ہو اور دوسرے کی بھلائی تمہاری نماز ہو اور نہ گھبرانے والی طبیعت تمہیں تسبیح کا کام دے۔“

کاش! ہمارے ملکی بھائی اپنے وطن کے اس قابل عزت فرزند کی زندگی اور اقوال سے سبق لے کر وہ طریق اختیار کریں جس کی گرو بابا نانک نے ہندوؤں اور مسلمانوں کو مخاطب بنا کر دنیا بھر کو تلقین کی ہے تو جن مشکلات کا آج ہم کو سامنا ہے وہ سب حل ہو جائیں سب جھگڑے مٹ جائیں ہمارے سکھ بھائی اگر اپنے مذہب کے مقدس بانی کے نقش قدم پر چلیں تو انھیں اسلام اور ہندو دھرم دونوں سے دوستی ہونی چاہئے اپنے گرو صاحب کی طرح صلح کل ان کا مسلک ہونا چاہئے وحدت کی تعلیم کے لحاظ سے ان کے گرو صاحب نے ایسی برادری پیدا کی تھی جو ہندوؤں مسلمانوں میں باہمی محبت کی زنجیر کی ایک کڑی تھی ●●

از:۔ سردار حکم سنگھ

ـرم کے رکھشک

گورو تیغ بہادر

ـیں اپنا کام کر چکا ہوں۔ اب تم اپنا
ہوگے۔ یہ الفاظ شری گورو تیغ بہادر نے جلاد
ـو اس بات کا منتظر تھا کہ گورو جی جپ جی کا
ـیں تو وہ اپنا کام کرے۔ اس کے ساتھ ہی
ـ چلی۔ اور گورو جی کا سر جسم سے الگ ہو گیا۔ اس
ـرتی عناصر میں غم و غصہ پھیل گیا۔ گورو جی کے مہان
ـبعد تر و تر دار آندھی آئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ
ـ غم کا اظہار کر رہی ہے۔ جات پات کے لحاظ
ـت سے تعلق رکھنے والے ایک شخص رنگر بیٹا (جو گورو جی
ـنے چوری چھپے گورو جی کا سر اٹھا لیا اور آنند پور
ـکر گورو گوبند سنگھ کے حوالے کیا۔ ایک سادہ سی
ـگورو جی کے سر کا انتم سنسکار آنند پور صاحب میں کیا
ـجی کے دھڑ کا انتم سنسکار دہلی میں کیا گیا۔
گوردوارہ سیس گنج اور اس کے ارد گرد کا علاقہ
ـہ یاد دلاتا ہے کہ ظلم و جبر سے کسی کو اپنے بس میں نہیں
ـا۔ یہ ہمیں یاد دلاتا ہے کہ ظلم و تیا چار سے کبھی خوفزدہ
ـ چاہئے اور کمزوروں کو ڈرانا دھمکانا نہیں چاہئے۔
ـ ساری عمر ان آدرشوں اور اصولوں پر کاربند رہے
ـرو تیغ بہادر کا جنم امرتسر میں ہوا۔ لیکن انہوں نے
ـہائی اختیار کر لی اور دھیان میں مگن ہو گئے۔ لیکن
ـ بچپن سے ہی اپنی بہادرانہ اور حوصلہ مندکارناموں
ـنا گورو ہرگوبند جی مہاراج کو بے حد متاثر کیا۔ ۱۶
ـمر میں کیرت پور کی لڑائی میں گورو جی نے عزم،
ـ اور حوصلہ کا جو مظاہرہ کیا، گورو ہرگوبند نے اس
ـی راج

کے لئے گورو جی کی بے حد سراہنا کی

شری گورو نانک دیو جی مہاراج نے گوشہ تنہائی اختیار کر کے گیان دھیان میں مگن رہنے کی بات پسند نہیں کی تھی۔ گورو تیغ بہادر کی گوشہ تنہائی نے دو بار انہیں گورو پد سے محروم کر دیا۔ ایک بار گورو ہرگوبند جی کے اور دوسری بار گورو ہرائے جی کے سورگباش ہوتے پر گورو تیغ بہادر اس پد سے محروم رہے۔ انہیں یہ ذمہ داریاں قبول کرنے کی خواہش نہیں تھی۔ وہ دھیان مگن رہنا چاہتے تھے۔ لیکن گورو ہری کرشن نے سورگباش ہونے سے پہلے یہ اعلان کیا کہ گورو بابا بکالہ میں ہے۔ گورو تیغ بہادر کی ایک نہ چلنے دی۔ لوگوں کو یہ سمجھ ہی نہیں آیا کہ گورو ہری کرشن کا اشارہ کس کی طرف تھا۔ گورو جی کے الفاظ کے یہ معنی تو نکلتے تھے کہ اگلا گورو بکالہ میں ہے اور وہ بزرگ ہے۔ یہ بات پیروکاروں پر چھوڑ دی گئی کہ وہ انہیں تلاش کر لیں۔

اس موقع پر درجنوں افراد پیدا ہو گئے جنہوں نے دعویٰ کیا کہ وہ ہی نئے گورو ہیں۔ لیکن اس کا فیصلہ کرنے کا موقعہ قدرت نے مکھن شاہ لبانہ نامی ایک شخص کو فراہم کیا۔ یہ امر بہت ہی دلچسپ ہے کہ انہوں نے گورو جی کا پتہ کیسے لگایا۔ روایت ہے کہ مکھن شاہ کا جہاز سمندر کے بھنور میں پھنس گیا اور ڈوبنے لگا۔ اس نے منت مانی کہ اگر گورو جی انہیں اس مصیبت سے چھٹکارا دلادیں تو وہ گورو جی کے قدموں میں ... طلائی مہریں بھینٹ کرے گا۔ اس کی منت پوری ہوئی اور وہ حسب وعدہ مہریں بھینٹ کرنا چاہتا تھا۔ اس نے مہریں اپنی جیب میں ڈالیں اور گورو کی تلاش میں نکل پڑا لیکن اسے بڑی دشواریاں پیش آئیں۔ کیوں کہ درجنوں لوگ گورو ہونے کا دعویٰ کر رہے تھے اس نے ایک اسکیم بنائی کہ دعویدار کو دو دو مہریں بھینٹ کرنی شروع کر دیں۔ اسے یقین تھا جو اصلی اور حقیقی گورو ہوگا۔ وہ اس سے پوری رقم طلب کرے گا۔

لیکن اسے یہ دیکھ کر سخت حیرانی ہوئی کہ کسی نے اس سے پوری رقم طلب نہیں کی۔ اور وعدہ پورا کرنے کے لئے نہیں کہا۔ مکھن شاہ مایوس ہو کر واپس گھر جانے کو تھا کہ کسی نے اسے بتایا کہ ایک بابا گوشہ تنہائی میں رہتا ہے اور دھیان میں مگن ہے۔ برسوں سے یہ بابا اندھیرے کمرے سے باہر نہیں آیا اور دن کی روشنی اور رات کے تاروں کو اس نے نہیں دیکھا۔ مکھن شاہ مخمصے میں پڑ گیا اس نے سوچا کہ دھیان مگن رہنے والا بابا کہاں گورو کی گدی کا جانشین ہو سکتا ہے۔ لیکن اس نے فیصلہ کیا کہ کیوں نہ بابا کو بھی آزما لیا جائے۔ مکھن شاہ کو ایک تاریک کمرے میں داخل ہونے میں بڑی مشکل پیش آئی۔ لیکن جیسے تیسے وہ بابا کے سامنے پہنچا اور دو مہریں بھینٹ کیں۔ بابا نے مکھن شاہ کو فہمائش کی کہ وہ بے ایمانی کر رہا ہے۔ مکھن شاہ فوراً گورو جی کے چرنوں میں گر پڑا اور پوری رقم پیش کی۔

اس پر مکھن شاہ نے کھلے بندوں اعلان کیا کہ اس نے گورو کو پالیا ہے۔ اس لئے اب لوگوں کو

نقلی گوروؤں سے گمراہ نہیں ہونا چاہئے۔ گورو جی کی
کٹیا کے باہر ایک بڑا ہجوم اکٹھا ہو گیا۔ اور گورو جی
کو اپنی ذمہ داریاں سنبھالنے کے لئے کٹیا سے باہر آنا پڑا۔
اس وقت گورو جی کی عمر ۴۴ برس تھی اور انہیں دھیان
مگن ہوئے ۲۰ برس بیت چکے تھے۔

اس وقت ملک کے حالات اچھے نہیں تھے عرصہ
سے ہندو و مسلمان کلچروں میں تصادم اور کشمکش جاری تھی۔
ہندو کلچر نے بعض رعایتیں دے کر مسلم کلچر کا اثر قبول کرنا شروع
کر دیا تھا برہمنوں
کو ہندوؤں میں اونچی جاتی خیال کیا جاتا تھا۔ لہٰذا
اورنگ زیب کا غیض و غضب اور شدید قہر ان پر نازل ہوا۔
کشمیر کا حکمران اس معاملے میں اورنگ زیب سے کہیں زیادہ
سخت اور اسلام کا وفادار ثابت ہوا۔ اس نے برہمنوں کو
وارننگ دی کہ یا تو مسلمان ہو جاؤ یا مرنے کے لئے تیار
ہو جاؤ۔ کشمیری برہمنوں نے اس کے لئے حکمران سے مہلت
مانگی۔ اور خود گورو تیغ بہادر جی کے پاس جا کر ان سے
پرارتھنا کی کہ ان کی مدد کی جائے۔ انہوں نے گورو جی
کو یقین دلایا کہ ظلم اور اتیاچار کے خلاف لڑائی میں وہ
گورو جی کا پورا ساتھ دیں گے۔

لیکن گورو جی بڑے دانشمند اور دوراندیش تھے۔
وہ لالچ کے اس جال میں نہیں الجھے۔ انہوں نے برہمنوں
کو جواب دیا کہ اگر میرے بلیدان سے آپ کو کچھ فائدہ ہو
سکتا ہے تو میں اس کے لئے تیار ہوں۔

برہمن اس پیش کش کی اہمیت کو سمجھ ہی نہ سکے۔
یوں کہ انہیں شبہ تھا کہ گورو جی کا بلیدان اتنا سود مند
ثابت نہیں ہوگا۔ اس کے بعد گورو جی نے برہمنوں کو مشورہ
دیا کہ وہ اورنگ زیب سے کہیں کہ اگر گورو تیغ بہادر اسلام
قبول کریں گے تو ہم بھی مسلمان بن جائیں گے۔ اس سے برہمن
مطمئن ہو گئے۔ اور انہوں نے مغل بادشاہ کے سامنے یہ تجویز
رکھی۔

اس کے فوراً بعد گورو جی کو دلی بلایا گیا۔ اور نگ زیب
نے ان کے سامنے تین تجاویز رکھیں۔ ایک یہ کہ وہ کوئی معجزہ
دکھائیں دوسری یہ کہ وہ اسلام قبول کریں یا پھر مرنے کے
لئے تیار ہو جائیں۔

گورو جی نے پہلی دونوں تجویزوں رد کر دیں اور
کہا کہ وہ بخوشی موت کے گلے لگنے کو تیار ہیں۔ انہیں
کئی لالچ دیئے گئے۔ بہت سی دھمکیاں دی گئیں۔ لیکن
ان کی ثابت قدمی میں کوئی فرق نہیں آیا۔ کئی اذیتیں دینے
پر بھی گورو جی اپنے فیصلے پر قائم رہے تو انہیں چاندنی
چوک میں شہید کر دیا گیا۔ اسی مقام پر آج کل گوردوارہ
سیس گنج ہے۔ ان کے شہید ہونے کے بعد وہ
معجزہ رونما ہوا جسے دیکھنے کے لئے مغل بادشاہ
بیتاب تھے۔ اسی مہا بلیدان سے مغلیہ سلطنت
کا زوال ہوا اور ایک دن بالکل ختم ہو گئی۔

(بشکریہ روزنامہ ملاپ دہلی)

جگت بھکاری پھرت ہے سب کو داتا رام
کہو نانک من سمرتے پورن ہوئے کام
(گرو تیغ بہادر)

نام رہیو سادھو رہیو رہیو گرو گوبند
کہو نانک یہ جگت میں کن جپیو گرومنت
(گرو تیغ بہادر)

نانک گورو مہان نے یہی کیا پرچار
ایشور اللہ واگورو ایک ہی اک ادھکار
(اندرجیت تلسی)

صفحہ "4" سے آگے

ست گرو نانک صاحب

مصر میں ہزاروں برس پہلے کی تصویروں پر
نظر ڈال یہ جلوہ وہاں بھی دکھائی دے گا۔
خود اس یورپ کے بزرگوں کو سامنے لا جس
کی اولاد ڈاڑھی مونچھ کا صفایا حسن مردانگی تصور
کرتی ہے وہ بھی اکثر لمبے بال رکھتے تھے۔
آدمی جس فطرت پر پیدا ہوتا ہے تو اس
کا مقابلہ نہ کر اور فطرتی بالوں کو سنبھال اور غیب
کی برقی لہروں کے تار نہ کاٹ۔
اس آواز کو سن کر میں نے کہا میرا یقین ہے
مگر اے پکارنے والے مجھ کو دنیا کی دلیلوں میں
نہ ڈال ست گرو کی زلفوں تک کیونکر پہنچتے ہیں
اس کا راستہ بتا۔ بصارت بے ہوش ہو گئی۔
بصیرت خاموش ہو گئی عقل و خرد کے سر
کاٹ ڈالے گئے۔ اب میں تجھ سے کہتا ہوں
کہ نانکی زلف کی خوشبو کس طرح حاصل ہوتی
ہے۔ مجھے بتا کہ میں اسے پاؤں۔
کہا بات صاف ہے تجلیاں برقی ہوں یا روحانی
سلسلہ کی طلبگار ہیں اس میدان کا سلسلہ محبت
ہے اگر تو نانکی فیض کا طالب ہے تو اس
عشق کو اختیار کر جس کے بروگ میں ست
گرو نانک نے بال بڑھائے پاکیزہ زردشت
نے بال بڑھائے عشق کی زلفیں منزل
جاناں کا پتہ بتاتی ہیں اس زنجیر کو پاؤں میں
ڈال ہاتھ میں ڈال گلے میں پہن اور دل
کو بھی اس میں اسیر کر تاکہ تسلی اطمینان
سرور ابد اور شانتی نصیب ہو۔ ●●

حضرت بابا نانک شاہ گرو

ڈاکٹر مُغیث الدّین فریدی

پنجاب کا وہ مردِ کامل وہ بابا نانک شاہ گرو   درویش خدا آگاہ گرو سب کہتے ہیں جسکو واہ گرو

وہ شیخ و برہمن دونوں کو ایمان کی دعوت دیتا تھا
اخلاص و وفا کی محفل میں وہ درسِ صداقت دیتا تھا
نادار کو دولت دیتا تھا، کمزور کو ہمت دیتا تھا!

غمخوار گرو، دلدار گرو، بیدار گرو، ذیجاہ گرو   پنجاب کا وہ مردِ کامل وہ بابا نانک شاہ گرو

وہ پیکرِ عرفاں نورِ خدا ہر گھر کا اُجالا بن کے رہا
کیفیتِ صہبا بن کے رہا، گردش میں پیالا بنکے رہا
باطل کی اندھیری بستی میں اللّٰہ والا بن کے رہا

بھٹکی ہوئی جھوٹی دنیا کو دکھلا گیا سچ کی راہ گرو   پنجاب کا وہ مردِ کامل وہ بابا نانک شاہ گرو

یہ راز بتانے آیا تھا بیدار جو دل ہو جاتا ہے
ہوتا ہے اُسے عرفانِ خدا وہ رُوح کی لذّت پاتا ہے
وُہ سب سے محبّت کرتا ہے وہ سب کے دِلوں کو بھاتا ہے
عِرفاں کا چھلکتا جام گرو، وہ بندۂ حق آگاہ گرو!
پنجاب کا وہ مردِ کامل وہ بابا نانک شاہ گرو

(حضرت بابا فرید سوسائٹی کے سیمینار "تعلیماتِ چشتیہ" امروہہ میں پڑھی گئی)

بشکریہ ماہنامہ منادی   نئی دہلی

۲۰ نکات

راستے ہو گئے ہیں اب پُر نور

روز چمکا کئے حسیں تارے — اپنے ہمراہ ماہتاب لئے
آئی ہر صبح، صبحِ نو بنکر — ایک رنگین آفتاب لئے
جب بھی فصلِ بہار آتی ہے — پھول کھلتے ہیں جب گلستاں میں
دل یہ کہتا ہے اک توقع کے ساتھ — ہر مسرت ہے اپنے امکاں میں
آج ہے گاؤں گاؤں میں بجلی — صنعتوں سے ہے دیش مالا مال
چار سو ہیں بڑے بڑے تالاب — جس سے سارے کسان ہیں خوشحال
یہ مشینوں کا دور ہے جوہرؔ — جس میں بھارت بھی ہو گیا شامل
راستے ہو گئے ہیں اب پُر نور — اور آسان ہو گئی منزل
آج مشہور ہیں جو بیس نکات — سب ہی خوش آمدید کہتے ہیں
آج لاگو ہے جو ایمرجنسی — ہم اُسے اِک نوید کہتے ہیں
منزلیں اب پکارتی ہیں ہمیں — راستے ہو گئے ہیں اب روشن
قافلہ تیز گام ہے یارو — اب نہیں ہے اُسے کوئی اُلجھن

جس کو روشن کیا تھا نہرو نے
ہم کو اُس دیپ سے محبت ہے
زندگی کا وجود ہے باقی!
روشنی کی ابھی ضرورت ہے

جوہر ہاشمی

فرقت کاکوروی

اور اُن کے معاصرین

ایک جائزہ

اس عہد کی ظرافت کے جو بڑے بڑے ستون
ن سے ہم طنز و مزاح کے پیمانے کا کام لے سکتے
س طنز میں پروفیسر رشید احمد صدیقی، ادر
الال کپور، مزاح میں پطرس، مرزا عظیم بیگ
ئی اور شوکت تھانوی آتے ہیں اور خالص مزاح
فیق الرحمٰن اور مشتاق احمد یوسفی۔

ترقی پسند تحریک کی دین طنز کی ایک نئی رَد
کل میں اُبھرتی ہے یعنی سیاسی، معاشی اور
رتی کشمکش اور تضاد سے اس میں طنز اُبھرتا
. اس قبیل کے طنز نگاروں میں سعادت حسن
، عصمت چغتائی، کرشن چندر اور خواجہ احمد
ں پیش پیش نظر آتے ہیں. مزاح کی ایک
د تحریف کی شکل میں اُبھرتی ہے جس کے اہم
ن مُلّا رموزی ہیں اور خاتم فرقت کاکوروی.
جہاں تک رشید احمد صدیقی، کنھیا لال کپور
شتاق احمد یوسفی کا تعلق ہے ان کے یہاں طنز
، تہذیب کے رچاؤ سے اُبھرتا ہے. اس طنز
ندامت سے والہانہ عشق، اپنی چیزوں سے
، اپنی اقدار کی پاسداری اور نئے زمانے،
وں اور نیرنگیوں کے آشوب سے اس طنز میں
ئی اور شدت پیدا ہوتی ہے۔ وہ طنز جو
ر کے کھیت "مرشد، پاسبان، یا کنھیا
پور کی "برج بانو" کامریڈ شیخ چلی' غالب
پسندوں کی محفل میں' اور' مولانا آزاد کے
نط' سے اُبھرتا ہے۔ یا مشتاق احمد یوسفی کے
یہاں "مرزا کے شوخ و شنگ کردار، چارپائی اور
کلچر' چراغ تلے اور خاکم بدہن" کے دوسرے مضامین
میں ملتا ہے۔ اس قبیل کا طنز ہمیں فرقت کاکوروی
کے یہاں نہیں ملتا۔

جس قسم کا مزاح پطرس، عظیم بیگ چغتائی
اور شوکت تھانوی کے یہاں ہمیں ملتا ہے نہ تو
فرقت کے یہاں مزاح کے وہ فوارے ملتے ہیں جو
پطرس کے "مریدپور کا پیر" مرحوم کی یاد میں' اردو
کی آخری کتاب اور کتے" میں ہمیں ملتا ہے.
عظیم بیگ چغتائی کے یہاں متوسط مسلم طبقہ کی
گھریلو زندگی سے جو مزاح ' خانم، چمکی، کمزوری
اور شہزوری" میں نظر آتا ہے یا راجپوتانہ کے
تاریخی اور تہذیبی پس منظر میں "سوانہ کی روحیں
و میاتر' اور دُکھریا بہادر" میں جو مزاح ملتا ہے
یا خالص مزاح کی جو تصویریں تہذیب و معاشرے
کے دائرے میں انھوں نے "مرزا جھنگی، فل بوٹ،
قرض مقراضِ محبت است، چینی کی انگوٹھی'
اور لوٹے کا راز' میں پیش کی ہیں نہ تو ویسا
مزاح ہمیں فرقت کے یہاں ملتا ہے اور نہ

اخلاق حسین عارف
اتر پردیش اردو اکیڈمی
بلہرا ہاؤس، قیصر باغ، لکھنؤ

ناول و افسانہ بننے کا استعمال فرقت کے یہاں نظر
آتا ہے جیسے عظیم بیگ نے مزاح کے سیل میں
بڑی چابکدستی اور صناعی کے ساتھ برتا ہے۔

شوکت تھانوی کی تحریروں میں کہیں کہیں
جو بے راہ روی ہمیں نظر آتی ہے اس کی فرقت
کے یہاں فراوانی ہے لیکن شوکت تھانوی کی منجی
ہوئی، سنبھلی ہوئی خداداد ظرافت ہی نقلید اُن کے
یہاں خال ہی خال نظر آتی ہے۔

خواجہ عبدالغفور آئی. اے. ایس کا اصل میدان
لطیفہ گوئی ہے جس کی روشن مثالیں ان کی تصنیفات
"قہقہہ زار، شگوفہ زار" اور "لالہ زار" ہیں خواجہ
صاحب نے لطیفہ اور اس کے فنی پہلوؤں کا عالمانہ
بصیرت کے ساتھ مطالعہ کیا ہے اور مغرب میں
جس طرح لطیفے کے انتخاب و ترتیب پر توجہ
دی جاتی ہے اس کے آداب انھوں نے اردو میں
بڑی خوش اسلوبی سے برتے ہیں. موصوف چھوٹے
چھوٹے مزاحیہ مضامین بھی لکھتے ہیں لیکن یہ
مزاح فرقت کی ظرافت سے اس لئے علیحدہ
ہے کہ وہ باہری دنیا سے پردہ اُٹھاتے ہیں جبکہ
فرقت کی دنیا گھر کی دنیا ہے۔ اگر خواجہ صاحب
کو زندگی کی گھما گھمی سے قدرے فرصت ملے تو
اغلب ہے کہ اس میدان میں وہ کارہائے نمایاں
انجام دیں کیونکہ ان کی بصارت اور بصیرت
بہت گہری اور مطالعہ بہت وسیع ہے۔

منٹو کے یہاں جو سفاکی اور چستی ملتی ہے یا

جس طرح وہ بڑی سے بڑی بات کو چٹکیوں میں اُڑا دیتا ہے یا جس بیباکی سے وہ ایسی تمام باتیں کہہ جاتا ہے جن کا کہنا تو کجا دوسرے طنز نگار تصوّر کرنے کی بھی جرأت نہیں کر سکتے۔ ایسا براہ راست اور بے باکانہ طنز ہمیں فرقت کے یہاں نہیں ملتا

عصمت چغتائی آزادیٔ نسواں کی علمبردار ہیں لیکن جب طنز کرنے پر اُتر آتی ہیں تو کسی کو بھی نہیں بخشتیں۔ نہ عورتوں کو نہ مردوں کو، یہاں تک کہ "دوزخی" میں انھوں نے اپنے حقیقی بھائی مرزا عظیم بیگ چغتائی تک کو نہیں بخشا۔ "ٹیڑھی لکیر" ضدی' اور ان کے دوسرے ناولوں افسانوں اور مضامین نیز خاکوں میں چٹکیوں کے ذریعہ طنز کا نشانہ بنانے کا فن فرقت تو کیا کسی کے یہاں بھی نہیں ملتا۔

خواجہ احمد عباس "آزاد قلم" کا مزاحیہ کالم بھی لکھتے ہیں اور طنزیہ مضامین اور افسانے بھی۔ ان کے موضوعات بیشتر سیاسی اور تہذیبی ہوتے ہیں۔ ان کا اپنا ایک منفرد رنگ ہے جو طنز میں فرقت سے یکسر مختلف ہے۔

کرشن چندر کے طنز کا دائرہ بے حد وسیع ہے۔ جس میں زندگی، ادب، سیاست، فلم، انسانی بھوک، دُکھ درد، طبقاتی ناہمواری وغیرہ سب کچھ آجاتی ہے، "مینڈک کی گرفتاری"، 'مس بیلا باٹلی والا' دروازہ کھولدو' جامن کا پیڑ، وزیر اور بلی، ہوائی قلعے، ایک گدھے کی سرگذشت، لوہمین کلب، دادر پل کے بچے، چڑیوں کی الف لیلا، الٹا درخت، تین لوفر، بکری بند، فلمی فائدہ" وغیرہ۔ یہ موضوعات ساری انسانیت اور اس کے دُکھ سُکھ کا مداوا کرتے نظر آتے ہیں۔ یہ طنز، مزاج، مواد اور اسلوب کے اعتبار سے فرقت کے طنز سے قطعی مختلف ہے۔

معاصرین فرقت میں جو اہم شاعر ہمیں نظر آتے ہیں جنھوں نے اس صدی کی تیسری اور چوتھی دھائی میں اپنی بساطِ ظرافت بچھائی اُن میں شوق بہرائچی، عرش گیاوی، شاد عارفی، سید محمد جعفری، ظریف جبلپوری، رضا نقوی واہی، راجہ مہدی علی خاں، ماچس لکھنوی، اے۔ ڈی۔ اظہر، سید ضمیر جعفری، دلاور فگار، شہباز امروہوی، ہلال سیوہاروی اور ہلال رامپوری خاصی اہمیت کے حامل ہیں۔

شاد عارفی خالص طنزیہ شاعر تھے۔ ان کے یہاں کہیں محض خشک طنز، کہیں شخصی اور ذاتی حملے، کہیں سیاسی یا سماجی زندگی یا انسان اور اس کے افعال میں تضاد، ظلم، ناانصافی اور تنگ نظری کو وہ اپنے کٹیلے طنز کا نشانہ بناتے نظر آتے ہیں۔ موصوف زُود گو تھے۔ انھوں نے بکثرت کہا "کلیات شاد عارفی، نثر و غزل دستہ، ایک تھا شاعر" میں ان کے طنز کے بہت اچھے نمونے مل جاتے ہیں۔ ان کے یہاں طنز کی جو تیزی ہے اس کی رمق ہمیں کہیں کہیں فرقت کے یہاں ملجاتی ہے

سید رضا نقوی واہی علم و ادب کی راہ سے ظرافت کے میدان میں پہنچے۔ "واہیات، تیر و نشتر، طنز و تبسم، کلام نرم و نازک" اور "نام بنام" کا کینوس بے حد وسیع اور متنوع ہے۔ ان میں واسوخت، شہر آشوب، مثنوی، غزل، قصیدہ، رباعی، قطعہ، منظوم خطوط، سب کچھ مل جاتے ہیں۔ ان کے یہاں گہرا کلاسیکی رچاؤ ہے۔ ان کو زبان و بیان پر بے پناہ قدرت حاصل ہے۔ جدید موضوعات کی بھی ان کے یہاں بے حد فراوانی ہے۔ سچ پوچھیے تو اپنے معاصرین میں سوائے سید محمد جعفری کے ان کا کسی سے کوئی مقابلہ نہیں۔ فرقت کے یہاں ہمیں ایک خاص رنگ و اسلوب ملتا ہے جبکہ واہی ہمیں ہر رنگ میں نظر آتے ہیں۔

ہلال سیوہاروی کا اصل میدان سیاست ہے۔ ان کی شاعری میں مرقع کشی اور مناظر کشی کے اچھے نمونے ملتے ہیں "انگوٹھا ٹیک ایم۔ پی" جس کی اچھی مثال ہے۔ ان کا انداز بیانیہ ہے اور رنگ ایک حد تک فرقت سے ملتا جُلتا ہے۔

ہلال رضوی رامپوری مزاحیہ نظمیں کہتے ہیں اس کے علاوہ غزلیں، قطعہ اور دوسرے اصناف میں بھی طبع آزمائی کرتے ہیں۔ ان کے یہاں ظرافت اور طنز دونوں کی بہتات ہے۔ ان کے موضوعات جدید زندگی اور اس کی ناہمواریوں کا احاطہ کرتے ہیں۔ ان کا اپنا ایک رنگ ہے جو فرقت سے مختلف ہے۔

ہمارے بیشتر مزاح نگاروں کی طرح ملّا رموزی بھی بسیار نویس تھے، مگر اس کے باوجود ان کے یہاں بہت سی کام کی چیزیں مل جاتی ہیں۔ ان کی گلابی اُردو ادب و تحریف کے میدان میں ہمیشہ خاصہ کی چیز سمجھی جائے گی۔

فرقت کاکوروی کی ظرافت کا آغاز موجودہ صدی کی تیسری دھائی سے ہوتا ہے جس میں وہ روزنامہ "حقیقت لکھنؤ" کے مزاحیہ کالم "کفِ گل فروش" اور حقیقت میں شائع ہونے والے روزانہ قطعات لکھتے تھے جن میں ان کی نظم و نثر اور تحریف نگاری کے اولین نمونے نظر آتے ہیں جن کا ایک مختصر انتخاب بعد میں انھوں نے اپنی تصنیف "کفِ گلفروش" میں پیش کیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد انھوں نے ایک ہفت روزہ اخبار "صداقت" جاری کیا جو ایک سال تک پابندی کے ساتھ شائع ہوتا رہا اور ان کا قلم اپنی جولانیاں دکھاتا رہا۔ تو سے ساتویں دھائی کے آغاز تک کے اد رسائل و اخبارات میں بکثرت شائع ہونے والی ان کی تحریریں اور بعد میں "مُردہ دل کیا خاک جیا کرتے ہیں" وغیرہ میں ان کی ظرافت کے نمونے محفوظ ہیں۔

فرقت کا اصل میدان تحریف نگاری۔

(مزید صفحہ ۸۷ پر)

گردوارہ کیش گڑھ صاحب،
جہاں گرو گوبند سنگھ جی نے مختلف
جاتیوں اور 'ورن' کو اکٹھا کر کے امرت
پلایا اور انھیں خالصہ بنایا۔
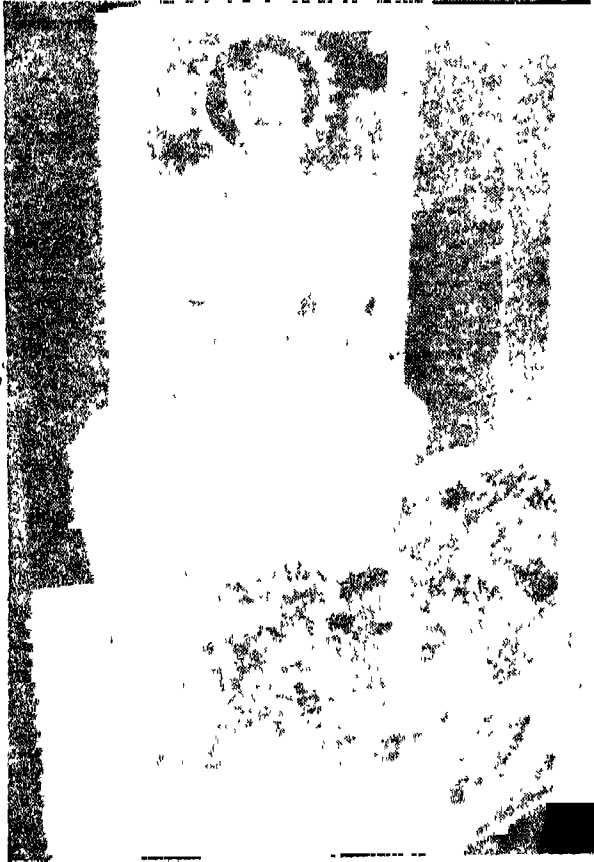
گرو جی کی سمادھی سنہری گنبد دار گردوارہ سیس گنج
چاندنی چوک دہلی کے نیچے ہے۔ یہیں ۱۱ نومبر ۱۶۷۵ء
کو گرو جی کا سر قلم کیا گیا تھا۔ یہ دنیا کی تاریخ میں بے مثال
شہادت ہے۔ اس کے اخلاقی اور روحانی اثرات
ہمارے ملک کا بیش قیمت ورثہ ہیں۔

ناندیڑ میں چوتھا تخت، جہاں
گرو گوبند سنگھ نے اپنے جیون کا آخری
سانس لیا۔ ہر سکھ کے لئے ضروری ہے کہ زندگی
میں کم سے کم ایک مرتبہ ان مقامات کی یاترا کرے
یہ گردوارہ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے
بنوایا تھا۔

آسام میں دمدمہ صاحب،
دھبری، جہاں گرو جی نے اورنگزیب
کی بھیجی ہوئی، راجہ رام سنگھ کی زیر کمان
شاہی فوج اور آسامی فوج کے درمیان
صلح کرائی تھی۔

یہ وہ مقام ہے جہاں کشمیر سے
کنیا کماری تک کے ۵۰۰ برہمنوں کے ایک
وفد نے گروجی سے ملاقات کر کے انھیں پوری بپتا
سُنائی، اور ان سے درخواست کی کہ وہ اُن کے
دھرم کو بچائیں

"بابا بکالہ" یعنی بابا بکالہ میں ہیں۔
حالانکہ آپ جانتے تھے کہ 'بابا' کون ہے، لیکن آپنے
نام نہیں بتایا۔ یہ بھائی مکھن شاہ لبانا تھے جنھوں نے
جانشین کی حیثیت سے گرو تیغ بہادر کو پہچانا
اور بکالہ میں عام اعلان کیا۔ دائیں طرف
گردوارہ بکالہ کا بیرونی منظر۔
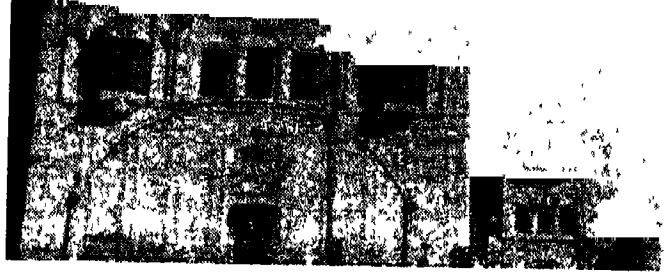
تھانکی چک ماکھووال، آنندپور میں
گرو جی کی قیام گاہ۔ گرو جی نے زمین خرید کر
وہاں آنندپور کی بستی آباد کی۔

ਗੁਰੂ ਤੇ
ਘਰਿ ਨ
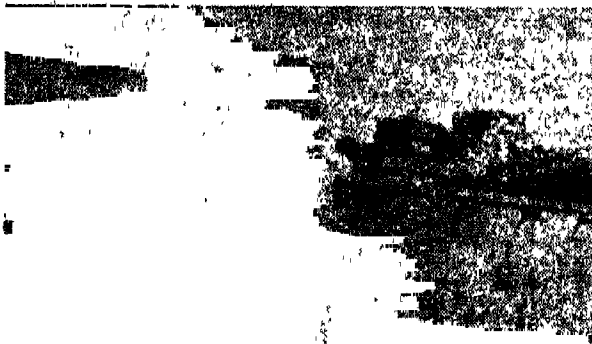
تخت ہرمندر صاحب 'پٹنہ'،
جہاں گرو گوبند سنگھ پیدا ہوئے تھے۔
یہ چار میں سے ایک مقدس تخت ہے، جہاں
سے گرو اپنے پیروؤں کے نام فرمان جاری کرتے
تھے۔ دیگر تین تخت آنندپور، امرتسر اور نانڈیڑ
میں ہیں۔

گروجی کی زندگی کی جھلکیاں

ان تصویروں میں گرو تیغ بہادر کی زندگی کے اہم واقعات کی جھلک دکھائی گئی ہے۔ دائیں طرف گرو تیغ بہادر کی اُس وقت کی تصویر ہے جبکہ وہ ۱۶۶۹ء میں ڈھاکہ میں مقیم تھے کہا جاتا ہے کہ جب مُصور گرو کے چہرے کی روپ ریکھا کو پوری طرح ظاہر کرنے سے قاصر رہا تو انھوں نے خود برش لیکر اس کی تکمیل کر دی۔

گرو کا محل، امرتسر،
جہاں گرو نے یکم اپریل ۱۶۲۱ء
کو جنم لیا۔ آپ گرو ہرگوبند کے پانچویں
پُتر تھے۔ اُن کے پتا ہرگوبند اور ماتا
نانکی نے جان لیا کہ بچہ ہونہار نکلے گا
لہٰذا انھوں نے بڑی احتیاط سے
اس کی پرورش کی

بھورا صاحب بکالہ کا
اندرونی منظر جہاں گرو بیس سال سے
زیادہ عرصہ گیان دھیان میں مگن رہے۔
اپنی موت سے قبل گرو ہرکرشن نے "روحانی
نشانیاں" مغرب کی سمت رکھیں۔
ان کے سامنے جھکے اور ارشاد فرمایا۔

غزل

حسرت جے پوری

عشق جب ایک طرف ہو تو سزا دیتا ہے
عشق جب دونوں طرف ہو تو مزا دیتا ہے

اے نمک پاش تیری سانولی صورت کی قسم
دل کا ہر زخم تجھے دل سے دعا دیتا ہے

آگ میں آگ لگاتا ہے سُلگتے دِل کو !
جب وہ مِلتا ہے تو دامن سے ہوا دیتا ہے

اپنے ماتھے پہ یہ بِندیا کی چمک رہنے دو
یہ ستارا مجھے منزل کا پتہ دیتا ہے

دل میں ہو ذوق مکمل تو یہ ڈوبی کشتی !
خود ہی طوفان کنارے سے لگا دیتا ہے

کیا بُری چیز ہے دَولت کا نشہ بھی یارو
دل سے اِیمان کے جوہر کو مِٹا دیتا ہے

میں کسی جام کا محتاج نہیں ہوں حسرت
میرا ساقی مجھے آنکھوں سے پلا دیتا ہے

آتما دیش کی گاؤں کی جان لوگ
کھیتیاں! سلطنت، گویا سلطان لوگ
سر بسر اُن کے اجسام پتھر، مگر
بھر دیں محنت کے ہیروں سے کھلیان لوگ
فصل لہرائے گی، اُن کو وِشواس ہے
اپنی محنت پہ رکھتے ہیں ایمان لوگ
سُکھ کی چِنتا نہیں، دکھ کا صدمہ نہیں
مُردہ دھرتی میں بھر دیتے ہیں جان لوگ
کچھ نے جنگلی کہا، بعض اُن پر ہنسے !
سہہ گئے شہر میں اپنا اپمان لوگ
تم بھلے ہی انھیں مت گوارا کرو،
گاؤں میں تم کو سمجھیں گے مہمان لوگ
اُن کی قدریں شہر سے بہت مختلف
اپنی غلطی پہ ہوتے پشیمان لوگ
ہم نے اپنائیت اُن میں پائی متین
گیانی لوگوں سے اچھے ہیں اگیان لوگ

متین اچل پوری

غزل جذبات عشق و محبت کے اظہار کا ذریعہ ہے۔ ابتدا میں فارسی قصیدہ ممدوح کی تعریف و توصیف کے لئے مخصوص تھا اور غزل میں محبوب کے حسن و جمال کی مدح کی جاتی تھی، اس کے جور و جفا اور ناز و ادا کا بیان ہوتا تھا۔ عرصہ تک غزل اسی روایتی انداز سے کہی جاتی رہی۔

فارسی غزل کی ترقی کی تاریخ تصوف سے شروع ہوتی ہے جس کا آغاز تیسری صدی ہجری سے ہوا اور پانچویں صدی ہجری اس کے انتہائے عروج کا زمانہ ہے۔ رودکی کو پہلا غزل گو شاعر مانا جاتا ہے وہ تیسری صدی کا شاعر تھا چوتھی صدی کے شعراء میں دقیقی کا نام قابلِ ذکر ہے پھر صوفی شعرا کا زمانہ آیا تو حکیم سنائیؔ نے غزل کو ترقی دی اور اوحدی نے اسمیں زبان کی صفائی، نزاکت، روانی اور سلاست پیدا کی نیز اسے جذبات سے لبریز کیا اس کے بعد خواجہ فریدالدین عطارؔ، مولانا رومؔ اور عراقیؔ نے غزل کی ترقی میں نمایاں حصہ لیا اور اسے سوز و گداز سے مملو کیا پھر سعدیؔ کا زمانہ آیا تو انھوں نے غزل کو زمین سے آسمان تک پہنچا دیا وہ عشق و عاشقی کے دلدادہ، بادۂ تصوف سے سرشار فطری شاعر تھے زبان خداداد ملی تھی اور وہ زندگی کے تجربات کا انمول خزانہ رکھتے تھے اسی لئے ان کی غزلوں نے تمام ایران میں آگ لگا دی چنانچہ انھیں غزل کا پیغمبر مانا جانے لگا

یہ وہی عہد تھا جس میں ہندوستان میں امیر خسروؔ نے غزل کی ترقی میں نمایاں کردار ادا کیا۔

خسروؔ نے غزل میں مسلسل مضامین بھی نظم کئے جس کا رواج اس سے قبل نہ تھا۔ معاملہ بندی کا آغاز شیخ سعدیؔ سے ہوا لیکن اسے باقاعدہ فن کی حیثیت سے بہ تکرار استعمال کرنے کا سہرا خسروؔ کے سر ہے

ان کی غزلوں میں موسیقیت کی خصوصی رعایت ملتی ہے۔ جدت، اسلوب، لفظی تراش خراش، مضمون آفرینی اور صنائع و بدائع کی ایجادات و استعمال پر بھی وہ قادر تھے اور ان کی غزلیں انھیں خصوصیات کی حامل ہیں۔ علامہ شبلی نعمانی شعر العجم میں امیر خسروؔ کے باب میں لکھتے ہیں:

"ہندوستان میں چھ سو برس سے آج تک ایسا جامع الکمالات پیدا نہیں ہوا اور سچ پوچھو تو ایران و رُوم کی خاک نے بھی اس قدر مختلف اور گوناگوں اوصاف کے جامع ہزاروں برس کی مدت میں دو ہی چار پیدا کئے ہوں گے۔ ایک شاعری ہی کو لو تو ان کی جامعیت پر حیرت ہوتی ہے۔ فردوسیؔ، سعدیؔ، نظامیؔ، انوریؔ، خاقانیؔ، حافظؔ عرفیؔ، نظیریؔ ان میں ہر ایک اقلیم سخن کا جم و کے ہے لیکن ان کے حدود ایک اقلیم سے آگے نہیں بڑھتے اور خسروؔ کی جہانگیری میں غزل، قصیدہ، مثنوی، رباعی، سب ہی کچھ داخل ہے اور چھوٹے چھوٹے خطہ ہائے سخن یعنی تظمین، مستزاد اور صنائع و بدائع کا تو کچھ شمار ہی نہیں۔ تعداد اشعار کے لحاظ سے اگر غور کیا جائے تو اور بھی تعجب ہوتا ہے۔ فردوسیؔ کے کلام کی تعداد کم و بیش ستر ہزار ہے لیکن خسروؔ کا کلام تین لاکھ اشعار سے کسی طرح کم نہیں اس پر مستزاد یہ کہ اوحدیؔ لکھتا ہے کہ جتنا فارسی میں لکھا ہے اتنا ہی برج بھاکا میں ہے۔ شاعری کے بعد نثر کا نمبر ہے انھوں نے ایک کتاب "اعجاز خسروی" لکھی جس میں صنائع و بدائع پر بہت زور دیا گیا ہے لیکن طباعی اور ذہانت ہر حال میں نمایاں ہے۔ وہ مختلف زبانوں کے ماہر تھے، ترکی اور فارسی تو گویا ان کی مادری زبانیں تھیں عربی میں ادبائے عصر کے ہمسر اور سنسکرت کے مستند ماہر تھے بھاکا میں بڑے شاعر اور سچ یہ ہے کہ ہماری اُردو کی داغ بیل ڈالنے والے یہی تھے اس پر سب سے زیادہ تعجب انگیز
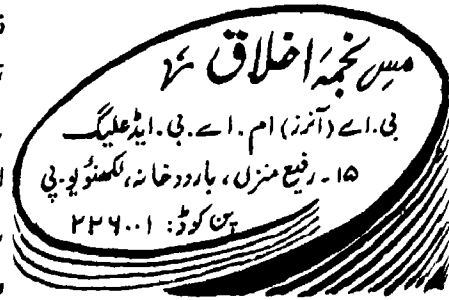
ہے کہ ساری عمر ملازمت شاہی میں گذاری
زمت بھی ایشیائی بادشاہوں کی اور پھر
یا دہ کلام کہ کوئی ہمسری نہیں کرسکتا۔
جامی لکھتے ہیں کہ "خسرو کی تصانیف ۹۲
" اسمیں کوئی تعجب نہیں ہونا چاہیئے
، انھوں نے مثنوی، قصیدہ، غزل، رباعی
راد سبھی کچھ کہا ہے۔ ہندی کلام بھی بہت
اس کے علاوہ نثر میں بھی کچھ جواہر پارے
ے ہیں۔ دولت سمرقندی رقمطراز ہے کہ۔
، حساب اور موسیقی پر بھی بہت سی تصنیفیں
"

امیر خسرو اگرچہ ہندی نژاد تھے مگر ایرانی شعرا
، ان کی زبان دانی اور شاعری کا اعتراف
اپڑا، جامی بہارستان میں لکھتے ہیں کہ
سہ نظامی کا جواب خسرو سے بہتر کسی نے
، لکھا"۔ خسرو کی شاعری اکتسابی نہیں
بلکہ فطری تھی گویا دودھ کے دانت منہ میں
، کہ شعر نکلنے لگے۔ ان کا کوئی استاد نہ تھا
اساتذہ کے دیوان کو سامنے رکھ کر شعر کہتے
، وہ اپنے کلام پر خود ہی اصلاح کرتے تھے
ن السعدین میں مطلب سے ہٹکر غیر ضروری
وں کی تعریف میں مصروف ہو گئے ہیں تو خود
نہیں ؎

عنہ برآں گونہ فروز ماندہ ام
غرض قصہ فرد ماندہ ام
عیب چناں نیست کہ بنہفتہ ام
کانچہ بگویند ہمہ گفتہ ام

ایشیائی شاعری پر یہ عام اعتراض ہے کہ
راو خاص خاص چیزوں پر طبع آزمائی کرتے تھے
ان کے کلام کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے
انھوں نے عام چیزوں پر بھی خامہ فرسائی کی

ہے، مثلاً کاغذ، قلم، کشتی، صراحی، جام، میوے
اور پھل وغیرہ پر مسلسل اور طویل نظمیں لکھی ہیں.
اس نوع کا کلام ان کی تصنیف قرآن السعدین
میں ملتا ہے، لکھتے ہیں ؎

بود در اندیشہ من چندگاہ
کز دل دانندۂ حکمت پناہ

چند صفت گویم و آیش دہم
جمع اوصاف خطائیش دہم
طرز سخن را روشِش نو دہم
سکۂ این ملک بہ خسرو دہم

اس قسم کی شاعری کا نام امیر نے وصف نگاری
رکھا تھا لیکن افسوس کہ زمانہ کے مذاق نے اس
صنف کو مکمل نہ ہونے دیا تاہم انھوں نے جو کچھ
کہا غنیمت ہے۔ کشتی کی تعریف میں لکھتے ہیں ؎

ساختہ از حکمت کار آگہاں
خانۂ گردندہ بر گرد جہاں
نادرۂ حکم خدائے حکیم
خانہ رواں خانگیانش مقیم
اہل سفر راہمہ بر وے گذر
ہمرہ او ساکن و اد در سفر

امیر خسرو نے بہت سی نئی نئی تشبیہیں اختراع
کیں۔ مثلاً ؎

زہے خرامش آن نازنیں بہ عیاری
کبوترے بہ نشاط آمدست پنداری

غزلیہ شاعری کو مستقل صفت بنانے والے
شیخ سعدی تھے۔ امیر خسرو نے خمخانۂ شیراز کی اس
شراب کو دو آتشہ کردیا۔ غزل کی جان ہے درد،
سوز و گداز، جذبات، معاملات عشق، عجز و نیاز،
اسی کے ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ جذبات اور معاملات
جس زبان میں ادا کئے جائیں وہی زبان ہو جس
میں عاشق و معشوق کے راز و نیاز ہوا کرتے ہیں
یعنی سادہ، بے تکلف، نرم اور نیاز آمیز،

چھوٹی چھوٹی بحروں میں ادائے مطلب کیا جائے۔
جملوں کی تراکیب میں تعقید یا الجھاؤ نہ ہو،
قریب الفہم خیالات ہوں۔ اس حد تک امیر خسرو
شیخ سعدی کے دوش بدوش ہیں لیکن وہ اس
سے بھی آگے بڑھ کر غزل کی اصلیت کے علاوہ
کمال شاعری کی بہت سی چیزوں کا اضافہ کرتے
ہیں اور ایجادات و اختراعات کے نئے نئے چمن
کھلاتے ہیں۔ انھوں نے چھوٹی چھوٹی شگفتہ بحریں
اختیار کی ہیں جن میں خود بخود سادگی، صفائی اور
اختصار پیدا ہو گیا ہے۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے فیض محبت
سے خسرو کے اشعار میں وہ سوز و گداز پیدا ہو گیا
ہے، معلوم ہوتا ہے جیسے آگ سے دھواں اٹھ
رہا ہو ؎

من کجا خسپم کہ از فریاد من
شب نمی خسپد کسے در کوئے تو

گل چہ داند کہ درد بلبل چیست
او ہمیں کار رنگ و بو داند

اے عشق کار تو بجز من تا کسے افتاد
گویا کسے نماند جہان خراب را

اے خواب برو کہ باز امشب
سودائے فلاں گرفت ما را

غزل کی ترقی کی پہلی منزل

جدید اسلوب ہے جس کے موجد
سعدی تھے لیکن وہ نقش اولین
تھا خسرو کی بوقلموں طبیعت
نے ایسے ایسے نئے پیرائے پیدا
کئے جو اگلوں کے خواب و خیال میں
بھی نہ آئے تھے، مثلاً

لہ بحوالہ شعر العجم
۲لہ بحوالہ شعر العجم

معشوق اپنی اداؤں کو ترک کرنا چاہتا ہے اس کو یوں باز رکھتے ہیں ؎

ستو را ایمان و دل بسیار غارت کردنی دارد
مسلمانی میاموز آں دو چشم نامسلماں را

عشق و ہوس بازی میں جو معاملات پیش آتے ہیں ان کے ادا کرنے کو وقوع گوئی کہتے ہیں سعدی اور خسرو سے اس کا فارسی میں آغاز ہوا جسے شرف قزوینی اور ولی دشت بیاضی وغیرہ نے اسے ترقی دی مگر وحشی یزدی نے اس کا خاتمہ کردیا۔ اس کے بعد اردو میں دبستان لکھنؤ کے شعرا نے اسے معاملہ بندی کے نام سے موسوم کرکے خوب خوب طبع آزمائی کی۔ امیر خسرو کا یہ شعر ملاحظہ ہو ؎

جاناا گر شبے دہنت بر دہن نہم
خود را بخواب سازد مگو کیں دہاں کیست

غزل میں اس امر کو خاص اہمیت حاصل ہے کہ زبان سادہ استعمال کی جائے جسمیں عاشق و معشوق باتیں کرتے ہیں۔ قدما میں فرخی اور متوسطین میں سعدی اور امیر خسرو نے اس بات کا لحاظ رکھا ورنہ دوسرے شعراء نے ایسی زبان استعمال کی ہے جسے روزمرہ نہیں کہا جا سکتا، بلاشبہ شاعری اور عام تصنیف میں بہت سے ایسے مضامین اور خیالات ادا کرنے پڑتے ہیں جو عوام کی زبان میں ادا نہیں ہوتے اور علمی اصطلاحیں وضع کرنے کی ضرورت پڑتی ہے لیکن بلا ضرورت اس مصنوعی زبان کو استعمال کرنا جائز نہیں۔ خواجہ امیر خسرو کی غزلیں ایسی زبان میں ہیں گویا دو آدمی بیٹھے باتیں کر رہے ہیں ؎

راست کردی زا بروآں محراب
میں نماید نماز خواہی کرد !

من آں ترک طناز را می شناسم
من آں مایۂ ناز را می شناسم

قومی راج

صفحہ نمبر [illegible] سے آگے "فرقت کاکوروی"

جس میں دور دور تک ان کا کوئی حریف نظر نہیں آتا۔ پیروڈی کے میدان میں فرقت کا پہلا بڑا کارنامہ "ملادا"، کی اشاعت ہے جس میں ترقی پسند تحریک میں پیدا شدہ افراط و تفریط اور عدم توازن کو انھوں نے اپنا نشانہ بنایا ہے اور نئی شاعری کے چیتھڑے اڑائے ہیں۔ ترقی پسند تحریک کے تمام اہم اور قابل ذکر شعراء کے کلام کی اس میں تحریف ملتی ہے اور جو بچ رہے ہیں' ان کو بعد کی تصنیف "ناروا" میں سمیٹ لیا گیا ہے۔

یہاں پر ایک بات قابل ذکر معلوم ہوتی ہے وہ یہ کہ ترقی پسند شاعری میں عدم توازن کی پیروڈی کرتے وقت ایسا لگتا ہے کہ فرقت خود اپنا توازن بھی برقرار نہ رکھ سکے تھے جس کی وجہ سے کہیں کہیں محض بات میں بات پیدا کرنے کے لئے باتیں کہی گئیں اور بات بے معنی اور پھسپھسی ہو کر رہ گئی تو کہیں اس قدر مضحک ہو گئے کہ خود اپنے تمسخر کا نشانہ بن گئے۔ پیروڈی میں اصل نشانہ اس پہلو کو بنایا جاتا ہے جو توازن کھو چکا ہو اور جس کے لئے خود انہائی متوازن رہنے کی ضرورت ہوتی ہے لیکن فرقت کی تحریفات میں بڑا عیب یہ ہے کہ وہ غیر جذباتی نہیں رہ پائے۔ معروضی نقطۂ نظر کو خوش اسلوبی سے نہیں پیش کر پائے اور دائیں بائیں بھاگتے رہے۔ مثلاً "ملادا" کا موضوع ترقی پسند شاعری میں پیدا شدہ بے راہ روی جس کا کوئی تعلق ان شعراء سے قطعی نہیں ہے جو ترقی پسند تحریک میں شامل نہیں تھے یا جن کے یہاں اس وقت بھی کوئی افراط و تفریط نہیں ملتی۔ اسی طرح جب فرقت جرح کرنے چلے تو اصل سے بھی چند قدم آگے بڑھ گئے جس کی وجہ سے کہیں کہیں بات بجائے بننے کے بگڑ گئی۔ یہی کیفیت ان کی پیروڈی کے دوسرے مجموعے "ناروا" میں بھی ملتی ہے۔ فرقت کی پیروڈیوں کا تیسرا مجموعہ "غالب خستہ کے بغیر" ہے جس میں خطوط غالب کی پیروڈی کی گئی ہے۔ غالب کے خطوط کی تحریفات ان سے پہلے شوکت تھانوی اور دوسرے مزاح نگاروں نے بھی کی ہیں۔ فرقت نے جہاں مرزا صاحب کے اسلوب کا خاکہ کامیابی کے ساتھ اڑایا ہے، ان سے دو بہ دو باتیں کی ہیں وہاں موجودہ زمانے کے مسائل کو بھی پیش کیا ہے اور یہ ایک حد تک کامیاب کوشش ہے۔

تحریف ہو، مزاحیہ شاعری ہو یا مضمون نگاری۔ بہ حیثیت مجموعی نظم و نثر میں فرقت کاکوروی کی تحریریں زندہ رہیں گی اور اردو کے مزاحیہ ادب کی تاریخ کا جزو بن جائیں گی جن کا تعلق پیروڈی سے ہے۔ ان کی قدر و قیمت کا تعین ان کی تحریفات کی بنیاد پر ہونا اس لئے ناگزیر ہے کہ دوسرے رنگ میں ان کی نگارشات اتنی زیادہ فنی خوبیوں کی حامل نہیں ہیں جتنی کہ ان کی تحریفات ہیں۔ مزاحیہ مضمون نگاری میں ظاہر ہے کہ رشید احمد صدیقی، کنھیا لال کپور اور بعد کے معاصرین کے مقابلے میں ان کی تحریریں مزاح اور فن کے اعتبار سے بہت کمزور پڑ جاتی ہیں۔ اسی طرح مزاحیہ شاعری کے باب میں سید محمد جعفری، شوکت تھانوی، رضا نقوی واہی اور دلاور فگار کے مقابلے میں فرقت بہت دب جاتے ہیں۔ ان کی شاعری کے دو چار اچھے نمونے ضرور مل جاتے ہیں مثلاً "ٹیکس، رشوت، شاید یہ وی ام ہال ہے" اور "فیملی پلاننگ" وغیرہ مگر یہ ان کی بخشش کیلئے بہت ناکافی مواد ہے۔ ان کے اکا دکا مزاحیہ افسانے بھی مل جاتے ہیں لیکن یہ افسانے کنھیا لال کپور، شوکت تھانوی، شفیق الرحمٰن اور مشتاق احمد یوسفی کے افسانوں کے مقابلہ میں کسی خاص

(مزید صفحہ نمبر ۲۵ پر)

شری شنکر راؤ چوان، وزیر اعلیٰ مہاراشٹر نے ۲۲ر نومبر ۱۹۷۵ء کو بمبئی میں منعقدہ مہاکیرتن دربار میں حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے یہ اعلان کیا تھا کہ کوئی واڑہ کا نام جہاں سکھ برادری کے افراد کی اکثریت آباد ہے 'گورو تیغ بہادر نگر' رکھا جائے گا۔۔۔ یہ اسی موقع کی تصویر ہے۔

گورو تیغ بہادر سہ صد سالہ یادگار سوسائٹی (شاخ مہاراشٹر) کا پہلا اجلاس ۳ر نومبر ۱۹۷۵ء کو سچیوالیہ، بمبئی میں وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں وزیر اعلیٰ حاضرین سے خطاب فرما رہے ہیں۔
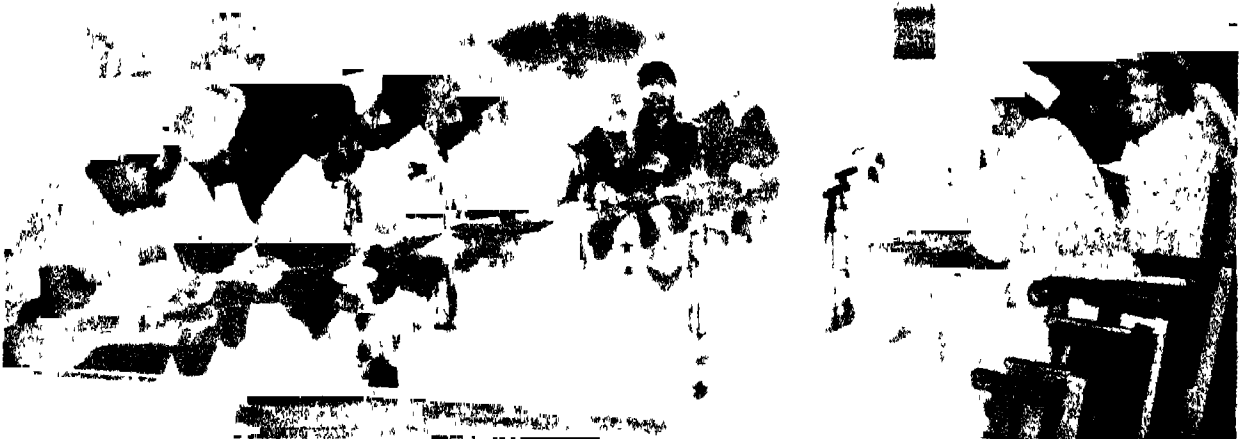
منصفحہ نمبر — سے آگے "فرقت کاکوروی"

اہمیت کے حامل نہیں ہیں۔

فرقت کی پیروڈیاں البتہ معیار، مقدار اور تعداد کے اعتبار سے اپنے تمام معاصرین سے کہیں زیادہ ہیں اور باوجود افراط و تفریط کے ان میں خوبیاں بھی اتنی ہیں جو انھیں بقائے دوام کے دربار میں ممتاز مقام دلانے کی ضامن ہیں۔

فرقت کاکوروی کی فنی قدر و قیمت کا تعین اردو ادب کی ظرافت میں رتبہ اور حیثیت کا سارا دار و مدار ان کی "مداوا" "نا روا"، "غالب خستہ کے بغیر، قدمچے" اور ان کی دوسری تصنیفات اور رسائل و اخبارات میں محفوظ ان کی بے شمار پیروڈیوں پر ہے جو اردو کے مزاحیہ ادب میں ایک مستقل اضافہ کی حیثیت رکھتی ہیں اور جن کی وجہ سے ان کو ہمیشہ ایک ممتاز پیروڈی نگار کی حیثیت سے یاد رکھا جائے گا۔

مختصر یہ کہ فرقت کاکوروی، ملا رموزی کے بعد اردو ادب کے سب سے بڑے تحریف نگار ہیں اور رہیں گے۔ ●—●

گورنر شری علی یاور جنگ ۲۰ر دسمبر ۱۹۷۵ء کو راج بھون میں شریمتی لیلا مول گاؤکر سے "شریف بمبئی" کے عہدہ کا حلف لے رہے ہیں۔ وزیر اعلیٰ شری ایس بی چوان بھی نظر آ رہے ہیں۔

●

تنزانیہ کے جناب امیر جمال، وزیر مالیات اور منصوبہ بندی، اور جناب اے ریلے گورا وزیر تجارت، کی بمبئی میں آمد کے موقع پر شری اے ڈی سامنت سکریٹری جی اے ڈی (پروٹوکول) نے ان کا خیر مقدم کیا۔

اس موقع پر لی گئی اس تصویر میں جناب امیر جمال (دائیں سے تیسرے) کے ایک طرف شری اے ریلے گورا (وزیر تجارت) اور دوسری طرف شری اے ڈی سامنت کھڑے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔

●

بقر عید کے موقع پر وزیر اعلیٰ کا پیغام مبارکباد

مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان نے ۱۴ دسمبر ۱۹۷۵ء کو بقر عید کے دن اپنے پیغام میں ریاست کے تمام مسلمانوں کو مبارکباد دی اور نیک خواہشات کا اظہار کیا۔ وزیر اعلیٰ کے پیغام کا متن حسب ذیل ہے۔

بقر عید کے مبارک موقع پر میں تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس سال بقر عید بڑی اہمیت کی حامل ہے کیونکہ ہم سب نے بلا تفریق مذہب وملت اپنی مقبول وزیر اعظم کے ۲۰ نکاتی پروگرام کو تسلیم کیا ہے اور یہ طے کیا ہے کہ اسے پورے خلوص، تندہی، جرأت نیز موجودہ یگانگت اور جوش و خروش کے جذبہ کے ساتھ زیر عمل لائیں، جو ہمارے سیکولرزم کی بنیاد ہے۔ یہ ہمارے لئے فخر و انبساط کی بات ہے کہ ریاست مہاراشٹر اس معاملے میں پیش پیش ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ سب بقر عید سے قربانی و ایثار کا سبق حاصل کریں گے اور حضرت ابراہیم کی طرح تمام مسائل کا سامنا کرنے اور انھیں حاصل کرنے کے لئے کمربستہ رہیں گے ــــــ ۔۔

سابق فوجیوں کو مالی امداد

بلڈانہ ڈسٹرکٹ ایکس سروس مین بورڈ نے ایک سابق فوجی کی بیوہ شریمتی شوبھا بائی پوارکو ۱۹۴ روپئے مالیت کی ایک سلائی مشین عطا کی ہے۔ گذشتہ سال کے دوران بورڈ نے سابق فوجیوں اوران کے لواحقین کو ۵۳۰۰ روپئے کی مالی امداد دی تھی۔

چھوٹی بچت میں خواتین کی شرکت

گذشتہ ماہ اکتوبر سے اب تک دھولے اور نندوربار شہروں کی خواتین نے چھوٹی بچت کے ۲۷۰ کھاتے کھول کر ۱۰،۱۰۵ روپئے جمع کئے۔ شہر دھولے کی چار خاتون ایجنٹوں نے چھوٹی بچت کے ۲۰۳ کھاتے کھلوانے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

جواہرات اور بیش قیمت اشیاء برآمد کنندگان کو ڈاکٹر رفیق زکریا نے انعامات تقسیم کئے

ڈاکٹر رفیق زکریا وزیر برائے محصول نے ۲ دسمبر ۱۹۷۵ء کو بمبئی میں جمز اینڈ جیولری ایکسپورٹ کونسل کی تقریب برائے تقسیم انعامات میں یہ یقین دلایا ہے کہ حکومت ضرورت مند برآمدی اداروں کو ان کے مسائل حل کرنے میں میں پوری طرح مدد دے گی۔

وزیر موصوف نے کل ۲۰ برآمد کنندگان جواہرات کو سال ۷۴-۱۹۷۳ء اور سال ۷۵-۱۹۷۴ء کے دوران بہترین کارگذاری پر انعامات تقسیم کئے۔

ڈاکٹر زکریا نے یہ امید ظاہر کی ہے کہ ایکسپورٹ کونسل آئندہ بھی جواہرات کی برآمدات بڑھانے کے لئے گراں قدر خدمت انجام دے گی۔ شری جواہر لال راگیان۔ صدر کونسل نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا شری اے سی پاریکھ نے شکریہ ادا کیا۔

شریف بمبئی شریمتی مول گاڈکر

شریمتی مول گاڈکر نے جو مہاراشٹر کی ممتاز سماجی کارکن ہیں اور جنھوں نے بالڈ بنک

تحریک کی سب سے اول قیادت کی تھی۔ ۲۰ ر دسمبر ۱۹۷۵ء کو راج بھون میں سال ۷۶-۱۹۷۵ء کے لئے شریف بھٹی کے نہرو کا حلف اٹھایا۔ آپ کا تقرر پروفیسر ٹی۔ وی راماچندرم کی جگہ ہوا ہے۔

وزیراعلیٰ شری ایس بی چوان اس موقع پر حاضر تھے۔ گورنر علی یاور جنگ نے ان سے حلف لیا۔

مزید برآں شری ایل کے جھا گورنر جموں وکشمیر، شری آر ایچ کانٹا والا چیف جسٹس شریمتی زہرہ جنگ اور اعلیٰ سرکاری افسران اور دیگر حضرات بھی اس تقریب میں موجود تھے۔

بنک غریب کسانوں کو زیادہ سے زیادہ امداد دیں

"بنکوں کو چاہیئے کہ وہ غریب لوگوں کی زیادہ سے زیادہ مالی امداد کے لئے آگے بڑھیں جو کہ مالی مشکلات کی بنا پر پچھڑے ہوئے ہیں"

اس بات کا اظہار شری ایس بی چوان وزیر اعلیٰ مہاراشٹر نے حال ہی میں بلارڈ اسٹیٹ میں اسٹیٹ بنک آف حیدرآباد کی ساتویں شاخ کا افتتاح کرتے ہوئے کیا۔

وزیراعلیٰ نے فرمایا کہ بنک آف حیدرآباد نے آندھرا پردیش میں کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اس بنک سے یہ امید ظاہر کی ہے کہ وہ وزیراعظم کے ۲۰ نکاتی پروگرام کی کامیابی کے لئے کسانوں کو ضروری مدد دے گا۔ جنہیں اب ساہوکاروں کے چنگل سے نکالا جا چکا ہے۔

شری تارا سنگھ باجی بنک نے وزیراعلیٰ کو بنک میں فکس ڈپازٹ (FIXED DEPOSIT) کی مد میں جمع کرنے کے لئے ۲ لاکھ روپے کا چیک پیش کیا۔

ابتدا میں شری ایس وید یا بنک ڈائرکٹر

ترمی راج

نے حاضرین کا خیر مقدم کیا اور اے۔ این دگھے منیجر نے شکریہ ادا کیا۔

بنکروں کی ایمانداری سے خدمت کیجئے

(وزیر اعلیٰ چوان کی نصیحت)

شری شنکر راؤ چوان وزیراعلیٰ مہاراشٹر نے گذشتہ ماہ کے آغاز پر ناگپور میں ہینڈلوم کوآپریٹیو سوسائٹیوں کو نصیحت کی ہے کہ وہ ایمانداری اور فرض شناسی کے ساتھ ہینڈلوم بنکروں کی خدمات انجام دیں۔

بنکر برادری کی جانب سے منعقد تہنیتی تقریب میں وزیراعلیٰ نے فرمایا کہ بنکروں کو چاہیئے کہ وہ خاص طور سے خود غرض لوگوں سے بچیں جو ان کی مدد کے بہانے آگے بڑھتے ہیں تاکہ خود اپنا مقصد پورا کریں۔ وزیر اعلیٰ نے مزید کہا کہ بنکروں کو چاہیئے کہ وہ حکومت سے تعاون کریں اس میں ان کا اور قوم کا یعنی دونوں کا مفاد ہے۔

اس موقع پر وزیر مملکت برائے امداد باہمی شری این۔ ایس سیکال نے بنکروں کو یقین دلایا ہے کہ ان کے مسائل کو مناسب طور پر حل کیا جائے گا

اپنے صدارتی خطبہ میں وزیر برائے صنعت شری این۔ ایم۔ ترڑکے نے فرمایا کہ اس علاقہ کے تمام مسائل میں بنکروں کا مسئلہ سب سے زیادہ اہم ہے۔ لہٰذا حکومت ان کو حل کرنے کے لئے پوری کوشش کر رہی ہے۔

اس موقع پر ہینڈلوم کارپوریشن کے چیئرمین شری نریندر دیوگھرے۔ ایم پی۔ نے بھی حاضرین سے خطاب کیا۔

شری ہنڈلک راؤ مبارکر ایم پی نے وزیر اعلیٰ اور دیگر وزراء و مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔

دورلی نل پانی سپلائی اسکیم شری ترڑکے نے افتتاح کیا

شری این ایم ترڑکے، وزیر برائے صنعت نے ۱۴ر دسمبر کو ناگپور میں کاٹول تعلقہ میں دورلی بھنگارے پائپ واٹر سپلائی اسکیم کا افتتاح کرتے ہوئے فرمایا کہ اس سے دورلی کے عوام کے پینے کے پانی کے سلسلے میں دیرینہ دشواری کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ چنانچہ انہیں چاہیئے کہ وہ اس اسکیم کا زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں۔

اس موقع پر شری ایس کے وانکھیڈے، اسپیکر مہاراشٹر لیجسلیٹیو اسمبلی نے صدارت کے فرائض انجام دیئے۔

ضلع پریشد اسکیم ۱ء۳۵ لاکھ روپئے کی تخمینی لاگت سے پوری کی ہے۔ اب اس اسکیم کے تحت روزانہ ۹۰ ہزار لیٹر پانی حاصل ہوگا۔ اور دورلی بھنگارے کے ۱۳۰۰ افراد کی ضرورت پوری ہو گی۔

اپنی صدارتی تقریر میں شری وانکھیڈے نے فرمایا کہ وزیراعظم کے ۲۰ نکاتی پروگرام سے سماج کے پسماندہ طبقے کی زندگی بہتر ہو گی۔ لوگوں کو چاہیئے کہ پوری طرح تعاون کر کے اسے کامیاب بنائیں۔ دورلی بھنگارے کے سرپنچ۔ شری رام بھاؤ گیکواڑ نے وزیر موصوف اور اسپیکر کا خیر مقدم کیا اور گرام پنچایت کی رپورٹ پڑھ کر سنائی۔

قلمی معاونین اپنی تخلیقات کے خاتمہ پر یا پشت پر اپنا مکمل پتہ ضرور تحریر فرمائیں قلمی نام کے ساتھ اصل نام بھی درج فرمائیں۔ نا طلبیدہ مضامین کی ایک نقل اپنے پاس ضرور رکھیں

اللہ اکبر۔

ست سری اکال ، جو بولے سونہال ۔

مسلمانوں کی طرف سے !

گورو تیغ بہادر جی کو خراجِ عقیدت

...ں کی طرف سے سکھوں کے گرو تیغ بہادر ...ت پیش کرنے کے لئے حال ہی میں ...ن پروگرام مرتب کیا گیا تھا۔ جس میں ...می یک جہتی کا ایک ایسا شاندار مظاہرہ ہوا جو گذشتہ ۲۷ سال میں بھی دیکھنے میں نہیں آیا تھا۔

پروگرام کی صدارت کرتے ہوئے مہاراشٹر کے وزیر محصول ڈاکٹر رفیق زکریا نے کہا کہ میں تاریخ کا طالب علم رہ چکا ہوں۔ گرو تیغ بہادر کی شہادت کا ذمہ دار ایک بادشاہ کا معاملہ تھا جو اپنے اقتدار کو بچانے کے لئے کیا گیا تھا۔ اس کی ذمہ داری اس دور کے مسلمانوں پر ہرگز نہیں ہوگی۔

...کریا۔ وزیر محصول، شہادت گرو تیغ بہادر کی سہ صد سالہ سالگرہ کے موقع پر ۱۴ دسمبر کو بمبئی میں منعقدہ کل ہند مشاعرہ [illegible] خطاب فرما رہے ہیں۔

۱۶ر جنوری ۷۶ء

السٹریٹڈ ویکلی کے ایڈیٹر خشونت سنگھ نے جلسے سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ گرو جی کی شہادت ایک بدبختانہ واقعہ ہے۔ لیکن عام مسلمانوں کو اس کا ذمہ دار ٹھہرانا سراسر غلط ہے۔ پروگرام کے کنوینر اکبر پریم جی نے کہا کہ گرو تیغ بہادر صرف سکھوں ہی کے نہیں بلکہ مسلمانوں سمیت سب کے گرو تھے۔ اس کے بعد راج کوی اندرجیت سنگھ تلسی نے ولولہ انگیز نظم سنائی جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح واقعات کربلا کے ساتھ گرو تیغ بہادر جی کی تعریف بھی تھی۔

خطیب اہل بیت مولانا عباس رضوی نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اندرا گاندھی نے آپس میں لڑانے والے لیڈروں کو بند کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ سکھ مسجدوں کی اور مسلمان گردواروں کی حفاظت کریں جیمخانہ کی دعوتوں سے قومی یکجہتی نہیں ہوتی۔ بلکہ عوامی پروگراموں سے ہوتی ہے۔

اس عوامی پروگرام کا افتتاح قاری زبیر صاحب نے تلاوت قرآن مجید سے کیا۔ سنگر سریندر کور نے گورو کی بانی پڑھی اور پنڈت جی نے گیتا کے شلوک پڑھے۔

اس پروگرام کو اکبر پریم جی۔ ایم حسین اور سی ایم جعفر خان نے ترتیب دیا تھا۔ جن کے ساتھ تعاون کرنے میں بیدی برابیکار سنگھ سب سے آگے تھے۔ علاوہ اس کے سکھ برادرز نے اس پروگرام کو کامیابی کی منزل پر پہونچانے میں کافی تعاون کیا۔ اس پروگرام میں ڈاکٹر رفیق زکریا کے علاوہ میئر آف بمبئی نانالال مہتا، مسٹر خشونت سنگھ خواجہ عبدالغفور۔ ڈاکٹر اسحاق جمخانہ والا۔ ڈاکٹر اے آر ملک۔ عبدالکریم خان، کانتی کمار رندکار جیٹلے، ہرنام سنگھ وچن۔ دھرم سنگھ سوہل۔ خان خیبر خان، راحت علی گولا۔ عبدالستار شیخ منوہر سنگھ۔ دیدار سنگھ سیٹھی۔ سوہل سنگھ کرمی۔ سریندر سنگھ سبھروال مولانا حفظ الرحمٰن قادری۔ کلونت سنگھ سیٹھی مسٹر من سنگھ قومی راج

وزیر اعظم ہند شریمتی اندرا گاندھی حال ہی میں دہلی میں "وزیر اعظم قومی امدادی فنڈ" کیلئے "بمبئی مرکنٹائل کوآپریٹو بنک لیمیٹیڈ کی جانب سے مبلغ ۵۱,۰۰۰ روپے کا چیک شری زین رنگون والا (مینجنگ ڈائرکٹر) کے ہاتھ سے وصول فرما رہی ہیں۔ بنک کے دو ڈائرکٹرز شری حسینی ڈاکٹر اور ڈاکٹر این این کیلاشن (ایم پی) بھی اس موقعہ پر موجود تھے۔

نائب صدر شری بی ڈی جتی ۳۰ دسمبر ۱۹۷۵ء کو آرے کالونی میں اسکاؤٹوں کی جمہوری تقریب میں تقریر فرما رہے ہیں وزیر اسپورٹس اور مالیات شری چودھری، اسمبلی کے اسپیکر شری وان کھیڑے اور شریمتی جتی بھی تشریف فرما ہیں۔

: جے پال سنگھ کوہلی کے علاوہ
ں مسلمانوں ہندوؤں اور سکھوں

سے سکھ برادر ہڈ۔ بمبئی ٹائرڈیلرس
، انجمن اسلام اسکاؤٹ بینڈ خالصہ
الصہ سیوک جتھا ویر خالصہ دل
توں جرگہ ہند نیز گرو سبھا سکھ
۔ لاکھوں عوام کی جانب سے تواضع
گیا۔
ظر خیامی۔ نور لکھنوی۔ اندرجیت
ارکھ منہر۔ سردار اقبال کور۔
۔ محمود الحسن ماہر۔ اور دیگر شاعروں
سے گرو جی کو خراجِ عقیدت پیش کیا
یف آگرہ والے اور عائشہ بانو بھوپالی
ا پیش کیا۔
کی طرف سے اندرجیت سنگھ آسی
یدر سنگھ سہروال۔ دھرم سنگھ سوہل
می ایم حسین اکرمی۔ منوہر چند سنگھ،
یم جعفر خان کو ہار پھول پہنانے کے
ریں پیش کی گئیں۔

نائب صدر شری بی۔ ڈی جتی کا ۲۹ر دسمبر ۱۹۷۵ء کو سانتا کروز ہوائی اڈے پر گورنر شری علی یاور جنگ نے خیر مقدم کیا۔ اس وقت پر لی گئی تصویر میں وزیر مملکت برائے بہ دفاع ڈاکٹر لیون ڈیسوزا اور شریمتی جتی نظر آ رہی ہیں۔

صدر ہند شری فخر الدین علی احمد کی بیگم محترمہ عابدہ احمد صاحبہ نے ۳۰ر دسمبر ۱۹۷۵ء کو "خواتین کے بین الاقوامی سال" کے سلسلہ میں جہانگیر آرٹ گیلری میں "چتر کلا پردرشن" کا افتتاح فرمایا۔
اس موقع پر لی گئی تصویر میں بیگم صاحبہ قابل انعام تصاویر دیکھ رہی ہیں۔ ان کے قریب مہاراشٹر کے گورنر علی یاور جنگ کی بیگم محترمہ زہرہ صاحبہ بھی نظر آ رہی ہیں۔

اچاریہ ونوبا بھاوے خطاب فرما رہے ہیں۔ اس طرح آپ کے ایک سالہ "مون برت" کا اختتام ہوا۔ اس موقع پر لی گئی اس تصویر میں اُن کے دائیں طرف وزیر اعلیٰ اڑیسہ شریمتی نندنی ست پتی اور وزیر اعلیٰ مہاراشٹر شری شنکر راؤ چوان بھی نظر آ رہے ہیں۔

شیخ عبداللہ صاحب وزیر اعلیٰ جموں کشمیر کو دو میڈیکل گاڑیاں پیش کرنے کی تقریب میں وزیر اعلیٰ مہاراشٹر شری ایس بی چوان حاضرین سے خطاب فرما رہے ہیں۔
شری رجنی پٹیل صدر بمبئی پردیش کانگریس کمیٹی، شری رتن آپا کمبھار، وزیر خوراک اور شہری رسد، اور شری آر ایم پانڈے وزیر مملکت برائے تعلیم بھی نظر آ رہے ہیں
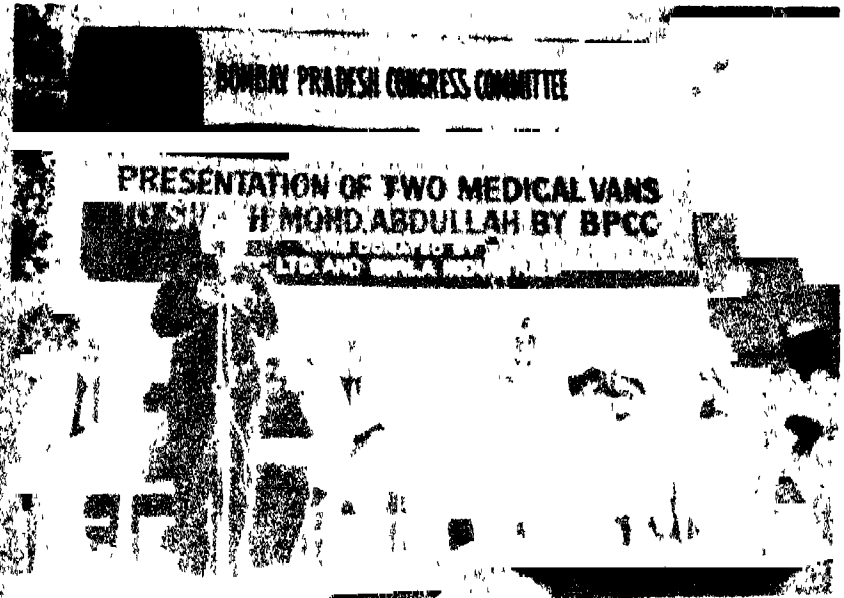
میں اراضی کی تقسیم

کے اعلان کے مطابق، اراضی تقسیم
الیوت محل کی وانی تحصیل میں ۱۹امر تبع
۱۰ ہیکٹر سرکاری اراضی بے زمین
تقسیم کی جائے گی ۔ اصل اراضی تقسیم
کے دوران ہوگی ۔

نداری سے کام کیجئے

و شری جگدیش لیسائی کی نصیحت

دیسائی ۔ وزیر مملکت برائے ٹرانسپورٹ
میں ٹرانسپورٹ ملازمین کو یہ
ت و ایمانداری سے اپنے فرائض
موصوف ٹرانسپورٹ ملازمین کے
ہاؤس میں خطاب کر رہے تھے ۔

شری ترکے کا خطاب

این ۔ ترکے وزیر صنعت نے حال
سینٹرل کو آپریٹیو ہال میں منعقدہ
میٹنگ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا
یافتہ بے روزگاروں کے لئے ایک
اکر وہ خود ذاتی صنعتیں قائم کر سکیں
ن کی بے روزگاری کا مسئلہ حل ہو
قی میں بھی حصہ لے سکیں گے ۔
شریمتی پربھا راؤ، وزیر تعلیم نے
ب کیا اور انہیں ضلع میں بڑے پیمانے
یب دی ۔
ی ۔ بی ۔ شرما نے ضلع میں صنعتی ترقی
والی کوششوں پر روشنی ڈالی ۔ اس
ایس ۔ پالندے انڈسٹریز کمشنر نے بھی
ہار کیا ۔
ڈائرکٹر برائے صنعت شری

تر پودے نے شکریہ ادا کیا ۔

خواتین میں مساوی درجہ حاصل کرنے کے شعور کی ضرورت

شریمتی پرتیبھا پاٹل، وزیر برائے سماجی بھلائی نے حال ہی میں اروی تعلقہ میں بھراس واڑہ مقام پر بین الاقوامی خواتین سال کے سلسلے میں خواتین کی ریلی کو خطاب کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ بین الاقوامی خواتین سال کے دوران خواتین میں مساوات و برابری کا درجہ حاصل کرنے کا شعور پیدا کیا جائے ۔

انہوں نے فرمایا کہ اس طرح نہ صرف خواتین میں ذمہ داری کا احساس پیدا ہوگا ۔ بلکہ اپنی قابلیتوں کو بروئے کار لاکر وہ ملک کو مضبوط بنانے میں بھی معاون ثابت ہوں گی ۔

اس ریلی میں مجاہدہ آزادی شریمتی اہلیہ ناگپورے کو اعزاز بخشا گیا ۔

قبل ازیں شریمتی کملا تائی شندے نے وزیر موصوفہ کا خیر مقدم کیا اور شریمتی سمن تائی ڈانگرے نے شکریہ ادا کیا ۔

اناج کی پیداوار میں اضافہ کیلئے خصوصی کوشش

شری کے ۔ ایم ۔ پاٹل

وزیر مملکت برائے زراعت و آبپاشی، شری کے ۔ ایم ۔ پاٹل نے یہ امید ظاہر کی کہ وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان کے ایما پر جو پائلٹ پراجیکٹ شروع کیا گیا ہے اس کی مدد سے ضلع ناندیڑ اناج کی پیداوار میں اضافہ کرنے میں نمایاں کامیابی حاصل کر سکتا ہے ۔
وزیر موصوف ناندیڑ میں ۲۰ دسمبر کو افسران اور سماجی کارکنوں کے ایک جلسہ سے خطاب کر رہے تھے ۔ جو کہ ضلع میں ربیع مہم کے سلسلے میں کئے گئے اقدامات کا جائزہ لینے کے لئے منعقد کیا گیا تھا ۔ آپ نے مزید فرمایا کہ اس مہم کی عمل آوری کے ساتھ گاؤں سطح کی کمیٹی کو کاشتکاروں کے مسائل کو حل کرنے اور ساتھ ساتھ اناج کی پیداوار میں اضافہ کے لئے خصوصی کوشش کرنا چاہئے ۔

اپنے دورے کے دوران شری پاٹل نے گوداوری کے سیلاب سے جو نقصانات ہوئے ہیں اس کا معائنہ کیا اور متاثرہ افراد کے لئے باز آبادکاری کے جو کام ہو رہے ہیں ۔ ان کی جانکاری حاصل کی ۔ انہوں نے ضلع میں پائلیٹ پروجیکٹ کے تحت جو اچھے کام ہو رہے ہیں ان پر آپ نے اطمینان کا اظہار کیا ۔

احساس کمتری کو دور کیا جائے

ادیباسیوں کو شری والوی کی نصیحت

شری آر ۔ والوی وزیر مملکت برائے داخلہ نے حال ہی میں ادیباسیوں کی ریلی کا افتتاح کرتے ہوئے نیز کونڈالی میں پسماندہ طبقے کے افراد کے لئے ہوسٹل کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے ادیباسیوں کو نصیحت کی کہ وہ احساس کمتری کو دور کریں اور حکومت کی جانب سے معاشی تعلیمی اور سماجی ترقی کے لئے انہیں جو بھی سہولتیں مہیا ہیں اس کا مہ پورا پورا فائدہ اٹھائیں ۔
اس موقعہ پر صدارت کے فرائض مہاراشٹر مجلس لیجر کے اسپیکر، شری ایس ۔ کے ۔ وانکھیڈے نے انجام دئے ۔
وزیر مملکت نے پرائمری اسکول اور ہوسٹل کے طلباء میں انعام تقسیم کئے اور فرمایا کہ وزیر اعظم کے ۲۰ نکاتی پروگرام میں انہیں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہئے کیوں کہ اس پروگرام کا مقصد ان کی فلاح و بہبود ہے ۔
شری وانکھیڈے نے اپنی تقریر میں ملیری اسکیم کی وضاحت کی اور فرمایا کہ اس کی کامیابی کے لئے انہیں کوشش کرنی چاہئے ضلع پریشد کی سماجی بھلائی کمیٹی کے چیرمین شری ورہا ایم ماڈوی نے وزیر موصوف اور اسپیکر کا خیر مقدم کیا ۔ کاٹول پنچایت کمیٹی کے چیرمین شری گھونڈ سنگھ وپاس نے شکریہ ادا کیا ۔

۱۶ر جنوری ۷۶ء

مہاراشٹر میں غذائی پیداوار کیلئے مثالی جدوجہد

آٹھ منصوبہ جات کیلئے عوامی اقدام کمیٹی کی امداد

عوامی اقدام برائے ترقیات کی ریاست مہاراشٹر کمیٹی People's Action for Developent MAHARASHTRA STATE Committee نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ مہاراشٹر میں ریاستی فنڈ سے پانچ لاکھ روپئے کی حد تک آٹھ منصوبہ جات کے لئے امداد دی جائے۔ مہاراشٹر پہلی اور واحد ریاست ہے جس نے مذکورہ "پیڈ" کے تحت ریاستی فنڈ قائم کیا ہے۔ نیز غذائی پیداوار اسکیموں کے لئے امداد دی ہے۔ اس کمیٹی کے صدر شری ایس بی پوار وزیر برائے زراعت ہیں۔

حسب ذیل منصوبہ جات کے لئے امداد دی گئی ہے۔ ڈیری وزراعت اسکیم جو ناندیڑ کے لیشونت مہاودیالیہ نے شروع کی ہے۔ (۵۰،۰۰۰ روپئے) مویشی سدھار منصوبہ جو بھور اور دیہہ زرعی و صنعتی ترقیاتی کارپوریشن نے شروع کیا ہے۔ (۵۰،۰۰۰ روپئے) زراعتی سدھار و مظاہراتی منصوبہ جو فاؤنڈیشن فار رورل ڈیولپمنٹ شری رامپور نے شروع کیا ہے (ایک لاکھ روپئے) دھان شالی فارم جو ضلع چندرپور کے مقام وار واگی مہارو کی سیوا سمیتی نے جاری کیا ہے۔ (۲۵،۵۰۰ روپئے) گایوں کی افزائش نسل کا منصوبہ جو بارامتی زراعت سدھار ٹرسٹ نے شروع کیا ہے۔ (ایک لاکھ روپئے) سبزی بیج پیداوار بڑھانے کا فارم، کوسباڑ ہل، تھانہ (۲۵،۰۰۰ روپئے) ست پڑا کے قبائلیوں میں اعلیٰ محفوظ اجناس سبزی اور پھل کی قسمیں اور ڈیری بڑھانے کے لئے ست پڑا ارکاس منڈل، پال کا جاری کردہ منصوبہ (ایک لاکھ روپئے) اور ضلع قلابہ کے تعلقہ میں واقع گاگھوڈے میں برادری کنوؤں کی اسکیم (۳۲،۰۰۰ روپئے)۔

عوامی اقدام کمیٹی کی از سر نو تشکیل اس وقت ہوئی تھی جبکہ موجودہ وزیر اعلیٰ شری ایس بی چوان وزیر زراعت تھے تعلقہ اور کمیٹی کے صدر تھے انہوں نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ ثقافتی پروگراموں کے ذریعہ نیز مخیر اداروں اور افراد سے عطیات جمع کر کے ریاستی فنڈ قائم کیا جائے۔ انہوں نے مشورہ بھی دیا تھا کہ سب لوگوں کو مہم میں شریک کرنے کے لئے "روپیہ فنڈ مہم" چلائی جائے۔ انہی تمام کوششوں کی بدولت فنڈ میں ۱۱ لاکھ روپئے سے زیادہ کی رقم جمع ہو چکی ہے۔ اور اسی فنڈ سے امداد دی گئی ہے۔

پیڈ مہم دراصل "بھوک سے نجات مہم" کا ہی سلسلہ ہے جو ۱۹۶۰ء میں ادارۂ اقوام متحدہ کی غذا و زراعت تنظیم نے شروع کی تھی۔

مہاراشٹر میں جشن جمہوریہ ایک ہفتہ کا پروگرام

حکومت مہاراشٹر ۲۴ جنوری سے وزیر اعظم اندرا گاندھی کے وزیر اعظم کی حیثیت سے ۱۰ سال مکمل کرنے پر ایک ہفتہ کا پروگرام شروع کرے گی۔ اس موقع پر ہونے والی تقریبات میں وزیر اعظم کے جمہوری نظریات سیکولرزم اور سوشلزم پر روشنی ڈالنے والے مختلف پروگرام ہوں گے۔

ایک ہفتہ تک ہونیوالی ان تقریبات کا افتتاح وزیر اعلیٰ چوان کریں گے حکومت نے ریاست میں چراغاں کرنے اور برقی قمقمے روشن کرنے کیلئے ۲۴، ۲۶ اور ۳۱ جنوری کو بجلی کے استعمال پر پابندی ختم کر دی ہے۔

وزیر اعلیٰ شری شنکرراؤ چوہان نے ۲۲ دسمبر کو ۳۰،۰۰۰ روپئے کا چیک شری جینت پاٹل پرنسپل ایگری کلچر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کوسباد، کو پیش کیا تاکہ "عوامی اقدام برائے ترقی مہم" کے تحت اس کی سبزی بیج پیداوار اسکیم زیر عمل لائی جا سکے۔ یہ تصویر اسی موقع پر لی گئی تھی۔

قومی راج

۱۴ جنوری ۷۶ء

سرکاری فیصلے اور اعلانات

ہتھ کرگھے کے مال پر خصوصی چھوٹ

مہاراشٹر میں جمع شدہ ہتھ کرگھے کے مال کے اسٹاک کو کھپانے کی غرض سے ریاستی حکومت نے ہتھ کرگھے کی تیار کردہ اشیاء پر خصوصی رعایت دینے کی ایک اسکیم منظور کی ہے۔ یہ فوری طور پر شروع کر دی گئی ہے۔

یہ اسکیم جو عارضی نوعیت کی ہے پرائمری ہینڈلوم ویورز کوآپریٹیو سوسائٹیز، ویسٹرن مہاراشٹر ویورز سینٹرل ایسوسی ایشن لمیٹڈ، شولاپور، ودربھ ویورز سنٹرل کوآپریٹیو سوسائٹی لمیٹڈ، ناگپور اور مہاراشٹرا اسٹیٹ ہینڈلوم کارپوریشن لمیٹڈ کے توسط سے ہتھ کرگھے کی اشیاء کی فروخت پر نافذ ہوگی۔ جو کہ ۳۱ر جنوری ۱۹۷۶ء تک جاری رہے گی۔ یہ چھوٹ صرف صارفین ہی کے لئے دی گئی ہے۔

۲۰ فیصدی چھوٹ صارفین کو ۳۱ر جنوری تک دی جائے گی۔ یہ چھوٹ نصف نصف کی بنیاد پر ریاستی حکومت اور مرکزی حکومت ان سوسائٹیوں کو ادا کرے گی۔ فروخت پر چھوٹ بعض شرائط کے تحت ہوگی۔

چھوٹی بچت کے ایجنٹوں کی حوصلہ افزائی

حکومت مہاراشٹر نے ۷۶-۱۹۷۵ء کے دوران چھوٹی بچت مد میں زیادہ سے زیادہ رقم اکٹھا کرنے والے مقرر کردہ چھوٹی بچت کے ایجنٹوں کی حوصلہ افزائی کا فیصلہ کیا ہے۔

حوصلہ افزائی اسکیم کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

بمبئی عظمیٰ میں اولاً حقداری کا نشانہ ۵۰,۰۰۰ روپئے ہے اتنی رقم اکٹھا کرنے پر ۵۰ روپئے کی شرح سے انعام اور ۱,۰۰,۰۰۰ روپئے کی رقم اکٹھا کرنے پر (جس میں ابتدائی ۵۰,۰۰۰ روپئے شامل ہیں) ۱۰۰ روپئے کی رقم کے انعامات دیئے جائیں گے۔

پونے، شولاپور، ناگپور اور کولہاپور کے میونسپل کارپوریشن علاقہ میں حقداری انعام کے لئے بنیادی نشانہ ۳۰,۰۰۰ روپئے ہے۔ اتنی رقم اکٹھا کرنے پر ۳۰ روپئے کی شرح سے انعام۔ ۵۰,۰۰۰ روپئے اکٹھا کرنے پر ۵۰ روپئے کا انعام۔ اور ایک لاکھ روپئے جس میں ابتدائی ۳۰,۰۰۰ روپئے شامل ہیں اکٹھا کرنے پر ۱۰۰ روپئے انعام دیئے جائیں گے۔

مذکورہ بالا مقامات کے علاوہ دیگر علاقہ جات نیز اضلاع میں حقداری انعام کے لئے بنیادی نشانہ ۲۰,۰۰۰ روپئے ہے۔ اتنی رقم جمع کرنے پر ۲۰ روپئے کی شرح سے انعام، ۵۰,۰۰۰ روپئے کی رقم اکٹھا کرنے پر ۵۰ روپئے اور ۱,۰۰,۰۰۰ روپئے (جس میں ابتدائی ۲۰,۰۰۰ روپئے بھی شامل ہیں) اکٹھا کرنے پر ۱۰۰ روپئے کے انعام دیئے جائیں گے۔

حکومت مہاراشٹر نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ بمبئی عظمیٰ کے چھوٹی بچت کے مقررہ ایجنٹوں کو یکم دسمبر سے ۳۱ر دسمبر ۱۹۷۵ء تک چھوٹی بچت کی خاص مہم کے دوران اس مد میں زیادہ سے زیادہ رقم اکٹھا کرنے پر ان کی حوصلہ افزائی کی خاطر ۶۰ خصوصی انعامات دیئے جائیں گے۔ یہ انعامات پوری ریاست میں پورے مالی سال کے لئے اعلان کردہ حوصلہ افزائی اسکیم کے تحت انعامات کے علاوہ ہوں گے۔

حوصلہ افزائی کی اس نئی اسکیم کے تحت ۷۵۰ سے لیکر ۶۰۰ روپئے تک رقم کے ۱۰ خاص انعامات، ۲۰ انعامات ۱۰۰ روپئے فی انعام اور ۳۰ انعامات ۵۰ روپئے فی انعام۔ اس مد میں زیادہ سے زیادہ رقم اکٹھا کرنے والے غیر سرکاری مقررہ ایجنٹوں کو دیئے جائیں گے۔ ان تمام انعامات کا حقدار ہونے کے لئے کم از کم ۵۰,۰۰۰ روپئے کی رقم اکٹھا کرنا ضروری ہے۔

ہندوستان میں پوسٹ آفس، سیونگ بنک اپنی نوعیت کا سب سے قدیم ترین ادارہ ہے جس کی ۱۱۶ء۱ لاکھ شاخیں پھیلی ہوئی ہیں۔ ان شاخوں کے ذریعہ تقریباً ۸۶ ۳۳ کروڑ روپیہ اکٹھا کیا گیا ہے جس میں سے ۱۱۵۶ کروڑ روپئے سیونگ بنک میں اکٹھا کیا گیا ہے۔

چھوٹی بچت کی مد میں زیادہ روپیہ اکٹھا کرنے کے لئے حکومت نے حوصلہ افزائی اور انعامات کی بچت زیکیم منظور کی ہے اس اسکیم کے تحت ہر ضلع میں ۷۵ روپئے، ۵۰ روپئے اور ۳۵ روپئے کے انعامات اکسٹرا محکمہ جاتی برانچ کے پوسٹ ماسٹروں کو دیئے جائیں گے۔

ان انعامات کے علاوہ ۱۰۰ روپئے کا انعام ہر ضلع کے بہترین سب پوسٹ ماسٹروں کو دیا جائے گا باقاعدہ پوسٹل ملازم ہونے کی صورت میں اس انعام کی رقم آفس کے عملہ کی بہبود کیلئے خرچ کی جائے گی۔

ان انعامات کا فیصلہ پوسٹ ماسٹر جنرل بمبئی سرکل کریں گے

یونیورسٹی اساتذہ کی نئی شرح تنخواہ

حکومت مہاراشٹر نے یونیورسٹی اور کالجوں کے اساتذہ کی شرح تنخواہ سے متعلق یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کی سفارشات قبول کرلی ہیں۔ نیز نئی شرح تنخواہ کے بارے میں اپنی رائے کی وضاحت کردی ہے۔

چنانچہ یو.جی.سی. یا یونیورسٹی کی مقرر کردہ لیاقت رکھنے والے اساتذہ نیز ایسے اساتذہ جنھیں یونیورسٹی کی جانب سے رعایت دی گئی ہے وہ نئے تنخواہ اسکیل کے مستحق ہوں گے۔ صرف یونیورسٹی کی جانب سے مقررہ لیاقت والے اساتذہ یا یونیورسٹی کی جانب سے مستثنیٰ کئے گئے اساتذہ کو ۵ سال کے اندر اندر یو جی سی کی مقرر کردہ شرط پورا کرنی ہوگی۔ ورنہ اس مدت کے بعد ان کی تنخواہ میں سالانہ اضافہ روک لیا جائے گا۔ فی الحال جو اساتذہ کوئی بھی مطلوبہ اہلیت نہیں رکھتے ہیں انھیں موجودہ تنخواہ اسکیل اس وقت تک دیا جائے گا جب تک وہ یو جی سی کی جانب سے مقرر کردہ قابلیت کے حامل نہ ہوجائیں
وزیر تعلیم شری ٹی پربھا راؤ نے حال ہی میں مجلس قانون ساز کے دونوں ایوانات میں بیان دیکر حکومت کی اس رائے کی وضاحت کی تھی۔

مجاہدین آزادی کی پنشن میں اضافہ

حکومت مہاراشٹر نے یکم اپریل ۱۹۷۵ء سے مہاراشٹر میں ایسے مجاہدین آزادی کی ماہانہ پنشن میں ۱۰ روپیہ تک اضافہ کردیا ہے۔ جو ریاستی حکومت سے پنشن پاتے ہیں۔

اس طرح ایسے مجاہدین آزادی یا ان کی بیوائیں جنھیں ریاستی حکومت کی جانب سے محدود مدت کے لئے ہر ماہ ۵۰ روپیہ پنشن ملتی ہے یا ۵۰ روپئے سے کم یا پچاس روپئے سے زیادہ لیکن ۱۰۰ روپئے ماہانہ سے کم عمر بھر کے لئے یا محدود مدت کے لئے ملتی ہے۔ ۱۰ روپیہ ماہانہ کی اضافہ شرح سے پنشن پائیں گی۔

ایسے مجاہدین آزادی یا ان کے رشتہ داروں کے معاملے میں جن کی پنشن محدود مدت کے لئے منظور کی گئی ہے۔ پنشن کی رقم میں ۱۰ روپیہ ماہانہ اضافہ کیا جائے گا۔ بشرطیکہ مدت منظوری یکم اپریل ۱۹۷۵ء کے بعد بھی جاری رہے۔

سڑک اور پلوں کی تعمیر

حکومت مہاراشٹر نے ضلع تھانہ میں دھسیر موضع سے دیترنا ریلوے اسٹیشن تک سڑک کے تعمیری کاموں کی منظوری دیدی ہے۔
اس کام پر لاگت کا تخمینہ ۳۶۰و ۰۷، ۱ روپئے ہے
حکومت مہاراشٹر نے ضلع تھانے میں مال تے گاؤں۔ کھتال نہادی مارشی سے ریاستی شاہراہ نمبر ۲ کو جوڑنے والی سڑک کے تعمیری کام کو منظوری دیدی ہے۔
ان کاموں پر تخمینی لاگت ۹۵۵، ۶۴و۲ روپئے ہے
حکومت مہاراشٹر نے ضلع رتناگیری بھاٹیہ پاورس سڑک پر بھاٹیہ کھاڑی کے اوپر بڑے پل کے تعمیری کاموں کی منظوری دیدی ہے۔ اس کام پر لاگت کا تخمینہ ۰۰ ۵، ۲۲، ۸۱ روپیہ کا ہے۔
حکومت مہاراشٹر نے ضلع اورنگ آباد میں دھاگے لپھال سڑک پر ایل گنگا ندی کے اوپر پل کے تعمیری کاموں کی منظوری دیدی ہے۔ اس کام پر لاگت کا تخمینہ ۰۰ ۷و ۵۰، ۵ روپئے ہے۔
حکومت مہاراشٹر نے ضلع جلگاؤں میں دھولے چالیس گاؤں۔ اورنگ آباد روڈ پر آوٹرم گھاٹ کی توسیع کے کاموں کی منظوری دیدی ہے۔ اس کام پر لاگت کا تخمینہ ۶۶ء۶ لاکھ روپوں کا ہے
حکومت مہاراشٹر نے ضلع جلگاؤں میں شرپور راویر سڑک پر گندھیہ نالے کے اوپر پل کے تعمیری کاموں کی منظوری دیدی ہے۔ ان کاموں پر تخمینی لاگت ۸۱۵ ۔ ۳۴، ۲، ۲ روپئے ہے۔
حکومت مہاراشٹر نے ضلع چندر پور میں راجورا گونڈپور سڑک کے تعمیری کاموں کو منظوری دیدی ہے۔ اس کام پر لاگت کا تخمینہ ۱۲ء۱۹ لاکھ روپئے ہے
حکومت مہاراشٹر نے ضلع تھانہ میں وادھانے نیکانے سڑک کے تعمیری کاموں کی منظوری دیدی ہے۔ اس کام پر لاگت کا تخمینہ ۲۶۹، ۹۲، ۲ روپئے ہے
حکومت مہاراشٹر نے ضلع ناسک میں لوناواڑی لاسلگاؤں سڑک کے تعمیری کاموں کی منظوری دیدی ہے ان کاموں پر تخمینی لاگت ۸۲ ۴، ۹۸، ۹ روپئے ہے۔
حکومت مہاراشٹر نے ضلع تھانہ میں جینچا گھر کرنے سڑک کے تعمیری کاموں کی انتظامی منظوری دیدی ہے۔ دیہی سڑک کی تخمینی لاگت ۸۹۴، ۶۱، ۲ روپئے ہے۔

حکومت مہاراشٹر نے ضلع ستارا میں پھلٹن اوندہ سڑک پر کھٹاؤ کے نزدیک یرالا ندی کے اوپر پل کے تعمیری کاموں کی منظوری دیدی ہے۔
ان کاموں پر تخمینی لاگت ۶۴۵ ، ۲۰، ۸ روپئے ہے

کمیونٹی ٹی۔ وی اسکیم

پانچویں پنج سالہ منصوبے کے دوران معاشی طور پر پسماندہ طبقوں کی خاطر ریاستی حکومت کی کمیونیٹی ٹیلی وژن اسکیم کے تحت ۱۰۰۰ ٹی وی سیٹ لگائے جائیں گے۔ جن میں سے اب تک ۲۶۹ سیٹ لگائے جاچکے ہیں ضلع واران کی تعداد یوں ہے۔
بمبئی عظمیٰ: ۱۸ - تھانہ ۶۱ - قلابہ ۴۵ پونے ۱۱۶ - ستارہ ۲۳۔ اور احمد نگر ۶۔
اس کے علاوہ ریاستی حکومت کے دفتر دیہی نشریات کی جانب سے اس سال کے آخر تک ۲۵۰ ٹی وی سیٹ لگائے جائیں گے۔
اس اسکیم کے تحت حکومت گرام پنچائتوں۔

ی اور نیم سرکاری مزدور بھلائی مراکز، پنچایت
ں، ضلع پریشدوں، میونسپل کونسلوں نیز
بل کارپوریشن کو ٹی وی سیٹ مہیا کرتی ہے۔
اروں کو اپنی جانب سے ۷۵۰ روپئے سیٹ
کی فیس اور ۲۰۰ روپئے فیس برائے دیکھ
یعنی کل ۹۵۰ روپئے پیشگی ادا کرنا ہوتے
بعدازاں دیکھ بھال کی مد میں ۲۰۰ روپئے
سالانہ ادا کرنی ہوگی۔ دفتر دیہی نشریات
روپئے وصول کر لینے کے بعد سیٹ لگائے گا
بھال اور مرمت حکومت کی جانب سے
ے گی۔ اس کے علاوہ سماجی ادارے حکومت
انب سے خصوصی اجازت حاصل کر کے ٹی
سیٹ لگا سکتے ہیں۔

اس اسکیم سے متعلق پوری تفصیلات
یکٹوریٹ آف رورل براڈکاسٹنگ، نیو
سٹریٹیو بلڈنگ۔ چوتھا منزلہ مادام
روڈ بمبئی ۴۰۰۰۳۲ یا ڈیویزنل انجنیئر
ں براڈکاسٹنگ ڈویژن یوگاک شم کے
ب میں نیو ہٹمنٹ بمبئی ۴۰۰۰۲۱ یا پھر،
ل انجنیئر رورل براڈکاسٹنگ، ۲۱ ڈاکٹر
کر روڈ، پونے کے پتہ سے حاصل کی
ی ہیں۔

گر کیلئے اعلیٰ اختیارات ضمنی کمیٹی

مت مہاراشٹر نے وزیر مملکت برائے ثقافتی امور
ر بمبئی میں اراضی الاٹ کرنے کی خاطر قائم کردہ
اختیارات کمیٹی کی ضمنی کمیٹی کا ممبر نامزد کیا
وزیر مالیات ضمنی کمیٹی کے صدر ہیں۔

جنوری میں آئی یو ڈی مہم

راشٹر میں میڈیکل کالجوں اور سول اسپتالوں
انب سے میونسپل علاقوں اور ابتدائی صحت
ز میں جنوری ۱۹۷۶ سے آئی یو ڈی

(Intra Uterine Device Campaign)
مخصوص مہم چلائی جائے گی تاکہ پیدائش میں فصل
رکھا جا سکے۔ اس مہم کے لئے میڈیکل کالجوں اور
سول اسپتالوں کے ماہرین کی خدمات فراہم کی
جائیں گی۔ اس مہم میں آئی۔ یو۔ ڈی کا نشانہ
۵۰،۴۵۰ مقرر کیا گیا ہے۔

زرعی وصنعتی ترقیاتی کارپوریشن
ڈائریکٹران بورڈ کی دوبارہ تشکیل

گورنر مہاراشٹر نے سری ایس جی پوار وزیر زراعت
کی صدارت میں مہاراشٹر زرعی صنعتی ترقیاتی،
کارپوریشن لمیٹڈ بمبئی کے ڈائریکٹران کے بورڈ
کی دوبارہ تشکیل کی ہے۔ بورڈ کے دیگر ممبران یہ
ہیں:-

وزیر مملکت برائے زراعت شری کے ایم پاٹل،
شری بی کے چوگلے۔ سکریٹری (زراعت) زراعت
وامداد باہمی محکمہ شری سنگرام ماکینکر عثمان آباد
اور شری جی نولکر بمبئی۔

نیز گورنر نے شری کے۔ راجن کو کارپوریشن کے
مینجنگ ڈائرکٹر کی حیثیت سے ۳ سال کے عرصہ
کے لئے مقرر کیا ہے۔

مجسٹریٹوں کو اختیارات

حکومت مہاراشٹر نے مندرجہ ذیل درجہ اول مجسٹریٹوں
کو لازمی اشیاء ایکٹ بابت ۱۹۷۵ کے تحت ان
کے حلقۂ اختیارات میں تصفیۂ معاملات کے لئے
خصوصی اختیارات تفویض کئے ہیں۔

شری وی ڈی نے بگرگے، سول جج (جونیئر ڈویژن) وڈگاؤں
ضلع پونے: شری بی پی۔ کانیکر۔ سول جج (جونیئر ڈویژن)
وجوڈیشل مجسٹریٹ فرسٹ کلاس جنیر ضلع پونے، شری ملکا
آر۔ داتار، سول جج (جونیئر ڈویژن) وجوڈیشل مجسٹریٹ
فرسٹ کلاس، اندراپور (فی الحال بارامتی میں برسرخدمت)
ضلع پونے۔ شری ایل۔ آر دھت سول جج (جونیئر ڈویژن) جوڈیشل
مجسٹریٹ فرسٹ کلاس دھوند ضلع
پونے، شری وی ڈی شکرے جوڈیشل مجسٹریٹ
فرسٹ کلاس (ریلوے) پونے۔ شری آر ملکی
تک ریو سول جج (جونیئر ڈویژن) وجوڈیشل
مجسٹریٹ فرسٹ کلاس، گھوڑ ندی وجوڈیشل
مجسٹریٹ فرسٹ کلاس کورٹ نمبر ۲ پونے، شری
جی۔ وی وڈکر، سول جج (جونیئر ڈویژن) و
جوڈیشل مجسٹریٹ، فرسٹ کلاس، مکھیڑ
ضلع ناندیڑ: شری ٹی۔ جی ہیرودکر جائنٹ
سول جج (جونیئر ڈویژن) اور جوڈیشل مجسٹریٹ
فرسٹ کلاس اکولہ، ضلع اکولہ: شری ایس۔ این
راناڈے سول جج (جونیئر ڈویژن) اور
جوڈیشل مجسٹریٹ، فرسٹ کلاس، بھیونڈی
(ضلع تھانے میں برسرخدمت)

ملازمین ریاستی بیمہ اسکیم
۸ لاکھ سے زیادہ فیضیاب

ملازمین ریاستی بیمہ اسکیم کے تحت ماہ اکتوبر کے
دوران برسر ملازمت جراحت علالت اور زچگی
کی صورتوں میں ۸،۵۶،۷۵۰ صنعتی مزدوروں
کی دیکھ بھال کی گئی یہ دیکھ بھال دو طریقوں سے
کی گئی یعنی اول نقد رقم دیکر اور دوسرے
بوقت ضرورت طبی امداد پہنچا کر اس ماہ کے
دوران ۹۲۹،۴ حادثات ہوئے اور ۲۹۰۹
افراد کو ۹۹۲،۹۷،۲ روپئے کی رقم بطور
عارضی معاوضہ ادا کی گئی۔ اس کے علاوہ مستقل
معذوری کے ۵۲۹ نئے کیس درج کئے گئے
اور اس سلسلے میں ۹،۱۳،۲۹۰ روپئے
کی رقم ادا کی گئی۔ اس ماہ کے دوران
۱،۱۲،۲۵۴ روپئے کی رقم لواحقین کو معاوضہ
کے طور پر ادا کی گئی۔

اس ماہ علالت معاوضہ کے لئے ۲،۲۵۶،۴۴
نئے مطالبات قبول کئے گئے اور ۴۵،۲۲،۱۹ روپئے

کی رقم اس سالہ میں ادا کی گئی ۔ دق اور دماغی امراض وغیرہ میں مبتلا بیمہ شدہ اشخاص کے لئے خاص توجہ درکار ہوتی ہے ۔ لہٰذا انھیں لمبی مدت کے لئے بیماری معاوضہ کے طور پر ۲۶۷,۴۷۶ روپئے کی رقم ادا کی گئی ۔

اس ماہ کے دوران زچگی معاوضہ کے لئے ۱۸۴ نئے مطالبات قبول کئے گئے اور ۱,۸۰,۷۹۵ روپئے ادا کئے گئے بیمہ شدہ اشخاص کی بیویوں کے زمانہ حمل کے اخراجات کے طور پر ۸۹,۰۰۰ روپئے ادا ۔ نیز کفن دفن کے لئے ۱۲۵ معاملات میں ۱۳۱,۵۰۰ روپئے ادا کئے گئے ۔

ضلع ستارہ میں آرڈر کا نفاذ

حکومت مہاراشٹر نے یہ اعلان کیا ہے کہ مہاراشٹر سنیما اور ریلوے ٹکٹ کی فروخت کے سلسلے میں بدعنوانیوں کا انسداد آرڈر بابت ۱۹۷۵ء ضلع ستارہ میں بھی ۲۷ نومبر ۱۹۷۵ء سے نافذ کر دیا گیا ہے ۔

کل ہند گنّا فصل مقابلہ

۱۹۷۶-۷۷ء کے دوران کل ہند گنّا فصل مقابلہ منعقد کیا جائے گا ۔

دلچسپی رکھنے والے گنّے کے کاشتکاروں سے گذارش ہے کہ وہ مقررہ درخواست فارم پیش کریں ۔ اس سلسلہ میں تفصیلات : درخواست فارم اور تاریخ سے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے گنّے کے کاشتکاروں کو چاہئے کہ وہ چیف شوگرکین ڈیولپمنٹ آفیسر ڈائرکٹر آف اگریکلچر ۔ مہاراشٹر اسٹیٹ پونے سے رجوع کریں

پرائمری اسکول اساتذہ کی جائنٹ کونسل

حکومت مہاراشٹر نے مندرجہ ذیل افراد کو پرائمری سکول اساتذہ کی جائنٹ کونسل میں موجودہ ممبران کی جگہ ممبر مقرر کیا گیا ہے ۔

شری ایس ڈی پاٹل ، صدر مہاراشٹر راجیہ پرائمک ٹیچنگ سنگھ ، ایلور ، تعلقہ والوا ، ضلع سانگلی

شری اے ۔ بی مہدا ، جنرل سکریٹری مہاراشٹر راجیہ پرائمک شکشک سنگھ ۔ کاگل ، ضلع کولہاپور ،

شری کے ۔ آر کادو ، نائب صدر مہاراشٹر راجیہ پرائمک شکشک سنگھ تھانے ۔ ضلع تھانے

شری نامدیو راؤ جادھو ، نائب صدر ، مہاراشٹر راجیہ پرائمک شکشک سنگھ ادگیر ، ضلع عثمان آباد ، شری لول کشور دوبے ۔ نائب صدر مہاراشٹر راجیہ پرائمک شکشک سنگھ ناگپور ۔ اور شری آر ایس پانڈے وادیر گنگائی تعلقہ ضلع امراؤتی ۔

ماہ اکتوبر ۱۹۷۵ء میں عدد اشاریہ

محنت کش طبقے کی بابت ماہ اکتوبر ۱۹۷۵ء میں ریاست کے اہم مقامات پر صارفین کا عدد اشاریہ ذیل میں درج ہے ۔

بمبئی : ۳۰۵ ، شولاپور ۳۵۶ ، ناگپور ۳۴۷ (بنیاد : ۱۹۶۰ مساوی ۱۰۰) پونے ۳۰۱ جلگاؤں ۳۴۲ ، ناندیڑ ۳۵۳ ، اورنگ آباد ۳۳۶ ، (بنیاد : ۱۹۶۱ مساوی ۱۰۰)

مذکورہ بالا مقامات کے عدد اشاریہ بمبئی اور شولاپور کے سوا بالترتیب ۴ ، ۱۰ ، ۱۲ ، ۱۰ اور ۸ درجے گھٹ گئے تھے ۔ بمبئی اور شولاپور کے عدد اشاریہ میں بالترتیب ۴ اور ایک درجہ اضافہ ہوا ہے ۔

ان مقامات میں پرانی سیریز میں مساوی عدد اشاریہ ماہ اکتوبر ۱۹۷۵ء کے لئے مندرجہ ذیل تھی ۔

بمبئی ۱۳۵۴ : شولاپور ۱۳۶۰ ۔ ناگپور ۱۷۵۹ جلگاؤں ۱۸۰۹ ، ناندیڑ ۱۸۶۵ اور اورنگ آباد ۱۹۴۷

تاجروں کے لائسنسوں کی تجدید

ریاست میں حکومت مہاراشٹر کے مختلف لائسنسنگ احکامات کے تحت اناج شکر ۔ شی کے تیل کھانڈ ساری ، ہائیڈروجنیٹیڈ ویجیٹیبل آئل اور مقررہ تیل کے بیج و تیل کے بیوپاریوں (بیوپاری اور ملرس دونوں) کو جاری کئے گئے لائسنسوں کی مدت ۳۱ دسمبر ۱۹۷۵ء کو ختم ہوگئی ہے ۔ لہٰذا انھیں یہ مشورہ دیا جاتا ہے کہ ۳۱ جنوری ۱۹۷۶ء سے قبل ان کی تجدید کرالی جائے ۔ لائسنسوں کی تجدید کے لئے درخواست فارم راشننگ کنٹرولر کے متعلقہ علاقائی دفاتر سے حاصل کئے جا سکتے ہیں ۔

مہاراشٹر مندرج تیل بیج اور تیل بیوپاری اور ملرس) لائسنسنگ احکام بابت ۱۹۷۳ء کے تحت بجلی کی مدد کے بغیر چلنے والی گھانی کے علاوہ ہر لائسنس کی تجدید فیس ۱ روپئے ہے ۔ متذکرہ ملوں کے لائسنس کی تجدید فیس ایک روپیہ ہے ۔ ۷۵ پیسوں کا اسٹامپ ہر لائسنس کی تجدید کے فارم پر لگانا ضروری ہے ۔

لائسنس کی تجدید کے لئے لائسنس رکھنے والوں کو چاہیئے کہ وہ متعلقہ ریجنل ڈپٹی ۔ راشننگ کنٹرولر سے رجوع کرکے مقررہ تاریخ سے قبل لائسنس کی تجدید کروالیں ۔

سابق فوجیوں کو رعائت

حکومت مہاراشٹر نے ایسے سابق فوجیوں کو جنہیں عام مدت کار ختم ہونے پر سبکدوش کر دیا گیا ہے ۔ دی جانے والی رعائیتوں کی بعض اسکیموں کو ۳۰ جون ۱۹۷۹ء تک جاری رکھنے کا فیصلہ کیا ہے ۔ یہ رعائیں ریاستی حکومت کی درجہ سوم اور درجہ چہارم ملازمتوں میں اسامیاں محفوظ رکھنے نیز درجہ سوم میں خالی آسامیوں کو پُر کرنے کے لئے مہاراشٹر پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ لئے جانے والے امتحانات اور درخواستوں کی فیس سے انھیں مستثنیٰ رکھنے سے متعلق ہیں ۔

کیمیائی کھاد صنعت

حکومت مہاراشٹر نے ریاست بھر میں کیمیائی کھاد صنعت کو ۲۳ دسمبر ۱۹۷۵ء سے ۶ ماہ کے لئے مفاد عامہ خدمات قرار دیدیا ہے ۔

صنعتی تنازعات

کرونا ساہو کمپنی لمیٹڈ، بمبئی اور ان کے لازمین کے مابین عام مطالبات کے بارے میں صنعتی تنازعہ کو حکومت مہاراشٹر نے تصفیہ کی غرض سے شری جے۔ کے۔ پاٹنکر کی صنعتی عدالت کے سپرد کر دیا ہے۔

نہین کیمیکل کمپنی، بمبئی اور ان کے ملازمین کے مابین عام مطالبات پر چلنے والے تنازعہ کو حکومت مہاراشٹر نے بغرض تصفیہ شری۔ جی۔ کے۔ پاٹنکر کی صنعتی عدالت کے سپرد کر دیا ہے

گلیزرتہ، گلیزرز ڈائرکٹرز، بمبئی اور ان کے ملازمین کے مابین عام مطالبات کے بارے میں صنعتی تنازعہ حکومت مہاراشٹر نے بغرض تصفیہ شری جی۔ کے پاٹنکر کی صنعتی عدالت کے سپرد کر دیا ہے۔

پاور سیلنے فیشن پرائیویٹ لمیٹڈ، بمبئی اور ان کے ملازمین کے مابین عام مطالبات کے بارے میں ہونے والے صنعتی تنازعہ کو حکومت مہاراشٹر نے بہ غرض تصفیہ شری جی۔ کے۔ پاٹنکر کی صنعتی عدالت کے سپرد کر دیا ہے

رائل ویسٹرن انڈیا ٹرف کلب۔ بمبئی اور ان کے ملازمین کے مابین عام مطالبات کے بارے میں صنعتی تنازعہ کو حکومت مہاراشٹر نے تصفیہ کی غرض سے شری سی۔ وی۔ پٹیل کی صنعتی عدالت کے سپرد کر دیا ہے۔

بھنڈی بازار پر چھاپہ

انڈسٹریز انسپکٹران کی ایک جماعت نے ماہ دسمبر کے پہلے ہفتے میں بمبئی کے بھنڈی بازار اور مرزا غالب مارکیٹ پر یکایک چھاپہ مار کر کچھ تاجروں اور ہاکروں سے ناجائز باٹ اور پیمانے ضبط کئے۔

شری ایس۔ ایس۔ کوترال، انڈسٹریز انسپکٹر، بمبئی میٹرو پولیٹن ریجن کی نگرانی میں یہ چھاپہ مارا گیا تھا۔

صنعتی انسپکٹروں کی جماعت نے حال ہی میں شری ایس۔ ایس۔ کوترال، صنعتی افسر (اوزان اور پیمانے) کی زیر نگرانی کرلا مارکیٹ

قومی راج

پر چھاپہ مارا اور تاجروں کے غیر قانونی اوزان اور پیمانے ضبط کئے۔

انڈسٹریز انسپکٹران کی ایک جماعت نے حال ہی میں بمبئی کی گرانٹ روڈ مارکیٹ پر یکایک چھاپہ مار کر وہاں تاجروں اور ہاکروں کے زیر استعمال باٹ پیمانوں کی تصدیق کی۔ اس جماعت نے چند تاجروں کے قبضہ سے غیر قانونی باٹ اور پیمانے ضبط کئے۔

شری ایس۔ ایس۔ کوترال، انڈسٹریز افسر، بمبئی، میٹرو پولیٹن ریجن نے چھاپہ کی نگرانی کی۔

لائبریری سائنس ٹریننگ امتحان

حکومت مہاراشٹر نے لائبریرین وغیرہ کی اسامیوں پر تقرری کے مقاصد سے بمبئی لائبریری ایسوسی ایشن کی جانب سے ۱۹۷۱ء سے ۱۹۷۴ء تک دیئے گئے سرٹیفکٹ کو ڈائرکٹر آف لائبریریز مہاراشٹرا اسٹیٹ بمبئی کی جانب سے دیئے گئے سرکاری لائبریری ٹریننگ کورس امتحان سرٹیفکٹ کے مساوی قرار دے دیا ہے بشرطیکہ آئندہ سے یہ امتحان ڈائرکٹر آف لائبریریز ریاست مہاراشٹر کے ذریعے ہو۔

بمبئی لائبریری ایسوسی ایشن کی کلاسیں راجیہ گرنتھالیہ سنگھ کے ذریعے ۷۵-۱۹۷۴ء سے چلائی جا رہی ہیں۔

لائبریری تربیت کورس امتحان

حکومت مہاراشٹر نے یہ اعلان کیا ہے کہ ایسے تمام امیدوار جنھوں نے مہاراشٹرا اسٹیٹ بورڈ برائے ثانوی تعلیم کے ذریعے لئے جانے والے ایس۔ ایس۔ سی امتحان (نیا کورس دسویں جماعت) میں کامیابی حاصل کر لی ہے۔ مہاراشٹر راجیہ گرنتھالیہ سنگھ کے ذریعے چلائے جانے والے لائبریری تربیت کورس کے سرکاری امتحان میں داخلے کے اہل قرار دئے جا سکتے ہیں۔

مفاد عامہ خدمات

حکومت مہاراشٹر نے ریاست میں دودھ کی دستیابی تقسیم اور ٹرانسپورٹ وغیرہ سے متعلق ایسی ڈیریوں کو جن میں ۲۰ یا اس سے زائد افراد برسر ملازمت ہیں ۱۳ر جنوری ۱۹۷۶ء سے ۶ ماہ کے لئے مفاد عامہ خدمات قرار دے دیا ہے۔

حکومت مہاراشٹر نے ریاست میں ریاست مہاراشٹر روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن کے ذریعے چلائی جانے والی روڈ ٹرانسپورٹ سروس نیز متذکرہ کارپوریشن کے ڈپو، گیریجوں اور ورکشاپوں کو ۱۳ر جنوری ۱۹۷۶ء سے مفاد عامہ خدمات قرار دے دیا ہے۔

حکومت مہاراشٹر نے کھانے کا سوڈا، (Fresh yeast) بنانے والی صنعت کو جس میں ۲۰ سے زائد افراد ملازم ہوں۔ ۱۳ر جنوری ۱۹۷۶ء سے چھ ماہ کے لئے مفاد عامہ خدمات قرار دے دیا ہے۔

کاپیوں کے بجائے سلیٹ

حکومت مہاراشٹر نے یہ ہدایت کی ہے کہ ریاست میں پرائمری اسکولوں میں اوّل اور دوم جماعت کے بچوں سے کاپیوں کی بجائے سلیٹ استعمال کروائی جائے۔

حکومت نے یہ بھی ہدایت کی ہے کہ تیسری جماعت میں بھی بچوں سے سلیٹ کا استعمال کروایا جائے۔

یہ فیصلہ کاغذ کی موجودہ قلت کے مدنظر کیا گیا ہے۔

کیرل ٹی۔ ڈی۔ سی امتحان تسلیم کر لیا گیا

حکومت مہاراشٹر نے ریاست میں کیرل حکومت کے ٹی۔ ٹی۔ سی امتحان کو اپنے ایس۔ ٹی۔ سی امتحان کے مساوی تسلیم کرنے کی ہدایت کی ہے۔ یہ منظوری سرکاری وغیر سرکاری ثانوی اسکول میں ملازم ثانوی اسکول اساتذہ کے معاملہ میں تنخواہ اسکیل کے مقاصد کے تحت دی گئی ہے۔

بھنڈارہ ترقیاتی منصوبہ

حکومت مہاراشٹر نے بھنڈارہ میونسپل کانسل کو

۱۴ر جنوری ۷۶

ترقیاتی منصوبہ کو منظوری دے دی ہے۔

مراٹھواڑہ میں ہیضہ

حکومت مہاراشٹر نے ضلع پربھنی کو ہیضے سے متاثرہ علاقہ قرار دیا ہے ۔ جب کہ اورنگ آباد، عثمان آباد، بیڑ اور ناندیڑ ضلعوں میں ہیضہ کے پھیلنے کا خدشہ ہے۔ لہٰذا سرکار نے متعلقہ ضلعوں کے ہیلتھ افسران کو ہیضہ کنٹرولنگ افسران مقرر کیا ہے ۔

شری ایم ۔ ڈی ۔ نائیک

حکومت مہاراشٹر نے شری ۔ ایم ۔ ڈی ۔ نائیک اسسٹنٹ کمشنر آف لیبر بمبئی کو بمبئی عظمیٰ میں ڈسپنسریوں میں ملازمت سے متعلق قائم شدہ اقل ترین اجرت کمیٹی کا ممبر سکریٹری مقرر کیا ہے یہ تقرر شری پی ۔ ایس ۔ نیرورکر اسسٹنٹ لیبر کمشنر بمبئی کی جگہ پر کیا گیا ۔

اداروں کو امداد

حکومت مہاراشٹر نے مندرجہ ذیل اداروں کو مالی امداد دینے کی منظوری دے دی ہے ۔ کے ۔ ای ۔ ایم اسپتال پونے ۲۱۳,۸۸۲ روپے مہاراشٹرا فیکلٹی آف آیورویدک و یونانی سسٹم آف میڈیسن بمبئی ۔ ۳۸,۰۰۰ روپے اور شریمتی دھاپی بائی جین میٹرنٹی ، ہوم امراوتی ۴,۰۸۰ روپے ۔

کھارا راضی ترقیاتی بورڈ

حکومت مہاراشٹر نے مندرجہ ذیل افسروں کو کھارا راضی ترقیاتی بورڈ میں بہ لحاظ عہدہ ممبران مقرر کیا ہے ۔

سرکاری سکریٹری محکمہ پبلک ورکس و ہاؤسنگ یا سرکاری سکریٹری ، محکمہ زراعت و امداد باہمی ، ڈائریکٹر آف ایگری کلچر ریاست مہاراشٹر ۔ ایڈیشنل چیف انجینئر اور جائنٹ سکریٹری ، محکمہ پبلک ورکس و ہاؤسنگ ، چیف پورٹ آفیسر ، ریاست مہاراشٹر اور ڈائریکٹر

آف ان لینڈ ٹرانسپورٹ بمبئی ۔

کولھاپور ڈویژن کیلئے ایس ۔ ٹی مشاورتی کونسل

حکومت مہاراشٹر نے ڈویژنل کنٹرولر، کولھاپور ڈویژن کی سربراہی میں مہاراشٹرا اسٹیٹ روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن کے کولھاپور ڈویژن کے لئے ڈویژنل مشاورتی کونسل تشکیل دی ہے ۔ یہ کونسل متعلقہ سروس کے اوقات میں مسافروں کو پیش آنے والی عام مشکلات ۔ مسافروں کے لئے سہولتوں کی فراہمی ، شکایتوں کے تصفیے اور دیگر معاملات کے بارے میں صلاح مشورہ اور سفارشات پیش کرے گی۔

لاتور ترقیاتی منصوبہ

حکومت مہاراشٹر نے کچھ تبدیلیوں کے ساتھ ضلع عثمان آباد میں لاتور ترقیاتی منصوبہ کو منظوری دے دی ہے ۔ یہ منصوبہ ۲۷ر دسمبر ۱۹۷۵ء سے نافذ العمل ہے ۔

یہ منصوبہ ایک سال تک عوام کے معائنہ کے لئے لاتور میونسپل کونسل کے دفتر میں رکھا جائے گا ۔

اپالے دومالے پانی فراہمی

حکومت مہاراشٹر نے ضلع شولاپور کے برشی تعلقہ میں اپالے دومالے گاؤں میں پنگاؤں سنگنی منصوبہ کے ذخیرہ آب سے پانی فراہمی کی اجازت دے دی ہے ۔

ٹینکوں کے تعمیری کام

حکومت مہاراشٹر نے مندرجہ ذیل دو چھوٹی آبپاشی اسکیموں کی انتظامی منظوری دے دی ہے ۔ ضلع سانگلی میں سورڈی ٹینک ۔ ۶۲۰,۴۸,۴۴۲ روپے اور ضلع پونے کے مہالوشی ٹینک ۔ ۱۷,۲۸,۱۷۷ روپے

قوانین کی اشاعت

مہاراشٹر ضلع پریشد و پنچایت سمیتی ضابطہ حسابات (ترمیم) قوانین ۱۹۷۵ء سے متعلق اعتراضات و تجاویز موصول نہ ہونے کی صورت میں سرکار نے بالآخر قوانین مہاراشٹر سرکار کے غیر معمولی گزٹ مورخہ ۲۲ر نومبر ۱۹۷۵ء کے حصہ چہارم ب میں شائع کر دیئے ہیں ۔

ایکٹ کا نفاذ

حکومت مہاراشٹر نے ۱۵ر دسمبر ۱۹۷۵ء سے سانگلی اور میرج شہروں میں سنیما اور ریلوے ٹکٹوں کے فروخت میں بدعنوانی کے انسداد کے حکم کا نفاذ کر دیا ہے ۔

پونے میٹروپولیٹن منصوبہ

حکومت مہاراشٹر نے پونے میٹروپولیٹن ریجنل منصوبہ کو منظور یا نامنظور کرنے کی تاریخ ۳۱ر مئی ۱۹۷۶ء تک بڑھا دی ہے ۔

دیہی علاقوں کے غذائی اداروں کو لائسنس

مہاراشٹر کے غذا اور ادویہ انتظامیہ نے مہاراشٹر انسداد ملاوٹ غذا قوانین بابت ۱۹۶۲ء کے تحت یکم جنوری ۱۹۷۶ء سے دیہی علاقوں کے غذائی اداروں کو لائسنس کے تحت لانے کا فیصلہ کیا ہے ۔

غذائی اشیاء فروخت کرنے والے ، تیار کرنے والے ، تھوک فروش ، خوانچہ فروش ، اور دوسرے افراد کو جو اس کام میں لگے ہوئے ہیں ۔ یہ مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ لائسنس حاصل کرنے کے لئے متعلقہ اضلاع کے انتظامیہ کے اسسٹنٹ کمشنر کو فیس کے ساتھ درخواستیں بھیجیں ۔

کوراڈی منصوبہ

حکومت مہاراشٹر نے ضلع بلڈانہ کے مہیکر تعلقہ میں کوراڈی منصوبہ پر ۲۸.۲۵۰۶ لاکھ روپے تخمینہ جات کو منظوری دے دی ہے ۔ منصوبہ کی تکمیل پر ۴۶۱.۰ ہیکٹر اراضی زیر آبپاشی لائی جا سکے گی ۔

• خط لکھتے وقت "پن کوڈ نمبر" ضرور لکھیے •

گرودوارہ سیس گنج
چاندنی چوک، دہلی۔
جہاں ۱۱ نومبر ۱۶۷۵ء کو
گروجی شہید ہوئے
سچائی اور دھرم کے راستہ
پر آخر دم تک ثابت قدم رہ کر
بے مثال قربانی پیش کی۔
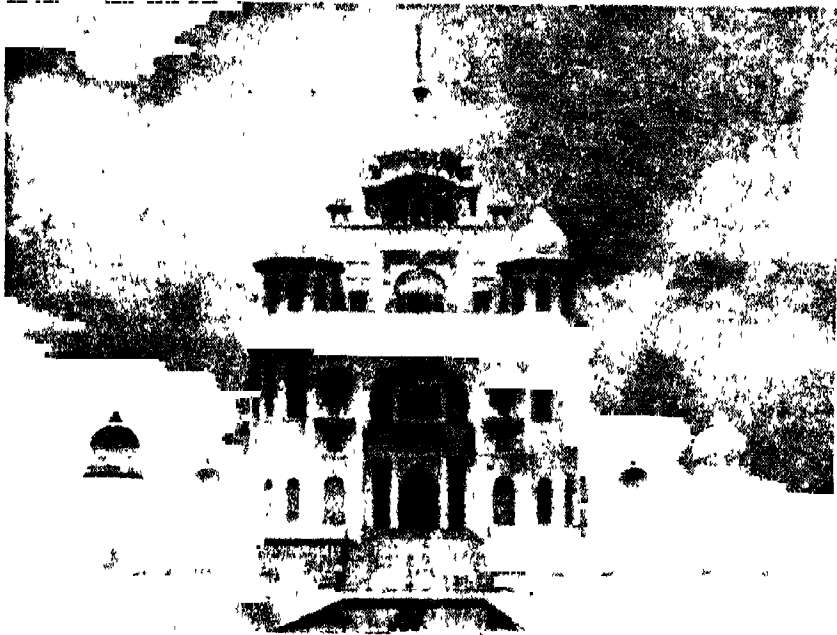
گرودوارہ رکاب گنج
نئی دہلی۔

گروجی کی عظیم قربانی کی یہ
ایک امر یادگار ہے

Regd. No. MH-BY-South-544

Licence No. 89 for without prepayment of postage

● گرودواروں کی اندرونی دیواروں اور چھتوں پر خوبصورت نقاشی کے ایسے مثالی نمونے نظر آتے ہیں ●
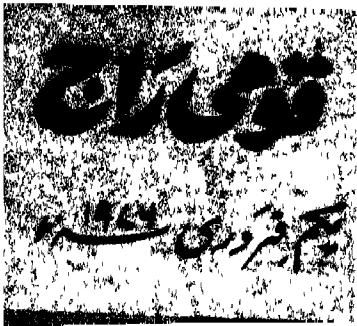
ریاست نے تین بڑے سینچائی پروجیکٹوں پر کام کی رفتار تیز تر کرنیکا فیصلہ کیا ہے۔ تاکہ جون ۸۱ء تک ۱۷،۰۸۰ ہیکٹر اراضی پر مزید سینچائی کی گنجائش نکل آئے۔ تصویر میں دکھائی دینے والا جلیک واڑی پراسیجکٹ ایک بڑا پروجیکٹ ہے۔
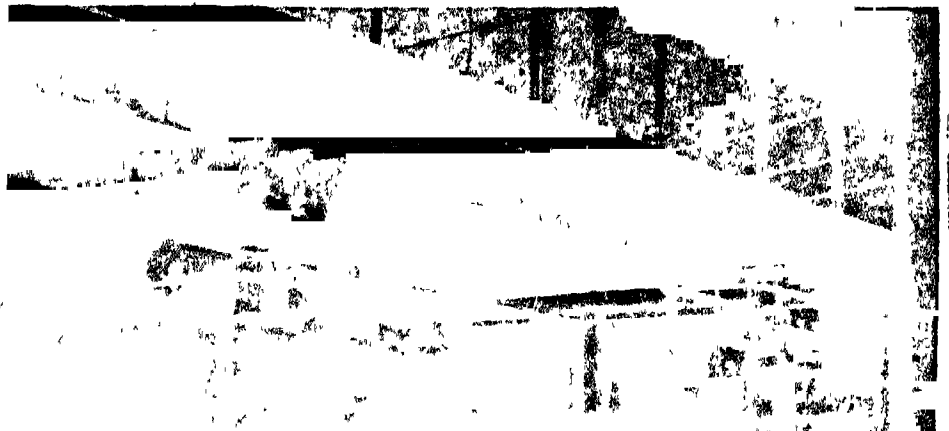
ریاست نے ایک زبردست پاور جنریشن پروگرام شروع کیا ہے تاکہ مزید ۵۰۰ میگاواٹ بجلی پیدا کی جا سکے۔ تصویر میں ناسک کے قریب واقع ایکلہرے تھرمل پاور اسٹیشن نظر آرہا ہے۔

دس سالہ ترقی نمبر (یکم و ۱۶ فروری ۱۹۷۰ء مرہٹہ کر شمارہ)

قومی راج

جلد نمبر ۲ | شمارہ نمبر ۳ اور ۴ | یکم فروری ۱۹۷۰ء

قیمت فی پرچہ :- ۵۰ پیسے   سالانہ دس روپے

زیر نگرانی :- خواجہ عبدالغفور (آئی، اے، ایس)

فہرست مضامین

ترقی کے دس سال

تیز رفتار سے آگے بڑھنے کا عزم!

وزیر اعلیٰ شری چوان کی نشری تقریر

مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان نے "ترقی کے دس سال" تقریبات ہفتہ کو تجدید عہد ہفتہ قرار دیا۔

شری ایس . بی . چوان وزیر اعلیٰ مہاراشٹر

آل انڈیا ریڈیو کے بمبئی اسٹیشن سے اپنی نشری تقریر میں وزیر اعلیٰ شری چوان نے اس اعتماد کا اظہار کیا کہ مہاراشٹر ایک اور مثال قائم کر کے یہ ثابت کر دے گا کہ ایک متحد، منظم اور ہم خیال قوم، بیس نکاتی پروگرام میں مضمر مقاصد کو فروغ دینے نیز ہماری عزیز وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی کی قیادت کو مضبوط کرنے کے لئے کیا کچھ کر سکتی ہے۔

وزیر اعلیٰ نے فرمایا کہ آپ سب جانتے ہی ہیں کہ گذشتہ کچھ دن سے ہم منصوبہ بنا رہے ہیں تاکہ "دس سالہ ترقی کا جشن" شایانِ شان طریقے سے منائیں جو شریمتی اندرا گاندھی کی سرکردگی میں حاصل ہوئی ہے۔ ہمارے دیش کی تاریخ میں یہ سال ہر اعتبار سے بھرپور اور مصروفیت کے زمانے کے سال تھے۔ ان میں محنت اور ایثار و قربانی کے بعد بڑی کامیابیاں بھی حاصل ہوئیں۔ "تمیری سیاسی" طاقتوں نے نئی قدریں بنائی جو جمہوریت اور سوشلزم پر یقین رکھتی ہیں۔ ان دس سالوں میں ایک نیا اور طاقتور ہندوستان ابھرا ہے۔ کوئی وجہ نہیں کہ اس امر پر ایسے جشن قدیم اور جدید ترقی پذیر ملک میں "جشن" نہ منایا جائے۔ تاہم یہ جشن ذرا مختلف ہے۔ یہ وقت ایسا نہیں کہ ہم محض خوش اور مطمئن ہو کر بیٹھ جائیں، ہم اپنے طویل اور کٹھن سفر میں نئے سنگ میل پر پہنچ گئے ہیں۔ ہمیں طریقۂ کار کا دوبارہ جائزہ لینا ہے اس لئے ہم مضبوط ارادے اور عزم اور تیز رفتار سے آگے بڑھنا ہے۔

ہمیں ... مستقبل کے چیلنج کا مقابلہ کریں۔ دس سال قبل جب شریمتی اندرا گاندھی نے ملک کی باگ ڈور سنبھالی تو ... ایک ورثہ کے طور پر انھیں ملی۔ لیکن یہ سال حیرت انگیز تھے۔ ان میں مختلف میدانوں میں بڑا ترقی حاصل ہوئی۔ ہم نے زرعی ... تیز تر پیداوار کی مضبوط بنیاد رکھ دی ہے۔ برآمدی صلاحیت کافی بڑھی ہے اور ملک دنیا کے برآمدی نقشہ پر آگیا ہے۔ سائنس اور ٹکنالوجی میں تیزی سے زبردست ترقی ہوئی جس کا اظہار پرامن ایٹمی دھماکہ، اولین ہندوستانی سیارہ 'آریہ بھٹ' اور بمبئی ہائی میں تیل کی دریافت سے بخوبی ہوتا ہے۔ زائد صنعتی پیداوار کے معاملے میں پبلک سیکٹر نے مناسب مقام پایا ہے۔ بڑے آب پاشی اور پاور پروجیکٹ بنائے گئے اور مکمل کئے گئے اس مدت میں روزگار کے مواقع بھی بڑی حد تک بڑھے۔ بدیسی ملکوں کے ساتھ تعلقات کے معاملے میں نا وابستگی کی پالیسی مزید مستحکم ہوئی۔ بنگلہ دیش کا قیام اور پاکستان کے ساتھ 'شملہ معاہدہ' بین الاقوامی میدان میں دو زبردست کامیابیاں ہیں۔ ان اہم سالوں میں ہمیں خوش قسمتی سے شریمتی اندرا گاندھی کی دوراندیش، دلیرانہ اور بارعب قیادت حاصل رہی۔

لیکن نئے ہندوستان کی ان زبردست کامیابیوں اور انوکھی ایمرجنسی نے رجعت پسند طاقتوں کو بوکھلا دیا۔ ان سیاسی جماعتوں نے تشدد اور مظاہروں کی راہ اختیار کی اور ملک میں بنیادی جمہوری اداروں کی آئینی حیثیت پر معترض ہوئیں۔ اس سے ان تمام مقاصد کو سخت خطرہ لاحق ہو گیا جو ہمیں دل و جان سے عزیز ہیں اور جن کے لئے ہم نے تحریک آزادی کے دوران جد و جہد کی تھی۔ اس بدامنی کے خطرناک رجحان کو روکنا لازمی تھا۔ لہٰذا اندرا جی نے ایمرجنسی کے نفاذ کا سخت فیصلہ کر کے اپنی دلیری، تدبر اور صلاحیت کا ایک قومی راج

اور ثبوت دیا۔ ہم نے استحکام، سماجی اتحاد اور اقتصادی احیاء کا وسیع تر پروگرام شروع کر کے ایمرجنسی کو نیا سماجی و معاشی روپ دیا ہے۔

اب ہم نے یک ہفتہ مہم کا ارادہ کیا ہے تاکہ ان اقدامات پر عمل پیرا رہیں جو ہمارے وزیر اعظم نے اٹھائے ہیں اور جن سے دیس کو انتشار و پریشانی سے نکلنے میں مدد ملی ہے۔ یہاں "ہم" سے میری مراد ریاست کے ہر شعبۂ زندگی اور تمام مکاتیب خیال کے لوگوں سے ہے جو فکر و عمل کی جماعت بن گئے ہیں۔ انھوں نے فوراً میرے دعوت نامہ کو بخوشی قبول کیا۔ قابل قدر مشوروں کی صورت میں عملی حصہ لیا۔ ان میں سے بیشتر زیر عمل لانے کے لئے چن لئے گئے ہیں۔ یہ سب کچھ قابلِ مبارکباد ہے۔

جیسا کہ آپ سمجھتے ہیں اس قسم کے پروگرام کے ذریعہ ہمیں آگے بڑھنا ہے۔ اس کا مقصد محض دھوم دھام نہ ہونا چاہئے۔ اسی مقصد سے ہم نے یہ [illegible] ہے۔ یہ ہفتہ (۲۴ جنوری تا ۳۱ جنوری) اجتماعی جد و جہد کے لئے وقف ہے تاکہ اس ترقی کو مستحکم کریں اور آگے بڑھائیں جو سماجی و معاشی پروگرام میں عوامی دلچسپی اور ایمرجنسی کے باعث حاصل ہوئی ہے۔ اس خیال سے کہ زیادہ سے زیادہ نتیجہ برآمد ہو یہ طے کیا گیا ہے کہ مخصوص نشانہ کے ساتھ ۲۰ نکاتی پروگرام کی چنی ہوئی مدات کی عمل آوری پر توجہ مبذول کی جائے۔

لوگوں کے سبھی طبقات کے تعاون کی بدولت گذشتہ چند ماہ کے دوران یہ ممکن ہو سکا کہ ان فرسودہ جماعتوں پر کاری چوٹ لگائی جائے جو غریبوں کو سماجی و معاشی مصائب سے نجات دلانے کی راہ میں آڑے آتی ہیں۔ اس عمل کو اب اور منظم، پُر زور اور تیز کرنا ہوگا تاکہ مختصر سے مختصر مدت میں ان لوگوں کو راحت ملے جو اس کے طالب ہیں۔

یہی موقع ہے کہ صنعتی امن کی پائیدار فضا بنائی جائے۔ ایمرجنسی کے نفاذ کے بعد سے صنعتی تنازعات اور کام کے دنوں کا نقصان نمایاں طور سے گھٹ گیا ہے۔ جولائی سے دسمبر ۱۹۷۵ء تک چھ ماہ کی مدت میں صرف ۱۴۲ تنازعات ہوئے جبکہ ۱۹۷۵ء کے اول چھ ماہ میں ۴۸۹ تنازعات ہوئے تھے۔ ۱۹۷۵ء کی اول ششماہی کے مقابلے میں کام کے دنوں کے نقصان میں ۵۰ فیصدی کمی ہوئی۔ آج اور کل سدا ہی ایک قوم کے لئے یہ ضروری رہا ہے کہ وہ پیداوار بڑھائے ورنہ مٹ جائے گی۔ لہٰذا ہمیں ان تمام رکاوٹوں کو ہٹا دینا چاہئے جو زائد پیداوار اور پیداواریت کی راہ میں حائل ہیں۔

ہمیں سماجی انصاف کی جانب بھی تیزی سے بڑھنا ہے۔ ممبئی میں جھونپڑ پٹیوں کی گنتی اس سمت میں ایک قدم ہے۔ اس سے اس کٹھن مسئلہ کے کئی پہلو ظاہر ہوئے ہیں۔ ہمیں نئے جذبہ کے ساتھ ان اہم معاملات پر توجہ دینا ہوگی۔ اسی طرح دیہاتوں میں بھی بے گھر اور بے زمین اشخاص زیادہ توجہ کے طالب ہیں۔ فی الحال ۲۰ نکاتی پروگرام کے تحت ۲،۶۱ لاکھ مستحق بے گھر اشخاص میں سے ۲،۵۹ لاکھ اشخاص کو دسمبر ۱۹۷۵ء کے اختتام تک مکان کے لئے زمین تقسیم کی جا چکی ہے۔ ان میں سے ۶۵ فیصدی مندرج جاتیوں اور مندرج قبائل کے لوگ ہیں۔ ان قطعات اراضی پر اب تک ۲۵،۳۸۳ جھونپڑے تعمیر [illegible] کا نشانہ تھا۔ ان میں سے ۴۷ فیصدی مندرج جاتیوں اور مندرج قبائل کے افراد کو الاٹ کئے گئے ہیں۔ [illegible] سال مارچ کے [illegible] نشانے کو پورا کرنے کے لئے ہمیں سخت کوشش کرنا چاہئے۔ مجھے امید ہے کہ اس ہفتہ جس کے سلسلہ میں ایک ہفتہ کے اندر ہر ضلع میں کم از کم ۱۰۰۰ نئے جھونپڑے تعمیر ہو جائیں گے۔ جہاں تک زمین کا تعلق ہے یہ امید ہے کہ نئے حد بندی قانون کے تحت لگ بھگ ۱،۵۰ لاکھ ہیکٹر فالتو اراضی نکلے گی اور اس میں سے نصف پسماندہ طبقات کو دی جائے گی۔ لیکن اراضی کا کام دراصل اس ہفتہ میں شروع ہوگا اور ۱۰،۰۰۰ ہیکٹر سے زیادہ اراضی اس ہفتہ بے زمین اشخاص کو تقسیم کر دی جائے گی۔ پیش نظر مقصد یہ ہے کہ کل فالتو اراضی کی تقسیم نیز کوآپریٹو بنکوں کے ذریعہ نئے مالکان کی ضرورتِ سرمایہ پوری کرنے کی کارروائی اس سال اپریل تک ختم کر دی جائے گی۔ تاکہ نئے مالکان فصل باراں کی بوائی کے لئے زمین تیار کر سکیں۔ جہاں تک اراضی ریکارڈ کا تعلق ہے ایمرجنسی کے بعد سے باقی اندراجات کی تعداد ۱،۸۵ لاکھ سے گھٹ کر ۸۲۰۰۰ رہ گئی ہے۔ ۲۴ جنوری سے شروع ہونے والے ہفتہ کے دوران ایک خاص مہم شروع کر دی جائے گی تاکہ اس سال مارچ کے اختتام تک حقوق کا ریکارڈ پوری طرح سے تا حال مکمل کیا جا سکے۔

لیکن کتنی ہی زمین اور مکانات دے دیں، اس سے ابھی آبادی کی ضرورت کبھی پوری نہیں ہو سکتی جو ہمارے دیس میں خطرناک رفتار سے بڑھ رہی ہے۔ میں یہ حساب لگانے سے قاصر ہوں کہ اس تقریر کے اختتام تک کتنے ہزار بچے پیدا ہو چکے ہوں گے۔ بہرحال کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جتنے کم ہوں اتنا ہی قوم کے لئے بہتر ہے۔ لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ ذمہ دار نیز تمام لوگ دونوں ہی (بقیہ صفحہ ۹ پر)

وزیر اعلیٰ چوان کی تقریر

(صفحہ ۳ سے آگے)

خاندانی منصوبہ بندی پروگرام خلوص اور محنت سے زیرِ عمل لائیں۔ ایمرجنسی کے نفاذ کے بعد ہم نے خاندانی منصوبہ بندی کے تحت کام کا نشانہ دُگنا کر دیا ہے۔ پچھلے سال کے مقابلہ میں جولائی سے دسمبر ۱۹۷۵ء تک مدّت میں "نس بندی" آپریشنوں کی تعداد میں ۵۳ فیصدی اضافہ ہوا۔ اب اس ہفتہ کے دوران خاص مہم شروع کرنی چاہیئے اور زیادہ سے زیادہ خاندانی منصوبہ بندی کے آپریشن ہونا چاہئیں۔ میں چاہتا ہوں کہ میونسپل اور کارپوریشن علاقوں میں اس پروگرام میں زور پیدا کرنے کے لئے خاص کوشش کی جائے۔ اس مقصد سے حلقہ وار نشانے مقرر کئے جائیں۔ اس میدان میں نمایاں کام انجام دینے پر بطور اعزاز نقد انعامات، گشتی شیلڈ اور میرٹ سرٹیفکیٹ دینے کا ارادہ ہے۔

ہماری ریاست کے ۵۰ فیصدی سے زیادہ کسان معمولی زمیندار ہیں۔ یہ ضروری ہے کہ انھیں امداد باہمی جماعتوں کا ممبر بنایا جائے، تاکہ وہ مالی امداد کے حقدار ہو جائیں۔ چند ہفتہ قبل تمام اضلاع میں شروع کی گئی مُہم کی کامیابی سے میں خوش ہوں جس کے نتیجہ میں ۴ لاکھ سے زیادہ معمولی کسانوں کو نئے ممبران کی حیثیت سے درج کیا گیا ہے۔ بقیہ معمولی کسانوں سے بھی رُجوع کرنا چاہیئے تاکہ وہ بھی ابتدائی سوسائٹیوں کے ممبر بن جائیں۔ ہمیں یہ تمام کارروائی بروقت پوری کر لینا چاہیئے تاکہ اُن کی سرمایہ کی ضرورت پوری طرح سے پُوری کی جاسکے۔

اب ہمارا ارادہ ہے کہ ہر ضلع میں یا آگے بلاک میں چھوٹے اور معمولی کسانوں کے کنوؤں پر پمپنگ سیٹ لگانے کی مُہم شروع کی جائے۔ لینڈ ڈیولپمنٹ بینک اور مہاراشٹر اسٹیٹ کوآپریٹو بینک دونوں ۶۰ کروڑ روپئے کی قرض امداد دیں گے، جسمیں ریاستی حکومت کا حصہ ۲۴ کروڑ روپئے ہوگا۔ اس سے ہر ضلع میں تقریباً ۲۰۰۰ کاشتکاروں کو فائدہ پہنچے گا۔

صاف ستھرے شہر تحریک میں بھی زور پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ تعلیمی ادارے، سماجی تنظیمیں، مزدور، فلاحی جماعتیں اور نوجوان اس مہم میں نمایاں کام انجام دے سکتے ہیں۔ وزیر اعظم اندرا نے گزارش کی ہے کہ تمام شہری علاقوں میں صاف ستھرے شہر بنائے جائیں۔ گندی بستیوں کا سُدھار اور صفائی اس پروگرام کا اہم جزو ہے۔

'عطیہ خون' بھی ایک بڑا عملی کام ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ تمام شہری آئندہ مقررہ وقفے سے خون دینے کا عہد کریں گے۔ ۲۴ جنوری سے شروع ہونیوالے ہفتہ نیز بعد ازاں ہر ماہ ہر ضلع میں خون جمع کرنے کے لئے خاص نشانہ مقرر کرنا اور پورا کرنا ہوگا۔ میں نے صرف چند خاص پروگراموں اور اسکیموں کا ذکر کیا ہے جن کے لئے فوری عمل کی ضرورت ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس ہفتہ کی مناسبت سے رضاکارانہ جماعتیں ایسی بہت سی اسکیمیں وضع کریں گی۔

یہ نوجوانوں کا زمانہ ہے۔ وہ مستقبل کے مالک ہیں۔ ہم نے جو کام شروع کئے ہیں اُن میں سے بیشتر میں انھیں بنیادی اور اہم فرض ادا کرنا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس 'ہفتہ جشن' سے نوجوانوں میں ایسے تمام تعمیری کاموں میں اور زیادہ حصہ لینے کا جذبہ بڑھے گا۔

میں نے اس ہفتہ کو 'تجدیدِ عہد ہفتہ' کہا ہے۔ یہ لازمی طور پر ہم سب کو اس امر کی یاد دہانی کراتا ہے کہ ان سالوں میں نمایاں کامیابیوں کے باوجود ہمیں ابھی کافی سفر طے کرنا ہے۔ جمہوری، سیکولر اور سوشلسٹ طاقتوں کے استحکام کی خاطر سدا بیدار مغزی کی ضرورت ہے۔ ان مقاصد کے لئے ہر قیمت ادا کرنا ہوگی۔ مجھے یقین ہے کہ اس ہفتہ مہاراشٹر میں ہم لوگ ایک اور مثال قائم کرکے یہ دکھا دیں گے کہ ایک متحدہ، منظم اور ہمخیال قوم بیس نکاتی پروگرام کے مقاصد کو فروغ دینے نیز ہماری عزیز وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی کی قیادت کو مضبوط کرنے کے لئے کیا کچھ کرسکتی ہے۔

(ایس بی چوان)

غربت دور کرنے کے لئے صرف ایک ہی جادو ہے اور وہ ہے صاف ذہن کے ساتھ سخت محنت، عزم آہن اور سخت قسم کا ڈسپلن۔ ہم میں سے ہر شخص کو یہ عزم کرنا چاہیئے کہ وہ اپنے لئے نہیں بلکہ اپنے دیگر شہریوں کے لئے زیادہ سے زیادہ کام کریگا

(شریمتی اندرا گاندھی)

قارئین سے گزارش!

اس خصوصی شمارے کی اشاعت کے باعث ۱۶ فروری ۱۹۷۶ء کا اگلا شمارہ شائع نہیں ہوگا۔ لہٰذا انتظار کی زحمت نہ فرمائیں

ترقی کے دس سال

کامیابیوں کا
با تصویر مرقع
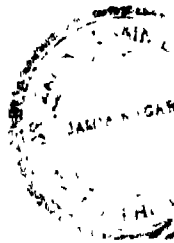
ہماری وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی کی زیر قیادت اہم واقعات سے بھرپور دس سال سیاسی معاشی اور سماجی میدان میں زبردست کامیابیوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔ یہ ملک کیلئے آزمائشوں کا دور تھا اور لوگوں کو ان دیکھے سوکھے، جنگ، تیل بحران افراط زر، مفاد پرستوں کا دباؤ غرض کہ سب ہی طرح کی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا لیکن ملک نے ان تمام کڑی آزمائشوں کا برابر مقابلہ کیا اور سب ہی کے تعاون سے قوم نہایت عزم اور استقامت سے ترقی کی راہ میں گامزن رہا۔

۲۰ نکاتی پروگرام جس کا وزیر اعظم نے ایمرجنسی کے بعد یکم جولائی ۱۹۷۵ء کو اعلان کیا تھا دیش، ترقی کی راہ پر تیزی سے اور آگے بڑھانے میں محرک ہوا۔ ایمرجنسی کے باعث ہوشمندی اور نظم و ضبط کا جو جذبہ پیدا ہوا ہے وہ مستقبل کیلئے خوش آئند ہے۔ امید ہے کہ اب ان تمام کاموں کو تیزی سے زور بہ عمل لایا جاسکے گا جن کا مقصد سماجی انصاف کا حصول اور کمزور طبقات کیساتھ بہتر سلوک ہے۔

وزیر اعظم کی دلیر اور باوقار قیادت میں حکومت مہاراشٹر نے بھی تمام ترقیاتی سرگرمیوں میں آگے قدم بڑھایا ہے۔ تاکہ عام آدمی کو خوش حالی نصیب ہو۔ مہاراشٹر انتہائی فرض شناسی، یک جہتی، لگن اور خلوص کے ساتھ مقررہ راہ پر آگے بڑھ رہا ہے اگلے صفحات میں اہم واقعات سے بھرپور ان دس سالوں میں مختلف میدانوں میں ریاست کی کارگذاریوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

زرعی محاذ ۔ روشن مستقبل کے امکانات

گزشتہ دہائی میں سال ۷۵-۱۹۷۴ء زراعت کے شعبہ میں ایک بڑی تبدیلی کا سال ہے۔ اس سال کے دوران ریاست میں ۷۰ لاکھ ۷۳ ہزار ٹن اناج کی ریکارڈ پیداوار ہوئی [illegible] میں بھی اس سے بھی بہتر فصل کے امکانات ہیں کیونکہ اس سال اجناس کی پیداوار ۹۲ لاکھ ٹن ہونے کی توقع ہے۔

ریاست مہاراشٹر نے زراعت کے شعبہ میں بڑا کارنامہ اس حقیقت کے باوجود انجام دیا ہے کہ ریاست میں کاشت کا دارومدار بڑی حد تک قدرت کی مہربانی پر ہے۔ چنانچہ ان حالات میں ریاست کا کارنامہ یقیناً بہت بڑا کارنامہ ہے۔ ریاست کے کل ۱۹۴ لاکھ ہیکٹر زیر کاشت رقبہ میں صرف ۹ فیصد رقبہ کو آبپاشی کی سہولت حاصل ہے۔ باقی ۹۱ فیصد زیر کاشت رقبہ میں سے صرف ۵ر۹ فیصد رقبہ میں کافی اور یقینی بارش ہوتی ہے جبکہ ۴۹ فیصد رقبہ میں تقریباً قدرے یقینی لیکن مقابلتاً کم بارش ہوتی ہے۔ باقی ۵ر۳۲ فیصد زیر کاشت رقبہ میں بارش کم اور بالکل غیر یقینی ہے۔ گذشتہ دس سال کے عرصہ میں بار بار کی خشک سالی سے زراعت کی ترقی میں زبردست رکاوٹ پیدا ہوئی۔

۱۹۶۵ء سے ۱۹۷۵ء تک کے درمیانی کم سے کم چار سال خشک سالی کے حالات رہے اور سال ۷۳-۱۹۷۲ء میں جو کہ بدترین خشک سالی کا سال تھا اجناس کی پیداوار بہت کم یعنی صرف ۳۰ لاکھ ۳۶ ہزار ٹن رہ گئی۔

ان بھاری رکاوٹوں کے پس منظر میں ابھی حال کی سب سے زیادہ پیداوار یقیناً اہمیت کی حامل ہے۔ بلاشبہ یہ کارنامہ زرعی محاذ پر ہمہ جہتی کوششوں کی بدولت ممکن ہوگا۔

یونیورسٹیوں کے ذریعہ ریسرچ

زرعی محاذ پر ہمہ جہتی سرگرمیوں میں ایک اہم قابل ذکر بات زراعت کیلئے ایک مضبوط بنیاد کی فراہمی کی غرض سے چار زرعی یونیورسٹیوں کا قیام ہے۔ یونیورسٹیوں کے قیام سے پہلے محکمہ زراعت نے زرعی تعلیمی سرگرمیاں جاری رکھی تھیں۔

جون ۱۹۶۸ء میں راہوری کے مقام پر ریاست کی پہلی اگریکلچرل یونیورسٹی مہاتما پھولے کرشی ودیا پیٹھ کے قیام کے ساتھ زرعی شعبہ کی ریسرچ اور تعلیم کی تمام سرگرمیاں اس یونیورسٹی کو منتقل ہوگئی۔ مختلف قسم کی کاشت اور آب و ہوا کے علاقوں کی ضروریات پوری کرنے کے لئے جولائی ۱۹۶۹ء میں آکولہ کے مقام پر ' پنجاب راؤ کرشی ودیا پیٹھ ' دوسری زرعی یونیورسٹی اور مئی ۱۹۷۲ء میں دا پولی کے مقام پر کوکن کرشی ودیا پیٹھ ، اور پربھنی مراٹھواڑہ کرشی ودیا پیٹھ قائم کی گئی۔

ان یونیورسٹیوں کو نہ صرف ریسرچ بلکہ زراعت ، دیگر متعلقہ علوم اور انسانی علوم کی تعلیم کی ذمہ داری بھی سونپی گئی۔ یونیورسٹیوں کو تعلیمی پروگرام شروع کرنے اور ان کی توسیع میں رہنمائی کرنے کا کام بھی سونپا گیا ریسرچ کی بدولت بڑے پیمانے پر کاشت کرنے کے لئے حاصل ہونے والی مختلف بہترین اقسام یہ ہیں چاول ۲۰ اقسام ، جوار ۱۵ اقسام ، باجرہ ۵ اقسام مکئی ۶ اقسام ، گنا ۵ اقسام ، مونگ پھلی ۱۱ اقسام اور کپاس ۱۴ اقسام۔

یونیورسٹیوں نے کاشت کے اور پودوں کی حفاظت کے بہترین طریقے پیدا کئے جو مختلف قسم کی کاشت اور آب و ہوا کے علاقوں میں اس فصلوں کی کاشت کے لئے رہنمائی کی بنیاد بن چکے ہیں۔ یونیورسٹی کو ترقی کے پروگرام سے قریبی رابطہ حاصل ہے۔ اور اس کے تحت سرکار نے ہر ضلع میں فصل ربیع اور خریف کی مہم شروع کی ہے۔ یونیورسٹیاں ہر سال توسیعی کام کرنے والے کارکنوں سے ٹریننگ کورس مہیا کرتی ہیں۔

زمین کی حفاظت

زمین کی حفاظت کے کام کی زبردست اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے سابق ریاست بمبئی بہت پہلے یعنی ۱۹۲۷ء میں زمین کی حفاظت کے اقدامات کرنے میں سب سے اول تھی۔ ریاستی سرکار نے پروگرام پر بخوبی عملدرآمد کے لئے بمبئی لینڈ امپرومنٹ اسکیم ایکٹ ۱۹۴۲ء وضع کیا۔

۷۶-۱۹۷۵ کے دوران اناج کی پیداوار ۹۲ لاکھ ٹن متوقع ہے۔ مستقبل خوش گوار ہے۔ یہ نتیجہ ہے اس سلسلہ میں کی گئیں ہمہ جہتی کارروائیوں کا

ابتدائی مرحلوں میں زمین کی حفاظت کا پروگرام صرف قحط سالی سے متاثرہ علاقوں تک اور کنٹور بندھ کی ٹیکنک تک محدود تھا۔ وقت گذرنے کے ساتھ اور ریاست کے مختلف کاشت اور آب و ہوا کے علاقوں میں زمین کے کٹاؤ اور زائد پانی کی محفوظ طریقہ پر نکاسی کے لئے دو ربہ کے یعنی بارش کے علاقہ میں گریڈیڈ بنڈنگ کے کام شروع کئے گئے (۱۹۵۷) ان ڈھلوان پہاڑی علاقوں میں جہاں بارش زیادہ

ہوتی ہے۔ پانی کو دھان کے کھیتوں میں روکنے کے لئے زمین کو ہموار کرنے کا کام (۱۹۵۹ء) کوکن کے زیادہ بارش کے علاقہ میں سبزیاں اگائے جانے کے قابل زمینات کی تیاری اور سبزیوں اور ترکاریوں کی کاشت کی ترقی (۱۹۶۳ء) بنجر علاقہ میں غیر ساحلی کھاری اور تیزابی زمین کو کاشت کے قابل بنانے کا کام (۱۹۶۴ء) گلی اور نالہ کنٹرول جس کو عام طور پر نالہ بند کہا جاتا ہے (۱۹۶۹ء)۔

گزشتہ دہائی کے دوران مہاراشٹر میں زمین کے تحفظ کی کارروائیوں کی رفتار تیز ہوئی اور زمینی تحفظ کے ادارہ کو توسیع دیکر ۲۵ ڈویژنوں اور ۱۲۵ سب ڈویژنوں میں تقسیم کیا گیا۔

گزشتہ دہائی کے دوران ۵۲ لاکھ ۷۶ ہزار ہیکٹر زمین کی کنٹور گریڈیڈ بندھ بندی اور ایک لاکھ تین ہزار ہیکٹر میں ٹیرس بندی کی گئی ۴۹ ہزار ہیکٹر رقبہ میں کاجو کے درخت لگائے گئے۔ ۶۰ء۱ لاکھ ہیکٹر کو بازیاب کرکے قابل کاشت بنایا گیا۔ اسی طرح پانی کو استعمال میں لانے کیلئے ۴۴ھز۲ نالوں کو بند کیا گیا۔ گزشتہ دس سال کے عرصہ میں زمین کے تحفظ کے کاموں پر ۸۴ کروڑ ۳۶ لاکھ روپئے خرچ کئے گئے اور امید کی جاتی ہے زمین کے تحفظ کے اقدامات سے جو رقبہ حاصل ہوا ہے اس سے سالانہ ۳ لاکھ ۵۵ ہزار ٹن زیادہ فصل حاصل ہوگی بیش قیمت زمینی اور آبی ذرائع کی حفاظت اس کے علاوہ ہے۔

ساحلی اضلاع تھانے، قلابہ اور رتناگیری میں سمندر کی دخل اندازی سے سخت نقصانات ہو رہے تھا۔ ان تباہ شدہ زمینوں کی بازیابی بہت مشکل اور انفرادی طور پر کسان کی طاقت سے باہر ہے ریاستی سرکار نے اسی لئے کھار لینڈ ڈیولپمنٹ بورڈ قائم کیا ہے جس نے ۱۹۵۰ء سے ایسی زمینوں کی بازیابی کا کام شروع کیا ہے۔ اسی بورڈ نے اب تک ۱۵,۰۰۰ ہزار ہیکٹر زمین بازیاب کی ہے۔ اور کام اب تکمیل کے قریب ہے۔

آبپاشی کی ترقی

مہاراشٹر کے قدرتی موسمی حالات میں آبپاشی کی ترقی کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ چھوٹے کسانوں کو آبپاشی کی سہولتیں دینے کے سلسلے میں نئے کنوؤں کی کھدائی کے لئے ۵۰۰ روپے اور پمپ لگانے کے لئے ۸۰۰ روپئے کی امداد دی جاتی ہے۔ اب تک آٹھ لاکھ ۸۵ ہزار نئے کنویں کھودے گئے۔ ایک لاکھ ۴۲ ہزار پمپ لگائے گئے۔ اور نئے کنوؤں کی کھدائی کے لئے کل ۴۰ء۶۲۸ لاکھ روپے اور پمپ لگانے کے لئے کل ۵۷۶.۰۹ لاکھ روپئے کی امداد منظور کی گئی ان کنوؤں اور پمپوں نے مجموعی طور پر علی الترتیب ۴۴ء۲ لاکھ ہیکٹر اور ۲۰ء۲ لاکھ ہیکٹر رقبہ میں آبپاشی کی سہولت پیدا کی

عورتیں دوبارہ دھان بو رہی ہیں۔

کمانڈ ایریا ڈیولپمنٹ پروگرام :-

آبپاشی کی سہولتوں کو زیادہ سے زیادہ استعمال میں لانے کیلئے ستند اقدامات کئے جارہے ہیں۔ آبپاشی منصوبوں کے تحت آنے والی زمین جن کو عام طور پر "آیاکٹ" کہا جاتا ہے ایسا ہی ایک اقدام ہے۔ اس میں نہریں بنانے۔ نالیاں بنانے۔ پانی کی نکاسی کے انتظام کے ساتھ پختہ بندھ بنانے زمین کی درجہ بندی اور زمین کی سطح کو برابر کرنے کے کام شامل ہیں

"آیاکٹ" ترقیاتی کام اس سے فائدہ اٹھانے والے کاشتکار کے خرچ پر انجام دیا جاتا ہے۔ کام کی لاگت دس سالانہ قسطوں میں وصول کی جاتی ہے۔

چھوٹے اور معمولی کسانوں کے لئے ادائیگی کی مدت ۱۵ سال ہے۔

ریاست میں آیاکٹ ترقیاتی کام بڑے پیمانے پر پہلی بار ۷۱-۱۹۷۰ء میں شروع کیا گیا۔ مقررہ ۲۵۹۲۰ ہیکٹر کے مقابلہ میں ۲۹,۵۴۷ ہیکٹر رقبہ میں یہ کام پورا ہوا۔ ۷۵-۱۹۷۴ء میں یہ کام ۸۵۴۱۰ ہیکٹر کے رقبہ میں ہوا محکمہ نے بڑے بڑے اور اوسط درجے کے آبپاشی پروجیکٹوں کے علاقوں میں آیاکٹ ترقیاتی کام اپنے ہاتھ میں لیا۔

جون ۱۹۷۵ء تک آبپاشی اور بجلی ڈپارٹمنٹ نے بڑے اور اوسط درجے کے آبپاشی پروجیکٹوں کے علاقہ میں ۷ لاکھ ۳۶ ہزار ہیکٹر رقبہ میں آبپاشی کی سہولتیں پیدا کیں ہیں۔

محکمہ زراعت کی لینڈ ڈولپمنٹ ایجنسی نے اپنی سرگرمیوں کو تقریباً ۵ لاکھ ہیکٹر رقبہ میں پھیلا دیا ہے۔ اور ۳ لاکھ ۶۵ ہزار معیاری ہیکٹر رقبہ میں اپنا کام پورا کر لیا۔

اس سلسلہ میں اگرچہ اب تک عملہ اور کام دونوں کے لئے رقومات مہیا کی جاتی ہیں۔ اب سرکار کو ضروری سرمایہ کی فراہمی میں تیزی کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ اس کام کی طرف مالیاتی اداروں کو متوجہ کرنے کی غرض سے جولائی ۱۹۷۳ء میں پونے کے مقام پر دو کروڑ روپے کے منظور شدہ شیئر کیپٹل کے ساتھ مہاراشٹر لینڈ ڈیولپمنٹ کارپوریشن لمیٹیڈ قائم کیا اور اس کارپوریشن کے شیئر کیپٹل میں سرکار نے اب تک ۰۵ ء ۱۲ لاکھ روپے کا سرمایہ لگایا ہے۔

۱۹۷۲ء میں شدید خشک سالی کی وجہ سے فصل ربیع کے زیر کاشت علاقہ میں توسیع کی غرض سے ہنگامی زرعی پیداوار کا پروگرام شروع کیا گیا تھا۔ اس غرض سے کسان کو اس کی ضرورت کے بیج ادھار دیئے گئے تو

- ۲ لاکھ ۳۴ ہزار ہیکٹر علاقہ میں کھیت نہریں تعمیر کرنے کے انتظامات بھی کئے گئے۔

ٹکنالوجیکل انقلاب

۱۹۶۵ء میں مکئی اور جوار کی اعلیٰ اقسام کی نشوونما اور چاول اور گیہوں کی ملی جلی اقسام کی تیاری سے ریاست میں ٹکنالوجیکل انقلاب کا آغاز ہوا سال ۶۷-۱۹۶۶ء کے دوران صرف ۰۶ ۱۰ ہیکٹر کے قلیل رقبہ میں اعلیٰ کے جوار۔ باجرہ مکئی اور زیادہ فصل دینے والے گیہوں اور دھان کی تجارتی کاشت کا ایک پروگرام شروع کیا گیا۔ ۷۵-۱۹۷۴ء میں اس پروگرام کے تحت زیر کاشت رقبہ ۸ ۲ لاکھ ہیکٹر تک بڑھ گیا ہے۔

اگر کسانوں نے صحیح طریقوں پر عمل کیا تو خوراک کی پیداوار میں خاصا اضافہ ہو سکتا ہے اس کے لئے اچھے بیج، کھاد اور کیڑا مار دواؤں جیسی ضروریات کی بروقت فراہمی کی ضرورت ہے۔ مہاراشٹر اگرو انڈسٹریل ڈولپمنٹ کارپوریشن کسانوں کو اچھے بیج کھاد اور کیڑا مار دوائیں سپلائی کرنے کے میدان میں آگیا ہے اور اس نے اسی سال کے دوران خصوصاً گیہوں اور دھان کے پائلٹ پروجیکٹوں پر عمل کے سلسلہ میں گرانقدر خدمات انجام دی ہیں۔

بیجوں کی پیداوار

کاشت کے "ہائی برڈ اور ہائی ایلڈنگ پروگرام" (ایچ وائی وی) کی وجہ سے بیجوں کی پیداوار کے پروگرام کو منظم کرنے کی ضرورت پیدا ہوئی۔ اس لئے ریاستی سرکار نے بیجوں کی کاشت کرنے والوں کو بیجوں کی پیداوار کا پروگرام ہاتھ میں لینے کے لئے۔ حوصلہ اور بڑھاوا دینے کا فیصلہ کیا۔ اس کے لئے یہ ضمانت دی گئی کہ سرکار مستند بیجوں کو ہر حال خریدے گی۔ کاشتکاروں نے اس تجویز کا حوصلہ افزا جواب دیا۔ جلد ہی اس کام کی مہارت اور ٹکنیکل معلومات حاصل کی چنانچہ بیجوں کی پیداوار اس حد تک کامیاب ہوا کہ ایک مرحلہ پر ریاست ملک کے بیجوں کی کل پیداوار کا ۷۰ فیصد پیدا کرنے لگی۔ ریاست میں بیجوں کی ترقی میں یہ ایک سنگ میل ہے۔ سرکار نے کاشتکاروں میں اعتماد پیدا کرنے کے لئے زیادہ نقصانات برداشت کرتے ہوئے بھی بیجوں کی لازمی خریداری کا خطرہ مول لیا۔ کاشتکاروں نے ۶۷-۱۹۶۶ء سے ۶۹-۱۹۶۸ء کے درمیان کے تین سال کے عرصہ میں ۱۹ کروڑ روپے کے بیج پیدا کئے جس کی بدولت صنعت کو ریاست کے اندر جڑ پکڑنے میں خاصی مدد ملی۔ ۱۹۶۹ء کے بعد حکومت بیجوں کے حصول کے کام سے بتدریج دست بردار ہونے لگی۔ اور بیجوں کی پیداوار اور خرید و فروخت

پرائیویٹ اور کوآپریٹیو شعبوں کے سپرد کر دی اور اب یہ ادارے مستحکم ہو چکے ہیں اور اچھا کام کر رہے ہیں۔

بیجوں کی پیداوار کے پروگرام میں توسیع کے پیش نظر ریاستی سرکار نے یکم اپریل ۱۹۷۰ء کو خود اپنی سیڈ سرٹیفکیشن ایجنسی قائم کی۔ کاشتکار اعلیٰ قسم کے بیجوں کے معاملہ میں زیادہ سے زیادہ باخبر ہوتے جا رہے ہیں۔ اور اس کے نتیجہ میں مستند بیج کے زیر کاشت رقبہ میں ۷۱-۱۹۷۰ء کے ۳۴۴۱ ہیکٹر کے مقابلہ میں ۷۵-۱۹۷۴ء میں ۲۲,۳۲۳ ہیکٹر تک اضافہ ہوا۔ مستند بیجوں کے اعلیٰ معیار برقرار رکھنے کے سلسلے میں ایجنسی کے کردار کو پورے ملک میں سراہا گیا۔

فضلہ کی کھاد اور کیمیائی کھاد:

فضلہ سے حاصل ہونے والی کھاد کی پیداوار میں اضافہ کی غرض سے بمبئی، پونے، ناگپور اور شولاپور میونسپل کارپوریشن کے علاقوں میں میکانیکل کمپوسٹ پلانٹ لگائے جا رہے ہیں۔ گوبر گیس پلانٹ لگانے کا کام بھی بڑے پیمانہ پر ہاتھ میں لیا گیا ہے۔ ریاست میں ستمبر ۱۹۷۵ء کے آخر تک ۲۴۰۷ گیس پلانٹ لگائے گئے۔ ۷۶-۱۹۷۵ء اور ۷۷-۱۹۷۶ء کے لئے ہر سال ۲۰۰۰ گیس پلانٹ لگانے کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے۔ شہروں کے گندے پانی کو آبپاشی کے لئے استعمال کرنے کی ۱۱ اسکیمیں منظور کی گئی ہیں۔ ان اسکیموں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے مرکزی سرکار سے ۱۸ لاکھ روپے کی امداد ملے گی۔ اور ۲۰۰۰ ہیکٹر رقبہ کا احاطہ کیا جائے گا۔

پودوں کا بچاؤ

اجناس کی اعلیٰ اقسام کی کاشت اور آبپاشی کے ذریعے وسیع پیمانے پر کاشت کاری کے ساتھ ساتھ پودوں کے نئے نئے کیڑے اور نئی بیماریاں بھی جیسے جوار پر مچھی، دھان پر گال فلائی پیدا ہوئیں۔ اور کھیتوں کے چوہے وغیرہ جیسے دوسرے مسائل پیدا ہوئے۔

اس لئے گزشتہ دھائی کے دوران پودوں کے بچاؤ کی وسیع مہم چلانے کے لئے ۲۱ کروڑ ۱۵ لاکھ روپے مہیا کئے گئے اور اس میں سے تقریباً ۶ کروڑ ۴۰ لاکھ روپے بطور امداد دئے گئے۔

قومی راج

آبپاشی کی سہولتوں، کھاد اور مخلوط و دیگر زیادہ اناج پیدا کرنے والے بیجوں کے استعمال کی وجہ سے ۷۵-۱۹۷۴ء میں ۰۰، لاکھ ٹن اناج ریاست میں پیدا ہوا جو ایک ریکارڈ ہے۔

باغبانی اور سبزیوں ترکاریوں کی فصلیں:۔

مہاراشٹر الفانسو آم بسرائی کیلا، ناگپور کے سنترے اور مختلف اقسام کے انگور جیسے اہم پھلوں کی فصل پیدا کرتا ہے۔ پھلوں کے باغات کے زیر کاشت رقبہ اور پیداوار میں اضافہ کی کافی گنجائش ہے۔ اس لئے ریاست میں ۱۹۵۸ء سے پھلوں کی پیداوار بڑھانے اور اس کے ذریعہ کسانوں کی مالی حالت بہتر بنانے کے لئے ہارٹی کلچرل ڈیولپمنٹ اسکیم جاری ہے۔ اس اسکیم کے تحت نئے علاقوں میں سائنسی طریقے سے باغ لگانے اور پرانے باغات کو دوبارہ زندہ اور بارآور بنانے کی تدابیر اختیار کی گئی ہیں۔ مختلف پھلوں کے باغات کا رقبہ جو ۶۵-۱۹۶۴ء ۸۸,۱۷۰ ہیکٹر تھا بڑھ کر ایک لاکھ ۱۰ ہزار ہیکٹر ہو گیا ہے۔ گذشتہ دس سال کے دوران رقبہ میں اضافہ ۲۴ فیصد سے زیادہ ہے۔ کیلوں کی قسم بہتر ہو گئی اور ان کی پیداوار میں اضافہ ہوا اور اب ہر سال ۲۰ تا ۳۰ لاکھ روپئے کے لئے عرب ممالک سمیت غیر ممالک کو برآمد کئے جا رہے ہیں۔

آلو اور سبزیوں کی فصل کو بہتر بنانے اور بڑھانے کی ایک اسکیم ریاست

میں ۶۳-۱۹۶۲ء سے جاری ہے اور گزشتہ دس سال کے عرصہ میں سبزیوں ترکاریوں کے زیر کاشت رقبہ میں ۲۰ فیصد اضافہ ہوا ہے۔ فی الحال سبزیوں ترکاریوں کا زیر کاشت رقبہ ۱۵ ء ۱۱ لاکھ ہیکٹر ہے۔

تجارتی فصلوں کی ترقی

گنا مہاراشٹر کی ایک اہم نقد فصل ہے ۶۵-۱۹۶۴ میں گنے کا زیر کاشت رقبہ ۱,۵۸,۶۰۰ ہیکٹر تھا جو ۷۵-۱۹۷۴ء میں ۲,۳۱,۹۰۰ ہیکٹر ہوگیا۔ فی ہیکٹر اوسط فصل ۸۸ء۱۷ سے بڑھ کر ۹۲ء۴۴ ہوگئی۔ شکر کے کوآپریٹیو اور جائنٹ اسٹاک اداروں کی تعداد ۶۵-۱۹۶۴ء میں علی الترتیب ۴۲ اور ۲ ہوگئی۔

۶۵-۱۹۶۴ء میں سفید شکر کی کل پیداوار ۶,۲۲,۰۵۰ ٹن تھی۔ جو ۷۵-۱۹۷۴ء میں بڑھ کر ۱۵,۰۳۵ء ۱۵ ٹن ہوگئی۔

کپاس :-

اسی طرح دوسری نقد فصل یعنی کپاس کا زیر کاشت رقبہ ۲۷ لاکھ ہیکٹر اور کپاس کی پیداوار ۶۹ء۱۲ لاکھ گانٹھیں ہے (ایک گانٹھ کا وزن ۱۸۰ کیلوگرام) پیداوار میں کمی کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ کپاس کے زیر کاشت رقبہ میں تقریباً ۹۶ فیصد رقبہ ایسے علاقہ میں واقع ہے جہاں کاشت کا دارومدار بارش پر ہے گزشتہ دس سال کے دوران اعلیٰ قسم کی کاشت شروع کر کے اور کاشت کے بہتر طریقے اختیار کر کے کپاس کی پیداوار میں اضافہ کی کوششیں کی جارہی ہیں۔

حکومت ہند نے خصوصاً لمبے ریشے والی کپاس جیسے ایچ-۴ ورلکشمی ایم سی یو-۵ وغیرہ کی پیداوار بڑھانے کی ضرورت پر زور دیا ہے تاکہ زرمبادلہ بچے ایچ-۴ کی کاشت ۷۲-۱۹۷۱ میں اور ورلکشمی کی کاشت ۷۵-۱۹۷۴ میں شروع کی گئی۔ اعلیٰ درجہ کی لمبے ریشے اور زیادہ پیداوار دینے والی کپاس کی اقسام کی کاشت سے ۷۵-۱۹۷۴ کے دوران ۴,۸۶,۶۰۰ گانٹھیں (۲۶ فیصد) حاصل ہوئیں جبکہ ۶۱-۱۹۶۰ء میں صرف ۱,۹۶,۴۰۰ گانٹھیں (۱۴ فیصد) تیار ہوئی تھیں۔ اس طرح ۷۵-۱۹۷۴ء میں لمبے ریشے کی کپاس کی پیداوار ۸,۵۱,۲۰۰ گانٹھیں ہوئی جو ۴۷ فیصد ہے جبکہ ۶۱-۱۹۶۰ء میں ۳,۵۱,۴۰۰ گانٹھیں یعنی ۲۶ فیصد پیداوار ہوئی تھی۔

(مزید صفحہ ۲۹ پر)

کیمیائی کھاد کی کھپت

ہائی برِیڈ اور زیادہ اناج دینے والی فصلوں کی کاشت کے پروگرام اور سیراب رقبوں میں وسعت کے ساتھ ساتھ کیمیائی کھاد کی کھپت بڑھتی جارہی ہے ذیل کے اعداد اس کا ثبوت ہیں۔

سال	کیمیائی کھاد کی کھپت این پی کے (۰۰۰ ایم ٹن میں)			این پی کے کا حقیقی استعمال کلوگرام / ہیکٹر			کیمیائی کھاد کی تقسیم مخلوط (۰۰۰ ایم ٹی)
	این	پی	کے	این	پی	کے	
1965-66	۴۸	۱۸	۵	۲,۶۸	۱,۰۰	۰,۲۷	۱۴۰
1966-67	۶۰	۲۸	۷	۳,۲۷	۱,۱۲۰	۰,۴۰	۱۸۳
1967-68	۶۳	۳۱	۲۲	۳,۵۰	۱,۷۲	۱,۲۵	۲۱۵
1968-69	۷۷	۳۵	۲۱	۲,۷۲	۱,۹۰	۱,۱۸	۲۵۰
1969-70	۹۲	۳۰	۲۷	۴,۹۸	۱,۶۶	۱,۴۷	۲۳۲
1970-71	۱۱۱	۵۲	۳۶	۶,۰۰	۲,۷۵	۲,۰۰	۲۰۱
1971-72	۱۳۰	۹۷	۴۴	۷,۲۵	۳,۷۰	۲,۴۰	۲۷۱
1972-73	۱۱۹	۳۱	۵۰	۶,۵۰	۱,۹۵	۲,۰۴	۱۵۸
1973-74	۱۴۸	۷۲	۴۱	۷,۸۴	۴,۴۴	۲,۲۵	۲۵۵
1974-75	۱۵۹	۹۱	۸۳	۸,۷۷	۲,۳۷	۴,۵۷	۱۴۰

غذائی معیشت کا دانشمندانہ بندوبست

مستحکم غذائی پالیسی کے معاملہ میں بھرپور جدوجہد کے دو میدان ہیں۔ اوّل زرعی پیداوار پروگرام جس سے پیداوار میں اضافہ ہو اور دوئم غذائی معیشت کا نہایت ہوشیاری کے ساتھ بندوبست۔ گذشتہ دس سال کے دوران وضع کردہ غذائی پالیسی کے یہ تین بڑے اجزا رہے ہیں: عام تقسیم، حصول اور قیمت کنٹرول۔

عام تقسیم: عام نظام تقسیم کا اولین مقصد یہ ہے کہ معاشرے کے کمزور نیز مقررہ آمدنی رکھنے والے طبقات کی ضروریات پوری کی جائیں جو آبادی کا بڑا حصہ ہیں۔

عام تقسیم کے ساتھ آزاد منڈی بھی کھلی رکھی گئی ہے تاکہ مالدار لوگ اعلیٰ اقسام کے لئے اپنی ضروریات زیادہ قیمت دیکر پوری کر سکیں۔ دہری قیمتوں کے اس نظام کو عام طور سے پسند کیا گیا ہے

ریاستی حکومت کی جانب سے ہفتہ بہ ہفتہ بنیاد پر قیمتوں کی صورت حال پر نظر ڈالی جاتی ہے۔ یہ برابر ایسے اقدامات کرتی رہی ہے جس سے قیمتوں کی حد برقرار رہے نیز لازمی اشیاء کافی مقدار میں دستیاب ہوتی رہیں۔

اولاً ضروری اشیاء تیار کرنیوالوں، تھوک بیوپاریوں اور پھٹکل بیوپاریوں کو ترغیب دی جاتی ہے کہ وہ خوشی سے دام گھٹا دیں۔ اسی طرح اناج اور دیگر ضروری اشیاء کے تھوک بیوپاریوں کو بہ تاکید کی گئی ہے کہ وہ تجارتی راہ سے عام سپلائی برقرار رکھیں۔ اسی کے ساتھ چھپایا ہوا اناج برآمد کرنے کی مہم چلائی گئی نیز ذخیرہ اندوزوں کے خلاف سخت کارروائی کی جارہی ہے۔ صارفین کی خاطر پھٹکل بیوپاریوں اور تھوک بیوپاریوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ بعض معینہ اشیاء کے اسٹاک اور قیمت ظاہر کریں۔

اناج بچانے کی غرض سے بوگس راشن کارڈ برآمد کرنے کے لئے مہم چلائی گئی ہے۔ ۱۹۷۵ء کے آغاز سے وزیر اعلیٰ کی اپیل پر لگ بھگ ۱۸،۴۳ لاکھ یونٹ رضاکارانہ طور پر حوالے کئے جا چکے ہیں۔ ۱۹۷۵ء کے دوران نومبر کے وسط تک بمبئی کے راشن بندی علاقہ میں ۲۴،۴۴ لاکھ یونٹ نیز اضلاع میں ۴۵،۲۴ لاکھ یونٹ جمع کئے گئے۔

حکومت نظام تقسیم کے ذریعہ مقررہ دام پر اجناس، لیوی شکر، کنٹرول کپڑا، کیا سلیٹ نیز حسب ضرورت خوردنی تیل تقسیم کرتی ہے۔

مہاراشٹر میں عام نظام تقسیم کے تحت ۳۰،۰۰۰ فیئر پرائس دکانیں حکومت کی جانب سے مقرر کردہ مقدار کے حساب سے ضروریات پوری کرتی ہیں۔

ایمرجنسی کے اعلان کے بعد جولائی ۱۹۷۵ء کے تیسرے ہفتہ تک عام طور سے قیمتیں گھٹتی رہیں، بہر حال پھر قیمت کی سطح بڑھنے لگی اور ۲۲ اگست ۱۹۷۵ء کو اپنی انتہا کو پہنچ گئی۔ بعد ازاں تہواروں کے ماہ ستمبر اور اکتوبر میں قیمتیں گھٹتی بڑھتی رہیں۔ پھر نومبر ۱۹۷۵ء سے اچھی فصل نیز ریاستی اور مرکزی حکومتوں کی جانب سے کئے گئے مختلف اقدامات کے باعث قیمتیں بتدریج گرنے لگیں۔

حکومت کی جانب سے منظور شدہ اناج کی ایک دوکان ایسی ۳۰،۰۰۰ دوکانوں کے ذریعہ اناج لوگوں تک باقاعدگی سے پہونچایا جارہا ہے۔

حصول پالیسی : ہماری ریاست میں بالآخر زائد پیداوار
ی غذائی مسائل کا حل ہے۔ لہٰذا ریاستی حکومت پروڈیوسر دل یعنی
شتکاروں کے مفاد کا برابر خیال رکھتی ہے۔ خصوصاً ۱۹۶۸ء سے
ی روش رہی ہے، جبکہ یہ اہم پالیسی فیصلہ کیا گیا تھا کہ کاشت
روں کی زبردست حوصلہ افزائی کی جائے تاکہ پیداوار میں اضافہ کی رفتار
رار رہے جو اعلیٰ اقسام کے بیجوں سے ممکن ہوئی ہے۔
اناج کی قیمت حصول جو ۱۹۶۸ء سے فی الحقیقت امدادی قیمت
ے طور پر استعمال ہوتی ہے لاگت پیداوار میں تبدیلی نیز دیگر وجوہات
ے مدنظر وقتاً فوقتاً بڑھائی جاتی رہی ہے۔ ۷۴-۱۹۷۳ء اور ۷۶-۱۹۷۵ء
ں قیمت حصول میں کافی اضافہ کیا گیا تاکہ کاشتکاری کی لاگت میں
ضافہ پورا ہو سکے۔ حصول نظام کے معاملہ میں حکومت نے ہمیشہ لچکدار
طریقہ اختیار کیا ہے۔

ریاستی حکومت نے اس سال ایک نئی حصول پالیسی وضع کی ہے
اس پالیسی کے تحت وصولی اناج کاشتکار کی کل ملکیت اراضی پر مبنی
ہے نیز آب پاشی اراضی کے لئے کچھ رعایت کے ساتھ محصول کی کل رقم
سے مربوط ہے جو اسے ادا کرنا پڑتی ہے۔ پندرہ روپے سے کم محصول
اراضی ادا کرنے والے کاشتکار اس سے مستثنیٰ ہیں۔ اس طرح تقریباً
۵ء۵ لاکھ ٹن اناج حاصل ہو سکے گا، جبکہ گذشتہ سال ۲۶ء۷ لاکھ
ٹن حاصل ہوا تھا۔ یکم اکتوبر ۱۹۷۵ء سے حصولی مہم چلائی گئی ہے اور
یکم دسمبر ۱۹۷۵ء تک تقریباً ۲۶ء۸ لاکھ ٹن اناج وصول کیا گیا۔
ریاست کو ملنے والے کنٹرول کپڑے کی گانٹھوں کی تعداد ۴۰۹۰
سے بڑھا کر ۶۰۰۰ کر دی گئی ہے جو امداد باہمی نیز فیئر پرائس دکانوں
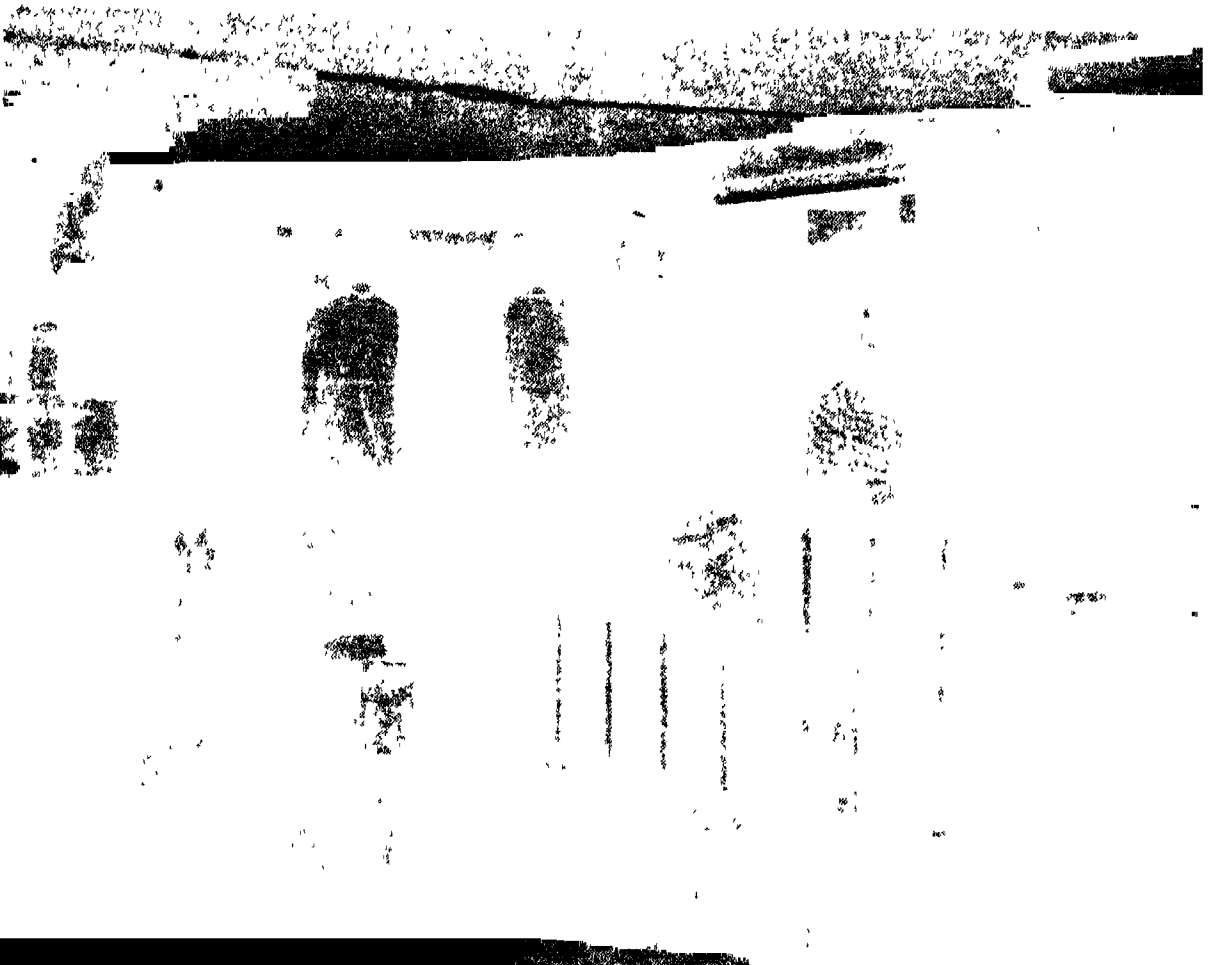
ایک خوردہ فروش کی دکان جہاں مناسب نرخوں پر اشیاء دستیاب ہوتی ہیں۔ ہر خوردہ فروش دوکان پر اشیاء اور ان کی قیمتوں سے متعلق بورڈ کا آویزاں کیا جانا ضروری ہے۔

ایک ٹرک میں اناج کے تھیلے چڑھائے جا رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں ریاستی پالیسی کے دو مقاصد ہیں۔ اناج کی پیداوار میں اضافہ اور باقاعدگی و سرعت سے عوام تک پہونچانا۔

کے ذریعہ تقسیم کیا جاتا ہے، جن کی تعداد ۲۱۸۱ ہے۔

مرکز کی جانب سے کنٹرول قیمتوں پر کپڑا تقسیم کرنے کی غرض سے دیئے جانیوالے ۲۲۳٫۵۴ لاکھ روپے کے قرض میں سے ۱۱۱٫۷۷ لاکھ روپے کی رقم مہاراشٹرا اسٹیٹ ہول سیل کنزیومر کوآپریٹیو سوسائٹیز فیڈریشن کو نیز ۱۱۱٫۷۷ لاکھ روپے کی رقم ہول سیل اسٹورس کو دی گئی ہے۔

حکومت ۱۳۶٫۲۵ لاکھ روپے کی رقم بطور مالی امداد اسٹیٹ کنزیومرس فیڈریشن اور کوآپریٹیو کنزیومر اسٹورس کو دینے پر غور کر رہی ہے تاکہ ان اداروں کی مالی حالت مضبوط ہو، نیز اس سے ان کو مدد ملے گی تاکہ وہ واجبی قیمتوں پر ضروری اشیا تقسیم کرنے کے لئے تیار ہو سکیں۔

حکومت نظام تقسیم کی تقویت اور اس کے مالی استحکام کے مسئلہ کا جائزہ لے چکی ہے۔ اب یہ [illegible] نظام کالابٹی کے سُدھار کے مسئلہ پر غور کر رہی ہے۔ نیز اس نے کالابٹی کپڑے کی تقسیم کا مسئلہ مرکز کے سامنے رکھا ہے۔

طلبا کے لئے ضروری اشیاء: ریاست میں تمام اسٹوڈنٹ ہوسٹلوں کو جن کی تعداد ۱۴۰۰ ہے، عام نظام تقسیم کے تحت کنٹرول قیمتوں پر ضروری اشیا مل رہی ہیں۔ حکومت یہ کوشش کر رہی ہے کہ ان ہوسٹلوں کو فی طالب علم ماہانہ کے حساب سے اناج کا پورا کوٹہ یقینی طور سے دستیاب ہو۔ دیگر اشیاء مثلاً شکر، گھاسلیٹ اور دودھ وغیرہ بھی فراہم کیا جاتا ہے۔

یونیورسٹیوں اور کالجوں میں موجودہ کوآپریٹیو اسٹوروں کو متحرک کیا جا رہا ہے۔ ریاست میں ۱۴ ضلع کوآپریٹیو کنزیومرس اسٹوروں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ ۲۲۳ یونیورسٹیوں اور کالج کوآپریٹیو کنزیومرس اسٹوروں کی ہر طرح سے مدد کریں اور طلبا کو درکار ضروری اشیاء کی فراہمی کے لئے منصوبہ بنائیں۔

ابتدائی سوسائٹیوں کی امداد: جہاں کالجوں میں کوآپریٹیو اسٹورس نہیں ہیں وہاں ضلع کوآپریٹیو کنزیومرس اسٹوروں کو یہ ہدایت کی گئی ہے کہ وہ یونیورسٹیوں اور کالج کے حلقہ میں اس جگہ جو ان اداروں کی جانب سے معمولی کرایہ پر انھیں دی جائے، اپنی شاخیں کھولیں۔ فی الحال موجود یا قائم کی جانیوالی ابتدائی سوسائٹیوں کی امداد کی اسکیم پر غور کیا جا رہا ہے جو بنیادی سرمایہ یا حصص سرمایہ کی شکل میں دی جائے گی۔

وائس چانسلر، کالج کے پرنسپل نیز تعلیم امداد باہمی اور سول سپلائیز کے محکمہ جات کے متعلقہ افسران کی وقتاً فوقتاً بیٹھک ہوتی ہے تاکہ ترقی پروگرام پر نظر ثانی کی جائے، غیر متوقع مشکلات کو دور کیا جائے اور ہر اسکیم پوری طرح زیر عمل لائی جائے۔

اس طرح حکومت نے بھرپور کوشش کی ہے تاکہ ریاست میں لوگوں کو اناج تیزی سے برابر ملتا رہے۔ اس نے بجا طور پر اس کام کو اپنی ذمہ داری سمجھا ہے۔

(گوشوارہ صفحہ ۱۰۹ پر ملاحظہ فرمائیں)

منصوبہ بند صنعتی ترقی

ستپور انڈسٹریل اسٹیٹ ناسک کا ایک منظر چھوٹے پیمانے کی صنعتوں کی تیزی سے ترقی اور پچھڑے ہوئے دیہاتی علاقوں میں صنعتوں کے فروغ کے لئے ایسے ۶۹ انڈسٹریل اسٹیٹ قائم کرنے کی تجویز ہے۔ جن میں سے پچاس فی الحال شروع ہو چکی ہیں۔

مہاراشٹر میں فی الحال صنعتی ترقی کی نمایاں خصوصیت اس کا وسیع تر نمونہ ہے۔ ریاست میں ۲۰ سال پہلے صنعتی شکل بالکل جداگانہ تھی جبکہ کپڑے کی صنعت حاوی تھی۔ آج ریاست مختلف میدانوں یعنی انجینیرنگ صنعت، مشینی آلات سازی، صنعتی پلانٹ اور سازو سامان، زراعتی آلات، بنیادی کیمیکل صنعت، ڈائی اسٹف، سِن۔ تھیٹک فائبر، پلاسٹک، فارمیسیوٹیکل اور زرعی و صنعتی میدان میں ترقی پر ناز کر سکتی ہے۔

آج ریاست کو ہندوستان کے صنعتی نقشہ میں ایک قابل فخر مقام حاصل ہے۔ پورے ملک میں پیداواری سرمایہ میں اس کا حصہ ۱۷ فیصدی، روزگار میں ۱۹ فیصدی، پیداوار کی مجموعی قیمت میں ۲۴ فیصدی نیز ۲۸ فیصدی قیمت ہے جو فیکٹری سیکٹر کے کارخانہ دار بڑھاتے ہیں۔ صنعتی سرگرمی میں ریاست سر فہرست ہے۔

ملک کی صنعتی ترقی میں ریاست کے قابل قدر حصہ کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ملک کی کل برآمدات میں اس کا حصہ تقریباً ۱۶ تا ۲۰ فیصدی ہے۔ دوسرے الفاظ میں ہر سال مہاراشٹر کی برآمدات ۵۰۰ کروڑ روپے ہوتی ہے۔

فروغ برآمدات

ریاست میں وزیر اعلیٰ کی زیر صدارت ایک اسٹیٹ بورڈ فور اکسپورٹ پروموشن قائم کیا گیا ہے جو صلاح کار کی حیثیت سے کام کرتا ہے۔ بدیسی تجارت کی ترقی کا جائزہ لیتا ہے اور حکومت ہند کو مناسب امدادی اقدامات مثلاً رعایت ٹیکس وغیرہ کے بارے میں مشورہ دیتا ہے۔ فروغ برآمدات سے متعلق ایک اسٹینڈنگ کمیٹی بھی ہے جس کے صدر وزیر صنعت ہیں۔

دفتر میں فروغ برآمدات شعبہ اکسپورٹروں کی مدد کرنے کی خاص کوشش کرتا ہے اور ان کی مشکلات ریاستی اور مرکزی دونوں حکومتوں کے سامنے پیش کرتا ہے۔ یہ کسٹم ڈیوٹی کی رکاوٹ، اکسائز ڈیوٹی کی واپس ادائیگی اور چنگی کی ادائیگی سے استثنیٰ وغیرہ سے تعلق ہیں

قومی راج

چندرپور ضلع کی گھوگس سمنٹ فیکٹری کا ایک منظر

یہ دفتر دیانا میں انٹرنیشنل سب کنٹریکٹنگ اینڈ ایکسچینج سے امداد حاصل کرنے کی کوشش بھی کر رہا ہے۔

پیداوار معدنیات

ریاست میں پائی جانے والی معدنیات یہ ہیں: مینگنیز اودر، کوئلہ، آئرن اوَر، سلکا سینڈ، ڈولومائٹ، کیانائٹ، باکسائٹ، کرومائٹ، سفید مٹی، گیریا مٹی، سوپ اسٹون، چینی مٹی اور عام ریتی۔ معدنی پیداوار کا بڑا حصہ ناگپور کے حلقہ سے حاصل ہوتا ہے۔ اس کے بعد اضلاع رتناگیری اور کولہاپور کا نمبر آتا ہے۔ فی الحال ریاست میں معدنیات کے ٹھیکوں کی تعداد ۲۶۸ ہے۔

ریاست سے برآمد کی جانیوالی خاص معدنیات آئرن اوَر اور مینگنیز اوَر ہیں۔ کچھ عرصہ سے ضلع بھنڈارہ سے کیانائٹ بھی برآمد کیا جا رہا ہے۔ ضلع رتناگیری سے آئرن اوَر کی برآمد مسلسل بڑھ رہی ہے جبکہ اضلاع ناگپور اور بھنڈارہ سے مینگنیز اوَر کی برآمد قدرے گھٹ گئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مینگنیز اوَر کے لئے بین الاقوامی طلب گھٹ گئی ہے۔ مزید برآں حکومت ہند بھی اپنی پالیسی کے تحت آئندہ ملک کے اندر اس کی مانگ کی مدنظر مینگنیز اوَر کی برآمد کی حوصلہ افزائی نہیں کرنا چاہتی۔

۱۹۷۳ء اور ۱۹۷۴ء میں ریاست کی بڑی معدنیاتی کانوں میں روزانہ کام کرنے والے مزدوروں کی اوسط تعداد بالترتیب ۱۶,۴۰۱ اور ۱۶,۴۹۱ تھی۔

ڈائرکٹوریٹ آف جیالوجی اینڈ مائننگ کے ذریعہ معدنی ذخیروں کی دریافت کی وجہ سے معدنی آمدنی ۱۹۶۴-۶۵ء میں ۴۴,۲۷ لاکھ سے بڑھ کر ۱۹۷۴-۷۵ء میں ۹۵,۷۹ لاکھ روپے ہو گئی۔

چھوٹی صنعتوں کی تیز تر ترقی نیز پسماندہ دیہی علاقوں کو صنعتیانے کی غرض سے ریاست نے دوسرے پانچ سالہ منصوبہ کے دوران صنعتی بستیوں کی اسکیم وضع کی اور شروع کی۔ دوسرے تیسرے اور چوتھے پانچ سالہ منصوبہ کے دوران ریاست کے تمام اضلاع میں ایسی بستیوں کیلئے ۶۹ مقامات چُنے گئے۔ اس کی تقسیم یوں ہے: دوسرا پانچ سالہ منصوبہ (۱۰) تیسرا پانچ سالہ منصوبہ (۳۱) اور چوتھا پانچ سالہ منصوبہ (۲۸)۔

ان ۶۹ بستیوں میں سے ۶۰ کو آپریٹیو سیکٹر میں ہیں، چار

سرکاری بستیاں ہیں اور بقیہ پانچ مہاراشٹر انڈسٹریل ڈیولپمنٹ کارپوریشن یا میونسپل اسٹیٹ ہیں۔ ان میں سے ۵۰ اسٹیٹ میں کام ہو رہا ہے، آٹھ کے سلسلہ میں کام جاری ہے اور ۱۱ کے سلسلہ میں کام شروع کرنا باقی ہے۔

کوآپریٹو اسٹیٹس نے ۱ء۷ کروڑ روپے کا سرمایہ حصص جمع کیا ہے اور حکومت نے اسی لحاظ سے ۱ء۳۹ کروڑ روپے کا سرمایہ حصص منظور کیا ہے۔ مزید برآں ان صنعتی بستیوں کو سرکاری ضمانت پر ۲۶۱ء۴۰ لاکھ روپے کا قرض بھی ملا ہے۔ ان بستیوں میں فی الحال ۲,۲۷۷ شیڈ تعمیر کئے جا چکے ہیں نیز ۲۸۰ زیر تعمیر ہیں۔ ان میں سے ۱۷۱۹ یونٹ کام کر رہے ہیں، جس سے ۳۰,۶۸۲ اشخاص کو روزی ملی ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ ان یونٹوں کی پیداوار کی سالانہ قیمت لگ بھگ ۸۰ کروڑ روپے ہوتی ہے۔

صنعتوں کا پھیلاؤ

ریاست کی منصوبہ بند صنعتی ترقی کا مقصد یہ رہا ہے کہ اس کے تمام خطوں کی متوازن ترقی ہو، سب خطے مساوی طور سے شریک ہوں۔ پسماندہ علاقوں کی ترقی پر خاص زور دیا جائے۔ لہٰذا ریاست نے صنعتوں کے پھیلاؤ کی پالیسی وضع کی۔ بمبئی بلاشبہ ہندوستان کا اہم صنعتی مرکز ہے اور ریاست میں بیشتر صنعتی ترقی بمبئی، تھانے پونے کی پٹی ہی میں ہوئی ہے۔ اگر ہم اس علاقے کو چھوڑ دیں تو ریاست کا بقیہ حصہ صنعتی طور سے پسماندہ ہے۔ لہٰذا حکومت نے ۱۶ اگست ۱۹۷۰ء کو بمبئی میٹرو پولیٹن ریجن پلان بنایا جس کے تحت اس علاقے میں نئے کارخانے کھولنے کی حوصلہ افزائی نہیں کی جاتی۔ حکومت نے یہ بھی اعلان کیا ہے کہ بمبئی عظمیٰ، تھانے، واشی، بھیونڈی، کلیان اور الہاس نگر تحصیل (ضلع تھانے) نیز اُرن، پنویل، کرجت اور کھالاپور (حصہ)، کھوپولی علاقہ (ضلع قلابہ) میں نئی اسکیم کے تحت صنعتی یونٹوں کی آئندہ حوصلہ افزائی نہیں کی جائے گی۔

صنعتی پھیلاؤ کی یہ پالیسی دوررس اثرات کی حامل ہے۔ اس سے بیکار یا نیم بے کار دیہی آبادی کو کام مل سکے گا۔ صنعتی ترقی کے اس طرح جغرافیائی پھیلاؤ کا ایک اور فائدہ یہ ہے کہ اس سے جدید معاشی اور سماجی مقامات کا قیام عمل میں آئے گا۔ وزیر اعظم نے بھی اپنے ۲۰ نکاتی پروگرام میں اس پہلو پر زور دیا ہے۔

اس طرح پھیلاؤ کے سماجی اور معاشی فائدے واضح ہیں۔ لہٰذا اسٹیٹ ڈائرکٹوریٹ آف انڈسٹریز نیز اسٹیٹ انڈسٹریل اینڈ انوسٹمنٹ کارپوریشن آف مہاراشٹر لمیٹیڈ (سِکوم) نے ریاست کے مختلف حصوں میں نئے مراکزِ ترقی چننے کا کام شروع کیا ہے۔ 'سِکوم' کے حلقۂ عمل میں بمبئی، تھانے اور پونے کے ترقی یافتہ حصّہ کو چھوڑ کر پوری ریاست شامل ہے۔ صنعتوں کے پھیلاؤ میں اس نے نمایاں کام کیا ہے۔

اپنے محدود ذرائع کے ساتھ تیزی سے نتیجہ حاصل کرنے کی غرض سے 'سِکوم' نے منتخب صنعتی علاقوں میں مالی امداد کا طریقہ وضع کیا اور ترقی مراکز کو فروغ دیا۔ ناسک، روہا، ناگپور، اورنگ آباد، کولہاپور اور تاراپور جیسے مراکز پر ترقی ہوئی ہے۔ مزید برآں کڑال، چپلون اور احمد نگر کے مراکز تیزی سے ترقی کر رہے ہیں۔

پسماندہ چندرپور ضلع میں صنعتی سرمایہ کاری بڑھانے اور اس کے ساتھ دستیاب قدرتی ذرائع کو کام میں لانے کی غرض سے 'سِکوم' نے چندرپور میں اسٹیل بلٹس / ان گوٹس کی تیاری کے لئے ایک پروجیکٹ شروع کیا۔ ایک کمپنی یعنی مہاراشٹر الیکٹروسمیلٹ لمیٹیڈ اس پروجیکٹ کو زیر عمل لانے کے لئے قائم کی گئی ہے۔ 'سِکوم' نے اس کمپنی کے سرمایہ حصص میں ۲ء۴۵ کروڑ روپے کی رقم دی ہے نیز ۲ء۴۵ کروڑ روپے کا قرض بھی منظور کیا ہے۔ 'سِکوم' نے پروجیکٹ کے لئے انڈسٹریل ڈیولپمنٹ بینک آف انڈیا (آئی ڈی بی آئی) اور دوسرے اداروں سے ۱۰ کروڑ روپے کی مدد حاصل کی ہے۔ فولاد

چند سال پیشتر صرف ٹکسٹائل انڈسٹری ریاست بھر میں پھیلی ہوئی تھیں۔ آج صنعت کی ہمہ گیر ترقی کے باعث اس ریاست میں انجینئرنگ سے لے کر کیمکس، رنگ، سنتھیٹک فائبر، پلاسٹک اور ادویات تک ہر قسم کی صنعتیں موجود ہیں۔ تصویر میں ایک آٹوموبائل فیکٹری میں مزدور کام کرتے دکھائی دے رہے ہیں۔

ہندوستانی انجینئرنگ صنعت میں مہاراشٹر کا حصّہ
(اجتماعی تناسب - تقسیم)

	مہاراشٹر	ہندوستان	ہندوستان میں مہاراشٹر کا درجہ
۱۔ رجسٹر شدہ کارخانوں کی تعداد	۲۴٫۵	۱۰۰ (۳۹۹۵) **	۱
۲۔ پیداواری سرمایہ	۱۴٫۱	۱۰۰ (۳۰۳۳) *	۲
۳۔ لگا ہوا سرمایہ	۱۵٫۰	۱۰۰ (۳۴۲۹) *	۲
۴۔ ملازمین کی کل تعداد	۱۹٫۰	۱۰۰ (۱۲,۵۹,۰۰۰) **	۲
۵۔ کل معاوضہ	۲۱٫۸	۱۰۰ (۴۹۷) *	۲
۶۔ کل پیداوار	۲۳٫۹	۱۰۰ (۲۸۹۳) *	۱

** تعداد   * کروڑ روپے

کے میدان میں اس ترقی کے ساتھ ضلع چندرپور میں ایک مکمل اسٹیل پلانٹ کے واسطے ریاستی حکومت کے مطالبے پر زور دیا

ایک ٹیکسٹائل مل کا اندرونی منظر ٹیکسٹائل مہاراشٹر کی خاص صنعتوں میں سے ایک ہے۔

جا سکے گا۔ مزید برآں سِکوم، ضلع چندرپور میں سیمنٹ، پیپر، ریان، پلپ پروجیکٹوں کی بھی اعانت کر رہی ہے جو دستیاب مقامی ذرائع کو کام میں لائیں گے۔

سِکوم، کی کوششوں کی بدولت ستمبر ۱۹۷۵ء تک اس کے خطہ میں لگ بھگ ۱۲۳۷ یونٹوں نے پیداوار شروع کر دی ہے۔ پروجیکٹ کی ۱۸۳٫۰۶ کروڑ روپے کی لاگت پران یونٹوں میں ۵۱٫۱۹۰ ورکر ملازم ہیں۔ مزید برآں ۱۹۹ یونٹ زیر تعمیر ہیں جن میں ۹۸٫۶۷ کروڑ روپے کا سرمایہ لگے گا، نیز ۶۵۰ یونٹوں کے لئے تجاویز پیش کی گئی ہیں جن میں ۳۴۶٫۰۹ کروڑ روپے کا سرمایہ لگے گا۔ اس طرح امدادی یونٹوں کی کل تعداد ۲۰۱۶ ہوگئی ہے جن میں ۶۲۸٫۷۲ کروڑ روپے کا سرمایہ لگے گا۔

ترقی کی موجودہ رفتار کو برقرار رکھنے کے لئے سِکوم، کی مالی امداد میں ہر سال کم سے کم دس فیصدی اضافہ ضروری ہے۔ اُمید ہے کہ ۷۹-۱۹۷۸ء سال کے دوران یعنی پانچویں منصوبہ کے آخری سال میں ۲۰ کروڑ روپے تک رقم منظور کی جائے گی۔ اس کے مطابق

مہاراشٹر میں ۱۹۶۶ء اور ۱۹۷۴ء کے دوران معدنیات کی پیداوار اور قیمت

نمبر شمار	معدنیات	۱۹۶۶ء		۱۹۷۴ء	
		پیداوار	قیمت	پیداوار	قیمت روپے
۱۔	مینگنیز اور	۳,۴۲,۸۴۲	۳۲۵٫۷۰	۱,۷۵۰٫۷۴۱	۱۳۱٫۰۵
۲۔	آئرن اور	۲,۲۵,۷۸۱	۷۴٫۵۱	۱۱,۴۷,۴۲۵	۱۲۹٫۴۷
۳۔	کوئلہ	۱۲,۲۵,۶۷۳	۲۳۰٫۲۳	۲۷,۳۱,۵۸۲	۱۱۹٫۶۵
۴۔	ڈولومائٹ	۷,۲۰۲	۰٫۷۲	۷,۳۸۴	۱٫۳۵
۵۔	کرومائٹ	۱,۵۶۴	۱٫۴۹	—	—
۶۔	مٹی	۵,۳۱۴	۰٫۹۰	۵,۷۸۹	۰٫۳۵
۷۔	چونا	۱,۰۶,۹۲۳	۱۳٫۲۷	۴,۶۷,۸۱۳	۵۴٫۵۷
۸۔	ٹریپ اسٹون	۱,۲۹۸	۰٫۱۳	۲,۲۹۰	۰٫۱۱
۹۔	یلو اوکر	۱,۱۸۷	۰٫۱۸	۱,۴۳۱	۰٫۱۳
۱۰۔	ریت	۱,۸۶,۲۴۵	۱٫۴۰	۶۳,۹۹۳	۰٫۶۴
۱۱۔	کیانائٹ	—	—	۱۰,۱۶۲	۱۷٫۷۱
۱۲۔	بکسائٹ	۹,۲۳۵	۰٫۹۲	۲,۵۲,۷۸۲	۴۰٫۲۷
۱۳۔	سلکا سینڈ	۱۷,۱۳۰	۳٫۹۴	۴۲,۳۵۴	۶٫۸۱
۱۴۔	جپسم	۱۵۰	۰٫۱۸	—	—
۱۵۔	کیولن اور چینی مٹی	۶۳۱	۰٫۰۹	—	—
		۲۱,۳۱,۲۸۵	۵۳٫۸۷	(۱۰۶),۰۸,۸۲۶	۵۱۲٫۲۳

تقسیم کی رقم ۷۵-۱۹۷۴ء میں ۱۰٫۶۹ کروڑ سے بڑھ کر ۷۹-۱۹۷۸ء میں ۱۶٫۳۰ کروڑ روپے ہو جائے گی۔

متوازن ترقی

متوازن ترقی کی خاطر ۱۹۶۲ء میں مہاراشٹر انڈسٹریل ڈیولپمنٹ کارپوریشن (ایم آئی ڈی سی) قائم کی گئی تھی تاکہ بمبئی۔ تھانے حلقہ میں دوسرے صنعتی علاقوں کی تیزی سے باقاعدہ ترقی میں مدد دے۔ اب اس کے پاس ریاست بھر میں بخوبی ترقی یافتہ ۵۲ علاقے ہیں۔ اس سال کے اختتام تک ریاست کے ہر ضلع میں کم از کم ایک صنعتی علاقہ قائم ہو جائے گا۔ ابتدائی سالوں میں 'مڈک' زیادہ تر ترقی یافتہ علاقوں میں رقم صرف کرتی تھی لیکن حالیہ سالوں میں نمایاں تبدیلی ہوئی ہے۔ ۷۳-۱۹۷۲ء تک ترقی یافتہ علاقوں میں اخراجات ۴۵٫۵ کروڑ روپے تھے جبکہ اس کے مقابلے پسماندہ علاقوں میں یہ خرچ صرف ۲٫۷۵ لاکھ روپے تھا۔ لیکن گذشتہ تین سال میں ترقی یافتہ علاقوں میں خرچ صرف ۱۹۴ لاکھ روپے رہ گیا ہے جبکہ اس کے مقابلے میں پسماندہ علاقوں میں تقریباً ۶۰۰ لاکھ روپے کی رقم صرف کی گئی۔

اب تک کارپوریشن نے پانی سپلائی اسکیموں کی ترقی پر

۳۴ کروڑ روپے کی رقم صرف کی ہے جن کی سمائی روزانہ ۵ لاکھ مکعب میٹر ہے۔ پسماندہ علاقوں مثلاً ناندیڑ، اورنگ آباد، سانگلی ناسک اور تاراپور میں بڑے پیمانے پر واٹر ورکس شروع کئے گئے ہیں مزید برآں چپلون، کڈال اور چندرپور وغیرہ میں بھی کام ہو رہا ہے۔

'مڈک' نے فی الحال فنی طور سے لائق نوجوان اشخاص کے لئے ۸۰۰ شیڈ بھی تعمیر کئے ہیں۔ یہ شیڈ کرایہ - خریداری کی سہل شرائط پر الاٹ کئے جاتے ہیں۔ گذشتہ سال ۷۸ء ۱ کروڑ روپے کی لاگت سے کارپوریشن نے ۲۳۴ شیڈ تعمیر کئے تھے۔

'مڈک' مختلف اداروں کی جانب سے انسداد آلودگی کے کاموں میں بھی ربط پیدا کرتی ہے۔

چھوٹے پیمانے کی صنعتوں کی ترقی پر خاص زور دیا گیا ہے۔

ریاست مہاراشٹر مالیاتی کارپوریشن دراصل چھوٹے اور درمیانی درجہ کی صنعتوں کی مالی ضرورت پوری کرتی ہے۔ یہ پبلک اور پرائیویٹ لمیٹیڈ کمپنیوں نیز کوآپریٹیو سوسائیٹیوں کے لئے ۳۰ لاکھ روپے تک اور مالکانہ اور حصہ دارانہ فرموں کے لئے ۱۵ لاکھ روپے تک کی مالی امداد منظور کرتی ہے۔

مہاراشٹر کے ۱۳ معینہ پسماندہ اضلاع میں کارپوریشن 'سوفٹ لون اسکیم' چلاتی ہے۔

تعلیمیافتہ بیکاروں کے لئے قرض

۱۹۷۳ء سے کارپوریشن تعلیم یافتہ بیکار اشخاص کو صد فیصدی قرض دے رہی ہے۔ آٹو رکشا خریداری کے لئے ۱۰،۰۰۰ روپے کی حد تک اور پلانٹ مشینری، ٹیکسی، ٹیمپوز اور ڈلیوری گاڑیوں کی خریداری کے لئے ۵۰،۰۰۰ روپے کی حد تک قرض دیا جاتا ہے

مہاراشٹر اسمال اسکیل انڈسٹریز ڈیولپمنٹ کارپوریشن (مسڈک) ۱۹۶۲ء میں قائم کی گئی تھی۔ اسٹیٹ ٹریڈنگ کارپوریشن آف انڈیا بھی اس ادارے میں حصہ دار ہے۔

اس کارپوریشن کا اصل کام کمیاب خام مال مثلاً لوہا اور فولاد کوک اور کوئلہ وغیرہ حاصل کرنا اور تقسیم کرنا ہے۔ اس کارپوریشن کی تقریباً ۷۰ تا ۸۰ فیصدی آمدنی خام مال سے ہوتی ہے ۷۵-۱۹۷۴ء میں اس مد کی رقم ۱۲ کروڑ روپے سے زیادہ تھی۔ غالباً یہ ملک میں واحد اسٹیٹ کارپوریشن ہے جو بڑے پیمانے پر چھوٹے یونٹوں کے مال کی فروخت کے کام میں شریک ہوتی ہے۔

دستکاری کی ترقی میں بھی اس کارپوریشن کی سرگرمی ... طور پر قابل ذکر ہے۔ دہلی میں ترِی مورتی ایمپوریم ریاستی حکومت کی جانب سے چلایا جاتا ہے۔ اب تک اس ایمپوریم کے ذریعہ ۴۲ لاکھ روپے کی اشیائے دستکاری فروخت کی جاچکی ہیں۔ اُمید ہے کہ رواں سال میں کارپوریشن کی بکری ۲۰ لاکھ روپے ہوگی۔

کارپوریشن نے مہاراشٹر میں رواں سال میں دستکاری مال کی فروخت کے لئے زبردست پروگرام بنایا ہے۔ اس سلسلہ میں پہلا ایمپوریم ناگپور میں کھولا گیا تھا۔ گوا میں گذشتہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۷۵ء کو ایمپوریم کا افتتاح ہوا تھا۔

یہ کارپوریشن صرف بمبئی عظمیٰ کے علاقہ میں ترقی روزگار پروگرام کے تحت "سیڈ کیپٹل اسسٹنس" اسکیم زیر عمل لا رہی ہے۔

کارپوریشن نے ۷۵-۱۹۷۴ء کے دوران پانچ اینٹرپرینرشپ ڈیولپمنٹ کلینکس چلائے۔ ان میں سے ایک گوا اور بقیہ چار دھولے، رتناگری، چندرپور اور اورنگ آباد میں چلائے گئے تھے۔

چمڑا صنعت کی ترقی

لیدر انڈسٹریز ڈیولپمنٹ کارپوریشن آف مہاراشٹر لمیٹیڈ انڈر ٹیکنگ کولہاپور میں 'کولہاپوری چپلیں' تیار کرنے کا کام شروع کرنے میں مدد دی۔ یہ مال کولہاپور اور بمبئی اور نواحی علاقوں میں فروخت کیا جاتا ہے۔ میرج - کیوڑ علاقوں میں چھوٹے کاریگروں سے واجبی قیمتوں پر جوتے خرید کر بمبئی جیسے شہروں میں کارپوریشن کی ایجنسی کے ذریعہ فروخت کئے جاتے ہیں۔

کمزور طبقات کے افراد یعنی سڑک پر بیٹھ کر کام کرنیوالے موچیوں کی مدد کی غرض سے کارپوریشن ان کے لئے اسٹال فراہم کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔

بمبئی کے دھاراوی علاقہ میں چمڑے کے کارخانوں کا جائزہ لینے کا کام شروع کیا گیا ہے تاکہ بحالی کا منصوبہ بنایا جائے۔

علاقائی ترقیاتی کارپوریشن

مہاراشٹر ...

صنعتوں کو فروغ دینے کے مقصد سے اگست ۱۹۶۷ء میں قائم شدہ ... ڈیولپمنٹ کارپوریشن لمیٹیڈ فی الحال ایک مربوط پاور لوم پروجیکٹ بروئے عمل لا چکی ہے۔ اس نے بڑے پیمانے پر مویشی شمار اور ڈیری پروگرام شروع کیا ہے۔

ڈیولپمنٹ کارپوریشن آف ودربھ لمیٹیڈ اور ویسٹرن مہاراشٹر

(مزید صفحہ 40 پر)

خوشگوار صنعتی ماحول اور مزدوروں کی خوشحالی

... نے نہ صرف ان مزدوروں کے مفاد کے خیال سے قدامات کئے جنہیں مختلف مرکزی اور ریاستی قوانین کا سہارا حاصل ہے بلکہ ان مزدوروں کا بھی خیال رکھا جو کام کی خاص نوعیت کے لحاظ سے ان قوانین کے فوائد سے محروم تھے۔ ایسے غیر بیگار مزدور اب مختلف قوانین کے تحت لائے گئے ہیں۔ اس سلسلے میں مشاورتی بورڈ کا قیام خاص طور سے اہم قدم ہے۔

... کے باعث نظم و ضبط کا نفاذ در مزدوروں سے متعلق حسب ذیل تین اہم شعبہ جات میں فوری اقدامات کا متقاضی ہے:

(الف) زراعت میں اقل ترین شرح اجرت پر نظر ثانی

(ب) انتظامیہ میں مزدوروں کی شرکت

(ج) بے گار کا خاتمہ

اول دو کے بارے میں فی الحال مناسب اقدامات کئے جا رہے ہیں بیگار کا طریقہ خوش قسمتی سے ریاست میں بڑی حد تک موجود نہیں تھا جس کا سبب جزوی طور سے سماجی ڈھانچہ اور سرکاری ... پالیسیاں ہیں جو اس نے چھوٹے کسانوں اور ادیباسیوں کی بھلائی کی خاطر کیں۔

محنت کش طبقے کی بھلائی کے لئے متعدد مزدور قوانین نافذ کئے گئے ہیں۔ ٹریڈ یونین ایکٹ ۱۹۲۶ء کا مقصد درج شدہ مزدور جماعتوں کو قانونی اور اجتماعی حیثیت دینا ہے۔ گذشتہ چار سال کے دوران درج شدہ مزدور جماعتوں کی تعداد حسب ذیل ہے:

۱۹۷۲ء :	۲،۸۶۲	۱۹۷۳ء :	۳،۱۳۷
۱۹۷۴ء :	۳،۳۰۲	و درستہ ۱۹۷۵ء	۳،۴۸۷

(اگست تک)

مزدور مفاد کے تحفظ کی خاطر سرکاری پالیسی صنعتی امن اور سازگار ماحول پیدا ہو گیا ہے۔ مزدور ایام کا نقصان کافی گھٹ گیا ہے۔ تمام صنعتی میدانوں میں مزدور پوری تندہی سے اپنا کام انجام دے رہے ہیں۔

ہماری ریاست بجا طور سے نہ صرف تیز صنعتی ترقی بلکہ ان اقدامات پر بھی فخر کر سکتا ہے جن کا مقصد ان لوگوں کی زندگی میں خوشحالی لانا ہے جو دراصل اس ترقی کے ذمہ دار ہیں۔ گذشتہ دس سال کے دوران مزدوروں کے مفاد کی خاطر سرکار کی جانب سے مختلف قوانین اور دیگر اقدامات کے ذریعہ سازگار صنعتی ماحول پیدا کرنے میں بڑی مدد ملی۔

ل ترین شرح اُجرت

اقل ترین شرح اُجرت ایکٹ کے تحت اقل ترین شرح اُجرت ـــ سے
ں میں ملازمین کے لئے مقرر کی جاتی ہے جو منظم نہیں ہیں تاکہ اجتماعی
سے معاملات طے کر کے مناسب اُجرت حاصل کر سکیں۔ زراعت
علاوہ ایسے درج شدہ ۴۱ پیشے ہیں۔ اس ریاست میں تقریباً ۳۵
ج شدہ پیشوں میں اقل ترین شرح اُجرت مقرر کی گئی ہے جن میں ملازم
فاص کی تعداد تقریباً ۳۵ لاکھ ہے۔ زراعت میں لگے تقریباً ۴۵ لاکھ
رما ہر مزدوروں کے لئے اقل ترین شرح اُجرت حکومت نے ۲۰۴ رجولائی
۱۹۷۵ء سے مقرر کی ہے۔

اقل ترین شرح پر عموماً ہر پانچ سال میں نظر ثانی کی جاتی ہے
کومت نے فی الحال ۶ پیشوں میں اقل ترین اُجرت کمیٹیاں مقرر کی
ہا تاکہ وہ شرح اُجرت میں تبدیلی کے بارے میں حکومت کو مشورہ دیں

ادائیگی بونس ایکٹ بابت ۱۹۶۵ء میں ایسے کارخانوں یا اداروں
ے ملازمین کے لئے بونس کا قاعدہ ہے جن میں دس یا اس سے زیادہ
۲۰ یا اس سے زیادہ مزدور کام کرتے ہیں۔

حکومت ہند نے ۲۵ ستمبر ۱۹۷۵ء کو ایک آرڈیننس جاری
کیا ہے جس کی رو سے بونس کے تصور میں بنیادی تبدیلی کی گئی ہے ـــ
۱۹۷۵ء میں شروع ہونے والے شمار سال کے سلسلے میں بلالحاظ نفع یا
اقل ترین بونس نہ ہوگا جیسا کہ ماضی میں ہوتا تھا۔

ادائیگی گریجویٹی ایکٹ مرکزی ایکٹ ہے جو ۱۶ ستمبر ۱۹۷۲ء سے
لاگو ہے۔

۱۹۷۰ء سال کے اختتام پر بمبئی دکانات اور ادارہ جات
ایکٹ ۱۹۴۸ء ، ۱۵۷ مقامی علاقوں میں لاگو تھا اور لگ بھگ ۴،۲۲،۸۸۱
ادارے اور ۸،۳۳،۵۳۶ ملازمین اس کے ماتحت تھے۔

بیڑی مزدوروں کی بھلائی

بیڑی اور سگار اداروں میں ما ... لاکھ مزدوروں کی بھلائی کے لئے
باب ماص ایکٹ جاری ہے۔ یہ مرکزی ایکٹ ہے جو یکم اپریل ۱۹۶۸ء سے
ریاست میں نافذ العمل ہے۔

ٹھیکہ مزدور (باقاعدگی اور خاتمہ) ایکٹ بابت ۱۹۷۰ء مہاراشٹر
میں ۱۵ اگست ۱۹۷۲ء سے لاگو ہے۔ اس ایکٹ کا مقصد بعض اداروں
میں ٹھیکہ مزدوروں کی ملازمت کی باقاعدگی ہے جن کی تعداد لگ بھگ
۷۵.۴ لاکھ ہے۔ نیز بعض حالات میں ان کا خاتمہ ہے۔

مہاراشٹر متھاڑی، حمال اور دیگر مزدور (باقاعدگی ملازمت
اور بھلائی) ایکٹ ۱۹۶۹ء کا مقصد متھاڑی اور حمال وغیرہ جیسے غیر
محفوظ مزدوروں کی ملازمت کی باقاعدگی اور ان کے کام کے حالات
کا سدھار ہے۔

اس ایکٹ کے تحت ۷۵-۱۹۷۴ء سال کے اختتام تک
دس بورڈ قائم کئے گئے۔ ان بورڈوں کے ماتحت ۲۴۰۰۰ درج شدہ
ملازمین اور ۲۶۵۵۴ درج شدہ مزدور ہیں۔

دفتر لیبر کمشنر، بمبئی محنت کش طبقہ کے لئے ۷ مقامات کے بارے
میں ہر ماہ "کنزیومر پرائس انڈیکس نمبرس" (۱۹۶۰ء اور ۱۹۶۱ء
سلسلہ) مرتب اور شائع کرتا ہے۔ جو حسب ذیل ہے
۱۹۶۰ء سلسلہ۔ بمبئی، شولاپور اور ناگپور
۱۹۶۱ء سلسلہ۔ جلگاؤں، پونے، اورنگ آباد اور ناندیڑ

رضا کارانہ ثالثی

فروری ۱۹۶۹ء میں "والنٹری آربٹریشن پروموشن بورڈ" قائم
کیا گیا تھا تاکہ صنعتی تنازعات کے تصفیہ میں متعلقہ جماعتوں کے درمیان
رضا کارانہ ثالثی کو فروغ دینے کے لئے ضروری اقدامات کرے۔

کارخانہ جات ایکٹ میں مزدوروں کی صحت اور سلامتی کی خاطر قانونی
قوانین ہیں۔ اس کے علاوہ بھلائی کاموں، کام کے اوقات، اوور ٹائم اور
با تنخواہ رخصت وغیرہ کے بارے میں بھی اس ایکٹ میں قواعد درج ہیں

مزدور یونینوں کی تسلیم شدگی نیز ناجائز مزدور طریقوں کے انسداد سے
متعلق مہاراشٹر ایکٹ ۸ ستمبر ۱۹۷۵ء سے لاگو ہے۔

کوڈ آف ڈسپلن قانونی دستاویز نہیں ہے۔ یہ محض رضا کارانہ
معاہدہ ہے۔ ۱۹۷۴ء سال کے دوران خلاف ورزی کی کل ۱۰۸ درخواستیں
متعلقہ ریاستی افسر کے زیر تحقیقات تھیں۔ اگست ۱۹۷۵ء تک خلاف
ورزی معاہدہ کی ۱۳ درخواستیں زیر تحقیقات تھیں۔

۱۹۷۴ء کے دوران بمبئی صنعتی تعلقات ایکٹ کے تحت ۲۶۱
معاملات میں مصالحت کرائی گئی۔ ۱۹۷۵ء میں (جولائی کے اختتام تک)
۲۴۷ معاملات میں سے ۲۹۳ معاملات طے کئے گئے۔

پرسنل مینجمنٹ اینڈ ایڈوائزری اسکیم کے تحت ۱۹۷۴ء کے دوران
۱۶۰ ہڑتالیں کامیابی سے ختم کرائی گئیں اور ۷۴ ہڑتالیں روکی گئیں

مہاراشٹر میں گذشتہ پانچ سال میں صنعتی تنازعات کی تعداد جن کا تصفیہ وغیرہ عمل میں آیا حسب ذیل ہے :

سال	معاملات کی تعداد جن کا تصفیہ ہوا	معاملات کی تعداد جو واپس لئے گئے یا جن پر زور نہیں دیا گیا اور جنھیں ختم قرار دیا گیا	معاملات کی تعداد جو فائل کئے گئے
۱۹۷۰ء	۹۶۲	۲,۰۹۶	۱,۴۵۵
۱۹۷۱ء	۱,۱۴۸	۲,۱۳۰	۱,۳۶۱
۱۹۷۲ء	۱,۲۴۲	۲,۶۱۶	۱,۷۲۳
۱۹۷۳ء	۱,۹۶۲	۲,۲۹۱	۲,۳۴۳
۱۹۷۴ء	۱,۶۰۰	۲,۷۶۴	۲,۶۵۹

ممبئی میں جسمانی طور سے معذور اشخاص کو فراہمیٔ روزگار کے سلسلے میں امداد دینے کا کام ان اشخاص کے لئے مقررہ خاص ایمپلائمنٹ ایکسچینج اور اضلاع میں عام دفاتر روزگار انجام دیتے ہیں۔

۱۹۷۵ء کے دوران ایمرجنسی سے قبل کی مدت میں ۷,۷۹,۳۹۳ کام کے دنوں کا نقصان ہوا تھا۔ لیکن اس کے بعد ایمرجنسی مدت کے دوران اس نقصان میں کمی ہوئی۔ جولائی ۱۹۷۵ء میں ۳۹,۹۰۵ کام کے دنوں کا نقصان ہوا تھا جبکہ اگست ۱۹۷۵ء میں صرف ۱۵,۹۰۸ کام کے دنوں کا نقصان ہوا۔

"دی ٹکسٹائل ایمپلائمنٹ (ڈی کیزولائیزیشن) اسکیم" برائے سوتی کپڑا ریاست میں نافذ العمل ہے۔ اس اسکیم کے تحت سال ۱۹۷۳ء اور ۱۹۷۴ء کے دوران درج شدہ مزدوروں کی تعداد اور عذر داروں کی تفصیل اگلے صفحہ پر دی گئی ہے۔

مزدوروں سے بہتر سلوک پالیسی کے تحت بعض مقررہ پیشوں میں غیر محفوظ محنتی مزدور، متاہماڑی وغیرہ کے کام کی حالت سدھارنے کے لئے اہم اقدامات کئے گئے۔

سال	رجسٹریشن	مطالبات	عذرداریاں	بحالی
بمبئی:				
۱۹۷۲ء	۳۰,۷۹۲	۳۳,۹۱۴	۴۰,۱۱۲	۱۸,۳۵۷
۱۹۷۱ء	۲۵,۸۶۶	۲۸,۱۴۵	۲۹,۶۰۹	۱۷,۴۷۰
۱۹۷۷ء (ختم جولائی)	۱۱,۵۶۰	۱۲,۴۶۲	۱۲,۹۶۹	۵,۹۱۹
شولاپور:				
۱۹۷۲ء	۸۳۶	۱,۰۱۰	۱,۸۳۱	۷۲۱
۱۹۷۱ء	۱,۰۷۸	۸۹۲	۱,۵۶۸	۶۴۳
۱۹۷۷ء (ختم جولائی)	۳۴۲	۸۰	۱۸۷	۵۷

ایمپلائمنٹ ایکسچینج

تیسرے پانچ سالہ منصوبے کی مدت کے دوران ایمپلائمنٹ ایکسچینج سروس" میں توسیع کی گئی۔ ایمپلائمنٹ انفارمیشن اور اسسٹنس بیورو ریاست میں اضلاع کے ۲۳ تعلقہ مقامات اور بلاک ڈیولپمنٹ علاقوں میں کھولے گئے۔

"یونیورسٹی ایمپلائمنٹ انفارمیشن اور گائیڈنس بیورو" چار مقامات یعنی بمبئی، پونے، ناگپور اور اورنگ آباد میں کھولے گئے۔ ان دفاتر میں پرائیویٹ اور پبلک سیکٹر اسٹڈی یونٹ قائم کئے گئے ہیں۔ 'اسٹیٹ ایمپلائمنٹ مارکیٹ انفارمیشن یونٹ' بمبئی میں واقع ڈائرکٹوریٹ میں قائم کیا گیا۔ پوتھا ایمپلائمنٹ سروس یونٹ اضلاع میں فراہمی روزگار کے ۳۱ دفاتر میں قائم کئے گئے ہیں۔

۱۹۷۰-۷۱ء میں 'ایمپلائمنٹ ایکسچینج' پنویل میں قائم کیا گیا۔ اسی طرح یونیورسٹی ایمپلائمنٹ انفارمیشن اور گائیڈنس بیورو کولھاپور اور کوئلے کی کانوں کے لئے اسپیشل ایمپلائمنٹ ایکسچینج، بالاپور، ضلع چندرپور میں اس سال کھولا گیا۔ "پرسنل وٹریننگ یونٹ بھی پنویل میں قائم کیا گیا تاکہ ان اشخاص کی بازآبادکاری کا کام انجام دیا جاسکے جن کی آراضی 'سڈکو' نے لے لی ہے۔ ٹی.وی سروسنگ اور ریپئرس میں تربیتی کورس امدادی اسکیم کے تحت تعلیم یافتہ بے روزگاروں کے لئے بھاگو بھائی مفت لال پالی ٹکنک، ولے پارلے میں جاری کیا گیا ہے۔ ناسک اور اکولہ میں ۱۹۷۲-۷۳ء میں گورنمنٹ انڈسٹریل ٹریننگ ورکشاپ قائم کئے گئے۔

تعلیم یافتہ بیروزگاروں کے لئے پروگرام

پلاننگ کمیشن کی ہدایات پر تعلیم یافتہ بیروزگاروں کے لئے "پانچ لاکھ جابس پروگرام" ۱۹۷۳-۷۴ء میں زیر عمل لایا گیا۔ اس پروگرام کا خاص مقصد یہ ہے کہ تعلیم یافتہ بیروزگار اشخاص کو ایسی تربیت دی جائے جس سے ان کی مہارت اور کام حاصل کرنے کی صلاحیت بڑھے۔

اس پروگرام کے تحت ڈائرکٹوریٹ آف ایمپلائمنٹ ۱۹۷۴-۷۵ء کے دوران حسب ذیل دو اسکیموں کو زیر عمل لایا:

پرائیویٹ سیکٹر ادارہ جات میں مہارت حاصل کرنے اور بڑھانے کے لئے تربیت اسکیم اور سرکاری ملازمتوں کے لئے جہاں غیر محفوظ کوٹہ بھرا نہیں ہے مندرج جاتیوں یا قبائل وغیرہ کے لئے تربیتی اسکیم۔

ان اسکیموں کے تحت تربیت پانے والے اُمیدواروں کو ریاستی حکومت کی جانب سے وظائف دیئے جاتے ہیں۔

ذیل میں ریاست میں گذشتہ پانچ سال میں دفاتر روزگار کے ذریعے اندراجات وغیرہ کے اعداد و شمار دیئے گئے ہیں:

سال	اندراجات	درخواستیں	اعلان کردہ خالی آسامیاں	تقررات	جاری رجسٹر سال کے اختتام پر
۱۹۷۱ء	۴,۷۵,۳۶۰	۳,۵۷,۸۸۰	۸۵,۲۵۳	۴۴,۱۸۴	۴,۲۹,۵۷۳
۱۹۷۲ء	۳,۹۶,۰۹۳	۳,۳۶,۱۱۷	۸۳,۱۶۳	۳۷,۷۰۵	۵,۹۷,۶۵۰
۱۹۷۳ء	۴,۴۰,۷۱۴	۴,۳۶,۱۲۶	۸۸,۵۶۷	۴۴,۰۴۸	۶,۹۷,۷۴۹
۱۹۷۴ء	۴,۱۶,۳۴۴	۳,۳۲,۲۹۱	۷۲,۰۸۲	۳۴,۴۵۱	۷,۰۶,۳۵۱
۱۹۷۵ء	۱,۳۹,۱۱۵	۱,۰۴,۶۰۳	۲۱,۶۲۸	۹,۱۲۰	۷,۰۵,۹۱۶

۱۹۷۴-۷۵ء کے دوران ڈائرکٹوریٹ نے دفاترِ فراہمیٔ روزگار کے تازہ رجسٹر میں درج مندرج جاتیوں/مندرج قبائل کے اُمیدواروں کی بمبئی، تھانے، پُونے اور ناگپور میں تین ماہ تربیت کے لئے ایک پروگرام یونیورسٹیوں اور پروڈکٹوٹی کونسل کے تعاون سے وضع کیا۔ تربیت کی مدت میں تربیت پانیوالوں کو مشاہرہ دیا گیا۔ اس اسکیم کے تحت کل ۹۷، مندرج جاتیوں اور مندرج قبائل کے اُمیدواروں نے تربیت پوری کی۔ اس کے علاوہ ۱۱ مندرج جاتیوں اور مندرج قبائل کے اُمیدواروں نے سرکاری اداروں میں تربیت پائی۔ اس اسکیم کے تحت معاوضہ کے طور پر ۶۲۹، ۹۰ روپے کی رقم تقسیم کی گئی۔

پرائیویٹ سیکٹر میں مہارت حاصل کرنے اور بڑھانے سے متعلق اسکیم بہت مقبول ہوئی لہذا اسے ۱۹۷۵-۷۶ء میں پبلک سیکٹر اداروں کے لئے بھی لاگو کر دیا گیا۔ اسکیم کے تحت تقرریات کا نشانہ ۱۰،۰۰۰ رکھا گیا ہے۔

دوسری اسکیم سرکاری ملازمتوں کے لئے جہاں محفوظ کوٹہ بھرا نہیں ہے، مندرج جاتیوں اور مندرج قبائل کے افراد کی تربیت سے متعلق ہے۔ اس اسکیم کے تحت ۱۹۷۵-۷۶ء کے لئے تقرریات کا نشانہ ۲،۰۰۰ رکھا گیا ہے۔ ان میں سے ۱۲۰۰ اُمیدوار مرکزی سیکٹر کے تحت ۱۹۷۴-۷۵ء کی بقیہ جگہوں پر اور بقیہ ۸۰۰ اُمیدوار اسٹیٹ سیکٹر کے تحت رکھے جائیں گے۔

سرکاری صنعتی تربیتی ورکشاپ میں صنعتوں میں ملازم اشخاص اور دیگر اشخاص کو ایک سال مختلف پیشوں میں ماہرانہ تربیت دی جاتی ہے۔ یہ تربیت مُفت دی جاتی ہے۔

مزدوروں کی بھلائی کے لئے سرگرمیاں

لیبر ویلفیئر بورڈ محنت کش طبقہ کی بھلائی کے کاموں میں لگاتار مصروف ہے۔ یہ ان کے لئے مختلف بھلائی کے پروگرام، نرسری اسکول، لائبریریاں اور پربری۔ ووکیشنل کلاسیس وغیرہ چلاتا ہے۔ ذیل میں بھلائی مراکز اور ان کے اراکین کی تعداد درج ہے:

سال	بھلائی مراکز کی تعداد	رکنیت
۱۹۷۱-۷۲ء	۹۳	۲،۴۶،۱۷۷
۱۹۷۲-۷۳ء	۱۱۰	۲،۶۵،۰۰۰
۱۹۷۳-۷۴ء	۱۲۶	۲،۸۸،۷۸۹
۱۹۷۴-۷۵ء	۱۳۸	۳،۱۷،۷۹۶

لیبر ویلفیئر بورڈ نے اب ایک ۱۵ سالہ تناسبی منصوبہ بنایا ہے جس کا صرفہ ۲۵ء۴ کروڑ روپے ہے۔ اس کا مقصد چھوٹے صنعتی قصبات میں بھی مزدوروں اور ملازمین تک رسائی ہے۔ ۲ اکتوبر ۱۹۷۲ء سے جاری اس منصوبے کے تحت کئی اسکیمیں زیر عمل لائی جا رہی ہیں تاکہ محنت کش طبقہ خصوصاً نوجوانوں اور بچوں کی صحت تندرستی، تعلیم اور قوت بخش غذا کے بارے میں دیرینہ ضروریات پوری ہوں۔

بورڈ نے اب تک ۱۷ سلم علاقوں یعنی بمبئی میں ۷، ناگپور میں ۳، اورنگ آباد میں ۲، شولاپور میں ۲، تھانے میں ۱، پونے میں ۱، اور اکولہ میں ۱۔ گندی بستی میں اپنے پروگرام جاری کئے ہیں اور بھلائی کی سہولتیں بہم پہنچائی ہیں۔

صنعتوں میں بلا رکاوٹ پیداواری کام جاری رکھنے کیلئے یہ ضروری ہے کہ مزدوروں کا تعاون حاصل کیا جائے۔ اس مقصد کے تحت حکومت نے انتظام میں مزدوروں کی شرکت کی اسکیم چتالی ڈسٹلیری، گورنمنٹ پرنٹنگ پریس، مہاراشٹر اسٹیٹ روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن، مہاراشٹر اسٹیٹ ٹیکسٹائل کارپوریشن اور اس کے زیر انتظام ملوں میں جاری کی ہے۔ حکومت کی زیر ملکیت زیر سرپرستی اور امداد پانے والے تمام دیگر صنعتی کارپوریشن نیز صنعتی یونٹ جنھیں حکومت چلاتی ہے اور صنعتی کوآپریٹیو یونٹ جلد ہی یہی طریقہ زیر عمل لانیوالے ہیں۔

اس اسکیم کے تحت بورڈ آف ڈائرکٹرز میں مزدوروں کے دو نمائندے یا ڈائرکٹروں کی کل تعداد کے چوتھائی حصہ کے برابر تعداد میں جو بھی زیادہ ہو، نمائندے مقرر کئے جاتے ہیں۔ مزدوروں کے نمائندے منظور شدہ یونینیں متعلقہ ادارہ جات کے مستقل ملازمین میں سے چُنتی اور نامزد کرتی ہیں۔ ان نمائندوں کو ادارے کے عہدیداران کے انتخاب کے سوا دیگر تمام انتظامی اُمور میں ووٹ دینے کا حق ہے۔

جہاں تک پرائیویٹ سیکٹر کا تعلق ہے، مرکزی حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ معاملہ منتظمین پر چھوڑ دیا جائے تاکہ وہ ہر یونٹ کی نوعیت کے لحاظ سے مزدوروں کی شرکت کا موزوں طریقہ وضع کریں۔ یہ معاملہ مزدوروں اور منتظمین کے نمائندوں پر مشتمل اسٹیٹ ایکس پائی کمیٹی

(مزید صفحہ ۳۳ پر)

اصلاحات اراضی اور سماجی و معاشی انقلاب

اصلاحات اراضی نے ترقی پذیر معیشت میں نئی اہمیت حاصل کرلی ہے کیونکہ یہ سماجی و معاشی انقلاب کی کنجی ہے۔ ان اقدامات کا مقصد یہ ہے کہ ملکیت اراضی کے معاملہ میں نابرابری ختم کر کے سماجی انصاف پر مبنی نیا زرعی ڈھانچہ قائم کیا جائے۔

دوسرا مقصد یہ ہے کہ راہ کی رکاوٹیں دور کر کے زرعی پیداوار زیادہ سے زیادہ بڑھائی جائے نیز زرعی و معاشی ترقی کے لئے راہ ہموار کی جائے۔

ریاست میں اصلاحات اراضی کے سلسلہ میں متعدد اہم اقدامات ۱۹۶۶ء سے قبل شروع کئے گئے تھے۔ ۱۹۶۶ء کے بعد ان میں تیزی پیدا کی گئی۔

لگان داری قوانین کا نفاذ

'زمین کا مالک کاشتکار' یہ پالیسی مغربی مہاراشٹر میں یکم اپریل ۱۹۵۷ء سے ودربھ میں یکم اپریل ۱۹۶۱ء سے اور مراٹھواڑہ خطہ میں یکم اپریل ۱۹۶۳ء سے ان علاقوں میں نافذ لگان داری قوانین میں ترمیم کر کے لاگو کی گئی۔ ۱۹۶۶ء تک کل ۹۴ء۷ لاکھ لگان داروں کو ۶۶ء۹ لاکھ ہیکٹر اراضی کا مالک قرار دے دیا۔ ۱۹۶۶ء سے ۱۹۷۵ء تک مزید ۷۷ء۳ لاکھ لگان داروں کو ۰۲ء۴ لاکھ ہیکٹر اراضی کا مالک قرار دیا گیا۔ دسمبر ۱۹۷۵ء کے اختتام تک کل ۷۱ء۱۱ لاکھ لگان دار ۶۹ء۱۳ لاکھ ہیکٹر اراضی کے معاملے میں مالک قرار دیئے جا چکے ہیں۔

حد بندی اراضی اور اس کا نفاذ

مہاراشٹر میں ۱۹۶۱ء ہی سے ضرورت مند اشخاص کو فالتو اراضی تقسیم کرنے کے لئے مثبت اقدامات کئے گئے جبکہ حد بندی اراضی قانون اولاً وضع کیا گیا تھا۔ مہاراشٹر زرعی اراضی (حد ملکیت میں کمی) اور (ترمیم) ایکٹ ۱۹۷۵ء جو کہ جولائی ۱۹۷۲ء میں منعقدہ وزرائے اعلیٰ کی کانفرنس میں وضع کردہ رہنما اصولوں پر مبنی ہے۔ ۲ اکتوبر ۱۹۷۵ء سے نافذ العمل ہے۔ نئے قانون کے تحت آب پاشی اراضی کی دو خاص اقسام کے لئے نئی حد بالترتیب ۲۸ء۷ ہیکٹر (۱۸ ایکڑ) اور ۹۲ء۱۰ ہیکٹر (۲۷ ایکڑ) رکھی گئی ہے۔ عارضی اور یقینی سینچائی والی اراضی نیز بعض یقینی بارش والے علاقوں میں بارانی دھان اراضی کے لئے ۵۷ء۱۴ ہیکٹر (۳۶ ایکڑ) کی حد مقرر کی گئی ہے۔ دیگر تمام خشک فصل اراضی کے لئے حد ۸۵ء۲۱ ہیکٹر (۵۴ ایکڑ) ہے۔ یہ کارروائی اب ۲۰ نکاتی پروگرام کا جز ہے اور حکومت نے اسے جون ۱۹۷۶ء کے اختتام تک پورا کر لینے کا فیصلہ کیا ہے۔ حکومت نے مقررہ مدت میں فالتو اراضی کی تقسیم کے لئے ایک پروگرام کا اعلان کیا ہے اس مقصد سے کل ۳۲۵ ٹریبیونل قائم کئے گئے ہیں تاکہ ایکٹ کے تحت فالتو اراضی کا تصفیہ کیا جائے۔ نیز فالتو اراضی کی تقسیم کے لئے ۲۹۶ ٹریبیونل قائم کئے ہیں۔

اب تک فاضل اراضی رکھنے والے اشخاص کی جانب سے ۸۶۰۰۰ جوابات پیش ہوئے ہیں جن کے بارے میں تحقیقات جاری ہے۔ اس کے بعد سے تقریباً ۶۰۰۰ کے معاملے میں تحقیقات مکمل ہو چکی ہے اور ۱۱۰۰۰ ہیکٹر اراضی فالتو قرار دی گئی ہے۔

توقع ہے کہ نئے ایکٹ کے تحت تقسیم کے لئے ۵۰ء۱ لاکھ ہیکٹر اراضی دستیاب ہوگی۔ پرانے ایکٹ کے تحت تقسیم کے لئے فی الحال دستیاب اراضی اور اب نئے ایکٹ کے تحت ملنے والی اراضی یکجا کر کے تقسیم کی جائے گی۔ فالتو اراضی کا پچاس فیصدی حصہ ایسے بے زمین اشخاص میں تقسیم کرنے کے لئے محفوظ رکھا جائے گا جو ہریجن جاتیوں، مندرج قبائل، وِمکت جاتیوں، خانہ بدوش قبائل اور پسماندہ طبقات سے تعلق رکھتے ہیں۔

فالتو اراضی کا سدھار

حکومت ہند نے فالتو اراضی پانے والے اشخاص کی مالی امداد کے لئے ایک اسکیم منظور کی ہے۔ اس اسکیم کے تحت زمین سدھار کے لئے ۱۰۰۰ روپے فی ہیکٹر کے حساب سے امداد (نصف حصہ بطور امداد

اور نقد (بطور قرض) دی جائے گی۔ نیز اس اسکیم کے مطابق دونوں موسموں میں ہر موسم کے لئے ۲۵۰ روپے کے حساب سے فصل امداد بھی دی جائیگی۔ 'اسمال فارمرس ڈیولپ منٹ ایجنسی' سوکھے علاقوں کے پروگرام اور کمانڈ ایریا ڈیولپ منٹ ایجنسی کے ماتحت آنے والے علاقوں میں یہ امداد نہیں دی جائے گی۔ یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اس امداد سے فائدہ اٹھایا جائے۔

اراضی ریکارڈ

اصلاحات اراضی کے تازہ اقدامات کے مدنظر اراضی حقوق ریکارڈ تاحال مکمل رکھنے کی ضرورت بڑھ گئی ہے۔ ریاست مہاراشٹر کے تمام علاقوں میں کافی پہلے سے یہ طریقہ رائج ہے۔ بہرحال حکومت نے ایک خاص مہم چلانے کے لئے مفصل ہدایات جاری کیں تاکہ ریکارڈ کو تاحال مکمل کیا جائے۔

جون ۱۹۷۵ء میں کل ۱،۹۰،۴۹۰ ترمیمی اندراجات کی تصدیق باقی تھی۔ امید ہے کہ مارچ ۱۹۷۶ء کے اختتام تک حقوق ریکارڈ تاحال مکمل کر لئے جائیں گے۔

کھاتے پستک

یکم جنوری ۱۹۷۶ء سے نافذالعمل کھاتے پستک اسکیم کے تحت ایک کتابچہ معمولی قیمت پر ہر مالک کو دیا جاتا ہے۔ اس میں حقوق ریکارڈ کی نقل اور کاشت اور فصل سے متعلق معلومات نیز محصول اراضی کی ادائیگی اور دیگر سرکاری بقایاجات کے بارے میں تفصیلات درج ہوتی ہیں۔ حال ہی میں حکومت نے مہاراشٹر اراضی ضابطہ میں ترمیم کا فیصلہ کیا تاکہ کھاتے پستک کے اندراجات کو قانوناً مستند قرار دیا جائے۔ بینک اداروں اور تمام سرکاری و نیم سرکاری محکمہ جات کے ساتھ معاملات میں یہ بنیادی دستاویز ہوگی۔

محصول اراضی کی یکسانیت

ریاست کے مختلف علاقوں میں نافذالعمل مختلف محصول اراضی قوانین میں یکسانیت کی ضرورت کے مدنظر ریاستی حکومت نے اسے ترجیح دی اور ۱۹۶۶ء میں ایک یکساں ضابطہ منظور کیا جو ۱۵ اگست ۱۹۶۷ء سے نافذالعمل ہے۔ دوسرا فوری کام یہ تھا کہ محصول اراضی ضابطے کے مطابق سرکاری اراضی کی فروخت کے لئے قوانین بنائے جائیں۔

معاملات کے تمام پہلوؤں پر خوب غور و خوض کے بعد سرکاری اراضی کی فروخت سے متعلق قوانین وضع کئے گئے اور مئی ۱۹۷۱ء سے لاگو کئے گئے۔ ایکٹ کے خاص قوانین میں نئی ترجیح بھی شامل ہے جس پر تقسیم کے مقصد سے عمل کیا جائے گا۔ ترجیحات یہ ہیں:

۱۔ ایک سالی پٹہ دار جو قانونی طور سے ۳۱ مارچ ۱۹۶۹ء کو سرکار سے پٹہ پر لی گئی اراضی کا مالک ہو۔

۲۔ کاشتکار جس کی اراضی حکومت نے عام مقصد سے لے لی ہو۔

۳۔ مسلح افواج کا برسرخدمت فرد، مجاہد آزادی، سابق فوجی، مندرج قبائل، مندرج جاتی، دیمکت جاتی، خانہ بدوش قبائل سے تعلق رکھنے والے اور نو بدھ جو خود اراضی کاشت کرنے کے لئے آمادہ ہوں۔

۴۔ ان پسماندہ طبقات کے علاوہ جن کا ذکر مذکورہ بالا (۳) میں کیا گیا ہے پسماندہ طبقات، پسماندہ طبقہ کا فرد جو خود اراضی پر کاشت کرنے کے لئے آمادہ ہو۔

۵۔ دیگر شخص جو خود اراضی پر کاشت کرنے کے لئے آمادہ ہو

حالانکہ بڑی تعداد ترجیح نمبر (۳) کے تحت آ گئی ہے تاہم امید ہے کہ آمدنی سے متعلق شرط سے (یعنی الاٹی کی آمدنی ۳۶۰۰ روپے سالانہ سے زیادہ نہ ہو) کمزور طبقات کے افراد کو فائدہ پہنچے گا۔

یکم مئی ۱۹۶۰ء سے جبکہ ریاست مہاراشٹر قائم ہوئی تھی ریاستی حکومت بے زمین اشخاص کو زمین تقسیم کرنے سے متعلق کام پر خاص توجہ دے رہی ہے۔ اب تک ریاست میں ۸۱،۰۰۰ سے زیادہ اشخاص کو ۸۵ء۱ لاکھ ہیکٹر سے زیادہ اراضی دی جا چکی ہے۔

فوجی جوانوں کے خاندان کے لئے اراضی

۱۹۷۱ء کی ہند و پاک جنگ کے بعد حکومت نے ملک کے دفاع میں مسلح افواج کے افراد کی نمایاں خدمات کا خاص طور سے خیال کیا اور فیصلہ کیا کہ عزت افزائی کے طور پر مسلح افواج اور سرحدی محافظ افواج کے افراد کے کنبوں کو کاشت کاری یا رہائش کے مقصد سے اراضی دی جائے جو مارے گئے ہیں یا مجروح و معذور ہو گئے ہیں یا انھیں بہادری کا صلہ ملا ہے۔ اب تک فوج کے ۸۰۵ مستحق افراد کو تبعنہ قیمت سے ۳۰۰۰ ہیکٹر اراضی کاشت کے لئے دی جا چکی ہے۔ مزید برآں ۳۰۰ میٹر اراضی فی نفر کے حساب سے گنوٹھانوں میں رہائشی مقاصد کے لئے دی گئی ہے۔

تقسیم اراضی کا پروگرام

۲۰ نکاتی پروگرام کے اعلان کے بعد یہ جائزہ لیا گیا کہ تقسیم کے بعد کتنی اراضی دستیاب ہو سکتی ہے۔ کافی بڑا علاقہ پروجیکٹ سے متاثر افراد کی باز آبادکاری اور دیگر مقاصد کے لئے محفوظ رکھا گیا تھا لیکن اب حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ان تمام تحفظات کو منسوخ کر کے اراضی، بے زمین اشخاص میں تقسیم کے لئے اکٹھا کی جائے۔ اس طرح دستیاب اراضی لگ بھگ ۸۷۰۰۰ ہیکٹر ہے۔ کلکٹروں کو خاص طور سے یہ ہدایت کی گئی ہے کہ مارچ ۱۹۷۶ء کے اختتام تک یہ تمام اراضی تقسیم کر دی جائے۔

بے زمین اشخاص خصوصاً پسماندہ طبقات کے افراد کی جانب سے اراضی کی بڑھتی ہوئی مانگ کو پورا کرنے کی غرض سے حکومت کی ۱۹۶۰ء سے برابر یہی کوشش رہی ہے کہ تمام دستیاب سرکاری اراضی کاشت کے لئے تقسیم کر دی جائے۔ چنانچہ سرکاری اراضی کا کافی بڑا حصہ اب تک بے زمین اشخاص کو تقسیم کیا جا چکا ہے جن میں زیادہ تر پسماندہ طبقات کے افراد ہیں۔ اس کوشش کے باوجود یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ سرکاری اراضی پر ناجائز طور پر قبضہ کرنے اور اسے زیر کاشت لانے کا رجحان دن بدن بڑھ رہا ہے۔

ایک حالیہ سرکاری جائزہ سے یہ پتہ چلا کہ ریاست بھر میں سرکاری خالی اراضی، جنگلاتی اراضی جو محکمۂ محصول کو منتقل کر دی گئی ہے نیز چراگاہی اراضی کا خاصا بڑا حصہ بری طرح سے غصب کیا گیا ہے اور زیادہ تر غاصبین پسماندہ طبقہ کے افراد اور ایسے بے زمین اشخاص ہیں جو کمزور طبقات سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان میں سے تقریباً سب ہی ایسے اشخاص ہیں جن کے پاس اس اراضی کے سوا جس پر انھوں نے ناجائز قبضہ کیا ہے کوئی اور ذریعہ معاش نہیں ہے۔ لہٰذا حکومت نے یہ طے کیا کہ اس طرح ناجائز قبضہ کے معاملے میں نرم رویہ اختیار کیا جائے نیز یہ احکامات جاری کر دیئے ہیں کہ دو ہیکٹر اراضی کی حد تک غاصبانہ قبضہ باضابطہ قرار دیا جائے جبکہ ناجائز قبضہ کرنے والے اشخاص بصورت دیگر مہاراشٹر محصول اراضی قوانین ۱۹۷۱ء کے مطابق سرکاری اراضی پانے کے مستحق ہوں۔

غصب کی گئی سرکاری اراضی کا کل رقبہ لگ بھگ ۱۹۷۰۰ ہیکٹر ہے اور مستحق معاملہ میں غاصبانہ قبضہ کی باضابطگی یا بصورت دیگر منسوخی کی کارروائی بہ یک وقت سال کے اختتام سے قبل اراضی کی تقسیم کی کارروائی کے ساتھ کی جائے گی۔

ادیباسیوں کو اراضی کی بحالی

مہاراشٹر محصول اراضی ضابطہ بابت ۱۹۶۶ء کے تحت ادیباسیوں کی زیر ملکیت اراضی کی منتقلی پر پابندی عائد کی گئی ہے۔ بہرحال ان قوانین کے باوجود یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ ادیباسیوں کی اراضی غیر ادیباسی اشخاص کے ہاتھ میں پہنچ رہی ہے۔ لہٰذا حکومت نے دو قانونی اقدامات کئے۔ ان قوانین کی رو سے اراضی قبائلی افراد کو (جبکہ وہ غیر قبائل کو منتقل کی گئی ہو) واپس کی جائے گی اور آئندہ اس قسم کی منتقلی کی سخت ممانعت ہوگی

مہاراشٹر اراضی محصول ضابطہ اور لگان داری قوانین (ترمیم) ایکٹ بابت ۱۹۷۴ء اس لحاظ سے اہم ہے کہ آئندہ تمام ادیباسی خواہ وہ مقررہ علاقہ میں مقیم ہوں یا نہ ہوں اس ایکٹ کے ماتحت آ جاتے ہیں۔ اس ایکٹ کی رو سے معملہ اصل ادیباسی مالکان اراضی کو ان کی تمام اراضی واپس ملے گی جو ۶ جولائی ۱۹۷۴ء سے قبل ناجائز کارروائی کے ذریعہ غیر ادیباسی اشخاص کے ہاتھ میں پہنچ گئی ہے۔ اس میں ۶ جولائی ۱۹۷۴ء کے بعد ادیباسیوں سے غیر ادیباسیوں کو زمین منتقل کرنے پر سخت پابندی عائد کی گئی ہے۔

ادیباسیوں کی اراضی کی ناجائز فروخت یا منتقلی کے بارے میں معلومات اکٹھا کرنے کی غرض سے تمام تحصیلوں اور ضمنی حلقہ داری دفاتر میں "ادیباسی سیل" قائم کئے گئے ہیں جہاں سماجی کارکن اور دیگر اشخاص جنھیں ادیباسیوں کے مسئلہ اراضی کو حل کرنے میں دلچسپی ہے ناجائز منتقلی وغیرہ کے بارے میں معلومات دے سکتے ہیں۔

اس قانون کے تحت اب تک ناجائز منتقلی کے بارے میں ۴۹۹۲ معاملات میں تحقیقات شروع کی گئی ہے۔ ان میں سے ۱۵۲۶ معاملات میں تصفیہ ہو چکا ہے، اور ۳۰۰۰ ہیکٹر اراضی ۷۲۳ قبائلی افراد کو واپس کی جا چکی ہے۔

اسی طرح مندرج قبائلیوں کو اراضی کی واپسی کے لئے مہاراشٹر ایکٹ بابت ۱۹۷۴ء کے تحت جو یکم نومبر ۱۹۷۵ء سے لاگو ہوا ہے اب تک ۲۵۰۲ معاملات میں تحقیقات شروع کی گئی ہے۔

انضمام ملکیت اراضی

ریاستی حکومت انضمام اراضی پروگرام جس کا مقصد ہمارے ملک میں کمیاب ذرائع زمین کا متناسب استعمال ہے... ۳۵ دیہاتوں میں پورے خلوص کے ساتھ زیر عمل لا رہی ہے۔ اس مقصد سے

ی راج

اراضی کے حصہ بخرے کی روک تھام اور انضمامِ منتشر ملکیت اراضی قانون ممبئی بابت ۱۹۴۷ء وضع کیا گیا تھا۔

مغربی مہاراشٹر میں اضلاع تھانے، قلابہ اور ممبئی مضافات کو چھوڑ کر دس اضلاع میں انضمام اراضی کا کام جاری ہے۔ بہرحال ودربھ میں ناگپور، چندرپور اور بھنڈارہ اضلاع میں یہ کام خاص توجہ سے انجام دیا جا رہا ہے جہاں انضمام کا زیادہ امکان ہے۔ مراٹھواڑہ میں قبل ازیں یہ کام صرف ضلع اورنگ آباد میں ہو رہا تھا۔ بہرصورت فی الحال یہ کام تمام اضلاع میں ہو رہا ہے۔

انضمام پروگرام تقریباً ۳۵،۰۰۰ دیہاتوں میں زیر عمل لایا جائیگا جو ۲۳۶،۶۹ لاکھ ہیکٹر علاقے میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ۳۰ ستمبر ۱۹۷۵ء تک انضمام پروگرام کے تحت ۱۲،۴۳۶ دیہاتوں میں کل ۱۰۵،۳۲ لاکھ ہیکٹر اراضی کے لئے انضمام کی کارروائی کی گئی۔ اُمید ہے کہ تقریباً ۲۰ سال میں یہ پروگرام پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے گا۔

صفحہ نمبر ۱۱ کا بقیہ

اس قسم کی کپاس کے بیج کاشتکاروں کو تقسیم کئے جا رہے ہیں اور ۷۵ تا ۹۰ فیصد زیر کاشت رقبہ میں بہتر بیجوں سے کاشت کی جا رہی ہے۔ اس عرصہ میں مرکز اور ریاست کے ہیکیج پروگراموں کو عملی جامہ پہنایا گیا جس کے تحت کاشت کے اصلاح یافتہ طریقوں پر عمل کیا گیا ہے۔ اور یہ دیکھا گیا ہے کہ کپاس کی فی ہیکٹر پیداوار بڑھ کر ۱۰۷٫۲ کیلوگرام ہو گئی۔

تیل کے بیج

مہاراشٹر میں تیل کے بیجوں کا زیر کاشت رقبہ ۱۷،۰۶ لاکھ ہیکٹر اور پیداوار ۲۹،۰۷ لاکھ ٹن ہے۔ ریاست کی تیل کے بیجوں کی اہم فصلیں مونگ پھلی، کسم، السی، تل، ہیں۔ تیل کے بیجوں کی فی ہیکٹر اوسط پیداوار ۸،۷۲ کیلوگرام فی ہیکٹر ہے۔ تیل کے بیجوں کی فصل بڑھانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اور اس کے لیے اصل تدبیر کاشت کے لئے بہتر بیجوں کا استعمال کھاد اور پودوں کے بچاؤ کے اقدامات ہیں ان روایتی فصلوں سے تیل کی ضرورت پوری نہیں ہوتی۔ اسی لئے سویا بین اور سورج مکھی جیسی غیر روایتی فصلیں اگائی گئی ہیں۔

چونکہ سویا بین سے تیل کم نکلتا ہے اس لئے یہ کسانوں میں مقبول نہیں ہے۔ لیکن سورج مکھی اپنی بہت خصوصیات کی وجہ سے ریاست میں مقبول ہو رہا ہے۔ چنانچہ ۱۹۷۴-۷۵ء میں سورج مکھی کا زیر کاشت رقبہ ۴۲،۰۰۰ ہیکٹر تک پہونچ گیا ہے۔

چھوٹے کسانوں کی مالی حالت بہتر بنانے کی تدابیر

چھوٹے کاشتکار۔ اور کھیت مزدور عام طور پر سرکار کی طرف سے شروع کئے گئے زرعی ترقی کے پروگراموں سے باہر ہی رہے اس لئے سرکار نے ان کے لئے "انٹیگریٹیڈ ایگریکلچر ڈیولپمنٹ اسکیم" شروع کی۔ اس اسکیم کے تحت نمونے کا بلاک ۱۹۶۵ء کے دوران تاس گاؤں ضلع سانگلی میں بنایا گیا اور یہاں کافی تجربہ حاصل کرنے کے بعد اسکیم کو ریاست کے ہر ضلع میں پھیلا دیا گیا۔

اس اسکیم کا اصل مقصد کم زمین رکھنے والے کسانوں اور کھیت مزدوروں کی مالی حالت کو بہتر بنانا ہے۔ اس مقصد کے لئے ان کی زمین کو آبپاشی کی سہولتوں کی فراہمی اور کاشت کے اصلاح یافتہ طریقوں کے استعمال کی حوصلہ افزائی اور اس کے علاوہ معاون پیشے جیسے مویشی پالنے یا مرغی خانے وغیرہ قائم کرنے کی سہولت مہیا کی جا رہی ہے۔ سرکار اس پروگرام کے تحت ہر سال ایک کروڑ روپیہ خرچ کر رہی ہے۔ مارچ ۱۹۷۵ تک اسی پروگرام پر ۵ لاکھ ۶۸ ہزار روپے خرچ کئے گئے۔ اس سے کمزور طبقات کو غریبی کی سطح سے اوپر آنے میں مدد مل سکتی ہے۔

ریسرچ سے حاصل شدہ نئے طریقوں کو تجربہ خانوں سے کاشتکاروں تک پہونچانا ضروری ہے۔ سرکار نے اس کے لئے پونہ میں محکمۂ زراعت کا اگریکلچرل انفارمیشن شعبہ قائم کیا۔ یہ شعبہ مختلف ذریعوں سے جدید ترین زرعی طریقوں کی معلومات، زرعی طریقوں کی معلومات، زرعی کارکنوں اور کسانوں تک پہونچا رہا ہے

صفحہ نمبر ۲۶ کا بقیہ

کے توسط سے پوری طرح سے زیر غور ہے۔

یہ اسکیم اولاً تیاری مال اور معدنی صنعتوں میں ایسے کارخانوں میں خواہ وہ پرائیویٹ، پبلک یا کوآپریٹو سیکٹر میں ہوں جاری کی جائے گی جن میں ۵۰۰ یا اس سے زیادہ مزدور درج رجسٹر ہوں۔

دفتر سے مراسلت کے دوران اپنے خط پر حوالہ نمبر ضرور درج فرمائیں
(جو آپ کے پتے کی سلپ کے اوپری حصہ میں درج ہوتا ہے)
آپ کے خط پر حوالہ نمبر درج ہو تو فوری توجہ دی جاتی ہے

پنچایت راج ترقی کا سرچشمہ

پنچایت راج کا مقصد یہ تھا کہ بنیادی سطح پر سرگرم جمہوریت قائم کی جائے تاکہ دیہی علاقے تیزی سے معاشی ترقی حاصل کریں۔ اور عوام میں، قومی کام میں عملی حصہ لینے کا جذبہ پیدا ہو۔ ضلع پریشد کی سرگرمی پر سرسری نظر ڈالنے ہی سے یہ بخوبی واضح ہوجاتا ہے کہ مہاراشٹر میں پنچایت راج کامیابی سے چل رہا ہے۔ اور اس نے ریاست کے دیہی علاقوں میں لوگوں پر زبردست اثر ڈالا ہے۔ زراعت۔ خاندانی منصوبہ بندی اور ابتدائی مدرسوں کے قیام وغیرہ کے معاملے میں پنچایتوں کی کارگذاری قابل تعریف ہے۔ یہ حیرت کی بات نہیں کہ دیہی باشندے ان اداروں کو دیہی علاقوں میں ترقی اور بھلائی سرگرمیوں کا سرچشمہ سمجھتے ہیں۔

یہ صحیح ہے کہ بعض شعبوں میں خاطر خواہ کامیابی نہیں ہوئی۔ اس کے کئی اسباب ہیں جن میں ذرائع کی محدودی سب سے نمایاں سبب ہے۔ بلونت رائے مہتہ اور نائک کمیٹیوں کی سفارشات کے مطابق پنچایت راج جماعتیں مہاراشٹر میں مئی ۱۹۶۲ء میں عالم وجود میں آئیں۔ جب مہاراشٹر ضلع پریشد اور پنچایت کمیٹی ایکٹ بابت ۱۹۶۱ء کے تحت ضلع پریشد اور پنچایت سمیتیاں قائم کی گئیں۔

مہاراشٹر میں ۲۵ ضلع پریشد ۲۹۶ پنچایت سمیتیاں اور تقریباً ۲۲,۴۰۰ گاؤں پنچایتیں کام کر رہی ہیں۔ ۲۹۶ پنچایت سمیتیوں میں سے ۴۴ قبائلی ترقیاتی بلاک ہیں۔

ضلع پریشدیں بالغ رائے دہندگی کے اصول پر منتخب ادارے ہیں اور دیہی ترقی کی تمام اسکیموں کو زیر عمل لانے کا کام ان کے سپرد ہے۔ ریاستی حکومت کی اسکیموں کے علاوہ ضلع پریشدیں ترقی اور بھلائی کے کاموں سے متعلق ہر اسکیم میں شریک کار ہیں۔

ضلع پریشدوں کی کل میزانیہ رقم مجموعی طور پر ۱۹۶۲-۶۳ء میں ۸۵٫۴۰ کروڑ روپے سے بڑھ کر ۱۹۷۵-۷۶ء میں ۱۳۱٫۲۲ کروڑ روپے ہوگئی۔ اس سے ضلع پریشدوں کے انتظامیہ پر بڑھتے ہوئے بار نیز دیہی ترقی کے کاموں میں پنچایت راج کی شرکت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔

اجتماعی ترقی پروگرام

اجتماعی ترقی اور پنچایت راج پروگراموں کا بڑا مقصد یہ ہے کہ اجتماعی

گذشتہ دس سالوں کے دوران دیہی پانی سپلائی پر ۵۰ کروڑ روپے کی رقم صرف کی گئی۔ اب ہر سال اوسطاً ۵، کروڑ روپے کی رقم دیہی پانی سپلائی پر خرچ کی جارہی ہے۔ تصویر میں ایک ٹنک نظر آرہا ہے جو دیہی نل پانی سپلائی اسکیم کے تحت ضلع ناسک کے بھالود گاؤں میں بنایا گیا ہے۔

ترقی اور پنچایت راج اداروں کے ذریعہ دیہی علاقوں کے انسانی اور مادی ذرائع کو بھرپور ترقی دی جائے اور لوگ بخوشی اس کام میں حصہ لیں۔ یہ پروگرام ترقی تعلیم، صحت عامہ، خاندانی منصوبہ بندی، قوت بخش غذا، دیہی پانی سپلائی۔ دیہی سڑک اور گاؤں کی صفائی وغیرہ سے متعلق ہیں۔ پانچویں پنج سالہ منصوبہ میں قوت بخش غذا خواتین اور چھوٹے بچوں کے لئے عملی پروگرام اور بینگی سکتی وغیرہ کے پروگرام بھی شامل کرلئے گئے ہیں۔

سال ۱۹۶۵ء کے آغاز سے حکومت نے ۲۱,۸۳,۱۵۰۰۰ روپے کی رقم مختلف اجتماعی ترقی کے کاموں پر صرف کی ہے۔ اسی لحاظ سے عوامی حصہ کی رقم بڑھ کر ۴۳,۹۰۰۰ روپے کردی گئی۔ ۱۹۷۴-۷۵ء میں جاری ابتدائی مدرسوں کی تعداد ۲۸,۸۸۲ ہے جبکہ ۱۹۶۵-۶۶ء میں یہ تعداد ۱۳,۷۰۳ تھی۔ اسی طرح سے ۱۹۷۴-۷۵ء میں جاری ابتدائی صحت مراکز کی تعداد ۴۲۰ ہے جو ۱۹۶۶-۶۷ء میں ۲۸۴ تھی۔

دس سال کے دوران کل ۱۹۲,۲۰۴ کلومیٹر کچی سڑکیں بنائی گئیں جن میں پہاڑی اور دور دراز علاقوں میں واقع سڑکیں شامل ہیں۔ پینے کے پانی کے لئے کل ۴۳۵۰,۲۱ کنویں کھودے گئے۔ اجتماعی ترقیاتی فنڈ سے چھوٹی آبپاشی پروگرام کے تحت کل ۲۶۴,۳۴ ہیکٹر اراضی زیر کاشت لائی گئی۔

زمین سدھار پروگرام کے تحت کل ۸۴,۷۳۵ ہیکٹر زمین کارآمد بنائی گئی اور ۶۶۰,۰۹۰ ہیکٹر پر بند بندی کی گئی۔ ۸۰,۸۱۰ کھاد کے گڑھے کھودے گئے جس سے کاشتکاروں کو کھاد کی فراہمی میں بڑی مدد ملی۔

اجتماعی سدھار پروگرام کے تحت کامیابی

مد	دوسرا پانچ سالہ منصوبہ	تیسرا پانچ سالہ منصوبہ	۱۹۶۹-۷۰ء	۱۹۷۰-۷۱ء	۱۹۷۱-۷۲ء	۱۹۷۲-۷۳ء	۱۹۷۳-۷۴ء
تقسیم شدہ کھاد کی مقدار (کوئنٹل)	۲۰,۷۴,۱۸۱	۹۸,۸۴,۲۷۱	۲۸,۰۶,۸۸۷	۳۶,۳۴,۰۴۱	۳۸,۵۴,۳۹۶	۲۸,۷۱,۱۹۴	۳,۷۶,۴۴۲
تقسیم شدہ بیج کی مقدار (کوئنٹل)	۲,۴۴,۱۷۱	۱۲,۹۱,۰۷۸	۱۲,۷۹,۹۹۷	۲,۶۲,۲۲۶	۲,۷۸,۱۹۹	۴,۸۰,۸۰۱	۵,۵۵,۹۰۴
مہیا کیے گئے بیل (تعداد)	۲,۶۰۳	۵,۴۲۸	۶۴۱	۳۱۶	۳۱۸	۱۹۰	۴۸۲
مزید رقبہ جو زیر سینچائی لایا گیا۔ ہیکٹر	۱۳۲,۵۸۶	۳,۷۰,۳۷۰	۵۹,۷۲۳	۶۱,۷۹۱	...	۳۲,۲۴۴	۲۷,۳۹۶
علاقہ جو سدھارا گیا۔ ہیکٹر	۴,۵۵,۵۵۰	۱۵,۶۰,۴۵۷	۲,۹۸,۴۹۷	۳,۸۵,۳۹۲ ۱۱,۸۶۴ ۸۲,۸۹۵	۴,۳۲,۹۴۴ ۵,۵۴۶ ۱۷,۳۶۶	۵,۹۹,۴۸۷	۱,۲۹,۹۶۶
تعمیر کردہ کنووں کی تعداد	۵,۱۱۱	۱۳,۳۳۶	۳,۸۶۰	۳,۲۰۰	۳,۵۱۶	۳,۱۸۹	۲,۷۳۱
بالغ افراد کی تعداد جنہیں تعلیم دی گئی۔	۲,۷۰,۰۰۱	۱۷,۸۱,۱۹۲	۱,۵۹,۵۴,۰۷۳	۳,۹۸,۸۴۸	۴۵,۷۸۶	۱,۰۳,۱۱۵	۲۲,۳۹۶
یوتھ کلبوں کی تعداد	۹,۸۸۷	۹,۳۰۳	۱۱,۰۹۵	۱۱,۹۰۵	...	...	...
میلا ستیوں کی تعداد	۹۹۸	۶,۳۱۵	۷,۷۱۴	۷,۷۱۴	...	...	...
تعمیر کردہ کچی سڑکیں (کلومیٹر)	۵,۷۲۰	۱۳,۱۶۲	۱,۵۱۷	۱,۴۶۱	۸,۹۹۴	۶,۹۸۳	۱۳,۳۱۳
تعمیر کردہ اسکولی عمارتیں (تعداد)	۳,۴۶۷	۷,۰۰۰	۲,۰۵۱	۱,۹۹۰	...	...	...
عوامی حصے کی رقم (روپیہ)	۳۵,۲۵۲	۶۲,۹۲۵	۳,۶۴۳	۴,۲۱۸	۴,۰۷۴	۴,۰۷۰	۳,۳۲۳
سرکاری خرچ (روپیہ)	۱,۸۲,۹۹۲	۳,۴۸,۰۶۷	۲۲,۳۶۷	۲۳,۳۱۲	۱۹,۹۸۸	۲۳,۳۲۵	۱۵,۶۵۳

حکومت نے پہاڑی علاقوں میں قبائلی لوگوں کو فائدہ پہونچانے کی خاطر مختصر المدتی زرعی قرض اسکیم جاری کی اس اسکیم کا نام "خاتمہ پانے خوشی اسکیم ہے" قبائلی لوگ ساہوکاروں سے جاری سطح پر سود لیتے تھے۔ اور سدا مقروض رہتے تھے۔ اس اسکیم کا مقصد یہ ہے کہ اس سماجی برائی کو ختم کیا جائے۔ اور خاص طور سے قبائلی افراد کے مختصر المدتی زرعی قرض کا بندوبست کیا جائے۔

اس اسکیم کے تحت ۶۶-۱۹۶۵ء سے ۷۴-۱۹۷۳ء تک ۲,۱۴,۲۵,۰۰۰ روپے کی رقم تقسیم کی جاچکی ہے۔ جس سے ۱,۹,۲۷۸ ادیباسیوں اور ۴۴,۴۵۴ غیر ادیباسیوں کو فائدہ پہنچا ہے۔ جو قبائلی علاقوں میں رہتے ہیں

دیہی پانی سپلائی

یہ نہایت ضروری ہے کہ ریاست کے تمام ۳۵,۷۷۸ دیہاتوں میں وافر مقدار میں پانی پینے کی سہولت بہم پہنچائی جائے۔ معمولی کنوؤں، بور کنوؤں اور نلوں کے ذریعہ صاف پانی کی بہم رسانی کی کوشش کی جاتی ہے۔

گزشتہ دس سال کے دوران دیہاتوں میں پانی کی فراہمی پر ۵۸ کروڑ روپے خرچ کئے گئے۔ اول سالوں میں رفتار ترقی قدرے سست تھی لیکن اب ہر سال اوسطاً ۵ و ۷ کروڑ روپے کی رقم صرف کی جارہی ہے۔

بین الاقوامی ادارے یونیسیف نے مہاراشٹر کو ۱۷ تیز رفتار "ڈرلنگ رگس" دیئے ہیں تاکہ پینے کے پانی کے بور کنویں کھودے جاسکیں نیز اس نے بور کنوؤں پر موجودہ پمپوں کے سدھار کے لئے تقریباً ۵,۲۰ لاکھ روپے کی مالی امداد بھی دی ہے۔

معمولی سینچائی پروگرام

معمولی سینچائی کے کام جن میں سے ہر ایک کے ذریعے ۱۰۰ ہیکٹر یا اس سے کم رقبہ پر سینچائی ہوتی ہے۔ اور ۵ لاکھ روپئے کم لاگت کی ہو۔ اسکیں ضلع پریشدوں کے سپرد کردی گئی ہیں۔

معمولی سینچائی کاموں کے ذریعہ جو ۱۹۶۲ء میں ضلع پریشدوں کے سپرد کئے گئے۔ اچھی طرح سیراب ہونے والا علاقہ ۴۰۰۰ ہیکٹر بھی نہ تھا۔ ۱۹۶۲ء کے بعد ان کاموں کی رفتار تیز کی گئی۔ اور بڑا علاقہ زیر آب پاشی لایا گیا۔

۳۰ جولائی ۱۹۶۲ء کو پیدا کی گئی کل گنجائش ۴,۷۸۶ ہیکٹر تھی اس کے بعد ۷,۶۲۴ کام شروع کئے گئے جن میں سے ۴,۴۸۲ مکمل ہوچکے ہیں۔ جن سے کل ۷,۷۰۰,۴۵۰ ہیکٹر آب پاشی گنجائش نکل آئی ہے اس سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ معمولی آب پاشی پروگرام کے تحت آب پاشی کی گنجائش میں نمایاں اضافہ ہوا۔

ریاستی حکومت کے پاس ۲۰ ایئر کمپریسر بلاسٹنگ یونٹ ہیں جن کے ذریعہ کنوؤں کو گہرا کیا جاتا ہے۔ اب تک ۵۶,۴۹۷ زرعی، کنوؤں کو گہرا کیا گیا۔

تیز رفتار ڈرلنگ رگس کی مدد سے گذشتہ دو سال کے دوران ۱۸۷ زرعی بور کنویں بنائے گئے۔ تاپی پورنا وادی کے سیلابی علاقوں میں مہاراشٹرا اسٹیٹ کوآپریٹو لینڈ ڈیولپمنٹ بنک کی جانب سے کاشتکاروں کو فرداً فرداً مہیا کئے گئے سرمایہ سے ٹیوب کنوؤں کی تعمیر کے لئے ایک پلان تیار کیا جارہا ہے۔

قوت بخش غذا پروگرام

ہندوستان میں ناکافی غذائیت کا سبب غربت ہے۔ اکثر لوگ کافی غذا حاصل کرنے سے قاصر ہیں۔ ناکافی اور ناقص غذا بچوں کی نشوونما کے لئے خطرناک ہے۔ لہٰذا اس کا تدارک یہی ہے کہ غذا اور عادت میں ایسی تبدیلی کی جائے جو کم خرچ ہو یا اس پر فاضل خرچ نہ آئے۔ مطلوبہ غذائیت پروگرام کا مقصد یہ ہے کہ دیہی غذا کو خود بہتر بنایا جائے یہ لازماً تعلیمی پروگرام ہے۔ اس پروگرام کے چار خاص حصے ہیں یعنی ترمیت، باغبانی۔ ماہی پروری اور پولٹری۔ ریاستی حکومت نے ۶۶-۱۹۶۵ء میں معمولی پیمانے پر یعنی بارہ حلقوں میں جنس کی شکل میں یونیسیف کی امداد سے پروگرام شروع کیا تھا۔ بہرحال ۷۰-۱۹۶۹ء سے مرکزی حکومت بھی اس پروگرام میں مدد دینے لگی۔

ریاستی حکومت کو ۱۵,۰۰۰ ہزار روپے فی حلقہ فی سال ابتدائی کاموں۔ باغبانی اور پولٹری اور ماہی گیری پر مکرر الوقوع اخراجات کے لئے مہیا کرتے تھے۔ غیر مکرر الوقوع اخراجات کے لئے مرکزی حکومت کا حصہ ۳,۴۰۰ روپے فی سال فی حلقہ تھا۔ یونیسیف سازوسامان بیج۔ گاڑی۔ کھاد اور لاگت تربیت کی صورت میں امداد دیتی ہے۔

ہماری ریاست میں اس پروگرام کے ۱۱۲ حلقہ جات ہیں۔ ہر حلقہ ۱۰ منتخب دیہاتوں پر مشتمل ہے۔

۱۱ تربیتی مراکز میں ضلع منڈل۔ بلاک منڈل اور گاؤں پنچایتوں کے ارکین

مدرسین گرام سیوکوں، بلاک ڈیولپمنٹ افسران، دائیوں، طبی افسران، توسیعی افسران اور پنچایت سمیتیوں اور ضلع پریشدوں کے افسران اور عہدے داروں کو تربیت دی جاتی ہے۔

اسکول غذائی پروگرام

اسکولی بچوں میں کیت غذا کے تدارک کے لئے ۱۹۶۸-۶۹ء میں ریاست کی زیر سرپرستی "اسکول غذائی پروگرام" شروع کیا گیا۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ اسکول میں بچے حاضر رہیں اور انھیں دو پہر کے کھانے میں قوت بخش غذا دی جا سکے۔ ادارہ "کیر مہاراشٹر" اس پروگرام کے لئے غذائی سامان مفت دیتا ہے۔ جس سے مختلف چیزیں مثلاً اپما، شیرا اور سکر پالی وغیرہ تیار کی جاتی ہیں۔ اور بچوں کو دی جاتی ہیں۔ بجٹ کی رقم، خرچ اور فائدہ اٹھانے والوں کی تعداد حسب ذیل ہے

اور ایوت محل کے منتخب قبائلی حلقوں میں زیر عمل لایا جا رہا ہے۔ یہ پروگرام ۱۹۷۰-۷۱ء سے کیر مہاراشٹر کی امداد سے زیر عمل لایا جاتا رہا ہے۔

۱۹۷۴-۷۵ء سے اضلاع دھولے اور چندر پور میں یہ فائدہ اٹھانے والے ۵۰,۰۰۰ مزید اشخاص کے لئے جاری کر دیا گیا ہے۔ انھیں بھی پوشٹک آہار کھانے کے لئے دیا جاتا ہے۔

حفظانِ صحت:

صنگی کمتی۔ اور گرام صفائی دیہی حفظانِ صحت کے دو اجزا ہیں۔ ریاستی حکومت نے دیہی صحت و صفائی کے معاملہ میں مشورہ دینے کے لئے ایک اعزازی مشیر مقرر کیا ہے۔

سال	تعداد اضلاع	تعداد حلقہ	مختص رقم	خرچ	فائدہ اٹھانے والوں کی تعداد
۱۹۶۸-۶۹ء	۳	۲۵	۱۲,۱۰,۰۰۰	۱۱,۳۸,۵۲۵	۹۴,۲۱۲
۱۹۶۹-۷۰ء	۳	۲۵	۱۲,۱۰,۰۰۰	۹,۰۷,۲۲۶	۱,۰۹,۳۴۶
۱۹۷۰-۷۱ء	۳	۲۵	۱۲,۱۰,۰۰۰	۸,۲۷,۴۵۷	۱,۱۸,۷۲۲
۱۹۷۱-۷۲ء	۳	۲۵	۱۰,۰۱,۰۰۰	۹,۱۲,۰۰۰	۱,۶۵,۵۲۵
۱۹۷۲-۷۳ء	۴	۳۰	۱۰,۰۱,۰۰۰	۹,۲۹,۳۴۱	۲,۲۵,۰۰۰
۱۹۷۳-۷۴ء	۴	۳۰	۱۰,۰۱,۰۰۰	۸,۲۵,۶۹۸	۲,۲۵,۰۰۰

۱۹۷۳-۷۴ء سے "کیر" نے غذائی امداد بند کر دی اور غذا برائے کام پروگرام کے لئے منتقل کر دیا۔ فیضیاب ہونے والوں کی تعداد بدستور ۲,۲۵,۰۰۰ رکھی گئی ہے۔ مہاراشٹر اسٹیٹ اسمال اسکیل انڈسٹریز ڈیولپمنٹ کارپوریشن ستمبر ۱۹۷۵ء سے تیار قوت بخش غذا "پوشٹک آہار" مہیا کر رہی ہے۔ جس میں ۲۹۶ کیلوریز اور ۱۹ گرام پروٹین وٹامن ہوتے ہیں

قبائلی علاقوں میں قوت بخش پروگرام

حکومت نے دیہی علاقوں کے کمزور طبقات میں کیت غذائی کو دور کرنے کے لئے قبائلی علاقوں میں ۶ سال تک کی عمر کے بچوں، حاملہ عورتوں، اور دودھ پلانے والی ماؤں کے لئے خاص غذائی پروگرام شروع کیا ہے۔ ۱۲ اضلاع یعنی تھانے، قلابہ، ناسک، دھولے، احمد نگر، پونے، ناندیڑ، ناگپور، امراوتی، بھنڈارہ، چندر پور

اسکیم کا مقصد یہ ہے کہ دیہی علاقوں میں سنڈاس بنائے جائیں۔ صفائی کے بندوبست کو بہتر بنایا جائے اور کھاد کے لئے فضلہ محفوظ کیا جائے۔
مہاراشٹر گاندھی سمارک ندھی، اکھوتر ڈپو نے خاص نمونے کے "گوپا سنڈاس" بنائے ہیں اور اب تک ۳۳,۶۳۷ قدمچے مفت فراہم کئے ہیں ریاستی حکومت ۱۹۷۰-۷۱ء سے خرچ کا ۵ فیصدی حصہ اس ندھی کو امداد دے رہی ہے۔

گرام صفائی پروگرام میں تشہیر پرچار اور نمائش وغیرہ شامل ہے عموماً گرام سیوک، مدرسین، طلبا اور صفائی انسپکٹران وغیرہ تشہیر میں حصہ لیتے ہیں کیونکہ اس پروگرام میں لوگوں نے زیادہ دلچسپی نہیں لی۔ لہٰذا اب یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ ریاست بھر میں "عام صفائی مہم" چلائی جائے ہر ضلع پریشد ۲۰۰ سنڈاس قدمچے خرید کر دیہاتوں خصوصاً جنتی دیہاتوں میں۔ مندرج جاتیوں۔ مندرج قبائل اور پس ماندہ طبقات کے افراد کو مفت فراہم کرے گی۔

۶۷-۱۹۶۶ء سے ۷۶-۱۹۷۵ء تک چھوٹی سینچائی پروگرام کے تحت خرچ اور مکمل کیے گئے کاموں کی تعداد پر سرسری نظر ڈالنے سے واضح ہوتا ہے کہ پروگرام کتنا بڑھا ہے۔

(چھوٹی سینچائی پروگرام)

سال	چھوٹی سینچائی کے مکمل کاموں کی تعداد	آب پاشی کی گنجائش (ہیکٹر میں)	خرچ (روپے)
۶۷-۱۹۶۶ء	۱۵۴	۳,۴۲۸	۲,۴۹,۲۷,۶۳۰
۶۸-۱۹۶۷ء	۱۹۸	۶,۲۵۲	۲,۶۵,۰۰,۰۰۰
۶۹-۱۹۶۸ء	۲۴۵	۷,۱۸۶	۳,۴۹,۶۵,۰۰۰
۷۰-۱۹۶۹ء	۲۰۲	۶,۹۲۶	۳,۹۹,۴۴,۰۰۰
۷۱-۱۹۷۰ء	۲۶۷	۸,۸۴۶	۳,۹۷,۴۲,۰۰۰
۷۲-۱۹۷۱ء	۲۲۱	۱۴,۰۸۶	۳,۵۶,۷۲,۸۷۵
۷۳-۱۹۷۲ء	۴۹۷	۶۳,۲۴۳	۶,۰۹,۳۶,۹۰۰
۷۴-۱۹۷۳ء	۶۲۱	۲۷,۲۰۴	۶,۹۳,۶۶,۰۰
۷۵-۱۹۷۴ء	۲۳۱	۲۰,۴۸۵	۹,۱۸,۲۷,۰۰۰
۷۶-۱۹۷۵ء	۱۱۲	۴,۸۹۸	۸,۱۶,۳۲,۰۰۰
	(۳۰ جون ۱۹۷۵ء تک)		(متوقع)

دیہی پانی فراہمی	مکمل کاموں کی تعداد	خرچ (رقم لاکھ روپے)
معمولی کنویں	۳۳,۲۱۶	۱,۱۶۰.۶۷۴
بور کنویں	۳,۹۶۴ (۲,۴۴۷ کارآمد)	۳۹۶.۰۰
نل پانی سپلائی اسکیمات	۹۲۶ (۱,۲۵ دیہاتوں پر حاوی)	۴,۲۴۷.۰۰

یہ کام ۱۹۷۲ء سے شروع کیا گیا تھا جبکہ یونیسیف نے مہاراشٹر کو چار ائیر ہیمر ڈریلنگ رگس دیئے تھے۔ اس وقت سے یہ کام جاری ہے

ایک ادیباسی عورت بانس کٹائی مشین پر کام کر رہی ہے۔ گاؤں پنچایتوں نے دیہی عوام کے لیے ہمہ جہتی سدھار پروگرام شروع کیے ہیں تاکہ گاؤں میں سماجی و معاشی حالت بہتر ہو۔ پنچایت راج نے عوام کو بہت متاثر کیا۔ وہ اسے ترقی و فلاح کا سرچشمہ سمجھتے ہیں۔

مہاراشٹر میں آبپاشی

ضلع شولاپور میں "اجانی بند" پر کام تیزی سے جاری ہے۔ اس پروجیکٹ سے جون ۱۹۷۶ء تک جزوی آب پاشی کی گنجائش نکل آئے گی۔

مہاراشٹر میں وسیع خطہ ایسا ہے جہاں بارش غیر یقینی اور کم ہوتی ہے ایسے حالات میں آب پاشی کی اہمیت جتانے کی ضرورت نہیں جو کاشت کے طریقہ میں رد و بدل کر کے زراعتی پیداوار اور زمین کی صلاحیتِ پیداوار بڑھانے کا بڑا ذریعہ ہے۔

لہٰذا آب پاشی کو پانچ سالہ منصوبہ میں ترجیح دی گئی۔ ریاست مہاراشٹر کی تشکیل کے بعد مختلف آبپاشی سہولتیں بہم پہنچانے کی رفتار تیز کی گئی تاکہ حالات قلت کا مقابلہ کیا جا سکے جو اکثر وقوع پذیر ہوتے ہیں۔

قبل از منصوبہ مدت کے دوران یعنی ۱۹۵۱ء سے قبل ریاستی سطح کے بڑے، درمیانی اور معمولی آب پاشی منصوبہ جات کے تحت سینچائی رقبہ ۴،۹۷،۲۲ لاکھ ہیکٹر تھا۔ ۱۹۵۱ء سے ۱۹۶۶ء تک کے منصوبہ جات کی مدت کے دوران مزید ۹۶،۹ لاکھ ہیکٹر پر آب پاشی ہونے لگی۔ اس طرح کل زیر آب پاشی رقبہ ۷۰،۵ لاکھ ہیکٹر ہوگیا۔ گذشتہ دس سال میں یعنی ۱۹۶۶ء سے ۱۹۷۶ء تک آب پاشی کی گنجائش ۷۵،۵ لاکھ ہیکٹر ہوگئی جس کا مطلب ہے کہ پچھلے پندرہ سال کی مدت کے مقابلے میں ڈھائی گنا اضافہ ہوا۔ اس طرح جون ۱۹۷۶ء تک کل زیر آب پاشی اراضی ۴۵،۱۳ لاکھ ہیکٹر ہوجائے گی۔ اس طرح زیر کاشت اراضی کا ۹،۶ فیصدی حصہ زیر آب پاشی آگیا ہے۔ ان اعداد میں کنوؤں سے سینچی جانیوالی اراضی شامل نہیں ہے۔

۱۹۵۱ء سے ۱۹۶۶ء تک ۱۵ سال کی مدت میں ایک بڑا دیر پروجیکٹ اور دیگر ۲۳ درمیانی پروجیکٹ مکمل کئے گئے جبکہ چار بڑے اور ۱۳ درمیانی پروجیکٹوں سے جزدی طور پر آب پاشی کی گنجائش بڑھی۔ ۱۹۶۶ء سے ۱۹۷۶ء تک چار بڑے پروجیکٹ گھوڈ، گیرنا، پورنا اور پوس نیز ۵۵ درمیانی پروجیکٹ مکمل کئے گئے۔ اس کے علاوہ تین بڑے پروجیکٹوں یعنی باغ، اسیادا اور مولا سے جن کی تکمیل آئندہ سال ہوگی، بڑے پیمانے پر مزید آب پاشی گنجائش نکلی ہے۔ کھڑک واسلہ، جائیک واڑی اسٹیج۔۱، بالائی گوداوری، کال اور تلسی پروجیکٹوں سے بھی جزدی طور پر آب پاشی کی گنجائش بڑھی ہے اور اسے استعمال میں لایا جارہا ہے۔ جون ۱۹۷۶ء تک کرشنا، کگوڈی اور پینچ پروجیکٹوں سے بھی جزوی گنجائش آبپاشی پیدا ہونے کی توقع ہے۔ اجّانی بند کا کام تیز رفتاری سے جاری ہے اور اس سے بھی جون ۱۹۷۶ء تک کچھ حد تک گنجائش آب پاشی بڑھے گی اسی طرح جون ۱۹۷۶ء تک چھ درمیانی پروجیکٹوں سے بھی پہلی مرتبہ جزدی آب پاشی گنجائش نکلے گی۔

چھوٹی آب پاشی

چھوٹے آب پاشی پروجیکٹوں کی تعمیر کا پروگرام بنایا گیا ہے تاکہ ایسے علاقوں کو جو بڑے اور درمیانی پروجیکٹوں کے حلقۂ اثر میں نہیں آتے نیز قلت زدہ اور ادیباسی علاقوں کو آب پاشی کی سہولت بہم پہنچائی جائے۔ ریاست میں ۱۹۶۶ء سے ۱۹۷۶ء تک دس سال کی مدت میں ۸۷،۵ چھوٹی آب پاشی اسکیموں کے ذریعہ کل ۶۶،۱۱ لاکھ ہیکٹر پر سینچائی کی گئی۔ پانچویں پانچ سالہ منصوبہ میں ۵۲۳ چھوٹے آب پاشی منصوبوں کی تکمیل کی توقع ہے جن میں سے ۲۱۲ اور ۲۷، پروجیکٹ بالترتیب جون ۱۹۷۴ء اور جون ۱۹۷۵ء تک پورے ہوچکے ہیں۔ جون ۱۹۷۶ء تک مزید ۵۷ پروجیکٹوں کی تکمیل کی توقع ہے۔

وزیر اعظم نے ۲۰ نکاتی پروگرام کے تحت بڑے پیمانے پر مزید سینچائی سہولتیں بہم پہونچانے کو اولین ترجیح دی ہے۔ توقع ہے کہ پانچویں پانچ سالہ منصوبہ کے بقیہ چار سال میں ملک میں مزید ۵۰ لاکھ ہیکٹر اراضی زیر آب پاشی آجائے گی۔

یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ رواں منصوبہ کے دوران ریاستی سطح پر آب پاشی پروجیکٹوں کے تحت ۸۵،۶ لاکھ ہیکٹر مزید آب پاشی گنجائش پیدا کی جائے۔ فی الحال منصوبہ کے اوّل سال کے دوران یعنی جون ۱۹۷۵ء تک تقریباً مزید ایک لاکھ ہیکٹر اراضی پر سینچائی کی گئی اور منصوبہ کے بقیہ سالوں کے لئے ۸۵،۵ لاکھ ہیکٹر اضافی گنجائش کا نشانہ رکھا گیا ہے۔

تخمینۂ مصارف میں اضافہ

اس سال سینچائی کا اصل نشانہ ۱،۱۵ لاکھ ہیکٹر اراضی تھا۔ لیکن اب یہ طے کیا گیا ہے کہ تین بڑے پروجیکٹوں یعنی بھیما، کوکڈی اور جائیک واڑی۔ اسٹیج۔۱ پر کام کی رفتار تیز تر کی جائے جنھیں

ضلع احمد نگر میں "مولا نہر" جو زراعتی اراضی کے بڑے حصے میں آب پاشی میں معاون ہے۔

ریاستی سیکٹر میں آب پاشی کی مہم کی وجہ سے پلان کے مطابق گنجائش
پلان کی مدت میں کیا گیا خرچ
حوالجات
(۱) خرچ کروڑوں میں
(۲) مجموعی گنجائش لاکھ ہیکٹر میں
(۳) اضافی گنجائش پلان کی مدت میں
اسکیل: ایک سینٹی میٹر = ۲۰ کروڑ روپے
ایک سینٹی میٹر = ایک لاکھ ہیکٹر
۴۳۶ کروڑ روپے
13.45 HECT.
7.75 HECT.
5.70 HECT.
107 CRORE Rs.
2.96 HECT.
2.74 HECT.
1951
1951-66
1966-67

قومی پُروجیکٹ قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ ان پُروجیکٹوں پر تخمینۂ مصارف ۱۹۱،۱ کروڑ روپے تک بڑھا دیا گیا ہے تاکہ جون ۱۹۷۶ء تک ۸۰،۱۷ ہیکٹر مزید گنجائش پیدا کی جاسکے۔

۱۹۵۱ء سے ۱۹۶۶ء تک ۱۵ سال کی مدت کے دوران تقریباً ۷۰،۱ کروڑ روپے کی رقم صرف کی گئی تھی جبکہ ۱۹۶۶ء سے ۱۹۷۶ء تک دس سال کی مدت کے دوران لگ بھگ ۳۶۴ کروڑ روپے کی رقم صرف کی گئی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اول پندرہ سال کے مصارف کے مقابلے میں گذشتہ دس سال کے دوران چار گنا زیادہ رقم خرچ کی گئی۔

ریاستی حکومت نے مئی ۱۹۷۳ء میں پانچ پُروجیکٹوں یا پروجیکٹوں کے مجموعہ کے لئے پانچ کمانڈ ایریا ڈیولپمنٹ اتھارٹیز (کیڈا) قائم کیں ان میں سے ہر ایک، ایک منتظم کے ماتحت ہے۔ اور ان کا کام یہ ہے کہ آب پاشی قوت کا استعمال بڑھائیں۔ ان پروجیکٹوں کے نام یہ ہیں: پورنا و جائیک واڑی پُروجیکٹ، گھوڑ، بھیما، گرنا و بالائی تاپی (ہتنور)؛ باغ، اتیادہ و پینچ اور کرشنا۔

ان دس پروجیکٹوں سے پورنا، گرنا اور گھوڑ پروجیکٹوں پر بھرپور آب پاشی قوت پیدا کرلی گئی ہے جبکہ باغ، اتیادہ اور جائیک واڑی پُروجیکٹوں کے تحت جزوی آب پاشی قوت پیدا ہوگئی ہے۔

یہ کیڈا، بڑی اہمیت کا حامل ہے جس سے آب پاشی قوت سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا کر اناج کی پیداوار بڑھائی جاسکے گی۔

جلگاؤں میں ہتنور سینچائی بند، زیر تعمیر ہے

آب پاشی کارپوریشن

ریاست میں آب پاشی شدھار کے موجودہ معیار کو بڑھانے اور آب پاشی قوت کو زیادہ سے زیادہ استعمال میں لانے کی غرض سے ریاستی حکومت نے ایک زبردست پُروگرام شروع کیا اور اس کے لئے نومبر ۱۹۷۳ء میں مہاراشٹر اِریگیشن ڈیولپمنٹ کارپوریشن (لمیٹیڈ) قائم کی گئی۔

اس کے تحت ۱۹۷۲ء میں شروع کی گئی تین سو چھیاسٹھ اُٹھاؤ آب پاشی اسکیمات یکم جنوری ۱۹۷۴ء کو اس کارپوریشن کے حوالے کردی گئیں تاکہ وہ ان کی تکمیل اور دیکھ ریکھ کرے۔ اکتوبر ۱۹۷۵ء تک ۳۰۵ اسکیمات مکمل کی جاچکی تھیں۔ جس سے ۶۴۳۰۰، ہیکٹر آب پاشی گنجائش نکل آئی ہے۔ بقیہ ۶۱ اسکیمات جون ۱۹۷۶ء تک مکمل ہوجائینگی جس سے مزید ۱۰،۳۰۰ ہیکٹر کی گنجائش نکل آئے گی۔

مہاراشٹر تین ندیوں یعنی کرشنا، گوداوری اور نرمدا کے پانی تنازعہ سے متعلق ہے۔ یہ تنازعات تصفیہ کی غرض سے ٹریبونل کے سامنے پیش کردیئے گئے تھے۔ ٹریبونل نے ۲۴ دسمبر ۱۹۷۳ء کو کرشنا کے پانی کے تنازعہ کا تصفیہ کیا۔ اس کے فیصلے کے مطابق مہاراشٹر کا حصہ ۵۶۵ ٹی۔ ایم۔ سی۔ رکھا گیا تھا۔ اس کے علاوہ ریاست کو آئندہ یہ اجازت نہ ہوگی کہ ایسے پُروجیکٹ زیر عمل لائے جس سے پانی کا بہاؤ مغرب کی طرف ہوجائے۔ مزید برآں ریاست کوینا پاور پُروجیکٹ کے لئے ۵،۶۷ ٹی۔ ایم۔ سی سے زیادہ مقدار میں پانی استعمال نہیں کرسکتی کیوں کہ

مراٹھواڑہ میں جائیک واڑی پروجیکٹ کے لئے نہر کی کھدائی کا کام بڑے پیمانے پر شروع کیا گیا ہے۔ جس میں ہزاروں مزدور لگے ہیں۔

خوش حالی کے لئے بجلی

پاور جنریشن کا ایک اہم پہلو دیہاتوں کو بجلی سے منور کرنے کا پروگرام ہے دیہاتوں کو اس طرح منور کرنے میں مہاراشٹر فیصد کے حساب سے پانچویں نمبر پر آتا ہے۔ دوسری ۴ ریاستیں اس طرح ہیں: ہریانہ، تامل ناڈو، کیرالا، اور پنجاب۔ تاہم برقیائے ہوئے دیہاتوں کی تعداد اگر سامنے رکھی جائے تو مہاراشٹر دوسرے نمبر پر آتا ہے جبکہ اتر پردیش کا نمبر پہلا ہے۔ برقی قوت سے پمپ چلانے کے معاملے میں مہاراشٹر دوسرے نمبر پر آتا ہے۔ پہلا نمبر، تامل ناڈو کا ہے۔ جہاں ۴ر۲۲ ، ۷ لاکھ پمپ برقی قوت سے چلتے ہیں۔

مارچ سنہ ۱۹۶۶ء کے آخر تک ۴۶۶۵ دیہات یعنی کل دیہاتوں کا ۱۴٫۹ فیصد برقیایا گیا تھا۔ اور ۴۴۰۴۴ زرعی پمپوں کو برقی قوت پہنچائی گئی۔ دسمبر سنہ ۱۹۷۵ء کے آخر تک ۱۹۴۲۹ دیہاتوں کو منور کیا گیا یعنی کل دیہاتوں کا ۵۳٫۸۰ فیصد بجلی سے فیض یاب ہوا۔ اور ۴۶۱۹۰۴ زرعی پمپوں کو برقی قوت پہنچائی گئی۔ علاوہ ازیں ریاست کے مجموعی زرعی کنوؤں کے ۷۰ فیصد کو بجلی سے چلنے والے پمپ لگا دیئے گئے ہیں۔

جہاں تک الیکٹریسٹی بورڈ کے بجلی ترقی پروگرام کا تعلق ہے سنہ ۱۹۷۵ء کے آخر تک بجلی پیدا کرنے کی قائم کردہ گنجائش کو ۱۵۲۶ میگا واٹ تک بڑھا دیا گیا ہے جبکہ سنہ ۱۹۶۵-۶۶ء میں یہ گنجائش ۵۰۳ میگا واٹ تھی۔ یہ اضافہ ۳۰۰ گنا ہے۔ سنہ ۱۹۶۵ء میں انرجی جنریشن ۲۷۵۱ میگا واٹ تھا۔ جبکہ سنہ ۱۹۷۴ء میں ۶۸۰۰ میگا واٹ ہوا۔ یعنی تقریباً تین گنا بڑھ گیا۔

مہاراشٹر میں بجلی کا فی کس استعمال سنہ ۱۹۶۵ء میں ۱۰۶ یونٹ تھا۔ سنہ ۱۹۷۴ء میں ۱۷۸ یونٹ ہو گیا۔

پاور جنریشن پروگرام

فی الحال پاور جنریشن ۱۷۰۰ سے ۱۸۵۰ میگا واٹ تک ہو رہا ہے جبکہ گنجائش ۲۱۸۵ میگا واٹ تک کی ہے۔ اس میں مندرجہ ذیل ذرائع سے پیدا ہونے والی بجلی شامل ہے۔ ہائیڈرو جنریشن ویر: ۴۴۲۵ x ۲ میگا واٹ؛ ہائیڈرو جنریشن کوئنا اسٹیج تین پروجیکٹ کے تحت

ریاستی پاور جنریشن کا ایک اہم مقصد دیہاتوں کو بجلی سے روشن کرنا ہے۔ اسٹیٹ الیکٹریسٹی بورڈ نے بجلی رسانی کے علاقہ میں نوے فیصدی ہریجن بستیوں کو بجلی سے منور کر دیا ہے۔

راشٹر، بمبئی میں کوئنا پروجیکٹ کا رسیونگ اسٹیشن

۸۰×۱ میگاواٹ اور تھرمل جنریشن تحت کورڈی اسٹیج ایک پروجیکٹ ۱۲۰×۱ میگاواٹ (یونٹ نمبر ۲) یہ سب ۱۹۷۵ء کے نصف اوّل سے شروع ہو چکے ہیں۔

کورڈی میں تیسرے اور چوتھے ۱۲۰ میگاواٹ یونٹوں کے کام تیزی سے کئے گئے ہے۔ توقع ہے کہ بالترتیب فروری و مئی ۱۹۷۶ء تک یہ دونوں یونٹوں سے بجلی پیدا ہونے لگے گی۔ کوئنا کا دوسرا یونٹ جلد شروع ہونے کی توقع ہے۔ نیز تیسرا یونٹ مارچ ۱۹۷۶ء اور چوتھا یونٹ ستمبر ۱۹۷۶ء شروع ہونے کی توقع ہے۔ اسی طرح ویترنا کا ۶۰ میگاواٹ ہائیڈل اسٹیشن جنوری ۱۹۷۶ء اور بھاٹگر کا ۱۶ میگاواٹ ہائیڈل اسٹیشن جولائی ۱۹۷۶ء تک شروع ہونے کی توقع ہے

الیکٹری سٹی تھرمل اسٹیشنوں سے اپریل ۱۹۷۵ء سے جو بھی بجلی حاصل ہو رہی ہے وہ ۵۰۰۰ کلوواٹ / گھنٹے / سال کے برابر ہے جو اسی مدت کے لئے کل اوسط گنجائش ۴۲۰۰ کلوواٹ / گھنٹے / سال کے مقابلے میں قابل قدر ہے۔

آئندہ تین سال میں بجلی کی ۸۰۰ میگاواٹ کمی کو پورا کرنے کے لئے حکومت مہاراشٹر نے اس سلسلے میں اپنے اقدامات میں تیزی پیدا کردی ہے۔ حکومت نے مرکزی حکومت سے درخواست کی ہے ۱۹۷۳ء اور ۱۹۷۴ء کے دوران پیش کی گئیں۔ نئی اسکیمات کو منظوری دے دے۔ نیز یہ بھی درخواست کی گئی ہے کہ چندرپور کے ۱۳۰۰ میگاواٹ تھرمل پاور اسٹیشن کو ان چند سپر پاور تھرمل اسٹیشنوں میں شامل کرے جو مرکزی حکومت ملک کے مختلف حصوں میں قائم کرنا چاہتی ہے۔

تا حال مرکز کے سامنے مندرجۂ ذیل اسکیمات پیش کی گئی ہیں۔
چندرپور پروجیکٹ : ۱۳۰۰ میگاواٹ کھاپرکھیڑ توسیعی پروجیکٹ ۲۱۰ میگاواٹ امریز پروجیکٹ ۴۰ میگاواٹ پارلی توسیعی پروجیکٹ ۱۱۰ میگاواٹ نہوا شیوا پروجیکٹ ۲۰۰ میگاواٹ ٹرامبے ۵ ٹاٹا۔ توسیعی پروجیکٹ ۵۰۰ میگاواٹ ان سب کی مجموعی گنجائش ۲۴۴۰ میگاواٹ ہے۔ بڑی اسکیمات کی تکمیل کے لئے پانچ سال لگیں گے چند اسکیمات پانچویں پلان کی مدت میں مکمل نہیں ہو سکیں گی۔ لہٰذا ۸۰۰ میگاواٹ کی متوقع کمی کو فوری طور سے پورا کرنے کے لئے ریاستی حکومت نے انھیں تدریجی طور پر مکمل کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اسی لئے مرکز سے امداد کی ضرورت ہے۔ جن دیہاتوں میں بجلی پہنچائی گئی ہے وہاں کی ہریجن بستیوں کا ۹۰ فیصد حصہ الیکٹری سٹی بورڈ نے منور کر دیا ہے۔
(مزید صفحہ 52 پر)

— ● —

صفحہ نمبر ۵۲ سے آگے

ڈیولپمنٹ کارپوریشن لمیٹیڈ بھی اپنے اپنے علاقے کی ترقی کا کام کر رہی ہیں۔

ڈیولپمنٹ کارپوریشن آف کونکن لمیٹیڈ جو ۳ دسمبر ۱۹۷۰ء کو پرائیویٹ لمیٹیڈ کمپنی کے طور پر قائم کی گئی تھی خطہ کونکن میں دستیاب خام مال کی بنیاد پر صنعتوں کو فروغ دیتی ہے۔

ریاست میں بڑھتی ہوئی بیروزگاری کے مسئلہ کو حل کرنے کے لئے بھی اقدامات کئے گئے ہیں۔ اس خیال سے کہ مقامی لوگ صنعتی میدان میں روزگار کے مواقع سے برابر فیضیاب ہوں، حکومت نے یہ پالیسی اختیار کی ہے کہ بڑی، درمیانی اور چھوٹی صنعتوں میں انتظامی شعبہ میں پچاس فیصدی ملازمتیں اور دیگر درجوں میں ۸۰ فیصدی ملازمتیں متعلقہ ادارے مقامی لوگوں کو دیں۔ اس پالیسی کے موثر نفاذ کے لئے اپریل ۱۹۷۳ء میں ڈائرکٹوریٹ آف انڈسٹریز میں ایک علیحدہ شعبہ (سیل) قائم کیا گیا ہے۔

ایمرجینسی کے اعلان اور معاشی ترقی کے لئے وزیراعظم کے بیس ۲۰ نکاتی پروگرام سے نیا جذبہ پیدا ہوا ہے اور منصوبہ بند ترقی کے لئے تمام کوششوں کو نیا رُخ اور مقصد دیا گیا ہے جس سے بالآخر معاشی ترقی اور سماجی انصاف کے دُہرے مقاصد کے حصول میں کامیابی حاصل ہوگی۔ (گوشوارہ صفحہ 52 پر)

مویشیوں کی افزائش - ایک ثانوی پیشہ

مویشیوں کی افزائش نسل کسی بھی ملک میں ایک ایسا امدادی پیشہ ہوتا ہے جو کسانوں کے لئے زائد پیشہ اور آمدنی کا ذریعہ مہیا کرکے ایک اہم امدادی کردار ادا کرتا ہے۔ اس کے علاوہ مویشی دودھ انڈے گوشت جیسی اعلیٰ قوت بخش غذا اور ساتھ ہی تجارتی اہمیت کی دوسری اشیا مثلاً اون ، ربڑ وغیرہ بھی مہیا کرتے ہیں۔

۱۹۵۰ء سے پہلے مویشیوں کی افزائش کے سلسلے میں منتخب افزائش نسل کے ذریعہ مقامی مویشیوں کو بہتر بنانے پر زیادہ زور دیا جاتا تھا۔ لیکن چونکہ اس طریقہ سے دودھ کی پیداوار میں اضافہ کی رفتار کافی سست تھی۔ مرکزی

حکومت نے انٹنسیو کیٹل ڈویلپمنٹ پروجیکٹ (آئی سی ڈی پی) کے نام سے ترقی کی مہم کا آغاز کیا۔ اور اس کے مطابق ریاستی حکومت نے فریزین جرسی وغیرہ جیسے اعلیٰ نسل کے مویشیوں کے ساتھ مقامی مویشیوں کی مخلوط افزائش نسل کا پروگرام شروع کیا۔ چنانچہ سنہ ۱۹۷۰ء کے بعد ریاست میں پونے، میرٹھ، چپلون، جالنہ، ناگپور اور دھولیہ کل چھ آئی سی ڈی پی قائم کئے گئے جن پر تقریباً دو لاکھ مویشیوں کا احاطہ کرتے ہیں۔ اسی غرض سے پروجیکٹ کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے جہاں ابھی حال میں افزائش (آرٹی فیشل انسیمی نیشن) کے پانچ علاقائی مرکز قائم کئے گئے۔ امراوتی میں ایک آئی سی ڈی پی قائم کیا گیا اور بھنڈارہ اور کولہاپور میں مزید دو پروجیکٹ قائم کئے جائیں گے۔

آئی سی ڈی پی شروع کرنے سے پہلے ایک ایسے علاقہ میں جہاں کم رقبہ کے اندر افزائش نسل کے قابل مویشیوں اور بھینسوں کی تعداد ۵ تا ۱۰ ہزار کے درمیان ہو۔ دراصل مویشیوں کی ہمہ جہتی افزائش کی غرض سے کی ویلیج اسکیم شروع کی گئی تھی۔ فی الحال ریاست میں ایسی ۳۹ کی ویلیج اسکیمیں موجود ہیں۔

آرٹی فیشل انسیمی نیشن یا مصنوعی طریقوں سے افزائش نسل کے کام میں ویٹرنری عملہ کو تربیت دینے کی غرض سے پونہ کے مقام پر ایک انسٹی ٹیوٹ قائم کیا گیا ہے۔ جہاں ہر سال ۲۴۰ امیدواروں کو ٹریننگ دی جا سکتی ہے۔ دھولے میں بھی ان انسی مینیٹر کی ٹریننگ کے لئے ابھی حال میں ایک ٹریننگ سنٹر قائم کیا گیا۔

اب ریاست بھر میں ضلع وار آرٹی فیشل انسیمی نیشن سنٹروں کی تعداد ۲۰ ہے جو کی ویلیج سنٹروں اور افزائش نسل کے ذیلی مرکزوں کے لئے سیمن بنک یا مادہ تولید کے بنکوں کا کام انجام دیتے ہیں۔

ابھی حال میں یعنی جنوری سنہ ۱۹۷۶ء میں ۵ اور ۱۲۷ لاکھ روپے اعلیٰ نسل کے مویشیوں کی افزائش کا فارم قائم کرنے کی منظوری حاصل ہوئی یہ فارم ڈوساچند رپور میں قائم کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ ڈنمارک کی ڈینش انٹرنیشنل ڈویلپمنٹ ایجنسی کرکی کے مقام پر منجمد مادہ تولید کا بنک قائم کرنے کی غرض سے قرض دینے اور پونے میں انسٹی ٹیوٹ وٹرنری بائیولوجیکل پروڈکشن کے قیام کے لئے ساز و سامان مہیا کرنے پر آمادگی ظاہر کی ہے

مرغبانی کی ترقی

ریاست میں مرغبانی کی ترقی کا مقصد مرغیوں اور انڈوں کی پیداوار میں اضافہ کے ذریعہ کاشتکاروں کو امدادی پیشہ مہیا کرنا ہے۔ ریاست قومی راج

میں مرغی خانوں کی پیداوار ۱۹۶۱ء میں ۷۷ و ۱۰۵ لاکھ سے بڑھ کر ۱۹۷۱ء میں ۶۰ و ۱۱۷ لاکھ ہوگئی۔ ریاست میں مرغی کا گوشت تیار کرنے کی صنعت قائم ہو گئی جو فی الحال بمبئی پونے علاقہ کو ہر ماہ ایک لاکھ چوزے سپلائی کر رہی ہے۔ دس سال پہلے ریاست میں برائلر صنعت کا وجود نہیں تھا۔

انٹنسیو پولٹری ڈویلپمنٹ پروگرام کے تحت مجموعی طور پر ۱۴۱ ۱۲ مرغی خانہ قائم کئے گئے۔ ان میں کوآپریٹیو بنیاد پر کام کرنے والے ۱۷ بڑے مرغی خانے سرکاری امداد کے ذریعہ قائم کئے گئے۔ پولٹری کوآپریٹیو سوسائٹیوں میں حکومت کا کل سرمایہ ۲۷ و ۱ کروڑ روپے ہے

فی الحال ریاست میں ۱۴ انٹنسیو پولٹری بلاک کام کر رہے ہیں۔

یہ ایک مربوط اسکیم ہے۔ جو بنیادی سامان جیسے اعلیٰ قسم کے چوزوں کی فراہمی۔ انڈوں سے چوزے نکالنے، متوازن خوراک مہیا کرنے علاج کی سہولتوں اور مرغیوں کی افزائش نسل کی ٹریننگ اور مال کی فروخت کے انتظام کے ذریعہ مرغبانی کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔ مرغبانوں کو مرغی خانوں کے قیام اور افزائش اور پرورش کی عملی تربیت دینے کے لئے ۳۲ پولٹری ڈیمانسٹریشن سنٹر قائم ہیں جہاں تربیت کی وافر سہولتیں موجود ہیں۔

پونے کولہاپور ناگپور اورنگ آباد اور دھولے میں پانچ مرکزی چوزہ خانے اصیل مرغیوں کی نسل کو قائم رکھنے اور ان کی تعداد بڑھانے میں مصروف ہیں۔ اور ان کے ذریعہ کاشتکاروں کو مرغی خانوں کے قیام کے لئے بہتر جنس کے چوزے مہیا کرنے کا انتظام ہے۔ پونے، کولہاپور، دھولے، اورنگ آباد، ھرپکاؤں اور کرڈواڑی میں اچھی نسل کے چھ مراکز ہیں جہاں سے چوزے مہیا کئے جاتے ہیں۔

پونے کولہاپور میں دو پولٹری ایکسٹنشن سنٹر قائم ہیں جو سائنسی طریقوں پر مرغبانی سے دلچسپی رکھنے والے اشخاص کو ٹریننگ دیتے ہیں۔

بھیڑ بکریوں کو فربہ بنانے اور اُن کے اون کو بہتر بنانے کی غرض سے ریاست میں ۱۴ شیپ بریڈنگ سنٹر قائم کئے گئے ہیں

ریاست میں ۶۸ بکری ڈویلپمنٹ سوسائٹیاں قائم ہوئیں اور ان کو حکومت نے ۱۷۷ ہزار لاکھ روپے قرض دیا۔

مویشی بھیڑ مرغی اور سوروں کی کراس بریڈنگ کا پروگرام شروع ہونے مویشیوں کے علاج کی سہولتوں میں توسیع کی ضرورت شدت کے ساتھ محسوس کی جا رہی ہے۔ فی الحال ریاست میں ۱۱ پولی کلنک ۵۵ ویٹرنری اسپتال ۲۲۱ دواخانوں اور ۵۳ ذیلی دواخانوں ۱۱۸۳ امدادی

(مزید صفحہ ۔۔۔ پر)

ماہی گیری کی ترقی

مہاراشٹر کا ساحل ۷۲۰ کیلو میٹر طویل ہے۔ ریاست میں مچھلی کی کل پیداوار کا بیشتر حصہ سمندر سے حاصل ہوتا ہے۔ ماہی گیری کی پیداوار جو ۱۹۶۵-۶۶ء میں ۱,۴۹,۰۰۰ میٹرک ٹن تھی ۱۹۷۴-۷۵ء میں ۳,۶۴,۰۰۰ میٹرک ٹن تک پہنچ گئی۔ دس سال کے عرصہ میں تقریباً ۱۳۵۰ ماہی گیر کشتیوں کو میکنائزڈ کیا گیا اور ان کی کل تعداد جو اس دہائی کے آغاز پر ۱۸۳۰ تھی ۱۹۷۴-۷۵ء میں ۲,۹۶۵ ہو گئی۔ مچھلی کے تخم کی پیداوار کی کل قیمت ۷.۹ لاکھ سے ۷۵.۰۷ لاکھ ہو گئی یعنی تقریباً ۱۰ گنا بڑھ گئی ہے۔ مچھلی کی برآمدات جو ۱۹۶۵-۶۶ء میں برائے نام تھی یعنی سال میں صرف ۴۴ لاکھ روپے وہ اب ۷½ کروڑ روپے تک پہنچ گئی ہے۔

ماہی گیر جو اب تک غیر منظم تھے کوآپریٹیوز میں شامل کر لیے گئے اور فشریز کوآپریٹیوز کی تعداد جو ۱۹۶۵-۶۶ء میں ۲۵۷ تھی اب ۴۶۵ تک پہنچ گئی ہے۔ فشریز کوآپریٹیوز مچھلی کی فروخت کا انتظام کر رہی ہیں۔ مچھلی کو محفوظ رکھنے کے لیے برف کے کارخانے اور فریزنگ پلانٹ قائم کر رہی ہیں۔ اور برف کے کارخانے اور سرد گودام جن کی تعداد ۱۹۶۵-۶۶ء میں ۷ تھی اب ۱۲ ہو گئے ہیں۔ پوری ریاست میں
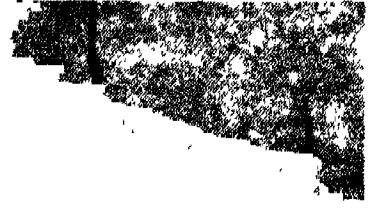
ماہی گیری امداد باہمی جماعتیں، مچھلی کی فراہمی اور فروخت وغیرہ کے میدان میں نمایاں کام انجام دے رہی ہیں۔

برف کے کارخانوں اور سرد گوداموں کی کل تعداد ۶۶-۱۹۶۵ء میں ۶۶ تھی اب ۷۵-۱۹۷۴ء میں دو گنا سے زیادہ یعنی ۱۲۸ ہو گئی ہے ۔

اندرونی علاقوں میں ماہی گیری:

ماہی گیری کو ریاست کے اندرونی علاقوں میں ترقی دینے کی کافی گنجائش ہے لیکن اس کام میں اصل رکاوٹ مچھلی کی مانگ اور ریاست میں قابل حصول مچھلی کے تخم کی مقدار کا فرق ہے ۔ اب مچھلی کے تخم مغربی بنگال سے درآمد کیے جا رہے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ریاست کو مچھلی کے تخم کی پیداوار میں خود مکتفی بنانے کی کوششوں میں بھی ریاستی سرکار کی جانب سے تیزی پیدا کی جا رہی ہے ۔ چنانچہ مچھلی کے تخم کی پیداوار جو ۶۶-۱۹۶۵ء میں صفر تھی ۔ ۷۵-۱۹۷۴ء میں ۵ کروڑ ۵۱ لاکھ تک پہنچ گئی ۔ مچھلی کے تخم فراہم کرنے والے یونٹوں کی سرگرمیاں ۶۶-۱۹۶۵ء میں صرف ریسرچ تک محدود تھیں اور جن کی تعداد صرف تین تھی اب ۲۵ ہو گئے ہیں ۔ مچھلی کی پیداوار بھی ۲۰۰ میٹرک ٹن سے بڑھ کر ۱۵۰۰ میٹرک ٹن ہو گئی ہے ۔ مچھلی کی پیداوار کے تین اہم اضلاع رتناگیری، تھانے اور قلابہ ہیں ۔ ۷۱-۱۹۷۰ء کے دوران کل ایک کروڑ ۳۴ لاکھ روپے کی لاگت سے ڈسٹرکٹ فشرمین کوآپریٹیو سنگھ قائم کیے گئے ۔ یہ ضلع کوآپریٹیو پردھ بینک ہیں جن میں مچھلی کی پیداوار ان کی تیاری اور فروخت کا کام واحد ادارہ انجام دیتا ہے ۔

مافکو یونٹس کی کارکردگی

نام یونٹ	سرمایہ (قیمت لاکھوں میں)	پیداوار جس کا کاروبار ہوگا
بیکن فیکٹری	۴۹	سور کا گوشت ۔ اور کینڈ گوشت
پولٹری ڈریسنگ پلانٹ	۲۵	منجمد سرد کی ہوئی پالٹری منجمد سرد سبزیاں منجمد سرد آم
بمبئی کولڈ اسٹور اور فریزنگ پلانٹ	۴۲	منجمد سرد مچھلیاں منجمد سرد گوشت ، منجمد سرد بھینس کا گوشت
پونہ کولڈ اسٹور	۲۰	آلو کا اسٹوریج ڈیری پیداوار اور بیج
کوریگاؤں کولڈ اسٹور اور فریزنگ پلانٹ	۲۸	آلو کا اسٹوریج ۔ منجمد سرد بھینس کا گوشت برائے برآمدات اور منجمد سرد سبزیاں
ناگپور ڈسٹری بیوشن یونٹ	۲.۵۰	تمام مافکو پیداوار کی فروخت اور پیاز کی تجارت
اورنگ آباد ڈسٹری بیوشن یونٹ	۰.۵۰	تمام مافکو پیداوار کی فروخت اور پیاز کی تجارت

ماہی گیری کی ترقی کا تقابلی جائزہ

	۶۶-۱۹۶۵ء	۷۵-۱۹۷۴ء
۱۔ میرین فشریز		
(i) میکانائزڈ کی گئی کشتیوں کی تعداد	۱۸۴۰	۲۹۶۵
(ii) کل ماہی گیری (سالانہ) :	۱،۴۹،۰۰۰ م ٹ	۳،۶۴،۰۰۰ م ٹ
(iii) مالیت :	۲۰۹۰.۰۷ لاکھ روپے	۱۷،۵۵۰.۷ لاکھ روپے
(۲) برآمد (الف) مقدار	۵۱۴ م ٹ	۱۴۱۵۵ م ٹ
(ب) مالیت	۴۳ لاکھ روپے	۵.۷ کروڑ روپے
(۳) کوآپریٹیوز کی تعداد	۲۵۷	۴۶۵
(۴) آئسنگ اینڈ کولڈ اسٹوریج پلانٹ		
(اے) کل تعداد	۶۶	۱۲۸
(بی) کوآپریٹیو شعبہ میں	۷	۱۲
(سی) کارپوریٹ شعبہ میں	--	۴
(ڈی) پبلک سیکٹر میں	۲	--
۴۔ پروسیسنگ یونٹس		
(اے) کل تعداد	--	۷۷
(بی) کوآپریٹیو شعبہ میں	--	۴
(سی) کارپوریٹ شعبہ میں	--	۱
(ڈی) پبلک سیکٹر میں	۱	--
(۵) مچھلی کے تخم کی پیداوار (اسپاون) لاکھ میں	.	۵۵۱
(i) مچھلی کے تخم پیدا کرنے والے یونٹ	۲	۲۵
(ii) فراہمی کے لیے ذخیرہ (لاکھ میں)	۲۰۰	۶۳۱
(iii) پیداوار (اسپاون)	۲۰۰ میٹرک ٹن	۱۵۰۰ میٹرک ٹن
(iv) قیمت لاکھوں میں	۴۰ روپے	۲۷۳ روپے

مہاراشٹر نے ہمیشہ ہی سے اس بات کو شدت کے ساتھ محسوس کیا ہے کہ آبادی میں دھماکہ خیز اضافہ ہو رہا ہے۔ اس کا ثبوت اس کارکردگی سے ملتا ہے جو اس نے خاندانی منصوبہ بندی کے محاذ پر پچھلی دہائی میں دکھائی ہے۔ ۱۹۶۰ء سے ۷۳-۱۹۷۲ء تک ریاست نے خاندانی منصوبہ بندی کے گیارہ قومی انعامات حاصل کئے ہیں۔ یقیناً یہ ایک قابل قدر کارنامہ ہے۔

حکومت مہاراشٹر نے نہایت خلوص و تندہی کے ساتھ ۱۹۶۰ء میں خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام پر تیزی سے عمل درآمد شروع کیا، جبکہ آبادی پر کنٹرول حاصل کرنے کے لئے حکومت نے ایک بالکل ہی انوکھی، ترقی پسند اور دور رس نتائج کی حامل پالیسی اپنائی۔ خاندانی منصوبہ بندی پروگرام پر جس تیزی سے عملدرآمد شروع کیا گیا ہے وہ اس بات سے ظاہر ہے کہ صرف ایک سال کی مدت میں یعنی ۶۸-۱۹۶۷ء میں ۳۳۲۲۲۹ نس بندیاں کی گئیں یعنی سابقہ دس سالوں میں جتنی ہوئی تھیں ان سے دگنا سے بھی زیادہ تعداد میں نس بندیاں کی گئیں۔

عوام کو آبادی میں ہونیوالے دھماکہ خیز اضافہ کا احساس دلانے کے لئے ریاستی حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ ان خاندانوں کو بعض رعایتوں، امدادوں اور سہولتوں سے محروم کیا جائے جو اپنے خاندان کو زیادہ سے زیادہ تین زندہ بچوں کی حد تک یا اگر پہلے ہی سے خاندان تین بچوں کی حد سے آگے بڑھ گیا ہو تو موجودہ حد تک محدود نہیں رکھتے۔ پندرہ اگست ۱۹۶۸ء سے اس فیصلہ کو مؤثر بنا یا گیا ہے۔

مزید برآں زائد ترغیبات کے طور پر خاندانی منصوبہ بندی کے لئے نس بندی کے طریقے کو اپنانے والے افراد اور اس سلسلے میں بطور "مددگار" کام کرنے والے افراد کو نقد رقومات کی پیش کش کی گئی۔

خاندانی منصوبہ بندی کے میدان میں ریاست کی کارگذاری کا اندازہ اس امر سے بخوبی کیا جا سکتا ہے کہ اس نے ۱۹۶۹ء سے ۱۹۷۳ء تک گیارہ قومی خاندانی منصوبہ بندی انعامات حاصل کئے۔ اس نمایاں کامیابی سے حوصلہ پا کر اس نے اب نس بندی آپریشن وغیرہ کا نشانہ دوگنا کر دیا ہے اور یہ طے کیا ہے کہ ۱۹۸۱ء تک یہ شرح پیدائش ۲۰ فیصدی فی ہزار تک گھٹائی جائے۔ پروگرام کا مقصد یہ ہے کہ خاندان چھوٹا ہو اور معیار زندگی بلند ہو۔

اس تصویر میں ایک گاؤں کا فیملی پلاننگ سینٹر نظر آ رہا ہے۔

اس نئی پالیسی کے نتیجے میں اور اس کے ساتھ ہی " مددگار اسکیم" کے نفاذ کی وجہ سے خاندانی منصوبہ بندی تمام فرقوں میں اور تمام طبقات میں ۔ نچلے ، متوسط اور اعلیٰ نیز دیہی اور شہری طبقات میں عام ہوگئی ہے۔

دسمبر ۱۹۷۵ء کے اخیر تک ریاست میں ۳۰،۷۳ لاکھ افراد کے نس بندی آپریشن کئے گئے۔ مجموعی طور سے (ستمبر ۱۹۷۵ء کے اخیر تک) مہاراشٹر میں بلحاظ آبادی ہر ہزار میں ۵۵،۳۹ افراد پر یہ عمل کیا گیا ہے جبکہ ہندوستان میں اس کا تناسب فی ہزار ۲۸،۳ ہے۔ ریاست مہاراشٹر میں ۹۷ لاکھ شادی شدہ جوڑے ایسی عمر میں ہیں جو ابھی بچے پیدا کر سکتے ہیں۔ اُن میں سے ۲۵،۶ فیصد جوڑے خاندانی منصوبہ بندی کے مختلف طریقوں سے محفوظ کر لئے گئے ہیں جبکہ ایسے محفوظ کئے گئے جوڑوں کا تناسب ۳۰ ستمبر ۱۹۷۵ء تک ہندوستان بھر میں ۱۶،۱ فیصد ہے۔

طبی اسقاط حمل قانون ۱۹۷۲ء کے نفاذ کے بعد آئی۔ یو۔ ڈی۔ دایاں بھی کافی مقبول ہوگئی ہیں۔ اسی طرح ٹیوبکٹومی آپریشن بھی عورتوں میں مقبول ہوتا جارہا ہے۔ کوشش کی جارہی ہے کہ طبی اسقاط حمل اور خاندانی منصوبہ بندی خدمات میں اشتراک و تعاون پیدا کیا جائے اور طبی اسقاط حمل کے لئے مزید سہولتیں بہم پہنچائی جائیں جس کے لئے ڈاکٹروں کو باقاعدہ تربیت دی جارہی ہے نیز ہسپتالوں اور رضاکارانہ اداروں، مقامی جماعتوں اور خانگی پراکٹشنروں کی جانب سے چلائے جانیوالے سازوسامان رکھنے والے نرسنگ ہوموں کو منظوری دی جارہی ہے۔ یکم اپریل ۱۹۷۲ء سے نومبر ۱۹۷۵ء تک ریاست میں ۵۸۴۰۰ سے زائد طبی اسقاطِ حمل کئے گئے ہیں۔ اب تک ۳۶۱ اداروں اور ۸۷۷ ڈاکٹروں کو طبی اسقاط حمل کے لیے منظوری دی گئی ہے۔

یہ ضرور ہے کہ دوسری ریاستوں کے مقابلہ میں اس ریاست میں بہت کچھ کام کیا گیا ہے۔ تاہم ریاستی حکومت کو اس بات کا احساس ہے کہ اس سلسلہ میں ہنوز بہت کام باقی ہے۔ لہٰذا حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی کو زیادہ سے زیادہ اہمیت دی جائے حال ہی میں وزیر اعلیٰ شری ایس۔ بی چوان، جنھیں بہبود خلائق امور سے

(مزید صفحہ ۸۶ پر)

خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کی ابتداء سے اب تک نس بندی آپریشن

مدت	مردوں کی نس بندی	عورتوں کے آپریشن	کل تعداد
۱۹۵۷ء سے ۱۹۶۱ء تک	۲۵،۴۴۰	۱۵،۷۴۸	۴۱،۱۸۸
۱۹۶۱-۶۲ء سے ۱۹۶۵-۶۶ء تک	۱،۵۷،۷۷۷	۶۱،۴۶۴	۲،۱۹،۲۴۱
۱۹۶۶-۶۷ء	۴۳،۳۷۵	۲۲،۲۴۰	۶۵،۶۱۵
۱۹۶۷-۶۸ء	۲،۸۶،۸۶۷	۴۵،۴۶۲	۳،۳۲،۳۲۹
۱۹۶۸-۶۹ء	۲،۰۶،۵۸۴	۶۶،۴۵۰	۲،۳۳،۰۴۴
۱۹۶۹-۷۰ء سے ۱۹۷۳-۷۴ء تک	۱،۱۳،۶۸۲	۵،۳۵،۸۷۲	۱۶،۷۲،۸۵۵
۱۹۷۴-۷۵ء	۹۱،۲۷۹	۱،۴۶،۸۸۱	۲،۳۸،۱۶۰
۱۹۷۵-۷۶ء (دسمبر ۱۹۷۵ء تک)	۹۹،۶۰۳	۱،۳۱،۸۶۱	۲،۳۱،۴۶۹

مہاراشٹر میں سیاحت کا فروغ
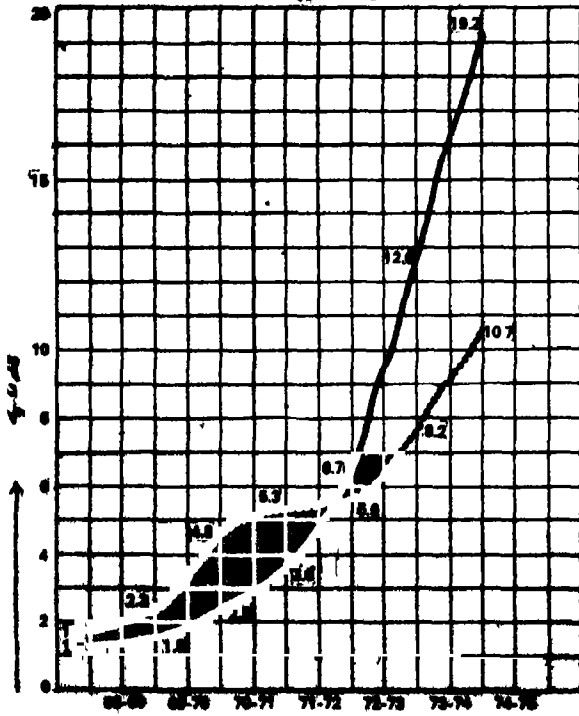
ڈائرکٹوریٹ آف ٹورزم ، گورنمنٹ آف مہاراشٹر ۔

رسیاحت کے جاری کردہ "سونیر" سیاحوں میں بہت مقبول ہوئے
۱۹۷ء میں سیاحوں نے ۲۸ و ۶ لاکھ روپے کی مالیت کے "سونیر"
ورنشانی خریدے ۔

ہندوستان آنے والے غیر ملکی سیاحوں میں سے ۴۵ فیصدی مہاراشٹر آتے ہیں۔ گذشتہ پانچ سال کے دوران مہاراشٹر آنے والے سیاحوں کے اعداد ایک سابقہ سال کے مقابلے میں ہونے والے فیصد اضافے کے اعداد حسب ذیل ہیں ۔

سنہ ۱۹۷۱ء : ۱٫۶۲٫۵۰۰ — ۷ ۱۲

سنہ ۱۹۷۲ء : ۱٫۸۵٫۲۰۰ — ۱۳ ۹ ۔

ہندوستان میں سیاحت کے قومی نقشے میں مہاراشٹر ایک اہم مقام رکھتا ہے ۔ شٹر کا صدر مقام بمبئی شہر ہندوستان کا ایک دروازہ ہے ۔ مہاراشٹر میں تقریبا ب کچھ ہے جو ایک ملک کسی غیر ملکی سیاح کو پیش کر سکتا ہے ۔

۱۹ء : ۲,۲۱,۴۰۰ — ۱۹،۵

۱۹ء : ۲,۲۸,۴۰۰ — ۳،۲

۱۹ء : ۲,۵۱,۱۰۰ — ۱۰

ڈائرکٹوریٹ آف ٹورزیم (نظامت سیاحت) بطور ڈائرکٹوریٹ پبلسٹی کے ایک چھوٹے سے شعبے کے ۱۹۶۰ء میں قائم کیا گیا تھا۔ تاہم سیاحت کی بڑھتی ہوئی اہمیت اور سیاحوں کے لئے مہاراشٹر کی عظیم خوبیوں کے پیش نظر ریاستی حکومت نے ۱۹۶۹ء میں ایک علیحدہ مکمل ڈائرکٹوریٹ آف ٹورزیم قائم کیا۔ اس ڈائرکٹوریٹ کا خاص کام ریاست میں واقع سیاحوں کی دلچسپی کے مقامات کو دنیا کے سامنے پیش کرنا اور سیاحوں کے لئے بنیادی سہولتیں اور دیگر متعلقہ ضروریات فراہم کرکے سیاحت کو فروغ دینا ہے۔

اس ڈائرکٹوریٹ نے اپنی ابتداء ہی سے ریاست میں مختلف کارنامے نمایاں انجام دئیے ہیں۔ اور متعدد اسکیموں پر عمل درآمد شروع کر دیا ہے جن میں سے چند اہم مندرجہ ذیل ہیں
ہالی ڈے کیمپ، سیاحوں کا انتظام، اشتہاری مواد کی تیاری، سیاحتی سوونیروں کی تیاری اور فروخت اور ٹورسٹ سنٹروں پر بنیادی سہولتوں کی فراہمی۔ ڈائرکٹوریٹ آف ٹورزیم نے اپنے قیام سے لے کر ۱۹۷۴ء تک جو رقومات صرف کئے ہیں۔ ان کے اعداد وشمار اس طرح ہیں
۱۹۶۹ء میں سات لاکھ روپئے

مہاراشٹر پہلی ریاست ہے جس نے ہالی ڈے کیمپ قائم کئے ہیں۔ فی الحال ایسے ۱۸ کیمپ ہیں جن میں ۱۵۰۰ سے زیادہ اشخاص کی گنجائش ہے تصویر میں مہابلیشور کا خوبصورت ہالی ڈے کیمپ نظر آرہا ہے۔

دفتر سیاحت مہاراشٹر کے اندر اور باہر بھی کسی بھی مقام تک خاص جماعتی سیاحت کا انتظام کرتا ہے۔ اس مقصد سے دفتر چھ لگزری کوچ اور دو مِنی بسیں چلاتا ہے۔

۱۹۷۰ء میں ۷،۳۶ لاکھ روپئے
۱۹۷۰-۷۱ء میں ۳۶ لاکھ روپئے
۱۹۷۱-۷۲ء میں ۳،۶۰ لاکھ روپئے
۱۹۷۲-۷۳ء میں ۷،۶۱ لاکھ روپئے اور
۱۹۷۳-۷۴ء میں ۸،۵۸ لاکھ روپئے۔

سیاحوں کو مختلف قسم کی سہولتیں فراہم کرنے کی غرض سے جن بڑی ترقیاتی اسکیمات پر ڈائرکٹوریٹ نے عمل کیا وہ حسب ذیل ہیں :

ہالی ڈے کیمپ :

ہندوستان بھر میں مہاراشٹر پہلی ریاست ہے جس نے ہالی ڈے کیمپ کھولے۔ یہ ہالی ڈے کیمپ اس طرح واقع ہیں۔
اجنٹا (فردا پور میں) اکلولی، امبولی، اورنگ آباد، بھنڈاردرہ، چکلدا، کارلا، کھنڈے تلاؤ، خلد آباد (ایلورہ کے قریب) مہابلیشور، ماتیران، مہسال، مُرُوڈ، جنجیرہ، پنچ گنی، پنہالہ، تورن مال، دہرشیوری اور وارد ھا۔ ان ہالی ڈے کیمپوں میں مجموعی طور پر ایک ہزار پانچ سو

ورہ سکتے ہیں۔ اس اسکیم کا بنیادی مقصد ہے سستی اور صاف ستھری
ش مہیا کرنا۔ اور متوسط طبقے افراد کو سیاحت کے بہتر مواقع فراہم
۔ گزشتہ پانچ سالوں میں سیاحوں کی تعداد سال بہ سال بڑھتی ہی رہی
ان سے موصول ہونے والی آمدنی بھی بڑھتی رہی۔ اعداد و شمار حسب
ہیں۔

۱۹۷۰-۷۱ء میں چالیس ہزار سیاح ۴۰ر۲ لاکھ روپئے آمدنی
۱۹۷۱-۷۲ء میں چالیس ہزار چھ سو سیاح ۷ر۲۶ لاکھ " "
۱۹۷۲-۷۳ء میں ۴۳ ہزار دو سو سیاح ۳ لاکھ " "
۱۹۷۳-۷۴ء میں ۴۸ ہزار سیاح ۴ لاکھ " "
۱۹۷۴-۷۵ء میں اکیاون ہزار پانچ سو سیاح ۴۰ر۵ لاکھ " "

زیر انتظام سیاحتیں

کم خرچ میں اور مشکلات بغیر سفر کرنے اور دلچسپی کے مقامات دیکھنے
لئے سیاحوں کو سہولتیں فراہم کرنے کی غرض سے ڈائرکٹوریٹ نے "زیر انتظام
حتوں" کی اسکیم شروع کی ہے یہ سیاحتیں سیاحت کے اہم مقامات کے
ترتیب دی جاتی ہیں۔ تمام زیر انتظام سیاحتیں بمبئی سے نیز پونا ناگپور
نگ آباد اور پاناجی کے ڈویژنل دفاتر سے شروع ہوتی ہیں۔ بمبئی کے
یژنل آفس میں چار خصوصی سیاحی بسیں ہیں۔ علاوہ ازیں ڈائرکٹوریٹ
راشٹر میں اور مہاراشٹر سے باہر گروپ سیاحت کا انتظام کرتا ہے۔ ڈائرکٹوریٹ
پاس چھ لگژری بسیں (آرامدہ بسیں) ہیں اور دو چھوٹی بسیں ہیں۔
میں سے "بمبئی ڈویژن" کے پاس ۲۵ سیٹ والی ایک ۴ سیٹ
کی دو اور پندرہ سیٹ والی دو چھوٹی بسیں ہیں۔ اور پونے
ڈویژن کے پاس ایک ۳۵ سیٹ والی اور ایک چالیس والی آرامدہ
بس ہیں۔

اورنگ آباد ڈویژن کے پاس ایک چالیس سیٹ
کی آرامدہ بس ہے۔ یہ بسیں گروپوں کے لئے کرایہ پر بھی دی جاتی ہیں
اسکیم کی مقبولیت اس سے ظاہر ہے کہ گذشتہ پانچ سالوں میں اس
سے ہونے والی مجموعی آمدنی میں اضافہ ہوا ہے۔
زیر انتظام سیاحتوں، افراد (قوس میں دیئے گئے ہزاروں میں)
آمدنی (ہزاروں میں) فی سال کے اعداد شمار حسب ذیل ہیں۔

سال	سیاحتیں	افراد	آمدنی
۱۹۷۰-۷	۱۶۳	-(۳ ۹ و ۹)	۶۵و۹
۱۹۷۱-۷۲	۱۶۹	-(۳ و ۳)	۴۹و۰
۱۹۷۲-۷۳	۴۱۸	-(۶ و ۳)	۹۳و۰
۱۹۷۳-۷۴	۵۷۵	-(۱۳ و ۷)	۴۴۶و۰
۱۹۷۴-۷۵	۶۹۱	(۱۹ و ۲)	۸۴۷و۰
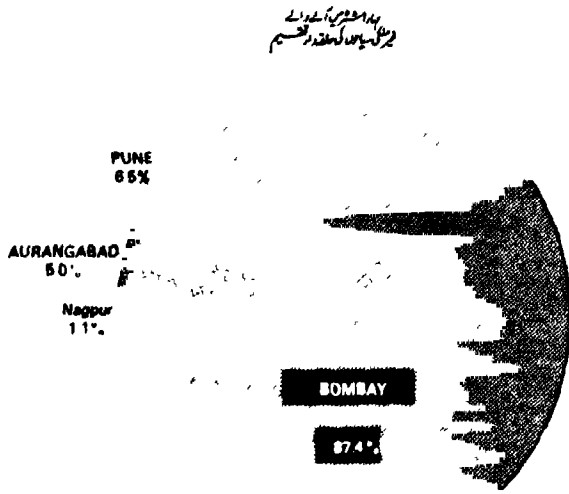
سوئنیر — سیاح ہر اس ملک کے عمدہ معیاری "سوونیر" رکھنا چاہتے ہیں
جہاں جہاں وہ جاتے ہیں ایسی اشیاء اس ملک کی تشہیر کا باعث
ہوتی ہیں اور بجا طور پر انہیں "ثقافتی دعوت نامے" کہا جاتا ہے۔
مہاراشٹر ملک کی پہلی ریاست ہے جس نے سیاحوں کے لئے
"سوونیر" کی اہمیت کے پیش نظر اس اسکیم کو منظم طریقہ سے ملک
میں رائج کیا۔ یہ سوونیر جو عام طور پر دستکاری کے نادر نمونے
ہوتے ہیں۔ اور لکڑی، دھات کاغذ، چمڑے، کپڑے، چینی مٹی
کے بنائے جاتے ہیں۔ اور وہ مشہور یادگاروں کے نمونوں کی شکل
میں ہوتے ہیں۔ یا فنی شاہکاروں کی نقلیں ہوتی ہیں۔ سوونیر بہت
جلد مقبول ہو جاتے ہیں۔ نیز سیاح اور سیاحت کے میدان
میں جن کی بات سند مانی جاتی ہے۔ وہ لوگ بھی انہیں بہت
پسند کرتے ہیں۔ مشہور ہندوستانی ادارے ان سوونیروں
کو خریدتے ہیں اور برآمد بھی کرتے ہیں۔ اس اسکیم سے حاصل ہونے

آمدنی پہلے سال

روپے

۱۹۷۱-۷ء میں ۰٫۶۳ لاکھ تھی جو
۱۹۷۲-۷ء میں ۱٫۶۴ لاکھ ہو گئی
۱۹۷۳-۷ء میں ۳٫۲۶ لاکھ اور
۱۹۷۴-۷ء میں ۴٫۲۸ لاکھ تک بڑھ گئی۔

تشہیری مواد کی تیاری

ڈائرکٹوریٹ نے ہر قسم کا دلکش تشہیری مواد تیار کیا ہے جو تقریباً مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس مواد میں تشہیری پرمشتمل پمفلٹ، کتابچے، فولڈرس، پوسٹر، گائیڈ بک۔ تصویری پوسٹ کارڈس۔ پورٹ فولیوز اور نقشے شامل ہیں۔

معلوماتی دفاتر

اہم سیاحتی مراکز پر نیز اہم مقامات پر جیسے ہوائی اڈے، ریلوے اسٹیشن وغیرہ پر معلوماتی دفاتر کھولے گئے ہیں۔ ان معلوماتی دفاتر سے سیاحوں کو فوراً اور بروقت معلومات فراہم کی جاتی ہے۔ نیز تشہیری معلوماتی مواد فراہم کیا جاتا ہے۔

بمبئی ریلوے اسٹیشن (ابوری بندر) بامبے سنٹرل ریلوے اسٹیشن بشمول بمبئی پونا۔ ناگپور، اورنگ آباد، ریلوے اسٹیشنوں پر اور اورنگ آباد ہوائی اڈے پر ساتھ ہی اجنتا اور ایلورا میں ایسے دفاتر ہیں۔

اس کے علاوہ سانتا کروز ہوائی اڈے پر بھی ایک دفتر جلد ہی قائم کیا جائے گا۔ ڈائرکٹوریٹ کا صدر دفتر اور اس کے چار ڈویژنل دفاتر (پونا، ناگپور، اورنگ آباد اور پاناجی) اور ۱۸ ہالی ڈے کیمپ بھی بطور معلوماتی دفتر کے کام کرتے ہیں۔ پوناطہ، بنہالہ، ماتھیران، مہابلیشور اور ..گنی میں لوکل باڈیز کے اشتراک سے معلوماتی دفاتر کام کرتے ہیں۔

ڈائرکٹوریٹ کی دیگر ترقیاتی اسکیمات میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:-

- ساحلی صحت افزا مقامات کی تعمیر۔
- تاریخی نوعیت کے غاروں کا سدھار۔
- متبرک مقامات (زیارت گاہوں) کی دیکھ بھال۔
- عمومی سیاحت کے سلسلہ میں آسانیاں فراہم کرنا۔
- آبی کھیل کود کا فروغ۔
- کیمپ اور کارواں کے لئے مناسب مقامات کی تعمیر۔ سیاحوں کے لئے رہائشی گاہوں کی تعمیر، اور لوکل باڈیز کو عطیات اور ہوٹل، انڈسٹری کو امداد۔

مہاراشٹر میں سیاحت کے مزید فروغ کیلئے حکومت مہاراشٹر نے مہاراشٹر ٹورزم ڈیولپمنٹ کارپوریشن، تین کروڑ روپے کے سرمایہ سے قائم کیا ہے۔

ڈائرکٹوریٹ آف ٹورزم نے اپنے تمام اثاثہ اور تجارتی نیز دیگر کارروائیوں کو کارپوریشن کی طرف منتقل کر دیا ہے۔ تاہم ڈائرکٹوریٹ "انضباطی" کارروائیاں کرتا رہے گا۔

ریاست میں سیاحت کے فروغ سے متعلق تیزی سے کام کیا جا رہا ہے۔ اور امید کی جاتی ہے کہ مستقبل میں سیاحت "ریاست کی معیشت میں خاطر خواہ رول ادا کرے گی۔

-●-

> ہمیں اخبارات پر سنسرشپ اس لئے عاید کرنا پڑی کہ کچھ اخبارات حزب مخالف لحاظ کے مکمل ساجھے دار بن گئے تھے اور عوام کے حوصلے کو پست کر رہے تھے نیز تشدد حتیٰ کہ قتل و خونریزی کی بھی حمایت کر رہے تھے۔ جب حزب مخالف کے لیڈروں کو ان کے توڑ پھوڑ کے پروگرام کو عمل میں لانے سے روک دیا گیا تو پھر ان کا پروپگنڈا کرنے والے اہم ترجمانوں کو کیسے مستثنیٰ کیا جا سکتا ہے؟
>
> (شریمتی اندرا گاندھی)
> (وزیراعظم ہند)

قومی راج میں شائع شدہ مواد حوالے کے ساتھ یا بلا حوالہ نقل کیا جا سکتا ہے۔ تاہم جس شمارے میں یہ مواد شائع ہو اس کی ایک کاپی چیف ڈائرکٹر آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز کو ضرور روانہ کی جائے۔

> ڈائرکٹوریٹ جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، گورنمنٹ آف مہاراشٹر نے گورنمنٹ سنٹرل پریس بمبئی میں چھپوا کر شائع کیا۔

انی دلچسپی ہے' نے یہ ہدایت جاری کی ہے کہ آئندہ سے خاندانی
بہ بندی کا نشانہ دوگنا کر دیا جائے۔ لہٰذا ۱۹۷۵-۷۶ء کے
ں پر نظرِ ثانی کی گئی ہے اور اب نئے نشانے یوں ہیں: نس بندی
ن ۱۱٫۵ لاکھ؛ آئی۔یو۔ڈی۔ایس ۲۷۹۰۰۰؛ ضبطِ تولید کے
وایتی ذرائع سے ۳۶٫۰ لاکھ۔ میسّر ذرائع، افراد، مواد اور
ت کے حتی الامکان استعمال سے اِن نشانوں کو حاصل کرنے
ئے طریقۂ عمل کو آخری شکل دی جا رہی ہے۔ حکومت اس بات
ور کر رہی ہے کہ اس مسئلہ سے متعلق نکتۂ نظر میں ایک انقلابی
لائی جائے تاکہ موجودہ شرحِ پیدائش جو فی الحال فی ہزار ۴۴٫۳
۱۹۸ء تک گھٹ کر فی ہزار ۲۵ ہو جائے، نیز یہ کہ خاندانی منصو
ایک عوامی تحریک بن جائے۔
حکومت کا نیا طریقۂ کار تین بنیادوں پر قائم رہیگا یعنی پروگرام کی
دری میں شدت پیدا کی جائے گی اور ضرورت پڑنے پر اس کوشش
ی تحریک بنانے کے لئے اور اس مقصد کے تحت عوامی رائے پر اثر
ہونے کے لائق زیادہ سے زیادہ اداروں اور افراد کا تعاون حاصل
ے لئے لازمیت کا عنصر شامل کیا جائے گا۔ اگر اس تحریک کو سچ
مچ کامیابی سے ہمکنار ہونا ہے تو ضروری ہے کہ اس کے پیچھے عوام کی زبردست
حمایت ہو۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ آبادی سے متعلق محرکات
کی تدریجی طور پر از سرِ نو تعلیم دی جائے اور نصابی تعلیم میں ضبطِ
تولید اور خاندانی منصوبہ بندی کے موضوعات کو لازمی قرار دیا جائے
نیز اس سلسلے میں ایسے نوجوانوں کی تعلیم کے لئے بھی ایک اچھے
منصوبہ بند طریقے سے کوشش کرنی پڑے گی جو طالبعلموں کے زمرے
میں نہیں آتے۔

عوامی سطح پر اس از سرِ نو تعلیم کا مقصد یہ ہے کہ ہم آہستہ
آہستہ ہونیوالے والدین کی ایک ایسی نسل کھڑی کریں جو آبادی کے
محرکات سے واقف ہو کر آبادی کو کنٹرول کرنے کے کاز سے عملی طور پر
اپنے آپ کو وابستہ کر سکیں۔

خاندانی منصوبہ بندی کے اس خوشگوار نشانے کو حاصل
کرنے کے لئے حکومت ہر ممکن کوشش کرے گی تاکہ عام آدمی
کی زندگی کا معیار بلند کیا جا سکے۔

۔ پیدائش کو ۱۹۸۰-۸۱ء تک ۲۵ فی ہزار تک گھٹانے کے لئے ۱۹۷۵-۷۶ء سے ۱۹۸۱ء تک کیلئے مساوی نس بندی آپریشن کے نشانے

سال	نشانہ فی ہزار آبادی کے لئے			
	نس بندی آپریشن	آئی۔یو۔ڈی	سی۔سی استعمال کنندگان	مساوی نس بندی آپریشن
۱۹۷ء	۶٫۱۴	۰٫۳۴	۴٫۳۴	۶٫۶۲
۱۹۷ء	۱۰٫۳۰	۰٫۵۳	۶٫۹۲	۱۱٫۰۵
۱۹۷۷ء	۱۲٫۸۴	۱٫۰۴	۹٫۵۸	۱۳٫۹۸
۱۹۷ء	۱۳٫۵۷	۱٫۷۱	۱۱٫۹۷	۱۵٫۱۴
۱۹۷ء	۱۴٫۶۶	۲٫۱۰	۱۲٫۴۵	۱۶٫۵۷
۱۹۸ء	۱۴٫۸۸	۲٫۴۸	۱۵٫۴۸	۱۷٫۰۰

(بقیہ نمبر 25 سے آگے)

ن کی گلیوں میں روشنی کے انتظام کی کوئی تجویز زیر غور نہیں رکھی جاتی جب تک کہ ان میں ہریجن بستیوں کو شامل نہیں کیا جاتا۔

مختلف اضلاع جن میں دیہاتوں کو منور کیا گیا ہے انکے اعداد و شمار

اضلاع	مارچ ۱۹۶۹ء	مارچ ۱۹۷۵ء
اورنگ آباد	۴۱۵	۱۰۷۱
پربھنی	۳۰۳	۶۳۷
بیڑ	۲۸۵	۴۸۸
ناندیڑ	۳۴۵	۶۸۶
عثمان آباد	۳۳۰	۶۶۶
بلڈانہ	۲۶۴	۶۴۸
اکولہ	۴۶۰	۷۱۳
امراوتی	۵۹۱	۱۰۷۵
ایوت محل	۲۶۲	۱۰۱۰
وردھا	۳۴۰	۶۹۰
ناگپور	۵۲۵	۱۱۰۹
بھنڈارہ	۴۴۰	۷۲۵
چندر پور	۱۴۸	۵۳۸

اضلاع	مارچ ۱۹۶۹ء	مارچ ۱۹۷۵ء
...ے	۵۲۴	۷۸۰
...	۷۴۰	۱۰۶۸
...اگری	۲۷۵	۶۴۷
...ک	۴۳۱	۸۶۴
...ولے	۳۰۲	۵۹۹
...گاؤں	۵۱۷	۱۴۱۷
...د نگر	۳۲۵	۹۲۶
...دنے	۵۴۹	۷۷۷
ستارا	۴۱۶	۶۲۴
...انگلی	۲۰۷	۲۶۲
شولاپور	۳۲۱	۵۶۷
کولہاپور	۴۸۵	۸۲۷

(بحوالہ صفحہ نمبر ۲۹ سے منسلک)

کل ہند برآمدات میں مہاراشٹر کا حصہ

(۱۹۷۳-۷۴ء)

(لاکھ روپے میں)

اشیاء	ہندوستان	مہاراشٹر	فیصد
...ینئرنگ مال	۱,۹۳,۴۷٫۰۰	۹۹,۵۰٫۰۰	۵۱٫۴۳
...یادی کیمیکلس اور فارمیسٹیکل	۸۰,۲۱٫۰۹	۳۹,۷۶٫۲۲	۴۹٫۵۷
...یکلس اور الائیڈ پروڈکٹس	۵۸,۸۰٫۰۸	۱۸,۵۱٫۶۲	۳۱٫۴۹
...اسٹک مال	۱۲,۶۸٫۱۳	۹,۷۶٫۱۴	۷۶٫۹۸
...یرے جواہرات	۱۰,۵۰٫۰۸	۹,۸۳٫۱۹	۹۳٫۵۹
...وسیس غذا	۳۱,۰۳٫۶۰	۱۳,۲۶٫۶۳	۴۲٫۷۵
...برین پروڈکٹس	۸۹,۵۰٫۶۷	۱۶,۶۲٫۶۳	۱۸٫۵۷
...پڑا (سوتی)	۲,۷۲,۵۰٫۰۰	۱,۷۹,۸۰٫۰۰	۶۵٫۰۰

وزیر اعظم نے بمبئی میں تاراپور کے مقام پر واقع ایٹمی توانائی کے پہلے اسٹیشن کو قوم کے نام وقف کر دیا۔

۲۳ جنوری ۱۹۷۰ء:
پارلیمنٹ اور ریاستی قانون ساز اداروں میں مندرج فہرست ذاتوں اور قبائل کی نشستوں کی تخصیص (ریزرویشن) کی مدت میں مزید دس سال کی توسیع کر دی گئی۔

۲۹ جنوری ۱۹۷۰ء:
مرکزی حکومت نے چنڈی گڑھ پنجاب کے حوالے کیا اور فاضلکا ضلع کے ۱۱۰ دیہات ہریانہ کو دیئے نیز صدر مقام کی تعمیر کیلئے ہریانہ کو ۲۰ کروڑ روپیہ دیا۔

۱۹ مارچ ۱۹۷۰ء:
کیمبے کی خلیج میں سمندری ساحل سے دور تیل کے کنویں کی کھدائی کا وزیر اعظم نے افتتاح کیا۔

۲ اپریل ۱۹۷۰ء:
آسام میں میگھالیہ نامی خودمختار ریاست کا قیام عمل میں لایا گیا

۱۲ اپریل ۱۹۷۰ء:
۵۸ لاکھ روپے کی مالیت کا دنیا میں سب سے بڑا اور طاقتور ریڈیو ٹیلسکوپ اوٹاکمنڈ میں لگایا گیا۔

۱۸ مئی ۱۹۷۰ء:
بھارتی سرکار نے ۱۷ ضروری دواؤں کی قیمت فروخت متعین کی

۲ ستمبر ۱۹۷۰ء:
لوک سبھا نے دستور میں ترمیم کا ۲۴ واں بل (مہاراجگان کے جیب خاص و دیگر سہولتوں کے خاتمہ سے متعلق) ۱۵۴ کے مقابلہ میں ۳۳۹ ووٹوں کی اکثریت سے پاس کیا۔

۱۹ اکتوبر ۱۹۷۰ء:
فضائیہ کو ہندوستان میں تیار کیا ہوا پہلا مگ ۲۱ طیارہ دیا گیا۔

۲۳ اکتوبر ۱۹۷۰ء:
وزیر اعظم نے اقوام متحدہ کے سلور جوبلی اجلاس کو خطاب کیا۔

صدر جمہوریہ نے لوک سبھا تحلیل کر دی اور وسط مدتی انتخابات کا حکم صادر کر دیا۔

۲۵ جنوری ۱۹۷۱ء:
ہماچل پردیش کی نئی ریاست کا افتتاح وزیر اعظم کے ہاتھوں ہوا

۱۸ فروری ۱۹۷۱ء:
بھارت نے آروی کے زمینی راستے سے مصنوعی ستارے کے تعلق سے پہلا مواصلاتی سلسلہ قائم کیا۔

یکم مارچ ۱۹۷۱ء:
پورے ملک میں پانچویں عام انتخابات کے لئے ووٹ ڈالے گئے۔

۱۴ مارچ ۱۹۷۱ء:
پانچویں لوک سبھا انتخابات میں کانگریس نے ۵۱۸ میں سے ۳۵۰ نشستیں جیت لیں۔

۱۸ مارچ ۱۹۷۱ء:
وزیر اعظم کی قیادت میں نئی کابینہ نے حلف وفاداری اٹھایا۔

۳۱ مارچ ۱۹۷۱ء:
۲۵ مارچ کو شیخ مجیب الرحمن کی گرفتاری اور مشرقی بنگال میں پاکستان کی فوجی کارروائی کے بعد پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں نے تجاویز پاس کر کے مشرقی بنگال کے عوام کی تائید و حمایت کا اظہار کیا۔

۱۰ اپریل ۱۹۷۱ء:
پاکستانی فوج کے ظلم و تشدد سے گھبرا کر بنگلہ دیش سے پناہ گزین بڑی تعداد میں بھارت آنے لگے۔

۲۸ اپریل ۱۹۷۱ء:
ہندوستانی سرحدوں پر پاکستانی فوج کی لگاتار اشتعال انگیز حرکات پر بھارت نے تین احتجاجی مراسلات میں حکومت پاکستان کو آگاہ کیا کہ وہ اس کے سنگین نتائج پر غور کرے۔

۱۳ مئی ۱۹۷۱ء:
۱۰۶ جنرل انشورنس کمپنیوں کو قومی ملکیت میں لے لیا گیا

ہندوبنگلہ دیش معاہدہ امن، دوستی اور تعاون پر ۱۹ مارچ ۱۹۷۲ء کو ڈھاکہ میں دستخط ہوئے۔

وزیر اعظم ہند شریمتی اندرا گاندھی نے بمبئی میں ہندستان میں تیار کردہ پہلا جنگی جہاز "آئی، این، ایس نیل گری" کے نام کی تختی کی نقاب کشائی کی۔ یہ جہاز ۳ جون ۱۹۷۲ء سے جاری ہوا۔

[illegible]ر مئی سنہ ۱۹۷۱ء :

ہندوستانی بحریہ کا "دیرباہو" نامی آبدوزی اڈا شروع کیا گیا۔

۲ر اگست سنہ ۱۹۷۱ء :

پارلیمان نے طبی اسقاطِ حمل کے بل کی منظوری دیدی۔

۱۰ر اگست سنہ ۱۹۷۱ء :

پاکستانی صدر یحییٰ خاں نے ۵ رجولائی ۱۹۷۱ء کی طرح بھارت کیلئے دھمکی آمیز الفاظ دہرائے۔

۱۶ر ستمبر سنہ ۱۹۷۱ء :

بہار اور مغربی بنگال میں واقع کوک کوئلہ کی ۲۱۴ کانیں قومیائی گئیں۔

۱۷ر اکتوبر سنہ ۱۹۷۱ء :

جینتی، نامی جہاز راں کمپنی کو ایک فرمان (آرڈی ننس) کے ذریعہ قومیا لیا گیا۔

۲۴ر اکتوبر سنہ ۱۹۷۱ء :

شریمتی اندرا گاندھی پانچ یورپین ممالک نیز امریکہ کے دورے پر روانہ ہوئیں تاکہ وہاں کے لیڈروں سے ملاقات کریں اور بنگلہ دیش سے بھارت آئے ہوئے ایک کروڑ پناہ گزینوں کے باعث پیدا شدہ صورتِ حال پر ان سے تبادلۂ خیال کریں۔

۷ر نومبر سنہ ۱۹۷۱ء :

ہندوستان شپ یارڈ لمیٹیڈ کی ۴۸ء۷ کروڑ روپے لاگت سے وشاکھاپٹنم میں بنائی گئی خشک گودی کا افتتاح کیا گیا۔

۱۱ر نومبر سنہ ۱۹۷۱ء :

سپریم کورٹ نے انتخابی نشانات دینے کے سلسلہ میں حکمراں کانگریس کو انڈین نیشنل کانگریس تسلیم کرتے ہوئے الیکشن کمیشن کے فیصلہ کو برقرار رکھا۔

۱۸ر نومبر سنہ ۱۹۷۱ء :

وشاکھاپٹنم میں دوسرے بھارتی بحری بیڑے کی "مشرقی بیڑے" کے نام سے تشکیل کی گئی۔

۲۱ر نومبر سنہ ۱۹۷۱ء :

بھارت کے علاقے میں گھس آنیوالے پاکستانی ایئر فورس کے تین سیبر جیٹ کلکتہ کے قریب بوائرا کے مقام پر گرالئے گئے انھیں بھارتی فضائیہ کے نیٹ طیاروں نے گرایا۔

۲۴ر نومبر سنہ ۱۹۷۱ء :

بنگلہ دیش سے تقریباً ایک کروڑ پناہ گزیں بھارت میں داخل ہوگئے

۳ر دسمبر سنہ ۱۹۷۱ء :

بھارتی فضائی اڈوں پر پاکستان کے جارحانہ حملے کے بعد ملک میں ایمرجنسی کا نفاذ کر دیا گیا۔

۳-۴ر دسمبر سنہ ۱۹۷۱ء :

وزیر اعظم نے آدھی رات کو ریڈیو نشریئے کے ذریعہ قوم کو خطاب کیا جس میں کہا کہ پاکستانی حکومت نے بھارت کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیا ہے اور بنگلہ دیش کے خلاف جنگ، بھارت کے خلاف جنگ بن گئی ہے۔

۴ر دسمبر سنہ ۱۹۷۱ء :

ہندوستانی فوجیں بنگلہ دیشی مجاہدین آزادی "مکتی باہنی" کی امداد کے لئے مشرقی بنگال میں داخل ہوگئیں۔ اس نے مشرقی حصہ میں پاکستانی ایئر فورس کے ۴۰ طیارے گرا کر اپنی فوقیت کا سکہ جما دیا۔

۵ر دسمبر سنہ ۱۹۷۱ء :

ہندوستانی بحریہ نے اچانک کراچی بندرگاہ کے سامنے پہنچکر پاکستانی بحریہ کے دو تباہکن جہاز 'خیبر' اور 'شاہجہاں' غرق کر دیئے۔ خلیج بنگال میں پاکستانی آبدوز 'غازی' دو گن بوٹ اور چھ پاور بوٹ غرق کر دیئے گئے۔

۶ر دسمبر سنہ ۱۹۷۱ء :

بھارت نے عوامی جمہوریہ بنگلہ دیش کو تسلیم کر لیا۔

۹ر دسمبر سنہ ۱۹۷۱ء :

پارلیمان نے دستور (۲۶ویں ترمیم) بل ۱۹۷۱ء منظور کر دیا۔ جس کی روسے والیان ریاست کے جیب خاص اور مراعات کا خاتمہ کر دیا گیا۔

۱۵ر دسمبر سنہ ۱۹۷۱ء :

پاکستانی مشرقی کمانڈر لفٹننٹ جنرل اے۔ اے۔ کے نیازی نے ڈھاکہ میں جنگ بندی کی پیشکش کی چونکہ بھارتی فوجوں نے ناطقہ

سابق صدر شری وی۔ وی۔ گری اعلیٰ ترین قومی اعزاز "بھارت رتن" شریمتی اندرا گاندھی کو ۲۶ جنوری ۱۹۷۲ء کو دہلی میں ہند پاک جنگ کے دوران ان کی فاتحانہ قیادت پر عطا فرما رہے ہیں۔

۱۸ مئی ۱۹۷۴ء کو راجستھان میں واقع "پوکھرن" میں زیر زمین نیوکلیائی
گذشتہ دس سالوں کے دوران دیش کی نمایاں کامیابی ہے
اس تصویر میں تجربہ کے مقام پر پُر امن مقاصد کی خاطر یہ تجربہ کرنے والے
سائنسداں، وزیر اعظم اندرا گاندھی کو تجربہ کی تفصیلات سے روشناس
کرا رہے ہیں۔
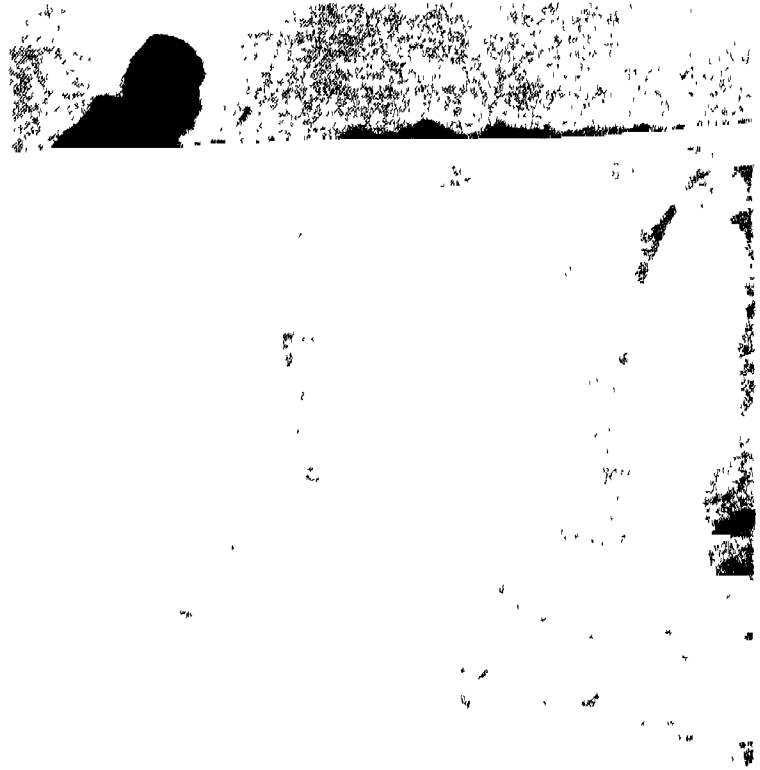
بند کردیا تھا۔

۱۶ دسمبر ۱۹۷۱ء :

لفٹیننٹ جنرل اے۔ اے۔ کے نیازی نے ڈھاکہ میں تقریباً ۹۳ ہزار پاکستانی فوجیوں کے ساتھ لفٹیننٹ جنرل جگجیت سنگھ اروڑا، جی۔ او۔ سی ان سی، ہندوستانی و بنگلہ دیشی افواج، مشرقی سیکٹر کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے اور اس طرح ۱۴ روزہ جنگ کا اختتام ہوا جس کے نتیجہ میں بنگلہ دیش آزاد ہوگیا۔

۱۷ دسمبر ۱۹۷۱ء :

مغربی سیکٹر میں وزیر اعظم کی جانب سے جنگ بندی کی پیشکش کو پاکستانی حکومت نے تسلیم کرلیا۔

۲۱ جنوری ۱۹۷۲ء :

منی پور اور تری پورہ کی ریاستوں اور مرکز کے تحت علاقہ میزورم کی تشکیل ہوئی۔

۲۶ جنوری ۱۹۷۲ء :

وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی کو سب سے عظیم قومی خطاب بھارت رتن کے اعزاز سے نوازا گیا۔

۸ فروری ۱۹۷۲ء :

بھارتی وزیر اعظم اور بنگلہ دیش کے وزیر اعظم کے درمیان مذاکرات کے نتیجہ میں مشترکہ اعلامیہ میں واضح کیا گیا کہ ۲۶ مارچ ۱۹۷۲ء تک بھارتی افواج بنگلہ دیش سے واپس آجائیں گی۔

۱۵ مارچ ۱۹۷۲ء :

عام انتخابات کے نتائج کا اعلان کردیا گیا۔ کانگریس بڑی اکثریت سے ۱۴ ریاستوں میں جیت گئی۔

۱۸ مارچ ۱۹۷۲ء :

بھارتی وزیر اعظم اور بنگلہ دیش کے وزیر اعظم نے ڈھاکہ میں ایک مشترکہ اعلامیہ پر دستخط کردیئے جس میں برصغیر کے امن، سلامتی اور علاقائی سالمیت کی خاطر مشترکہ جدوجہد کا عہد کیا گیا۔

۱۹ مارچ ۱۹۷۲ء :

بھارت اور بنگلہ دیش کے درمیان امن، دوستی اور امداد باہمی کے سلسلہ میں ۲۵ سالہ معاہدے پر دستخط کردیئے گئے۔

۸ اپریل ۱۹۷۲ء :

راجیہ سبھا میں کانگریس کو ۹۳ نشستوں میں سے ۔۔ مل گئیں۔ جن کے لئے چناؤ کئے گئے تھے

۲۹ اپریل ۱۹۷۲ء :

مشترکہ ندیوں کے پانی کی تقسیم کے سلسلے میں بھارت اور بنگلہ دیش میں اتفاق رائے ہوگیا۔

۲۲ مئی ۱۹۷۲ء : ٹرامبے میں زیرو انرجی فاسٹ ری ایکٹر شروع ہوا۔ یہ اپنی نوعیت کا بھارت میں پہلا ری ایکٹر تھا۔

۲۷ مئی ۱۹۷۲ء :

آنجہانی جواہر لال نہرو کی آٹھویں برسی کے موقعہ پر شانتی ون زمین میں نہرو کیپسول دفن کیا گیا۔ مذکورہ کیپسول میں نہرو جی کے زمانے کی تصویریں و تقریریں رکھی گئی ہیں۔

۲ جون ۱۹۷۲ء :

ایٹمی توانائی کمیشن کے ڈھنگ پر خلاء سے متعلق کمیشن قائم کیا گیا

۱۴ جون ۱۹۷۲ء :

وزیر اعظم نے اسٹاک ہوم میں انسانی ماحول کے موضوع پر اقوام متحدہ کے عام اجلاس سے خطاب کیا۔

۳۰ جون ۱۹۷۲ء :

بھارتی بحریہ کا طاقتور اور جدید ترین سمندری ٹنگ" آئی۔ این۔ ایس نیلگری" کا جو اندیں یارڈ میں بنا ہے، کلکتہ میں افتتاح ہوا۔

۳ جولائی ۱۹۷۲ء :

وزیر اعظم نے شملہ میں پاکستانی صدر (بعدہٗ وزیر اعظم) کے ہمراہ ایک معاہدہ پر دستخط کردیئے، جس کی رُو سے بھارت اور پاکستان کے درمیان اختلافات کو طاقت کے بغیر ختم کرنے کے لئے پُرامن طریقے پر باہمی بات چیت کے ذریعہ حل کرنے کے اصول کو مان لیا گیا۔ دونوں ممالک نے اپنی متعلقہ افواج کو واپس کرنے پر اظہار رضامندی کیا نیز بین الاقوامی لائن کی حرمت کو مان لیا۔

۱۴، ۱۵ اگست ۱۹۷۲ء :

صدر جمہوریہ اور وزیر اعظم نے بھارت کی آزادی کی ۲۵ ویں سالگرہ کے موقع پر آدھی رات کو پارلیمانی اجلاس سے خطاب کیا

۲ ستمبر ۱۹۷۲ء:

پارلیمان نے سابق سکریٹری آف اسٹیٹ سروس افسران (شرائط ملازمت) بل کو پاس کر دیا جس کی رو سے آئی سی ایس مراعات ختم کر دی گئیں۔

۴ اکتوبر ۱۹۷۲ء: وزیر اعظم نے بوکارو مقام پر پہلی انجنی ... کا افتتاح کیا۔

۸ اکتوبر ۱۹۷۲ء:

بھارت نے جرمن ڈیموکریٹک ری پبلک کو تسلیم کر لیا

۲۰ دسمبر ۱۹۷۲ء:

بھارت اور پاکستان کی افواج بین الاقوامی سرحد کے لحاظ سے اپنی سرحدوں پر واپس ہٹ گئیں۔

۳۰ جنوری ۱۹۷۳ء:

مہاتما گاندھی کی سوانح عمری اور تصانیف سے متعلق ایک ٹائم کیپسول نئی دہلی میں گاندھی سمرتی کے میدان میں رکھا گیا۔

۳۰ جنوری ۱۹۷۳ء:

سرکار نے کوک کے علاوہ ۶۴ دوسری قسم کی کوئلہ کانوں کا بھی انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا۔

۷ فروری ۱۹۷۳ء:

وزیر اعظم کو غذائی عالمی تنظیم کی جانب سے اعزازی میڈل سے نوازہ گیا۔

۲۷ فروری ۱۹۷۳ء:

وزیر اعظم نے بنگلہ دیش سے اتفاق رائے کے بغیر پاکستانی جنگی قیدیوں کی رہائی کو نا ممکن قرار دیا۔

۹ مارچ ۱۹۷۳ء:

ہینڈلوم اور پاورلوم انڈسٹری کی امداد کی خاطر حکومت نے فیصلہ کیا کہ پیداواری طریقہ، تقسیم اور سوت کی قیمت کو کنٹرول میں لے لیا جائے۔

۱۰ مارچ ۱۹۷۳ء:

ہند و پاکستان کے درمیان ۱۹۷۱ء کی جنگ میں پکڑے گئے تجارتی جہازوں کے افراد اور عام مسافروں کا تبادلہ ہوا۔

۲۲ مارچ ۱۹۷۳ء:

کامل ساڑھے تین سال بعد کانگریس کو راجیہ سبھا میں قطعی اکثریت حاصل ہو گئی۔

۶ اپریل ۱۹۷۳ء:

بھارت نے ۱۹۷۱ء میں پکڑے گئے پاکستانی جہاز مدد معتی کو بنگلہ دیش کو بطور تحفہ دیدیا۔

۲۴ اپریل ۱۹۷۳ء: سپریم کورٹ نے پارلیمان کے اس حق کی توثیق کر دی کہ وہ آئین میں ترمیم کرنے کی مجاز ہے۔ نیز بنیادی حقوق میں بھی ترمیم کر سکتی ہے۔ لیکن وہ آئین کے بنیادی ڈھانچے کو تبدیل نہیں کر سکتی

۸ اکتوبر ۱۹۷۳ء:

تیسرے تنخواہ کمیشن کی سفارشات پر کلاس دوم، سوم اور چہارم ملازمین کے سلسلہ میں سرکاری فیصلہ کا اعلان کیا گیا۔

۱۰ نومبر ۱۹۷۳ء:

شیخ عبداللہ نے کشمیر کے ہندوستان میں الحاق کو قطعی بتلایا۔ نیز پاکستانی وزیر اعظم شری زیڈ۔ اے بھٹو کے کشمیر پر بیانات کے بارے میں بتایا کہ ان سے جموں و کشمیر کی موجودہ حیثیت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

۲۸ جنوری ۱۹۷۴ء:

بھارت اور سری لنکا کے مابین بھارتی نژاد ان ایک لاکھ پچاس ہزار باشندوں کے بارے میں ایک معاہدہ ہوا جو ۱۹۶۴ء کے شاستری۔ سری ماؤ معاہدے کے تحت نہیں آتے تھے۔

۲ فروری ۱۹۷۴ء:

ساگر سمراٹ نے بمبئی ہائی میں تیل کے پہلے کنویں کی تلاش کا کام مکمل کر لیا۔

۱۸ فروری ۱۹۷۴ء:

بھارت اور امریکہ نے نئی دہلی میں پی۔ ایل ۴۸۰ اور دیگر امریکی امدادی پروگراموں کے باعث ہندوستان میں رکی ہوئی امریکی رقومات کے تصفیہ سے متعلق معاہدہ پر دستخط کئے۔

۴ مارچ ۱۹۷۴ء:

پارلیمان نے صدارتی اور نائب صدارتی چناؤ (ترمیمی بل) ۱۹۷۴ء کو پاس کر دیا۔

یکم اپریل ۱۹۷۴ء :

پانچویں پنج سالہ منصوبہ پر عمل درآمد شروع کر دیا گیا، جسمیں غربت کو دور کرنے نیز خود کفیل بننے کے مقاصد پر زور دیا گیا ہے۔

۹ اپریل ۱۹۷۴ء :

باہمی تعلقات کو معمول کے مطابق لانے کے خیال سے بھارت، پاکستان اور بنگلہ دیش کے وزرائے خارجہ کے درمیان نئی دہلی میں معاہدہ پر دستخط ہو گئے۔

۳۰ اپریل ۱۹۷۴ء :

معاہدہ کے مطابق بھارت نے پاکستان کے ۹۳ ہزار جنگی قیدیوں اور شہری نظر بندوں کو واپس بھیجنے کا کام پورا کر دیا۔

۱۲ مئی ۱۹۷۴ء :

بنگلہ دیش کے وزیر اعظم شیخ مجیب الرحمٰن پانچ روزہ سرکاری دورے پر نئی دہلی پہنچے۔

۱۶ مئی ۱۹۷۴ء :

سرحدی نشاندہی کے بارے میں بھارت اور بنگلہ دیش کے مابین معاہدہ ہو گیا۔

۱۸ مئی ۱۹۷۴ء :

بھارت نے راجستھان کے پوکھرن نامی مقام پر پُرامن مقاصد کے حصول کے لئے زیر زمین نیوکلائی تجربہ مکمل کر لیا۔

۲۶ جون ۱۹۷۴ء :

ناگپور کے نزدیکی مقام کوراڈی میں بھارت کے سب سے بڑے تھرمل پاور اسٹیشن نے بجلی کی پیداوار کا کام شروع کر دیا۔

۲۸ جون ۱۹۷۴ء :

ساحلی سرحدوں کے بارے میں سری لنکا اور بھارت کے درمیان معاہدہ ہو گیا۔

۶ جولائی ۱۹۷۴ء :

زائد اُجرت اور مہنگائی الاؤنس نیز کمپنیوں کے منافع کو تقسیم کرنے کے سلسلے میں آرڈی نینس نافذ کیا گیا۔

۸ اگست ۱۹۷۴ء :

بحری سرحدوں کے بارے میں بھارت اور انڈونیشیا کے درمیان معاہدہ ہو گیا۔

۲۶ اگست ۱۹۷۴ء :

لوک سبھا نے آئین کا ۳۴ واں ترمیمی بل اتفاق رائے سے پاس کر دیا۔ اس کا مقصد زمین کی حد بندی سے متعلق ریاستی قوانین کو مقدمہ بازیوں سے بچانا ہے۔

۲۹ اگست ۱۹۷۴ء :

سات پارٹیاں، بی۔ کے۔ ڈی، ایس۔ ایس۔ پی، سوتنترا، اُتکل کانگریس، راشٹریہ لوک تانترک دل، ہریانہ کی کسان مزدور پارٹی اور پنجاب کھیتی باڑی زمیندار یونین، بھارتی لوک دل کے نام سے ایک پارٹی بنانے کے لئے ایک ہو گئیں جس کے چیرمین شری چرن سنگھ ہوئے۔

۱۴ ستمبر ۱۹۷۴ء :

ہندوستان پاکستان کے درمیان ڈاک تار اور سفر کی سہولتوں سے متعلق ایک معاہدے پر دستخط ہو گئے نیز زائرین کے تبادلے سے متعلق بھی ایک پروٹوکول پر دستخط ہو گئے

۱۸ ستمبر ۱۹۷۴ء :

میسا کے تحت ۹ بڑے اسمگلر بشمول سکر نرائن باکھیا اور حاجی مستان گرفتار کر لئے گئے۔

۲۱ ستمبر ۱۹۷۴ء :

ایک فرمان (آرڈی نینس)، کی رُو سے کپڑے کی ایک سو تین بیمار ملوں کا انتظام سرکار نے اپنی تحویل میں لے لیا۔

۱۵ اکتوبر ۱۹۷۴ء :

ہندوستان اور پاکستان کے مابین ٹیلی کمیونکیشن کے رابطے بحال کر دیئے گئے۔

۱۸ اکتوبر ۱۹۷۴ء :

شری دیو کانت بروا کانگریس کے صدر چن لئے گئے۔

۳۰ نومبر ۱۹۷۴ء :

ہندوستان اور پاکستان کے درمیان تجارت بحال کرنے کی غرض سے نئی دہلی میں ان دونوں ملکوں کے درمیان معاہدہ ہو گیا

۱۷ دسمبر ۱۹۷۴ء :

ہندوستان اور بنگلہ دیش کے مابین نئی دہلی میں ایک پروٹوکول پر دستخط کئے گئے جس کی رو سے ان دونوں ممالک میں یکم جنوری ۱۹۷۵ء سے آزادانہ بدل لئے جانے والے سکوں میں تجارت کرنا منظور کر لیا گیا۔

۳۱ دسمبر ۱۹۷۴ء :

بھارت اور پرتگال کے درمیان سفارتی تعلقات بحال ہو گئے

۳ر جنوری ۱۹۷۵ء:
ریلوے کے وزیر شری ایل این مشرا سمستی پور مظفر پور براڈ گیج ریل لنک کے افتتاح کے موقع پر بم پھٹنے سے زخمی ہوئے تھے۔ زخموں کی تاب نہ لاکر چل بسے۔

۱۰ر جنوری ۱۹۷۵ء:
شریمتی اندرا گاندھی نے ناگپور میں منعقدہ پہلے ہندی عالمی کنونشن کا افتتاح کیا۔

۱۵ر جنوری ۱۹۷۵ء:
بھارت و پاکستان کے درمیان بالراست جہاز رانی کو دوبارہ شروع کرنے کے لئے دس سال بعد ایک پروٹوکول پر دستخط ہوگئے

۱۸ر جنوری ۱۹۷۵ء:
بھارت کا پہلا مائیکرو کمپیوٹر موسکل ۸۰-ای ای ایس نئی دہلی میں نصب کیا گیا۔

۲۴ر فروری ۱۹۷۵ء:
پارلیمان میں وزیر اعظم نے کشمیر پر ایک بیان میں شیخ عبداللہ کے ساتھ مفاہمت کا ذکر کیا مفاہمت ہندوستانی آئین کے ڈھانچے کے عین مطابق تھی۔

۲۵ر فروری ۱۹۷۵ء:
شیخ عبداللہ نے جموں و کشمیر کے وزیر اعلیٰ کی حیثیت سے حلف اٹھایا۔

۱۹ر اپریل ۱۹۷۵ء:
ہندوستان نے 'آریہ بھٹ' کو خلا میں داغا اور اس طرح وہ خلائی سائنس کے دور میں داخل ہوا۔

۲۶ر اپریل ۱۹۷۵ء:
بھارتی آئین کی ۳۶ ویں ترمیم کے ذریعہ سکم کو انڈین یونین کی ۲۲ ویں ریاست بنا لیا گیا۔

۴ر جون ۱۹۷۵ء:
بھارت اور پرتگال کے مابین لزبن میں ایک معاہدے پر دستخط ہو گئے جس کے تحت سابق پرتگالی نوآبادیاں گوا دمن اور دیو، دادرا اور نگر حویلی پر بھارت کے اقتدار کو تسلیم کر لیا گیا۔

۱۲ر جون ۱۹۷۵ء:
الہ آباد ہائی کورٹ نے رائے بریلی کے چناؤ حلقے سے ۱۹۷۱ء میں شریمتی اندرا گاندھی کے انتخاب کو کالعدم قرار دے دیا ساتھ ہی ہائی کورٹ نے فیصلہ پر عمل درآمد کے لئے ۲۰ دن کا التوائی حکم بھی جاری کر دیا۔

۱۳ر جون ۱۹۷۵ء:
غیر کمیونسٹ حزب مخالف پارٹیوں کے لیڈروں نے راشٹرپتی بھون پر دھرنا دیا اور اعلان کیا کہ وہ وزیر اعظم کے اقتدار کو تسلیم نہ کریں گے۔

۲۴ر جون ۱۹۷۵ء:
سپریم کورٹ کی تعطیلاتی بنچ نے پرائم منسٹر سے متعلق الہ آباد ہائی کورٹ کے فیصلہ پر اسٹے جاری کیا اور یہ بھی کہا کہ عدالت کے ذریعہ مقدمہ کی سماعت نیز فیصلہ تک وزیر اعظم اپنے عہدے پر کام کر سکتی ہیں ساتھ ہی پارلیمانی کارروائیوں میں شرکت کر سکتی ہیں۔ البتہ وہ ووٹ نہ دے سکیں گی۔

۲۵ر جون ۱۹۷۵ء:
اندرون ملک انتشار و خلفشار کے باعث ملکی سلامتی کو خطرہ پیش ہونے کی صورت میں ایمرجینسی (ہنگامی حالات) کا اعلان کر دیا گیا۔

۲۶ر جون ۱۹۷۵ء:
قوم کے نام ایک نشریہ میں وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے بتایا کہ جمہوریت کے نام پر جمہوری طرز حکومت کی نفی کی جا رہی تھی، اس وجہ سے ہنگامی حالات کا اعلان کر دیا گیا۔

یکم جولائی ۱۹۷۵ء:
قومی معیشت کو از سر نو توانائی بخشنے کے لئے ۲۰ نکاتی پروگرام کا اعلان وزیر اعظم نے کیا۔

۴ر جولائی ۱۹۷۵ء:
۲۶ انتہا پسند جماعتوں بشمول راشٹریہ سیوک سنگھ، آنند مارگ جماعت اسلامی ہند اور نکسلائٹ گروپ پر پابندی لگا دی گئی۔

یکم اگست ۱۹۷۵ء:
وزیر اعظم نے سیٹلائٹ کے ذریعہ ٹیلی ویژن پر تعلیمی پروگرام کا افتتاح کیا۔

۶ر اگست ۱۹۷۵ء:
میزو قومی محاذ پر پابندی لگا دی گئی۔

۱ر اگست ۱۹۷۵ء :

صدر جمہوریہ نے ۳۹ ویں ترمیمی ایکٹ کی منظوری دی کہ اس کے تحت پارلیمان کو مجاز کیا کہ وہ صدر جمہوریۂ ہند، نائب صدر جمہوریۂ ہند، وزیر اعظم اور اسپیکر کے الیکشن کے معاملے میں تنازعات کو طے کرنے کی غرض سے ایک نیا فورم قائم کر سکتی ہے۔

۲۷ر ستمبر ۱۹۷۵ء :

معیشت کو مضبوط کرنے کے خیال سے بونس ایکٹ میں دور رس تبدیلیوں سے متعلق آرڈی نینس جاری کیا گیا۔

۲۰ر ستمبر ۱۹۷۵ء :

مرد اور عورتوں کے درمیان ایک ہی طرح کے کام دینے پر اُجرتوں کی تفریق ختم کرنے کے لئے آرڈی نینس جاری کیا گیا۔

۲ر اکتوبر ۱۹۷۵ء :

پانچ علاقائی دیہی بینکوں کا مرادآباد اور گورکھپور (یو۔پی)، بھوانی (ہریانہ)، جیپور (راجستھان) اور مالدہ (مغربی بنگال) میں افتتاح عمل میں آیا، جو معمولی کسانوں، دستکاروں اور بے زمین مزدوروں کو دیہی قرضہ فراہم کرنے کے مقصد سے کھولے گئے ہیں۔

۲۴ر اکتوبر ۱۹۷۵ء :

سرکار نے ایک آرڈی نینس کے ذریعہ پورے ملک میں جبریہ محنت و بیگار کا خاتمہ کر دیا۔

۲۵ر اکتوبر ۱۹۷۵ء :

درمیانی سیکٹر میں ۲۱ صنعتوں کو بلا لائسنس یہ اجازت دی گئی کہ وہ موجودہ یونٹوں سے لائسنس کی گنجائش کا لحاظ کئے بغیر زیادہ سے زیادہ پیداوار بڑھانے کی کوشش کریں۔

۳۰ر اکتوبر ۱۹۷۵ء :

پبلک، پرائیویٹ اور کوآپریٹیو سیکٹروں میں تیاری مال اور معدنیاتی صنعتوں میں کارخانے کی سطح پر مزدوروں کی شرکت کی اسکیم کا اعلان کیا گیا۔

۴ر نومبر ۱۹۷۵ء :

مرکزی سرکار کے مشورے پر آبپاشی کے چھوٹے پروجیکٹوں کے لئے ہریانہ، پنجاب، مغربی بنگال، اڑیسہ اور بہار نے پبلک سیکٹر کارپوریشن قائم کئے۔

۷ر نومبر ۱۹۷۵ء :

سپریم کورٹ کی آئینی بینچ نے رائے بریلی کے چناؤ حلقے سے شریمتی اندرا گاندھی کا ۱۹۷۱ء کا انتخاب جائز قرار دیتے ہوئے ۱۲ر جون ۱۹۷۵ء کا الہ آباد ہائی کورٹ کا فیصلہ مسترد کر دیا۔

۱۱ر نومبر ۱۹۷۵ء :

چند بنیادی مسائل کے سلسلے میں ربلوش ناگاؤں کے نمائندہ ڈیلیگیشن سے ایک معاہدہ ہو گیا اور اس طرح ۲۰ سالہ ناگا مسئلہ ختم ہو گیا

۱۲ر نومبر ۱۹۷۵ء :

ایک آرڈی نینس کے ذریعہ پے منٹ آف ویجیز ایکٹ ۱۹۳۶ء کو ایک ہزار روپیہ ماہانہ پانے والے مزدوروں پر بھی لاگو کیا گیا۔

۱۴ر نومبر ۱۹۷۵ء :

۲۰ نکاتی معاشی پروگرام کے تحت دیہی علاقوں کے ۔۵ لاکھ غریب افراد خصوصاً بے زمین ہریجنوں کو مکانات کے لئے زمین مہیا کی گئی۔

۱۵ر نومبر ۱۹۷۵ء :

مؤثر اسمگلنگ مخالف اقدامات کے نتیجہ میں اسمگلنگ گھٹ کر پچھلے سال کے مقابلے میں صرف ۱۰ تا ۱۵ فیصد رہ گئی۔

۲۹ر نومبر ۱۹۷۵ء :

گولڈ کنٹرول ایکٹ کی دفعات کے استثنیٰ سے متعلق فرمان (آرڈی نینس) جاری کیا گیا۔

۸ر دسمبر ۱۹۷۵ء :

تین آرڈی نینس جاری کئے گئے۔ ان میں سے ایک آرڈی نینس اخبارات میں قابل اعتراض مواد کی اشاعت سے متعلق تھا دوسرے آرڈی نینس کی رُو سے پارلیمنٹری کارروائی کی رپورٹنگ کے سلسلے میں دی گئیں خصوصی مراعات واپس لے لی گئیں جبکہ تیسرے آرڈی نینس کی رُو سے پریس کونسل ایکٹ منسوخ کر کے پریس کونسل کو توڑ دیا گیا۔

۱۹ر دسمبر ۱۹۷۵ء :

آندھرا پردیش، کرناٹک، مدھیہ پردیش، مہاراشٹر اور اڑیسہ کے وزرائے اعلیٰ کے مابین دریائے گوداوری کے پانی کے استعمال سے متعلق ایک معاہدے پر دستخط ہو گئے۔

صحت عامہ کی حفاظت اور امراض کا انسداد

گشتی ہسپتالوں کے ذریعہ، ڈاکٹر دیہی آبادی کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔

گزشتہ دہائی کے دوران صحت عامہ کی خدمات کے تصور میں ایک انقلابی تبدیلی آئی ہے۔ اب صحت عامہ کی خدمات میں علاج سے زیادہ امراض کی روک تھام اور شہری حلقے کی بہ نسبت دیہی حلقے پر زیادہ زور دیا جا رہا ہے

اس دہائی میں آبادی میں اضافہ کا زبردست مسئلہ سامنے آیا اور اس کے ساتھ ہی اس سے نپٹنے کے لیے صحت عامہ کی حفاظت کے ایک جامع پروگرام کے تحت جس میں ماں اور بچے کی صحت کی دیکھ بھال اور خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام پر خاص زور دیا گیا ہے۔ ریاست وار وسائل اکٹھا کیے گئے۔ متعدی امراض کو کنٹرول کرنے کے کام میں بھی اس دہائی کے دوران اہم پیش قدمی ہوئی ہے۔ اس معاملے میں سال ۱۹۷۵ء سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ کیوں کہ اس سال کے دوران پورے ملک کے ساتھ ریاست سے چیچک کا خاتمہ ہو گیا۔

طبی عملے کے لیے ریاست کی ضروریات پوری کرنے کے لیے طبی تعلیم کی سرگرمیوں میں بھی نمایاں ترقی نظر آئی۔ اس عرصے میں چار میڈیکل کالج قائم کیے گئے۔ پوسٹ گریجویٹ ٹریننگ کے پروگراموں میں قابل ذکر ترقی ہوئی ہے

خوراک اور ادویات کے انتظام کے ذریعہ خوراک اور ادویات کی قسم پر کنٹرول کے اہم مسائل کو موثر طریقے سے حل کیا گیا۔ ایمپلائیز اسٹیٹ انشورنس کے ذریعہ صنعتی مزدوروں کے علاج معالجہ کی سہولتوں میں بھی مسلسل اضافہ ہوا

ریاستی سرکار نے طبی خدمات اور تعلیم اور ریسرچ دونوں شعبوں

میں آیورویدک اور ہومیوپیتھی سمیت دیہی طریقہ ہائے علاج کی حوصلہ افزائی کے لیے ضروری اقدامات کیے۔

صنعتوں کے فروغ کے ساتھ پانی اور ہوا کی آلودگی کے متعلق مختلف مسائل سے تندی کے ساتھ نمٹنے کی ضرورت ہے۔ بورڈ برائے انسداد آلودگی آب کے قیام سے اس سمت میں خاص پیش رفت ہوئی ہے۔

۱۹۶۵ء میں پیدائش کے وقت متوقع عمر ۵۲ سال تھی ۱۹۷۳ء میں متوقع عمر ۲ر۵۷ سال ہوگئی۔ شرح پیدائش جو ۱۹۶۵ء میں ۲ر۴۰ فی ہزار تھی۔ ۱۹۷۴ء میں گھٹ کر فی ہزار ۴ر۳۲ رہ گئی۔ اس مدت میں شرح اموات فی ہزار ۵ر۱۵ فیصد سے گھٹ کر ۵ر۱۲ فیصد رہ گئی۔ تاہم صحت عامہ کی خدمات کی عام ترقی کا ثبوت بچوں کی شرح اموات میں کمی سے ملتا ہے جو ۱۹۶۴ء میں ۹۶ فی ہزار تھی اور ۱۹۷۳ء میں ۷۰ فی ہزار رہ گئی۔

دیہی صحت

دیہی علاقوں میں پرائمری ہیلتھ سینٹر شفاخانوں اور ذیلی مرکزوں کے ذریعہ صحت عامہ کی خدمات انجام دی جاتی ہے۔ تعلقہ اور ضلع کی سطحوں پر ان اداروں کو علی الترتیب دیہی، کاٹیج اور ڈسٹرکٹ اسپتالوں سے مدد ملتی ہے۔ گزشتہ دس سال کے عرصے میں مزید ۲۰ پرائمری ہیلتھ سینٹر قائم کیے گئے۔ جن سے ریاست مہاراشٹر میں صحت کے ابتدائی مرکزوں کی تعداد ۳۹۱ ہوگئی۔

۱۹۶۵ء میں پرائمری ہیلتھ سینٹروں میں صرف ۲۰۵ میڈیکل گریجویٹس کو میڈیکل افسر کے عہدے پر مقرر کیا گیا۔ یہ مطلوبہ تعداد کا تقریباً نصف تھا۔ لیکن اب ایک پرائمری ہیلتھ سینٹر پر دو گریجویٹ ڈاکٹروں کا تقرر ممکن ہوگیا ہے۔

آبادی میں اضافہ کی وجہ سے پرائمری ہیلتھ سینٹروں کے ذریعہ صحت عامہ کی موثر دیکھ بھال میں مشکل ہو رہی تھی۔ اس نقص کو دور کرنے کے لیے پرائمری

گذشتہ دس سال میں ٹی بی، سی، جی جماعتوں کی تعداد پندرہ سے بڑھ کر بائیس ہوگئی ہے۔ اب ہر ضلع میں ایک ٹی بی سینٹر ہے۔ تصویر میں ناسک میں واقع ٹی بی کلینک نظر آرہا ہے۔

ریاست کے دور دراز علاقوں تک "طبی دیہی صحت خدمات" کے ذریعہ دیہی عوام کی ضرورت پوری ہوتی ہے۔ لیبر کیمپ۔ پاچورہ (ضلع جلگاؤں) میں کام کرنے والی یہ خاتون کیمپ ہی پر اولین طبی امداد حاصل کر رہی ہے۔

ہیلتھ یونٹ قائم کیے گئے۔ چنانچہ ۱۹۶۶ء تک ۱۴ مزید پرائمری ہیلتھ یونٹ قائم کیے گئے ان میں سے ہر یونٹ ۴۰۰۰۰ آبادی کی صحت کی ضروریات کو پورا کرتا ہے۔

پانچویں پانچ سالہ منصوبے کے دوران دیہی علاقوں میں ریفری طبی خدمات مہیا کرنے کی غرض سے ہر چار پرائمری ہیلتھ سینٹروں یا تعلقہ ڈسپنسریوں میں سے ایک کو ترقی دیکر ۳۰ بستروں کے دیہی اسپتال میں تبدیل کرنے کا ارادہ ہے۔ اب تک ایسے ۱۲۹ اسپتال قائم کر دیے گئے ہیں۔ یہ اسپتال پہلے سے موجود ۴۱ کاٹیج اسپتالوں کے علاوہ ہیں۔

طبی دیکھ بھال

۱۹۶۵ء میں مہاراشٹر کے اسپتالوں میں مہیا کیے گئے بستروں کی کل تعداد ۲۵۹۰۰ تھی ۱۹۷۴ء تک یہ تعداد ۴۷۶۰۰ ہوگئی۔ آبادی کے لحاظ سے ۱۹۶۵ء میں ۱۲۳۰ اشخاص کے لیے ایک بستر تھا۔ ۱۹۷۴ء میں ۱۱۰۰ اشخاص کے لیے ایک بستر ہے۔

متعدی امراض کی روک تھام

متعدی امراض کی روک تھام کے سلسلے میں گزشتہ دہائی کے دوران چند بڑی پیش قدمیاں ہوئیں۔ صرف دو دہائیاں قبل ملیریا صحت عامہ کا دشمن نمبر ۱ سمجھا جاتا تھا۔ ریاست مہاراشٹر کی ۴ کروڑ سے زیادہ کی آبادی میں ایک کروڑ دس لاکھ افراد ملیریا میں مبتلا ہوئے۔ اور ہر سال تقریباً ایک لاکھ افراد اس بیماری سے مر جاتے تھے۔

۱۹۵۸ء میں ملیریا کے خاتمے کا قومی پروگرام شروع کیا گیا۔ ۱۹۶۴-۶۴ء میں پوری ریاست مہاراشٹر میں ملیریا کے صرف ۵۱۰۰ کیس ہوئے۔ بدقسمتی سے

میکنیکل اور انتظامی وجوہات سے ملیریا کی روک تھام کے سلسلے میں کچھ پسپائی ہوئی۔ اس لیے ملیریا کی روک تھام کے لیے ایک نئی موثر حکمت عملی وضع کی گئی تاکہ ریاست میں صحت عامہ کے لیے یہ خطرہ مسئلہ نہ بن سکے۔

گوئٹر یا جذام مہاراشٹر کے بڑے مسئلوں میں سے ایک ہے۔ ایک لاکھ آبادی میں ۱۰ اشخاص اس مرض میں مبتلا ہیں۔ گزشتہ دس سال کے دوران۔ الیپراسی کنٹرول یونٹ ۲۰ اربن لپراسی سینٹر اور ۲۷۸ سروے ایجوکیشن ٹریٹمنٹ سینٹر قائم کیے گئے۔ اس طرح ۱۹۷۵ء میں ان اداروں کی ترتیب وار تعداد ۱۳۹،۴۲ اور ۵۰۴ ہوگئی

ہیضہ (کالرا) وبائی صورت میں پھوٹ پڑنے پر انسانی جانوں کا بھاری جھینٹ لیتا رہا ہے۔ اب صفائی کی بہتر سہولتوں اور انسداد روک تھام کے دوسرے اقدامات کی وجہ سے کالرا سے اموات میں عام طور سے کمی واقع ہوئی ہے۔

گزشتہ دہائی کے دوران ۶۶-۱۹۶۵ء میں چیچک کی وبا کا بہت زور رہا۔ اس سال ۲۸،۰۰۰ اشخاص چیچک میں مبتلا ہوئے۔ اور ان میں سے ۵ ہزار ہلاک ہوگئے۔ ۱۹۷۴ء کے بعد چیچک کے ایک بھی کیس کی اطلاع نہیں ملی

گزشتہ دس سال کے دوران بی سی جی جماعتوں کی تعداد ۱۵ سے بڑھ کر ۲۲ ہوگئی۔ اور اب ہر ضلع میں ایک ڈسٹرکٹ ٹیوبرکلاسس سینٹر موجود ہے۔ سرکاری اسپتالوں میں تپ دق کے مریضوں کے لیے مہیا کیے گئے بستروں کی تعداد تقریباً دوگنا ہوگئی۔ ۱۹۷۵ء تک ۲۶ اینٹی ٹیوبرکلاسس سینٹروں میں علاج کے انتظامات کیے گئے۔ بی سی جی کے ٹیکوں کی تعداد ۱۹۶۸ء کے ۵ لاکھ کے مقابلے میں ۱۹۷۵ء میں ۱۴ لاکھ ہوگئی۔

گنی ورم کے مریضوں کی تعداد میں حیرت انگیز کمی ہوئی۔ ۱۹۷۳ء میں گنی ورم کے مریضوں کی تعداد ۶،۲۳۰۰ تھی جبکہ ۱۹۷۵ء میں صرف ۳۰۰ اشخاص اس مرض میں مبتلا ہوئے۔ اضلاع قلابہ، پربھنی اور ناندیڑ کو چھوڑ کر ریاست کے تمام اضلاع گنی ورم کی بیماری سے پاک ہیں۔

اندھاپن انتہائی مفلوج کن بیماری ہے۔ دیہی علاقوں میں آنکھوں کے علاج کی سہولتیں ناکافی ہونے کی وجہ سے مقامی اداروں اور رضاکارانہ تنظیموں کی مدد سے جہاں کہیں ممکن ہو آئی کیمپ لگائے جاتے ہیں۔ پچھلے چند سالوں کے دوران آنکھوں کے علاج کے کیمپوں کی تعداد کافی بڑھ گئی جیسا کہ اعداد و شمار سے ظاہر ہے۔ ۱۹۷۳ء میں صرف سات آئی کیمپ لگائے گئے۔ جبکہ ۱۹۷۴ء میں ۹۰ کیمپ لگے۔ اور ان مرکزوں میں کیے گئے آپریشنوں کی تعداد ۱۲۰۰ سے بڑھ کر ۱۴۳۰۰ ہوگئی۔

پبلک ہیلتھ لیباریٹری سروس

ان سروسوں کا اصل مقصد 'لیباریٹری سروس' کے ذریعہ صحت عامہ کی حفاظت ہے۔ ۱۹۶۶ء میں پبلک ہیلتھ لیباریٹریز کی تعداد ۴ تھی۔ جبکہ آج ۱۱ ہے۔ پونے کی سینٹرل ہیلتھ لیباریٹری کو ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن نے ۱۹۷۱ء میں ریجنل ریفرل لیباریٹری تسلیم کرلیا۔

سال ۱۹۶۵ء میں ڈائرکٹوریٹ آف ہیلتھ سروسز کے پاس صرف ۱۷۵ گاڑیاں تھیں۔ پروگرام میں توسیع نیز دور افتادہ دیہی علاقوں میں صحت عامہ کی خدمات کی توسیع کے ساتھ گاڑیوں کی تعداد بڑھ کر ۱۵۳۴ ہوگئی۔

طبی تعلیم اور ریسرچ

گزشتہ دہائی کے دوران طبی تعلیم میں خاصی توسیع ہوئی ہے۔ اس مدت میں چار نئے میڈیکل کالج قائم کیے گئے۔ ان میں دو گورنمنٹ میڈیکل کالج قائم کیے گئے۔ حکومت نے اپریل ۱۹۷۴ء سے شولاپور کے ڈاکٹر وی ایم میڈیکل کالج کا انتظام سنبھال لیا ہے۔ اس نے ابھی حال ہی امباجوگائی ضلع بیڑ میں سوامی رامانند تیرتھ رورل میڈیکل کالج قائم کیا ہے۔ جس میں سالانہ ۵۰ داخلوں کا انتظام ہے۔ اس کالج کے طلبہ میں دیہی برادری اور ماحول کے تعلق سے علمی تعلیم اور تجربہ کے سبب مناسب برادرانہ رجحان پیدا کرنے کے لیے ٹریننگ کو دوبارہ منظم کرنے کی تجویز ہے۔ اس کو ملا کر ریاست میں سرکاری میڈیکل کالجوں کی تعداد بڑھ کر ۷ ہوگئی۔

فی الحال ریاست کی گورنمنٹ میڈیکل کالجوں میں ۹۲۵ طلبا کے داخلے کی گنجائش ہے۔ جبکہ ۱۹۶۵ء میں صرف ۵۶۰ کی گنجائش تھی۔

سال ۶۶-۱۹۶۵ء میں ریاست میں میڈیکل کالجوں کی کل تعداد ۹ اور ان میں ۱۲۲۰ طلبہ کے داخلے کی گنجائش تھی۔ ۷۵-۱۹۷۴ء میں یہ تعداد علی الترتیب ۱۳ اور ۱۵۲۵ ہوگئی۔ میڈیکل کالجوں سے تعلیم مکمل کرنے والے طلبا کی تعداد دونوں مذکورہ بالا سالوں میں علی الترتیب ۵۷۳ اور ۱۰۰۰ تھی۔

نئے فارغ التحصیل ڈاکٹروں میں برادرانہ احساس پیدا کرنے کے لیے ۱۹۷۴ء سے نیا انٹرن شپ پروگرام شروع کیا گیا۔ جس کے تحت انٹرن ڈاکٹر چھ ماہ پرائمری ہیلتھ سینٹر میں اور چھ ماہ اسپتال میں کام کرتے ہیں۔ اس اسکیم کے تحت ۱۰ تا ۲۰ پرائمری ہیلتھ سینٹر ہر میڈیکل کالج کے ماتحت کیے گئے ہیں۔

پوسٹ گریجویٹ تعلیم کی سہولتوں کو بڑھایا گیا۔ ۶۵-۱۹۶۴ء کے دوران گورنمنٹ میڈیکل کالجوں میں ۱۰۰ سے بھی کم طلبا کو پوسٹ گریجویٹ کورس کی تعلیم دی جاتی تھی۔ فی الحال ۵۰۰ سے زیادہ طلبہ کو یہ سہولت حاصل ہے۔ پوسٹ گریجویٹ طلبا کی مناسب تعلیم و تربیت کے لیے ۷۷-۱۹۷۶ء کے دوران بی جے میڈیکل کالج پونے اور میڈیکل کالج اورنگ آباد میں تین سال کا ایک اتاتی پروگرام شروع کیا گیا۔ جو بتدریج دوسرے میڈیکل کالجوں میں بھی جاری کیا جائے گا۔

دانتوں کے علاج کی تعلیم

ریاست میں دو ڈینٹل کالج تھے۔ ایک گورنمنٹ ڈینٹل کالج بمبئی اور دوسرا بمبئی میونسپل کارپوریشن کا ڈینٹل کالج (بی، وائی ایل نائر اسپتال) ۱۹۶۴-۶۵ء میں گورنمنٹ ڈینٹل کالج بمبئی اور بی وائی ایل نائر ڈینٹل کالج بمبئی میں ۷۰ طلبہ کے داخلے کی گنجائش تھی۔ ۱۹۶۸ء میں ناگپور میں ایک نیا سرکاری ڈینٹل کالج کھولا گیا جس میں ۳۰ طلبہ کی گنجائش ہے۔ اس مدت میں تمام ڈینٹل کالجوں میں طلبہ کی گنجائش بڑھ کر ۲۰۰ ہو گئی۔

نرسنگ کی تعلیم

تقریباً تمام صدر مقامات ضلع کے اسپتالوں میں اسکول آف نرسنگ قائم ہے۔ فی الحال ۳۹ نرسنگ اسکول چل رہے ہیں۔ جن میں کل ۹۴۴ نشستوں کی گنجائش ہے۔ ۱۸ نرسنگ اسکولوں میں ۳½ سال کا تربیتی کورس اور ۲۱ نرسنگ اسکولوں میں دو سال کا آگزی لیری نرس مڈوائفری کورس پڑھایا جاتا ہے۔ ۳½ سال کے تربیتی کورس میں داخلہ لینے والی طالبات کی تعداد ۲۹۶۶ ہے۔ ۱۹۶۵-۶۶ء میں سرکاری اداروں میں ۳½ سال کے تربیتی کورس کے لیے صرف ۲۱۸۴ نشستیں تھیں۔

حکومت نے ۱۹۶۰ء میں بمبئی میں کالج آف نرسنگ قائم کیا۔ جو بمبئی یونیورسٹی سے ملحق ہے۔ اور جس سے بی ایس سی ٹریننگ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ جون ۱۹۶۹ء سے یہ کالج ۳۰ نشستوں کے ساتھ تربیت یافتہ نرسنگ اسٹاف کے لیے پوسٹ بیسک ٹریننگ دے رہا ہے۔ سال ۱۹۶۴-۶۵ء کے دوران چھ سو آگزیلری نرس مڈوائفس کو ٹریننگ دی جاتی تھی۔ اب سالانہ داخلوں کی تعداد بڑھ کر ۹۲۸ ہو گئی ہے۔

پبلک ہیلتھ نرسنگ میں ۱۶ اور پیڈیاٹرک نرسنگ میں ۸ طلبہ کے لیے ٹریننگ کی سہولتوں کے ساتھ ٹریننگ کے خصوصی کورس کو بڑھاوا دیا گیا۔

چوتھے پانچسالہ منصوبے کی مدت کے دوران سال ۱۹۷۰-۷۱ء میں مرکز کی زیر سرپرستی چلنے والی اسکیمات کے تحت چار تربیتی شعبوں کا درجہ بلند کیا گیا۔ اس اسکیم کے تحت بی جے میڈیکل کالج پونے کے ڈپارٹمنٹ آف میڈیسن اور ڈپارٹمنٹ آف پریونیٹو اینڈ سوشیل میڈیسن گرانٹ میڈیکل کالج بمبئی کے ڈپارٹمنٹ آف پیتھالوجی اور مائیکرو بایولوجی، اور واڈیا انسٹی ٹیوٹ آف آبسٹیٹرکس اینڈ گائناکولوجی کو ترقی دی گئی۔

تربیت دینے والے اسپتال

گورنمنٹ ٹیچنگ اسپتالوں میں ۱۹۶۴ء کے دوران مریضوں کے بستروں کی تعداد ۴۴۰۲ تھی۔ آج وہ بڑھ کر ۷۲۳۸ ہو گئی ہے۔

گزشتہ دہائی کے دوران حکومت ہند کی اسکیم کے تحت دو موبائیل ہاسپٹل یونٹ (سی آر ایس موبائیل ہاسپٹل ناگپور اور موبائیل ہاسپٹل۔ کم ٹریننگ سروس اورنگ آباد) کے لیے۔ ان میں سے ایک ناگپور اور دوسرے کو اورنگ آباد کے میڈیکل کالجوں سے منسلک کر دیا گیا۔ ان میں سے ایک میں ۵۰ بستر ہیں۔ ان اسپتالوں کی بدولت خصوصی سروسوں کو دیہی علاقوں تک پہنچانا ممکن ہوا ہے اس کے علاوہ میڈیکل کالجوں کے خصوصی ماہرین بھی ان ہی مقاصد کے تحت اضلاع میں پرائمری ہیلتھ سینٹروں کا دورہ کرتے ہیں۔ یہ اسکیم ۱۹۷۱ء میں شروع کی گئی ہے۔

بورڈ آف وزیٹرس

ٹیچنگ اسپتالوں کی انتظامیہ میں برادری کو زیادہ شریک رکھنے کی غرض سے حکومت نے اسپتالوں کی مشاورتی کمیٹیوں کا درجہ بلند کرنے کا فیصلہ کیا ۱۹۶۷ء میں ان کمیٹیوں کو بورڈ آف وزیٹرس بنا دیا گیا۔ بورڈ آف وزیٹرس نے ان اسپتالوں کا انتظام بہتر بنانے میں اپنی ذمہ داری کو اچھی طرح نبھایا۔

ہافکن انسٹی ٹیوٹ

گزشتہ دس سال کے دوران ہافکن انسٹی ٹیوٹ نے جراثیم کش دواؤں کی تیاری اور متعدی امراض کی روک تھام اور طبی ریسرچ کے مختلف شعبوں میں گرانقدر حصہ لیا۔ اس ادارے نے وبائی امراض پلیگ کی روک تھام، پلیگ اور کالرا کے ٹیکوں کو معیاری بنانے پلیگ کا ایک نیا ٹیکہ تیار کرنے اور جذام کے مریضوں کے لیے طویل عرصہ تک اثر رکھنے والی نئی دوا (ڈاڈس) کی تیاری کے سلسلے میں نمایاں کام انجام دیا۔

ٹریننگ

یہ ادارہ جو بمبئی، پونے، بڑودہ، ناگپور اور مراٹھواڑہ کی یونیورسٹیوں اور کوکن کرشی ودیا پیٹھ سے ملحق ہے۔ حیاتیاتی طبی علوم کے مختلف شعبوں میں تعلیم دینے کے لیے پوسٹ گریجویٹ طلبہ کو بھی داخلہ دیتا ہے۔

انسٹی ٹیوٹ میں پیداوار کے شعبے میں گزشتہ دس سال کے دوران توسیع عمل میں آگئی۔ شیکن کلچر ٹیکنک کو مکمل کرنے کے بعد انسٹی ٹیوٹ نے ٹرائیپل اینٹی

۴٪ کی ۲۰ لاکھ ڈوز تیار کرنے کا کام بھی شروع کیا۔ اور اس طرح ملک کی درآمدات
میں تخفیف کی۔ ریسرچ اور پیداوار دونوں قسم کی سرگرمیوں میں تیزی لانے کی غرض
سے ادارہ کو دو حسب ذیل دو خود مختار اداروں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ (۱) ہافکن
انسٹی ٹیوٹ فار ٹریننگ ریسرچ اینڈ ٹسٹنگ اور (۲) ہافکن بائیو فارماسیوٹیکل
کارپوریشن لمیٹڈ جس نے یکم ستمبر ۱۹۷۵ء سے باقاعدہ کام شروع کر دیا ہے۔

ایمپلائیز اسٹیٹ انشورنس اسکیم

مہاراشٹر میں ۱۹۶۵ء میں ایمپلائیز اسٹیٹ انشورنس اسکیم کے
تحت ۲۹٫۸۰٫۵۰۰ بیمہ شدہ اشخاص نے فائدہ اٹھایا۔ اس وقت یہ اسکیم
صرف ان کارخانوں اور اداروں کے ملازمین پر لاگو تھی جن کے ملازمین کی تعداد ۲۰
یا اس سے زیادہ ہو۔ اور جو بجلی استعمال کرتے ہوں۔ اور جن کی تنخواہ ۵۰۰ روپے
ماہانہ سے زیادہ نہ ہو۔

۱۹۶۵-۷۵ء کے درمیان اسکیم مزید ۲۰ مرکزوں میں جاری کر دی گئی
اور اب یہ اسکیم مہاراشٹر میں تقریباً ۱۴ لاکھ ۳۵ ہزار مزدوروں کا احاطہ کرتی ہے۔
۲۰ نومبر ۱۹۷۵ء سے یہ اسکیم ماہوار ۱۰۰۰ روپے تک تنخواہ پانے والے
ملازمین پر بھی لاگو کر دی گئی ہے۔ اس طرح اس دہائی کے دوران بیمہ شدہ اشخاص
کی تعداد ۲۹٫۸۰ لاکھ سے بڑھ کر ۳۵٫۱۴ لاکھ ہو گئی۔

خوراک اور ادویات کا انتظام

"فوڈ اینڈ ڈرگ اڈمنسٹریشن" کا اصل کام مہاراشٹر میں تیار ہونے
یا فروخت ہونے والی ادویات (ایلوپیتھک، ایورویدک اور ہومیوپیتھک) ادویات
نیز کاسمٹکس کی کوالٹی اور خالص پن وغیرہ کی نگرانی کرنا نیز ملاوٹ والی خوراک اور
نقلی ادویات کے خطرے کی روک تھام کے لیے موثر اقدامات عمل میں لانا ہے۔
۱۹۷۰ء سے غذائی اشیا میں ملاوٹ کی روک تھام سے متعلق قانون کے نفاذ کی
ذمہ داری "فوڈ اینڈ ڈرگ اڈمنسٹریشن" کو سونپ دی گئی ہے۔
اس ادارے کے پاس بمبئی میں ایک ڈرگ کنٹرول لیباریٹری ہے جس
میں سالانہ ۲۵۰۰ نمونوں کی جانچ کا انتظام ہے۔
اڈمنسٹریشن کے افسروں کے بھیجے گئے غذائی اشیا کے نمونوں کی جانچ کا
کام بمبئی میں میونسپل کارپوریشن کی لیباریٹری اور پونے، ناگپور، اورنگ آباد اور
امراوتی میں پبلک ہیلتھ لیباریٹریاں انجام دیتی ہیں۔

آیوروید

آیورویدک کو ریاستی حکومت کی سرپرستی حاصل ہے۔ ریاستی حکومت نے ۱۹۵۷ء
میں ڈائرکٹوریٹ آف آیوروید کے تحت الگ محکمہ قائم کیا گیا۔ فی الحال ریاست
میں تین گورنمنٹ آیورویدک کالج اور سرکار کی امداد سے چلنے والے ۱۴ کالج قائم
ہیں۔ ان کالجوں نے ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۵ء کے دوران ۴۲۶ ادید دیگر گریجویٹ (ڈپلوما
ہولڈر) تیار کیے۔

۱۹۶۵ء سے پہلے ریاست میں دو سرکاری ایورویدک اسپتال تھے۔
۱۹۶۵ء میں ناگپور میں ۱۰۰ بستروں کا ایک آیورویدک اسپتال قائم کیا گیا
اب موجودہ اسپتالوں میں بستروں کی تعداد ۲۰۰ سے بڑھ کر ۴۶۵ ہو گئی۔ فی
الحال ریاست میں ۶۶۷ ایورویدک شفا خانے اور ۳۰ یونانی دواخانے ضلع
پریشدوں کی زیر نگرانی کام کر رہے ہیں۔

آیوروید کو ریاستی حکومت
کی جانب سے سرکاری
سرپرستی حاصل ہے۔ اور
فی الحال ریاست میں ۶۶۷
آیورویدک دواخانے ہیں۔

← تصویر میں کھمولی (ضلع
چندرپور) کی آیورویدک
ڈسپنسری دکھائی دے
رہی ہے۔

بعض شعبوں میں ریسرچ شروع کرنے کی غرض سے سرکار نے ستمبر ۱۹۷۲ء میں "مہاراشٹر بورڈ آف ریسرچ ان آیورویڈ" قائم کیا۔

یونانی طب کی تعلیم

ایورویدک اور یونانی طریقہ ہائے علاج سے متعلق مہاراشٹر صحت نے یونانی طریقہ علاج کا تربیتی کورس تیار کیا ہے۔ اور فی الحال اس محکمہ سے ایک یونانی کالج منسلک ہے۔ جہاں یہ کورس چلایا جاتا ہے۔ یہ کالج ۱۹۷۰ء کے تعلیمی سال سے جاری ہے۔

فارمیسی

دواخانوں اور گورنمنٹ ایورویدک اسپتالوں کو خالص ایورویدک اور یونانی ادویات سپلائی کرنے کی غرض سے سرکار نے ۱۹۵۸ء کے دوران ناندیڑ میں آیورویدک اینڈ یونانی فارمیسی قائم کی۔ فارمیسی ابتداء میں صرف مراٹھواڑہ علاقہ کے ۵۰ دواخانوں کو ادویات سپلائی کرتی تھی۔ اب اس فارمیسی سے ریاست میں تمام ایورویدک اور یونانی دواخانوں کو ادویات سپلائی کرنے کا انتظام کیا گیا ہے۔ جو ضلع پریشدوں اور گورنمنٹ ایورویدک اسپتالوں کے زیر انتظام ہیں۔ فارمیسی نے ایمپلائمنٹ انشورنس اسکیم کو بھی بعض ادویات سپلائی کرنے کا ذمہ لیا ہے۔ فارمیسی سے ابتداء میں ۳۰۰۰ ہزار روپے کی ادویات سپلائی کی جاتی تھیں لیکن اب ہر سال ۵۰۰۰۰۰ روپے کی ادویات سپلائی کی جاتی ہیں۔

منتخب ایورویدک جڑی بوٹیوں کی باقاعدہ کاشت کے پروگرام کے تحت جس کا ذمہ ریاست کے فارسٹ ڈپارٹمنٹ نے لیا ہے۔ ۱۲ طبی پودے اشوا گندھا، گھوس، اڈولا، سیتا رینج، اگل دیل، پیپر فوا، داؤ ڈنگ، مجمٹھانہ، گوگل، ایپلی گوانٹی جاپا اور سپاری کو باقاعدہ کاشت کے لیے چن لیا گیا ہے۔ اور فارسٹ ڈپارٹمنٹ نے جون ۱۹۷۵ء سے باقاعدہ کاشت کے سلسلے میں کام شروع کر دیا ہے۔

ہومیوپیتھک تعلیم

ہومیوپیتھک اور بایوکیمک طریقہ ہائے علاج کی حوصلہ افزائی کے لیے سرکار نے بمبئی ہومیوپیتھک اینڈ بایوکیمک پریکٹیشنرس ایکٹ ۱۹۵۹ء کے نام ایک نیا قانون وضع کیا۔ اور اس طریقہ علاج کو بڑھاوا دینے کے لیے ایک مشیر مقرر کیا۔

ہومیوپیتھک کالج جو ۱۹۵۸ء کے قانون کے تحت قائم شدہ "کورٹ آف اکزامنرز" سے ملحق ہیں۔ ڈپلومہ کورس چلا رہے ہیں۔ ان کورسوں کو چلانے والے ہومیوپیتھک کالجوں کی تعداد ۱۹۶۵ء میں صرف ۸ تھی اور اب بڑھ کر ۲۵ ہو گئی ہے۔

کورٹ آف اگزامنرس سے ملحقہ ہومیوپیتھک کالجوں کے لیے ضروری ہے کہ وہاں پر شفاخانے کی سہولت ہو تاکہ کورس لینے والے طلبہ کو علاج کی تربیت دی جاسکے۔ ان کالجوں سے دو اسپتال اور ۲۴ دواخانے منسلک ہیں۔ ان میں سے ایک بمبئی کا ایک گورنمنٹ اسپتال ہے جہاں مریضوں کے لیے ۲۰ بستر موجود ہیں۔ دوسرا انچی اسپتال جس میں ۲۵ بستر موجود ہیں۔ پونے میں واقع ہے۔

نوٹ: مہاراشٹر میں علاج معالجہ کی سہولتوں کا گوشوارہ صفحہ نمبر ۱۵۹ پر درج ہے

(صفحہ نمبر 42 سے آگے)

مرکزوں کے ذریعہ جانوروں کے علاج کی سہولتیں مہیا کی جا رہی ہیں۔ وباؤں کی روک تھام کے لئے چھ اپی زوٹک کنٹرول یونٹ موجود ہیں جو اطلاع ملتے ہی وبائی مقام پر جلد سے جلد پہنچ جاتے ہیں اور وسیع پیمانے پر ٹیکے لگاتے ہیں۔ انڈر ہیٹ کی روک تھام کی غرض سے ریاست کی سرحدوں کے ساتھ مختلف مقامات پر چوکیاں اور نگراں یونٹ قائم ہیں۔ جانوروں میں وقتاً فوقتاً پھیلنے والی بیماریوں کے اسباب معلوم کرنے اور ان پر قابو پانے کے طریقہ معلوم کرنے کے لئے ڈزیز انوسٹی گیشن سکشن ہے جس کا مرکزی تجربہ گاہ پونے اور علاقائی تجربہ گاہ کولہاپور ناسک اورنگ آباد اور ناگپور میں کام کر رہے ہیں۔

جانوروں میں وبائی امراض کی روک تھام اور ریاست کے مختلف حصوں کے جانوروں کے پیروں اور منہ میں پائی جانے والی بیماری کے جراثیم کی قسم معلوم کرنے کی غرض سے انڈین کونسل آف اگریکلچرل ریسرچ نے ۱۹۷۲ء میں ایک اسکیم منظور کی ہے۔ اس سال کونسل اس اسکیم کا ۷۵ فیصد اور ریاست ۲۵ فیصد خرچ برداشت کرے گی۔

مہاراشٹر اگرو انڈسٹریز ڈویلپمنٹ کارپوریشن (مائدکو) قائم شدہ ۱۹۶۵ء ریاست کی جلد تلف ہونے والی زرعی پیداوار کی فروخت پر توجہ دے رہا ہے۔ کارپوریشن بیجوں کی فراہمی کے ذریعے آلو کی پیداوار بڑھا رہی ہے۔ کارپوریشن آلو کی کاشت کرنے والوں کو آلو کے تصدیق شدہ بیجوں کے لئے فی کوئنٹل کم سے کم ۱۰۰ روپے قیمت کی ضمانت دیتا ہے۔ اس کارپوریشن نے قیمتوں میں زیادہ مطابقت پیدا کرنے کے لئے بمبئی میں واشی کے مقام پر ایک نیا ٹرمنل مارکیٹ یارڈ بنانے کا ذمہ لیا ہے۔ کارپوریشن پورلری کے بیکن (سور کے گوشت) کے کارخانے اور پونے کے پولٹری ڈریسنگ پلانٹ کے لئے سیلنگ ایجنٹ کا کام کرتا ہے۔

تعلیم کے میدان میں آگے قدم

۶۶-۱۹۶۵ء سے ۷۵-۱۹۷۴ء تک دس سال کے دوران ریاست میں توسیع وترقی تعلیم کے میدان میں زبردست اقدامات کئے گئے۔

اس مدت میں تعلیمی مصارف ایک دم ۳۸ء۶ کروڑ روپے سے بڑھ کر ۶۸ء۱۵۶ کروڑ روپے ہو گئے۔ یہ چارگنا اضافہ زیادہ تر تعلیمی سہولتوں میں توسیع اور مدرسین کی شرح تنخواہ بڑھانے کی وجہ سے ہُوا۔ اس زمرے میں شعبہ دار اخراجات میں بھی تبدیلی ہوئی جس کا اندازہ حسب ذیل اعداد و شمار سے ہوتا ہے:۔

شعبہ	۶۶-۱۹۶۵ کے دوران کل خرچ کا فیصد خرچ	۷۵-۱۹۷۴ء کے دوران کل خرچ کا فیصد خرچ
ابتدائی تعلیم	۵۱ء۸	۵۱ء۵
ثانوی تعلیم	۱۸ء۹	۳۵ء۸
یونیورسٹی تعلیم	۵ء۹	۷ء۲
دیگر پروگرام	۲۳ء۴	۵ء۵

گذشتہ ۲۵ سال کے دوران ابتدائی تعلیم کے لئے لگاتار کوشش نیز مختلف سہولتوں کے باعث بالآخر ثانوی کے مرحلہ پر تعلیم پانے والے طلبا کی تعداد بڑھی اور پھر اس لحاظ سے یونیورسٹی تعلیم بڑھی۔

ابتدائی تعلیم

'جمہوری لامرکزیت' طریقہ اختیار کرنے کے بعد دیہی علاقوں میں ابتدائی تعلیم ضلع پریشدوں کے حوالے کر دی گئی ہے۔ شہری علاقوں میں یہ میونسپل کونسلوں اور کارپوریشنوں کے زیر انتظام ہے۔ تقریباً ۴۷,۵۰۰ ابتدائی اسکولوں میں سے ۴۲,۰۰۰ ضلع پریشدوں کے زیر انتظام ہیں۔ ۲,۹۰۰ میونسپل کونسل اور کارپوریشن چلاتی ہیں اور ۲,۷۰۰ نجی ادارے چلاتے ہیں۔

مہاراشٹر نے دستوری ہدایت کے مطابق تعلیمی نظام میں ۶-۱۴ سال کی عمر گروپ میں صد فیصد بچوں کے لئے تعلیم کا انتظام کرنے کے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے تیزی سے آگے قدم بڑھائے اور اسکولوں کی تعداد ۴۲,۰۰۰ سے بڑھ کر ۴۸,۰۰۰ ہو گئی ہے جبکہ طلبا کی درج تعداد ۶۶-۱۹۶۵ء میں ۵۵ لاکھ سے بڑھ کر ۷۵-۱۹۷۴ء میں ۷۲ لاکھ ہو گئی یعنی ۳۰ فیصدی تک بڑھ گئی۔ داخل ہونے والے طلبا کی تعداد میں ۲۴ فیصدی اضافہ ہوا۔ جبکہ لڑکیوں کی تعداد میں ۴۱ فیصدی کا نمایاں اضافہ ہوا۔ ۷۵-۱۹۷۴ء تک ۶ تا ۱۱ سال عمر گروپ کے تقریباً ۹۳ فیصدی بچے اول تا پنجم جماعتوں میں داخل کئے گئے تھے۔ ۶۶-۱۹۶۵ء کے بعد سے ابتدائی مدرسین کی تعداد میں ۴۲ فیصدی اضافہ ہوا۔ جو فی الحال ۱ء۷۲ لاکھ ہے۔ ان میں سے تقریباً ۲۸ فیصدی یعنی ۶۲,۰۰۰ خواتین ہیں۔ تربیت یافتہ مدرسین کی فیصدی تعداد بھی ۷۸ سے بڑھ کر ۸۶ ہو گئی۔

کیونکہ بنیادی تعلیم کو عام کرنے میں روایتی طریقہ کافی نہیں ہے لہٰذا ریاست عام تعلیم میں معاون ذریعہ کے طور پر غیر رسمی تعلیم کے پروگرام پر غور کر رہی ہے، جیسا کہ وزیر اعظم کے مدنظر ہے۔ ۱۱ تا ۱۴ سال عمر گروپ کے بچوں کے لئے منتخب اضلاع میں جز وقتی جماعتیں قائم کی جائیں گی۔ تجربہ

حاصل ہونے کے ساتھ ان مراکز کی تعداد بتدریج بڑھادی جائے گی۔

ثانوی تعلیم

ثانوی تعلیم کا انتظام زیادہ تر رضاکار ادارے کرتے ہیں۔ ریاست میں تقریباً ۵,۹۰۰ اسکولوں میں سے ۵,۱۰۰ یعنی ۸۶ فیصدی اسکول نجی ادارے چلاتے ہیں۔ ان میں سے تقریباً ۵,۰۰۰ اسکول سرکاری امداد پاتے ہیں۔ اس کے علاوہ ۱۰۰ اسکول ضلع پریشدوں نے اور ۱۳۰ میونسپلٹیوں نے جاری کئے ہیں۔ تقریباً ۵۰ سابق سرکاری اسکول ضلع پریشدوں کو منتقل کر دیئے گئے ہیں تاکہ وہ انھیں چلائیں۔

۱۹۶۷-۶۸ء میں شہری اور دیہی علاقوں کے نجی امدادی ثانوی اسکولوں کو بالترتیب ۴۵ اور ۵۵ فیصدی کی حد تک امداد دی گئی۔ ۱۹۶۷-۶۸ء میں امدادی قوانین میں مزید رعایت کی گئی اور اب ثانوی اسکولوں کے خرچ کا ۹۷ ½ حصہ حکومت دیکھ بھال کی شکل میں بھر دیتی ہے۔

اسکولوں کی تعداد میں ۴۶ فیصدی (۴,۰۰۱ سے ۵,۹۰۰ تک) اور داخل طلبا کی تعداد میں ۶۸ فیصدی (۱۵ لاکھ سے ۲۵ لاکھ تک) اضافہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ دیہی آبادی میں تعلیم کی ضرورت اور سماجی رتبہ بلند کرنے کا احساس بڑھ رہا ہے۔ مختلف تعلیمی رعایتوں نیز معاشی طور سے پسماندہ طبقات کے لئے مراعات کے باعث یہ ترقی ہوئی ہے۔ لڑکوں کے معاملہ میں فیصد اضافہ ۷۵ تھا جبکہ لڑکیوں کے معاملہ میں بہت بھاری یعنی ۹۶ تھا۔ ثانوی مدرسین کی تعداد بھی ۵۷,۰۰۰ سے بڑھ کر ۹۴,۰۰۰ ہو گئی۔ تربیت یافتہ مدرسین کی فیصد تعداد بھی ۷۱ سے بڑھ کر ۸۱ ہو گئی۔

اعلیٰ ثانوی اسکول

ریاستی حکومت نے فی الحال (مرکزی حکومت کی حسب ہدایت) ۱۰ + ۲ + ۳ نظام تعلیم اختیار کیا ہے۔ جولائی ۱۹۷۵ء سے منتخب اسکولوں اور کالجوں میں گیارھویں جماعتیں جاری کی گئی ہیں جن میں تقریباً ۱٫۴ لاکھ طلباء تعلیم پا رہے ہیں۔

یونیورسٹی تعلیم

آرٹ، سائینس اور کامرس کالجوں کی تعداد بھی ۱۹۰ سے بڑھ کر ۳۸۱ ہو گئی۔ (ان میں سے صرف ۱۱ حکومت کے زیر انتظام ہیں) داخل ہونیوالے طلبا کی تعداد میں بھی نمایاں طور سے ۱۶۰ فیصدی کا اضافہ ہوا (یہ تعداد ۱٫۵ سے بڑھ کر ۳٫۸۵ لاکھ ہو گئی) لڑکوں کے معاملے میں اضافہ کا فیصد ۱۵۸ اور لڑکیوں کے معاملے میں ۱۶۴ تھا۔ مختلف کالجوں میں کام کرنے والے مدرسین کی تعداد بھی ۶,۶۰۰ سے بڑھ کر ۱۲,۵۰۰ ہو گئی

پرائیویٹ کالجوں کو امداد کے موجودہ قوانین کے مطابق یہ ادارے

ٹکنیکل اِداروں کی ترقی

نوعیت اِدارہ	۱۹۶۵-۶۶ء تعداد - اِن ٹیک	۱۹۶۵-۶۶ء گنجائش	۱۹۷۵-۷۶ء تعداد - اِن ٹیک	۱۹۷۵-۷۶ء گنجائش
ڈِگری کورس				
انجینئرنگ اور ٹیکنالوجیکل	۹	۱,۸۶۵	۱۱	۱,۸۹۰
ڈِپلوما کورس				
پالی ٹیکنکس اور دیگر ڈپلوما ادارہ جات	۲۳	۳,۹۲۵	۲۵	۴,۲۳۰ ۲۲۰
	۱۳	۵۴۵	۲۴	۱,۰۱۲
سرٹیفکیٹ کورس				
انڈسٹریل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ	۳۶	۱۲,۰۶۰	۵۵	۱۹,۸۳۶
ٹیکنیکل ہائی اسکول / سینٹرس	۹۱	۲۰,۵۸۳	۱۰۸	۲۶,۰۰۰
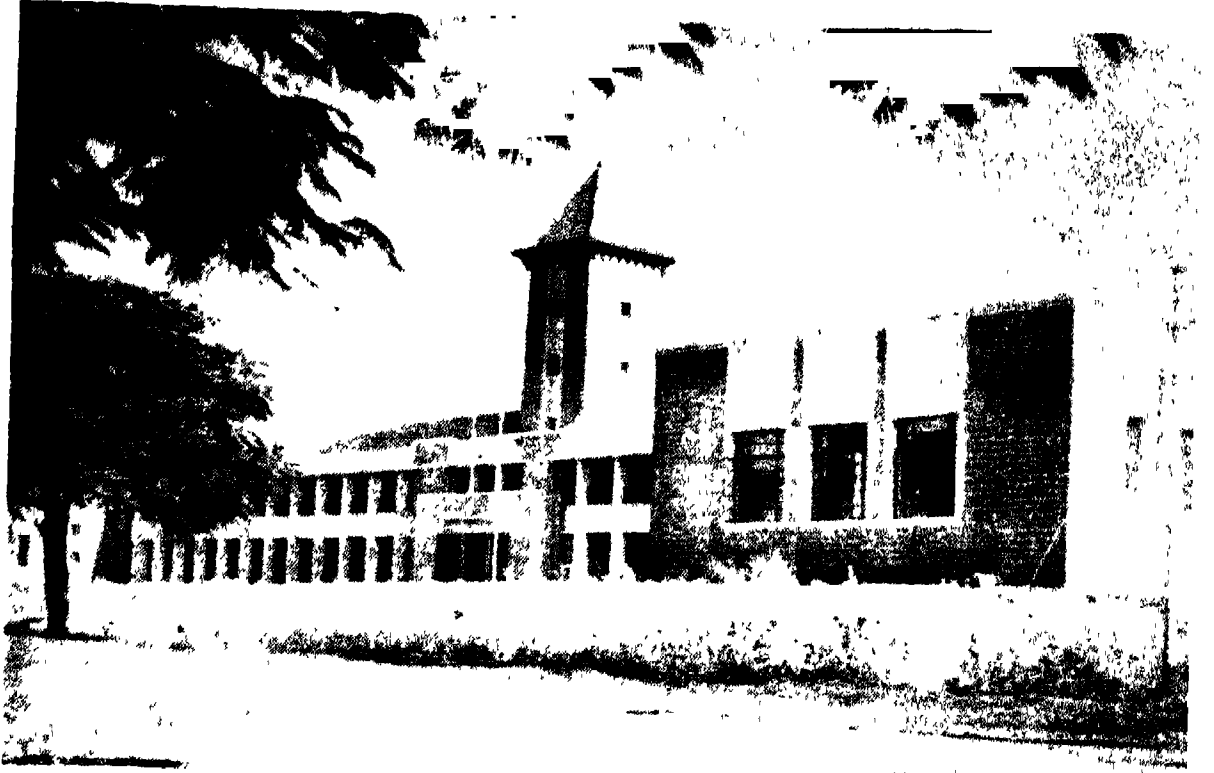
فی الحال ۲۵ "پالی ٹکنکس" جن میں ۳۲۲۴ طلباء کے داخلے کی گنجائش ہے۔ پالی ٹیکنکس میں ڈپلوما کورسوں کو اب صنعتی رخ دے دیا گیا ہے۔

خسارہ کا ۳/۴ نیز ممکنہ اخراجات کا ۵ یا ۱۰ فیصدی حصہ پانے کے مستحق ہیں مزید برآں انھیں دیگر گرانٹ وغیرہ دی جاتی ہے تاکہ وہ اپریل ۱۹۶۶ء سے یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کی جانب سے سفارش کردہ بہتر شرح تنخواہ اور مہنگائی بھتے کے باعث ہونے والے اخراجات کو پورا کرسکیں۔

نرسری اسکول

بڑے قصبات اور شہروں میں نرسری اور مانٹیسری اسکول بڑی تعداد میں قائم ہو گئے ہیں۔ حکومت کچھ اسکولوں کے اخراجات کا ۲۵ فیصدی حصہ اس صورت میں پورا کرتی ہے جبکہ اُن کی فیس حکومت کی مقرر کردہ رقم تک محدود ہو۔

اب دیہی علاقوں میں بھی نرسری اسکول سہولتیں بہم پہنچائی جا رہی ہیں پانچویں منصوبے کے دوران ایسے ۱۳۰۰ اسکول دیہی علاقوں میں پرائمری اسکولوں سے وابستہ کر دیئے گئے ہیں۔ ضلع پریشدوں کی تحریک پر اور بہت سے اسکول قائم ہونے کی توقع ہے۔

مہاراشٹر پہلی ریاست ہے جس نے تعلیمی رعائتیں دینے کے سلسلے میں پس ماندگی کو پیمانہ تسلیم کیا۔ یہ اسکیم ۱۹۵۹-۶۰ء میں جاری کی گئی تھی۔ ۱۹۷۰ء سے قبل معاشی طور سے پسماندہ طبقات کے لئے مقررہ رعائتیں ثانوی مرحلہ پر ایسے طلبا کو دی جاتی تھیں جن کے والدین کی سالانہ آمدنی ۱۲۰۰ روپے سے کم ہو۔ آمدنی کی یہی حد یونیورسٹی طلبا کے معاملے میں بھی لاگو تھی۔ لیکن ۱۹۷۱ء میں ان رعائتوں کو اور بڑھا دیا گیا تاکہ ثانوی تعلیم اُن طلبا کے لئے مفت ہو جائے جن کے والدین کی آمدنی ۲۴۰۰ روپے سالانہ سے کم ہو۔ سرکاری ملازمین اور مقامی اداروں کے ملازمین کے بچوں کے معاملے میں اس رعایت کے مقصد سے صرف بنیادی تنخواہ آمدنی شمار کی جاتی ہے۔

اس کے علاوہ تمام مراحل پر مفت تعلیم کی سہولت ابتدائی مدرسین کے بچوں کو بہم پہنچائی جاتی ہے، بشرطیکہ ان کی ترقی قابل اطمینان ہو۔ تعلیمی مراعات مجاہدین آزادی کے بچوں اور جنگ میں ہلاک یا مجروح ہو جانیوالے نوجوانوں کی بیواؤں اور بچوں کو بھی دی جاتی ہیں

ریاست کی جانب سے ذہین اور مستحق طلبا کو میرٹ اسکالرشپ فراخدلی سے ادیئے جاتے ہیں۔ یہ میرٹ وظائف مڈل اور ہائی اسکول مرحلہ پر وظیفہ

امتحان کی بنیاد پر دیئے جاتے ہیں۔ ان وظائف کی رقم میں اضافہ کر دیا گیا ہے نیز ۷۱-۱۹۷۰ء میں ان کی تعداد بھی ۳,۲۰۰ تک بڑھادی گئی ہے۔

دیہی علاقوں میں ثانوی اسکولوں کے طلبا کو دو فی بلاک کے حساب سے قومی وظیفہ دیا جاتا ہے۔ فی الحال ان کی تعداد ۸۵۰ ہے۔ اس طرح ریاست کی جانب سے دیئے جانیوالے اوپن میرٹ اسکالرشپس کی تعداد بھی کافی بڑھادی گئی ہے۔ کالج کی سطح پر ۴۰ روپے ماہانہ کے نئے وظائف ریاضی اور سائنس میں ذہین طلبا کے لئے رکھے گئے ہیں۔

ریاست نے مساوی تعلیمی مواقع کی خاطر خاص قدم اُٹھایا اور چار اقامتی ثانوی اسکول۔ "ودیا نکیتن" قائم کئے تاکہ دیہاتوں کے ذہین بچوں کو معیاری تعلیم دیں۔ یہاں دیگر تمام سہولتوں کے ساتھ مفت تعلیم دی جاتی ہے تاکہ آئندہ ان طلبا کی یونیورسٹی تعلیم میں سہولت ہو۔ حکومت نے ان کے لئے ۱,۰۰۰ روپے فی سال کے حساب سے وظیفہ رکھا ہے۔ مزید برآں اگر وہ سرکاری کالجوں میں داخلہ لیں تو ان کو فیس سے مستثنیٰ کر دیا جاتا ہے نیز سرکاری ہوسٹلوں میں مُفت قیام کی جگہ دی جاتی ہے۔

ان محروم طلبا کے لئے کالج کی تعلیم کا موقع بہم پہنچانے کی غرض سے ایک اسکیم جاری کی گئی ہے تاکہ ۱۱ ہوسٹل قائم کئے جائیں۔ ان میں سے پانچ الور محل، کوٹھاپور، دردھا، تھانے اور چندر پور اضلاع میں قائم کئے جا چکے ہیں۔

مُدرسین کی حیثیت کا سُدھار

تعلیمی تبدیلی اور ترقی میں اُستاد کنجی کی حیثیت رکھتا ہے۔ لہٰذا ریاست نے ان کی تربیت اور مرتبہ پر کافی توجہ دی ہے۔ ان کی تربیت کے لئے سہولتیں فراخدلی سے بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ ۱۹۵۷ء میں اسٹیٹ بورڈ آف ٹیچرس ایجوکیشن قائم کیا گیا تھا تاکہ مدرسین کی تعلیم مستحکم بنیاد پر جاری کی جائے۔ اس بورڈ کے ذریعہ قبل ازملازمت اور زیر ملازمت مدرس تعلیم کے تمام کورسوں کی زمانہ حال کے مطابق تجدید کی گئی ہے۔

ہر ضلع میں پری۔ پرائمری اور پرائمری سطح پر تربیت مدرسین کے لئے سہولتیں حاصل ہیں۔ تعلیم میں دو سالہ ڈپلوما دو سالہ کورس کے اختتام پر دیا جاتا ہے۔ جو ایس۔ ایس۔ سی کے بعد لیا جا سکتا ہے۔ یہ بھرپور ڈی۔ ایڈ کورس ۶۹-۱۹۶۸ء میں جاری کیا گیا تھا۔ اس کورس کی سہولت ۱۲۵ جونیر کالیجز آف ایجوکیشن میں مہیا کی گئی ہے۔ جن میں ۸۷ پرائیویٹ ہیں۔ ان کی موجودہ گنجائش ۱۶,۰۰۰ ہے۔ اسی قسم کا کورس دُور دراز دیہی اور پسماندہ علاقوں میں رہنے والے مدرسین کے فائدہ کے لئے ۷۵-۱۹۷۴ء میں جاری کیا گیا تھا۔

کوٹھاری کمیشن نے مدرسین کے لئے ۵ سال میں ایک مرتبہ ریفریشر ٹریننگ کی سفارش کی تھی۔ چنانچہ ۷۲-۱۹۷۱ء میں ابتدائی مدرسین کے لئے زیر ملازمت۔ تعلیم اسکیم جاری کی گئی تھی۔ فی الحال زیر ملازمت تربیت کے لئے بیک وقت ۳۰۰۔ ۳ مدرسین کی جماعت کی شکل میں تقریباً ۲۶,۰۰۰ مدرسین کے لئے سالانہ گنجائش ہے۔ ان مدرسین کو چار ہفتہ کی تربیتی مدت کے لئے ۷۵ روپے وظیفہ دیا جاتا ہے۔

کل ۵۱ کالیجز آف ایجوکیشن نے بی۔ ایڈ کورس کا انتظام کیا ہے ان میں سے ۱۴ سرکاری ادارے ہیں۔ ان میں سے اکثر ایم۔ ایڈ کورس بھی پڑھاتے ہیں۔ اب تمام اضلاع میں کالیجز آف ایجوکیشن قائم ہو گئے ہیں جن میں تقریباً ۶,۰۰۰ داخلوں کی گنجائش ہے۔ تعلیم کے نجی کالجوں کو ان کے ممکنہ اخراجات کی ۶۶⅔ فیصدی شرح سے سالانہ امداد دی جاتی ہے۔

۷۵-۱۹۷۴ء سے ریاست میں مضمون وار "سمر انسٹی ٹیوٹ" کے قیام کی اسکیم شروع کی گئی ہے۔ اس اسکیم کے تحت مختلف مضامین میں زیر ملازمت تربیت کا انتظام ثانوی مدرسین کی خاطر کیا جاتا ہے۔

گذشتہ دس سال میں مدرسین کی حالت ملازمت کافی سُدھاری گئی ہے۔ ایک تربیت یافتہ ابتدائی مدرس کو ۱۲۰ ۔ ۲۲۰ روپے کے اسکیل میں رکھا جاتا ہے۔ پینشن اور پراونڈنٹ کے فائدے ابتدائی مدرسین کو بھی پہنچائے گئے ہیں۔ ۱۵ راگست ۱۹۴۷ء اور ۳۰ راپریل ۱۹۶۰ء کے درمیان ریٹائر ہونیوالے مدرسین کے لئے ایڈ ہاک پینشن منظور کی گئی ہے۔

ثانوی مدرسین کی شرح تنخواہ ۱۶۵ ۔ ۴۰۰ روپے ہے۔ اضافی لیاقت مثلاً اعلیٰ ڈگری یا ڈگری امتحان میں درجہ برخاص الاؤنس دیئے جاتے ہیں۔ انھیں پینشن اور پراونڈنٹ فنڈ کا فائدہ بھی حاصل ہے۔ حکومت نے ۱۵ راگست ۱۹۴۷ء کے بعد ریٹائر ہونیوالے ثانوی مدرسین کے لئے ایڈ ہاک پینشن منظور کی ہے۔

کالج سطح پر یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کی سفارشات کے مطابق یکم اپریل ۱۹۶۶ء سے مدرسین کی نئی شرح تنخواہ مقرر کی گئی ہے یکم جنوری ۱۹۷۳ء سے از سر نو شرح تنخواہ پر نظر ثانی کا سوال حکومت کے زیر غور ہے۔

ریاست میں نیشنل فاؤنڈیشن فور ٹیچرس ویلفیر کے ذریعہ غربت کی حالت میں ابتدائی اور ثانوی مدرسین کو امداد دینے کی اسکیم زیر عمل لائی جا رہی ہے۔ گذشتہ دس سال میں ۵,۰۰۰ سے زیادہ مدرسین کے لئے ۱۳ لاکھ روپے کی امداد منظور کی گئی۔

گذشتہ دس سال کے دوران ماہرین کی مدد سے ابتدائی اور ثانوی تعلیم کے نصاب میں تبدیلی کی گئی۔ تعلیم میں درسی کتابوں کی اہمیت کے پیشِ نظر ۱۹۶۷ء میں "شعبۂ درسی کُتب تیاری و نصاب ریسرچ" (بیورو آف ٹیکسٹ بک پروڈکشن اینڈ کری کلم ریسرچ) قائم کیا گیا۔

اس خیال سے کہ مدرسین میں نصاب اور درسی کتابوں کے مطالعہ کا شوق بڑھے اور وہ تعلیم کے جدید ترین طریقوں سے روشناس ہوں۔ ریاست کے قائم کردہ خاص اداروں یعنی اسٹیٹ انسٹی ٹیوٹ آف ایجوکیشن، اسٹیٹ انسٹی ٹیوٹ آف سائنس ایجوکیشن، اسٹیٹ انسٹی ٹیوٹ آف انگلش اور انسٹی ٹیوٹ آف آڈیو ویژول ایجوکیشن کی جانب سے مختلف قسم کے پروگراموں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ گذشتہ دو سال سے تعلیمی ٹی۔ وی کا استعمال ہو رہا ہے تاکہ تعلیم کو فروغ حاصل ہو جو مدرسہ میں مدرس دیتا ہے۔

فنی تعلیم

گذشتہ دس سال کے دوران فنی تعلیم کے جو پروگرام شروع کئے گئے ان کا مقصد فنی اداروں مثلاً انجنیئرنگ کالجوں پالی ٹکنکس، ٹیکنیکل ہائی اسکولوں وغیرہ کا استحکام و ترقی ہے۔

۶۶-۱۹۶۵ء میں نو انجنیئرنگ اور ٹیکنالوجیکل کالج تھے جن میں ۱،۸۶۵ سیٹوں کی گنجائش تھی۔ بمبئی میں ۱۹۷۰ء میں ایک کالج آف فارمیسی قائم کیا گیا جس میں ۳۰ سیٹوں کی گنجائش ہے ۷۶-۱۹۷۵ء میں کُل ۱۱ ڈگری ادارے ہیں جن میں ۱،۸۹۰ سیٹیں ہیں۔

پالی ٹیکنک اداروں میں طلبا کو انجنیئرنگ یا ٹیکنالوجی میں ڈپلوما کورسوں کے لئے تیار کیا جاتا ہے جو عموماً تین سال کی مدت کے ہوتے ہیں۔ ۶۶-۱۹۶۵ء میں ۲۳ پالی ٹیکنک ادارے تھے جن میں ۳۹۲۵ سیٹوں کی گنجائش تھی۔ اب ۷۶-۱۹۷۵ء میں ان پالی ٹیکنک اداروں کی تعداد ۲۵ ہے جن میں ۴،۲۳۰ سیٹوں کی گنجائش ہے۔ پارٹ ٹائم ڈپلوما کورس کے لئے ۴۲۰ سیٹیں ہیں۔ پالی ٹکنکس میں ڈپلوما کورسوں کو صنعتی رُخ دیدیا گیا ہے۔ اس مقصد سے نئے خاص ڈپلوما کورس چلائے گئے ہیں۔

امراوتی، واردھا اور گورگوٹی (کولھاپور) میں دیہی ادارے سول اور دیہی انجنیئرنگ میں ڈپلوما کے لئے اب محکمۂ فنی تعلیم کے زیرِ نگرانی ہیں۔

ریاست میں صنعتی اسکولوں کے علاوہ مختلف ادارے انجنیئرنگ اور ٹکنیکل کورس چلاتے ہیں۔ مزید برآں بورڈ آف ٹکنیکل ایجوکیشن کے منظور کردہ کورس ہیں۔ فی الحال ۸۸۰ سے زیادہ کرافٹ انسٹی ٹیوٹس ہیں جنھیں ڈائرکٹریٹ آف ٹکنیکل ایجوکیشن نے منظور کیا ہے اور جو ۲۴،۰۰۰ طلبا کو تعلیم دیتے ہیں۔ یہ ادارے چھ ماہ سے دو سال تک کی مدّت کے کورس چلاتے ہیں۔

ٹکنیکل ٹیچرس ٹریننگ

۱۹۶۵ء میں ٹکنیکل ٹیچرس ٹریننگ کالج کراڈ میں قائم کیا گیا تھا (جو ۱۹۶۷ء میں پونے منتقل کر دیا گیا) اس کا مقصد یہ تھا کہ سرکاری پالی ٹیکنک اداروں کے لئے مدرسین کو تربیت دی جائے تاکہ موزوں قسم کے اُستاد مل سکیں۔ ۱۹۷۰ء سے یہ پالی ٹیکنکس اور انجنیئرنگ کالجوں کے موجودہ مدرسین کے لئے زیرِ ملازمت تربیت کا انتظام بھی کر رہا ہے۔ ہر سال ۳۲ داخلوں کی گنجائش ہے۔

انڈر گریجویٹ اور پوسٹ گریجویٹ سطح پر تعلیم کا معیار بڑھانے کی غرض سے حکومت اسکیمیں زیرِ عمل لاتی ہے۔ ۱۹۶۸ء میں شروع کی گئی اس قسم کی ایک اسکیم کے تحت موجودہ مدرسین کو خاص شعبوں یعنی ۱۲ ایم۔ ای۔/ ایم ٹکنیکل کورسوں اور پی۔ ایچ۔ ڈی کورسوں میں تربیت دیجاتی ہے۔ حکومت نے ایک اور اسکیم یعنی ووکیشنل پوسٹ گریجویٹ پروگرام بھی چار گرمائی تعطیلات کے دوران پونے اور کراڈ کے کالج آف انجنیئرنگ میں شروع کیا۔

حکومت نے ۱۹۶۸ء میں سول، میکانیکل اور الیکٹریکل انجنیئرنگ میں ڈپلوما کے لئے ایک "مراسلاتی کورس" اسکیم جاری کی۔ ان کورسوں میں داخلہ گنجائش یہ ہے:

سول: ۱۰۰ میکانیکل: ۱۵۰ اور الیکٹریکل: ۱۵۰

اس اسکیم سے صنعتوں یا انجنیئرنگ اداروں میں ٹیکنیشن کی حیثیت سے ملازم اشخاص کی ضرورت پوری ہوتی ہے۔

پارٹ ٹائم کورس

صنعت میں فنی حیثیت سے کام کرنیوالے اشخاص کے لئے مواقع بڑھانے کی غرض سے میکانیکل، الیکٹریکل اور سول انجنیئرنگ میں پانچ سالہ پارٹ ٹائم ڈپلوما کورس بمبئی اور پونے میں جاری کئے گئے ہیں۔

اپرینٹس شپ اسکیم

اپرینٹس شپ ایکٹ، ۱۹۶۱ء، اپرینٹسوں کی باقاعدہ تربیت اور دیگر متعلقہ معاملات سے متعلق ہے۔ ۱۹۶۳ء میں جبکہ یہ ایکٹ لاگو کیا گیا تھا۔ ۱۴ پیشے معین کئے گئے تھے اور ان میں لگے ہوئے اپرینٹسوں کی تعداد صرف

مختلف صنعتوں میں" اپرنٹس شپ اسکیم" ۱۰۳ پیشوں پر لاگو ہے۔ ان میں لگے ہوئے اپرنٹسوں کی تعداد ۱۴،۴۰۹ ہے۔ اس تصویر میں اپرنٹس کارخانے میں کام کرتے ہوئے نظر آرہے ہیں۔

---

۶۴۲ تھی۔ فی الحال اس ایکٹ کے تحت ۱۰۳ پیشے رکھے گئے ہیں اور ان میں برسرکار اپرنٹسوں کی تعداد ۱۴،۴۰۹ ہے۔

ابتدا میں اضلاع میں صنعتی تربیتی اداروں میں اپرنٹس تربیت کا آغاز کیا گیا تھا۔ جب یہ اندازہ ہوا کہ یہ صنعتی تربیتی ادارے ناکافی ہیں تو دیگر سرکاری و غیر سرکاری اداروں میں تربیتی مراکز کھولے گئے۔

ابتدا میں ریاست میں اپرنٹس شپ ٹریننگ سنٹروں کی تعداد صرف چھ تھی۔ فی الحال یہ تعداد ۱۰۶ ہے۔

اپرنٹس شپ ٹریننگ پوری کرنے کے بعد اپرنٹس کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ ٹریڈ ٹیسٹ اگزامینیشن میں شریک ہو جو "نیشنل کونسل فار ٹریننگ اِن ووکیشنل ٹریڈس" کے زیر اہتمام ہوتا ہے۔ اس امتحان میں شریک ہونیوالے اپرنٹسوں کی تعداد ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۴ء میں بالترتیب ۱۳۱ اور ۲،۶۶۲ تھی، ان میں سے بالترتیب ۶۰ اور ۱،۷۸۵ کامیاب ہوئے تھے۔

کرافٹس مین ٹریننگ، صنعتی تربیتی اداروں میں دی جاتی ہے فی الحال ۴۲ صنعتی تربیتی ادارے ہیں۔ جن میں ۱۸،۱۲۴ منظور شدہ سیٹوں کی گنجائش ہے اور یہ ۳۷ پیشوں پر حاوی ہیں۔ نیز ۲۱ غیر سرکاری صنعتی تربیتی ادارے ہیں جن کی گنجائش ۱،۷۱۲ سیٹ ہے، اور یہ ۱۳ پیشوں پر حاوی ہیں۔

درحقیقت تعلیمی ترقی کا کام کبھی ختم نہیں ہوتا، اس کا سلسلہ برابر جاری رہتا ہے۔ چنانچہ ریاست میں آئندہ توسیع و ترقی تعلیم کے لئے احتیاط سے منصوبہ بندی کی جا رہی ہے۔

نوٹ۔۔ مضمون نگار حضرات علیحدہ علیحدہ مضامین کے ہمراہ پتہ لکھا ہوا سادہ لفافہ روانہ فرمائیں۔

مہاراشٹر میں شہروں کی توسیع و ترقی

مہاراشٹر ہندوستان میں سب سے زیادہ شہری ریاست ہے۔ جس کی ایک تہائی آبادی شہری علاقوں میں رہتی ہے جبکہ پورے ہندوستان میں یہ تناسب ⅕ ہے۔ مہاراشٹر میں خود مختار مقامی ادارے بھی دیگر بیشتر ریاستوں کے مقابلہ میں زیادہ ترقی یافتہ ہیں۔

۱۹۶۰ء میں مہاراشٹر کے قیام کے وقت تین میونسپل کارپوریشنیں اور ۲۲۱ میونسپل کونسلیں تھیں۔ اس کے بعد دو اور میونسپلٹیاں یعنی کولہاپور اور شولاپور کی میونسپلٹیاں میونسپل کارپوریشن بنادی گئیں۔ اسی مدت میں چار نئی میونسپلٹیاں قائم کی گئیں۔ فی الوقت ان کی کل تعداد ۲۲۱ ہے۔

ریاست میں کل ۱۴۹٫۲۴ لاکھ شہری آبادی ہیں سے ۵۵٫۹ فیصدی یعنی ۸۲٫۵۰ لاکھ کارپوریشنوں کے علاقہ میں اور بقیہ یعنی ۶۵٫۸۳ لاکھ آبادی دیگر میونسپل علاقوں میں رہتی ہے۔

جغرافیائی اسباب سے بمبئی کی توسیع سخت محدود ہے جس کی فی الحال آبادی ۵۹٫۷۱ لاکھ ہے۔ لہٰذا یہاں ہمیشہ بڑھتی ہوئی آبادی کا آخری حل یہی ہے کہ متبادل مقامات قائم کئے جائیں جہاں بمبئی آنیوالے باشندوں کو آباد کیا جائے۔ یہ اسی طرح ممکن ہے کہ بمبئی کے گرد و نواح میں علاقے کی منصوبہ بندی کی جائے۔ اس مقصد سے ۱۹۶۶ء میں حکومت نے بمبئی میٹروپولیٹن ریجن کے لئے علاقائی پلان کی تیاری شروع کی جو تقریباً ۳۸۴۰ مربع کلومیٹر علاقہ پر حاوی ہے بمبئی میٹروپولیٹن ریجنل پلاننگ بورڈ نے اپنی مسودہ رپورٹ ۱۹۷۰ء میں حکومت کو پیش کی، جسے ۱۹۷۳ء میں حکومت نے منظور کرلیا۔

قومی راج

نئی بمبئی

اس کی ایک اہم سفارش یہ تھی کہ بندرگاہ بمبئی کے پار ایک نیا شہر آباد کیا جائے۔ حکومت نے اس پروجیکٹ کو آگے بڑھانے کا فیصلہ کیا اور اس مقصد سے ۱۹۷۰ء میں ایک سرکاری کمپنی یعنی سٹی اینڈ انڈسٹریل ڈیولپمنٹ کارپوریشن آف مہاراشٹر (سڈکو) قائم کی۔

اُمید ہے کہ نئی بمبئی میں آئندہ پندرہ بیس سال میں ۲۰ لاکھ آبادی ہو جائے گی۔ 'سڈکو' نے فی الحال نئے شہر کے لئے مسودہ پلان تیار کرلیا ہے۔ اور واشی اور نیا پنویل میں دو شہروں کی توسیع و ترقی کا کام شروع کیا ہے۔ واشی شہر کی آبادی فی الحال ۱۰٫۰۰۰ ہے جو اس اثنا میں ایک لاکھ تک پہنچ جائے گی پنویل شہر کی ترقی کا کام حال ہی میں شروع ہوا ہے اور پلاٹ فروخت

مالیگاؤں (ضلع ناسک)، میں ایک "واٹر فلٹریشن پلانٹ" پینے کے پانی کی فراہمی میونسپلٹیوں کی ذمہ داری ہے۔ میونسپلٹیاں سرکاری امداد اور ایل۔ آئی۔ سی قرضہ جات کے ذریعہ مختلف فراہمی آب اسکیمات زیر عمل لارہی ہیں۔

دکن

اورنگ آباد منصوبہ کافی آگے بڑھا ہے۔ "سڈکو" (SIDCO) نے جو ریاست میں اسپیشل پلاننگ اتھارٹی ہے یہ کام ہاتھ میں لیا ہے اور اب تک ایسے ..، مکانات تعمیر کئے ہیں۔

کے لئے رکھے گئے ہیں۔

ریاستی حکومت نے یہ فیصلہ بھی کیا ہے کہ اپنے کچھ دفاتر نئی بمبئی میں منتقل کر دے۔ اس مقصد سے اس نے نئی بمبئی میں ایک نئی عمارت "کونکن بھون" تعمیر کی ہے جو ۱۹۷۶ء میں بالکل مکمل ہو جائے گی اور دفاتر وہاں منتقل کر دیئے جائیں گے۔

حکومت کے خیال میں میٹرو پولیٹن ریجن کی توسیع و ترقی کے کام میں ربط و ضبط کے لئے ایک مستقل ادارے کی ضرورت تھی۔ لہٰذا ضروری قانون پاس ہو جانے کے بعد یکم مارچ ۱۹۷۵ء کو بمبئی میٹرو پولیٹن ریجنل ڈیولپمنٹ اتھارٹی قائم کی گئی۔

اتھارٹی کے حلقہ اختیار میں ۳۹۶۵ مربع کلومیٹر علاقہ ہے اور اس علاقہ میں ایک میونسپل کارپوریشن، ۱۳ میونسپل کونسلیں، بڑی تعداد میں گاؤں پنچایتیں ہیں۔ مزید برآں تھانے اور قلابہ کی ضلع پریشدیں ہیں جن کا حلقہ اختیار اس علاقہ کے کچھ حصہ پر ہے۔ اس علاقہ میں بمبئی پورٹ ٹرسٹ، ریلوے، ہاؤسنگ بورڈ، اور ایم۔ آئی۔ ڈی سی۔ جیسے ادارے بھی ہیں۔ یہ بورڈ ان اداروں کے کام میں ربط پیدا کرنے میں مدد ہوگا۔

یہ اتھارٹی ۴۴ ممبران پر مشتمل ہے جن میں بمبئی میونسپل کارپوریشن بمبئی پورٹ ٹرسٹ اور ریلوے کے نمائندے، کچھ ممبران اسمبلی اور کونسل، اور مختلف شعبوں کے ماہرین شامل ہیں۔ اتھارٹی کے تین کارگزار بورڈ ہیں۔

۱۹۶۶ء سے قبل مہاراشٹر میں میونسپلٹیاں چار مختلف ایکٹوں کے ماتحت تھیں۔ ان کی جگہ یکساں مہاراشٹر میونسپلٹیاں ایکٹ بابت ۱۹۶۶ء وضع کیا گیا اور ۱۵ رجون ۱۹۶۶ء کو لاگو کیا گیا۔

نئے ایکٹ کے مطابق میونسپلٹیوں کے حسب ذیل تین درجے ہیں: اے۔ کلاس میونسپل کونسلیں جن کے حلقہ کی آبادی ۵۰,۰۰۰ سے زیادہ ہے (بہ بعد ازاں بڑھا کر ۵,۰۰۰، کر دی گئی ہے) بی کلاس میونسپل کونسلیں جن کے حلقہ کی آبادی ۲۰,۰۰۰ سے زیادہ ہے (یہ بعد ازاں بڑھا کر ۳۰,۰۰۰ کر دی گئی) سی کلاس میونسپل کونسلیں جن کے حلقہ کی آبادی ۲۰,۰۰۰ سے کم ہے (اب ۲۰,۰۰۰ سے کم)

اس ایکٹ کے تحت علیحدہ ڈائرکٹوریٹ آف میونسپل ایڈمنسٹریشن کے قیام نیز میونسپل کونسلوں کی جانب سے بعض لازمی ٹیکس لگائے جانے کے باعث مہاراشٹر میں میونسپلٹیوں کی آمدنی ۶۶-۱۹۶۵ء میں

۲۳ کروڑ سے بڑھ کر ۱۹۷۴ء میں تقریباً ۴۵ کروڑ روپے ہو گئی۔ حکومت میونسپلٹیوں کو فراخ دلی سے امداد دیتی ہے تاکہ وہ زیادہ شہری سہولتیں بہم پہنچا سکیں۔

میونسپل ہسپتالوں کی تعداد ۱۹۶۲ء میں ۹۷ سے بڑھ کر ۱۹۷۵ء میں ۱۱۴ ہو گئی نیز ڈسپنسریوں کی تعداد ۱۱۰ سے بڑھ کر ۱۸۷، پبلک واٹر اسٹینڈ پوسٹس ۱۲۰۰۰ سے ۱۶۰۰۰ اور فائر فائٹرس کی تعداد ۸۹ سے ۱۰۴ ہو گئی۔

۱۹۷۳ء میں حکومت نے میونسپل فائیننس کمیشن قائم کیا تاکہ وہ میونسپلٹیوں کی مالیات کا جائزہ لے۔ کمیشن نے ۱۹۷۴ء میں اپنی رپورٹ پیش کی۔ اس کی اہم سفارشات یہ تھیں کہ تفریحی ٹیکس کا ایک حصہ میونسپلٹیوں اور میونسپل کارپوریشنوں کو دیا جائے اور اراضی محصول امداد ۵۰ فیصدی سے بڑھا کر ۷۵ فیصدی کر دی جائے۔ اس طرح سے تمام میونسپلٹیوں اور میونسپل کارپوریشنوں کی کل آمدنی میں تقریباً تین کروڑ روپے کا اضافہ ہوا۔

پانی کی فراہمی اور نکاسی

میونسپلٹیوں کو پانی کی فراہمی، گندے پانی کی نکاسی اور صفائی وغیرہ کا انتظام کرنا پڑتا ہے۔ اس خیال سے کہ میونسپلٹیاں یہ کام بخوبی انجام دے سکیں حکومت میونسپلٹیوں کو امداد دیتی ہے نیز ایل آئی سی سے انھیں قرض دلواتی ہے۔ ۱۹۶۲ء میں کل ۲۲۶ قصبات میں سے صرف ۱۰۴ میں نل کے ذریعہ پانی فراہمی کا انتظام تھا۔ پانی فراہمی کی موجودہ صورت حال حسب ذیل ہے:

محفوظ پانی سپلائی کے بغیر شہر	۹
شہر جہاں مطلوبہ پانی سپلائی ۲۵ فیصدی سے کم ہے	۱۰
شہر جہاں مطلوبہ پانی سپلائی ۲۵ تا ۵۰ فیصدی ہے	۳۶
شہر جہاں " " " ۵۰ تا ۷۵ " "	۴۴
" " " " ۷۵ تا ۱۰۰ " "	۹۳
شہر جہاں اسکیمیں جاری ہیں اور ان کی تکمیل پر کافی پانی دستیاب ہو سکے گا	۲۹

گذشتہ دس سال کے دوران حکومت نے میونسپلٹیوں کی پانی سپلائی اور سیوریج اسکیموں پر تقریباً ۳۴ کروڑ روپے کی رقم خرچ کی۔ مزید برآں ۲۰ کروڑ روپے کی رقم لائف انشورنس کارپوریشن سے قرض دلوائی گئی۔ واٹر سپلائی اور سیوریج اسکیموں کے مصارف میں تخفیف کے لئے تحقیقاتی کام جاری ہے۔ مہاراشٹر انجینئرنگ انسٹی ٹیوٹ میں علیحدہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈویژن قائم ہے۔ پانی کی صفائی کے لئے ناریل کے شیل استعمال کر کے دُہرا فلٹر طریقہ خاص طور سے قابل ذکر ہے جس سے خرچ تقریباً ۲۵ فیصدی کم ہو گیا ہے۔ اس سلسلہ میں بہتر اور کم خرچ طریقے معلوم کرنے کے لئے تجربات جاری ہیں۔

پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈپارٹمنٹ نے بھی مہاراشٹر میں مختلف ڈیفینس پروجیکٹوں کے لئے واٹر سپلائی اور سیوریج اسکیموں کو عملی جامہ پہنایا جن میں تاراپور، اوزر، ناگپور، چندرپور اور دارن کا نام شامل ہیں۔

آلودگیٔ آب کی روک تھام

آلودگیٔ آب کی روک تھام کا ایکٹ ۱۹۶۹ء میں وضع کیا گیا تھا مہاراشٹر انسداد آلودگیٔ آب بورڈ جو ۱۲ اراکین پر مشتمل ہے ۱۹۷۰ء میں اس ایکٹ کے تحت قائم کیا گیا تھا بورڈ نے اب تک ۱۰ علاقوں کو انسداد آلودگیٔ آب علاقہ قرار دیا ہے۔ ان علاقوں میں صنعتوں نیز دیگر اداروں کے لئے لازمی ہے کہ وہ اپنا گندہ پانی وغیرہ پانی کے کسی ذخیرہ میں چھوڑنے کے لئے مذکورہ بورڈ سے اجازت حاصل کریں۔ بورڈ نے ۱۹۷۲ء سے ۴۷۴ صنعتوں کو اس قسم کی اجازت دی۔

معینہ علاقوں میں تمام کارپوریشنوں نیز میونسپل کونسلوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اس مقصد کے لئے بورڈ کو درخواستیں دیں۔

فضائی آلودگی کی روک تھام

فضائی آلودگی کی روک تھام کے لئے قانون نہ ہونے کے باوجود جب کبھی حکومت سے شکایت کی جاتی ہے اور فضائی آلودگی کی ذمہ دار کوئی صنعت توسیع کے لئے اجازت حاصل کرنے کے واسطے حکومت سے رجوع کرتی ہے تو اس کی اجازت دیتے وقت آلودگی کی روک تھام کے لئے پیشگی شرط عائد کی جاتی ہے۔

۱۹۷۵ء میں قائم کئے گئے ایئر پولیوشن پری وینشن سیل نے جو کہ ٹھیک ٹھاک ابتدائی کام شروع کر دیا ہے۔

ریاست میں تقریباً تہائی آبادی شہری علاقوں میں رہتی ہے لہٰذا اس کے لئے ٹاؤن پلاننگ ناگزیر ہے۔ مہاراشٹر ریجنل اور ٹاؤن پلاننگ ایکٹ ۱۹۶۶ء جو فی الحال نافذ ہے اس مقصد کو پورا کرتا ہے تمام میونسپل کونسلوں کے لئے ترقیاتی منصوبوں کی تیاری لازمی ہے۔ اب تک ۱۹۱ میونسپل شہروں کے لئے ایسے پلان تیار اور شائع کئے جا چکے ہیں۔ ان میں سے ۱۳۰ پلان حکومت آخری طور سے منظور کر چکی ہے۔ بقیہ پلان حکومت کے زیر غور ہیں۔

ترقیاتی منصوبہ کے مدنظر ٹاؤن پلاننگ اسکیموں کے ذریعہ ہر میونسپل شہر میں علاقہ جات کی مفصل منصوبہ بندی کی جاتی ہے۔ اب تک ریاست کے مختلف شہروں میں ۹۸ ٹاؤن پلاننگ اسکیمیں تیار اور آخری طور سے منظور کی جا چکی ہیں۔ دیگر ۶۳ اسکیمیں آخری شکل دینے سے قبل کے مرحلہ میں ہیں۔

گذشتہ دس سال میں صوبہ بندی کے سلسلے میں ریجنل پلاننگ بورڈ کے توسط سے علاقائی منصوبوں کی تیاری خاص طور سے قابل ذکر ہے جس کے لئے ۱۹۶۶ء کے ایکٹ میں قاعدہ رکھا گیا ہے اب تک حکومت بمبئی میٹروپولیٹن ریجن کے لئے علاقائی منصوبہ جات منظور کر چکی ہے۔ پونے اور ناگپور کے لئے بھی علاقائی منصوبہ جات منظور کئے جا چکے ہیں۔ مزید پانچ دیگر علاقوں یعنی ناسک، کولہاپور اچل کرنجی، سانگلی، میرج اور جلگاؤں۔ بھساول کے لئے پلان تیار کئے جا رہے ہیں۔

ایکٹ کے تحت نئے شہروں کی ترقی اور نئے ٹاؤن شپ ڈیولپ منٹ اتھارٹی کے قیام کے لئے قاعدہ بنایا گیا ہے۔

اوپر سڈکو کے قیام اور نئی بمبئی کی ترقی کا ذکر کیا جا چکا ہے جو اس کے سپرد کیا گیا ہے۔ پونے کے قریب پمپری چنچوڑ میں نئے شہر کی توسیع و ترقی کا کام شروع کیا گیا ہے۔ اس کے لئے ۱۹۷۲ء میں نیو ٹاؤن ڈیولپ منٹ اتھارٹی قائم کی گئی اس نے فی الحال اس علاقہ کے لئے ترقیاتی منصوبہ تیار کر لیا ہے اور اسے حکومت کے سامنے منظوری کے لئے پیش کر دیا ہے۔ ۲۴۰۰ ہیکٹر اراضی علاقہ معین کیا گیا ہے جو حاصل کیا جائے گا۔ اس شہر میں پانچ لاکھ کی آبادی کے لئے گنجائش ہوگی۔

خاص پلاننگ اتھارٹی

گذشتہ چند سال کے دوران اسپیشل پلاننگ اتھارٹیوں کے ذریعہ ایریا ترقیاتی اسکیمیں شروع کی گئیں۔ اب تک ایسی پانچ اسکیمیں اورنگ آباد، ناسک، ناندیڑ اور بمبئی کے باندرہ۔ کرلا علاقہ میں شروع کی گئی ہیں۔ یہ تمام اسکیمیں 'سڈکو' کے سپرد کی گئی ہیں

اورنگ آباد اسکیم کے تحت کافی کام ہوا ہے جہاں 'سڈکو' نے ۷۰۰ مکانات تعمیر کئے ہیں۔ نئے ناندیڑ، نئے ناسک اور باندرہ کرلا ایریا کے پروجیکٹ ابتدائی مراحل میں ہیں۔

حکومت ترقیاتی منصوبوں کو زیر عمل لانے نیز بنیادی سہولتیں بہم پہنچانے کے لئے نئی میونسپل کونسلوں کو امداد دیتی ہے۔ چوتھے پانچ سالہ منصوبہ کے دوران ۸۵ لاکھ روپے کی مالی امداد کل ۹۷ میونسپل کونسلوں کو دی گئی۔ پانچویں پانچ سالہ منصوبہ کے اول دو سال کے دوران ۲۱ لاکھ روپے کی رقم کا بندوبست کیا گیا۔ بہرحال حکومت یہ جانتی ہے کہ یہ امداد کافی نہیں ہے۔ اس سوال پر وزیر برائے شہری ترقیات کے زیر صدارت ایک اعلیٰ سطح کی کمیٹی غور کر رہی ہے۔

حفظانِ اشجار ایکٹ

مہاراشٹر شہری علاقہ جات (حفاظت اشجار) ایکٹ بابت ۱۹۷۵ء نافذ کیا گیا تاکہ مؤثر طریقہ سے درختوں کی حفاظت کی جا سکے یہ ایکٹ تمام میونسپل علاقوں اور اے و بی کلاس میونسپل کونسلوں کے علاقوں وغیرہ میں لاگو کیا گیا ہے۔ شہری ماحول کو سدھارنے کے لئے یہ ایک زبردست اہم قدم ہے۔

جو بحران گذشتہ چند مہینوں سے چلا آرہا تھا اس کا سب سے خراب پہلو یہ تھا کہ اس نے قوم سے خود اعتمادی چھین لی تھی اور اسے وہم میں مبتلا کر دیا تھا۔ اب موقع ہے کہ قوم اپنی مہم جوئی کے جذبے کو پھر سے بیدار کرے۔ ہمیں اپنی منزل کی طرف بڑھنا شروع کر دینا چاہیئے۔

شریمتی اندرا گاندھی
(وزیر اعظم ہند)

وسیع بنیاد کی حامل امداد باہمی تحریک

ریاست کی وسیع تر امداد باہمی تحریک کے سلسلہ میں امداد باہمی شکر کارخانوں کا قیام خاص طور سے قابل ذکر ہے۔ فی الحال ۳۴ شکر کارخانے شکر تیار کر رہے ہیں۔ توقع ہے کہ رواں سال میں ان سے سولہ لاکھ ٹن شکر حاصل ہوگی۔ تصویر میں فیض پور (ضلع جلگاؤں) کا کوآپریٹیو شکر کارخانہ دکھائی دے رہا ہے

۱۹۶۶ء - ۷۶ کی دہائی کے دوران ریاست میں ایک قوی اور وسیع بنیاد کی حامل امداد باہمی کی تحریک کو فروغ دینے کی پرزور کوشش کی گئی، کریڈٹ مارکٹنگ اینڈ پروسیسنگ، کوآپریٹیو شوگر فیکٹریز، انڈسٹریل پروسیسنگ یونٹ، لیبر کوآپریٹیو سوسائٹیاں، اور کنزیومر کوآپریٹیو سوسائٹیاں قابل ذکر ہیں۔

کوآپریٹیو کریڈٹ سسٹم: پچھلے چند سالوں کے دوران کوآپریٹیو کریڈٹ سسٹم کے نقائص کو دور کرنے اور سسٹم کو مضبوط کرنے کی منظم کوششیں کی گئیں۔ ۳۰ جون ۱۹۷۵ء کو ریاست میں ایگریکلچرل پرائمری کریڈٹ سوسائٹیوں کی تعداد ۱۹,۹۷۶ اور ان کے ممبروں کی تعداد ۳۵ لاکھ ۴۷ ہزار تھی ۷۴-۱۹۷۳ء میں ۸۷... نئے کھاتے دار درج کئے گئے۔ ۷۵-۱۹۷۴ء کے دوران ...۴۳ نئے کھاتے دار درج کئے گئے اور اکتوبر ۱۹۷۵ء تک ...۱۹۳ نئے ممبر بنائے گئے۔

۷۴-۱۹۷۳ء کے دوران ان پرائمری اداروں کے ذریعہ ایصال شدہ قرضوں کی رقم ۱۳۶،۵۴ کروڑ روپے تھی۔ ۷۵-۱۹۷۴ء میں ایصال شدہ قرضوں کی رقم ۱۴۸،۲۰ کروڑ تک پہنچ گئی۔

سوسائٹیوں کے انضمام کے پروگرام کے تحت رتناگیری ضلع کو چھوڑ کر ریاست کے باقی تمام اضلاع میں ضلع کے مرکزی کوآپریٹیو بینکوں کی صلاح سے ایسی سوسائٹیوں کو چن لیا گیا ہے جن کا انضمام عمل میں لایا جائے گا

سوسائٹیوں کو رضاکارانہ انضمام پر آمادہ کیا گیا ہے۔ جو سوسائٹیاں انضمام پر آمادہ نہیں ان کے خلاف بہار اسٹیٹ کوآپریٹیو سوسائٹیز ایکٹ کی دفعہ ۱۸ کے تحت کارروائی کا ارادہ ہے۔ توقع ہے کہ پورا کام دسمبر ۱۹۷۶ء تک مکمل ہو جائے گا۔

سرمایہ: چھوٹے کاشت کاروں کے معاملے میں یہ طے کیا گیا کہ تمام ڈسٹرکٹ سینٹرل کوآپریٹیو بینکوں کو 'ایکس بینک' سے ادھار لی ہوئی رقم کا ۵۰ فیصد کاشت کاروں کو قرض دے دینا چاہیے۔ اس غرض سے تمام ڈسٹرکٹ کوآپریٹیو بینکوں نے چھوٹے کاشت کاروں کی شناخت کا سروے مکمل کر لیا ہے ایسے کاشت کاروں کی ایک فہرست تیار کی ہے۔ اضلاع عثمان آباد بیڑ کو چھوڑ کر ریاست کے باقی تمام اضلاع میں چھوٹے کاشت کاروں کو سرمایہ کی فراہمی کی شرح ہدایت کے مطابق طے کر لی گئی ہے۔ چھوٹے کسانوں کے ذمہ واجب الادا قرض کی کل رقم جو ۳۱ دسمبر کو ۷ کروڑ ۱۲ لاکھ روپے تھی ۳۱ دسمبر ۱۹۷۴ کو ۲۵ کروڑ ۶۳ لاکھ ہو گئی۔ اکتوبر ۱۹۷۵ء کے آخر تک چھوٹے کسانوں کے ذریعہ قلیل المدت واجب الادا قرض کی رقم ۳ کروڑ ۱۰ لاکھ تھی۔

صنعتی سوسائٹیوں کو سرمایہ فراہم کرنے کی غرض سے تمام ڈسٹرکٹ سینٹرل کوآپریٹیو بینکوں نے خصوصی ذیلی کمیٹیاں قائم کیں۔ ہر بینک کے لیے کل واجب الادا قرضوں کا کم سے کم ۱۰ فیصد مناسب حد ہے۔ جس کے اندر وہ صنعتی سوسائٹیوں کو سرمایہ مہیا کر سکتے ہیں۔

بقایاجات کو گھٹانے کی غرض سے قرضوں کی وصولیابی کی بھرپور کوششیں کی گئی ہیں۔ ۷۴-۱۹۷۳ء میں کم مدت اور درمیانی مدت کے واجب الوصول قرضوں کی کل رقم ۱۳۴.۵۰ کروڑ روپے تھی۔ اس کے منجملہ ۲۳ کروڑ ۳۱ لاکھ روپے تین سال سے زیادہ مدت سے واجب الادا تھے۔ تقریباً ۴ لاکھ ۵۴ ہزار وصولی سرٹیفکیٹ جاری کیے گئے۔ اور اس کے نتیجہ میں کل واجب الوصول رقم کا ۶۲ فیصد یعنی ۳۰ کروڑ ۴۳ لاکھ روپیہ وصول ہو گیا۔ اس عمل کے دوران مقررہ میعاد مدت سے واجب الادا رقم میں ۵۰ فیصد کی حد تک یعنی ۱۲ کروڑ ۳۱ لاکھ روپیہ بھی وصول ہو گیا۔ سال ۷۵-۱۹۷۴ء میں کل واجب الوصول قرضوں ۹۳،۴۷ کروڑ روپے تھا جس کے منجملہ ۱۱۴.۰۲ کروڑ روپے وصول کر لیے گئے۔

۷۴-۱۹۷۳ء میں لینڈ ڈیولپمنٹ بینک کے ۳۹ کروڑ ۴۷ لاکھ روپے کے واجب الوصول بقایاجات میں سے ۲۲ کروڑ ۴۵ لاکھ روپے یعنی کل رقم کا ۵۷ فیصد وصول کر لیا گیا۔ ۷۵-۱۹۷۴ء کے دوران کل واجب الوصول قرض ۴۵ کروڑ ۷۶ لاکھ میں سے منجملہ ۲۴ کروڑ ۷۰ لاکھ روپیہ وصول کر لیا گیا۔

وصولیابی: سال ۷۵-۱۹۷۴ء کے دوران کریڈٹ پرائمریز کے ۷۳ لاکھ ۴۵ ہزار ممبروں میں ۱۱ لاکھ ۴۰ ہزار ممبر قلیل اور درمیانی مدت کے قرضوں کے اور ۵ لاکھ ۷۰ ہزار ممبر طویل مدت کے قرضوں کے نادہندہ قرار پائے۔ کل ۱۳ لاکھ ۷۰ ہزار ریکوری سرٹیفکیٹس میں سے ۱۲ لاکھ ۴۸ ہزار سرٹیفکیٹ جاری کیے گئے۔ بڑے نادہندہ اشخاص کی تعداد تقریباً ۴۳۰۰ ہے۔

قرضوں کی وصولیابی مہم کے دوران سوسائٹیوں کی مینیجنگ کمیٹیوں کے عہدوں سے نادہندہ اشخاص کی برطرفی غالباً سب سے سخت کارروائی ہے۔ ۷۵-۱۹۷۴ء کے دوران ایسے ۲۶،۱۶۴ اشخاص کی شناخت کی گئی اور ان میں اب تک ۱۹،۱۱۱ کو عہدوں سے ہٹایا گیا۔ اور ۲،۰۱۷ اشخاص کو الیکشن میں حصہ لینے کا نااہل قرار دیا گیا۔

شوگر کوآپریٹیوز کے معاملہ میں قرض اور مارکٹنگ کے درمیان ایک مضبوط رابطہ بھی کامیابی کے ساتھ قائم کر لیا گیا۔

بحالی پروگرام: ریزرو بینک آف انڈیا نے کمزور بینکوں کی بحالی کے ایک خصوصی پروگرام کے لئے اضلاع ناندیڑ، ایوت محل، عثمان آباد، بلڈانہ ناگپور اور قلابہ کو چن لیا ہے۔ ان میں قلابہ کے سوا تمام اضلاع کے بینکوں کی حالت سدھر گئی ہے۔ ناندیڑ اور ایوت محل کو بحال شدہ قرار دیا جا سکتا ہے اور اب اورنگ آباد بیڑ اور بھنڈارہ کے سینٹرل بینکوں کی بحالی شروع کرنے کا ارادہ ہے۔

اسی طرح شہری علاقوں کے ۱۱ میں سے ۵ بینکوں کو کافی مستحکم کر دیا گیا مزید تین کی بحالی کا کام ہاتھ میں ہے۔ اور بقیہ دوسروں کی بحالی کا کام بہت جلد شروع کیا جائیگا۔

تجارتی بینکوں کے قرضوں کو کوآپریٹیو سوسائٹیوں تک پہنچانے کا کام بھی شروع ہو چکا ہے لیکن اس سلسلے میں بینکوں کا جواب بڑی حد تک محدود قسم کا رہا ہے۔ اور ان بینکوں نے صرف ۸۰ لاکھ ۷۴ ہزار روپے کی حد تک ۷۵ سوسائٹیوں کی مدد کی ہے۔ ریزرو بینک آف انڈیا نے پانچویں منصوبے کے آخر تک کوآپریٹیو نظام کے قرضوں کی خلا کو پر کرنے کا کام تجارتی بینکوں کے سپرد کیا ہے۔

زیادہ موثر کارگذاری کی غرض سے ڈسٹرکٹ لینڈ ڈیولپمنٹ بینکوں کو واحد ڈھانچے کے تحت "ایکس" بینک میں ضم کر دیا گیا ہے۔ لینڈ ڈیولپمنٹ بینک نے انٹرنیشنل ڈیولپمنٹ ایجنسی کے قرضے سے کنووں کی کھدائی

کے لیے سرمایہ فراہم کرنے کا ایک پروگرام اپنے ہاتھ میں لیا ہے۔ ۷۲-۱۹۷۱ء میں لینڈ ڈیولپمنٹ بنک نے ۱۳ کروڑ ۲۱ لاکھ روپے اور ۷۴-۱۹۷۳ء میں پندرہ کروڑ قرض دیا۔ سال ۷۵-۱۹۷۴ء کے دوران بنک نے ۱۴ کروڑ ۴۰ لاکھ روپے اور جاری سال میں نومبر ۱۹۷۵ء تک ۴ کروڑ ۳۶ لاکھ روپے قرض دیا تھا۔

کپاس کی اجارہ دارانہ حصولیابی :

ریاستی سرکار نے اپنے منصوبوں میں کوآپریٹیو مارکٹنگ کی ترقی کو زیادہ اولیت دی ہے۔ سرکار نے خام کپاس (حصول پروسسنگ و مارکٹنگ) ایکٹ ۱۹۷۱ء نافذ کیا اور ۷۳-۱۹۷۲ء کے دوران کپاس اجارہ داری اسکیم جاری کی۔ اپکس مارکٹنگ فیڈریشن نے جس کے ذریعہ یہ اسکیم چلائی جا رہی ہے اور جس کو سرکار نے ۴ کروڑ ۵۰ لاکھ روپے کا زائد حصص سرمایہ بھی دیا ہے۔ تقریباً ۷۵ لاکھ ۵۰ ہزار کوئنٹل کپاس خریدی اور کپاس کی گیارہ لاکھ ۸۴ ہزار گانٹھیں تیار کیں۔ اور اس کا کل کاروبار تقریباً ۱۸۰ کروڑ روپے رہا۔ ۷۴-۱۹۷۳ء میں اس اسکیم کو معطل کرنا پڑا۔ لیکن ۷۵-۱۹۷۴ء میں اس کی بحالی کے بعد ۹۰ لاکھ کوئنٹل کپاس (یعنی ۱۷ لاکھ ۴۵ ہزار گانٹھیں) حاصل کی گئیں۔ صرف وصولیابی اور تیاری کی لاگت ۲۹۲ کروڑ روپے ہوئی۔ خام کپاس کو تیار کرنے کے لیے جننگ اور پروسسنگ کے بہت سے کارخانوں کو کام دیا گیا ان میں کوآپریٹیو کارخانوں کی تعداد ۱۰۱ ہے۔

اس اسکیم کے ذریعہ قرض اور مارکٹنگ کے درمیان ایک موثر رابطہ قائم کر لیا گیا۔ کاٹن اسکیم کے تحت قرضوں کی وصولیابی ۷۳-۱۹۷۲ء میں ۱۶ کروڑ ۷۴-۱۹۷۳ء میں ۴ کروڑ ۵۰ لاکھ روپے اور کاٹن اسکیم نے کوآپریٹو پروسسنگ یونٹوں کی تعداد میں اضافے کی بھی ضرورت پیدا کی۔ چنانچہ ۴۹ جننگ اور پریسنگ کارخانوں کے قیام کیلئے ایک ماسٹر پلان تیار کیا گیا ہے۔ کپاس کے کاشت کاروں کے سرگرم تعاون سے یہ اسکیم ۷۶-۱۹۷۵ء سے جاری ہے۔

اجناس کی وصولیابی :

اپکس کو اجناس کے حصول اور خریداری کا کام بھی سونپا گیا ہے۔ جاری سال کے دوران "اپکس" ۵۲۹ سب ایجنٹ سوسائیٹیوں کے ذریعہ جن کے پاس ۱۲۲۵ حصولیابی کے مرکز ہیں اپنا کام کر رہا ہے۔ اس نے تھالنے میں ایک دال مل قائم کی۔

کریڈٹ پرائمریز اور متعلقہ مارکٹنگ سوسائیٹیوں کے درمیان مناسب تال میل پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اور ۳۱ جنوری ۱۹۷۵ء تک ۱۸۹۱ پرائمری کریڈٹ سوسائیٹیوں کے منجملہ ۱۹۹۷۵ سوسائیٹیاں متعلقہ سوسائیٹیوں

قومی راج

ریاستی حکومت ماہی گیروں کو امداد باہمی تحریک میں شامل کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ اندرونی حصوں میں دریائی ماہی گیری امداد باہمی حلقہ میں لائی گئی ہے

کی ممبر بنادی گئیں تھیں۔ جون ۱۹۷۷ء تک باقی تمام سوسائیٹیوں کو مکمل طور پر مربوط کرنے کی تجویز ہے۔ اسی طرح ۳۰۹ متعلقہ سوسائیٹیوں کے منجملہ ۱۴۴ سوسائیٹیوں کو کمزور قرار دیا گیا ہے۔ اور ۷۶-۱۹۷۵ء کے دوران ان کو دوبارہ مضبوط بنانے کا ارادہ ہے۔ اب تک ۴۰ سوسائیٹیوں کو دوبارہ طاقتور بنانے کا کام شروع کیا گیا ہے۔ اور ان میں سے اب تک ۳۳ سوسائیٹیوں نے ۱۰ لاکھ روپے کاروبار کا نشانہ حاصل کر لیا ہے۔ جو اقتصادی طور پر محفوظ سطح سمجھی جاتی ہے۔ باقی سوسائیٹیوں کو آئندہ دو سال کے عرصے میں دوبارہ طاقتور بنانے کا کام کیا جائے گا۔

۷۵-۱۹۷۴ء کے آخر تک ریاست میں سرکار کے ۴ کروڑ ۹۰ لاکھ حصصی سرمایہ سمیت ۲۱ کروڑ روپے کے حصصی سرمایہ کے ساتھ ۲۱۴ مارکٹنگ سوسائیٹیاں موجود تھیں۔ ان سوسائیٹیوں کا اپنا سرمایہ ۱۵ کروڑ ۲۰ لاکھ روپے اور ورکنگ کیپٹل ۵۷ کروڑ ۳۰ لاکھ روپے تھا۔ ۷۳-۱۹۷۲ء کے دوران ڈسٹرکٹ

اور پرائمری مارکٹنگ سوسائٹیوں نے ۸۰ کروڑ ۵۰ لاکھ روپے کی زرعی پیداوار کا کاروبار کیا۔ اس میں ۱۲ کروڑ ۹۶ لاکھ روپے کے غذائی اجناس شامل تھے۔ ان سوسائٹیوں نے ۵۰ کروڑ ۹۶ لاکھ روپے کا زرعی آلات اور سامان سپلائی کیا۔

زراعت کی بنیادی ضروریات: مارکٹنگ سوسائٹیاں

زراعت کی بنیادی ضروریات کی تقسیم کے کام میں پوری طرح لگی ہوئی ہیں ٹرن اوور کے حساب سے یہ شراکت ۷۱-۱۹۷۰ء میں ۵۴ کروڑ ۴۲ لاکھ روپے ۷۲-۱۹۷۱ء میں ۶۰ کروڑ ۸۰ لاکھ روپے ۷۳-۱۹۷۲ء میں ۵۹ کروڑ روپے ۷۴-۱۹۷۳ء میں ۵۲ کروڑ ۲۵ لاکھ روپے ۷۵-۱۹۷۴ء میں ۶۶ کروڑ ۸۶ لاکھ روپے کی تھی۔ ۷۵-۱۹۷۴ء میں سوسائٹیوں نے دیہی علاقوں میں بنیادی زرعی اشیا کی فروخت کے ۲۸۳ نئے مراکز قائم کیے۔ اور ۷۶-۱۹۷۵ء کے دوران ماحال مزید ۲۰۰ ریٹیل مراکز کھل چکے ہیں۔

کوآپریٹیو مارکٹنگ کی ترقی اور نگرانی کے لیے ڈائرکٹوریٹ آف مارکٹنگ کا قیام ایک اور اہم واقعہ ہے۔

کوآپریٹیو شکر کارخانے:

۱۹۶۱ء میں صرف ۳۰ کوآپریٹیو شکر کارخانے رجسٹرڈ کیے گئے۔ جبکہ ۷۵-۱۹۷۴ء کے آخر تک ریاست میں ۹۹ کارخانوں کے لائسنس جاری کیے گئے۔

چالو کوآپریٹیو شکر کارخانوں کی تعداد ۴۲ تھی۔ ریاست میں جائنٹ اسٹاک شکر کارخانوں کی تعداد ۱۰ تھی۔ ان کارخانوں نے گزشتہ سیزن میں ۵۰۰٫۳ لاکھ ٹن گنا پیلا اور ۵۸ لاکھ ۱۲ ہزار ٹن شکر تیار کی۔ ریاست میں گنے سے شکر حاصل کرنے کا اوسط ۱۱٫۱۹ فیصد رہا۔ اس کے منجملہ کوآپریٹیو شکر کارخانوں نے ایک کروڑ ۳۱ لاکھ ۷۱ ہزار ٹن گنا پیلا اور ۱۲ لاکھ ۷۰ ہزار ٹن شکر تیار کی۔ ریاست میں شکر کی کل پیداوار ۱۶ لاکھ ٹن متوقع ہے۔ جاری سال میں چالو کوآپریٹیو شکر کارخانوں کی تعداد ۴۳ ہے۔

مارچ ۱۹۷۴ء میں ریاست کی گنے کی صنعت کے بارے میں ایک وائٹ پیپر شایع کیا گیا۔ اس وائٹ پیپر میں درج شدہ مختلف تجاویز حکومت کے زیر غور ہیں۔ اسی دوران لاگت میں اضافہ کو دیکھتے ہوئے ریاستی سرکار نے طے کیا ہے کہ نئے کارخانوں کے معاملے میں اور ان کارخانوں کے معاملے میں جہاں سے مشینوں کے آرڈر ۱۹۷۳ء میں دیے گئے تھے حکومت کی شراکت اس نمونہ پر ہوگی

(الف) ترقی یافتہ علاقوں میں قائم شدہ کارخانے ۸۰ لاکھ روپے بشرطیکہ ممبران مساوی رقم لگائیں۔

(ب) ترقی پذیر علاقوں میں قائم شدہ کارخانے ۱۰۰ لاکھ روپے بشرطیکہ ممبران ۶۰ لاکھ روپے لگائیں۔

شکر کی صنعت سے جو صنعتیں پیدا ہوئیں ان میں شراب کے کارخانے اہم ہیں۔ ۷۵-۱۹۷۴ء کے آخر تک ریاست میں تقریباً چھ کوآپریٹیو شراب کے کارخانے تھے۔

۱۹۷۱ء میں ریاست کی گنے اور شکر کی صنعت جس میں پرائیویٹ سیکٹر بھی شامل ہے مجموعی طور پر ترقی اور لائسنسنگ کوآپریٹیوز کے قیام اور توسیع تقسیم اور شکر کی برآمد سے متعلقہ مسائل کے حل کے لیے ایک علاحدہ شوگر ڈائرکٹوریٹ قائم کیا گیا۔

حکومت ہند کی جانب سے قائم شدہ کمیٹی کی سفارشات کے بعد حکومت مہاراشٹر نے راجیہ سہکاری شکر کارخانہ سنگھ کو مہاراشٹر میں ایک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ قائم کرنے کا مشورہ دیا۔ اس کے مطابق سنگھ نے ۱۴ اکتوبر ۱۹۷۵ء کو پونے میں تقریباً ۶۰ لاکھ روپے کی تخمینہ لاگت سے پبلک ٹرسٹ ایکٹ کے تحت دکن شوگر انسٹی ٹیوٹ کو رجسٹر کیا۔

ہینڈلوم و پاورس:

ریاستی سرکار نے شولاپور، ناندیڑ، ناگپور اور بھنڈارہ میں ہینڈلوم و پاورس کی ترقی کا انٹینسو ڈیولپمنٹ پروجیکٹ شروع کرنے کے لیے حکومت ہند سے رجوع کیا ہے اس سے ۳۰ ہزار بنکروں کو فائدہ ہوگا لیکن جاریہ مالی سال کے دوران مرکز نے کوئی پروجیکٹ منظور نہیں کیا۔ حکومت ۲۰۰۰ بنکروں کے لیے "کامن شیڈ" مہیا کرنے کی ایک اسکیم تیار کر رہی ہے۔ جس کو اسٹیٹ ہینڈلوم کارپوریشن کے ذریعہ عملی جامہ پہنانے کی تجویز ہے۔ اسی طرح حکومت نے شولاپور کے مقام پر برآمد کی غرض سے کپڑے کی تیاری کے لیے ایک کارخانہ کے قیام کی تجویز رکھی ہے جس سے ایک ہزار بنکروں کو فائدہ پہنچے گا۔ اس کے لیے حکومت ہند کے فیصلے کا انتظار ہے۔ ریاستی سرکار نے ناگپور، شولاپور اور ناندیڑ میں ہینڈلوم بنکروں کے لیے تین ڈیزائن سینٹروں کے قیام کا بھی فیصلہ کیا ہے۔ اس منصوبے کے لیے بھی مرکزی حکومت کے مشورے اور مالی امداد کا انتظار ہے۔

سرکار نے بنکروں سے ہاتھ کا بنا ہوا کپڑا خریدنے کے لیے دو درجہ دیورس سنٹرل کوآپریٹیو سوسائٹی لمیٹڈ کو ۳۰ لاکھ روپے قرضہ دیا ہے۔

یکم جنوری ۱۹۷۶ء کو ناگپور اور شولاپور میں ہتھ کرگھوں کی گنتی شروع ہوگئی ہے۔

مزید برآں مالی طور پر مستحکم بنانے، علاقے کے ممبروں کو سہولت دینے اور "پٹ لومس" جن میں زیادہ تر ناگپور میں ہیں، بہتر اوزار سپلائی کرنے کی غرض سے ناگپور اور شولاپور کی دیورس سوسائٹیوں کو تسلیم کرنے کا ارادہ ہے۔

مہاراشٹر اسٹیٹ ٹیکسٹائل کارپوریشن کو جواب چار ملوں کا

انتظام کرتی ہے اور اورنگ آباد اور ناگپور میں دو نئی ملوں کو چالو کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ دوبارہ منظم کیا جائے گا۔ اور اس سلسلے میں ہینڈلوم اور پاور لومس کی دونوں کارپوریشن اس کی معاون بن جائیں گی۔

آئیل سیڈس کارپوریشن: ریاستی سرکار نے مارچ ۱۹۷۴ء میں آئیل سیڈس کارپوریشن قائم کیا۔ اس کارپوریشن نے امراوتی میں ایک آئیل مل حاصل کر لی۔ اور اسی میں تیل نکالنے کا کام بھی شروع ہو چکا ہے۔

کوآپریٹیو شعبہ میں بڑے پیمانے پر کھاد کارخانے بھی قائم کیے جا رہے ہیں۔ اس اسکیم کے تحت کارخانہ میں امونیا، امونیم کلورک اور سوڈا ایش تیار کی جائے گی۔ پروجکٹ پر ۴۸ کروڑ روپے خرچ آنے کا اندازہ ہے۔ نمک تیار کرنے کے کارخانے کا کام بھی شروع ہو چکا ہے۔

کنزیومرس کوآپریٹیوز: سال ۱۹۶۶ء تک ریاست میں ۳۲ مرکزی ہول سیل کنزیومرس اسٹورس تھے۔ ۱۹۷۵ء کے آخر تک سینٹرل ہول سیل اسٹورس کی تعداد بڑھ کر ۴۴ ہو گئی۔ اسی طرح ۱۹۶۶ء میں پرائمری کنزیومرس اسٹورس کی تعداد ۱۳۰۳ تھی۔ ۱۹۷۵ء تک ان کی تعداد ۱۴۰۵ ہو گئی۔

جہاں تک شہری علاقوں کے کنزیومر کوآپریٹیوز کا تعلق ہے۔ اس میں ٹو ٹائر سسٹم جاری کرنے کی تجویز فی الحال زیر غور ہے۔

ڈپارٹمنٹل اسٹورس کی تنظیم ایک نیا کام ہے۔ زیر تبصرہ سال کے دوران دو نئے اسٹور قائم کیے گئے۔ اور ایسے مزید پانچ اسٹورس کے قیام کی تجاویز بھارت سرکار کو بھیجی گئی ہیں۔ مرکزی ہول سیل اسٹورس کو شہری علاقوں میں نئے ریٹیل مرکز قائم کرنے کے لیے بڑھاوا دیا جا رہا ہے۔ جاری سال کے دوران مجوزہ ۵۰ کے منجملہ ۲۳ نئے ریٹیل مرکز کھولے گئے۔

کوآپریٹیو لفٹ اریگیشن اسکیمیں: ۳۰ جون ۱۹۷۵ء کو کوآپریٹیو لفٹ اریگیشن سوسائٹیز کی تعداد ۷۴۲ تھی اور اب اسکیم کو مکمل کرنے اور اس قسم کے ذرائع آبپاشی کے استعمال کے فیصد میں اضافہ کرنے پر توجہ دی جا رہی ہے۔ اب تک ایک لاکھ ۳۴ ہزار ہیکٹر رقبہ میں آب پاشی کی گنجائش ہو گئی ہے۔ جون ۱۹۷۵ء کو زیر کاشت رقبہ ۵۶۰۰۰ ہیکٹر ہے۔

لینڈ ڈیولپمنٹ بنک نے اب تک ۳۷ لفٹ اریگیشن اسکیموں میں سرمایہ لگایا ہے۔ ۱۹۷۵-۷۶ء کے دوران بنک ایگریکلچرل ری فنانس کارپوریشن کے ساتھ مل کر اضلاع ناسک، شولاپور اور سانگلی میں تقریباً ۳۶ر۳۸ لاکھ روپے لاگت کی ایسی سات اسکیموں کا دے گا۔

۳۰ جون ۱۹۷۵ء کو فارمنگ کوآپریٹیو سوسائٹیز کی تعداد ۲۹۷ تھی۔

کوآپریٹیو ڈیریز: جون ۱۹۷۵ء کے آخر تک ڈیری کوآپریٹیوز کی تعداد ۱۹۷۱ء کے ۱۷۲۷ سے بڑھ کر ۳۹۵ ہو گئی۔ ان کے ممبروں کی تعداد ۱۹۷۰ء کے ایک لاکھ ۱۷ ہزار سے بڑھ کر ۱۹۷۵ء میں ایک لاکھ ۹۴ ہزار ہو گئی۔ دودھ کی مجموعی پیداوار کی قیمت ۱۹۷۰ء کے ۱۷ کروڑ ۷ لاکھ روپے سے بڑھ کر ۱۹۷۵ء میں ۲۸ کروڑ ۶۰ لاکھ روپے ہو گئی۔

۳۰ جون ۱۹۷۵ء کو کوآپریٹیو فشریز سوسائٹی کی تعداد ان کے ۸۱۰۰۰ ممبروں اور ۱۸۳ لاکھ کے شیئر کیپٹل کے ساتھ ۴۶۵ تھی جبکہ ان کی پیداوار کی کل قیمت سالانہ ۴۴ لاکھ ۸۰ ہزار روپے تھی۔

گذشتہ ۴ سال کے عرصے میں ریاستی سطح کی اکاؤنٹس کمیٹی نے ۶۱۲ "آڈٹ میموز" کی جانچ پڑتال کی کمیٹی کی کارگذاری نے کوآپریٹیوز میں خبرداری کا ماحول پیدا کر دیا اور اب کمیٹی کو زیادہ رقبہ اور زیادہ اختیارات دینے کی تجویز ہے۔

اہم ترمیمات: مہاراشٹر کوآپریٹیو سوسائٹیز ایکٹ ۱۹۶۰ء میں ترمیمات کے ذریعہ یہ انتظام کیا ہوا ہے کہ کوآپریٹیو سوسائٹیز (کا) ایک شخص صرف دو میعاد تک عہدہ پر رہ سکتا ہے۔ انتخابات کی مدت سالانہ کی بجائے پانچ سال کر دی گئی ہے۔ سماج کے پسماندہ اور کمزور طبقات کے لیے خصوصی نمائندگی کا انتظام ہے۔

ادارہ باہمی جماعتوں کے ذریعہ ریت اکٹھا کرنے کا کام شروع کیا گیا ہے۔ تصویر میں مزدور ایک ریت گاہ پر ریت چھان رہے ہیں۔

ثالثی کے مقدمات کے تصفیے میں تاخیر کی شکایت دور کرنے کی غرض سے سرکار نے زائد افسروں کو مقرر کیا ہے۔

ہاؤسنگ فنانس سوسائٹیوں کے مسائل پر غور کرنے کے لیے ایک کمیٹی مقرر کی گئی ہے کمیٹی کی سفارشات پر سرکار غور کر رہی ہے۔

ریاستی حکومت نے ایک اور کمیٹی مقرر کی ہے تاکہ امداد باہمی تحریک میں عورتوں کا موثر تعاون حاصل کیا جائے۔

دیہی قرضہ داری کا خاتمہ:

ریاستی سرکار نے ۲۲ اگست ۱۹۷۵ء کو ایک آرڈی ننس جاری کیا جس کے ذریعہ بعض لوگوں کو ان کے قرضوں سے نجات مل گئی ہے سپریم کورٹ نے ساہوکاروں کی درخواست پر آرڈی ننس کے فقرہ نمبر ۱۳ پر عملدر آمد کو عارضی طور پر روک دیا۔ اس کی وجہ سے ساہوکاروں کے پاس رہن شدہ زیورات اور املاک کی بازیابی کے لیے کوئی کارروائی نہ کی جا سکی عدالت نے بحرحال ساہوکاروں کو حکم دیا ہے کہ جب تک معاملہ کا قطعی تصفیہ نہیں ہو جاتا وہ رہن شدہ اشیا کو فروخت نہ کریں۔ آرڈی ننس کی جگہ لینے کے لیے ریاستی مجلس قانون ساز کے گزشتہ سیشن منعقدہ ناگپور میں ایک بل منظور کیا گیا۔ اس بل پر ۳ جنوری ۱۹۷۶ء کو صدر کی منظوری کے دستخط حاصل ہوئے۔ اور مہاراشٹر قرض راحت قانون ۱۹۷۵ء نافذ ہو گیا۔ لیکن بمبئی ہائیکورٹ نے قانون کی دفعات پر عملدر آمد کو روک دیا ہے۔ اور معاملہ عدالت میں زیر تصفیہ ہے۔

بقیہ صفحہ 38 سے مہاراشٹر میں آب پاشی

کرشنا وادی میں وارنا اور کالم واڑی پر بند سے متعلق تصفیہ طے ہو گیا ہے لہٰذا ان پروجیکٹوں پر کام کی رفتار تیز کی جائے گی۔ مزید برآں، سینٹرل واٹر اینڈ پاور کمیشن نے اب کرشنا وادی میں آٹھ درمیانی پروجیکٹوں کی منظوری دیدی ہے۔

گوداوری پر معاہدہ

اسی طرح ۱۹ دسمبر ۱۹۷۵ء کو مرکزی وزیر زراعت شری جگجیون رام کی موجودگی میں متعلقہ پانچ ریاستوں کے درمیان گوداوری کے پانی کے لئے معاہدہ ہو گیا۔ اس معاہدے کے مطابق مہاراشٹر اصل گوداوری ندی پر پیٹھان بند کے مقام تک نیز پورنا ندی پر سدھیشور بند کے مقام تک پورا پانی استعمال کر سکتا ہے۔ مزید برآں مہاراشٹر گوداوری وادی کے علاقے میں گوداوری پر پیٹھان سے آگے اور پورنا پر سدھیشور بند کے مقام سے آگے اور منجرا ندی پر نظام ساگر سے آگے پانی سے ۶۰ ٹی۔ ایم۔ سی۔ پانی نئے پروجیکٹوں کے لئے استعمال کر سکے گا۔ نظام ساگر کے اوپر منجرا دیلی وادی میں مہاراشٹر ۲۲ ٹی ایم سی مہاراشٹر ۲۲ ٹی۔ ایم۔ سی۔ پانی نئے پروجیکٹوں کے لئے استعمال کر سکتا ہے۔ زیریں گوداوری وادی میں پوچم پد بند مقام سے آگے مہاراشٹر نئے پروجیکٹوں کے لئے ۳۰۰ ٹی۔ ایم۔ سی پانی استعمال کر سکے گا۔

اس معاہدے کے ذریعہ ریاست اپنی ۱۲ بڑی اور ۳۲ درمیانی اسکیموں کے لئے منظوری حاصل کر سکے گی اور اس سے مزید ۵ء۱۷ لاکھ ہیکٹر آب پاشی کی گنجائش نکل آئے گی۔ اور اس طرح ریاست میں اناج کی کمی دور کرنے میں بڑی مدد ملے گی۔ نرمدا کا تنازعہ فی الحال ٹریبونل کے سامنے پیش ہے۔

آب پاشی قوانین

مختلف آب پاشی قوانین تین خطہ جات یعنی مغربی مہاراشٹر ودربھ اور مراٹھواڑہ میں نافذ العمل ہیں۔ مہاراشٹر آب پاشی بل بابت ۱۹۷۵ء جس میں ان ایکٹوں کو کچھ ترمیم کے ساتھ یکجا کیا گیا ہے، ریاست کی مجلس قانون ساز میں پیش کیا جا چکا ہے اس بل کی رو سے کمانڈ ایریا میں اقل ترین پانی محصول اُن کسانوں سے بھی لیا جائے گا جو اپنی اراضی پر سنچائی نہیں کریں گے۔ اس طرح اب سنچائی سہولتوں سے بھرپور فائدہ اٹھایا جا سکے گا۔ پانی کے ناجائز استعمال کو روکنے کے لئے کچھ اقدامات بھی تجویز کئے گئے ہیں۔ اسی طرح کمانڈ ایریا میں فصلوں کی باقاعدگی کا اہتمام کیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ موجودہ نہری پانی کو فوری طور پر مزید غذائی فصلیں پیدا کرنے کے لئے استعمال میں لانے کی غرض سے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ تمام پروجیکٹوں سے ملنے والے پانی کا کم سے کم ۵۰ فیصد حصہ غذائی فصلوں کے لئے استعمال کیا جائے۔ اس مقصد سے نہروں سے سیراب ہونیوالے علاقہ میں اس مقصد سے گنّے کے رقبہ میں ۲۵ فیصدی تخفیف کی گئی ہے۔ ان اقدامات کے باعث اناج کی فصلوں کی کاشت کے لئے تقریباً مزید ۲۵,۰۰۰ ہیکٹر اراضی پر آب پاشی ہو سکے گی۔

تعمیر مکانات کا مسئلہ مہاراشٹر کی جد و جہد
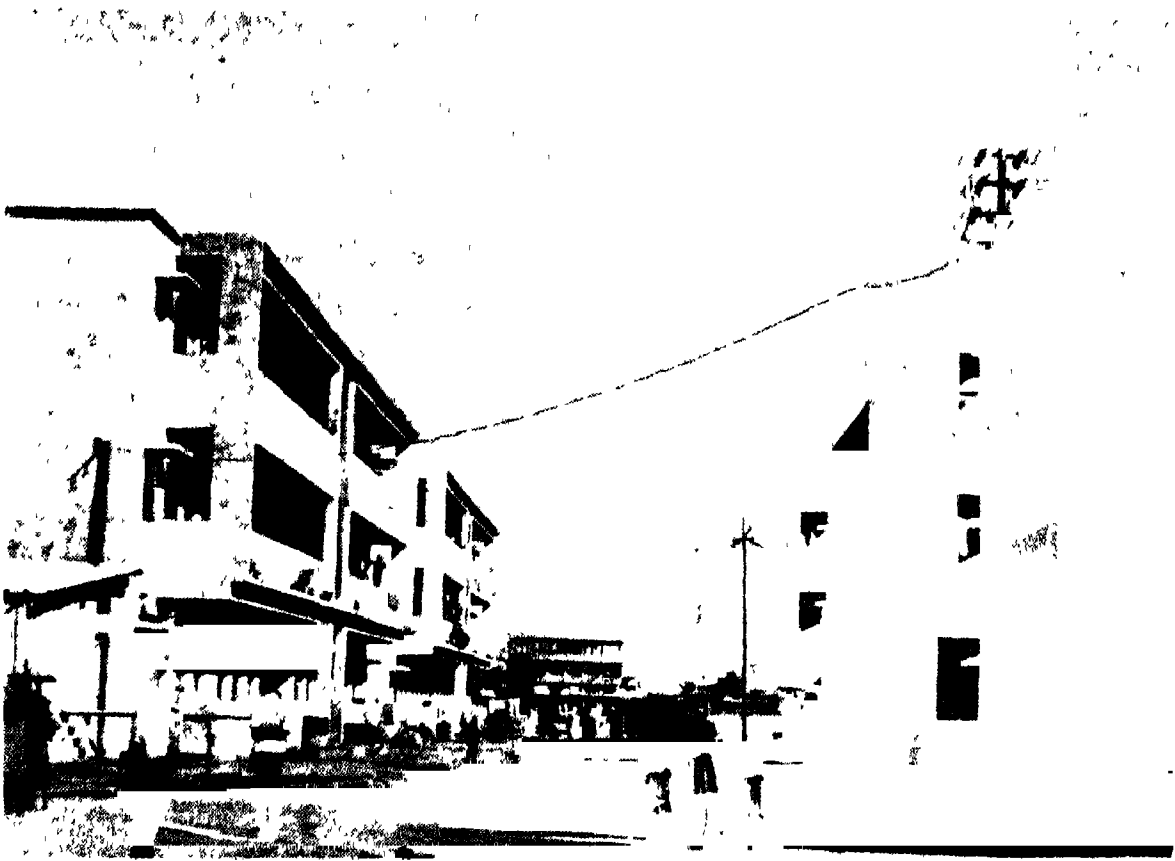
گذشتہ دس سال کے دوران "ودربھ ہاؤسنگ بورڈ" نے مختلف آمدنی گروپوں کے لئے ۳۶۸۱ مکانات تعمیر کئے ہیں جن کی تخمینی لاگت ۱۰۹،۸۰ لاکھ روپے ہے۔ بورڈ نے یہ کالونی ناگپور میں معمولی آمدنی گروپ اشخاص کے لئے بنائی ہے

مکان انسان کی بنیادی ضرورت ہے۔ ترجیح کے لحاظ سے غذا اور کپڑے کے بعد اس کا نمبر آتا ہے۔ مہاراشٹر اس مسئلہ کو حل کرنے میں ہمیشہ پیش پیش رہا ہے۔ اس نے کم آمدنی اشخاص کیلئے مکانات فراہم کرنے کی تندہی سے کوشش کی تاکہ وہ اچھی زندگی گذار سکیں۔

حکومت مہاراشٹر نے آئینی اداروں یعنی مہاراشٹر ہاؤسنگ بورڈ اور ودربھ ہاؤسنگ بورڈ کے ذریعہ شہری تعمیر مکانات پروگرام شروع کیا۔ مہاراشٹر ہاؤسنگ بورڈ (سابقہ بمبئی ہاؤسنگ بورڈ) کے حلقہ اختیار میں ودربھ کے آٹھ اضلاع کو چھوڑ کر پوری ریاست شامل ہے۔

گذشتہ دس سال میں بورڈ کو جو کامیابیاں تعمیر کرنے کا فخر حاصل ہے جن میں معمولی اور متوسط آمدنی زمروں کے کمزور طبقات آباد ہیں۔ اس کی تفصیلات حسب ذیل ہیں:

اسکیم کا نام	مکانات کی کل تعداد	اخراجات (لاکھ روپئے)
امدادی صنعتی مکانات اسکیم	۵٫۳۳۶	۸۰۳٫۵۴
سلم: صفائی اسکیم	۸٫۲۹۴	۶٫۹۲۱٫۰۹
کم آمدنی گروپ	۴٫۵۸۵	٫٣٦٫٨١
متوسط آمدنی گروپ	۱٫۳۴۵	۲۹۵٫۶۰
معاشی طور سے کمزور طبقہ	۱٫۸۴۴	۲۴۵٫۰۴
کل میزان:	۲۱٫۴۰۴	۹٫۰۹۲٫۰۸

ہندوستان میں یہ تعمیر مکانات کا سب سے بڑا ادارہ رہا ہے۔ جس نے تقریباً ۹۵٫۰۰۰ مکانات تعمیر کرکے ریکارڈ قائم کیا ہے۔ جن میں تقریباً ۶ لاکھ افراد آباد ہیں۔ مہاراشٹر ہاؤسنگ بورڈ کے مقابلے میں کوئی واحد ادارہ ایسا نہیں ہے جس نے یہ نشانہ پورا کیا ہو۔

بورڈ نے اکتوبر ۱۹۷۰ء میں ایک خود اعانتی اسکیم "ریوالونگ فنڈ نمونہ" پر تیار کی تھی جس کا افتتاح وزیر اعظم نے ۱۷ جنوری ۱۹۷۱ء کو کیا تھا۔ اس کے مطابق کئی منزلہ عمارات میں ۲۳٫۶۷۹ مکانات تعمیر کئے جائیں گے، اس میں ۸۵ فیصدی سماجی تعمیر مکانات اسکیم اور بقیہ متوسط اور کم آمدنی گروپ اسکیم کے تحت تعمیر ہوں گے۔

مکانات کے لئے لوگوں کی بڑھتی ہوئی مانگ کو پورا کرنے کی غرض سے بورڈ نے "پیشگی چندہ اسکیم" نامی اسکیم جاری کی ہے۔ اس اسکیم کے تحت مکانات کے لئے مطالبہ کی جانچ کرکے قرعہ اندازی کی جاتی ہے۔ کامیاب درخواست گذاروں سے کہا جاتا ہے کہ وہ مکان کی کل لاگت چھ قسطوں میں ادا کریں۔ اس اسکیم کے تحت بورڈ نے ۲۹۲ مکانات دلسٹرن ... ہائی وے، باندرہ میں تعمیر کئے ہیں نیز ڈی۔ این نگر، اندھیری (ممبئی) میں ۱۰۰ مکانات کی تعمیر کا کام شروع کیا ہے۔

شہری اجتماعی مراکز

مختلف ہاؤسنگ اسکیموں کے تحت مکانات جنھیں برادر ... ست
... کے ... قسم ... صد فیصد ادائیگی کی بنا د ... فع

لوکمانیہ نگر پونے

خریداروں کو پیش کئے جاتے ہیں اور اس مقصد سے مقامی اخبارات میں اشتہار نکالا جاتا ہے۔

بورڈ کو اس بات ہی سے دلچسپی نہیں ہے کہ سمنٹ، اینٹ، اور لکڑی استعمال کرکے چار دیواریں اور ان پر ایک چھت دار مکان بنا کر کرایہ داروں کے حوالے کیا جائے، بلکہ دیگر بہت سی سہولتیں اور آسائشیں بہم پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔ بورڈ ٹیننٹس ایسوسی ایشن، مہیلا منڈل، کوآپریٹو کنزیومرس سوسائیٹیوں اور کرایہ داروں کی تعلیمی سوسائیٹیاں قائم کرنے میں مدد دیتا ہے۔ اسے اپنی کالونیوں میں سماجی، ثقافتی اور تعلیمی نیز اسپورٹس کی سہولتیں بہم پہنچانے کی بھی فکر ہے۔ کالونیوں میں اسٹیج اور بکنگ آفس کے ساتھ کمیونٹی ہال ہیں جن میں ایک وقت میں تقریباً ایک ہزار تماشائیوں کی گنجائش ہے۔ بلاشبہ بورڈ منصوبہ بنا کر ان کا تعمیر کرتا ہے تاکہ بالآخر یہ "شہری اجتماعی مراکز" بن جائیں جہاں مکینوں کو سماجی، ثقافتی اور معاشی طور سے اچھی زندگی گذارنے کے تمام مواقع حاصل ہوں اور وہاں ذات پات اور دھرم کی کوئی رکاوٹ نہ ہو۔

ودربھ کے آٹھ اضلاع میں ودربھ ہاؤسنگ بورڈ پبلک سیکٹر میں کام کر رہا ہے۔ گذشتہ دس سال میں اس نے ۱،۸۳۶ مکانات تعمیر کئے جن کی تخمینی لاگت ۱۸۸،۸۰ لاکھ روپے ہے ۸۷۷ مکانات کا تعمیری کام جاری ہے۔

بورڈ نے ۱۱۰۲ مکانات اور ۸۴ دکانیں ۳۰۷،۵۶ لاکھ روپے کی تخمینی لاگت سے تعمیر کرنے کا پروگرام بھی شروع کیا ہے۔ اس پروگرام میں پسماندہ طبقات کی کوآپریٹو سوسائیٹیوں کے لئے ۹۲ مکانات شامل ہیں۔

اول مرتبہ معاشی طور سے کمزور طبقات کی اسکیم کے تحت ۲۴ مکانات برج روڈ، ناگپور میں کرایہ خریداری بنیاد پر رکھے گئے۔ بورڈ نے ناگپور میں کم آمدنی زمرہ میں بطور خاص ۱۱ فلیٹ کارکن صحافیوں کو الاٹ کئے ہیں۔ اس نے جھونپڑپٹی سدھار اسکیم کے تحت ناگپور میں ۱۰ اسکیمیں ۴۸،۲۴ لاکھ روپے کی لاگت سے پوری کی ہیں۔ یہ کام دیکھ ریکھ کی غرض سے ناگپور میونسپل کارپوریشن کے سپرد کر دیئے گئے ہیں۔ پسماندہ طبقات کوآپریٹو ہاؤسنگ اسکیم کے تحت بورڈ نے ناگپور اور بھنڈارہ میں ۹۲ مکانات کی تعمیر کا کام شروع کیا ہے۔

مہاراشٹر اسٹیٹ ہاؤسنگ کارپوریشن، پونے، یکم اکتوبر ۱۹۷۶ء کو ریاستی حکومت کے ادارے کی حیثیت سے کمپنی ایکٹ کے تحت مبلغ ایک لاکھ روپے کے منظور شدہ سرمایہ کے ساتھ درج کیا گیا تھا۔ یہ کارپوریشن معاشی طور سے کمزور طبقات اور کم آمدنی گروپ وغیرہ کے لئے اسکیمات وضع کرے گی۔ اس نے ۵۶۴ فلیٹوں پر مشتمل (۳۲۴ معاشی طور سے کمزور طبقات اور ۲۴۰ کم آمدنی گروپ کے لئے) تعمیر مکانات کے منصوبہ جات وضع کئے، جن کی لاگت ۸۸،۴۴ لاکھ روپے ہے۔ یہ مکانات دانیری، پونے میں تعمیر کئے جائیں گے۔ کارپوریشن نے آئندہ فلیٹ خریدنے کا ارادہ رکھنے والے اشخاص سے ۱۷،۳۵،۱۶۵ روپے کی رقم جمع کی ہے۔

گندی بستیوں کا مسئلہ

بمبئی میں جو ملک میں صنعتی طور سے ترقی یافتہ شہر ہے، دیگر ریاستوں سے بڑی تعداد میں لوگ چلے آرہے ہیں۔ جہاں کہیں کھلی جگہ ہوتی جھونپڑ ڈال لئے جاتے ہیں۔ کسی طرح رہنے کا ٹھکانہ ہو جائے، بس یہی مقصد ملحوظ ہوتا ہے دیگر تمام امور یعنی صحت وصفائی وغیرہ قطعی نظر انداز کر دیئے جاتے ہیں۔ حالیہ سالوں میں بمبئی شہر میں جھونپڑپٹیاں، چھوٹے چھوٹے قصبات کی صورت میں آباد ہو گئی ہیں۔

ریاست میں صنعتی طور سے ترقی پذیر دیگر علاقوں میں بھی اسی طرح جھونپڑپٹیاں پھیل رہی ہیں۔ اس معاملے میں مہاراشٹر کی دوسرے درجہ کی راجدھانی ناگپور کا نمبر ممبئی کے بعد آتا ہے، اس کے بعد پونے اور مالیگاؤں آتے ہیں۔

مہاراشٹر ہاؤسنگ بورڈ ہندوستان میں تعمیر مکانات کا سب سے بڑا ادارہ ہے جس نے ... ۹۵ ہزار تعمیر کئے ہیں جن میں چھ لاکھ لوگ آباد ہیں۔ یہ کالونی بورڈ ... بنائی ہے

ذیل میں درج ریاست کے ۱۴ بڑے شہروں میں جھونپڑ پٹیوں کی آبادی کے اعداد و شمار سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ کتنا بڑا ہے۔

ممبئی: ۱۴ لاکھ (ان میں وہ اشخاص شامل نہیں ہیں جو فٹ پاتھ پر یا زیرین پل وغیرہ رہتے ہیں۔

ناگپور: ۲,۹۸,۰۰۰؛ پونے: ۹۲,۰۰۰

مالیگاؤں: ۱,۱۵,۰۰۰ شولاپور: ۹۷,۰۰۰

اورنگ آباد: ۱,۴۵,۰۰۰ امراؤتی: ۵۸,۰۰۰

اکولہ: ۴۴,۰۰۰ ناندیڑ: ۲۶,۰۰۰

ناسک: ۱۶,۰۰۰ الہاس نگر: ۱۵,۰۰۰

تھانے: ۱۷,۰۰۰ کولھاپور: ۱۳,۰۰۰

دھولے: ۷,۰۰۰ جلگاؤں: ۵,۰۰۰

سانگلی: ۶۰۰۰ اور احمد نگر: ۷,۰۰۰

جھونپڑ پٹی کے باسیوں کی زندگی بہتر بنانے کے لئے واحد حل یہ ہے کہ بنیادی سہولتیں جھونپڑ پٹی سدھار پروگرام کے تحت بہم پہنچائی جائیں۔

سدھار پروگرام

گندی بستیوں کے ماحول سدھار پروگرام کے ذریعہ بنیادی ضرورتیں بہم پہنچا کر جھونپڑ پٹیوں کے باسیوں کی زندگی قدرے خوشگوار بنائی جا سکتی ہے۔ پلاننگ کمیشن نے بھی انسانی نقطۂ نظر اعتبار کیا اور اقل ترین ضروریات کے قومی پروگرام میں گندی بستیوں کے ماحول کے سدھار کا کام شامل کیا۔ حکومت مہاراشٹر نے بھی اپنے ۱۵ نکاتی پروگرام میں اس اسکیم کو فوقیت دی۔

گندی بستیوں کے ماحول کے سدھار کی اسکیم ۷۳-۱۹۷۲ء میں مرکزی حکومت نے آٹھ لاکھ سے زیادہ آبادی والے شہروں یعنی ممبئی، پونے اور ناگپور میں شروع کی تھی۔ اس وقت یہ کلی طور سے مرکزی اسکیم تھی، جسے مہاراشٹر ہاؤسنگ بورڈ ممبئی اور پونے میں سرکاری اراضی پر اور ممبئی میں، ممبئی میونسپل کارپوریشن میونسپل اراضی پر زیر عمل لاتی تھی۔ ناگپور میں یہ اسکیم بذریعہ ہاؤسنگ بورڈ، ناگپور امپرومنٹ ٹرسٹ اور ناگپور میونسپل کارپوریشن کے ذریعہ زیر عمل لائی گئی۔

مقامی اداروں، ہاؤسنگ بورڈوں اور امپرومنٹ ٹرسٹوں وغیرہ کی جانب سے گندی بستیوں کی حالت سدھارنے کی مسلسل جدوجہد کے باوجود یہ مسئلہ باقی رہا۔ نیز گندی بستیوں کے ماحول کو بہتر بنانے کی اسکیم اب کلی طور سے مرکزی امدادی اسکیم نہیں رہی ہے اب یہ ریاست کو منتقل کر دی گئی ہے جسے اپنے ذرائع سے نیز تعمیر مکانات کے لئے مرکز کی جانب سے مختص کی گئی رقم سے سرمایہ مہیا کرنا ہوتا ہے۔

سلم سدھار بورڈ

لہٰذا ریاستی حکومت نے اس مسئلہ سے تیزی اور موثر طریقے سے نمٹنے کے لئے ایک خود مختار بورڈ مہاراشٹر سلم امپرومنٹ بورڈ قائم کیا جو ۲۔ فروری ۱۹۷۴ء سے مہاراشٹر سلم امپرومنٹ بورڈ ایکٹ کے تحت کام کر رہا ہے۔

اب تک ماحول سدھار اسکیم کے تحت ۱۸۵ پروجیکٹ پورے کئے جا چکے ہیں جن پر تقریباً ۱۲ کروڑ روپے خرچ ہوئے ہیں۔ اس سے ریاست میں تقریباً ۱۱٫۵ لاکھ آبادی کو فائدہ پہنچا ہے حکومت نے سلم کے تحت جھونپڑ پٹیوں میں سنڈاس، پانی کے نل، بجلی، راستے وغیرہ کی سہولتیں بہم پہنچائی ہیں۔

جھونپڑ پٹیوں کی گنتی

جنوری ۱۹۷۶ء کے آغاز پر ریاستی حکومت، ممبئی میونسپل کارپوریشن اور ہاؤسنگ بورڈ کی اراضی پر بسے ہوئے جھونپڑوں کی گنتی کی تاکہ آئندہ ان کی بڑھوتری روکی جائے۔ یہ پہلا موقع ہے کہ ملک میں اتنے بڑے پیمانے پر اس قسم کی گنتی کی گئی۔ اس سے ہی یہ پتہ چلا کہ جھونپڑ پٹیوں میں رہنے والوں کی تعداد ۱۱,۱۰,۴۴۸ ہے۔ سلم علاقوں میں ۱۰,۲۱۲ ڈھانچوں میں ۲,۶۲,۶۲۹ جھونپڑے بنے ہیں جن میں ۲,۵۵,۷۹۵ خاندان رہتے ہیں۔

اس گنتی میں حاصل ہونے والی معلومات کی بنا پر ہر خاندان کو شناختی کارڈ دیئے جا رہے ہیں۔ اس گنتی کی بنیاد پر آئندہ جھونپڑ پٹیوں کے باسیوں کو بنیادی آسائشیں بہم پہنچانے، ان کی بحالی اور غیر قانونی قبضہ کی صورت میں اُن کے اخراج کے سلسلہ میں منصوبہ بندی میں مدد ملے گی۔ اس مقصد سے سلم کنٹرولر مقرر کیا گیا ہے۔

سلم امپرومنٹ بورڈ نے پہلے کی تیار مال کے کارخانہ داروں سے بھی سودا طے کیا ہے جس سے نہ صرف پروگرام کی رفتار تیز ہوگی بلکہ کام بھی اچھا ہوگا۔

بمبئی عظمیٰ میں اس سال برسات کا موسم شروع ہونے سے قبل تقریباً ۱۰ لاکھ آبادی کو ۱۰ کروڑ روپے کے تخمینی مصارف سے فائدہ پہنچے گا۔

۷۷-۱۹۷۶ء کے دوران یہ پروگرام زیادہ ترنجی اراضی کے علاقہ میں زیرعمل لایا جائے گا، جہاں اندازاً آبادی تین چار لاکھ ہے۔ بورڈ نے فی الحال قانون کے تحت اس پروگرام کے سلسلے میں کارروائی شروع کردی ہے۔

سلم سُدھار کے علاوہ 'سلم کلیرنس اسکیم' بھی مختلف مقامات میں متعلقہ مقامی اداروں کے ذریعہ زیرعمل لائی جا رہی ہے۔ اسکیم کے تحت مالی امداد کے طریقے میں بھی تبدیلی ہوئی ہے۔ موجودہ طریقے کے تحت ریاستی حکومت ۵۰ فیصدی قرض اور ۵۰ فیصدی امداد کی صورت میں مالی امداد دیتی ہے۔ سیلنگ لاگت، معیار اور نمونہ نیز کرایہ کا تعین حکومت ہند کرتی ہے۔ بمبئی میں ۱۸۸ مربع فٹ جائے رہائش کی موجودہ 'سیلنگ لاگت'، حکومت ہند کی جانب سے ۹۰۰۰ روپے اور امدادی کرایہ ۳۵ روپے ماہانہ رکھا گیا ہے۔ یہ مکانات جھونپڑ پٹی کے مستحق باسیوں کو الاٹ کئے جاتے ہیں جو ۳۵۰ روپے ماہانہ کی آمدنی رکھنے والے اشخاص کے زمرے میں آتے ہیں اور اس کا تعین بھی حکومت ہند ہی نے کیا ہے۔

گذشتہ دس سال کے دوران اسکیم کے تحت کارگذاری کی تفصیل یہ ہے:

ادارہ	مقام	کارگذاری
مہاراشٹر ہاؤسنگ بورڈ	بمبئی	۷،۶۸۴ مکانات
〃 〃 〃	〃	۱،۲۵۰ پلاٹ
〃 〃 〃	پونے	۱۹۹ مکانات
〃 〃 〃	شولاپور	۱۲۸ مکانات
〃 〃 〃	مالیگاؤں	۱۸ مکانات
بمبئی میونسپل کارپوریشن	بمبئی	۱،۶۰۵ 〃
پونے 〃 〃	پونے	۲۶۰ 〃
شولاپور 〃 〃	شولاپور	۱۲۸ 〃
کل میزان		۱۰،۱۲۲ مکانات
		۱،۲۵۰ پلاٹ

دیہی علاقوں میں بے زمین اشخاص کے لئے جھونپڑوں کی تعمیر کے زبردست پروگرام سے زراعتی مزدوروں کی زندگی میں یکسوئی آئی ہے۔
وہ نئے جھونپڑوں میں آباد ہوگئے ہیں اور گھر والیاں روزمرہ کے کام کاج میں لگی ہیں۔ یہ ایک جھونپڑے کا اندرونی منظر ہے

ریاست کی جانب سے دسمبر ۱۹۷۵ء تک دیہی بے زمین اشخاص کو ۳۵،۰۰۰ سے زیادہ جھونپڑے فراہم کئے گئے۔ یہ پروگرام جاری ہے تاآں کہ دیہاتوں میں تمام بے زمین اشخاص کو جن کی مجموعی تعداد تقریباً ۳ء۹۱ لاکھ ہے خود اپنی اراضی پر بنائے گئے جھونپڑے نہ مل جائیں۔

ہاؤس ریپئرنگ بورڈ

شہر بمبئی میں دوسرا بڑا مسئلہ پرانی عمارتوں کا ہے۔ بمبئی عظمیٰ میں ماضی میں مکانات گرنے کے حادثات پیش آنے پر ریاستی حکومت نیز بمبئی میونسپل کارپوریشن نے اس پر توجہ دی۔ جانی اور مالی نقصان کے علاوہ اس مسئلہ کا سماجی پہلو بھی ہے۔ کرایہ ۱۹۴۰ء کی سطح پر برقرار رکھا گیا ہے۔ اراضی اور عمارتی سامان کی قیمتیں بڑھتی رہیں۔ لہٰذا مالکان نے اپنی عمارتوں کی دیکھ بھال اور مرمت پر توجہ نہ دی۔ گو میونسپل کارپوریشن ایکٹ کی رُو سے مالکان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی عمارتوں کو مرمت کرا کر اچھی حالت میں رکھیں، تاہم یہ قانون اس معاملے میں ناکافی ہے۔

حکومت نے ۱۹۶۵ء میں بیڈ کر کمیشن مقرر کیا تاکہ وہ شہر میں عمارتوں کے گرنے کے اسباب کی چھان بین کرے اور اس کے انسداد کے لئے اقدامات تجویز کرے۔ بیڈ کر کمیشن کی سفارشات پر بمبئی عمارات مرمت و تعمیر بورڈ ایکٹ ۱۹۶۹ء وضع کیا گیا اور اکتوبر ۱۹۶۹ء میں بورڈ قائم کیا گیا۔

بورڈ کا اصل کام یہ ہے کہ پرانی خطرناک عمارتوں کی ضروری مرمت کرے، بوسیدہ عمارتوں کو از سر نو تعمیر کرے اور ان عمارتوں میں کرایہ داروں کو عارضی یا مستقل طور سے آباد کرنے کا بندوبست کرے۔ بورڈ نے ۲۱،۳ بلڈنگیں مرمت کی غرض سے ہاتھ میں لیں، ۶۸۰ عمارتوں کے کرایہ داروں کو بورڈ کے خرچ پر مرمت کرانے کی اجازت دی گئی۔ ان میں سے مرمت کے ۳۳ اور ۲ کام بورڈ نے اور ۳۹۱ کام کرایہ داروں نے انجام دیئے ہیں۔

بورڈ نے نو عمارتیں از سر نو تعمیر کیں۔ ۳۶ عمارتوں کی از سر نو تعمیر کا کام جاری ہے۔ ان نو عمارتوں میں ۴۴۵ کرایہ دار آباد ہوئے تعمیر نو کے کام پر ۳۰،۰۰۰،۱۷،۴ روپے کی رقم صرف ہوئی۔ بورڈ عموماً از سر نو تعمیر شدہ عمارت میں جو مکان فراہم کرتا ہے اس کا رقبہ کم سے کم ۱۶۰ مربع فٹ اور زیادہ سے زیادہ ۳۰۰ مربع فٹ ہوتا ہے۔ سائن کولی واڑہ میں بورڈ کا 'ٹرانزٹ کیمپ' ہے۔ اس نے مختلف مقامات یعنی باندرہ، گورے گاؤں، وکھرولی اور نالوانی میں مہاراشٹر ہاؤسنگ بورڈ کے ۳۰۶، ۸ مکانات کرایہ پر لئے ہیں۔ 'نہانیوں' سے پانی رسنے کی وجہ سے بوسیدگی پیدا ہوتی ہے۔ لہٰذا بورڈ پہلے سے تیار 'نہانیاں' حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے، جس سے اس مسئلہ کا تدارک ہو جائے گا۔

کوآپریٹیو ہاؤسنگ

امداد باہمی کے ذریعہ تعمیر مکانات کی سرگرمیوں کو فروغ دینے کی غرض سے ریاست میں مہاراشٹر کوآپریٹیو ہاؤسنگ فنانس سوسائٹی قائم کی گئی۔ یہ سوسائٹی ہاؤسنگ سوسائٹیوں کو قرض اور پیشگی رقومات دینے کے علاوہ مقامی عمارتی سامان کی بہتری اور ریاست کے مختلف حصوں کے لئے موزوں مکانات کی نوعیت کے بارے میں ریسرچ کا کام بھی انجام دیتا ہے۔ اس سوسائٹی نے گذشتہ دس سال کے دوران ۶۰،۰۰۰ سے زیادہ مکانات کے لئے قرض دیا ہے ان میں سے تقریباً ۲۵،۰۰۰ مکانات مکمل ہو چکے ہیں جبکہ تقریباً ۳۵،۰۰۰ مکانات زیر تعمیر ہیں۔ اس دہے میں تقریباً ۵ کروڑ روپے کی رقم قرض کی شکل میں ہاؤسنگ سوسائٹیوں کو تقسیم کی جا چکی ہے۔

دیہاتوں میں بے زمین اشخاص کے لئے جھونپڑے

وزیر اعظم نے ایک اہم قومی مقصد یہ قرار دیا ہے کہ بے زمین اشخاص کو مکان کی جگہ فراہم کی جائے۔ اس اسکیم کے مطابق سدھاری ہوئی مکان کی جگہ (۸۳ مربع میٹر) خاندانوں کو مفت مہیا کی جائے گی۔ ریاستی حکومت نے اس پر ہی بس نہیں کیا بلکہ ایک قدم آگے بڑھا کر یہ بہتر سمجھا کہ ۱۵۰ روپے کی رقم بھی جھونپڑے کی تعمیر کے کام میں لائی جائے جو پلاٹ کے سدھار کے لئے بطور امداد دی گئی تھی۔

دسمبر ۱۹۷۵ء کے اختتام تک اس مقصد کے لئے درج شدہ تقریباً ۳،۷۱،۶۱ لاکھ مستحق کنبوں میں سے تقریباً ۳،۵۱،۹۱ لاکھ کنبوں کو مکان کے لئے جگہ دی جا چکی ہے۔ ان میں سے تقریباً ۶۵ فیصدی مندرج جاتیوں، مندرج قبائل، خانہ بدوش قبائل اور دیگر پسماندہ طبقات سے تعلق رکھتے ہیں۔

مئی ۱۹۷۵ء کے اختتام تک ۲۵،۳۵۳ جھونپڑے بنائے جا چکے ہیں اور گاؤں کے بے زمین اشخاص کو دیے جا چکے ہیں۔ اس بے مثال اسکیم کی کامیابی سے حوصلہ پا کر ریاستی حکومت نے یہ طے کیا ہے کہ جون ۱۹۷۵ء سے مارچ ۱۹۷۶ء تک مزید ایک لاکھ جھونپڑے تعمیر کئے جائیں۔ دسمبر ۱۹۷۵ء کے اختتام تک ایسے تقریباً

(مزید صفحہ ... پر)

سڑکوں کے ذریعے ترقی میں تیزی

بڑی ضلع سڑکوں کی کل لمبائی ۱۹۷۴ء میں ۱۹،۰۵ کلومیٹر تھی۔ تصویر میں ایک ایسی ہی سڑک پر بنایا گیا پل نظر آ رہا ہے۔

ترقیاتی سرگرمیوں میں سرعت پیدا کرنے میں سڑکیں اہم رول ادا کرتی ہیں۔ سرگرمیاں صنعت، زراعت، کانکنی اور آبپاشی وغیرہ سے متعلق ہو سکتی ہیں۔

ایک عظیم روڈ ڈیولپمنٹ پروگرام (۱۹۶۱ - ۸۱) جو چیف انجینئروں نے ریاست کے ہر ضلع کے لئے تیار کیا ہے۔ اس کا مقصد ۱۹۸۱ء تک ۱۲،۲۹۶ کلومیٹر سڑکوں کی تعمیر ہے۔ نیز اس کا مقصد یہ ہے کہ ترقی یافتہ اور زراعتی علاقہ پکی سڑک سے ۶،۰۵ کلومیٹر اور دوسری سڑکوں سے ۲،۰۵ کلومیٹر سے دور نہ ہو۔ اور اسی طرح نیم ترقی یافتہ علاقہ پکی سڑک سے ۱۲ کلومیٹر اور دوسری قسم سے ۳ کلومیٹر اور دوسری قسم کی سڑکوں سے ۵ کلومیٹر سے دور نہ ہو۔ غیر ترقی یافتہ اور غیر زراعتی علاقہ کی صورت میں پکی سڑک اور دوسری قسم کی سڑکوں کا فاصلہ بالترتیب ۱۹،۰۵ کلومیٹر اور ۸ کلومیٹر سے زیادہ نہ ہو۔

علاوہ ازیں نئے کام شروع کرتے وقت دشوار گزار قبائلی، پہاڑی اور کثرت باراں کے علاقوں میں فوری ترقیاتی کاموں کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔ سڑکوں پر سواری اور آمد و رفت کی ضروریات کے پیش نظر جو تھے اور

پانچویں پنجسالہ پلانوں کی مدت میں پکی سڑکوں پر تارکول چڑھانے کے کام میں تیزی پیدا کر دی گئی ہے۔ ۱۹۶۵ء میں ۹۳۱۷ کلومیٹر سڑکیں یا تو سمنٹ کانکریٹ کی تھیں یا ایسی سڑکیں تھیں جن پر تارکول چڑھا ہوا تھا۔ ۱۹۷۴ء تک اچھی سڑکیں کی لمبائی ۱۷۵۴۹ کلومیٹر تک بڑھ گئی۔

تین یک سالہ منصوبوں کے دوران (۱۹۶۶ - ۶۷ سے ۱۹۶۸ - ۶۹ تک) حکومت نے اچھی سڑکوں کی تعمیر پر ۸۲۸،۹۷ لاکھ روپے صرف کئے۔ چوتھے پلان میں ۱۱۸۶،۷۵ لاکھ روپے خرچ ہوئے۔ اس میں ۱۸۷ لاکھ روپے کی وہ رقم شامل نہیں ہے جو دیہی سڑکوں کے لئے منتقل تھیں۔ اور پانچویں پنجسالہ پلان کے تحت ۱۹۷۴ - ۷۵ء میں ۱۱۲۳،۶۷ لاکھ روپے خرچ کئے گئے۔ اور ۱۹۷۵ - ۷۶ء کے لئے ۷۷۷،۷ لاکھ روپے منتقل کئے گئے ہیں۔

مہاراشٹر ۱۹۷۲ - ۷۳ء شدید خشک سالی سے دوچار ہوا۔ قحط زدہ علاقہ کے لوگوں کو روزگار فراہم کرنا ضروری تھا۔ دوسرے کاموں کے علاوہ سڑکوں کی تعمیر کے کام بھی ہاتھ میں لئے گئے تاکہ قحط زدہ افراد کی مشکلات دور کی جا سکے۔ مجموعی

قومی راج

طور پر ۱۹۹۱ کلومیٹر سڑکیں درست کی گئیں جن میں سے ۲۳۹۳۴ کلومیٹر سڑکیں منصوبہ کے تحت تھیں۔ اور ۴۵۹۰ کلومیٹر سڑکیں غیر منصوبہ بند۔ ان میں سے بیشتر سڑکوں کی سطحیں درست نہیں کی گئیں ہیں۔ یہ کام رقومات کے حصول کے مطابق تدریجی طور پر کیا جانا تجویز پایا ہے۔

اقل ترین ضروریات کے قومی پروگرام میں دیہی سڑکوں کو اہم مقام دیا گیا ہے۔ کیوں کہ اس سے دیہات۔ انتظامی مارکٹنگ اور صنعتی مراکز سے معاشی طور پر قریب ہو جاتے ہیں۔ پانچویں پلان کا نشانہ ہے کہ ان دیہاتوں کو جن کی آبادی ۱۵۰۰ ہے یا پہاڑی ساحلی اور قبائلی علاقوں میں جہاں آبادی زیادہ پھیلی ہوئی ہوتی ہے۔ دیہاتوں کے مجموعے کو جن کی آبادی ۱۵۰۰ یا اس سے زیادہ ہو سڑک کے ذریعے ملا دیا جائے۔ اس پروگرام کے تحت حکومت نے متعدد کام شروع کر دئے ہیں۔ تاکہ ایسے دیہاتوں کو پکی سڑک کے ذریعے ملا دیا جائے۔

گزشتہ دہائی کے دوران مجموعی طور پر سڑکوں کی لمبائی ۸۰۵۳۴ سے بڑھ کر ۸۶۹۰۲ کلومیٹر ہوگئی۔ اس میں ایک ایکسپریس ہائی وے کی لمبائی بھی شامل ہے۔ اس طرح مجموعی طور پر ۸۱% کا اضافہ ہوا ہے۔ ۱۹۷۰ء میں فی صد مربع کلومیٹر کے لئے سڑک کی لمبائی ۱۵۰۶ کلومیٹر تھی جو ۱۹۸۰ء میں بڑھ کر ۲۰۵۰ کلومیٹر ہوگئی۔ علاوہ ازیں ۴۲۷۰۵ پی۔ ڈبلیو۔ ڈی ورکس اور ۲۲۸ پلوں کا کام اس دہائی میں مکمل ہو چکا ہے۔

"اسنے ملشی گھاٹ روڈ" یہ گذشتہ دس سال میں مکمل کی گئی ایک اہم سڑک ہے جو براہ راست ضلع احمد نگر کو بمبئی سے جوڑتی ہے۔

لئے نامناسب تھے۔ اس لئے ان سڑکوں کی مناسب معیار کے مطابق مرمت کرنا تجویز پایا۔ لہٰذا مندرجۂ ذیل کام ہاتھ میں لئے گئے۔

سطح درست کر کے مال برداری کے دو طرفہ راستے کو چوڑا کرنا۔ "فارمیشن" چوڑائی کو ہم امیٹرنگ بڑھانا، تنگ پلوں کو چوڑا کرنا۔ کمزور پلوں کی دوبارہ تعمیر، اچانک موڑ اور کھائیوں کو درست کرنا۔ لیول کراسنگ پر اوور برج بنانا وغیرہ۔ تاحال ۱۸۰۰ کلومیٹر تک کی لمبائی کو سدھارا گیا ہے۔ اور دو طرفہ ٹرانک کے قابل بنایا گیا ہے۔

بمبئی گوکن، گوا روڈ حال ہی میں قومی شاہراہ قرار دی گئی ہے۔ اس کے سدھار کے لئے ۲۰۰۵ کروڑ روپے منظور کئے گئے ہیں۔ کام ابھی جاری ہے۔

بعض اہم کھاڑیوں اور ندیوں پر ہر موسم میں کام آنے والے پل نہ ہونے کی وجہ سے مانسون میں باڑھ آنے پر ان قومی شاہراہوں پر آمد و رفت رک جاتی ہے۔ اس لئے اہم بڑے پل تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ لہٰذا متعدد پل پچھلی دہائی میں تعمیر کئے جا چکے ہیں۔ وہ حسب ذیل ہیں۔

بمبئی۔ آگرہ روڈ پر بجارہ ندی اور گرنا ندی کے پل، بمبئی۔ احمد آباد روڈ پر بسین کھاڑی پر تیز تانسہ، واندری اور دتیرنا ندیوں کے پل، دھلے، ناگپور۔ کلکتہ روڈ پر لیدی، مان، بھیکند، اوما اور کمل گنگا ندیوں کے پل۔ پونے۔ بنگلور روڈ پر، کوئنا اور پنچ گنگا ندیوں کے پل، ناگپور، حیدرآباد روڈ پر ووردھا ندی کا پل، پونے۔ شولاپور۔ حیدرآباد

قومی شاہراہیں

ریاست میں کل قومی شاہراہیں ہیں جن کی لمبائی ۲۹۹۷ کلومیٹر ہے۔ یہ حسب ذیل ہیں۔

۱۔ بمبئی۔ آگرہ روڈ ۳۸۸ کلومیٹر
۲۔ بمبئی۔ پونے بنگلور روڈ ۴۸۴ کلومیٹر
۳۔ دھلے۔ ایڈلاباد۔ ناگپور روڈ ۶۷۱ " "
۴۔ جبل پور۔ ناگپور۔ حیدرآباد روڈ (آندھرا پردیش کی سرحد تک) ۱۴۳ کلومیٹر
۵۔ بمبئی۔ احمد آباد روڈ ۱۴۱ کلومیٹر
۶۔ پونے۔ شولاپور حیدرآباد روڈ (کرناٹک کی سرحد تک) ۳۲۷ کلومیٹر
۷۔ شولاپور۔ بیجاپور روڈ (کرناٹک کی سرحد تک) ۲۷ کلومیٹر
۸۔ بمبئی۔ گوکن۔ گوا روڈ ۴۶۰ کلومیٹر
۹۔ پونے۔ ناسک روڈ ۱۹۰ کلومیٹر

ان قومی شاہراہوں کی چوڑائی مال برداری کے لئے جگہ جگہ ناکافی تھی۔ نیز ان کے چڑھاؤ اتار اور موڑ بعض مقامات پر تیز رفتار ٹریفک کے

سے مشرق کی طرف تقریباً متوازی چلتا ہے اور سنٹرل ریلوے کو ایک اوور برج کے ذریعے کورپسی پر کراس کرتا ہے۔ جہاں تھانے شہر کی طرف مڑ کر بمبئی آگرہ روڈ کو مل جاتا ہے۔

مغربی ایکسپریس ہائی وے جس کی لاگت ۴۰۷٫۸۲ لاکھ روپے ہے ۲۵٫۵۴ کلومیٹر لمبا ہے۔ ماہم کاز دے سے شروع ہوتا ہے۔ ایک اوور برج کے ذریعے ویسٹرن ریلوے کو باندرہ ریلوے اسٹیشن کے جنوب کی طرف سے کراس کرتا ہے۔ پھر شمال کی طرف مڑ کر ویسٹرن ریلوے سے قریب قریب متوازی بڑھتا ہوا دہیسر پر ختم ہو جاتا ہے۔ یہ ایکسپریس ہائی ویز چھوٹی گاڑیوں کے لئے ۸۰ کلومیٹر کی رفتار کے لئے تعمیر کئے گئے ہیں۔

بمبئی کے مضافات میں ٹریفک کی بھیڑ کو کم کرنے کی غرض سے ان شاہراہوں کو جزیرۂ بمبئی کے شمال میں مختلف لنک روڈ کے ذریعے جوڑنے کی تجویز ہے۔ وہ لنک روڈ حسب ذیل ہیں۔

۱۔ گورے گاؤں ملنڈ (۲) جوگیشوری، وکھرولی (۳) اندھیری گھاٹ کوپر (۴) سانتاکروز۔ چیمبور (۵) باندرہ۔ دھاراوی۔ (۶)

روڈ پر بارے نالا اور شیلی نالا کا پل، شولاپور بیجاپور روڈ پر ورک بال مقام پر سینا ندی کا پل، پونے ناسک روڈ پر، گھرگاؤں مقام پر مولا ندی کا پل۔

سوشیل کھاڑی پر ایک بڑے پل اور مولا کھاڑی پر ایک دوسرے بڑے پل کی تعمیر کا کام ہاتھ میں لیا گیا ہے۔ اسی طرح صورت۔ ناگپور روڈ پر جلگاؤں کے مقام پر گرنا اور اسی روڈ پر کاٹے پورنا کے اہم پلوں کی تعمیر کا کام جاری ہے۔

ایکسپریس ہائی وے

بمبئی تھانے روڈ پر ٹرافک کے دباؤ کو کم کرنے کے لئے مرکزی حکومت اور بمبئی میونسپل کارپوریشن کی رضامندی سے یہ فیصلہ کیا گیا کہ دو ایکسپریس ہائی ویز تعمیر کئے جائیں۔ یعنی مشرقی ایکسپریس ہائی وے اور مغربی ایکسپریس ہائی وے۔

مشرقی ایکسپریس ہائی وے کی لاگت ۳۴۳ لاکھ روپے ہے اور ۱۴٫۴۲ کلومیٹر لمبا ہے۔ یہ سائن سے شروع ہوتا ہے اور سنٹرل ریلوے سے

سڑکوں کی ترقی

۳۱ مارچ تک	قومی شاہراہ	ریاستی شاہراہ	بڑی ضلعی سڑک	دوسری ضلعی سڑکیں	دیہی سڑکیں	کل میزان
۱۹۶۵	۲,۳۶۸	۱۰۴۸۸	۱۲,۱۲۰	۸,۰۷۰	۱۴,۹۵۹	۴۸,۰۵۳
۱۹۶۶	۲,۳۶۴	۱۰۵۲۸	۱۲,۶۲۸	۸,۷۴۴	۱۷,۵۲۴	۵۱,۷۸۸
۱۹۶۷	۲,۳۶۲	۱۰۹۸۲	۱۲,۷۸۸	۹,۰۱۸	۱۸,۹۶۵	۵۴,۱۱۶
۱۹۶۸	۲,۳۹۹	۱۱۰۹۲	۱۲,۲۰۹	۹,۴۲۲	۲۱,۱۲۸	۵۷,۲۶۰
۱۹۶۹	۲,۳۷۸	۱۱۶۰۲	۱۲,۲۱۱	۹,۸۵۹	۲۲,۵۴۲	۶۰,۶۹۴
۱۹۷۰	۲,۴۰۲	۱۲۹۹۲	۱۲,۸۸۲	۹,۴۲۹	۲۲,۹۹۶	۶۲,۷۰۲
۱۹۷۱	۲,۲۶۶	۱۴۲۸۲	۱۷,۶۸۴	۱۰,۷۲۱	۱۰,۰۵۷	۵۵,۱۲۰ NON PLAN ۱۰,۲۴۴
۱۹۷۲	۲,۲۶۹	۱,۴۹۶۸	۱۸۲۰۷	۱۱,۰۰۴	۹,۱۴۵	(NON PLAN ۱۸,۰۱۷)
۱۹۷۳	۲,۸۴۸	۱,۴۶۷۹	۱۸۸۶۷	۱۲,۶۴۶	۱۱,۰۸۹	۶۰۱۲۹ (NON PLAN ۱۹,۸۲۷)
۱۹۷۴	۲,۸۶۸	۱۴۸۶۱	۱۹,۷۵۰	۱۲,۸۱۸	۱۱,۲۸۱	۴۲,۵۷۸ (NON PLAN) ۲۴,۳۳۴

ایک بڑی ضلع سڑک پر محراب دار نالہ ۔

سانن - مانم ۔

اوّل الذکر پانچ لنک روڈ، بمبئی روڈ ڈیولپمنٹ پروگرام کا حصہ ہیں ۔ گورسے گاؤں ملنڈ اور راندھیری، گھاٹ کوپر لنک روڈ کا کام جاری ہے ۔ باندرہ دھاراوی لنک روڈ کا کام مکمل ہو چکا ہے ۔ اور جنوری ۱۹۷۳ء سے وہ عوام کے استعمال میں ہے ۔

سڑکوں پر پُل

اس دھائی میں دس اوور برج مہاراشٹر میں واقع ریلوے کی پٹریوں پر سے گزرنے کے لئے ریاستی حکومت اور متعلقہ ریلوے کے اشتراک سے تعمیر کئے گئے ہیں ۔ وہ حسب ذیل ہیں ۔

(۱) تاس گاؤں - ریٹا - میانی روڈ پر سانگلی کے قریب اوور برج
۲ - میرج سانگلی روڈ پر میرج کا اوور برج
۳ - ستارہ کا روڈ اوور برج
۴ - مہاڈ - لونند - پھلٹن روڈ پر لونند کا روڈ اوور برج
۵ - نانڈیڑ پونا روڈ پر لب گاؤں کا روڈ اوور برج
۶ - پونے میں سرکٹ ہاؤس کے قریب گورے گاؤں پارک کا روڈ اوور برج
۷ - جلگاؤں ضلع میں چالیس گاؤں کا روڈ اوور برج
۸ - نانڈیڑ ضلع میں بھوکلی کا روڈ اوور برج
۹ - اورنگ گیٹ کا روڈ اوور برج

اہم سڑکیں اور پُل جو اس دھائی میں تعمیر کئے گئے

۱ - تھانے - کھاڑی برج بمبئی کے قریب
۲ - ممبئی گنوت روڈ پر کنوت کے قریب پیل گنگا ندی کا پل ۔
۳ - گل گنڈ چرولی روڈ پر وین گنگا ندی کا پل
۴ - چالیس گاؤں دھولے روڈ پر وین گنگا ندی کا پل
۵ - رضلع میں منو گاؤں کے قریب سند صو پھاتا ندی کا پل
۶ - پیٹھن میں گوداوری کا پل
۷ - بلڈانہ ضلع میں سلطانپور - سندھو کھیڑ روڈ پر ملکاپور ندی کا پل
۸ - تلسارتروڑہ روڈ پر وین گنگا ندی کا پل
۹ - اکودو کرنا ندود روڈ پر ترسو باواڑی کے قریب پیچ گنگا ندی کا پل ۔
۱۰ - ستارہ ضلع میں ستارہ رحمت پور روڈ پر دھمیر میں کرشنا ندی کا پل
۱۱ - کراڈ تاسگاؤں پر کوردے میں کرشنا ندی کا پل
۱۲ - اران اسلام پور باہے روڈ پر باہے میں کرشنا ندی کا پل
۱۳ - آنے میٹیج گھاٹ روڈ جو احمد نگر ضلع کو بمبئی سے براہ راست ملاتا ہے اور ایک تیز گھاٹ روڈ جو سہادریوں کی تیکھی ڈھلان پر واقع ہے ۔

ٹرانسپورٹ کی ترقی

کسی بھی ترقی پذیر ملک میں ٹرانسپورٹ کی اہمیت مسلم ہے اور اس نقطہ پر زور دینے کی قطعی ضرورت نہیں ہے۔ زراعت صنعت اور دفاع و نشوونما کے سلسلہ میں ٹرانسپورٹ سسٹم ملک کے جسم میں شہ رگ کی حیثیت رکھتا ہے۔

مہاراشٹر اسٹیٹ روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن مسافروں کو براہ سڑک ٹرانسپورٹ ٹرانسپورٹ کی سہولتیں بہم پہنچاتی ہے۔ فی الحال کارپوریشن کے پاس ۹۲۴۰، بسوں کا بیڑا ہے۔

مہاراشٹر میں ریلوے نسبتاً کم ہے اس لئے نقل و حمل کی سہولتوں کا اصل بوجھ اسٹیٹ روڈ ٹرانسپورٹ پر پڑتا ہے۔ مہاراشٹر میں، مہاراشٹر اسٹیٹ روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن (ایم ایس آر ٹی سی) روڈ ٹرانسپورٹ کا کام چلا رہا ہے۔ اور ابھی حال میں تمام اسٹیٹ اور کنٹریکٹ بس سروسز کو مکمل طور پر قومیانے کا کام پورا ہوا ہے۔ ایم ایس آر ٹی سی نے آج سے ۲۶ سال قبل صرف ۳۶ بسوں سے کام شروع کیا تھا۔ آج ۶۰۰۰ بسیں چلا رہا ہے۔

اس ادارہ کا اصل مقصد مسافروں کو کارگزارانہ کافی کفایتی اور مناسب طریقہ پر ٹرانسپورٹ سہولتیں دینا ہے۔ روڈ ٹرانسپورٹ کے ۴۰،۰۰۰ کارکن دن رات اس مقصد کی تکمیل میں لگے ہوئے ہیں۔

ریاست میں کل ۲۲ ڈویژن ہیں جن کے تحت ۱۲۸ ڈپو مسافروں کے لئے تمام سہولتوں سے آراستہ ۲۴۷ بس اسٹیشن گاڑیوں کی بھاری ریپیرنگ کے تین مرکزی ورکشاپ کام کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ تین ٹائر ٹریڈنگ پلانٹ گاڑیوں کے ٹائروں کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔

بسوں کا بیڑا ۸۴۴۷ بسوں پر مشتمل ہے اس میں سے ۶۰۰۰ بسیں روزانہ سڑکوں پر چلتی ہیں یہ بسیں ریاست میں ۶،۵۲۲ راستوں پر چلائی جاتی ہیں۔ اور یومیہ ۲۶،۱۷ لاکھ مسافروں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچاتی ہیں۔

مسافروں کیلئے آسائشیں :

اسٹیٹ ٹرانسپورٹ کا اصل مقصد مسافروں کو کافی کفایتی اور محفوظ روڈ ٹرانسپورٹ مہیا کرنا ہے۔ کارپوریشن نے ریاست میں ۲۴۷ بس اسٹیشن اور ۲۰۰۸ پک اپ شیڈ یعنی بس کے اڈے قائم کئے ہیں۔

یہ اسٹیشن اور اڈے مسافروں کے لئے تمام جدید سہولتوں سے لیس ہیں۔ مہاراشٹر میں مسافروں کے فائدے کے لئے ۲۴۱ نائٹ سروس چلائی جاتی ہیں۔

لمبے سفر میں سفر کے وقت کو کم سے کم کرنے کے لئے طویل راستوں پر تیز اور ایکسپریس گاڑیاں چلائی جاتی ہیں۔ ریاست میں ۲۹۷ لمبے سفر کے روٹ ہیں۔

لگژری سروس :

مختلف مقامات جیسے پونے، کولہاپور، اندور، اورنگ آباد میں لگژری بسیں چلائی جاتی ہیں۔ ریاست میں ایسی بسوں کے راستوں کی تعداد ۲۳ ہے۔

سیاحوں کی ضروریات کے لئے اسٹیٹ ٹرانسپورٹ نے اورنگ آباد اور مہابلیشور کے درمیان 'لگژری سروس' مہیا کی ہے۔ بمبئی کے گردونواح میں اسٹیٹ ٹرانسپورٹ ورجیشوری اور وتیرنا وغیرہ کے لئے بسیں چلا رہا ہے۔

کارپوریشن بین الریاستی راستوں پر بھی جو قریبی ریاستوں میں کارپوریشن کو دئیے گئے ہیں (یعنی مہاراشٹر۔ کرناٹک، مہاراشٹر۔ گجرات، مہاراشٹر۔ مدھیہ پردیش، مہاراشٹر گوا اور مہاراشٹر آندھرا پردیش) گاڑیاں چلاتی ہیں۔

اسٹیٹ ٹرانسپورٹ مرفتی فرمیات تفریح پارٹیوں اور براتوں کے لئے کنٹریکٹ پر گاڑیاں مہیا کرتا ہے۔ اس کی پارسل سروس بھی مقبول ہوتی جارہی ہے۔ اخبارات، ادویات اور اس قسم کی دوسری چیزیں بھیجے والے اس پارسل سروس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

اسپیشل سروس:

اسٹیٹ ٹرانسپورٹ نے میلوں کے لئے خصوصی سروس کا بھی انتظام کیا ہے۔ ان میلوں میں پنڈھرپور میلہ مقبول عام ہے۔ اسٹیٹ ٹرانسپورٹ زنکا بھاکر (کھانے کے پیکٹ) صرف ۵۰ پیسے میں فراہم کرتی ہے اور اس طرح یاتریوں سے دعائیں لیتی ہے یہی وہ واحد سروس ہے جو گنپتی تہوار کے دوران کوکن علاقہ کے ہر مسافر کو لاتی ہے اور لے جاتی ہے بعض شہر جیسے تھانے، ناسک، دھولے، ناگپور وغیرہ میں یہ سٹی سروس چلا رہی ہے

اسٹیٹ ٹرانسپورٹ نے پانچ سالہ (۱۹۷۵ء تا ۱۹۷۹ء) منصوبہ تیار کیا ہے۔ اس منصوبہ کے تحت ۷۶۔ ۱۹۷۵ء میں ۷۰۰ گاڑیاں اور ۱۹۷۶ء میں ایک ہزار گاڑیاں خریدنے کا نشانہ رکھا گیا ہے۔ ۱۹۷۵ء اور ۱۹۷۶ء میں زمین خریدنے اور عمارتوں کی تعمیر کا بھی فیصلہ کیا گیا۔ اس کی لاگت ترتیب وار ۹۶ء۱ کروڑ روپے۔ اور ۵۰ء۲ کروڑ روپے ہوگی اس پانچویں پنجسالہ منصوبہ کے دوران تقریباً ایک سو نئے بس اسٹیشن تعمیر کئے جائیں گے۔ جو کینٹین اور بک اسٹال وغیرہ کی سہولتوں سے آراستہ ہوں گے

انتظامیہ میں ملازمین کی شرکت:

مہاراشٹر اسٹیٹ روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن غالباً پہلا قومیایا ہوا ٹرانسپورٹ ادارہ ہے جس نے انتظامیہ میں مزدوروں کی شرکت کے اصول کو عملی جامہ پہنایا۔ ریاستی سرکار نے کارپوریشن میں تسلیم شدہ یونین کے دو نمائندے مقرر کئے۔ اس کارپوریشن میں مزدور مسائل کے تصفیہ کیلئے جائنٹ کمیٹی کی شکل میں بے مثال اور مفید انتظام موجود ہے۔ جو انتظامیہ اور تسلیم شدہ مزدور انجمنوں کے نمائندوں کی مساوی تعداد پر مشتمل ہے۔ اس کمیٹی کا حلقۂ اختیار کافی وسیع ہے۔

اسٹیٹ ٹرانسپورٹ اپنے کل اخراجات کا ۲۰ء۹۸ فیصد اپنے عملہ پر خرچ کر رہی ہے۔ ملازمین کو ملنے والے فوائد میں اشاریہ کے مطابق مہنگائی بھتہ (انڈکس تری سے) بونس۔ ملازمین اور ان کے بال بچوں کے لئے طبی سہولتیں رہائشی مکانات اور تفریح کی سہولتیں شامل ہیں۔ کارپوریشن نے اپنے عملہ کے لئے تعمیر مکانات کے لئے بعض سہولتیں مہیا کی ہیں۔

امداد باہمی تحریک کو بڑھاوا دینے کے لئے کوآپریٹیو سوسائٹیاں اور کوآپریٹیو بینک بھی کھولے گئے ہیں۔

کارپوریشن موٹر سائیکل اور کاریں خریدنے اور مکانات بنانے کے لئے بھی پیشگی رقم دیتی ہے جو ساری میں اس کا ایک ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ ہے جہاں مختلف زمروں کے ملازمین کو بیسک ٹریننگ دی جاتی ہے جو ان کے روزمرہ کے کام کاج کے لئے ضروری ہو۔ ملازمین کو ٹریننگ کے لئے انسٹی ٹیوٹ کے باہر بھی بھیجا جاتا ہے۔

موٹر گاڑیاں:

مہاراشٹر میں سب سے بڑی تعداد میں موٹر گاڑیاں ہیں جن میں پرائیویٹ مسافر گاڑیاں، پبلک ٹرانسپورٹ مسافر گاڑیاں اور مال بردار گاڑیاں شامل ہیں۔ گزشتہ دھائی کے دوران مہاراشٹر میں موٹر گاڑیوں کی تعداد تین گنا بڑھی یعنی ۱۹۶۵ء میں ۴۴ء۱ لاکھ سے بڑھ کر ۱۹۷۴ء میں ۳۵ء۴ لاکھ ہوگئی۔ اس اضافہ سے قدرتی طور پر ریاست میں گاڑیوں مسافروں اور مال پر لگنے والے ٹیکس کے ذریعے ریاستی حکومت کی آمدنی میں خاصا اضافہ ہوا۔

حالاں کہ بین الریاستی راستوں پر مسافر گاڑیاں چلانے کے معاملہ میں کوئی اجارہ داری حاصل نہیں تاہم موٹر وہیکل ایکٹ ۱۹۳۹ء کے تحت ایم ایس آر ٹی سی ایسے بیشتر راستوں پر بھی اپنی گاڑیاں چلاتی ہے۔ مہاراشٹر نے کئی ریاستوں کے ساتھ دو طرفہ معاہدے کئے ہیں جس کے نتیجہ میں رعایتی بنیاد پر بین الریاستی آمد و رفت میں خاصہ اضافہ ہوا۔ اور مال کی بین الریاستی نقل و حمل اور پاسنجر گاڑیوں پر بوجھ کم ہوا۔ ایم ایس آر ٹی سی کی مسافر بردار گاڑیاں مہاراشٹر کو تمام متصل ریاستوں یعنی گجرات، مدھیہ پردیش، آندھرا پردیش، کرناٹک اور مرکز کے زیر انتظام علاقہ گوا سے جوڑتی ہیں۔ مزید یہ کہ ان معاہدوں کے تحت مہاراشٹر سے ملک کے تقریباً تمام حصوں تک پبلک گاڑیاں چلانا بھی ممکن ہوا ہے۔

گزشتہ دہائی کے دوران مہاراشٹر نے زون کی تمام ریاستوں کے ساتھ مال بردار گاڑیوں کی آمد و رفت کے لئے بھی حلقہ واری معاہدات کئے ہیں۔

نیشنل پرمٹ اسکیم :

۲۰ نکاتی معاشی پروگرام کے ایک جزو کے طور پر جس کا اعلان وزیر اعظم نے کیا ہے نیشنل پرمٹ اسکیم کو اب قطعی صورت دے دی گئی ہے۔ جس کے تحت ملک کی ہر ریاست کی پبلک کیریئر گاڑیاں اس ریاست میں جہاں وہ رجسٹرڈ ہیں۔ پورا ٹیکس ادا کرکے اور چند دوسری ریاستوں میں جہاں ان گاڑیوں کو چلانا مقصود ہو۔ رعایتی شرح پر ٹیکس ادا کرکے چلائی جاسکیں گی۔

نیشنل پرمٹ اسکیم دراصل زونل اسکیم کی توسیع ہی ہے مہاراشٹر کو شروع میں ۲۵۰ نیشنل پرمٹ الاٹ کئے گئے ہیں۔ اور یہ پرمٹ اسٹیٹ ٹرانسپورٹ اتھارٹی کی جانب سے جاری کئے جائیں گے۔ توقع ہے اس اسکیم کو بہت جلد شروع کیا جاسکے گا۔

ٹرانسپورٹ کمشنر مہاراشٹر موٹر گاڑیوں کے محکمہ کے سربراہ ہیں۔ موٹر گاڑیوں کی تعداد میں اضافہ کے نتیجہ میں کام کی مقدار میں اضافہ کے ساتھ موٹر گاڑیوں کے محکمہ کے ریجنل آفسوں کی تعداد سابقہ پانچ (بمبئی، تھانے، پونے، امراوتی اور ناگپور) سے بڑھا کر جولائی ۱۹۷۲ء سے ناسک، کولہاپور اور امراوتی میں نئے ریجنل آفس قائم کرکے آٹھ کر دی گئی۔ ۱۵ اضلاعی مقامات پر سب ریجنل آفس بھی اب کام کرنے لگے ہیں۔

موٹر گاڑیوں کی آبادی میں اضافہ کے قدرتی نتائج میں ایک بالخصوص گنجان آبادی والے بڑے شہروں جیسے بمبئی میں سڑک کے حادثات میں اضافہ ہے۔ یکم اگست ۱۹۷۲ء کو موٹر گاڑیوں کے قانون کے تحت پہلا موٹر ایکسیڈنٹ کلیمس ٹریبونل (ایم اے سی ٹی) فار گریٹر بمبئی قائم کیا گیا۔ بمبئی ہی کے لئے ایک اور موٹر ایکسیڈنٹس کلیمس ٹریبونل قائم کیا گیا ہے۔ اور اب پونے میں بھی ایک ایم اے سی ٹی قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

ریلوے لائن :

ریلوے لائنوں میں بھی چند اہم ترقیات ہوئی ہیں۔ مغربی ساحل کے ساتھ کوکن ریلوے لائن ڈالنے کے لئے سروے کا کام جاری ہے۔ ریلوے نے منماڑ۔ پربھنی۔ پارلی لائن کو میٹر گیج سے براڈ گیج میں تبدیل کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ دوسرے ریلوے لنک جیسے پربھنی۔ ناندیڑ مدکھیڈ۔ عادل آباد اور میرج۔ لاتور کو تبدیل کرنے کی تجاویز ریلوے کے زیر غور رہیں۔

جمہوریت

جمہوریت کو ان اقدامات سے خطرہ نہیں ہے۔ جو کہ حکومت نے کئے ہیں بلکہ جمہوریت کمزور ہو رہی تھی۔ اس کو خطرہ لاحق ہو رہا تھا۔ ان حرکتوں سے جو حزب مخالف کر رہا تھا۔ اور اگر حزب مخالف کو براہ راست کارروائی کی مہم چلانے آر ایس ایس کی رہنمائی میں تخریب کار منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے فوج اور پولس نیز ہمارے صنعتی مزدوروں میں بے چینی پیدا کرنے کی مہم کو آگے بڑھانے کی اجازت دیدی جاتی تو جمہوریت تباہ ہوگئی ہوتی۔

- جمہوریت کا مطلب نمائندہ اداروں کے وجود سے ہے۔ اس کا مطلب عوام کی اس خواہش کا اظہار ہے کہ ان کے نمائندے کون لوگ ہوں گے۔ نیز اس کا مطلب قومی کاموں میں عوام کی شرکت سے ہے۔
- میں آپکو بتاتی ہوں کہ میں کس قسم کی جمہوریت میں یقین رکھتی ہوں۔ میں ایک ایسی جمہوریت میں یقین رکھتی ہوں جس میں برسراقتدار پارٹی پر مخالف پارٹیوں کے تئیں ایک ذمہ داری ہوتی ہے اور وہ مخالف پارٹیوں کو اظہار خیال اور تنظیم کی آزادی دیتی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ وہ یہ بھی امید کرتی ہے کہ مخالف پارٹیاں یا وہ لوگ جو کسی بھی پارٹی میں نہیں ہیں۔ حکومت کے کام میں رخنہ نہیں ڈالیں گے اور قومی پروگراموں کی راہ میں حائل نہیں ہوں گے۔
- جمہوریت کا مطلب محض اخبارات کی آزادی یا آزادانہ انتخابات نہیں ہے۔ سچی جمہوریت دراصل ملک کی تعمیر و ترقی میں عوام کے تمام طبقوں کی مخلصانہ شرکت کا نام ہے۔ ..... وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی

ضلع تھانے کے ادیباسی علاقے میں بنائی گئی ایک سڑک ادیباسی علاقوں میں ذرائع مراسلات کی ترقی کے ہر کام کو اولیت دی گئی ہے۔ تاکہ کمزور طبقات قومی زندگی کے اصل دھارے میں مل جائیں۔

بمبئی کے پورے شہری علاقہ کی مربوط ترقی کے لئے ریاستی سرکار نے بمبئی میٹرو پولیٹن ریجنل ڈولپمنٹ اتھارٹی قائم کی ہے اور یہ اتھارٹی جن مسائل سے نپٹے گی ان میں ٹرانسپورٹ ایک اہم مسئلہ ہے۔ آمدورفت اور نقل و حمل کے منصوبوں کی ترقی کے لئے ایک مربوط پروگرام تیار کرنے اور اسے زیر عمل لانے کے لئے ایک ٹرانسپورٹ اینڈ کمیونیکیشن بورڈ قائم کیا گیا ہے۔

بندرگاہوں کی ترقی:

سرکار نے کلکٹر آف سنٹرل اکسائز سے چھوٹی بندرگاہوں کا انتظام حاصل کرنے کی کارروائی اپریل ۱۹۶۲ء تک مکمل کرلی تھی۔ اور چیف پورٹ آفیسر کی صدارت میں بندرگاہوں کی ایک نئی تنظیم قائم کی گئی تھی۔ اندرون ملک آبی راستوں کی ترقی کی دیکھ بھال اور ان کی ترقی کے لئے ذرائع تجویز کرنے کی غرض سے جون ۱۹۷۱ء میں ڈائرکٹر ان لینڈ واٹر ٹرانسپورٹ کا عہدہ قائم کیا گیا۔ اسی طرح مختلف سمندری اور سول کاموں کی دیکھ بھال کے لئے ایک ہاربر انجینئرنگ ڈویژن بھی وجود میں لایا گیا۔ جون ۱۹۷۲ء میں مہاراشٹر اسٹیٹ پورٹس اتھارٹی قائم کی گئی جو ابھی حال ہی میں ختم کردی گئی۔ اور اس کی جگہ ستمبر ۱۹۷۵ء میں اسٹیٹ پورٹس اڈوائزری بورڈ کے نام ایک نیا ادارہ قائم کیا گیا۔ وزیر مملکت (بندرگاہ) اس کے چیئرمین ہیں۔

ریاستی سرکار کی کوششوں کی وجہ سے حکومت ہند نے مسرز چوگلے کو تین جدید جہاز حاصل کرکے جنوری ۱۹۶۵ء سے کوکن کوسٹل لائن پر جہاز رانی کی سروس چلانے کی اجازت دی۔ اس کمپنی نے بمبئی اسٹیم نیوی گیشن کمپنی کی جگہ لی تھی۔ کچھ عرصہ بعد کوکن اسٹیمر سروس کو قومیانے کا سوال اٹھا اور ریاستی سرکار کی مسلسل کوششوں کے نتیجے میں یہ سروس نومبر ۱۹۷۳ء میں قومیائی گئی اور اس کے بعد سے قومیائی ہوئی مغل لائنس دو جہازوں سے سروس چلا رہی ہے۔

کوکن ساحل کے ساتھ ساتھ اور کھاڑیوں اور ندیوں میں سمندری ٹرانسپورٹ اہم اور سستا ذریعہ نقل و حمل ہے۔ ہر سال اوسطاً ۶۰ لاکھ مسافر ٹرانسپورٹ کے اس ذریعے سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ان بندرگاہوں اور کھاڑیوں کو ترقی دینے کے لئے اپریل ۱۹۶۶ء سے چوتھے پانچسالہ منصوبہ کے ختم تک کل ۱۴۵ لاکھ روپے خرچ آیا۔ جہاں تک پانچویں پانچسالہ منصوبہ کا تعلق ہے۔ ۷۵-۱۹۷۴ء میں ۶۰۰ لاکھ روپے کے تخمینی خرچ کے مقابلہ ۷۲ و ۲ لاکھ روپے خرچ ہوئے اور جاریہ سال کے لئے ۹۱ لاکھ روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔

بندرگاہوں کی ترقی:

گزشتہ دس سال کے دوران اہم کارنامے یہ ہیں۔ ۱۔ راجپوری، جے گڑھ، اور وجے درگ بندرگاہوں میں مکمل اور مستقل جیٹی کی تعمیر۔

۲۔ ماہی گیری بندرگاہوں کی ترقی کے لیے "کریشن پروگرام" کے تحت سے متعلق چھوٹی تعمیرات

۳۔ رتناگیری میں بھگوتی بندر کو تمام موسموں میں لنگر انداز ہونے کے قابل محفوظ بندرگاہ بنانے کے کام کے پہلے مرحلہ کی تکمیل۔

۴۔ مختلف بندرگاہوں پر مسافروں کے لئے سہولتوں اور آسائشوں کی فراہمی

۵۔ ڈگھی بندرگاہ پر ۹۰ لاکھ کے خرچ سے مسافر اور مال جیٹی کا کام زوروں سے جاری ہے۔ (۶) بھگوتی بندرگاہ کو باسجر جہاز چلانے اور برآمدات کیلئے

مزدوں مال چڑھانے کے لئے کھودنا۔

۷۔ مرکار واڑا ماہی گیر بندرگاہ۔ اور ڈگمی اور دھانو پہ گہرے سمندر میں ماہی گیری کے لئے پروجیکٹ کی تیاری۔

۸۔ کھاڑیوں میں آٹھ پونٹون جیٹیاں ڈالنے کا کام

۹۔ بمبئی بندرگاہ میں لانچ سروس کے لئے ۲۴ لاکھ روپے کے خرچ سے مانڈوہ میں صاف موسم کی بندرگاہ کی تعمیر

۱۰۔ اسٹیٹ ٹرانسپورٹ انسٹیر رابطہ (۱۱) بمبئی ہاربر لانچ سروس کا کنٹرول

۱۲۔ اہم بندرگاہوں اور کھاڑیوں کا آبی سروے۔

۱۳۔ بندرگاہ ریڈی اور ریواس پر کارآمد ڈریجنگ

۱۴۔ دس لاکھ ٹن آئرن اور کی برآمد جس سے بیش قیمت بیرونی زرمبادلہ حاصل ہوگا

۱۵۔ مختلف بندرگاہوں پر ٹرواجیٹوں کی تعمیر

۱۰۔ مختلف بندرگاہوں پر اربع اور دستیاب سرمایہ کے مطابق سمندری کٹاؤ کی روک تھام کے اقدامات

۱۹۶۴-۶۵ء اور ۱۹۷۴-۷۵ء کا متقابل کامیابی کا گوشوارہ ۔۔۔

تفصیلات	۱۹۶۴-۶۵ء	۱۹۷۴-۷۵ء
ڈویژن کی تعداد (۳۱ مارچ تک)	۱۱	۲۲
ڈپو کی تعداد (۳۱ مارچ تک)	۸۶	۱۳۱
بس اسٹیشن	۲۲۱	۳۴۷
پک اپ اسٹینڈس	۹۴	۲,۰۰۴
ریزرویشن روم	۲۸۲	۱,۱۶۸
بک اسٹال	۹۱	۱۲۲
دوسرے اسٹال	۷	۲۴
لمبے سفر کے راستے	۸۶	۳۰۹
نائٹ سروس	۰۰	۱۳۹
لگژری سروس	۸	۲۲
انٹراسٹیٹ راستے	۵۵	۱۵۹
ایس ٹی گاڑیاں (۳۱ مارچ)	۳,۲۲۹	۷,۴۹۲
روزانہ حرکت پر جاری کا اوسط	۲,۴۳۳	۴,۹۸۲
گاڑیوں کا استعمال (کلومیٹر)	۸۷۰ ۱۹۵۵،۴۴	۴،۸۷ ۴۲۳۸،۱۶
کل آمدنی (لاکھ میں)	۲۳۲۱،۶۶	۸۵۸۱،۶۱
کل مصارف (خرچ) (لاکھ میں)	۲۲۳،۴۵	۹۲،۴۹،۲۵
نفع۔ نقصان (لاکھ میں)	+۱۰۱۸،۲۱	-۷،۶۷۱،۷۴
مجموعی اسٹاف	۲۲,۷۵۴	۴۸,۹۵۱
راستوں کی تعداد	۲,۶۲۴	۶,۶۶۱
راستے کلومیٹر	۱,۵۸,۵۹۹	۳۹,۷۳۷۰
سروس کلومیٹر کا توسیعی اوسط		
الف: مغربی مہاراشٹر	۹۹،۲۶	۱۰۰،۰۰
ب: مرہٹواڑہ	۹۳،۵۱	۱۰۰،۰۰
ج: ودربھ	۴۵،۶۴	۱۰،۰۰

تفصیلات	سنہ ۱۹۶۴-۶۵ء	سنہ ۱۹۷۴-۷۵ء
گاڑیوں کا استعمال (کیلو میٹر) فی گاڑی یومیہ	۲۲۲۶۶	۲۳۵٫۰۳
سال میں لے جائے گئے مسافروں کی تعداد (لاکھ میں)	۲۸۹۸٫۷۹	۶۴۲۸٫۸۸
اسٹاف کا مفاد		
(۱) پیشگی رقم برائے تعمیر مکان، گھڑیاں، سائیکل وغیرہ (لاکھوں میں)	۴٫۱۵	۴۶٫۲۹
(۲) اسٹاف انسٹی ٹیوٹ کی تعداد	۵	۵
(۳) ڈسپنسریوں کی تعداد	۶۴	۱۱۳
(۴) میڈیکل اخراجات (لاکھوں میں)	۸٫۱۴	۳۵٫۳۲
(۵) انعامات و وظیفے (تعداد)	۳۰	۴۸
(۶) ریسٹ روم کی تعداد	۷۲	۲۴۳
(۷) مکانات کی تعداد	۸۴۱	۱،۹۵۵
(۸) ریلیف کاموں پر خرچ (لاکھوں میں)	۰٫۳۴	۱٫۱۷
مسافروں کی شکایات کی تعداد	۲۰۰۶	۳۴۰
کل ملازمین میں پست طبقوں کے ملازمین کی فیصد تعداد	۱۱٫۸۶	۲۹٫۵۸
پسنجر ٹیکس	۳۰۷٫۹۷	۱۷۳۵٫۷۸
میزان کل اخراجات (لاکھوں میں)	۲۱۹۴٫۳۵	۷۷۳۶٫۴۹

اِنتظامیہ ۔۔

* یہ کہنا درست نہیں ہے کہ آزادی کے بعد انتظامیہ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے۔ ترقی کی وجہ سے حکومت کی سرگرمیوں کا دائرہ کافی وسیع ہوا ہے سینٹرل آل انڈیا سروسز کی تنظیم و تشکیل میں بھی کافی تبدیلی اور وسعت آئی ہے۔
* مناصب میں ترقیاں محض ایک معمول کے طور پر یا سینارٹی کی بنیاد پر نہیں ہونی چاہئیں۔ ملازمین نا اہل اور بے عنوان عناصر کی بیخ کنی میں کسی قسم کا ہچکچاہٹ نہیں ہونا چاہیئے۔
* ہمارے نظام میں ایسے لوگوں کے لئے بھی خاص کر اعلیٰ سطحوں پر کوئی جگہ نہیں ہے جن میں جدتِ طبع اور جوشِ عمل کی صلاحتیں مفقود ہو چکی ہیں۔

(وزیراعظم شریمتی اندرا گاندھی)

(صہ ۹۹ سے آگے)

....,۱۰ جھونپڑے تعمیر کئے جا چکے ہیں۔ مالی امداد بھی ۱۵۰ روپے سے بڑھا کر ۲۰۰ روپے فی جھونپڑا کر دی گئی ہے۔ اس سال پروگرام کے لئے بجٹ میں ۱۱ د ۳ کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔

مزید برآں امداد باہمی شکر کے کارخانوں نے اپنے اپنے حلقہ میں آئندہ دو تین سال کے اندر ۴۵,۰۰۰ کنبوں کے لئے ایسے ہی جھونپڑے تعمیر کرنے پر آمادگی ظاہر کی ہے۔

اسکیم نے عام آدمی کو بہت متاثر کیا۔ چنانچہ مقامی انجمنیں، نجی ادارے، شکر کے کارخانے اور تاجر سب ہی امداد کے لئے آگے بڑھ رہے ہیں اور انھوں نے اب تک جنس اور نقد کی شکل میں ۱۰ لاکھ روپے کی امداد رضاکارانہ طور پر پیش کی ہے۔

یہ اسکیم جاری رہے گی تا آنکہ دیہاتوں کے تمام بے زمین اشخاص کو ان کی زیر ملکیت اراضی پر تعمیر کردہ مکانات نہ مل جائیں۔

معاون ذرائع آمدنی بہم پہنچانے کی غرض سے بے زمین اشخاص کو دودھ فراہمی کے علاقوں اور ایسے علاقوں میں جہاں چرائی اراضی یا جنگلاتی اراضی ہے افزائش نسل وغیرہ کے لئے گائیں دی جائیں گی۔

مختلف اسکیموں کے تحت مہاراشٹر ہاؤسنگ بورڈ کے تعمیر کردہ مکانات

ایس۔ آئی۔ ایچ۔ ایس۔	.....	۲۹,۸۳۸
سلم کلیرنس اسکیم	....	۱۸,۴۵۰
معاشی طور سے کمزور طبقات اسکیم	....	۲,۲۶۰
کم آمدنی گروپ ہاؤسنگ اسکیم	....	۱۱,۷۳۰
ڈپوزٹ کنٹری بیوشن اسکیم	....	۳,۰۰۲
متوسط آمدنی گروپ ہاؤسنگ اسکیم	....	۲,۸۱۷
باز آبادکاری کام	....	۱۹,۷۱۵
بے گھر اشخاص کے لئے اسکیم	....	۲۰۰
پرانی ہاؤسنگ	....	۶,۷۵۸
کل میزان:		۹۴,۷۹۶

"چند لوگوں کے اشیاء کے معیار کے اصولوں کی پابندی نہ کرنے سے ہماری پوری برآمداتی تجارت کی بدنامی ہوتی ہے اور اس سے پورے ملک کی برآمدات کے فروغ پر اثر پڑتا ہے"

(۵ اگست ۱۹۷۵ء کو دہلی میں تجارت سے متعلق بورڈ کے ایک جلسہ سے خطاب)

●

ایمرجنسی کے اقدامات اس لئے کئے گئے کہ ہمارے ملک کے استحکام اور سالمیت کو ایک خطرہ لاحق ہو گیا تھا۔
ایمرجنسی کا نفاذ آئین کے تحت ہی عمل میں آیا ہے اس سے ہمارے نظام میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے بلکہ اس کے برعکس اس کا مقصد اس نظام کا تحفظ کرنا ہے۔

(۲۱ اگست ۱۹۷۵ء کو قاہرہ کے اخبار "الاھرام" کو دیا گیا ایک انٹرویو)

●

آج نظم و ضبط کا ایک نیا شعور دیکھنے میں آ رہا ہے، لوگ اب ان باتوں کی طرف توجہ دے رہے ہیں جن کی طرف پہلے توجہ نہیں دیتے تھے۔

(۲۹ اگست ۱۹۷۵ء کو چیف سکریٹریوں کی کانفرنس میں وزیر اعظم کی افتتاحیہ تقریر)

●

ہمارا مقصد پیداوار میں اضافہ ہے جس سے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو روزگار مل سکے گا اور اشیاء کی بہتر تقسیم عمل میں آسکے گی سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ زرعی مقاصد اور صنعت کیلئے بجلی فراہم کی جائے۔ ہمیں غریب طبقوں اور متوسط طبقے کی مشکلات کو دور کرنا ہے

(شریمتی اندرا گاندھی، وزیر اعظم ہند)

بقایا صفحہ نمبر 75

مہاراشٹر میں علاج معالجہ کی سہولتوں کا گوشوارہ

	۱۹۶۵ء	۱۹۷۴ء
۱۔ رجسٹر شدہ ڈاکٹروں کی تعداد	۱۳,۶۲۲	۲۷,۸۶۵
۲۔ آبادی زیر خدمت فی ڈاکٹر	۳,۲۴۳	۱۹۷۱
۳۔ اسپتالوں کی تعداد	۳۸۸	۶۲۵
۴ شفا خانوں کی تعداد	۹۲۲	۱,۶۵۴

(سلسلہ صفحہ ۱۵۴)

جمہوریت کا مطلب ذمہ داری ہے ہر فرد کے لئے لائسنس نہیں۔ حکومت کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ لوگوں کو اظہار خیال اور انجمنوں کی تشکیل کی آزادی دے لیکن یہ لوگوں کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ حکومت کے کام کو مفلوج نہ کریں۔

(شریمتی اندرا گاندھی)

میں جمہوریت کو محض قانون سازوں اور پریس کی آزادی تصور نہیں کرتی بلکہ میں اسے مواقع کا مساوات تصور کرتی ہوں جو کہ شخصیت کی مکمل نشو ونما کو ممکن بناتا ہے اور ہر شہری کو مستقبل کے معاشرے کی تشکیل میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کی اجازت دیتا ہے۔

(شریمتی اندرا گاندھی)
(وزیر اعظم ہند)

گوشوارہ

اس گوشوارہ میں ریاست میں ۱۹۶۶ء سے ۱۹۷۴ء تک فیر پرائس دکانوں کو دیئے گئے اناج کی مقدار درج ہے۔

(اعداد لاکھ ٹن میں)

سال	چاول	گیہوں	موٹا اناج	کل میزان	رجسٹر شدہ فلور مل	رجسٹر شدہ ملوں کے پاس کا تعداد
۱۹۶۶ء	۲ء۴۳	۱۰ء۹۶	۶ء۶۳	۲۰ء۰۲	۲ء۷۰	۲۲ء۷۲
۱۹۶۷ء	۲ء۴۸	۶ء۱۷	۷ء۱۴	۱۵ء۷۹	۲ء۴۲	۱۸ء۲۱
۱۹۶۸ء	۳ء۱۳	۸ء۳۶	۴ء۶۴	۱۶ء۱۳	۲ء۷۰	۱۸ء۸۳
۱۹۶۹ء	۳ء۶۳	۷ء۳۴	۳ء۳۴	۱۴ء۳۱	۲ء۹۵	۱۷ء۲۶
۱۹۷۰ء	۳ء۸۹	۶ء۵۲	۲ء۳۵	۱۲ء۷۶	۳ء۱۵	۱۵ء۹۱
۱۹۷۱ء	۳ء۹۳	۳ء۵۲	۰ء۷۷	۸ء۲۲	۳ء۸۸	۱۳ء۱۰
۱۹۷۲ء	۵ء۳۰	۶ء۹۹	۰ء۳۴	۱۲ء۶۳	۳ء۱۴	۱۶ء۷۷
۱۹۷۳ء	۲ء۶۱	۱۳ء۳۷	۵ء۳۶	۲۱ء۳۴	۲ء۹۷	۲۴ء۳۱
۱۹۷۴ء ([illegible])	۳ء۲۱	۷ء۷۹	۶ء۳۳	۱۷ء۵۳	۲ء۵۲	۲۰ء۰۵

اُردو ادیبوں اور شاعروں کو انعامات

ڈاکٹر رفیق زکریا، وزیر محصول وچیرمین ریاست مہاراشٹر اُردو اکیڈمی نے حال ہی میں ایک پریس کانفرنس میں ان ادیبوں اور شاعروں کے ناموں کا اعلان کیا جنھیں اس سال اکیڈمی کی جانب سے 'اُردو ادیبوں اور شاعروں کی حوصلہ افزائی' اسکیم کے تحت انعام دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ انعامات ۲۴ جنوری کو تقسیم کیے گئے۔ انعام یافتگان کے نام اور تخلیقات حسب ذیل ہیں:

کتاب کا نام	مُصنّف		انعام	انعام کی رقم
(۱) ادراک	شمیم احمد	نثر	اوّل انعام	۱۰۰۰ روپے
(۲) غالب شناسی	ڈاکٹر ظ. انصاری	,,	اوّل انعام	۱۰۰۰ روپے
(۳) تدریس اُردو	احمد حسین	,,	دوسرا انعام	۵۰۰ روپے

نظم

کتاب کا نام	مُصنّف		انعام	انعام کی رقم
(۱) شاخ گُل	کالی داس رضا گپتا	,,	دوسرا انعام	۷۵۰ روپے
(۲) بیاض	بدیع الزماں خاور	,,	تیسرا انعام	۵۰۰ روپے
(۳) دو آتشہ	چندر موہن شفق	,,	کنسولیشن انعام	۳۵۰ روپے

مہاراشٹر اُردو اکیڈمی کی طرف سے ۲۴ جنوری کو ایک تقریب 'شامِ بہاراں' منائی گئی جس میں اکیڈمی کے انعام یافتگان کو انعامات دیئے گئے۔ تصویر میں وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان خطاب فرما رہے ہیں۔ مرکزی وزیر اطلاعات ونشریات شری ودیا چرن شکلا اور وزیر محصولات ڈاکٹر رفیق زکریا بھی بائیں طرف نظر آرہے ہیں۔

تحفۂ جشنِ دہ سالہ

از: ڈاکٹر رمضان محمدی احسان بارابیٹ لا

یہ کس کا جشنِ دہ سالہ ہے کس کی شان و شوکت ہے
ہوا اتنا چراغاں کہ قیامت در قیامت ہے

ہمالہ ہے اِدھر نازاں اُدھر کنیا کماری بھی
یہ کس کا ملک ہے یا رب یہ کس کا دیس بھارت ہے

اِدھر کشمیر کی جنت اُدھر فردوسِ اجنتا
زمیں پر ہے اگر جنت تو وہ جنت یہ جنت ہے

اِدھر گنگا ہے بَل کھاتی اُدھر جمنا ہے اِتراتی!
سراپا اس جگہ تو کارفرما دستِ قدرت ہے

سنوارا اور بھی اس کو ہے دستِ شوق سے اس نے
جسے کہتے ہیں اندرا اس کے ہاتھوں میں وہ برکت ہے

بلند ہو کر صفِ اول میں اونچا ہو گیا بھارت
خدا کا شکر بڑھتی جا رہی اب اس کی شہرت ہے

نکالی جائے گی آنکھ اس کی جو بھی جل کے دیکھے گا!
یہی ہے قول سی. ایم' پیارا ہم کو اتنا بھارت ہے

جسے نہرو کے ہاتھوں نے سنوارا تھا وہی اِندرا
صفِ اعدا پہ ڈھاتی جا رہی واللہ قیامت ہے

اِدھر ہے چین بھی لرزاں اُدھر ہے پاک بھی حیراں
کہ اب ہندوستاں کی بڑھ گئی واللہ طاقت ہے

کبھی یو۔ایس سے ٹکرائی کبھی وہ چین پر ٹوٹی
صداقت لے کے اٹھی ہے جو اندرا وہ قیامت ہے

بوقتِ جشنِ دہ سالہ لبِ احساں سے یہ نکلا
جسے کہتے ہیں اندرا وہ قیامت در قیامت ہے

دیس کی دیوی

دیوی کی ہر ادا پہ مچلتے چلے گئے
غنچے جو مسکرائے تو کھلتے چلے گئے

اندرا نے باگ جب سے اٹھا لی ہے دیس کی
ذرے ستارے بن کے چمکتے چلے گئے

جب سے کہ ہاتھ اس کا لگا اپنے باغ میں
بس پھول بن کے خار مہکتے چلے گئے

جب سے کہ اس نے سر کو ہے سر سے ہلا دیا
اہلِ چمن' چمن میں چہکتے چلے گئے

جب سے سنبھالا دیس کو دیوی نے دیس کی
تب سے چراغ دیس کے جلتے چلے گئے

دیکھا جو اس کو' اس کی کلائی کا زور بھی
پہلو میں قلبِ اعدا دہلتے چلے گئے

تھے پاک و چین دونوں بھی حیران سے مگر
ہم شان سے سکم میں چلتے چلے گئے

کوہِ ہمالہ سے بھی نہ ہم رہ میں رک سکے
زورِ قدم سے آگے نکلتے چلے گئے

"جے ہند" ہے زباں پہ دیوی کی اس طرح
کہ سورما ہمارے اچھلتے چلے گئے

تھک تھک کے رہ میں رہ گئے جتنے تھے ہم سفر
ہم ان کے ساتھ راہ میں بڑھتے چلے گئے

احسان جب سے عشقِ وطن میں ہے پڑ گیا
ارمان دل کے اور مچلتے چلے گئے!

ایمرجنسی ایک موقع بھی ہے

[خو]ش قسمتی سے "ایمرجنسی" کے محض اعلان سے ہی ہمارے عوام میں ڈسپلن کا ایک نیا جذبہ پیدا ہوا ہے [ا]س اعلان نے یہ تاثر بھی دیا ہے کہ ایک نیا موقع فراہم کیا گیا ہے۔ اب یہ ہمارا کام ہے کہ [ا]س موقع سے فائدہ اٹھائیں۔ ہم سے مراد محض کانگریس سے ہی نہیں ہے بلکہ اس سے مراد [بھ]ارتی عوام ہیں۔ یہی سوال ہمارے سامنے ہے۔ اگر ہم جذبۂ ڈسپلن کو عوام کے [ذہ]ن نشین کرانے میں کامیاب ہوگئے اور جذبۂ تعاون کو اُن میں مقبول بنا سکے، خواہ یہ تھوڑے [ہ]ی شعبوں میں کیوں نہ ہو، تو یقیناً ہم زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ آگے بڑھ سکیں گے۔ ایمرجنسی [آ]گے بڑھنے کے لئے ہمیں نیا موقع فراہم کرتی ہے۔

●

قومی فخر:-

* ہمیں اپنے اندر قومی فخر کا زیادہ سے زیادہ احساس پیدا کرنا چاہیئے کسی فرد کا اپنے پر فخر کرنا اچھی بات نہیں ہے مگر اپنی قوم پر فخر کرنا بہت ضروری ہے۔ ہر ملک خواہ وہ امریکہ ہو یا کوئی کمیونسٹ ملک ان کاموں پر ہمیشہ فخر محسوس کرتا ہے جو وہ انجام دیتا ہے۔ اور یہی بات ملک کو متحد رکھتی ہے۔
* میں آپ کو یقین دلا سکتی ہوں کہ میں سختی کے ساتھ جمہوریت کی پابند ہوں۔ محض اس لئے نہیں کہ یہ ایک اچھا آدرش ہے بلکہ اس لئے بھی کہ بھارت جیسے وسیع اور گوناگوں خصوصیات کے حامل ملک میں میرا خیال ہے کہ جمہوریت یعنی عوام کی شرکت ہی ترقی کا کرنے کا واحد راستہ ہے۔
* زندگی میں سب سے اہم چیز یہی ہے کہ اپنے ملک اور اُس کی بہتری کے لئے پابند رہا جائے۔

"وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی"

●

ترسیل زر اور مراسلت کا پتہ:- چیف ڈائریکٹر آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، حکومت مہاراشٹر، سچیوالیہ، بمبئی نمبر ۴۰۰۰۳۲-

۲۰۔ نکاتی پروگرام کا بنیادی مقصد سماج کے کمزور طبقات کے لیے سماجی و معاشی انصاف کا حصول ہے۔ ریاست ادیباسیوں کے بہتر طور پر سدھار کیلئے اب انتھک کوشش کر رہی ہے۔ اور اس مقصد سے متعدد اقدامات مثلاً جھونپڑوں کی تعمیر، زرعی ترقی کی خاطر دیہی قرض داری کا خاتمہ اور قرض کی فراہمی، آشرم شالاؤں کا قیام، اور پہاڑی خطوں میں مواصلات کے سدھار کیلئے سڑکوں اور پلوں کی تعمیر وغیرہ کئے گئے ہیں۔
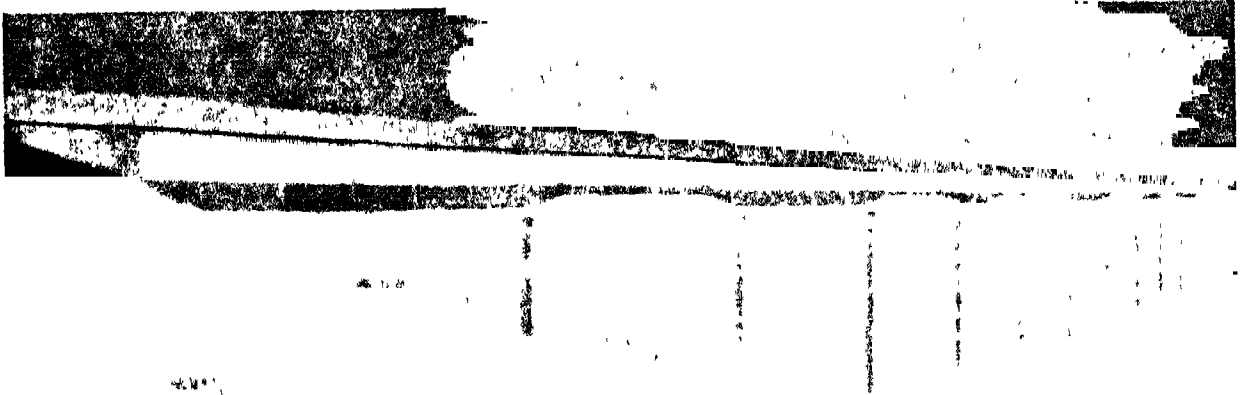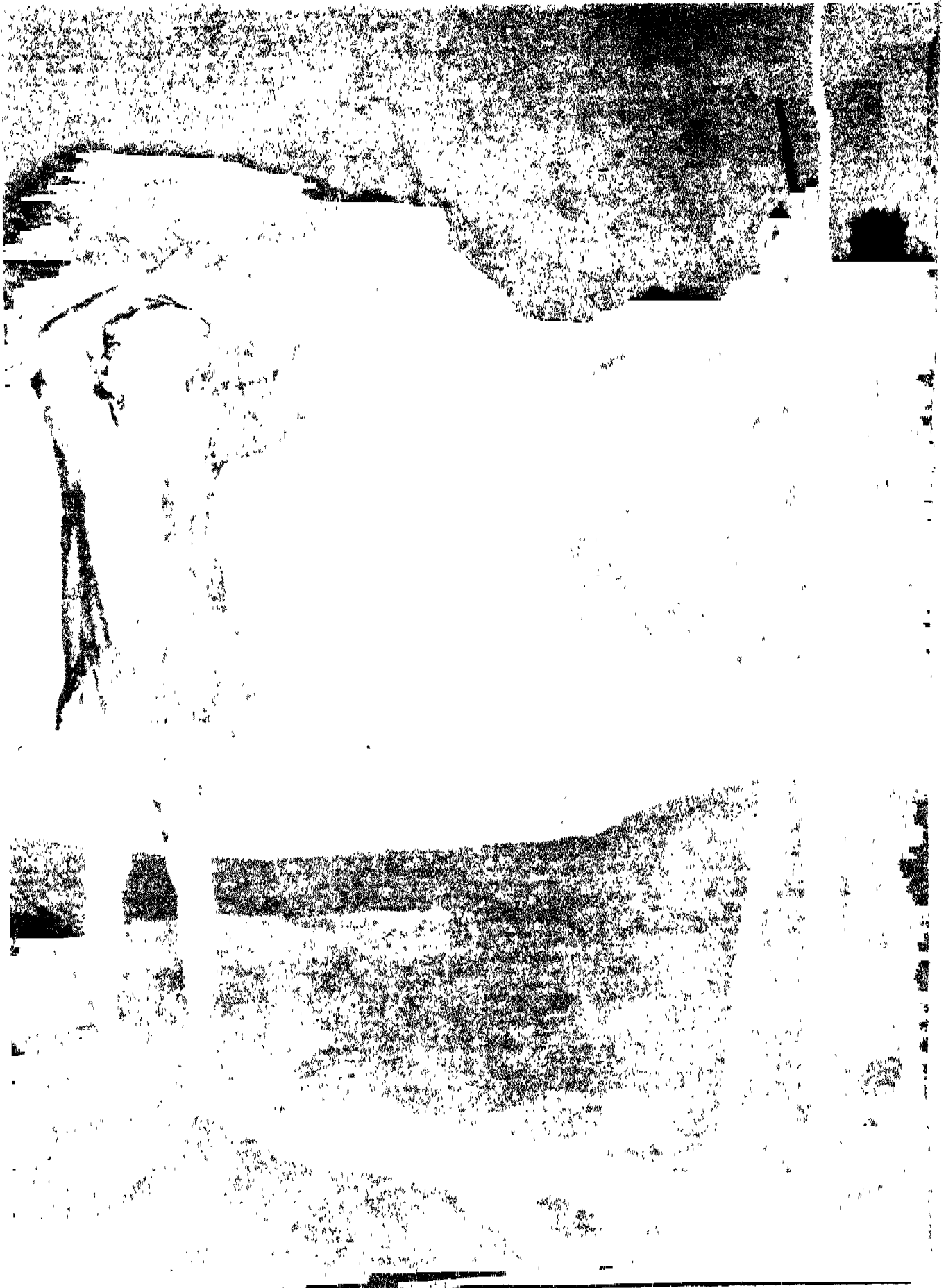
Regd. No. MH-BY-South-544 Licence No. 89 for without prepayment of postage

قومی راج

ناندیڑ گرودوارہ کمیٹی نے ۲۳ فروری ۷۶ء
کو ناندیڑ کے ہوائی اڈے پر وزیر اعظم
شریمتی اندرا گاندھی کی خدمت میں جبکہ
وہ ناندیڑ کے دورے کے بعد اورنگ آباد
روانہ ہو رہی تھیں۔ ایک نقرئی تاج،
طلائی دستہ والی تلوار، ایک گرز، زری
کا انگرکھا اور شال پیش کی۔
اس موقع پر لی گئی تصویر میں
وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان
بھی نظر آرہے ہیں۔

قومی راج

جلد ۳ یکم و ۱۶ مارچ ۱۹۷۶ء (مشترکہ شمارہ) شمارہ: ۵ و ۶

قیمت سالانہ: دس روپے فی پرچہ ۵۰ پیسے

زیرِ نگرانی: خواجہ عبدالغفور آئی۔ اے۔ ایس

ترسیلِ زر اور مراسلت کا پتہ:
چیف ڈائرکٹر آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، حکومت مہاراشٹر
سچیوالیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲

فہرست

سخنہائے گفتنی

ریاست مہاراشٹر کے مقبول اور عوامی وزیر اعلیٰ جناب شنکر راؤ چوان نے اپنی وزارت عالیہ کا ایک سال نہایت کامیابی و کامرانی کے ساتھ مکمل کر لیا ہے۔ ریاست کے عوام اور بالخصوص ملک کی مایہ ناز رہنما محترمہ اندرا گاندھی نے چوان صاحب کی کارگذاریوں اور صلاحیتوں کو جس طرح سراہا ہے وہ ہم سب کے لئے قابلِ فخر ہے۔

وزیر اعلیٰ کی نمایاں کارکردگیوں میں ایک انتہائی اہم کارنامہ مہاراشٹر اسٹیٹ اُردو اکادمی کا قیام بھی ہے جس نے اپنی حیات کا ایک سال مکمل کر لیا ہے۔ اس ایک سال کے دوران اکادمی سے خواہ وہ تمام توقعات پوری نہ ہوئی ہوں جو اُردو داں حلقہ نے اس سے وابستہ کی تھیں تاہم اکادمی نے ایک خوشگوار ابتدا کی ہے اور اب آئندہ سالوں میں اس کے کام میں تیزی اور وسعت آئے گی۔

اکادمی نے امسال چند اہم مسودوں کی اشاعت کے لئے مالی اعانت منظور کی ہے۔ لائبریریوں کو اعلیٰ اور معیاری کتب و جرائد کی صورت میں امداد دی جا رہی ہے۔ نیز نوجوانوں میں اُردو کا ذوق و شوق تیز کرنے کے لئے کالجوں میں قائم طلبہ کی انجمنوں کی حوصلہ افزائی کر رہی ہے۔

علاوہ ازیں اکادمی ریاست کے اُردو ہائی اسکولوں کی ایک ڈائرکٹری مرتب کر رہی ہے۔ چار اہم مراٹھی کتابوں کا اُردو میں ترجمہ کرایا جا رہا ہے جو اُردو ادب میں یقیناً ایک اچھا اضافہ ہونگے
اُردو اکادمی "قومی راج" کو نیا حُسن اور معنویت عطا کرنے پر بھی غور کر رہی ہے۔

(خواجہ عبدالغفور)
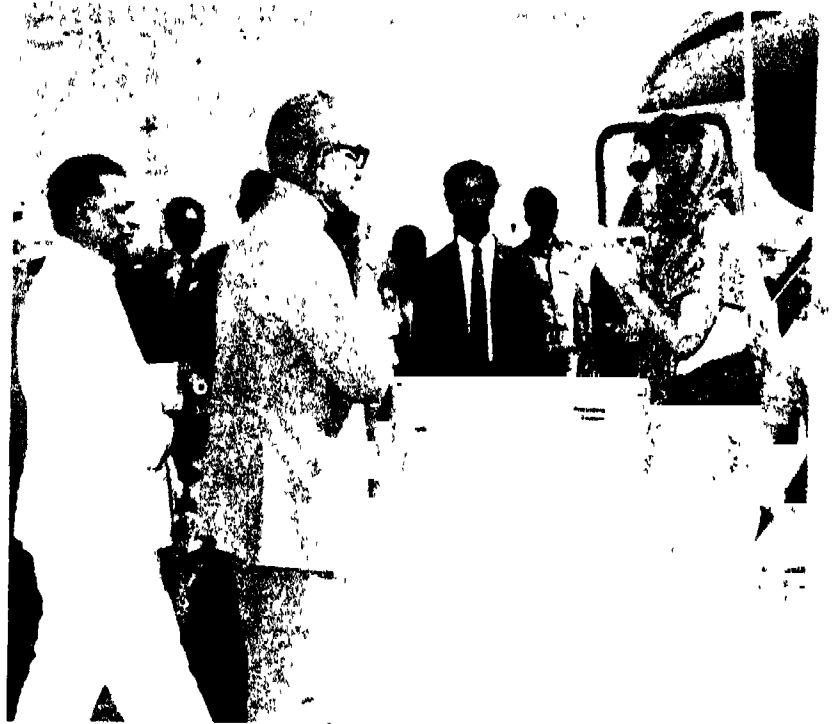
۲۲ فروری ۱۹۷۶ء کو سانتا کروز ہوائی اڈے پر گورنر مہاراشٹر شری علی یاور جنگ وزیراعظم ہند شریمتی اندرا گاندھی کو خوش آمدید کہہ رہے ہیں۔ تصویر میں وزیراعلیٰ ایس بی چوان بھی نظر آرہے ہیں۔

بمبئی میں وزیراعظم ہند شریمتی اندرا گاندھی "نظم و ضبط کی حامل جمہوریت" پر ایک کنونشن کا افتتاح کر رہی ہیں۔ تصویر میں وزیراعلیٰ شری شنکر راؤ چوان اور مہاراشٹر پردیش کانگریس کمیٹی کے صدر شری پی کے ساونت اور شری کرشن چندر جی بھی نظر آرہے ہیں۔ (۲۲ فروری ۷۶ء)

شریمتی اندرا گاندھی کا ۲ روزہ دورۂ مہاراشٹر

بمبئی میں شریمتی اندرا گاندھی کے پروگرام کی مختصر روداد حسب ذیل ہے

استقبال

ایمرجنسی کے نفاذ کے بعد ۲۲ فروری ۱۹۷۶ء کو پہلی بار بمبئی آنے پر عوام کی زبردست تعداد نے مختلف مقامات پر ایئرپورٹ سے راج بھون تک ۲۰ کلومیٹر راستے پر وزیراعظم اندرا گاندھی کا پرجوش خیر مقدم کیا۔

وزیراعظم ایک کھلی کار میں جس کا رنگ ان کی ساڑھی کے رنگ سے میل رکھتا تھا۔ کھڑی تھیں۔ مسز گاندھی پھولوں کے ہار مجمع کی طرف پھینکتی جاتی تھیں اور ان کے نعروں کا جواب مسکراتے چہرے اور ہاتھ جوڑ کر دے رہی تھیں لوگوں کے جم غفیر میں کانگریس کے رضاکار اور اسکول کے بچے بچیاں بھی تھے۔

سارے راستے پر تہوار کا سماں برپا تھا۔ ترنگے جھنڈے، اندرا جی کی تصویر والے کپڑوں کے بینر لگے ہوئے تھے۔ فلم انڈسٹری نے بھی وزیراعظم کے خیر مقدم کے لئے بڑے بڑے پوسٹر آویزاں کئے تھے۔ کانگریس سیوادل، ہوم گارڈز، سیفٹی والنٹیرز وغیرہ انتظام میں ہاتھ بٹا رہے تھے۔

دانشوروں سے خطاب

"نظم و ضبط کی حامل جمہوریت" کے موضوع پر ایک دو روزہ کنونشن کا افتتاح کرتے ہوئے شریمتی گاندھی نے کہا کہ "شاید" ہمارے سیاسی نظام میں مکمل طور سے رد و بدل کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن ہاں ہمارے طور طریقوں میں ترمیم واصلاح کی قطعی ضرورت ہے۔

اس کنونشن کا اہتمام بمبئی پردیش کانگریس کمیٹی نے کیا تھا۔ انھوں نے کہا کہ موجودہ نظام ایک "کام کے قابل نظام" ہے۔ اگر اس نے اس طرح کام نہیں کیا جیسا کہ اسے کرنا چاہئے تھا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ خرابی ہمارے اندر ہے اور اب وقت آ گیا ہے کہ ہم اپنے طور طریقوں اور کام کرنے کے ڈھنگ میں تبدیلی کریں۔

وزیراعظم نے بتایا کہ ہمارے خلاف پروپیگنڈے کی زبردست مہم شروع کر دی گئی ہے اس کے برخلاف حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان نے جمہوریت کا راستہ ترک نہیں کیا ہے اور نہ ہی وہ جمہوریت کے راستہ کو ترک کرے گا۔ ایک جماعتی نظام حکومت بھی نہیں ہونے والا ہے۔

شریمتی گاندھی نے مندرجہ بالا اعلانات سامعین کی جانب سے بار ہا صدائے تحسین اور پرشور خیر مقدمی نعروں کے درمیان کئے۔

شریمتی اندرا گاندھی نے اس بات پر افسوس ظاہر کیا کہ حزب مخالف نے ان کی نرمی کو اطاعت گذاری اور صبر و برداشت کو کمزوری سمجھ لیا ہے اور ان کی حوصلہ مندی کو سختی سمجھا۔ لیکن آخر یہ بتا دینے کا وقت آ گیا کہ قومی مفاد کی بات جب سامنے ہوگی تو کوئی خوفزدہ یا کمزور نہیں ہے۔

شریمتی گاندھی نے پروفیسر گز میردلی اور دوسرے لوگوں کی اس تنقید کا ذکر کیا کہ "ہم ایک نرم مملکت ہیں"۔ اس سے ان کا یہ مطلب ہے کہ ہمارے کئی جماعتی نظام حکومت میں، حکومت چھوٹے چھوٹے گروہوں کی جانب سے پڑنے والے دباؤ کے آگے ٹھہر نہیں سکتی اور اپنے پروگراموں پر عمل نہیں کر سکتی۔

شریمتی گاندھی نے اعتراف کیا کہ ہماری کئی خرابیوں اور ناکامیوں کی وجہ یہی بات ہے۔

آپ نے دانشوروں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نہ تو میں عالم ہوں اور نہ دانشور، میں نے سخت محنت کا سبق سیکھ لیا ہے اور زندگی گذارنے کا ڈھنگ معلوم کر لیا ہے اس کنونیشن میں سجی سجائی کرسی پر شریمتی گاندھی بیٹھی تھیں اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ میں ایک غیر جمہوری کرسی پر بیٹھی ہوں۔ یہ سنتے ہی سامعین نے قہقہہ لگایا۔

شریمتی اندرا نے کہا کہ یہ بہت ضروری ہے کہ نہ صرف پیداوار بڑھائی جائے اور تقسیم کے نظام کو بہتر بنایا جائے اور ہمارے سوشلسٹ پروگراموں پر عمل جاری رکھا جائے بلکہ یہ بھی بہت ضروری ہے کہ ملک کو متحد رکھا جائے۔ یہ ضروری ہے کہ حکومت مضبوط ہو اور اس میں لوگوں کو کام کرنے پر آمادہ کرنے کی صلاحیت ہو اور چھوٹے چھوٹے گروہوں کو نقصان پہنچانے سے روک سکے۔

شریمتی گاندھی نے کہا کہ طاقت اور نظم و ضبط میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ "نقال" بننے سے متنبہ کرتے ہوئے شریمتی اندرا نے کہا کہ یہ ضروری نہیں کہ جمہوریت کا مطلب وہی ہو جو غیر ممالک

کے عالم سوچتے ہیں اور نہ ہی ترقی کا یہ مطلب ہے
آیئے، ہم اپنی جمہوریت کو خود ڈھالیں اور
ترقی کے اپنے عزائم خود طے کریں۔

شریمتی گاندھی نے کہا کہ ہماری جمہوریت
کو غیر ممالک سے سرٹیفکیٹ ضروری نہیں ہے
جب ہم اپنی جمہوری تحریک کی تعمیر کرتے ہیں تو
مغربی ممالک ہماری کوششوں کے بارے میں
تنقیدی گفتگو کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایک غریب
اور جاہل ملک پہلے تو آزاد نہیں ہو سکتا۔ جمہوری
ہونا تو بڑی دور کی بات ہے۔ شریمتی اندرا نے پوچھا
کہ کیا امیر غریبوں سے زیادہ عقلمند ہوتے ہیں؟ کیا
جن ملکوں میں خواندگی زیادہ ہے وہ ہم سے زیادہ
سمجھدار ہیں؟

آپ نے کہا کہ ہمارے یہاں کئی لوگوں کے
دماغوں میں خوش حال ملکوں کا بہت اچھا نقشہ
ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ
وہاں کام ملنا بہت آسان ہے، وہاں تنخواہیں
بہت ہیں اور لوگوں کے پاس کاریں، ٹیلیویژن
ہیں اور ریفریجریٹر ہیں۔ وہ زیادہ بہتر ہیں، زیادہ
قابل قدر ہیں اور زیادہ مہذب ہیں اور کم بدعنوان
ہیں۔ لیکن اب ان ملکوں کے بارے میں کافی خبریں
موصول ہو رہی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ جو نقشہ
قائم کیا جاتا ہے وہ کتنا جھوٹا ہے۔

نظم وضبط کیا ہے؟

شریمتی اندرا گاندھی نے کہا کہ ہم ہر شعبۂ
زندگی میں نظم وضبط چاہتے ہیں۔ نظم وضبط کیا
ہے؟ اس کی وضاحت کرتے ہوئے آپ نے
کہا کہ نظم وضبط کا مطلب پریڈ یا قواعد نہیں یا
(فوجی) یونیفارم پہن لینا نہیں ہے۔ یہ فوج آرائی
بھی نہیں۔ یہ اس بات کو تسلیم کرنا ہے کہ ہمیں اپنے
ذاتی مفادات کو وسیع تر مفادات کے تابع کرنا ہے
یہ اس بات کا احساس کرنا ہے کہ حقوق سے
زیادہ اہمیت فرض کی ہے ۔ یہ اپنی ذات کے
خیال کی بجائے دوسروں کا خیال کرنا ہے۔ یہ دراصل
دوسروں کے لئے، دوسروں کے ساتھ مل کر کام کرنے
کی صلاحیت ہے۔ یہ دراصل اپنی ذاتی اور اجتماعی
صلاحیتوں کو بہتر بنانے کی مسلسل کوشش کا نام
ہے اور سب سے بڑھ کر یہ غصہ، نفرت اور تشدد
سے دور رہنے کا نام ہے۔

خواتین کے جلسے سے خطاب

شمالی بمبئی میں رویندر آڈیٹوریم میں خواتین کے
ایک جلسہ کا افتتاح کرتے ہوئے شریمتی اندرا نے
کہا کہ جب تک زندگی کے ہر شعبے میں مردوں کے
ساتھ ساتھ عورتوں کو بھی مساوی مواقع حاصل نہ
ہوں گے اس وقت تک سماجی ترقی ناممکن ہے۔

کام سے طاقت ملتی ہے

شیواجی پارک کے جلسہ میں وزیر اعظم
شریمتی اندرا گاندھی ویسی ہی توانا و تندرست
اور ہشاش بشاش تھیں جیسی کہ وہ ۱۸
برس کی عمر میں تھیں۔

اس عظیم الشان جلسۂ عام میں شریمتی
اندرا گاندھی نے بتایا کہ کام نہ ہونے پر وہ
تھک جاتی ہیں۔ کام مجھے مصروف رکھتا
ہے اور میں پہلے کی طرح چاق و چوبند اور
توانا رہتی ہوں۔ آپ جتنا زیادہ کام کریں گے
آپ کام کرنے کے لئے زیادہ طاقت حاصل
کریں گے۔

شہروں میں رہنے والی خواتین سے جنھیں
بہتر مواقع حاصل ہیں، آپ نے کہا کہ وہ ملک کے
دیہی علاقوں میں رہنے والی خواتین کی زندگی کی
اصلاح کا کام سنبھالیں۔

شریمتی اندرا گاندھی نے کہا کہ بین الاقوامی
سال خواتین کے سلسلے میں گذشتہ سال خواتین کی
فلاح وبہبود کے کاموں کی ابتدا ہو چکی ہے۔ لیکن
دیہاتی علاقوں میں ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔

انھوں نے ان رسوم و رواجوں کی مذمت
کی جن کے تحت بعض خاندانوں میں عورتوں کو کمتر
سمجھا جاتا ہے۔ ایسے خاندانوں میں آج بھی لڑکیوں
کو گھاٹے کا سودا سمجھا جاتا ہے۔ عورتوں کے ساتھ
یہ دوسرے درجہ کا سلوک کیوں ہوتا ہے جبکہ انھوں
نے مختلف شعبوں میں اپنی صلاحیتوں کو ثابت
کیا ہے۔

شریمتی اندرا نے کہا کہ مردوں سے کوئی جھگڑا
نہیں ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ صرف مرد ہی سماج
کو ہمہ جہتی ترقی سے ہمکنار نہیں کر سکتے۔ یہی وجہ ہے
کہ عورتوں کو بھی مساوی مواقع حاصل ہونے
چاہئیں۔

آپ نے کہا کہ عورتوں کے لئے یہ ضروری نہیں
کہ وہ ہر وہ کام کرنے کی ٹھان لیں جو مرد کرتے ہیں
لیکن اسی کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ عورتوں
کی ترقی میں کوئی رکاوٹ نہیں ہونی چاہئے۔ عورتوں
کو اپنی صلاحیتیں اُجاگر کرنے کے لئے میدان منتخب
کرنے کا مساوی موقع حاصل ہونا چاہئے۔

ایک ترقی پسند معاشرے میں عورتوں کے
مقام پر روشنی ڈالنے کے لئے مہاتما گاندھی نے بڑی
سخت جدوجہد کی۔ مہاتما گاندھی سے روشنی اور
حوصلہ حاصل کر کے عورتوں کو چاہئے کہ وہ اپنی
جدوجہد کو جاری رکھیں۔

یقیناً اس بارے میں ترقی بھی ہوئی ہے۔
ہندوستانی معاشرہ میں اب لوگ عورتوں کو مختلف
میدانوں میں کام کرتے ہوئے دیکھ سکتے ہیں اور
ان میدانوں میں انھیں ہمت بھی دی جا رہی ہے۔

آپ نے کہا کہ سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی
کی وجہ سے یہ ممکن ہو سکا ہے لیکن یہ زیادہ تر شہری
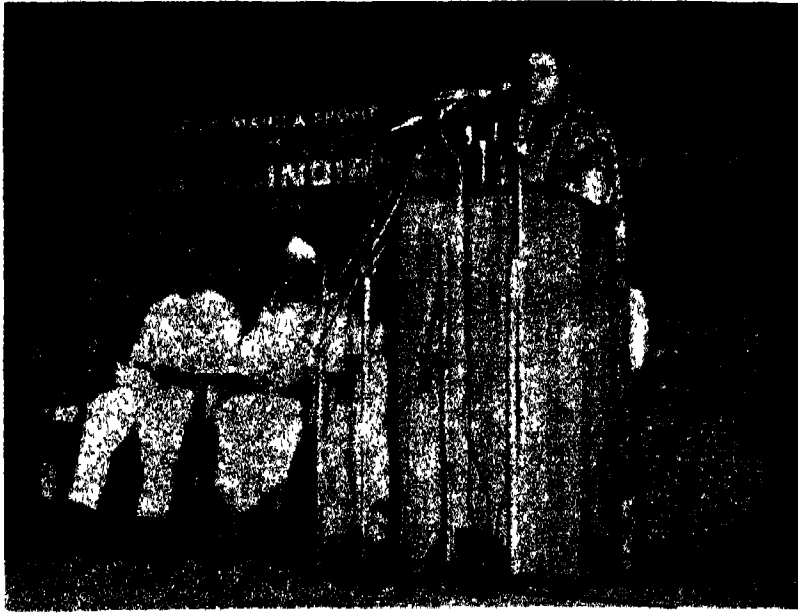
رویندر ناٹیہ مندر میں وزیراعظم "خواتین کے میلے" سے خطاب فرما رہی ہیں۔ (۲۲ر فروری ۱۹۷۶ء) وزیراعلیٰ شری ایس بی چوان، مہاراشٹر پردیش کانگریس کمیٹی کے صدر شری پی کے ساونت اور وزیر محصول ڈاکٹر رفیق زکریا بھی تصویر میں نظر آرہے ہیں۔

مفت لال آڈیٹوریم میں وزیراعظم نے "بیس نکاتی پروگرام" پر اِکّے بانا کے ذریعہ ایک نمائش کا افتتاح کیا۔ (۲۲ر فروری ۱۹۷۶ء)

علاقوں میں ہے۔ جہاں تبدیلی دیکھی جا سکتی ہے۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ اس تبدیلی کی لہر کو دیہی علاقوں تک پہنچایا جائے۔

شریمتی اندرا گاندھی نے کہا کہ جب ہم سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی کے ساتھ ساتھ سماجی تبدیلی کی بات کرتی ہیں تو اس کا مطلب نہیں ہے کہ بعض اچھی اور قابل قدر رسموں اور روایات کو بھی رد کر دیا جائے۔ ان قدیم رسموں اور روایات نے ہندوستانی معاشرے کو طاقت بخشی ہے لہذا اچھی اور قابل قدر روایات اور جدید خیالات کو ساتھ ساتھ رہنا چاہئے۔

آپ نے جہیز کے نظام کی مذمت کی اور کہا کہ ایک مرد اس طرح اپنے آپ کو بیچے یہ نہایت ہی ہتک آمیز طریقہ ہے۔

آپ نے کہا کہ جب ایک شخص اپنی لڑکی کی شادی میں زیادہ سے زیادہ رقم بطور جہیز پیش کرتا ہے اور ایک لڑکا شادی کرتا ہے تو اس کے سوا اور کیا کہا جائیگا کہ وہ اپنے آپ کو بیچ رہا ہے

شریمتی گاندھی نے کہا کہ جہیز کی لعنت کو ختم کرنے کے لئے مہم شروع کی جائے۔

جلسۂ عام سے خطاب

شیواجی پارک پر ایک نہایت ہی عظیم الشان جلسۂ عام سے شریمتی اندرا گاندھی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ملک میں ہنگامی حالات کے نفاذ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اب تخریبی طاقتوں کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ اس قسم کی خراب و خطرناک طاقتیں اب بھی موجود ہیں اور انتظامیہ کو کمزور کرنے اور سماجی و معاشی پروگراموں میں خلل ڈالنے اور انھیں برباد کرنے کے لئے ایک موقعہ کا انتظار کر رہی ہیں۔

وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے کہا کہ ملک میں اب بھی ملک دشمن عناصر موجود ہیں انھوں نے عوام سے کہا کہ وہ اس قسم کے عناصر اور طاقتوں سے ہوشیار رہیں۔

آپ نے اس بات پر تعجب کا اظہار کیا کہ غیر ملکی اخبارات نے ہماری آزادی کی جدوجہد کی کبھی حمایت نہیں کی، لیکن مخالف جماعتوں کی تعریفیں کرنا شروع کر دیں۔

گجرات کے پچھلے واقعات کا ذکر کرتے ہوئے شریمتی گاندھی نے اس بات پر مخالف لیڈروں کی مذمت کی کہ انھوں نے عوام کو اس بات پر اکسایا کہ وہ منتخب نمائندوں کو زبردستی مستعفی ہونے پر مجبور کریں اور قانون ساز اسمبلی کو ختم کرائیں۔

وزیر اعظم نے لوگوں سے کہا کہ وہ محض تصیدہ خوانی نہ کریں بلکہ کچھ کریں، کام کریں۔ ہر ہندوستانی کو چاہئے کہ وہ ہماری راہ میں درپیش رکاوٹوں کا عزم و حوصلے سے سامنا کرنے کو تیار رہے۔

> ### وزیر اعظم علاقائی زبان کو ترجیح دیتی ہیں
>
> دودھ گنگا پروجیکٹ۔ ۲۳ فروری۔ وزیر اعلیٰ مہاراشٹر نے دودھ گنگا پروجیکٹ بمقام آسن گاؤں میں وزیر اعظم کا خیر مقدم کرنے کے لئے اپنی ایک استقبالیہ تقریر ہندی میں شروع کی، بمشکل انھوں نے چند الفاظ ہندی میں کہے ہوں گے کہ وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے شری وسنت دادا پاٹل سے سرگوشی کرتے ہوئے کچھ کہا۔
>
> شری پاٹل فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کر وزیر اعلیٰ کے پاس گئے اور وزیر اعظم کا پیغام ان تک پہنچایا۔ وزیر اعظم کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے وزیر اعلیٰ نے اپنی بقیہ تقریر مراٹھی میں جاری رکھی۔

عوام کو چاہئے کہ وہ مذہب اور زبان کی رکاوٹوں کو دور کریں اور ایک ساتھ مل کر ایک نیا ہندوستان تعمیر کرنے کے لئے آگے بڑھیں۔ اگر ہم استقلال عزم و حوصلے سے آگے بڑھتے رہے تو راہ کے پتھر اور کانٹے کچل کر رہ جائیں گے لیکن اگر ہم خوفزدہ ہو کر پیچھے ہٹے تو یہی پتھر پہاڑ بن جائیں گے۔

شریمتی اندرا نے کہا کہ نظم و ضبط ایک کام کی انجام دہی کے لئے ضروری ہے۔ لیکن نظم و ضبط کا مطلب یہ نہیں کہ ہر کام از خود ہونے لگے۔

وزیر اعظم نے کہا کہ ۲۰ نکاتی پروگرام ہی سب کچھ نہیں ہے بلکہ ہمارے تمام مسائل میں سے بعض اہم اور فوری نوعیت کے مسائل پر محض ایک حملہ ہے تاکہ ملک کو مضبوط بنانے کا جو بڑا کام ہے وہ شروع کیا جا سکے۔

وزیر اعظم یہ محسوس کرتی ہیں کہ ہندوستان اتنا بڑا ملک ہے کہ ہمارے سارے مسائل حل کبھی نہیں کئے جا سکتے کیونکہ جب بھی ایک مسئلہ حل ہو جاتا ہے تو کئی مسائل اور کھڑے ہو جاتے ہیں۔

شریمتی اندرا گاندھی نے کہا کہ ماضی میں ہماری سب سے بڑی غلطی یہ تھی کہ ہم اپنے فرائض کی ادائی کے بغیر اپنے حقوق پر بہت زور دیتے رہے ہیں۔ اس طرز فکر نے ہمیں غلط راستے پر ڈالا ہے۔

آپ نے کہا کہ ہر ہندوستانی کو چاہئے وہ کتنا ہی غریب کیوں نہ ہو اپنے سے زیادہ غریب ہندوستانی کی مدد کرنی چاہئے۔ کیونکہ ملک کی ترقی کا انحصار غریب ترین عوام کے معیار زندگی کو بہتر بنانے پر ہے اور اگر ملک نے تیزی کے ساتھ ترقی نہیں کی تو فرد کی ترقی محدود ہوگی۔

فلمی دنیا کے وفد سے ملاقات

راج بھون میں فلم پروڈیوسروں، ڈسٹری بیوٹروں اور مالکانِ سینما کے ایک وفد نے وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی سے ملاقات کر کے وزیر اعظم ریلیف فنڈ کے لئے ۷۷ء۳۳ لاکھ روپے کا ایک

ردینہ ریاٹیہ مندر میں' مہاراشٹر کے ڈائرکٹوریٹ آف انفارمیشنز اینڈ پبلک ریلیشنز کی جانب سے منعقد کی گئی نمائش کا وزیراعظم نے معائنہ فرمایا۔ وزیراعلیٰ بھی ہمراہ ہیں۔

کولہاپور میں ۲۳ فروری ۷۶ء کو ... مہاراشٹر ... کی افتتاحی تقریب میں وزیراعظم شریمتی اندرا گاندھی تقریر کر رہی ہیں۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں وزیراعلیٰ شری شنکر راؤ چوان اور مہاراشٹر پردیش کانگریس کمیٹی کے صدر شری ... بھی نظر آ رہے ہیں۔

جیکٹ پیش کیا۔ پندرہ ممبروں پر مشتمل فلمی صنعت کے اس وفد میں راجکپور، دلیپ کمار، سائرہ بانو، لتا منگیشکر، جی پی سپی، منوج کمار، شری رام نہرو اور آشا بھونسلے شامل تھیں۔

خواتین کے ایک وفد نے مہاراشٹر سوشیل ویلفیئر وزیر پریتیبھا پاٹل کی قیادت میں وزیراعظم کو ایک کتاب پیش کی، جس کا عنوان ہے "خواتین کے بین الاقوامی سال کے دوران خواتین کی آزادی"۔ یہ کتاب اس سیمینار پر مشتمل ہے جو حال ہی میں کیا گیا تھا۔

الیکٹرانک انڈسٹریز ایسوسی ایشن نے وزیراعظم مسز اندرا گاندھی کو ایک میمورنڈم پیش کیا۔ جس میں سفارش کی گئی ہے کہ آئندہ دو سال کے لیے ٹی وی سیٹ پر ایکسائز ڈیوٹی اور سیلز ٹیکس معاف کر دیا جائے تاکہ ٹی وی سیٹ ۱۵۰۰ سے ۲۰۰۰ روپے تک فروخت کیا جا سکے۔ وفد نے بتایا کہ مدراس میں ۵۰۰۰ ٹی وی سیٹ فروخت کیے گئے جبکہ بمبئی میں ۱،۵ لاکھ سیٹ فروخت ہوئے۔

انڈین ٹریڈ یونین کانگریس (انٹک) کا وفد وزیراعظم سے ملا اور انھیں ٹیکسٹائل صنعت کی حالت کے متعلق حقیقت سے آگاہ کیا اور اپیل کی کہ ٹیکسٹائل صنعت کے تمام سیکٹروں کے لیے واحد پالیسی اختیار کی جائے۔

کولہاپور میں

۲۳ فروری کو وزیراعظم بمبئی سے بذریعہ طیارہ کولہاپور پہنچیں، جہاں انھوں نے ۵۹ کروڑ روپے کے کالماواڑی پروجیکٹ کا افتتاح کیا۔ کولہاپور میں ایک جلسۂ عام میں تقریر کرنے کے علاوہ آپ امبا بائی مندر بھی گئیں۔

وزیراعظم اندرا گاندھی نے کولہاپور میں اعلان

کیا کہ وہ نہ پرواہ کرتی تھیں نہ پرواہ کرتی ہیں اور نہ پرواہ کریں گی ان ممالک کی جنھوں نے پاکستان کے ڈکٹیٹروں جنرل ایوب خاں، جنرل یحییٰ خاں اور ان کے جانشینوں کی حمایت کی جبکہ یہی وہ افراد تھے جو ایک پڑوسی ملک میں عوام کی ایک بڑی تعداد کے قتل کے ذمہ دار تھے۔ اور جب ہندوستان نے اس ملک کے عوام کی تکلیف سے ہمدردی ظاہر کی تو ان ممالک نے ہندوستان پر اعتراض کیا تھا۔

شیواجی یونیورسٹی

شیواجی یونیورسٹی کے طویل و عریض میدان پر ایک زبردست جلسۂ عام کو مخاطب کرتے ہوئے شریمتی اندرا گاندھی نے کہا کہ اگرچہ ملک آزادی کے وقت کے مقابلے میں اب زیادہ طاقتور ہو چکا ہے لیکن ترقی یافتہ ممالک کے مقابلے میں اب بھی کمزور ہے لیکن اتنا طاقتور ضرور ہے کہ کسی بھی ناگہانی وقت یا اتحاد، ڈسپلن اور خود اعتمادی سے سامنا کر سکتا ہے۔

شریمتی اندرا گاندھی نے کہا کہ اگرچہ جوان بڑی قربانی دیکر سرحدوں کی حفاظت کر رہے ہیں لیکن یہ ضروری ہے کہ ہر مرد، عورت اور بچہ طاقتور ہو جائے تاکہ ایک طاقتور اور خوشحال ہندوستان کی ضمانت حاصل کی جا سکے۔ اس پس منظر میں بیس نکاتی معاشی پروگرام شروع کیا گیا ہے تاکہ اس سلسلہ میں قدم بقدم ترقی حاصل کی جائے۔ لیکن اپوزیشن پارٹیاں نہیں چاہتی ہیں کہ کمزور طاقتور بن جائیں۔ وہ نہیں چاہتی ہیں کہ فرقہ پرستی دور کی جائے اور وہ یہ بھی نہیں چاہتی ہیں کہ مٹھی بھر امیروں اور لاکھوں غریبوں کے درمیان کا فرق مٹ جائے۔ آپ نے الزام لگایا کہ اپوزیشن استحکام اور ڈسپلن کو ختم کر رہا تھا اور تشدد کو اختیار کر رہا تھا۔

شریمتی گاندھی نے ایمرجنسی کے نفاذ کی وجوہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ طلباء، مزدور اور سرکاری ملازم اپوزیشن کی انتشار پسند طاقتوں سے متاثر ہو گئے تھے۔ اور ہر طرف تشدد کا دور دورہ تھا۔

وزیر اعظم نے کہا کہ سیاسی اور معاشی آزادی کے ساتھ ساتھ چلنے کی بات نئی نہیں ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ طلباء برادری آگے آئے اور ترقی و سوشلزم کی طرف چلنے میں مدد دے۔

اس الزام کی تردید کرتے ہوئے کہ ملک نے ترقی نہیں کی شریمتی اندرا گاندھی نے زراعت، صنعت اور ٹیکنالوجی کے میدانوں میں ہونیوالی ترقی کا ذکر کیا۔ انھوں نے پُرامن ایٹمی دھماکہ اور مصنوعی سیارے آریہ بھٹ کے داغے جانے کی بھی بات کہی۔ انھوں نے کہا کہ یہ بات نہیں کہ یہ سب کچھ میں نے کیا ہے بلکہ میں ان سارے افراد کی تعریف کرتی ہوں جنھوں نے یہ سب کچھ کیا ہے۔

ساہو مہاراج

آنجہانی ساہو مہاراج کا ذکر کرتے ہوئے جن کی صد سالہ سالگرہ کی تقریبات اس جلسہ میں اختتام کو پہنچ رہی تھیں، شریمتی اندرا نے کہا کہ پسماندہ طبقات کو ترقی دینے اور ذات پات کے فرق کو ختم کرنے کا کام رکے بغیر آگے بڑھانا چاہئے۔ شریمتی گاندھی نے نئے معاشی پروگرام کو روبہ عمل لانے اور سوشلزم کے راستے پر آگے بڑھنے پر ضلع کولہاپور کے عوام کو مبارکباد دی۔

وزیر اعظم جب یونیورسٹی سے شہر کولہاپور کے قلب میں واقع مہالکشمی مندر کو بذریعہ کار روانہ ہوئیں تو ہزاروں افراد دورویہ قطاروں میں کھڑے ہوئے تھے۔ مندر میں وزیر اعظم کو ایک ساڑی، ایک بلاؤز کا کپڑا اور ایک ناریل پیش کیا گیا۔

دودھ گنگا

شریمتی اندرا گاندھی نے کولہاپور میں دودھ گنگا پر تعمیر کئے گئے کلمواڑی آبپاشی پراجیکٹ کے پہلے مرحلے کا افتتاح کرتے ہوئے کہا کہ ہر چیز کی قیمت ادا کرنی ہوتی ہے چاہے وہ رقم کی صورت میں نہ ہو۔ انھوں نے عوام سے اپیل کی کہ اتحاد ڈسپلن اور خود اعتمادی کی قیمت ادا کر کے ملک کو طاقتور بنایا جائے۔

شہر کولہاپور سے ۵۲ کلومیٹر دور ایک پُراثر تقریب میں اس پراجیکٹ کا افتتاح کرتے ہوئے شریمتی گاندھی نے کہا کہ زیر آب آنیوالی زمینیں اس پراجیکٹ کی قیمت ہیں۔ جس سے زرعی پیداوار میں بہت زیادہ اضافہ ہوگا۔ ملک کی حالیہ خشک سالی کا ذکر کرتے ہوئے شریمتی گاندھی نے کہا کہ کسانوں کی کسی طرح سے مدد کی گئی لیکن امیر کسانوں کو زیادہ اور غریب کسانوں کو کم مدد ملی۔ نیا معاشی پروگرام اس فرق کو ختم کرنے کی غرض سے تیار کیا گیا ہے۔

وزیر اعلیٰ مہاراشٹر شری شنکر راؤ چوان نے اس تقریب کی صدارت کی۔

اطمینان بخش

شریمتی اندرا گاندھی نے کہا کہ مہاراشٹر میں نئے معاشی پروگرام کی عمل آوری اطمینان بخش ہے۔ انھوں نے اس ترقی پر خوشی ظاہر کی اور عوام کے ہر طبقہ سے اپیل کی کہ اس پروگرام کو آگے بڑھانے میں مدد کی جائے۔ اس بات پر زور دیتے ہوئے کہ آبپاشی کے پراجیکٹ کسانوں اور ان کے ساتھ ملک کے لئے بہت اہم ہوتے ہیں۔ شریمتی گاندھی نے وارننگ دی کہ اگر کسی نے اس ترقی کو روکنے کی کوشش کی تو غریبی کو دور کرنا مشکل ہو جائے گا۔

جئے جئے کار!

وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان نے وزیر اعظم کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ کل بمبئی کے دورے کے بعد دیہات میں یہ وزیر اعظم کا پہلا دورہ ہے انھوں نے کولہاپور کے محنت کش کسانوں کی تعریف کی اور کہا کہ ان کسانوں کو پراجیکٹ میں زیر آب آنیوالی ان کی زمینوں کا ایڈوانس معاوضہ دیا جائے تاکہ ۵۹ کروڑ کے صرفہ سے تعمیر ہونے والا یہ پروجیکٹ جلد تکمیل کو پہنچے۔

ریاستی وزیر غذا و شہری رسد شری آر. کنبھار نے اس طرح کی ادائیگی کا یقین دلایا۔ ریاستی وزیر آبپاشی دی. بی پاٹل نے پراجیکٹ کی بھومی پوجا کی رسم ادا کی اور شکریہ ادا کیا۔

اس موقع پر تقریباً ۳۰ ہزار افراد جمع تھے جن میں عورتوں کی اکثریت نظر آرہی تھی. عوام نے کئی بار "اندرا گاندھی کی جے"، "شنکر راؤ چوان کی جے" اور "ساہو مہاراج کی جے" کے نعرے لگائے۔

وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی شری گرو گوبند سنگھ گردوارہ ناندیڑ بھی تشریف لے گئیں۔ جہاں گردوارہ بورڈ نے آپ کی عزت افزائی کی۔

ناندیڑ میں

شریمتی اندرا گاندھی وزیر اعلیٰ شنکر راؤ چوان کے آبائی شہر ناندیڑ میں گرو گوبند کی سمادھی پر بھی گئی تھیں۔

ناندیڑ میں شریمتی گاندھی نے ایک زبردست جلسۂ عام کو مخاطب کیا۔ اور فوڈ پروسسنگ پلانٹ کا افتتاح کیا۔

وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے اعلان کیا ہے کہ آئندہ منصوبوں میں بیروزگاروں کو روزگار فراہم کرنیوالی اسکیمیں رکھی جائیں گی۔

شریمتی اندرا نے ناندیڑ میں ایک زبردست جلسۂ عام سے خطاب کیا۔ وہ ہندوستانی فضائی فوج کے ایک طیارہ کے ذریعہ کولہاپور سے یہاں پہنچی تھیں. آپ کے استقبال کے لئے ہزاروں لوگ گھنٹوں قبل سے سخت دھوپ کے باوجود موجود تھے جب وہ پہنچیں تو لوگوں نے بڑی گرمجوشی اور محبت سے استقبال کیا۔

حفاظتی اقدامات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے شریمتی گاندھی نے بند کار میں بیٹھنے سے انکار کیا۔ اور عوام کے استقبال اور تہنیتوں کو قبول کرنے کے لئے کھلی جیپ کار میں جانا پسند کیا۔

آپ نے کہا کہ ۲۰ نکاتی معاشی پروگرام غریبی دور کرنے کے لئے محض ایک قدم ہے۔

شریمتی گاندھی نے عوام پر زور دیا کہ وہ حالات کا متحد ہو کر مقابلہ کریں اور دوسرے عوام کی فلاح و بہبود کے لئے جو معاشی اور سماجی پروگرام شروع کئے ہیں ان پر عمل درآمد کے لئے خود کو وقف کر دیں

سخت محنت کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے انھوں نے کہا کہ اس قسم کے کاموں سے کسی کو بھی نقصان نہیں پہنچے گا کیونکہ ان کاموں سے کوئی کمزور ہونے والا نہیں ہے، بلکہ اس کے برعکس سخت محنت سے طاقت پیدا ہوگی۔

شریمتی اندرا نے کام میں اعتماد پیدا کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ معاشی آزادی حاصل کرنے کے لئے عوام کو عزم و حوصلے کے ساتھ اس طرح کام کرنا چاہئے جس طرح انھوں نے سیاسی آزادی کے لئے کیا ہے۔

آپ نے عوام سے کہا کہ وہ فرسودہ خیالات اور نظریات ترک کریں اور نئے خیالات اور ٹیکنالوجی کو قبول کریں۔ شریمتی گاندھی نے کہا کہ قدامت پسندانہ روایات کی وجہ سے ماضی میں ملک کو شرمندگی اٹھانا پڑی ہے۔

مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ ایس. بی چوان نے کہا کہ دیہات اور شہر کے علاقوں کے عوام نے وزیر اعظم کا استقبال جس گرمجوشی سے کیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انھیں اُن کی پالیسیوں اور

پروگراموں پر بھروسہ ہے ۔

اورنگ آباد میں

شریمتی اندرا گاندھی نے ۲۳ فروری کو اورنگ آباد میں عوام کو آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ چند ممالک کے ارادوں سے باخبر ہیں جو بہت عرصے جمہوریت کے نام پر ہندوستان کی اپوزیشن پارٹیوں کی تائید کر رہی ہیں ۔

وزیراعظم شریمتی اندرا گاندھی ۲۳ فروری کو اورنگ آباد کے ہوائی اڈے پر وزیراعلیٰ شری ایس بی چوان اور وزیر محصول و شہری ترقیات ڈاکٹر رفیق زکریا کے ہمراہ نظر آرہی ہیں ۔

وزیراعظم اورنگ آباد کے جلسہ عام کو خطاب فرما رہی ہیں ۔ (۲۳ فروری ۷۶ء)

شریمتی اندرا گاندھی نے کہا کہ یہ بات دھیان میں رکھنے کی ہے کہ یہ وہی ممالک ہیں جنھوں نے مختلف میدانوں میں ہندوستان کی ترقی کو کبھی بھی گوارا نہیں کیا تھا۔ اب اس موقع پر ان کی طرف سے اپوزیشن کی تائید کرنے پر ان کی چالوں پر ہمارا شبہ مضبوط ہو گیا ہے۔

مہاراشٹر کے تین روزہ دورے کے دوسرے مرحلے میں مغربی مہاراشٹر اور مرہٹواڑہ کے شہروں میں زبردست جلسوں کو مخاطب کرتے ہوئے شریمتی اندرا گاندھی نے کہا کہ عوام کو وہ تبصرے نظر انداز کر دینے چاہئیں جو غیر ممالک سے کئے جاتے ہیں۔ وہ بذات خود ان تبصروں کی ذرہ برابر پروا نہیں کرتی ہیں۔ اب یہی وہ ممالک ہیں جو کہتے ہیں کہ جمہوریت ختم کی جا رہی ہے، اور آنسو بہا رہے ہیں لیکن انھوں نے چند ممالک میں بدترین قسم کی ڈکٹیٹرشپ کی تائید کرنے میں ذرّہ برابر ہچکچاہٹ محسوس نہیں کی۔ انھیں ان ممالک سے کوئی شکایت نہیں ہے۔ جہاں سیاسی لیڈر قتل کر دیئے جاتے ہیں البتہ وہ ہندوستان میں چند افراد کی نظر بندی پر غل غپاڑہ مچا رہے ہیں۔ ہمیں اس کی پروا نہیں ہونی چاہئے کہ دوسرے ہمارے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنی صلاحیت پر بھروسہ رکھیں

شریمتی گاندھی نے کہا کہ حکومت نے اپوزیشن کے خلاف اقدام اس لئے کیا کہ اپوزیشن عوام کی خود اعتمادی کو ختم کرنے کی کوشش کر رہا تھا جبکہ خود اعتمادی کے بغیر کوئی ملک آگے نہیں جا سکتا۔ بلاشبہ ایمرجنسی کی وجہ سے جمہوری حقوق پر چند پابندیاں عائد ہو گئی ہیں اور اگر اپوزیشن کو من مانی کرنے کا موقعہ دیا جاتا تو پھر جمہوریت کا خاتمہ ہو جاتا۔

شریمتی اندرا گاندھی نے کہا کہ کالے دھن کے خلاف اقدامات کے اچھے نتائج برآمد ہوئے ہیں۔ اس سلسلہ میں مزید سخت اقدامات کئے جانے والے ہیں۔

اورنگ آباد کے شیواجی میدان میں ایک زبردست جلسہ میں آپ نے کہا کہ اگر ملک کو ترقی کی طرف گامزن رکھنا ہے تو عوام کے اتحاد، خود اعتمادی اور خود نظمی کی سخت ضرورت ہے۔

شریمتی اندرا نے کہا کہ اگرچہ ہر شعبۂ زندگی میں ترقی ہوئی ہے، لیکن ملک کو لاتعداد مسائل لاحق ہیں چنانچہ اہمیت اس کی ہے کہ عوام اپنی کوششوں میں تساہل نہ برتیں، چاہے کوئی پسند کرے یا نہ کرے میری حکومت قوم اور پسماندہ طبقات کی بھلائی کے لئے جو اقدامات کر رہی ہے وہ جاری رکھے گی۔

آپ نے یاد دلایا کہ ہندوستانی عوام سخت وقت کا مقابلہ ہمت اور مسکراہٹ سے کرنے کی روایات رکھتے ہیں۔ عوام کی یہ خود اعتمادی اور ہمت ملک کو اتنا طاقتور بنا دے گی کہ وہ ہزاروں سال تک جی سکے گا

پیٹھن میں ۲۴ فروری کو ایک زبردست جلسۂ عام میں تقریر کرتے ہوئے وزیراعظم شریمتی اندرا گاندھی نے کہا کہ معمول کے حالات کی بحالی پر اس وقت غور کیا جائے گا جب اپوزیشن پارٹیاں یہ یقین دلائیں کہ وہ رکاوٹ ڈالنے والی چالیں چھوڑ دیں گی۔

اس سے قبل انھوں نے دریائے گوداوری کے جائک واڑی پراجیکٹ کو قوم کے نام منسوب کیا۔ انھوں نے کہا کہ بہر حال مجھے اب تک اپوزیشن پارٹیوں کے رویئے میں کوئی تبدیلی نظر نہیں آئی۔ انہی پارٹیوں کی سرگرمیاں ایمرجنسی کے نفاذ کی ذمہ دار ہیں۔ اس کے برخلاف مجھے ایسی خبریں ملی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ پارٹیاں گھات میں ہیں۔ اور اپنی چالیں پھر چلنے کے لئے موقع کا

مبارکباد - مبارکباد

وزیراعلیٰ شری شنکر راؤ چوان کو ۲۲ فروری کو شیواجی پارک کے جلسۂ عام میں وزیراعظم شریمتی اندرا گاندھی کی طرف سے مبارکباد پیش کی گئی۔ ایک بار شری رجنی پٹیل کے ذریعہ اور دوسری بار خود وزیراعظم نے مبارکباد دی۔

چونکہ اس روز شری شنکر راؤ چوان کی وزارت اعلیٰ کا ایک سال مکمل ہوا تھا۔ شری رجنی پٹیل نے وزیراعلیٰ کے ترقیاتی کارناموں کا ذکر کرتے ہوئے خود اپنی طرف سے، بمبئی پردیش کانگریس کمیٹی کی طرف سے، مہاراشٹر کے عوام کی طرف سے اور بمبئی کے شہریوں کی طرف سے مبارکباد پیش کرتے ہوئے کہا کہ میں وزیراعظم کی طرف سے تو نہیں کہہ سکتا۔ اس پر وزیراعظم نے کہا "یقیناً آپ انھیں میری طرف سے بھی مبارکباد دے سکتے ہیں"۔

بعد ازاں جب خود وزیراعظم تقریر کرنے کے لئے کھڑی ہوئیں تو انھوں نے بیس نکاتی پروگرام کی عمل آوری پر مہاراشٹر کے عوام اور وزیراعلیٰ کو مبارکباد پیش کی اور اس سلسلے میں لگائی گئی تصاویر کی بھی تعریف کی۔

وزیراعظم نے فرمایا کہ شری رجنی پٹیل نے ایک بار میری طرف سے مبارکباد پیش کی ہے لیکن اچھی بات کو دوہرانا اچھی ہی بات ہے، لہٰذا میں ایک بار اور انھیں مبارکباد پیش کرتی ہوں۔"

انتظار کر رہی ہیں۔ آپ نے کہا کہ مجھے حیرت ہے کہ کیا یہ اپوزیشن لیڈر جو احتجاج اور رکاوٹ ڈالنے کی کارروائیوں پر یقین رکھتے ہیں یہ نہیں سمجھ رہے ہیں کہ اگر ملک انتشار اور بدامنی کا شکار ہو جاتا تو غیر ملکی طاقتیں یقینی طور پر اس صورت حال کو اپنے فائدے کے لئے استعمال کر لیتیں۔ آپ نے زور دیکر کہا کہ عوام کو چوکس رہنا چاہئے تاکہ ملک کی ترقی کی ضمانت دی جا سکے۔

ہزاروں دیہاتی مہاراشٹر کے مشہور سنت ایکناتھ کے شہر پیٹھن چلے آئے تھے تاکہ اپنی محبوب وزیر اعظم کی تقریر سن سکیں۔

شریمتی اندرا گاندھی نے کہا کہ بعض لوگ چاہتے ہیں کہ ایمرجنسی ہٹالی جائے کیونکہ ڈسپلن قائم ہو چکا ہے اور ملک تیزی سے ترقی کر رہا ہے۔ مگر اس کا بھی امکان ہے کہ یہ پارٹیاں پھر اپنے غیر دستوری احتجاج شروع کر دیں گی اور اس طرح شاید ایمرجنسی اور اس کے بعد جو ترقی ہوئی ہے اس کا خاتمہ ہو جائے گا۔

آنجہانی ڈاکٹر امبیڈکر

شریمتی اندرا گاندھی جلسہ گاہ آنے سے قبل مشہور ایکناتھ مندر گئیں۔ اس سے قبل آنجہانی ڈاکٹر بی آر امبیڈکر کی قائم کردہ عوامی تعلیم سوسائٹی کی سلور جوبلی تقریب میں تقریر کرتے ہوئے شریمتی گاندھی نے تعلیمی ڈھانچے میں تبدیلی کی ضرورت پر زور دیا۔ آپ نے پسماندہ طبقات کے لئے آنجہانی ڈاکٹر امبیڈکر کی خدمات کی ستائش کی اور کہا کہ انھوں نے پسماندہ طبقات میں تعلیم کو فروغ دیا

آپ نے سوسائٹی کی جانب سے چلائے جانے والے لاء کالج کی نئی عمارت کا افتتاح بھی کیا۔

وزیر اعلیٰ شنکر راؤ چوان نے چیف منسٹر فنڈ سے سوسائٹی کو پانچ ہزار روپے چندہ دینے کا اعلان کیا۔

جائیکواڑی

اس سے قبل مسز گاندھی نے اورنگ آباد سے ۴۰ کلو میٹر دور دریائے گوداوری پر تعمیر شدہ مرحلے کو قوم کے نام منسوب کرنے کی رسم ادا کی۔

جائیکواڑی پراجیکٹ ۱۹۸۲ء میں مکمل ہوگا اور اس پر ایک ارب ۵۳ کروڑ روپے کی لاگت آئیگی پراجیکٹ کا سنگ بنیاد ۱۹۶۵ء میں اس وقت کے وزیر اعظم لال بہادر شاستری نے رکھا تھا۔

شریمتی گاندھی نے جھیل کے وسیع آبگیر رقبے میں ایک ناریل پھینکا۔ اس جھیل کا نام مہاراشٹر کے عظیم سنت ایکناتھ کے نام پر ناتھ ساگر رکھا گیا ہے۔ شریمتی اندرا نے ایک بٹن دبا کر بائیں طرف کی نہر میں پانی چھوڑا۔

وزیر اعظم کو تحفہ

اورنگ آباد ۲۴ رفروری۔ وزیر اعظم اندرا گاندھی کو پیٹھن میں ایک خوشنما پیٹھنی ساڑی بطور تحفہ پیش کی گئی۔ مہاراشٹر کی قدیم صنعت میں پیٹھن کی زری کی ساڑی پورے ملک میں مشہور ہے۔

اس سے قبل وزیر اعظم نے ایکناتھ کی سمادھی پر پوجا کی۔ مندر کے پوجاریوں اور ٹرسٹیوں نے ان کو ناریل اور بھاگوت گرنتھ پیش کیا۔

شریمتی اندرا وزیر اعلیٰ شنکر راؤ چوان کے ساتھ ہیلی کاپٹر میں پراجیکٹ تک پہنچیں۔ بندھ کے کنارے وزیر آبپاشی وسنت دادا پاٹل اور وزیر مالگذاری ڈاکٹر رفیق زکریا نے ان کا سواگت کیا۔

بعد ازاں پیٹھن میں ایک جلسہ کو مخاطب کرتے ہوئے شریمتی گاندھی نے اُمید ظاہر کی کہ جائیکواڑی پراجیکٹ سے نہ صرف مہاراشٹر کے پسماندہ علاقوں میں بلکہ ساری ریاست میں خوشحالی پھیل جائے گی۔

وزیر اعلیٰ شنکر راؤ چوان نے اپنی تقریر میں کہا کہ جائیکواڑی ریاست کی پہلی اسکیم ہے جس میں اس کی تعمیر کے پہلے سال ہی کسانوں کو آبپاشی کی ۸۰ فیصد سہولتیں ملی ہیں۔

پیٹھن میونسپلٹی نے وزیر اعظم کو اس موقع پر استقبالیہ دیا۔

جائیکواڑی پراجیکٹ سے بیڑ، پربھنی، ناندیڑ، اور اورنگ آباد کے اضلاع فیضیاب ہوں گے۔ اس طرح مرہٹواڑہ خشک سالی کے خطرے سے آزاد ہو جائیگا پہلے مرحلے میں دس کلو میٹر لمبا ڈیم تیار ہے جس میں ۲۷ کرسٹ گیٹ نصب کئے گئے ہیں۔ دوسرے مرحلے میں منجھلے گاؤں میں ایک ڈیم اور ایک نہر تعمیر کی جائیگی۔ جس پر ۸۷ کروڑ روپے لاگت آئے گی۔

پیٹھن کے قریب ایک ترقی پسند کسان بھاؤ راؤ پاٹل نے وزیر اعظم کو سونے کا ایک بریسلیٹ بطور تحفہ پیش کیا۔ شریمتی گاندھی نے اعلان کیا کہ ملک کو سونے کی ضرورت ہے اور فوراً یہ بریسلیٹ ریزرو بینک کے حوالے کیا۔

ناگپور میں

بعد ازاں وزیر اعظم اورنگ آباد واپس آئیں اور یہاں سے ناگپور کے لئے پرواز کر گئیں۔ ناگپور ہوائی اڈے سے وہ ہیلی کاپٹر کے ذریعہ پاؤنار پہنچیں۔ وزیر اعلیٰ شنکر راؤ چوان ان کے ساتھ تھے۔ شریمتی اندرا نے پاؤنار آشرم میں آچاریہ ونوبا بھاوے سے گھنٹہ بھر تک ملاقات کی۔ اس گفتگو کے دوران ونوبا جی کی سکریٹری مس نرملا دیش پانڈے موجود تھیں۔

بعد ازاں صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے شریمتی گاندھی نے گفتگو کی نوعیت بتانے سے گریز کیا
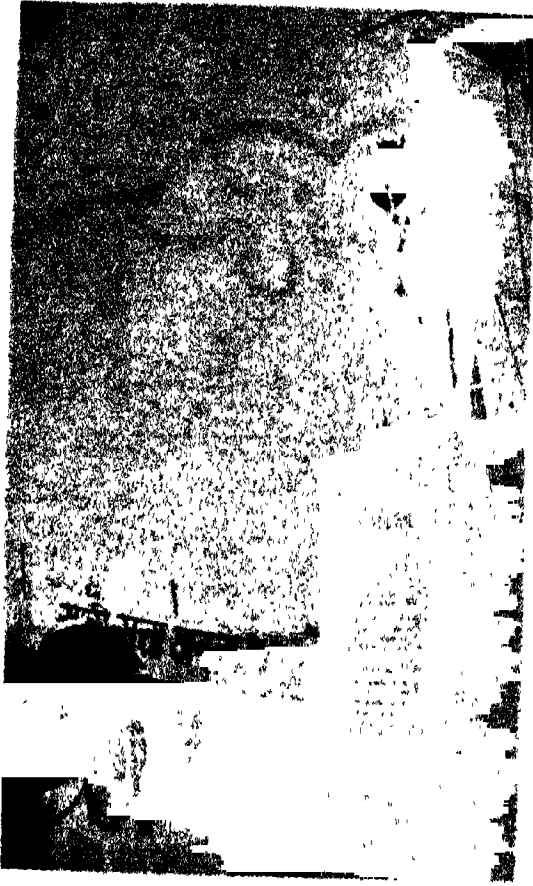
وزیراعظم نے ۲۴ فروری ۱۹۷۶ء کو ناگپور میں تلیاجی
کے مجسمے کو پھولوں کی مالا پہنائی۔

وزیراعظم ۲۴ فروری ۱۹۷۶ء کو
ناگپور میں بنکروں کے اجتماع سے
خطاب فرما رہی ہیں۔

ریاستی مجلس قانون ساز کا بجٹ اجلاس

گورنر شری علی یاور جنگ کا خطبہ

مہاراشٹر کے گورنر شری علی یاور جنگ نے ۸ مارچ ۱۹۷۶ء کو ریاستی مجلس قانون ساز کے دونوں ایوانات کے مشترکہ اجلاس سے خطاب فرمایا۔ بجٹ اجلاس میں ممبران کا خوشی سے سواگت کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ۔

"پچھلا سال ایک طرف تو ہمارے راجیہ اور دوسری طرف ہماری قومی زندگی میں بڑا اہم سال گذرا ہے۔ اس سے ایک برس پہلے جب ہمارے وزیر اعلیٰ کے تحت ایک نئی وزارت بنی تو انھوں نے آئندہ کے لئے چند ضروری پروگراموں اور پالیسیوں کا اعلان کیا، جسے پورا کرنے کی حکومت نے جی لگا کر کوشش کی ہے۔ اقلیتوں اور ہم میں سے جو لوگ بچھڑے رہ گئے ہیں ان کی آرتھک اور سماجک سمسیاؤں پر خاص طور سے دھیان دیا گیا ہے۔

پچھلے چند مہینوں نے دیش کی سیاسی حالت کی کیفیت ہی کو کچھ ایسا بدل دیا جیسے ندی زمین کو دو حصوں میں بانٹ دیتی ہے۔ اب ہند سرکار اور راجیہ سرکار نے چند ضروری کارروائیاں اس غرض سے کی ہیں کہ قانون اور آئینی حکومت کا بر ابر بول بالا کیا جائے۔ پیداوار اور اس کے امکانات کو بڑھایا جائے، سماجی انصاف قائم ہو اور سماج میں ملاپ پیدا ہو۔ اصل میں یہی ۲۰ نکاتی پروگرام کی بنیاد ہے۔

اس سال کے دوران حکومت نے جو بڑے قدم اٹھائے ہیں انھیں چند الفاظ میں پانچ یا چھ حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے اور وہ یہ ہیں:

پیداوار بڑھانا، ضروری اشیا کی انصاف کے ساتھ تقسیم، سماج کے کمزور طبقوں کی خوش حالی اقلیتوں کے مسائل کو حل کرنا، محکموں کی انتظامی کارگذاری کو بڑھانا اور جو پروگرام اختیار کئے گئے ہیں ان کے چلانے میں عوام کو زیادہ سے زیادہ اپنے ساتھ شریک کرنا۔

مہاراشٹر ایک کم اناج والا راجیہ رہا ہے جس کے کئی اسباب ہیں۔ ان پر قابو پانے کے لئے میری سرکار نے کھیتی کی پیداوار بڑھانے کے پروگراموں کو سب سے پہلا درجہ دیا ہے۔ کسانوں، سہکاری سنستھاؤں اور ضلع پریشدوں کی مدد سے خریف اور ربیع کی مہم بڑے زوروں سے پوری کی گئی اور ۱۶ لاکھ ۹۰ ہزار ہیکٹر زمین پر ہائی برِیڈ اور زیادہ پیداوار دینے والی اناج کی قسمیں اگائی گئیں۔ پچھلے سالوں کے مقابلے میں گیہوں کی کاشت اس سال سب سے زیادہ زمین پر ہوئی ہے۔ اور کاشت کے پروگرام میں ایک خاص بات یہ پیدا کی گئی کہ ربیع کے گیہوں اور گرمی کے دھان کی پیداوار کے لئے ۸۶ پائلٹ بلاک ایک دوسرے کے آس پاس قائم کئے گئے۔ ان پروگراموں کی وجہ سے اس سال کی

شری علی یاور جنگ گورنر مہاراشٹر ۸ مارچ ۱۹۷۶ء کو کونسل ہال بمبئی میں مہاراشٹر قانون ساز کے دونوں ایوانوں کے مشترکہ اجلاس سے خطاب فرمایا۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں گورنر موصوف خطبہ دینے کے لئے جاتے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں۔

پیداوار مقرر کئے ہوئے ۸۵ لاکھ ٹن سے بھی زیادہ ہوگی۔ البتہ چند علاقوں میں جوار کی فصل کو کافی نقصان پہنچا۔

پانی کی سینچائی پروجیکٹوں کو پورا کرنے اور ایسے ہی نئے پروجیکٹوں کو شروع کرنے کے لئے پوری کوشش کی جارہی ہے۔ پانچویں پنچ سالہ یوجنا کے پہلے ہی سال بڑے اور اوسط درجے کے سینچائی کے پروجیکٹوں سے ۴۱ ہزار ہیکٹر زمین کو بجلی کی قوت پہنچائی گئی۔ اُمید ہے کہ اس منصوبے کے ختم ہونے سے پہلے ہی ایسے پروجیکٹوں سے ۴ لاکھ ۴۷ ہزار ہیکٹر زمین کی سینچائی کا بندوبست کیا جا سکے گا۔ یوجنا کے پہلے ہی سال چھوٹی سینچائی کے پروجیکٹوں اور اُٹھاؤ سینچائی (لفٹ اریگیشن) کی اسکیموں کے ذریعہ ۵۴ ہزار ہیکٹر زمین کو سینچائی کے لئے بجلی کی قوت پہنچائی گئی۔ یوجنا ختم ہونے سے پہلے ان اسکیموں سے مزید ایک لاکھ ایکہزار ہیکٹر زمین کو پانی پہنچایا جا سکے گا۔ جائیک واڑی پروجیکٹ کے پہلے زینے اور بھیما اور ککڑی کے پروجیکٹوں کے لئے ہند سرکار سے پیشگی مدد مل چکی ہے اور اس لئے جون ۱۹۷۶ء تک ۱۷ ہزار ہیکٹر زائد زمین کو پانی دینے کا بندوبست ہوسکے گا اس سال کا ایک اہم واقعہ یہ ہے کہ گوداوری کے پانی کی تقسیم کے بارے میں راجیوں میں آپس میں معاہدہ ہوگیا، جس کے باعث اس دریا کی گھاٹی میں بہت سی نئی سینچائی اسکیمیں شروع کی جاسکیں گی۔

مہاراشٹر میں اناج کی پیداوار کو بڑھانے کیلئے حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ سینچائی کی سرکاری اسکیموں سے ملنے والے پانی کا کم سے کم آدھا حصہ اناج کی پیداوار کے لئے دیا جائے۔ اس طرح مزید ۲۵ ہزار ہیکٹر زمین کو خریف اور ربیع دونوں فصلوں میں آب پاشی کے ذریعے پانی پہنچایا جاسکے گا۔

دودھ کی پیداوار بڑھانے اور اس غرض سے مویشیوں کی دیکھ بھال اور بہتر نسلیں پیدا کرنے میں کافی ترقی ہوئی ہے اور کوشش کی جارہی ہے کہ ڈیری کی سمائی کو بڑھا کر خاص کر بمبئی جیسے بڑے شہر کو زیادہ دودھ پہنچایا جاسکے۔ بمبئی میں تقریباً سات لاکھ لیٹر دودھ اس وقت تقسیم ہوتا ہے اور کرلا ڈیری کے پوری طرح چالو ہوجانے پر اسے دس لاکھ لیٹر تک بڑھانا ممکن ہوجائے گا۔ ریجنل ڈیولپمنٹ کارپوریشن بھی یہ کوشش کررہی ہے کہ ہائی بریڈ گایوں کی تعداد کو بڑھایا جائے تاکہ دودھ اور دودھ سے بننے والی چیزوں کی مقدار بڑھے۔ سوکھے علاقوں میں خاص کر چھوٹے اور بیچ کے کاشتکاروں اور کھیت مزدوروں کی امداد کے لئے سنستھا بنائی گئی ہے تاکہ وہ خود بھی گائے پال سکیں۔

صنعت کی پیداوار بھی کافی بڑھ گئی ہے۔ ہتھکی، ہڑتال اور تالہ بندیاں پہلے سے بہت کم ہوگئی ہیں۔ کارخانوں کے مالک اور مزدور دونوں نے ایسے حالات کے پیدا کرنے میں جس سمجھ بوجھ اور باہمی تعاون سے کام لیا ہے اس کی ہم سب کی طرف سے تعریف اور اعلان کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس میں مزدوروں نے جو حصہ لیا وہ خاص طور سے ذکر کے قابل ہے۔ یونینوں کے آپس کے مقابلوں اور مزدوروں کے ساتھ ناروا سلوک کو ختم کرنے کے لئے راجیہ سرکار نے "مہاراشٹر ریکگنیشن آف ٹریڈ یونینس اینڈ پریونیشن آف ان فیئر لیبر پریکٹیسس ایکٹ ۱۹۷۱ء" ۸ ستمبر ۱۹۷۵ء سے نافذ کیا ہے ان مزدوروں کو معاوضہ دینے کے لئے جن کو بجلی کی کمی کی وجہ سے کارخانوں سے باہر رہنا پڑا ایک آرڈی نینس بھی جاری کیا گیا ہے۔ صنعت کو چلانے میں مزدوروں کو شریک کرنے کی اہم اسکیم فقط پبلک سیکٹر ہی نہیں بلکہ پرائیویٹ سیکٹر پر بھی لاگو کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

صنعت اور زراعت دونوں کی پیداوار بڑھانے اور ان کی ضرورتوں کو پورا کرنے کیلئے بجلی کی قوت کو بڑھانے اور اس کی رسائی کو پھیلانے کی طرف کئی قدم اٹھائے گئے ہیں چندرپور میں سپر تھرمل پاور اسٹیشن اور پرلی میں تھرمل اسٹیشن قائم کرنے کے لئے مرکزی حکومت سے بڑے زور کے ساتھ درخواست کی گئی ہے۔ مرکزی حکومت سے ۵۰۰ میگاواٹ کے ٹاٹا ٹرامبے پروجیکٹ کی منظوری کی بھی سفارش کی گئی ہے اور ساتھ ہی ساتھ ۳۵ میگاواٹ کے ۶ ملٹی فیول جنریٹنگ سیٹس باہر سے خریدنے کی منظوری بھی چاہی گئی ہے۔ ایک اور تجویز مرکزی حکومت کے پاس یہ پیش کی گئی ہے کہ بھارت ہیوی الیکٹریکلس لمیٹڈ سے جنریٹنگ سیٹس لمبی قسطوں پر اُدھار خریدنے کی اجازت دی جائے۔

صنعت کو بمبئی۔ پونے کے گھنے حلقہ سے بکھیر کر راجیہ کے باقی دوسرے علاقوں میں پھیلا دینے کے لئے یکم نومبر ۱۹۷۵ء سے اُن علاقوں کی صنعتوں کو جن کو زیادہ سے زیادہ ۵۰۰,۲ میگاواٹ بجلی کی منظوری دی گئی تھی پاور کٹ سے پوری طرح مستثنیٰ کر دیا گیا ہے۔

پچھڑے علاقوں میں صنعتی ترقی کو تیزی کے ساتھ بڑھانے کے لئے وہاں "گروتھ سینٹر" قائم کرنے کی تدبیر کے بارے میں مرکزی حکومت سے بات چیت جاری ہے۔ بمبئی ہائی میں تیل اور گیس کے پا جانے سے فقط راجیہ کی صنعت ہی نہیں بڑھے گی بلکہ اُمید ہے کہ ہمارا ملک اپنی پیٹرولیم اور اس سے بننے والی چیزوں کی ساری ضرورتوں کو اپنے آپ پورا کرسکے گا۔

تعلیم یافتہ بیروزگاروں کو کام پر لگانے کے پروگرام کے تحت کئی نئے یونٹوں کو بنیادی امداد کی شکل میں روپیہ دیا گیا ہے، اور اس سال کے ختم تک قریب قریب ۳۰۰۰,۷ ایسے یونٹ س

امداد سے فائدہ اٹھا چکے ہوں گے۔ یہ بھی فیصلہ کیا گیا ہے کہ مہاراشٹر اسٹیٹ الیکٹرک سٹی بورڈ، ان لوگوں سے پیشگی کا مطالبہ نہ کرے جنھوں نے خود کارخانے بنا کر اپنے لئے کام پیدا کر لیا ہے۔

بیس نکاتی پروگرام کا ایک بہت بڑا مقصد یہ ہے کہ سماج کے کمزور طبقوں کو دوسروں کے برابر انصاف اور خوش حالی نصیب ہو۔ ان دونوں منصوبوں میں راجیہ کو کافی کامیابی ہوئی ہے۔ زراعتی اراضی حد بندی کے قانون کو بدلنے کے لئے اور ایک حد سے زیادہ زمین رکھنے پر پابندی لگانے سے تقریب قریب پچاس ہزار ہیکٹر زمین حاصل ہو چکی ہے جس میں سے دس ہزار ہیکٹر زمین تقسیم بھی ہو چکی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ زمینوں کے تین مہینے سے زیادہ پرانے ریکارڈ کے بدلنے کی کارروائیاں جو یکم جولائی ۱۹۷۵ء سے فروری ۱۹۷۶ء کے دوران تک ایک لاکھ ۸ ہزار تک پہنچ چکی تھیں اب فقط ۶ ہزار باقی رہ گئی ہیں۔ سب کسانوں کو ایسی کھاتہ پستکائیں دی جانیوالی ہیں جن میں سارے ضروری سوال درج کئے جائیں گے، تاکہ ان کو اس کی ضرورت نہ ہو کہ وہ سینچائی کے پانی اور قرض کی مقدار، مالی امداد، کھاد، مال گذاری کے مقدموں جیسی تفصیلات کو درج کریں۔ گھر بنانے کے لئے زمین کی تقسیم کا پروگرام مقرر کی ہوئی مدت ہی میں قریب قریب پورا ہو چکا ہے اور تین لاکھ اکسٹھ ہزار بے زمین لوگوں میں سے تقریباً ۳ لاکھ ۵۸ ہزار کو زمین دی جا چکی ہے جن میں سے تقریباً ۶۵ فیصد لوگ انوسوچت جاتیوں اور انوسوچت جن جاتیوں میں سے ہیں۔ قریب قریب ۷۵ ہزار گھر بے گھر لوگوں کے لئے بنائے جا چکے ہیں۔

میونسپل کونسلوں کو حکومت نے ہدایت دی ہے کہ وہ اپنے مقرر کئے ہوئے خرچ میں کمی کر کے اپنی آمدنی کا کم سے کم پانچ فیصد حصہ ایسے پروگراموں اور اسکیموں پر خرچ کریں جو ان کے اپنے انوسوچت جاتیوں، جن جاتیوں اور دوسرے پچھڑے لوگوں کی بھلائی کے لئے ہوں۔

بڑی کوششوں سے قریب قریب پانچ لاکھ چھوٹے کاشتکار سرکاری امدادی سنستھاؤں میں شریک ہو گئے ہیں اور اس سال ان کو ۲۷ کروڑ روپیہ قرض پچھلے سال کے فقط ۸ کروڑ کے مقابلے میں دیا گیا ہے۔ ارادہ ہے کہ اگلے سال جون کے مہینے تک ایسی ہی سیوا سنستھائیں ادیواسیوں کے لئے قائم کی جائیں جو ان کی ضرورتوں کو پورا کر سکیں گی، پیداوار بڑھانے کے لئے ان کو قرض دیں گی اور ان کی پیداوار کی بکری میں بھی ان کی مدد کریں گی۔ یہ بھی فیصلہ ہوا ہے کہ 'اسمال فارمرس ڈیولپمنٹ ایجنسی' مارجینل فارمرس اور ایگری کلچرل لیبررس بلاک' اور سوکھے علاقوں کے پروگراموں میں کسانوں کی ۲۵ سیوا سنستھائیں قائم کی جائیں۔

اگست ۱۹۷۵ء میں چھوٹے یا بیچ کے کاشت کاروں، بے زمین مزدوروں، دیہاتی دستکاروں اور دوسرے کامگاروں کو قرض سے چھٹکارا دلانے کے لئے ایک قانون نافذ کیا گیا اور اس کے ساتھ ساتھ بمبئی ساہوکار ایکٹ (بمبئی منی لینڈرس ایکٹ) کو بھی زیادہ سخت کر دیا گیا تاکہ یہ لوگ پھر سے ساہوکاروں کے پنجے میں نہ پھنس جائیں اس کے لئے یہ انتظام کیا گیا ہے کہ کرشی کی اور سہکاری سنستھائیں دیہاتی علاقوں میں اور بینک شہری علاقوں میں ان غریبوں کو امداد دیں

اس موقع پر ان اسکیموں کا ذکر ضروری ہے جو حکومت نے دستی بنکروں کی حالت سدھارنے کے لئے جاری کی ہیں جن کے تحت ناگپور، سولاپور اور ناندیڑ میں مُبتت کے ایک ہزار لوم والے کارخانے ۱۰ لاکھ روپے کے خرچ سے قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ تجویز یہ بھی ہے کہ کپڑوں کے تین ایسے کیندر بنائے جائیں جہاں ڈیزائن یا نقش و نگار کا کام کیا جائے، بننے کے سامان 'انڈسٹریز ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے اس حصے کو جو کپڑے سے متعلق ہے' ناگپور بھیج دیا جائے اور بنکری کے سارے اس کام کو پھر سے نئے سانچے میں ڈھال دیا جائے تاکہ موجودہ پیٹ کرگھوں کو فریم کرگھوں میں بدل دیا جا سکے۔

ارادہ ہے کہ لیبر ویلفر فنڈ کو جو امدادی چندے دیئے جاتے ہیں ان میں اضافہ کیا جائے۔ اس سلسلے میں سب سے بڑا قدم یہ ہوگا کہ گرنیوں اور کارخانوں کے مالک اس وقت جو چندہ دیتے ہیں اسے بڑھایا جائے۔ اب سے حکومت اور مالکوں نیز مزدوروں کے سالانہ چندے کی نئی شرحیں دو روپے، ۳ روپے اور ایک روپیہ فی کس ہوں گی۔ کرشی کے کامگاروں کی اقل ترین اُجرت قانون کے لاگو کرنے کے لئے جو انتظامی بندوبست ضروری تھے ان کو بھی مضبوط کر دیا گیا ہے۔

حکومت نے بمبئی مہانگری کی گندی بستیوں کے سدھارنے اور پرانی و بوسیدہ عمارتوں کی مرمت کے لئے بھی خاص اسکیمیں بنائی ہیں۔ سب سے پہلی بار بمبئی کی ایسی بستیوں میں رہنے والوں کی بڑے پیمانے پر مردم شماری کی گئی ہے اور گندی بستیوں کی آب و ہوا صاف کرنے کے لئے ایک پروگرام ۵ کروڑ ۵۰ لاکھ روپے کے خرچ سے شروع کر دیا گیا ہے جس کا فائدہ بمبئی کی ان بستیوں کے ۵ لاکھ رہنے والوں کو پہنچے گا۔ پونے میں بھی ایک ایسا ہی پروگرام ۵۰ لاکھ روپے کے خرچ سے شروع کیا گیا ہے جس کا فائدہ وہاں کی گندی بستیوں کے ۵۰ ہزار باشندوں کو پہنچے گا۔ بمبئی شہر میں ۳ ہزار مکانات سرے سے نئے بنائے جا رہے ہیں۔ انجینئروں اور آرکی ٹیکٹوں کی خود پیش کی گئی خدمت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ۲۰ ہزار پرانی عمارتوں کا فنی جائزہ لیا جا رہا ہے تاکہ ان میں رہنے والوں کی حفاظت کا انتظام کیا جا سکے۔

مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ پارلیمنٹ نے

اسی سال شہری اراضی (حد بندی اور باضابطگی) ایکٹ ۱۹۷۶ء نافذ کر دیا ہے اور ہماری ودھان سبھا نے ایک قرار داد سے مہاراشٹر کے نو شہری علاقوں پر لاگو کر دیا ہے۔ حکومت کا پکا ارادہ ہے کہ اس قانون پر پوری طرح عمل کیا جائے تاکہ موجودہ معاشی اور سماجی نا برابری جلد سے جلد دور ہو۔

سب کے لئے روزگار کے مواقع پیدا کرنا ہماری پالیسی کا ایک اہم جزو ہے۔ پلاننگ کمیشن، انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن، ورلڈ بینک اور خود ہمارے راجیوں میں سے اکثر نے ہماری ضمانتِ روزگار اسکیم (ایمپلائمنٹ گارنٹی اسکیم) کی تعریف کی ہے اور اب اسے تیسرے درجے کے چھوٹے شہروں پر بھی لاگو کر دیا گیا ہے

اس سال ایسے علاقوں کے لئے جو اکثر پانی نہ پڑنے سے سوکھے کا شکار ہوتے ہیں جَل وبھاگ کو دھیان میں رکھ کر خاص پروگرام بنائے گئے ہیں۔ جن بارہ ضلعوں کا ان میں شمار ہے انھوں نے خود اپنے لئے پانی اور زمین کے بچاؤ، چھوٹی سینچائی، نئے درخت اور گھاس چارے کے اگاؤ اور ڈیری اور اچھی نسل کے مویشی پیدا کرنے کی ایسی اسکیمیں تیار کرلی ہیں جن میں اُن کی یہ ساری ضرورتیں شامل ہیں۔

اس سال ایک بڑی قابل ذکر کامیابی افراطِ زر (اِن فلیشن) اور بڑھتی ہوئی قیمتوں پر سارے دیش میں قابو پا لینے سے حاصل ہوئی ہے اور کئی ضروری اشیاء کی قیمتیں گرتی نظر آ رہی ہیں۔ جہاں پار سال یکم فروری کو سرکاری گوداموں میں صرف ۹۶،۶۹۴ ٹن اناج رکھا ہوا تھا وہاں اس سال یکم فروری کو ۵ء۴ لاکھ ٹن اناج موجود ہے۔ اس سال لیوی کی اسکیم کی بھی اصلاح کر دی گئی ہے اور اب کسان اپنی پوری زمین اور اس کے لگان کے حساب سے جس میں سینچائی کا بھی لحاظ کیا جائیگا، لیوی ادا کریں گے۔ اس طرح ۲،۶۹ لاکھ ٹن اناج لیوی کے ذریعہ حاصل کیا گیا ہے۔ ذخیرہ اندوزوں، چنگی چوروں اور کالے بازاریوں کے خلاف بڑی سخت کارروائی کی گئی ہے، جھوٹے اور زائد راشن کارڈ کے یونٹوں کو ختم کر دینے کی جو کارروائی کی گئی اس کے کارن ریاست بھر میں ۱۹۷۵ء کے آخر تک ۷،۵ لاکھ جاری کئے ہوئے یونٹ رد کر دیئے گئے۔ واجبی قیمت والی دکانوں سے جو پانچ کلو اناج فی کس ہر مہینے دیا جاتا تھا اسے پہلے تو بڑھا کر ۸ کلو کر دیا گیا اور پھر جنوری ۱۹۷۵ء کے مہینہ میں ۹ کلو سے ۱۲ کلو ہر مہینہ فی کس کر دیا گیا۔ نومبر ۱۹۷۵ء میں حکومت نے فیصلہ کیا کہ دھان اور چاول کے لانے لے جانے پر جو رکاوٹیں تھیں وہ سوائے بمبئی شہر کے راشننگ علاقے کے سارے راجیہ میں اُٹھا دی جائیں اور دونوں کی خانگی طور سے بکری کی بھی اجازت دی جائے۔ اس فیصلہ کا بڑا اچھا نتیجہ یہ ہوا کہ چاول کی سرکاری طور سے تقسیم پر عوام کے مطالبوں کا جو بوجھ پڑ رہا تھا وہ ہلکا ہو گیا۔ اس کے علاوہ بناسپتی مٹی کا تیل اور دوسری ایسی ہی ضروری چیزیں اب پہلے کے مقابلے میں زیادہ مقدار میں ملنے سے عام لوگوں کے لئے آسانی پیدا ہو گئی ہے۔ بمبئی، پونے اور دوسرے شہروں میں ایگریکلچرل پروڈیوس مارکیٹ کمیٹیوں کے قائم کئے جانے سے یہ حالت اور بھی بہتر ہو جائے گی۔

یہاں میں اجارہ داری حصول کپاس اسکیم (کاٹن مونوپلی پروکیورمنٹ اسکیم) کے بارے میں کچھ کہنا ضروری سمجھتا ہوں۔ سال کے شروع میں تو اسے بڑی مشکلوں کا سامنا کرنا پڑا، مگر کسان اس کے بنیادی فائدے سمجھ گئے اور خود ان کی مدد اور سہیوگ اور مرکزی حکومت کے اسے ہمدردی کے ساتھ سمجھ لینے کی بنا پر ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ اس اسکیم کو ابھی جاری رکھا جائے۔ جو روئی ۷۵-۱۹۷۴ء میں حاصل کی گئی تھی اس کی بڑی مقدار بک چکی ہے، اور جن کسانوں نے بنا قرض لئے بیعانہ دیا تھا ان کی رقم کی واپسی کا انتظام بھی شروع ہو چکا ہے۔ تجویز یہ ہے کہ ساری رقم کسانوں میں ادا کر دی جائے مگر ساتھ ہی مرکزی سرکار سے ۴۰ کروڑ کے شارٹ ٹرم قرض کی درخواست بھی کی گئی ہے تاکہ بیعانے کی جو بھی رقم ہو اسے فوراً واپس کر دیا جا سکے۔

اقلیتوں کی خوش حالی کے بارے میں وزیر اعلیٰ نے شروع ہی میں جو وعدے کئے تھے، ان کو پورا کرنے کی طرف حکومت نے خاص دھیان دیا ہے چنانچہ ایک "اسٹیٹ بورڈ فار لنگوا سٹک اینڈ ریلیجس مائنریٹیز" ان مسائل کو بہتر سمجھنے اور ایک ایسے ماحول کے پیدا کرنے کے لئے قائم کیا گیا ہے جس میں اس راجیہ کی ملی جلی سنسکرتی اور بھی زیادہ مضبوط ہو سکے۔ اس کے علاوہ ایک اُردو اکیڈمی بھی قائم کی گئی ہے جس کا کام بڑھ رہا ہے۔

مجھے فخر ہے کہ قانون اور نظم و ضبط اور صنعتی امن و امان کے قائم رکھنے میں راجیہ کا ریکارڈ بہت اُونچا رہا ہے۔ اس کام میں عوام، سماج کے ہر طبقے اور خود ہمارے سرکاری کرمچاریوں نے جو حصہ لیا ہے وہ خاص طور سے ذکر کے قابل ہے

پولس کے جوانوں کے لئے گھر بنانے کی طرف حکومت نے خاص توجہ کی ہے جس کی بڑی سخت ضرورت تھی اور اب تجویز ہے کہ ۷۷-۱۹۷۶ء کے شروع سے تین سال تک اس کام کے لئے ۵ کروڑ روپے الگ رکھ دیئے جائیں۔

شکر کے سہکاری کارخانوں کے کاروبار سے ان دیہاتی علاقوں میں جہاں وہ قائم ہیں بڑی تبدیلی پیدا ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ ان کی وجہ سے کاشتکاروں کو ان کی پیداوار کی واجبی قیمت دی جانے لگی ہے، ان کارخانوں نے اپنے

علاقوں میں روزگار کے دروازے کھول دیئے
اور ان کے باشندوں کے لئے سماجی سہولتیں
بھی پیدا کر دیں۔

خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کو اس کی
نوری ضرورت کا خاص طور سے خیال کرتے ہوئے
بہت آگے بڑھایا جا رہا ہے اور یہ طے پایا ہے کہ
جو پچھلے نشانے مقرر کئے گئے تھے ان کو دگنا کر دیا
جائے۔ یوں بھی اس سال کے لئے جو نشانہ مقرر
تھا اس سے بہت زیادہ کام ہوا ہے۔ میڈیکل
ذریعہ سے حمل گرانے کی تعداد میں بھی بڑا اضافہ ہوا
ہے۔ سارے راجیہ سے بڑے زور کے مطالبات
آ رہے ہیں کہ خاندانی منصوبہ بندی کے کام کو
اور بھی سختی کے ساتھ بڑھایا جائے اور وہ اس
طرح کہ دو بچوں کے بعد تو سمجھانے بجھانے سے اور
تین کے بعد کسی قدر جبر سے کام لیا جائے۔

تعلیمی نظام کو اب جو ۱۰ + ۲ + ۳ سالوں
میں بانٹ دیا گیا ہے تو اس سلسلے میں یہ فیصلہ
ہوا ہے کہ گیارھویں اور بارھویں جماعتیں جونیئر
کالج قرار دی جائیں۔ حکومت کو اس کا اختیار
دینے کے لئے کہ وہ ایسے تعلیمی اداروں کی باگ
ڈور اپنے ہاتھ میں لے لے جن کی بدانتظامی سے
پبلک مفاد یا تعلیمی اغراض کو دھکا پہنچ رہا ہے
ایک آرڈیننس اس سال جاری کیا گیا ہے اور
یہ بھی فیصلہ ہوا ہے کہ ایسے سیکنڈری مدرسے جن کے
ایس۔ ایس۔ سی کے نتیجے پے در پے برے نکل
رہے ہیں ان کی مانیتا کو واپس لے لیا جائے۔
اس کا بھی انتظام کیا جا رہا ہے کہ تعلیم ہر طرح سے
اعلیٰ قسم کی ہو۔

کوشش کی جا رہی ہے کہ کالجوں اور مدرسوں
میں کمزور یا غریب طبقوں کے طالب علموں کے
لئے بک بینک قائم کئے جائیں۔

کام سکھانے کے لئے ٹریننگ کے جو نشانے
مقرر کئے گئے تھے اُن سے اب بھی بہت زیادہ
تعداد کو تربیت دی جا رہی ہے اور بڑی کوشش
کی جا رہی ہے کہ اس سے بھی زیادہ نوسکھوں کو
ٹریننگ دی جائے۔

پچھلے چند برسوں سے فقیروں اور بھیک منگوں
کا مسئلہ بہت ہی بھیانک ہوتا جا رہا ہے۔
حکومت نے اب یہ ارادہ کر لیا ہے کہ ایک بڑے
پروگرام کے ذریعہ اس سماجی خرابی کو اس طرح
مٹا دیا جائے کہ بھیک منگوں میں سے جو کام
کر سکتے ہوں ان کو وکاس کے مختلف پروجیکٹوں
پر لگایا اور کمائی کا موقع دیا جائے۔ سچی بات
یہ ہے کہ اس مسئلہ کا صحیح حل ایک ایسے ماحول
کے پیدا کرنے ہی سے ہو سکتا ہے جس میں خود
سماج بھیک مانگنے اور بھیک دینے کو بری نظر
سے دیکھنا شروع کرے۔ خیرات کی اچھی نیت
کو پورا کرنے کے لئے ایسے طریقے بھی اختیار اور
پیدا کرنے پڑیں گے جن کی بدولت غریب اور
حاجتمند اپنے پیر پر کھڑے ہو سکیں اور اس
قابل بنا دیئے جائیں کہ خود اپنی محنت سے
عزت کے ساتھ دن بھر کی روزی کما سکیں۔
تجویز ہے کہ اس غرض سے ایک خاص فنڈ
قائم کیا جائے۔

ایک سے دوسرے راجیوں کے درمیان
مال لانے لے جانے والی گاڑیوں پر جو پابندیاں لگی
ہوئی تھیں ان کو ہٹا دینے کے لئے ایک نیشنل
پرمٹ اسکیم مرکزی حکومت کی طرف سے جاری
کی گئی ہے جس کے تحت ہمارے راجیہ کو ۵۰ پرمٹ
دیئے گئے ہیں۔

سرکاری محکموں کے انتظام کو سُدھارنے اور
ان کی کارگذاری کو بہتر بنانے کے لئے کئی قدم
اُٹھائے گئے ہیں مثلاً ڈیسک افسر کا طریقہ، رشو
رشوت کی کارروائیوں کی جلد سے جلد دریافت،
جو عہدیدار اور کرم چاری ۵۰ یا ۵۵ سال سے
اوپر ہو گئے ہوں اور جن کی کارگذاری اچھی نہ رہی
ہو ان کو علیحدہ کر دینا، اختیارات کا مختلف
درجوں میں سونپنا، عوام کی شکایتوں کو سننے کے
لئے افسروں کا مقرر کیا جانا، جہاں جہاں کئی
محکمے وہی کام کر رہے ہوں یا اسے دُہرا رہے ہوں
اس کی اصلاح اور راجیہ یا علاقہ واری سطح پر
جو کارپوریشن ہیں ان کی سرے سے تنظیم۔ ایک
ورکنگ گروپ اس راجیہ سے بھی بنایا گیا ہے کہ
ضلعوں میں جو سرکاری محکمے ہیں ان کا انتظام
ٹھیک سے ہو اور ان میں زیادہ جان ڈالی جائے
اس نوبت پر میں یہ کہنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ
اس سارے کام اور اس کے پورا کرنے میں حکومت
کو اس کے سارے عہدیداروں اور کرم چاریوں
کی پوری پوری مدد ملی ہے۔

ہماری جنتا کے آگے جو کام ہیں اور جن
سمسیاؤں کا اُسے مقابلہ کرنا ہے وہ اتنے
اور اتنے کٹھن ہیں کہ کوئی حکومت ان سے نہ تو
اکیلی نمٹ سکتی ہے اور نہ وہ تبدیلیاں پیدا
کر سکتی ہے جو ضروری ہیں۔ اس لئے حکومت
کی یہ کوشش ہے کہ ان ساری پالیسیوں اور پروگراموں
کو عمل میں لانے میں جنتا کے مختلف طبقوں کو سارے
وقت شریک رکھا جائے۔

"اسٹیٹ پلاننگ اینڈ ڈیولپمنٹ کونسل"
بیس نکاتی پروگرام کے بجالانے کے لئے راجیہ اور ضلع
وار کمیٹیوں، ضلعوں اور تعلقوں کی کوآرڈی نیشن
اور ریویو کی کمیٹیوں، زائد زمین کے فیصلے اور ان کی
تقسیم کی عدالتیں اور "انوسوچت جاتیوں" اور "انوسوچت
جن جاتیوں" کی شکایتوں کی جانچ پڑتال کرنے کی
کمیٹیوں، یہ وہ چند اہم سنگٹھن اور سمیتیاں ہیں
جن میں جنتا کے نمائندوں کو صلاح و مشورے کے
لئے رکھا گیا ہے میں اپنی اور اپنی حکومت کی طرف
سے اس کے سب سدسیوں کا شکریہ ادا کرنا
چاہتا ہوں جو ان سارے کاموں میں اپنے سہیوگ
سے مدد کر رہے ہیں۔

ایمرجنسی کے اعلان کے وقت سے ہر میدان میں تیزی کے ساتھ کام کرنے کا ایک نیا احساس پیدا ہوگیا ہے اور دیش کی کئی اہم سمستیائیں آپس کے سمجھوتے اور سہیوگ کے ساتھ سلجھائے جا رہے ہیں۔ اس کی ایک مثال وہ انتر راجیہ معاہدہ ہے جو گوداوری کے پانی کی تقسیم کے بارے میں طے ہوا ہے۔ مجھے اور میری حکومت کو امید ہے کہ مہاراشٹر اور کرناٹک کی سرحد کا سوال بھی اسی طرح سمجھوتے اور انصاف کے ساتھ طے پا جائے گا۔

مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ اس بجٹ کے اجلاس سے، بجٹ کی تجویزوں کی جانچ پڑتال میں ودھان منڈل کا پہلے سے بھی زیادہ ہاتھ ہوگا۔ مجھے یقین ہے کہ محکمہ کی تجویزوں پر اسٹیمیٹ کمیٹی گہرائی سے نظر ڈالے گی اور حکومت کی اپنے مفید مشوروں سے مدد کرے گی۔

اس سال قانون سازی کا جو پروگرام آپ کے سامنے پیش ہے اس میں یہ مسودے شریک ہیں:

۱۔ مہاراشٹر آب پاشی بل، ۱۹۷۵ء
۲۔ مہاراشٹر بازآبادکاری پراجیکٹ متاثرین اشخاص بل ۱۹۷۵ء
۳۔ اقل ترین اُجرت (مہاراشٹر ترمیم) بل ۱۹۷۵ء
۴۔ بعض تعلیمی ادارہ جات کی جائیداد کے انتظامات محدود مدت تک سنبھالنے سے متعلق بل
۵۔ کارخانوں کے مزدوروں کو بے روزگاری بھتہ ادائیگی (برائے عارضی مدت) سے متعلق مہاراشٹر بل
۶۔ بمبئی انسداد گداگری اور بمبئی پولس (ترمیم) بل
۷۔ مہاراشٹر تنسیخ اور ترمیم بل ۱۹۷۶ء
۸۔ بمبئی شہر (انعامی اور خاص ملکیت) خاتمہ اور مہاراشٹر اراضی محصول ضابطہ ترمیم بل ۱۹۷۶ء
۹۔ بمبئی کورٹ فیس (ترمیم) بل ۱۹۷۶ء
۱۰۔ بل برائے تنظیم نو ہاؤسنگ بورڈ اور دیگر ادارہ جات
۱۱۔ تنظیم نو کارپوریشن، بورڈس اور ادارہ جات بل
۱۲۔ ہندوستانی بجلی ایکٹ ۱۹۱۰ء میں ترمیم کا بل
۱۳۔ مہاراشٹر ضلع پریشد اور پنچایت سمیتی ایکٹ ۱۹۶۱ء میں ترمیم کا بل
۱۴۔ بل برائے ترمیم مہاراشٹر ریاست ٹیکس بابتہ پیشہ، تجارت اور ملازمت ایکٹ ۱۹۷۵ء
۱۵۔ مہاراشٹر جیٹ فنڈ ایکٹ، ۱۹۴۴ء میں مزید ترمیم سے متعلق بل
۱۶۔ بل برائے ترمیم مزید مہاراشٹر خریداری ٹیکس بابت گنّا ایکٹ ۱۹۶۲ء
۱۷۔ ٹیکس قوانین میں ترمیم کا بل
۱۸۔ بمبئی لیبر ویلفیر فنڈ (ترمیم) بل
۱۹۔ بل برائے ترمیم صنعتی تنازعات ایکٹ ۱۹۴۷ء
۲۰۔ تمام کارخانوں اور اداروں میں لازمی گریجویٹی سہولیات بہم پہنچانے سے متعلق بل
۲۱۔ مہاراشٹر کوآپریٹیو سوسائیٹیز ایکٹ ۱۹۶۰ء میں مزید ترمیم کے لئے انضمامی بل
۲۲۔ مہاراشٹر لگان داری قوانین (ترمیم) بل
۲۳۔ بل برائے ترمیم گرام دان ایکٹ، ۱۹۶۵ء
۲۴۔ انڈین پارٹنرشپ (ترمیم) بل
۲۵۔ بل برائے ترمیم بمبئی کھار اراضی ایکٹ، ۱۹۴۸ء

میں نے اپنی اس تقریر میں مختلف میدانوں میں حکومت کی چند اہم پالیسیوں، پروگراموں اور کامیابیوں کا ذکر کیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ودھان منڈل کی بیدار نظر اور اس کے سدسیوں کی رہبری اور سہیوگ سے حکومت کی یہ ساری کوشش ایک نئی رفتار پیدا کرے گی۔

وزیراعظم نے ۲۴ر فروری ۱۹۷۶ء کو ناگپور میں زبردست جلسۂ عام سے خطاب کیا۔

انھوں نے صرف یہ کہاکہ ہم نے مختلف موضوعات پر بات چیت کی۔ اس ملاقات کے بعد دونو باجی اور شریمتی اندرا' دونوں خوش نظر آرہے تھے۔ آچاریہ ونوبا نے کہاکہ گفتگو خیر سگالی کے ماحول میں ہوئی

باڈنار کے ہیلی کوپٹر اڈے پر وزیراعظم کا استقبال کرنیوالوں میں: وزیر تعلیم مسز پربھا راؤ اور گاندھی نیشنل میموریل ٹرسٹ کے صدر نشین شریمن نارائن شامل تھے۔

ہینڈلوم ویورس

ناگپور کے ودربھ کرکٹ ایسوسی ایشن گراؤنڈ پر ہینڈلوم ویورس کے ایک جلسے کو مخاطب کرتے ہوئے شریمتی اندرا گاندھی نے کہاکہ حکومت اپنے ۲۰ نکاتی پروگرام کے ذریعہ ہینڈلوم ویورس سے بہتر سلوک کرنے کی پوری کوشش کرے گی۔ آپ نے کہاکہ ویورس سماج کے بے حد پسماندہ طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں جنھیں بڑی تکلیفیں اٹھانی پڑتی ہیں۔ اس لئے ہیں نے اپنے نئے معاشی پروگرام میں انھیں شامل کرلیا ہے۔

وزیراعلیٰ مہاراشٹر شری شنکر راؤ چوان نے اپنی صدارتی تقریر میں بتایاکہ ریاستی حکومت نے ہینڈلوم ویورس کی مدد کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں انھوں نے کہاکہ پاورلوم پر رنگین ساڑھی کی بنائی کو ممنوع قرار دیا ہے۔

صدر استقبالیہ کمیٹی شری رام ہیڈاؤ نے ویورس کے مسائل کی تشریح کی۔ انھوں نے ویورس کی طرف سے وزیراعظم کو ایک خوبصورت ہینڈلوم کی ساڑی بطور تحفہ پیش کی۔

قومی راج

فوری توجہ کے لئے:

• مراسلت اور ترسیل زر کے وقت "حوالہ نمبر" ضرور تحریر کیجئے، جو آپ کے پتے کی چٹ کے اوپر درج ہوتا ہے۔

شہری صفائی

بیگم علی یاور جنگ' صدر نیشنل سوسائٹی فار کلین سٹیز' نے وزیراعظم کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہاکہ شہروں کی صفائی کا کام ہو رہا ہے لیکن بڑی دھیمی رفتار سے۔

اس پر وزیراعظم نے کہا: دھیمی رفتار سے سہی لیکن ہو تو رہا ہے' دوسری ریاستوں میں وہ بھی نہیں۔

ہندوستانی زبانوں کی ترقی کیلئے زیادہ کوششیں کیجئے

وزیراعظم اندرا گاندھی نے ہندوستانی زبانوں کی ترقی کے لئے خاص طور پر بہت زیادہ کوشش کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔

بمبئی میں خواتین کے ایک جلسے سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے کہاکہ اب بھی "ہمارے ذہنوں" پر انگریزی زبان کا بہت زیادہ اثر ہے۔ جب بھی کوئی مباحثہ، سیمینار یا سمپوزیم ہوتا ہے یہی دانشور اور عالم حضرات انگریزی میں بولنے کو ترجیح دیتے ہیں۔

شریمتی اندرا گاندھی نے کہاکہ یقیناً ایک بین الاقوامی زبان کی حیثیت سے انگریزی کی ایک اہمیت ہے، لیکن ہمیں اپنی زبانیں سیکھنی چاہئیں اور ان کی ترقی کے لئے خاص اور زیادہ کوششیں کرنی چاہئیں ۔۔ اس اجتماع میں شریمتی اندرا گاندھی نے ہندی میں تقریر کی بعد میں مختصر وقت کے لئے انگریزی میں بھی ان لوگوں کے لئے تقریر کی جو شاید ہندی نہ سمجھ سکے ہوں۔

وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان

کے دور اقتدار کا ایک سال

گذشتہ سال ۲۱ فروری کو شری شنکر راؤ چوان نے مہاراشٹر کی وزارت اعلیٰ کا عہدہ سنبھالتے ہوئے آل انڈیا ریڈیو بمبئی کے ذریعہ عوام سے خطاب کیا تھا اور ان کے سامنے "پہلا پالیسی بیان" رکھا تھا۔ جس میں ان مقاصد و ذرائع کا ذکر کیا گیا تھا جو حکومت کو درپیش مقاصد اور نشانات کی تکمیل میں ممد و معاون ثابت ہوں گے۔ امسال ۲۱ فروری کو وزیر اعلیٰ اپنے عہدہ کا ایک سال مکمل کر رہے ہیں۔

ان کے پالیسی بیان کی تکمیل کے لیے حاصل شدہ کامیابیوں کا یہ ایک مختصر جائزہ ہے۔

پالیسی بیان میں وزیر اعلیٰ نے اناج کی پیداوار بڑھانے کے لیے زمین پانی اور انسانی قوت کے پوری طرح استعمال پر زور دیا تھا۔

حکومت ہند کی ہدایت کے مطابق اسٹیٹ لینڈ یوز بورڈ کی تشکیل کی تجویز رکھی گئی ہے تاکہ اناج کی پیداوار میں اضافہ کی خاطر زمین پانی اور انسانی قوت کا پورا پورا استعمال کیا جا سکے۔

سینچائی پروجیکٹوں کے ذریعہ حاصل کردہ پانی کا ۵۰ فیصدی استعمال اناج کی فصل کے لئے کیے جانے کا فیصلہ کیا گیا ہے جس کے نتیجے میں پری پلان پروجیکٹوں کے موجودہ ۱:۳ بلاکس ۱:۴ گنا بلاکس میں بنا دیئے گئے ہیں۔ اس وجہ سے گنا کی کاشت کی اراضی میں ۲۵ فیصد کمی کر دی جائے گی۔ اور بچائے گئے پانی کا استعمال محض اناج کی فصل کے لیے کیا جائے گا۔ اس طرح مہاراشٹر اسٹیٹ فارمنگ کارپوریشن کے گنے کی فصل کے لیے مقررہ علاقوں میں بھی ۲۵ فیصدی کمی کر دی گئی ہے۔ جس کے نتیجے میں ۲۵۳۰۰ ہیکٹر اراضی کا استعمال اناج کی فصل کے لئے کیا جا سکے گا۔

نہروں کے اوپر کے حصوں میں غیر کمانڈ علاقوں کے کاشت کار اپنی اراضی کے قریب سے نہروں کے گذرنے پر بھی آب پاشی کی سہولتوں سے فیضیاب نہیں ہوتے تھے۔ ان کے لئے بارہ ماہی فصلوں کے علاوہ زیر کاشت اراضی کے ۱۰ فیصد حصے میں نہروں کے پانی کے استعمال کی اجازت دیدی گئی۔ فاضل رقبہ اراضی اناج کی فصل کے لیے زیر استعمال لایا جائے گا۔

ہر موضع کے مقررہ زون میں محض ایک ہی قسم کی جواری کی کاشت کرنے کا زونل طریقہ جاری کیا گیا۔

خریف کی پیداوار میں اضافہ

خریف میں اناج کے مقررہ ۵۶ لاکھ ٹن کے نشانے کے بجائے ۶۳ لاکھ ٹن اناج کے پیدا ہونے کی امید ہے۔ پھپھوندی لگنے پر بوئی گئی جوار کے امکانی نقصان کو دور کرنے کی خاطر سال برائے ۷۶-۱۹۷۵ء میں ربیع فصل کے لیے ۶۰ پائلٹ پروجیکٹ جاری کئے گئے اور ۳۰,۰۰۰ ہیکٹر اراضی زیر کاشت لائی گئی۔ مہاراشٹر ایگرو انڈسٹریز ڈیولپمنٹ کارپوریشن کے ذریعہ آلات اراضی پروجیکٹوں کے مقامات پر پہنچائے گئے۔ نیز خاص طور پر کوآپریٹیو کریڈٹ بھی جاری کیے گئے۔ اناج کی فصل کے تحفظ کی خاطر کیڑا مار مہم شروع کی گئی۔

اعلیٰ اقسام کے اناج

مخلوط اور اعلیٰ اقسام کے دھان، جوار گیہوں اور مکئی کھاد کے استعمال سے علاقائی اناج کی قسموں سے ۱½ سے ۲ گنا زائد پیدا ہوتے ہیں۔ یہ تمام مخلوط اعلیٰ اقسام کے اناج زیادہ سے زیادہ اراضی میں بوئے گئے۔ ۷۶-۱۹۷۵ء میں ۱۶/۹ لاکھ ہیکٹر اراضی پر خریف میں یہ فصلیں بوئی گئیں جبکہ ۷۵-۱۹۷۴ء میں ۱۷/۴ ہیکٹر اراضی زیر کاشت لائی گئی تھی۔ ربیع فصل میں ۲۷/۹۶ لاکھ ہیکٹر اراضی پر اعلیٰ اقسام کے اناج بوئے گئے۔ جب کہ ۷۵-۱۹۷۴ء میں ربیع فصل میں ۱۸/۵۹ ہیکٹر اراضی زیر کاشت لائی گئی تھی۔ آلات اراضی یعنی بیج کھاد، کیڑا مار دوا وغیرہ کاشت کاروں کو مناسب وقت پر ٹھیک طریقے سے فراہم کئے گئے۔

فراہم سینچائی پانی کے خاطر خواہ استعمال

کے لئے اور فی ہیکٹر پیداوار میں اضافہ کے مدنظر ۳، گیہوں کے پائلٹ پروجیکٹ اور ۱۴ دھان کے پائلٹ پروجیکٹ (ہر پروجیکٹ ۲۰۰ سے ۴۰۰ ہیکٹر اراضی پر مشتمل ہے۔) شروع کیے گئے تمام آلات اراضی کا اسٹاک تقسیم کے لیے وقت مقررہ پر تیار رکھا گیا۔ پائلٹ پروجیکٹوں کا حوصلہ افزا نتیجہ نکلا۔

گیہوں کی فصلوں کے ۲۰ کوئنٹل فی ہیکٹر اراضی بڑھ جانے کی امید ہے۔

اجارہ داری کپاس اسکیم

اجارہ داری کپاس خریداری اسکیم پر عملدرآمد کیا گیا۔ یہ اسکیم کپاس کے کاشت کاروں کو معاوضہ کی ضمانت دیتی ہے۔ کپاس کاشت کاروں کے نمائندوں کی ایک میٹنگ میں اس اسکیم پر عملدرآمد کرنے کی مشکلات کو ان کے سامنے پیش کیا گیا۔ اور ان کے بھرپور تعاون کے یقین دہانی پر اس بات کا بھی فیصلہ کیا گیا کہ اس اسکیم کو جاری رکھا جائے گا۔ اس اسکیم کے تحت ۲۹۰ کروڑ روپے پیشگی رقم میں سے ۲۰۵ کروڑ روپے ادا کردی گئی ہے۔ اس کے علاوہ ڈپازٹ ہولڈران کو دیے جانے والے تمام وعدوں کو پورا کرنے کے لیے اقدام کئے گئے۔

عام نظام تقسیم کا سدھار

غذائی پیداوار کے ساتھ ساتھ عام نظام تقسیم میں سدھار بھی ضروری ہے۔ اناج کی حصول یابی کافی اطمینان بخش رہی۔ ۲۴ جنوری تک اناج کی حصولی اس طرح ہے۔

دھان ۱۰۶۳۱۰۵ ٹن جوار ۱۸۱۹۰۶ ٹن، باجرہ ۸۳۳۱ ٹن، گیہوں (ربیع) ۲۴۳۲۴۵ ٹن۔ حکومت نے بوگس راشن کارڈوں کے خاتمے کے لیے زبردست مہم شروع کی۔ چنانچہ دسمبر ۱۹۷۵ء تک تقریباً ۷ لاکھ یونٹوں کا خاتمہ کیا گیا۔

مناسب دام کی دوکانوں کے ذریعہ ۱۲ کلو اناج ۲ یونٹ کارڈ رکھنے والوں کو بمبئی راشننگ علاقے میں فراہم کیا گیا۔ ۱۰ کیلو دیگر کارپوریشنوں کے علاقوں میں بشمول اورنگ آباد اور اچل کرنجی اور ریاست کے تمام دیگر علاقوں میں ۹ کیلو اناج ۲ یونٹ کارڈ رکھنے والوں کو فراہم کیا گیا۔

کلکٹران کو ہدایت کی گئی ہے کہ ضمانت روزگار اسکیم کے تحت آب پاشی پروجیکٹوں اور دیگر اسکیموں کے ملازمین کے لئے اگر ضروری ہو تو ۱ کلو مخلوط جوار فی بالغ فی ماہ مقررہ کوٹہ کے علاوہ دی جائے۔

آب پاشی

وزیر اعلیٰ کے پالیسی بیان میں آبپاشی پر خاص طور سے زور دیا گیا تھا۔ بھارت میں ۲۳ فیصد اراضی پر سینچائی کی گئی ہے اس کے مقابلے میں مہاراشٹر میں محض ۵ء۸ فی صد اراضی زیر آب پاشی لائی گئی ہے۔ اس کی وجہ قدرتی رکاوٹیں مثلاً بارہ ماہی ندیوں کی کمی، مانسون اور جغرافیائی خصوصیات ہیں۔

۵ اعلیٰ اور ۸، درمیانی آب پاشی کے کام پنج سالہ منصوبے کے دوران مکمل کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ ۲۲ اعلیٰ اور ۳۴ درمیانی آب پاشی کے کام تیز رفتاری سے جاری ہیں۔

علاوہ ازیں ریاستی اور مقامی سیکٹروں میں کئی چھوٹے آب پاشی کے کام مکمل کئے جاچکے ہیں۔ ۲۰ نکاتی پروگرام کی عمل آوری کے تحت مہاراشٹر نے ۱۷۰۸۰ ہیکٹر اراضی پر سینچائی کرنے کا نشانہ مقرر کیا ہے یہ نشانہ جون ۱۹۷۶ء کے ریاستی ۱۱۵۲۴۰ ہیکٹر اراضی پر سینچائی کرنے کے نشانے کے علاوہ ہے۔

پلاننگ کمیشن کے پروگرام مشیر کے صلاح دمشورے سے رواں سال کے لیے ریاست کے سینچائی پروگرام پر ناقدانہ نظر ڈالی گئی چنانچہ پروجیکٹوں کے تخمینہ مصارف ۱۱۱٫۱۹ کروڑ روپے تک بڑھانے کی تجویز ہے: تاکہ ۱۷٫۸۰۰ ہیکٹر کی مزید گنجائش نکل آئے۔ (کھاڑی سے ۲۴۰۰ ہیکٹر اور جائیک واڑی مرحلہ نمبر ۱ سے ۱۴۸۰۰ ہیکٹر) جو کہ جون ۱۹۷۶ء کے مقررہ نشانے ۱۱۵۲۴۰ کے علاوہ ہوگی۔

پانچ پروجیکٹوں یعنی وردھا کا بالائی علاقہ گنگا، داگھور، اشتاپوری لفٹ اور مالدیوی کو ۱۹۷۶۔۷۷ء کے منصوبے میں شامل کرنے کی تجویز رکھی گئی ہے۔ سرکار کی کوششوں کی بنا پر جائیک واڑی نمبر ۱ اور نمبر ۲ اور بھیما پروجیکٹ مہاراشٹر کے اعلیٰ سینچائی پروجیکٹوں کی فہرست میں آئی۔ ڈی۔ اے۔ کے غور وخوض کے لیے شامل کر دیے گئے ہیں۔

گوداوری معاہدہ

۱۹ دسمبر ۱۹۷۵ء کو نئی دہلی میں مرکزی وزارت زراعت وآب پاشی کی میٹنگ میں گوداوری معاہدہ ہوا جس کی رو سے پانچ ریاستوں، یعنی آندھرا پردیش، مدھیہ پردیش کرناٹک اڑیسہ اور مہاراشٹر کے مابین گوداوری کے پانی کا تصفیہ کیا گیا۔ اس معاہدے کے نتیجے میں مہاراشٹر گوداوری ندی کے پیٹھن بندھ اور پورنا ندی کے سدھیشور بندھ تک تمام پانی استعمال کرسکتا ہے۔ نظام ساگر کے اوپر منجرا سب سیکشن میں مہاراشٹر نئے پروجیکٹوں کے لیے ۲۲ ٹی ایم سی پانی استعمال کرسکتا ہے۔ پوچم پڑ بندھ نمبر کے پہلے گوداوری کے زیریں حصے میں ۶۰۰ ٹی ایم سی پانی نئے پروجیکٹوں

کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

کلم واڑی پروجیکٹ

ضلع کولہاپور میں کلم واڑی پروجیکٹ کے لیے پانی کا تعین کرنے کا مسئلہ بھی حل کر دیا گیا۔ ۱۶ر جنوری ۱۹۷۶ء کو کولہاپور کے عام جلسے کو خطاب کرتے ہوئے وزیر اعلیٰ نے اعلان کیا کہ کلم واڑی پروجیکٹ ۲۷ سے ۲۸ ٹی ایم سی کا ہوگا۔

پانی کا کارآمد استعمال

مزید اراضی زیر آب لانے کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ اس کا کارآمد استعمال کیا جائے۔ اور زراعت کے لیے اس کا زیادہ سے زیادہ استعمال کیا جا سکے۔

پالیسی بیان میں خاص طور پر اس نکتہ پر زور دیا گیا۔ چناں چہ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے ریاست میں دس اعلیٰ سینچائی پروجیکٹوں پورنا اور جائیک واڑی پروجیکٹ مرحلہ نمبر ۱، گھوڑ اور بھیما دبشمول پورنا کمانڈ ایریا، گرنا اور تاپی مرحلہ نمبر ۱، باگھ اتیادوہ، بینج اور کرشنا کے لیے پانچ کمانڈ ایریا اتھارٹیز تشکیل دی گئیں۔ کمانڈ ایریا میں رابطہ و امداد باہمی محکموں اور زراعتی یونیورسٹیوں نیز سی اے ڈی اے پروجیکٹوں کے کمانڈ کے کاشت کاروں کے شمولیت و تعاون کی بنا پر سینچائی کی سہولتوں کو زیادہ سے زیادہ استعمال میں لایا گیا۔ ۷۶-۱۹۷۵ء میں پورنا میں گرنا، گھوڑ، باگ اور اتیادوہ سے ۶۶ فیصد سینچائی کی گنجائش نکل آئے گی۔

جائیک واڑی پروجیکٹ سے ۲۴۰۰۰ ہیکٹر اراضی کے ۹۰ فیصد حصے پر سینچائی کی جا چکی ہے۔ پانی کے کارآمد استعمال کی بنا پر ۷۶-۱۹۷۵ء میں ۴۵۹۵۳ ہیکٹر اراضی زیر سینچائی لانے کی امید ہے۔

قومی راج

کاشت کاروں کو سینچائی کی تمام سہولتیں میسر ہوں اس سلسلے میں کمانڈ ایریا میں اراضی کاموں کو زور شور سے شروع کیا گیا ہے یکم اپریل سے ۳۱ر دسمبر ۱۹۷۵ء تک سی اے ڈی اے پروجیکٹوں کے کمانڈ میں ۷۷۱۸ اور پانی راستے تعمیر کیے گئے۔ اور ۱۲۳۴۸ ہیکٹر اراضی پر نہریں نکالی گئیں۔

تیزی سے بجلی کی پیداوار

دسمبر ۱۹۷۵ء میں بجلی کی ناقابل اطمینان حالت کے تحت ۱۶ر دسمبر ۱۹۷۵ء کو بجلی کے استعمال پر پابندی عائد کرنی پڑی۔ ۲۴ر جنوری ۱۹۷۶ء سے بجلی کے استعمال پر کچھ رعایتیں دی گئیں۔ تھرمل اور ہائیڈرو پروجیکٹوں کی رفتار تیز کر دی گئی۔ کوراڈی مرحلہ نمبر ا سیٹ ۲ سے ۱۲۰ میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کی گنجائش مارچ ۱۹۷۵ء میں حاصل کرنا شروع ہو گئی تھی۔ مرحلہ ۲ سیٹ ۳ سے فروری مارچ ۱۹۷۶ء میں ۱۱۰ میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کی گنجائش ہے۔ اس طرح سیٹ ۲ سے مارچ اپریل میں بجلی پیدا کرنے کی گنجائش ہے۔ ہائیڈرو پاور کے معاملے میں مارچ ۱۹۷۵ء سے ۹ میگاواٹ بجلی پیدا ہو رہی ہے۔ مارچ ۱۹۷۶ء اور جولائی ۱۹۷۶ء میں ویترنا اور بھاٹ نگر سے بالترتیب ۶۰ میگاواٹ اور ۱۶ میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کی گنجائش نکل آئے گی۔

کوئنا مرحلہ ۳ سیٹ ۱ (۸۰ میگاواٹ) و سیٹ نمبر ۳ (۸۰ میگاواٹ) سے بالترتیب جولائی ۱۹۷۵ء اور جنوری ۱۹۷۶ء سے بجلی پیدا کی جا رہی ہے۔ نصب سیٹ نمبر ۳ اور ۴ میں سے ہر ایک سے بالترتیب مارچ ۱۹۷۶ء اور ستمبر ۱۹۷۶ء سے ۸۰ میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کی گنجائش نکل آئے گی۔

تعلیم یافتہ بے روزگاروں کیلئے ترقی روزگار اسکیم

پالیسی بیان میں تعلیم یافتہ بیروزگاروں کے لیے ترقی روزگار پروگرام پر زور دیا گیا تھا اس سلسلے میں یکم مارچ ۱۹۷۵ء سے ۱۲ر فروری ۱۹۷۶ء تک ابتدائی فنڈ کی حیثیت سے ۴۰۰ یونٹوں کو ۱ر۴ کروڑ روپے کی امداد بہم پہنچائی گئی۔

ابتدائی فنڈ کے تحت تعلیم یافتہ بیروزگاروں کو ۵ فیصد سرمایہ بذات خود دینا ہوگا۔ بقیہ ۱۰ فیصد ابتدائی فنڈ سے اور ۸۵ فیصد قومیائے گئے بنکوں سے دیا جائے گا۔

اس ایک سال کے عرصے میں صنعتی تنازعات میں زبردست کمی واقع ہوئی ہے۔ چھٹنی اور لے آف وغیرہ کے واقعات بھی کم ہوئے ہیں۔ جون ۱۹۷۵ء میں ۵۰ یونٹوں میں چھٹنی اور لے آف کے واقعات ہوئے تھے جس میں ۴۸۰ افراد کو ملازمت سے برطرف کر دیا گیا تھا۔ نومبر ۱۹۷۵ء میں محض ۴ یونٹوں کے ۹۹ ملازمین چھٹنی کے واقعات سے متاثر ہوئے تھے اس طرح جون ۱۹۷۵ء میں ۲۸۳ یونٹوں میں ۳۶۰۷۸ ملازمین لے آف سے متاثر ہوئے تھے جبکہ نومبر ۱۹۷۵ء میں ۸۰ یونٹوں کے ۴۵۰۴ ملازمین لے آف سے متاثر ہوئے۔

۱۹ر دسمبر ۱۹۷۵ء تک محض ۵ ہڑتالیں ہوئیں جس میں ۵۲۳ ملازمین شامل تھے۔ اور لے آف کے ۱۲ واقعات میں ۲۰۷۰ ملازمین شامل تھے۔

بمبئی شہر میں خاص طور پر نظر

پالیسی بیان میں بمبئی کے ترقیاتی کاموں کا خاص طور پر حوالہ دیا گیا تھا۔

ریاستی حکومت نے یہ فیصلہ کیا
کہ حکومت ہند کی جانب سے بمبئی میٹروپولیٹن
ریجن کے ترقیاتی کاموں کے لیے مقرر کردہ
اعلیٰ سطح کمیٹی کی رپورٹ کی بنیادوں پر مستقبل
میں اس علاقے کے ترقی کے کام شروع
کیے جائیں گے۔

بمبئی میں پنچسالہ منصوبہ کے دوران
پانی فراہمی اور گندے پانی کے نکاس کی اسکیم
کے تحت ۱۷۰ کروڑ روپے خرچ کیے جائیں
گے۔ اس کے علاوہ پنج سالہ منصوبے کے
دوران ۲۶ کروڑ روپے بمبئی میٹروپولیٹن ریجن
میں سڑک پروگرام کے لیے خرچ کئے جائیں
گے۔ سڈکو (۷۶-۱۹۷۵) کے ذریعہ بمبئی کے
کئی ترقیاتی کاموں کا بیڑا اٹھایا گیا ہے۔

جاریہ سال کے دوران اخراجات کا تخمینہ
۱۵ کروڑ روپے ہے۔ بیک بے ریکلیمیشن پر
چارلس کوریا کمیٹی نے اپنی رپورٹ پیش کر
دی ہے۔ عوام کی جانب سے تجاویز و اعتراضات
حاصل کرنے کے لیے رپورٹ جلد ہی شائع
کردی جائے گی۔

حکومت نے جھونپڑ پٹی کے سدھار
کام کیلئے ۷۶-۱۹۷۵ء میں ایک کروڑ روپے
رقم کی گنجائش رکھی۔ اب اس رقم کے
علاوہ ۲٫۵۰ کروڑ روپے کی رقم بھی دینے کا
فیصلہ کیا گیا ہے۔ جھونپڑ پٹی میں مردم شماری
کام حال ہی میں مکمل ہوا ہے۔

بمبئی کی شکستہ و مخدوش عمارتوں
کی مرمت کا کام بھی ریپیر بورڈ موثر طریقے
سے انجام دے رہا ہے۔ ۳۸۰۷ عمارتوں کو
فوری مرمت کی ضرورت تھی۔ ان میں سے
۲۸۶۴ عمارتوں کی مرمت کا کام شروع کیا
جاچکا ہے اور ۲۵۲۴ بلڈنگوں کی مرمت کی
جاچکی ہے۔ نو عمارتیں جن کی مرمت نہیں کی جاسکتی تھی
گرادی گئیں جس میں سے ایک عمارت
کی مرمت کا کام جو کہ ۱۴۰ کرایہ داروں پر
مشتمل ہے۔ ۱۰ ماہ کی مدت میں مکمل کیا
گیا اور نومبر میں وزیر اعلیٰ نے افتتاح کیا۔

مزید ۳۶ عمارتیں زیر مرمت ہیں۔ بمبئی
علاقے میں عمارتوں کی گنتی کا کام ۲۰ فروری سے
شروع کردیا گیا۔

ضمانت روزگار اسکیم

اس اسکیم کا مقصد دیہی علاقے میں
بے روزگاروں کے لیے جو محنت کے کام
کرنے کے لیے راضی ہوں ان کے لیے
روزی مہیا کرنا ہے۔ پالیسی بیان میں دیہی
علاقوں کے بے روزگار افراد کو روزگار مہیا
کرنے کی یقین دہانی کی گئی تھی اس لیے اس
سلسلے میں پلاننگ، آرگنائزیشن، آپریشن
انسپکشن، سپرویژن وغیرہ سے متعلق نئے
احکامات مارچ میں ایک میٹنگ کے دوران
جاری کر دیے گئے ہیں۔ بجٹ میں ۲۵ کروڑ
روپے کی گنجائش اس کے لیے رکھی گئی تھی
لیکن دسمبر ۱۹۷۵ء میں ۱۸ کروڑ روپے اس
اسکیم کے تحت خرچ ہوئے۔ اکتوبر ۷۵ء
تک ۱۸۰۰۰ کام اس اسکیم کے تحت ختم کیے
گئے۔

شہری ماحول

شہری ماحول کے سدھار کے لیے
موثر اقدام کیے گئے۔ مہاراشٹر شہری علاقہ
جنگلات کا تحفظ ایکٹ ۱۹۷۵ء پاس کیا
گیا۔ اور تمام میونسپل کارپوریشن علاقوں اور
تمام اے۔ بی کلاس میونسپل کونسلوں میں
اس کا نفاذ کیا گیا۔

خاندانی منصوبہ بندی کے نشانے کو پار کرلیا گیا۔

خاندانی منصوبہ بندی کی اہمیت کو مدنظر
رکھتے ہوئے مہاراشٹر میں زبردست
مہم چلائی گئی۔ وزیر اعلیٰ نے یہ بھی تجویز رکھی
کہ خاندانی منصوبہ بندی مہم کو ۲۰ نکاتی
پروگرام کے ساتھ ساتھ ۲۱ واں نکتہ بن
کر چلنا چاہیے۔

مہاراشٹر کے ۷۶-۱۹۷۵ء کے
خاندانی منصوبہ کے مقررہ ۳۱۸۳۰۰ نشانہ
کو پار کر لیا گیا۔ اور جنوری تک نس بندی
کے ۳۳۴۴۰۰ آپریشن کیے گئے۔ ریاستی
سرکار نے اپنی جانب سے ۷۶-۱۹۷۵ء
کے لیے ۲۳ر۵ لاکھ خاندانی منصوبہ بندی
آپریشن کا نشانہ مقرر کیا ہے۔

گداگروں کا مسئلہ حل

گداگروں کی بڑھتی ہوئی آبادی نہ صرف
بمبئی کے شہریوں کے لیے وبال جان بنی ہوئی
ہے۔ بلکہ شہر کے سیاحتی نکتۂ نظر سے
بھی ایک اہم مسئلہ بنی ہوئی ہے۔ وزیر اعلیٰ
نے امتناع گداگری پروگرام کی پہل کی اور اس
سلسلے میں کئی اقدام کیے گئے۔ جس کے تحت
تن درست بھکاریوں کو کام پر لگایا جائے گا
گداگر بچوں کو ریمانڈ ہوم میں رکھا جائے گا
اور کوڑھیوں و معذور بھکاریوں کی دیکھ بھال
کا انتظام سرکاری اداروں اور رضاکار اداروں
کے ذریعہ کیا جائے گا۔

قبائلیوں کا سدھار

ریاست میں قبائلیوں کا تناسب اچھا خاصہ ہے۔ ان کے سماجی اور معاشی سدھار کے لیے بھی اقدام کیے گئے۔ ۱۳۰ کروڑ روپیے کی گنجائش ادیباسیوں کے سدھار کے لیے آئندہ پنج سالہ پروگرام میں نکالی گئی ہے اور یہ رقم ادیباسیوں پر مشتمل علاقوں میں مثلاً دھولیہ، ناسک، تھانے، احمد نگر، پونے، قولابہ، ناگپور، بھنڈارہ، چندر پور، ایوت محل، امراوتی اور ناندیڑ میں ادیباسیوں کے سدھار کے کاموں پر صرف کی جائے گی۔

بے زمین اشخاص کے لیے مکان کی جگہ

پالیسی بیان میں بے زمین اشخاص کے لیے مکانات کی جگہ پر زور دیا گیا تھا جس کے نتیجے میں ۳۶۱۱۸۳ مستحق افراد میں سے ۱۵۴،۷۹ افراد کو دسمبر ۱۹۷۵ء تک اراضی دیدی گئی — ۲۵۲۵۴ جھونپڑے تعمیر کیے جاچکے ہیں ان جھونپڑوں میں سے ۴۲ فیصد جھونپڑے مندرج جاتیوں اور قبیلوں کے افراد میں تقسیم کر دیے گئے ہیں۔ جون ۱۹۷۵ء سے مارچ ۱۹۷۶ء تک ایک لاکھ جھونپڑوں کی تعمیر کا نشانہ رکھا گیا ہے۔ جس میں تقریباً ۲۵۰۰۰ جھونپڑے جنوری ۱۹۷۶ء کے اختتام تک تعمیر کیے جا چکے ہیں۔

انتظامیہ میں سدھار

افسر اور فیلڈ سسٹم جاری کیا گیا جس کے تحت کئی وزراء سیکریٹریٹ کے مختلف منزلوں پر منتقل کیے گئے تاکہ وہ اپنے محکمے کے افسران سے براہ راست رابطہ قائم رکھ سکیں۔

کام میں مہارت نہ رکھنے والے افسران کے لیے ریٹائرمنٹ کو لازمی قرار دیا گیا۔ پسماندہ طبقات کے افراد کو سرکاری ملازمتوں میں تقرری کے لیے راہیں فراہم کی گئیں۔ ایک مخصوص سیل (CELL) قائم کیا گیا۔ ریاست میں ۱۷۳ افسران پسماندہ طبقات کے افراد کی سرکاری ملازمتوں میں تقرری کے سلسلے میں مقرر کیے گئے۔

عوام کی مشکلات کو سننے اور حل کرنے کی خاطر پبلک گریونس افسران کا اضلاع میں تقرر کیا گیا۔

اردو اکادمی

ریاست میں اردو زبان بولنے والوں کی تعداد کافی زیادہ ہے۔ لہٰذا پالیسی بیان میں وزیر اعلیٰ نے ان کے ساتھ منصفانہ رویہ برتنے کی یقین دہانی کی تھی۔ اس کو عملی جامہ پہنانے کی خاطر مہاراشٹر اردو اکادمی کا قیام عمل میں لایا گیا۔ تاکہ اس زبان کے ادیبوں کی حوصلہ افزائی کی جاسکے۔ اور قومی یک جہتی کے لیے اردو اور مراٹھی ادیبوں کے درمیان ربط و تعلق پیدا کیا جائے۔ مزید برآں لسانی و مذہبی اقلیتی فرقوں کے تحفظ کے لیے لسانی و مذہبی اقلیتی کمیٹی وزیر اعلیٰ کے زیر صدارت قائم کی تھی۔

چھوٹی بچت مہم

چھوٹی بچت مہم کو مقبول بنانے کے لیے جو کہ عام آدمی کی زندگی میں اہم مقام رکھتی ہے بشمول سرکاری اور غیر سرکاری ایجنٹوں کی حوصلہ افزائی کے لیے اس مد پر اکٹھا کی گئی رقم پر مخصوص بونس دینے کا بھی فیصلہ کیا گیا۔ اس طرح کی حوصلہ افزائی کے اقدامات مہیلا پردھان شیتر بہ بچت یوجنا کے ایجنٹوں کے لیے بھی کیے گئے۔ شہری علاقوں کی بجائے اس مہم کو دیہی علاقوں میں مقبول بنانے پر زور دیا گیا۔

ریاستی منصوبوں کی عمل آوری کے لیے لاٹری کے ذریعہ کافی رقم حاصل کی جاتی ہے۔ ۷۶-۱۹۷۵ء میں لاٹری کے ذریعے ۱۲۱۰ کروڑ روپے کی آمدنی ہوئی۔ جب کہ ۷۵-۱۹۷۴ء میں یہ آمدنی ۲۲۰۲ کروڑ روپے تھی۔

ریاست مہاراشٹر کی نو تشکیل یافتہ کابینہ

شری ایس بی چوان وزیر اعلیٰ کی زیر قیادت نئی ریاستی کابینہ ۳۱ اراکین پر دبشمول وزیر اعلیٰ) مشتمل ہے۔ جن میں ۱۴ کابینی وزراء ۱۲ وزرائے مملکت اور پانچ نائب وزراء ہیں۔ ۲۷ر فروری ۷۶ء کو گورنر مہاراشٹر شری علی یاور جنگ نے نئے وزراء سے حلف اٹھوایا۔ وزیروں کے نام اور ان کے محکمے حسب ذیل ہیں۔

این۔ ایم، ترڑکے

صنعت اور امور قانون سازی

شری ایس بی چوان، وزیر اعلیٰ

جنرل ایڈمنسٹریشن، داخلہ، منصوبہ بندی، انفارمیشن اور پبلسٹی۔

ڈاکٹر رفیق زکریا

محصول، شہری ترقیات، سیاحت، اوقاف اور پروٹوکول۔

شری وائی بے، موہیتے

مالیات اور چھوٹی بچت

شریمتی پرتبھا ڈی پاٹل

شراب بندی، بازآبادکاری، اور ثقافتی امور

شری ایس بی پاٹل

محنت امداد باہمی اور اکاموڈیشن کنٹرول

شری ایس اے سونکے

پبلک ورکس، تعمیر مکانات، جانوروں کی دیکھ بھال اور ڈیری ترقیات

ایس جی پوار

زراعت، کمان علاقہ ترقیات اور کھار اراضی

شری آر جے دیوتلے

جنگلات اور انرجی

شری رتن اپا بی کمبھار

خوراک اور شہری رسد

شریمتی پربھا راؤ

تعلیم، یوتھ سروسیز اور اسپورٹس

شری بی جے کھٹال
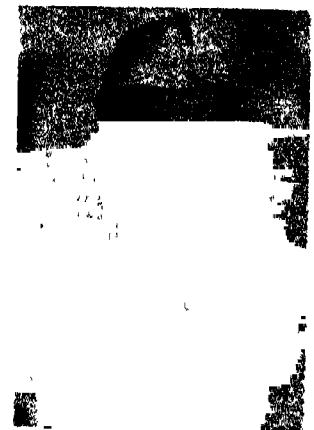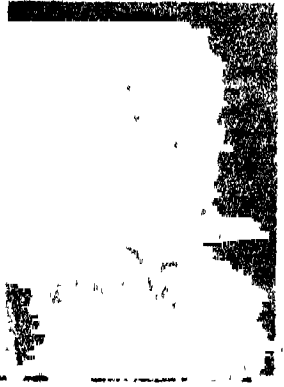
قانون و عدلیہ اور آب پاشی
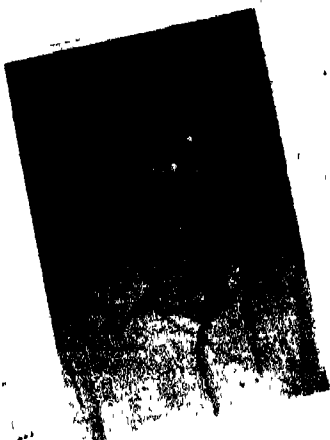
شری کے ایم پاٹل

صحت عامہ اور دیہی ترقیات

شری اے ایس کستورے

سماجی بھلائی ٹرانسپورٹ، جیل اور مہاراشٹر اسٹیٹ روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن

وزرائے مملکت

۱. شری پی، کے سکنٹے
ہاؤسنگ اور پبلک ورکس

۲. بو، این، گائیکواڑ
دیہی ترقیات اور صنعت

۳. شری آر، پی، ولوی
امور داخلہ اور جنگلات

۴. شری آر ایم، پانڈے
محنت، سیاحت، ٹرانسپورٹ اور جیل

۵. شری ایس ایس شنڈے
سماجی بھلائی، ثقافتی امور، اسپورٹس اور یوتھ سروسز
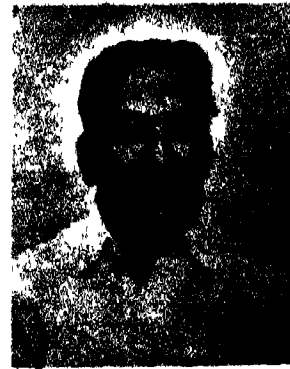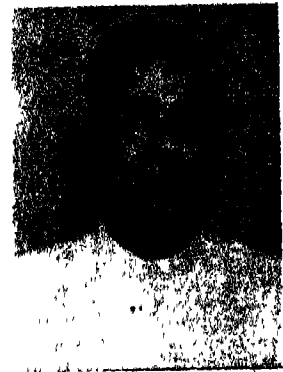
۶. شری این ایس سپکال
زراعت، کمان ایریا ترقیات

۷. شری جلیش دیسائی
شہری ترقیات، شہری کارسد اور مہاراشٹر اسٹیٹ روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن

۸. ڈاکٹر جے لیون ڈیسوزا
صحت عامہ اور پروٹوکول

۹. شری آر، وی، بیت
امداد باہمی

۱۰۔ شری وی جی پربھوگاؤنکر
مالیات اور چھوٹی بچت منصوبہ بندی اور ماہی گیری

۱۱۔ شری شام راؤ کدم
آبپاشی، انرجی، انفارمیشن اور پبلسٹی

۱۲۔ شری سنگرام سوریہ ونشی (ٹیکنیکل)
تعلیم، محصول اور بازآبادکاری
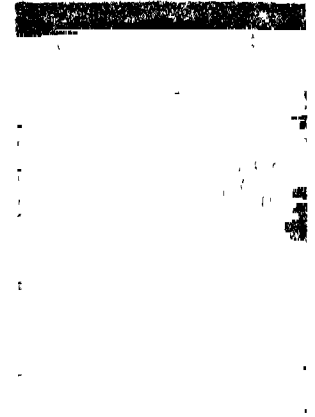
نائب وزراء

۱۔ شری بابوراؤ کالے
امور داخلہ، ٹرانسپورٹ اور لیجسلیٹیو امور

۲۔ شری شیوراج پاٹل
قانون و عدلیہ آب پاشی (چھوٹی آب پاشی کے سوا)
اور پروٹوکول۔
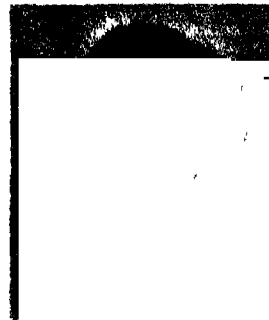
۳۔ شری ایس جی ... دلیپ
چھوٹی آب پاشی، جانوروں کا دیکھ بھال، بندرگاہ
اور کھار اراضی اور ڈیری ڈیولپمنٹ

۴۔ شری اے ایچ ہمدانی
زراعت اور اوقاف

۵۔ شری ڈی، ڈی چوان
جنگلات اور جیل۔

گورنر مہاراشٹر شری علی یاور جنگ نے ۲۶ فروری ۷۶ء کو نئے وزراء سے راج بھون میں حلف اٹھوایا۔ یہ اس موقع کی تصویر ہے جس میں ارجن راؤ کستورے حلف لیتے ہوئے اور وزیر اعلیٰ شری ایس بی چوان بھی نظر آرہے ہیں۔

شری ارجن راؤ کستورے:

وزیر برائے سماجی بہبود، ٹرانسپورٹ اور جیل' اور مہاراشٹر اسٹیٹ روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن

آپ ۱۲ مارچ ۱۹۳۴ء کو سوانا، تعلقہ چکھالی، ضلع بلڈانہ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ۱۹۵۲ء میں گورنمنٹ ہائی اسکول' بلڈانہ سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۵۶ء میں بی۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔ گریجوئیشن کے بعد ۱۹۵۶ء سے ۱۹۶۰ء تک ملند ودیالیہ' اورنگ آباد میں بحیثیت اسسٹنٹ ٹیچر کام کیا۔ ۱۹۵۹ء میں قانون میں ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۶۰ء میں 'بار' میں پریکٹس شروع کی۔ ۱۹۶۵ء میں بلڈانہ میں اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ پلیڈر اور اسسٹنٹ پبلک پروزیکیوٹر مقرر ہوئے۔ آپ نے ہمیشہ سماجی اور تعلیمی سرگرمیوں میں بڑی دلچسپی لی۔ آپ ۱۹۶۳ء میں ہریجن اسٹوڈنٹس ہوسٹل بلڈانہ کی گورننگ باڈی کے ممبر بنے نیز ۱۹۶۵ء سے اس سوسائٹی کے سکریٹری ہیں۔

آپ ۱۹۶۷ء میں اور پھر ۱۹۷۱ء میں کھام گاؤں حلقہ سے لوک سبھا کے ممبر منتخب ہوئے۔

شری کستورے نے اپنے پارلیمانی دور میں متعدد کمیٹیوں میں کام کیا۔ جن میں سے چند یہ ہیں: پارلیمنٹری کمیٹی آن سب۔ آرڈینیٹ لیجسلیشن پارلیمانی کمیٹی برائے بہبودیٔ مندرج جاتی اور مندرج قبائل، ریلوے کنونیشن کمیٹی، کمیٹی برائے حدبندی حلقہ جات، دستور ترمیم بل ۳۲ (اینٹی ڈیفیکشن بل) کی جائنٹ سیلیکٹ کمیٹی، لوک سبھا کی ہاؤس کمیٹی، ایوان میں پیش شدہ قرطاس سے متعلق پارلیمانی کمیٹی، اٹومک انرجی صلاح کار کمیٹی، ٹرانسپورٹ اور شپنگ کمیٹی، ناگپور یونیورسٹی سینٹ، مہاراشٹر اسٹیٹ نہرو یوتھ سینٹر کمیٹی، سینٹرل الیکٹریسٹی صلاح کار کونسل، سینٹرل ریلوے صلاح کار کمیٹی، کانگریس پارٹی اسٹینڈنگ کمیٹی برائے قانون اور عدلیہ۔

آپ لوک سبھا میں مہاراشٹر اسٹیٹ کانگریس پارٹی کے کنوینر تھے۔

پنجاب میں صدر راج کے زمانے میں آپ حکومت پنجاب کی صلاح کار کونسل کے رکن تھے۔

آپ شکشن پرسارک منڈل اور ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر ودیالیہ، سوانا کے صدر ہیں۔

شری آر۔ وی بیت۔

وزیر مملکت برائے امداد باہمی:

۱۶ ستمبر ۱۹۱۵ء کو سولاپور میں ایک بُنکر گھرانہ میں جنم لیا۔ آپ بی۔ اے، ایل ایل۔ بی۔ ہیں۔

پونے میں جب کالج میں زیر تعلیم تھے تو تحریک آزادی میں حصّہ لیا۔ پیشہ وکالت کے ساتھ ساتھ امداد باہمی تحریک سے وابستہ رہے اور سولاپور میں کئی ہینڈلوم کوآپریٹیو سوسائٹیاں قائم کیں۔ کُل ہند سطح پر ہتھ کرگھا بُنکروں کے مسائل حل کرنے میں آپ کی رائے مستند مانی جاتی ہے۔

مختلف اداروں اور جماعتوں کے قیام کی تحریک کی جو یہ ہیں: سولاپور ڈسٹرکٹ انڈسٹریل کوآپریٹیو بینک، شہری صنعتی کوآپریٹیو بینک (جس کے آپ تین سال تک صدر رہے)، سولاپور کوآپریٹیو ٹیکسٹائل ملز، یشونت کوآپریٹیو ٹیکسٹائل ملز، ویسٹرن مہاراشٹر سینٹرل ویورس کوآپریٹیو سوسائٹی (۱۹۶۳ء سے ۱۹۶۷ء تک چیرمین رہے) سولاپور ڈسٹرکٹ ہینڈلوم ویورس کوآپریٹیو سوسائٹیز فیڈریشن لمیٹیڈ، سولاپور ویورس انڈسٹریل کوآپریٹیو کالونی لمیٹیڈ، سولاپور کوآپریٹیو ہسپتال لمیٹیڈ۔

آپ کانگریس پارٹی کمیٹی کے چیرمین ہیں۔ جو بیس نکاتی پروگرام کے تحت ہتھ کرگھا بُنکروں کی حالت سُدھارنے کے لئے سفارشات پیش کرنے کے لئے مقرر کی گئی ہے۔

آپ ۱۹۶۷ء میں سولاپور شہر (شمالی) حلقہ سے مجلس قانون ساز کے رکن منتخب ہوئے۔ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی اور اسٹی میٹس کمیٹی کے ۱۹۶۷ء سے ۱۹۷۲ء تک ممبر رہے۔ کچھ عرصہ تک اسٹیمیٹ کمیٹی کے صدر بھی تھے۔ مہاراشٹرا اسٹیٹ پاورلوم ایڈوائزری بورڈ کے چیرمین رہے۔ شری این۔ ایم تڈکے وزیر صنعت کی زیر صدارت کمیٹی کے رکن ہیں جو ریاست میں ہتھ کرگھا صنعت کے مسائل حل کرنے کے بارے میں مشورہ دینے کے لئے مقرر کی گئی ہے۔

سابقہ حلقہ ہی سے ۱۹۷۲ء میں ریاستی اسمبلی کے لئے منتخب ہوئے اور اسمبلی کے ڈپٹی اسپیکر مقرر ہوئے۔

گذشتہ ۳۶ سال سے عوام کی خدمت کر رہے ہیں۔ ۱۹۴۵ء سے ۱۹۴۸ء تک سولاپور میونسپلٹی کے ممبر رہے اور اسٹینڈنگ کمیٹی، سولاپور میونسپل اسکول بورڈ اور سول ہسپتال وزیٹرس بورڈ کے چیرمین رہے۔ سولاپور میڈیکل کالج چلانے والے تعلیمی ادارے سے وابستہ رہے۔ تعلیمی میدان میں بھی کام کیا۔ سولاپور میں کچن ہائی اسکول اور نرائن راؤ کچن پرائمری اسکول کے قیام میں آپ کا بڑا ہاتھ ہے۔ آپ کئی سال تک پدم شالی ایجوکیشن سوسائٹی کے چیرمین رہے۔

آپ پدم شالی جاتی میں پہلے وکیل ہوئے ہیں اور اس کی انجمن کے بارہ سال تک صدر رہے۔

شری وی۔ جی پربھو گاؤنکر۔

وزیر مملکت برائے مالیات اور چھوٹی بچت، منصوبہ بندی و ماہی گیری:

پیدائش: ۱۸ اگست ۱۹۳۱ء مشورے، تعلقہ مالوان، ضلع رتنا گیری۔ تعلیم: بی۔ اے۔

گریجویشن کے بعد مدرس کی حیثیت سے ملازم ہوئے۔ بعد ازاں سماجی کارکن کی حیثیت سے عوامی خدمت شروع کی اور ہمیشہ خطہ کوکن کے مسائل حل کرنے کی کوشش کی۔

مالوان پنچایت سمتی کے رُکن کی حیثیت سے سیاسی میدان میں قدم رکھا اور اس کے صدر بھی ہوئے۔

۱۹۶۷ء میں مالوان حلقہ سے لیجسلیٹو اسمبلی کے رُکن منتخب ہوئے۔ ۱۹۷۵ء سے اسٹیمیٹ کمیٹی کے چیرمین ہیں۔

آپ نے ریاست میں ریاستی اجارہ داری کپاس خریداری اسکیم اور صنعتوں کی بابت مذکورہ کمیٹی کی جانب سے اپنی جائزہ رپورٹ پیش کردی ہے جن کے بارے میں آپ بھرپور معلومات رکھتے ہیں۔

شری شام راؤ کدم :

وزیر مملکت برائے آبپاشی، انرجی، انفارمیشن اور پبلسٹی :

آپ ۱۹۲۳ء میں ایک متوسط طبقہ کے کسان گھرانہ میں لمب گاؤں، تعلقہ و ضلع ناندیڑ میں پیدا ہوئے۔
ناندیڑ میں ابتدائی اور ثانوی تعلیم حاصل کی۔ سابقہ ریاست حیدرآباد کا امتحانِ وکالت پاس کیا۔
۱۹۶۰ء میں ناندیڑ ضلع ترقیاتی بورڈ کے ڈپٹی چیرمین مقرر ہوئے۔ دیہی ترقی اور امداد باہمی کے میدان میں بڑی دلچسپی لی۔ ۱۹۶۲ء سے ۱۹۷۲ء تک ناندیڑ ضلع پریشد کے صدر رہے۔ اس عرصہ میں بیشتر ترقیاتی اسکیمیں جاری کیں جن سے ضلع کی حالت بہتر ہوئی۔

۱۹۵۸ء میں ڈسٹرکٹ سنٹرل کوآپریٹو بینک کے چیرمین ہوئے۔ کئی کوآپریٹو سوسائٹیوں کی ایگزیکیٹو میں کام کیا۔ ۱۹۶۰ء میں ڈسٹرکٹ کوآپریٹو پرچیز۔ سیل یونین قائم کی اور اس کے آغاز سے بارہ سال تک اس کے صدر رہے۔ امداد باہمی کے میدان میں نمایاں خدمات کی بنا پر آپ ریاست میں "سہکار مہرشی" کے نام سے مشہور ہوئے۔

۱۹۶۸ء میں آپ کو 'پدم شری' کا اعزاز ملا۔ نیز آپ کو مہاراشٹر اسٹیٹ کوآپریٹو بینک کے چیرمین اور مراٹھواڑہ یونیورسٹی سینٹ اور پنجاب راؤ زرعی یونیورسٹی سینٹ کے ممبر ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔

شری سنگرام گنپت راؤ ماکنیکر:

وزیر مملکت برائے محصول، تعلیم اور بازآبادکاری:

آپ ۱۹۳۰ء میں ضلع عثمان آباد کے تعلقہ نیلنگا کے مقام ماکنی میں پیدا ہوئے۔
بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی ہیں اور مراٹھی، اردو، ہندی اور انگریزی زبانوں پر عبور رکھتے ہیں۔

اسکول کے دنوں سے مختلف سماجی سرگرمیوں میں حصہ لیا۔ ممبر ڈسٹرکٹ ڈیولپمنٹ بورڈ (۱۹۵۷ء تا ۱۹۶۰ء)، نائب صدر، ڈسٹرکٹ ڈیولپمنٹ بورڈ (۱۹۶۰ء تا ۱۹۶۲ء)، صدر عثمان آباد ضلع پریشد (۱۹۶۲ء تا ۱۹۷۲ء)۔ ۱۹۷۲ء میں مہاراشٹر لیجسلیٹو اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔ آپ نے حسب ذیل بورڈوں اور کمیٹیوں میں کام کیا:
مہاراشٹر اسٹیٹ فارمنگ کارپوریشن، مہاراشٹر ایگرو۔ انڈسٹریز ڈیولپمنٹ کارپوریشن، ایس۔ ایس۔ سی بورڈ، ٹیکس بیورو، پرنٹرز کوآپریٹو فرٹیلائزر اینڈ کیمیکل سوسائٹی، کل ہند صلاح کار کمیٹی برائے پنچایت راج، چھوٹے کسانوں کو فراہمی قرض سے متعلق ڈ اندیکر کمیٹی،
آپ مراٹھواڑہ شکشن پرسارک منڈل کی مجلس عاملہ کے رکن ہیں۔

شری بابوراؤ کالے :

نائب وزیر برائے امور داخلہ، ٹرانسپورٹ اور قانون سازی :

پیدائش : ۲۵ راگست ۱۹۲۶ء

پیشہ : کھیتی باڑی اور سماجی خدمت۔

سماجی خدمات : امداد باہمی میدان میں سرگرمی سے حصہ لیا۔ بھوتارن بینک کے چیرمین، کوآپریٹیو سنٹرل بینک کے ڈائرکٹر، مہاراشٹر کوآپریٹیو کونسل کے ممبر، مراٹھواڑہ شکشن پر سارک منڈل کے نمائندہ، سوئیگاؤں اسکول کمیٹی کے سکریٹری، سابق ریاست حیدرآباد کی آزادی کی تحریک میں حصہ لیا اور جیل گئے۔ ضلع وکاس منڈل، ضلع الپ بچت منڈل اور ضلع سولجر بورڈ وغیرہ میں کام کیا۔

۱۹۶۲ء میں مہاراشٹر اسمبلی کے لئے منتخب ہوئے کئی کمیٹیوں میں کام کیا۔ ۱۹۷۰ء میں جالنہ کے حلقۂ انتخاب سے لوک سبھا کیلئے منتخب ہوئے۔

شری شیوراج وشوناتھ پاٹل :

نائب وزیر برائے سینچائی (چھوٹی سینچائی کے علاوہ) قانون وعدلیہ اور پروٹوکول

پیدائش : ۱۲ راکتوبر ۱۹۳۶ء۔ چاکور، تعلقہ احمد پور، ضلع عثمان آباد۔ تعلیم : بی۔ ایس سی۔ ایل۔ ایل۔ ایم

چاکور، لاتور، حیدرآباد اور بمبئی میں تعلیم حاصل کی۔ بی۔ ایس سی اور ایل۔ ایل۔ بی کی ڈگریاں حیدرآباد سے لیں۔ ایل ایل۔ ایم۔ بمبئی سے ۱۹۶۲ء میں پاس کیا۔

تعلیمی سرگرمیوں سے وابستہ رہے۔ حیدرآباد، اورنگ آباد اور لاتور میں مدرس اور پروفیسر قانون کے عہدہ پر مامور رہے۔ مراٹھواڑہ زرعی یونیورسٹی کی ایگزیکیٹو اور مراٹھواڑہ یونیورسٹی سینٹ کے رکن ہیں۔

تین سال تک لاتور میونسپل کونسل کے صدر رہے۔ اس عرصہ میں آپ نے شہر کی حالت بہتر بنانے، پانی کی قلت دور کرنے اور شہریوں کی تعلیمی اور ثقافتی ضرورتوں کو پورا کرنے کی کوشش کی۔

لاتور حلقہ سے ۱۹۷۲ء میں مہاراشٹر لیجسلیٹو اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔ پبلک انڈر ٹیکنگس کمیٹی کے صدر مقرر ہوئے اور پاورلوم کارپوریشن، مہاراشٹر اسٹیٹ روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن اور مہاراشٹر اسٹیٹ الیکٹریسٹی بورڈ کا خاص جائزہ لیا۔

شوق (ہابی) :- مطالعہ، شکار، ڈرائیونگ اور ریڈنگ، تیراکی اور گھوڑ سواری۔

شری ایس۔ جی گھولپ :

نائب وزیر برائے آبپاشی، جانوروں کی دیکھ بھال، اسپورٹس اور کھار اراضی

آپ ۱۹۳۰ء میں گھاسی، تعلقہ مرباد، ضلع تھانہ میں ایک کسان گھرانہ میں پیدا ہوئے۔ ایل ایل۔ بی۔ ہیں۔

شری گھولپ پہلے ۱۹۶۲ء میں مرباد حلقہ سے لیجسلیٹو اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔ پھر ۱۹۶۷ء اور ۱۹۷۲ء میں اسی حلقہ سے دوبارہ چنے گئے۔ آپ نے مختلف کمیٹیوں مثلاً مہاراشٹر جنگلات صلاح کار کمیٹی، پبلک اکاؤنٹس کمیٹی، محصول، قانون جائنٹ سیلیکٹ کمیٹی، ایگری کلچرل

یونیورسٹیز جائنٹ سیلیکٹ کمیٹی میں کام کیا۔
آپ قانون ساز اسمبلی کی سب آرڈی نیٹ لیجسلیشن کمیٹی کے دو سال تک چیرمین رہے۔
شری گھولپ مُرباد فارمرس کوآپریٹو ایسوسی ایشن اور تھانہ ڈسٹرکٹ سیلز ۔ پرچیز یونین کے چار سال تک چیرمین رہے۔ آپ مُرباد تعلقہ ڈیولپمنٹ بورڈ کے ۱۹۵۷ء سے ۱۹۶۲ء تک مُرکن رہے۔
۱۹۶۲ء میں آپ کو آنریری مجسٹریٹ مقرر کیا گیا۔ آپ مہاراشٹر اسٹیٹ مارکیٹنگ فیڈریشن کے نائب صدر ہیں۔
شری گھولپ نے سماج میں 'سامودایک بیاہ' کے رواج کو بڑھانے کے لئے سرگرمی سے کام کیا۔

شری علی حسن ممدانی :

نائب وزیر برائے زراعت و اوقاف :

عمر : ۵۲ سال تعلیم : بی۔اے۔ایل ایل بی

سماجی خدمات : ایس۔ٹی مہامنڈل کے ممبر، ۱۹۶۷ء سے ۱۹۷۳ء تک ایوت محل ضلع سہکاری مدھیہ ورتی بینک کے سنچالک، مہاراشٹر ایس۔ٹی ورکرس فیڈریشن کے صدر، ۱۹۶۸ء سے اے۔آئی۔سی سی کے مُرکن، ایوت محل نگر پریشد کے ۱۹۶۰ء سے ۱۹۶۵ء تک صدر، ۱۹۵۲ء سے ۱۹۵۶ء تک مدھیہ پردیش ودھان سبھا کے ممبر اور ۱۹۵۷ء سے ۱۹۵۷ء تک ممبئی ودھان سبھا کے ممبر، ۱۹۶۲ء تا ۱۹۶۷ء مہاراشٹر اسمبلی کے ممبر، پھر ۱۹۷۲ء میں واردھا حلقہ انتخاب سے مہاراشٹر اسمبلی کے لئے منتخب ہوئے، مہاراشٹر ودھان منڈل کانگریس پارٹی کے کارکن، اشواسن سمیتی کے چیرمین، سرواجنک اُپکرم سمیتی کے چیرمین، مہاراشٹر کپاس کمیٹی کے ممبر۔

شری ڈی۔ڈی چوان :

نائب وزیر برائے جنگلات اور جیل :

پیدائش : ۲۹ جولائی ۱۹۳۰ء دیولی، تعلقہ چالیس گاؤں، ضلع جلگاؤں

تعلیم : بی۔اے۔ایل ایل۔بی پیشہ : وکالت

سماجی خدمات : ۱۹۵۹ء سے ۱۹۶۱ء تک سدھارتھ کریکٹ کلب کلیان کے صدر، دین بندھو امبیڈکر آشرم، چالیس گاؤں کے رکن، ملند کالج مجلس عاملہ، اورنگ آباد کے رکن، راشٹریہ سہکاری شکشن پرسارک منڈل' چالیس گاؤں کے رکن۔
۱۹۶۷ء اور پھر ۱۹۷۲ء میں مہاراشٹر اسمبلی کے لئے منتخب ہوئے، پونا یونیورسٹی کورٹ کے ممبر اور ہریجن ویلفیر بورڈ کے ممبر۔
شوق : مطالعہ، کھیل اور موسیقی۔

مہاراشٹر میں سیاحت کے مواقع

(از: شری کے. کے موگھے۔ کمشنر برائے سیاحت، حکومت مہاراشٹر)

ریاست مہاراشٹر میں کئی مقامات ایسے ہیں جو سیاحوں کے لئے بڑی دلکشی رکھتے ہیں اور جنھیں ہندوستان میں سیاحت کے بڑے مقامات میں شمار کیا جاتا ہے۔ یہ صحیح معنوں میں 'باب الہند' ہے کیونکہ یہ نہ صرف بیرونی دنیا بلکہ اندرونِ ملک مختلف حصّوں کے درمیان رابطۂ مواصلت ہے۔ ریاست میں ازمنہ وسطیٰ کے غار، تاریخی یادگاریں، قدیم منادر، حسین ساحل، پُرفضا پہاڑی مقامات، گھنے جنگل اور اُن کے خوبصورت جانور، رنگین میلے اور تہوار اور سب سے بڑھ کر مہاراشٹر کے باشندوں کی ملنساری اور خوش اخلاقی کے باعث سیاح یہاں کھنچے چلے آتے ہیں۔ اور ہندوستان آنیوالے غیر ملکی سیاحوں میں سے ۴۵ فیصدی ضرور اس ریاست کی سیر کرتے ہیں۔ ملکی سیاحوں کے لئے بھی غالباً کشمیر کے بعد مہاراشٹر میں سیر و تفریح کا سب سے زیادہ سامان ہے۔

'سیاحت' مہاراشٹر کے لئے کوئی نئی چیز نہیں۔ زمانۂ دراز سے سیاح بڑی تعداد میں یہاں آتے رہے ہیں اور ہر سال ان کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ ریاست سیاحوں کو خوش آمدید کہنے کے لئے ہمیشہ ہی تیار رہی۔ گذشتہ بیس سال کے دوران دنیا میں سیاحت کو زبردست فروغ حاصل ہوا۔ ہندوستان کو قدرے تاخیر سے یہ احساس ہوا کہ دنیا میں سیاحوں کی آمد و رفت میں زبردست اضافہ سے فائدہ اٹھایا جائے، تاہم اب اس نے یہ تہیہ کر لیا ہے کہ اس میدان میں بڑا حصہ حاصل کرے گا۔ ملک میں ۱۹۸۰ء تک غیر ملکی سیاحوں کے لئے دس لاکھ کا نشانہ رکھا گیا ہے۔ مہاراشٹر بھی باقاعدہ کوشش کر رہا ہے کہ بین الاقوامی نیز ملکی سیاح بڑی تعداد میں یہاں آئیں۔ اسی مقصد سے ریاستی حکومت نے ریاست میں سیاحت کو تیزی سے فروغ دینے کے لئے اقدامات کئے ہیں۔

ایلورا

کیلاش مندر میں سنگ تراشی

غاروں کے علاقہ کی ترقی

ملک میں غاروں کے اندر بنائے ہوئے مندروں میں سے اسّی فیصدی سے زیادہ مہاراشٹر میں ہیں جو دیسی اور بدیسی سیاحوں کے لئے بڑی دلکشی رکھتے ہیں۔ پینے کے پانی، بجلی اور اچھی سڑکوں کی سہولتیں بہم پہنچانے کے لئے اسکیمیں شروع کی گئی ہیں۔ اجنتا غار اور بمبئی کے قریب ایلیفنٹا غاروں کے گرد و نواح کے علاقوں کو بہتر بنانے کے لئے منصوبے تیار کئے گئے ہیں۔

ساحلی مقامات

مہاراشٹر کو قدرت نے ۷۰۰ کلومیٹر سے زیادہ طویل اور حسین ساحل دیا ہے جس پر جہاں تہاں حسین مقامات ہیں۔ ساحل کا سروے کیا جا چکا ہے اور ابتدا میں سات مقامات کا انتخاب کیا گیا ہے جنھیں پوری طرح سے ترقی دی جائے گی۔

ساحلی مقامات کو ترجیحی بنیاد پر ترقی دینے کے خیال سے ریاستی حکومت نے یہ اہم فیصلہ کیا ہے کہ ساحل سے ۱٫۶ کلومیٹر (ایک میل) کے اندر واقع اراضی سیاحت کے مقاصد سے محفوظ رکھی جائے۔ یہ اراضی ہوٹل اور تفریح گاہیں کھولنے کی غرض سے رعایتی شرح پر طویل مدت کے پٹے پر دی جائے گی۔

پانی، بجلی اور سڑکوں جیسی بنیادی سہولتیں حکومت کی طرف سے بہم پہنچائی جائیں گی۔

اس اسکیم کے تحت سب سے پہلے رتناگیری کے قریب واقع گنپتی پُلے کو ترقی دی جائے گی۔ دیگر ساحلی مقامات ارنیگل (نزد بمبئی) ہرنائی، دھانو، بورڈی اور گوہاگر ہیں جنھیں مستقبل قریب میں ترقی دی جائے گی۔

جائے رہائش

سیاحت کی ترقی کا براہِ راست

انحصار اس بات پر ہے کہ اچھی جائے رہائش کا بندوبست کیا جائے۔ فی الحال پورے ملک میں ہوٹل بستروں میں سے ۳۰ فیصدی سے زیادہ مہاراشٹر میں ہیں۔ بہرحال آنیوالے سیاحوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کی ضرورت پوری کرنے کے خیال سے سیاحت کی منصوبہ بندی میں جائے رہائش کو سب سے زیادہ ترجیح دی گئی ہے۔

ہوٹل صنعت کی امداد

ریاستی مالیاتی ادارے مثلاً مہاراشٹر اسٹیٹ فنانشل کارپوریشن اور اسٹیٹ انڈسٹریل اینڈ انویسمنٹ کارپوریشن آف مہاراشٹر، ریاستی دفتر سیاحت کی سفارش پر نئے ہوٹلوں کو قرض دیتی ہے ان اداروں کی مالی امداد سے فی الحال بہت سے ہوٹل کمرے تعمیر کئے جا رہے ہیں۔ ریاستی دفتر دیگر طریقوں سے بھی ہوٹلوں کی تعمیر کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ اس مقصد سے رعایتی شرح پر اراضی اور عمارتی سامان کی فراہمی میں مدد دیتا ہے۔

ہالی ڈے کیمپ

یہ اسکیم اس مقصد سے جاری کی گئی تھی تاکہ مناسب کرایہ پر صاف ستھری اور عمدہ جائے قیام مہیا کی جائے۔ مہاراشٹر واحد ریاست ہے جس نے سیر و تفریح کے مقامات پر ۱۸ ہالی ڈے کیمپ قائم کئے ہیں۔ ان میں ۱۵۰۰ بستروں کی گنجائش ہے۔

سیاحوں میں ہالی ڈے کیمپوں کی زبردست مقبولیت کے مدنظر یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ مستقبل قریب میں سیر و سیاحت کے کچھ نئے مقامات پر قیام گاہیں قائم کی جائیں۔ تیرتھ استھانوں پر قیام گاہیں مہیا کرنے کی ضرورت کے پیش نظر رتناگیری کے نزدیک گنپتی پُلے اور ضلع تھانے کے مقامات ٹٹوالہ میں ہالی ڈے کیمپوں کے لئے اراضی حاصل کر لی گئی ہے، اور منصوبہ جات دنجمنہ جات کو آخری شکل دی جا رہی ہے۔

ہندوستان میں موٹروں کے ذریعہ سیاحت بڑھنے سے کیمپ اور کارواں کا رواج شروع ہو گیا ہے۔ سیاحوں کی اس نئی قسم کی ضرورت پوری کرنے کے لئے ریاست میں تین مقامات کو ترقی دی جا رہی ہے۔ ریاستی دفتر لوناولہ میں ایک مقام کو اس مقصد سے ترقی دے رہا ہے جبکہ بمبئی اور اورنگ آباد میں ایسے مقامات کو حکومت ہند کی امداد سے ترقی دی جائے گی۔

روایتی سیاحت ہندوستانی سیاحت کا ایک نیا پہلو ہے جس سے دیگر ممالک کامیابی سے فائدہ اُٹھا چکے ہیں۔ اس کی اہمیت کے مدنظر ریاستی دفتر سیاحت کا ارادہ ہے کہ مہابلشور، پونے، ناگپور اور اورنگ آباد کو سیر و تفریح کے روایتی مقامات کی حیثیت سے ترقی دی جائے۔

مہابلیشور میں کانفرنس ہال اور اورنگ آباد میں ہالی ڈے کیمپوں کی ازسرنو تجدید کی جا رہی ہے تاکہ قومی کانفرنسوں اور اجتماعات کی ضروریات پوری ہو سکیں۔

ٹرانسپورٹ کی سہولت

دوسری سہولت جس کے سیاح طالب ہوتے ہیں اچھے ٹرانسپورٹ کی دستیابی ہے۔ ریاست کے چار شہروں بمبئی، پونے، اورنگ آباد اور ناگپور میں باقاعدہ ہوائی سروس کا بندوبست ہے۔ ریاست میں ریل اور وسیع سڑکوں کا جال پھیلا ہوا ہے۔ حکومت نے خصوصاً سیر و تفریح کے مقامات تک ان سہولتوں کو بڑھانے اور بہتر بنانے کے لئے اقدامات کئے ہیں

بی بی کا مقبرہ۔ (اورنگ آباد) میں اورنگ زیب کی شریک حیات "رابعہ درانی" کی آخری آرام گاہ۔

ترسیلِ زر اور مراسلت کا پتہ:
چیف ڈائرکٹر آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، حکومت مہاراشٹر، سچیوالیہ بمبئی ۳۲

سنگ تراشی کا ایک نادر نمونہ۔ شیو اور پاروتی کوہ کیلاش پر بیٹھے ہیں۔ جب کہ راکشش راون پہاڑ کو ہٹانے کی کوشش کر رہا ہے شیوجی پاؤں سے دھکیلتے ہیں اور راون پاتال میں جا پڑتا ہے۔

"راجہ بائی ٹاور" ۔ بمبئی یونیورسٹی

مہاراشٹر کا رنگ رُوپ

مہاراشٹر کا صحیح رنگ رُوپ پیش کرنے کے لئے دفترِ سیاحت اور مہاراشٹر ترقی سیاحت کارپوریشن نے پرچار کا ایک زبردست پروگرام شروع کیا ہے۔ اس پروگرام کے تحت معلوماتی کتابچے، نقشے اور پوسٹر وغیرہ شائع کئے جاتے ہیں سیر و تفریح کے اہم مقامات پر انفارمیشن سینٹر میں یہ کتابچے دستیاب ہوتے ہیں۔ دفترِ سیاحت اور مذکورہ کارپوریشن نے اس مقصد سے خوبصورت سوونیر بھی تیار کرنا شروع کیا ہے۔ مہاراشٹر واحد ریاست ہے جس نے باقاعدہ طریقے پر یہ اسکیم شروع کی ہے۔ سوونیر کا سلسلہ بہت وسیع ہے اور ریاست میں سیاحوں کی دلچسپی کے لحاظ سے مختلف اشیا تیار کی جاتی ہیں۔ سیاحت کے میدان میں ان اشیا کو بہت پسند کیا گیا ہے۔

ان تمام ترقیاتی اسکیموں کے ساتھ ریاست میں سیر و تفریح کی گنجائش اور مواقع سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اُمید ہے کہ آئندہ چند سالوں میں مہاراشٹر سیاحوں کے لئے اور بھی دلچسپی اور دل کشی کا مرکز بن جائیگا۔

مہاراشٹر کے عظیم پروجیکٹ

جایکواڑی پروجیکٹ

کی کہانی

مراٹھواڑہ کی سوکھی زمین اور اس کے ۸ ملین باشندوں کے لیے پیٹھن میں گوداوری کا جایکواڑی پروجیکٹ ایک نئی زندگی اور نئی امیدوں کا پیغام دیتا ہے۔

یہ ایک عجیب تضاد ہے کہ مراٹھواڑہ کے علاقے میں ایک بہت بڑی ندی بہتی ہے اس کے باوجود اس علاقے کی زمین پانی کے لیے ترستی رہی۔ کیونکہ ہو نظام حیدرآباد کے دور میں مراٹھواڑہ کے ساتھ سوتیلا پن کا سا برتاؤ رہا۔

اب مراٹھواڑہ ایک ایسی ریاست کا حصہ ہے جس کے سب علاقوں کے ساتھ برابری کا برتاؤ ہوتا ہے۔ لہٰذا اب مراٹھواڑہ اپنی اصلی شان کے ساتھ ابھر رہا ہے۔ آب پاشی کے لیے پانی کی فراہمی اس علاقے کے سدھار کے لیے ایک لازمی اقدام ہے۔ کیونکہ یہ علاقہ ہمیشہ ہی سے قلت باراں کا شکار رہا ہے۔

حکومت مہاراشٹر نے اس ضرورت کو جان لیا۔ اور اس مقدس ندی کے پانی کو ایک مقدس کام میں لینے کا تہیہ کر لیا۔ لہٰذا اکتوبر ۱۹۶۵ء میں اس وقت کے وزیر اعظم شری لال بہادر شاستری کے ہاتھوں جایکواڑی پروجیکٹ کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ یقیناً یہ پروجیکٹ مراٹھواڑہ کو خشک سالی سے نجات دلائے گا۔ اور اس علاقے کو مہاراشٹر کے لیے اناج

سیلابی کا ایک ذخیرہ بنا دے گا۔

پوتر بھومی پر

مہاراشٹر کے اس عظیم ترین پروجیکٹ کی لاگت ۱۵۳ کروڑ روپے ہوگی۔ اس کے پہلے دو مرحلے قریب قریب مکمل ہو چکے ہیں۔

جایکواڑی ایک چھوٹے سے دیہات کا نام ہے جو ضلع بیڑ میں واقع ہے۔ اور جو ابتداءً اس بندھ کی تعمیر کے لیے منتخب کیا گیا تھا۔ بعد ازاں اس مقام سے ایک کلومیٹر دور اورنگ آباد ضلع میں پیٹھن کے مقام پر اس بندھ کی تعمیر کا فیصلہ کیا گیا تاکہ زیادہ سے زیادہ رقبہ کو فائدہ پہنچ سکے۔ تاہم پروجیکٹ کے ساتھ جایکواڑی کا نام وابستہ رہا۔

بندھ کا موجودہ محل وقوع پیٹھن سے تین کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے پیٹھن علم و ادب مذہب اور تقدس کا سنگم ہے۔ مراٹھی کے سنت شاعروں کی وجہ سے اور زمانۂ قدیم میں ست واہن کا صدر مقام ہونے کی وجہ سے اس شہر کی خاص اہمیت رہی ہے۔ یہ ہندوؤں کے لیے دکن میں کاشی کی حیثیت رکھتا ہے۔

سیکڑوں برس پہلے جہاں گیانیشور جناردھن سوامی ایکناتھ نے روحانیت کے نغمے سنائے وہاں اب ایک طرز جدید کے شاہکار کی تعمیر وجود میں آئی ہے۔ جو بچھڑے ہوئے مراٹھواڑہ

کے لیے رگ جاں کی حیثیت رکھتا ہے۔

مہاراشٹر میں فصلوں کے رقبے کا صرف نو فیصد زیر آب پاشی ہے۔ جبکہ پورے ملک کا اوسط ۲۷ فیصد ہے۔ اس صورت میں جایکواڑی بہت ہی کارآمد ثابت ہوگا۔ ویسے مہاراشٹر میں آب پاشی کے امکانات ۲۵ بلکہ ۳۰ فیصد ہیں۔

طویل ترین بندھ

عظیم ترین ذخیرہ

یہ دس کلومیٹر لمبا بندھ مہاراشٹر کے تمام بندھوں سے لمبا ہے۔ اس میں ۲،۱۵ ہزار ملین مکعب میٹر ذخیرے کی گنجائش ہے۔ آب پاشی کے انجینیر جب اپنی انسان دوستی کا اظہار کرتے ہیں تو ایسے ہی ذخیروں کی صورت میں کرتے ہیں۔

دوسرے مرحلے کا کام بھی شروع ہو چکا ہے۔ اس میں رائٹ بنک کینال کے علاوہ مجلگاؤں کا دوسرا بندھ اور مجلگاؤں رائٹ بنک کینال بھی شامل ہیں۔ اس کی لاگت کا تخمینہ ۸۷ کروڑ روپے ہے۔

۱۹۸۲ء میں جب یہ پروجیکٹ مکمل ہوگا تو ۲،۰۸ لاکھ ہیکٹر زمین کو سیراب کرے گا۔

مہاراشٹر کا کوئی اور بندھ اس قدر وسیع

۱۸ اکتوبر ۱۹۶۵ء کو شری لال بہادر شاستری نے جو اس وقت وزیر اعظم تھے۔ "بھومی پوجا" کی رسم ادا کی۔

بندھ کا کام محکمہ جاتی طور پر کیا جا رہا ہے۔ اس کام کا افتتاح وزیر اعلیٰ شری ایس بی چوان (جو اس وقت وزیر آب پاشی و بجلی تھے) کے ہاتھوں یوم جمہوریہ ۱۹۷۰ء کو عمل میں آیا تھا۔

پختہ اور کچے بندھ کا دائیں بازو کا ناکہ

پروجیکٹ انجینیروں کا
وزیر اعظم "شریمتی اندرا گاندھی سے
تعارف کرایا جا رہا ہے
جب کہ وہ
اس علاقے میں قحط کے دنوں میں
۷ جنوری ۱۹۷۴ء کو
پروجیکٹ دیکھنے تشریف لے گئی تھیں۔

علاقے کو سیراب نہیں کرتا۔ اس علاقے میں اورنگ آباد ڈویژن کے بیڑ، پربھنی ناندیڑ اور اورنگ آباد کے اضلاع اور پونے ڈویژن کا متصل ضلع احمد نگر شامل ہوگا۔

اس پروجیکٹ سے اورنگ آباد شہر کے دو لاکھ باشندوں کو پینے کا پانی مہیا ہوگا۔

مجموعی ۸ر۲ لاکھ ہیکٹر زمین سے پہلے مرحلے کے ۴ر۲۰ کلومیٹر لمبے پیٹھن لفٹ کنال سے اضلاع اورنگ آباد اور پربھنی کی ۴۲ر۱ لاکھ ہیکٹر زمین اور ۱۳۳ کیلومیٹر لمبے پیٹھن رائٹ بنک کنال کے دوسرے مرحلے سے اضلاع اورنگ آباد، بیڑ، پربھنی، ناندیڑ اور احمد نگر کی ۳۸ر۱ لاکھ ہیکٹر زمین سیراب ہوگی۔

۱۳ ملین مکعب میٹر اینٹ اور پتھر کا یہ بندھ مہاراشٹر کے مٹی کے سبھی بندھوں سے بڑا ہے۔ اس عظیم کام کی تکمیل کے لیے بندھ کی مجموعی لمبائی کو ۵ مرحلوں میں تقسیم کیا گیا۔

بندھ کے مرکزی حصے کی تعمیر محکمہ جاتی کارنامہ ہے۔ ایک قابل فخر کہانی ہے۔

کڑی محنت اور لگن کی انتہا

۲۵ سے ۳۵ کلومیٹر کے فاصلوں سے اس کام کے لیے دکن ٹریپ لانا پڑتا تھا ۱م ر۰ ملین مکعب میٹر کے اس وزن کے نقل و حمل کے لیے ۵۷ ٹرکوں سے کام لیا گیا۔

ابتداءً ۱۹۶۸ء میں اینٹ اور گارے کے بندھ کی تعمیر کا کام کنٹراکٹ پر دیا گیا تھا لیکن ۱۹۶۹ء کے آخر تک کنٹراکٹروں نے صرف ۸ فیصد کام ختم کر لیا تھا۔ جبکہ ۳۵ فیصد کام کی تکمیل کا اندازہ تھا۔ یہاں پہنچ کر محکمہ کو مداخلت کرنی پڑی اور اس طرح ۵ر۰ کروڑ روپے کے اس نازک اور اہم کام کو محکمہ جاتی طور پر انجام دینے کی اہم ذمہ داری محکمہ کو قبول کرنی پڑی، یہ ایک عظیم کامیابی تھی۔ روزانہ ۲۰ گھنٹے کے حساب سے سال بھر میں ۲۷۰ دن کام کیا جاتا تھا۔ محکمہ کے انجینیروں کے علاوہ دیگر ماہرین اور عام مزدوروں نے دن رات کی کڑی محنت کے بعد کم لاگت سے کام کیا ہے۔ جو عظیم ہے اور جس کا معیار بلند ہے۔

جون ۱۹۷۴ء تک بندھ ایک خاص حد تک مکمل ہو چکا تھا۔ لہذا پہلی بار مانسون میں پانی کی ذخیرہ اندوزی کی گئی۔ اس وقت بندھ کے تمام ۲۷ دروازے مضبوطی سے کھڑے ہیں۔ اور ۷ ر۸ ر۲ ہزار ملین مکعب میٹر پانی کا ذخیرہ کیا جا سکتا ہے۔ یقیناً یہ ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔

اس دوران لیفٹ بنک کنال کا کام آگے بڑھ رہا تھا۔ بندھ اور کنال کے کام کے پروگرام کچھ اس طرح ساتھ ساتھ چل رہے تھے کہ جب اسٹوریج کی تعمیر کرسٹ لیول تک ہو چکی تو کنال اور گنجائش کے استعمال کی ڈسٹری بیوشن سسٹم بھی کنال کے ۶۰ کلومیٹر کی حد تک تیار ہو چکے تھے۔

آگے منزلوں کا کام بھی تیزی سے ہو رہا ہے۔ اور ۸۰ - ۱۹۷۹ء تک مکمل ہونے کی توقع ہے۔

پاور جنریشن بھی

بندھ کے دامن میں ایک ۱۲ میگا واٹ کے پاور ہاؤس کی بھی اسکیم ہے جب تک آب پاشی کا بھرپور مطالبہ نہ ہوگا۔ اس پلانٹ کو روایتی پاور جنریشن یونٹ کے طور پر استعمال کیا جائے گا۔ اور جب آب پاشی کا مطالبہ بھرپور ہوگا پانی کو پمپ کے ذریعہ ریزروائر میں پہنچا دیا جائے گا۔ اس پروجیکٹ کی یہ ایک خاص بات ہے۔

جائیکواڑی بندھ کے پانی سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے کی غرض سے حکومت نے ایک ادارہ بنام کمانڈ ایریا ڈیولپمنٹ اتھارٹی قائم کیا ہے (جو پورنا پروجیکٹ کی بھی نگرانی کرتا ہے۔)

کمانڈ ایریا ڈیولپمنٹ

کمانڈ ایریا ڈیولپمنٹ اتھارٹی کا کام براہ راست پروجیکٹوں کی تعمیر سے متعلق نہیں ہے اس کے ذریعہ تمام متعلقہ محکمہ جات آبپاشی زراعت ریونیو امداد باہمی کی کارروائیوں میں اشتراک و تعاون اور توازن قائم کیا جاتا ہے۔ یہ اتھارٹی ایک "زنبیل فکر" ہے۔ جو آب پاشی کے امکانات کے زیادہ سے زیادہ استعمال کے راستے متعین کرتی ہے۔

کاشت کاروں کے لیے یہ ایک دوست فلسفی اور رہنما کا کام انجام دیتی ہے۔ اسے مناسب کھاد اور بیج فراہم کرتی ہے۔ ان کے استعمال کے متعلق مشورے دیتی ہے سائنٹفک طریقے بتاتی ہے۔ فصل کی ضمانت دیتی ہے۔ اور پیداوار کی فروخت میں مدد کرتی ہے۔

اس طرح جائیکواڑی پہلا آب پاشی پروجیکٹ ہے جس کی تمام تر گنجائش سے استفادہ کیا جا رہا ہے۔ بہتر بیج اور مناسب کھاد وغیرہ کے استعمال اور ٹیکنیکل رہبری کے سبب اس علاقے کے فصلوں کی بہار قابل دید ہوگی۔ یہ فصلیں زیادہ تر اناج کی فصلیں ہوں گی اور خاص کر گیہوں کی۔

پیٹھن کے کاشت کاروں نے پہلی بار پچھلے خریف موسم میں دھان کی فصل اگائی۔ اور جوار کی فصل معمول کے مقابلے میں ۴ یا ۵ گنا زیادہ اگائی۔

انداز لگایا گیا ہے کہ استعمال کے دوران ۱۵ فیصد پانی ضائع ہو جاتا ہے۔ اس تضیع

قومی راج

باہمی پانی کی نہر

کو کم کرنے کے طریقوں کا مطالعہ کرنے کے لیے مرکزی حکومت نے ۲۳/۹۲ لاکھ روپے کی امداد اس غرض سے منظور کی کہ ایک پائلٹ پروجیکٹ چلایا جائے۔

کام کی تعریف

اس پائلٹ پروجیکٹ کا کام اور کمانڈ ایریا کی ترقی کی تعریف عالمی بنک کی اس ٹیم نے بھی کی ہے جس نے اس کام کا معائنہ کیا۔

ضمانت روزگار اسکیم کو جائیکواڑی پروجیکٹ سے وابستہ کرکے ۴ لاکھ افراد کو جس طرح تعمیری کاموں میں لگایا گیا ہے اس کی خصوصیت کے ساتھ تعریف کی گئی ہے۔

عالمی بینک کی ٹیم نے ان متعدد رعایتوں کو بھی بنظر استحسان دیکھا جو کاشت کاروں کو دی گئی ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی عوام کے اشتراک کی تعریف کی۔

بندھ سے متاثرہ لوگوں کی بحالی کے لیے جو کامیاب جدوجہد کی گئی ہے۔ شاید اس کی مثال مشکل ہی سے ملے گی۔ ۹۴ دیہاتوں کے ۵۶۰۰۰ باشندوں میں سے ہر ایک کو بحسن وخوبی بحال کیا گیا اور کسی کو کسی قسم کی شکایت نہیں رہی۔

جائیکواڑی بندھ تک پہنچنا کوئی مشکل نہیں ہے۔ اورنگ آباد سے بذریعہ سڑک جا سکتے ہیں اور اورنگ آباد کو بمبئی سے بذریعہ ہوائی جہاز ملا دیا گیا ہے۔ اورنگ آباد میں غار ہائے اجنتا اور ایلورا بھی ہیں

ریاست کے مختلف حصوں سے اورنگ آباد تک بذریعہ ریل یا سڑک آسانی سے جا سکتے ہیں۔ اورنگ آباد اور پیٹھن کے درمیان ایس ٹی بسیں باقاعدگی سے چلتی ہیں۔

بسیں ناتھ نگر تک جاتی ہیں جہاں ایک فرسٹ کلاس انسپکشن بنگلہ ہے۔ جس کے ساتھ ساتھ متعدد مقامات پر انسپکشن بنگلے ہیں۔ بنگلوں میں رہائش کے لیے اورنگ آباد میں پروجیکٹ افسران کے ذریعہ جگہ ریزرو کرنی پڑتی ہے۔

مقامی افسران وزیٹروں کو بندھ دکھانے میں خوشی محسوس کرتے ہیں۔

گیانیشور اُدیان

جائیکواڑی پروجیکٹ اس مقدس سرزمین پر واقع ہے جہاں ایک زمانے میں متعدد سادھوؤں اور دانشوروں نے انسان کی روحانی بہبود کی کوشش کی تھی۔ اب اس سرزمین پر انجینیروں حاکموں اور سائنسدانوں نے انسان کی سیکولر بھلائی کے لیے جدوجہد شروع کی ہے اور اس کام میں وہ گیانیشور ادیان سے انسپریشن حاصل کریں گے۔ جو بندھ سے قریب بنایا جا رہا ہے۔

مہاراشٹر کے آبی ذرائع میں گوداوری سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ یہ ضلع ناسک میں ترمبکیشور کے قریب سہیادری پہاڑ سے نکلتی ہے۔ اس کی وادی ۹۹ لاکھ ہیکٹر پر پھیلی ہوئی ہے جس میں سے ۵۹ لاکھ ہیکٹر زمین قابل کاشت ہے۔ گوداوری سے حاصل ہونے والے پانی سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے کی غرض سے ہی جائیکواڑی پروجیکٹ بنایا گیا ہے۔ تاہم پیٹھن سے اوپر کی طرف یعنی منبع کی طرف موجود یا مستقبل میں ہونے والے پروجیکٹوں کے لیے کافی پانی کا ذخیرہ رکھا گیا ہے۔

گیہوں، جوار، گنا اور کپاس کی پیداوار میں اضافوں کے علاوہ جائیکواڑی کی وجہ سے اس علاقے میں کئی صنعتیں وجود میں آئیں گی۔ اور اس طرح مراٹھواڑہ بلکہ مہاراشٹر کی تاریخ میں ایک نئے دور کا آغاز ہوگا۔ یہ وہ دور ہوگا جو وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی کی قیادت میں قوم کی بھلائی کے لیے جوش وخروش سے کام کرنے والوں کے دلوں کو مسرتوں سے بھر دے گا۔ ■■

اُردو کی ترقی میں ہمارا حصّہ

ہندوستان میں اُردو کی ترقی و بقا سے متعلق چند سال پیشتر تک کافی شبہات کا اظہار کیا جاتا تھا لیکن اب اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ موجودہ دور اُردو کے لئے ایک سازگار دور ہے۔ اُردو اکیڈمیوں کے قیام اور حکومتوں کے دیگر مثبت اقدامات کی وجہ سے اُردو کی بقا و ترقی کے راستے پُرنور ہو گئے ہیں۔

اُردو بجائے خود ایک ترقی یافتہ زبان ہے جو ہماری تہذیب و ثقافت اور علم و ادب کے نئے تقاضوں کو پورا کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتی ہے۔ تاہم ان روشن امکانات کے باوجود ہم اس زبان سے استفادہ کرنے میں بخل سے کام لیتے ہیں۔ جناب م۔ع۔ باسط صاحب نے زیرِ تبصرہ کتاب میں اس بات کو بخوبی واضح کیا ہے۔ باسط صاحب کا یہ خیال درست ہے کہ ہمارے اہلِ قلم حضرات کے پیشِ نظر زیادہ تر ادبی موضوعات ہوتے ہیں۔ اور علمی و سائنسی مباحث کی طرف وہ توجہ نہیں دی جاتی جن کے وہ مستحق ہیں۔

مصنف نے اس کتاب میں ۱۳ علمی مضامین پیش کئے ہیں جن میں سے نصف کا تعلق اُردو زبان سے ہے اور باقی سائنسی مضامین ہیں۔ جو دلچسپ ہیں۔ ہر مضمون تحقیق و جستجو کے بعد قلمبند کیا گیا ہے خصوصاً ترجموں کی اہمیت اور ضرورت سے متعلق مضمون قابلِ قدر ہے اور اُردو کی ترقی سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کی توجہ کا مستحق ہے۔

یہ کتاب جو سلیس و دلنشین زبان میں عالمانہ سنجیدگی کے ساتھ لکھی گئی ہے اُردو سے متعلق متعدد شبہات کا ازالہ کرتی ہے اور اس کی ترقی کے لئے ٹھوس تجاویز پیش کرتی ہے۔ اُردو کے بہی خواہوں کے لئے اس کتاب کا مطالعہ ضروری ہے۔

خوبصورت سرورق کے ساتھ عمدہ چھپی ہوئی ۸۰ صفحات کی اس کتاب کی قیمت صرف ۴ رُپئے ہے اور م۔ع۔ باسط، بلاک نمبر ۳۴ دُرگا کالونی پوسٹ جالنہ ضلع اورنگ آباد سے مل سکتی ہے۔

آوازنُما

'آوازنُما' محمد خالد عابدی کے آٹھ ریڈیو ڈراموں کا مجموعہ ہے۔ ہلکے پھلکے ریڈیو ڈراموں کی ایک خاص ٹکنیک ہوتی ہے اور محمد خالد عابدی اس پر کافی عبور رکھتے ہیں۔ ڈرامے کے تین اجزا تصادم، کشمکش اور عمل ہیں جن کی عکاسی کے لئے ریڈیو ڈرامہ نگار کو صرف آواز کی لہروں سے کام لینا پڑتا ہے بلکہ اسٹیج کی آرائش کو بھی جس سے مقام اور وقت ظاہر ہوتا ہے اور جس سے کردار اور قصے کی وضاحت ہوتی ہے، صرف الفاظ ہی میں ادا کرنا ہوتا ہے۔

ریڈیو ڈرامے اکثر مختصر ہوتے ہیں جیسے کہ خالد عابدی کے زیرِ تبصرہ ڈرامے ہیں اور یہ زیادہ سے زیادہ ۱۵ منٹ کی مختصر مدت میں براڈکاسٹ ہوتے ہیں۔ اگر مکالمے شگفتہ و برجستہ نہ ہوں اور پلاٹ دلچسپ نہ ہو تو سامعین بہت جلد ریڈیو کے کان مروڑ کر اُسے خاموش کر دیتے ہیں یا کسی دوسرے اسٹیشن پر گھما دیتے ہیں۔

'آوازنُما' میں محمد خالد عابدی کے ۸ دلچسپ اور کامیاب تفریحی ڈراموں پر ڈاکٹر اخلاق آثر نے پیش لفظ لکھا ہے جس میں ریڈیو ڈرامہ نویسی کی مختصر تاریخ پیش کی ہے۔ اور اس صنف کو اُردو میں برتنے والوں کی تخلیقات کا تنقیدی جائزہ لیا ہے۔ پیش لفظ کافی وقیع ہے اور اس کے ساتھ ہی جناب ابراہیم یوسف نے محمد خالد عابدی کا مختصر تعارف پیش کیا ہے جو کافی دلچسپ ہے۔

یہ مجلد کتاب جس کی لکھائی اور چھپائی اغلاط سے پاک ہے مکتبہ شرقیہ ابراہیم پورہ بھوپال نیز بھوپال بکڈپو بدھواره بھوپال سے صرف ساڑھے پانچ روپے میں مل سکتی ہے۔

طرحِ نو

'طرحِ نو' سیّد علیم الدین صبا نویدی کی جدید غزلوں کا مختصر مجموعہ ہے۔ علیم صبا نویدی تامل ناڈو کے ایک مشہور و مقبول شاعر ہیں اور جدید شعراء میں ایک خاص مقام رکھتے ہیں۔ ان کی شخصیت آگہی و دردمندی سے عبارت ہے جسے وہ جدیدیت کے تلازم و علائم اور استعارات و اسلوب کی مدد سے قاری کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ وہ اس لئے بھی پسند کئے جاتے ہیں کہ وہ بیشتر جدید غزل گو شعراء کی طرح مایوسی، بے سمتی اور زندگی کی بے معنویت کو ہی عزیز نہیں رکھتے بلکہ اُن کے لہجہ میں زندگی کی جدوجہد، مسرت کی بھرپور خواہش اور قوت و خود اعتمادی و خود آگہی کا اظہار بھی ہے۔

خود مصنف نے بعنوان 'لہو کا سفر' اپنا تعارف پیش کیا ہے۔ علاوہ ازیں ڈاکٹر سید محمد عقیل رضوی، ڈاکٹر محمد حسن، ڈاکٹر بشیر بدر، پروفیسر کرامت علی کرامت، دانش فرازی، ڈاکٹر عنوان چشتی اور ڈاکٹر حامدی کشمیری نے مختلف عنوانات کے تحت اپنے تبصرے، تنقیدیں اور تاثرات قلمبند کئے ہیں جو کتاب کی افادیت میں اضافہ کرتے ہیں۔

غزل

جگن ناتھ آزاد ۸۔ریزیڈنسی روڈ، سرینگر (کشمیر)

بس اِس قدر ہے مری داستانِ بے وطنی
اِدھر سے شیشہ گری تھی اُدھر سے سنگ زنی

ترے ہزار لباسوں کے باوجود اے عقل!
عجیب شے ہے جنوں کی دریدہ پیرہنی

اگرچہ دل کے جہاں میں تھا ایک شور بپا
میں سن رہا تھا تمھاری نوائے کم سخنی

ہر ایک سنگ کو اِک بُت بنا دیا ہم نے
رہے گی یاد جہاں کو ہماری تیشہ زنی

زمانے کچھ تو بتا تجھ کو کیا پسند آیا
ہمارے کام تھے دو، بُت گری و بُت شکنی

تمھارے شہر سے بس ایک یاد ساتھ چلی
وہ یاد کیا تھی فقط دوستوں کی نیش زنی

نمونۂ کلام ملاحظہ ہو ؎

یوں تو سب چہرے مرے اپنے ہی چہرے ہیں مگر
مجھ سا تنہا کوئی اس شہر کے لوگوں میں نہ تھا

؎

کتنی سوچوں کا لہو چاٹ گئے کیا معلوم!
پہلے یہ رنگ تو اوراق کے چہروں میں نہ تھا

؎

جتنی طویل عمر اندھیروں نے پائی ہے
اتنی طویل ہے مری تنہائی ناپ لو

؎

لوگ پتھر لے کے پھرتے ہیں صبا!
آئینہ تو اپنی سوچوں کا سنبھال

؎

میں لے رہا ہوں جائزہ ہر ایک لہر کا
کیا جانے کب یہ مجھ کو سمندر پکار لے

صبا نوید سنو، وسعتِ نظر کی ہوا!
زمیں سے دور مجھے بھی اُچھال کر بھی خموش

خوبصورت اور نفیس سرورق کی اس مجلد کتاب کی قیمت ۷ روپے ہے اور گوہر بکڈپو ٹریلیکین ہائی روڈ، مدراس نمبر ۵۔ مکتبۂ جامعہ لمیٹڈ، دہلی بمبئی علی گڈھ۔ مکتبۂ تحریک دہلی ملا۔ شب خون، کتاب گھر الہ آباد اور شالیمار پبلیکیشنز حیدرآباد سے مل سکتی ہے۔

دفتر والی سڑک

ضیا حسنی کے ۱۹ افسانوں کا مجموعہ ہے، جو اُتر پردیش اُردو اکیڈمی کے مالی اشتراک سے منظرِ عام پر آیا ہے۔

افسانوں کے تمام تر موضوعات تعمیری ہیں ضیا حسنی کا مذاق شستہ و پاکیزہ ہے جو خصوصیت کے ساتھ ان کی کہانی ''نئی کرایہ دار'' سے ظاہر ہوتا ہے جس میں بتایا ہے کہ ایک روشن خیال و بلند کردار شوہر کی شریکِ حیات بھی اس کے کردار

(مزید صفحہ ۴۹ پر)

سکندر علی وجد
۵۵، ساؤتھ ایونیو، نئی دہلی ۱

شعلہ سا لپک جائے ہے...

کس رنگ میں ہے دلبرِ دلباز تو دیکھو   ہے موج ہلاہل نگہہ ناز تو دیکھو
نغمات کی پرواز کا اعجاز تو دیکھو   دمساز ہے بے حال یہ انداز تو دیکھو

"اِس غیرتِ ناہید کی ہر تان ہے دیپک
شعلہ سا لپک جائے ہے، آواز تو دیکھو"

خاموشئ احساس میں اک دھوم مچا دی   چھڑکا کہیں تیزاب کہیں آگ لگا دی
ہر بول کی سوئی ہوئی تقدیر جگا دی   ہر تان کی زنجیر ثریا سے ملا دی

سرگم سے دُرِ سازو نوا تول رہی ہے
سنگیت کی ایک ایک گرہ کھول رہی ہے

پُرنور گلا ہند کے راگوں کا خزانہ   نیرنگئ الفاظ ہے رنگین بہانہ
جذبات کی موجوں کا جنوں خیز ترانہ   سُنکر جسے، سو بار پلٹ آئے زمانہ

پی کر تری آواز کا رس جھوم رہا ہے
اَب وقت بھی نغموں کے قدم چوم رہا ہے

غزل

گنیش بہاری طرز لکھنوی
فیروز آرا، بلڈنگ، میڈم کاما روڈ، بمبئی ۳۲

مست سماں ہے رات جواں ہے
مے ہے صُراحی چھلکی بھی

پینے والو جی بھر پی لو
آج ہی پی لو کل کی بھی

آج ہے اپنا رات ہے اپنی
آج منالو جشن کوئی

کل کو جانے کیا ہو جائے
کس کو خبر ہے پل کی بھی

ڈھونڈنے پہنچی میخانے میں
اور خود کو ہی کھو بیٹھی!

ایسا رس برسا جیون کا
لگ گئی آنکھ اجل کی بھی

پیمانے بھی اوجھل بھی تو
برق بھی گل بھی آگ بھی جل بھی

یہ بھی وہ بھی اور نہیں بھی
حد ہوتی ہے چھل کی بھی

طرزؔ چلو اَب سو بھی جاؤ
آس ملن کی ختم ہوئی
صبح کا تارا ڈوب چلا ہے
رات کی چونر ڈھلکی بھی!

رُباعی کے متعلق یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ۔ ایک مشکل ترین صنفِ سخن ہے۔ آج سے گیارہ بارہ سو سال پہلے ایران میں عہدِ صفاریہ میں اس نے جنم لیا۔ وہیں پروان چڑھی۔ اول اول اسے دوبیتی کہا گیا بعد میں رباعی کے نام سے موسوم کر دی گئی آج تک یہ اسی نام سے پہچانی جا رہی ہے۔

کچھ ہوش سنبھالنے کے بعد اس نے پَر پُرزے نکالے اور دوسرے ممالک کی راہ لی۔ تقریباً دو ڈھائی سو سال قبل یہ ہندوستان پہنچی اُردو شعرا نے غزل کی طرح اس کا بھی خیر مقدم کیا۔ رباعی چونکہ غزل کی طرح آسان نہ تھی اس کی خاطر خواہ پذیرائی نہ ہو سکی تاہم آج بھی بڑے کرّ و فر کے ساتھ اُردو شعر و سخن کی محفلوں میں جلوہ افروز ہے۔ اُردو زبان کے لگ بھگ تمام بڑے شعرا نے اس کی زلفیں سنواری ہیں۔ اس کے چاہنے والوں میں میر، سودا، غالب، انیس، دبیر، امجد، یگانہ، جوش، فراق، سیماب اور دوسرے بہت سے شعراء پائے جاتے ہیں۔ انھیں میں ایک سہیل صاحب مالیگانوی بھی ہیں۔ سہیل صاحب نے بڑی ہی وافر تعداد میں رُباعیاں کہی ہیں۔

ادھر بیسویں صدی میں اس مشکل ترین صنف سخن پر کچھ زیادہ توجہ اور محنت سے کام کیا گیا ہے۔ ان شعراء میں بطورِ خاص امجد حیدرآبادی۔ یگانہ چنگیزی، جوش ملیح آبادی، فراق گورکھپوری اور سیماب اکبرآبادی کے نام آتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک نے اپنی افتادِ طبع کے پیش نظر رُباعیاں کہی ہیں۔

مُلّا وجہی، قلی قطب، قطب شاہ ابوالحسن تانا شاہ اور ولی دکنی جیسے اُردو کے اوّلین شعرا کی بدولت دکن اُردو غزل کا مولد و مسکن قرار پایا۔ بالکل اسی طرح شہنشاہِ رباعیات امجد حیدرآبادی کی رباعیوں کی وجہ سے دکن کو وہی شرف حاصل ہوا۔ اب جبکہ دکن موجودہ جغرافیائی حدود میں دو حصوں میں بٹ چکا ہے یعنی حیدرآباد (آندھرا پردیش) اور مراٹھواڑہ۔ پھر مراٹھواڑہ مہاراشٹر میں شامل کر لیا گیا۔

سہیل مالیگاؤں کے ناطے مہاراشٹرین ہیں اور آج مہاراشٹر میں سہیل تنہا اور اکیلے رُباعی کے بڑے شاعر ہیں۔

سہیل نے صرف رُباعی ہی کو اپنے خیالات کے اظہار کا وسیلہ بنایا ہے۔ سہیل نے پہلے پہل عمر خیام نیشاپوری کی رُباعیوں سے تاثر قبول کیا ان کی یہ رُباعی ثبوت میں پیش کی جا سکتی ہے

اِک چیز نیشاپور سے بھیجی ہے مجھے
میخانہ مخمور سے بھیجی ہے مجھے
رندانِ دکن کا بھی نصیبہ جاگا
ساقی نے بہت دور سے بھیجی ہے مجھے

سہیل صاحب کے یہاں بھی رنگا رنگ موضوعات پر رباعیاں ملتی ہیں جیسے اَدبی، اخلاقی معاشرتی، سیاسی غیر سیاسی۔ رومانی۔ غرض سہیل صاحب نے وقت کی دھڑکنوں کو سُنا ہے حالات کو کروٹیں بدلتے دیکھا ہے، اقتصادی بدحالی کے مناظر سے گذرے ہیں، معاشرتی بگاڑ کا مشاہدہ کیا ہے اور ان تمام عوامل کے اثرات سے خصوصیات کو الفاظ میں بدل کر رباعی کے سانچے میں ڈھال کر پیش کیا ہے۔

سہیل صاحب کی رباعیوں کا مجموعہ "سفینہ" جب پہلی بار پاکٹ سائز کی صورت میں چھپا تھا تو نیاز فتحپوری اور دیگر مُدیرانِ رسائل نے اس پر تبصرے لکھے تھے اور خوب خوب سراہا تھا۔ چند رُباعیاں مختلف موضوعات پر یہاں بھی پیش کر رہا ہوں ملاحظہ فرمایئے۔ یہ سہیل صاحب کے مجموعے "سفینہ" سے نقل کی گئی ہیں ؎

حق بات زباں سے آپ کیا بولیں گے
گنجینۂ قارون کا دَر کھولیں گے
کچھ تول چکے ارض و سماوات مجھے
کچھ آپ ترازو میں مجھے تولیں گے

؎

ہر شام زمانے سے کنارہ کرنا
سبزے پہ لبِ آب گذارہ کرنا
ہے صحبتِ الیاس و خضر سے بہتر
دُکھ درد غریبوں کا گوارہ کرنا

؎

اربابِ خرد بات بناتے ہی رہے
سوانگ کے افسانے سُناتے ہی رہے

امین تابش
۱۷۸۔ جی۔ بی روڈ، باندرہ، ممبئی نمبر ۵۰

ہم کو تو نہ آیا آہ بھی کرنا !
قصہ یہ ہوا جان سے جاتے ہی رہے

؎

حق بات کی وہ ہنسی اُڑائی تم نے
ناداتوں سے خوب داد پائی تم نے
کنجوس کے ہاتھوں سے سیاہی لیکر
حاتم کی بُری شکل بنائی تم نے

؎

ویرانۂ ہستی سے بہت ڈرتا ہوں
انسان کے دُکھ دیکھ کے میں مرتا ہوں
اِسطرح کے جھونپڑے بھی ملتے ہیں ابھی
چیڑیوں کے نشیمن کا گماں کرتا ہوں

؎

نمرود کی آگ کو بجھا دیتے ہیں
فرعون کا بھی زور گھٹا دیتے ہیں
مظلوموں سے ڈرتے رہو اے تاجورد
بوجہل کو رستے سے لگا دیتے ہیں

؎

دِل دیکھا ہے دنیا کی نظر دیکھی ہے
زر دیکھا ہے اور بارشِ زر دیکھی ہے
کیا ہم کو دِکھاتے ہو دِوالی اپنی!
ہم نے تو دِوالی کی سَحر دیکھی ہے

سہیل صاحب کی ان رُباعیوں میں موضوع کی گرفت، اسلوب کا بانکپن، حالات کی عکاسی جذبات محسوسات، تاثرات رواں دواں عام فہم، سلیس زبان سب ہی کچھ موجود ہے۔ جبکہ رباعی کے لئے وزن و بحر کی پابندی۔ ردیف اور قافیے کی پابندی۔ یہ دو پابندیاں ایسی ہیں جو کسی شاعر کو بے تکلف اظہارِ خیال کی اجازت نہیں دیتیں۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی مبتدی رُباعی کہنے کی جراُت نہیں کر سکتا۔ سہیل صاحب کی رُباعیوں میں جو بے تکلف اظہار خیال پایا جاتا ہے وہ ان کی بے پایاں محنت، کوشش اور لگن کا نتیجہ ہے۔ یہ بات ایک عمر کھپانے کے بعد ہی حاصل ہوتی ہے۔ فن کو ایسی زندگیٔ دوام بخشنے والا فنکار خود نیم مُردہ ہوتا ہے۔ اس کے جسم سے خون کی ایک ایک بُوند فن میں منتقل ہوتی رہتی ہے۔ یعنی اس کے خون کی بوندیں اس کے قلم کی روشنائی بن کر قرطاس ابیض پر ایک شہ پارہ کی صورت میں اُبھرتی ہیں۔ دیکھنے والی آنکھیں اُسے دیکھتی ہیں اور واہ واہ! سبحان اللہ! کیا خوب! کے تحسین و آفرین کے نعروں کے شور سے فضا گونج اٹھتی ہے۔ ان نعروں کی گونج سے فن کار کو روحانی مسرت و فرحت تو مل جاتی ہے لیکن جسمانی آرام و سہولت کا کوئی سامان فراہم نہیں ہو پاتا۔ تصویر کے اس دوسرے المیہ رُخ کی طرف توجہ دینے کی اشد ضرورت ہے۔

بقایہ صفحہ نمبر ۴۴

تبصرے

سے معاشرہ کو کس قدر نیک و صاف باطن ہو سکتی ہے۔ عطیہ کا کردار ایک مثالی کردار ہو سکتا ہے۔

پہلا افسانہ "دفتر والی سڑک" ہے۔ اس میں ایک بلند کردار نوجوان کی کہانی ہے جو اپنے لا اُبالی پن کے باوجود دوسروں کے دُکھ درد میں دل و جان سے شریک ہوتا ہے۔ اس کے ذریعہ افسانہ نگار نے قومی یکجہتی کا سبق دلنشین انداز سے دیا ہے۔ دیگر افسانوں میں "غم پنہاں" "آنسو ندامت کے" اور "نیا موڑ" قابل ذکر و قابل قدر ہیں۔ مؤخرالذکر افسانہ فیملی پلاننگ کے موضوع پر ایک دلکش کہانی ہے جو رومانوی انداز میں شروع ہو کر بھرپور رومانیت کے ساتھ ختم ہوتی ہے۔ اُردو کہانیوں کی رومانویت و افسانویت کو قائم رکھتے ہوئے موجودہ دور کے ان کھردرے مسائل کو پیش کرنا جن سے اُردو داں طبقہ کی اکثریت کبھی کبھی بدکتی بھی ہے، ایک ایسی کوشش ہے جس کی حوصلہ افزائی ہونی چاہئے۔ [illegible] مجلد ہے۔ [illegible] میں مکتبۂ [illegible] [illegible] [illegible] ہے۔

عوامی اقدام برائے ترقی ہند کمیٹی کے زیرِ اہتمام غذائی پیداوار کے لیے مالی امداد بہم پہنچانے کی غرض سے ایک ثقافتی پروگرام ۸ر فروری ۷۶ء کو تھانے میں منعقد ہوا جس میں مشہور فلم اسٹار آشا پاریکھ اور رقاصہ گوپی کرشنا نے حصہ لیا۔ یہ اسی موقعے کی تصویر ہے۔

سرکاری فیصلے اور اعلانات

شہری اراضی حدبندی
مختار افسران کا تقرر

حکومت مہاراشٹر نے شہری اراضی (حدبندی و ضابطہ) ایکٹ بابت ۱۹۷۶ء کے قوانین کے تحت بعض افسران کو مخصوص علاقوں کے لئے کمپیٹنٹ اتھارٹیز کی حیثیت سے مقرر کیا ہے۔ یہ ایکٹ ۱۷ فروری ۱۹۷۶ء سے نافذ العمل ہے۔

متعلقہ اطلاع نامہ مہاراشٹر سرکار کے غیر معمولی گزٹ مورخہ ۱۸ فروری ۱۹۷۶ء کے حصہ چہارم الف میں شائع کردیا گیا ہے۔

شہری اراضی (حدبندی وضابطہ) ایکٹ بابت ۱۹۷۶ء اور اس کے تحت وضع کردہ قوانین عوام کی معلومات کے لئے مہاراشٹر سرکار کے غیر معمولی گزٹ مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۷۶ء کے بالترتیب حصہ چہارم و چہارم (سی) میں شائع کر دیئے گئے ہیں۔ اس کی کاپیاں گورنمنٹ بک ڈپو چرنی روڈ بمبئی نمبر ۴۰۰۰۰۴ سے دستیاب ہوسکتی ہیں۔

سالانہ پیداوار کا حساب کتاب ، چھوٹے پیمانے کی صنعتوں کو آگاہی

ڈائرکٹوریٹ آف انڈسٹریز نے چھوٹے پیمانے کی صنعتوں کی جانب سے سال ۷۴-۱۹۷۳ اور ۷۵-۱۹۷۴ء کی بابت سالانہ صنعتی پیداوار کا حساب کتاب پیش کرنے کے لئے آخری تاریخ ۳۱ مارچ ۱۹۷۶ء مقرر کی ہے۔ لہٰذا چھوٹے پیمانے کی صنعتوں کے مالکان سے گذارش کی جاتی ہے کہ وہ مقررہ تاریخ تک اپنا حساب کتاب پیش کردیں۔ متعلقہ رجسٹریشن اتھارٹیز کو وقت مقررہ پر حساب کتاب پیش نہ کرنے کی صورت میں صنعتوں کا رجسٹریشن خود بخود منسوخ قرار دیا جائے گا۔

صنعتی گنتی کے تحت آنے والی تمام چھوٹی صنعتوں کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ فوراً متعلقہ جائنٹ ڈائرکٹر آف انڈسٹریز یا ضلع کے انڈسٹریز آفیسر سے رجوع

بمبئی ریجنل ڈیولپمنٹ اتھارٹی کا چوتھا اجلاس ۱۴ فروری ۷۶ء کو سچیوالیہ میں منعقد ہوا۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں وزیر شہری ترقیات اور چیرمین بی ایم آر ڈی اے، ڈاکٹر رفیق زکریا اجلاس سے خطاب فرما رہے ہیں۔ شری این۔ ایم ترک (وزیر صنعت)، میئر شری نانالال مہتا، میونسپل کمشنر شری کے دی شیشادری دیگر اراکین کے ہمراہ تشریف فرما ہیں۔

کرکے سالانہ حساب کتاب پیش کرنے کے لئے مقررہ فارم حاصل کرلیں۔

۱۹۷۵-۷۶ء کی بابت صنعتی پیدا وار کا حساب کتاب اکاؤنٹنگ سال کے اختتام کے بعد تین ماہ کے اندر بھر دینا چاہئے۔ اس سلسلہ میں کسی بھی صورت میں مدت میں توسیع نہیں کی جائے گی۔

کپاس کی حصولیابی

مہاراشٹر اسٹیٹ کوآپریٹیو مارکٹنگ فیڈریشن لیمٹڈ نے ۸ فروری کو ختم ہونے والے ہفتہ کے دوران ۸۸۲،۰۷،۰۳ کوئنٹل کپاس خریدی۔ اس طرح ۷۶-۱۹۷۵ء کی کپاس فصل کے آغاز سے اب تک ۲۵،۶۶،۰۶۷ کوئنٹل کپاس حاصل کی گئی ہے۔ ہفتہ کے دوران کپاس کی ۴۹،۴۱۵ گانٹھیں تیار کی گئیں جس سے کل تیار گانٹھوں کی تعداد ۲،۴۶،۰۶۴ ہوگئی۔

قوانین کی اشاعت

مہاراشٹر ہومیو پیتھک و بایوکیمک پریکٹیشنرز (رجسٹریشن اینڈ انلسٹمینٹ) (دوسری ترمیم) قوانین بابت ۱۹۷۶ء کے مسودہ سے متعلق کوئی اعتراض یا تجویز نہ ملنے کے باعث حکومت مہاراشٹر نے آخری طور پر یہ قوانین مہاراشٹر سرکار کے غیر معمولی گزٹ مورخہ ۲۳ جنوری ۱۹۷۶ء کے حصہ چہارم ب میں شائع کردیئے ہیں۔

شری پی آر داس گپتا

مہاراشٹرا حکومت نے شری پی آر داس گپتا ڈپٹی سکریٹری وزیر اعلیٰ کو شری ایم ڈی گوڈ بولے وزیر اعلیٰ کے سکریٹری کی جگہ وزیر اعلیٰ کے راحت فنڈ کی پینگ کمیٹی کا جنرل سکریٹری مقرر کیا ہے۔

پل اور سڑکوں کی تعمیر

حکومت مہاراشٹر نے ضلع پربھنی میں اکولہ، سنگولی دارنگا۔ ناندیر ریاستی شاہرہ پر ڈونگر گاؤں میں کیا دھونڈی کے اوپر پل کے تعمیری کاموں کی انتظامی منظوری دیدی ہے۔ ان کاموں پر لاگت کا تخمینہ ۲۱،۹۶،۱۶۵ روپئے ہے۔

● حکومت مہاراشٹر نے ضلع کولہاپور میں رتناگری کولہاپور ریاستی شاہراہ کے بقیہ ۴۵ء۲ کلومیٹر حصہ کے سدھار کے کام کی انتظامی منظوری دیدی ہے۔ اس کی لاگت کا تخمینہ ۱۳،۸۰،۱۱۵ روپئے ہے۔

● حکومت مہاراشٹر نے ضلع دھولیہ میں اکل کوا سے رائے سنگھ پور تک ۱۰ کلومیٹر مورسہ رائے سنگھ پور سڑک سیکشن ۱ کے تعمیری کام کی منظوری دیدی ہے جس کی لاگت کا تخمینہ ۸،۵۸،۰۰۳ روپئے ہے۔

● حکومت مہاراشٹر نے ضلع رتناگری میں داپولی اور رندی سڑک کے سدھار کے کاموں کی انتظامی منظوری دیدی ہے۔ ان کاموں پر لاگت کا تخمینہ ۱،۵۳،۲۲۰ روپئے ہے۔

پونہ میٹرو پولیٹن ریجنل منصوبہ

حکومت مہاراشٹر نے پونہ میٹرو پولیٹن ریجنل منصوبہ کو بعض تبدیلیوں کے ساتھ منظور کرلیا ہے۔ اس کا نفاذ ۱۰ رمئی ۱۹۷۶ء سے ہوگا۔

متذکرہ علاقائی منصوبہ عام معائنہ کے لئے دفتر ڈائرکٹر آف ٹاؤن پلاننگ پونے ۱ میں رکھا جائے گا۔

شراب بندی کے واقعات

بمبئی ضلع کی شراب بندی پولس نے ۵ رفروری کو ختم ہونے والے ہفتہ کے دوران شراب بندی کی خلاف ورزیوں کے سلسلے میں ۱۰۵۳ واقعات کا پتہ چلایا، ۴۲۹ افراد کو گرفتار کیا اور ان کے قبضہ سے ۸۹۲۲۹ لیٹر ناجائز شراب ضبط کی۔

آبپاشی اسکیم

حکومت مہاراشٹر نے ضلع احمد نگر میں راکشس واڑی ٹینک اور ضلع رتناگری میں کیما ٹینک ان دو چھوٹی آبپاشی اسکیموں کی انتظامی منظوری دیدی ہے۔ ان اسکیموں پر لاگت کا تخمینہ ۴۸،۳۵،۱۵۴ روپئے ہے۔

وزیر تعمیرات و مواصلات، قانون و عدلیہ شری عبدالرحمن انتولے کو گذشتہ ۴ رفروری ۱۹۷۶ء کو سکریٹریٹ کے درجہ چہارم کے ملازمین کی طرف سے الوداعی پارٹی دی گئی۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں شری انتولے حاضرین سے خطاب فرمارہے ہیں۔

مہاراشٹر میں ۲۰ نکاتی پروگرام کی عمل آوری

ریاستی سطح کمیٹی کا اجلاس

۲۰ نکاتی پروگرام کی عمل آوری سے متعلق ریاستی سطح کمیٹی نے ۱۶ فروری ۱۹۷۶ء کو سچوالیہ میں منعقدہ اجلاس میں اس پروگرام کے بعض نکات کی عمل آوری کی رفتار پر اطمینان کا اظہار کیا۔

وزیر اعلیٰ شری ایس بی چوان نے صدارت کے فرائض انجام دیے۔

جھونپڑوں کی تعمیر کے پروگرام، اناج کی پیداوار بڑھانے کے لیے ذرائع آب پاشی کا زیادہ سے زیادہ استعمال، اراضی ریکارڈ کی تجدید، فصلوں کو کیڑوں سے بچانے کے لیے کیڑا مار ادویہ کی منظم اور باقاعدہ فراہمی اور ناگپور، شولاپور اور ناندیڑ میں ہتھ کرگھا بنکروں کے لیے "ورک شیڈس" کی تعمیر پر ممبران نے خاص توجہ دی اور ان کی رفتار ترقی پر اطمینان کا اظہار کیا۔

بحث کے دوران وزیر اعلیٰ نے خصوصی طور سے جھونپڑوں کی تعمیر کے پروگرام میں بعض رضا کارانہ جماعتوں کی دل چسپی اور امداد نیز بعض کمرشیل بنکوں کی جانب سے کسانوں کو بیل گاڑی اور دودھاری مویشیوں کے لیے مالی امداد اور قرض دینے پر آمادگی کا ذکر کیا اور ان کی خدمات کو سراہا۔

کمیٹی کو بتایا گیا کہ نئے اراضی حد بندی قانون کے تحت فاضل اراضی مالکان کی جانب سے ۸۹۰۰۰ "حسابات" داخل کیے گئے ہیں۔ ان میں سے ۲۷۰۰۰ ناقابل کارروائی ہیں۔ بقیہ ۶۲۰۰۰ میں سے ۲۶۰۰۰ کے معاملے میں چھان بین مکمل ہو چکی ہے۔ اور تقریباً ۹۰۰۰ ہیکٹر اراضی فاضل قرار دی گئی ہے۔

اندراجات تبدیلی کی تصدیق کی مہم کے باعث تصدیق طلب باقی اندراجات کی تعداد گھٹ کر ۵۵,۸۵۷ رہ گئی ہے جبکہ جولائی ۱۹۷۵ء میں تعداد ۱۰۷،۴۸۱ تھی۔

بے زمین اشخاص کو مکان کی جگہ دینے اور جھونپڑوں کی تعمیر کی اسکیم کے تحت درج شدہ ۶,۳ لاکھ مستحق اشخاص میں سے ۵۵,۳ لاکھ اشخاص کو مکان بنانے کے لیے اراضی دی جا چکی ہے۔ ان میں سے ۶۵ فیصدی اشخاص مندرج جاتیوں، مندرج قبائل اور خانہ بدوش قبائل وغیرہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

مئی ۱۹۷۵ء تک تعمیر شدہ ۲۵۳۵۳۰ جھونپڑوں کے علاوہ ۵۰۰۰۰ مزید جھونپڑے جنوری ۱۹۷۶ء تک تعمیر ہو چکے تھے۔ جھونپڑوں کی بڑی تعداد تعمیر کے مختلف مراحل میں ہے

بھیما، ککڑی اور جائیک واڑی ۱۔ پر کاموں کی رفتار تیز کرنے کی غرض سے ان پروجیکٹوں کے تخمینی مصارف میں اضافہ کرنے کا ارادہ ہے تاکہ مزید ۱۷۰۸۰ ہیکٹر اراضی پر آب پاشی کی گنجائش پیدا ہو سکے۔

پاور جنریشن کے بارے میں اجلاس کو بتایا گیا کہ جون ۱۹۷۶ء تک مزید ۵۴۰ میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کا منصوبہ بنایا گیا ہے۔ اس میں کوئنا اسٹیج ۳ سے ۲۴۰ میگاواٹ (۳ یونٹوں میں سے ہر ایک سے ۸۰ میگاواٹ) اور دبیرنا ہائیڈرو الیکٹرک پروجیکٹ سے ۶۰ میگاواٹ بجلی شامل ہے۔

بحث میں حصہ لیتے ہوئے شری

ابن کے ترپڑے رکن کمیٹی نے حکومت کو تین بڑے مقامات پر ہتھ کرگھا بنکروں کے لیے "ورک شیڈس" بنانے کے فیصلے پر مبارکباد دی اور یہ خواہش ظاہر کی کہ تقسیم اراضی پروگرام کو تیز تر کیا جائے۔ شری اے آر پاٹل نے اراضی ریکارڈ اندراجات کی تجدید سے متعلق کام پر اطمینان و مسرت کا اظہار کیا۔ شری جی بی نیوالکر نے وزیر اعلیٰ کو فصلوں کی حفاظت کے لیے کیڑا مار ادویہ جمع کرنے اور تقسیم کرنے کے لیے باقاعدہ پیشگی انتظامات پر مبارکباد دی۔

قبل ازیں چار حلقہ داری کمشنران کے اجلاس میں کام کے جائزے پر نظر ڈالتے ہوئے وزیر اعلیٰ نے دیہی علاقوں میں تعمیر کیے جانے والے جھونپڑوں کو معیاری بنانے کی ضرورت جتائی کیوں کہ یہ پروگرام آئندہ چند سال جاری رہے گا

اس اجلاس میں شرکت کرنے والے اصحاب یہ ہیں: شری این ایم تڈکے، وزیر صنعت ڈاکٹر رفیق زکریا، وزیر محصول، چیئرمین اسٹیٹ لیجسلیٹو کونسل شری وی ایس پاگے، ڈپٹی چیئرمین کونسل، شری آر ایس گوائی، شری پی کے ساونت، صدر مہاراشٹر پردیش کانگریس کمیٹی، شری آر اے پاٹل، شری این کے ترپڑے، شری انا صاحب گوانے، شری ایس ڈی گیڈم، شری جی بی نیوالکر، شری ٹی ایس کارخانس، شریمتی مدھوری بہن شاہ، شری بابوراؤ کلے ایم پی، شری منوہر کوتوال، شری ڈی ڈی ساٹھے چیف سکریٹری، شری نخندیا، ایڈیشنل چیف سکریٹری اور شری ایل ایس لل ڈپٹی سکریٹری۔

پروفیسر عبدالعلیم کے انتقال پر وزیر اعظم کی تعزیت

نئی دہلی ۱۹ فروری۔ وزیر اعظم مسز اندرا گاندھی نے پروفیسر عبدالعلیم کے انتقال پر اپنے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔

اپنے پیغام تعزیت میں وزیر اعظم نے کہا ہے کہ پروفیسر علیم کے انتقال کی خبر سن کر مجھے بڑا صدمہ ہوا ہے وہ ترقی پسند نظریہ کے حامل ایک عالم و فاضل شخص تھے۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے لیے اور عربی اور اردو ادب کے لیے آپ کی خدمات قابل قدر ہیں اور ہمیشہ یاد رہیں گی۔

سوگوار خاندان سے مجھے گہری ہمدردی ہے۔

جنوری میں ایک لاکھ دس ہزار نس بندی آپریشن

مہاراشٹر میں گزشتہ ماہ جنوری میں نس بندی کے کل ۱,۱۰,۶۵۱ آپریشن کیے گئے۔ یکم اپریل ۱۹۷۵ء سے ۳۱ جنوری ۱۹۷۶ء تک مدت کے دوران کیے گئے نس بندی آپریشنوں کی تعداد ۳,۴۲,۱۲۰ تھی۔ جو نظر ثانی شدہ سالانہ نشانہ کے ۶۲.۹۰ فیصدی حصے کے برابر ہے۔

زیر نظر ماہ میں اضلاع دھولیے، جلگاؤں، پونے، شولاپور، کولہاپور اور امراوتی نظر ثانی شدہ نس بندی آپریشن کے مقررہ نشانہ سے آگے بڑھ گئے۔ اضلاع دھولیے اور امراوتی میں یہ تعداد سب سے زیادہ تھی اس ماہ اضلاع دھولیے اور امراوتی میں بالترتیب ۱۴۶۸۱ اور ۱۳,۵۳۳ نس بندی آپریشن کئے گئے۔

آتش زدگی حادثات کے مصیبت زدگان کی امداد

وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان نے وزیر اعلیٰ کے امدادی فنڈ سے ۱۲ فروری کو ماٹنگا ریلوے اسٹیشن کے قریب شہریت ٹرین آتشزدگی کے حادثہ میں ہلاک یا مجروح ہو جانے والے افراد کے لواحقین کیلئے ۲۵,۰۰۰ روپئے کی امداد کی منظوری دیدی ہے۔ نیز وزیر اعلیٰ نے ۵ فروری کو دوربے میں چاندور ریلوے اسٹیشن پر کپاس کی گانٹھوں میں آگ لگنے کی وجہ سے ہلاک ہونے والی ۱۱ خواتین نیز اتنی ہی تعداد میں مجروحین کے خاندانوں کو امداد دینے کی غرض سے وزیر اعلیٰ کے امدادی فنڈ سے ۲۰۰۰ روپئے کی منظوری دیدی ہے۔

غذائی پیداوار پروگرام ضلع تھانہ کی جانب سے ۳ لاکھ روپئے

تھانہ کے کلکٹر نے حال ہی میں اس بات کا اعلان کیا کہ عوامی اقدام برائے ترقیات مہاراشٹر اسٹیٹ کمیٹی کے زیر سرپرستی قائم شدہ ریاستی فنڈ میں ضلع تھانہ کے عوام نے ۳ لاکھ روپئے دیئے ہیں۔ موصوف تھانہ میں کمیٹی کے زیر اہتمام منعقدہ "امیج آف انڈیا" ثقافتی پروگرام میں تقریر کر رہے تھے۔ اس پروگرام میں مشہور فلم اسٹار آشا پاریکھ اور شری گوپی کرشنا نے شرکت کی تھی۔

شری بی کے چوگلے سکریٹری محکمۂ زراعت و امداد باہمی نے صدارت کے فرائض انجام دیئے۔ اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے شری چوگلے نے غذائی پیداوار پروگرام کی اہمیت جتائی اور لوگوں سے اپیل کی کہ وہ اس قومی اہمیت کے حامل پروگرام میں کامل حصہ لیں۔

عوامی اقدام برائے ترقیات پروگرام کے تحت غذائی پیداوار اسکیموں کے لئے درج شدہ رضاکارانہ

داروں کو امداد بہم پہنچائی جاتی ہے۔ اس پروگرام کے تحت اب تک مہاراشٹر میں ۲۶ اسکیموں کے لئے ۲۷ء ۷ کروڑ روپوں کی امداد دی جاچکی ہے۔
ریلیف فنڈ کے لئے ریمنڈ کمپلیکس نے دس ہزار روپے اور میسرز سینڈوز، وِلٹاس، مرفی ریڈیو، ٹیکسنس، سنجری ریان میں سے ہر ایک نے ۵ ہزار روپے دیئے۔
تھانہ ضلع پریشد کے چیف ایگزیکیوٹو افسر شری کے۔ٹی۔ اپاکشن نے شکریہ ادا کیا

جھونپڑوں کی تعمیر مقررہ مدت میں انجام دیجائے

شکر کارخانے جات سے شری موہتے کی اپیل

شری وائی جے موہتے۔ وزیر امداد باہمی نے شکر کارخانے جات سے اپیل کی ہے کہ وہ جھونپڑے تعمیر کرنے کے کاموں کو مقررہ مدتی پروگرام بنائیں تاکہ ۴۵۰۰ جھونپڑے مقررہ تاریخ سے قبل تعمیر کئے جاسکیں۔
وزیر موصوف ریاست کے امداد باہمی شکر کارخانے جات کی ۱۲ر فروری ۱۹۷۶ء کو سچوالیہ میں منعقدہ میٹنگ سے خطاب کر رہے تھے۔ یہ میٹنگ شکر کارخانے جات کی جانب سے جھونپڑوں کی تعمیر سے متعلق کام کا جائزہ لینے کی غرض سے بلائی گئی تھی۔ اس موقع پر ڈاکٹر رفیق زکریا وزیر محصول بھی موجود تھے
۲۰ نکاتی پروگرام کے سلسلے میں امداد باہمی شکر کارخانے جات نے بے زمین افراد کے لئے ۴۵۰۰۰ جھونپڑے اپنے حلقہ اختیار میں تعمیر کرنیکا پروگرام شروع کیا ہے۔ اس مقصد سے کارخانہ جات حصہ داروں کو ادا کی جانے والی آخری گنا قیمت میں سے ریاستی حکومت کی حسب ہدایت مقررہ رقم وضع کرتے ہیں۔ اس طرح اندازا سالانہ ۸۰ لاکھ روپے کی رقم جمع ہوگی۔
یہ تمام جھونپڑے تین سال کی مدت میں تعمیر کئے جائیں گے۔ اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے ڈاکٹر رفیق زکریا نے بیمار شکر کارخانوں کے حلقہ اختیار میں بھی ایسے جھونپڑے تعمیر کرنے کی ضرورت جتائی۔ آپ نے فرمایا کہ ایسے علاقوں میں حکومت بھی مدد دے گی۔

ایک جاپانی گڈ ول کردر نے جمعہ ۶ر فروری ۱۹۷۶ء کو سچوالیہ میں وزیر اعلیٰ شری ایس بی چوان سے ملاقات کی۔ اور انھیں "واریرس ہیلمیٹ" پیش کیا۔

شری ایس بی چوان (وزیر اعلیٰ مہاراشٹر) ۱۳ر فروری ۱۹۷۶ء کو سچوالیہ میں منعقدہ مذہبی و لسانی اقلیتوں کے ریاستی بورڈ کے دوسرے اجلاس سے خطاب فرما رہے ہیں۔

مینجر گورنمنٹ سنٹرل پریس بمبئی شری آر بی الوا صدر جمہوریہ سے انعامات حاصل کر رہے ہیں۔

گورنمنٹ سنٹرل پریس کی شاندار کارگذاری

گورنمنٹ سنٹرل پریس، بمبئی نے کتابوں اور دیگر مطبوعات کی عمدہ طباعت اور ڈیزائن پر اٹھارویں قومی انعامات مقابلے میں پانچ انعامات حاصل کئے ہیں۔ صدر جمہوریہ ہند شری فخرالدین علی احمد نے ۱۶ر فروری ۱۹۷۶ء کو نئی دہلی میں منعقدہ تقریب میں انعامات تقسیم کئے۔ پریس کے منیجر نے انعامات حاصل کئے۔

گورنمنٹ سنٹرل پریس کو حسب ذیل مطبوعات پر انعام ملا ہے:

لوک راجیہ۔ پندرہ روزہ رسالہ (ہندوستانی زبانیں) اوّل انعام؛ سہکار سیتو ۔ رسالہ۔ ہندوستانی زبانیں (ماہانہ اور دیگر) اوّل انعام؛ الف بچت رسالہ۔ ہندوستانی زبانیں (ماہانہ اور دیگر) دوسرا انعام؛ رُوپ بھید ۱۹۷۵ء آرٹ رسالہ۔ میرٹ سرٹیفکیٹ اور سڈنہم کالج ڈائمنڈ جوبلی سوونیر۔ سالنامہ اور سوونیر (لیٹر پریس) میرٹ سرٹیفکیٹ۔

مذکورہ پریس نے ماضی میں بھی عمدہ طباعت پر کل ہند سطح پر کئی انعامات حاصل کئے ہیں۔ اس نے ۱۹۷۳ء میں آل انڈیا پرنٹرس کانفرنس میں کالیداس کی لازوال تخلیقات سے متعلق مناظر کی طباعت پر اول انعام حاصل کیا تھا۔

کتابوں اور دیگر مطبوعات کی عمدہ طباعت اور ڈیزائن پر قومی انعامات دینے کی کارروائی مرکزی وزارت اطلاعات و نشریات نے ۱۹۵۵ء سے شروع کی تھی جو اس میدان میں نمایاں کارگذاری پر اعلیٰ ترین اعزاز ہے۔ قومی سطح پر اس انعامی مقابلے سے پرنٹروں، پبلشروں اور ایڈورٹائزروں میں جوش و خروش پیدا ہوا، اور ان کا حوصلہ بڑھا اور ملک میں طباعت اور اشاعت کی صنعت نے ترقی کی۔

پرنٹروں، پبلشروں، مشتہرین اور ایڈورٹائزنگ ایجنسیوں سے مختلف اقسام میں شرکت کے لئے درخواستیں طلب کی جاتی ہیں۔ صرف ایسی مطبوعات پر انعامات دیئے جاتے ہیں جن کی طباعت اور ڈیزائن کا کام ہندوستان ہی میں انجام پایا ہو۔ شرکت کے لئے کوئی فیس نہیں ہے۔

حکومت ہند کی جانب سے مقررہ رندھاوا کمیٹی کی سفارشات پر سولہویں انعامی مقابلے سے انعامی اقسام کی تعداد ۱۶ سے بڑھا کر ۴۴ کر دی گئی ہے۔ ہر قسم میں پرنٹروں، پبلشروں، مشتہرین اور ڈیزائنروں کو انعامات دیئے جاتے ہیں۔

بہترین جلد والی کتابوں اور دیوناگری ٹائپ فیس، کے معاملے میں بالترتیب جلد ساز، ٹائپ فیس کے ڈیزائنر اور ٹائپ فاؤنڈری کو انعام دیا جاتا ہے۔ ہر قسم کے لئے تین انعامات ہیں: اوّل اور دوئم انعامات روایتی 'تامرپتر' کی شکل میں دیئے جاتے ہیں۔ اس تختی پر ہندی میں انعام پانے والے کا نام، انعام کی قسم اور دیگر تفصیلات بھی درج ہوتی ہیں۔ تیسرا انعام میرٹ سرٹیفکیٹ ←

٪۰ کی شکل میں ہوتا ہے اور اس میں بھی تمام تفصیلات درج ہوتی ہیں۔ ججوں کی ایک جماعت مطبوعات وغیرہ کی جانچ کرتی ہے جو صدر اور اراکین پر مشتمل ہوتی ہے۔ اراکین میں پرنٹروں، پبلشروں، آرٹسٹوں اور مشتہرین کے نمائندے شامل ہوتے ہیں۔ ہر سال منتخب اشیاء کی نمائش کے بعد انعامات دیئے جاتے ہیں۔ اس نمائش سے طباعت اور ڈیزائننگ کے میدان میں ترقی کا اظہار ہوتا ہے

خون کا عطیہ

سول ڈیفنس اسٹاف کالج کے زیر تربیت پانے والوں نے حال ہی میں بمبئی میں خون کا عطیہ دیا۔

اس موقع پر شریمتی سوگنا وتکر (شریف بمبئی) نے رضاکارانہ طور پر شہری دفاع کی تربیت پانے والوں کی جانب سے خون کا عطیہ دینے پر اطمینان کا اظہار کیا۔

انہوں نے کہا کہ یہ بہت خوشی کی بات ہے کہ ایک ماہ کے اندر کالج نے دوسری مرتبہ خون کے عطیات جمع کرنے کا انتظام کیا ہے۔
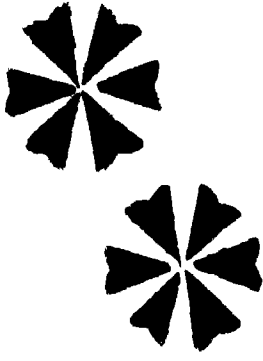
شری جگ جیون رام مرکزی وزیر زراعت نے ۹ فروری ۶۷ء کو کرلا ڈیری کا افتتاح فرمایا۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں شری جگ جیون رام تقسیم دودھ کی ایک گاڑی کا وہ نل کھول رہے ہیں جس سے دودھ برتن میں گرتا ہے۔ اس تصویر میں وزیر اعلیٰ شری ایس بی چوان بھی موصوف کے ہمراہ ہیں۔

بمبئی کے ہم سر شہر "لاس اینجلس" کے ۳۰ اراکین پر مشتمل ایک وفد نے جس کے قائد مسٹر روبرٹ ہینڈریوز تھے۔ ۱۰ فروری ۶۷ء کو راج بھون میں گورنر مہاراشٹر شری علی یاور جنگ اور بیگم علی یاور جنگ سے ملاقات کی۔ یہ تصویر اسی موقع پر لی گئی ہے۔

شہر بمبئی میں پرانی بوسیدہ عمارتوں کے معائنہ کا کام جمعہ ۲۰ فروری ۱۹۶۷ء سے شری جے جی بودھے رکن بمبئی بلڈنگس ریپیرس اور ری کانسٹرکشن بورڈ اور ڈاکٹر ڈی این گنا جی چیف انجینیر پبلک ورکس اینڈ ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ نے شروع کیا۔ یہ اسی موقع کی تصویر ہے

مسٹر ریلیار حبادنے، ایڈیٹر "مارامیکا" اور صدر جنرلٹس تواریو (مدغاسکر) نے ۴ مارچ ۱۹۷۶ء کو سیچوالیہ میں شری شام راؤ کدم سے ملاقات کی۔ یہ اسی موقع پر لی گئی تصویر ہے۔

شری سندر راؤ سولنکے [illegible] وزیر پبلک ورکس اور ہاؤسنگ نے ۷ مارچ ۱۹۷۶ء کو کیری روڈ حلقہ میں مرمت و تعمیر بورڈ کی جانب سے تعمیر شدہ "ڈاکٹر امبیڈکر سدن" کا افتتاح کیا۔ یہ اسی موقعہ پر لی گئی تصویر ہے۔

نیشنل ایڈ سوسائٹی بمبئی کے زیر اہتمام ۷ مارچ ۱۹۷۶ء کو شری بالو راؤ کالے نائب وزیر برائے امور داخلہ کا استقبال کیا گیا۔ یہ اسی موقعہ پر لی گئی تصویر ہے۔
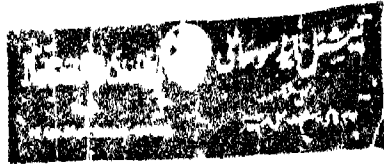
وزیراعظم شریمتی اندرا گاندھی نے ۲۴ فروری ۱۹۷۶ء کو دریائے گوداوری پر جائیک واڑی
بندھ کا افتتاح کرتے ہوئے اسے قوم کے نام منسوب کیا۔ جو مہاراشٹر کا سب سے بڑا اور شاندار
بندھ ہے۔

Chamch geera

Licence No. 89 for without prepayment of postage **Regd. No. MH-BY-South-544**

وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے ۲۳ فروری ۷۶ء کو کولھاپور میں
مشہور مہالکشمی مندر میں امبا دیوی کے درشن کئے۔

ڈائرکٹوریٹ جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز گورنمنٹ آف مہاراشٹر نے گورنمنٹ سنٹرل پریس بمبئے میں چھپوا کر شائع کیا۔

ت کا بجٹ ہمار

کوئی نیا ٹیکس نہیں

3(
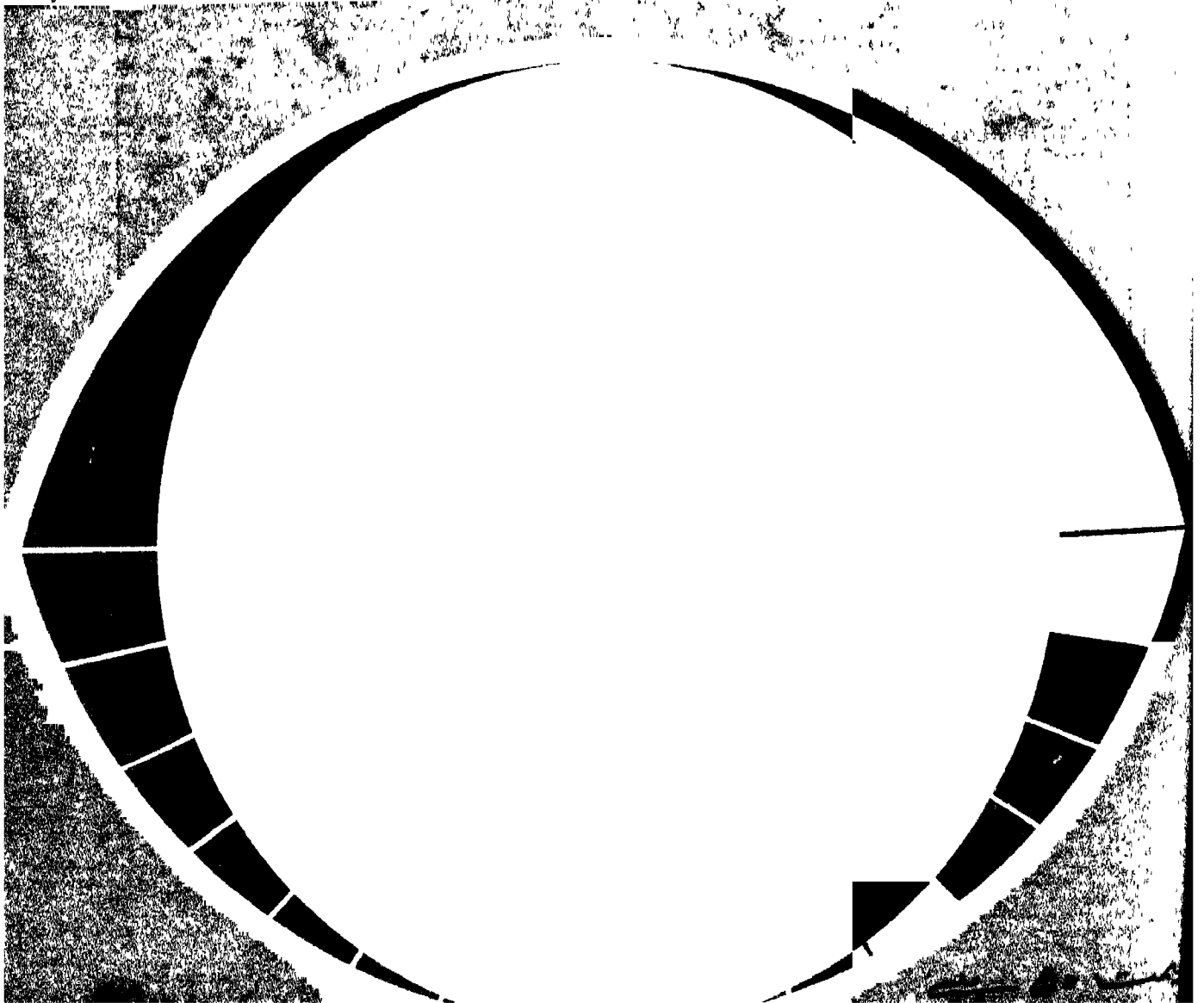
ڈاکٹر رفیق زکریا وزیر محصولات و شہری ترقیات نے ۲۰ مارچ کو حضرت مخدوم علیؒ مہائمیؒ سے متعلق ایک کتاب کا اجرا فرمایا۔
کتاب کوکن پبلیکیشنز ٹرسٹ نے شائع کی ہے۔ مصنف مولانا عبدالرحمٰن پرواز اصلاحی، ڈاکٹر صاحب کے ساتھ کھڑے نظر آرہے ہیں۔

قومی راج

جلد ۳ شمارہ یکم و ۱۶ اپریل ۱۹۷۶ء پندرہ روزہ شمارہ ۷ و ۸

قیمت سالانہ: دس روپے فی پرچہ: ۵۰ پیسے

زیرِ نگرانی: خواجہ عبدالغفور آئی۔ اے۔ ایس

ترسیلِ زر اور مراسلت کا پتہ:
معرفت ڈائرکٹر آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، حکومت مہاراشٹر
سچیوالیہ، بمبئی ۳۲ ۴

فہرست

ڈائرکٹوریٹ جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، گورنمنٹ آف مہاراشٹر نے گورنمنٹ سنٹرل پریس بمبئی ۴ میں چھپوا کر شائع کیا

سخنہائے گفتنی

امسال ہندوستانی جمہوریت نے جو بجا طور پر دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت کہلاتی ہے اپنی زندگی کے تابناک ترین دس سال پورے کیے۔ ان دس سال کے دوران رجعت پسند اور قوم دشمن قوتوں کے مقابل جمہوریت، رواداری اور ترقی پسند عناصر کی جدوجہد جاری رہی اور گذشتہ سال فتحیاب ہوئی جس کا اس بار نہایت فخر اور مسرت کے ساتھ جشن منایا گیا۔ ایمرجنسی نے اس مدت کے دوران زراعت و صنعت، سیاست و اقتصادیات اور تہذیب و ثقافت کے میدان میں حاصل ہونیوالی کامیابیوں کو مستحکم کیا اور اب ملک ایک نئے عزم کے ساتھ نئی منزل کی جانب رواں دواں ہوگیا۔

وزیر اعظم کے دس سالہ اقتدار کی سالگرہ کے ساتھ ساتھ ہم نے امسال اپنے ہر دلعزیز وزیر اعلیٰ کا ایک سال مکمل ہونے کا بھی جشن منایا۔ جناب شنکر راؤ چوان نے ریاست کی ترقی اور عوام کی بہبود کے متعدد اقدامات جس پامردی اور جرأت سے اٹھائے ہیں وہ یقیناً تاریخ ساز ثابت ہوں گے اور ان کی سربراہی میں ریاست مہاراشٹر ترقی کی نئی منزلوں سے ہمکنار ہوگی۔

مرکزی اور ریاستی حکومتوں کی جدوجہد کے نتیجے میں عام آدمی کی زندگی جو آئے دن مسائل اور مشکلات سے دوچار رہا کرتی تھی، اب بڑی حد تک آسان ہوگئی ہے۔ افراطِ زر کا خاتمہ ہو رہا ہے متوازی معیشت دم توڑ چکی ہے، غذائی اجناس کی فراہمی بھرپور ہے زمین اور مکانات کی دستیابی ممکن ہو چلی ہے۔ ان خوشگوار نتائج کی بناء پر عوام نے ایمرجنسی کو، جو ابتداً بحالت مجبوری نافذ کی گئی تھی، ایک رحمت قرار دیا ہے۔

مارچ ۷۶ کو پوری ریاست میں گوڈی پاڑوا کا نیا سال منایا گیا۔ دعا ہے کہ یہ نیا سال ہماری ریاست کے لئے کامرانی اور خوشحالی کا ایک تازہ باب ثابت ہو۔

ریاست میں آئندہ سال اردو کے لئے بھی نہایت مبارک ثابت ہوگا کیونکہ مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکادمی کی جانب سے ادیبوں، شاعروں، لائبریریوں، اردو تنظیموں اور کالجوں میں طلبہ کی انجمنوں کو امداد کے نتیجے میں اردو کی ترقی کا کام زور و شور سے شروع ہوگا اور محرومی کا ایک احساس جو اردو والوں پر عالب تھا ہمیشہ ختم ہوگا۔

خواجہ عبدالغفور

کوئی نیا ٹیکس نہیں!

مہاراشٹر بجٹ برائے ۷۷-۱۹۷۶ء

وزیر مالیات مہاراشٹر شری وائی۔ جے موہیتے کی تقریر

شری وائی۔ جے۔ موہیتے وزیر مالیات نے ۱۲ر مارچ ۱۹۷۶ء کو لیجلیٹو اسمبلی میں بجٹ تخمینہ جات بابت ۷۷-۱۹۷۶ء پیش کئے۔ اس بجٹ میں کوئی نیا ٹیکس تجویز نہیں کیا گیا ہے۔ بجٹ پیش کرتے ہوئے آپنے مالیاتی بیان برائے سال ۷۷-۱۹۷۶ء میں فرمایا کہ

"سال ۷۶-۱۹۷۵ء کے آغاز پر ملک بڑے کٹھن دور سے گذر رہا تھا۔ بعض مفاد پرست اور رجعت پسند طاقتیں اپنی سیاسی اغراض کے تحت گرانی اور عام آدمی کی مشکلات سے ناجائز فائدہ اٹھا رہی تھیں۔ قوم کی کامیابیوں کو حقیر بتا رہی تھیں۔ اس گرانی کے دور میں لوگوں کو جو بوجھ اٹھانا پڑ رہا تھا نیز قومی زندگی میں جو بدنظمی سرایت کر رہی تھی اس سے حکومت باخبر تھی۔ حکومت ہند نے جرأت سے کام لیکر بروقت یہ فیصلہ کیا کہ داخلی ایمرجنسی نافذ کی جائے تاکہ جمہوریت کا ڈھانچہ محفوظ رہے اور قومی زندگی میں نظم وضبط اور اعتماد پیدا ہو۔ سال ۷۶-۱۹۷۵ء ملک کی تاریخ میں حدِ فاصل کی حیثیت رکھتا ہے، جس میں ہم اندھیرے سے نکل کر روشنی میں آئے اور عزم و امیدوں کا نیا دور شروع ہوا۔ وزیر اعظم کی طاقتور قیادت میں قوم سیاسی مفاد پرستوں کی قوم دشمن سرگرمیوں کو روکنے اور قومی اتحاد کو برقرار رکھنے کے قابل ہوگئی۔

مجموعی طور سے نمایاں کامیابی اور ترقی کا سہرا حکومتِ ہند کے سر ہے۔ مالی محاذ پر اس کے متعدد اقدامات اور بالآخر آمدنی کے رضاکارانہ طور پر اظہار کی کامیابی کے باعث چھپی ہوئی دولت اور آمدنی کی خاصی بڑی رقم ظاہر ہوئی اور عام گردش میں آئی۔ اسی طرح دیگر اقدامات خصوصاً جون ۱۹۷۵ء میں ایمرجنسی کے نفاذ کے بعد کالا روپیہ پیدا کرنے کے قابل شعبہ پر زوردار چھاپوں اور اسمگلنگ کی روک تھام سے قومی معیشت مضبوط ہوئی۔ یہ اطمینان و مسرت کی بات ہے کہ ترقی یافتہ اقوام ابھی تک افراطِ زر کو روکنے کی جد وجہد کر رہی ہیں لیکن ہندوستان جیسا ترقی پذیر ملک اس میں کامیاب ہوگیا ہے۔ ہم مہاراشٹر کے باشندے قوم کے ایک جز کی حیثیت سے اس کامیابی پر بجا طور سے فخر کر سکتے ہیں۔

بعد ازاں ریاستی حکومت نے کارکردگی کو بڑھانے، انتظامیہ کو درست کرنے، ٹیکس چوری کی روک تھام اور روزمرہ کی زندگی میں نظم وضبط وغیرہ کے مقاصد سے لگاتار اقدامات کئے۔

وزیر مالیات شری وائی۔ جے۔ موہیتے ۱۲ر مارچ ۱۹۷۶ء کو نئے سال کا بجٹ اسمبلی میں پیش کرنے کے لئے جا رہے ہیں۔

خرچ میں کفایت:

انتظامیہ کے اخراجات میں کفایت کی غرض سے سخت کارروائی کی گئی ہے۔ کابینہ ضمنی کمیٹی،

غیر منصوبہ اسکیمات پر نظر ثانی کر رہی ہے اور
(۴) اسکیمات کی جانچ کر کے یہ مشورہ دیا گیا ہے
کہ اسکیموں میں رد و بدل کیا جائے جو موجودہ
حالات کے مطابق ہو اور عوام کو بہتر سروس ملے
تقریباً ۱۱۸۳ اسامیوں کو ختم کرنے کی تجویز
ہے جس سے ۱۷ء۱ کروڑ روپیہ بچایا جا سکے گا
یہ تخفیف بتدریج کی جا رہی ہے تاکہ فاضل عملہ
کو جہاں تک ممکن ہو دیگر یا نئی اسکیموں میں لگایا
جا سکے جن میں ایسے عملہ کی ضرورت ہو۔

سرکاری ادارہ جات:

سرکاری اداروں کے درمیان کام کی مناسب
تقسیم اور اُن کی بہتر کارکردگی کی غرض سے یہ فیصلہ
کیا گیا کہ ان کی تعداد ۴۴ سے گھٹا کر ۲۷ کر دی جائے
معزز ممبران مجوزہ تخفیف کی تفصیلات سے واقف
ہیں، لہذا میں اُن کو دہرانا نہیں چاہتا۔ حکومت
کے چیف سیکریٹری کے ماتحت ایک "خاص سیل"
کو فیصلوں کو زیر عمل لانے اور اداروں کے کام میں
ربط قائم رکھنے کا کام سونپا گیا ہے۔ ان اداروں
کے "کیپٹل بجٹ" پر نظر ثانی کا کام ایک کمیٹی کے
سپرد کیا گیا ہے جس کا میں چیرمین ہوں۔

طریقہ کار میں بہتری:

موجودہ نظام کے علاوہ ٹریزری اکاؤنٹس کے
حساب کے لئے ایک کمپیوٹر اسکیم شروع کی گئی ہے
تاکہ ذرائع کے بارے میں معلومات اور اسکیم وار اخراجات
زیادہ تیزی سے حاصل ہو سکیں۔ اس کے ذریعہ حکومت
خرچ کو مؤثر طریقہ سے قابو میں رکھنے کے قابل ہو
جائے گی۔ بکری ٹیکس اور پیشہ ورانہ ٹیکس کے
معاملہ میں بھی کمپیوٹرائیز کا طریقہ رائج کرنے کا ارادہ
ہے۔

سال کے دوران حکومت نے تجربتاً ۱۰۰ روپے
ماہانہ سے زیادہ پینشن کی ادائیگی ان بنکوں سے
بذریعہ چیک شروع کی جو پینشنروں نے نامزد کئے ہوں
اس سہولت کے باعث پینشنر اس زحمت سے
بچ جاتا ہے کہ بل تیار کرنے اور پینشن وصول کرنے
کے لئے اپنے خرچ سے ڈسٹرکٹ ٹریزری پہنچے۔
۱۰۰ روپے ماہانہ سے کم پینشن پانیوالے اشخاص
سرکاری خرچ پر پوسٹل منی آرڈر کے ذریعہ اپنی
پینشن حاصل کر سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ اسکیم عام طور
سے پسند کی گئی ہے لہذا یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ اسے
۷۷-۱۹۷۶ء کے دوران ریاست میں تمام ڈسٹرکٹ
ٹریزریوں پر بتدریج لاگو کر دیا جائے۔ اسی طرح
سرکاری ملازمین کے معاملے میں بھی بنکوں سے
بذریعہ چیک تنخواہوں کی ادائیگی کی اسکیم بتدریج
رائج کی جا رہی ہے۔ ان اقدامات سے ٹریزریوں میں
کام تیزی سے وقت پر انجام پانے لگا ہے۔

حال ہی میں حکومت ہند نے یہ فیصلہ کیا ہے
کہ "اکاؤنٹس" کو "آڈٹ" سے الگ کر دیا جائے
اور کنٹرولر و آڈیٹر جنرل کو فوری طور پر بتدریج
سبکدوش کر دیا جائے۔ اس سلسلے میں جاری
شدہ صدارتی فرمان میں یہ گنجائش بھی ہے کہ یہ
اسکیم ریاستی حکومت کے کھاتہ کے سلسلے
میں بھی لاگو کر دی جائے۔ لہذا یہ تجویز ہے کہ اس
اثنا میں ریاستی حکومت کے حسابات جمع
کرنے کا کام سنبھالنے کے امکانات پر غور کیا جائے۔

محکمہ جات کی نئی تنظیم:

حکومت نے ایک ورکنگ گروپ مقرر کیا ہے
تاکہ ضلع سطح پر عملہ ضروریات پر غور کرے۔ ۱۹۶۲ء
میں ضلع پریشدوں کی شروعات کے وقت حکومت
نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ ضلع سطح پر ترقیاتی محکموں کی
بیشتر سرگرمیاں ضلع پریشدوں کے ماتحت کر دی
جائیں۔ لیکن ان سالوں میں ریاستی شعبہ میں
متوازی سرگرمیاں شروع ہوئیں اور یہ بات خصوصیت
سے محکمہ زراعت کے معاملہ میں دیکھنے میں آئی۔
لہذا اب وقت آ گیا ہے کہ ضلع کی سطح پر اس نظام
پر از سر نو نظر ڈالی جائے تاکہ محکموں اور اُن کی
سرگرمیوں کی نئی تنظیم کی جائے جس سے پبلک کو
حکومت اور اس کے اداروں کے ذریعہ اچھی سروس
ملے۔ حکومت نے مختلف مقاصد سے جو مختلف
کارپوریشنیں قائم کی ہیں ان کے ساتھ رابطہ بھی
رکھا جائے گا۔ ورکنگ گروپ نے تمام بڑے محکمہ جات
کے معاملے میں اپنی معلومات پوری کر لی ہیں اور
امید ہے کہ اس کی سفارشات پر حکومت جلد ہی
فیصلے کرے گی۔

تفویض اختیارات:

اچھی کارکردگی اور تیزی سے کام نپٹانے کی غرض سے
مالیاتی اختیارات دینے کا کام درجہ بدرجہ کیا جا رہا
ہے۔ سات محکمہ جات کے بارے میں سو سے زیادہ
مدات کے معاملے میں موجودہ اختیارات پر نظر ثانی
کی گئی۔ انتظامی محکمہ جات، نگران محکمہ جات،
علاقائی نگرانوں، مخصوص نگران دفاتر اور ادارہ جات
کو زیادہ اختیارات دیئے گئے تاکہ وہ معینہ سرگرمیوں
کی ضروریات کے مطابق مختلف مدات مثلاً خریداری
مشینری اور فرنیچر، دفتری جگہ کرایہ پر لینے، نیز مرمت
دیکھ بھال پر خرچ کر سکیں۔ یہ احکامات مالیاتی
اختیارات کے کتابچہ میں درج ہیں۔

سرکاری مشینری کی کارکردگی بڑھانے کے لئے
مسلسل کوشش کی ضرورت ہے۔ نیز اکثر اس کی
جانچ ہوتے رہنا چاہئے۔ یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ ۵۰
اور ۵۵ سال کی عمر کو پہنچنے پر سرکاری ملازمین کی
کارکردگی کی جانچ کی جائے تاکہ ان دو مراحل پر
اِس عمر کے بعد صرف اچھے کارگذار سرکاری ملازمین
کی ملازمت جاری رکھی جائے۔ گو، سبکدوشی کی
عمر ۵۸ سال ہی رکھی گئی ہے تاہم یہ طے کیا گیا ہے
کہ ۵۰ سال سے اوپر عمر میں ملازمت جاری رکھنے
کے معاملے میں سخت پیمانہ اور ۵۵ سال کی عمر کے

بعد سخت ترین پیمانہ رکھا جائے۔

لازمی اشیاء کی تقسیم:

لازمی اشیاء کی پیداوار اور تقسیم میں بہتری کی غرض سے یہ ضروری ہے کہ 'بچولی' کو ختم کیا جائے اس مقصد سے کہ ایک طرف پروڈیوسر کو واجب صلہ ملے اور دوسری طرف صارفین کو مناسب قیمت پر اشیاء ملیں، کئی اقدامات کئے گئے ہیں۔ حصول اناج اور کپاس کی اسکیموں کے ذریعہ کاشتکاروں کو یقینی طور سے مناسب قیمت ملتی ہے۔ ممبئی، پونے اور دیگر شہروں میں زراعتی پیداوار مارکیٹ کمیٹی ایکٹ کے نفاذ کے فیصلہ نیز امداد باہمی اداروں کے ذریعہ تقسیم کے باعث کاشتکاروں کے لئے منڈی تک براہ راست پہنچنے کی راہ کھل گئی ہے۔ ہول سیل کنزیومرس سوسائیٹیوں کو مزید امداد دی جا رہی ہے تاکہ یہ کنٹرول کپڑا اور دیگر اشیاء تقسیم کرنے کا بندوبست کر سکیں۔

ٹیکس قوانین کا نفاذ:

ریاستی حکومت کے 'انفورسمنٹ اسکواڈ' نے کئی چھاپے مارے جس کے نتیجہ میں آمدنی میں اضافہ ہوا۔ بکری ٹیکس محکمہ میں پیشگی ٹیکس وصولی لگ بھگ ۲۳٫۱۱ کروڑ روپے تھی جبکہ پچھلے سال اسی مدت میں یہ رقم ۶۲۳٫۰۳ لاکھ روپے تھی۔ یہ تجویز کی گئی ہے کہ ۶۷٫۹۰ لاکھ روپے کی رقم رکھی جائے تاکہ ایکسائز کی انفورسمنٹ برانچوں، بکری ٹیکس اور محصول محکموں میں یکایک معائنہ اور جانچ کے لئے 'انسپکشن اسکواڈ' کی تعداد بڑھائی جا سکے یہ بھی فیصلہ کیا گیا ہے کہ بکری ٹیکس محکمہ کو بڑھایا جائے تاکہ سیلس ٹیکس اسسمنٹ کیس تیزی سے نپٹائے جا سکیں۔ آئندہ سال کے بجٹ میں اس کے لئے ایک کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔

ایک بکری ٹیکس تحقیقاتی کمیٹی مقرر کی گئی ہے تاکہ منجملہ بکری ٹیکس قانون کے نفاذ کے طریقے میں بہتری، تعین ٹیکس کے سہل طریقہ اور ٹیکس چوری میں تخفیف کے بارے میں مشورہ دے کمیٹی کا کام جاری ہے اور رپورٹ جلد ہی پیش ہونے کی امید ہے۔

اس طرح انتظامی مشینری کو کارگر بنانے کی پوری پوری کوشش کی جا رہی ہے تاکہ صرف کی جانیوالی رقم پوری طرح سے سودمند ہو اور عام آدمی کو فائدہ پہنچے

اس پس منظر میں، میں یہ بجٹ پیش کر رہا ہوں۔

بجٹ کی منظوری کا نیا طریقہ:

اس سال مجلس قانون ساز میں بجٹ پر غور کرنے کے لئے حسب ذیل طریقہ اختیار کرنے کا ارادہ ہے۔ بجٹ پر عام بحث ختم ہونے کے بعد یہ تفصیلی جانچ کیلئے اسٹینڈنگ کمیٹی کے پاس بھیجا جائے گا۔ امید ہے کہ اسٹینڈنگ کمیٹی تین ماہ کے اندر بجٹ کی محکمہ وار جانچ ختم کر کے اپنی رپورٹ ایوان کو پیش کر دے گی۔ لہذا تجویز یہ ہے کہ چار ماہ مختتمہ ۳۱ جولائی ۱۹۷۶ء کی مدت کے لئے خرچ کی منظوری لی جائے۔ اس منظوری میں خریف پروگرام وغیرہ جیسی سرگرمیوں کے لئے پوری گنجائش شامل ہوگی جن کو اس مدت میں پورا کرنا ضروری ہے۔ اس خیال سے کہ اسٹینڈنگ کمیٹی تین ماہ کے اندر بجٹ کی محکمہ واری جانچ پوری کر کے اپنی رپورٹ پیش کر سکے اس میں مناسب توسیع کی جا سکتی ہے تاکہ گروپ ... بجٹ کی محکمہ واری

بجٹ ایک نظر میں

بجٹ تخمینہ جات بابت ۷۷-۱۹۷۶ء

بجٹ تخمینہ جات ۷۷-۱۹۷۶ء کے مطابق ریونیو کھاتہ میں ۶۸٫۱۵ کروڑ روپے کی بچت ہوگی۔ اور کیپٹل کھاتہ میں ۵۴٫۱۶ کروڑ روپے کا خسارہ۔ اس طرح کل بچت ۱۳٫۹۹ کروڑ روپے ہوتی ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

	کروڑ روپے بجٹ تخمینہ جات
(الف) ریونیو کھاتہ:	
آمدنی	۱۱۲۱٫۷۴
خرچ	۱۰۵۳٫۵۹
بچت: (+)	۶۸٫۱۵
(ب) کیپٹل کھاتہ۔	
آمدنی	۴۵۱٫۲۸
خرچ	۵۰۵٫۴۴
خسارہ۔ (-)	۵۴٫۱۶
(ج) کل میزان:	
آمدنی	۱۵۷۳٫۰۲
خرچ	۱۵۵۹٫۰۳
بچت۔ (+)	۱۳٫۹۹

جانچ کا کام انجام دیا جاسکے۔ محکمہ جات اور ان سے متعلق جانچ کے لئے تخمینہ جات کا انتخاب اسٹیمیٹس کمیٹی کرے گی۔ مجلس قانون ساز کے دوسرے اجلاس میں اسٹیمیٹس کمیٹی کی رپورٹ کی روشنی میں محکمہ واری مطالبات پر لیجسلیٹو اسمبلی میں بحث ہوگی۔ لیجسلیٹو اسمبلی میں ان مطالبات پر رائے کے بعد پورے سال کے لئے "اپروپری ایشن بل" جس میں مطالبات اور متناسب رقم شامل ہوگی مجلس قانون ساز میں پیش اور منظور کیا جائے گا۔ اسٹیمیٹس کمیٹی کی رپورٹ میں دیئے گئے مشوروں اور سفارشات پر حکومت غور کرے گی ... تخمینہ جات بابت سال ۷۸-۱۹۷۷ء تیار کرتے وقت ان مشوروں اور سفارشات کو ذہن میں رکھا جائے گا۔

بجٹ دستاویزات پیش کرنے کے سلسلے میں ایک سدھار محکمہ واری کتابچوں کی شکل میں سول بجٹ اسٹیمیٹ کی طباعت ہے جس کے باعث خرچ میں کچھ کفایت ہوگی۔

معاشی صورت حال:

میرے پیش رو نے گزشتہ سال افراط زر کی روک تھام کے لئے اقدامات کا ذکر کیا تھا۔ مجھے یہ بتاتے ہوئے بڑی خوشی ہے کہ سال ۷۶-۱۹۷۵ء کے دوران حکومت ہند نے جو اقدامات کئے ان کے نتیجہ میں نمایاں کامیابی ہوئی۔ کل ہند ہول سیل پرائس انڈکس، جو ستمبر ۱۹۷۴ء میں ۳۲۹ درجہ کی انتہائی حد پر پہنچ گیا تھا وسط فروری ۱۹۷۶ء میں گھٹ کر ۲۹۰ رہ گیا یعنی ۱۱٫۹ فیصد کمی ہوئی وسط فروری تک ختم ہونے والے بارہ ماہ میں ۷٫۶۸ فیصد کمی ہوئی۔ 'پرائس انڈکس' میں برابر کمی ہو رہی ہے اور حال ہی میں ربیع اناج کا بھاؤ بھی کمی کی طرف مائل رہا۔ یہ امید کرنا غلط نہ ہوگا کہ ۷۷-۱۹۷۶ء میں قیمتیں قائم رہیں گی، اور ۱۹۷۵ء سال کے مقابلے میں کافی کم ہوں گی۔

ریاستی آمدنی:

قومی آمدنی برائے ۷۵-۱۹۷۴ء مستقل قیمتوں پر اندازاً ۷۴-۱۹۷۳ء کے مقابلے میں ۰٫۲ فیصد بڑھ گئی۔ مستقل قیمتوں پر فی کس آمدنی برائے ۷۵-۱۹۷۴ء سال ۷۴-۱۹۷۳ء میں حاصلہ سطح سے ۱٫۷ فیصد گھٹ گئی۔ قومی آمدنی بابت ۷۵-۱۹۷۴ء میں کم اضافہ کا سبب اس سال زراعتی پیداوار میں ٹھیراؤ اور افراط زر کی وجہ سے عام معاشی دباؤ تھا۔ بہرحال مستقل قیمتوں پر مہاراشٹر کی ریاستی آمدنی بابت ۷۵-۱۹۷۴ء سال ۷۴-۱۹۷۳ء کے مقابلے میں ۷ فیصد زیادہ تھی۔ ریاستی آمدنی میں اضافہ ۷۵-۱۹۷۴ء میں بڑی حد تک زراعتی محاذ پر بہتر کارگذاری کے سبب سے ہوا۔ اسی مدت کے دوران اضافۂ آبادی کے باوجود مستقل قیمتوں پر فی کس ریاستی آمدنی تقریباً ۵ فیصد بڑھ گئی۔ ۶۱-۱۹۶۰ء سے ۷۵-۱۹۷۴ء تک ریاستی آمدنی کی اوسطاً سالانہ اضافی شرح ۳٫۳ فیصد رہی جبکہ فی کس آمدنی کی شرح ۱ فیصد سے کچھ کم تھی۔

جاریہ سال میں اچھی بارش ہوئی جس سے زراعتی شعبہ میں اطمینان پیدا ہوا۔ ۸۵ لاکھ ٹن اناج سے زیادہ کی انتہائی پیداوار حاصل کی گئی۔

زیادہ پیداوار کی وجہ سے منڈی میں اناج کی دستیابی بھی بڑھی۔ اس کے باعث تقسیم کے عام نظام پر بوجھ بھی ہلکا ہوا۔ "منی مارکیٹ" میں سختی کے باعث ذخیرہ اندوزی نہ ہوسکی۔ ذخیرہ باہر نکلوانے کے لئے بھی اقدامات کئے گئے ایک نئی لیوی پالیسی جس کا گورنر صاحب نے اپنے خطبہ میں ذکر کیا ہے جاری کی گئی ہے۔ بوگس کارڈوں کی تنسیخ کے لئے سخت مہم چلائی گئی۔ جس کے نتیجہ میں ۵ ۷ لاکھ یونٹوں کی تخفیف ہوئی۔ حکومت ہند نے دیش بھر میں موٹا اناج آزادی سے لانے لیجانے کی اجازت دیدی ہے۔ ان اسباب سے ریاست میں اناج کی دستیابی میں سہولت اور ان کی قیمتوں میں کمی ہوئی۔

اجارہ داری حصولیابی کپاس:

حکومت نے اجارہ داری حصولیابی کپاس اسکیم جاری رکھنے کا وعدہ کیا ہے تاکہ کپاس کی کاشت کرنے والے چھوٹے کسانوں کو تحفظ اور اُن کی کپاس کے لئے ضمانتی قیمت ملے۔ وزیراعلیٰ نے مالیاتی امداد کے بارے میں ریاستی ضروریات کا مسئلہ حکومت ہند کے سامنے پیش کرنے کا یقین دلایا ہے تاکہ اسکیم مضبوط مالیاتی بنیاد پر جاری رکھی جاسکے۔

مجھے خوشی ہے کہ ان کوششوں کو پسند کیا گیا اور اجارہ داری حصولیابی کپاس اسکیم جو ایک ترقی پسندانہ قدم ہے، اسکیم کے لئے کاشتکاروں کے اظہار پسندیدگی نیز بروقت مرکزی امداد اور ریزرو بنک آف انڈیا کی جانب سے مالی گنجائش کے سبب سال رواں میں جاری رکھی جاسکی۔ ناکافی سرمایہ اور غیر معمولی طور سے اسٹاک جمع ہوجانے کے باعث اسکیم کو درپیش مشکلات بڑی حد تک قابو پالیا گیا ہے۔ روئی کی گانٹھوں کی بکری بھی بہتر ہوئی ہے اور توقع ہے کہ اسکیم کی مشکلات دور ہوجائیں گی آزاد ہند کی تاریخ میں پہلی مرتبہ حکومت ہند نے لمبے ریشے کی روئی برآمد کرنے کی اجازت دی۔ حکومت مہاراشٹر نے چیلنج قبول کرتے ہوئے اس قسم کی روئی کی ۲٫۵ لاکھ گانٹھیں برآمد کیں۔ جن کی قیمت ۳۲ کروڑ روپے ہوتی ہے۔ اس طرح بیش قیمت زرمبادلہ کمایا گیا۔ ۸٫۵ لاکھ کاشتکاروں میں سے جنھیں سال ۷۵-۱۹۷۴ء میں اسکیم میں دی ہوئی روئی کے لئے قیمت ادا کی جائے گی۔ ۶٫۷ لاکھ کاشتکاروں کو یکم مارچ ۱۹۷۶ء تک ضمانتی

قیمت کے مطابق پوری رقم مل چکی ہوگی۔ اُمید ہے کہ بقیہ کاشتکاروں کو اپریل ۱۹۷۶ء تک پوری رقم مل جائے گی۔

چھوٹی بچت :

"چھوٹی بچت" کو بڑھانے کے لئے مُہم چلائی گئی۔ گذشتہ سال ریاست میں کل ۱۷٫۷۰ کروڑ روپے جمع ہوئے۔ ہم ۱۶۱٫۳۱ کروڑ روپے کی قرض امداد بھی حاصل کرنے کے قابل ہوگئے۔ رواں سال میں یہ ممکن ہوگا کہ ۳۳٫۶۰ کروڑ روپے کی کل قرض امداد حاصل کی جائے، جو بجٹ تخمینہ جات میں ظاہر کی گئی ہے۔ آئندہ سال ہم نے اس مد پر ۳۶ کروڑ روپے کی قرض امداد کا اندازہ لگایا ہے۔

پیشہ ورانہ ٹیکس :

مہاراشٹر ٹیکس بابت پیشہ، کاروبار اور ملازمت ایکٹ ۱۹۷۵ء کے تحت ۶۳٬۰۰۰ آجرین اور ۴٫۰۶ لاکھ خود برسرکار اشخاص کا اندراج ہوا ہے۔ پوری ریاست میں فروری ۱۹۷۶ء کے اختتام تک پیشہ ورانہ ٹیکس کے تحت ۲۶٫۱۰ کروڑ روپے کی رقم وصول ہوئی۔

نظرثانی شدہ تخمینہ جات ۷۶-۱۹۷۵ء

مجلس قانون ساز میں پیش کردہ بجٹ تخمینہ جات برائے ۷۶-۱۹۷۵ء میں مجموعی طور سے ۳۲٫۳۷ کروڑ روپے خسارے کا اندازہ کیا گیا تھا۔ بہرحال جیسا کہ بجٹ تقریر میں وضاحت کی گئی تھی، یہ توقع تھی کہ ایک طرف ۷٫۰۲ کروڑ روپے کے غیر بجٹ مصارف کو شمار کرکے اور دوسری طرف ریاستی حکومت اور مرکزی حکومت کی جانب سے متوقع مزید ٹیکس اقدامات سے تخمینی آمدنی کے باعث ۳۲٫۳۷ کروڑ روپے کا یہ خسارہ پوری طرح سے ختم ہوجائیگا اور سال کے اختتام پر ۰٫۴۵ کروڑ روپے کی بچت ہوگی۔ نظرثانی شدہ تخمینہ جات کے مطابق توقع ہے کہ اب سال کے اختتام پر مجموعی طور سے ۰٫۹۸ کروڑ روپے کی بچت ہوگی جس کی تفصیل ذیل میں درج ہے۔

(کروڑ روپے)

	بجٹ تخمینہ جات ۷۶-۱۹۷۵ء	نظرثانی شدہ تخمینہ جات ۷۶-۱۹۷۵ء
(الف) ریونیو کھاتہ :		
آمدنی ...	۹۳۵٫۲۷	۱۰۱۹٫۹۴
خرچ ...	۸۹۲٫۲۳	۹۴۴٫۴۰
بچت :-	(+) ۴۳٫۰۴	(+) ۷۵٫۵۴
(ب) کیپٹل کھاتہ :		
آمدنی ...	۵۶۴٫۶۵	۴۵۹٫۷۸
خرچ ..	۶۰۷٫۲۴	۵۳۴٫۳۴
خسارہ :-	(-) ۴۲٫۵۹	(-) ۷۴٫۵۶
(ج) کل		
آمدنی ...	۱۴۹۹٫۹۲	۱۴۷۹٫۷۲
خرچ ...	۱۴۹۹٫۴۷	۱۴۷۸٫۷۴
بچت :-	(+) ۰٫۴۵	(+) ۰٫۹۸

ریونیو اکاؤنٹ کے تحت ۳۲٫۰۵ کروڑ روپے کا اضافہ آمدنی میں ۸۴٫۶۷ کروڑ روپے کی حد تک اضافہ سے پورا ہوا، جو خرچ کے حصہ میں جزوی طور سے ۵۲٫۱۷ کروڑ روپے بڑھا کر متوازن کی گئی۔

آمدنی کے حصہ میں اضافہ دودھ تقسیم سکیمات کے تحت زیادہ سپلائی کے باعث وصولی (۲۹٫۱۶ کروڑ روپے) مرکزی ٹیکس کی آمدنی میں ریاستی حکومت کے زیادہ حصہ (۲۴٫۱۰ کروڑ روپے) بکری ٹیکس سے زیادہ وصولی (۱۵٫۱۶ کروڑ روپے) نیز محصول اراضی اور ریاستی اکسائز وغیرہ جیسی دیگر مدات اور حکومت ہند کی جانب سے زیادہ امداد (۲۳٫۶۷ کروڑ روپے) کے باعث ہوا۔

خرچ کے حصہ میں ۵۲٫۱۷ کروڑ روپے کا اضافہ دودھ اسکیمات پر اضافی خرچ (۲۰ کروڑ روپے)، اصل میزانیہ کے مقابلے میں مہنگائی بھتہ پر زیادہ خرچ (۲۰٫۴۰ کروڑ روپے)، دیہی علاقوں میں بجلی بہم پہنچانے کی اسکیمات کے تحت مہاراشٹر اسٹیٹ الیکٹریسٹی بورڈ کو نقصان کی بھرپائی (۱۲٫۹۸ کروڑ روپے) کے باعث ہوا، جو جزوی طور سے بعض مدات کے تحت خرچ میں تخفیف (۱۲٫۱ کروڑ روپے) سے متوازن کیا گیا۔

کیپٹل اکاؤنٹ پر ۳۱٫۹۷ کروڑ روپے کی گراوٹ دراصل معمولی آب پاشی پروجیکٹوں پر اضافی خرچ (۱۰٫۴۳ کروڑ روپے) قرضہ جات

کی کم وصولی جو اجارہ داری کپاس حصولیابی اسکیم کی مالی امداد کے لئے دیئے گئے تھے نیز امداد باہمی اور زراعتی مقاصد سے دیگر قرض (۴۵٫۸۱ کروڑ روپے) اور بعض مدات کے تحت زیادہ خرچ (۸٫۱۳ کروڑ روپے) کے باعث ہوئی۔

مالیاتی بیان کی تمہید میں ان تبدیلیوں کی زیادہ تفصیل سے وضاحت کی گئی ہے۔

منصوبہ مصارف :

۷۸-۱۹۷۷ء کے لئے سوچا گیا منصوبہ خرچ ۴۶۱٫۲۱ کروڑ روپے کی رقم کا ہے۔ اس میں سے ۹۶٫۱۴ کروڑ روپے کی رقم خود مختار اداروں کے ذرائع سے پوری کی جائے گی، جس میں "اوپن مارکیٹ قرض" اور ایل۔ آئی۔ سی اور رورل الیکٹریفکیشن کارپوریشن کے قرضہ جات شامل ہیں۔ خرچ کی بقیہ ۳۶۵٫۰۷ کروڑ روپے کی رقم ریاستی حکومت اپنے ذرائع سے (۲۵۶٫۱۹ کروڑ روپے)، مرکزی امداد سے جس میں چھوٹی بچت میں جمع رقم میں حصہ شامل ہے (۹۰٫۹۸ کروڑ روپے) اور خالص مارکیٹ قرض اور ایل۔ آئی۔ سی نیز ریزرو بینک آف انڈیا سے حاصل کردہ قرضہ جات (۱۷٫۹۰) کروڑ روپے سے دے گی۔

خصوصاً گذشتہ دو سال میں کافی ٹیکس کے لئے حکومت کی کوشش، غیر منصوبہ خرچ میں کفایت، مہاراشٹرا اسٹیٹ الیکٹریسٹی بورڈ اور مہاراشٹرا اسٹیٹ روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن کی جانب سے بالترتیب پاور ٹیرف ریٹس اور مسافروں کے کرایہ میں اضافہ کی وجہ سے یہ ممکن ہو سکا کہ منصوبہ کا خرچ بڑھایا جا سکے۔

مزید برآں پلان سے الگ مرکزی نیز مرکز کی زیر سرپرستی اسکیمات پر حکومت ہند کی مالی امداد سے ۳۶٫۳۰ کروڑ روپے کی رقم خرچ کی جائے گی۔

ریاستی اور ضلع سطح اسکیمات کے درمیان ریاستی منصوبہ کے مصارف کی علاقائی تقسیم حسب ذیل ہے:

سیکٹر :	ریاستی سطح اسکیمات	ضلع سطح اسکیمات	(کروڑ روپے) کل میزان
۱ - ضمانت روزگار اسکیم	۱۰٫۰۰	۴۰٫۰۰	۵۰٫۰۰
۲ - زراعتی پروگرام	۷٫۰۵	۲۲٫۹۱	۲۹٫۹۶
۳ - کوآپریشن اور ویر ہاؤسنگ اور مارکیٹنگ	۱٫۰۱	۳٫۶۳	۴٫۶۴
۴ - آب پاشی (بڑی، درمیانی اور چھوٹی)	۶۱٫۱۴	۳۳٫۴۳	۹۴٫۵۷
۵ - پاور	۱۳۱٫۲۳	۸٫۷۲	۱۳۹٫۹۵
۶ - صنعت اور کان کنی	۱۳٫۵۹	۵٫۵۳	۱۹٫۱۲
۷ - ٹرانسپورٹ اور مواصلات	۲۰٫۹۸	۱۲٫۸۴	۳۳٫۸۲
۸ - سوشل سروس	۱۳٫۰۹	۶۴٫۳۸	۷۷٫۴۷
۹ - متفرقات	۰٫۵۲	۰٫۱۲	۰٫۶۴
۱۰ - غیر منقسم محفوظ (ان الاٹیڈ ریزرو)	—	۱۱٫۰۴	۱۱٫۰۴
کل :	۲۵۸٫۶۱	۲۰۲٫۶۰	۴۶۱٫۲۱

وزیراعظم کے ۲۰ نکاتی پروگرام نے ہمیں نیا عزم اور قومی شعور دیا ہے۔ ہم کارکنان حکومت مہاراشٹر اپنا اولین فرض سمجھتے ہیں کہ پروگرام کو زیر عمل لائیں اور لوگوں کی خواہشات کو پورا کریں جنھوں نے برابر منصفانہ معاشی نظام کی راہ اپنائی ہے۔ میں ۲۰ نکاتی پروگرام کی عمل آوری کے لئے مخلصانہ اور زوردار کوشش کا اور ایک سال قبل عہدہ سنبھالنے کے بعد وزیراعلیٰ کی اعلان کردہ پالیسیوں کا ذکر کرنا چاہوں گا۔ ۲۰ نکاتی پروگرام کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اس میں کمزور طبقات اور ان کی ترقی کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ اس سلسلے میں ایک کتابچہ معزز ممبران کی معلومات کے لئے پیش کیا جائے گا۔

زراعتی پروگرام :

چوتھے پانچ سالہ منصوبہ کے اختتام تک ۲۱٫۴۲ لاکھ ہیکٹر زمین ہائی بریڈ اور اچھی پیداوار دینے والی اقسام فصل کے تحت لائی گئی۔ آئندہ سال کا نشانہ ۳۷٫۸۵ لاکھ ہیکٹر ہے۔

پلاننگ کمیشن کے ورکنگ گروپ نے ریاستی سالانہ منصوبہ تجاویز پر غور کرتے وقت آئندہ سال کے لئے ۸ لاکھ ٹن اناج کی پیداوار کا نشانہ رکھا تھا۔ ہم بھی دستیاب ذرائع کو زیادہ سے زیادہ کام میں لاکر پیداوار بڑھانا اور اس کی قسم کو بہتر بنانا چاہتے ہیں۔ موسمی اُتار چڑھاؤ کو ملحوظ رکھتے ہوئے طریقہ کار یہ ہوگا کہ آئندہ چند سال میں یقینی بارش اور یقینی آب پاشی کے علاقوں میں نشانہ کی کل پیداوار کے ۷۰ فیصدی حصہ کے لئے بتدریج بندوبست کیا جائے۔ گیہوں اور گرمائی دھان کے لئے پائلاٹ پروجیکٹوں کے حوصلہ افزا نتائج کے مدنظر ارادہ یہ ہے کہ آئندہ سال بھی ایسے پروجیکٹ غیر روایتی علاقوں میں اچھی اقسام کی فصلیں اگانے کے لئے جاری کئے جائیں۔

یہ بتادینا ضروری ہے کہ ۲۵,۵۳۳ خریف دیہاتوں میں سے جن کے لئے حکام محصولات نے اینواری کا اعلان کردیا ہے ۱۳،۱۱۷ کے معاملے میں اینواری اندازاً ۶ آنہ سے کم ہوگی۔ اضلاع ناندیڑ اور پربھنی کے کچھ حصوں میں سیلاب اور باجرے و دیسی جوار کی کم پیداوار اس صورت حال کی ذمہ دار ہے۔ اس صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے احکامات کے مطابق ایسے علاقوں میں کافی تعداد میں امدادی کام اور راحت پہنچانے کے اقدامات کئے جائیں گے۔

بیج :

ورلڈ بنک کی امداد سے اسٹیٹ سیڈس پروجیکٹ زیر عمل لانے کے لئے ۵٫۳ کروڑ روپے کے منظور شدہ سرمایہ حصص کے ساتھ ایک اسٹیٹ سیڈس کارپوریشن قائم کرنے کا ارادہ ہے: اس پروجیکٹ کے تحت پانچ سال کی مدت کے دوران ۴۰،۰۰۰ ہیکٹر زمین اراضی پر مختلف اقسام کے بیجوں کی کاشت کی جائے گی۔ آئندہ سال اسٹیٹ سیڈس کارپوریشن کے لئے بطور سرمایہ حصص ۲۴٫۵۰ لاکھ روپے کی گنجائش رکھنے کی تجویز ہے نیز ۱۸٫۲۸ لاکھ روپے کی رقم بطور امداد زراعتی یونیورسٹیوں کو دی جائے گی تاکہ بیج ٹیکنالوجی حلقے مستحکم کئے جاسکیں۔ بارش سے سیراب ہونیوالی فصل کے لئے ایک وسیع کپاس سدھار پروگرام ضلع امراؤتی میں شروع کرنے کی تجویز ہے اور یہ پروجیکٹ ورلڈ بنک کے ساتھ تکمیل کے مرحلے میں ہے۔

کھاد :

کیمیاوی کھاد کی فراہمی کی صورت حال قابل اطمینان ہے۔ شہری کھاد کے لئے ۹٫۶۲ لاکھ ٹن کا نشانہ رکھا گیا ہے تاکہ کیمیاوی کھاد کا استعمال بڑھے۔ مزید برآں مرکز کے زیر سرپرستی پروگرام کے تحت گوبر گیس پلانٹ لگانے کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے جو اسٹیٹ کھادی اینڈ ولیج انڈسٹریز بورڈ مہاراشٹرا ایگرو - انڈسٹریز ڈیولپمنٹ کارپوریشن اور ریجنل ڈیولپمنٹ کارپوریشنز کے ذریعہ زیر عمل لایا جارہا ہے۔ شہری مقامات پر میکانیکل کمپوسٹ پلانٹ قائم کرنے نیز گندے پانی وغیرہ کے استعمال کے لئے مالی امداد کے واسطے حکومت ہند کے سامنے اسکیمیں پیش کی جارہی ہیں۔ ۱۳ تیرہ اسکیمیں جن کی اصل لاگت ۲۵٫۲۳ لاکھ روپے ہے حکومت ہند نے منظور کردی ہیں اور ہر ایک اسکیم کے لئے ۳۳٪ امداد ممکن ہے۔

پلانٹ کی حفاظت :

آئندہ سال کے بجٹ میں پلانٹ کی دیکھ بھال کی حفاظت کے اقدامات کے لئے کل ۱٫۹۹ کروڑ روپے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ یہ تجویز کی گئی ہے کہ کیڑوں اور کترنے والے جانوروں کے خطرے کے انسداد کے لئے مالیاتی اداروں کی امداد سے مہم چلانے کا انتظام کیا جائے۔

زرعی یونیورسٹیاں :

سالانہ منصوبہ برائے ۷۷-۱۹۷۶ء میں ۹٫۱۰ کروڑ روپے کی گنجائش رکھنے کی تجویز ہے۔ جو ریاست میں زراعتی یونیورسٹیاں کام میں لائیں گی۔ یونیورسٹیوں کے لئے حصول اراضی کے باعث پروجیکٹ سے متاثر ہونیوالے اشخاص کی بازآبادکاری کے لئے ۸٫۸۳ لاکھ روپے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔

جانوروں کی پرورش :

ریاست کی مویشی افزائش نسل پالیسی پر نظر ثانی کرکے دیسی اور معتدل بدیسی مویشیوں کی ایسی مخلوط نسل پیدا کرنے کا طریقہ رائج کیا گیا ہو سمجھی علاقوں میں زرعی آب و ہوا اور سماجی و معاشی حالات کے لئے موزوں ہو۔ ۲۰٫۱۷ لاکھ روپے کی رقم آئندہ سال کے لئے رکھی گئی ہے تاکہ ریاست میں ۸ وسیع مویشی سدھار پروجیکٹوں کا انتظام کیا جائے۔ ضلع چندر پور کے مقام وڈسا میں بدیسی مویشی پرورش فارم قائم کرنے کے لئے مرکز کے زیر سرپرستی پروجیکٹ کے لئے ۲۰٫۴۲ لاکھ روپے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔

مہاراشٹرا ایگری کلچرل ڈیولپمنٹ اینڈ فرٹیلائزر پروموشن کارپوریشن کے سپرد یہ کام کیا گیا ہے کہ مرغی انڈے، سؤر اور بھیڑ بکریوں کی فروخت کا بندوبست کرے۔ برآمد کو بڑھانے کے لئے 'میفکو' نے جدید مذبح خانے قائم کرنے کا کام ہاتھ میں لیا ہے۔ جہاں 'سرد خانے' کی سہولتیں ہیں۔ آئندہ سال 'میفکو' کے لئے ۱۵ لاکھ روپے کا سرمایہ حصص فراہم کرنے کی تجویز ہے۔

ڈیری سدھار :

گذشتہ سال حکومت کے اس فیصلے سے کہ دودھ کی پیداوار کے لئے زیادہ قیمت دیکر حوصلہ

افزائی کی جائے، بڑا فائدہ ہوا۔ فی الحال ریاست کے تمام حصوں میں دودھ کی زیادہ فراہمی کے اثرات کو محسوس کیا جا رہا ہے۔ اس سال بمبئی میں بہتات کے زمانے میں لگ بھگ ۱۱ لاکھ لیٹر دودھ آرے، ورلی اور کرلا کی بڑی ڈیریوں کے ذریعہ روزانہ مہیا کیا جا رہا ہے۔ جو حال ہی میں قائم کی گئی ہے۔ یہ مقدار بڑھا کر ہر روز ۱۶ لاکھ لیٹر کی جا رہی ہے۔ آئندہ سال کے بجٹ میں ۵ء۰۴ کروڑ روپے کی گنجائش رکھی گئی ہے تاکہ دھولے، ناگپور اور اودگیر میں ملک پاؤڈر پلانٹ پروجیکٹ قائم کئے جائیں اور شہری دودھ سپلائی اسکیموں کو بڑھایا جائے۔ اس پروگرام میں اضلاع میں ایسے مقامات پر جہاں بڑی مقدار میں دودھ جمع ہوتا ہے۔ ۵ء۳۷ لاکھ روپے کی لاگت سے برف فیکٹریوں کا قیام شامل ہے۔

اس سال کے دوران ضلع جلگاؤں میں "آپریشن فلڈ پروگرام" کے تحت انڈین ڈیری کارپوریشن کی امداد باہمی شعبہ میں ڈیری پروجیکٹ جاری کیا گیا ہے۔ اس پروجیکٹ پر ۶۵ء۱ کروڑ روپے کا خرچہ آیا۔ کولہاپور میں ایک ایسی ہی کوآپریٹو ڈیری کے قیام کے لئے انڈین ڈیری کارپوریشن کو تجویز پیش کی گئی ہے۔

دودھ مہیا کرنے والے اشخاص سے ملنے والے دودھ کو اکٹھا کرنے وغیرہ کے لئے ضروری سہولتیں بہم پہنچانے کے معاملے میں حکومت کو مشکلات پیش آئیں۔ توقع ہے کہ ان مختلف اسکیموں کے ذریعہ ضروری سہولتیں حاصل ہوں گی تاکہ آئندہ سالوں میں کافی اضافہ کے مدنظر بڑی مقدار میں دودھ تقسیم کیا جا سکے۔

ماہی گیری: ماہی گیری شعبہ کے لئے کل مجوزہ گنجائش ۴۲ء۸۰ لاکھ روپے ہے۔ تجویز یہ ہے کہ پیداوار فش سیڈ، کے لئے ، ہیکٹر میں نرسریاں بنا کر اندرونی ماہی پروگرام کو بڑھایا جائے۔ جائیک واڑی آب پاشی پروجیکٹ کے علاقہ میں ایک بڑا 'فارم' قائم کرنے کی تجویز ہے جس کے لئے آئندہ سال کے سالانہ منصوبہ میں ۱۴ء۰۰ لاکھ روپے کی رقم شامل کی گئی ہے۔

جنگلات: آئندہ سال جنگلات سدھار کام کو بڑھانے کے لئے رواں سال کی ۴۳ء۲ کروڑ روپے کی رقم کے مقابلے میں مجوزہ خرچ ۱۴ء۳ کروڑ روپے ہے۔ اس میں تقریباً ۴ لاکھ ہیکٹر نجی جنگلات کا سدھار شامل ہے جو نجی جنگلات حصولیابی ایکٹ لاگو کر کے شروع کیا جائے گا۔ توقع ہے کہ رواں سال کے دوران سدھار اسکیموں کا ۰۰۰ء۷ ہیکٹر سے کچھ زیادہ کا نشانہ پورا ہو جائے گا اور آئندہ سال کے لئے ۷۷ء۱ ہیکٹر کا نشانہ رکھا گیا ہے۔ مزید برآں آب پاشی پروجیکٹوں کے آب گیر علاقوں میں کام شروع کیا گیا ہے تاکہ آب پاشی پروجیکٹوں کے ذخیروں میں گاد جمنے کو کم کیا جا سکے۔

حالانکہ رواں سال میں فارسٹ ڈیولپمنٹ کارپوریشن نے مقررہ ۰۰۰ء۴ ہیکٹر پر درخت بونے کا کام شروع کیا تھا لیکن ۲۸۰ء۴ ہیکٹر پر یہ کام پورا ہو چکا ہے۔ آئندہ سال کے لئے نشانہ ۰۰۰ء۷ ہیکٹر رکھا گیا ہے۔ کارپوریشن کے اس کام سے آدیواسی لوگوں کو بڑے پیمانے پر روزی ملتی ہے۔ تجویز یہ ہے کہ آئندہ سال اس کارپوریشن کو فی الحال ۲ء۳۲ کروڑ روپے کے علاوہ مزید ۳۲ء۱ کروڑ روپے بطور سرمایہ حصص دیئے جائیں۔

آب پاشی: ۷۷-۱۹۷۶ء سال کے لئے آب پاشی کے واسطے خرچ کافی بڑھا کر ۹۴ء۵۷ کروڑ روپے رکھا گیا ہے جبکہ مقابلتاً رواں سال کے لئے متوقع خرچ تقریباً ۷۰ کروڑ روپے ہے۔ یہ بڑا اضافہ ۲۰ نکاتی پروگرام کی ہدایت کے مطابق کیا گیا ہے۔

چوتھے پانچ سالہ منصوبے کے اختتام تک اسٹیٹ سیکٹر میں آب پاشی پروجیکٹوں کے ذریعہ ۶ء۰۲ ۱۱ لاکھ ہیکٹر علاقہ سیراب ہوا۔ توقع ہے کہ جون ۱۹۷۶ء کے اختتام تک مزید ۴۳ء۲ لاکھ ہیکٹر پر آب پاشی کی پوری گنجائش نکل آئے گی۔

تجویز یہ ہے کہ جون ۱۹۷۷ء تک یہ گنجائش ۹۶ء۱۴ لاکھ ہیکٹر ہو جائے۔ یہ زبردست پروگرام بذات خود اس شعبہ میں اضافی خرچ کی دلیل ہے

رواں سال کے دوران درمیانی اور معمولی آب پاشی پروجیکٹوں کی رفتار جن کے فوائد جون ۱۹۷۶ء تک حاصل ہوں گے نیز تین بڑے پروجیکٹوں یعنی جائیک واڑی، بھیما (اجانی) اور ککڑی پر کام کی رفتار کو تیز کرنے پر زور دیا گیا سال رواں میں خاص طور سے ان پروجیکٹوں میں لگانے کی شرط کے ساتھ مرکزی حکومت کی جانب سے ۵ء۵ کروڑ روپے کی پیشگی امداد دی گئی ہے۔ لہذا ہم نے نظر ثانی شدہ تخمینہ میں صرف ان تین پروجیکٹوں کے لئے ۲۸ء۴۰ کروڑ روپے کی رقم مختص کی ہے۔ یہ تین پروجیکٹ ۲۳ء۴ لاکھ ہیکٹر پر سینچائی کی امکانی قوت رکھتے ہیں۔ سال رواں کا پروگرام جاری بڑے کاموں، چار نئے کاموں اور چار معاون کاموں پر مشتمل ہے۔

سال کے دوران پروگرام برائے آب پاشی سے متعلق یہ بیان مکمل نہ ہوگا اگر اس بڑی کامیابی کا ذکر نہ کیا جائے جو متعلقہ ساحلی ریاستوں کے ساتھ گوداوری کے پانی کے استعمال کے بارے میں سمجھوتے کے ذریعہ حاصل ہوئی ہے۔ معزز ممبران پانچ وادی ریاستوں کے مابین تاریخی گوداوری وادی پانی معاہدے کی تفصیلات

سے بخوبی واقف ہیں۔ یہ عبوری معاہدہ ہے، اور شریک ریاستوں نے جس خیر سگالی اور مفاہمت کا اظہار کیا ہے وہ قابل تحسین ہے۔ ہمیں امید ہے کہ گوداوری وادی کے پانی کے استعمال کے بارے میں آخری معاہدہ کرنے میں بھی یہی جذبہ کارفرما رہے گا۔ بڑے پروجیکٹوں کی تفصیلات مفصل شہری بجٹ تخمینہ جات میں پیش کی گئی ہیں۔

درمیانی پروجیکٹ :

سال کے دوران زیر تعمیر ۵۹ درمیانی پروجیکٹوں میں سے ۱۰ کی بھرائی کا کام جون ۱۹۷۶ء تک مکمل کرنے کا ارادہ ہے۔ آئندہ سال ان پروجیکٹوں نیز ۲۷ نئے درمیانی پروجیکٹوں کے لئے بطور مصارف ۱۵ء۰۲ کروڑ روپے کی رقم رکھنے کی تجویز ہے، جن کو زیر عمل لانے کا کام آئندہ سال شروع کیا جائے گا۔ حال ہی میں پلاننگ کمیشن نے ریاست کے لئے سات آب پاشی پروجیکٹ منظور کئے ہیں جن پر اندازاً تقریباً ۳۷ء۲۴ کروڑ روپے خرچ ہوں گے اور جن سے ۴۶,۸۱۵ ہیکٹر اراضی سیراب ہو سکے گی۔ ان میں سے پانچ درمیانی آب پاشی پروجیکٹ ہیں اور دو بڑے پروجیکٹ ہیں — اسکیمیں یہ ہیں: ضلع جلگاؤں میں واگھور اور موز، ضلع تھانے میں سوریا، ضلع عثمان آباد میں واڈے پھل اور زکاپور، ضلع اکولہ میں اُما اور ضلع بلڈانہ میں بالدھنگ۔ سال ۷۷-۱۹۷۶ء کے لئے ان سات میں سے چھ پروجیکٹوں کے واسطے ۲ء۳۶ کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔

چھوٹی آب پاشی :

ریاستی اور مقامی سیکٹر چھوٹی آب پاشی کے لئے سالانہ منصوبہ پروگرام ۱۷ء۷۵ کروڑ روپے ۷۷-۱۹۷۶ء سال کے لئے ہے۔ یہ ۱۲۲۹ اسکیموں کے لئے ہے جن کی امکانی قوت سینچائی ۵۹,۸۰۰ ہیکٹر ہے۔ جو جون ۱۹۷۷ء تک پیدا ہو جائے گی۔

آئندہ سال نئے سینچائی کنوؤں کے لئے مجوزہ خرچ ۲۲ء۷۲ لاکھ روپے اور نئے پمپ سیٹ لگانے کے لئے ۲۳ء۴۵ لاکھ روپے ہے سروے وغیرہ کے ذریعہ زیر زمین آبی ذرائع کا پتہ لگانے کے لئے کل مجوزہ خرچ ۶۷ لاکھ روپے ہے۔ مرکزی حکومت کی جانب سے اس پروگرام کے لئے ۲۹ء۶۵ لاکھ روپے کی حد تک امداد ملنے کی امید ہے۔

آب پاشی ترقیاتی کارپوریشن :

آب پاشی ترقیاتی کارپوریشن نے ۱۳۶۶ اٹھاؤ آب پاشی اسکیمات کا تعمیری کام ہاتھ میں لیا، اور اکتوبر ۱۹۷۵ء تک ۵۰۳ مکمل کیں جن سے ۷۶,۳۰۰ ہیکٹر پر آب پاشی کی گنجائش بڑھی۔ کارپوریشن اپنے ۱۵ء۸۶ کروڑ روپے کے مصارف میں سے ۵ء۴۸ کروڑ روپے کی حد تک ادارہ جاتی سرمایہ حاصل کر سکی ہے۔ کارپوریشن کا کام رواں سال میں جاری رہے گا اور اندازہ ہے کہ بعض کاموں کی تکمیل پر امکانی قوت آب پاشی ۸۶,۰۰۰ ہیکٹر تک بڑھ جائے گی۔ سالانہ منصوبہ میں ۲۵ لاکھ روپے کی رقم اس کارپوریشن کو بطور سرمایہ حصص دینے کے لئے مختص کی گئی ہے تاکہ نئے اٹھاؤ آب پاشی کام شروع کر سکے۔

کمانڈ ایریا ڈیولپمنٹ اتھارٹی :

کمانڈ ایریا ڈیولپمنٹ اتھارٹی دیہی سطح پر سینچائی انتظامی یونٹوں کی نگرانی اور رہنمائی کا کام انجام دیتی ہے۔ ۷۶-۱۹۷۵ء سال کے دوران ۱۷ء۹۵ لاکھ روپے کا خرچ رکھا گیا ہے۔ چھ بڑے آب پاشی پروجیکٹوں کے آب گیر علاقوں میں آب پاشی قوت سے ۱ء۶۷ لاکھ ہیکٹر کی حد تک استفادہ کا نشانہ پورا ہو جائے گا۔ سال ۷۷-۱۹۷۶ء کے لئے ۲ء۰۲ لاکھ ہیکٹر کے مقررہ نشانہ کے ساتھ ۱۰ بڑے پروجیکٹوں کے تحت آنے والے علاقے کے لئے مجوزہ خرچ ۵۵ء۶۲ لاکھ روپے ہے۔

زراعتی قرض :

۷۷-۱۹۷۶ء سال کے لئے ۳۰ کروڑ روپے کا طویل المدتی قرض دیہی پروگرام تجویز کیا گیا ہے۔ اس میں سے ۱۲ کروڑ روپے عام پروگرام اور ۱۸ کروڑ روپے خاص پروگرام کے تحت ہوں گے۔ اس کے ساتھ اگری کلچرل ری فائنس اینڈ ڈیولپمنٹ کارپوریشن سے 'ری فائنس' کی سہولت ہوگی۔

سال کے دوران لینڈ ڈیولپمنٹ بنک نے چھوٹے کسانوں کے لئے کنوؤں کی تعمیر اور موجودہ کنوؤں پر پمپوں کو محرک کرنے کے واسطے ایک خاص تدریجی پروگرام شروع کیا ہے، اُمید ہے کہ اس اسکیم سے ہر ضلع میں تقریباً ... اکسانوں کو فائدہ پہنچے گا ابتدا میں اس پروگرام کے لئے بطور امداد ۲ء۵ کروڑ روپے کی رقم درکار ہوگی جو بنک بعد ازاں فیضیاب کاشتکاروں کو دے گا۔ ادارہ جاتی سرمایہ اکٹھا کر کے اس کی تکمیل کی جائے گی۔

آیاکٹ سُدھار کے لئے ادارہ جاتی سرمایہ حاصل کرنے کی لگاتار کوشش کی جارہی ہے۔ اُمید ہے کہ آئندہ سال ایسا بندوبست ہو جائیگا جو مالیاتی اداروں، لینڈ ڈیولپمنٹ بنک اور ایگری کلچرل ری فائنس اینڈ ڈیولپمنٹ کارپوریشن کے لئے قابل قبول ہو۔ کل ۲۰ کروڑ روپے سے زیادہ رقم کے عام اور خاص "ڈبنچرس" میں حصہ کیلئے سالانہ منصوبہ میں ۳ء۲۰ کروڑ روپے کے خرچ کی تجویز ہے جو لینڈ ڈیولپمنٹ بنک آئندہ سال جاری کرے گا۔ اس میں سے ۳۰ لاکھ روپے خاص 'ڈبنچرس' کے لئے مختص ہیں جو آیاکٹ ڈیولپمنٹ اسکیم کے لئے جاری کئے جائیں گے۔

حد بندی قانون کا نفاذ :

حد بندی قانون کے نفاذ میں اچھی ترقی ہوئی ہے تقریباً ۹۰۰۰۰ باقاعدہ رپورٹیں داخل کی گئی ہیں تاہم جن میں سے کچھ نا قابل کارروائی ہیں۔ فی الحال فاضل قرار دی گئی ۳۶،۰۷۵ ہیکٹر اراضی میں سے ۲۲،۱۷۵ ہیکٹر اراضی ۱۳،۸۶۳ اشخاص کو تقسیم کی جا چکی ہے۔ زمین پانے والوں میں سے ۵۰ فیصد سے زیادہ مندرج جاتیوں، مندرج قبائل اور خانہ بدوش قبائل وغیرہ کے افراد ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ حد ملکیت کم کرنے کے باعث لگ بھگ ۲،۵۰ لاکھ ہیکٹر اراضی تقسیم کے لئے مل سکے گی۔

شہری اراضی اور شہری قرار دیئے جانے کے قابل اراضی کو سماجی ملکیت قرار دینے کے بارے میں ایوان اس موضوع پر مرکزی قانون کی تفصیلات سے واقف ہے جو ہماری ریاست پر بھی لاگو ہوتا ہے۔ اس قانون کی مطابقت میں حکومت نے اس کی عمل آوری کے لئے مختار حکام کا اعلان کر دیا ہے۔ آئندہ سال کے بجٹ میں ۱۰ لاکھ روپے کی رقم رکھی گئی ہے تاکہ اس زمین کے لئے نقد یا 'بونڈس' کی شکل میں معاوضہ ادا کیا جا سکے، جو حکومت ایکٹ کے تحت لے لیگی۔

بے زمین اشخاص کو مکان کیلئے زمین

گورنر موصوف نے اس پروگرام کے بارے میں کامیابیوں کا ذکر کیا ہے لہذا میں صرف اس اسکیم کے لئے منصوبہ میں رکھی گئی گنجائش کا ذکر کروں گا۔

سال ۷۶-۱۹۷۵ء کے دوران اس مقصد کے لئے ۳۹،۲۵ لاکھ روپے کی رقم رکھی گئی تھی اور بعد ازاں اس میں اضافہ کے لئے ۱،۷۵ لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی۔ ایک لاکھ جھونپڑوں کی تعمیر کے لئے خاص طور سے مزید ۲ کروڑ روپے کا بندوبست کیا گیا۔ ۷۷-۱۹۷۶ء کے دوران جھونپڑوں کی تعمیر کا پروگرام جاری رکھنے کے لئے بطور مصارف ۲،۰۳ کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔ نئے گھروں میں ضروری سہولتیں بہم پہنچانے کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔

مزید برآں ریاست میں امداد باہمی شکر کارخانوں نے بھی تین سال کی مدت میں ہی جمع کی ہوئی رقم سے ۴۰۰۰۰ جھونپڑے بنانے کا پروگرام شروع کیا ہے تاکہ ان کے حلقہ کار میں رہنے والے بے زمین اشخاص کے لئے گھر مہیا کئے جا سکیں۔

قرض سے چھٹکارہ قانون :

مہاراشٹر قرض چھٹکارہ ایکٹ ۱۹۷۶ء کو بمبئی ہائی کورٹ میں چیلنج کیا گیا ہے اور یہ معاملہ عدالت کے زیر غور ہے۔ بہر حال ہائی کورٹ سے حکم امتناعی (اسٹے آرڈر) ملنے سے قبل ہی تقریباً ۲۸،۴۸،۸۱ اشخاص یعنی دیہی علاقوں میں ۱۲،۳۲،۷ اشخاص اور شہری علاقوں میں ۱۶،۱۴۴ اشخاص اپنے قرض سے چھٹکارہ پا چکے تھے۔ بہت سے اشخاص نے قانون کے مطابق ساہوکاروں کے پاس اپنی رہن رکھی ہوئی اشیا واپس لینے کے لئے پولیس سے بھی امداد لی۔

اقل ترین زرعی اُجرت :

حکومت نے زراعت میں غیر ماہر نوکروں کے لئے اقل ترین اُجرت مقرر کر دی ہے جس سے پوری ریاست میں ۴۵ لاکھ مزدوروں کو فائدہ پہنچے گا۔ اقل ترین اُجرت سے متعلق قانون باضابطگی لیبر افسران، ڈپٹی کلکٹران، تحصیلدار اور بلاک ڈیولپمنٹ افسران اپنے اپنے حلقۂ اختیار میں زیر عمل لا رہے ہیں۔

بیگار کا خاتمہ :

یہ امر قابل ذکر ہے کہ بیگار کا رواج مہاراشٹر سے مٹ چکا ہے۔ بہر حال اس مقصد سے کہ ریاست میں کسی بھی صورت میں اس قسم کی جبریہ محنت موجود نہ رہے، قبائلی کمشنر اور ڈائرکٹر آف سوشل ویلفیر کے ذریعہ تحقیقات کی جا رہی ہے۔ اگر ضرورت ہوئی تو حکومت ہند کے مندرج جاتیوں اور مندرج قبائل کے کمشنر سے بھی امداد لی جائے گی۔ ریاست نے ایسے اقدامات کئے ہیں تاکہ پھر ضرورت مند کاشتکار یا مندرج قبائل ساہوکاروں کے چنگل میں نہ پھنس سکیں۔ ضرورت مند اشخاص کی امداد کی غرض سے متعدد امداد باہمی جماعتوں کے ذریعہ قرض مہیا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ریاست میں کارگزار بہت سی ابتدائی امداد باہمی سوسائیٹیوں نے معمولی کسان ممبروں کو جن کی تعداد ۱۶،۱۰ لاکھ ہے ۲۳ کروڑ روپے سے زیادہ کی قرض امداد بہم پہنچائی ہے۔ خاتمہ پانے موڑ، اسکیم کے تحت مختصر مدت کے لئے قرض دینے کے معاملے پر حکومت بدستور خاص توجہ دے رہی ہے۔ توقع ہے کہ سال رواں میں اسکیم کے تحت مستحق اشخاص کو ۶۹،۰۵ لاکھ روپے کی قرض امداد دی جائے گی۔ اسکیم کے تحت آئندہ سال کے لئے بجٹ میں ۶۲ لاکھ روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔

پاور :

سال رواں کے دوران بجلی فراہمی پروگرام کی تیز رفتار آئندہ سال بھی جاری رکھی جائے گی۔ پن بجلی ترقی (ہائیڈرو پاور ڈیولپمنٹ) کے میدان میں مجوزہ ۱۰۰۰ میگاواٹ چندر پور سپر تھرمل پاور اسٹیشن کے لئے ۲،۷۰ کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے جو حکومت ہند کی امداد سے شروع کیا جائے گا۔

دیہی علاقوں میں بجلی پہنچانے اور زراعت میں اس کے استعمال کی اہمیت کے مدنظر حکو

نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ دیہی علاقے میں بجلی کی بہم رسانی میں الیکٹریسٹی بورڈ کے نقصانات کو پورا کر دیا جائے۔

آئندہ سال پاور کے لئے خرچ بڑھا کر ۱۳۹٫۹۵ کروڑ روپے کر دیا گیا ہے جبکہ اس سال کے لئے ۹۷٫۰۵ اکروڑ روپے تھا۔ آئندہ سال کے مصارف میں ۱۱٫۱۱ کروڑ روپے ہائیڈرو پروجیکٹوں ۵٫۶۲ کروڑ روپے تھرمل پروجیکٹوں اور ۴۴٫۵۰ کروڑ روپے ٹرانسمشن اور تقسیم کے لئے مختص ہیں۔ اس کے علاوہ ۸٫۷۲ کروڑ روپے ضلع سطح کی اسکیمات کے لئے ہیں۔ ورلڈ بنک نے مہاراشٹر اسٹیٹ الیکٹریسٹی بورڈ کو تین سال کی مدت میں اس کے ٹرانسمیشن پروجیکٹوں کے لئے ۲۵٫۰۰ کروڑ روپے کی حد تک قرض کی سہولت دینے کے سلسلے میں رضامندی ظاہر کی ہے۔

صنعت :

آئندہ سال صنعتی ترقی کے لئے منصوبہ جاتی خرچ کافی بڑھا کر ۱۹٫۱۲ کروڑ روپے کر دیا گیا ہے جبکہ مقابلتاً رواں سال کے لئے یہ ۱۸٫۲۲ کروڑ روپے تھا۔ آئندہ سال خرچ کے لئے ۳٫۳۰ کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے جو اس میدان میں سرکاری کارپوریشنوں کے سرمایہ حصص میں دی جائے گی۔ جس سے وہ اس قابل ہو جائیں گی کہ اپنی سرگرمیوں کو وسیع اور تیز کر سکیں۔

تعلیم یافتہ بے روزگاروں کو امداد دینے کے لئے ہر ممکن کوشش کی جارہی ہے۔ اس سال فروری ۱۹۷۶ء تک ۵۵۶۳ یونٹوں کی امداد کی گئی۔ اور ۱٫۵۴ کروڑ روپے کی رقم 'مارجن منی' کے طور پر ایسے یونٹوں کو تقسیم کی جا چکی ہے۔ اُمید ہے کہ مزید تقریباً ۱۰۸۰ معاملات مالیاتی ادارے اس ماہ کے اختتام سے قبل طے کر دیں گے۔ حکومت ہند کو آئندہ سال یہ اسکیم جاری رکھنے کے بارے میں ابھی فیصلہ کرنا ہے۔ حکومت ہند کو یہ اسکیم جاری رکھنے کے لئے تجویز پیش کرنے کے ساتھ ہم نے آئندہ سال کے بجٹ میں ۸۴٫۹۷ لاکھ روپے مختص کئے ہیں تاکہ تبدیلی کے باعث اسکیم پر کوئی برا اثر نہ پڑے۔ اسٹیٹ انڈسٹریل اینڈ انوسمنٹ کارپوریشن آف مہاراشٹر کی حوصلہ افزائی کی پیکیج اسکیم زیر عمل لانے کے لئے ۲٫۵۰ کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔

سرکاری اداروں کی کوششوں کے باعث زیر ترقی علاقوں میں صنعتیں پھیلانے کے پروگرام کا اچھا نتیجہ برآمد ہو رہا ہے۔ جو بنیادی سہولتیں اور امداد بہم پہنچاتے ہیں۔ اسی لئے حکومت نے ریاست کے پسماندہ خطوں میں زیادہ سے زیادہ مطالبہ نیز ۲۵۰۰ کے وی اے سے کم انتہائی مطالبہ رکھنے والے تمام صارفین کے معاملے میں پاور کے استعمال پر تمام پابندیاں بھی اٹھالی ہیں سال رواں کے دوران مہاراشٹر انڈسٹریل ڈیولپمنٹ کارپوریشن نے مہاراشٹر کے مقررہ مقامات پر ۱۵ صنعتی بستیوں کی ترقی کا کام شروع کیا ہے اور ۲٫۳۱ کروڑ روپے خرچ کئے ہیں ۷۶-۱۹۷۵ء سال کے دوران اسٹیٹ انڈسٹریل اینڈ انوسمنٹ کارپوریشن آف مہاراشٹر نے ۱۵۱ یونٹوں کی امداد کی۔ جس سے ۲۹٫۴۵ کروڑ روپے کی سرمایہ کاری کے (انویسمنٹ) کی اُمید ہے۔

صنعت میں مزدوروں کی شرکت :

حکومت ہند نے حال ہی میں مینجمنٹ میں مزدوروں کی شرکت سے متعلق جو اسکیم بھیجی ہے وہ ریاست میں زیر عمل لائی جارہی ہے۔ فی الحال چار سرکاری یونٹوں یعنی چنالی ڈسٹلری، گورنمنٹ پریس، مہاراشٹر اسٹیٹ روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن اور مہاراشٹر اسٹیٹ ٹیکسٹائل کارپوریشن نے اس فیصلہ پر عمل کیا ہے نیز کوآپریٹیو انڈسٹریل یونٹوں نے اس معاملے میں شروعات کی ہے۔

کاٹن جننگ اور پریسنگ یونٹ :

مالیاتی سال ۷۷-۱۹۷۶ء میں کوآپریٹیو جننگ اور پریسنگ یونٹوں کی امداد کے لئے ۱۵٫۴۶ لاکھ روپے کی رقم تجویز کی گئی ہے تاکہ ان کی موجودہ قوت پوری طرح کام میں لائی جا سکے اور ۴۹ نئے کوآپریٹیو یونٹوں کے قیام اور موجودہ ۷۴ یونٹوں کی توسیع کے لئے 'ماسٹر پلان' کو زیر عمل لایا جا سکے۔ مزید برآں اُمید ہے کہ ۱۹۷۵ء تا ۱۹۷۷ء سالوں کے دوران امداد باہمی شعبہ میں ۶ رائس ملوں کی تنظیم کی جائے گی۔ کوآپریٹیو پروسیسنگ یونٹوں کی امداد کی غرض سے آئندہ سال کا خرچ ۲۱٫۴۴ لاکھ روپے ہے جبکہ رواں سال میں یہ رقم ۱۸٫۱۱ لاکھ روپے تھی۔

امداد باہمی شکر کارخانے :

سال ۷۵-۱۹۷۴ء میں شکر کارخانوں کی پیداوار شکر ۱۵ لاکھ ٹن سے زیادہ رہی۔ اور یہ سب سے بڑی مقدار تھی جو اب تک مہاراشٹر میں تیار کی گئی۔ ہماری ریاست کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ یہ پورے ملک میں شکر تیار کرنے کے معاملے میں اول نمبر پر ہے۔ توقع ہے کہ ۷۶-۱۹۷۵ء کے موسم میں شکر کارخانے ۱۶ لاکھ ٹن سے زیادہ شکر تیار کریں گے۔

اس امداد باہمی سال میں مہاراشٹر کے شکر کارخانوں نے ۴٫۵۵ لاکھ ٹن شکر برآمد کر کے ۵۲٫۰۳ اکروڑ روپے کمائے ۴٫۵۵ لاکھ ٹن میں سے ۳٫۷۸ لاکھ ٹن شکر امداد باہمی شعبہ کی تھی۔

۷۷-۱۹۷۶ء کے لئے شکر کارخانوں کو بطور سرمایہ حصص دینے کے واسطے ۲٫۵۹ کروڑ روپے کی رقم بطور خرچ رکھنے کی تجویز ہے جبکہ سال رواں کے لئے یہ خرچ ۲٫۱۷ کروڑ روپے

تھا۔ ہماری ریاست کو امداد باہمی شعبہ میں شکر کارخانوں کے قیام کے لئے ۶۸ لائسنس ملے ہیں۔ ان میں سے ۴۵ کے معاملے میں مشینری لگائی جا چکی ہے اور ۴۴ جاری ہو گئے ہیں۔ مزید گیارہ تعمیر کے مختلف مرحلہ پر ہیں اور اُمید ہے کہ ۷۷-۱۹۷۶ء میں یہ بھی جاری ہو جائیں گے۔ بقیہ بارہ معاملات میں لائسنسوں کو جلد کام میں لانے کے لئے مؤثر اقدامات کئے جائیں گے۔

بعض ضرورت مند بیمار شکر کارخانوں کو ۴۹ء۱ کروڑ روپے کی امداد بہم پہنچائی گئی تاکہ وہ کاشتکاروں کو گنّے کی باقی قیمت ادا کر سکیں۔ مزید برآں قبل موسم ۷۶ء۳ کروڑ روپے کا نقد قرض ۱۸ فیکٹریوں کے لئے منظور کیا گیا تاکہ موسم پر کام شروع کر سکیں۔

کوآپریٹیو اسپننگ ملز:

جون ۱۹۷۵ء تک ۲۰ کوآپریٹیو اسپننگ ملوں میں ۴۹ء۱۱ لاکھ اسپنڈلوں سے مال تیار ہو رہا تھا۔

۷۷-۱۹۷۶ء میں کوآپریٹیو اسپننگ ملوں کو سرمایہ حصص میں دینے کے لئے مشترکہ مل پروجیکٹ کے واسطے ۵۰ لاکھ روپے کے علاوہ ۴۴ء۱ کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے جبکہ جاریہ سال میں یہ ۵۷ء۱ کروڑ روپے ہے۔

حکومت کا ارادہ ہے کہ ریاست میں جہاں تک ممکن ہو بطور پالیسی اجارہ داری حصولیابی کپاس، کوآپریٹیو اسپننگ ملوں اور مہاراشٹرا سٹیٹ ٹیکسٹائل کارپوریشن کے ملوں کے ذریعہ مناسب کاؤنٹ کے سوت کی تیاری اور ہینڈلوم اور پاورلوم بنکروں کے ذریعہ ایسے سوت کے استعمال کو مربوط کر دیا جائے۔

ہینڈلوم :

۲۰ نکاتی پروگرام کے پس منظر میں ہتھ کرگھا شعبہ کی آ

اور بڑھ گئی ہے۔ گورنر موصوف نے اپنی تقریر میں آئندہ سال کے پروگرام کا ذکر کیا ہے۔ لہٰذا میں صرف اسکیم کے لئے منصوبہ میں رکھی گئی رقومات کا ذکر کروں گا۔ ضلع سطح کی اسکیمات کے لئے آئندہ سال کے واسطے مجوزہ مختص رقم ۵۷ء۳۶ لاکھ روپے ہے۔ مزید برآں پلان برائے ۷۷-۱۹۷۶ء میں ہینڈلوم شعبہ کے لئے تجرتاً ۵۵ء۳۰ لاکھ روپے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ ان اسکیموں کے لئے حکومت ہند سے بھی امداد ملنے کی اُمید ہے۔

حکومت ہند کی اسکیم میں شرکت کے ساتھ جمع شدہ مال کی فروخت پر ۲۰ فیصدی چھوٹ کی شکل میں فروری ۱۹۷۶ء تک امداد دی گئی۔ بذریعہ ویورس کوآپریٹیو سوسائٹی، ناگپور کو بھی سرکاری ضمانت کی شکل میں امداد بہم پہنچائی گئی تاکہ سوسائٹی اپنے خریداری پروگرام، پیداوار اور فروخت کے لئے مہاراشٹرا اسٹیٹ کوآپریٹیو بنک کے ذریعہ ۲۰ء۱ کروڑ روپے کی رقم پا سکے۔

برآمد :

میں مہاراشٹر میں روئی اور امداد باہمی شکر کارخانوں کی برآمد کا ذکر کر چکا ہوں۔ سرکاری اداروں کو بھی اب برآمدی منڈی میں داخل ہونے کے لئے تیار کیا جا رہا ہے۔ سال کے دوران آئل سیڈس کارپوریشن نے ...۵ ٹن خاص کاٹن سیڈکیک برآمد کیا۔ جس کی قیمت تقریباً ۴۵ لاکھ روپے ہے۔ 'میفکو' بھی برآمدی منڈی میں داخل ہو گیا اور اس نے 'جامدات یاد' مثلاً مچھلی، بھینس کا گوشت، سبزیاں اور آم برآمد کئے۔ اب تک انھوں نے ۱۴ لاکھ روپے کا مال برآمد کیا ہے۔ مہاراشٹرا اسمال اسکیل انڈسٹریز ڈیولپمنٹ کارپوریشن نے ۵۰ء۴ لاکھ روپے سے زیادہ کا مال برآمد کیا۔ اسی طرح ہینڈلوم شعبے میں اب تک ۱۰ لاکھ روپے کا مال برآمد کیا جا چکا ہے۔ مہاراشٹرا اسٹیٹ پاورلوم کارپوریشن نے ایک برآمدی ٹھیکہ لیا ہے اور اب تک ۲۴ لاکھ روپے کا سوت اور کپڑا برآمد کر چکی ہے۔ ۵ء۵ لاکھ روپے کی مالیت کا آم کا رس وغیرہ 'نوگا' برآمد کر چکا ہے جو مہاراشٹرا ایگرو-انڈسٹریز ڈیولپمنٹ کارپوریشن چلاتی ہے۔ مزید برآں ۱۹ لاکھ روپے کی مالیت کا مال برآمد کرنے کے لئے ایک اور ٹھیکہ لیا گیا ہے اُمید ہے آئندہ سالوں میں برآمد کافی بڑھے گی۔

ضمانت روزگار اسکیم :

سالانہ پلان برائے ۷۶-۱۹۷۵ء میں بجٹ کے مطابق ۵۰ کروڑ روپے کی رقم ضمانت روزگار اسکیم کے لئے مختص کی گئی تھی۔ خیال ہے کہ سال کے اختتام تک ۳۰ کروڑ روپے خرچ ہو جائیں گے۔ سماموں کی مقررہ شرح اُجرت بڑھا دی گئی ہے تاکہ ایک مزدور کو ایک دن میں ۷ گھنٹے کام کرنے پر اوسطاً ۳ روپے روزانہ مل سکیں۔

۷۷-۱۹۷۶ء سال کے لئے اسکیم کے واسطے بجٹ کی مختص رقم ۵۰ کروڑ روپے ہوگی اس میں ۲۵ کروڑ روپے کی مختص رقم شامل ہے جو ریاست کے پاس محفوظ ہوگی۔ ہر ضلع کی ضرورت کے مطابق عملی بنیاد پر محفوظ رقم اضلاع میں تقسیم کی جائے گی۔

ضمانت روزگار فنڈ :

روزگار ضمانت فنڈ قائم کرنے کے مقصد سے لگائے گئے مختلف ٹیکسوں سے نظر ثانی شدہ تخمینہ جات برائے ۷۶-۱۹۷۵ء اور بجٹ تخمینہ جات برائے ۷۷-۱۹۷۶ء بالترتیب ۹۵ء۲۲ کروڑ روپے اور ۸۷ء۲۳ کروڑ روپے کے ہوتے ہیں۔ فنڈ اسکیم کے مطابق ریاست کے "کنسالی ڈیٹیڈ فنڈ" سے ضمانت روزگار فنڈ میں منتقل کرنے کے لئے برابر کی رقم رکھی گئی ہے۔

صحت اور اغذیہ فنڈ:

صحت اور اغذیہ فنڈ کی تشکیل اور فنڈ چلانے کے لئے قانون بنانے کی کارروائی آخری مرحلے پر ہے بہرحال اس سلسلہ میں جاریہ سال کے لئے امکانی خرچ ۳،۱۴ کروڑ روپے ہے۔ اس مقصد سے آئندہ سال کے بجٹ میں ۴،۲۲ کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔

سوکھے علاقہ جات کا پروگرام:

ریاست کے بارہ اضلاع میں سوکھے سے متاثر ہونیوالے علاقہ جات کا پروگرام عمل میں لایا جارہا ہے جنھیں سکھ تھنکر کمیٹی نے سوکھے سے متاثر ہونیوالے علاقے قرار دیا ہے۔ ۱۹۷۵-۷۶ء سال کے دوران مرکزی امداد دیانیوالے چھ اضلاع کے لئے ان علاقوں کی مربوط دیہی ترقی کی خاطر ۶۱،۲۴ کروڑ روپے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ بقیہ چھ اضلاع میں ریاستی حکومت پروگرام کی کفیل ہے۔ اور ۱۹۷۶-۷۷ء میں اس کے لئے ۱،۲۷ کروڑ روپے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ حکومت نے فیصلہ یہ کیا ہے کہ ہر ضلع میں جہاں ریاست پروگرام کی کفیل ہے ایک اضافی بلاک منظور کیا جائے تاکہ سرگرمیوں کو بڑھایا جاسکے اور چھوٹے مالکان اراضی کو فائدہ پہنچے۔

تعلیم:

اس شعبہ میں آئندہ سال کا خرچ ۱۶،۲۵ کروڑ روپے کا ہے۔ جس سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ ہر سو تعلیم کی سہولتوں کو پھیلانے اور تعلیم کے معیار کو بہتر بنانے کا کتنا خیال رکھا گیا ہے۔

پرائمری اسکولوں کی عمارتیں تعمیر کرنے کے لئے ضلع پریشدوں کی امداد کی خاطر مجوزہ خرچ ۴۰،۵۵ لاکھ روپے ہے۔

طلبا کو کتابوں اور لازمی اشیا کی فراہمی

ریاست میں تمام اسٹوڈنٹس ہوسٹلوں کو جن کی تعداد تقریباً ۴۰۰،۱ ہے کنٹرول بھاؤ پر عام نظام تقسیم کے تحت لازمی اشیا فراہم کی جاتی ہیں۔ ریاست میں کنزیومرس اسٹورس طلبا کے لئے درکار ضروری اشیا کی فراہمی وغیرہ کے بارے میں ۲۳۴ یونیورسٹی و کالج کوآپریٹو کنزیومرس اسٹوروں کی مدد کرتے ہیں۔

بک بنک:

ریاست میں دیہی ابتدائی مدرسوں میں 'بک بنک اسکیم' جاری کرنے کا ارادہ ہے اور اس مقصد سے آئندہ سال کے بجٹ میں ۲۹،۱۷ لاکھ روپے کی گنجائش رکھی گئی ہے جہاں تک کالج سطح پر بک بنک کا تعلق ہے ۲۲۴ کالجوں نے یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کی امداد سے بک بنک قائم کرلئے ہیں جس سے کالج کے تقریباً ۳ لاکھ طلبا فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

اپرنٹس شپ ٹریننگ اسکیم:

اپرنٹس شپ ٹریننگ اسکیم کے تحت اسکیم کی توسیع کرکے معینہ پیشوں کی تعداد ۶۱ سے بڑھاکر ۱۰۳ کردی گئی۔ مارچ ۱۹۷۵ء کے اختتام تک برسرکار اپرنٹسوں کی تعداد ۸۰۲۴ تھی۔ سال ۱۹۷۵-۷۶ء کے دوران ایک وسیع مہم چلائی گئی تاکہ اس پروگرام کے تحت وعدوں کو پورا کیا جاسکے جو ۲۰ نکاتی پروگرام کے تحت ایک اہم مد ہے۔

دفاعی خدمات کی تربیت کا ادارہ:

ایک 'انسٹی ٹیوٹ' قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے تاکہ 'ڈیفنس سروسیز' میں جانے کے خواہش مند نوجوانوں کو تربیت دی جائے۔ یہ فیصلہ ان سفارشات کے تحت کیا گیا ہے جو ڈیفنس سروسیس میں مہاراشٹر کے افراد کی تعداد بڑھانے کے لئے کی گئی ہیں۔ اس انسٹی ٹیوٹ میں ابتدا میں آئندہ سال ۶،۸۸ لاکھ روپے کا خرچ آئے گا۔ یہ انسٹی ٹیوٹ نئے رُخ سے تربیت دے کر معینہ فرض ادا کرے گی۔

صحت:

آئندہ سال ارادہ یہ ہے کہ امبے جوگائی میں واقع نئے میڈیکل کالج (بنام سوامی رامانند تیرتھ رورل میڈیکل کالج) کے لئے عمارات، اسٹاف اور سازوسامان کا بندوبست کیا جائے تاکہ اسے میڈیکل کونسل آف انڈیا کی منظوری حاصل ہوسکے۔ اس مقصد سے ۸۷ لاکھ روپے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔

قبائلی علاقوں میں نئے 'صحت عامہ مراکز' طبی امداد اور سہولتوں کے لئے اقل ترین ضروریات کے پروگرام کے واسطے ۲،۰۴ کروڑ روپے کی رقم رکھنے کی تجویز ہے۔

ضلع سطح اسکیموں کے لئے جاریہ سال کے ۱،۷۹ کروڑ روپے کے خرچ کے مقابلے میں ضلع سطح اسکیموں کے لئے آئندہ سال کا منصوبہ ۳،۹۰ کروڑ روپے ہے تاکہ دیہی صحت خدمات کو بہتر بنایا جائے۔ یہ دیہی علاقوں میں صحت کی دیکھ بھال کی سہولتیں بڑھانے کی سمت ایک نمایاں قدم ہے۔

سال کے دوران ترقی کے دیگر بڑے کاموں میں قبائلی اور دشوار گذار علاقوں میں صحت کی دیکھ بھال اور علاج کی سہولتیں بہم پہنچانے کی اسکیم شامل ہے۔ اضلاع چندرپور اور رتناگیری میں آٹھ پرائمری ہیلتھ یونٹ قائم کئے جارہے ہیں۔ نرسنگ خدمات اور نرسنگ تعلیم کو بہتر بنانے کے سوال پر غور

کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی گئی ہے۔

مواصلات :

اس سال کے اختتام تک ۷۰۰ کلو میٹر لمبی نئی سڑک کی تعمیر، ۴۰۰ کلو میٹر سڑکوں کے سُدھار کا کام، ۶۰ پل اور ۱ر۳۰۰ کراس ڈرینج ورکس مکمل ہو جائیں گے۔

آئندہ سال سڑک سُدھار کاموں کے لئے ۱۵ء۰۲ کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔ جو جاری سال کے لئے رکھی گئی رقم سے ۴ء۳۹ کروڑ روپے زیادہ ہے۔ ان میں سے ۹۲ لاکھ روپے اقل ترین ضروریات پروگرام کے تحت سڑکوں کی تعمیر کیلئے ہیں اور ۳ء۵۲ کروڑ روپے ریاستی سطح پروگراموں کے لئے رکھے گئے ہیں۔

ناندیڑ میں گوداوری ندی پر ۱ء۰۷ کروڑ روپے کے خرچ سے ہائی لیول برج اور پاڈلی کے قریب دین گنگا ندی پر ۶۲ لاکھ روپے کے خرچ سے ایک پل کی تعمیر آئندہ سال کے بجٹ میں شامل ہے۔ ۱ء۱۷ کروڑ روپے کی لاگت سے بمبئی۔ کونکن۔ گوا روڈ کے سُدھار کا کام حکومت ہند کی منظوری سے ہاتھ میں لیا گیا ہے بمبئی بندرگاہ کے پار علاقہ میں بمبئی اور اُرن کے درمیان رابطہ قائم کرنے کے سوال پر بھی غور کیا جا رہا ہے۔ مزید برآں میٹرو پولیٹن علاقوں میں موجودہ سڑکوں کے سُدھار اور نئی جوڑ سڑکوں کی منصوبہ بندی کے لئے وسیع جائزہ کا کام جس پر اندازاً ۳۵ لاکھ روپے خرچ ہوں گے، سنٹرل روڈ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کی ایجنسی کے سپرد کیا گیا ہے۔

ریواس۔ کارنجہ پل :

'بمبئی ہائی' کی حالیہ ترقی کے مدنظر یہ امکان ہے کہ نہوا شیوا کی نئی بندرگاہ کے آس پاس ریواس کے قریب ایک "پیٹرو کیمیکل کمپلیکس" قائم کیا جائے۔ مجوزہ 'پیٹرو کیمیکل کمپلیکس' کے قیام کے سلسلے میں ریاستی حکومت نے پیشگی کارروائی کی ہے۔ نہوا شیوا علاقہ سے 'پیٹرو کیمیکل کمپلیکس' تک پہنچنے کی سہولت بہم پہنچانے کی غرض سے ریاستی حکومت کا ارادہ ہے کہ ریواس اور کارنجہ کے درمیان کھاڑی پر ایک ٹرائیل تعمیر کیا جائے جس کی تخمینی لاگت تقریباً ۱۶ کروڑ روپے ہوگی۔ بجٹ تخمینہ جات بابت ۷۷-۱۹۷۶ء میں پل کے لئے 'علامتی گنجائش' رکھی گئی ہے۔

بندرگاہیں :

ساحل پر بندرگاہوں اور اندرونی آبی نقل و حمل کی سہولتوں کے سُدھار کے لئے، جن میں ضلع قلابہ میں ریکھی اور ضلع رتناگیری میں 'میہ پالے' کا سدھار شامل ہے، ۹۰ء۹۲ لاکھ روپے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ چار ساحلی اضلاع میں سمندری کٹاؤ کی روک تھام کے کاموں کے لئے ۲۱ء۴۳ لاکھ روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔

فراہمی آب :

پانچویں پانچ سالہ منصوبہ کے آغاز پر اندازاً ۱۹ ہزار دیہات ایسے تھے جہاں فراہمی آب کے سلسلے میں صورت حال کٹھن تھی۔ ان میں سے ۳ر۸۵۵ دیہاتوں میں ۷۵-۱۹۷۴ء کے دوران کنووں، بور کنووں یا پائپ پانی سپلائی اسکیم کا بندوبست کیا گیا۔

دیہی پانی سپلائی :

۷۶-۱۹۷۵ء میں دیہی پانی سپلائی کے پروگرام پر کل ۱۲ء۱۷ کروڑ روپے کی رقم خرچ کی گئی جس میں لائف انشورنس کارپوریشن کی قرض امداد شامل ہے۔ جس سے ۴ر۲۴۴ دیہاتوں کے سلسلے میں ۲ر۹۰۰ کنووں، ۶۰۰ بور کنووں اور ۴۸۲ پانی سپلائی اسکیمات پوری کی جا سکیں۔

آئندہ سال کے لئے ایل۔ آئی۔ سی کی امداد شامل کرکے کل ۱۳ء۸ کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔ آئندہ سال مجوزہ خرچ سے ۱۸۲ پائپ پانی سپلائی اسکیمات مکمل کی جائیں گی اور امید ہے کہ جاری ۱۶۷ اسکیمات ۷۷-۱۹۷۶ء سے آگے جائیں گی۔ کنوئیں تعمیر کرنے کے پروگرام کے تحت ۷۰۷ بور کنووں کے علاوہ تقریباً ۳۰۰۰ کام پورے ہو جانے کی امید ہے۔ ۷۷-۱۹۷۶ء کے دوران ۳ر۹۶۰ دیہاتوں میں یہ کام انجام دینے کا ارادہ ہے۔

شہری پانی سپلائی اسکیم :

۱۹۷۵ء تک ریاست میں کل ۱۸۹ شہروں میں پانی کی سپلائی کی سہولتیں بہم پہنچائی گئیں ۲۹ شہروں کے لئے پانی سپلائی اسکیم کے تحت تعمیری کام جاری ہے۔ ۷۶-۱۹۷۵ء کے منصوبہ میں پانی سپلائی اسکیمات کے لئے ۳ء۷۴ کروڑ روپے کا خرچ رکھا گیا تھا۔ سرکاری اسکیمات کے سلسلے میں خرچ ۱ء۹۰ کروڑ روپے ہوگا اور بقیہ میونسپل واٹر سپلائی اور سیوریج اسکیموں کی امداد کے لئے ہے۔ یہ امید بھی تھی کہ اس سے ہمیں لائف انشورنس کارپوریشن سے ۴ء۴۰ کروڑ روپے قرض امداد حاصل کرنے میں مدد ملے گی۔

آئندہ سال کے کاموں کے لئے ۹ء۱۳ کروڑ روپے کا خرچ رکھا گیا ہے جس میں لائف انشورنس کارپوریشن کی ۴ کروڑ روپے کی قرض امداد شامل ہے۔

بمبئی پانی سپلائی اسکیم :

آئندہ سال بمبئی پانی سپلائی اسکیم کے لیے ۸ کروڑ روپے بطور خرچ رکھے گئے ہیں تاکہ بمبئی میونسپل کارپوریشن ۱۹۷۸ء تک مزید ۱۰۰ ملین گیلن پانی سپلائی کرنے کے قابل ہو جائے اس خرچ میں بھاٹ سائی کے ۳ کروڑ روپے اور بمبئی میونسپل کارپوریشن کی جانب سے کھلے بازار میں حاصل کردہ قرض کے پانچ کروڑ روپے شامل ہیں۔ نیز حکومت ہند کی جانب سے بھی مزید مدد ملے گی۔

شہری ترقیات :

ریاستی حکومت نے وزیر شہری ترقیات کی زیر صدارت ایک اعلیٰ سطح کمیٹی، مقرر کی ہے تاکہ ریاست میں بلدیاتی اداروں کو ان کے ترقیاتی منصوبوں کے لئے امداد بہم پہنچانے کے امکانات پر غور کرے۔ ضلع منصوبہ بندی اور ترقیاتی کونسلوں نے بھی آئندہ سال خرچ کے لئے ۰۶ء ۱ کروڑ روپے کی رقم رکھی ہے جبکہ رواں سال کے لئے میونسپلٹیوں کے پروگراموں کے واسطے ۲ء ۱۱ لاکھ روپے کی گنجائش ہے۔

سلم سدھار پروگرام :

گورنر موصوف نے اپنے خطبہ میں سلم سدھار پروگرام کا تفصیل سے ذکر کیا ہے جو حکومت نے شروع کیا ہے۔ یہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ بمبئی عظمیٰ میں آئندہ سال کے دوران ریاستی حکومت، بمبئی میونسپل کارپوریشن اور مہاراشٹر ہاؤسنگ بورڈ کی زیر ملکیت اراضی پر آباد گندی بستیوں کے مکینوں سے معمولی لائسنس فیس کے ذریعہ ۲۳ء ۴ کروڑ روپے جمع ہونگے۔ اس رقم سے نیا ریزرو فنڈ یعنی "سلم امپروومنٹ فنڈ" قائم کیا جائے گا۔ اس میں سے ۱۲ء ۹۲ لاکھ روپے کی رقم بمبئی میونسپل کارپوریشن کو سرکاری اراضی اور مہاراشٹر ہاؤسنگ بورڈ کی اراضی پر آباد گندی بستیوں میں بہم پہنچائی گئی میونسپل سروسوں کے بندوبست کے لئے دی جائے گی بقیہ رقم سلم بازآبادکاری پروگرام زیر عمل لانے کے لئے صرف کی جائے گی۔ مزید برآں سالانہ منصوبہ برائے ۷۷-۱۹۷۶ء میں سلم سدھار پروگرام کے لئے ۶۵ء ۱ کروڑ روپے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ جو ریاست کے شہروں اور قصبات میں زیر عمل لایا جائے گا۔

پسماندہ طبقات کی بھلائی :

یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ تعلیم یافتہ بیروزگاروں سے متعلق ایمپلائمنٹ پروموشن پروگرام کے لئے محکمہ سماجی بھلائی کے مختلف فنڈوں میں سے پروجیکٹوں پر ۱۰ ہزار روپے کی حد تک "مارجن منی" امداد پسماندہ طبقات کے کاروبار شروع کرنے والے افراد کے لئے بہم پہنچائی جائے۔ ایسے افراد کو یہ امداد پروجیکٹ کی لاگت کے ۵ فیصدی کے برابر خاص امداد کی شکل میں دی جائے گی۔ اسکیم کے تحت دستیاب امداد اس کے علاوہ ہے۔

پسماندہ طبقات کی بھلائی سے متعلق مختلف اسکیموں کے لئے مجوزہ خرچ ۷۰ء ۴ کروڑ روپے رکھا گیا ہے، یعنی رواں سال کے ۳۵ء ۳ کروڑ روپے کے خرچ کے مقابلے میں کافی اضافہ کیا گیا ہے۔

آئندہ سال کے منصوبہ مصارف میں آنترم تنالاکم بلیکس کے سدھار کے لئے ۲۳ء ۱ کروڑ روپے کی رقم شامل کی گئی ہے تاکہ ان کی تعداد بڑھانے سے قبل موجودہ حلقہ جات کی یکجائی اور استحکام کا کام پورا کیا جا سکے، جاریہ سال کے دوران حکومت نے پسماندہ طبقات کے ممبروں پر مشتمل ۲۷ ہاؤسنگ سوسائٹیوں کے معاملہ میں ۲۲ء ۱ کروڑ روپے کی رقم کے قرض کی "ضمانت" دی ہے تاکہ سماج کے اس ضرورت مند شعبہ کو زیادہ سرمایہ مل سکے۔

قبائل کے لئے ضمنی منصوبہ :

حکومت نے پلاننگ کمیشن کی جانب سے جاری کردہ ہدایت کے مطابق پانچویں منصوبے کے دوران ایک قبائلی ضمنی منصوبہ وضع کیا ہے جس کا خرچ ۱۳۰ کروڑ روپے ہے۔ حالانکہ حکومت ہند نے قبائلی ضمنی منصوبہ کے علاقہ میں دیر اضلاع کے ۴۹۷۹ دیہاتوں کو شامل کرنے پر رضامندی ظاہر کی ہے، تاہم ریاستی حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ۱۳ اضلاع یعنی تھانے قلابہ، ناسک، دھولے، جلگاؤں، احمد نگر پونے، ناندیڑ، امراؤتی، ایوت محل، ناگپور، بھنڈارہ اور چندرپور کے کل ۶,۴۲۶ گاؤں اس کے تحت لائے جائیں۔ ان علاقوں سے متعلق پروگرام کے لئے جس کی حکومت ہند نے منظوری نہیں دی ہے کلی طور سے ریاستی فنڈ سے سرمایہ بہم پہنچایا جائے گا۔

اس اسکیم کے تحت ۷۷-۱۹۷۶ء سال کے لئے ۱۹ء ۱۳ کروڑ روپے کا خرچ رکھا گیا ہے جس میں زراعت اور چھوٹی آب پاشی کے لئے ۲۶ء ۴ کروڑ روپے اور سماجی خدمات کے لئے ۳۹ء ۴ کروڑ روپے کی رقم شامل ہے۔

پولیس کے لئے مکانات :

آئندہ سال کے واسطے پولیس ہاؤسنگ اسکیم کے لئے ۴ کروڑ روپے کے خرچ کی گنجائش رکھی گئی ہے۔

سیاحت اور ثقافتی امور :

ریاست میں سیاحت اور ثقافتی سرگرمیاں مثلاً کلاسیکل موسیقی اور رقص کو فروغ دینے

نیز ثقافتی جماعتوں کی اعانت کے لئے ۶۷٫۹۹ لاکھ روپے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔

مہاراشٹر اسٹیٹ روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن

اُمید ہے کہ کارپوریشن اپنے ترقیاتی پروگرام کے لئے ۱۶٫۳۳ کروڑ روپے کی رقم دے گی۔ جو ریاستی منصوبہ کا حصہ ہے اس کے علاوہ کارپوریشن کو حصہ سرمایہ دینے کے لئے ۵۰ لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ جس سے ۷۷-۱۹۷۶ء کے لئے اس کا اصل خرچ ۱۶٫۸۳ کروڑ روپے ہو جائیگا امید ہے کہ اس طرح کارپوریشن ۷۷-۱۹۷۶ء کے دوران اپنا بڑا خرچ پورا کر سکے گی جس میں ۱,۰۰۰ گاڑیوں کی خریداری شامل ہے۔

بمبئی الیکٹرک سپلائی اینڈ ٹرانسپورٹ

انڈر ٹیکنگ : اس 'بیسٹ' ادارہ کو بھی اپنی بسوں کی تعداد بڑھانے کی ضرورت ہے تاکہ شہر بمبئی میں نقل و حمل کی بہتر سہولت بہم پہنچائی جا سکے۔ قرض کے لئے ورلڈ بنک سے رجوع کیا گیا ہے تاکہ 'بیسٹ' بسوں کی تعداد اور دیگر ضروری سہولتیں بہم پہنچانے کے قابل ہو جائے۔ ورلڈ بنک کے ساتھ یہ معاملہ آخری مرحلہ میں ہے۔

سرکاری مُلازمین :

حکومت کے ملازمین کو ضلع اور تعلقہ مقامات پر رہائشی مکانات مہیا کرنے کی ضرورت ہے جس کا حکومت کو پوری طرح خیال ہے۔ لہٰذا ہر سال رہائشی مکانات بڑھانے کے لئے فی ضلع ۲ لاکھ روپے کے حساب سے ۵۰ لاکھ روپے کی رقم رکھنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اُمید ہے کچھ سالوں بعد رہائش کے سلسلہ میں صورت حال بہتر ہو جائے گی۔

مہنگائی بھتہ : حکومت ہے درا[illegible] نہیں ہیں کہ حکومت ہند کی پالیسی کی پیروی کی جائے اور اخراجات زندگی میں اضافہ کو مہنگائی بھتہ دیکر زائل کر دیا جائے۔ اپنی محدود مالیاتی گنجائش اور ملازمین کے ساتھ پوری ہمدردی کے مدنظر حکومت نے یکم مارچ ۱۹۷۵ء سے اپنے ملازمین کے مہنگائی بھتہ میں فیصد بنیاد پر اضافہ منظور کیا جس سے سالانہ تقریباً ۳۵ کروڑ روپے کا بار بڑھے گا۔

تنخواہ کمیشن : ایوان کو معلوم ہی ہے کہ ریاستی حکومت اور ضلع پریشدوں کے ملازمین کی شرح تنخواہ پر نظر ثانی کے لئے ایک "پے کمیشن" مقرر کیا گیا ہے اُمید ہے کہ کمیشن اگلے مالیاتی سال کے دوران رپورٹ پیش کر دیگا، کیونکہ 'پے کمیشن' کی سفارشات کو یکم اپریل ۱۹۷۶ء سے لاگو کرنا ہے لہٰذا آئندہ سال کے بجٹ میں ۲۰ کروڑ روپے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔

بجٹ تخمینہ جات بابت ۷۷-۱۹۷۶ء

بجٹ تخمینہ جات ۷۷-۱۹۷۶ء کے مطابق ریونیو کھاتہ میں ۶۸٫۱۵ کروڑ روپے کی بچت ہو گی اور کیپٹل کھاتہ میں ۵۴٫۱۶ کروڑ روپے کا خسارہ۔ اس طرح کُل بچت ۱۳٫۹۹ کروڑ روپے ہوتی ہے۔ جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

بجٹ تخمینہ جات۔ کروڑ روپے

(الف) ریونیو کھاتہ

آمدنی	۱۱۲۱٫۷۴
خرچ	۱۰۵۳٫۵۹
بچت :- (+)	۶۸٫۱۵

(ب) کیپیٹل کھاتہ

آمدنی	۴۵۱٫۲۸
خرچ	۵۰۵٫۴۴
خسارہ (-)	۵۴٫۱۶

(ج) کل میزان

آمدنی	۱۵۷۳٫۰۲
خرچ	۱۵۵۹٫۰۳
بچت :- (+)	۱۳٫۹۹

بہرحال اس میں ریاستی منصوبہ کھاتہ کے ۱۳٫۲۳ کروڑ روپے کا خرچ شامل نہیں ہے جو سال کے دوران تفصیلات طے ہو جانے کے بعد مہیا کیا جائے گا۔ اُمید ہے کہ اس غیر بجٹ منصوبہ خرچ کو شمار کر کے اختتام سال پر ۷۶ لاکھ روپے کی بچت رہے گی۔

میں کوئی نیا ٹیکس لگانا نہیں چاہتا۔ ہماری کوشش یہی ہوگی کہ ریاست میں ترقیاتی سرگرمیوں کے لئے زیادہ ادارہ جاتی سرمایہ حاصل کیا جائے زیادہ تندہی سے موجودہ ٹیکس اور سرکاری بقایا رقمیں وصول کی جائیں اور دیگر اقدامات کئے جائیں جس سے معینہ مقاصد پورے ہو سکیں۔

میں ایک منصفانہ سماجی اور معاشی نظام کے حصول میں معزز ممبران اور مہاراشٹر کے باشندوں کے تعاون کا طالب ہوں۔

'جے ہند'

ریاض آفندی
۱۱ مسجد اسٹریٹ، پہلا منزلہ کمرہ ۵، بمبئی ۴۰۰۰۰۳
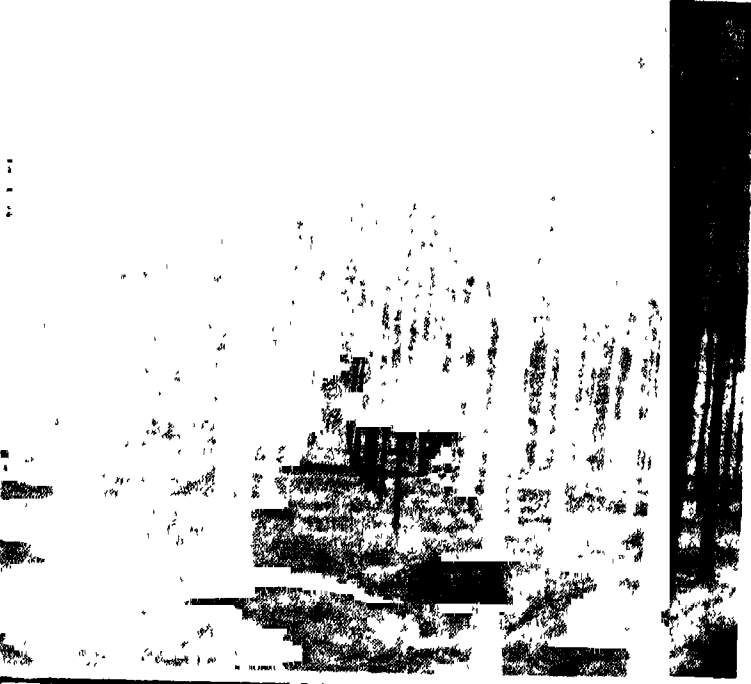
ضلع قلابہ تعلقہ علی باغ کے مقام ناگاؤں میں ساحل سمندر پر یہ درخت لگائے گئے ہیں۔ جس سے زمین کو زرخیز بنانے میں مدد ملتی ہے۔ زمین کے کٹاؤ میں کمی ہوتی ہے اور ایندھن وغیرہ جیسی متعدد ضروریات پوری ہوتی ہیں۔

تہذیب تمدن کی ابتدا جنگلات سے ہوئی۔ ما قبل تاریخ کے زمانے میں انسان جنگلوں میں رہتا، درختوں کی چھالوں اور جانوروں کی کھالوں سے اپنا جسم ڈھانکتا، جانوروں کے کچے پکے گوشت، درختوں کے پھلوں، تنوں اور جڑوں سے اپنا پیٹ بھرتا، اور رات کو پہاڑوں کے غاروں اور درختوں کی کھوؤں میں رہتا۔ وہ انہیں جنگلوں میں سے دریاؤں کی وادیوں میں آباد ہوا۔ اس کے بعد بڑے بڑے شہر اور ملک آباد ہو گئے۔

دنیا کا ادب پہلے پہل درخت کے پتوں اور چھالوں پر تحریر ہوا۔ اس کے بعد جب چھاپہ خانہ اور کاغذ ایجاد ہوا۔ تو یہ ادب پتوں، چھالوں اور پتھروں پر سے کاغذ پر منتقل ہوا۔ اور کتابوں کی صورت میں دنیا کے سامنے آیا۔ آج انسان جس قلم سے لکھتا ہے، یہ پہلے درخت کی ایک معمولی ٹہنی تھی۔ اسی معمولی ٹہنی کی ترقی یافتہ شکل وہ پین ہے جو آج ہمارے اور آپ کے ہاتھ میں ہے۔

انسانی بستیوں کو آباد کرنے کی غرض سے جنگل اور ویرانے آبادیوں میں تبدیل ہوتے گئے۔ اور آج بھی انسانی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے جنگلوں کو کاٹا جا رہا ہے۔

جنگلات سے انسان کو اس کی ضرورت کی بے شمار چیزیں ملتی ہیں۔ مثال کے طور پر لکڑی کو ہی لے لیجئے۔ لکڑی سے ایندھن حاصل ہوتا ہے عمارتی لکڑی گھروں میں کام آتی ہے۔ نرم لکڑی سے کاغذ کا گودا، دیاسلائی جیسی نرم اور نازک چیزیں بنتی ہیں۔ گھر میں استعمال ہونے والا فرنیچر لکڑی سے بنتا ہے۔ بانبو (بانس) سے باسکٹ، ٹوکریاں اور اس قسم کی کئی چیزیں بنتی ہیں۔

جڑی بوٹیاں دواؤں میں استعمال ہوتی ہیں۔ یہ جڑی بوٹیاں جنگلات ہی سے حاصل ہوتی ہیں۔ ان جڑی بوٹیوں کی مدد سے بے شمار امراض کا انسداد ہوتا ہے۔

شہد، لاکھ، ربڑ، موم، کتھا اور اس نوعیت کی دوسری چیزیں جنگلوں سے ہی حاصل ہوتی ہیں۔ شہد نہ صرف دواؤں کے کام آتا ہے، بلکہ صحت کے لئے بھی ایک عمدہ چیز ہے۔ لاکھ سے کئی کام نکلتے ہیں۔ ربڑ سے ضروریات زندگی کی تمام چیزیں بنتی ہیں۔ موم بھی ہر خاص و عام کے استعمال میں آتا ہی بلکہ اس سے دوسرے بھی فائدے ہیں۔

جنگلات کے درخت ان سے ملنے والی اشیاء اور اُن سے چلنے والی صنعت کا خاکہ

جنگلاتی درخت	ملنے والی اشیاء	صنعت
ساگوان اور سال	مکانات کی تعمیر، فرنیچر اور جہازوں کی تعمیر، ریل کی پٹریوں کے درمیان استعمال ہونے والی لکڑی	مدھیہ پردیش، مہاراشٹر اڑیسہ، بہار، تامل ناڈو اور کیرالا
بالنس اور بیت	ٹوکریاں، پٹارے، جھونپڑیاں سوپ اور استعمال کی دوسری چیزیں۔ باسکٹ	آسام، کیرالا، مغربی بنگال
سبائی گھاس	کاغذ	ٹیٹاگڑھ، والیانگر، بمبئی، پونے، کھیولی، بلارپور نیپانگر، سورت، رانی گنج، احمد آباد کیرالا، میسور، بنگلور، کرناٹک
صندل کی لکڑی	روغنیات، خوشبو، صابن، آرائش کی چیزیں	
بگوند، ریزن، تارپین جڑی بوٹیاں، لاکھ، رال بڑے بڑے تار کول، شہد نرم لکڑی، ناریل	دوائیاں، وارنش، گراموفون ریکارڈ دیا سلائیاں، کھیل کا سامان، پتوں سے چٹائیاں، ریشے سے کا تھا، رسی، تیل	تامل ناڈو، مہاراشٹر، بہار، اڑیسہ، کلکتہ، رشی کیش، بمبئی امبرناتھ، ہتھوگا، بریلی، بٹالا، جالندھر کوکن کا ساحل کیرالا،

ضلع تھانہ کے مقام دھانو پر حکومت مہاراشٹر کے محکمۂ جنگلات کے افسران لکڑی کو کیمیائی طریقے سے سفید چیونٹیوں وغیرہ سے محفوظ کر رہے ہیں۔

جنگلات میں کچھ درخت ایسے بھی ہوتے ہیں، جن کی چھالیں رنگنے کے کام آتی ہیں۔ کچھ درخت ایسے ہوتے ہیں جن کے پتوں کو برتن کے طور پر استعمال کرتے ہیں، مثلاً ڈھنے کا استعمال پیالے کے طور پر ہوتا ہے۔ کیلے کے پتوں کا استعمال رکابیوں کی جگہ پر ہوتا ہے۔ ناریل کے خول ڈول یا چمچ کی طرح استعمال ہوتے ہیں۔ کچھ پتے ایسے بھی ہوتے ہیں جن سے بیڑیاں بنتی ہیں۔

ان تمام فوائد کے ساتھ ساتھ جنگلات کا اثر ملک کی آب و ہوا پر پڑتا ہے۔ جہاں جنگلات زیادہ گھنے ہوتے ہیں۔ اُن کے آس پاس کے علاقوں میں بارش ہوتی ہے۔ جنگلات زمین کی تخریب کاری کو روکتے ہیں۔ جنگلات جانوروں کا مسکن ہیں یہاں اُن کی نسلی افزائش ہوتی ہے۔

جنگلات ہوا کو صاف کرنے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہیں۔ اگر جنگلات نہ ہوتے تو فضا کی ہوا اتنی مکدر ہو جاتی کہ وہ ناقابلِ تنفس رہتی، اور جانداروں کا اس دنیا میں جینا دوبھر ہو جاتا۔ تمام جاندار عمل تنفس کے ذریعہ کاربن ڈائی آکسائڈ گیس خارج کرتے ہیں۔ چیزوں کے گلنے سڑنے سے کاربن ڈائی آکسائڈ گیس پیدا ہوتی ہے جسکو درخت تنفس کے ذریعے لیتے ہیں۔ دن کے وقت درختوں کا یہ عمل فضا میں کاربن ڈائی آکسائڈ گیس کی مقدار کو بڑھنے نہیں دیتا۔ اس طرح جنگلات ہوا کو صاف کرنے کی ایک ریفائنری ہے۔

مورخین کا کہنا ہے کہ آج جن جن علاقوں میں کوئلے کی کانیں ہیں، کسی زمانے میں وہاں جنگلات تھے۔ جغرافیائی (طبعی) ردوبدل سے یہ جنگلات زمین میں دھنس گئے۔ کئی سو سالوں کے بعد یہ جنگلات کوئلے کی کانوں میں تبدیل ہو گئے۔ اس طرح جنگلات ملک کی معاشی اور اقتصادی حالت کو بہتر بنانے میں ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں کیوں کہ ان جنگلات سے بھارت سرکار کو کئی کروڑ روپے کی سالانہ آمدنی ہوتی ہے۔

قومی راج
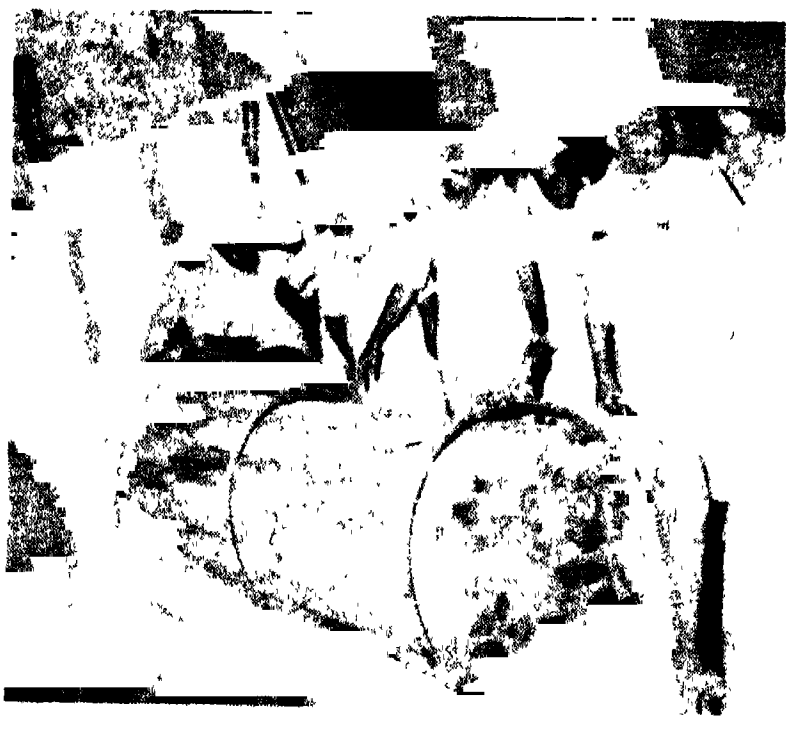
ہندوستانی جنگلات

ہندوستان میں جنگلات کا حصہ ملک کے پورے رقبے کا ۲۲ فیصدی ہے۔ ہندوستان میں جنگلات کی اس کمی کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ زمانۂ قدیم سے اس ملک کے لوگوں نے زراعت کے لئے کاٹ دیئے۔ صرف وہی جنگلات انسان کے آرے کی زد سے محفوظ رہ سکے جو انسانی دسترس سے باہر تھے، ہمارے ملک میں تقریباً ایک لاکھ مربع کلومیٹر کے رقبے میں جنگلات پھیلے ہوئے ہیں۔

ہندوستان میں پانچ قسم کے جنگلات پائے جاتے ہیں۔ (۱) سدابہار جنگلات (۲) چوڑے پتے والے درختوں کے جنگلات (۳) خاردار جھاڑیوں کے جنگلات (۴) منطقۂ معتدل کے سدابہار جنگلات (۵) ساحلی جنگلات۔

سدابہار جنگلات: جن مقامات پر سالانہ بارش کا اوسط ۲۰۰ سم سے زیادہ ہے۔ ان مقامات پر اس قسم کے جنگلات پائے جاتے ہیں۔ مثلاً مغربی گھاٹ کے مغربی ڈھلان کا علاقہ، آسام اور بنگال میں ہمالیہ کا ڈھلوان حصہ، جزائر انڈمان، اس قسم کے جنگلات میں آم، املی، گورجن، شیشم، مہاگنی، ربڑ، روز ووڈ، بانس اور سال کے درخت پائے جاتے ہیں۔

چوڑے پتے والے جنگلات:۔ جن مقامات پر بارش کا اوسط ۱۰۰ سم سے ۲۰۰ سم تک ہے ان علاقوں میں اس قسم کے جنگلات موجود ہیں۔ مغربی گھاٹ کا مشرقی نشیبی علاقہ اور ہمالیہ کے وسط اور مغربی حصے میں اس قسم کے جنگلات ہیں۔ ساگوان، پلاس، پیپل، ارجون، کھیر، مہوا، شیلنگ، چندن (صندل) اور سال کے درخت ان جنگلات میں ہوتے ہیں۔

خاردار جھاڑیوں کے جنگلات: جن حصوں میں بارش کا اوسط ۷۰ سم سے کم ہے، وہاں اس قسم کے جنگلات ہوتے ہیں۔ جنوبی سطح مرتفع کا وسطی حصہ اور بھارت کے شمال مغربی حصے میں یہ جنگلات پائے جاتے ہیں۔ ان جنگلات میں ببول، نیوڈنگ قسم کی جھاڑیاں پائی جاتی ہیں۔

منطقۂ معتدل کے سدابہار جنگلات:۔ یہ جنگلات ہمالیہ میں ۱۰۰۰ میٹر کی بلندی پر اور جنوبی بھارت میں ۱۵۰۰ میٹر کی بلندی پر پائے جاتے ہیں ان مقامات پر بارش کا سالانہ اوسط ۱۲۰ سم سے زیادہ ہے۔ ان جنگلات میں ہلکی لکڑی کے اوک، دیودار، پائن، شاہ بلوط، اخروٹ، چیڑ، پاپلر اور فر وغیرہ قسم کے درخت پائے جاتے ہیں۔

ساحلی جنگلات: یہ جنگلات ساحلی سمندر کے کنارے اور دلدلی خطوں میں پائے جاتے ہیں ان جنگلات میں سندری کا ایک درخت ہوتا ہے اس سے کشتیاں بنائی جاتی ہیں۔

قطعات

کنول پرشاد کنول
(ڈپٹی ڈائرکٹر ٹورزم، ہل کالونی ـــــ ناگارجنا ساگر، اے۔پی)

۱

ہم وہ ناداں کہ اس زمانے میں ؛ مر مٹے عظمتِ وفا کے لئے
اپنی کرنی پہ خود ہیں اتنے خجل ؛ ہاتھ اٹھتے نہیں دعا کے لئے

۲

ہمیں تنہائیاں ڈسنے لگی ہیں ؛ کوئی دیکھے تو یہ وحشت کا عالم
غنیمت جان کر سائے کو اپنے ؛ کھڑے ہیں چلچلاتی دھوپ میں ہم

۳

یہ کہانی نہ پوچھئے ہم سے ؛ راہ میں کون کون لوٹ گیا
جس پہ لکھا تھا عمر بھر کا حساب ؛ ہم سے کاغذ کہیں وہ چھوٹ گیا

۴

بدلتی جاتی ہے صحرا میں کائناتِ جنوں
کسے پتہ ہے کہیں پھول پھر کھلیں نہ کھلیں
نہ جانے کون سا لمحہ بلانے آجائے
ملو ہر ایک سے ایسے کہ پھر ملیں نہ ملیں

شاہ حسین نہری

لکچرر شعبۂ اردو، بلبھیم کالج
بیڑ، ۴۳۱۱۲۲ (مہاراشٹر)

انسان

بے تعصب ہے محبت کا پیامی انساں
ہے مساوات کے آدرش کا حامی انساں
جس کو بہبودیِ عالم سے غرض رہتی ہے
جس کی مسکان محبت کی کتھا کہتی ہے
جس کو چھو کر نہیں گزرا کبھی نفرت کا خیال
جس کو ہر وقت ہے انسان کی عظمت کا خیال
جس کا کردار ہے بے داغ، دُرِ ناب ہے جو
نرم خُو، نرم زباں، پیار کا مہتاب ہے جو
جو یہ جانے ہے کہ جینے کا سلیقہ کیا ہے
ہم ہیں انسان تو "ہونے" کا قرینہ کیا ہے
یہ بھی جانے ہے کہ انساں کا شرف ہے دانش
خاطرِ پرورشِ جسم نہیں پیدائش
اپنی ہستی کو خدا کی جو امانت سمجھے
حق امانت کا ادا کرنے کو عزت سمجھے

احساس دے کے زیست کا حاصل بنا دیا
اک درد کو دھڑکتا ہوا دِل بنا دیا
ارمانِ زیست بن گئی بیداریِ حیات
مشکل کو تم نے اور بھی مشکل بنا دیا
اے جانِ آرزو تیری یادوں کا شکریہ
تنہائیوں کو پیار کے قابل بنا دیا
دامن بچا کے آپ کہاں جائیے گا اب
ہر رہ گذر کو میں نے رہِ دل بنا دیا
اے پختگیِ جذبۂ دل میں تیرے نثار
ہر دعوئے نگاہ کو باطل بنا دیا
نکہت ہو فکر کیوں غم و آلامِ دہر کی
اب عشق نے مجھے کسی قابل بنا دیا

نکہت خان

۳۲، چھندواڑہ روڈ، ناگپور

مکان نمبر ۱۱۱۹
سیکٹر ۱۹-بی
چنڈی گڑھ
(پنجاب)

قہر کی آندھی چل رہی تھی۔ رات کا وقت، گرمی کا موسم، مئی مہینے کی تمازت، ایک گاؤں کے ایک گھر کی چھت پر تین چارپائیاں بچھی تھیں۔ اُن پر ایک کنبے کے تین افراد اپنے اردگرد چادریں لپیٹے سونے کی کوشش کر رہے تھے۔ جب کبھی آندھی کا تیز جھونکا چادر کے کسی کونے کو اڑا لینے میں کامیاب ہو جاتا تو گرد و غبار اور چھوٹے موٹے تنکے اور کنکر اُن پر گرتے۔ چادروں کو پھر اپنے گرد کس کر لپیٹنے سے آندھی کی شدت کا احساس کم ہو جاتا۔ مگر حبس محسوس ہوتا۔ نیند آنے کا سوال ہی کہاں پیدا ہوتا تھا۔

رنجیت کور سوچ رہی تھی۔ سیاہ رات، اور بے ڈھب موسم، درشن کے والد باہر کھلیان میں ہیں۔ ایک تو پہلے ہی اس دفعہ فصل کم ہوئی تھی اور اس پر یہ آندھی! قسمت۔ سال بھر کی محنت سے آنکھ مچولی کھیل رہی تھی۔ پہلے بارش نہیں ہوئی۔ کسی نہ کسی طرح فصلیں بوئی گئیں۔ پانی کی بوندوں سے پیاسے گندم کے پودوں کو جب اپنے پسینے سے سینچ کر پروان چڑھایا تو اب جب فصل کٹ کر کھلیان میں آ چکی تھی۔ اور کسانوں نے گندم نکالنے کا کام شروع کیا تھا تو یہ آندھیاں سانس نہیں لینے دے رہی تھیں۔

رنجیت کور سوچے جا رہی تھی۔ پھر اُس نے چادر کے ایک کونے کو ذرا سا ہٹا کر باہر دیکھا۔ آندھی کی شدت کم نہیں ہوئی تھی۔ بغل والی چارپائی پر لیٹی درشن کا خیال آتے ہی رنجیت کور نے اس کے بارے میں سوچنا شروع کر دیا۔ درشن، اب جوان ہو چکی ہے۔ اس کی منگنی تو کر ہی رکھی ہے۔ مگر بیٹی اپنے گھر جائے تو جان میں جان آئے۔ اسی لئے اگلے ماہ شادی کی تاریخ بھی پکی کر لی گئی تھی۔ بس کدم گھر جائے تو ..... مگر یہ آندھیاں پیچھا نہیں چھوڑ رہی تھیں.....

رنجیت کور کو گھبراہٹ کا احساس ہوا۔ "واہگورو محافظ ہے۔" وہ بولی اور اس نے کروٹ بدل لی۔

ساتھ والی چارپائی پر لیٹی درشن بھی سونے کی کوشش کر رہی تھی۔ مگر نیند اُس سے کوسوں دور تھی۔ اُس کو نوخیز جوان دماغ میں بے چینی کا احساس ہو رہا تھا۔ حبس سے گھبرا کر جب وہ چادر کا پلو اپنے منہ سے ہٹاتی تو آندھی اور گرد و غبار سے بچنے کی سوچتی اور پھر چادر کو اپنے گرد لپیٹ لیتی۔ اُس کے خیال بھٹکتے رہے۔ پھر اس نے سوچنا شروع کر دیا۔ اگلے ماہ اس کی شادی ہے۔ کہتے ہیں اُس کی سسرال ایک نہر کے کنارے پر واقع ہے۔ اُس کے سسر کی کئی گھماؤں زمین ہے۔ اُس کا ہونے والا خاوند اپنے ماں باپ کا اکلوتا فرزند ہے۔ آٹھ جماعت تک پڑھا ہے۔ درشن کو یہ سوچ کر ایک گونہ خوشی کا احساس ہوا۔ کہ وہ بھی تو دو جماعت پاس تھی جوانی کے خمار میں اُسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سسرال میں اس طرح آندھی نہیں آتی ہوگی۔ اس کا دل چاہا کہ اس کی شادی جلدی جلدی ہو جائے۔ مگر ابھی تک اس کے والدین نے شادی کے پارچات خریدے ہیں۔ زیورات بنوائے ہیں۔ اس کے والد نے گندم کی فصل سنبھالتے ہی شہر جانا تھا۔ مگر یہ آندھی پھر اُسے ایک انجانا سا ڈر محسوس ہونے لگا۔ اگر سوہنے نے کوئی شرارت کر دی تو..... سوہنا گاؤں کا بدمعاش تھا۔ اُس نے درشن سے کئی بار چھیڑ خانی کرنے کی کوشش کی تھی۔ کچھ دن پہلے ہی وہ اُس کے پاس سے یہ کہتے گذر گیا تھا۔ دیکھوں گا! مہندی لگے ہاتھ کیسے کوئی پکڑ کر لے جائے گا۔ مگر وہ تو سوہنے کو بالکل اچھا نہیں سمجھتی تھی۔ ہائے، اگر سوہنے نے کوئی شرارت کر دی تو .....

ساتھ والی تیسری چارپائی پر درشن کا چھوٹا بھائی سو رہا تھا یا جاگ رہا تھا..... کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا

اچانک آسمان پر روشنی کی کچھ چنگاریاں ابھریں
ساتھ ہی پاس والے گھر کی چھت سے آواز آئی۔
"کھلیان میں آگ لگ گئی ہے"۔
پھر دوسری طرف کی چھت سے آواز ابھری،
"اری رجیت کور، تمہارا کھلیان جل رہا جان پڑتا ہے"
اور پھر جیسے کسی نے کسی کو چھت پر سے دھکیل دیا
ہو۔ رجیت کور اور درشن اپنے کھیت کی طرف دوڑ
رہی تھیں۔ اُن کے وہاں پہنچنے سے پہلے پہلے
نصف گاؤں وہاں پہنچ چکا تھا۔
"پانی۔ پانی"
ایک شور تھا کہ کانوں پڑی آواز سنائی نہیں دے
رہی تھی۔ کسی کو کچھ نہیں سوجھ رہا تھا
"پانی، پانی"
مگر پانی کہاں تھا۔ پانی کہاں سے لایا جائے۔
رات۔ کالی۔ سیاہ، بھیانک، پل پل بڑھ رہی
آگ، سوکھی گندم کی بالیاں "کڑ" "کڑ" کرتی جل
رہی تھیں۔ تمازت بھی تھی کہ آگ کے قریب جانے
کی کسی کو ہمت نہیں پڑ رہی تھی۔
رجیت کور اور درشن رو رہی تھیں۔ کیسر سنگھ
اُن کے پاس گھبرایا ہوا آیا۔ ہاتھ ملتے ہوئے وہ صرف
اتنا ہی کہہ پایا "جو واہگورو کی مرضی..."
"ہائے، ہم لٹ گئے"
"ہم مارے گئے"
کوئی پوچھ رہا تھا۔ "آگ کیسی لگی۔ کس نے لگائی"
روتے روتے کوئی بولا "ہماری قسمت سو گئی تھی۔
ہماری قسمت"
کیسر سنگھ بتا رہا تھا "کسی دشمن نے آگ کھلیان
کے چاروں طرف لگائی تھی۔ میری آنکھ لگ گئی تھی
اور کام کرنے والے آدمی بھی ذرا سو گئے تھے۔ جاگنے
پر بھی ہم کچھ نہیں کر سکے۔ آندھی نے ہمارا بس نہیں
چلنے دیا۔ صرف بیل بچا پائے ہیں"
کھلیان جلتا رہا اور جل کر سیاہ ہو گیا۔ اور نصف
سال کی محنت بھی دیکھتے دیکھتے مٹی میں مل گئی تھی۔

کچھ دن بعد....
درشن کا چھوٹا بھائی جب گھر آیا تو اس نے دیکھا
اس کی والدہ، اس کے والد کیلئے کھانا پروس
رہی تھی۔ وہ گھر کے اندر چلا گیا۔ پھر اپنی بہن سے
کسی بات پر جھگڑ کر روتا ہوا باہر آیا۔
ماں نے پوچھا "کیا بات ہوئی"
"مارا ہے مجھے"
"کس نے"
"بہن نے"
"چلو، کوئی بات نہیں"
"اوں اوں" وہ روتا ہوا اپنی والدہ کے پاس آ گیا۔
اور بولا "ماں" تم تو کہہ رہی تھیں کہ یہ اپنے گھر
چلی جائے گی.... اوں۔ اوں۔ کب جائیگی یہ"
اور رجیت کور نے کیسر سنگھ کی طرف حسرت
آمیز نگاہوں سے دیکھا۔ کیسر سنگھ نے بچے کی طرف
نظر گھمائی۔ اسے پکڑ کر گود میں بٹھایا اور بولا "اب
تو تھوڑے دن ہی باقی رہ گئے ہیں۔ کل یا پرسوں
شہر جاؤں گا اور پھر...."
رجیت کور نے کیسر سنگھ کی طرف عجیب گھورتی
ہوئی نظروں سے دیکھا اور پوچھا۔
"روپے کہیں سے ادھار لے لئے ہیں"
"نہیں"
"پھر روپے کہاں سے آئیں گے"

کیسر سنگھ نے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے
کہا "آ جائیں گے"
"مگر کہاں سے؟"
کیسر سنگھ اُٹھ کر گھر کے اندر گیا۔
درشن دروازہ کے ساتھ لگی سب باتیں سن رہی
تھی۔ اپنے والد کو اندر آتے دیکھ کر ایک طرف
ہٹ گئی۔ کیسر سنگھ نے اس کی طرف دیکھا۔ اور
پھر اس نے ایک ٹرنک میں پڑے کاغذوں میں
سے ایک کاغذ نکالا۔ اور باہر آ گیا۔ اس نے وہ
کاغذ رجیت کور کو دکھایا اور کہا۔
"یہ دیکھو، اس کاغذ سے پیسے ملیں گے"۔
"تم تو کہتے تھے کہ یہ لاٹری کا ٹکٹ ہے۔ کیا ہماری
لاٹری نکل آئی ہے"
"یہ لاٹری کا ٹکٹ نہیں ہے۔ بھلی عورت، اس
کو ڈاکخانہ کا پانچسالہ سرٹیفکیٹ کہتے ہیں۔ مگر
ضرورت پڑنے پر اسے وقت سے پہلے بھی استعمال
کیا جا سکتا ہے"
"کتنے کا ہے"۔
"پانچ ہزار کا۔ اس کو استعمال میں لائیں گے اور ہمارا
کام ہو جائے گا"
درشن نے سنا تو پتہ نہیں کیوں اس نے بھی اپنے
من ہی من میں تہیہ کر لیا کہ اپنے سسرال جا کر وہ بھی
اسی طرح کا لاٹری کا ٹکٹ ضرور خریدے گی۔ ●●

بسمل الہ آبادی کو وزیر اعظم کا خراجِ عقیدت

وزیراعظم شریمتی اندرا گاندھی نے بسمل میموریل کمیٹی کو ایک پیغام ارسال کیا ہے۔ جس میں انہوں نے کہا ہے کہ سرزمینِ الہ آباد نے عظیم شعراء اور ادباء کو جنم دیا ان میں بسمل الہ آبادی کو ایک ممتاز مقام حاصل ہے۔ ان کی انقلابی شاعری نے وقت کے تقاضوں کی عکاسی کی اور عوام و خواص میں بھرپور مقبولیت حاصل کی۔ آنجہانی جناب بسمل الہ آبادی کے غیر مطبوعہ کلام کو شائع کرنا اور ان کی یاد کو تازہ رکھنے کے لئے میموریل لائبریری قائم کرنا مستحسن اقدامات ہیں۔ میں بسمل میموریل کمیٹی کو اس کی سرگرمیوں کی کامیابی کے لئے نیک خواہشات ارسال کرتی ہوں۔"

یادوں کے سائے

پدم شری ممتاز مرزا

یادوں کے سائے ہیں نہ امیدوں کے ہیں دیئے
ہر شے نے ساتھ چھوڑ دیا ہے تری طرح

ہمت کا ہار جانا، حوصلہ کا پست ہونا وہ مراحل ہیں کہ انسان سوچ بچار سے عاری ہو جاتا ہے شکست و ناکامی، محرومی اور نامرادی کے بھنور میں غوطے کھا کر غم و اندوہ میں ڈوب جاتا ہے۔ لیکن ممتاز مرزا شاعرہ ہیں کہ جو اس کی قائل ہی نہیں وہ کہتی ہیں۔

رستے کی سختیوں نے ڈرایا بہت مگر
اٹھلا ہی شوق نہ مانے کسی طرح
ممتاز لب پہ حرف شکایت نہ لائیں گے
باندھا ہے ان سے عہد وفا اب نئی طرح

ان کی شاعری مردانہ وار ہے۔ خودداری و خود بینی بدرجہ اتم ہے۔ ان کا کلام عشق کے آداب و مراسم پیچیدہ مراحل اور اس کے سوز و گداز کو بھر پور طریقہ پر آشکار کرتا ہے۔ ان کا کلام پڑھ کر بھلایا نہیں جا سکتا۔ ہر شعر دل پر نقش چھوڑ تا ہے اور پھر جو کوئی ان کے ترنم کو سن لے تو وہ سرمست ہو جاتا ہے۔ "سخن گوئی و سخن سرائی میں بہ لحاظ لطافت و حلاوت ایک خاص درجۂ امتیاز کی حامل ہیں۔" یہ صرف قومی راج

نیاز فتحپوری کی رائے نہیں جو جون ۱۹۶۲ میں ان کے متعلق کہی گئی ہے۔ بلکہ سب ہی دانشور و صاحب فہم و ادراک اس سے متفق ہیں۔ اور برسہا برس کے تفکر نے ان کو وہ پختگی اور دلآویزی بخشی ہے کہ جو بہت کم شعرا کو نصیب ہوئی ہے۔

علامہ تمکین اکبرآبادی کے خیال سے ہم متفق ہیں کہ "ممتاز مرزا کی زبان دلی کی ستھری اور پاکیزہ زبان ہے۔ ان کے شعروں میں سوز اور درد ہے جو دل کے ساتھ ذہن کو بھی متاثر کرتے ہیں۔ ممتاز مرزا کے کلام میں ندرت خیال ہے۔ نرمی ہے، نزاکت ہے۔ اور اس وجہ سے پورا مجموعہ قارئین کو متاثر کئے بغیر نہیں رہتا" ممتاز مرزا نے اپنی تخلیق میں غم کو بھی سمو دیا ہے۔

غم حیات کی روداد تھی مگر ممتاز
سمجھ لیا اسے لوگوں نے شاعری میری

ممتاز مرزا کے شاعرانہ اندیشے دیکھئے ؎

میں دل کو راہ وفا سے ہٹا تو لوں ممتاز
جبیں نشان قدم پا گئی تو کیا ہوگا

یوں تو راہ وفا سے گذرنا اردو شاعری میں عام طور پر خوب باندھا گیا ہے۔ مگر ممتاز مرزا کے شعر کے تیور دیکھئے۔ ؎

لو آج مر کے راہ وفا سے گذر گئے
ان کی گلی سے جاتے ہیں کس بانکپن کے ساتھ

یادوں کے سائے کا ہر شعر دلچسپ انداز بیان کا خوبصورت نمونہ ہے ؎

ممتاز، اک چراغ سر راہ گذر سہی
ہونگے چراغ اس سے فروزاں نئے نئے

ہمارے پاس بھی اشکوں کی کچھ کمی تو نہیں
یہ اور بات کہ آنکھوں کو تر نہیں رکھتے

کتنی یادوں نے کیا دل پہ بیک وقت ہجوم
زخم مہکے تو کئی درد پرانے جاگے

کھلیں جو زخم تو پھولوں کی آرزو کیوں ہو
جو دل ہو خوں تو پھر فصل رنگ و بو کیا ہے

پھر جلے ہیں کچھ نشیمن، کچھ چراغ
منزلوں تک روشنی ہے دوستو

ان کا سارا کلام اس شعر کا مظہر ہے۔

وہ میرے ساز انا کی لے ہے جو بزم امکاں میں گونجتی ہے
وہ جس میں ہستی کا زیر و بم ہے جذبۂ دل کی وہ صدا ہوں میں

"یادوں کے سائے" مکتبہ جامعہ لمیٹڈ پرنسیز بلڈنگ، بمبئی سے حاصل کی جا سکتی ہے۔

☆ خواجہ عبدالغفور ☆

آب و رنگ

جناب جگدیش سہلؔ نے سکینہ ایک قادر الکلام شاعرہ ہیں۔ آپ کی عمر ستر سے متجاوز ہو چکی لیکن

گوشۂ گمنامی میں رہے۔

نہ ستائش کی تمنا نہ صلے کی پروا

غالباً چکبست کی طرح تخلص کے بھی گرویدہ بھی نہیں رہے۔ لیکن کلام دیکھئے تو آپ کو یقیناً کلاسکی شاعری کا ایک بڑا نمائندہ شاعر ہی کہنا پڑے گا۔

بقول عرش ملسیانی صاحب سکینہ صاحب چکبست اور سرور کے بعد ہندوؤں میں قابلِ قدر نظم گو شاعر ہیں۔ وہ غزل بھی کہتے ہیں لیکن نادر تشبیہات، دلپسند استعارات اور فطرت کی عکاسی ان کی نظموں میں پائی جاتی ہے جو داد و تحسین سے مستغنی ہے۔ ایک نظم میں شبنم کے نزول سے متعلق ایک بند ملاحظہ ہو:۔

جبکہ آدھی سے سوا رات گذر جاتی ہے
اک پری جانبِ گلزار جہاں آتی ہے
شب کے پردے میں عروسانِ حسین کی خاطر
گوہرِ کوثر و تسنیم لٹا جاتی ہے

"گلِ نوخاستہ" میں فلسفۂ فنا دیکھئے

تیرا سودا ہے ازل سے نرگسِ بیمار کو
تو نے دیوانہ بنایا عندلیبِ زار کو
میں بھی دنیا میں کبھی ناواقفِ آلام تھا
تیری صورت بے نیازِ گردشِ ایام تھا
باغِ عالم میں اسیرِ رنگ و بو ہوتے نہ ہم
صورتِ گل ہنس کے شبنم کی طرح روتے نہ ہم

سکینہ صاحب مناظرِ فطرت کے دلدادہ ہیں اس کے علاوہ سماجی، اصلاحی اور ملکی نظمیں بھی کہی ہیں۔ چند عنوانات ملاحظہ ہوں پھول اور کانٹے، جشنِ آزادی، چاندنی رات، ہمالہ، پپیہا اور بیوہ، فلسفۂ خیام، نبگھ دیش، مہاتما گاندھی، شہیدِ کربلا، برہم سبھی، ترانۂ آزادی وغیرہ۔ مہاتما گاندھی کی شہادت کے سلسلے میں یہ شعر ملاحظہ ہو:۔

قومی راج

دیارِ ہند میں تازہ ہوئی ہے رسمِ کہن
ترے لہو سے بڑھا اور حسنِ دار و رسن

غزلوں میں متانت اور سنجیدگی ہے مضمون آفرینی ہے۔ غزلوں کے چند شعر ملاحظہ ہوں:

مری الفت نے بڑھایا ہے ترا حسن جمال
مہ جبیں اب تجھے دیکھیں گے تو حیراں ہونگے
یہ سیم و زر تو ہیں آسائشِ جہاں کیلئے
مجھے ہے غم کی ضرورت سکونِ جاں کیلئے
موت کا پیغام لائی ہے شبِ ہجراں تو کیا
ان لبوں کے سحر اور اعجاز کی باتیں کرو
ہے یہ تقدیر کی خوبی کہ نگاہِ مشتاق
پردہ بن جائے اگر پردہ نشیں تک پہنچے

• علاء الدین جینابڑے

شعرائے دھولیہ

دھولیہ جسے اب دھولے کہا جا رہا ہے۔ مہاراشٹر کا ایک ادب نواز ضلع اور ضلع کا صدر مقام ہے۔ دھولے کے متعدد شاعروں نے اردو شعر و ادب کی خدمت کی ہے۔ بتیری ادب دھولیہ، اور بزمِ ادب دھولیہ کی جانب سے یہ کتابچہ شعرائے دھولیہ شائع ہوا ہے۔ جس میں شہر دھولیہ کے قدیم و جدید ۱۶۶ شعرا کے مختصر حالات زندگی اور ان کا مختصر ترین نمونۂ کلام یکجا کیا گیا ہے۔ یقیناً مرتبین نے مختلف رسائل، جرائد، اور اخبارات سے کلام کے نمونے حاصل کرنے اور شعرا کے حالات معلوم کرنے کے لئے کافی محنت کی ہوگی جو قابلِ ستائش ہے۔ یہ گویا مختصر تذکرۂ شعرائے دھولیہ ہے۔

کتاب کی قیمت صرف ایک روپیہ ہے۔ اور قدیر حمید ذی سیکشن سی ٹی ایس ۲۱۴۲۳ نزد نگینہ مسجد دھولیہ سے حاصل کی جا سکتی ہے۔

علاء الدین جینابڑے

۲۹؍ مارچ ۷۶ء کو شریمتی ہیرا بائی کاؤس جی جہانگیر متولیان پارسی پنچایت کی جانب سے کاؤس جی جہانگیر ہال میں وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان کو چاندی کے بکس میں رکھ کر سپاسنامہ پیش کر رہی ہیں۔

پیغمبر اسلام حضرت محمدؐ کو خراج عقیدت

عید میلاد النبیؐ کے موقعہ پر مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ شری ایس بی چوان نے ۴ ارمارچ ۱۹۷۶ء کو کوہستان تالاب، بمبئی میں منعقدہ جلسہ میں پیغمبر اسلام حضرت محمدؐ کے تئیں دلی خراج عقیدت ادا کیا۔

ڈاکٹر رفیق زکریا، وزیر محصول اور اوقاف نے اس جلسہ عید میلاد النبیؐ کی صدارت کے فرائض انجام دیئے۔ جو آل انڈیا سنٹرل خلافت کمیٹی، بمبئی کے زیر اہتمام منعقد ہوا تھا۔

حضور اکرمؐ کے پر مسرت یوم ولادت پر مسلمانوں کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہوئے۔ شری چوان نے فرمایا "حضرت محمدؐ سب ہی کے پیغمبر تھے۔ انہوں نے ہمیں وحدانیت، اتحاد و یگانگت، رواداری اور محبت و اخوت کا پیغام دیا۔ اسی طرح سب ہی مذاہب کی یہی ایک تعلیم اور پیغام ہے۔ اگر لوگ مذہب کی سچی روح کو بخوبی سمجھ لیں اور اپنے اپنے مذہب کی تعلیمات پر خلوص سے عمل پیرا ہوں۔ تو مذہب کے نام پر تمام جھگڑے سدا کے لئے مٹ سکتے ہیں۔" آپ نے خلافت کمیٹی کو اس جلسہ عید میلاد النبیؐ کا اہتمام کرنے پر مبارکباد دی اور فرمایا ایسے اجتماعات سے لوگوں کے درمیان قومی راج

اتحاد و اتفاق، قومی یکجہتی اور محبت اور بھائی چارگی کو فروغ حاصل ہوتا ہے۔

ڈاکٹر زکریا نے اپنی صدارتی تقریر میں فرمایا کہ حضرت محمدؐ کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے تصور وحدانیت کو قطعی واضح شکل میں دنیا کے سامنے پیش کیا۔

جناب مرزا حسین العمار شیخ، قونصل جنرل متحدہ عرب امارات، جناب ہری سنگھ نشیر گل سابق سکریٹری خالصہ کالج، مولانا سید فیروز حیدر اور شریمتی اندو متی پٹیل میونسپل کاؤنسلر نے بھی اس موقعہ پر تقاریر کیں۔

پدم شری راج کوی اندر جیت سنگھ تلشی، جناب محشر امروہوی اور جناب شمیم طارق نے رسول اکرمؐ کی شان میں نظمیں سنائیں۔

ابتدا میں مولانا حامد الانصاری غازی نے وزیر اعلیٰ اور دیگر مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔

مرزا عبدالستار بیگ نے شکریہ ادا کیا۔

بکری ٹیکس تحقیقاتی کمیٹی

حکومت مہاراشٹر نے سیلز ٹیکس انکوائری کمیٹی کی مدت کار میں ۳۰ اپریل ۱۹۷۶ء تک مزید ایک ماہ کے لئے توسیع کردی ہے۔ کمیٹی کو متذکرہ مدت کے خاتمہ تک رپورٹ پیش کر دینا ہوگی۔

شری ایس بی چوان وزیر اعلیٰ مہاراشٹر نے ۱۴ مارچ ۱۹۷۶ء کو کوہستان تالاب (بمبئی) پر عید میلاد جلسے سے خطاب فرمایا۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں ڈاکٹر رفیق زکریا، وزیر محصول، شہری ترقیات و اوقاف، اور شریمتی کسم تائی چوان نظر آرہے ہیں۔

گیتا گیان یگنہ

وزیر اعلیٰ نے افتتاح فرمایا

وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان نے ۱۹ مارچ کو کراس میدان میں چنمیا مشن کے زیر اہتمام منعقدہ "گیتا گیان یگنہ" کا افتتاح کیا۔ اس موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے شری چوان نے فرمایا کہ بھگوت گیتا علم کا خزانہ ہے۔ سوامی چنمیا نند کے گیتا گیان یگنہ کی وجہ سے اس عظیم ترین کتاب سے لوگوں کی دلچسپی بڑھی ہے۔

گیتا کے بارہویں باب کا حوالہ دیتے ہوئے شری چوان نے فرمایا کہ اس کا لب لباب یہ ہے کہ کوئی کام حقیر نہیں ہے۔

اس موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے شری سوامی چنمیا نند نے فرمایا ایسے گیان یگنہ کھلی درسگاہیں ہیں۔ جن میں انسان کی داخلی شخصیت تعمیر پاتی ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ امریکہ میں گیتا کو بطور نصابی کتاب استعمال کیا جاتا ہے۔

کوئی ملک عزت نفس کے بغیر ترقی نہیں کر سکتا ہے اور گیتا انسانوں کو عزت نفس کی تعلیم دیتی ہے اس موقع پر شری شیوراج پاٹل، نائب وزیر برائے قانون و عدلیہ اور شری پی۔ کے۔ ساونت، صدر مہاراشٹر پردیش کانگریس کمیٹی بھی موجود تھے۔

اناج پیداوار اسکیم کیلئے دو لاکھ سے زائد روپے کی امداد

مہاراشٹر عوامی اقدام برائے ترقی کمیٹی کا فیصلہ

ریاست مہاراشٹر کی عوامی اقدام برائے ترقی کمیٹی نے ۵۰۰ ر ۱۲ ر ۲ روپے کی امداد چار اسکیموں کے لئے ریاستی فنڈ سے منظور کی ہے۔ یہ اسکیمیں تھانے، چندر پور اور امراوتی اضلاع سے متعلق ہیں۔

یہ فیصلہ ۲۶ مارچ ۱۹۷۶ء کو سچوالیہ میں منعقدہ کمیٹی کی تیسری میٹنگ میں کیا گیا۔ شری ایس۔ جی پوار، وزیر زراعت نے صدارت کی۔ شری دیسائی ایس۔ پاگے، چیرمین مہاراشٹر لیجسلیٹیو کونسل، شری شام راؤ کدم، وزیر مملکت برائے آبپاشی، انرجی، اطلاعات و پبلسٹی، شری اے۔ ایس۔ ہمدانی، نائب وزیر زراعت اور کمیٹی کے دوسرے اراکین اجلاس میں موجود تھے۔

ممبران کا استقبال کرتے ہوئے شری پوار نے فرمایا کہ ریاست مہاراشٹر ملک کی واحد ریاست ہے جہاں "پیپلز" کے تحت ریاستی فنڈ اکٹھا کر کے اناج کی پیداوار اسکیموں کو مدد دینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ریاستی کمیٹی ۲۵ لاکھ روپے کے نشانے سے آگے بڑھ گئی ہے۔ یہ رقم "روپیہ فنڈ" مہم کے سلسلے میں کلچرل پروگرام کے ذریعہ جمع کی گئی ہے۔

۳۰ مارچ ۱۹۷۶ء کو قاضی اسٹریٹ بمبئی میں شری پربھاکر کنٹے وزیر مملکت برائے ہاؤسنگ و پبلک ورکس کی صدارت میں جشن سیرت کے سلسلے میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا۔ وزیر موصوف نے اپنی صدارتی تقریر میں فرمایا "اسلام جمہوریت سوشلزم اور بہبود خلائق کا علمبردار ہے"۔ اپنی صدارتی تقریر میں وہ عوام سے انہی اقدار کی پاسداری کی اپیل کر رہے تھے۔

انہوں نے کمیٹی ممبران سے اپیل کی کہ وہ اس مہم میں عملی حصہ لیں۔ تاکہ آئندہ سال اس سے زیادہ بڑا پروگرام شروع کرنا ممکن ہو سکے۔

اسکیموں کی امداد کے سلسلے میں معیار وطریقہ مقرر کرنے کی غرض سے کمیٹی نے ایک مطالعاتی جماعت، شری ڈی۔ ایس۔ باگے، چیرمین — مہاراشٹر ڈیولپمنٹ کونسل کی زیر صدارت مقرر کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس جماعت کے دوسرے ممبران میں شری اے۔ ایچ۔ ہمدانی، نائب وزیر زراعت، شری گیا نیشور کھیرے۔ شری ٹی۔ ایس۔ بھرڈے اور ڈائرکٹر زراعت شامل ہیں۔ ریاستی کمیٹی نے مہاراشٹر کے مختلف اضلاع کی بارہ اسکیمیں منظور کی ہیں۔ جن کو جاریہ سال میں ۔۔۔۔۔ روپے کی مالی امداد، ریاستی فنڈ سے دی جائے گی۔

چھترپتی راجرام مہاراج کی ۲۷۶ ویں برسی پر وزیر اعلیٰ شری شنکرراؤ چوان اور شریمتی کسم تائی چوان، مہاراج کی سمادھی (سینہ گڑھ) پر پوجا کرتے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔

وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان نے ۲۳؍ مارچ ۱۹۷۶ء کو آکاش وانی آڈیٹوریم میں ڈائرکٹوریٹ جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز کے ذریعہ "۲۰ نکاتی پروگرام" پر تیار کردہ ۶ دستاویزی فلموں کا افتتاح کیا۔ اس موقعہ پر لی گئی تصویر میں شری شام راؤ کدم وزیر مملکت برائے اطلاعات و پبلسٹی اور ناظم اعلیٰ اطلاعات و تعلقات عامہ شری الیشور راج ماتھر بھی نظر آ رہے ہیں۔

بھساول کے مسلمانوں کی جانب سے خاندانی منصوبہ بندی کی حمایت

بھساول میں ایک اردو پرائمری اسکول کے افتتاحی جلسے کے موقع پر یہاں کے مسلم فرقے کے ممتاز افراد نے شریمتی پرتبھا پاٹل، (وزیر شہری ترقیات) باز آبادکاری و ثقافتی امور کو پیش کردہ ایک یادداشت کے ذریعہ ریاستی حکومت کی خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کی پوری طور پر تائید کی۔

یادداشت میں کہا گیا ہے کہ شری ڈی۔ کے چودھری، صدر میونسپل کونسل، زیادہ سے زیادہ خاندانی منصوبہ بندی کے آپریشن کروانے کے لئے انتھک جدوجہد کر رہے ہیں۔ اور اس پر دستخط کنندگان نے مجوزہ خاندانی منصوبہ بندی قانون کی دل و جان سے تائید کی ہے۔

سردار گروچرن سنگھ نہال سنگھ والا، چیف پارلیمنٹری سکریٹری پنجاب نے ۱۲ مارچ ۱۹۷۶ء کو کونسل ہال میں وزیر اعلیٰ شری ایس۔ بی۔ چوان سے ملاقات کی اور پنجاب کے باشندوں کی طرف سے ایک تلوار پیش کی۔

کرایہ ایکٹ تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ

حکومت مہاراشٹر نے فروری ۱۹۷۵ء میں شری ڈی۔ کے شیتھے، ایم۔ ایل۔ اے کی زیر صدارت جو کرایہ ایکٹ تحقیقاتی کمیٹی قائم کی تھی۔ اس نے اپنی ۱۹۹ صفحات پر مشتمل رپورٹ ۲۵ مارچ ۱۹۷۶ء کو کونسل ہال میں شری ایس۔ اے۔ سولنکے وزیر ہاؤسنگ کو پیش کر دی۔

رپورٹ میں ۶۹ سفارشات ہیں اور ایک مجوزہ بل ہے۔ جو کہ ریاست میں موجودہ تین کرایہ کنٹرول قوانین کو یکجا کرنے سے متعلق ہے۔ کمیٹی کو پوری ریاست سے مختلف اداروں، ایسوسی ایشنوں اور افراد کی جانب سے کل ۳۶۹ یادداشتیں موصول ہوئیں۔ کمیٹی نے بیانات اور عوامی رائے حاصل کرنے کی غرض سے ناگپور، اورنگ آباد، بمبئی اور سولاپور میں اجلاس کئے۔

"ٹائمز آف انڈیا" کے جشن کے سلسلے میں بمبئی عظمیٰ میں چار جگہ اسکول کے بچوں کے مصوری کے مقابلے منعقد کئے گئے تھے۔ تصویر میں ۲۱ مارچ ۱۹۷۶ء کو دھوبی تالاب کے ایک مرکز پر بچے مصوری کشی میں مشغول نظر آ رہے ہیں۔

وزیر محصولات و شہری ترقیات ڈاکٹر رفیق زکریا نے ۱۹ر مارچ ۱۹۷۶ء کو بمبئی میں "سیماب اکادمی" کا افتتاح فرمایا۔
تصویر میں شری کرشن چندر، ڈاکٹر زرینہ ثانی، شری اعجاز صدیقی اور شری ایس ایم زیدی نظر آرہے ہیں۔

ڈاکٹر رفیق زکریا وزیر محصول، شہری ترقیات اور اوقاف نے ۱۹ر مارچ ۷۶ء کو اللطیفی ہال، صابو صدیق پالی ٹکنک، بمبئی میں منعقدہ تقریب میں علامہ سیماب اکبرآبادی مرحوم کی یاد میں قائم کی گئی اردو اکادمی کا افتتاح فرمایا۔ شری کرشن چندر اس اکادمی کے صدر ہیں۔

شری آنند نرائن ملا ایم، پی نے تقریب کی صدارت کے فرائض انجام دیئے۔ اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے ڈاکٹر زکریا نے فرمایا کہ "سیماب قومی راج ایک بڑے قومی شاعر ہیں۔ ان کا شعری سرمایہ ہندوستان کا قیمتی ورثہ ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ قومی شاعر کی حیثیت سے سیماب پر کام ہو۔ اور ان کی قومی اور وطنی نظموں کا انتخاب ہندی میں بھی شائع ہو۔"

آپ نے بمبئی کے تمام اردو دوستوں اور ادب نوازوں سے پرزور گذارش کی کہ وہ اس اکادمی کی ترقی اور امداد و اعانت میں دل کھول کر حصہ لیں۔ آپ نے حکومت مہاراشٹر کی جانب سے اکادمی کی ممکنہ امداد کا بھی یقین دلایا۔

شری کرشن چندر، صدر اکادمی نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔ شری اعجاز صدیقی، جنرل سکریٹری اکاڈمی نے شکریہ ادا کیا۔

اس موقع پر علامہ سیماب کی تخلیقات، قلمی مسودات اور تصاویر کی ایک نمائش بھی آراستہ کی گئی تھی۔

مراٹھواڑہ مترمنڈل کی جانب سے ۲۷ مارچ ۱۹۷۶ء کو سدھارتھ کالج، بمبئی میں "مہاراشٹر کابینہ" میں شامل ہونے والے نئے وزیروں کو استقبالیہ دیا گیا۔ وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوہان اس موقع پر تقریر فرما رہے ہیں۔

"مہاراشٹر راجیہ ناٹیہ مہوتسو" کے کامیاب فنکاروں کو تقسیم انعامات کی تقریب ۲۵ مارچ ۱۹۷۶ء کو رنگ بھون بمبئی میں وزیر برائے ثقافتی امور شریمتی پرتیبھا تائی پاٹل کی صدارت میں منائی گئی۔ مہاراشٹر ناٹیہ پریشد کے صدر بھالچندر پینڈھارکر ایک کامیاب فنکار کو انعام دے رہے ہیں۔ نیز تصویر میں شری سوشیل کمار شندے وزیر مملکت برائے ثقافتی امور بھی نظر آ رہے ہیں۔

اردو ادیبوں اور اداروں کو امداد

مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکادمی نے ۱۹ ادیبوں اور شاعروں کو اُن کی تخلیقات کی اشاعت کے لئے ۲۹،۰۰۰ روپے کی مالی امداد کی رقوم دینا منظور کیا ہے۔

ان ادیبوں، شاعروں کے نام، اُن کی کتابوں کے عنوان اور امداد کی رقوم مندرجہ ذیل ہیں:-

قرۃ العین حیدر، بمبئی۔ "کارِ جہاں دراز ہے"، (۳،۰۰۰) روپے۔ ڈاکٹر صفدر آہ، گنیش پوری، وسئی روڈ، "رام چرت مانس"، (۲،۵۰۰) روپے۔ مقبول حسین نیازی، بمبئی "مراٹھی اردو قاعدہ"، (۱،۰۰۰ روپے)۔ یونس اگاسکر، بھیونڈی، "مراٹھی ادب پر مضامین" (۱،۰۰۰ روپے)۔ ظفر گورکھپوری، بمبئی، "تاچ ری گڑیا"، (۱،۰۰۰ روپے)۔ امین حزیں، پونے، "شگوفے"، (۱،۰۰۰ روپے)۔ ایم اے حلیم، ناگپور، "دیوانِ ناطق" (۳،۰۰۰ روپے)۔ فروزاں تقاضی، ناگپور، "شاہنامہ ہند" (۳،۰۰۰ روپے)۔ بدیع الزماں خاور، رتناگیری، "امرِ کی" (۱،۰۰۰ روپے)۔ سید صادق علی، ناندیڑ، "تسلسل"، (۱،۰۰۰ روپے)۔ بشر نواز، اورنگ آباد، "مقالات" (۱،۵۰۰ روپے)۔ ظفر الاسلام ظفر، بھیونڈی، "نوحِ ناردی" (۱،۵۰۰ روپے)۔ غلام صابر صدیقی، مالیگاؤں "زخم و مرہم"، (۱،۵۰۰ روپے)۔ ڈاکٹر نور السعید اختر، بمبئی، "نقوشِ دکن"، (۱،۵۰۰ روپے)۔ ممتاز رشید، بمبئی، "بھیگا ہوا کاغذ"، (۱،۰۰۰ روپے)۔ محمود درانی، بمبئی "جام و سبو"، (۱،۰۰۰ روپے)۔ مرزا الکلی، وزیر آباد، ناندیڑ، "گٹھلیاں"، (۱،۰۰۰ روپے)۔ عبداللہ ناصر، بمبئی، "کلام ناصر"، (۱،۰۰۰ روپے)۔ اور ڈاکٹر زرینہ ثانی، "سیماب کی نظمیہ شاعری"، (۱،۵۰۰ روپے)۔

اردو کی ترقی کے لئے کام کرنے والے اداروں کو امداد دینے کی اسکیم کے تحت اردو اکاڈیمی نے کل ۱۸،۵۰۰ روپے کی امداد مندرجہ ذیل کالجوں کی اسٹوڈنٹس سوسائٹیوں کو دینے کا اعلان کیا ہے۔ سنگمیشور کالج، شولاپور، ۵۰۰ روپے۔ ایل اے ڈی، کالج، شنکر نگر، ناگپور، ۵۰۰ روپے۔ گورنمنٹ آرٹس اینڈ سائنس کالج، اورنگ آباد ۱،۰۰۰ روپے۔ بھیونڈی نظام پور نگر پالیکا کالج، بھیونڈی، ۵۰۰ روپے۔ برہانی کالج مجگاؤں، بمبئی، ۱،۰۰۰ روپے۔ مہاراشٹر کالج، بلاسس روڈ، بمبئی، ۱،۰۰۰ روپے۔ پنڈت نہرو مہاودیالیہ، اورنگ آباد، ۵۰۰ روپے۔ سیکنڈری ٹریننگ کالج، بمبئی، ۵۰۰ روپے۔ سینٹ زیویرس کالج، بمبئی، ۱،۰۰۰ روپے۔ ناگپور مہاودیالیہ، ناگپور، ۵۰۰ روپے۔ مہارشی دیانند کالج، پریل، بمبئی، ۵۰۰ روپے۔ جی، ایس، کالج، کھام گاؤں، ۵۰۰ روپے۔ احمد نگر کالج، احمد نگر، ۵۰۰ روپے۔ مولانا آزاد کالج، اورنگ آباد، ۱،۰۰۰ روپے۔ مہاراشٹر ادیگیری مہاودیالیہ، ادگیر، ۵۰۰ روپے۔ وررچہ ودیالیہ، امراوتی، ۵۰۰ روپے۔ اسمٰعیل یوسف کالج، بمبئی، ۱،۰۰۰ روپے۔ باباصاحب امبیڈکر کالج، قلابہ، ۵۰۰ روپے۔ پرتاپ کالج، امل نیر، جلگاؤں، ۵۰۰ روپے۔ سدھارتھ کالج، بمبئی، ۵۰۰ روپے۔ سڈنہم کالج، بمبئی، ۵۰۰ روپے۔ پیپلز کالج، ناندیڑ، ۵۰۰ روپے۔ مراٹھواڑہ کالج آف ایجوکیشن، اورنگ آباد، ۱،۰۰۰ روپے۔ مولجی جیٹھا کالج، جلگاؤں، ۵۰۰ روپے۔ این، ایس، آئی، آر، آرٹس سائنس اینڈ کامرس کالج، بیڑ، ۵۰۰ روپے۔ بل بھیم آرٹس، سائنس اینڈ کامرس کالج، بیڑ، ۵۰۰ روپے۔ سائنس کالج، ناندیڑ، ۵۰۰ روپے۔ یشونت مہاودیالیہ، ناندیڑ، ۵۰۰ روپے اور نوروزجی واڈیا کالج، پونے، ۵۰۰ روپے۔

مندرجہ ذیل ۲۵ رجسٹرڈ لائبریریوں میں سے ہر ایک کے لئے ۵۰۰ روپے کی رقم منظور کی گئی ہے۔ ان لائبریریوں کو ۵۰۰ روپے مالیت کی کتابیں فراہم کی جائیں گی۔ ناگپاڑہ نیبر ہڈ ہاؤس لائبریری، بمبئی۔ کتب خانہ محمدیہ، بمبئی، حلقۂ احباب لائبریری، بمبئی۔

قومی راج

مہاراشٹر فری لائبریری، بمبئی۔ بزم ادب لائبریری، بمبئی۔ انجمن باشندگان بی آئی ٹی ٹاکس چال بمبئی۔ عوامی اداہ لائبریری، بمبئی۔ اسلامیہ فری لائبریری، بمبئی۔ جمعیت اہلسنت والجماعت لائبریری، بھیونڈی۔ مومن لائبریری، بھیونڈی۔ پنچایت اردو لائبریری، سوپارہ۔ پیرامائونٹ لائبریری، اکولہ۔ رحمت سروا جنک واچنالیہ، اکولہ۔ مولانا آزاد اردو لائبریری، بلڈانہ۔ ازھریہ لائبریری۔ بلڈانہ۔ مہتاب دارالمطالعہ، کنوت، ضلع ناندیڑ۔ اردو لائبریری، مالیگاؤں۔ قومی لائبریری، مالیگاؤں۔ اشرفیہ لائبریری، ناسک۔ مسلم لائبریری، ناسک۔ دی اکبری جنرل لائبریری، ناسک۔ مولانا آزاد لائبریری، امراؤتی۔ انوار الادب لائبریری، ناسک۔ نیشنل لائبریری، ناسک۔ صبح نو لائبریری، دھولیہ۔

انجمن اسلام کی زیر نگرانی کریمی لائبریری کو نادر کتابوں کی حفاظت کے لئے -/۲۰۰۰ روپے کی مالی امداد منظور کی گئی۔

انجمنوں کو امداد

مذکورہ بالا امداد کے علاوہ، ترقی اردو کے میدان میں کام کرنے والی ۱۱ انجمنوں کو -/۶۰۰ روپے فی انجمن کے حساب سے امداد دینے کا بھی اعلان کیا گیا ہے ان اداروں کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) اردو اکاڈمی ناندیڑ، گھر ندھن تھاٹ روڈ، ناندیڑ (۲) بزم اردو، نیا بازار، کامٹی (۳) محمدیہ ایجوکیشن سوسائٹی، مظفر پورہ، امراؤتی (۴) نیشنل ایجوکیشن سوسائٹی، نندر بار، دھولیہ۔ (۵) کل ہند اردو ہندی قلمکار سوسائٹی شنکر بلڈنگ، ہستان ٹینک، بمبئی (۶) ڈاکٹر ذاکر حسین ٹیلرنگ اسکول، بیڑ، (۷) انجمن اشاعت تعلیم، اقبال روڈ، دھولیہ (۸) ادبی سنگم، محبوبی بلڈنگ، پشپا پارک، ملاڈ (ویسٹ) بمبئی (۹) انجمن ترقی اردو (ہند) بیڑ (۱۰) مولانا ابوالکلام آزاد ایجوکیشن سوسائٹی، دیگلور، ضلع ناندیڑ (۱۱) مرتضا ایجوکیشن سوسائٹی، ناگپور۔

مشرقی پاکستان کے مہاجرین کو رعایت

حکومت مہاراشٹر نے مشرقی پاکستان سے یکم جنوری ۱۹۶۴ء کے بعد ہندوستان آنے والے مشرقی پاکستان کے مہاجرین کو مزید دو سال یعنی ۳۱ر دسمبر ۱۹۷۷ء تک عمر وغیرہ کے معاملہ میں دی گئی رعائتیں جاری رکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔

البتہ متذکرہ بالا رعائتیں ۲۵ر مارچ ۱۹۷۱ء کے بعد مشرقی پاکستان (اب بنگلہ دیش) سے ہندوستان آنے والے مہاجرین کو نہیں حاصل ہوں گی۔

وزراء میں اضلاع کی تقسیم

نئی وزارت کی تشکیل کے بعد خاص نگرانی کی غرض سے وزرا، وزرائے مملکت اور نائب وزراء کے درمیان اضلاع کی تقسیم پر نظرثانی کی گئی ہے جو حسب ذیل ہے:

شری این۔ ایم۔ تڑکے۔ ناگپور، ڈاکٹر رفیق زکریا۔ اورنگ آباد، شری وائی۔ جے۔ موہتے تھانہ۔ شریمتی پربھا راؤ۔ وردھا اور بھنڈارہ، شریمتی پرتبھا پاٹل۔ امراؤتی اور ضلع جلگاؤں کا عدل آباد حلقہ انتخاب، شری ایس۔ بی۔ پاٹل۔ پونے اور ستارا، شری ایس۔ اے۔ سولنکے بیڑ۔ شری ایس۔ جی۔ پوار پونے اور سولاپور، شری آر۔ جے۔ دیوتلے۔ چندرپور، شری رتنپا کمبھار کولہاپور، شری بی۔ جے۔ کھتال۔ احمد نگر اور ستارا۔ شری کے۔ ایم۔ پاٹل۔ جلگاؤں اور ناسک، شری اے۔ ایس کستورے۔ بلڈانہ، شری پی۔ کے۔ کنسے بمبئی شری یو۔ این۔ گائیکواڑ۔ کولہاپور، شری آر۔ پی۔ دالوی۔ دھولیہ، شری آر۔ ایم۔ پانڈے۔ بمبئی۔ شری ایس۔ ایس۔ شندے۔ سولاپور۔ شری این۔ ایس۔ سپکال۔ اکولہ، شری جگنیش دیسائی۔ بمبئی۔ ڈاکٹر نیون ڈیسوزا۔ بمبئی۔ شری آر۔ ڈی۔ بیسٹ۔ شولاپور۔ شری دی۔ جی۔ پربھوگاؤنکر۔ رتناگیری اور قلابہ، شری شام راؤ کدم۔ ناندیڑ اور الیوت محل، شری سنگرام جی۔ ماکنیکر۔ عثمان آباد، شری بابوراؤ کالے اورنگ آباد، شری شیوراج پاٹل۔ پربھنی، شری ایس۔ جی۔ گھولپ۔ تھانے، شری اے۔ ایچ ہمدانی۔ الیوت محل اور شری ڈی۔ ڈی۔ چوان۔ جلگاؤں۔

شری کے۔ ایم پاٹل وزیر صحت عامہ و دیہی ترقیات نے ۲۹ مارچ ۱۹۷۶ء کو بھیوالیہ بمبئی میں "مہاراشٹر سکریٹریٹ اینڈ الائیڈ آفیسیز اسٹاف ایسوسی ایشن" کے ذریعہ منعقدہ ایک "خاندانی صحت اور خاندانی منصوبہ بندی کی نمائش کا افتتاح کرتے ہوئے فرمایا کہ خاندانی منصوبہ بندی کا پیغام ترسیل وابلاغ کے مختلف ذرائع کے استعمال سے عوام تک پہنچانا چاہیئے۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں وزیر موصوف نمائش کا معائنہ کررہے ہیں۔

قوانین کی اشاعت

حکومت مہاراشٹر نے مہاراشٹر زرعی اراضی (حد ملکیت میں کمی) (معاوضہ برائے استعمال و قبضہ فاضل اراضی) قوانین بابت ۱۹۷۶ء، آخری طور سے غیر معمولی سرکاری گزٹ مورخہ ۲۲ مارچ ۱۹۷۶ء کے حصہ چہارم ب میں شائع کردیئے ہیں۔

• مہاراشٹر زرعی اراضی (حد ملکیت میں کمی (اچھوت کی منظوری) قوانین ۱۹۷۶ء آخری طور پر سرکار کے غیر معمولی گزٹ مورخہ ۱۹ مارچ ۱۹۷۶ء کے حصہ چہارم ب میں شائع کردیئے گئے ہیں۔

—

رینٹ کنٹرول ایکٹ انکوائری کمیٹی کے صدر شری ڈی۔ کے۔ ٹیمبے نے اپنی کمیٹی کی رپورٹ ۲۵ مارچ ۱۹۷۶ء کو ہاؤسنگ منسٹر شری سندرراؤ سولنکے کو پیش کی۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں وزیر موصوف کے ہمراہ وزیر مملکت شری پربھاکر کنٹے اور شری ٹیمبے بھی نظر آرہے ہیں۔

شہادہ میونسپلٹی کی صد سالہ سالگرہ نیز میونسپلٹی کے نیو انگلش اسکول کی گولڈن جوبلی تقریبات ۲۰ر مارچ سنہ ۱۹۷۶ء کو وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان کی موجودگی میں منائی گئیں۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں وزیر مملکت برائے امور داخلہ و جنگلات شری رشی دلوی اور وزیر صحت شری کے ایم پاٹل بھی نظر آ رہے ہیں۔

۱۷ر مارچ سنہ ۱۹۷۶ء کو ہنڈا پرتی بندھک منڈل کے زیر اہتمام جلسہ عام میں وزیر غذا و شہری رسد شری رتن آپا کمبھار تقریر کر رہے ہیں۔ یہ اسی موقع کی تصویر ہے۔

یکم اپریل سے ایکٹ کا نفاذ

بمبئی تفریحی ڈیوٹی و موٹر وہیکلز (مسافروں پر ٹیکس) (ترمیم) ایکٹ بابت ۱۹۷۵ء کا نفاذ یکم اپریل ۱۹۷۶ء سے ہوگا۔

وزیر اعلیٰ شری ایس۔ بی۔ چوان ۱۰ مارچ ۱۹۷۶ء کو سچوالیہ میں بمبئی۔ ناسک ٹرنک ڈائیلنگ سروس کا افتتاح فرما رہے ہیں۔

انسداد غذائی ملاوٹ

لائسنسنگ اتھارٹی کا تقرر

حکومت مہاراشٹر نے انسداد غذائی ملاوٹ قوانین بابت ۱۹۵۵ء کے تحت ناگپور، پونے اور اورنگ آباد کے غذا و ادویہ انتظامیہ کے چیف انسپکٹران کو بالترتیب ناگپور، پونے، اور اورنگ آباد اضلاع کے مقررہ علاقوں میں لائسنسنگ اتھارٹی کی حیثیت سے مقرر کیا ہے۔ باقی اضلاع کے لئے سوائے بمبئی علاقہ کے اسسٹنٹ کمشنرز، غذا و ادویہ انتظامیہ کو ان کے متعلقہ اضلاع کے مقررہ علاقے میں لائسنسنگ اتھارٹی کی حیثیت سے مقرر کیا گیا ہے۔

مجاہدین آزادی کا تعارف نامہ

حکومت مہاراشٹر کے محکمۂ گزیٹیر کی جانب سے مہاراشٹر کے مجاہدین آزادی کی ایک تعارفی فہرست شائع کی جارہی ہے۔ حکومت کی خواہش ہے کہ اس میں تمام مجاہدین آزادی کا نام شامل ہو۔ ریاست کے تمام مجاہدین آزادی یا ان کے دوست اور رشتہ داروں سے جنہوں نے ابھی تک معلومات نہیں بھیجی ہے، درخواست کی جاتی ہے کہ وہ ایسی اطلاع براہ راست گزیٹیرس ڈپارٹمنٹ، ۲۷ بررجورجی بھروچہ مارگ، فورٹ، بمبئی ۱ کو یکم مئی ۱۹۷۶ء سے قبل ارسال کریں۔

فوری توجہ کیلئے:
ترسیل زر و مراسلت کے وقت "حوالہ نمبر" ضرور تحریر فرمائیے جو آپکے پتہ کی سلپ پر درج رہتا ہے۔

کلیدی صنعتوں میں کم سے کم اجرت کے تعین کے لئے شری رام منوہر ترپاٹھی ایم ایل سی کی صدارت میں ایک کمیٹی مقرر کی گئی تھی۔ جس کی رپورٹ شری ترپاٹھی ۲۳ مارچ ۱۹۷۶ء کو وزیر محنت شری شنکر راؤ پاٹل کو پیش کر رہے ہیں۔

۱۶ اپریل ۱۹۷۶ء

PRINTED AT THE GOVT PHOTOZINCO PRESS, PUNE 1976

دھاراوی پلاسٹک ویاپاری ٹریڈرس سوسائٹی کی جانب سے حال ہی میں وزیر مملکت برائے آبپاشی انرجی اور پبلسٹی شری شام راؤ کدم اور وزیر مملکت برائے ہاوسنگ پبلک ورکس ، شری پربھاکر کنٹے کو استقبالیہ دیا گیا۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں شری کنٹے (تقریر کرتے ہوئے) نیز شری مہیکر، شری امین کھنڈوانی، شری زیدی اور شری شام راؤ کدم بھی دکھائی دے رہے ہیں۔

Licence No. 89 for without prepayment of postage **Regd. No. MH-BY-South-544**
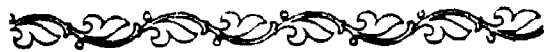
مالیگاؤں کے باشندوں نے وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان کو ۱۲ مارچ ۱۹۷۶ء کو ۲۸ ہزار روپے کا ایک چیک بہار ریلیف فنڈ کے لیے کونسل ہال میں پیش کیا۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں وزیر اعلیٰ کے ساتھ دائیں سے بائیں شری ہیرو بھاؤ گوڑی (ایم ایل اے) وصدر ضلع کانگریس کمیٹی، شریمتی عائشہ اقبال (ایم ایل اے) شری ڈی۔ ایم۔ بھاجنے ایڈمنسٹریٹر مالیگاؤں میونسپلٹی، شری بی۔ ڈی ہیرے (ایم ایل اے) شری دیکھٹے راؤ ہیرے سابق ڈپٹی منسٹر اور شری دتّو راؤ گھارے نظر آ رہے ہیں۔

lisher : Director-General of Information and Public Relations, Bombay Printed Government Central Press, Bombay

لوک راج
یکم مئی ۱۹۷۶ء . یوم مہاراشٹر خصوصی شمارہ
قیمت ۵۰ پیسے

وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان ۱۴ اپریل ۱۹۸۶ء کو سچوالیہ میں ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر کی ۹۵ ویں جینتی کے موقع پر ان کی تصویر کی بطور خراج عقیدت گل پوشی کر رہے ہیں۔

مہاراشٹر کے پرمکھ نیتاؤں کی جانب سے ۲۵ مارچ ۱۹۸۶ء کو راشٹریہ نیشنل ہوٹل، بمبئی میں مہاراشٹر کے بیس نکاتی پروگرام سے متعلق ایک پروگرام منعقد کیا گیا تھا۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں امور داخلہ ٹرانسپورٹ اور پبلسٹی افیئرس کے نائب وزیر شری بالوبا ڈسالے تقریر کرتے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں۔ خاص دار ڈاکٹر ایم۔ آر۔ ویاس نے صدارت کے فرائض انجام دیے۔

مہاراشٹر نمبر

قومی راج

جلد ۱۳
شمارہ ۹

یکم مئی سنہ ۱۹۷۶ء

زیر نگرانی :- خواجہ عبدالغفور آئی۔ اے۔ ایس

فہرست مضامین

سخنہائے گفتنی

یکم مئی وہ مبارک تاریخ ہے جب ملک کی سب سے ترقی پسند اور جفاکش ریاست کا قیام عمل میں آیا تھا۔ مہاراشٹر نے اپنے وجود کی مختصر مدت میں صنعتی، اقتصادی اور سماجی طور پر نمایاں ترقی کی ہے۔ اس نے نہ صرف مرکز کی جانب سے تجویز کی جانے والی اچھی اور ترقی پسندانہ اسکیموں اور پالیسیوں کو سب سے پہلے اپنایا بلکہ متعدد نئی اسکیمیں شروع کیں اور دیگر ریاستوں کی رہنمائی کی۔

امسال قیام مہاراشٹر کی سالگرہ خصوصی اہمیت رکھتی ہے۔ یہ پہلی سالگرہ ہے جو ملک میں ہنگامی صورتحال کے نفاذ کے بعد آئی ہے۔ اس موقعہ پر جب ہم گذشتہ سال کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں ہر سو امن وامان، کامیابی وکامرانی، ترقی وخوشحالی کا دور نظر آتا ہے۔ ایک ایسی ابتدا ہو گئی ہے جو ایک بہتر ریاست اور بہتر و توانا ملک کے قیام کی طرف لے جائے گی۔

یوم مئی بین الاقوامی طور پر ایک اہم تاریخ ہے۔ یہ دن دنیا کے محنت کشوں کے اتحاد اور بہتری سے معنون ہے۔ ہماری ریاست میں امسال صنعتی دنیا میں جو امن اور مفاہمت کی فضا پیدا ہوئی ہے اس کا مزدوروں کے دن تذکرہ کرنا بے محل نہ ہوگا۔

موجودہ امید افزا حالات میں یہ توقع بجا طور پر کی جا سکتی ہے کہ ہر شعبہ حیات میں جاری جدوجہد برقرار رہے گی، تیز تر ہوگی اور مستقبل اور زیادہ تابناک بنے گا۔

ڈائرکٹوریٹ جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، گورنمنٹ آف مہاراشٹر نے گورنمنٹ سنٹرل پریس، بمبئی میں چھپوا کر شائع کیا۔

زیادہ پیداوار — آبادی کی روک تھام

ترقی و خوش حالی کا واحد راستہ

یومِ مہاراشٹر پر وزیرِ اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان کا پیغام

دوستو!

پچھلے سال یومِ مہاراشٹر کے موقع پر آپ لوگوں سے خطاب کرنے کا شرف حاصل ہوا تھا اس کے بعد سے اب تک کئی تبدیلیاں ہوئی ہیں۔ ایمرجنسی کے نفاذ کی وجہ سے عوام کی زندگی میں پُر امن انقلاب رونما ہوا۔ وزیرِ اعظم کے بر وقت اقدام نے بربادی کے طوفانوں کے رُخ موڑ دیئے اور جن خطرناک نتائج سے ہم دوچار ہونے والے تھے ان سے چھٹکارا حاصل ہوا۔

ان کے اس اقدام کے اطمینان بخش نتائج کو ہم سب محسوس کر سکتے ہیں۔ ملک کے مختلف حصّوں میں جو غیر سماجی عناصر سر اٹھائے ہوئے تھے اور جو غیر محفوظ ماحول اُٹھ کھڑا ہوا تھا اب اس سے لاکھوں عوام کو رہائی کا احساس ہوا ہے۔ قوم کا اعتماد ختم کیا جا رہا تھا اور ترقی کی راہیں روک لی گئی تھیں اب ایمرجنسی کی بنا پر اس قلیل سی مدت میں نہ صرف قوم کا اعتماد بحال ہوا بلکہ تمام طبقات کے افراد کی بہبود و ترقی کے لئے سازگار ماحول کی فضا تیار کرنے میں کامیابی حاصل ہوئی۔ اس نازک موقع پر کہیں بھی سانس لینے کے لئے رکنا عقلمندی نہیں ہے۔ اس کے برخلاف اس دور میں حاصل کردہ کامیابیوں کو مضبوط مستحکم و پائیدار بنانے کے لئے کوششیں جاری رکھنا ضروری ہے۔ اب جبکہ مضبوط سنگِ بنیاد رکھا جا چکا ہے ایسی عمارت تعمیر کی جانی چاہیئے جو کہ ہمیشہ کیلئے عوامی بہبود سے منسلک ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی ضروری ہے کہ ملک کو اندرونی خلفشار و بیرونی خطروں سے محفوظ رکھنے کے لئے ہر طرح تیاری کی جائے۔

مہاراشٹر ملک کی اہم اکائی کا درجہ رکھتا ہے۔ اس نے ہمیشہ سے ملک کی ترقی میں قدم سے قدم ملائے ہیں اور اسی طرح حال میں اور مستقبل کی خوشحالی میں بھی اس کا بڑا حصہ ہے۔ وزیرِ اعظم کی رہنمائی میں ریاست میں قومی اسکیموں کی عمل آوری

خوشی راج

کیلئے راستے کھل گئے ہیں۔ عوام نے ان اسکیموں کا پُر تپاک خیر مقدم کیا ہے اور سماجی و معاشی تبدیلیوں میں حصہ لیا ہے جو کہ ۲۰ نکاتی پروگرام کا جزِ خصوصی ہے۔

جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں کہ پیداوار میں اضافہ نہ صرف فلاح کے لئے بلکہ بقا کے لئے بھی ضروری ہے۔ ہم مہاراشٹر کے لوگ اس حقیقت سے واقف ہیں اسلیئے ہم نے اس سلسلہ میں سب سے زیادہ اقدام کئے ہیں

جیسا کہ اس موقعہ پر گذشتہ سال میں نے محسوس کیا، یومِ مہاراشٹر خریف فصل کا نقیب ہے وہ ہمیں زراعت کی اہمیت اور اس سے متعلق ہمارے فرائض یاد دلاتا ہے۔ پچھلے سال ہمارے یہاں ریکارڈ توڑ فصل ہوئی جس کی بنا پر ریاست کا غذائی نقشہ پوری طرح تبدیل ہو گیا۔ ہم اسے حسنِ اتفاق کا نام نہیں دے سکتے بلکہ یہ پالیسی سازوں اور زراعت سے متعلق عہدیداروں اور سب سے بڑھ کر جفاکش کسانوں کی جد و جہد کا نتیجہ ہے۔ اس ربطِ باہمی کی بنا پر ہم ماضی پر اطمینان بھری نظر ڈال سکتے ہیں اور کسی حد تک فخر بھی محسوس کر سکتے ہیں۔ تمام لوگوں کو کافی اناج مہیا کرنے کے اس اہم کام کو پورا کرنے سے قبل ہم مطمئن ہو کر نہیں بیٹھ سکتے۔ غذائی خود کفالتی کے لئے نہ صرف مستقل بیدار مغزی بلکہ مستقل مشقت لازمی ہے۔

میں آپ لوگوں کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ حال ہی میں نے آئندہ خریف فصل کے سلسلہ میں کئے جانے والے اقدام کی خاطر اضلاع کا دورہ ختم کیا۔ اس دوران مہاراشٹر کے تمام حصوں کے جائزے اور حالات کا اندازہ لگانے کا موقع ملا۔ اس کے علاوہ اگلے چند مہینوں میں زیادہ سے زیادہ کارآمد طور پر اراضی کے استعمال کے سلسلے میں بامقصد مباحثے کئے گئے۔ پچھلے سال ہم نے نہ صرف ۸۵ لاکھ ٹن اناج کا نشانہ مقرر کیا تھا بلکہ ہمیشہ سے زیادہ یعنی ۹۳ لاکھ ٹن اناج پیدا کیا۔ امسال اس سے بھی زیادہ اناج کا نشانہ مقرر کرنے اور پیدا کرنے کی امید ہے۔ آئندہ سال کیلئے ہم نے ایک کروڑ ٹن اناج کا نشانہ رکھا ہے اسی سلسلے میں ہماری امیدیں خاص طور پر چھوٹے کسانوں اور ایسے افراد سے وابستہ ہیں جنکو زمینیں الاٹ کی گئی ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ اس سلسلہ میں انہیں عوام کا بھرپور تعاون ملے گا اور وہ کاشتکاروں کے کام کو اپنی ذمہ داری سمجھ کر ان کی مدد کریں گے۔ اس سلسلے میں شروعات ۹ مئی سے کی جائے گی اس روز میں خود بھی ضلع ایوت محل میں عوام کے ہمراہ ان لوگوں کی مدد کے لئے موجود رہوں گا جن کو زمینیں الاٹ کی گئی ہیں۔

عوام کا یہ تعاون اسی طرح برقرار رہنا چاہیئے تاکہ یہ غریب کاشتکار یہ نہ سمجھیں کہ وہ اکیلے ہیں بلکہ انہیں اس بات کا برابر احساس رہے کہ عوام ان کے ساتھ ہیں۔

۲۰ نکاتی پروگرام سے بہتر نتائج کے حصول کی غرض سے ہم نے اس کی مدت مقرر کر دی ہے تاکہ فوائد فوری حاصل ہو سکیں۔ ہر بات میں پابندیٔ وقت ضروری ہے لیکن زمین کی تقسیم میں اس کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے جس کو

یکم مئی ۷۶ء

اندرا گاندھی ترے دس سال یہ
سچ اگر پوچھو تو ہیں سو سال یہ

کامیابی کے مسلسل دس برس — ملک نے آگے قدم رکھا ہے بس
خود کفیل اپنی معیشت کی طرف — ہے رواں یہ کارواں لے کر جرس

اندرا گاندھی ترے دس سال یہ
سچ اگر پوچھو تو ہیں سو سال یہ

ملک میں پیدا ہوا اتنا اناج — ہو گیا خوددار بھارت دیش آج
صنعت اور بجلی میں بھی آگے بڑھا — اس ترقی کا ہے تیرے سر پہ تاج

اندرا گاندھی ترے دس سال یہ
سچ اگر پوچھو تو ہیں سو سال یہ

آگئی ہر شعبے میں اک زندگی — وقت کی پابندی سے تابندگی
کام کا معیار اونچا ہو گیا — ہے نتیجہ خیز خوش آیندگی

اندرا گاندھی ترے دس سال یہ
سچ اگر پوچھو تو ہیں سو سال یہ

امن کی اور شانتی کی ہے فضا — زندگی میں آرہا ہے اب مزہ
ایکتا کی سمت اٹھتا ہے قدم — ہندو اور مسلم کا سکھ عیسائی کا

اندرا گاندھی ترے دس سال یہ
سچ اگر پوچھو تو ہیں سو سال یہ

مشکلات آئیں، بہت بچا لیا — ہر برس اک امتحاں ہوتا رہا
ملک کی تو نے حفاظت کے لئے — غیر ملکی حملے کو پسپا کیا

اندرا گاندھی ترے دس سال یہ
سچ اگر پوچھو تو ہیں سو سال یہ

جو علاقائی تعصب کھینچا تانیاں — کی تھیں نادانوں نے جو نادانیاں
مصلحت سے کام یوں تو نے لیا — اُن میں پیدا ہو گئیں آسانیاں

اندرا گاندھی ترے دس سال یہ
سچ اگر پوچھو تو ہیں سو سال یہ

تو نے سازش کی کمر ہی توڑ دی — تو نے دشمن کی کلائی موڑ دی
آنکھ بھارت کو دکھائی جس نے بھی — تو نے بڑھ کے آنکھ اس کی پھوڑ دی

اندرا گاندھی ترے دس سال یہ
سچ اگر پوچھو تو ہیں سو سال یہ

یہ دعا ہے بس ہماری صبح و شام — تجھ سے چمکے اور بھی بھارت کا نام
جلد پہنچے پایۂ تکمیل کو — یہ ترا اکیس نکاتی پروگرام

اندرا گاندھی ترے دس سال یہ
سچ اگر پوچھو تو ہیں سو سال یہ

فروغ تابانی دھولیہ
صدر کل آفس، گلی نمبر ۲
ملا پاڑہ دھولیہ۔

▲ کے۔ ایم پاٹل، وزیر صحت عامہ و دیہی ترقیات

خاندانی منصوبہ بندی کو زندگی کا معمول بنا لیجئے

۱۹۷۵-۷۶ غیر معمولی کامیابی کا سال

۱: ریاست مہاراشٹر نے ۷۶-۱۹۷۵ء سال میں خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام میں غیر معمولی کامیابی حاصل کی۔

حکومت ہند کی زیر سرپرستی ۷۲-۱۹۷۱ء اور ۷۳-۱۹۷۲ء میں مہمات کی کامیابی سے عمل آوری

۲: مہاراشٹر نے ہمیشہ حکومتِ ہند کے مقررہ سالانہ نشانے کو منظور کیا اور ہر لحاظ سے بہتر کارگزاری دکھائی۔ سال ۷۲-۱۹۷۱ء (چند اضلاع تک محدود) اور سن ۷۳-۱۹۷۲ء میں (تمام اضلاع پر حاوی) دو مہمات حکومت ہند کی زیر سرپرستی چلائی گئیں اور انہیں کامیابی سے زیر عمل لایا گیا

قومی راج

۳: معاشی ترقی کی خاطر وزیر اعظم کے بیس نکاتی پروگرام کے اعلان کے ساتھ ہی ریاستی انتظامیہ نے اسے ہاتھ میں لیا، اور سماجی انقلاب کا ایک ذریعہ سمجھ کر تندہی سے اس کی تعمیل کی۔ معاشی ترقی اور اضافہ آبادی کے درمیان جو ناگزیر تعلق ہے اسے وزیر اعلیٰ نے نمایاں کیا اور خاندانی منصوبہ بندی کو بیس نکاتی پروگرام کا اکیسواں نکتہ بنانے کی ضرورت بتائی۔

۴: حکومتِ ہند نے اس ریاست کے لئے رواں سال مختتمہ مارچ ۱۹۷۶ء کے لئے ۱۸ء۳ لاکھ کا نشانہ رکھا تھا جو بذاتِ خود ملک میں کسی بھی ریاست سے زیادہ ہے۔ نومبر ۱۹۷۵ء میں ریاست نے بیس نکاتی پروگرام اپنایا اور اس کے بعد ہم نے خود ہی اپنی مرضی سے رواں سال کے لئے نس بندی کا نشانہ بڑھا کر ۱ء۵ لاکھ کر دیا۔ یہ نشانے سے اوپر پورا ہو چکا ہے۔ یہی نہیں کہ تقریباً ۶ لاکھ آپریشن ہو چکے ہیں بلکہ اہم بات یہ ہے کہ ریاست کے ۲۵ اضلاع میں سے ہر ایک اپنے مقررہ نشانہ سے بڑھ گیا ہے جن میں بھنڈارہ سرفہرست ہے جو آگے ۲۱۰٪ نشانہ تک پہنچ چکا ہے اور دھولے اور چاندا کے درمیان دوسرے نمبر پر برابری کیلئے مقابلہ ہے۔

ریاستی حکومت کی جانب سے اس مسئلہ میں نئی راہِ عمل اختیار کرنے کی وجہ سے یہ نمایاں کامیابی حاصل ہوئی پہلی مرتبہ ریاستی حکومت نے اسے محض سرکاری پروگرام کے بجائے ایک عوامی تحریک بنایا اور ہر سطح پر عوامی رہنماؤں کو شریک کیا۔ اسی طرح تمام محکموں میں سرکاری عملہ کو بھی پہلی مرتبہ اس پروگرام کی عمل آوری میں شریک کیا گیا۔ کامیابی کی تیسری وجہ یہ ہے کہ ہر جگہ عوامی رہنماؤں اور سرکاری کارکنوں نے شانہ بشانہ کام کیا۔ اور اضلاع، تعلقہ جات اور مختلف علاقوں کے درمیان خوشگوار مسابقت رہی۔

نئی راہِ عمل میں مذکورہ بالا طریقہ کو مستقل حیثیت دینے کے علاوہ حکومت نے محرکات آبادی کے تعلق سے طویل المدت اقدام کے طور پر عام تعلیم و تربیت کا فیصلہ کیا ہے جو نئی راہ عمل میں ایک کارگر ذریعہ ہے۔

۱۹۷۵-۷۶ء میں
ضلع وار کارگذاری

۵۔ اس مہم میں اضلاع کی دلچسپی فی الحقیقت حوصلہ مندانہ ہے جس کا اظہار ذیل کے اعداد و شمار سے بخوبی ہوتا ہے:

ضلع	کل نس بندیاں	نشانہ کا فی صد
۱۵۰% سے زیادہ کامیابی۔		
کھنڈارہ	۳۲,۰۰۰	۲۱۰/۸
چاندہ	۱۹,۲۶۲	۱۷۷/۹
دھولے	۲۶,۶۰۸	۱۶۱/۶
۱۲۵% تا ۱۵۰ کے درمیان کامیابی		
جلگاؤں	۳,۵۵۵	۱۴۵/۳
سولاپور	۲۵,۸۵۳	۱۴۱/۳
امراؤتی	۲۱,۲۵۹	۱۳۹/۳
اکولہ	۲۰,۲۶۵	۱۳۶/۲
پونے	۲۹,۰۰۰	۱۳۵/۳
تھانے	۳۰,۰۲۲	۱۳۲/۸
قلابہ	۱۱,۰۴۳	۱۳۲/۴
کولہاپور	۲۳,۲۶۷	۱۳۱/۴
۱۰۰% تا ۱۲۵% کے درمیان کامیابی		
بلڈانہ	۱۵,۱۴۰	۱۲۱/۰
ناگپور	۱۳,۹۲۲	۱۲۰/۷
سانگلی	۱۷,۷۴۸	۱۱۶/۳
احمدنگر	۲۵,۴۳۱	۱۱۳/۲
ایوت محل	۱۵,۳۹۸	۱۰۹/۲
وردھا	۸,۴۰۹	۱۰۸/۹
پربھنی	۱۵,۷۸۳	۱۰۵/۷
بیڑ	۱۳,۳۷۵	۱۰۴/۹
ستارہ	۱۷,۹۲۴	۱۰۴/۸
رتناگیری	۱۳,۱۸۲	۱۰۰/۳
عثمان آباد	۱۸,۸۱۱	۱۰۰/۱
ناندیڑ	۱۳,۴۸۷	۱۰۰/۱
ناسک	۲۳,۴۸۷	۱۰۰/۱
اورنگ آباد	۱۹,۵۳۰	۱۰۰/۱

مہم کی نمایاں خصوصیات

۱۔ وزیر اعلیٰ کے مقرر کردہ دوگنا نشانہ کو حاصل کرنے کے لئے پہلی مہم جو حکومت ہند کے مقرر کردہ نشانے سے کافی زیادہ ہے

۲۔ تمام اضلاع نشانے کو پورا کر چکے ہیں

۳۔ پانچ میونسپل کارپوریشنوں میں سے بمبئی، تھانے اور ناگپور کی میونسپل کارپوریشنوں کے سوا باقی نشانہ پورا کر چکی ہیں۔

۴۔ مسلم فرقہ کی جانب سے اچھے رد عمل کا اظہار کیا گیا۔

قبائلی جماعتوں اور صنعتی اداروں نے بھی مہم میں بھرپور حصہ لیا۔

۵۔ جنوری ۱۹۷۶ء میں ضلع دھولے میں سکری، نندربار اور شہادہ کیمپوں کا خاص طور سے ذکر کرنا ضروری ہے۔ جو قبائلی آبادی میں کام پورا کرنے کے لئے لگائے گئے تھے۔

ضلع تھانے میں تھانے سول ہسپتال کی جانب سے ۲۲ فروری سے ۴ مارچ ۱۹۷۶ء تک ایک بڑا کیمپ لگایا گیا تھا جہاں ۲۶.۳ واسیکٹومی

"نشانے سے آگے"

حکومت ہند نے اس ریاست کے لئے رواں سال مختتمہ مارچ ۱۹۷۶ء کے لئے ۳/۱۸ لاکھ کا نشانہ رکھا تھا جو بذات خود ملک میں کسی بھی ریاست سے زیادہ ہے۔ نومبر ۱۹۷۵ء میں ریاست نے بیس نکاتی پروگرام اپنایا اور اس کے بعد ہم نے خود ہی اپنی مرضی سے رواں سال کے لئے نس بندی کا نشانہ بڑھا کر ۵/۱۱ لاکھ کر دیا۔ یہ نشانے سے اوپر پورا ہو چکا ہے۔

آپریشن کئے گئے۔ اسی طرح جلپائی گوڑی میں خاص طور سے مسلم فرقہ کے لئے "واسکیٹومی" کیمپ لگایا گیا اور ۳۰۰۰ واسکیٹومی آپریشن کئے گئے۔

رضاکارانہ جماعتوں کی شرکت

ضلع احمد نگر میں شکر کارخانوں نے اپنے علاقوں میں کیمپ کا انتظام کر کے مدد کی۔

پمپری۔ چنچوڈ میونسپل کونسل نے اس علاقہ میں صنعتی منتظمین کی اعانت سے ایک کیمپ کا انتظام کیا۔

اس قسم کی اطلاعات بھنڈارہ، ناگپور، چندرپور اور دیگر اضلاع سے مل رہی ہیں۔

روٹری کلب، لائنس کلب اور ایسی ہی دیگر تنظیموں نے مہم میں مدد کی۔

۶۔ حالانکہ حکومت ہند نس بندی آپریشنوں کے سلسلے میں خرچ ایک مقررہ شرح سے واپس ادا کر دیتی ہے، تاہم اس سال بڑی کامیابی اس خطیر فنڈ کی وجہ سے ہوئی جو مقامی طور پر اپنی مرضی سے گرام پنچایتوں، ضلع پریشدوں، میونسپلیٹیوں اور سماجی جماعتوں نے اکٹھا کیا تھا۔ اس طرح یہ پہلا موقعہ ہے کہ یہ صحیح معنوں میں عوامی مہم بنی۔

۷۔ آبادی میں دھماکہ خیز اضافہ سے عموماً معشیت اور ملک کو جو خطرہ لاحق ہے اس سے سب ہی بخوبی واقف ہیں۔ حالیہ مہم کے دوران کامیابی کے باوجود اس حکومت کی یہ پکی اور سوچی سمجھی رائے ہے کہ اضافہ آبادی کو روکنے کے لئے طویل عرصہ تک جنگ کرنا ہوگی۔ اور اس جنگ میں جیت اس وقت تک حاصل نہ ہوگی جب تک کہ خاندانی منصوبہ بندی اور آبادی کی روک تھام کو زندگی کا معمول نہ بنا لیا جائے۔ ہمیں یہ بھی یقین ہے کہ یہ مقصد اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جبکہ اس مہم کو قانونی منظوری دیا جائے۔ ہم نے حال ہی میں بعض اشخاص کی لازمی نس بندی کے لئے ایک بل لیجسلیٹو اسمبلی میں پیش کیا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ بلا لحاظ ذات، فرقہ یا مذہب ایسے اشخاص کی لازمی نس بندی ضروری قرار دی جائے جن کے تین یا اس سے زیادہ تعداد میں جیتے بچے ہوں۔ بل کے عام قوانین کی رو سے ہر اس شخص کا جس کے تین یا اس سے زیادہ جیتے بچے ہوں یہ فرض ہے کہ وہ اپنی مرضی سے نس بندی کرالے۔ اس کی نافرمانی قابل سزا جرم ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ قاعدہ ہے کہ جیل تک میں نس بندی کر دی جائے گی۔ حکومت یہ مانتی ہے کہ بعض خاص معاملات میں، گو تھوڑے ہی سہی، صحت یا انسانی وجوہات کی بنا پر چھوٹ دینی ہوگی۔ اس مقصد سے قانون میں ایک بورڈ کے قیام کی تجویز رکھی گئی ہے۔ اب مجلس قانون ساز نے یہ بل دونوں ایوانات کی جائنٹ کمیٹی کے حوالے کیا ہے۔ اور امید ہے کہ یہ جائنٹ کمیٹی ۱۰ جولائی ۱۹۷۶ء تک اپنی رپورٹ مجلس قانون ساز کو پیش کر دے گی۔ اس جائنٹ کمیٹی نے ایک علیحدہ پبلک نوٹس کے ذریعہ ۵ مئی ۱۹۷۶ء تک یا اس سے قبل لوگوں سے رائے مشورے طلب کئے ہیں۔ ان مشوروں کی جانچ کے بعد جائنٹ کمیٹی اگر ضرورت ہوئی تو زبانی بیانات لینے کے لئے ان اشخاص کو بلائے گی۔ یہ بل جائنٹ کمیٹی کے حوالے کرنے میں حکومت کا دوہرا مقصد ہے۔ یعنی (۱) اس طرح بل کی حمایت میں کثرت رائے حاصل کی جا سکتی ہے اور (۲) بل میں شامل تمام قوانین پر اچھی طرح غور اور ان کی جانچ کی جا سکتی ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ بعض جماعتوں اور اشخاص نے زیادہ تر مذہبی بنیاد پر اس بل کی مخالفت کی ہے۔ اس بحث میں پڑے بغیر کہ کوئی مخصوص مذہب فی الحقیقت منصوبہ بندی کا مخالف ہے یا نہیں میں سرسری طور سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ ان مذاہب کے پیرو عملاً خاصے بڑے پیمانے پر نس بندی اور خاندانی منصوبہ بندی کو مانتے ہیں۔ مثلاً اس ریاست میں مسلمانوں کی آبادی کا تناسب ۴ء۸ فیصد ہے جبکہ ان میں نس بندی کی مقبولیت بھی ۸ فیصد ہے اور طبی اسقاط حمل کی مقبولیت ۹٪ سے زیادہ ہے۔ اسی طرح عیسائیوں کی آبادی تقریباً ۵ء۱ فیصدی ہے اور ان میں نس بندی اور طبی اسقاط حمل کی مقبولیت علی الترتیب لگ بھگ ۹ء۱ فیصد اور ۸ فیصد ہے۔ لہذا یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ جہاں تک مسلم اور عیسائی عوام کا تعلق ہے عملی مقصد سے خاندانی منصوبہ بندی زندگی کا ایک معمول بن گئی ہے۔

چونکہ حکومت لازمی نس بندی کے لئے قانون لا رہی ہے لہذا ہمیں اس عظیم اور بھاری ذمہ داری کا پوری طرح احساس ہے جو ہم اس مرحلہ میں قبول کر رہے ہیں۔ یہ امر بھی قابل غور ہے کہ کسی بھی نوعیت کے آپریشن میں مثلاً عام سادہ طریقہ پر زچگی ہی کے معاملے میں حادثہ کا احتمال ہوتا ہی ہے۔ ہم حقیقتاً ریاست میں کئی سالوں سے نس بندی کے لاکھوں آپریشن کر رہے ہیں۔ اور یہ خوشی کی بات ہے کہ ریکارڈ میں پیچیدگیوں اور حادثات کی تعداد نیز ان کا فیصد انتہائی کم درجہ پر رہا۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم کسی بھی طرح مطمئن ہو کر بیٹھ جائیں۔ ہم خصوصاً دیہی علاقوں میں نس بندی آپریشن کی سہولتوں اور ٹیکنک کو بہتر بنانے کے لئے کوئی کوشش اٹھا نہ رکھیں گے۔

جہاں تک بنیادی بندوبست کا تعلق ہے ریاست میں کافی بڑی تعداد میں ادارے یعنی ۳۹۱ پرائمری ہیلتھ سنیٹر اور ۶۰۷ ہسپتال اور ۱۲۱۵ ڈسپنسریاں ہیں۔ فی الحال ۵۰۰۰ ایسے ڈاکٹر ہیں جنہیں خصوصی طور پر ان آپریشنوں کے مقصد سے تربیت دی گئی ہے۔ نیز یہ امر بھی واضح ہے کہ پرائیوٹ پریکٹیشنرز بھی اپنی مرضی سے مہم میں حصہ لے رہے ہیں۔ اگر ضرورت پڑی تو حکومت ریاست میں ایلوپیتھی کے ۲۵۰۰۰ ڈاکٹروں میں سے ۱۵۰۰ ڈاکٹروں کی خدمات حاصل کر سکتی ہے۔ ہمارے خیال میں ڈاکٹروں اور اداروں کی یہ تعداد اس چیلنج

کا مقابلہ کرنے کیلئے کافی ہے جس کا ہمیں سامنا کرنا ہے۔

ہمیں اس بات کا پوری طرح احساس ہے کہ لازمی نس بندی کا قانون لازمًا سماجی قانون ہے اور ایسا قانون عام تائید و حمایت کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتا۔ ہمیں یہ یقین ہے کہ مہاراشٹر میں تمام سمجھدار لوگ اس قسم کے اقدام کے حامی ہیں۔ مجلس قانون ساز اس بل کو منظور کرنے میں حسب ضرورت وقت لے گی نیز اس کے نفاذ کے سلسلے میں انتظامی مشینری بھی تیاری کے لئے وقت لے گی۔ لہٰذا اس اثنا میں کم سے کم چھ ماہ کی مدت مل جائے گی۔ اس مدت میں ہماری ہر ممکن کوشش یہی ہوگی کہ ریاست میں دور دراز علاقہ جات تک میں شادی شدہ اہل جوڑوں سے رجوع کریں۔ اور انہیں اضافہ آبادی کے حقائق سے روشناس کریں اور ہمارے طریقہ کے متعلق ان کے خدشات کو دور کریں۔

اس مقصد کو ایک نئی مہم کے ذریعہ حاصل کرنے کی تجویز ہے اور وہ مہم ہے ایک سال کیلئے بچوں کی پیدائش کا التواء!

اس مہم سے ہمارا مقصد صرف یہ نہیں ہے کہ ایک سال فی الواقع پیدائش کی تعداد کم کی جائے۔ یہ تو عارضی فائدہ ہوگا۔ اس طرح ہمارا بنیادی مقصد تو یہ ہے کہ مقامی رہنماؤں میں اس کام کی شدت کا نیا احساس پیدا کیا جائے اور ان کے توسط سے ریاست بھر کے اہل جوڑوں سے رجوع کیا جائے اور اس طرح ہمارا قوم کی اس ضرورت کے موافق فضا پیدا کی جائے۔

کرشن پرویز

۱۸۵۲۔ راجپورہ ٹاؤن، ضلع پٹیالہ (پنجاب)

غزل

دینا ہی ہے تو غم بھی کوئی لازوال دو
ورنہ غمِ حیات کو باتوں میں ٹال دو

اپنا گداز، اپنی تڑپ، اپنا اضطراب
تم اپنی فکر دو مجھے اپنا خیال دو

ساغر بھرے ہوئے ہیں لہو سے تمام تر
تھوڑی سی مے حیات کے کاسے میں ڈال دو

سارا جہان آپکے قدموں میں آئیگا
خود کو ذرا سا وقت کے سانچے میں ڈھال دو

دنیا کے ڈر سے اہلِ محبت بدل گئے
ایسا خیال اپنے دلوں سے نکال دو

میری طرح اداس ہے یہ روحِ کائنات
دو چار قہقہے تو فضا میں اچھال دو

دل کو یقین آئیگا پرویز کس طرح
کوئی تو جیتی جاگتی ایسی مثال دو

۱۸-۴-۳۴۰
بیرون کنڈہ تالاب
میر جملہ حیدرآباد ۵۰۰۰۰۲

اُلجھے ہوئے ہوتے ہیں کبھی گیسوئے دوراں
محسوس انہیں کرتی ہے جب دیدۂ بینا
ہر سمت بہاروں کا فسوں جاگ اُٹھیگا
تنظیم گلستاں کا ہے مقصد یہی جو صرف
پٹہ پہ رکھا کرتے ہیں مزدور جہاں بھی
اِس جبر کی اب کوئی بھی جرأت نہ کرے گا
سیلنگ ہو جب شہری زمینوں پہ بھی نافذ
قانون ہو نافذ تو یہ ممکن ہے بہت جلد
اک گہرے اندھیرے میں یہ سورج کی کرن ہے
سچ پوچھو تو لوگوں کی ہے اس میں ہی بھلائی
افلاس و جہالت کا نشاں بھی نہ رہیگا
روزی کا ہے جو مسئلہ، باقی نہ رہیگا
بجلی کی توانائی، بڑھانے کا ہے منشاء
سب بھاری عمارات کی قیمت کے علاوہ
کرگھ کی جو صنعت ہے اُسے ہوگی ترقی
ملکیت صنعت میں ہوں مزدور بھی شامل
مقروض ہیں جو کاریگر و بے زمیں مزدور!
جو قرض ابھی چھوٹے کسانوں کے ہے ذمہ
کرنی ہے اب اس طرح سے تنظیم گلستاں
پیدا ہوئے جاتے ہیں کچھ اس طرح کے حالا
ہو جائیں گے پھر دیپ تمناؤں کے روشن
جو خواب تھے بن جائیں گے وہ خواب حقیقت
ل جاتی ہے جب فکر و نظر کو بھی بلندی
پھر نقش عمل چار سو ہو جاتے ہیں روشن

بدلے ہوئے ہوتے ہیں کہیں وقت کے تیور
تب سعی مسلسل انہیں کر دیتی ہے بہتر
پھولوں سے مہک جائیگا پھر سارا گلستاں
ہم شکل چمن ہوں گے یہ صحرا و بیاباں
ہو جائیں گے اب ختم یہ فرسودہ روایات
جس میں ہیں غلامی کے زمانے کے علامات
مزدور جگہ پائیں گے جب اپنے گھروں کی
املاک بھی ضبط ہوگی اِن اسمگلروں کی
یہ آج جو ہے فارمولا، بیس، نکاتی
پنہاں ہے مفاد اس میں ہی ہر شخص کا ذاتی
اشیائے ضروری کے بھی گر جائیں گے اب دام
بے کاروں کو اسے دستیاب جائیگا اب کام
بے کار زمیں کر لی ہے اب کاشت کے قابل
اب کم سے کم اجرت کا تعین بھی ہے شامل
کپڑے کی بھی خوبی کا و کثرت کا ہے امکاں
سرمایہ لگانے کے ضوابط بھی ہوں آساں
ہیں جن کے وسائل بھی بجا طور پہ محدود
ان سب کی وصولی بھی اب ہو جائیگی مسدود
پھر برق کی زد میں نہ رہے کوئی نشیمن
پھر باد سموم آ نہ سکے جانب گلشن
ہر لب پہ مچل جائیں گے خوشیوں کے ترانے
آجائیں گے گلشن میں بہاروں کے زمانے
بڑھ جاتا ہے جب ذوق نئے عزم و عمل کا
پُرنور نظر آتا ہے رُخ آج سے کل کا
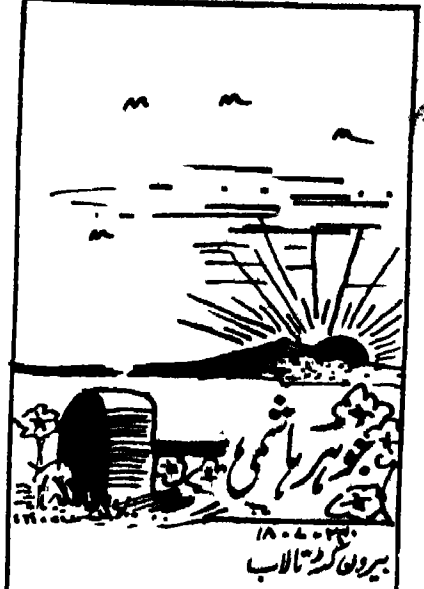
جئے ہو

فیضی ماسٹر (بیڑ)

اردو فاضل (حیدرآباد) منشی فاضل (پنجاب)
ادیب کامل (آگرہ)
مدرس ملیہ ہائی اسکول، مستقر ضلع بیڑ

مہاراشٹر! تیری دنیا میں جئے ہو

شیواجی مہاراج کا راج ہے تو
چمکتا ہوا دیش کا تاج ہے تو
خدا کی قسم ہند کی لاج ہے تو
زمانے میں عزت نشاں آج ہے تو

مہاراشٹر! تیری دنیا میں جئے ہو

تو آزاد بھارت کی آنکھوں کا تارا
تجارت کا مرکز ہنر کا ستارا
تو ہندو، مسلمان، سکھ سب کا پیارا
رواداریوں کا ہے تو اک منارا

مہاراشٹر! تیری دنیا میں جئے ہو

ترے ذرّے ذرّے پہ ہے اک جوانی
اُمنگیں نئی ہیں نئی شادمانی
تصدق ہے قدموں پہ دولت کی رانی
بسر ہو رہی چین سے زندگانی

مہاراشٹر! تیری دنیا میں جئے ہو

یہ بمبئی تری ہالی وڈ ہے پریشاں
ہیں جاپان، روس اور لندن بھی حیراں
ترے حسن دلکش پہ دنیا ہے قرباں
کھنچا آرہا ہر طرف سے ہے انساں

مہاراشٹر! تیری دنیا میں جئے ہو

یہ نغموں کی نے جئے ہو جوانوں کی جئے ہو
ہرے کھیت والے کسانوں کی جئے ہو
غریبوں کی جئے ناتوانوں کی جئے ہو
یہ چوہان و سندر مہانوں کی جئے ہو

مہاراشٹر! تیری دنیا میں جئے ہو

ترا جشن ہوتا رہے تاقیامت
زمانے میں یونہی بڑھے تیری عظمت
مہاراشٹر! تیری دنیا میں جئے ہو

شری گنیش بہاری طرزؔ لکھنوی

فیروز آباد، بلاک ، میڈم کاما روڈ، بمبئی ۳۲-۴۰۰۰۰

یہ بمبئی ہے ہمنشیں

جواب جنت بریں
کمال کاوش حسیں
قرار ہر دل حزیں
بہاروں کی سرزمیں
سبولتے ہاں کہاں نہیں
یہ بمبئی ہے ہمنشیں

قدم قدم پہ مہ جبیں
نظر نظر تماش بیں
ادا ادا لعین دیں
بہل یہاں دلِ حزیں
زمیں فلک فلک زمیں
یہ بمبئی ہے ہمنشیں

یہ مستیاں چمن چمن
یہ شوخیاں بدن بدن
یہ داستاں دہن دہن
یہ چار سو دلہن دلہن
بہار رک گئی یہیں
یہ بمبئی ہے ہمنشیں

دلوں کی دھڑکنیں جواں
لبوں کی حرکتیں لتراں
نظر جواں رگیں جواں
بدن کی مشعلیں جواں
جواں ہاں ، جواں نہیں
یہ بمبئی ہے ہمنشیں

نہ جانے کیا ہوا میں ہے
سرور دست دعا میں ہے
لچک ادا ادا میں ہے
نشہ عجب فضا میں ہے
جو آیا رہ گیا یہیں
یہ بمبئی ہے ہمنشیں

جو ہے وہ مست خواب ہے
جو حسن ہے گلاب ہے
وہ مستی شباب ہے
شراب ہی شراب ہے
پئے تو گر پڑے وہیں
یہ بمبئی ہے ہمنشیں

کوئی مرا تو کیا ہوا
کوئی جیا تو کیا ہوا
جو ہنس دیا تو کیا ہوا
جو رو پڑا تو کیا ہوا
کسی کو کچھ خبر نہیں
یہ بمبئی ہے ہمنشیں

طرح طرح کے گلستاں
طرح طرح کے باغباں
طرح طرح کی بولیاں
طرح طرح کی داستاں
تمام ہند ہے یہیں
یہ بمبئی ہے ہمنشیں

یہ سرخوشی جواں رہے
یہ میکشی جواں رہے
گلی گلی جواں رہے
یہ بمبئی جواں رہے
بسنت ہو سدا یہیں
یہ بمبئی ہے ہمنشیں

مہاراشٹر ترقی اور خوشحالی کے راستے پر

وزیرِ اعظم کے ۲۰ نکاتی معاشی پروگرام کی عمل آوری بجائے خود کوئی مقصد نہیں ہے بلکہ یہ ایک وسیلہ ہے ایک عظیم تر مقصد کے حصول کا۔ اس کا مقصد ہے آج تک کی ترقیوں کے فوائد کو سماج کے ان طبقات تک پہنچانا جو اب تک ان کا عشرِ عشیر ہی پاتے رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ۲۰ نکاتی معاشی پروگرام کی عمل آوری کے نو مہینوں کی مختصر مدت میں ایک عام آدمی جو اکثر خوف و ہراس میں غلطاں و پیچاں رہتا تھا۔ یہ محسوس کرنے لگا ہے کہ وہ تمام تر توجہ کا مرکز بن گیا ہے۔

بے گھر افراد کو مکانات

مہاراشٹر کے بے گھر افراد دو ڈھائی سال کے عرصہ میں اپنے گھروں کے مالک بن جائیں گے مارچ ۱۹۷۵ء سے ۳۱ مارچ ۱۹۷۶ء تک ایک لاکھ ۳۶ ہزار سے زیادہ جھونپڑے بے گھروں کے لئے باندھے گئے ہیں اور ۶۱ء۳ لاکھ بے زمین بے گھر مزدوروں میں سے ۷۵ء۳ لاکھ مزدوروں کو رہائشی مکانات کے لئے جگہیں دی گئیں، ان میں سے ۴۵ فیصد شیڈولڈ کاسٹ شیڈولڈ ٹرائب سے تعلق رکھتے ہیں۔

قانون حد بندی اراضی

قانونِ حد بندی اراضی پر عمل آوری کے ساتھ ایک لاکھ ۱۲ ہزار ۲ سو چھ ہیکٹر زرعی زمین کو فاضل قرار دیا گیا ہے۔ اس میں سے ۴۴ ہزار ۸ سو نو ؟ ہیکٹر زمین ۲۸ ہزار افراد میں تقسیم بھی کی جا چکی ہے۔

سمگلروں کے کاروبار اور کالے پیسے کے چلن کو ختم کر کے قیمتوں میں استحکام پیدا کر دیا گیا ہے۔

تیس ہزار مناسب دام کی دکانوں اور کو آپریٹیو ڈیپارٹمنٹ اسٹوروں کے ذریعے مناسب دام پر ضروری اشیاء فراہم کی جا رہی ہیں۔ ذخیرہ اندوزی اور بدعنوان بیوپاریوں کو گرفتار کر کے ان پر مقدمات چلائے گئے ہیں۔

دیہی قرضہ جات

اس ملک کی تاریخ میں پہلی بار ایک آرڈیننس اور پھر قانون کے ذریعہ مہاجنوں کے قرضہ جات سے دیہاتوں کے غریب عوام کو نجات دلائی گئی ہے۔ اس سے ۴۸۱ء۲۸ غریب مقروض قرض سے نجات پا کر اپنی رہن شدہ اشیاء واپس لے چکے ہیں۔ قرض دہندگی کے اس روایتی طریقے کو ختم کرنے کے بعد حکومت غریب عوام کو ادارہ جاتی قرضہ جات کی سہولتیں بہم پہنچا رہی ہے۔

ریاست کے چھوٹے کسانوں کا ۹۲ فیصد حصہ یعنی ۶۰ء۱۶ کسان دیہی پرائمری سوسائٹیوں کے ممبر بن چکے ہیں۔ اقل ترین اجرت ایکٹ کے تحت ۵۴ لاکھ مزدور مستفید ہو چکے ہیں۔ حال ہی میں ۱۰۵ ۳۵ مزدوروں کو اجرتوں میں فرق کی وجہ سے نکلنے والے بقایا جات کی صورت میں ۲۵ء۷ لاکھ روپے ادا کئے گئے ہیں۔

"نئی کھاتے پستکا"

ادیباسیوں کو مہاجنوں کے پنجوں سے بچانے کے لئے ۔ ۲۵ روپے تک قرضہ کم سود پر دیا جا رہا ہے۔

ریکارڈ آف رائٹس کے اندراجات درست کر کے زرعی زمین کے مالکان کو نئی 'کھاتے پستکائیں' دینے کا کام تیزی سے چل رہا ہے۔ جولائی ۱۹۷۵ء میں ایک لاکھ ۴۸ ہزار ۱۰ اندراجات باقی تھے۔ اپریل ۱۹۷۶ء تک گھٹ کر ۳۹ ہزار دو سو ۹۵ رہ گئے ہیں۔

اناج کی پیداوار

اس سال اناج کی پیداوار ۸۵ لاکھ ٹن ہوئی جو ایک نیا ریکارڈ ہے۔ خریف موسم میں تقریباً ۱۹ء۹۰ لاکھ ہیکٹر زمین مخصوص طور پر زیادہ اناج پیدا کرنے والی اقسام کی فصلوں کے لئے استعمال کی گئی جبکہ ربیع موسم میں ۱۲ء۶۳ لاکھ زمین استعمال کی گئی۔

جون ۱۹۷۶ء تک ۱۵۰،۲۴۰ ہیکٹر کے نشانے کے علاوہ ۱۱۰۰۰ ہیکٹر مزید اراضی زیرِ آب پاشی لائی جائے گی۔

پاور جنریشن کے سلسلے میں ۸۰۰ میگاواٹ کی متوقع کمی کو دور کرنے کے لئے ۴۰۰ میگاواٹ گنجائش کی نئی اسکیمات مرکزی حکومت کو پیش کی گئی ہیں۔ دیہاتوں کو بجلی پہنچانے کے پروگرام کے تحت

(بقیہ صفحہ ۲۳ پر)

جاوید وششٹ : شعبۂ اردو، دلی کالج، دہلی ۶
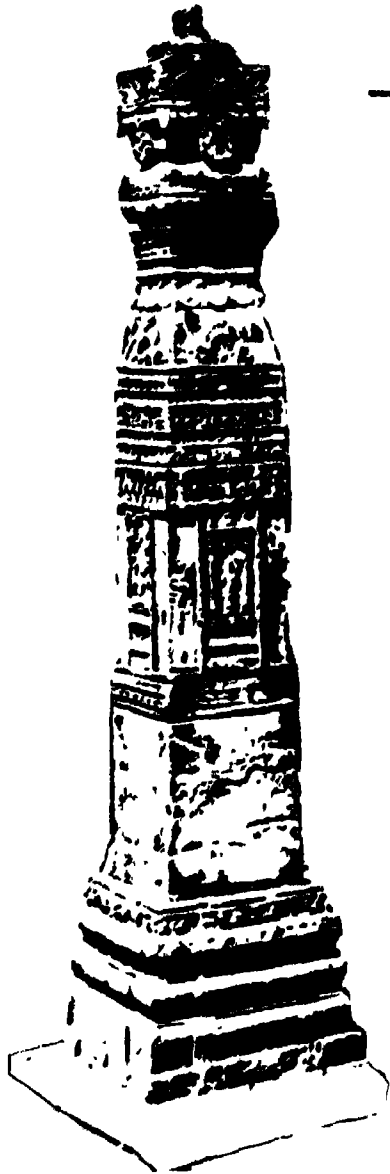
یہ اورنگ آباد ہے
دل یاروں کا شاد ہے

شیام سلونی بھوم ہے ؛ جگ میں جس کی دھوم ہے
دھرتی دھرتی ہے مگن ؛ بکھرے کاجل کی پھبن
گیسو ہی گیسو گھٹا ؛ "پیاری"[1] کا جوڑا کھلا
رس میں ڈوبی سی فضا ؛ بہکی بہکی سی گھٹا
لہراتی گاتی ہوا ؛ دور! پپیہے کی صدا
سرد پھواریں نقرئی ؛ مست گھٹائیں سرمئی
جیسے کوئی سانولی ؛ مدجوبن میں ہو بھری

ہم میگھوں کے لاڈلے
لے کر برکھا[1] آ گئے

اُنمادی اُودی گھٹا ؛ جھلکے بجلی مہ لقا
وہ میگھوں کا ناد ہے ؛ یا رُت کا اُنماد ہے
ٹھنڈی ٹھنڈی سی پھوار ؛ ننھا ننھا سا دُلار
رُت البیلی نار ہے ؛ گل بوٹوں کا ہار ہے
سُندر اندر کی دھنک ؛ رنگیں شیشوں کی کھنک

اردو کا اجلاس[3] ہے
میت ملن کی آس ہے

---

[1] جس دن ہم نے سرزمین اورنگ پر قدم رکھا اسی دن سے بارش شروع ہوئی۔ [2] جنون
[3] انجمن اساتذہ اردو جامعات ہند کا پانچواں اجلاس، اورنگ آباد جون ۱۹۷۳ء

مہاراشٹر کی ایک جھلک

محل وقوع

نربدا سے تنگ بھدرا، مغربی سمندر سے مہاکوشل تک مہاراشٹر پھیلا ہوا ہے۔ اس کا ایک بڑا حصہ جنوب کے پٹھار کا حصہ ہے۔ مغربی گھاٹ کی پہاڑیاں سمندری سطح کے متوازن چلی گئی ہیں۔ ان پہاڑیوں میں تیز بارش ہی نہیں ہوتی بلکہ یہ خطہ زیارت گاہوں اور فن کے بہترین نمونوں کا خطہ بھی ہے۔ سمندر اور پہاڑیوں کے مابین کوکن کی تنگ پٹی ہے۔

قیام مہاراشٹر

گو کہ موجودہ مہاراشٹر کا قیام یکم مئی سنہ ۱۹۶۰ء کو عمل میں آیا تھا تاہم اس کی تاریخ بہت ہی قدیم ہے کبھی زمانے میں اس کا نام دکشنا پتھ ([illegible]) رہا ہے۔ مہاراشٹر کا نام مقدس کتاب "رگ وید" میں بھی ملتا ہے۔ اگرچہ دکشنا پتھ کی تعریف ہمیشہ بدلتی رہی ہے۔ لیکن برہمنوں کی مقدس کتابوں اور دیگر مذہبی کتابوں میں وِدربھ اور کنڈن پور (کونڈینہ پور) کا ذکر آتا ہے وہ آج کے مہاراشٹر صوبے میں شامل ہیں۔

یہ ایک طویل داستان ہے کہ یہ علاقہ کیونکر مہاراشٹر کے نام سے موسوم ہوا۔ مشہور و معروف مورخ وشنوناتھ کاشی ناتھ راجواڑے نے لکھا ہے کہ قدیم ہندوستان میں چھوٹی بڑی بہت سی ریاستیں تھیں جنہیں راشٹر یا مہاراشٹر کہا جاتا تھا۔ مہاراشٹر کے حاکموں کو مہاراجہ اور رعیت کو مہاراشٹریا کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ بدھوں کی مقدس کتاب "مہاونش پران" میں لکھا ہے کہ مشہور بدھ بھکشو یتھر اس صوبے میں تشریف لائے تھے۔ چوتھی صدی اور اس کے بعد کے کندہ پتھروں میں بھی یہی نام (مہاراشٹر) ملتا ہے۔

گو کہ اس علاقہ کی زبان مہاراشٹری تھی جو مراٹھی تو نہیں تھی البتہ اسی مماثلت کی ایک زبان تھی جو بعد میں فروغ پاکر مراٹھی زبان کا روپ دھارن کرتی چلی گئی۔ الغرض اس مقام کا تقدس اور بھی یوں بڑھ جاتا ہے کہ اس صوبہ کا ذکر رامائن اور مہابھارت جیسی مقدس کتابوں میں ملتا ہے۔ یہی وہ خصوصیات ہیں جو ہندوستان کے تقریباً ہر شہری کے دل میں اس عظیم، مذہبی اور تاریخی صوبے کی سیاحت کے جذبات ابھارتی ہیں اور متواتر سال بھر تک ذہنی و جسمانی محنت مشقت کے بعد ہر انسان کے دل میں سیر و تفریح کی خواہشیں جنم لینے لگتی ہیں۔

مئی و جون کی گرم ہوا کے جھونکوں سے بچنے کے لئے لوگ تفریح کی غرض و غایت سے اپنے گھروں سے نکل پڑتے ہیں۔ زندگی کی کشمکش اور مشینوں کی گڑگڑاہٹ سے گھبرائے ہوئے لوگوں کے لئے قدرت نے جنگلوں اور پہاڑیوں، آبشار وغیرہ کی تشکیل کی ہے تاکہ تھکے ماندے لوگ قدرت کی اس نعمت سے حظ اٹھا سکیں۔

مہاراشٹر میں بھی قدرت نے ایسی ایسی قابل دید تفریح گاہیں نقش بخشی ہیں۔ کہ جن میں طلوع آفتاب کے دلکش نظارے، غروب آفتاب کے دل افروز مناظر، رقصاں ندیاں اور ان کی شوخ و شنگ لہریں ہیں جو کسی تھکے ہوئے ذہن کو سکون بخشتی ہیں۔

عہد گذشتہ میں انسان کو سیر و تفریح کے وہ مواقع فراہم نہ تھے جو آج ہیں۔ خصوصاً درمیانی طبقے کے لئے تو اس کا تصور بھی بے معنی تھا۔ صرف سرمایہ داروں کا یہ حق تھا کہ وہ جہاں چاہیں تفریح کر سکتے تھے۔ ان کو سہولیات کی فراہمی ہوتی تھی۔ لیکن آج حکومت ہند متوسط طبقہ کے لئے بھی وہ سہولیات بہم پہنچا رہی ہے جو کسی زمانہ میں امرا و رؤسا کا اجارہ تھیں۔

قومی راج

F-4

ہندوستان کے کل صوبوں کی طرح مہاراشٹر
بھی ملکی و غیر ملکی سیاحوں، ہندوستانی کلا کے شیدائیوں
ہندوستانی ثقافت کے پجاریوں، ہندوستانی تہذیب
تمدن اور آثار قدیمہ کے شائقین کا استقبال کرتا ہے۔
اور مہمانوں کو خوش آمدید کہتا ہے۔
مہاراشٹر میں قابل دید مقامات اس طرح ہیں:

مہابلیشور

یہ تاریخی و تفریحی مقام ستارا ضلع میں واقع ہے اور
پونا سے خشکی کے راستے سے تقریباً ۷۷ میل دور
ہے۔ اس مقام پر قیام کا بہترین انتظام ہے۔ یہاں
کم و بیش ایک وقت میں تقریباً ۲۵ خاندانوں کی
رہائش کا انتظام ہے۔
مہابلیشور کو تفریح گاہوں کی ملکہ کہا جاتا ہے۔
یہاں کی خاص تفریح کشتی رانی (Boating) ہے۔
اس کے علاوہ پرتاپ گڑھ کا قلعہ اور پرانے مندر
تاریخی و مذہبی اعتبار سے قابل دید ہیں۔ مہابلیشور میں
تفریح کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ یہاں اکثر فلموں کی
شوٹنگ ہوا کرتی ہے۔ شاذ و نادر ہی کوئی ایسی فلم
ہوگی جس کی منظر بندی مہابلیشور میں نہ ہوئی ہو۔
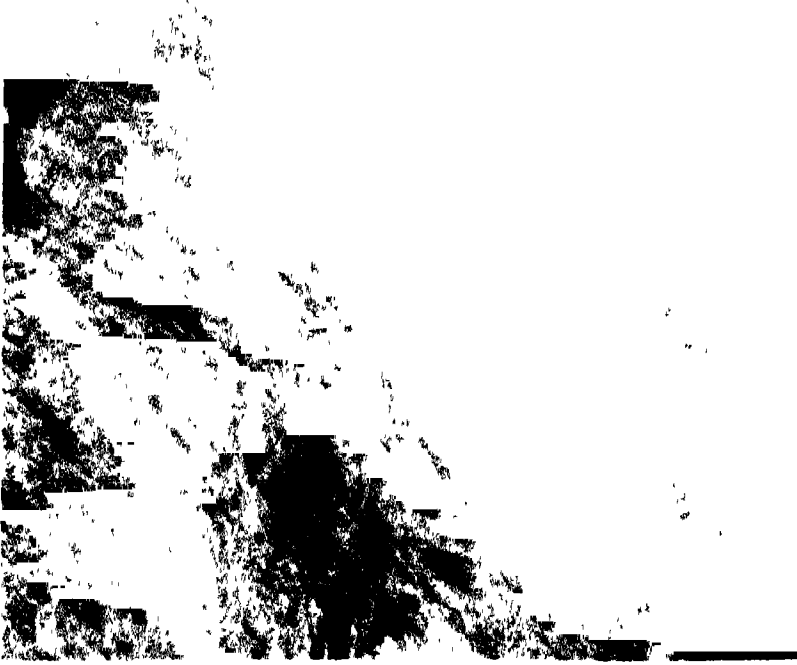
پرتاپ گڑھ کا قلعہ۔
جس کے قریب واقع بھوانی مندر
بھی دیکھا جا سکتا ہے

ناسک میں گوداوری گھاٹ
کا ایک دلکش منظر

کارلا

یہ تفریحی مقام پونا ضلع میں لوناولہ سے تقریباً آٹھ کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہاں تیلوکے ہوٹے کیمپوں میں کئی خوبصورت کاٹیجیز بنائے گئے ہیں۔ کارلا میں بھاجا گپھا، لوہ گڑھ، وسالپور کا قلعہ اور اس میں رواں دواں مترنم جھیل ایکویرا دیوی کا عظیم مندر اور کارلا کی دوسری غاریں دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔

پنہالا

یہ صحت افزا مقام کولہاپور سے بارہ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ کولہاپور سے پنہالا جانے کے لئے بسوں کی سہولیات ہیں۔ یہاں کے کیمپوں میں مستقل رہائشی مکانات کے علاوہ پی ڈبلیو ڈی اور میونسپلٹی سے لئے ہوئے مکانات اور خیمے موجود ہیں۔

ماتھیران

یہ صحت افزا پہاڑی مقام بمبئی سے صرف ۱۰۴ کلو میٹر (۶۵ میل) کے فاصلے پر واقع ہے۔ ماتھیران پہنچنے سے قبل ہی سیاح ماتھیران کا لطف محسوس کرنے لگتے ہیں۔ ماتھیران کا سفر پرلطف یوں ہے کہ خوبصورت پہاڑیوں، دلکش مناظر کے درمیان سے گزرتی ہوئی ریل بہت خوبصورت موڑ سے گزرتی ہوئی ماتھیران تک لے جاتی ہے۔ جہاں قدرت نے اپنی بیش بہا دلچسپیاں نہایت فیاضی سے بکھیر دی ہیں۔

بھنڈارہ

یہ مقام ضلع احمد نگر میں ہے۔ اس کا فاصلہ ناسک سے آٹھ میل اور اگت پوری سے ۲۵ میل ہے۔ اس کا قریبی اسٹیشن گھوٹی ہے جہاں سے یہ مقام بذریعہ سڑک راستہ بیس میل دور ہے۔ ایس ٹی اسٹیشن سے ہندوستان کا عظیم و معروف ولسن ڈیم، آرتھر جھیل، کالساکی ماؤنٹ وغیرہ کا ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ بھنڈارہ میں صاف شفاف آبشار، خوبصورت باغات اور تیراکی کے لئے بہترین انتظامات ہیں۔

تورن مال

یہ تفریح گاہ مغربی خاندیش (دھولیہ) میں مقام دھولیہ سے اسی میل اور دونڈائیچہ سے تقریباً ۳۵ میل کے فاصلے پر اپنی دلفریبیوں کے ساتھ آباد ہے۔ ہالی ڈے کیمپ ایک خوبصورت جھیل کے کنارے تعمیر کیا گیا ہے کیمپ کے ایک سرے سے جھیل کا نظارہ دل کو موہ لیتا ہے۔ کچھ عرصے قبل یہاں "اپ روزر" تفریحی مقام بنایا گیا ہے۔

چکالدا

امراؤتی ضلع میں ناگپور سے تقریباً سو میل اور اچلپور سے لگ بھگ ساٹھ میل کی دوری پر یہ تفریحی مقام موجود ہے۔ کچھ عرصے قبل یہاں ایک ہالی ڈے کیمپ کی تشکیل ہوئی ہے۔ ساٹھ میل کا یہ طویل سفر خوبصورت جنگلات سے گذر کر منزل مقصود تک پہنچاتا ہے۔ چکالدا میں جھیل اور یہاں کا قلعہ دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہاں کی صحت افزا فضا اور قدرتی مناظر کی وجہ سے سیاح اس مقام کو بہت پسند کرتے ہیں۔ یہاں خصوصاً بچوں کی تفریح کا خاص لحاظ رکھا گیا ہے۔

مہاراشٹر کے دامن میں اجنتا اور ایلورا وہ عالمگیر شہرت یافتہ قابل دید مقامات ہیں جنہیں شعراء و ادباء نے اپنی تخلیقات میں جگہ جگہ استعمال کیا ہے۔ ان کی صناعی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ ان مقامات کو غیر ملکی سیاح دیکھ کر عش عش کرتے ہیں۔ غیر ملکی سیاح جب ہندوستان وارد ہوتے ہیں تو وہ تاج محل جیسی خوبصورت عمارت دیکھنے کے ساتھ ساتھ اجنتا اور ایلورہ دیکھنے کی خواہش کو دبا نہیں سکتے۔ اور وہ بے اختیار اجنتا دیکھنے کی فرمائش کرتے ہیں۔ اجنتا ہندوستان کے کلاسیکی آرٹ کا ایک جیتا جاگتا روپ ہے۔ اجنتا ماہرین فن کا شاہکار ہے۔

ہندوستان کے جنوب اور شمال کے مابین علاقہ میں سر زمانہ کہنہ سے یہ اجنتا کی گپھائیں قائم و دائم ہیں۔ اجنتا یہ وہ تاریخی و مذہبی مقام ہے جسے تین صدی قبل مسیح بدھ بھکشوؤں نے گوتم بدھ کی یادگار قائم کرنے کے لئے منتخب کیا تھا۔ تقریباً ایک صدی تک سخت جدوجہد اور کدوکاوش کے بعد معتقدین بدھ نے مستحکم عزم و استقلال کے ساتھ اس تاریخی و مذہبی مقدس یادگار کو قائم کرنے میں کامیابی حاصل کی۔

اجنتا کی غاریں خوبصورت اور حسین رنگوں سے مزین ہیں۔ ان کا یہ دلفریب رنگ ذہن کے پردوں پر اپنے نقش چھوڑتا ہے۔ اجنتا کو دیکھ کر ہم فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ ہندوستانی آرٹ دنیا کے بہترین آرٹس میں اپنی انفرادیت کا حامل ہے۔ اس کا اعتراف عالمگیر پیمانے پر کیا جاتا ہے۔

فن و آرٹ کی خوبصورتیوں کا یہ سلسلہ دوسری صدی سے ساتویں صدی تک رائج رہا ہے۔ بعدہ نقش و نگار کا ایک خوبصورت باب شروع ہوا جو قابل تعریف ہے۔

ملکی و غیر ملکی سیاحوں کو چاہیئے کہ وہ اجنتا

کی سیاحت ضرور کریں۔ گو کہ یہ مذہب بدھ کے تبلیغی آثار ہیں۔ تاہم دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اجنتا سے تقریباً سو میل کے فاصلے پر ایلورہ واقع ہے۔ ایلورہ میں ہندو اور جین مذاہب کے فنکاروں کے شاہکار ہیں۔ ایلورہ کا مشہور مندر کیلاش مندر ہے۔ اور اس کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ مندر صرف ایک چٹان پر قائم و دائم ہے۔ اس مندر میں دیوتاؤں کی زندگی کی صحیح ترجمانی اور جانوروں کی خوبصورت تصاویر ہیں۔

اجنتا اور ایلورہ، حیدرآباد کی جنوبی و مغربی سرحدوں پر واقع ہیں۔ بمبئی سے براہ راست راستے ہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ مہاراشٹر بہادروں اور صوفیوں کی سرزمین رہا ہے۔ مہاراشٹر کے دامن میں جہاں ہندو مسلم صوفیوں کے مقدس مقابر و مزارات ہیں۔ وہیں مہاراشٹر کے بہادر سپاہیوں کے قلعے بھی موجود ہیں، جو بہادری، شجاعت اور دلیری کے مظہر ہیں۔

ملک اور غیر ملک سے آئے ہوئے سیاح ان قلعوں کو بھی دیکھنا پسند کرتے ہیں۔ یہ قلعے ہماری بہادری اور جوانمردی کی یادگار ہیں۔

احمد نگر کا قلعہ

۱۹۴۲ء میں ہندوستان کے جاں نثاروں کو گرفتار کر کے اس قلعہ کو جیل خانہ کی صورت میں استعمال کیا گیا تھا۔

بسین کا قلعہ

اس قلعہ کو ۱۷۳۹ء میں چماجی آپا نے پرتگیزیوں سے فتح کیا تھا۔ یہ قلعہ بمبئی کے قریب بسین میں واقع ہے۔

دولت آباد کا قلعہ

یہ قلعہ ایلورہ کے قریب ہے۔ اس کی تعمیر ۱۱۸۷ء میں یادو خاندان کے کسی فرد نے کی تھی۔

★ سنگڑھ قلعے کا "مرٹھی یعنی شیواجی مہادوار" نامی دروازہ ★

قلعہ سجن گڑھ

یہ قلعہ ستارہ ضلع کے جنوب میں واقع ہے اس قلعہ کو تاریخ مہاراشٹر میں کافی اہمیت حاصل ہے۔ کیونکہ مہاراشٹر کے مشہور شاعر رام داس کچھ عرصے یہاں مقیم رہے۔

قلعہ پرتاپ گڑھ

اس قلعہ کے معمار شیواجی مہاراج تھے۔ جنہوں نے اسے ۱۶۵۶ء میں تعمیر کرایا تھا۔ اس قلعہ کو تاریخ مہاراشٹر میں فوقیت حاصل ہے۔

قلعہ رائے گڑھ

یہ قلعہ شیواجی مہاراج کی حکومت کا صدر مقام تھا۔ مہاراشٹر کی سرزمین پر ایسے بہت سے قلعے وغیرہ دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ مہاراشٹر کے دیگر قلعے اس طرح ہیں۔

سینہ گڑھ	کرنالا
وشال گڑھ	وتن گڑھ اور
پرندر گڑھ	راج گڑھ وغیرہ

قومی راج

"کیا شان ہے تمہاری حاجی ملنگ بابا"

اسمٰعیل آزاد مرحوم کی قوالی آج بھی ہمارے کانوں میں گونج اٹھتی ہے، پندرہ سولہ برس پہلے ہم نے حاجی ملنگ کی شان کے تذکرے اور قصّے سُنے تھے، بمبئی میں ان کے بہت سے معجزات اور کرشمے سننے کو ملے، ان کے مزار پہ جانے کا شرف حاصل ہوا تو ایک عجیب سا احساس ہوا، وہاں سب سے عجیب بات یہ نظر آئی کہ ایک مسلم بزرگ اور فقیر کے مزار پر سار کھوالا دھوتی اور تلک میں دکھائی دیا معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ ایک برہمن خاندان برسوں سے یہ فرائض انجام دیتا چلا آرہا ہے۔ ایک اور بات کا پتہ چلا گزشتہ سالوں میں جب بھیونڈی، کلیان اور آس پاس کے گاؤں فرقہ وارانہ فسادات کی آگ میں جھلس رہے تھے اس وقت بھی بہت سے ہندو مسلم خاندان کے افراد حاجی ملنگ بابا کے مزار میں پناہ لینے کے لئے جمع ہوئے تھے، ادھر نفرت اور فساد کے شعلے بھڑک رہے تھے۔ امن کیلئے اپیلیں ہو رہی تھیں، وزیروں کے دورے ہو رہے تھے، امن کمیٹیاں بن رہی تھیں، لیکن ان سب سے الگ ملنگ کلیان ریلوے اسٹیشن سے لگ بھگ دس میل دور دو ہزار فٹ کی بلندی پر بابا حاجی ملنگ کا مزار امن شانتی اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی کا جیتا جاگتا ثبوت بنا ہوا تھا دو ہزار فٹ کا یہ سفر روزانہ ہزاروں عقیدت مندوں کو ہنسی خوشی طے کرنا پڑتا ہے۔ ان عقیدتمندوں میں مذہب یا ذات کا کوئی امتیاز نہیں ہوتا۔ ہر سال فروری کے دوسرے ہفتے میں حاجی ملنگ بابا کا عرس بہت شان و شوکت سے منایا جاتا ہے دنیا کے کونے کونے سے ہزارہا عقیدتمند اس عرس میں شرکت کرنے کے لئے آتے ہیں،

بمبئی گزٹ

بابا حاجی ملنگ کی زندگی کے حالات بمبئی گزٹ ۱۸۵۷، ۵۸ سنہ میں ملتے ہیں، گزٹ کے مطابق تیرھویں صدی میں تین عرب صوفی بحیرۂ عرب کی طرف سے سمندری سفر طے کر کے یہاں اترے تھے اس قافلے کے رہنما حاجی عبدالرحمٰن بن زبیر تھے، بعد

عشرت امیر
کمپاؤنڈ شادی لال۔ جی۔ ٹی۔ روڈ۔ ایٹہ
(یو۔ پی)

ہیں وہ حاجی ملنگ کے نام سے مشہور ہوئے کہتے ہیں جس وقت ان کی شادی ہونے والی تھی اسی وقت وہ ہندوستان آئے تھے، اسی لئے شاید ان کے نام کے ساتھ دولہا لفظ بھی جوڑا جاتا ہے، آپ کے ساتھ بابا بخاور شاہ اور سلطان شاہ بھی تھے، ان دونوں بزرگوں کے مزار حاجی ملنگ بابا کے مزار سے پہلے ملتے ہیں، بابا کے مزار شریف سے متصل ایک اور مزار ہے یہ مزار فاطمہ بی کا مزار ہے، جو اس وقت کے راجہ نل کی بیٹی بتائی جاتی ہیں۔ حاجی ملنگ بابا نے ان کو اپنی بیٹی بنا لیا تھا۔ اس کے بعد تاریخ کے صفحات کورے ہیں، اس وقت یہ سارا علاقہ گھنے جنگلوں اور پہاڑیوں سے گھرا ہوا تھا۔

پیشواؤں کی عقیدت

بابا کے مزار سے برہمن خاندان کے تعلق کی داستان بھی بہت دلچسپ ہے۔ گزٹ کے مطابق سنہ [illegible] میں کلیان اور اس کے اردگرد کے علاقہ میں انگریزوں کا راج تھا، انہوں نے اس علاقہ کو پیشواؤں سے چھینا تھا، پیشوا نے بابا کے مزار پر جاکر منت مانگی اور دو سال بعد سنہ [illegible] میں پیشوا نے یہ علاقہ واپس لے لیا، اور اپنی عقیدت ظاہر کرنے کے لئے انہوں نے کلیان کے ایک برہمن شخص کاشی ناتھ پنت کیتکر کو سونے کے گھنگھرو لگی ہوئی مخمل کی چادر چڑھانے کے لئے مزار پر بھیجا، باجے گاجے کے ساتھ پنڈت کاشی ناتھ نے کلیان سے پہاڑی تک کا سفر طے کیا، اس طرح بابا کی شہرت کافی پھیل گئی۔ اس کے بعد یہ خاندان ہر سال مزار پر چادر چڑھانے لگا، آہستہ آہستہ انہوں نے مزار اور آس پاس کے علاقہ کی دیکھ بھال شروع کر دی۔ لیکن کلیان کے مسلمانوں نے اس پر اعتراض کیا، معاملہ انگریز کلکٹر کے سامنے پیش ہوا، اس نے اس کا فیصلہ بابا کے اوپر چھوڑ دیا۔ دونوں فریقین کے نام کی تین بار لاٹری نکالی گئی، تینوں بار برہمن خاندان کا نام ہی آیا، تب ہی سے یہ برہمن خاندان مزار کی دیکھ بھال کرتا چلا آ رہا ہے، آزاد ہندوستان قومی راج میں جب مذہبی عبادت گاہوں اور مزارات کی دیکھ بھال کے لئے چیریٹی کمشنروں اور ٹرسٹی کے تقررات ہوئے تو حاجی ملنگ بابا کے مزار کے لئے بھی ٹرسٹ قائم ہوا

سفر اور زیارت

کلیان سے حاجی ملنگ بابا کے مزار تک جانے کے لئے سرکاری بسیں ملتی ہیں، اوسطاً ہر روز تین ہزار عقیدت مندان یہاں آتے ہیں۔ اور آنے والوں کی تعداد کے لحاظ سے بسوں کی تعداد بہت کم ہے۔ اس کا احساس بس اسٹینڈ پر ہی ہو جاتا ہے، پرائیویٹ بسیں بھی چلتی ہیں — بہت سے لوگ پیدل اور بیل گاڑیوں سے بھی آتے جاتے ہیں۔ برسات میں یہ سفر بہت تکلیف دہ ہو جاتا ہے۔ پھر بھی آنے والے آتے ہیں۔ گھنٹہ بھر کا یہ سفر اونچی نیچی ناہموار اور دھول بھری سڑک کو طے کرکے بس حاجی ملنگ پہاڑی کے سامنے ٹھہرتی ہے۔ یہاں سے چائے خانے اور مختلف قسم کی دوکانوں کے سلسلے اوپر جاکر ختم ہوتے ہیں، دو ہزار فٹ کی بلندی پر جانے کے لئے پہلے کچھ پکی سیڑھیاں ہیں، اس سے آگے صبر آزما راستہ اور پھر حاجی ملنگ بابا کا مزار مبارک ہے۔ بلندی پر جانے کے لئے راستے میں رنگ برنگی چھڑیاں ملتی ہیں — ان کو ٹیک لیجئے اور اوپر چڑھتے چلے جائیے، جگہ جگہ چائے خانے ہیں، ڈیڑھ دو گھنٹہ کی یہ مسافت اپنے اندر خاص کشش رکھتی ہے — راستہ میں آپ کو دھونی رمائے سادھو بھی ملیں گے اور بابا کی صدا لگانے والے فقیر بھی —

نصف سفر کے بعد پہلی منزل آتی ہے، وہاں بابا بخاور شاہ اور بابا سلطان شاہ کے مزار مبارک ہیں، حاجی ملنگ بابا کے مزار پر جانے سے پہلے ان دونوں مزاروں پر حاضری دینا ضروری ہے، یہاں سلامی دے کر ہی عقیدت مندان آگے بڑھتے ہیں! اس کے بعد راستہ کچھ آسان بھی ہے — پہاڑی تقریباً ہموار ہوتی چلی جاتی ہے — اور آخر میں بابا ملنگ کا مزار ہے — یہ جگہ تقریباً دو ہزار فٹ کی اونچائی پر ہے۔ ایک چھوٹا سا مزار، صحن کے اوپر سبز رنگ کا ایک گنبد، سامنے دربار حاجی عبدالرحمٰن ملنگ شاہ کا کتبہ لگا ہے۔ مزار کے سامنے چھوٹا سا آنگن ہے، بائیں طرف مینیجنگ ٹرسٹی کا دفتر اور اسٹور روم ہے، یہاں سے منت مانگنے والوں کو برتن وغیرہ بھی دیئے جاتے ہیں، وہاں ایک بڑی سی ترازو بھی ہے۔ اندر مزار مبارک رنگین چادر سے ڈھکا ہوا ہے، اس پر پھولوں کی بے شمار چادریں بھی پڑی تھیں، بائیں طرف فاطمہ بی کا مزار ہے۔ عقیدت مندوں اور حاجت مندوں کی بھیڑ ادب و احترام سے مرادیں اور منتیں مانگ رہی ہے — کچھ عورتیں اور مرد قرآن شریف کی تلاوت کر رہے ہیں۔

الائچی کا درخت

مزار کے چاروں طرف خاصہ بازار لگا رہتا ہے، کھانے پینے اور ٹھہرنے کے لئے ہوٹل بھی ہیں۔ مزار کے خاتمہ کے بعد پہاڑیوں کا ایک دوسرا سلسلہ شروع ہوتا ہے، اس کی اونچائی بھی دو ہزار فٹ کے قریب ہوگی، یہاں دو بڑی بڑی چٹانیں قابل ذکر ہیں، کہا جاتا ہے کہ وہ دولہن جن اور جنی ہیں، جو بابا کی بددعا سے پتھر ہو گئے ہیں۔ وہاں ایک الائچی کا درخت بھی ہے کہا جاتا ہے کہ بابا نے الائچی کھا کر وہاں چھلکا پھینکا تھا آج بھی اس درخت کا چھلکا تبرک کے طور پر عقیدت مند کھاتے ہیں۔

اب فرقہ وارانہ فساد قصۂ پارینہ بنتے جا رہے ہیں لیکن سابق میں جب بھی ہندوستان کے کسی کونے سے فرقہ وارانہ فساد کی خبریں ملتی تھیں، میری نگاہیں بے ساختہ حاجی ملنگ بابا کے مزار مبارک کی طرف اٹھ جاتی تھیں، وہی حاجی ملنگ بابا جنہوں نے سارے ہندوستان کی کئی رنگی تصویر کو اپنے اندر سمو کر ایک نئی تصویر کو جنم دیا ہے۔ ایک ایسی تصویر کہ جس کے سامنے ہماری ساری امن کمیٹیاں، امن سینا، قومی یکجہتی کے نعرے اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی کی کوششیں ماند پڑ جاتی ہیں۔

کیا شان ہے حاجی ملنگ دولہے کی.....

یکم مئی سنہ [illegible]

اس طرح طے ہم نے کی ہیں منزلیں
گر پڑے، گر گر اٹھے، اٹھ کر چلے

سچ تو یہ ہے کہ قیمتوں میں اضافہ کا رجحان اسی وقت سے ہمارے حصے میں آیا ہے۔ جبکہ ہم آزاد ہوئے تھے وہ بھی کیا زمانہ تھا کہ لوگ پریشان و بدحال ہوئے جا رہے تھے، قیمتیں بڑھ رہی تھیں اور ضروری اشیاء کمیاب ہوتی جا رہی تھیں جب ہمارے ایک شاعر علی سردار جعفری نے کہا تھا۔ ؎

چور بازاروں میں بشکل چڑیلوں کی طرح
قیمتیں کالی دکانوں پہ کھڑی رہتی ہیں
ہر خریدار کی جیبوں کو کترنے کے لئے

وہ زمانہ بھی افراطِ زر کا زمانہ تھا۔ دوسری عالمی جنگ ختم ہو چکی تھی۔ خدا کرے وہ آخری جنگ ہو۔ ہم آزادی حاصل کر چکے تھے۔ لیکن آزادی کی برکتوں سے پوری طرح استفادہ نہیں کر پا رہے تھے۔ پنڈت جواہر لال نہرو کی مدبرانہ قیادت میں اکابرینِ قوم نے یقیناً دور اندیشی سے کام لیا اور منصوبہ بند ترقیاتی پروگراموں پر عمل شروع کیا۔ ہم ترقی کے میدانوں میں آگے بڑھتے گئے اور تعلیم و سماج سدھار کے قومی راج علاوہ زرعی، صنعتی، ٹیکنیکل اور سائنٹیفک میدانوں میں بھی ہم نے کافی ترقی کی۔ پیداوار بڑھتی گئی۔ لیکن قیمتیں!! قیمتیں بھی بڑھتی گئیں! گویا ترقی کے میدان میں قیمتیں سب سے آگے رہیں! اور یہی کارن تھا عام آدمی کی پریشانی کا جو کڑی محنت کے بعد چند سکے کما لیتا تھا، وہ سکے جن کا بقول شاعر ؎

پانا بھی وبال اور نہ پانا بھی وبال تھا

دوسری طرف یہی سکے چند تجوریوں میں ٹھونس ٹھونس کر بھرے جا رہے تھے۔ تجوریوں اور لاکروں میں ٹھونسا ہوا یہ کالا دھن پھن پھیلائی ہوئی ناگن کی طرح ملک کی معیشت کو ڈس رہا تھا۔

کالے دھن پر حملہ

یہی وجہ ہے کہ ایمرجنسی کے نفاذ اور بیس نکاتی معاشی پروگرام پر عمل آوری کے دوران کالے دھن پر بھرپور حملہ کیا گیا۔ اس کے نتائج خاطر خواہ نکلے اور جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں چھپی ہوئی دولت کے انکشاف کے ساتھ قیمتوں میں تخفیف کا رجحان پایا جانے لگا۔

ذخیرہ اندوزی کا خاتمہ

دوسرا حملہ ضروری اشیاء کی ذخیرہ اندوزی پر کیا گیا۔ عام جنتا میں ایک بے چینی سی پھیل گئی تھی۔ کہہ نہیں سکتے تھے کہ کس وقت کونسی ضروری چیز کالے گوداموں میں چلی جائے گی اور مارکیٹ سے غائب ہو کر بلیک مارکیٹ میں ملنے لگے گی۔ بڑھتی ہوئی قیمتوں پر یہ حملہ بھی کافی مؤثر ثابت ہوا۔ اب آئے دن عام لوگوں کو یہ پریشانی لاحق نہیں رہتی کہ آج گھاسلیٹ کے لئے لائن لگانی پڑے گی یا شکر کے لئے! اب لوگ مطمئن ہیں۔ لوگوں کا اطمینان بھی ایک حد تک قیمتوں کے استحکام کا باعث ہوتا ہے۔

قیمتوں پر روک

لوگ اس لئے بھی مطمئن ہیں کہ لازمی اشیاء کی قیمتوں کو روکنے اور مناسب بھاؤ پر لوگوں کو ضروری چیزیں مہیا کرنے کی جو تدابیر اور تجویزیں

یکم مئی [illegible]ء

اختیار کی گئی ہیں اُن کے نتائج خاطر خواہ اور حوصلہ افزا ہیں۔

مہاراشٹر میں اوّلاً مال تیار کرنے والوں نیز تھوک اور ریٹیل بیوپاریوں سے گزارش کی گئی کہ وہ اپنی مرضی سے قیمتیں گھٹائیں۔ انہوں نے بھی حکومت سے تعاون کیا۔ اس کے نتیجہ میں بمبئی نیز کئی اضلاع میں متعدد چیزوں کی قیمتیں کم ہوگئیں۔

اسی طرح اناج اور عام استعمال میں آنے والی دیگر لازمی اشیاء کے تھوک بیوپاریوں سے کہا گیا کہ وہ تجارتی ذرائع سے عام فراہمی برقرار رکھیں۔ نیز اُن کے خدشات دور کرنے کی غرض سے انہیں یہ یقین دلایا گیا کہ حکومت یکطرفہ طور سے قیمتیں مقرر نہیں کرے گی۔ اس کے ساتھ جمع کیا ہوا چھپا اناج باہر نکالنے کی مہم چلائی گئی اور ذخیرہ اندوزوں کے خلاف سخت کارروائی کی گئی۔

اسٹاک کی تفصیلات

صارفین کی سہولت کے لئے ریٹیل بیوپاریوں سے کہا گیا کہ وہ مقررہ اشیاء کے اسٹاک اور قیمتیں ظاہر کریں۔ چنانچہ آپ دیکھتے ہیں کہ بمبئی میں دکانوں کے سامنے ایک طرف ایک بلیک بورڈ ہوتا ہے جس پر دکان میں ملنے والی بعض اشیاء کے اسٹاک اور قیمتوں کی تفصیل درج ہوتی ہے۔

مناسب دام کی دکانیں

حکومت عام نظام تقسیم کے تحت ضرورت مندوں کو مقررہ قیمتوں پر مقررہ مقدار میں سینٹ، لیوی شکر، کنٹرول کپڑا، گھاسلیٹ اور خوردنی تیل تقسیم کرتی ہے۔

فی الحال مہاراشٹر میں عام تقسیم کا کام حکومت کی جانب سے مقررہ مقدار کے مطابق تقریباً ۳۰ ہزار مناسب دام کی دکانیں انجام دے رہی ہیں۔

اناج کی طرح عوام کی ضرورت کے لئے کپڑا بھی تیار کرایا جارہا ہے اور کنٹرول داموں پر تقسیم کیا جارہا ہے۔ مہاراشٹر کے لئے کنٹرول کپڑے کا ماہانہ معینہ حصّہ اب چھ ہزار گانٹھیں ہے جو بیشتر کو آپریٹیو سوسائٹیوں اور مناسب دام کی دکانوں کے ذریعہ تقسیم کیا جاتا ہے۔ بمبئی راشن بندی علاقے میں مناسب دام پر کپڑا فروخت کرنے والی منظور شدہ دکانیں ۳۱ اکتوبر ۱۹۷۵ء تک ۲۱۲ تھیں اور کل مہاراشٹر میں ۲۶۵ دکانیں تھیں۔

ریاستی سطح کمیٹی برائے عمل آوری ۲۰ نکاتی پروگرام نے بھی ایک سب کمیٹی قائم کی ہے۔ تاکہ کنٹرول کپڑے کی تقسیم کی اسکیم پر تمام پہلوؤں سے غور کیا جاسکے۔

حال ہی میں حکومت مہاراشٹر نے راشن کی دکانوں سے اشیائے خوردنی کے علاوہ دیگر اشیائے ضروریہ کی فراہمی کا بھی فیصلہ کیا ہے۔

طلبہ کیلئے سہولتیں

اس ضمن میں حکومت طلبہ کے مسائل سے بھی غافل نہیں ہے۔ خصوصیت کے ساتھ اُن طلبہ کی سہولت کے لئے خاص انتظام کیا گیا ہے۔ جو اپنے سرپرستوں سے الگ ہوسٹلوں میں رہتے ہیں۔ سرکاری یا نیم سرکاری ہوسٹلوں میں مقیم اٹھارہ ہزار پانسو طلبا کے لئے اگست ۱۹۷۵ء سے سات کلو فی کس فی ماہ کے حساب سے اناج فراہم کیا جا رہا تھا۔ اب یہ مقدار بڑھا کر بارہ کلو گرام کردی گئی ہے۔ شکر اور گھاسلیٹ جیسی ضروری اشیاء بھی ان ہوسٹلوں میں مہیا کی جاتی ہیں۔ یونیورسٹی اور کالج اسٹوروں کو بھرنے اور انہیں ہول سیل کنزیومرس اور کوآپریٹیو سوسائٹیوں سے منسلک کرنے کی غرض سے اقدامات کئے جارہے ہیں۔ تاکہ مناسب قیمتوں پر لازمی اشیاء بہم پہنچائی جاسکیں۔ ان سوسائٹیوں کو یہ ہدایت بھی کی گئی ہے کہ وہ کالج اور یونیورسٹیوں کے احاطے میں اپنی شاخیں کھولیں۔

امدادِ باہمی سوسائٹیاں

امدادِ باہمی سوسائٹیاں قائم کرنے کے سلسلے میں طلبہ کی بھی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے یعنی طلبہ اگر ۲ ہزار روپے جمع کرلیں تو محکمۂ امدادِ باہمی کی طرف سے سوسائٹی قائم کرنے کے لئے چار ہزار روپے مل سکتے ہیں

درسی کتب

ریاست مہاراشٹر میں ایک درسی کتب تیاری اور ریسرچ محکمہ بھی ہے جو اوّل تا ہفتم جماعتوں کے لئے درسی کتابیں شائع کرتا ہے اور کنٹرول قیمت پر فروخت کرتا ہے۔ اس کے علاوہ ساتویں سے گیارھویں جماعتوں کے لئے ثانوی تعلیم بورڈ کی شائع کردہ کتابیں بھی مذکورہ محکمہ کنٹرول داموں پر فروخت کرتا ہے۔ بعض نجی ناشرین کو اعلیٰ ثانوی جماعتوں کیلئے درسی کتابیں تیار کرنے کی اجازت اس شرط کے ساتھ دی گئی ہے کہ کتاب کی قیمت فی صفحہ ۵ء۴ پیسے سے زیادہ نہ ہو۔ اس طرح بڑی حد تک درسی کتابوں کی قیمتوں پر کنٹرول کیا گیا ہے۔

نیز اس محکمہ نے کالج کے طلبہ کے لئے مختلف مضامین پر مراٹھی میں کتابیں شائع کی ہیں جن کی قیمت تیاری لاگت کے حساب سے مقرر کی جاتی ہے۔ فی الحال مہاراشٹر میں یونیورسٹیاں اپنی مقرر کردہ منتخب کتب (SELECTIONS) چھاپتی اور شائع کرتی ہیں اور نہ نفع نہ نقصان کے اصول پر طلبہ کو فروخت کرتی ہیں۔ اگر یکساں نصاب اور یکساں کتب ہوں تو بڑی تعداد میں کم قیمت پر اُن کی طباعت واشاعت میں سہولت ہوگی۔ یہ مسئلہ ریاستی حکومت کے زیر غور ہے (مزید صفحہ ۴۲ پر)

پنڈت نہرو اور جذباتی یکجہتی

آزاد گلاٹی
گورنمنٹ کالج
نابھہ 147201
پنجاب

ہندستان ایک ایسا ملک ہے جس میں صدیوں سے مختلف عقائد کے لوگ رہتے آئے ہیں۔ جیسا کہ پنڈت نہرو نے "ڈسکوری آف انڈیا" (Discovery of India) میں لکھا ہے: "ہندوستان میں یہ تنوع کسی بھی شخص کو محسوس ہو سکتا ہے، کیونکہ یہ بالکل ظاہر ہے۔ اس کا تعلق نہ صرف ہندوستان کے جغرافیائی حدود اربعہ سے ہے، بلکہ ہندوستانیوں کے ذہنی مزاج و اطوار سے بھی ہے۔ لیکن اس کثرت میں بھی ایک وحدت کارفرما ہے۔" ہندوستان اُن سب کا ہے جو اس دھرتی پر پیدا ہوئے ہیں اور جن کی پرورش اسی فضا میں ہوئی ہے، چاہے وہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں، کسی بھی زبان کے شیدائی ہوں اور کسی بھی سیاسی نقطۂ نظر کے حامل ہوں۔ اُن سب نے ہندوستان کے مشترکہ تہذیب و تمدن کو مالا مال کرنے میں اپنا حصہ ڈالا ہے۔ یہاں ہر فرد اپنے مقام پر اپنے وجود کی علیحدگی کو برقرار رکھتے ہوئے بھی غیر محسوس طور پر ایک ایسی لڑی میں پرو دیا گیا ہے جو اُسے باقی ہم وطنوں کے ساتھ منسلک رکھتی ہے۔ اس طرح اس کے علیحدہ وجود کی اہمیت کم نہیں، بلکہ دوبالا ہو جاتی ہے۔ ہندوستانی تہذیب کا پیرہن مختلف رنگوں کے دھاگوں سے بنے ہوئے نقش و نگار سے مزیّن ہے۔ وسعتِ نظر اور جامعیت نے ایک ایسے ڈھانچے کی تشکیل کی ہے جس نے صدیوں سے ہندوستانیوں کو تمدنی طور پر متحد رکھا ہے اور ہندوستان کی طبعی اور ثقافتی وحدت کو برقرار رکھا۔

پنڈت نہرو اسی تہذیبی ورثے کی مکمل اور جامع تصویر تھے۔ انہوں نے بارہا اپنی تحریر و تقریر میں فرمایا کہ ہندوستان ایک وسیع کنبہ ہے اور اس کنبہ کے افراد سے یہ توقع کرنا کہ وہ سب یکسانیت کے رنگ میں رنگے ہوں، نہ صرف غیر موزوں ہے بلکہ غلط بھی۔ لیکن ان تمام افراد کو ایک ہندوستانی قوم بنائے رکھنے کے لئے اُن میں جذباتی ہم آہنگی کا ہونا بھی ضروری ہے۔ بقول رادھا کمُد مکرجی "محض تنوع، وحدت کے خلاف کوئی ثبوت نہیں ہے، بلکہ یہ تو زندگی اور قوت کی علامت ہے"۔ یہی زندگی اور قوت ہے جسے برقرار رکھنے کے لئے جذباتی ہم آہنگی کی ضرورت ہے۔ جذباتی یکجہتی دراصل ایک ایسا نقطۂ نظر ہے، دماغی فضا کی ایک ایسی تربیت ہے، جس سے ہم میں "میں" کی بجائے "ہم" کا احساس زیادہ کارفرما ہوتا ہے۔ پنڈت نہرو اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اس قسم کی جذباتی یکجہتی آج کے ہندوستان کے ارتقا و بقا کے لئے ناگزیر ہے۔

ہندوستان کی تمام تر کثرت کے پس منظر میں جو وحدت ہے، اُس نے ہندوستان کو صدیوں تک بکھرنے سے بچائے رکھا ہے۔ یہی وہ وحدت ہے جسے ہم، بقول پنڈت نہرو، "اس دھرتی کے پہاڑوں میں بھی محسوس کرتے ہیں اور دریاؤں میں بھی، راجستھان

کے ریگزاروں میں بھی، اور گنگا اور سندھ کے لالہ زاروں میں بھی۔" یہی وہ وحدت ہے جو صدیوں کے سرد و گرم کے بعد ہندوستانی تہذیبی ورثہ کی شکل میں ہم تک پہنچی ہے۔ ہمارا یہ مشترکہ ورثہ مشترک تہذیبوں کا نتیجہ ہے۔ ہندوستان میں ہر نو وارد تہذیب کو خود میں سمو لینے کی صلاحیت رہی ہے۔ لیکن جب بھی ہم نے اپنے ثقافتی تجربے اور ورثے کو بھلا دیا ہے، ہم غلام ہو گئے ہیں۔ پنڈت نہرو بجا فرماتے ہیں کہ "اگر ہم اب آزاد ہیں تو اس لئے نہیں کہ ہم نے آزادی سیاسی ساز باز سے حاصل کی ہے، بلکہ اس لئے کہ اب ہم میں جذباتی ہم آہنگی نے ایک نظم و ضبط پیدا کر دیا ہے۔ اور ہمیں ملک کے مفاد پر ذاتی مفاد کو قربان کرنے کا سبق دیا ہے۔

جہاں ہندوستان کا عظیم ماضی تمام ہندوستانیوں کا مشترکہ ورثہ ہے وہاں اس کے روشن مستقبل کی ضمانت بھی تمام ہندوستانیوں پر فرض ہے۔ اس تہذیبی ورثے کو سنبھالے رکھنے کے لئے ہمیں ہر قسم کی تنگ نظری اور نفرت کو ترک کرنا ہوگا۔ اور جذباتی ہم آہنگی کے ایک احساس کو پیدا کرنا ہوگا جس

میں ملک بھر کے لوگ ہم رشتہ ہو کر ایک مضبوط قومی اکائی بن جائیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ لوگ اپنی زبان۔ عقائد۔ مذہب اور سیاسی رجحانات سے کنارہ کشی کر لیں۔ بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ وہ ان کو آپس میں لڑنے جھگڑنے کے لئے استعمال نہ کریں۔ ۱۹۵۵ء میں بنگلور میں تقریر کرتے ہوئے پنڈت نہرو نے ارشاد فرمایا تھا: "جو بات ہمیں ذہن نشین کرنی ہے وہ ہندوستان کی جذباتی ہم آہنگی ہے۔ ہمیں وقتی جذبات کے رَو میں بہہ جانے سے خود کو بچانا ہوگا، چاہے یہ رَو سیاست میں مذہب کے بے جا استعمال کی ہو یا فرقہ پرستی اور ذات پات کی۔ ہمیں اس عظیم ملک کو ایک عظیم قوم بنانا ہے جو فکر و عمل میں بھی عظیم ہو، تہذیب و تمدن میں بھی عظیم ہو۔ اور انسانیت کی خدمت کے جذبے میں بھی عظیم ہو"۔

پنڈت نہرو اسی جذباتی ایکتا کے بارے میں ایک جگہ فرماتے ہیں: "یہ ہمارے دل و دماغ کی ہم آہنگی ہے اور علیحدگی پسند عناصر کو سر اٹھانے کی اجازت نہ دینے کا نام ہے۔" ان انتشار یہ رجحانات میں ذات پات کے تفرقات، صوبائی اور علاقائی برتری کا احساس، لسانی جھگڑے، فرقہ پرستی، مذہبی اور سیاسی عقائد میں اختلافات جیسے رجحانات شامل ہیں جو علیحدگی کے جذبے کو تقویت دیتے ہیں۔ اور ہماری جذباتی ہم آہنگی میں رخنے ڈالتے ہیں۔ ہر ذی شعور ہندوستانی کا فرض ہے کہ وہ ان رجحانات کے مقابلے کے لئے سینہ سپر رہے۔ ہماری تہذیب متحرک تہذیب ہے جسے یہ انتشار یہ رجحانات ساکت و جامد کر سکتے ہیں۔ یہ ہمیں چھوٹے چھوٹے طبقوں میں بانٹ کر ہم سے برداشت کی قوت چھین لیتے ہیں اور ہمیں باہمی نفرت کی آہنی دیواروں میں قید کر دیتے ہیں۔ جب انگریز ہندوستان پر قابض ہوئے تو کم و بیش ہم ایسے ہی رجحانات کا شکار تھے۔ بقول پنڈت نہرو: "انگریزوں نے ہندوستان کو فتح نہیں کیا۔ بلکہ ہماری ان کمزوریوں کا فائدہ اٹھایا جو ہم میں جذباتی یکجہتی کے وقتی زوال سے پیدا ہو گئی تھیں۔"

ہم اس جذباتی ایکتا کو برقرار کیسے رکھ سکتے ہیں ؟؟ اس سوال کا جواب بھی پنڈت نہرو نے واضح طور پر دیا ہے۔ ہمارا طرزِ حکومت جمہوری طرزِ حکومت ہے جس کی اساس اس بات پر ہے کہ سب کو سوچنے کی آزادی ہے۔ عقائد و عمل کی آزادی ہے۔ خیالات اور اظہارِ خیالات کی آزادی ہے۔ جمہوری طرزِ حکومت تلوار کی نوک سے اپنی بات دوسروں سے نہیں منواتا۔ اس کا طریقہ دوسروں کے نقطۂ نظر کو سمجھنے اور بحث و مباحثہ سے مسائل کا حل نکالنے کا ہے۔ جذباتی ہم آہنگی کی بنیاد اس وقت مضبوط ہوتی ہے جب ہم سب اس طرح سے اخذ کئے گئے فیصلوں پر عمل پیرا ہوں، چاہے وہ ہم میں سے کچھ کے ذاتی مفاد کے خلاف ہی کیوں نہ ہوں۔ یہی ایک طریقہ ہے جس سے ہم اپنی علیحدگی برقرار رکھتے ہوئے بھی ایک قومی اکائی بن سکتے ہیں اور ملک کی بہتری اور بہبودی کے لئے مل کر کام کر سکتے ہیں۔ پنڈت نہرو نے ایک بار فرمایا تھا:

"جذباتی ہم آہنگی ملک کے ہر پہلو سے ترقی کے لئے باہمی اشتراک کا نام ہے۔" یہی وہ روحانی اکائی ہے جس میں سب تفرقات، سب اختلافات، سمو جاتے ہیں۔ یہ ایک ایسا سمندر ہے جس میں کئی قسم کے دریا آکر ملتے ہیں، لیکن سب ہم آہنگ اور یکجا ہو کر، اپنی دوئی کو مٹا کر، وسیع سمندر کا ایک حصہ بن جاتے ہیں۔ ہندوستان کا ماضی ہم سب کا ہے۔ اس کا حال اور مستقبل بھی ہم سب کے ہیں۔ ہم سب نے مکمل جذباتی یکجہتی کے ساتھ اس ورثہ کو قبول کیا ہے جو ہمیں ماضی سے ملا ہے اور یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اسے آنے والی نسلوں کو سونپیں تو ماضی کی گمراہیوں سے پاک کر کے، ایک صحت مند اور قومی ورثہ کی شکل میں ــ اور یہ تبھی ممکن ہے جب ہم ایک ہم آہنگ طرزِ زندگی اپنائیں ایک ایسی وحدت کے احساس سے مل کر جیئیں جو لسانی۔ طبقاتی اور سیاسی تنگ نظریوں سے بالاتر ہو۔

زیڈ عابد

(بھیونڈی)

۱۷ یتیم خانہ کالونی، عقب رئیس ہائی اسکول، بھیونڈی۔ ضلع (تھانہ)

ایمرجنسی
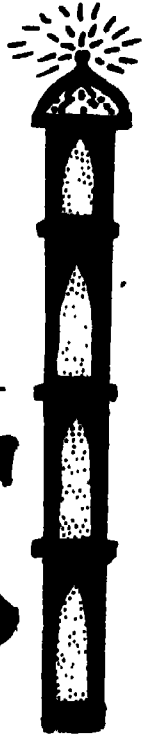
اے وطن، اے مرے عزیز وطن
بعد از مدتِ دراز سہی
زندگی کا جمود ٹوٹ گیا
میری رگ رگ میں خون دوڑ گیا

جیسے
"کھو" [۱] کہدیا کسی نے مجھے
اور میں
دوڑنے لگا۔ چو گرد
اپنے دشمن پہ وار کرنے لگا
اک قیامت سی ہو گئی برپا
دشمنوں میں مچی ہے بھگدڑ سی
اُن کو یہ ڈر
کہ اُن کا اک اک فرد
میرے ہتھے کہیں نہ چڑھ جائے
دیکھتے دیکھتے نہ مر جائے
میری کوشش
کہ یہ میرے دشمن
بھوک، افلاس اور بیکاری
نفع خوری، ذخیرہ اندوزی
رشوتیں اور چور بازاری
یہ تعصب، یہ قتل و خوں، یہ نزاع
ایک اک کرکے ختم ہو جائیں
میرے ہاتھوں تمام ہو جائیں
پاک ہو جائے دشمنوں سے سماج
پھول برسائے مجھ پہ جنتا راج

---

[۱] مہاراشٹر کا ایک مقبول عام میدانی کھیل جسے "کھوکھو" کہا جاتا ہے۔

رام پرکاش راہیؔ

سی۔ ۱۸۰ قدوائی نگر،
نئی دہلی۔ ۱۱۰۰۲۳

لوک مانیہ تلک

بھنور کی بھول بھلیوں سے آشنا تھا تلک
وطن کی ڈولتی نیّا کا ناخدا تھاتلک

وہ حریت کے تقاضے سے جنم لایا تھا
ہر ایک رمز مشیت سے آشنا تھا تلک

بھرا تھا فلسفہ گیتا کا اُس کی رگ رگ میں
عمل میں اور نقیبوں سے ماسوا تھا تلک

وہ سربراہِ مجرّد، ستونِ استقلال
بساطِ جہد کا ممتاز پیشوا تھا تلک

وثیقِ عزم واردات، خودی کا شیدائی
اِک انقلابِ مسلسل کی انتہا تھا تلک

بگولا بن کے جو اُٹھا شِوا کی دھرتی سے
تمام ملک کے تیور پہ چھا گیا تھا تلک

وہ فکریات کے پیکر میں مخزنِ احساس
نئے شعور کا بے باک رہنما تھا تلک

گھٹی گھٹی سی تمنّا کو دی ادائے ظہور
پُرانے درد کی تلخی ہوئی دوا تھا تلک

ہمیں ہے ناز کہ اک دورِ کم شناسی میں
دل و دماغ کی مشعل جلا گیا تھا تلک

مماثلِ مہ و انجم رہے گا نام اس کا
بساطِ ہند کا اِک دُرِّ بیش بہاتھاتلک

یونس اگاسکر

۱۲۲، سینٹ زیویرس ہوسٹل
دھوبی تلاؤ، بمبئی ۱

اردو کے آغاز وارتقا سے متعلق نظریاتی اختلاف پایا جاتا ہے لیکن اس بات پر اکثریت کا اتفاق ہے کہ اردو کھڑی بولی کے اس روپ کی ارتقائی شکل ہے جو دلی اور اس کے اطراف میرٹھ، ہریانہ اور پنجاب تک مروج تھا۔ اس روپ سے جب فارسی، عربی اور ترکی زبانوں میں میل ہوا تو ایک ملی جلی بھاشا وجود میں آئی۔ فارسی، عربی، ترکی زبانیں ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد کے ساتھ آئیں۔ اور مسلمانوں کی حکومتوں کے استحکام کے بعد اُن کے کلچر اور اُن کی زبانوں نے ہندوستان کے کلچر اور اس کی زبانوں کو متاثر کیا۔ ان میں سب سے زیادہ متاثر ہونے والی زبان کھڑی بولی تھی جسے پنجاب کے راستے آنے والے مسلمانوں کی زبانوں نے متاثر کیا۔ یہ فارسی ترکی بولنے والے مسلمان پہلے پنجاب میں اور پھر دلی میں مقیم ہوئے۔ آہستہ آہستہ ان کا قبضہ سارے شمال پر ہوگیا۔ محمود غزنوی سے محمد بن تغلق تک ایک ملی جلی زبان شمال ہی میں پروان چڑھتی رہی۔ محمد بن تغلق کے قبضۂ دکن کے بعد اس زبان کے بولنے والے افراد راجدھانی کی تبدیلی کے ساتھ دکن میں آئے۔ یہاں اُن کی آمد سے گجری زبان کا مہاراشٹری زبان سے سنگم ہوا اور اس کا ایک نیا روپ وجود میں آیا جسے دکنی کہا گیا۔ دہلی کے حکمرانوں نے گجرات کو اپنے قبضۂ اقتدار میں لے لیا تھا اس لئے کھڑی بولی کی ارتقا پذیر شکل گجرات پہنچی۔ یہاں گجراتی پراکرت سے اس کا اتصال ہوا۔ اور وہ گجرات کے رنگ میں رنگ گئی۔ اس طرح اس کا ایک اور سجیلا روپ نکھرا جسے گجری کے نام سے یاد کیا جانے لگا۔ آگے چل کر دکن اور گجرات دونوں تغلقوں کے عہد میں دہلی کی اطاعت سے آزاد ہوگئے اور یہاں خودمختار حکومتیں قائم ہوگئیں۔ نتیجے میں دکنی اور گجری بولیاں آزادانہ طور پر ترقی کرنے لگیں۔ اور شمال کی زبانیں خصوصاً کھڑی بولی سے دور ہوگئیں۔ اس طرح مسلمانوں کی آمد سے شروع ہونے والی ملی جلی بھاشا کے تین الگ الگ روپ پروان چڑھنے لگے۔ دکنی، گجری اور شمالی، رفتہ رفتہ ان تینوں بولیوں میں تصنیف وتالیف کا سلسلہ شروع ہوگیا اور تینوں کی ادبی حیثیت مستحکم ہوگئی۔

زبان کی تاریخ میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اس کی مختلف بولیوں میں سے کسی ایک بولی کو سیاسی لسانی تہذیبی وجوہات کی بنا پر معیاری درجہ حاصل ہوجاتا ہے اور پھر ہر بولی کے بولنے والے اسی معیاری روپ کو اپنانے پر مجبور ہوجاتے ہیں۔ اردو کے ساتھ ایسا ہی ہوا۔ کئی سو سال کے بعد شمالی ہند کی زبان مستند اور معیاری تسلیم کرلی گئی اور دکن اور گجرات والوں نے اس کو ادبی وعلمی زبان کی حیثیت سے اپنالیا اس طرح ادبی میدان میں دکنی اور گجری بجھ گئیں لیکن آج بھی دکن وگجرات کے اردو بولنے والوں کے گھروں میں اُن کی اپنی بولی ہی رائج ہے۔ اُن میں دکنی کی اپنی الگ ادبی حیثیت بھی ہے اور اس میں ادبی تخلیقات کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ دکنی بولنے والوں کا علاقہ خاصا وسیع ہے۔ حیدرآباد، اورنگ آباد، دوربھا، جالنہ، بیڑ، ناندیڑ وغیرہ متعدد ضلعوں اور شہروں میں دکنی کا چلن عام ہے۔ گجری بولنے والے گجرات میں چھوٹی چھوٹی بستیوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ یہ نسلاً گجراتی نہیں ہے۔ ان کا سلسلہ نسل شمال سے آئے ہوئے باشندوں سے جاملتا ہے۔ گجرات میں انہیں عموماً سپاہی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ لفظ سپاہی ایک خاص طبقے کی طرف اشارہ کرتا ہے کبھی پیشے

کی طرف منہیں۔

جس زمانے میں گجرات اور دکن میں اردو پروان چڑھ رہی تھی اور ادبی زبان کی حیثیت سے استعمال ہونے لگی تھی اس زمانے میں شمالی ہند میں فارسی کا زور تھا اور اردو کو پڑھے لکھے لوگ منہ لگانا پسند نہیں کرتے تھے۔ لیکن گجرات اور دکن میں صوفیوں اور عالموں نے دین کی تبلیغ کے لئے اس نئی زبان کو ذریعہ بنایا۔ اس لئے کہ یہ صوفی اور عالم شمال سے آکر یہاں بسے تھے۔ اور لوگوں کی مقامی بولی سے ناواقف تھے۔ پھر ان کے ساتھ آئے ہوئے مسلمان بھی بس وہی زبان سمجھ سکتے تھے۔ بعد میں جب مقامی لوگ مسلمان ہوئے اور شمال سے آئے ہوئے لوگوں سے ان کے شادی بیاہ کے رشتے ہوئے تو گجری اور دکنی کا اثر اور حلقہ وسیع ہوتا گیا۔ اس کے علاوہ گجرات اور دکن میں فارسی کا چرچا کم تھا۔ اس لئے دکنی اور گجری ہی کو حکومت کے کاموں میں بھی استعمال کیا جانے لگا۔ خاص طور سے دکن کی عادل شاہی اور قطب شاہی حکومتوں میں تو دکنی راج کرنے لگی۔ یہاں تک کہ ان مملکتوں کے درباری شاعر اور خود بادشاہ تک دکنی ہی میں شعر کہتے تھے۔ ملا وجہی جیسا دکنی کا سب سے بڑا شاعر اور نثر نگار قطب شاہوں کا درباری شاعر تھا۔ اس کی کتاب "سب رس" اردو نثر کا شاہکار ہے۔ ملا وجہی کی "سب رس" اور ولی کا دیوان دیکھ کر دکنی کی حیران کن ترقی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حالات کا پانسہ نہ پلٹ گیا ہوتا اور دکن کو شمال پر فوقیت حاصل ہو گئی ہوتی تو آج کی معیاری اردو دکنی ہوتی۔

شمالی ہند میں شعر و شاعری کا چرچا بھی دکنی شاعروں کے اثر کا نتیجہ ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جب ولی اپنا دیوان لکھ کر عہد عالمگیری میں دلی پہنچے تو وہاں کے شاعر ولی کا کلام سن کر حیرت زدہ رہ گئے۔ اس وقت شمالی ہند میں فارسی میں طبع آزمائی ہوتی تھی۔ اردو میں شعر محض منہ کا مزا بدلنے کے لئے کہے جاتے تھے۔ ولی کے اثر سے شمال میں اردو شعر گوئی نے زور باندھا اور تمام بڑے شاعروں نے اردو میں باقاعدہ طبع آزمائی شروع کر دی۔ آہستہ آہستہ شمال میں شعر گوئی کا اتنا چرچا ہوا کہ خود ولی کی زبان بھی اس سے متاثر ہو گئی چنانچہ ولی کی آخری دور کی غزلوں کی زبان شمالی اردو سے قریب ہے۔ لیکن ولی کے اثر کو شمال والوں نے تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ میر جیسے عظیم شاعر نے اس کا اعتراف اس شعر میں کیا ہے: ؎

خوگر نہیں کچھ یوں ہی ہم ریختہ گوئی کے
معشوق جو تھا اپنا باشندہ دکن کا تھا

عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ گجری اور دکنی دونوں میں کوئی فرق نہیں سوائے اس کے کہ پہلی میں گجراتی کے الفاظ پائے جاتے ہیں اور دوسری میں مراٹھی کے، لیکن ایسا نہیں ہے۔ دونوں میں کچھ صرفی و نحوی اختلافات بھی پائے جاتے ہیں جو ایک کو دوسرے سے ممتاز کرتے ہیں۔ مثلاً قدیم گجری میں حروف جر یعنی prepositions مثلاً 'میں' 'سے' 'تک' وغیرہ کا استعمال نہیں پایا جاتا چنانچہ "لیلیٰ کے منہ میں بات کی" بجائے "لیلیٰ منہ بات" اور "کسی سے کام نہ ہو سکے" کی جائے "کسی کام نہ ہووے" جیسے جملے ملتے ہیں۔ دکنی میں یہ جملے یوں ہوں گے 'لیلیٰ کے منہ میں بات' "کسی نے کام نہ ہووے"

اسی طرح گجری میں آخری حرف علت پر نون غنہ بڑھانے کا رجحان پایا جاتا ہے: مثلاً میرا کہنا کو میراں کہناں اور خوبی کو خوبیں کہا جاتا ہے۔

بعض خصوصیتوں میں دکنی اور شمالی قریب ہیں لیکن گجری کا الگ انداز ہے۔ مثلاً دکنی اور شمالی میں تھکنا بولتے ہیں تو گجری میں تھاکنا، دکنی اور شمالی میں دامن ہے گجری میں داون ہے۔ جہاں تک دکنی اور شمالی کا تعلق ہے ان دونوں کے اختلافات اتنے زیادہ ہیں کہ بیان کرنا مشکل ہے۔ اس کیلئے کافی وقت درکار ہے البتہ نمونے کے طور پر چند مثالیں پیش کر دوں۔

دکنی میں اسم کی جمع الف اور نون غنہ لگا کر بنائی جاتی ہے مثلاً ڈھول سے ڈھولاں کتاب سے کتاباں شمالی میں واو اور نون غنہ لگایا جاتا ہے۔ مثلاً ڈھولوں، کتابوں یا یے نون غنہ کا اضافہ کر لیا جاتا ہے۔ جیسے کتابیں یا واحد ہی کو جمع کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے مثلاً بہت سے ڈھول۔ اس لحاظ سے دکنی انگریزی سے قریب ہے جس میں ایک ہی جمع بنانے کا قاعدہ بہت عام ہے۔ اور وہ ہے حرف S کا اضافہ کرنا۔

اس کے علاوہ دکنی کی یہ خصوصیت بھی قابل ذکر ہے کہ اس میں فعل فاعل کے مطابق ہوتا ہے۔ جبکہ شمالی میں مفعول کے مطابق۔ مثال کے طور پر شمالی اور دکنی کے یہ جملے دیکھئے۔ میں پہلے شمالی کا جملہ پیش کروں گا اس کے بعد دکنی کا:

شمالی	دکنی
لڑکے نے روٹی کھائی	لڑکا روٹی کھایا
لڑکے نے روٹیاں کھائیں	لڑکا روٹیاں کھایا
لڑکوں نے روٹی کھائی	لڑکے روٹی کھائے
لڑکوں نے روٹیاں کھائیں	لڑکے روٹیاں کھائے

حقیقت یہ ہے کہ حالات کا پانسہ نہ پلٹ گیا ہوتا اور دکن کو شمال پر فوقیت حاصل ہو گئی ہوتی تو آج کی معیاری اردو دکنی ہوتی

مراٹھی :- سانے گروجی

اردو :- بدیع الزماں خاوَر

ڈ منشکر کوارٹرس، منڈنگڈ روڈ، پوسٹ ڈاپولی۔
ضلع رتناگیری (مہاراشٹر)
415712.

(سانے گروجی کی
کی مشہور
مراٹھی نظم
"कसे लरी मग
जग दिसते"
کا

اردو ترجمہ)

خدا ہی جانے، جہاں کا نقشہ
دکھائی دیتا عجیب کتنا!

اگر نہ دھرتی پہ پھول سے کھلتے
اگر نہ ہنستے جہاں میں بچے
اگر نہ ہوتے فلک پہ تارے
اگر نہ گاتیں ہوائیں نغمے
خدا ہی جانے، جہاں کا نقشہ
دکھائی دیتا عجیب کتنا!

اگر نہ بہتے زمیں پہ دریا !
اگر نہ سورج طلوع ہوتا
اگر نہ ہوتے درخت پیدا
اگر نہ راتوں کو چاند اُگتا
خدا ہی جانے، جہاں کا نقشہ
دکھائی دیتا عجیب کتنا!

اگر نہ بادل، زمیں پہ چھاتے
اگر نہ یہ کھیت لہلہاتے
اگر پرندے نہ چہچہاتے
اگر چرندے نظر نہ آتے
خدا ہی جانے، جہاں کا نقشہ
دکھائی دیتا عجیب کتنا!

نہ ہم، یہ ماں کا دلار ہوتا
نہ گر، جہاں میں یہ پیار ہوتا
نہ گر، کوئی غم گسار ہوتا
نہ گر، یہاں کوئی یار ہوتا
خدا ہی جانے، جہاں کا نقشہ
دکھائی دیتا عجیب کتنا!

نہ ہوتی گر، یہ دلوں میں قربت
نہ ہوتی گر، باہمی اخوّت
نہ ہوتی گر، آنسوؤں کی دولت
نہ ہوتی دُنیا میں گر، مسرت
خدا ہی جانے، جہاں کا نقشہ
دکھائی دیتا، عجیب کتنا!

بڑی ہی انمول، یہ زمیں ہے
یہاں ہے جو شئے وہ بہترین ہے
یہاں کی ہر چیز، دل نشیں ہے
اسی لئے، سہل ہے یہ جینا
اسی لئے، زندگی حسیں ہے

اگر یہ سب کچھ یہاں نہ ہوتا
جو آج ہے، یہ جہاں نہ ہوتا
تو کون جانے ؟ جہاں کا نقشہ
دکھائی دیتا عجیب کتنا!

بقیہ :- وزیر اعلیٰ کا پیغام

مقررہ مدت میں مکمل کرتا ہے تاکہ زمین حاصل کرنے والے سر پر کھڑی خریف فصل کی تیاری کر سکیں۔

ہماری معیشت میں سب سے زیادہ اہمیت کی حامل زراعت ہے اسی لئے میں نے خاص طور پر اس پر زیادہ زور دیا ہے۔ لیکن مجھے یہ جان کر خوشی ہوتی ہے کہ ہمارے کاشتکار اپنے بھائی صنعتی ورکروں کی طرح موجودہ وقت میں اپنی ذمہ داریوں سے پوری طرح واقف ہیں۔ انہوں نے بھرپور محنت کے ساتھ پیداوار کو ایک نیا تناسب عطا کیا ہے اور قوم کی اہمیت کو ایک نئی قوت بخشی ہے اس کو ممکن بنانے میں ایک طرف تو صنعتی امن نیز عوام اور نفاذی مشنری کے درمیان اور دوسری طرف آبادی کے مختلف طبقوں کے درمیان تعاون نے فضا ہموار کی ہے جنگالی حالات کے سبب محنت کشوں میں جو نیا جوش و خروش پیدا ہوا ہے اس کو بڑی احتیاط سے قائم رکھنا چاہئے۔ اس لئے مالکان کا یہ فرض ہو جاتا ہے کہ وہ کوئی ایسا اقدام نہ کریں جس سے محنت کشوں کے حوصلے پست ہوں۔

۲۰ نکاتی پروگرام کی سب سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ بنیادی کردار میں تبدیلی ہو رہی ہے جس سے نئے تصورات جنم لے رہے ہیں اور افراد میں یہ جذبہ پیدا ہو رہا ہے کہ وہ ان تصورات کو حقیقت میں ڈھالنے کی کوشش کریں۔ اب تک کسی نے سنا تھا کہ صرف ایک سال کی مدت میں بے گھروں کے لئے ایک لاکھ بیس ہزار مکان تعمیر کرا دئے گئے! ہماری ریاست میں یہ کر دکھایا گیا اور تین لاکھ ۶۱ ہزار بے زمین اور بے گھر لوگوں میں سے چند کو چھوڑ کر سب کو مکان کے لئے زمین فراہم کی جا چکی ہے۔ آئندہ ڈھائی سال میں مہاراشٹر کے دیہی علاقوں میں کوئی بھی بے گھر نہیں رہ جائیگا۔ اسی طرح آپ نے بینکوں کے بارے میں سنا ہوگا کہ وہ بیل گاڑیوں، رکشا، بھیڑ اور بکریوں تک کے لئے قرض دے رہے ہیں۔ وہ کسی سبب کے بغیر ایسا نہیں کر رہے ہیں۔ ان کو معلوم ہو گیا ہے کہ غریبوں کا دل بہت صاف ہوتا ہے اور دولت مندوں کے مساوی ہی ان پر بھی بھروسہ کیا جا سکتا ہے۔ دیہی قرضداروں کو ان کے قرضوں سے نجات دلائی جا چکی ہے۔ ظالم سود خور ساہوکاروں کی جگہ پُر کرنے کے لئے قرض دینے والے اداروں کا ایک مضبوط نظام تیار کر لیا ہے۔ کاشتکاروں کو کسی قسم کا کوئی دھوکا نہ دے سکے اسی لئے ان کو کھاتے پستیکا، ایک قسم کی پاس بک دی جا رہی ہے جس میں تمام ضروری قومی راج

اندراج ہوں گے اور تمام معاملات میں بنیادی دستاویز کا کام دیگی۔

ہم دیہی غریبوں پر دھیان دے رہے ہیں مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم نے ان شہری غریبوں کی طرف سے آنکھیں بند کر لی ہیں جو کہ گندی بستیوں میں بے حد مشکل زندگی گذار رہے ہیں۔ سماجی انصاف کا تصور ان کو بھی بنیادی ضروریات کا مستحق قرار دیتا ہے تاکہ ان کی زندگی بھی جینے کے لائق ہو سکے۔ اس بات کو دھیان میں رکھتے ہوئے ہم ایسے اقدام کر رہے ہیں کہ ان کو پینے کا پانی، بہتر سڑکیں، روشنی اور ایسی ہی دیگر سہولتیں فراہم ہو سکیں اور اس کے لئے ہم نے گذشتہ چند مہینوں میں چند کروڑ روپے صرف کئے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ اس مسئلے کے حل کے لئے نہ تو یہ کافی ہے اور نہ ہی خوشحالی پھر بھی اس سے گندی بستیوں میں رہنے والوں کی زندگی میں جو تبدیلی ہوئی ہے وہ عیاں ہے اور اس سے آنے والے دنوں میں بہتر زندگی کی بشارت مل رہی ہے۔

اپنی تقریر کے آغاز میں ہی میں نے غذائی پیداوار میں اضافے پر اطمینان ظاہر کیا ہے مگر اناج کی مقدار تصویر کا صرف ایک ہی رخ ہے۔ اناج کی کوئی مقدار بھی اس آبادی کیلئے پوری نہیں ہو سکتی جو آج ہمارے ملک میں بے تحاشہ بڑھ رہی ہے اس لئے ایک ایسا راستہ اپنانا بے حد ضروری ہو گیا ہے جس سے اناج کی مقدار اور اس کے کھانے والوں کے درمیان تناسب برقرار رہ سکے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ اس کا واحد جواب اضافۂ آبادی کی روک تھام ہے۔ اس مسئلے پر ہر طرف سے وار کرنا ضروری ہے اور کافی غور و خوض کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اپنا نشانہ حاصل کرنے کیلئے لازمی نس بندی اب ایک واحد ذریعہ رہ گیا ہے۔ مرکزی حکومت نے لازمی نس بندی نافذ کرنے کے اقدام کو ریاستوں پر اس شرط کے ساتھ چھوڑ دیا ہے کہ اگر ان کے پاس اس قانون کے نفاذ کیلئے ضروری بندوبست ہے تو وہ ایسا قانون بنا سکتی ہیں۔ ریاست مہاراشٹر میں ہمیں یقین ہے کہ ایسا بندوبست موجود ہے۔ اس لئے قوم کے مفاد میں بھی اس پر عمل کرنے کی تجویز کرتا ہوں جو کہ تمام ذات، نسل اور فرقوں کے لئے یکساں ہوگا۔ میں تمام مذہبی اور لسانی جماعتوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ خاندانی منصوبہ بندی کے معاملے کو اختلافی مسئلہ نہ بنائیں بلکہ اس کی اہمیت کو محسوس کریں جو کہ عوام کی فلاح و بہبود سے متعلق ہے۔ قومی مفاد سب پر فوقیت رکھتا ہے۔

پچھلے سال کی سب سے بڑی دین باہمی تعاون، قومی شعور اور لگن ہے۔ انہیں چیزوں نے مجھے حالیہ ۲۶ اضلاع کے دورے کے دوران جن میں سے بعض کا میں نے دوبارہ دورہ بھی کیا سب سے زیادہ متاثر کیا۔ عوام میں میں نے ایک اعتماد اور ایسے احساس کو بیدار پایا جو کسی بھی مقابلے کے لئے انہیں تیار رکھے ہوئے ہے۔ ریاست میں وزیر اعظم کے حالیہ دورے میں ان کے احساسات بھی کچھ اسی قسم کے تھے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے کہ ہماری قومی منصوبہ بندی پیسوں پر مبنی نہیں ہے بلکہ مردوں اور عورتوں یعنی انسانوں پر مبنی ہے اس لئے یہ زیادہ بہتر ہوگا کہ ہم کہیں کہ ہماری قومی منصوبہ بندی سماج کے پسماندہ طبقات کی ضروریات پر مبنی ہے جنکی خواہشات کی عکاسی ۲۰ نکاتی پروگرام کے ذریعے کی گئی ہے۔

ان کی فلاح و بہبود ہی سے سماجی تبدیلیاں ممکن ہیں کیونکہ یہی لوگ آبادی کا سب سے بڑا حصہ ہیں۔ ہماری ریاست اس سلسلے میں سماجی اور معاشی بحالی کیلئے اقدام کرنے میں پیش پیش ہے۔

آئیے ہم مہاراشٹر کی سولہویں سالگرہ کے موقع پر ایک خوشحال مہاراشٹر اور خوشحال بھارت کی تعمیر نو کا ایک بار پھر عہد کریں۔ منزل مقصود تک پہنچنے کیلئے سوائے عمل پیہم اور مستحکم ارادوں کے کوئی بہتر اور معین راستہ نہیں ہے جو کہ ۲۰ نکاتی پروگرام کی عمل آوری میں مضمر ہے۔ اس سلسلے میں ہماری چھوٹی سی چھوٹی کوشش بھی ہمیں قوم کی تعمیر اور قوم کے مفاد کی منزل سے قریب تر کرنے میں معاون ثابت ہوگی۔ جے ہند

خاندانی منصوبہ بندی

آبادی میں دھماکہ خیز اضافہ سے عموماً معیشت اور ملک کو جو خطرہ لاحق ہے اس سے سب ہی بخوبی واقف ہیں۔ حالیہ مہم کے دوران کامیابی کے باوجود اس حکومت کی یہ پکی اور سوچی سمجھی رائے ہے کہ اضافہ آبادی کو روکنے کے لئے طویل عرصہ تک جنگ کرنا ہوگی اور اس جنگ میں جیت اس وقت تک حاصل نہ ہوگی جب تک کہ خاندانی منصوبہ بندی اور آبادی کی روک تھام کو زندگی کا معمول نہ بنا لیا جائے۔ — شری کے۔ ایم۔ پاٹل
وزیر صحت مہاراشٹر

انت کانیکر

دو موم بتیاں

مترجم: انجم عباسی
بندوق والا بلڈنگ بی بلاک روم ۲۱ جیل روڈ ناگپاڑہ — ممبئی ۹

آٹوگراف لینے کے لیے میرے پاس آئے ہوئے اُس لڑکے نے مجھے بڑی اُلجھن میں ڈال دیا۔ دستخط کرکے چھٹکارا حاصل کرنے کے خیال سے میں نے جیسے ہی اُس کے ہاتھ سے کاپی لینی چاہی وہ لڑکا بول اُٹھا "نہیں نہیں مجھے صرف دستخط نہیں چاہیئے۔ میرا ایک سوال ہے اُس کے جواب میں چار یا پانچ سطریں تحریر کرکے آپ دستخط فرمائیں"

"کون سا سوال؟" میں نے پوچھا۔

"آدمی کی زندگی میں سب سے زیادہ مسرت کا لمحہ کون سا ہوتا ہے؟" اُس لڑکے نے سنجیدگی سے پوچھا۔ "اس سوال کا جواب چار پانچ سطروں میں قلمبند کرکے آپ اپنے دستخط ثبت فرمائیں"

اس کا سوال سن کر میں مبہوت سا رہ گیا "ارے بابا" میں نے کہا جس سوال کا جواب بڑے بڑے فلسفیوں سے بھی نہیں بن پڑا اس سوال کا جواب تم مجھ سے مانگتے ہو۔ کتنے بھولے ہو تم! مجھے اس سوال کا کوئی جواب نہیں سوجھتا۔ تمہیں اگر میرا آٹوگراف چاہیئے تو لے لو اور دفع ہو جاؤ —"

"فلسفیوں کے خیالات کی مجھے ضرورت نہیں" اُس نے کہا "آپ ہی کی طرح کے لوگوں سے مجھے جوابات چاہیئں۔ آپ جو بھی چاہیں لکھ دیں۔ یہ دیکھئے بہت سارے لوگوں نے یہ جوابات دیئے ہیں —"

"لیکن میں ان کی طرح دانشور نہیں" میں نے پریشان ہو کر کہا "مجھے سچ مچ کچھ سوجھتا نہیں ایسے سوال کا فوری طور پر جواب دینا کوئی مذاق کی بات تھوڑے ہے؟" "آپ لوٹا نہ دیں" اس کے لہجے میں التماس تھی۔ "یہ کاپی رکھئے میں کل آؤں گا پرسوں آؤں گا۔ آپ جس وقت کہیں اس وقت آؤں گا"

اُس ہوشیار لڑکے کی شبنمی آنکھوں میں کچھ ایسی التجا تھی کہ میں انکار نہ کر سکا۔ "اچھا اچھا وہ بیاض یہاں رکھو اور کل پرسوں آجاؤ" میں نے کہا۔

اُس روز دوپہر تک کام میں مصروف رہنے کی وجہ سے اس کے سوال پر غور کرنے کی مجھے ذرا بھی مہلت نہیں ملی۔ لیکن اس کے بعد یکے بعد دیگرے تین واقعات رونما ہوگئے اور اب مجھے گمان ہو رہا ہے کہ میرے ذہن میں گونجتے رہنے والے اس سوال کا جواب دینے کے لئے ہی وہ واقعات وقوع پذیر ہوئے۔ کسی کام کی وجہ سے میں اپنی پہچان کے ایک بہت زیادہ امیر آدمی کے پاس گیا۔ وہ گھر میں نہیں تھا۔ اس کی بیوی کچھ فکرمند نظر آرہی تھی۔

"کہاں گئے وہ؟" میں نے پوچھا۔

"وہ نیا جرمن ڈاکٹر آیا ہے نا اُس کے پاس گئے ہیں۔ میں نے ہی انھیں بڑے اصرار سے بھیجا ہے" اُس نے جواب دیا۔

"کیوں، کیا ہوگیا انھیں؟" میں نے پوچھا۔

"کیا کہیں صاحب! ان کے پیچھے تو کوئی نہ کوئی پریشانی لگی رہتی ہے۔ کھنڈالے کے بنگلے کی رکھوالی کے لئے انھوں نے پٹھان رکھا تھا۔ وہ پٹھان ہی چوری کرکے بھاگ گیا یہ تو آپ جانتے ہی ہیں وہ پریشانی ابھی ختم بھی نہیں ہوئی تھی کہ اب انکم ٹیکس کی کیس در پیش ہے انھیں فی الحال نیند بھی نہیں آتی۔ کھانے پینے کی خواہش تو باقی ہی نہیں رہی۔ اس لئے میں نے سوچا کہ کم از کم اُس نئے ڈاکٹر کی دوا سے تو کچھ افاقہ ہوگا"

"اچھا تو یہ بات ہے" میں نے اُس سے کہا۔

اُس کے گھر سے نکل کر میں ریل سے گھر واپس آرہا تھا کہ مزدور تحریک میں کام کرنے والا میرا ایک پرانا دوست ڈبے میں ملا۔ بہت خوش تھا وہ! اپنا کام کیسی باقاعدگی سے چل رہا ہے اور تحریک کس قدر زور پکڑتی جارہی ہے اس کے متعلق بڑے دلنشیں انداز میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے وقت اُس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک پیدا ہو رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں حلقے پڑ گئے تھے اور اس کی داڑھی بھی خوب بڑھی تھی۔

"تمہاری آنکھوں میں کیسے حلقے پڑ گئے ہیں!" میں نے کہا "کیا ہو گیا ہے تمھیں؟" "ہٹ!" وہ بولا "مجھے کیا ہو گیا ہے! میں تو بہت ہی مزے میں ہوں۔ آنکھوں میں حلقے پڑے ہیں یا نہیں وہ تو مجھے معلوم نہیں۔ گذشتہ پندرہ دنوں سے آئینے میں شکل دیکھنے کی مجھے فرصت

بھی نہیں ملی ۔ اور رہا داڑھی کا معاملہ تو داڑھی
بنانے کے لئے میری جیب میں پھوٹی کوڑی تک
نہیں ہے۔"

اتنے میں چرچ گیٹ اسٹیشن آگیا اور وہ مجھ
سے ہاتھ ملاتے ہوئے بڑی بے فکری سے سیٹی
بجاتا ہوا نکل گیا۔

یکے بعد دیگرے پیش آنے والے ان دو
واقعات سے مجھے بڑا تعجب ہو رہا تھا۔ اپنی بے
پناہ خوشحالی میں مزید اضافہ کرنے کی نیت سے
انکم ٹیکس کے افسران کو دھوکا دیکر پندرہ لاکھ
کے سولہ لاکھ بنانے کی فکر میں ہلکان ہونے والا
اور مختلف مقامات کے کئی بنگلوں میں ہزاروں کا فرنیچر
گرد آلود پڑے رہنے پر بھی کھڑکی کے بنگلہ سے
چار کرسیاں پٹھان کے چرانے پر واویلا مچانے والا
یہ ہمارا دھنوان دوست فکرمند اور غمگین !
اور ایم اے پاس ہونے پر ملنے والی بھرپور تنخواہ
والی سروسیز کو چھوڑنے والا اور پس ماندہ قوم
کو آزادی دلا کر سکھی بنانے کے لئے اپنے سکھ
چین کی پرواہ نہ کرتے ہوئے، کبھی بھوکا پیاسا
تو کبھی آدھا پیٹ رہ کر دربدر بھٹکنے والا یہ کامریڈ
کتنا بے فکر ہے اور کیسا خوش و خرم ہے ---- !

میں اسی خیال اور دوسری پریشانیوں میں
غلطاں و پیچاں گھر چلا آیا اور تیسرا واقعہ پیش
آیا۔ مجھے موم بتی کی ٹھنڈی روشنی میں مطالعہ
کرنا پسند آتا ہے۔ اس لئے کرسی پر کھڑے ہو کر
میں موم بتیاں ڈھونڈنے لگا۔ ایک موم بتی
مکمل طور پر جل گئی تھی۔ موم بتی کبھی کبھار ہی
اس طرح جل جاتی ہے اس کے وجود کے ثبوت
میں صرف پیسے کے برابر موم کا حصہ باقی رہ گیا
تھا۔ دوسری موم بتی کو نہ جانے کتنے دنوں
تک ابرائی پر دھول سے اٹ جانے کی بنا
پر چیونٹیوں اور چوہوں نے کتر کتر کر بالکل ناکارہ
بنا دیا تھا۔ اس حالت میں پڑی ہوئی ان دو موم
بتیوں کو دیکھ کر نہ جانے کیوں مجھے ہلکی سی
ہنسی آئی اور دوسرے ہی لمحے ایک عجیب سا خیال
میرے دماغ میں کوند آیا۔ جن دو آدمیوں کے بارے
میں میں سوچ رہا تھا وہ دو آدمی ان دو موم بتیوں
کی طرح ہیں۔ اپنی جان کو محفوظ رکھنے اور
اپنی آسائش کی فکر میں الجھے ہوئے ایک
آدمی کی زندگی کتر کتر کر ختم ہو رہی ہے اور
دوسروں کو خنک، مسرت بخش روشنی دیتے
دیتے دوسرے کی جیون جیوت جلتی چلی جا رہی ہے۔

ایک ذرا تصور کیجئے اگر ان دو موم بتیوں میں
جان ہوتی تو "اپنی ذات کسی کے کام نہ آسکی،
اپنی زندگی سڑ گل گئی ہے" یہ تکلیف دہ احساس
مرتے مرتے ایک کے دل میں آگیا ہوتا، "اور اپنی
زندگی کا مقصد پورا ہو گیا آخری لمحے تک میں
نے دوسروں کو اجالا بخشا" اس مسرت بخش
خیال میں دوسرے کی زندگی کا آخری لمحہ ختم ہو گیا
ہوتا۔ آدمی کی زندگی کا سب سے زیادہ مسرت
کا لمحہ کون سا؟ اس سوال کا جواب اس لڑکے کو
چاہیئے تھا نا ! مل گیا مجھکو جواب ! آدمی کی زندگی
میں سب سے زیادہ مسرت کا لمحہ ہی وہ آخری لمحہ ہے۔
میں نے میز پر پڑی ہوئی اس کی بیاض اٹھائی اور
اس پر لکھ دیا، یہ ہے سچی مسرت کا لمحہ! خود کے لئے
زندہ رہنا مرنے کے برابر ہے اور دوسروں کیلئے جینا
ہی دراصل جینا ہے۔ سچی مسرت اس احساس میں ہے
کہ ہم دوسروں کے لئے جیتے ہیں ●●

سانتا کروز (مغربی) جھونپڑپٹی میں چھوٹے دھندے
والوں کو ۱۴ اپریل سنہ ۱۹۷۶ء کو بنک آف انڈیا کی
طرف سے وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان نے قرض
تقسیم کیا۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں شری چوان
ایک دھندے والے کو چیک دے رہے ہیں۔ بازو
میں بنک کے چیئرمین شری سی، پی، شاہ اور
وزیر مملکت برائے سول سپلائی شری جگیش دیسائی
بھی نظر آرہے ہیں۔

برق آشیانوی
موسیٰ کلیم (برق آشیانوی) 356-5-1، مشیرآباد، حیدرآباد-48 (آندھرا پردیش)

ایک دن وہ تھا کہ خلیل خاں فاختے اڑاتے تھے۔ اور ہم کبوتر۔ اب نہ خلیل خاں کے پاس فاختے رہے نہ ہمارے پاس کبوتر۔ چنانچہ آجکل خلیل خاں مکھیاں اڑا رہے ہیں اور ہم مچھر۔ کیوں کہ مکھیوں اور مچھروں کی اتنی کثرت ہوگئی ہے کہ اب خلیل خاں کی اور ہماری زندگی انہیں اڑانے میں گذرتی جارہی ہے اور وہ دن دور نہیں کہ خلیل خاں اور ہم مکھیاں اور مچھر اڑاتے اڑاتے ایک روز خود اڑ جائیں۔ چنانچہ اڑنے کے آثار کچھ عرصہ پہلے ہی ظاہر ہونا شروع ہوجاتے ہیں۔ یا یوں کہیئے کہ پر نکلنے لگتے ہیں۔ سب سے پہلے پیشانی کے حدودِ بلدیہ (بہ معنی صفائی) میں اضافہ ہونا شروع ہوجاتا ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے تین چار انگل کی قدرتی پیشانی ایک بالشت کی مصنوعی پیشانی میں تبدیل ہوکر رہ جاتی ہے۔ اس وقت یہ کہنا مشکل ہوتا ہے کہ پیشانی کی حد کہاں ختم ہوتی ہے۔ یا یہ کہ سر کی حد کہاں سے شروع ہوتی ہے۔ رفتہ رفتہ ایک دن ایسا بھی آتا ہے کہ سر کا وجود باقی نہیں رہتا اور پورا سر صحرائے اعظم کی طرح ایک وسیع و عریض پیشانی میں تبدیل ہوجاتا ہے۔ ادھر ہم سر کے بالوں سے پوری

طرح فارغ نہیں ہوئے تھے یا یوں کہنا چاہئے کہ "فارغ البال" نہیں ہوئے تھے، ایک نیا شگوفہ کھلا۔ اخبار اٹھا کر پڑھنا چاہتے ہیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ ہر لفظ کے حروف کو ایسا گڈمڈ کرکے لکھ دیا گیا ہے کہ کسی حرف کی واضح شکل ہی نظر نہیں آتی۔ الفاظ میں الفاظ، حروف میں حروف اور ان دونوں میں نقطے اس طرح پیوست ہوگئے ہیں کہ کوئی لفظ صاف پڑھا ہی نہیں جاتا۔ آنکھوں کو سکیڑ سکیڑ کر پڑھنے کی کوشش کرتے ہیں تو "تیس مار خاں" پڑھنے میں تیس منٹ لگ جاتے ہیں۔ اور آخر میں بڑی مشکل سے "بیس مار خاں" پڑھتے ہیں۔ ہم نے کاتبوں کو کوسنا شروع کیا کہ برا ہو ایسے کاتبوں کا جو ایک حرف سے دوسرے حرف کی شکل علٰحدہ نہیں بنا سکتے۔ بدخطی کے بارے میں تو یہ ایک عام خیال ہے کہ بدخطی اعلیٰ عہدہ دار، یا کوئی بڑے آدمی، یا کم از کم ڈاکٹر ہونے کی علامت ہے۔ مگر اب کاتبوں کے خط کو دیکھ کر یہ سمجھنا پڑا کہ یہ ادنیٰ درجے کے کاتبوں کی علامت ہے۔

ایک اخبار کے ایڈیٹر ہمارے دوست تھے۔ جن کی عمر صرف اخبار نکالنے اور بند کرنے میں

گذر گئی تھی لیکن ہمت کا یہ عالم تھا کہ دو سو سے زیادہ اخبار نکالنے اور بند کرنے کے بعد پھر ایک تازہ اخبار نکال چکے تھے اور بند کرنے کی تیاریوں میں مصروف تھے ۔ اتفاقاً اُن سے ہماری ملاقات ہوگئی ۔ تو ہم نے شکایت کی کہ " بھائی صاحب ۔ آپ اخبار کی کتابت اتنی خراب کیوں کرواتے ہیں ۔ ؟" انہوں نے حیرت سے دریافت کیا ۔ " کیا خرابی ہے کتابت میں ۔ ؟" ہم نے کہا ۔ " خرابی یہ ہے کہ کسی لفظ کو واضح طور پر نہیں لکھا جاتا ۔" انہوں نے کہا ۔ " کوئی مثال دیجئے ۔" ہم نے جل کر کہا ۔ " مثلاً یہ کہ آپ کا نام " تیس مارخاں " ہے اور وہ کچھ اس طرح لکھا جاتا ہے کہ ۔ تے ۔ ی ۔ اور س ۔ آپس میں مل جاتے ہیں بلکہ ایک دوسرے کے گلے میں ہاتھ ڈالے بیٹھے نظر آتے ہیں ۔ جس کی وجہ سے پورا لفظ ایک بڑا سا " س " نظر آتا ہے ۔ اوپر نیچے کے نقطے آکر حروف میں پیوست ہو جاتے ہیں ۔ پھر " تیس " کا لفظ " مار " میں گھس پڑتا ہے اور یہ دونوں الفاظ مل کر " خاں " کے پیٹ میں داخل ہو جاتے ہیں ۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ الفاظ کو علیحدہ علیحدہ لکھنے کے لیے کاتب صاحب کاغذ پر سے قلم اٹھانا نہیں چاہتے ۔" ہمارے ایڈیٹر دوست صاحب بڑے صبر و سکون سے مسکرا مسکرا کر ہماری بات سنتے رہے ۔ آخر میں ہنستے ہوئے اپنی آنکھوں یا یوں کہئے کہ ناک پر سے چشمہ اتارا اور کہا ۔ " ذرا یہ لگائیے ۔" ہم نے چشمہ لگالیا ۔ انہوں نے کہا ۔ " اب اخبار پڑھئے ۔" ہم اخبار پر نظر ڈالتے ہی اچھل پڑے ۔ اور کہا ۔ " واللہ حضرت ۔ یہ کیا جادو ہے اس چشمے میں الفاظ کی بات تو الگ رہی ، ایک ایک نقطہ الگ الگ اور بالکل صاف نظر آرہا ہے ۔" پھر اُن کے سر کی طرف دیکھ کر کہا ۔ " ارے ۔ آپ کے سر میں یہ سفید بال کہاں چھپے بیٹھے تھے ۔ ہمیں اب تک نظر نہیں آئے تھے ۔" انہوں نے ہماری آنکھوں پر سے چشمہ اتار لیا ۔ اور کہا ۔ " برادر ۔۔۔ چشمہ لگائیے ۔ آپ کی آنکھیں خراب ہوگئی ہیں ۔۔۔ معائنہ کرواؤ ۔ اور چشمہ بنوالو ۔۔۔"

آنکھوں کے سرکاری دواخانے میں ہمارے ایک دوست آئی اسپیشلسٹ (Eye Specialist) ہیں ۔ ہم نے اُن سے مل کر اپنا مدعا بیان کیا ۔ انہوں نے دواخانے پر بلوایا ۔۔۔ ہم دواخانے پہنچے ۔۔۔ انہوں نے کہا ۔ " ایک آنکھ بند کیجئے ۔" ہم نے ایک آنکھ بند کرنی چاہی ۔ تو دوسری بھی بند ہوگئی ۔" ہم اپنی اس نادانی پر بہت پچھتائے کہ جوانی میں اس کی مشق کیوں نہ کی ۔۔ اگر مشق ہوتی تو آج یہ دقت پیش نہ آتی ۔۔ انہوں نے ہماری آنکھوں پر بھاری بھرکم فریم چڑھایا ۔ پھر ایک آنکھ کے سامنے ایک موٹا سیاہ عدسہ رکھ دیا ۔ اب ہم ایک آنکھ سے دیکھ سکتے تھے ۔۔ انہوں نے اے ۔ بی ۔ سی پڑھوا کر نہ صرف ہماری آنکھوں کا بلکہ ہماری قابلیت کا بھی امتحان لے لیا ۔ دو ایک سطر جو موٹے حروف کی تھیں ، ہم نے آسانی کے ساتھ پڑھ لیں ۔ اس کے بعد پڑھا نہ جا سکا ۔ پھر دوسری آنکھ کا بھی ٹسٹ ہوا ۔ اس کے بعد قریب سے ایک اخبار پڑھنے کو کہا ۔ خاک پڑھا نہ گیا ۔ انہوں نے مختلف شیشے لگا کر حروف بڑھائے ۔۔ آخر دو عدسے دونوں آنکھوں کے سامنے ایسے رکھے جن سے صاف پڑھا جانے لگا ۔ تب کمپاؤنڈر کو بلا کر کہا ۔ " آپ کی آنکھوں میں دوا ڈال دو ۔" کمپونڈر ہمیں ایک ایسے کمرے میں لے گیا جہاں کئی " بندگانِ خدا " اور " بندیانِ پروردگار " اپنی اپنی آنکھیں بند کئے ایسے بیٹھے اور بیٹھی تھیں جیسے اپنے پچھلے گناہوں سے توبہ کر کے اب صرف اپنے خالق سے لو لگالی ہو ۔ یادِ الٰہی میں مصروف ان بندوں کو ہم حیرت سے دیکھ ہی رہے تھے کہ کمپونڈر نے ہمیں ایک بنچ پر بیٹھ جانے کو کہا ۔ ہم بیٹھ گئے ۔ تو اس نے ہمارا سر پکڑ کر اوپر اٹھایا اور دونوں آنکھوں میں چار چار قطرے دوا کے ڈال دیئے ۔ اور کہا ۔ " اب آنکھیں بند کر کے بیٹھے رہئے ۔ یاد رکھئے ۔ آنکھیں ہرگز نہ کھولئے ۔" اب ہماری سمجھ میں آیا کہ یہ زاہدانِ پاک باز نہیں ہیں ۔ بلکہ گناہ گار ہیں جو اپنی اپنی آنکھوں سے ہوئے گناہوں کی سزا بھگت رہے ہیں ۔ ہمارے سامنے والی بنچ خالی تھی ۔ ہم نے آنکھیں بند کرلیں ۔ پانچ منٹ تک صبر اور خاموشی سے بیٹھے رہے ۔ اس کے بعد بیزاری محسوس ہونے لگی ۔۔ اتنے میں کچھ اور گناہ گار بھی لائے جاکر ہمارے سامنے والی بنچ پر بٹھائے گئے ۔ جب کچھ چوڑیوں کی کھنک ہوئی اور نقرئی آواز سنائی دی ۔ تو ہم نے آہستہ آہستہ آنکھیں کھولیں ۔۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک

حسین و جمیل خاتون سامنے بیٹھی ہوئی ہیں۔ ہم نے آنکھیں بند کرنی چاہیں۔ لیکن اب آنکھوں نے بند ہونے سے صاف انکار کر دیا۔ ہم نے آنکھوں کو بہت سمجھایا کہ شرافت کے ساتھ بند ہو جائیں لیکن آنکھوں نے ہماری ایک نہ مانی۔ ہم پوری کوشش سے آنکھیں بند کرتے لیکن وہ نہایت آسانی سے فوراً کھل جاتیں۔ اب ہم نے آنکھوں کو زیادہ سزا دینا مناسب نہ سمجھا۔ پھر دل نے بھی یہی کہا۔ قدرت کے حسین نظاروں سے روگردانی اچھی نہیں۔ چنانچہ ہم نے آنکھوں کو کھلی چھوڑ دیا۔ اور انہیں اجازت دے دی کہ دل بھر کے دیکھتی رہیں۔ سب سے بڑی سہولت یہ تھی کہ وہاں ہر شخص آنکھیں بند کئے بیٹھا تھا اور کسی کو خبر نہ تھی کہ ہماری آنکھیں کھلی ہیں۔ اور کسی پر جمی ہوئی ہیں۔ اتنے میں کمپونڈر آ گیا۔ اس نے ہماری آنکھیں کھلی دیکھیں تو چلا کر کہا۔ صاحب آنکھیں بند رکھئے۔ ہم نے فوراً آنکھیں بند کر لیں۔ دو ایک منٹ بڑی بیقراری کے عالم میں گذرے اس کے بعد ڈرتے ڈرتے ہم نے آنکھیں کھولیں۔ پہلے اس بات کا اطمینان کر لیا کہ کہیں کمپونڈر تو موجود نہیں ہے۔ اس کے بعد پھر محو دیدار ہو گئے۔ کچھ دیر گذری تھی۔ ہم اس قدر محویت کے ساتھ اپنے کام میں منہمک تھے کہ ظالم کمپونڈر کب آ کر ہمارا شانہ ہلانے لگا ہمیں خبر نہ ہوئی۔ اس مرتبہ بڑی شرمندگی ہوئی۔ دل ہی دل میں ہم نے اس کمپونڈر کو بد دعا دی کہ خدا اس موذی کو ڈاکٹر بنا دے اور ڈاکٹر بھی ایسا ماہر و قابل کہ زندگی بھر نہ دن کو چین نصیب ہو نہ رات کو آرام۔ ظالم کمپونڈر ہمارے دوست ڈاکٹر صاحب کو بلا لایا۔ وہ آئے تو حالات حاضرہ کے معائنہ سے معاملہ کی تہہ تک پہونچ گئے۔ ویسے کمپونڈر بھی تہہ سے کچھ نیچے تک ہی پہنچ گیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے کان میں کہا۔

"مسٹر کمجار رہا ہے کیا؟" ہم نے بھی آہستہ سے جواب دیا۔ "جی نہیں۔ آنکھیں کمجا رہی ہیں۔" انہوں نے کہا۔ "اچھا تو آنکھوں کا علاج ابھی کئے دیتا ہوں۔ کیونکہ میں آنکھوں کا ڈاکٹر ہوں۔" یہ کہہ کر وہ چلے گئے۔ میدان خالی ہوتے ہی آنکھیں پھر میدان میں اتر گئیں۔ تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ ظالم ڈاکٹر ہماری بیوی کو جو اب تک کار میں بیٹھی ہوئی تھیں، بلا لایا۔ اور کہا۔ "آپ کے شوہر صاحب سے کہئے کہ آنکھیں بند کئے بیٹھے رہیں۔ ہماری یہ مانتے ہی نہیں ہیں۔" بیوی کو دیکھتے ہی ہماری آنکھیں تو آنکھیں، سانس بھی بند ہو گئی۔ بیوی نے ڈاکٹر صاحب سے نہایت سکون و اطمینان کے ساتھ کہا۔ "ڈاکٹر صاحب۔ آپ اطمینان رکھئے۔ اب یہ آنکھیں نہیں کھولیں گے۔ میں بھی یہیں بیٹھی رہوں گی۔" ہم نے کہا۔ "ہم کب سے آنکھیں بند کئے بیٹھے ہیں۔ بس ذرا جماہی آ گئی تو منہ کے ساتھ آنکھیں بھی کھل گئیں۔ بیوی نے کہا۔ "آپ فکر نہ کریں۔ اب جماہی بھی نہ آئے گی۔"

تقریباً دو گھنٹے آنکھیں بند کئے بیٹھے ڈاکٹر کو کوستے رہے کہ ظالم کو خدا "دل کا ڈاکٹر" بنا دے تو پتہ چلے کہ کسی معصوم دل کا دکھانا کیا ہوتا ہے۔ ڈاکٹر بنا پھرتا ہے۔ اور ہماری دوستی کا دعویٰ کرتا ہے۔ وقت پڑنے پر کھلی دشمنی کرتا ہے۔" جب دو گھنٹے سے زیادہ گذر گئے۔ تو کمپونڈر آیا۔ اور اس نے آنکھیں کھولنے کو کہا۔ ہم نے آنکھیں کھولیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ ہماری بیوی غائب ہیں۔ ہم نے کمپونڈر سے دریافت کیا کہ ہماری بیوی کب چلی گئیں تو اس نے اطمینان کے ساتھ کہا۔ "صاحب جیسے ہی آپ نے آنکھیں بند کر لیں وہ ہم سے یہ کہہ کر چلی گئیں کہ "آپ لوگ بے فکر رہیں۔ اب میرے شوہر آنکھیں نہیں کھولیں گے۔" البتہ یہ تاکید کر گئیں کہ ان کے جانے کی آپ کو خبر نہ ہونے پائے۔ اتنے میں ڈاکٹر سامنے سے مسکراتے ہوئے آئے۔ اور کہنے لگے۔ "چلئے اب آپ کا تفصیلی معائنہ کیا جا کر آپ کو نمبر دیا جائے گا۔ جب آپ نمبر والی عینک لگائیں گے تو ہر چیز صاف نظر آنے لگے گی۔ لیکن یاد رکھو صرف دیکھنے کی چیزیں دیکھا کرو۔" ہم نے جل کر کہا۔ "ارے میاں دیکھنے کی چیزیں تو بغیر عینک کے بھی صاف دکھائی دیتی ہیں۔" اس کے بعد ڈاکٹر صاحب نے ہماری آنکھوں میں جھانک جھانک کر اور روشنی ڈال ڈال کر دیکھا۔ پھر عینک کا نمبر دے کر کہا۔ اب عینک بنوا لو اور نمبر چیک کروانے کے لئے میرے پاس ضرور لے آنا۔"

بقایا "مہاراشٹر ترقی اور خوشحالی"

سنہ ۱۹۷۵-۷۶ء میں ۶۰۰۰ دیہاتوں کے نشانے کے مقابلے میں ۸۹۸ دیہاتوں کو بجلی فراہم کی گئی ہے اور ۳۰۰۰۰ کے نشانے کے مقابلے میں ۳۰۳۶۶ پمپ بجلی سے چلائے جا رہے ہیں۔ ان علاقوں کی ۹۰ فیصد ہریجن بستیوں میں بجلی پہنچائی گئی ہے۔

ہینڈلوم

ریاست میں ہینڈلوم پر دس لاکھ مزدور کام کرتے ہیں۔

حکومت ان کے لئے سولاپور، ناگپور، ناندیڑ اور بھنڈارہ میں ۱۲ شدید ترقیاتی پروجیکٹ قائم کرنے کی تجویز رکھتی ہے۔ اس سے تینیس ہزار بنکر مستفید ہوں گے۔

اس کے علاوہ طلبہ اور غریب طبقات کے لئے سماجی بہبود کے جو کام کئے جا رہے ہیں ان سے یقیناً عام آدمی میں خود اعتمادی اور مسرت و شادمانی کا جذبہ پایا جا رہا ہے۔ جو ملک و قوم کے لئے خوش آئند ہے۔

دودھ گنگا سینچائی پروجیکٹ ایک حوصلہ مندانہ پروجیکٹ ہے جو حکومت مہاراشٹر نے شروع کیا ہے۔ دودھ گنگا دریائے کرشنا کے دائیں کنارے پر بڑی معاون ندی ہے۔ یہ سہیادری گھاٹ میں ۳۱۰۰ فٹ کی بلندی پر اودک وائی گاؤں کے قریب سے نکلتی ہے اور مشرقی سمت بہتی ہے پھر جنوب مشرقی سمت بہتی ہوئی ریاست کرناٹک میں ایدور گاؤں پر دریائے کرشنا سے مل جاتی ہے۔ مہاتما ویر دکھشنی سنگم کا پوتر استھان ان دونوں ندیوں کے سنگم کے پاس واقع ہے۔ مغربی گھاٹ کے پہاڑی خطہ میں سولن کور تک خوب بارش ہوتی ہے۔ اور پانی بہہ بہہ کر ندی میں پہونچ جاتا ہے۔ البتہ آس پاس کے علاقے یعنی شیرول، اور کرندواڑ میں بارش کم ہوتی ہے۔

ضلع کولہاپور کے اس خطہ کے کسان بڑے محنتی اور جفاکش ہیں۔ اور سالہاسال سے حتی المقدور ان ذرائع سینچائی سے زیادہ سے زیادہ کام لے رہے ہیں۔ بڑے پیمانے پر سینچائی کی سہولتیں بہم پہونچا کر اس خطہ کے لوگوں کی حوصلہ افزائی کی خاطر حکومت نے دودھ گنگا پروجیکٹ وضع کیا۔

اس پروجیکٹ کے تحت ضلع کولہاپور کے تعلقہ رادھا نگری میں آسن گاؤں کے قریب پکا بندھ تعمیر کیا جائے گا۔ مجوزہ بندھ کی جگہ پر آب گیر علاقہ ۲۹۶ مربع کلو میٹر ہے۔ اس بندھ کی بلندی تقریباً ۷۶ میٹر اور لمبائی تقریباً ۹۰۰ میٹر ہوگی

دودھ گنگا سینچائی پروجیکٹ

جس کے کام کا آغاز ۲۳ فروری سنہ ۱۹۷۶ء کو وزیر اعظم، شریمتی اندرا گاندھی کے مبارک ہاتھوں سے ہوا۔ ایک زبردست پروجیکٹ ہے جس سے اس علاقے کے ضرورت مند کسانوں کو پانی حاصل ہوگا۔ اس پروجیکٹ کا آغاز ضلع کولہاپور کی تاریخ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے، جس سے اس خطہ کی زمین زرخیز ہو جائیگی۔ ذیل میں اس پروجیکٹ پر مختصراً روشنی ڈالی گئی ہے۔

دودھ گنگا ذخیرہ آب سے بننے والی جھیل طول میں تقریباً ۱۴ کلومیٹر تک پھیلی ہوگی اور اوسطاً اس کی چوڑائی ۲ کلومیٹر ہوگی۔

تقریباً ۱۶۶ ،۴ ہیکٹر اراضی اس بندھ سے زیرآب ہوگی جس کے بیشتر حصے میں آس پاس جنگلات ہیں۔ ۹ گاؤں بندھ کے باعث غرقاب ہوں گے۔ اس پروجیکٹ سے متاثر ہونے والے تقریباً ...۴ اشخاص کو اس پروجیکٹ کے کمانڈ ایریا میں دوبارہ بسانے کی تجویز ہے۔

ندی سے پانی کے اخراج کا راستہ ۲ میٹر ہوگا۔ سیلاب پر قابو پانے کے لئے ۱۲×۵ میٹر کے پانچ قطر نما پھاٹک ہوں گے۔

اس پروجیکٹ سے پانی کا مجوزہ استعمال اٹھائیس ہزار ملین مکعب فٹ ہے۔ بندھ سے نکلنے والی بڑی نہر آگے جاکر تتے گاؤں کے قریب دونوں طرف دو خاص نہروں میں تقسیم ہو جائے گی۔

تقریباً ۲۴ کلومیٹر لمبی شاخوں سمیت بائیں بازو کی نہر اور تقریباً ۱۹۰ کلومیٹر لمبی شاخوں سمیت دائیں بازو کی نہر سے سالانہ ۸ ۲۵ ،۵۳ ہیکٹر اراضی پر سینچائی ہو سکے گی۔

ان نہروں کی خصوصیات یہ ہیں :-

(الف) ریاست کرناٹک کے ضلع بیلگام میں چکوڑی تعلقہ سے آگے علاقہ ان نہروں سے سیراب ہوگا۔

(ب) ویدگنگا اور پنچ گنگا وادیوں سے متصل جزوی علاقہ بھی فیضیاب ہوگا۔

(ج) نہر کے پانی سے بجلی بھی پیدا کی جائے گی۔

ممتاز انجینیروں پر مشتمل ایک ٹیکنیکل ایڈوائزری کمیٹی معتین کی گئی ہے جو اس گاؤں خاص بندھ سے متعلق بنیادی مسائل کے بارے میں صلاح و مشورہ دے گی۔ کمیٹی کی سفارشات آخری مرحلہ پر ہیں جس کے بعد کام تو مکا راج

پورے زور و شور سے انجام دینے میں کوئی دقت نہ ہوگی۔

خاص بندھ کے بارے میں ابتدائی چھان بین مکمل ہو چکی ہے اور نہروں کے بارے میں چھان بین شروع کی گئی ہے۔ بندھ کے مقام پر بستی میں رہائشی عمارتوں کا کام، بندھ کے مقام تک جانے والی سڑکوں کا کام اور دیگر متفرق کام بھی پورے ہو چکے ہیں۔ خاص بندھ کی جگہ کے لئے درکار اراضی محکمہ آب پاشی کے قبضہ میں آگئی ہے اور خاص حصول اراضی افسر کے ذریعہ بقیہ اراضی کے حصول کی کارروائی جاری ہے۔

پروجیکٹ کی تجویز کنندہ لاگت ۵۹ کروڑ روپے ہے۔ اب تک ۲۷ لاکھ روپے خرچ کئے جا چکے ہیں۔

دودھ گنگا پروجیکٹ کا کام ۲۴ فروری ۱۹۷۶ء کو وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی کے دست مبارک سے شروع ہوا۔ اس موقع پر تقریب کی صدارت کے فرائض وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان نے انجام دیئے۔ اس طرح ضلع کولہاپور کے لوگوں کے خواب کی تعبیر پوری ہوئی۔ یہ یقینی امر ہے کہ اس پروجیکٹ کی تکمیل سے ضلع کولہاپور کے خطہ کی ہمہ جہتی ترقی ہوگی۔

اس پروجیکٹ کا کام سرو شری وی۔ ٹی۔ ار۔ ڈلیوسکر، سیکریٹری حکومت مہاراشٹر محکمۂ آب پاشی، ای سی بسلدھانا، چیف انجینیر و جائینٹ سکریٹری، پی۔ آر۔ گاندھی، ایڈیشنل چیف انجینیر، پونا ریجن، ایس۔ ٹی۔ دیوکلے سپرنٹنڈنٹ انجینیر، ستارا اور این۔ ایم۔ ڈانگے، ایگزیکیٹو انجینیر، دودھ گنگا پروجیکٹ کی زیرنگرانی شروع ہوا ہے۔

بقیہ : مہاراشٹر میں ضروری اشیا کی فراہمی ...

کاپیاں

مرکزی اسکیم کے تحت گذشتہ سال کاپیاں تیار کرنے والوں کو تقریباً چھ ہزار ٹن سفید چھپائی کا کاغذ رعایتی شرح پر مہیا کیا گیا ہے۔ یہ کاپیاں کنٹرول قیمتوں پر فروخت کی جاتی ہیں۔

ٹرانسپورٹ

بیس نکاتی پروگرام پر عمل آوری کے تحت صنعتی پیداوار کے مسائل پر زور دیا جا رہا ہے۔ صنعتی مسائل حل ہوتے جا رہے ہیں۔ مزدوروں میں نیا جوش و خروش پایا جا رہا ہے۔ اور وہ اطمینان و سکون کی حالت میں پیداوار بڑھانے کے کاموں میں جٹ گئے ہیں۔ پیداوار بڑھتی ہے تو ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ قیمتیں گھٹ جاتی ہیں لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ ٹرانسپورٹ سسٹم میں باقاعدگی آجائے۔ ایک شہر یا ایک ریاست میں تیار ہونے والے مال کو دوسرے شہر یا دوسری ریاست میں پہنچانا ہوتا ہے۔ اگر یہ مال جلد سے جلد اور کم خرچ پر پہنچایا جا سکتا ہے تو قیمتوں میں ایک حد تک استحکام کا باعث ہوتا ہے۔ اسی لئے مال بردار ٹرکوں کے لئے نیشنل پرمٹ اسکیم کا طریقہ جاری کیا گیا ہے۔ ایسے پرمٹ رکھنے والی پبلک گاڑیاں اپنی ریاست کے علاوہ دوسری کم سے کم چار متصل ریاستوں یا مرکزی علاقہ جات میں بھی مال پہنچا سکتی ہیں۔

سمگلروں، ذخیرہ اندوزوں اور نفع خوروں کا دور اب ختم ہو چکا ہے۔ عوام کو اطمینان رکھنا چاہیئے اور نظم و ضبط کے ساتھ تعمیر و ترقی کے کاموں میں حکومت کا ساتھ دینا چاہیئے۔ اسی میں بھلائی ہے فرد کی۔ سماج کی۔ ملک اور قوم کی۔

سفر نصیب رفیقو! قدم بڑھائے چلو
پرانے راہنما لوٹ کر نہ دیکھیں گے
طلوع صبح سے تاروں کی موت ہوتی ہے
شبوں کے راج دلانے ادھر نہ دیکھیں گے

مجلس قانون سازی کی کاروائیاں

گورنر شری علی یاور جنگ نے ۸ مارچ ۱۹۷۶ء کو کونسل ہال بمبئی میں ریاستی مجلس قانون ساز کے بجٹ اجلاس کے آغاز پر دونوں ایوانوں کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کیا۔

وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان نے تونیئے وزیر اعلیٰ، وزرائے مملکت اور نائب وزراء کا ایوان سے تعارف کرایا۔ اراکین نے گرمجوشی سے ان کا خیر مقدم کیا۔

وزیر مالیات، شری وائی۔ بی موہیتے نے ۱۲ مارچ کو بجٹ بجٹ بابت ۷۷-۱۹۷۶ء پیش کیا۔ (وزیر مالیات کی بجٹ تقریر قومی راج کے ماہ اپریل کے شمارہ میں شائع کی جا چکی ہے)۔ وزیر مالیات نے کل ۱۳۸٫۹۶، ۹۸، ۱۹۱ روپے کی رقم کے ضمنی مطالبات بھی پیش کئے۔

بلوں کی منظوری

اس اجلاس کے دوران ایوان نے حسب ذیل بل منظور کئے: مہاراشٹر تعلیمی ادارہ جات (انتظام اور انصرام) بل ۱۹۷۶ء۔ کارخانہ جات کے مزدوروں کو بے روزگاری بھتہ کی ادائیگی (برائے عارضی مدت) سے متعلق مہاراشٹر بل ۱۹۷۶ء۔ بمبئی انسداد گداگری اور بمبئی پولس (ترمیم) بل ۱۹۷۶ء۔ مہاراشٹر تنسیخ (ترمیم) بل ۱۹۷۶ء۔ اقل ترین اجرت (مہاراشٹر ترمیم) بل ۱۹۷۶ء (جیسا کہ کونسل نے منظور کیا ہے)۔ بمبئی کورٹ فیس (ترمیم) بل ۱۹۷۶ء اور بمبئی کورٹ فیس (دوسری ترمیم) بل ۱۹۷۶ء۔ مہاراشٹر میونسپلٹیاں (ترمیم) بل ۱۹۷۶ء۔ مہاراشٹر آب پاشی بل، ۱۹۷۶ء (جیسا کہ جائنٹ کمیٹی نے بھیجا ہے)۔ مہاراشٹر قومی راج

آبادکاری پراجیکٹ متاثرہ اشخاص بل ۱۹۷۵ء (جیسا کہ جائنٹ کمیٹی نے بھیجا ہے)۔ مہاراشٹر اراضی محصول ضابطہ (ترمیم) بل ۱۹۷۶ء۔ صنعتی تنازعات (مہاراشٹر ترمیم) بل ۱۹۷۶ء (جیسا کہ لیجسلیٹو کونسل نے پاس کیا ہے)۔ مہاراشٹر بکری ٹیکس بر پیشہ تجارت، دھندا اور ملازمت (ترمیم) بل ۱۹۷۶ء۔ مہاراشٹر سلم ایریا (سدھار، صفائی اور تعمیر) (ترمیم) بل ۱۹۷۶ء۔ مہاراشٹر حبِ فنڈ (ترمیم) بل ۱۹۷۶ء۔ ضابطہ فوجداری (مہاراشٹر ترمیم) بل ۱۹۷۶ء۔ تنخواہ اور بھتہ جات وزراء (ترمیم) بل ۱۹۷۶ء۔ مہاراشٹر ٹیکس قوانین ترمیم (عدم اطلاق تحدید) اور مہاراشٹر تفرت (حق اور اکاؤنٹ) بل ۱۹۷۶ء۔

ایوان نے شری این ایم تڑکے، وزیر امور قانون سازی کی پیش کردہ قرارداد منظور کردی تاکہ تخمینہ جات کمیٹی کے ممبران کی تعداد بڑھا کر (لیجسلیٹو اسمبلی کے ۲۳ اور کونسل کے ۶) ۲۹ کردی جائے۔

ایوان نے کوکن ڈیولپمنٹ کارپوریشن، ویسٹرن مہاراشٹر ڈیولپمنٹ کارپوریشن، مراٹھواڑہ ڈیولپمنٹ کارپوریشن، مہاراشٹر اسٹیٹ فائننس کارپوریشن اور مہاراشٹر اسٹیٹ ٹیکسٹائل کارپوریشن کی رپورٹوں اور کارگذاری پر بحث کی۔

گورنر کے خطبہ پر تحریک تشکر، شری شیواجی راؤ پاٹل نے پیش کی۔ اور شری ڈی این مہیشکر نے اس کی تائید کی۔

وزیر اعلیٰ کا جواب

تحریک تشکر پر اپنی جوابی تقریر میں وزیر اعلیٰ شری ایس بی چوان نے اس یقین کا اظہار کیا کہ مہاراشٹر کرناٹک سرحدی تنازعہ ایمرجنسی مدت کے دوران قابل اطمینان طریقہ پر حل ہو جائے گا۔ بہر حال آپ نے یہ بات واضح کردی کہ وہ

سخت رویہ کے حامی نہیں ہیں بلکہ باہمی مفاہمت سے اس مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کریں گے اسی کے ساتھ اس بات کا بھی پوری طرح سے خیال رکھیں گے کہ سرحدی علاقہ کے لوگوں کے ساتھ کوئی ناانصافی نہ ہو۔

لازمی نس بندی اقدام کا ذکر کرتے ہوئے شری جوان نے فرمایا کہ اس میں کسی خاص فرقہ کے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے کا کوئی سوال نہیں ہے۔ آپ نے اس اقدام کے مخالفین سے پوچھا کہ وہ خود اپنے ضمیر کو ٹٹولیں اور یہ طے کریں کہ مذہباً کہاں تک جائز ہے کہ لوگوں کو جتنے چاہیں بچے پیدا کرنے کی اجازت دیدی جائے جبکہ ان کی پرورش کے لئے کوئی ذریعہ معاش نہ ہو؟ آپ نے یہ بات بھی واضح کردی کہ لازمی نس بندی کے بارے میں لوگوں کو پوری طرح اعتماد میں لئے بغیر عجلت سے کوئی فیصلہ نہ کیا جائے گا۔

وزیر اعلیٰ نے لوگوں سے اپیل کی کہ وہ جماعتی تعلق کا لحاظ کئے بغیر بیس نکاتی پروگرام کو زیر عمل لانے میں حکومت سے بھرپور تعاون کریں۔ آپ نے اس امر پر اطمینان کا اظہار کیا کہ بیس نکاتی پروگرام کی عمل آوری سے متعلق افسران ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کر رہے ہیں تاکہ اسے کامیاب بنائیں۔ آپ نے مزید فرمایا کہ یہ بھی خوشی کی بات ہے کہ مہاراشٹر میں عمل آوری سے متعلق علاوہ دیگر ریاستوں کے مقابلہ میں زیادہ کارگذار ہے۔

اراضی حد بندی قانون کے نفاذ کے لئے حکومت کے اقدام کا ذکر کرتے ہوئے شری جوان نے فرمایا کہ ۰۰۰ر۹۰ داخل کئے گئے محاسبات میں سے حکومت کو ۰۰۰ر۶۰ تا ۰۰۰ر۶۲ معاملات میں فیصلہ کرنا تھا۔ جبکہ بقیہ معاملات بے ضابطہ تھے۔ اب تک ۰۰۰ر۵۸ معاملات طے کئے جا چکے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں ۰۰۰ر۵۷ ہیکٹر اراضی فاضل قرار دی گئی۔ اس میں سے ۰۰۰ر۴۲ ہیکٹر بے زمین اشخاص میں تقسیم کردی گئی ہے۔ لینڈ ڈیولپمنٹ بنک اراضی پانے والے اشخاص کو زراعتی قرضے مہیا کر رہا ہے اس اسکیم تحت ہر ضلع میں تقریباً ۰۰۰ر۱ اشخاص کو فائدہ پہنچے گا۔ حکومت نے اس اسکیم واسطے پانچ سال کی مدت کے لئے ۵۰ کروڑ روپے کی رقم رکھی ہے۔ پہلے سال ۵ر۱۲ تا ۱۴ کروڑ روپے کی رقم تقسیم کی جائے گی۔

اراضی ریکارڈ

شری چوان نے بتایا کہ اراضی ریکارڈ مرتب کرنے کا کام تیزی سے پورا کر لیا گیا ہے۔ جولائی کے اختتام تک ۴۸ر۱ لاکھ معاملات باقی تھے لیکن اب صرف ۰۰۰ر۶ معاملات طے کرنا باقی رہی۔ وزیر اعلیٰ نے ڈاکٹر رفیق زکریا، وزیر محصول کو مبارکباد دی جن کی رہنمائی اور قیادت کو اس کام کی تکمیل میں بڑا دخل ہے۔

جہاں تک بے زمین اشخاص کے لئے جھونپڑوں کے پروگرام کا تعلق ہے شری چوان نے بتایا کہ ریاست میں ۰۰۰ر۶۱ر۳ بے زمین کنبوں میں سے ۰۰۰ر۶۵ر۳ کو پلاٹ دیئے جا چکے ہیں۔ ریاستی حکومت نے مارچ کے اختتام تک ایک لاکھ جھونپڑے تعمیر کرنے کا نشانہ رکھا تھا۔ اب تک ۰۰۰ر۵۷ جھونپڑے بن چکے ہیں۔ تاہم ابھی اس سلسلے میں بہت کچھ کام کرنا ہے۔ لہذا آپ نے طلباء اور سماجی کارکنوں سے اپیل کی کہ وہ اس پروگرام میں حصہ لیں اور نشانہ کو پورا کرنے کے لئے حکومت کی مدد کریں۔

وزیر اعلیٰ نے ایوان کو یقین دلایا کہ حکومت اس بات کا پورا خیال رکھے گی کہ ضمانت روزگار پروگرام کے تحت کام کرنے والے مزدوروں کو آٹھ دس دن کے اندر اجرت مل جائے۔ حکومت نے ضمانت روزگار اسکیم کے لئے ۵۰ کروڑ روپے کی رقم رکھی تھی لیکن فی الحقیقت ۳۱ کروڑ روپے کی رقم بالکل خرچ نہیں ہوئی۔ اس معاملہ میں پبلسٹی کمیٹی چھان بین کر رہی ہے۔

شری چوان نے فرمایا کہ چونکہ زراعتی پیداوار کا بہاؤ گر رہا تھا۔ لہذا کاشتکاروں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ بہرحال اس کا تدارک یہی ہے کہ وسیع کاشت کی جائے اور پیداوار بڑھائی جائے۔ آپ نے یہ بات بھی واضح کردی کہ کاشتکاروں کو مستقل امداد دینا ممکن نہیں ہے۔ وزیر اعلیٰ کے جواب کے بعد ایوان نے تحریک تشکر پاس کردی۔

مسرز شری ہری کے بی، مہاجن، لونت بار شیکر، دی اے رشیکھر، جی۔ این۔ ساٹ والا، ڈی۔ این مینک، جی وی ایبرسے، ایس۔ ایس۔ بالی، گنپت راؤ دیشمکھ، آر اے، پاٹل، ڈی۔ ایس پاٹل، دی کے شیمبے، ڈی۔ بی۔ پاٹل، آر۔ ڈی ہرن کھیرے، ادھو پاٹل، سرسنگ راؤ جادھو راؤ، کے۔ ڈی بھیگڑے، وی۔ جی۔ لاہے، نانا پروہت، ای۔ بی۔ سالوے، راؤ صاحب مہکے، ڈی۔ ایل مورے، پی۔ ٹی۔ کدو، شیواجی راؤ پاٹل، جے نند مٹکر اور شریمتی سوشیلا بلراج اور شریمتی لیشودھرا بجاج نے تحریک تشکر پر بحث میں حصہ لیا۔

وزیر شہری ترقیات، ڈاکٹر رفیق زکریا نے ایوان سے مخالفت منتقلی اراضی بل اس بنا پر واپس لینے کی اجازت چاہی کہ جائنٹ کمیٹی نے اس بل کو غیر ضروری قرار دیا ہے اور مرکزی حکومت اس سلسلے میں قانون بنا چکی ہے۔ ایوان نے بل واپس لینے کی اجازت دیدی۔

وزیر مالیات کا جواب

بجٹ پر پانچ روزہ بحث کا جواب دیتے ہوئے

قومی راج

یکم مئی ۱۹۸۶ء

وزیر مالیات، شری وائی۔ چے۔ موہیتے نے یہ بات صاف کر دی کہ حکومت سرکاری یا امداد باہمی قرضے معاف نہ کرے گی۔ آپ نے فرمایا کہ بہر صورت یہ عوام کا سرمایہ ہے جس میں سے حکومت نے قرض دیا لہٰذا قرض کی معافی مناسب نہیں ہے۔

شری موہیتے نے فرمایا کہ گو بجٹ میں کوئی نیا ٹیکس عائد نہیں کیا گیا ہے تاہم کسی ترقیاتی اسکیم کو زیر عمل لانے یا سماج کے کمزور طبقات کے سدھار کے لئے سرمایہ اکٹھا کرنے کی ضرورت ہوئی تو حکومت سماج کے امیر طبقات پر نئے ٹیکس لگانے میں کوئی پس و پیش نہ کرے گی

آپ نے فرمایا کہ ریاستی حکومت نے "نقد فصلوں" پر ٹیکس لگانے کی پالیسی اختیار کی ہے۔ مختلف زراعتی ٹیکسوں سے اسے سالانہ ۱۸ کروڑ روپے تک کی آمدنی ہوتی ہے۔ دراصل مہاراشٹر میں زراعتی ٹیکس ملک بھر میں سب سے زیادہ ہے۔

آپ نے ایوان کو بتایا کہ کسانوں پر مزید ٹیکس لگانے کی کوئی گنجائش نہیں ہے کیوں کہ زراعتی اراضی کے ۱۲ فیصدی حصہ پر خشک فصل کی کاشت ہوتی ہے۔ نیز بعض علاقے سدا سوکھے سے متاثر رہتے ہیں۔ بہر صورت حکومت کا خیال رہا ہے کہ عوامی سرمایہ کے بل پر پھلنے پھولنے والے اشخاص سے زیادہ ٹیکس وصول کیا جائے

وزیر موصوف نے ایوان کو یہ بھی بتایا کہ حکومت نے باغبانی پر پانی کا ٹیکس دوگنا کر دیا ہے۔ اگر ضرورت ہوئی تو حکومت اس وقت موجودہ ٹیکس میں تبدیلی کرے گی جبکہ اسٹینڈنگ کمیٹی بجٹ کی جانچ کرے گی۔

آپ نے یہ بات بھی واضح کر دی کہ حکومت نے شہری علاقوں کو نظر انداز نہیں کیا ہے۔ درحقیقت ہمارے شہر صنعتی ترقی کے مراکز ہیں اور اسی وجہ سے حکومت نے انہیں ۹۰ فیصد بجلی مہیا کی ہے جبکہ دیہی علاقوں کو دس فیصد بجلی مہیا کی گئی ہے کیونکہ ان کے خیال میں شہری علاقوں سے زیادہ سرمایہ اکٹھا ہو سکتا ہے۔ کیوں کہ ان میں ٹیکس ادا کرنے کی استطاعت ہے۔ لیکن جب خرچ کرنے کا سوال آتا ہے تو حکومت کبھی بھی شہری اور دیہی علاقوں کے درمیان فرق نہیں برتتی۔ اس وقت اسے صرف یہی خیال رہتا ہے کہ رقم کمزور طبقات پر خواہ وہ شہر میں رہتے ہوں یا دیہات میں صرف کی جائے۔ میونسپلٹیاں اور میونسپل کارپوریشن شہری ترقی سے متعلق ہیں اور ان کی الگ اسکیمات، ذرائع آمدنی اور خرچ کے منصوبہ جات ہیں جو بجٹ میں شامل نہیں ہیں۔

بہر صورت اس کا مطلب یہ نہیں کہ حکومت شہری علاقوں کو نظر انداز کر رہی ہے۔

زرعی پیداوار کی قیمتیں

زراعتی پیداوار کے بھاؤ گرنے سے متعلق آپ نے فرمایا کہ اگر یہ رجحان جاری رہا تو اس سے کسانوں کو کافی مشکل پیش آئے گی۔ اور حکومت کو ان کی مدد کرنا پڑے گی۔ جہاں تک صنعتی اشیاء کی قیمتوں کا تعلق ہے ان کا انحصار خام مال اور ایندھن وغیرہ کی لاگت پر ہے۔ ان کی قیمتیں بھی گھٹ جائیں گی۔ لیکن اس میں کچھ وقت لگے گا۔ زرعی پیداوار کی قیمتیں قومی سطح پر مقرر کی جاتی ہیں۔

آپ نے ایوان کو بتایا کہ زرعی پیداوار کی مارکٹ قیمتیں مقرر کرنے کے لئے الگ کمیٹی مقرر کی گئی ہے۔ تمام ریاستیں اس کمیٹی کی مقرر کردہ قیمتوں کی پابند ہوں گی۔

آپ نے مزید بتایا کہ مرکز نے حال ہی میں شہری اراضی حد بندی کے بارے میں جو قانون وضع کیا ہے۔ ریاست میں اس کے نفاذ میں کچھ وقت لگے گا۔ فی الحال اس مقصد سے بجٹ میں ۱۰ لاکھ روپے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔

وزیر موصوف نے یقین دلایا کہ حکومت اگر ضرورت پیش آئی تو تعلیم یافتہ بے روزگاروں کی خود روزگار اسکیم کے لئے زیادہ رقم مختص کرے گی۔ فی الحال بجٹ میں ۶۰ لاکھ روپے گنجائش رکھی گئی ہے۔ وزیر اعلیٰ مرکز کو آمادہ کر رہے ہیں کہ وہ اس اسکیم کے لئے مالی امداد جاری رکھے۔ تاہم اگر اس نے انکار کر دیا تو ریاستی حکومت اپنے بل پر اسے زیر عمل لائے گی۔

بحث کے دوران مسٹر ڈی۔ بی۔ پاٹل نے زرعی پیداوار کی گرتی ہوئی قیمتوں کی جانب حکومت کی توجہ مبذول کرائی۔ بہر صورت آپ نے یہ خیال ظاہر کیا کہ اس کے مطابق صنعتی پیداوار کی قیمتیں نہیں گری ہیں۔

شری ڈی۔ ایس۔ پاٹل نے بھی زرعی پیداوار کی قیمتیں گرنے پر تشویش کا اظہار کیا ہے۔

شری بی۔ ایس۔ پاٹل نے اس امر کی طرف اشارہ کیا کہ پیداوار کی لاگت کم ہونے کے باوجود صنعتی پیداوار کی قیمتیں کم نہیں ہوئی ہیں۔

شریمتی وسنت رائے ہوشنگ نے یہ مشورہ دیا کہ حکومت صنعت کاروں اور مالکان کارخانہ جات کے لئے یہ ضروری قرار دے کہ وہ اپنے کم سے کم ۲۰ فیصدی مزدوروں کے لئے مکانات تعمیر کریں۔

شری الف۔ ایم۔ بلسو نے بتایا کہ اناج کی قیمتیں کم ہو گئی ہیں۔ اس صورت میں بھی کہ فی ہیکٹر اناج کی پیداوار ابھی تک کم ہے۔

شری بی۔ بی۔ کدم نے فرمایا کہ حکومت نئے اسکول کھولنے کی اجازت نہیں دے رہی ہے۔ اس کے ساتھ کچھ اسکول بند ہو رہے ہیں۔ اس صورت حال کا تعلیمی نظام پر برا اثر پڑے گا۔

شری ولاس لونارکر نے یہ خیال ظاہر کیا کہ مہاراشٹر میں زرعی پیداوار پر ٹیکس کی وصولی بہت کم ہے۔

بجٹ کی جانچ
کا خیر مقدم

شری پرمود لز کرنے حکومت کے اس فیصلہ کا خیر مقدم کیا کہ بجٹ جانچ کے لئے تخمینہ جات کمیٹی کے حوالے کر دیا جائے۔ یہ اقدام پہلی مرتبہ کیا گیا ہے۔

شری نام دیو ڈھکر نے زیادہ سرمایہ کی ضرورت جتائی تاکہ بے زمین اشخاص کو فراہم کئے گئے جھونپڑے زیادہ مضبوط اور پائدار بنائے جا سکیں۔ شری سر سنگھ جادھو راؤ نے بھی بے گھر اشخاص کے لئے مضبوط اور پائدار جھونپڑوں کی ضرورت جتائی۔

پاورلوم مزدور

شریمتی عائشہ انیسا نے حکومت سے اس امر کا خیال رکھنے کی گذارش کی کہ پاورلوم پر نگین ساڑیوں کی تیاری پر عائد پابندی کے باعث مزدور بیکار نہ ہوں۔

شری ڈی۔ ایس۔ دیسائی نے فرمایا کہ امداد باہمی شکر کارخانے عوامی سرمایہ سے پروان چڑھے ہیں لہٰذا ان کا سماجی فرض ہے کہ غریبوں کی مدد کریں۔ حکومت کو یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ آیا وہ اپنا یہ فرض نیک نیتی سے پورا کر رہے ہیں یا نہیں۔

شری نونت بارشیکر نے یہ خیال ظاہر کیا کہ حکومت شہری علاقوں پر کوئی توجہ نہیں دے رہی ہے۔ اپنے اس خیال کی تائید میں آپ نے فرمایا کہ "دیہی علاقوں میں غیر تعلیم یافتہ اشخاص کو روزگار کی ضمانت دی گئی ہے جبکہ شہری علاقوں میں تعلیم یافتہ بے روزگاروں کو نوکری نہیں مل رہی ہے۔"

سردشری وی۔ کے۔ شیمبے، بابو راؤ کوتوال، کے۔ اے۔ پاردھی اور جی۔ آئی سہا جن نے بجٹ کا خیر مقدم کیا۔

سردشری کے۔ پی۔ مھتلے، ایس۔ ایس دیگھے، وی۔ جے۔ کارلیکر، انکش راؤ گھاٹگے، ڈبلیو۔ ایس مشکر، نریندر دیوگھارے، ایم۔ جی۔ مہاڈک، ٹی۔ ڈی۔ مینجر ڈسے، کے۔ پی پاٹل، آر۔ اے پاٹل، جی۔ این۔ نبات والا، وی۔ جی۔ شیوڑ ڈے، وی اے دیش مکھ، نکول پاٹل، کے۔ ڈی۔ بھیگر ڈے، ایس۔ ای حسینن، راگھوناتھ منڈے، کیشو راؤ دانفے، سلیمان خان پٹھان، پربھا شنڈے، ایس۔ آر۔ رکھ، جے۔ جی امبیڈکر، ای۔ بی سالوے، آر۔ جی۔ بھوئے، ڈی۔ ڈی بھونڈسے، وی۔ ایس۔ پاٹل، چاند مشکر، این۔ ایس دیش مکھ آر۔ وی۔ پسنڈا، کشن راؤ رینکھ، اے۔ ٹی۔ لوار، ایچ۔ ایس۔ گھوڑپڑے، ڈی۔ ایل۔ امیرے، وٹھل راؤ گنیکر، سمپت راؤ بھانے، جی۔ آر شنڈے، اے۔ ٹی۔ باسنے، ٹی۔ ایس بدرکھا، جارج ڈیسوزا، ڈی۔ ایس۔ نند یکر، این آر بھور کیر، اور شریمتی لیلا مرچنٹ، شریمتی سندھا اور شریمتی نرملا ٹھوکل نے بھی اظہار خیال کیا۔

لازمی نس بندی قانون

اس اجلاس کے دوران مجلس قانون ساز کی خاص طور سے قابل ذکر کارروائی اس قرارداد کی منظوری ہے جو شری نونت بارشیکر نے پیش کی تھی اور جس میں حکومت سے یہ گذارش کی گئی تھی کہ تین یا اس سے زیادہ تعداد میں جیتے بچے رکھنے والے اشخاص کی لازمی نس بندی کے لئے قانون جلد سے جلد بنایا جائے۔

قرارداد پیش کرتے ہوئے شری بارشیکر نے فرمایا کہ اقلیتوں کا یہ خدشہ کہ خاندانی منصوبہ بندی کے ذریعہ ان کی تعداد مزید گھٹ جائے گی حقیقت پر مبنی نہیں ہے۔ اس اقدام کے مخالفین نے مذہب کو غلط معنی پہنائے ہیں۔ آپ نے تمام فرقوں سے یہ درخواست کی کہ وہ اس سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش نہ کریں۔

وزیر اعلیٰ کا جواب

بحث میں حصہ لیتے ہوئے وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان نے فرمایا کہ کسی بھی مذہب نے یہ تعلیم نہیں دی ہے کہ لوگ کثرت سے بچے پیدا کرتے چلے جائیں جبکہ ان کی پرورش کے لئے کوئی ذریعہ معاش نہ ہو۔ خاندانی منصوبہ بندی کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مذہب کی بنیاد پر اس کی مخالفت کرنے والے دراصل اپنے فرقہ کے ساتھ ناانصافی کر رہے ہیں۔

آپ نے مزید فرمایا کہ اگر خاندان معقول حد کے اندر رہے تو لازمی نس بندی کی ضرورت نہ ہوگی۔ حکومت غریبوں کی بھلائی کی خاطر لازمی نس بندی رائج کرنا چاہتی ہے۔ لہٰذا میں تمام مذہب و ملت کے لوگوں سے یہ اپیل کرتا ہوں کہ اس پالیسی کو کامیاب بنائیں اور قومی زندگی کے اصل دھارے میں مل جائیں۔

وزیر اعلیٰ نے ایوان کو یقین دلایا کہ اس سلسلے میں قانون وضع کرتے وقت حکومت پوری طرح سے یہ خیال رکھے گی کہ نس بندی کرانے والے تمام افراد کی مشکلات کو مدنظر رکھا جائے اور کسی کے ساتھ ناانصافی نہ ہونے پائے۔

قرارداد کی مخالفت کرتے ہوئے شری جی۔ این نبات والا نے یہ خیال ظاہر کیا کہ مجوزہ قانون قومی پالیسی یا پالیسی کے چوکٹھے میں ٹھیک نہیں بیٹھتا۔

شری رضوان حارث نے فرمایا کہ اضافہ آبادی کی روک تمام قومی مسئلہ ہے۔ اسے مذہبی نقطۂ نظر سے نہیں دیکھنا چاہئے۔ ہر شخص کو سب سے بڑھ کر قومی مفاد ہی کی فکر رہنا چاہیئے۔

شری جارج ڈیسوزا نے بھی لازمی نس بندی کی پالیسی کی تائید کی اور فرمایا کہ یہ قومی مفاد میں ہے

(بقیہ صفحہ ۵۰ پر)

کونسل کی کاروائیاں

مجلس قانون ساز کے دونوں ایوانات سے گورنر علی یاور جنگ کے خطاب کے بعد کونسل کے بجٹ اجلاس کے آغاز پر شری این. ایم. ترٹکے وزیر برائے صنعت اور امور قانون سازی نے کابینہ کے نئے اراکین کا تعارف کرایا۔

شری اپا صاحب جادھو نے گورنر کے خطبہ پر تحریک تشکر پیش کی جس کی شری ایم. جی. نندے نے تائید کی۔

سلم سدھار

مہاراشٹر سلم امپروومنٹ بورڈ کی کارگذاری پر بحث کا جواب دیتے ہوئے وزیر مملکت برائے ہاؤسنگ شری بی. کے. کنٹے نے بیان کیا کہ شہر بمبئی کی جھونپڑ پٹیوں (سلم) میں تقریباً ۱۷ لاکھ لوگ رہتے ہیں۔ حکومت اور میونسپل کارپوریشن کی زمین پر آباد جھونپڑ پٹیوں میں مردم شماری پوری ہو چکی ہے۔ اس آراضی پر جھونپڑ پٹیوں میں لگ بھگ ۱۱،۱۰،۴۴۸ لوگ آباد ہیں۔ آئندہ ڈیڑھ ماہ کے دوران نجی آراضی پر واقع جھونپڑ پٹیوں کی مردم شماری بھی پوری ہو جائیگی۔

وزیر موصوف نے مزید بتایا کہ فی جھونپڑے کے حساب سے جمع شدہ بیس روپے میں سے ۱۰ روپے، خاص فنڈ میں جمع کئے جائیں گے، ۹ روپے میونسپل کارپوریشن کو دیئے جائیں گے اور ایک روپیہ انتظامی خرچ کے لئے ہوگا۔

فی جھونپڑے کے حساب سے ۲۰ روپے کی رقم کرایہ کے طور پر وصول نہیں کی گئی ہے بلکہ جھونپڑ پٹیوں کے باسیوں کے لئے بنیادی شہری سہولتیں بہم پہونچانے کے لئے لی گئی ہے۔

کوکن ترقیاتی کارپوریشن

کوکن ڈیولپمنٹ کارپوریشن کی کارگذاری پر بحث کا جواب دیتے ہوئے وزیر صنعت، شری این. ایم. ترٹکے نے فرمایا کہ ضلع قلابہ میں کوکو کی کاشت تجربتاً شروع کی گئی ہے۔ آپ نے یہ بھی انکشاف کیا کہ اگر ربڑ کی کاشت کامیاب رہی تو اس سے ۱۰ لاکھ اشخاص کو روزی ملے گی۔ نیز سالانہ ۱۰۰ کروڑ روپے کی آمدنی ہوگی۔ تعلیم یافتہ بے روزگاروں کے لئے 'خود روزگار اسکیم' کے تحت ۳۸،۴۰ لاکھ روپے کا رسیڈ کیپٹل ، ۳۵۴۳ متعلقہ اشخاص کو صنعتیں شروع کرنے کے لئے دیا گیا ہے۔

مندرجہ جاتیوں اور مندرجہ قبائل کے کمشنر کی رپورٹوں بابت ۷۲-۱۹۷۱ء اور ۷۳-۱۹۷۲ء پر بیان دیتے ہوئے وزیر سماجی بھلائی، شری ارجن راؤ کستورے نے فرمایا کہ پبلک اسکیمات کے تحت یا مہاراشٹر ہاؤسنگ بورڈ کے ذریعے تعمیر شدہ ۲۰ فیصد مکانات پسماندہ طبقات کے لوگوں کے لئے محفوظ رکھے جائیں گے۔ لیکن بعض دشواریوں کے باعث یہ جاتیاں اس سہولت سے فائدہ اٹھانے سے محروم رہیں۔ حکومت ان وجوہات پر غور کر رہی ہے جن کی بنا پر یہ جاتیاں سہولت سے فائدہ نہیں اٹھا سکیں۔ شری کستورے نے مزید بتایا کہ ایکٹ کے تحت فاضل اراضی ترجیحاً مندرجہ جاتیوں اور مندرجہ قبائل کو دی جائے گی۔

مہاراشٹر اسٹیٹ روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن کی کارگذاری پر بحث کا جواب دیتے ہوئے وزیر مملکت برائے اسٹیٹ روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن، شری جگیش دیسائی نے فرمایا کہ کارپوریشن نے مختلف کفایتی اقدامات کے ذریعہ ۳ کروڑ روپے کی رقم بچائی۔

وزیر مملکت برائے مالیات، شری ڈی. جی. پربھو گاؤنکر نے ۱۲ مارچ ۱۹۷۶ء کو بجٹ بابت سال ۷۷-۱۹۷۶ء پیش کیا جس میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا ہے۔

انسداد گداگری

بمبئی انسداد گداگری اور بمبئی پولیس (ترمیم) بل ۱۹۷۶ء پر بیان دیتے ہوئے شری سوشیل کمار شندے، وزیر مملکت برائے سماجی بہبود نے فرمایا کہ بل کا مقصد یہ ہے کہ فقیر باعزت زندگی گذاریں۔ یہ اسکیم فقیروں کو سزا دینے کے لئے نہیں بلکہ ان کی بحالی کے لئے ہے۔ یہ قانون پہلے ریاست کے بڑے شہروں اور بعد ازاں دیگر علاقوں میں نافذ کیا جائیگا۔ مذہب کے نام پر بھیک کی برائی کو باقی رکھنا نامناسب اور ناانصافی ہے۔

سروشری این. ڈی. پاٹل، بالو راؤ جادھو، دولت راؤ بھوسلے، ڈی. وی. دیش پانڈے، ایم. پی. منگاؤنکر، بی. ای. راج بھوج، پرکاش موہاڈیکر اور لکشمن راؤ پوجاری، رام میگھے،

قومی راج

ایم۔ ڈی۔ پاٹل، ریشل راؤ جگتاپ، سی آر۔ کےانول کر، تیورتی اگلے، پروفیسر ایم۔ پی۔ منگوڈکر، جی۔ آر۔ ویدیا، ڈی کے۔ دلیش مکھ، بابو راؤ جادھو، آپا صاحب جادھو، موتی رام لہانے، ڈاکٹر وسنت کار پنڈت اور نرو بھاؤ لیمئے نے بھی بحث میں حصہ لیا۔

بجٹ پر بحث

بجٹ پر بحث شروع کرتے ہوئے شری اتم راؤ پاٹل نے یہ شکایت کی یہ معلوم کرنے کے لئے کوئی طریقہ نہیں ہے کہ آیا زراعتی مزدوروں کو کم سے کم اجرت مل رہی ہے یا نہیں۔

شری کے سی آر کھانولکر نے یہ مشورہ دیا کہ بمبئی اور کوکن کے درمیان مواصلات کی سہولتوں کو بہتر بنایا جائے۔

شری ڈی کے۔ دلیش مکھ نے یہ خیال ظاہر کیا کہ سرکاری ملازمین کے لئے رکھی گئی ۲۰ کروڑ روپے کی رقم ناکافی ہے۔

شری تاتیا شیلے نے تعلیم یافتہ اشخاص میں بے روزگاری پر تشویش کا اظہار کیا۔

ڈاکٹر وسنت کار پنڈت نے حکومت کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرائی کہ آلودگی کے مسئلہ سے نمٹنے کے لئے کوئی گنجائش نہیں رکھی گئی ہے۔

وزیر مالیات کا جواب

بجٹ پر بحث کا جواب دیتے ہوئے وزیر مالیات، شری وائی۔ جے موہیتے نے فرمایا کہ حکومت ۲۰۔نکاتی پروگرام کی عمل آوری پر ۲۱۵ء۳۸ کروڑ روپے خرچ کرے گی۔ قومی معاشی پالیسیوں کی مطابقت میں ریاستی بجٹ وضع کیا گیا ہے یہ مشورہ کے دو سال کے لئے بجٹ تیار کیا جائے قابل غور نہیں ہے کیونکہ آئین کے رو سے ہر سال بجٹ پیش کرنا ضروری ہے۔ آپ نے مزید بتایا کہ زراعتی پیداوار کی قیمتیں "اگری کلچرل پرائس کمیشن" نے مقرر کی ہیں جس کی تمام ریاستیں پابند ہیں۔ ریاستی حکومت ان قیمتوں کو بدلوانے کی کوشش کر رہی ہے۔

وزیر موصوف نے یہ بھی بتایا کہ جلگاؤں، اورنگ آباد، اور ناندیڑ کے ڈسٹرکٹ کوآپریٹیو بنکوں نے فرٹیلائزر کارپوریشن اور انشورنس کارپوریشن کے تعاون سے فصل بیمہ اسکیم شروع کی ہے۔

وزیر اعلیٰ کا جواب

گورنر کے خطبہ پر تحریک تشکر پر بحث کا جواب دیتے ہوئے وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان نے یہ بات تسلیم کی کہ ریاست میں تعلیمی شعبہ میں کافی بدعنوانی پھیلی ہے۔ آپ نے مزید فرمایا کہ حکومت اسے ختم کرنے کا تہیہ کر چکی ہے۔ میں بدعنوانی کو ختم کرنے کے لئے ذاتی طور سے چند معاملات میں چھان بین کروں گا۔

وزیر اعلیٰ نے بتایا کہ ریاست نے گذشتہ سال ۸۵ لاکھ ٹن اناج پیدا کیا۔ یہ ریکارڈ پیداوار محض اچھی بارش کی وجہ سے حاصل نہیں ہوئی بلکہ حکومت کی باقاعدہ کوششوں کو بھی اس میں بڑا دخل ہے۔

شری چوان نے مزید فرمایا کہ ۲۷،۰۰۰ ایکڑ اراضی بے زمین اشخاص میں تقسیم کی جا چکی ہے۔ حکومت کو یہ بھی احساس ہے کہ ان بے زمین مزدوروں کو زراعتی ساز و سامان خریدنے کے لئے قرض کی ضرورت ہے۔ لہٰذا یہ زمیں سدھار بنکوں کے ذریعہ ان کاشتکاروں کو ۲ء۶۰ کروڑ روپے قرض دے گی۔ امید ہے کہ اس اسکیم کے تحت ہر ضلع میں ۰۰۰ کاشتکاروں کو فائدہ پہونچے گا۔

خاندانی منصوبہ بندی

خاندانی منصوبہ بندی کے بارے میں شری چوان نے فرمایا کہ "بعض لوگ مذہب کے نام پر خاندانی منصوبہ بندی کی مخالفت کر رہے ہیں لیکن ان کی نکتہ چینی بے بنیاد ہے۔ کیتھولک اور اسلامی ممالک نے بھی خاندانی منصوبہ بندی اختیار کی ہے۔"

وزیر اعلیٰ کے جواب کے بعد ایوان نے گورنر کے خطبہ پر تحریک تشکر پاس کر دی۔

لازمی نس بندی کے لئے قانون بنانے سے متعلق تجویز سرو شری اتم راؤ پاٹل، آر۔ ایس گرائی، آپا صاحب جادھو، این۔ ڈی۔ پاٹل، ڈی۔ وی۔ دلیش پانڈے، تاتیا شیلے، ایچ۔ ایس ہتوار، ل گ بھاری اور پی۔ این۔ راج بھوج نے پیش کی۔

شریمتی قمر احمد نے فرمایا کہ بلالحاظ مذہب سب کے ساتھ مساوی سلوک ہونا چاہئے۔

سرو شری آپا صاحب جادھو، تاتیا شیلے اور ایم پی منگوڈکر نے بھی اس تجویز پر بحث میں حصہ لیا۔

وزیر صحت کا جواب

بحث کا جواب دیتے ہوئے شری کے۔ ایم۔ پاٹل، وزیر برائے صحت عامہ نے فرمایا کہ حکومت خاندانی منصوبہ بندی کے لئے سازگار سماجی فضا پیدا کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ تمام مذاہب کے لوگوں نے دل سے خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کی تائید کی ہے۔ اور نس بندی کرانے والوں میں تمام مذاہب کے لوگ ہیں۔

بعد ازاں وزیر موصوف نے لازمی نس بندی بل دونوں ایوانات کی جائنٹ کمیٹی کے حوالے کرنے کی تجویز پیش کی۔ ایوان نے یہ تجویز منظور کر دی۔

سرو شری ایم۔ راؤ پاٹل، نارو بھاؤ لیمئے، ڈی۔ وی۔ دلیش پانڈے، ایم۔ پی۔ منگوڈکر

اردو اسکولوں کے مسائل
کمیٹی کی مدّت میں توسیع

ریاستِ مہاراشٹر میں اردو اسکولوں کو درپیش مسائل پر تفتیش کرنے کی غرض سے حکومتِ مہاراشٹر نے جو کمیٹی مقرر کی تھی۔ اسے اپنی رپورٹ ۳۰ر جون ۱۹۷۶ء تک پیش کرنے کی اجازت دے دی گئی ہے۔

سفیر پولینڈ، ایچ، ای، مسٹر جان ز یپلا نے ۱۳ر اپریل کو سچوالیہ میں وزیر اعلیٰ شری ایس، بی، چوان سے ان کے کمرہ میں ملاقات کی۔ اس موقع پر لی گئی تصویر ہے۔

گورنر مہاراشٹر، شری علی یاور جنگ رویندر ناٹیہ مندر، بمبئی میں "جیوت جھانکیاں ہمارا" پندرہ واڑہ کا افتتاح فرمارہے ہیں۔ وزیر سماجی بہبود شری ایس۔ ایس کیتورے، وزیر مملکت برائے سماجی بہبود شری سوشیل کمار شندے اور نائب وزیر برائے قانون وعدلیہ شری شیوراج پاٹل بھی نظر آرہے ہیں۔

بقیہ: کونسل کی کارروائیاں

دشل راؤ جگتاپ اور پی۔ این۔ راج بھوج نے بحث میں حصہ لیا۔

کونسل نے یہ بل منظور کیے: اقل ترین اجرت (مہاراشٹر ترمیم) بل ۱۹۷۶ء، صنعتی تنازعات (مہاراشٹر ترمیم) بل ۱۹۷۶ء۔ مہاراشٹر تعلیمی ادارہ جات (انتظام دالقرام)، بل ۱۹۷۶ء۔ کارخانہ جات میں مزدوروں کو بیکاری بھتہ کی ادائیگی (برائے عارضی مدت) بل ۱۹۷۶ء۔ مہاراشٹر سلم ایریا (سدھار، صفائی اور تعمیر) (ترمیم) بل ۱۹۷۶ء، مہاراشٹر تنسیخ وترمیم بل ۱۹۷۶ء۔ بمبئی کورٹ فیس (ترمیم) بل ۱۹۷۶ء۔ مہاراشٹر بکری ٹیکس برپیشہ، تجارت، دھندا اور ملازمت (ترمیم) بل ۱۹۷۶ء۔ مہاراشٹر اراضی محصول ضابطہ (ترمیم) بل ۱۹۷۶ء اور مہاراشٹر تعرف، منظورہ علی الحساب (ووٹ آن اکاؤنٹس) بل ۱۹۷۶ء۔

قومی راج

سرکاری فیصلے اور اعلانات

بیس نکاتی معاشی پروگرام

عمل آوری سے متعلق کمیٹیاں

حکومت مہاراشٹر نے ریاستی کابینہ کے حسب ذیل اراکین کو (اُن کے نام کے سامنے درج ضلع کے لئے) ضلع سطح کمیٹیوں کے چیئرمین کی حیثیت سے مقرر کیا ہے جو بیس نکاتی معاشی پروگرام کی عمل آوری سے متعلق ہیں:

شری اے۔ ایس کتورے، وزیر برائے سماجی بہبود، ٹرانسپورٹ، جیل اور مہاراشٹر اسٹیٹ روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن۔ بلڈانہ، شری بیتی پربھاراؤ، وزیر برائے تعلیم، یوتھ سروسز اور اسپورٹس۔ بھنڈارہ، شری شام راؤ کدم، وزیر مملکت برائے آب پاشی، انرجی، انفارمیشن و پبلسٹی۔ ایوت محل اور ناندیڑ، شری وائی۔ جے موہیتے، وزیر مالیات اور چھوٹی بچت۔ ستارا، شری ایس۔ بی پاٹل، وزیر برائے محنت، امداد باہمی اور اکاموڈیشن کنٹرول۔ سانگلی، شری وی۔ جی پربھو گاؤنکر، وزیر مملکت برائے مالیات، چھوٹی بچت منصوبہ بندی اور ماہی گیری۔ قلابہ اور رتناگیری، شری کے ایم پاٹل، وزیر صحت عامہ اور دیہی ترقیات۔ جلگاؤں اور ناسک، شری ایس۔ جی گھولپ، نائب وزیر چھوٹی آب پاشی، جانوروں کی دیکھ بھال، ڈیری سدھار، بندرگاہیں اور کھادی او اصنعتی۔ تھانے، شری سنگرام ماکنیکر، وزیر مملکت برائے تعلیم، محصول اور باز آبادی کاری۔ عثمان آباد، شری شیولج پاٹل، نائب وزیر برائے قانون وعدلیہ، آب پاشی (چھوٹی آب پاشی کے سوا) اور پروٹوکول پربھنی۔

حکومت نے ضلع کمیٹیوں میں اضافی ممبران مقرر کئے ہیں۔ جن کے نام یہ ہیں:
شری اے۔ آر۔ انتولے۔ قلابہ، شری ایم ڈی۔ چودھری۔ جلگاؤں، شری محمد ذوالفقار الدین صدیقی۔ ناندیڑ اور شری آر۔ وی۔ بیٹ، سولاپور

صارفین کا عددِ اشاریہ

ماہ فروری سنہ ۱۹۷۶ء کی بابت مہاراشٹر کے بڑے صنعتی مراکز پر صارفین کا عددِ اشاریہ مندرجہ ذیل تھا:۔
بمبئی: ۲۸۸، سولاپور: ۳۰۱، ناگپور ۲۸۶ (بنیاد: ۱۹۶۰ = ۱۰۰) پونے: ۲۸۰، جلگاؤں: ۲۹۷، ناندیڑ: ۳۰۲ اورنگ آباد: ۲۹۷ (بنیاد: ۱۹۶۱ = ۱۰۰)۔

اِن تمام مراکز پر صارفین کے عدد اشاریہ میں کمی واقع ہوئی ہے اور یہ اعداد بالترتیب ۴، ۲۴، ۱۸، ۸، ۱۲، ۱۵ اور ۹ پائنٹ گھٹ گئے۔
مذکورہ بالا چھ مراکز پر ماہِ فروری سنہ ۱۹۷۶ء میں مساوی اعداد اشاریہ یہ تھے:
بمبئی: ۱۲۷۹، سولاپور: ۱۱۵۰، ناگپور: ۱۴۹۳، جلگاؤں: ۱۵۷۱۔ ناندیڑ: ۷۴۰ اور اورنگ آباد ۶۵۹

پسماندہ طبقات کو قانونی امداد

حکومت مہاراشٹر نے دیوانی اور فوجداری مقدمات یا معاملتدار کورٹ ایکٹ بابت سنہ ۱۹۰۶ء کے تحت مقدمات میں مفت قانونی امداد دینے کی اسکیم ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۷۷ء تک جاری رکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔

پسماندہ طبقے کے ایسے افراد جن کی سالانہ آمدنی ۱۸۰۰ روپے سے زائد نہیں ہے اس اسکیم کے زمرے میں آتے ہیں۔ یہ اسکیم ریاست مہاراشٹر کے تمام اضلاع میں جاری رہے گی۔

اپرینٹس شپ ٹریننگ اسکیم کے تحت انعامات

وزیر اعظم کے اعلان کردہ بیس نکاتی پروگرام کے تحت ریاست مہاراشٹر نے جنوری ۱۹۷۶ء میں اپرینٹس شپ ایکٹ کے تحت منعقدہ سولہویں کل ہند مہارت مقابلے میں چھ میں سے چار گولڈ میڈل حاصل کئے۔

یہ میڈل اپرینٹس، شری آر۔ اے درانے، ٹرنر اور شری ایم۔ بی موراگل، مولڈر، یہ دونوں کرلوسکر نیومیٹک پونے کے ہیں، شری ڈبلو ہنری کیوز، جو والٹاس لمیٹیڈ، تھانے میں فٹر ہیں اور شری سبرامنیم گرومورتی جو سیمنس انڈیا لمیٹیڈ میں میکانسٹ طرہیں نے حاصل کئے ہیں۔ ان انعام یافتگان نے اپنے اپنے شعبہ میں سب سے زیادہ نمبر حاصل کئے ہیں۔

والٹاس لمیٹیڈ تھانے نے ہندوستان میں بہترین ادارہ کی حیثیت سے صدر کی ٹرافی نیز امتیازی سرٹیفکیٹ حاصل کیا ہے۔

آبپاشی پراجیکٹ کی منظوری

حکومت مہاراشٹر نے ضلع کولہاپور میں واقع دودھ گنگا آبپاشی پراجیکٹ (کلم واڑی) کے منصوبے اور ۸۸۲,۵ لاکھ روپے کے تخمینے پر نظر ثانی کے بعد منظوری دیدی ہے جو ریاستی حکومت کا ایک بڑا پروجیکٹ ہے۔

حکومت نے چھ دوسرے چھوٹے آبپاشی پروجیکٹوں کو بھی منظوری دیدی ہے۔ اسکیم کے نام اور تخمیناً خرچ یہ ہے :

پمپری (امبرجول) تالاب (ضلع جلگاؤں) ۲۹,۱۱,۸۳۷ روپے۔ ہمداپور تالاب (ضلع سولاپور) ۳۰,۳۴,۲۹,۲۴ روپے۔ کمیٹر تالاب (ضلع سولاپور) ۲۳,۶۸,۲۹۶ روپے۔ کاوے تالاب (سولاپور ضلع) ۲۴,۷۱,۱۸۱ روپے گوڑ پیٹاؤں تالاب (ضلع اورنگ آباد) ۲۴,۶۱,۲۰۰ روپے اور روصیل گڑھ تالاب (ضلع اورنگ آباد) ۱۸,۳۲,۵۰۰ روپے۔

○

حکومت مہاراشٹر نے ضلع احمد نگر کے شیگاؤں تعلقہ میں دہیفل دیہی نل پانی فراہمی اسکیم کی منظوری دیدی ہے۔ اس اسکیم پر لاگت کا تخمینہ ۳,۰۹,۰۰۰ روپے ہے اور یہ امداد ۹۰ فیصد سرکار کی جانب سے اور ۱۰ فیصد جا ئیک واڑی پروجیکٹ فنڈ کے عوامی چندہ سے دی جائے گی۔ اس اسکیم کی تکمیل پر موضع کے ۱۹۳۰ افراد فیضیاب ہو سکیں گے۔

○

حکومت مہاراشٹر نے ضلع احمد نگر کے شیگاؤں تعلقہ میں خان پور اور کریت کالی مشترکہ دیہی نل پانی فراہمی اسکیم کو انتظامی منظوری دیدی ہے۔ اس اسکیم پر لاگت کا تخمینہ ۳,۶۵,۰۰۰ روپے ہے۔ یہ امداد ۹۰ فیصد حکومت کی جانب سے اور ۱۰ فیصد جا ئیک واڑی پروجیکٹ فنڈ میں سے عوامی چندہ کے طور پر دی جائے گی۔ اس اسکیم کی تکمیل پر موضع جات کے ۱۲۰۰ افراد فیض یاب ہوں گے۔

○

حکومت مہاراشٹر نے ضلع جلگاؤں کے عدل آباد تعلقہ میں عدل آباد دیہی پائپ پانی فراہمی اسکیم کو انتظامی منظوری دیدی ہے۔ ان کاموں پر لاگت کا تخمینہ ۱۳,۹۰,۸۵۰ روپے ہے۔ یہ امداد ۹۰ فیصد حکومت کی جانب سے ہوگی۔ اور ۱۰ فیصد جنگ ہنور پراجیکٹ فنڈ کے عوامی چندہ سے دی جائے گی۔ اس اسکیم کی تکمیل پر گاؤں کے ۸۰۰۷ افراد فیضیاب ہوں گے۔

جوگاردا پانی فراہمی اسکیم

حکومت مہاراشٹر نے ضلع امراوتی کے دریا پور تعلقہ میں جوگاردا زون ۸۔ اے علاقائی دیہی پانی فراہمی اسکیم کے منصوبوں اور تخمینہ جات پر نظر ثانی کرنے کے بعد انتظامی منظوری دے دی ہے۔ ان کاموں پر لاگت کا تخمینہ ۶۵,۵۴ لاکھ روپے ہے۔

بھیونڈی ٹاؤن پلاننگ اسکیم

حکومت مہاراشٹر نے ضلع تھانہ میں ٹاؤن پلاننگ اسکیم بھیونڈی نمبر ۱ کے مسودہ سے متعلق تمام معاملات کا تصفیہ کرنے کی مدت میں ۲۱ مئی ۱۹۷۷ء تک توسیع کر دی ہے۔

مہاراشٹر انسٹی ٹیوٹ آف لیبر اسٹیڈیز

حکومت مہاراشٹر نے یکم اپریل ۱۹۷۶ء سے بمبئی لیبر انسٹی ٹیوٹ کا نام تبدیل کر کے مہاراشٹر انسٹی ٹیوٹ آف لیبر اسٹڈیز، بمبئی کر دیا ہے۔ انسٹی ٹیوٹ کے درجے کو بھی بڑھا کر ریسرچ اور ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ کر دیا گیا ہے۔

OMMITTEE WELCOME SHRI
CHIEF MINISTER OF MAHARASTRA

بیت الحجاج کی تعمیر کے سلسلے میں ۲ اپریل ۱۹۷۶ء کو بمبئی میں منعقدہ تاریخی تقریب میں وزیرِ اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان تقریر فرما رہے ہیں
وزیرِ محصول ڈاکٹر رفیق زکریا اور چیئرمین حج کمیٹی احمد زکریا بھی نظر آ رہے ہیں۔

شری کے۔ ایم۔ پاٹل، وزیر برائے صحتِ عامہ اور دیہی ترقیات، ۸ اپریل ۱۹۷۶ء کو ورلی میں ای
ایس، آئی، ایس ہسپتال کے سات مزید وارڈوں کا افتتاح کر رہے ہیں۔

قوانین کی اشاعت

مہاراشٹر زرعی اراضی (حد ملکیت میں کمی یا چھوٹ کی منظوری) قوانین ۱۹۷۶ء آخری طور پر سرکار کے غیر معمولی گزٹ مورخہ ۱۹ مارچ ۱۹۷۶ء کے حصہ چہارم ب میں شائع کر دیئے گئے ہیں۔

○

بمبئی بلڈنگ ریپیرز اینڈ ریکنسٹرکشن بورڈ (سالانہ رپورٹ) (ترمیم) قوانین ۱۹۷۶ء کے مسودہ سے متعلق اعتراضات و تجاویز نہ ملنے کی بنا پر حکومت مہاراشٹر نے ان قوانین کا نفاذ کر دیا ہے۔ نیز یہ قوانین مہاراشٹر حکومت کے غیر معمولی گزٹ مورخہ ۲۳ مارچ ۱۹۷۶ء کے حصہ چہارم ب میں شائع کر دیئے گئے ہیں۔

○

گورنر مہاراشٹر کی منظوری کے بعد مہاراشٹر میونسپلٹیز (ترمیم) ایکٹ بابت ۱۹۷۶ء مہاراشٹر سرکار کے غیر معمولی گزٹ مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۷۶ء کے حصہ چہارم میں شائع کر دیا ہے۔

○

گورنر مہاراشٹر کی منظوری کے بعد بمبئی کورٹ فیس (دوسری ترمیم) ایکٹ ۱۹۷۶ء مہاراشٹر سرکار کے غیر معمولی گزٹ مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۷۶ء کے حصہ چہارم میں شائع کر دیا گیا ہے۔

مفت قانونی امداد

حکومت مہاراشٹر نے یہ ہدایت کی ہے کہ لگان داری ایکٹ کے تحت غریب فریقین کو مفت قانونی امداد دینے کی اسکیم ۷۷-۱۹۷۶ء سال میں جاری رکھی جائے۔

سڑکوں کی تعمیر

حکومت مہاراشٹر نے ضلع قلابہ میں اڈگاؤں ساروے سڑک سیکشن ا کے تعمیری کام کی نظر ثانی کرنے کے بعد انتظامی منظوری دے دی ہے۔ اس کام پر لاگت کا تخمینہ ۹,۹۴,۵۴۲ روپے ہے۔

●

حکومت مہاراشٹر نے ضلع احمد نگر میں نیلک سے کھارے کھرجونے تک ناگاپور۔ کھارے جونے سڑک سیکشن ۱۱ کے تعمیری کاموں کی نظر ثانی کے بعد انتظامی منظوری دے دی ہے۔ سڑک کی تعمیر پر لاگت کا تخمینہ ۲۱.۸۲ لاکھ روپے ہے۔

●

حکومت مہاراشٹر نے ضلع پونہ میں بارامتی سے لیکر میکھالی تک بارامتی میکھالی سڑک سیکشن ا کے تعمیری کاموں پر نظر ثانی کرنے کے بعد انتظامی منظوری دے دی ہے۔ ۱۱.۸ کلومیٹر سڑک کے تعمیری کاموں پر لاگت کا تخمینہ ۴,۳۲,۶۱۵ روپے ہے۔

تعمیر پل کے کام

حکومت مہاراشٹر نے ضلع ایوت محل میں اکولہ بستر لانی ساؤلی سڑک پر اسوناوتی ندی کے اوپر بڑے پل کے تعمیری کاموں کی انتظامی منظوری دے دی ہے ان کاموں پر لاگت کا تخمینہ ۵,۸۷,۴۴۰ روپے ہے۔

صنعتی تنازعہ

انڈین ربڑ ریجنریٹنگ کمپنی، تھانے اور ان کے ملازمین کے مابین عام مطالبات سے متعلق جاری صنعتی تنازعہ کو حکومت مہاراشٹر نے تصفیہ کی غرض سے شری سی۔ وی۔ چیتل کی صنعتی عدالت کے سپرد کر دیا ہے۔

صنعتی تنازعہ

انٹرنیشنل ٹریکٹر کمپنی آف انڈیا بمبئی اور ان کے ملازمین کے مابین جاری صنعتی تنازعہ کو حکومت مہاراشٹر نے بغرض تصفیہ شری ایم۔ ایم۔ کیبندریکر کے لیبر کورٹ بمبئی کے سپرد کر دیا ہے۔

یہ تنازعہ انتظامیہ کی جانب سے تین آپریٹر کی برطرفی سے متعلق ہے۔

✱

مقررہ ناگپور علاقے کیلئے خصوصی منصوبہ بندی عہدیدار کا تقرر

مہاراشٹر علاقائی و شہری منصوبہ بندی ایکٹ بابت ۱۹۶۶ء کے تحت حکومت مہاراشٹر نے سٹی اینڈ انڈسٹریل ڈیولپمنٹ کارپوریشن آف مہاراشٹر لمیٹڈ کو مقررہ ناگپور علاقے کے لئے خصوصی منصوبہ بندی عہدیدار مقرر کیا ہے۔ یہ علاقہ ضلع ناگپور کی تحصیل ناگپور میں نو (۹) دیہاتوں یعنی ورک دھمنا، سرابردے، لنگل واڑی، نلواڑہ، دادھمنا، ورگاین، سونل گاؤں، واڑی اور رولامتی میں واقع تمام اراضی پر مشتمل ہے۔ سرکار نے خصوصی منصوبہ بندی عہدیدار کا تقرر "مقررہ علاقے" میں اس لئے کیا ہے کیونکہ وہ ایک پچھڑا ہوا علاقہ ہے۔ اور اس علاقے کی ترقی مفاد عام کے خیال سے مناسب طریقہ سے ہونا چاہئے۔

ناگپور کے مقررہ علاقہ کے نقشہ کی کاپیاں عام مشاہدہ کی خاطر اسپیشل پلاننگ اتھارٹی آف ناگپور نوٹیفائڈ ایریا۔ دوسرا منزلہ۔ بنزل بلڈنگ۔ نریمان پوائنٹ۔ بمبئی ۴۰۰۰۲۱۔ کمشنر ناگپور ڈویژن۔ کلکٹر ناگپور۔ اور ڈپٹی ڈائرکٹر آف ٹاؤن پلاننگ۔ ناگپور کے دفاتر میں رکھی گئی ہیں۔

خبرنامہ

سمپردائکتا ورودھی کمیٹی مہاراشٹر یونٹ کا قیام

کل ہند سمپردائکتا ورودھی کمیٹی کی ریاست مہاراشٹر یونٹ گذشتہ ۳۱ مارچ ۱۹۸۶ء کو جی۔ آر۔ بھسکر ایم۔ پی۔ کی زیر صدارت قائم کی گئی۔ جس کے افتتاح کے لئے کل ہند کمیٹی کی صدر شریمتی سبھدرا جوشی خصوصی طور پر تشریف لائی تھیں۔

ریاستی یونٹ مہاراشٹر کے عوام کو سیکولرازم کی بنیادی قومی قدروں سے روشناس کرانے کے لئے زبردست مہم چلائیگی۔ یہ تجویز کی گئی ہے کہ کمیٹی کے جریدہ "سیکولر ڈیموکریسی" کا مراٹھی ایڈیشن بھی نکالا جائے۔

ریاستی کمیٹی نے وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان سے ملاقات کی جس میں موصوف نے فرقہ وارانہ یکجہتی پیدا کرنے کے کام میں پوری مدد کرنے کا وعدہ کیا۔ اس موقع پر شری رفیق زکریا، وزیر محصول اور شری شرد پوار، وزیر زراعت اور شری ڈی بی۔ چوان، نائب وزیر جنگلات و جیل بھی موجود تھے۔

ریاست کے صدر شری بھسکر نے فرمایا کہ مہم کے لئے بنیادی لٹریچر تیار کیا جارہا ہے۔ ممبروں کی بھرتی شروع ہوگئی ہے اور آئندہ مہینوں میں تمام اضلاع میں کانفرنس نیز سیمینار منعقد کئے جائیں گے۔ مہم کا اختتام سال میں بعد ازاں ریاستی کانفرنس پر ہوگا۔ دیگر خاص ممبران میں شری گوئیل، شری برہم جی، مسز کھوکل، شری چنی بھائی مہتا، اے رشید، ایم۔ این۔ صدیقی اور شری اے۔ ڈی چوان شامل تھے۔

شری کے۔ ایم۔ پاٹل، وزیر برائے صحت عامہ اور دیہی ترقیات، ۷ اپریل ۱۹۸۶ء کو ورلڈ ہیلتھ ڈے، کے موقع پر برلا کریڑا کیندر میں منعقدہ تقریب میں مہمان خصوصی تھے اس موقع پر لی گئی تصویر میں شری کے۔ ایم۔ پاٹل "اندھے پن کی روک تھام" کے لئے ایک لڑکی کو وٹامن "اے" کی گولیاں دے رہے ہیں۔

قومی راج

لازمی نس بندی کو مقبول عام بنایا جائے

شری جگیش دیسائی

جائنٹ گروپ انٹرنیشنل آف جوہو جیسے اداروں کو چاہیئے کہ وہ لازمی نس بندی کو عوام میں مقبول بنانے کیلئے اقدام کریں اس بات کا اظہار شری جگیش دیسائی وزیر مملکت برائے شہری ترقیات غذا و شہری رسد نے کیا شری جگیش دیسائی ۲۹ مارچ کو بمبئی میں شریمتی بھیکو بائی چانڈلال جلندرو الاہسپتال سانتا کروز کے ذیابیطس مرکز کا افتتاح کر رہے تھے شری نانا چڈاسمانے پروگرام کی صدارت کی۔

وزیر موصوف نے فرمایا کہ ایسے نازک موقع پر جب کہ لازمی نس بندی کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے چند مقامی گروپ اور عناصر لازمی نس بندی کے بارے میں عوام کو گمراہ کر رہے ہیں سماجی اداروں کو چاہیئے کہ وہ ایسے موقع پر اپنے فرائض بخوبی ادا کریں۔

انہوں نے مزید کہا کہ وقت کا تقاضہ ہے کہ لازمی نس بندی پر عمل در آمد کیا جائے اگر ہم اپنے قومی مقاصد کو مقررہ وقت میں حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں لازمی نس بندی کو قبول کرنا ہوگا۔

جائنٹ گروپ آف جوہو نے جائنٹ انٹرنیشنل سے تحفے کے طور عطیہ ... ر۴۰ روپے کا عطیہ دیا سنٹر عوام کو طبی خدمات بہم پہونچائے گا۔ ●

آئی بنک کا کام قابل تعریف "آنکھیں دان دیجئے" وزیر صحت کی اپیل

شری کے ایم پاٹل وزیر صحت عامہ نے یہ خیال ظاہر کیا کہ جدید طبی سائنس نے یہ ممکن بنا دیا ہے کہ ہم تمام تحائف سے بیش قیمت تحفہ یعنی تحفۂ بینائی دوسروں کو دے سکیں انہوں نے عوام سے اپیل کی کہ موت کے بعد اپنی آنکھوں کا تحفہ عطا کریں تاکہ ہزاروں نابیناؤں کو بینائی حاصل ہو سکے۔

وزیر موصوف ۲۹ مارچ کو جے جے گروپ ہسپتال میں منعقدہ ایک جلسہ میں کرنل سر جمشید جی دگن گورنمنٹ آنکھ بنک کو زیادہ سے زیادہ آنکھوں کے دیدے جمع کرنے پر ۱۹۷۵ء سال کیلئے گشتی ٹرافی عطا کر رہے تھے۔

آنکھ کا عطیہ جمع کرنے کے میدان میں بہترین کام کرنے والوں کو شری پاٹل نے اسناد بھی عطا کیں۔

یہ انکشاف کرتے ہوئے کہ دنیا کی بینائی سے محروم کل آبادی کا ۱/۴ حصہ ہندوستان میں ہے شری پاٹل نے اندھے پن کے مختلف اسباب کو دور کرنے کے لیے زبردست جدوجہد کی ضرورت جتائی انہوں نے فرمایا کہ اندھے پن کے اسباب سے عوام کو روشناس کرانے کے لیے ہر قسم کے ذرائع کو استعمال کیا جانا چاہیئے اور آنکھ کے عطیہ کے سلسلہ میں تمام مذہبی اور دوسری غلط فہمیوں کو دور کرنا چاہیئے شری پاٹل نے آنکھ ہسپتال کا معائنہ اور مریضوں سے گفتگو کرنے کے بعد آنکھ بنک کے کاموں پر اطمینان کا اظہار کیا

اس سے قبل ڈاکٹر کے ڈی مسٹر ماڈیو نائب صدر مہاراشٹر سوسائٹی نے وزیر موصوف کا استقبال کیا ڈاکٹر جی ایس کالے ڈائرکٹر آف میڈیکل ایجوکیشن اینڈ ریسرچ اور ڈاکٹر وی این راؤ ڈائرکٹر آف ہیلتھ سروس نے بھی اس موقع پر تقاریر کیں ڈاکٹر ایس بی چوان آنریری سکریٹری ڈگن آئی بنک نے بنک کی کارگذاری اور ترقی پر روشنی ڈالی۔ شری پی وی کا پڑیا آنکھ بنک کے جائنٹ اعزازی سکریٹری نے شکریہ ادا کیا۔ ●

خاندانی منصوبہ بندی نمائش
وزیر صحت نے افتتاح کیا

شری کے ایم پاٹل وزیر صحت عامہ و دیہی ترقی نے ۲۹ مارچ ۱۹۷۶ء کو بمبئی میں مہاراشٹر سکریٹریٹ اینڈ الائیڈ آفیسر اسٹاف ایسوسی کے زیر اہتمام خاندانی صحت اور خاندانی منصوبہ بندی سے متعلق نمائش کا افتتاح کیا وزیر موصوف نے خاندانی منصوبہ بندی پر نمائش لگانے کے خیال کی ستائش کی اور عام تعلیم کی ضرورت جتائی انہوں نے مشورہ دیا کہ خاندانی منصوبہ بندی کا پیغام عوام تک نئی نئی طرز کے اشتہاروں، جاذب نظر پوسٹروں اور ثقافتی پروگراموں مثلاً ڈرامے لوک کہانیوں اور کیرتنوں کے ذریعہ پہونچایا جائے انہوں نے اپنے عملے کے لیے تعمیری کاموں پر ایسوسی ایشن کو مبارکباد دیتے ہوئے

یہ امید ظاہر کی کہ سرکاری ملازمین خاندانی منصوبہ بندی اپنا کر دوسرے لوگوں کے لئے ایک مثال قائم کریں گے۔ اس موقع پر وزیر موصوف نے ایسوسی ایشن کی جانب سے مراٹھی میں شائع کردہ ایک کتابچہ کا اجراء بھی کیا۔ کتابچہ میں خاندانی منصوبہ بندی کے مختلف طریقوں اور طبی اسقاط حمل کے بارے میں معلومات دی گئی ہے

ابتداء میں ایسوسی ایشن کے عہدیداروں نے وزیر موصوف کا خیر مقدم کیا۔ ●

بھگوان مہاویر کو خراجِ عقیدت

بھگوان مہاویر کو ۱۲ اپریل ۱۹۷۶ء کو ان کی جینتی کے موقع پر سچوالیہ میں منعقدہ ایک سادہ تقریب میں خراج عقیدت پیش کیا گیا۔ وزیر سماجی بھلائی شری اے ایس کستورے نے بھگوان مہاویر کی تصویر کی گلپوشی کی اور پھول چڑھائے۔ شری پی کے کننے وزیر مملکت برائے ہاؤسنگ و پبلک ورکس، شری کانتی لال شاہ، صدر مطابرل ناگرک سنگھ، شری گپتی لال ویر یدیا، صدر جین یووک کانفرنس بھی اس موقعہ پر موجود تھے۔ کابینہ کے ممبران، سرکاری افسران نیز ملازمین نے بھی بھگوان مہاویر کو خراج عقیدت پیش کیا۔
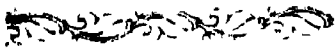
بمبئی عظمیٰ میں چھوٹی بچت کے سلسلے میں بہترین کام کرنے پر چھوٹی بچت ایجنٹوں کی ایسوسی ایشن کی طرف سے گذشتہ ۱۰ اپریل ۱۹۷۶ء کو ایجنٹوں کو اعزاز دیا گیا۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں ڈائرکٹر شری دنیش افضل پورکر تقریر کرتے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں۔ شری افضل پورکر کے بائیں بازو پر بمبئی کے پوسٹ ماسٹر جنرل شری وی ارونا چلم بھی دکھائی دے رہے ہیں۔

پیداوار بڑھاؤ معاشی ڈسپلن قائم رکھو

—— شری شنکر راؤ چوان

دھانوکر ہال بمبئی میں ۲۶ مارچ ۱۹۷۶ء کو منعقدہ انڈین انجینئرنگ انڈسٹری (مغربی ریجن) کے سالانہ جلسۂ عام کے موقع پر وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان نے یہ خیال ظاہر کیا کہ اس وقت صنعت کے سامنے جو سب سے اہم کام ہے وہ یہ ہے کہ پیداوار میں زیادہ سے زیادہ اضافہ کرے اور سخت معاشی ڈسپلن قائم رکھے۔

چوں کہ وزیر اعلیٰ جلسے میں شریک نہ ہو سکے تھے اس لئے ان کی تقریر شری آر۔ جے۔ ریوتلے وزیر انرجی اور جنگلات نے پڑھ کر سنائی۔

انہوں نے انجینئرنگ صنعت کو اس کے گذشتہ سال کے بہترین کام پر مبارکباد دی جس نے دوسری صنعتوں کے مقابلے میں نمایاں کامیابی حاصل کی ہے۔

وزیر اعلیٰ نے مزید فرمایا کہ موجودہ ذرائع کو زیادہ سے زیادہ استعمال کرنے کے لئے سخت جدوجہد کرنے کی ضرورت ہے۔ جنوبی مشرقی ایشیا مشرق وسطیٰ۔ اور مغربی ایشیائی ممالک کو برآمدات کے معاملے میں بڑے امکانات ہیں جن سے فائدہ نہیں اٹھایا گیا ہے۔ انہوں نے ان ممالک میں انجینئرنگ سامان کے لئے ایک بنیادی مرکز قائم کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔

وزیر اعلیٰ نے یہ خیال ظاہر کیا کہ حالیہ مرکزی بجٹ نے جو مالی رعائتیں بیشتر صنعتوں کو دی ہیں اس سے ترجیحی اور برآمدی صنعتوں میں رقم لگانے کی کافی حوصلہ افزائی ہوگی۔

انہوں نے صنعت کاروں سے اپیل کی کہ وہ ریاستی اور مرکزی حکومت کی جانب سے فراہم کردہ سہولتوں کو حاصل کر کے صنعتوں کے پھیلاؤ کے مقصد کو حاصل کرنے میں حکومت کی مدد کریں۔

انہوں نے مزید فرمایا کہ بمبئی کے مختلف دفاتر میں ملازمین کی چھٹیوں کے پھیر بدل کی تجویز زیر غور ہے انہوں نے یہ خیال ظاہر کیا کہ ایسے فیصلے سے ٹرانسپورٹ سسٹم اور بجلی پر بار کم ہوگا۔

انہوں نے انجینئرنگ ایسوسی ایشنوں سے اپیل کی کہ وہ صنعتی برادری کے کردار کو بنانے میں مدد کریں۔ تاکہ ملک کے سماجی اور معاشی انقلاب کی اولین ضرورت پوری ہو سکے۔

جلسہ کی صدارت کرتے ہوئے ایسوسی ایشن کے چیئرمین شری جے۔ ایچ۔ سناھے نے مشورہ دیا کہ معیشت کے دوسرے سیکٹروں کی طرح انجینئرنگ انڈسٹری میں بھی کم از کم اجرت رکھی جائے۔

شری۔ وی۔ وی۔ راؤ نے شکریہ ادا کیا۔

بقایا مجلس قانون سازی کی کارروائی

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۳۹)

سرو شری جی۔ ڈی ہیرے، ڈی۔ ایس دلیائی پرمود لونکر، نا مدیو راؤ دھنکر، ایس۔ آر رکھے، ڈی۔ جی۔ پالکر، سلیمان خان پٹھان، اور ڈی جے کوریکر نیز شریمتی کملا رمن، شریمتی پربھا سنندے، اور شریمتی دیل رانگنیکر نے بھی اس قرارداد پر بحث میں حصہ لیا۔

بحث کا جواب دیتے ہوئے وزیر صحت عامہ، شری کے۔ ایم۔ پاٹل نے فرمایا کہ لازمی نس بندی بل ایک تاریخی قانون ہے۔ گو ریاست مہاراشٹر نس بندی کے نشانے سے آگے رہی ہے تاہم اضافہ آبادی کی شرح کو مزید گھٹانے کی شدید ضرورت ہے۔

شری پاٹل نے فرمایا کہ خاندان کو تین بچوں تک محدود رکھنے کے لئے ۲۰ لاکھ اشخاص کی نس بندی کرنا ہوگی۔ بعد ازاں ہر سال ۵ء۳ لاکھ اشخاص کی نس بندی کی ضرورت ہوگی۔ صرف اسی طریقے سے ہم اضافہ آبادی کو روکنے کے قابل ہوں گے۔ آپ نے ایوان کو یقین دلایا کہ روپیہ ڈاکٹر، یا طبی ساز و سامان کی کسی قسم کی قلت کی بنا پر یہ کام رکا دیا نہ جائے گا۔

آپ نے مزید فرمایا کہ ریاست میں یہ سال بڑا خوش گوار سال رہا ہے اور اناج کی پیداوار ۸۵ لاکھ ٹن تک پہنچ گئی ہے۔ بہر صورت ہماری اناج کی کل ضرورت ۱۰۹ کروڑ ٹن ہے۔ لہذا یہ ضروری ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی میں لازمی عنصر شامل کیا جائے تاکہ اضافہ آبادی گھٹ کر مناسب حد کے اندر آجائے۔ اور ترقیاتی اسکیموں کا فائدہ عام آدمی کو بھی پہنچے۔

ایوان نے شری جی۔ ایم۔ نبات والا کی تجویز بہ آواز بلند رائے سے رد کر دی جس میں حکومت سے گذارش کی گئی تھی کہ رائے عام معلوم کرنے کی غرض سے یہ بل ۳۱ مارچ ۱۹۷۷ء تک عوام کے سامنے رکھا جائے۔

سرو شری لونت پارشیکر، پرمود لونکر، ڈی۔ ایس۔ دلیائی، ڈلاجی پاٹل، ایف۔ ایم۔ پنٹو، پی۔ بی کدم، ڈی۔ اے۔ دیشمکھ، ایس ایچ ڈیگھے، جیانند شنکر، سلیمان خان پٹھان، حسین دلوائی، ملی رام ہیرے اور شریمتی تائی تو چھبر، شریمتی نرملا ٹھوکل، شریمتی پربھا سنندے، شریمتی کملا رمن اور شریمتی دیل رانگنیکر نے اس قرارداد پر بحث میں حصہ لیا۔ ●

مہاراشٹر آب پاشی ترقیات بورڈ کی مجلس عاملہ کی گیارہویں بیٹھک ۲۰ اپریل ۸۶ء کو سیکریٹریٹ میں منعقد ہوئی۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں وزیر آب پاشی، شری بی۔ جے۔ کھتال، ممبران سے خطاب فرما رہے ہیں۔ شری کھتال کی بائیں طرف وزیر مملکت برائے زراعت، شری نانا صاحب سیکال اور دائیں طرف وزیر مملکت برائے آب پاشی، شری شام راؤ کدم نظر آ رہے ہیں۔

وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان نے حال ہی میں
جیجوری میں نل پانی سپلائی اسکیم کا افتتاح کیا۔
یہ اسی موقع کی تصویر ہے۔

ہفت روزہ شیونیر کے "راج شری شاہو" خاص نمبر کی اشاعت وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان کے ہاتھوں سے ۷ر اپریل ۱۹۷۶ء کو کرکٹ کلب آف انڈیا میں منعقدہ تقریب میں عمل میں آئی۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں شری پی۔ کے۔ ساونت، شری دشرا ناتھ راؤ دانگھے، شری چوان اور شریمتی کُسُم تائی چوان نظر آ رہی ہیں۔

شری بھیّا صاحب امبیڈکر کی اکسٹھویں سالگرہ کے موقع پر ان کی بیش قیمت خدمات کے صلہ میں وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان ۳ر اپریل ۱۹۷۶ء کو بمبئی میں منعقدہ ایک تقریب میں انھیں "مان پتر" پیش کر رہے ہیں۔

سینما و نمائش سے متعلق ملازمین کی شرح اجرت معین کرنے کے لئے مقررہ کمیٹی کے صدر ممبر اسمبلی شری راجا بھاؤ مہراشی نے کمیٹی کی رپورٹ وزیر محنت، شری شنکر راؤ پاٹل کو ۲ر اپریل ۱۹۷۶ء کو کونسل ہال، بمبئی میں پیش کی۔
اس موقع پر لی گئی تصویر میں وزیر مملکت برائے محنت شری رام ناتھ پانڈے بھی نظر آ رہے ہیں۔

دہلی کے صحافیوں کی جماعت نے جو مہاراشٹر کے چار روزہ دورے پر آئی ہوئی تھی۔ ۱۱ اپریل ۱۹۷۶ء کو وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان سے ملاقات کی۔

وزیر صنعت شری این ۔ ایم ۔ تڑکے ۱۴ اپریل ۱۹۷۶ء کو جی۔ پی۔ ٹی ہوم گارڈز اور سول ڈیفنس ٹریننگ سینٹر کے "آگ بجھاؤ دستوں" کی مشترکہ رسمی پریڈ کی سلامی لے رہے ہیں۔
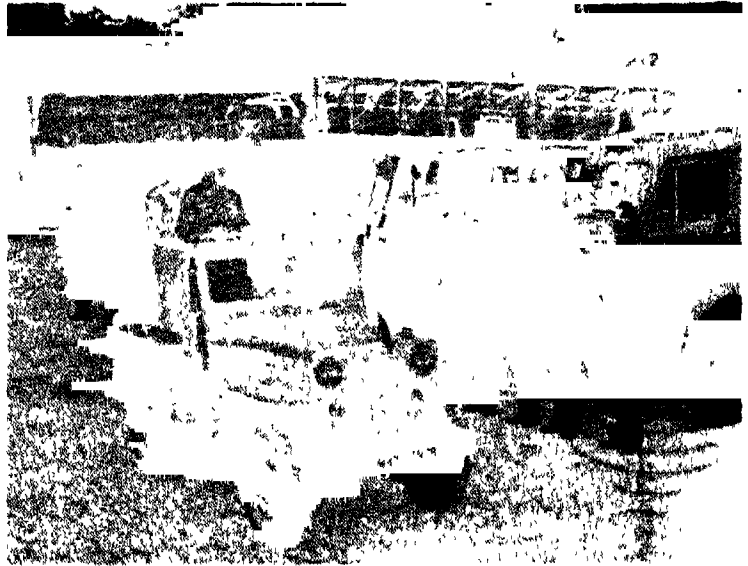
احمد نگر سہکاری بینک کی لال باغ شاخ کا افتتاح مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان نے ۹ اپریل ۱۹۷۶ء کو کیا۔ یہ تصویر اسی موقع کی ہے۔ ساتھ والی تصویر میں وزیر قانون و عدلیہ اور سینچائی، شری بی، جے کھتال تقریر کرتے ہوئے اور وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان اور ایڈووکیٹ جنرل شری رام راؤ ادک بیٹھے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔

سچوالیہ سے ۳۰ مارچ ۱۹۷۶ء کو وزیر اعلیٰ شری ایس، بی، چوان نے مرکزی وزیر برائے مواصلات، شری ایس۔ ڈی، شرما (نئی دہلی) سے ٹیلی فون پر بات کر کے بمبئی ٹیلی فون کے تین نئے ایکسچینج کا افتتاح فرمایا۔ تصویر میں بمبئی ٹیلی فونس کے جنرل مینجر شری ایم۔ ایس۔ شتھنا بھی نظر آ رہے ہیں۔

ایچ ای مسٹر شیونسے کھاما، صدر بوٹسوانا، ریپبلک اور لیڈی روتھ کھاما ہندوستان کے نودنہ دورہ کے لئے سنیچر ۳ ر اپریل ۱۹۷۶ء کو شب میں سانتا کروز ایر پورٹ پہونچے۔ شری ایس۔ بی۔ پاٹل، وزیر صنعت، ڈاکٹر ہیون ڈیسوزا وزیر مملکت برائے پروٹوکول وغیرہ نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔

شری کے ایم پاٹل، وزیر صحت عامہ نے "گشتی شرانی" ڈاکن آئی بنک سے جے جے اسپتال کو رواں سال میں آنکھوں کے عطیات جمع کرنے کے کام میں اچھی کارگزاری پر دی۔ یہ اسی موقع کی تصویر ہے۔

ڈاکٹر رفیق زکریا، وزیر محصولات، شہری ترقیات
چیرمین بمبئی میٹروپولیٹن ریجنل ڈیولپمنٹ اتھارٹی
نے ۳۱ مارچ ۱۹۷۶ء کو امبرناتھ بھیونڈی اور
علی باغ میونسپلٹیوں کے صدور کو آب فراہمی اسکیمات
کی عمل آوری کے لئے چیک پیش کئے۔
تصویر میں بھیونڈی میونسپل کونسل کے صدر
شری پی۔ ایس۔ تاور سے چیک لیتے ہوئے نظر
آرہے ہیں۔ نیز وزیر مملکت برائے شہری ترقیات
شری جگیش ولیا بھی نظر آرہے ہیں۔

عوامی اقدام برائے ترقی مہاراشٹر اسٹیٹ
کمیٹی کے زیر اہتمام چالیس ہزار روپے کی امدادی
رقم ادیباسیوں کو بیجوں، ترکاریوں اور پھلوں
کے پودوں اور زیادہ اناج پیدا کرنے والے دھان
کی فراہمی کے لئے دی گئی۔ جیون وکاس شکشن
سنستھا، پالگھر، ضلع تھانہ کے صدر شری کا ایس۔
ٹی کدم کو وزیر زراعت و کمانڈ ایریا ڈیولپمنٹ
شری ایس۔ جی۔ پوار ۱۵ اپریل ۱۹۷۶ء
کو سچیوالیہ میں چیک دیتے ہوئے نظر آرہے
ہیں۔

PRINTED AT THE GOVT PHOTOZINCO PRESS, PUNE 1976

سیلاب زدہ علاقے کے طلبہ کیلئے ناندیڑ میں تعمیر کئے جانے والے ہوسٹل کی بھومی پوجن اور سنگ بنیاد رکھنے کی رسم بمبئی پردیش کانگریس کمیٹی کے صدر بیرسٹر رجنی پٹیل کے ہاتھوں ۲۸ مارچ ۱۹۷۶ء کو انجام پائی۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان، شریمتی کسم تائی چوان، وزیر محصول ڈاکٹر رفیق زکریا بھی نظر آ رہے ہیں۔

وزیر مملکت برائے صحت عامہ، ڈاکٹر لیون ڈیسوزا نے ۴ اپریل ۱۹۷۶ء کو قلابہ، بمبئی میں مہاراشٹر یونائیٹڈ نیشنز ایسوسی ایشن کی جانب سے فیملی پلاننگ کے بارے میں خواتین کی رہنمائی کرنے والے سینٹر کا افتتاح کیا۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں وزیر موصوف تقریر کرتے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔

Licence No. 89 for without prepayment of postage **Reg. No. MH-BY/South-544**

(ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز گورنمنٹ آف مہاراشٹر نے گورنمنٹ سنٹرل پریس بمبئے میں چھپوا کر شائع کیا)

قومی راج

۹ مئی ۱۹۷۶ء کو ایوت محل ضلع کے مال کھیڑ گاؤں میں 'بھومی کرانتی دن' منایا گیا۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں وزیرِ اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان تقریر کر رہے ہیں۔ سابق وزیرِ اعلیٰ شری وسنت راؤ نائک' نائب وزیرِ زراعت شری علی حسن ہمدانی اور شری پی۔ کے ساوت صدر مہاراشٹر پردیش کانگریس کمیٹی بھی نظر آ رہے ہیں۔

اس تقریب میں ایوت محل ضلع کے کسان اور کھیتی مزدور بڑی تعداد میں حاضر تھے انھوں نے وزیرِ اعلیٰ کی تقریر بڑے چاؤ سے سنی۔

سخنہائے گفتنی

جلد ۳ | ۱۶ مئی ۱۹۷۶ء | شمارہ ۱۰

قیمت فی پرچہ ۵۰ پیسے • سالانہ ۱۰ روپے

زیرِ نگرانی خواجہ عبدالغفور آئی۔اے۔ایس

ترسیلِ زر اور مراسلت کا پتہ

چیف ڈائرکٹر آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، حکومتِ مہاراشٹر، سچیوالیہ، بمبئی ۳۲۔

یوں تو بیس نکاتی پروگرام کے تحت پورے ملک میں ایک خوش گوار فضا پیدا ہوئی ہے۔ لیکن یہ تبدیلی ہماری ریاست مہاراشٹر میں خاص طور پر نمایاں ہے ہڑتالوں، مورچوں، احتجاجوں کی عادی ہماری زندگی یک لخت پر سکون ہو گئی اور ایسا لگنے لگا ہے گویا ہر کس و ناکس کو دفعتاً اپنی ذمہ داری کا احساس ہو گیا۔ ملوں اور کھیتوں کی پیداوار بڑھنے لگی اور غذائی اجناس کی اس قدر بہتات ہو گئی کہ قحط اور کال کی باتیں خواب و خیال معلوم ہو رہی ہیں۔

قیمتوں میں کافی کمی ہوئی ہے اور روزمرہ زندگی جو افراطِ زر کی وجہ سے دشوار ہو گئی تھی، قابو میں آگئی ہے۔ دیہی علاقوں میں امید کی ایک نئی کرن پھوٹی ہے۔ بے زمینوں کو زمین اور بے گھروں کو گھر مل رہے ہیں۔ جب کہ شہروں اور گندی بستیوں اور جھونپڑ پٹیوں میں رہنے والوں کو انسانوں کی طرح رہنے سہنے کے مواقع فراہم کئے جا رہے ہیں۔

ملک بھر میں لسانی اتحاد، جذباتی ہم آہنگی اور قومی یک جہتی کا ایک نیا ماحول سازگار ہوا ہے۔ ہماری ریاست میں بھی یہ رجحان نمایاں ہے۔ اور ریاست کے تمام طبقے اپنے اختلافات و شکایات بھلا کر ملک اور ریاست کی ترقی کی راہ میں ایک دوسرے کے ہم قدم ہیں۔

سماج کے کمزور طبقات اور اقلیتوں کے لئے یہ دور انتہائی مبارک ثابت ہوا ہے۔ جس نے انہیں ترقی کے نئے مواقع عطا کئے ہیں۔

'قومی راج' اس مبارک دور کی برکتوں کا خیر مقدم کرتا ہے اور اس یقین کا اظہار کرتا ہے کہ ہماری ریاست اسی طرح ترقی کی منازل طے کرتے ہوئے بہت جلد ملک کی سب سے خوش حال اور ترقی یافتہ ریاست بن جائیگی۔

(خواجہ عبدالغفور)

عہد آفریں دس برس

۱۹۶۶ء سے ۱۹۷۶ء تک

کہیں گھیراؤ کہیں بند کہیں ہڑتالیں
کہیں خوں ریز بغاوت کی خطرناک فضا
رات بپھری ہوئی ناگن کی طرح موج اجل
تیغ جلاد کا سورج کے اجالے پہ گماں
ظلم کی دھوم لرزتے ہوئے بازاروں میں
شعلہ زن ملک میں تہذیب و شرافت کی چتا
•ارپرواز سہے قوم نے ہمالیوں کے
اہل زر، اہل خبر محو تماشائے ستم

۲

اس گھٹاٹوپ اندھیرے میں سر راہ وفا
ایک بے باک عمل مست دل آویز کرن
آئی پرنور سویرے کی بشارت لے کر
فتح کا ساز بجا فرمس کا آغاز ہوا
امن کا پھول کھلا، علم کا تارا چمکا
آج پھر تازہ ہواؤں سے لہکتا ہے چمن

۳

کون کہتا ہے کسی آنکھ میں آنسو نہ رہا
تلملاتا ہوا زخموں سے وطن گزرا ہے
ابھی دکھ درد کی بھیگی ہوئی پلکیں ہیں مگر
مسکرانے کا غریبوں کو اشارہ تو ملا
سرد الفاظ نے صدیوں میں زباں پائی ہے
کس کی ہمت سے یہ دلدار سحر آئی ہے

سکندر علی وجد

آرٹ ✱ آر یہ بھٹ ۔ اسمی تجربہ

تقسیم کی جانے والی اراضی کا کم سے کم ۵۰ فیصد حصہ ملے۔

مہاراشٹر میں اصلاحات اراضی کا نیا رخ

ضلع ایوت محل میں "بھومی کرانتی دن"

وزیراعلیٰ نے ہل چلایا

مہاراشٹر میں اصلاحات اراضی نے نیا رخ اختیار کیا جب کہ ۹ رمئی ۱۹۷۶ء کو ایوت محل سے ۲۴ کلو میٹر دور مال کھیڈ نامی گاؤں میں وزیراعلیٰ شری شنکر راؤ چوان نے زمین کے ایک ٹکڑے پر علامتاً ہل چلایا جو نئے اراضی حدبندی ایکٹ کے تحت ایک بے زمین مزدور کو دیا گیا ہے۔

اس موقع پر گاؤں میں ایک بڑے مجمع سے خطاب کرتے ہوئے شری چوان نے فرمایا کہ زمین کی اس طرح از سر نو تقسیم کہ بے زمینوں کو زمین کا ایک قطعہ حاصل ہو سکے، سماجی بہبود و استحکام کی خاطر ناگزیر ہو گئی ہے۔

شری چوان اور سابق وزیراعلیٰ شری نائیک دونوں نے ان زمیں داروں سے جنہوں نے عدالتوں میں اراضی حدبندی ایکٹ کو چیلنج کیا ہے پرزور اپیل کی کہ وہ اپنے مقدمات واپس لے لیں۔

اس منصوبہ کے تحت جس کا آج سے ضلع ایوت محل میں افتتاح ہوا گاؤں کے مالدار کسان، جن کی فاضل اراضی بے زمین کھیتی مزدوروں میں تقسیم کی گئی ہے۔ سال رواں کے دوران زمین پانے والوں کے لئے کاشت کے تمام کام انجام دیں گے تاآنکہ وہ خود پوری طرح سے کھیتی باڑی کرنے کے قابل ہو جائیں۔

اس اسکیم کا خاکہ ریاست کے نائب وزیر قومی راج برائے زراعت و اوقاف شری علی حسن ممدانی نے تیار کیا تھا جو ایوت محل ضلع کے نگراں وزیر بھی ہیں۔

بھودان لیڈروں نے بھی جن میں کماری نرملا دیشپانڈے شامل ہیں، اس میں حصہ لیا۔

شری چوان نے تقسیم اراضی سے متعلق عدالتوں (ٹریبونل) سے گذارش کی کہ وہ اس بات کا خیال رکھیں کہ پس ماندہ طبقات کے بے زمین افراد کو

صدر جمہوریہ کا پیغام

اس تقریب میں صدر جمہوریہ، شری فخرالدین علی احمد کا خصوصی پیغام پڑھ کر سنایا گیا جس میں صدر موصوف نے ریاست میں 'بھومی کرانتی دن' منانے پر حکومت مہاراشٹر کے مقصد کو سراہا۔

اسی طرح نائب صدر، شری جتی اور وزیراعظم شریمتی اندرا گاندھی نے بھی اس موقع پر اپنے پیغامات میں خیر سگالی اور نیک خواہشات کا اظہار فرمایا۔

مہاراشٹر پردیش کانگریس کمیٹی کے صدر شری پی۔ کے۔ ساونت اور وزیر مملکت برائے آبپاشی، شری تمام راؤ کدم بھی اس موقع پر موجود تھے۔

"بھومی کرانتی دن" (۹ رمئی ۱۹۷۶ء) کو مال کھیڈ نامی گاؤں میں پولیس دل کے شرمدان کے ذریعہ کھودے گئے دو کنوؤں اور "بھومی ویکاس بنک" کی مدد سے لگائے گئے پمپوں کا افتتاح وزیراعلیٰ شری شنکر راؤ چوان کے ہاتھوں ہوا۔ تصویر میں نائب وزیر زراعت شری علی حسن ممدانی بھی دکھائی دے رہے ہیں۔

جیوتی باپھلے

ایک عظیم سماجی مُصلح

انیسویں صدی عیسوی نے مہاراشٹرا کو ایک ایسا ہادی اور سماجی مصلح عطا کیا جس نے اس علاقہ کی سماجی، معاشی، تہذیبی گھٹن کے ماحول میں فکری انقلاب کی مستحکم بنیادیں رکھیں۔ جو آگے چل کر سماج کی نئی تعمیر کا سنگِ بنیاد ثابت ہوئیں۔ جیوتی باپھلے نے نہ صرف مہاراشٹرا کے عوام کے لئے بلکہ سارے ہندوستانی عوام کے لئے وہ خدمات انجام دیں جنہیں ہندوستان کے مستقبل کی تاریخ کبھی فراموش نہ کرسکے گی۔ کیونکہ انہوں نے عوام کے پسماندہ طبقات کو زندگی کے نئے افق سے روشناس کروایا۔ انہیں ہندستانی عوام سے بے پناہ پیار تھا۔ ان کی تحریک کا اہم مقصد پچھڑے ہوئے لوگوں کو سماجی انصاف دلانا تھا۔ ان کا خیال تھا کہ جب تک سماجی ناانصافی کو ختم نہیں کیا جاتا اس وقت تک صالح معاشرہ کا تصور ناممکن ہے امریکہ کی تحریکِ آزادی سے صحیح معنوں میں ان کو ذہنی تحریک ملی۔ اور اسی تحریک سے متأثر ہوکر انہوں نے حیاتِ انسانی کی شیرازہ بندی کیلئے نئی قدروں کی تلاش کی۔ لیکن یہ کوئی آسان کام نہ تھا وہ خود ان تمام مشکلات اور دشواریوں سے واقف تھے۔ اس کے باوجود انہوں نے ہواؤں کے رخ پر چراغ روشن کر ہی دیا۔

جیوتی باپھلے ۱۸۲۷ء میں ایک ایسے خاندان میں پیدا ہوئے تھے جو مذہبی معاملات میں قدامت پسند تھا۔ لیکن ان کا ذہن اس قدامت پسندی سے سمجھوتہ نہ کرسکا کیونکہ وہ ایک ایسے ہادی تھے جو بقول شاعر ؎

تاریک راستوں میں جلاتا ہے جو چراغ
اے آگہی بتا سرِ منزل وہ کون ہے

ذات پات کی بنیاد پر سماجی تقسیم کو وہ ملک کی ترقی میں سب سے بڑی رکاوٹ سمجھتے تھے انہوں نے سب سے پہلے ان وجوہات کی تلاش کی جو سماجی ناانصافی کے اہم اسباب تھے۔ اور یہ نتیجہ اخذ کیا کہ مذہبی قدامت پسندی اور جہالت ہندستانی عوام کے بیشتر مصائب کے اہم اسباب ہیں۔

غلط تاویلیں

ان کے ان خیالات کی بعض گوشوں نے غلط تاویلیں کی ہیں لیکن ان تاویلوں کی کوئی ٹھوس بنیاد نہیں ہے کیونکہ وہ مذہب کے خلاف نہیں تھے اور نہ انہوں نے کبھی کسی بھی مذہب پر تنقید کی تھی۔ برخلاف اس کے انہوں نے مذہب کی اہمیت اور افادیت کو تسلیم کیا ہے۔ وہ فرد کی شخصیت اور کردار کی تعمیر کیلئے مذہب کو ضروری سمجھتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ مذہب کی صحیح اسپرٹ کو اپناکر ہی انسان کے قومی کردار کی تشکیل کرکے سماجی ذمہ داریوں کے احساس کو مستحکم کیا جاسکتا ہے۔ ہندوستان میں پہلی بار پسماندہ عوام کی جہالت کو دور کرنے کی کوششوں کا آغاز اگر کسی نے کیا ہے تو وہ جیوتی باپھلے ہی تھے۔ عوام کے پسماندہ طبقات کو علم کی روشنی سے روشناس کروانے کے لئے انہوں نے ۱۸۴۸ء میں پونا میں ایک اسکول قائم کیا ایک ایسے دور میں انہوں نے عوامی اسکول کی بنیاد ڈالی تھی جبکہ پسماندہ عوام اور عورتوں کو تعلیم حاصل کرنے کی سہولتیں حاصل نہیں تھیں ان کا یہ اقدام سماج سے انحراف اور بغاوت کے مترادف تھا۔ چنانچہ مختلف گوشوں سے ان کے خلاف تنقیدوں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ ان کی تحریک کو آگے بڑھانے میں ان کے مخلص دوستوں کا بھی اہم رول رہا ہے۔ چنانچہ ان لوگوں کی امداد اور تعاون سے جیوتی بانے ۱۸۵۱ء میں لڑکیوں کیلئے ایک دوسرا اسکول قائم کیا۔ ان کی تحریک سے عوام کی بڑھتی ہوئی دلچسپی نے ان کی ہمت افزائی کی اور انہوں نے ایک اور اسکول ۱۸۵۲ء میں قائم کردیا۔ ان کو روایتی تعلیمی نصاب سے کوئی

ابراھیم اختر۔
فائننس ڈپارٹمنٹ،
ضلع پریشد۔ پربھنی

دلچسپی نہیں تھی۔ وہ چاہتے تھے کہ تعلیم کے ذریعہ طلبہ میں فکری انقلاب پیدا ہو۔ تاکہ وہ ہندوستان کے روشن مستقبل کے معمار بن سکیں۔

بیوہ کی شادی

ہندو سماج میں کمسن بچوں کی شادیوں کے رسم و رواج کو ختم کرنے کیلئے بھی جیوتی با پھلے نے ناقابلِ فراموش خدمات انجام دی ہیں۔ لیکن اس رواج کو ختم کروانے کیلئے ان کو بڑی صبر آزما جد و جہد کرنی پڑی تھی۔ ان کا دوسرا اہم کارنامہ ہندو بیوہ عورتوں کی دوبارہ شادی کے تعلق سے رہا ہے۔ انہوں نے اس مسئلہ پر بھرپور توجہ دی اور بے شمار مضامین لکھے ہندو سماج میں بیوہ عورتوں کی دوبارہ شادی کا رواج نہیں ہے۔ جیوتی با پھلے نے اس پابندی کو غیر شائستہ رواج سے تعبیر کیا ہے۔ انہوں نے مختلف دلائل سے اس بات کو ثابت کرنے کی کوشش کی کہ اس رواج کا ہندو مذہب کی بنیادی تعلیمات سے کوئی علاقہ نہیں ہے۔ لیکن سماج کے قدامت پرست گروہوں نے اس مسئلہ پر جیوتی با کی شدید مخالفت کی۔

لیکن انہوں نے ان تمام مخالفتوں اور تنقیدوں کی کوئی پرواہ نہیں کی اور اپنے مشن کو مضبوطی سے آگے بڑھاتے رہے۔ جیوتی با پھلے کو اگر اپنی زندگی میں سب سے زیادہ سخت لڑائی کسی مسئلہ پر لڑنی پڑی تھی تو وہ مسئلہ تھا حقوقِ نسواں کا۔ سماج میں عورتوں کو مساوی حقوق دلانے کیلئے ان کو بڑی طویل اور سخت جد و جہد سے گذرنا پڑا۔ اپنے مضامین اور تقریروں کے ذریعہ انہوں نے عوام کو سمجھانے کی کوشش کی کہ ہمارے لئے یہ بڑے دکھ کی بات ہے کہ ہم عورتوں کے ساتھ جانوروں کا سا سلوک کرتے ہیں جبکہ دوسرے ممالک کی عورتیں اپنے ملک کی ترقی کی جد و جہد میں مردوں کے دوش بدوش حصہ لے رہی ہیں اور ہمارے ملک میں آج عورتوں کے ساتھ اچھوتوں کا سا برتاؤ کیا جاتا ہے۔ ہمارے دیش کی عورتوں کی حالت غلاموں سے بھی بدتر ہے۔ ہمارے سماج میں بہت ساری اخلاقی برائیاں محض اس لئے پیدا ہو رہی ہیں کہ ہم نے عورتوں پر بہت سی غیر فطری پابندیاں عائد کر رکھی ہیں۔ بیوہ عورتوں کو ان کی دوسری شادی کے حق سے محروم رکھنا سنگین اخلاقی جرم ہے۔ حقوقِ نسواں کے مسئلہ پر جیوتی با کی بھرپور توجہ نے ان کی تحریک کو نیا موڑ دیا اور اس کی گونج سارے دیش میں سنائی دینے لگی۔ اور بہت سارے دیگر مقامات سے ان کی تحریک کو بھرپور تعاون پیش کیا جانے لگا۔ یہ ان کے لئے کچھ کم اعزاز نہ تھا۔

ستیہ شودھک

اپنی تحریک کو ملک گیر شکل دینے کیلئے انہوں نے سنہ ۱۸۷۳ء میں پونہ میں ایک کنونشن طلب کیا۔ جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے اپنے مشن کو وسیع تر بنیادوں پر پھیلانے کے لئے ایک مرکزی ادارہ کے قیام کی تجویز رکھی۔ کنونشن نے تھوڑے بہت مباحثے کے بعد ان کی تجویز سے اتفاق کر لیا۔ اور ستیہ شودھک سماج کے نام سے ایک مرکزی ادارہ قائم کرنے کی تجویز منظور کی گئی۔ ستیہ شودھک سماج کا قیام قدامت پرست طبقہ کے لئے ناقابلِ برداشت صدمہ تھا۔
لیکن جیوتی با نے بہت ہی سنجیدگی اور متانت سے ان کی مخالفتوں کا محاسبہ کیا اور تمام حقائق عوام کے سامنے رکھ دیئے۔ ان کی تحریک میں چونکہ خلوص اور سچائی تھی۔ ایمانداری اور پاکیزگی تھی قومی خدمت کا بھرپور جذبہ تھا اس لئے ان کے مخالفین کو اپنے مقصد میں کامیابی نہ ہو سکی اور جیوتی با کی تحریک پھیلتی اور مضبوط ہوتی گئی سنہ ۱۸۷۴ء میں انہوں نے پہلی بار بمبئی کا دورہ کیا تاکہ وہاں ستیہ شودھک کی شاخ قائم کی جاسکے۔ بمبئی میں انہوں نے مختلف مقامات پر کئی عوامی جلسوں کو مخاطب کیا جن میں ستیہ شودھک سماج کے اغراض و مقاصد پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ اہلِ بمبئی نے ان کی تحریک کا کھلے دل سے خیر مقدم کیا اور ستیہ شودھک سماج کی شاخ کے قیام میں اپنا بھرپور تعاون دیا۔ جیوتی با پھلے نے جبری مفت تعلیم کے سلسلہ میں بھی کئی مضامین لکھے اور اہلِ ملک کو اس کی افادیت سمجھاتے ہوئے کہا کہ جب تک عوام میں تعلیم عام نہیں ہو جاتی اس وقت تک عوام کی سماجی پسماندگی دور نہیں ہو سکتی۔ ان کا ایک اور عظیم اور ناقابلِ فراموش کارنامہ یہ رہا ہے کہ انہوں نے ہریجنوں کے مسائل کو حل کرنے کیلئے خصوصی توجہ دی۔ ان کو سماج میں باعزت مقام دلانے کے لئے جیوتی با نے جو سخت جد و جہد کی ہے اس کی مثال کم ہی ملے گی۔
ہندوستانی سماج سے چھوت چھات کی لعنتوں کو ختم کروانے کیلئے انہوں نے قومی شعور کو بیدار کرنے کی بھرپور کوشش کی تھی۔ ہندو مذہب کی مقدس کتابوں کے حوالوں سے انہوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی تھی کہ انسان پیدائشی طور پر ادنیٰ یا اعلیٰ نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ تو اس خیال کے قائل تھے کہ ؎

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

ہریجن سماج کو ایک مضبوط، مستحکم ذہن اور روشن خیال قیادت دینے کے لئے انہوں نے اس سماج کے چند متوازن جوش اور ہوش رکھنے والے نوجوانوں کا انتخاب کیا جو آگے چل کر ان کی تحریک کے لئے بہت مفید ثابت ہوئے۔

مہاتما کا خطاب

جیوتی با پھلے کی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کرنے کیلئے ان کے دوستوں، ہمدردوں، بہی خواہوں، شاگردوں اور معتقدوں نے سنہ ۱۸۸۸ء میں بمبئی میں ایک کنونشن طلب کیا۔ یہ کنونشن

مہاراشٹرا کی تاریخ میں مثالی کنونشن رہا ہے۔ اس لئے کہ یہ خالص عوامی کنونشن تھا۔ جس کا اہتمام مزدوروں، کسانوں اور محنت کش عوام نے کیا تھا۔ جس میں پھلے کو "مہاتما" کے خطاب سے نوازا گیا۔ یہ جیوتی با کی خدمات کے اعتراف میں مثالی اور ناقابل فراموش عوامی خراج تحسین تھا اور یہ عوامی جذبہ اس بات کا ثبوت تھا کہ جیوتی با کے لئے عوام کے دلوں میں کتنی عزت، تعظیم اور عقیدت ہے۔ عوامی سطح پر جتنی عزت اور توقیر پھلے کو ملی تھی اتنی ان کی کسی ہمعصر شخصیت کو نہیں ملی۔

عام طور پر جیوتی با پھلے پر ایک الزام یہ بھی لگایا جاتا ہے کہ وہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے تعلق سے کوئی اچھی رائے نہیں رکھتے تھے اور یہ کہ وہ اس کو آزادی کی لڑائی تسلیم نہیں کرتے تھے۔ مزید یہ کہ وہ برٹش گورنمنٹ کے تعلق سے ہمدردانہ خیالات رکھتے تھے لیکن یہ الزامات صحیح نہیں ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ انہوں نے ۱۸۵۷ء کی تحریک کو آزادی کی لڑائی تسلیم کرنے میں پس و پیش کیا ہے۔ کیونکہ ان کے خیال میں اس میں نہ صرف نظم و ضبط اور تنظیم کا فقدان تھا بلکہ اس کو عوام کی بھرپور اور ملک گیر تائید حاصل نہیں ہوئی تھی جس کا نتیجہ اس کی ناکامی کی صورت میں ظاہر ہوا۔ ہندوستان کے سارے محنت کش عوام کو آزادی کی لڑائی کے لئے منظم اور تیار کیا جاتا تو غلامی کی زنجیریں ٹوٹتے دیر نہ لگتی۔ تحریک کی قیادت کرنے والوں نے ہندوستان کے سیاسی حالات اور وقت کی نبض کو پہچاننے میں غلطی کی تھی۔ لیکن پھر بھی ہم اسے جدوجہد آزادی کا نقطۂ آغاز کہہ سکتے ہیں۔ جیوتی با نے انگریزی اقتدار کی کبھی بھی تائید نہیں کی تھی۔ وہ برٹش امپریلزم سے اتنا ہی متنفر رکھتے تھے جتنا کہ کوئی دوسرا محب وطن ہندوستانی رکھ سکتا ہے۔ انہوں نے انگریزی دور کی صرف اسی حد تک تعریف کی کہ اس دور میں قومی راج

ہندوستان کو سائنس اور ٹکنالوجی سے روشناس ہوا بلکہ وہ تو اس خیال کے حامی تھے کہ ہندوستان کے عوام کے اتحاد ہی میں اس ملک کی آزادی مضمر ہے۔ جیوتی با پھلے نے ہندوستان کے پسماندہ عوام کے لیے جو ناقابل فراموش خدمات انجام دی ہیں وہ ہندوستانی قوم کی امانت اور ورثہ ہے۔ آج ہندوستان میں جتنی بھی سماجی تبدیلیاں آرہی ہیں ان میں کسی نہ کسی شکل میں جیوتی با پھلے کی تحریکات کا پرتو نظر آتا ہے۔ اس لئے ان کی تحریک کو انیسویں صدی کی درخشاں اصلاحی تحریک کا نام دیا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔

نذیر بنارسی
پانڈے حویلی
وارانسی (یو۔پی)

قطعات

(۱)

میری اجل کو میرا نگہبان کردیا — دی زندگی کہ موت کا سامان کردیا
سب سے تو ایک طرح سے پوچھا مزاج بھی — مجھ پر الگ سے کون سا احسان کردیا

(۲)

اچھا کیا جو مجھ کو نظر سے گرا دیا — اپنے بغیر بھی مجھے جینا سکھا دیا
دنیا مری نگاہ میں تاریک ہوگئی — تم نے تو اک چراغ جلا کر بجھا دیا

(۳)

جس روز سے کہ روٹھ گئے ہیں کسی سے ہم — کچھ زندگی ہے ہم سے خفا زندگی سے ہم
وہ بھی ہمارے دردبھرے دل کی چوٹ تھی — اکثر چھپا گئے جسے جھوٹی ہنسی سے ہم

(۴)

گھبرا کے در امید کا در بند کر لیا — اپنے کو ہم نے آپ نظربند کر لیا
اب آکے در پہ ہو در دل پہ دستکیں — جب ہم نے انتظار کا گھر بند کر لیا

خالقِ کائنات نے یا بقولِ سوداؔ ایک —
'خانہ بر انداز چمن' نے اپنی کرم گستری کے تحت تمام دنیا والوں کی طرف جب رنگ برنگی 'گل' بلکہ ثمر بھی پھینکنے شروع کئے تو ادھر بھی یعنی علاقہ 'ناگپور' کے دامن میں بھی ایک ثمر آپڑا۔ اپنی خوبیوں کے باعث خود مشہور ہو کر اس نے ناگپور کا نام بھی مشہور کر دیا۔ یہ خوش نما، خوش رنگ اور خوش ذائقہ ثمر 'سنترہ' ہے۔ اس کی شکل گول سڈول۔ نیچے قدرے چپٹا۔ رنگ زردی مائل ہرا نظر پڑتے ہی نظر میں کھب جانے والا جلد حسین۔ نرم و ملائم۔ عجیب چمک دمک رکھنے والی۔ جسے صرف چھونے ہی سے انگلیوں کو فرحت بخش لذّت محسوس ہونے لگتی ہے۔ اور چھونے والا دل وجان کی گہرائیوں سے پکار اٹھتا ہے۔ 'کیا خوب سنترہ ہے۔ کیا خوب سنترہ ہے۔' میاں نظیر اکبر الہ آبادی تو صرف ککڑیوں پر لٹو ہو کر فرما گئے ہیں ؎

کیا خوب ککڑیاں ہیں کیا خوب ککڑیاں ہیں
مجنوں کی پسلیاں ہیں لیلیٰ کی انگلیاں ہیں
چاہو مرچ لگا دو چاہو تو یوں ہی کھاؤ
کیا خوب ککڑیاں ہیں کیا خوب ککڑیاں ہیں

مگر ہمارے سنترے کو تو نمک مرچ لگانے کی بھی ضرورت نہیں پڑتی۔ اس کا اپنا قدرتی چٹخارہ ازخود دیکھنے والے کو کھانے پر آمادہ کر دیتا ہے۔ ذرا ہاتھ میں لیجئے اور انگلی کے ہلکے سے اشارہ سے اس کا نرم مسام دار چھلکا دور کر دیجئے۔ کہ آن کی آن میں تیز خوشبو کے فوارے چھوٹنے لگتے ہیں۔ اور چھلکا دور ہوتے ہی اندر کی طرف سلیقے سے سجی ہوئی رس بھری بوتلیں دکھائی دیتی ہیں۔ یہ سنترہ کی قاشیں ہیں۔ جنہیں پھانکیں بھی کہتے ہیں۔ یہ قدرتی طور پر چھلکے کے غلاف میں محفوظ ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے سے جڑی ہو کر بڑی مضبوط و منظّم ہوتی ہیں۔ کہنے والے نے ان کی شان میں کیا خوب پہیلی کہی ہے ؎

ایک محل میں نو دس بیریاں
سر کو جوڑے جوڑے کھڑیاں
جوں ہی محل کا کھل جائے پٹ
جی چاہے کہ کر جائیں چٹ

پہیلی کو بوجھنے کے لئے زیادہ زحمت نہ اٹھایئے۔ اور صرف 'چٹ کر جانے' کے رس بھرے انداز پر غور کیجئے تو پتہ چل جائے گا کہ نو دس قاشوں یا پھانکوں والے سنترے کی بات ہو رہی ہے۔ چٹ کر جانے کی تمنّا پیدا ہوتے ہی سنترے پر جوں ہی ہاتھ پڑتا ہے تو سب سے پہلے چھلکے کا غلاف اتارتے ہی تیز قسم کی نرالی خوشبو دل و دماغ کو معطّر کرتے ہوئے مشامِ جاں کی ضیافت کا سامان بہم پہنچاتی ہے۔ اور پھر پھانکوں کی خوش اندام پریوں کے نظارۂ جمال سے دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔

ڈاکٹر محمد منشاء الرحمٰن خاں منشاء
۱۱-۱ اسٹرینگ ٹاؤن - ناگپور ۱

اِدھر چٹ کر جانے کی فطری تمنا میں ہونٹ مضطرب و بے قرار۔ اُدھر بڑے چاؤ کے ساتھ چھلکا اتارنے میں انگلیاں مصروفِ کار۔ اور پھر اس ثمر دل پذیر کے انوکھے چٹخارہ کو خیر مقدم کہنے کے لئے زبان اندر ہی اندر حرکت کرنے کو تیار۔ غرض یہ کہ اس سنترے کو استعمال کرنے پر ہاتھ سے دانت تک اور دانت سے آنت تک ایک عجیب سی مسرور کن کیفیت طاری ہو جاتی ہے سنترہ کھٹ میٹھا مزہ لئے ہوئے ہوتا ہے۔ کچھ کچے قسم کے پھل بے حد کھٹے بھی ہوتے ہیں۔ انہیں کم عمر بچے تو مزے لے لے کر کھاتے ہیں۔ مگر جوان اور عمر رسیدہ بوڑھے انہیں کھاتے وقت منہ بنانے لگتے ہیں۔ شاید حضرت ظریف لکھنوی کو ایسے ہی 'کچے' اور 'کھٹے' قسم کے سنترے کھانے کا اتفاق ہوا ہوگا۔ تب ہی انہوں نے اپنے مخصوص انداز میں یوں ترش بیانی سے کام لیا ہے کہ

ناگپور کے شاعروں سے کیا لڑو گے اے ظریف
جب یہاں کے سنتروں نے دانت کھٹے کر دیئے

یہ دانت کھٹے کر دینے والی بات تو محض ظریفانہ بات ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ سنترے کا کھٹ

میٹھا رس اپنی تاثیر اور ذائقہ کے اعتبار سے کوئی جواب نہیں رکھتا۔

ہر ادبی ذوق رکھنے والا شخص اچھی طرح جانتا ہے کہ مرزا غالب آم کے بہت دلدادہ تھے۔ انہوں نے آم کی تعریف میں ایک نظم بھی کہی ہے اور آم ہی کے سلسلے میں کئی لطیفے بھی تخلیق کئے ہیں۔ آپ آم کی شان میں فرماتے ہیں ؎

مجھ سے پوچھو کہ یہ ثمر کیا ہے
آم کے آگے نیشکر کیا ہے
آتشِ گل پہ قند کا ہے قوام
شیرے کے تار کا ہے ریشہ نام

ان اشعار میں صرف شیرینی ہی کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس شیرینی کی لذت سے انکار نہیں لیکن شیرینی کے ساتھ قدرے ترشی کی آمیزش بھی عجیب مزہ دے جاتی ہے۔ یہ انوکھا مزہ صرف سنترے ہی میں پایا جاتا ہے۔
راقم الحروف نے اسی سنترے کے بارے میں یوں عرض کیا ہے

سنترے کا سنائیں ہم کچھ حال
جو ہے لذت میں آپ اپنی مثال
یہ بتائیں کہ سنترہ کیا ہے
اس کا کیا رنگ ہے مزہ کیا ہے
اس میں کتنی عجیب ہے تاثیر
اس نے کیا پائی خوبیٔ اکسیر
اس میں کیا کیا صفات ہیں مستور
ناگپور اس سے کیوں ہوا مشہور
یہ ثمر شاہکارِ فطرت ہے
ربِ کونین کی عنایت ہے
اس کی شیرینی اور ترشی کا
ہے حقیقت میں کچھ عجیب مزا
فیضِ قدرت کی یادگار ہے یہ
حاصلِ فصلِ نوبہار ہے یہ

حقیقت تو یہ ہے کہ یہ حاصلِ نوبہار ثمر، ذائقہ دار ہونے کے علاوہ غیر معمولی طبی اقدار کا بھی حامل ہے۔ یہ غذائی اور دوائی فوائد کے لحاظ سے قدرت کا خاص عطیہ ہے۔ اس میں اے۔ بی اور سی تینوں وٹامن بکثرت پائے جاتے ہیں جو انسانی جسم کی نشو و نما کے لئے بے حد ضروری ہیں۔ سنترہ مختلف بیماریوں میں علاج کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ دل، جگر اور معدہ کو قوت بخشتا ہے۔ ہاضمہ کو درست اور تیز کرتا ہے۔ موسم گرما میں پیاس کی شدت کو رفع کرتا ہے۔ گرم لو کے مضر اثرات سے محفوظ رکھنے کے لئے بھی اس کا استعمال بہت مفید ہے۔ مختصر یہ کہ ؎

جان کی جان اس کا کھانا ہے
یہ وٹامن کا اک خزانہ ہے

یہ خزانہ مہاراشٹر کے ایک بڑے شہر ناگپور سے ملک کے گوشے گوشے میں پہنچایا جاتا ہے۔ اور کولڈ اسٹوریج میں رکھنے سے ہر موسم، ہر شہر اور ہر مارکیٹ میں دستیاب ہو جاتا ہے۔

سنترے کی کاشت کالی سنگریزے رکھنے والی زمین میں کی جاتی ہے۔ پہلے اس کا روپ تیار کرتے ہیں، پھر جولائی کی برستی بارش میں اس کے پودے باغوں اور کھیتوں میں پیوست کر دیے جاتے ہیں۔ قدرتی طور پر نشو و نما ہونے پر پانچ سال کے اندر یہ پودے درخت کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ اور پھل دینے لگتے ہیں۔

اس کے درخت کی عمر اوسطاً ۲۰ سال سے تیس سال ہوتی ہے۔ سنترے کی فصل ایک سال میں دو بار حاصل کی جاتی ہے۔ پہلی فصل کو امبیا بار اور دوسری کو میرگ بار کہا جاتا ہے۔ مزے اور پیداوار کے اعتبار سے اس پھل کی دو خاص قسمیں مانی گئی ہیں۔ ایک 'سونڈا' جس کا پھل سخت اور بھرا بھرا ہوتا ہے۔ دوسرا 'پولا' جس کا پھل زیادہ پھولا ہوا، بھرپور رس دار ہوتا ہے۔ یہی پولا نام کا پھل ملک کے بڑے بڑے شہروں میں ناگپور سنترہ مارکیٹ سے سپلائی کیا جاتا ہے۔ تخمینہ کے مطابق ہر سال اچھی فصل آنے پر ناگپور سے روزانہ ۱۶ سے ۲۰ ویگن اور ۲۵ سے ۳۰ ٹرک مال برآمد ہوتا ہے۔ شہر ناگپور کے علاوہ کاٹول، نرکھیڑ، رام ٹیک، ساونیر اور وردھا امراوتی ضلع کے دیگر مقامات پر بھی اس کے بڑے بڑے بازار لگتے ہیں۔ مگر یہ پھل ناگپوری سنترہ ہی کے نام سے فروخت ہوتا ہے۔ اور ہاتھوں ہاتھ لیا جاتا ہے۔ لوگ اپنے عزیز و اقارب اور دوست احباب کے لئے یہی سنترہ بطور سوغات لے جاتے ہیں۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ناگپوری سنترہ ناگپور کی بہترین سوغات ہے۔

ناندیڑ میں نگر پالیکا کی جانب سے تعمیر کی جانے والی دواخانہ کی عمارت کا سنگِ بنیاد وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان نے رکھا۔ یہ تصویر اسی موقع پر لی گئی تھی۔

۱۹۷۵-۷۶ مستعدی و کامیابی کا سال

ابھی ختم ہونے والا مالی سال مہاراشٹر کے لئے ایک خاص اہمیت کا سال تھا۔ اس سال کو مستعدی اور کامیابی کا سال کہنا غلط نہ ہوگا۔ اس سال کا سب سے اہم واقعہ یہ ہے کہ وزیر اعظم نے ۲۰ نکاتی پروگرام کا اعلان کیا۔ اور ریاست میں اسے وزیر اعلیٰ کی قیادت میں پورے جوش و خروش سے زیر عمل لایا گیا۔ ایک خاص قومی ڈسپلن کا دور شروع ہوا۔ جس سے لوگوں میں قومی تعمیر نو کے عظیم کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کا ولولہ پیدا ہوا۔

قومی تعمیر نو

قومی تعمیر نو اور معیشت کی بحالی کا کام یکم جولائی ۱۹۷۵ء کے فوری بعد سے ہی شروع ہوگیا تھا جبکہ وزیر اعظم نے ۲۰ نکاتی پروگرام کا اعلان کیا تھا۔ کالا بازاری، اسمگلنگ اور ٹیکس چوری جیسی بیماری نے ملک کی معیشت کو کمزور کر دیا۔ افراط زر کی وجہ سے صنعتی اور زراعتی سیکٹر کو دھکا لگا۔ اور ضروریات زندگی پر اناج کی انتہائی گرانی نے عام آدمی کا جینا دوبھر کر دیا۔ حکومت نے جو بھی معاشی اقدام کئے، ان کو غیر ذمہ دار سیاسی مزدور رہنماؤں نے محنت کش طبقہ کو ہڑتال اور تالہ بندی پر اکسا کر بیکار کر دیا۔ کوئی بھی معیشت دھمکیوں اور بلیک میلنگ کے ماحول میں پنپ نہیں سکتی۔ آخر کار حکومت نے ان غیر سماجی عناصر کو لگام لگائی۔ اور ذمہ دار صنعتی مزدوروں اور کاشتکاروں کے لئے راہ ہموار کی۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

اس اقدام کا فوری نتیجہ نکلا معیشت سنبھلی مستقل قیمتوں کی بنیاد پر ریاست مہاراشٹر کی آمدنی گزشتہ سال کی آمدنی سے سات فیصد زائد ہوئی۔ ۱۹۷۵-۷۶ء میں فی کس آمدنی تخمیناً ۱۲۵۱ روپے رہی ہے۔ جو کہ ۱۹۷۳-۷۴ء میں ۱۰۸۰ روپے تھی۔ اس طرح گذشتہ سال کے مقابلے میں فی کس آمدنی میں تقریباً ۱۶ فیصدی کا اضافہ ہوا۔ اس ترقی سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ پرائمری سیکٹر بشمول زراعت کا حصہ جو کہ ۷۴-۱۹۷۳ء تک تنزل پذیر تھا۔ اس سیکٹر کے حصہ میں تقریباً ۱۵ فیصد کا اضافہ ہوا ہے۔ اس سال ۸۵ لاکھ ٹن کی زبردست زراعتی پیداوار کے سبب اور اونچا جانے کی امید ہے۔

ثانوی سیکٹر میں ریاستی آمدنی تقریباً ۵ فیصدی سالانہ اوسط شرح سے مستقل بڑھ رہی ہے اس کا سبب دراصل یہ ہے کہ مہاراشٹر ملک کے صنعتی میدان میں سب سے آگے ہے۔ جہاں کہ پیداوار کی فی کس کل مالیت ۶۷۲ روپے ہے۔ اور مینوفیکچر کے ذریعہ اس میں ۱۶۷ روپے کا مزید اضافہ ہوتا ہے۔

بہتر معاشی صورت حال

اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ ریاست کی معاشی صورت حال روشن ہے۔ اس سال کی سرگرمیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے ہمیں ریاست میں موجود مخصوص ماحول کو مدنظر رکھنا ہوگا۔ آبادی کا تقریباً ۸۰ فیصد حصہ زراعت پر انحصار رکھتا ہے۔ مگر وہ زیادہ فائدہ اٹھانے سے قاصر رہا ہے۔ کیوں کہ آب پاشی بہت محدود پیمانے پر یعنی صرف ۸٫۵ فیصد رہی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت بڑی تعداد میں زراعتی مزدور پیدا ہو گئے۔ جن کے پاس خود کی زمین نہیں ہے۔ اور ساتھ ہی کافی تعداد میں چھوٹے کاشتکار ہیں۔ جن کے پاس زمین کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ہیں۔ جس سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ پھر تعجب خیز ہی سہی۔ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ شہری مزدوروں کی بھی ایک بہت بڑی تعداد ہے۔ جو کہ شہری آبادی کے ۳۱ فیصد کے برابر ہے۔ شہر بمبئی کا ایک دوسرا مسئلہ بھی ہے۔ جہاں ریاست کی کل شہری آبادی میں سے ۳۸ فیصد لوگ رہتے ہیں۔ اس طرح ریاستی حکومت نے عوام کی معاشی حالت سدھارنے کے لئے جو اقدام کئے ہیں انہیں اس پس منظر میں دیکھنا چاہئے۔

اس لئے ریاستی حکومت نے معین مدت کا ایک پروگرام تیار کیا۔ اولاً ترجیح اس کام کو دی گئی ہے جس سے بے حد ضرورت مندوں کو فوری طور پر راحت مل سکے۔ بے زمین مزدوروں کو جن کے پاس گھر بھی نہیں ہیں۔ مناسب مکانات اور گھر کے لئے زمین دی گئی۔ اب تک ایک لاکھ ۲۶ ہزار سے زائد جھونپڑے تعمیر کئے گئے ہیں۔ مہاراشٹر میں تمام بے گھر افراد کو گھر فراہم کرنے کا پروگرام مارچ ۱۹۷۸ء کے اختتام تک مکمل ہو جائے گا۔ ۷۷-۱۹۷۶ء سال میں ۱٫۲۵ لاکھ جھونپڑے تعمیر کئے جائیں گے۔ اور باقی ۷۸-۱۹۷۷ء سال کے دوران بنائے جائیں گے۔ اس طرح کل ۶۱٫۳

لاکھ بے گھر بے زمین مزدوروں میں سے اب تک ۲۵،۷۰۰ لاکھ کو گھر کے لئے زمین فراہم کی جا چکی ہے ترمیم شدہ زراعتی اراضی حدبندی ایکٹ کے سبب ۹۰۸،۴۴ ہیکٹر فالتو اراضی حاصل ہوئی، اور تقریباً ۲۸،۰۰۰ لوگوں کو تقسیم کی گئی۔ تقریباً ۲۰۶،۱۲،۱ ہیکٹر آراضی فالتو قرار دی گئی ہے۔

حقوقِ ملکیت کے ریکارڈ

گاؤں والوں کو حقوق کے ریکارڈ کے سلسلے میں جو دشواریاں تھیں ان کو کم کیا گیا ہے۔

جولائی ۱۹۷۵ء میں تبدیلی کے سلسلہ میں باقی اندراجات کی تعداد ۱۰،۷۴،۸۴،۱ تھی۔ یہ مارچ ۱۹۷۶ء کے اختتام تک گھٹ کر ۲۹۵،۳۲،۲ رہ گئی تھی۔ کھلتے پستکا کا ایک سہل نیا طریقہ اپنایا گیا ہے۔ جو کہ میعادی دستاویز کے طور پر کام آئے گی۔ مہاراشٹر قرض راحت ایکٹ وضع کر کے معصوم دیہی اور شہری لوگوں کو لالچی ساہوکاروں کے چنگل سے نجات دلائی گئی۔ ۲۸،۴۸۰ سے زائد افراد کو قرض سے نجات ملی۔ اور ان کی گروی چیزیں انہیں واپس مل گئیں۔ حکومت کریڈٹ اداروں کو تیار کر رہی ہے تاکہ ساہوکاروں کے خاتمے سے جو خلا پیدا ہوا ہے اس کو پر کیا جا سکے۔

چھوٹے کاشتکاروں کی بہبود

حکومت چھوٹے کاشتکاروں کی بہبود پر خاص توجہ دے رہی ہے۔ مستحق چھوٹے مالکان اراضی میں سے ۹۲ فیصدی یعنی تقریباً ۶،۱۴۲ لاکھ چھوٹے اور معمولی کاشت کاروں کو دیہی پرائمری سوسائٹیوں کے اراکین کے طور پر درج کیا گیا ہے جو ان کو قرض کی ضروری سہولتیں فراہم کریں گی۔ کم از کم زراعتی مزدوری پر نظر ثانی کے سبب پوری ریاست کے ۵۱ لاکھ مزدوروں کو فائدہ پہونچا۔ روزگار ضمانت اسکیم کافی کامیابی سے ہمکنار ہوئی ہے۔ سال کے پہلے گیارہ مہینوں میں تقریباً ۸۱ لاکھ دن روزگار فراہم کیا گیا۔ جس پر صرف ۲۹،۲۳ کروڑ روپے کا ہوا۔ مارچ ۱۹۷۶ء میں پوری ریاست میں ۱۷،۴۸۱ کام جاری تھے۔

عوامی تقسیم طریقہ کار بھی ٹھیک کیا گیا اور تمام ضروریاتِ زندگی بشمول اناج عوام کو ۳۰،۰۰۰ مناسب قیمتوں کی دکانوں سے مناسب داموں پر تقسیم ہو رہی ہیں۔ ریاست میں واقع تمام سرکاری گوداموں میں اناج کا کل ۱۵ لاکھ ٹن ذخیرہ یکم فروری ۱۹۷۶ء کو تھا جب کہ یکم فروری ۱۹۷۵ء کو یہ مقدار ۹۶،۶۹۴ ٹن ہی تھی۔ ضروریاتِ زندگی کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کو سخت معاشی اقدامات اور مالی ڈسپلن سے روکا۔ سال کے دوران ۸۵ لاکھ ٹن اناج ریکارڈ پیداوار ہوئی

یہ لشانہ حاصل کرنے کے لئے ۲۹،۵۳ لاکھ ہیکٹر اراضی پر خریف اور ربیع فصلوں میں مخلوط اور اچھی اقسام کے بیج کی کاشت کی گئی۔ مناسب مقدار میں جراثیم کش ادویہ کے ساتھ مخلوط اور بہتر اقسام کے تقریباً ۶۲،۰۰۰ کوئنٹل بیج بھی کاشتکاروں کو فراہم کئے گئے۔

آب پاشی میں اضافہ

آب پاشی کاشتکاری کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ پانچویں منصوبے کے دوران ۵،۷۵،۰۰۰ ہیکٹر کا نشانہ رکھا گیا ہے۔ اس میں سے سال کے دوران ۹۵،۰۰۰ ہیکٹر اراضی زیر آب پاشی لائی گئی۔ حکومت ہند کی جانب سے عالمی واٹر کی اسکیم ۱۱ اور گنگا کی آب پاشی منصوبوں کے لئے جو پیشگی منصوبہ امداد دی گئی اس سے جون ۱۹۷۶ء تک ۱۷،۰۰۰ ہیکٹر کیلئے زائد آب پاشی گنجائش نکل آئے گی۔

ڈیری ترقیاتی اسکیم کے تحت دودھ کی تقسیم جس کی مقدار اس وقت ممبئی میں سات لاکھ لیٹر ہے وہ امید ہے کہ جب ڈیری پورے طور پر کام کرنے لگے گی تو دس لاکھ لیٹر ہو جائے گی۔

صنعتی اور زراعتی پیداوار کی ضروریات سے عہدہ برآ ہونے کے لئے ایسے اقدام کئے گئے ہیں۔ تاکہ ریاست میں بجلی کی پیداوار و تقسیم میں اضافہ ہو سکے۔ حکومت ہند سے چندرپور اور پرالی تھرمل اسکیموں نیز ٹاٹا کے ۵۰۰ میگا واٹ ٹرامبے پراجیکٹ کو منظوری دینے اور ۳۵ میگا واٹ ملٹی فیول ٹربائنگ سرکے جیسٹ درآمد کرنے کی اجازت دینے کیلئے گذارش کی گئی ہے۔ دیہی بجلی فراہمی پروگرام کے تحت ۸۹۸ موضع جات میں بجلی فراہم کی گئی۔ اور ۶۶،۳۰۳ پمپ سیٹوں کو بجلی دی گئی

ہتھ کرگھا بنکروں کی زندگی سدھارنے کے لئے خصوصی اسکیمیں تیار کی گئی ہیں۔ یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ ناگپور، سولاپور اور ناندیڑ میں ایک ایک ہزار کرگھوں پر مشتمل تمام کام کے شیڈ بنائے جائیں جس پر لاگت کا تخمینہ ۹۰ لاکھ روپے کا ہے۔ ڈیزائن کے تین مرکز بھی قائم کئے جائیں گے۔

شہری جائداد کا سماجی کرن

شہری جائداد کی حدبندی جائداد کے سماجی کرن کا راستہ کھول دے گی ممبئی جیسے میٹروپولیٹن شہروں کے مسائل پوری طرح سمجھ کر انہیں حل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس سلسلے میں گداگری ختم کرنے کے لئے ممبئی میں اقدام اور شہری گندی بستیوں میں رہنے والے اشخاص کی گنتی خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ آبادی کی روک تھام کی جدوجہد تیز کر دی گئی ہے۔ اور ریاست کے لئے نس بندی کا جو لشانہ تھا وہ پورا کیا جا چکا ہے انتظامی مشینری کو ٹاسک افسران سسٹم کے ذریعہ اور تقریباً ۴ فیصدی اسامیوں کو کم کر کے کارگر بنایا گیا ہے۔ ثانوی تعلیم کے میدان میں جو جدید طریقہ اپنایا گیا ہے اس سلسلے میں تعلیم کو اور بہتر بنانے کی سمت اقدام کئے جا رہے ہیں۔

روشن مستقبل

اسطرح سے عوام کے دلوں میں روشن مستقبل کی جوت جلائی گئی ہے۔ گوداوری پانی تنازعہ اور ایسے ہی بین الریاستی معاملات کے مناسب تصفیے سے ریاست کی توقیر میں اور اضافہ کر دیا ہے۔ قرض کی ادائیگی میں عوام نے جس ڈسپلن کا اظہار کیا ہے اس سے ان کا مقام اور بلند ہو گیا ہے۔ مشترکہ مقاصد کے حصول کے لئے ہماری ریاست جس لگن سے کام کر رہی ہے۔ وہ یکجہتی اور خلوص کا مظہر ہے۔

ہے عرصۂ خیال بھی میرے جنوں پہ تنگ ✱ دنیا میں میں رہوں تو یہ دنیا کہاں رہے

شمعِ ودربھ، حافظ انورؔ کامٹی

صاحبِ دیوان شاعر

درحقیقت کامٹی انگریزوں کا ایک نو آباد شہر ہے کنہان ندی کے اس پار بھونسلہ شاہی دور کی کامٹی ہے جو اب پرانی کامٹی کہلاتی ہے۔ کامٹی کے دوسرے سرے پر ریلوے لائن کی طرف انگریزوں نے اپنی فوجی چھاؤنی اٹھارویں صدی کے آغاز میں بنائی۔ معلوم ہوتا ہے کہ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء سے پہلے یہاں اچھی خاصی فوج تھی جس میں مدراس کے مسلمان فوجی زیادہ تھے۔ جن کی آل اولاد صدر میں آباد ہونے لگی۔ اس کے بعد میں گردشِ لیل و نہار کے ستائے ہوئے آفت کے ماروں کا ایک قافلہ یوپی سے آیا۔ اور ان فوجیوں کے اڑوس پڑوس میں آباد ہونے لگا۔ یہ قافلہ زیادہ تر فن کاروں اور محنت کشوں کا طبقہ تھا۔ اس قافلہ میں حافظ صاحب کے قرابت دار بھی تھے۔ حافظ انورؔ کا پیدائشی مقام قصبہ نواری ضلع فیض آباد ہے۔

ابتدائی تعلیمات شہر کامٹی کے اساتذہ سے حاصل کیں۔ بعدازاں شعر و سخن کے جذبہ نے حضرت منشی محمد سعید صاحب سعیدؔ کی استادی قبول کرلی۔ اور اس وقت آپ کی عمر ۲۴ سال تھی۔ جوانی کے جذبے نیز شعر و سخن کی محفلوں نے حافظ انورؔ کے ادبی ذوق کو نکھارا۔ اور ابتدائی کلام 'ادبی رسالہ' میں شائع ہونے لگا۔ حالانکہ اس وقت کامٹی میں مرثیہ خوانی کا دور دورہ تھا لیکن حافظ یار احمد انورؔ اس میدان سے نکل کر غزل گوئی کی طرف راغب ہوئے۔ اور جلد ہی غالبؔ، داغؔ اور امیرؔ و جلیلؔ کے رنگ میں کہنے لگے۔ اسلوب بیان کی جدت اور نیرنگیٔ خیال نے حافظ انورؔ کو بہت جلد ان کے ہمعصر شعراء سے ممتاز کر دیا۔ اور حافظ انورؔ کو سب سے پہلے شہر سیونی (مدھیہ پردیش) کے اہلِ ذوق حضرات نے "انور الشعراء" خطاب سے نوازا۔

حافظ یار محمد ایک مخلص اور نیک انسان ہونے کے ساتھ، خوددار غریب اور باتمکنت غریب دوست بھی تھے۔ ہمیشہ سادہ زندگی بسر کی اور علیحدگی پسندی آپ کی عادت ثانیہ بنی رہی۔ اخلاق و عادات کی مجسم تصویر تھے۔ حافظ انورؔ کی عادات کا بھرپور خاکہ ان کی زبان سے سنئے؎

ہے عرصۂ خیال بھی میرے جنوں پہ تنگ
دنیا میں میں رہوں تو یہ دنیا کہاں رہے

حافظ انورؔ کے کلام کی شیرینی، ادبی لطافت اور بلند مزاقی ہر جگہ ہمیں ملتی ہے اور یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ وہ اپنی الفت کی، زندگی پر بہت نازاں تھے۔ حافظ صاحب کے کلام میں خوابِ جوانی کی تعبیریں، اور کتابِ دل کی تفسیریں زیادہ ہیں۔ اور آپ کا یہ رنگ جگہ جگہ جھلکتا ہے مثلاً؎

کیوں کروں میں ترکِ دنیا یوں بھی کافی ہے مجھے
یاد تیری سب سے بیگانہ بنانے کے لئے

اور پھر دعا بھی مانگتے ہیں؎

سب کو شفا نصیب ہو مجھ کو شفا نہ ہو
میں دردمندِ عشق ہوں میری دوا نہ ہو

آغاز و انجام محبت کتنا قابلِ رشک ہے، توجہ دینے کا مقام ہے۔ اور حافظ انورؔ نے اپنا پورا کمال رکھ دیا ہے فرماتے ہیں؎

آغازِ محبت بھی دیکھا، انجامِ محبت بھی دیکھا
جب ان کو منایا جاتا تھا، اب ہم کو منایا جاتا ہے

اس دل کے ساز میں اے انورؔ کیا رازِ حقیقت ہے پنہاں
آواز انھیں کی آتی ہے جو تار بجایا جاتا ہے

شاعر کی دلی کیفیت اور سرشاری کا جذبہ اور سوز و گداز حافظ انورؔ کے یہاں بدرجۂ اتم موجود ہے۔ اور اضطرابِ قلب متاعِ حیات کی حیثیت رکھتا ہے اور اس مقام پر ہمیں ان کے ہمعصر شعراء تو درکنار مینہ کے ممتاز شعراء ہی نزدیک نظر آتے ہیں۔ ذرا سنئے؎

آئیں وہ اور مرے دل کا تڑپنا دیکھیں
سو تماشے نہیں یہ ایک تماشہ دیکھیں

دل کے لینے پہ کسی طرح وہ راضی نہ ہوئے
ہم نے چاہا تھا کہ گھر پھونک تماشہ دیکھیں

جہاں تک کیفیتِ دل کے معاملات ہیں حافظ انورؔ کے یہاں ملتے ہیں۔ اس میں اخلاق کا عنصر زیادہ نظر آتا ہے اور اخلاقی تعلیم ان کے کلام میں بڑے حسن امتزاج کے ساتھ پائی جاتی ہے۔ اور یہ کارنامہ ہمیں انورؔ صاحب کے کلام میں زیادہ ہی نظر آتا ہے۔

از: مظفر سعید افروز
جی۔ این۔ روڈ، کامٹی

پونے میں اردو شعر و شاعری کی گونج

پونے مہاراشٹر کا ایک خوبصورت شہر ہے اور صحت افزا مقام ہے۔ انگریزوں کے دور میں گورنر بمبئی کا موسم گرما میں یہیں قیام ہوا کرتا تھا۔ پونے سے کچھ فاصلے پر ایک مقام کھڑکی واسلہ ہے۔ یہاں ایک بہت بڑا ملٹری کیمپ ہے۔ اس کیمپ میں شمالی ہندوستان اور پنجاب کے اردو بولنے والے فوجیوں کی خاصی تعداد ہمیشہ رہی ہے۔ اکثر تہواروں کے موقعوں پر فوجیوں کی دلبستگی کے لئے کلچرل پروگرام ہوا کرتے تھے۔ انہیں کلچرل پروگراموں کے بہانے کبھی کبھار اردو سے دلچسپی رکھنے والوں نے مشاعروں کے انعقاد کا سلسلہ شروع کر دیا۔ مشاعرے فوجیوں اور پونے کے عوام میں بے حد مقبول ہوئے اور کافی پسند کئے گئے۔ پھر کیا تھا ہر سال پابندی سے ایک عظیم الشان مشاعرہ ہونے لگا۔ مشاعروں کے اس مسلسل انعقاد نے روایتوں کی ایک بنا ڈال دی۔ ویسے بھی پونے اپنے تعزیئے کے جلوسوں کے لئے دور دور تک مشہور تھا۔ ان جلوسوں میں آج تک ہندو مسلمان دونوں کثیر تعداد میں حصہ لیتے آئے ہیں۔ یک جہتی کی یہ ایک اٹوٹ روایت ہے۔ عشرہ محرم کے بعد یہاں 'دنگلوں' کی تقریبیں ہوتیں۔ جہاں فی البدیہہ شاعری کی شکل میں اپنے مذہبی جذبات و خیالات کا اظہار دو گروہوں کے سوال و جواب کی صورت میں ہوا کرتا۔ فی البدیہہ شاعری کی تیزی و طراری نیز سوال و جواب کی دلچسپیاں اپنے اندر ایسی کشش رکھتی تھیں کہ عوام ان دنگلوں کے رسیا ہو گئے۔ گمان غالب ہے کہ انہیں دنگلوں نے مشاعروں کا روپ دھار لیا۔ چنانچہ اسی صدی کے اوائل ہی میں پونے میں باقاعدہ شعر و شاعری کی گونج سنائی دی جانے لگی۔

چھوٹے مرہم اور بڑے مرہم دنگلوں کی محفلوں کو چھوڑ کر مشاعروں کے اسٹیج پر آ گئے، جہاں وحشی، خاک پونوی، شاد پونوی، موج قریشی، سلیم پونوی وغیرہ سے ان کی ملاقاتیں ہوئیں۔ اس طرح تحریری و ادبی محفلیں رنگ لائیں۔ مشاعروں کی دھوم مچ گئی۔ نعتیں، منقبتیں اور غزلیں کہی جانے لگیں۔ شعر و شاعری کی تحریکیں زور پکڑنے لگیں۔ اب ہر پختہ مشق شاعر اپنے گرد شاگردوں کی بھیڑ جمع کرنے لگا۔ بڑے مرہم کے صاحبزادے سید منوّر علی منوّر پونوی جنہوں نے دنگلی شاعری کے چرچے سنے اور تماشے دیکھے تھے، اپنی افتادِ طبع کی بدولت نعت گوئی اختیار کر لی۔ اپنے والد اور چچا کی سرپرستی میں مشق و مداولت کی مشقتوں سے گذر کر ایک اچھے زباندان شاعر ہو گئے۔ نامساعد حالات نے انہیں کھڑکی اور پونہ کو خیرباد کہنے پر مجبور کر دیا اور وہ بادیدہ نم بمبئی آ گئے اور تادمِ آخر یہیں سکوت پذیر رہے۔ ۴۱-۱۹۴۰ء کے لگ بھگ ان کا انتقال ہو گیا۔ موصوف اپنے شعری ذخیروں میں بڑی تعداد میں نعتیں اور عاشقانہ کلام چھوڑ گئے۔ ایک چھوٹا سا رسالہ 'کلام منوّر' کے نام سے ان کی زندگی ہی میں چھپ چکا تھا۔ جو ان کے عقیدت مندوں اور کچھ میلاد خوانوں کے پاس آج بھی محفوظ ہے۔

پونے کے شاعروں میں ایک نعت گو کی حیثیت میں 'منوّر پونوی' آپ اپنا جواب ہیں۔ آپ کی نعتوں کی زبان بہت ہی عام فہم، سلیس اور ایسی صاف ستھری ہے کہ سہل ممتنع کی تعریف میں آ جاتی ہے۔ یہاں چند مصرعے بطورِ مثال پیش ہیں جو آج کل زبان زدِ خاص و عام ہیں۔ اور ضرب الامثال کی طرح مشہور ہیں۔

'یہ آپ برا کرتے ہیں اچھا نہیں کرتے'
'ستارے آ چکے اب ماہِ النور آنے والا ہے'
'منوّر کس لئے پھر تم نے ہمت ہار رکھی ہے'

سلیم اللہ سلیم صاحب نے بھی دنگل کی شاعری کو چھوڑ کر تغزل کی شاعری کو اپنا وطیرہ بنا لیا۔ انہیں دنوں شعرائے مالیگاؤں اپنی شستہ اور دلکش اردو کے لئے بہت مشہور تھے۔ سلیم نے انہیں شعراء میں سے ایک حضرت طالب مالیگانوی کو اپنا استاد منتخب کر لیا۔ شومئی قسمت کہ طالب صاحب کچھ زیادہ عرصہ اپنے ہونہار شاگرد کو فیض نہیں پہونچا سکے۔ ان کے انتقال کے بعد سلیم صاحب کی نظریں تحمّل جلال پوری پر پڑیں۔ جو اس وقت بمبئی اور بمبئی سے باہر کسارہ، کرجت، دیولالی، ناسک، ایولہ مالیگاؤں اور پونے وغیرہ مقامات تک اپنی زود گوئی اور بسیار گوئی کے لئے مشہور تھے۔ اس طرح سلیم صاحب دو استادانِ فن سے استفادہ کرتے ہوئے استادی

کے رُتبے کو پہونچے۔

آج پونے میں اردو شعر و شاعری کی شمع سلیم صاحب کی محنتوں اور کوششوں کی وجہ سے روشن ہے۔ ان کے شاگردوں کی تعداد بظاہر زیادہ نہیں مگر جتنے بھی ہیں تقریباً اچھا کہنے والے ہیں۔ یعنی نیر سلیمی پونوی۔ شوق پونوی۔ نثار پونوی۔ حبیب پونوی۔ عبدالباقی باقی اور حنیف ساغر وغیرہ وغیرہ۔ سلیم صاحب کے شاگردوں میں عبدالباقی باقی جو ان کے بھتیجے بھی تھے ساغر پونوی کی طرح وطن چھوڑ کر بمبئی چلے آئے۔ اور یہاں سرورا فلم کمپنی میں لکھنے لکھانے پر مامور ہو گئے۔

انہیں کے صاحبزادے عصمت جاوید ہیں۔ جو آج کل اورنگ آباد گورنمنٹ کالج میں اردو کے پروفیسر ہیں اور ایک اچھے نثر نگار و شاعر ہیں۔ ان کے ادبی مضامین نیاز فتح پوری کے ادبی مجلہ "نگار" میں چھپتے رہے ہیں۔ ان کے مضامین کا ایک مجموعہ "فکر پیما" کے نام سے چھپ کر اتر پردیش سرکار سے انعام حاصل کر چکا ہے۔ اور موصوف اردو لسانیات پر پی۔ ایچ۔ ڈی۔ بھی کر چکے ہیں۔

سلیم صاحب ۱۸۹۸ء میں پونے ہی میں پیدا ہوئے تھے اور ۱۹۵۳ء میں اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ ان کا ایک مجموعۂ کلام "ساغر و مینا" شائع ہو چکا ہے جو آنے والی نسلوں کے لئے مشعلِ راہ کا کام دے گا۔

شعرائے پونے پر جب کبھی کوئی اہلِ نظر اور صاحبِ قلم لکھنا چاہے گا، موصوف کا "ساغر و مینا" ممد و معاون ثابت ہوگا۔ سلیم صاحب کی شاعری کی قدر و قیمت کے تعین سے قطع نظر چند اشعار بطورِ نمونہ ملاحظہ ہوں۔

ارمانوں میں ہوائے جنوں ہے الٰہی خیر
ایسا مکان خانہ بدوشوں کا گھر نہ ہو
زنداں میں بھی لے پہنچی جنرِ آتشِ گل کی
کم آگ لگانے میں نہیں بادِ صبا بھی
اک طرفہ حقیقت ہے مرے کعبۂ دل کی
اُجڑا ہے کئی بار، کئی بار بسا ہے

قومی راج

بحرِ فنا میں ڈوبنے والے اُبھر گئے
آوازِ "زندہ باد" کی آئی جو مر گئے

سلیم کے تلامذہ میں حنیف ساغر نئے عہد کی نئی آواز بن کر ابھرا ہے۔ نئی آواز کی چند مثالیں پیشِ خدمت ہیں۔

میں اپنی ہی تصویر کو یوں دیکھ رہا ہوں
جیسے کسی بچھڑے ہوئے ساتھی سے ملا ہوں
میں صبح کا تارا ہوں مری عمر ہی کتنی
لیکن میں اندھیروں کو کفن دے کے چلا ہوں

تم نے خود ہی کر لیا ہے اپنے دروازوں کو بند
روشنی ورنہ کہاں سورج نے پھیلائی نہیں؟

حنیف ساغر نے بہت ہی محتاط انداز میں اپنی شاعری کو نیا موڑ اور ایک نئی سمت دی ہے۔ جس میں جدید رویہ بھی ہے اور کلاسیکل شاعری کی پاسداری کا جذبہ بھی۔ حنیف ساغر کی آواز میں آواز ملانے والوں میں زاہد کمال۔ سلام فردوسی اور امان اختر کے نام آتے ہیں۔ یہ شعراء آج کے جرائد کتاب "(لکھنؤ)" "شب خون" (الہ آباد) اور "شاعر" (بمبئی) وغیرہ میں چھپ رہے ہیں۔ پونے کے اس نئی پود کے شعراء نے اپنے سے کچھ سینئر شاعروں مثلاً فطرت سرمدی۔ حکیم رازی۔ سحر جلگانوی۔ نشتر اکبر آبادی (یہ شعراء برسوں سے پونے ہی میں مقیم ہیں) کو یہاں تک متاثر کیا ہے کہ وہ اپنی ڈگر چھوڑ کر غزل کے نئے رویے اور نئے اسلوب کی طرف مائل ہو گئے۔

کون اپنا ہے کچھ پتہ تو چلے
قافلہ سوئے کربلا تو چلے
نشتر اکبر آبادی

تو بھی زلفیں سمیٹ لے اپنی
دیکھ سورج نکل رہا ہے ابھی
حکیم رازی

ہم ظرف کے پیمانے ابھی ناپ رہے ہیں
پیاسے نے سمندر کا بھرم کھول دیا ہے
فطرت سرمدی

انہیں کے ہمراہ مغربی تعلیم سے آراستہ و پیراستہ جو کالجوں اور ہائی اسکولوں میں درس و تدریس میں منہمک ہیں، شعر و شاعری کے ذریعہ بھی اردو کی ترویج و اشاعت کا کام کر رہے ہیں۔ ان میں پروفیسر شہاب دستگیر، ڈاکٹر امانت، پروفیسر ابراہیم نقش، عزیز قیصری، اور عکسی برنی بطورِ خاص قابلِ ذکر ہیں۔ شہاب دستگیر اصل میں ایولہ کے رہنے والے ہیں۔ مگر برسوں سے پونے میں مقیم ہیں۔ شعر و شاعری کا اچھا ذوق رکھتے ہیں۔ آپ کی اردو خدمات کو پونے والے ہرگز ہرگز فراموش نہیں کر سکتے۔ ان کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

سلوٹیں ہیں یہ سب ماہ و سال کی
یہ زمانہ ہے میرا چہرہ نہیں

آج کل انسان وہ انسان ہے
دوش پر جس کے کوئی چہرہ نہیں

یہ گھٹا یہ دھنک یہ انگڑائی
کیا کوئی نیند سے اٹھا ہے ابھی؟

شہاب دستگیر، امانت، ابراہیم نقش، عزیز قیصری، عکسی برنی وغیرہ شعراء نے بھی شعر و شاعری کے ذوق کو پروان چڑھانے میں اپنی بساط بھر کام کیا ہے۔ پھر انہیں مواقع بھی ملتے رہے ہیں۔ انہیں شعراء کی وجہ سے اکثر بیرونی شعراء بھی پونے کے مشاعروں میں آتے رہے ہیں۔ مثلاً احسن رضوی دانا پوری، عمار بارہ بنکوی، ساغر نظامی، حسن دانش، ادیب مالیگانوی، اصغر مرزاپوری، اکرم دھولوی۔ احسن رضوی کے بارے میں معلوم ہوا کہ پونے والوں نے جوش ملیح آبادی کے بعد اگر بحیثیت شاعر کسی کو نوازا ہے تو یہی احسن رضوی دانا پوری ہیں۔ احسن صاحب برسوں پونے جاتے آتے رہے ہیں۔ اور اس آمد و رفت کی وجہ یہی مشاعرے تھے۔ اسی طرح یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ پونے کے تقریباً تمام شعراء نے انہیں غزلیں بغرضِ اصلاح دکھلائی ہیں۔

ایک زمانہ تھا جب پونے میں جوش ملیح آبادی، ساغر نظامی، اختر الایمان، کرشن چندر، سعادت حسن

مسعود، مہیندر ناتھ، اور شاہد پرویز جیسے بغاوتی ترقی پسند شعراء و ادباء رہتے تھے۔ اور تقریباً سات آٹھ برس تک ـــ یہ تمام افراد اس شہر میں رہے مگر اس طرح جیسے نہیں رہ رہے ہوں۔ اس وقت شاید ان کے پیشِ نظر ترقی پسندی کی ترویج و اشاعت نہ رہی ہو۔ اسی لئے سب کے سب بہت محتاط بہت لئے دیئے رہے۔ غالباً یہی وجہ ہے جو پونے میں ترقی پسند خیالات کا ہمنوا یا ترقی پسندی کا نام لیوا ابھی نہیں پایا جاتا بلکہ یہاں کلاسیکل شاعری کے رسیا اور جدید شاعری کے مداح بہت ہیں۔

فطرت سرمدی، حنیف ساغر، سلام فردوسی اور اختر امان جب مشاعروں میں جدید رنگ کی غزلیں سناتے ہیں تو عوام یا شعر و شاعری کے شائقین انہیں خوب سراہتے ہیں اور فضائے مشاعرہ واہ واہ کے شور و غل سے گونج اٹھتی ہے۔ پونے کے ان جدید شعراء نے بہت ہی سنبھلے ہوئے انداز میں نئے شعری لب و لہجہ کو اپنایا ہے۔ قدیم و جدید رنگوں کی آمیزش نے جو رنگ جھلکایا۔ وہ قوس قزح کے رنگوں کی طرح حسین و جمیل اور دل پسند ثابت ہوا۔

نیّر صاحب کو جانشین سلیم مقرر کیا گیا۔ مگر آج کل وہ شعر و شاعری سے کنارہ کش ہیں اور خالص کاروباری آدمی بن گئے ہیں۔ ایک خطِ مستقیم ہے جس پر ان کی زندگی اپنا سفر (؟) چل رہی ہے۔ گھر، کارخانہ، دکان اور مسجد روزانہ ایک سی صبح و شام۔ کوئی تبدیلی نہیں۔ بحیثیت شاعر ان کے یہاں جو خوبی پائی جاتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ مومن اور نوح کی طرح اپنے تخلص کو برتتے ہیں۔ مومن اور نوح کے مقطعوں میں ان کے تخلص کی رعایت سے مضامین نظم ہوتے رہے۔ نیّر کے مقطعوں کی بھی یہی خصوصیت ہے۔

پڑ گئی ماندِ سحر اور ہوئی شام اداس
سُن کے بربادیٔ نیّر کو دو عالم روئے

مرے دل کا ہر داغ سورج ہے نیّر
مرے آگے تاروں کی تنویر کیا ہے

عزیز قیصری نے پونے سے ۱۹۶۱ء میں ایک ماہنامہ 'ادبی' جاری کیا تھا۔ اس پرچہ کے اجراء نے یہ تو ثابت کر دیا کہ عزیز قیصری میں ایک رسالہ ایڈیٹ کرنے کی صلاحیت ہے۔ مگر اس کے زندہ رکھنے کے گُروں سے واقف نہیں تھے۔ چنانچہ چار شماروں کے بعد رسالہ کی دشواریوں اور وسائل کی کمیوں کی وجہ سے بند کر دینا پڑا۔ سحر علیگاوی نے ۱۹۶۵ء میں ایک ہفتہ وار اخبار 'کاتب' نکالا جو چار سال تک جاری و ساری رہا۔ پونے سے اردو کی نمائندگی کا کام بحسن و خوبی انجام دیتا رہا۔

پونے میں اردو پڑھنے پڑھانے والوں کی کوئی کمی نہیں۔ دسیوں پرائمری اسکول، متعدد سیکنڈری اردو میڈیم کے اسکول ہیں۔ پونے یونیورسٹی میں اردو اور فارسی کے انتظامات بھی ہیں۔ لائبریریوں میں دکن مسلم انسٹی ٹیوٹ، پنجاب ایسوسی ایشن لائبریری، ملٹری لائبریری یہاں کے اردو والوں کی ادبی تشنگی کو بجھانے اور سیراب کرنے کے لئے کافی و شافی ہے۔ شعر و ادب کی ترویج و اشاعت میں ان لائبریریوں کا وجود بہت اہمیت رکھتا ہے۔ اس کے باوجود بھی ایک خدشہ لاحق ہے کہ آئندہ یعنی مستقبل قریب میں کہیں شعر و شاعری کی شمع نہ بجھ جائے۔ اس لئے کہ تقریباً دس بارہ سال سے پونے میں عوامی مشاعرے نہیں ہو رہے ہیں اور نہ ہی وہاں کے شاعروں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ۱۹۵۰ء اور ۱۹۵۵ء کے بعد سے اب تک کوئی شاعر سرزمین پونے سے نہیں ابھرا۔ ہاں افسانہ نگاروں میں ایک آدھ نام کبھی کبھار 'بیسویں صدی' کے صفحات پر نظر آجاتا ہے۔ وہ بھی خاتون افسانہ نگار ہیں یعنی مس خورشید نگہت۔ غالباً محترمہ کسی اسکول سے منسلک ہیں۔ شعرائے پونے کو اس موضوع پر بڑی سنجیدگی سے غور کرنا ہوگا۔ وہ شمع سخن جو آج سے پچاس ساٹھ سال قبل مرحوم اور سلیم نے اپنے خونِ دل اور خونِ جگر سے روشن کی تھی، بجھنے نہ پائے۔

(بقایا صفحہ نمبر ۱۱ تصحیح و درجہ)

زندگی کی ناپائیداری و بے ثباتی کا تذکرہ نہایت موثر انداز سے کرتے ہیں ؎

کیا ہو ہم کو اعتبارِ ہستی ناپائیدار
ہے یہ مٹی کا کھلونا ٹوٹ جانے کیلئے

آنکھ اٹھتی ہے جدھر بزمِ جہاں میں میری
نقشِ ہر چیز باطل نظر آتا ہے مجھے

ناکامیوں کی دہر میں چلتی ہیں آندھیاں
روشن کہاں چراغِ تمنا کرے کوئی

مرنے والے زندگی کے راز کو سمجھا گئے
یہ دیئے بجھ کر جہاں میں روشنی پھیلا گئے

محاورات، تشبیہات اور استعارات کا برمحل اور عالمانہ انتخاب اور بے ساختگی و روانی حافظ انور کے کلام کی رگ گل ہے اور ہم بجا طور پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ دربھ کی اس اکلوتی شمع کی ضیاء سے دیگر علاقوں کے شعراء فیض حاصل کر سکتے ہیں۔

مرحوم ظہیر افسر دربھنگوی (؟) صحافی نے انور کے متعلق بجا کہا تھا کہ "علاقہ دربھ کا شاعر اپنے اندر بھائی چارگی، خلوص بیکراں، ترقیاتی ذوق اور ادبی صلاحتیں رکھتا ہے۔ گو وہ گمنامی کی ظلمت میں گُم ہے۔"

حافظ یار محمد کا کلام "تجلیات انور" کے نام سے شائع ہو چکا ہے اور ایک بے بہا، گراں قدر سرمایۂ ادب ہے جس کی نگہبانی اور روشنی سے کئی نسلیں فائدہ حاصل کر سکتی ہیں ؎

تعمیر ہو گیا ہے کیا یوں ہی آشیانہ!
لائی تھی چمن کے بلبل تنکے کہاں کہاں سے

حافظ انور

ایک شعر

ہر پھول ہے دیباچہ ترے حسنِ نظر کا
معلوم ہوا ہمکو یہ کانٹوں کی زباں سے

سوہن راہی (انگلستان)

مہاراشٹر کے کروڑوں عوام نے غالباً ان کی زندگی میں پہلی مرتبہ ۱۹۶۷ء میں زلزلے کا مزا چکھا ہو گا۔ رات کا آخری پہر تھا لوگ میٹھی نیند سو رہے تھے۔ کہ یکایک زمین لرز اٹھی گھر کے برتن، کھڑکیاں اور دیگر چیزیں ایک دوسرے سے ٹکرا کر بجنے لگیں۔ لوگوں نے اپنے گھروں کی بتیاں جلانے کی کوشش کی لیکن بجلی غائب تھی۔ دہشت میں اضافہ کرنے کے لیے یہ بہت کافی تھا۔ چاروں طرف سے چیخ و پکار کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں۔ انسان مجبور محض دکھائی دے رہا تھا۔

۱۱ر دسمبر ۱۹۶۷ء کے اس زلزلے کا مرکز بمبئی سے سیکڑوں میل دور کوئنا میں تھا یہ شاید......

مہاراشٹر کی تاریخ کا شدید ترین زلزلہ تھا۔ اس کے جھٹکے تقریباً سارے مہاراشٹر میں محسوس کیے گئے۔ اور اس کے بعد تو مہینوں تک روزانہ زلزلے کے دو چار جھٹکے لگا کرتے تھے لیکن اتنے سال گزر چکنے کے بعد اب بھی کبھی کبھار کوئنا اور اس کے اطراف میں زمین ہل جاتی ہے

زلزلہ کیا ہے؟ زمین کا ہلنا۔ لرزنا یا کانپنا۔ جس کی وجہ سے زمین کی تمام چیزیں بھی ہلنے لگتی ہیں نتیجہ ہوا گھر درخت حتیٰ کہ پہاڑ تک گر پڑتے ہیں۔ زمین میں کئی کئی بڑی چوڑی دراڑیں پڑ جاتی ہیں ان میں سے کچھ اس قدر بھاری مقدار میں نکلتا ہے کہ سیلاب آجاتا ہے، اس میں لوگ دھنس جاتے ہیں مویشی ضائع ہو جاتے ہیں سمندر کے نیچے واقع ہونے والے زلزلے کی وجہ سے جو دیو ہیکل سمندری لہریں (سونامیس Tsunamis) اٹھتی ہیں۔ ان کی اونچائی ستتر میٹر سے بھی زیادہ اور ان کی چوڑائی ایک سو سے لے کر ڈیڑھ سو کلومیٹر تک ہوتی ہے اور جب یہ کسی آباد ساحل سے ٹکراتی ہیں تو ان کی تباہی کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔

زلزلوں سے ہونے والی تباہی اور بربادی اس قدر وسیع ہوتی ہے کہ لوگ اس کے تصور سے ہی کانپ جاتے ہیں۔ اگر ہم ماضی قریب پر نظر ڈالیں تو ہمیں شمالی بھارت کا علاقہ اس کی تباہ کاریوں کی آماجگاہ دکھائی دے گا۔

پاکستان میں قراقرم کے سلسلۂ کوہ کا علاقہ ۲۸ر دسمبر ۱۹۷۴ء کو لرز اٹھا تھا۔ نتیجے میں دس ہزار

> ۴ر فروری ۱۹۷۶ء کی صبح کو جمہوریہ گواتیمالا (وسطی امریکہ) میں زبردست زلزلہ آیا جس کی وجہ سے گواتیمالا شہر اور دیگر دس قصبے مکمل طور پر تباہ ہو گئے۔ زلزلے میں پندرہ ہزار سے بھی زیادہ لوگ مارے گئے۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق تین ہزار چار سو سے زیادہ بچے یتیم ہو گئے۔ کوشش کی جا رہی ہے کہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے خواہش مند والدین انھیں گود لیں۔

سے زیادہ لوگ ہلاک اور پندرہ ہزار کے قریب زخمی ہو گئے۔ اس کے بعد ہندوستان میں ہماچل پردیش کے علاقے میں ۱۹ر جنوری ۱۹۷۵ء کو زبردست زلزلے آئے۔ اس کے بعد درمیانی درجے کے جھٹکے تقریباً سارے ہندوستان خصوصاً جموں و کشمیر

سلیمان ظفر

ٹینیمنٹس بلڈنگ نمبر ۱ فلیٹ نمبر ۱

جے پی نگر دھاکے کالونی

اندھیری (ویسٹ) بمبئی نمبر ۵۸

پنجاب و ہریانہ میں آتے رہے۔
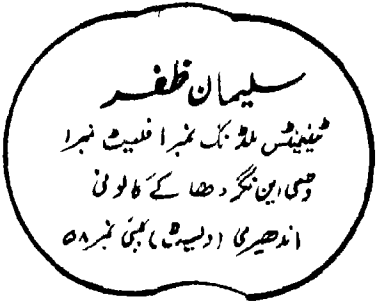
زلزلے کیوں آتے ہیں؟ اس کی وجہ زمین کی اپنی بناوٹ میں چھپی ہوئی ہے۔ زمین جو بظاہر اوپر سے سخت دکھائی دیتی ہے وہ دراصل بہت اندر تک اتنی سخت نہیں۔ یہ حصہ جسے ہم اوپری پرت کہتے ہیں عام طور پر بیس میل سے زیادہ گہرا نہیں ہوتا۔ اس کی گہرائی سب جگہ یکساں نہیں ہوتی کہیں کہیں وہ بیس میل سے کم گہری ہوتی ہے۔ لیکن وہ کبھی پچاس میل سے زیادہ گہری نہیں ہوتی۔ بیس میل اور پچاس میل کی گہرائی ہمیں بہت زیادہ دکھائی دیتی ہے لیکن اگر ہم سطح زمین سے زمین کے مرکز تک کے چار ہزار میل طویل فاصلے کا اس سے مقابلہ کریں تو وہ محض ایک دبیز سی چادر ہو گی۔

بیرونی پرت کے نیچے نیم مائع کی تہہ ہے جو تقریباً دو ہزار میل تک چلی گئی ہے اور اس کے بعد مائع کا مرکزی حصہ ہے یہ مائع غالباً پگھلا ہوا لوہا ہے۔ کچھ سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ بالکل مرکز کی طرف چاروں طرف کے دباؤ سے مائع غیر ٹھوس صورت میں ہو گا۔

زمین کے اندر مستقل تبدیلیاں وقوع پذیر ہوتی رہتی ہیں جس کی وجہ سے زمین کی اوپری پرت میں تناؤ، کھنچاؤ زیادہ پیدا ہوتا ہے ان نئے حالات اور دباؤ میں زمین اپنے آپ کو موزوں کرنے کے لیے حرکت پذیر ہوتی ہے۔ اور ہمیں کبھی ہلکا کبھی زوردار زلزلہ محسوس ہوتا ہے۔

زلزلے کے جھٹکے آئے دن دنیا میں آتے رہتے ہیں اور یونیسکو (UNESCO) کے ماہرین کے اعداد و شمار کے مطابق ہر سال قریب ساڑھے تین ہزار زلزلے کے جھٹکے زلزلہ پیما آلات دنیا بھر میں ریکارڈ کرتے

پہلے سے شکایات کا اندازہ لگا کر اقدام کیجیے

وزیرِ اعلیٰ کا افسران کو مشورہ

شری شنکر راؤ چوان وزیرِ اعلیٰ مہاراشٹر نے حال ہی میں افسران کی میٹنگ میں انہیں ہدایت کی کہ ادیباسی علاقوں سے شکایتیں موصول ہونے کا انتظار نہ کیجیے۔ پہلے ہی سے ان کا اندازہ لگائیے اور ان علاقوں میں فوراً امداد پہنچا دیجیے۔ وزیرِ اعلیٰ نے یہ ہدایت ضلع ناسک میں سرگانہ کے ایس ٹی حلقہ انتخاب کے ایم۔ ایل اے شری اے۔ ٹی۔ پوار کی جانب سے کی گئی شکایت پر کی تھی۔ انہوں نے بتایا تھا دور دراز کے ادیباسی علاقوں میں بیج بروقت مہیا نہیں کیے جاتے ہیں۔ اس پر ایک افسر نے کھڑے ہو کر یہ وضاحت کی کہ اس قسم کی شکایتیں اوّل تو موصول نہیں ہوتی ہیں اور اگر ہوتی بھی ہیں تو بہت کم ہیں۔ وزیرِ اعلیٰ نے اس بات کے جواب میں صاف طور سے یہ ہدایت کی کہ شکایتوں کا انتظار نہ کیا جائے بلکہ قبل از وقت اندازہ لگا کر ادیباسی علاقوں میں بروقت امداد پہنچا دی جائے۔

راجورا زراعتی اسکیم کے لئے ۴۵۰۰۰ روپے

عوامی اقدام کمیٹی کی جانب سے امداد

عوامی اقدام برائے ترقیات، مہاراشٹر اسٹیٹ کمیٹی کی جانب سے ۴۵۰۰۰ روپے کی امداد ضلع چندرپور کے مقام راجورا میں واقع مظاہراتی و تربیتی فارم کی اسکیم کے لیے ادا کی گئی ہے۔

شری شنکر راؤ چوان، وزیرِ اعلیٰ مہاراشٹر نے ۲۰ اپریل کو سیوا لیہ میں شری ایکناتھ سالوے صدر گرامین سہکار شکتن پرسارک منڈل، چندرپور کو متذکرہ رقم کا چیک پیش کیا۔

شری ایس۔ جی۔ پوار، وزیرِ زراعت

کمانڈ ایریا ڈیولپمنٹ اور کھاراراضی بھی موقع پر موجود تھے۔

اس اسکیم میں زرعی ترقی کی خاطر کنویں بنانے اور گہرا کرنے کا کام بھی شامل ہے۔

فی الحال مہاراشٹر کے مختلف اضلاع میں زرعی پیداوار کی خاطر عوامی اقدام برائے ترقیات کمیٹی کی جانب سے ۱۲ اسکیمیں منظور کی جا چکی ہیں۔ یہ ان ۱۲ اسکیموں میں سے ایک ہے۔

سڑک کی تعمیر

حکومتِ مہاراشٹر نے ضلع امراوتی میں اچل پور۔ راسے گاؤں کنگڈا سڑک حصہ ۲ کے تعمیری کام کو مالی طور پر منظوری دے دی ہے۔ اس پانچ کلومیٹر سڑک کے کام پر لاگت کا تخمینہ ۳,۴۶,۴۰۰ روپے ہے۔

قومی راج

پدم بھوشن بھاؤ صاحب کھنڈیکر کو خراجِ تحسین

گذشتہ ۲۴ اپریل کو کولہاپور ضلع پریشد کولہاپور میونسپل کارپوریشن اور کرویر تعلقہ کے شہریوں کی جانب سے پدم بھوشن بھاؤ صاحب کو گیان پیٹھ ایوارڈ ملنے پر مبارکباد دی گئی۔

مرکزی وزیرِ خارجہ شری وائی بی چوان نے جو اس موقع پر مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے شریک تھے کھنڈیکر کی خدمات کو سراہا۔ جو گذشتہ ۴۰ سال سے ادب کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

چنچوڈ پولس کا کارنامہ

وزیرِ اعلیٰ مہاراشٹر شری ایس۔ بی۔ چوان نے کہا کہ عوام کی زندگی میں ڈسپلن اور نظم و ضبط قائم ہونا ضروری ہے۔

موصوف کولہاپور سے ۵ کلومیٹر دور پولس کے ذریعے تعمیر کردہ چنچوڈ میں ۱۴ نئے مکانات کا افتتاح کر رہے تھے۔ ۶۰ پولس والوں نے ۱۲ دنوں میں یہ کام انجام دیا ہے۔ ہر مکان پر ۲۵۰۰ روپے لاگت آئی ہے۔

شری شام راؤ کدم

شری شام راؤ کدم، وزیرِ مملکت برائے آب پاشی، ارجی، انفارمیشن اور پبلسٹی، ۲ مئی ۱۹۷۶ء سے 'ورشا' ماؤنٹ پلیزنٹ روڈ، بمبئی میں منتقل ہو گئے ہیں ان کا رہائشی ٹیلیفون نمبر 365640 ہے۔

۴۳ میونسپل کونسلوں کو مالی امداد

حکومتِ مہاراشٹر نے میونسپل کونسلوں کے لئے ان کے ترقیاتی منصوبوں کی عمل آوری کی خاطر مالی امداد اسکیم کے تحت ۳۱ میونسپل کونسلوں کے لئے ۱۵,۱۸,۴۳۵ روپے کی رقم بطور امداد اور ۱۲ میونسپل کونسلوں کے لئے ۹.۷۰ ۱۴ لاکھ روپے کی رقم بطور قرض منظور کی ہے۔

۱۶ مئی ۱۹۷۶ء

F.3.

راشن کارڈوں کی تجدید

یکم مئی ۱۹۷۶ء سے سال ۷۷-۱۹۷۶ء کے بعد کے سات سالوں کے لئے راشن کارڈوں کی تجدید سلپیٹ لگا کر کی جا رہی ہے۔ تجدید کا کام درجہ بدرجہ ہوگا جون ۱۹۷۶ء کے اختتام تک سپلیمنٹ لگا کر راشن کارڈوں کی تجدید کے کام کے لئے بعض راشن کی دکانوں کا انتخاب مرکزی دکان کی حیثیت سے کیا گیا ہے۔ اس کے بعد یہ کام متعلقہ راشننگ دفاتر میں جاری رکھا جائے گا۔ راشن کارڈوں کی تجدید کی فیس ایک روپیہ ہوگی راشننگ دوکانوں پر راشن کارڈوں کی تجدید کی مدت اور مقرر کردہ مرکزی دکانوں کے نمبر کے متعلق نوٹس لگا دیئے گئے ہیں۔ چنانچہ راشن کارڈ مالکان کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ اگر ان کے راشن کارڈ پر محض ۱۹۷۶ء یا ۱۹۷۶ء کے لئے کوپن ہوں تو وہ مقررہ مدت کے اندر اندر اپنے راشن کارڈوں کی تجدید کروا لیں۔

آبپاشی منصوبوں کی منظوری

حکومتِ مہاراشٹر نے ضلع عثمان آباد کے مقام والٹے پمل میں درمیانی آب پاشی پروجیکٹ کو انتظامی منظوری دے دی ہے۔ جس کی تخمینی لاگت ۹۹،۳۵،۲۰۰ روپے ہے۔

نیز حکومت نے ضلع بلڈانہ میں مہار کھیڑ تالاب کے کام کو بھی جس کی تخمینی لاگت ۱۴،۳۶،۱۸۰ روپے ہے انتظامی منظوری دے دی ہے۔

ایل۔ آئی۔ سی۔ قرضہ جات کی ضمانت

حکومتِ مہاراشٹر نے بعض شرائط کے تحت لائف انشورنس کارپوریشن آف انڈیا کو ۲۴ لاکھ روپے کے قرضہ جات کی واپسی کی ضمانت دی ہے۔ جو رتناگیری ضلع پریشد اپنی ۳۳۰ پینے کے پانی کی فراہمی کے لئے دیہی اسکیموں کے لئے کارپوریشن سے لے گی۔ ان اسکیموں پر کل لاگت کا تخمینہ ۲۴،۷۱۲۵ لاکھ روپے ہے۔

قومی راج

آب رسانی اسکیمات

حکومتِ مہاراشٹر نے ضلع احمد نگر کے شیوگاؤں تعلقہ میں دہیل دیہی نل آب رسانی اسکیم کو تکنیکی منظوری دے دی ہے۔ اس منصوبہ پر لاگت کا تخمینہ ۳،۰۹ لاکھ روپئے ہے۔

●

حکومتِ مہاراشٹر نے ضلع سولاپور کے کرمالا تعلقہ میں نئے گوٹھن موضع تکالی کی نل پانی فراہمی اسکیم کے منصوبوں کو تکنیکی منظوری دے دی ہے۔ ان منصوبوں پر لاگت کا تخمینہ ۲،۹۷،۹۳۳ روپے ہے۔

●

حکومتِ مہاراشٹر نے ضلع سولاپور کے کرمالا تعلقہ میں نیا گاؤٹھن کترج گاؤں کی نل پانی فراہمی اسکیم کو تکنیکی منظوری دے دی ہے۔ اس اسکیم پر لاگت کا تخمینہ ۲۶،۲۸ لاکھ روپے ہے۔

ترقیاتی منصوبہ جات کی منظوری

حکومتِ مہاراشٹر نے معمولی تبدیلیوں کے بعد ضلع جلگاؤں میں واقع چالیس گاؤں کے ترقیاتی منصوبہ کو منظوری دے دی ہے۔ اس آخری ترقیاتی منصوبہ کا نفاذ یکم جون ۱۹۷۶ء سے کیا جائے گا۔

متذکرہ ترقیاتی منصوبہ چالیس گاؤں میونسپل کونسل کے دفتر میں عام معائنہ کی خاطر ایک سال کی مدت تک رکھا جائے گا۔

●

حکومتِ مہاراشٹر نے بعض تبدیلیوں کے ساتھ ضلع وردھا میں واقع ہنگن گھاٹ ترقیاتی منصوبہ کو منظوری دے دی ہے۔ اس آخری ترقیاتی منصوبہ کا نفاذ یکم جون ۱۹۷۶ء سے ہوگا۔

متذکرہ ترقیاتی منصوبہ عام معائنہ کی خاطر ایک سال کی مدت کے لئے ہنگن گھاٹ میونسپل کونسل کے دفتر میں رکھا جائے گا۔

مدت میں توسیع

حکومتِ مہاراشٹر نے ضلع سانگلی میں وِٹا اور ضلع پونے میں پمپری چنچوڑ کے ترقیاتی منصوبوں کو منظوری دینے کی تاریخ بالترتیب ۲۵ر جون ۱۹۷۶ء اور ۹ر جولائی ۱۹۷۶ء تک بڑھا دی ہے۔

●

حکومتِ مہاراشٹر نے ضلع عثمان آباد میں مروم اور ضلع بیڑ میں امبے جوگی کے ترقیاتی منصوبوں کو منظوری دینے کی تاریخ بالترتیب ۱۶ر مئی ۱۹۷۶ء اور ۱۶ر جون ۱۹۷۶ء تک بڑھا دی ہے۔

●

حکومتِ مہاراشٹر نے ضلع جلگاؤں میں چالیس گاؤں اور سانگلی (تبدیل شدہ) ترقیاتی منصوبوں کو منظوری دینے کی تاریخ بالترتیب ۲۴ر جون ۱۹۷۶ء اور ۲۰ر ستمبر ۱۹۷۶ء تک بڑھا دی ہے۔

●

حکومتِ مہاراشٹر نے اینٹیں اور کویلو بنانے کی صنعت میں ملازمت سے متعلق اقل ترین اجرت کمیٹی کے لئے اپنی رپورٹ پیش کرنے کے سلسلے میں تاریخ ۳۰ر جون ۱۹۷۶ء تک بڑھا دی ہے۔

●

صدر ہند کی منظوری کے بعد کارخانہ جات کے ملازمین کو بے روزگاری بھتّہ کی ادائیگی (برائے عارضی مدت) مہاراشٹر ایکٹ بابت ۱۹۷۶ء حکومتِ مہاراشٹر نے سرکار کے غیر معمولی گزٹ مورخہ ۱۸ر اپریل ۱۹۷۶ء کے حصّہ چہارم میں شائع کر دیا ہے۔

●

گورنر مہاراشٹر کی منظوری کے بعد مہاراشٹر میونسپلٹیز (ترمیم) ایکٹ بابت ۱۹۷۶ء حکومتِ مہاراشٹر کے غیر معمولی گزٹ مورخہ ۱۲ر اپریل ۱۹۷۶ء کے حصّہ چہارم میں شائع کر دیا گیا ہے۔

۱۲ر مئی ۱۹۷۶ء

قوانین کی اشاعت

چوں کہ مہاراشٹر میونسپلٹیز (چنگی) (دوسری ترمیم) قوانین بابت ۱۹۷۶ء سے متعلق کوئی اعتراض یا تجویز موصول نہیں ہوئی تھی۔ لہٰذا حکومت مہاراشٹر نے ان کو آخری طور پر حکومت کے یکم اپریل ۱۹۷۶ء کے گزٹ کے حصہ ا۔ اے مرکزی ضمنی حصہ میں شائع کر دیا ہے۔

گورنر مہاراشٹر کی منظوری ملنے کے بعد بمبئی کورٹ فیس (ترمیم) ایکٹ بابت ۱۹۷۶ء حکومت مہاراشٹر نے ۱۴ر اپریل ۱۹۷۶ء کے غیر معمولی سرکاری گزٹ کے حصہ چہارم میں شائع کر دیا ہے۔

●

گورنر مہاراشٹر کی منظوری کے بعد تنخواہ اور بھتہ جات وزراء بمبئی (ترمیم) ایکٹ بابت ۱۹۷۶ء حکومت مہاراشٹر کے غیر معمولی گزٹ مورخہ ۲۶ر اپریل ۱۹۷۶ء کے حصہ چہارم میں شائع کر دیا گیا ہے۔

●

گورنر کی منظوری ملنے کے بعد مہاراشٹر حیث مڈ (ترمیم) ایکٹ بابت ۱۹۷۶ء مہاراشٹر سرکار کے غیر معمولی گزٹ مورخہ ۲۶ر اپریل ۱۹۷۶ء کے حصہ چہارم میں شائع کر دیا گیا ہے۔

ثالث کا تقرر

حکومت مہاراشٹر نے ڈپٹی ڈائرکٹر آف ٹاؤن پلاننگ، بمبئی ڈویژن، بمبئی کو ضلع قلابہ میں مسودہ پلاننگ اسکیم پنویل ۱ (تبدیل شدہ) کے مقاصد سے ثالث کی حیثیت سے مقرر کیا ہے۔

۱۳ر افراد کو سزا

۳۱ر مارچ ۱۹۷۶ء کو ختم ہونے والی سہ ماہی کے دوران بمبئی دھواں ایکٹ بابت ۱۹۱۲ء کی خلاف ورزیوں پر میٹروپولیٹن مجسٹریٹ بمبئی نے ۱۱ر افراد پر مقدمہ چلایا اور انہیں سزائیں دیں۔ ان افراد پر ۲۵ سے ۱۰۰ روپے تک جرمانہ عائد کیا گیا۔ اسی سہ ماہی کے دوران انڈین بائلرز ایکٹ بابت ۱۹۲۳ء کے قوانین کے مطابق ۲ افراد کو سزائیں دی گئیں۔ اور ان پر ۱۰۰ سے ۲۰۰ روپے تک جرمانہ عائد کیا گیا۔

قومی راج

زلزلے

سلسلہ صفحہ ۱۵

کرتے ہیں۔ جن میں بیشتر اتنے ہلکے ہوتے ہیں کہ ہم انھیں محسوس ہی نہیں کر سکتے ہیں۔

زلزلے عام طور سے سطح زمین سے پانچ سے لے کر پینتیس کلو میٹر نیچے واقع ہوتے ہیں۔ زمین کی گہرائی میں جس جگہ زلزلہ ہوتا ہے اس جگہ کو فوکس (FOCUS) کہتے ہیں اور فوکس کے ٹھیک اوپر کی جگہ کو زلزلے کا مرکز یا ایپی سنٹر (EPICENTRE) کہتے ہیں۔ جب زلزلہ آتا ہے تو اس کے فوکس سے زلزلے کی لہریں اس طرح اٹھتی ہیں۔ جس طرح کسی تالاب میں پتھر پھینکنے پر پانی کی لہریں اٹھتی ہیں۔ ان میں بھی دو نمایاں قسم کی لہریں ہوتی ہیں۔ ایک تو وہ جو اندرون زمین سفر کرتی ہیں یہ اتنی زیادہ خطرناک نہیں ہوتیں۔ لیکن دوسری قسم جو زمین کی اوپری پرت میں سفر کرتی ہیں۔ وہ بے حد خطرناک اور تباہ کن ہوتی ہیں۔

۶ ستمبر ۱۹۷۵ء کو مشرقی ترکی میں آئے زلزلے میں لائیس کا پورا قصبہ تباہ ہو گیا۔ اور تین ہزار سے زیادہ لوگ ہلاک اور قریب پینتیس ہزار لوگ بے گھر ہو گئے۔ علم زلزلے کے ماہرین (SEISMOLOGIST) اور دیگر سائنسدانوں کا خیال ہے کہ جوں کہ اب تک زلزلوں کے بارے میں حتمی پیشن گوئی ممکن نہ ہو پائی ہے اس لیے خاص طور سے ان علاقوں میں جہاں تھوڑے تھوڑے دنوں سے زلزلے آتے رہتے ہیں ایسے مکانات تعمیر کیے جائیں جن پر زلزلوں کا اثر نہ ہو سکے اس سے ان کی ہلاکت میں بڑی حد تک کمی ممکن ہو سکے گی۔ روسی وسط ایشیا کے شہروں میں سوویت حکومت نے ایسے گھر تعمیر کیے ہیں جن پر زلزلے کا اثر نہیں ہوتا۔ اس طرح اس سلسلے میں بہت بڑی کامیابی حاصل کی ہے۔ روسی ماہرین کے تجربات دوسروں کے لیے بھی بڑے کارآمد ثابت ہو سکتے ہیں۔

ہمارے برصغیر کے چند قابل ذکر تباہ کن زلزلے یہ ہیں: ۱۹۳۴ء کا بہار نیپال کا زلزلہ، ۱۹۳۵ء کا کوئٹہ کا زلزلہ، ۱۹۳۷ء کا کلکتہ کا زلزلہ اور ۱۹۵۶ء کا آسام کا عظیم زلزلہ جس کے بارے میں ماہرین کا خیال ہے کہ اس کی قوت دس لاکھ ایٹم بم جتنی تھی۔

اکثر اخبارات اور ریڈیو کے ذریعہ یہ خبر دی جاتی ہے کہ فلاں جگہ کی رصدگاہ میں زلزلہ پیما نے زلزلے کے جھٹکے محسوس کیے جن کا مرکز اتنے کلو میٹر دور فلاں جگہ پر تھا۔ دراصل زلزلہ پیما آلہ (seismograph) ایک خاص قسم کا آلہ ہے جو زلزلے کے نہ صرف جھٹکے بلکہ ان کی شدت بھی اپنے گراف پر ریکارڈ کرتا ہے۔ کچھ زلزلہ پیما آلے تو اتنے حساس ہوتے ہیں کہ وہ سینکڑوں میل دور ہونے والے معمولی سے معمولی جھٹکے کو بھی ریکارڈ کر سکتے ہیں۔ ان کے اس ریکارڈ سے جسے سیسموگرام (seismogram) کہتے ہیں حساب لگا کر اس کے مرکز اور فوکس کا پتہ لگایا جا سکتا ہے۔

علم زلزلے کے ماہرین (seismologists) زلزلوں کی مختلف قسم کی لہروں پر تحقیقات کر رہے ہیں۔ اس سے نہ صرف زمین کی ہئیت ساخت اور بناوٹ کے بارے میں خاصی معلومات حاصل ہو سکے گی بلکہ ان کے گہرے مطالعے سے ہو سکتا ہے مستقبل قریب میں پیشین گوئی کرنے کے سلسلہ میں کچھ کامیابی حاصل ہو سکے۔

ترسیل نامہ

ادیر

مراسلت کے دوران

حوالہ نمبر جو آپ کے خط یا پتے کے اوپری حصہ پر درج ہوتا ہے ضرور تحریر فرمائیں۔ اس طرح دفتری کارروائی فوری ہوتی ہے۔

تقریباتِ یومِ مہاراشٹر ——— یکم مئی ۱۹۷۶ء

بیس نکاتی پروگرام کی بدولت ترقی کو پائیدار بنایئے۔

گورنر علی یاور جنگ کی اپیل

" آیئے ہم مہاراشٹر کی سولہویں سالگرہ کے موقع پر از سرِ نو عہد کریں اور لوگوں کے تمام طبقات کی بہبود کی خاطر وزیرِ اعظم کے بیس نکاتی پروگرام کی عمل آوری میں تندہی سے لگ جائیں۔" یہ اپیل ریاستِ مہاراشٹر کے گورنر شری علی یاور جنگ نے ۱۶ ر ویں یومِ مہاراشٹر پر شیواجی پارک، بمبئی میں پولیس، ہوم گارڈ، درمائر بریگیڈ کی 'مشترکہ رسمی پریڈ' سے خطاب کرتے ہوئے کی۔

پروگرام کو کامیابی سے ہم کنار کرنے کے لئے ریاستی حکومت کو اس کی زبردست جدوجہد پر مبارکباد دیتے ہوئے شری جنگ نے اس بات کی ضرورت جتائی کہ ریاست کے لوگ اس عظیم کام میں پوری سرگرمی سے حصہ لیں تاکہ سماجی اور معاشی انقلاب لایا جا سکے۔ جو بیس نکاتی پروگرام کا عزیز مقصد ہے۔

شری جنگ نے لوگوں سے گذارش کی کہ وہ بیس نکاتی پروگرام کو صرف ایمرجنسی کے نفاذ تک ہی محدود نہ سمجھیں بلکہ اسے زندگی کا ایک معمول بنا لیں۔ جو بہتر مہاراشٹر اور بہتر ہندوستان کا ضامن ہے۔

وزیرِ اعلیٰ شری ایس۔ بی۔ چوان نے گورنر موصوف کا استقبال کیا۔ جنہوں نے قبل ازیں پریڈ کا معائنہ کیا اور سلامی لی تھی۔

اتم جیون رکشا پدک، پریذیڈنٹس پولیس اینڈ فائر سروسیز میڈل برائے نمایاں خدمت، پولیس

قومی راج

میڈل برائے مستحسن خدمت، جیون رکشا پدک اور بمبئی عظمیٰ میں بہترین ٹریفک پولیس مین کو وزیرِ اعلیٰ گولڈ میڈل پانے والے ۲۹ ر افراد نے گورنر مہاراشٹر کے دستِ مبارک سے میڈل حاصل کیئے۔

اس موقع پر حاضرین میں وزیرِ اعلیٰ شری ایس۔ بی۔ چوان، چیف سکریٹری شری ڈی۔ ڈی۔ ساٹھے۔ ریاستی کابینہ کے اراکین اور دیگر حضرات شامل تھے۔

●

کولہاپور۔ ریاستی وزیرِ خوراک و سول سپلائز مسٹر رتناپا کمبھار نے پرچم کشائی کی۔ اور پولیس اور ہوم گارڈز کی سلامی لی۔

سانگلی۔ ضلع کلکٹر شری کے۔ سی۔ سریواستو نے یومِ مہاراشٹر کے موقع پر صبح پولیس پریڈ گراؤنڈ پر پرچم کشائی کی۔ اور گارڈ آف آنر کا معائنہ کیا۔

ناگپور۔ ڈویژنل کمشنر شری کے۔ بی۔ مانڈلیکر نے مہاراشٹر کی ۱۶ ویں سالگرہ کے موقع پر پولیس اور ہوم گارڈز کی مشترکہ پریڈ کی سلامی لی۔ اور قومی پرچم لہرایا۔ اس موقع پر موصوف نے تقریر کرتے ہوئے عوام سے وزیرِ اعظم کے بیس نکاتی پروگرام کو کامیاب بنانے کے لیے اپنی جدوجہد دو چند کرنے کی اپیل کی۔

جلگاؤں۔ کلکٹر شری ایس۔ ایس۔ بجاموال نے ریاستِ مہاراشٹر کی ۱۶ ویں سالگرہ کے موقع پر جنگِ آزادی کے مجاہدین کو "تامرپتر" دیا۔ اس سے قبل انہوں نے پرچم کشائی کی۔ اور پولیس اور ہوم گارڈز پلٹنوں کی سلامی لی۔

امراؤتی۔ ضلع کلکٹر نے یومِ مئی کے موقع پر پرچم کشائی کی۔ اور پولیس اور ہوم گارڈ پریڈ کی سلامی لی۔

اکولہ۔ یومِ مہاراشٹر منایا گیا۔ اس موقع پر عوام نے حکومتِ مہاراشٹر کی ترقی پسند پالیسیوں اور ۲۰ نکاتی پروگرام پر عمل کرنے کا عہد کیا۔

سولاپور۔ میئر شری یونس شیخ نے یومِ مہاراشٹر کے موقع پر اعلان کیا کہ سولاپور میونسپل کارپوریشن آئندہ تعلیمی سال سے اول تا چہارم جماعتوں کے طلباء کو اسکول یونیفارم تقسیم کرے گی۔

جسمانی طور سے معذور اشخاص کی تربیت

تین فیصدی آسامیاں ان کیلئے محفوظ رکھی جائیں۔

(شریمتی پربھا راؤ)

شریمتی پربھا راؤ وزیر تعلیم نے اپرینٹس ایکٹ کے تحت معذور اشخاص کے لئے تین فیصد آسامیاں محفوظ رکھنے کی ضرورت جتائی۔ (ذیل میں اسی موقع کی تصویر ہے۔)

آپ ۲۹ اپریل کو برلا کریڈا کیندر۔ چوپاٹی بمبئی میں اپرنٹیس ایکٹ ۱۹۶۱ء کے تحت معذوروں کی تربیت کے موضوع پر ایک روزہ سمینار کی اختتامی تقریب سے خطاب فرما رہی تھیں۔ یہ سمینار معذور اشخاص کے لئے یکساں مواقع سے متعلق نیشنل سوسائٹی اور اسٹیٹ ڈائرکٹوریٹ آف ایمپلائمنٹ کے مشترکہ اہتمام میں منعقد ہوا تھا۔

شریمتی راؤ نے فرمایا کہ ریاست میں معذور اشخاص کے لئے مختلف تعلیمی سہولتیں اور سہولتیں بہم پہنچائی گئی ہیں۔ مہاراشٹر کے سرکاری اور نجی اداروں میں ایسے اشخاص کو جس طرح ملازمت پر رکھا جا رہا ہے۔ وہ حوصلہ افزا ہے۔ اس سلسلے میں کوششوں کو بڑھاوا دینے کے لئے معذوروں کی بھلائی کی خاطر 'لازمی عنصر' بھی شامل کیا جانا چاہیئے۔

قبل ازیں شری یو ایس ... گواڑ وزیر مملکت برائے معذوروں کی ترقیات نے اس سمینار کا افتتاح فرمایا تھا۔

شری وی ایم ... صدر نیشنل سوسائٹی نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔

بیگم چوان نے آنکھ کیمپ کا افتتاح کیا

مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ کی بیگم شریمتی کسم تائی چوان نے ۲ مئی کو غریبوں کے لئے آنکھ کے مفت علاج کے کیمپ کا افتتاح کیا۔ یہ کیمپ لائنز کلب آف بمبئی اور لائنز کلب آف تلے گاؤں کی مشترکہ کوششوں کا نتیجہ ہے۔ یہ کیمپ تلے گاؤں کے پاس تلے گاؤں دابھاڑے کے پاس کھولا گیا ہے۔ اس موقع پر آنکھ کے دو مشہور ڈاکٹروں نے ہزاروں مریضوں کی آنکھوں کا معائنہ کیا اور ۲۲۰ آنکھ کے آپریشن کئے۔ اور آنکھوں میں ۱۲ قرنیہ لگائے۔ اس موقع پر افتتاحی تقریر کرتے ہوئے بیگم چوان نے کہا کہ غربت اور لاپرواہی کی وجہ سے یہ طبقہ آنکھوں کے امراض میں مبتلا ہوتا ہے۔ اور دور دراز کے علاقوں میں ان امراض کے علاج کے لئے کوئی سہولت نہیں ہوتی ہے۔ اس قسم کے کیمپ اب ان علاقوں کے لوگوں کے لئے مسیحا ثابت ہوں گے۔ لائنز ڈسٹرکٹ گورنر مسٹر پریم جیر لغانا نے اس افتتاحی پروگرام کی صدارت کرتے ہوئے کہا کہ اس سال مہاراشٹر میں آنکھوں کے امراض کے علاج کے لئے ۳۵ کیمپ قائم کئے گئے۔ جن میں پچپن ہزار مریضوں کی آنکھ کا علاج ہوا۔ اور چار سو کے لگ بھگ آنکھ کے آپریشن ہوئے۔

ہریجن احساس کمتری دور کریں

شریمتی کسم تائی چوان کا ارشاد

شریمتی کسم تائی چوان اہلیہ وزیر اعلیٰ مہاراشٹر نے ۲۸ اپریل ۱۹۷۶ء کو ایک عام اجلاس کا افتتاح کیا جو 'خاتمہ چھوت چھات پندھرواڑہ' تقریب کے سلسلے میں سیسون ڈاک پر منعقد ہوا تھا۔

شریمتی چوان نے فرمایا کہ ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر نے قومی زندگی پر اثر ڈالا۔ انہوں نے نہ صرف ہریجنوں کی رہنمائی کی بلکہ وہ ایک عظیم قومی لیڈر تھے۔

آپ نے ہریجنوں سے گذارش کی کہ وہ احساس کمتری کو دور کریں اور سماج سے چھوت چھات کو مٹانے میں مدد دیں۔

مہمان خصوصی کی حیثیت سے خطاب کرتے ہوئے شری رمیش دلوی وزیر مملکت برائے امور داخلہ اور جنگلات نے چھوت چھات کے خاتمہ کے لئے متحدہ کوشش کی ضرورت جتائی۔

شریمتی آلو چھبر ایم۔ ایل۔ اے۔ نے اپنی صدارتی تقریر میں فرمایا کہ صرف قانون کے ذریعہ چھوت چھات دور نہیں ہو سکتی۔ اس اصلاح کو کارگر بنانے کے لئے سب کو تندہی سے کام کرنا چاہیئے۔ شریمتی چھبر نے ہریجنوں کے لئے عمارت کی تعمیر میں مدد دینے کا یقین دلایا۔

ابتدا میں شریمتی شانتا ساٹھے نے ہریجنوں کے متعدد مطالبات پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

مساوی شہری کی حیثیت سے دیس کی خدمت کریں

وزیر اعلیٰ شری چوان کی نصیحت

شری ایس. بی. چوان، وزیر اعلیٰ مہاراشٹر نے لوگوں سے پُرزور اپیل کی کہ وہ مساوی شہری کی حیثیت سے ملک کی خدمت کریں اور امیر و غریب کے درمیان فرق کو کم سے کم کرنے کے لئے مخلصانہ کوشش کریں۔

وزیر اعلیٰ اس استقبالیہ کا جواب دے رہے تھے جو انہیں اور شری علی حسن ہمدانی، نائب وزیر برائے زراعت و اوقاف کو ۲۲؍ اپریل کی شب میں حسن آباد (بمبئی) میں ہز رائل ہائی نس پرنس آغاخان اسمٰعیلیہ فیڈرل کونسل فار انڈیا کی جانب سے دیا گیا تھا۔ شری چوان نے فرمایا کہ "اسلام سماجی انصاف اور مساوات کا حامی ہے۔ میرے خیال میں یہ مساوات صرف مسلمانوں ہی کے لئے نہیں بلکہ تمام انسانوں کے لئے ہے۔ آج ہمارے دیس کی بنیادی ضرورت یہی ہے کہ ہر شخص مساوی بنیاد پر کام کرے۔ میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ ایک طرف غریب ہیں جنہیں سخت محنت کرنے کے باوجود دو وقت پیٹ بھر روٹی میسّر نہیں آتی۔ دوسری طرف امیر ہیں جو خوب کھاتے ہیں۔ اور انہیں ہضم کرنے کے لئے گولی کھانا پڑتی ہے۔ ہمیں امیر غریب کے اس فرق کو کم سے کم کرنے کی کوشش کرنا چاہیئے، ہمیں مختلف فرقوں کے افراد کی حیثیت سے نہیں بلکہ ہندوستان کے برابر کے شہری کی حیثیت سے مل کر دیس کی خدمت کرنا چاہیئے۔

اس فرقہ میں سماجی اصلاحات کو سراہتے ہوئے آپ نے ناندیڑ میں حال ہی میں دو سو (۲۰۰) شادیوں کا خاص طور سے ذکر کیا جو بڑی سادگی اور امیر غریب کے امتیاز کے بغیر انجام دی گئی تھیں۔ اپنے فرقہ کی اس سمت میں رہنمائی پر آپ نے حاضر امام کو مبارکباد دی۔

مذہب کے نام پر خاندانی منصوبہ بندی کی مخالفت کا ذکر کرتے ہوئے شری چوان نے فرمایا کہ کوئی بھی مذہب اس بات کی تعلیم نہیں دیتا کہ لوگ جتنے چاہیں بچے پیدا کرتے چلے جائیں۔ جب کہ ان کی معقول پرورش کے لئے معقول ذریعہ نہ ہو۔

آپ نے مزید فرمایا کہ یہ بھی بڑے تعجب کی بات ہے کہ ہماری خواتین جو ملک کی آبادی کا نصف حصّہ ہیں، صرف بچے پیدا کرنے کا کام انجام دیں۔ ان کی قوت کو بھی قوم کی تعمیر میں لگانا چاہیئے۔

آخر میں شری چوان نے دعا فرمائی کہ خدا ہمیں بہتر ہند کی خاطر مساوی شہری کی حیثیت سے کام کرنے کی توفیق دے۔ آپ نے ہر نیک کام میں حکومت کی جانب سے پوری مدد کا یقین دلایا۔

شری علی حسن ہمدانی، نائب وزیر برائے زراعت و اوقاف نے جو اسمٰعیلیہ فرقہ ہی کے فرد ہیں۔ اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے ان دنوں کا ذکر کیا جب کہ وہ برسوں پہلے اپنے بچپن میں حسن آباد آیا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے حضرت امام کی یہ ہدایت سدا یاد رہے گی کہ اسمٰعیلی جس ملک سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس کے اصل دھارے کے ساتھ چلیں۔ اسی ہدایت کے مطابق اسمٰعیلی خواہ وہ کہیں بھی رہتے ہوں۔ ملک کے وفادار ہیں۔ اور اس کی ترقی کے لئے ہر قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔

شری بدرالدین آئی بودانی، صدر ایچ. آر. ایچ پرنس آغاخان اسمٰعیلیہ فیڈرل کونسل فار انڈیا، شری فتح علی ای. مرچنٹ، صدر ایچ. آر. ایچ پرنس آغاخان اسمٰعیلیہ ریجنل کونسل فار مہاراشٹرا اور شری سلطان آر مکانی، آنریری سکریٹری ایچ. آر. ایچ پرنس آغاخان اسمٰعیلیہ فیڈرل کونسل فار انڈیا نے بھی اس تقریب میں تقاریر کیں۔

اس موقع پر مختلف اسمٰعیلی اداروں کی جانب سے مبلغ ۲۶،۲۷۱ روپے کی رقم وزیر اعلیٰ کو چیف منسٹرس ریلیف فنڈ کے لئے دی گئی۔ شری فاروق پاشا، ڈپٹی اسپیکر لیجسلیٹو اسمبلی، شریمتی کسم تائی چوان اور بیگم حنیفہ اے. ایچ ہمدانی بھی اس اجتماع میں حاضر تھیں۔ شری اکبر اے پریم جی، سکریٹری استقبالیہ کمیٹی نے وزراء اور مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔ شری صدرالدین اے. ہمدانی، آنریری سکریٹری ایچ. آر. ایچ پرنس آغاخان اسمٰعیلیہ ریجنل کونسل فار مہاراشٹر نے شکریہ ادا کیا۔

وزیر اعلیٰ شری ایس. بی چوان اور شری اے. ایچ ہمدانی، نائب وزیر برائے زراعت و اوقاف کو ۲۲؍ اپریل ۱۹۷۶ء کو حسن آباد بمبئی میں ہز رائل ہائینس پرنس آغاخان اسمٰعیلیہ فیڈرل کونسل فار انڈیا کی جانب سے استقبالیہ دیا گیا۔ یہ اسی موقع کی تصویر ہے۔

بوریولی میں شیروں کا مسکن

وزیرِ اعلیٰ نے افتتاح کیا

"شیر سفاری پارک (سنجے وہار) کا ایک شیر

شری شنکر راؤ چوان' وزیرِ اعلیٰ نے یکم مئی کو بوریولی نیشنل پارک میں 'شیر سفاری پارک' کا افتتاح کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ ہم جنگلات اور اس کے جانوروں کے تئیں اپنا رویہ بدلیں اور قدرت کی اس بیش قیمت دین کے لئے اپنے دِل میں سچا پریم پیدا کریں۔

شری چوان نے مسرت کے ساتھ فرمایا کہ پارک میں مناظرِ قدرت اور جانوروں کے درمیان ایک گھنٹہ گذار کر مجھے بڑی راحت ملی۔ جنگلات اور اس کے جانوروں سے انسانوں کو بہت سے فائدے پہنچے ہیں۔ لہٰذا ہمارا فرض ہے کہ قدرت کے اس بیش بہا تحفے کی حفاظت کریں۔

وزیرِ اعلیٰ نے جنگلات کی بے تحاشہ کٹائی اور جانوروں کی بربادی پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کی روک تھام کے لئے سخت اقدامات کی ضرورت ہے۔ لوگوں کو چاہیئے کہ وہ اِس معاملہ میں حکومت سے پوری طرح تعاون کریں۔

ڈاکٹر رفیق زکریا' وزیرِ محصول و سیاحت نے فرمایا کہ ہندوستان آنے والے بدیسی سیاحوں میں سے ۲۵ فیصد ممبئی ضرور آتے ہیں۔ لیکن ممبئی میں ایلیفنٹا غار کے سوا اور کوئی خاص جگہ ان کے لئے قابلِ دید نہیں ہے اب شیر سفاری اور بوریولی کے نواح میں 'رولا جیکل کمپلکس' کی وجہ سے ممبئی آنے والے سیاحوں کے لئے دِلکشی کا زیادہ سامان ہو جائے گا۔

آپ نے مزید فرمایا کہ اگر اس مقصد کے لئے مزید اراضی کی ضرورت ہوئی تو حکومت اس کے حصول کے لئے کارروائی کرے گی۔

ابتدا میں شری آر۔ جے۔ دیوتلے' وزیرِ جنگلات نے حاضرین کا سواگت کرتے ہوئے ان اقدامات کا ذِکر کیا جو حکومت نے جنگلات کی افزائش اور جانوروں کی حفاظت کے لئے رکھے ہیں۔ آپ نے یہ بھی بتایا کہ بوریولی ماسٹر پلان بسین کھاڑی تک بڑھا دیا جائے گا۔ سیر زولاجیکل کمپلیکس میں کشتی رانی کی سہولت بہم پہنچائی جائے گی۔

شری ڈی۔ ڈی۔ چوان: نائب وزیرِ جنگلات نے شکریہ ادا کیا۔ تختی کی نقاب کشائی کے فوراً بعد وزیرِ اعلیٰ اور دیگر مہمانوں نے چھوٹی بس میں سفاری پارک کا چکّر لگایا۔ اور شیروں کو قریب سے دیکھا۔

پرنٹنگ انڈسٹری کی رپورٹ

شری راجا بھاؤ میراشی ایم۔ ایل۔ اے چیرمین اقل ترین اجرت کمیٹی برائے پرنٹنگ انڈسٹری نے شری ایس۔ بی۔ پاٹل وزیرِ محنت کو ۴ار اپریل کو سچوالیہ میں اپنی رپورٹ پیش کر دی۔

شری آر۔ ایم۔ پانڈے وزیرِ مملکت برائے محنت بھی اس موقع پر موجود تھے۔ کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں انڈسٹری کے لئے ۶ درجوں کے ملازمین کی اور تین زون کی سفارش کی ہے۔ اس کے علاوہ کمیٹی نے وزیرِ اعظم کے ۲۰ نکاتی پروگرام پر عمل درآمد کی خاطر پیداوار میں اضافہ کرنے کے لئے چند قوانین بھی مقرر کئے ہیں۔

شری راجا بھاؤ میراشی (ایم ایل اے)، وزیرِ محنت شری ایس۔ بی۔ پاٹل کو رپورٹ پیش کر رہے ہیں۔

شری علی یاور جنگ، گورنر مہاراشٹر و چیف پیٹرن آف دی سوسائٹی برائے امداد بحالی اور ریلیف مہاراشٹر، ۲۸ اپریل ۱۹۷۶ء کو راج بھون میں پریس کانفرنس سے خطاب فرما رہے ہیں۔
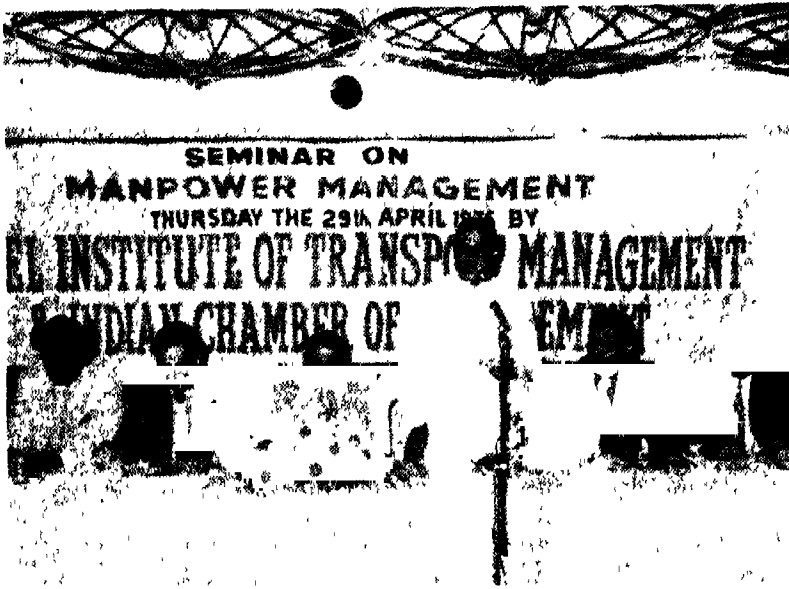
شری این۔ ایم تڑکے وزیر برائے صنعت ۲۹ اپریل ۱۹۷۶ء کو ادیرائے شیرٹن میں انسٹی ٹیوٹ آف ٹرانسپورٹ مینیجمنٹ کے زیر اہتمام مین پاور مینیجمنٹ کے موضوع پر منعقدہ سیمینار کا افتتاح فرما رہے ہیں۔

تیرہویں مہاراشٹر راجیہ مراٹھی چترپٹ تقسیم انعامات تقریب ۳۰ اپریل ۱۹۷۶ء کی شب میں رنگ بھون بمبئی میں منعقد ہوئی جس میں مرکزی وزیر مملکت برائے ڈیفنس پروڈکشن، شری وٹھل راؤ گاڈگل نے انعامات تقسیم کیے۔ اس موقع پر مراٹھی فلم "پانڈو حوالدار" کے ہدایت کار شری دادا کونڈکے پہلا انعام لیتے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔

گندی بستی سدھار کی شروعات وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان کے ہاتھوں سے ۲۱ اپریل ۱۹۷۶ء کو اندھیری (مشرقی) میں تیلی گلی جھونپڑ پٹی میں ہوئی۔
اس موقع پر لی گئی تصویر میں وزیر اعلیٰ تقریر کرتے ہوئے اور وزیر مملکت برائے محنت شری رام ناتھ پانڈے بھی دکھائی دے رہے ہیں۔

وزیر اعلیٰ شری ایس۔ بی چوان نے ۲۳ اپریل ۱۹۷۶ء کو سچیوالیہ میں متحدہ عرب امارات کے قونصل جنرل جناب ابراہیم جواد سے ملاقات کی۔

بمبئی میں نہرو سینٹر کی مدد کی خاطر مہالکشمی ریس کورس پر "گھوڑ دوڑ" میں ایک جیتنے والے گھوڑے کے مالک کو وزیر مملکت برائے شہری ترقیات شری جگیش دسائی انعام دے رہے ہیں۔ یہ اسی موقع کی تصویر ہے۔

شری سُبھاش استورے، وزیر مملکت برائے بڑی اور درمیانی آبپاشی ریاست کرناٹک نے ۱۹ اپریل ۱۹۷۶ء کو سچیوالیہ میں شری شیوراج پاٹل نائب وزیر قانون و عدلیہ آب پاشی (چھوٹی آب پاشی کے علاوہ) اور پارلیمنٹری امور سے ملاقات کی۔ یہ اسی موقع کی تصویر ہے۔

۹ مئی کو مال کھیڈ میں وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان نے چوڈہ بے زمین کھیتی مزدوروں کو انہیں دی گئی اراضی کی ملکیت کے کاغذات دیئے۔ یہ اسی موقع کی تصویر ہے۔ سابق وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ نائک اور نائب وزیر زراعت شری علی حسن ہمدانی بھی نظر آ رہے ہیں۔
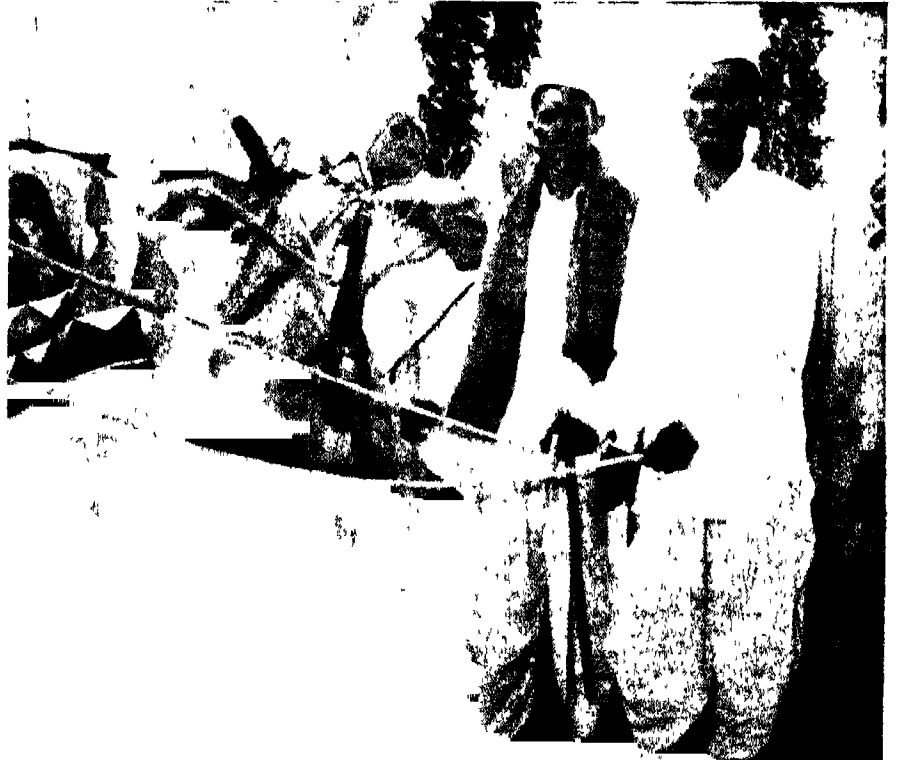
مال کھیڈ میں شری شام راؤ چانگے کو زمین سدھار قانون کے تحت تین ایکڑ زمین دی گئی۔ شری چانگے خانہ بدوش جاتی کے فرد ہیں اور انہیں کی زمین پر وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان نے ہل چلایا۔

"بھومی کرانتی دن"
ضلع ایوت محل کے مال کھیڈ نامی گاؤں میں
وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان ہل چلا رہے ہیں۔

ڈائرکٹوریٹ جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز گورنمنٹ آف مہاراشٹر نے گورنمنٹ سنٹرل پریس بمبئی میں چھپوا کر شائع کیا۔

Publisher : Director-General of Information
and Public Relations, Bombay

Printed at the Government Photozinco Press, Pune 1

قومی راج

وزیر اعظم ہند شریمتی اندرا گاندھی کھانڈبارا (ضلع دھولے) میں ادیباسیوں کے اجتماع سے خطاب فرما رہی ہیں۔

وزیر اعظم ہند شریمتی اندرا گاندھی کھانڈبارا (ضلع دھولیہ) میں ادیباسیوں کے اجتماع سے خطاب کرنے کے لیے ۱۵ مئی کو تشریف لائی تھیں۔ اس موقع پر انہوں نے کچھ بے زمین ادیباسیوں کو "زمین پٹے" دیئے۔ اس تصویر میں وزیر اعظم کیساتھ مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان بھی دکھائی دے رہے ہیں۔

۳:   ——— شمارہ: ۱۱

یکم جون ۱۹۷۶ء

فی پرچہ: ۵۰ پیسے — سالانہ: ۱۰ روپے

زیر نگرانی خواجہ عبدالغفور آئی۔اے۔ایس

فہرست مضامین

★

خط و کتابت اور مراسلت کا پتہ:-
ڈائرکٹر آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز حکومت مہاراشٹر سچوالیہ بمبئی ۴۰۰۰۳۲

گفتنی ناگفتنی

گذشتہ ماہ قوم نے صدر جمہوریہ ہند جناب فخرالدین علی احمد کی سالگرہ منائی۔ سربراہان مملکت کی سالگرہ میں تو عموماً منائی جاتی ہیں لیکن ہمارے صدر کے یوم پیدائش کی تقریب کو امسال ایک نیا روپ اور ایک نیا مفہوم عطا کیا گیا اور اسے قومی یکجہتی اور اتحاد کے دن کے طور پر منایا گیا۔ عقیدت کا اس سے بہتر اظہار شاید ہی ہو کیونکہ عالیجناب فخرالدین علی احمد صاحب کی شخصیت ہندوستان کے جمہوری نظام اور سیکولر روایت کی سب سے عمدہ علامت ہے۔

اس ملک میں جمہوریت اور سیکولرازم کے استحکام کے لئے اپنی زندگی کو وقف کرنے والی ایک اور ہستی کو ہم نے گذشتہ ہفتہ یاد کیا۔ یہ ہستی تھی نئے ہندوستان کے معمار جواہر لال نہرو کی جس نے ایک نئی اور پر امن دنیا کا خواب دیکھا تھا جس میں ہندوستان کو ایک اہم اور نمایاں مقام حاصل ہو۔ آج نہرو ہم میں نہیں ہیں لیکن ان کے خوابوں کی تعبیر سامنے آ رہی ہے

نئے ہندوستان کی تعمیر کے اس ہمہ گیر عمل میں ہماری ریاست اور بالخصوص ریاست کے صدر مقام کی پیشقدمی مثالی ہے۔ ہر میدان میں اور ہر پہلو سے معاشی اور معاشرتی ترقی کی کوششیں بڑی کامیابی کے ساتھ جاری ہیں۔ پہلے جو کام ناممکن نظر آتے تھے اب بڑی جرأت اور ہمت سے شروع کئے جا رہے ہیں۔ مثال کے طور پر شہر کی تقریباً ۱۵۰ بوسیدہ و فرسودہ عمارتوں کے انہدام اور تعمیر نو کا کام شروع کیا جا رہا ہے جو دو سال کے مختصر عرصے میں پورا کیا جائے گا۔ دریں اثنا ان عمارتوں کے مکینوں کو متبادل رہائش گاہیں فراہم کی جائیں گی۔ مسافر خانوں اور ہوسٹلوں وغیرہ سے اپیل کی گئی ہے کہ وہ ان لوگوں کو رہائشی سہولتیں فراہم کرنے کیلئے حکومت سے تعاون کریں۔

گندی بستیوں کا سدھار بورڈ سرگرمی سے ان بستیوں کے سدھار کا کام انجام دے رہا ہے۔ شہر کی خوبصورتی میں اضافہ کرنے اور فضائی سمیت کو ختم یا کم کرنے کے لئے سال رواں کے دوران تقریباً ایک لاکھ درخت لگائے جائیں گے توقع کی جا سکتی ہے کہ ان اقدامات سے بمبئی جو بڑی تیزی سے مسائل کی بستی بن رہا تھا اب حقیقتاً عروس البلاد بن سکے گا۔

خواجہ عبدالغفور

"عالیجناب فخرالدین علی احمد ہندوستانی سیکیولرزم کے مظہر"

اکہترویں سالگرہ پر وزیر اعلیٰ کی جانب سے مبارکباد

صدر جمہوریہ ہند شری فخرالدین علی احمد کی اکہترویں سالگرہ کے سلسلے میں ۱۳ مئی ۱۹۷۶ء بمبئی میں 'قومی اتحاد دن' منایا گیا۔ اس موقع پر منعقدہ تقریب میں وزیر اعلیٰ شری ایس بی افتتاحیہ تقریر کر رہے ہیں۔ اس تصویر میں (بائیں سے دائیں) شری فاروق پاشا' ڈپٹی اسپیکر مہاراشٹر لیجسلیٹو اسمبلی' شری پی. کے. ساونت' صدر مہاراشٹر پردیش کانگریس کمیٹی' ڈاکٹر رفیق زکریا' وزیر محصول، شری برج موہن' اسپیکر اڈیسہ اور شری پربھاکر کُنٹے' وزیر مملکت برائے ہاؤسنگ بھی نظر آرہے ہیں۔

صدر ہند شری فخرالدین علی احمد کی اکہترویں سالگرہ کے مبارک موقع پر ۱۳ مئی ۱۹۷۶ء کو بمبئی میں ڈاکٹر رفیق زکریا، وزیر محصول اور شہری ترقیات کی زیر صدارت ایک عام جلسہ منعقد ہوا۔ وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان نے اس تقریب کا افتتاح فرمایا۔

اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے شری چوان نے عوام سے گذارش کی کہ وہ مذاہب اور امیر غریب کے درمیان اختلافات کو فراموش کر کے تندہی کے ساتھ ایک مضبوط اور خوش حال قوم کی تعمیر میں لگ جائیں۔

آپ نے مزید فرمایا کہ جب تک شریمتی اندرا گاندھی دیس کی رہنمائی کرتی رہیں گی نہ فرقہ پرستی و علاقہ پرستی پنپ سکے گی اور نہ ہی دیس کو کسی قسم کا داخلی یا خارجی خطرہ لاحق ہوگا۔

شری چوان نے بتایا کہ صدر شری فخرالدین علی احمد کی خواہش تھی کہ ان کا جنم دن "یوم قومی اتحاد و سیکیولرزم" کے طور پر منایا جائے۔ آپ نے خاص طور سے شری فاروق پاشا، ڈپٹی اسپیکر مہاراشٹر لیجسلیٹو اسمبلی اور چیرمین کمیٹی کو (جو خاص طور سے تقریب منانے کے لئے قائم کی گئی تھی) اس مختصر وقت میں اس کا اہتمام کرنے پر مبارک باد دی۔

شری چوان نے عالی جناب فخرالدین علی احمد کی شخصیت کو ہندوستانی سیکیولرزم کا مظہر قرار دیا۔

ڈاکٹر رفیق زکریا نے اپنی صدارتی تقریر میں فرمایا کہ صدر کی زندگی کا مشن یہ ہے کہ مذہبی اور لسانی اختلافات کے مابین قومی اتحاد کی تعمیر کی جائے۔

شری پی. کے. ساونت، صدر مہاراشٹر پردیش کانگریس کمیٹی، شری پی. کے کُنٹے مملکت برائے ہاؤسنگ، شری برج موہنتی، اسپیکر اڑیسہ لیجسلیٹو اسمبلی اور علی سردار جعفری نے بھی اس موقع پر تقاریر کیں۔ شری فاروق پاشا نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔ مشہور صحافی شری شہریار عابدی نے شکریہ ادا کیا۔

قومی راج

لوگوں کے لئے کم داموں کپڑا

خواجہ عبدالغفور

پیٹ بھرنے کے لئے روٹی اور تن ڈھانکنے کے لئے کپڑا۔ یہ دونوں بھی انسانی زندگی کے لوازمات ہیں جن کے بغیر جینا محال ہے۔ ہر آدمی اپنی تمام عمر اسی تگ و دو میں گذارتا ہے۔ اس کی ساری کاوشیں شکم پروری اور تن آسانی میں لگی ہوتی ہیں۔ بالعموم جوانی سخت محنت اور مشقت میں گذرتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ روپیہ کما کر اپنی آئندہ کی زندگی کے لئے سہارا بنالے لیکن آخر عمر اگر صحت ساتھ نہ دے تو ساری محنت اکارت ہو جاتی ہے۔ اس لئے لوگ مستقبل کا خیال کئے بغیر اس مقولہ پر عمل کرتے ہیں:

کپڑا پہنے جگ بھاتا!
کھانا کھائے من بھاتا

عوام الناس کی ان ضروریات سے متعلق اعداد و شمار کے بغور مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ ہندوستان میں ۱۹۷۰-۱۹۷۱ء میں زرعی پیداوار میں سوا سات فیصد اضافہ ہوا تھا لیکن ۱۹۷۱-۱۹۷۲ء میں زرعی پیداوار پونے دو فیصد گھٹ گئی۔ مزید برآں ۷۲-۷۳ء کی برسات کی کمی نے اور بھی غضب ڈھایا۔ ایسے موقع پر جبکہ ہم سب زرعی پیداوار کو بڑھا کر غذا کی کمی کو پورا کرنے میں لگے ہوئے تھے کہ سرکار نے محسوس کیا کہ کپڑا بھی ہر کس و ناکس کی اہم ترین ضروریات میں داخل ہے اور اس لئے پنج سالہ منصوبہ میں یہ ضروری سمجھا گیا کہ کپاس کی پیداوار کو بھی بڑھایا جائے تاکہ روئی وافر مقدار میں ملے جس سے کپڑے کی ملیں پورے زور و شور سے چلیں۔ خیال تھا کہ اس طرح پر پنج سالہ منصوبہ کے ختم تک ۷۰ کروڑ میٹر کپڑا عوام الناس کو میسر ہو۔ لیکن مشاہدہ بتاتا ہے کہ یہ تخمینہ ایسا نہیں کہ جو من وعن صحیح ثابت ہو۔ اس کی وجہ صاف اور صریح الفاظ میں یوں بتائی جا سکتی ہے کہ جیسے جیسے لوگوں کی خوشحالی بڑھتی ہے اور ان کا معیارِ زندگی بلند ہوتا ہے اسی طرح ان کے ملبوسات اور کپڑے لتے کی ضروریات خاطر خواہ طریقہ پر بڑھ جاتی ہیں۔ یہ اس لئے بھی ہوتا ہے کہ مہنگائی اور یکایک قیمتوں کے بڑھنے پر لوگ اپنی ضروریات کو کپڑے کی حد تک اتنا کچھ روک لیتے ہیں کہ تمام سال صرف ایک دھوتی اور ایک ساڑی کی خریداری پر کام چلا لیتے ہیں اور زیادہ کی ہمت کرتے ہیں اور نہ اس کا افسوس کرتے ہیں کہ وہ اعلیٰ سے اعلیٰ کپڑے کی خریداری اور استعمال سے محروم رہے۔ آبادی کے ہولناک اضافہ کی وجہ سے یہ بھی اندیشہ ہے کہ ۷۸-۷۹ء میں اوسطاً فی کس ۱۵ میٹر سے زیادہ کپڑا میسر نہ ہوگا۔ حالانکہ ۱۹۷۱ء میں فی کس ۱۲٫۴۵ میٹر کپڑا خریدا اور بیچا گیا۔

کپڑے کے تعلق سے ہماری بول چال کے محاورے بڑے دلچسپ ہیں۔ جب کوئی مفلسی میں بھی ہوس کرتا ہے تو کہتے ہیں کہ کپڑوں میں نہیں سماتا۔ جامہ سے باہر ہو جانا۔ ایک اور محاورہ ہے کہ جب لوگ اپنی حیثیت اور اپنی سکت کو بھول کر غلط سلط کاموں میں لگ جاتے ہیں جو کسی طرح بھی برداشت نہیں کئے جا سکتے اور جو کسی آدمی کی عزت لوٹ لینا ہوتا ہے اور اس کی آبرو پر خاک جھونکنا ہوتا ہے تو کہتے ہیں کہ اس کے کپڑے اُتار لئے حالانکہ یہ ایک مسلّمہ امر ہے کہ آدمی کی عزت محض کپڑوں سے یا اس کے بھڑکدار قیمتی ملبوسات سے نہیں ہوتی گو اس طرح کے کپڑوں سے اس شخص کی رئیسی کا بڑا بھونڈا سا دکھاوا یا تماشہ ہوتا ہے۔ ایک وقت انسان پر ایسا آتا ہے کہ جب وہ اچھا بھلا کپڑوں میں باعزت طریقہ سے ملبوس اپنے کپڑے پھاڑ کر نکل جاتا ہے۔ حضرت سودا نے اس خیال کو اس طرح پیش کیا ہے ؎

چھیڑ مت بادِ بہاری کہ میں جوں نکہتِ گل
پھاڑ کے کپڑے ابھی گھر سے نکل جاؤنگا

کپڑے کی اہمیت کے پیش نظر پنج سالہ منصوبہ میں روئی کی پیداوار کو بڑھا کر ڈیوڑھا کرنے کی کوشش کی گئی اور یہ ضروری ہے کہ جب روئی کی پیداوار خاطر خواہ ہو تو کپڑا بنانے کی ملیں بھی تیار رہنی چاہئیں۔ چنانچہ اس بات کا اطمینان کر کے سرکار نے اس بات کا انتظام کیا کہ ہر سال ۵ فیصد کے تناسب سے زیادہ کپڑا بنایا جائے۔ اس اضافہ پر غائر نظر ڈالی جائے تو یہ بات بھی واضح ہوگی کہ یہ اضافہ سابق سے ۱۰ فیصد زیادہ ہی ہے۔

لوگوں کے لئے کم دام پر کپڑا مہیا کرنے کی ہر ممکنہ کوشش کے سلسلہ میں صرف روئی کی پیداوار میں اضافہ خاطر خواہ نتائج نہیں دیتا۔ اس کے لئے یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ کپڑا بنانے کی صنعت میں روئی کی زیادہ سے زیادہ کھپت ہو۔ بالفاظ دیگر کپڑا بنانے کی صنعت کو بڑھاوا دینا

لازمی ہوتا ہے۔

صنعت کی جانکاری رکھنے والے اور ماہرین فن کا خیال ہے کہ ہم نے روئی کی درآمد کا جو نسبتاً کیا تھا وہ کچھ خاطر خواہ نہیں رہا۔ اس لئے کہ بسا اوقات درآمد بروقت نہیں ہوئی اور کبھی کبھی اس کوالٹی کی نہیں تھی کہ جو ہماری ضروریات کے لئے مناسب و موزوں ہے۔ اور پھر ایک ستم ظریفی کا سامنا ہوگیا۔ خلاف توقع کپاس کی پیداوار ۱۹۷۱-۷۲ء میں اتنی زبردست ہوئی کہ متوقع ۶۵ لاکھ گانٹھوں سے بڑھ چڑھ کر ۷۲ لاکھ کو منتقل ہوگئی جبکہ ہماری سرکار پیداوار میں کمی کے نتائج سے متعلق انتظام کر رہی تھی۔ بعد ۱۹۷۲-۷۳ء پھر ایک اچھا سال ثابت ہوا اور جو انتظام درہم برہم ہوگیا تھا پھر سے شروع ہوگیا اور اس کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔

اب اس نوبت پر ہم کو یہ غور کرنا ہے کہ جہاں لوگوں کے لئے کم قیمت پر کپڑے کی سربراہی معقول اور مستقل طور پر کرنا مقصود ہو تو وہاں پر خام کپاس کی پیداوار کو اس سطح پر لانا ہوگا کہ جہاں پر ہم کو باہر سے درآمد کرنے کی قطعی ضرورت نہ ہو۔ چنانچہ ۲۰ نکاتی پروگرام میں اس کو بھی بطور خاص ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔ خام کپاس کی پیداوار کو بڑھانے کے سوا ایک اور امر لازم یہ ہے کہ فصلیں اچھی ہوں، کارخانوں کو بروقت کوالٹی کی کپاس ملتی رہے۔ بدقسمتی سے یہ دونوں باتیں بھی کبھی تشفی بخش نہ رہیں وقتی دشواریوں کے تحت کپاس درآمد کرنا لازمی ہو جاتا ہے مگر درآمد تو کسی طرح حسب مرضی نہیں ہوتی کیونکہ اس کے لئے قبل از وقت انتظام کرنا ہوتا ہے اور قیمت پر نظر رکھنا بھی واجبی ہوتا ہے بالخصوص بارش کی کمی یا فصل کی خرابی کے وقت قیمتیں آناً فاناً میں اونچی ہو جاتی ہیں اور کچھ لوگ ذخیرہ اندوزی پر بھی تل جاتے ہیں۔ ایسی ایک واردات ۷۰/۱۹۶۹ء میں ہوگئی کہ جب روئی کی قیمت اتنی بڑھ گئی کہ ملوں کو کپڑے کی قیمت کا سنبھالنا اور متوازن رکھنا محال ہوگیا۔ اس کارن ملوں میں کپڑے کی تیاری ناممکن ہوگئی اور بازار سے کپڑا غائب ہوگیا یہ ایسا وقت ہوتا ہے کہ لوگ بالخصوص متوسط درجہ کے عوام اپنا سارا اعتماد کھو بیٹھتے ہیں۔ سرکار نے اس صورت حال کو بڑی خوبی اور عمدگی سے نبھایا اور مختلف ذرائع اور تدابیر سے صورت حال پر قابو پایا اور آئندہ بھی بیس نکاتی پروگرام کے تحت اس پر بطور خاص توجہ کی جارہی ہے۔ کپڑا ایک ایسی ضرورت ہے کہ جو ہر وقت بڑھتی رہتی ہے اور اضافہ کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ یہ بھی ماننا چاہئے کہ جو کبھی اس پر حسب دلخواہ توجہ نہیں دی گئی تو بڑی بھاری پیچیدگیوں کا سامنا کرنا ہوگا۔

یہاں تک تو کپاس کی پیداوار کو بڑھانے اور اس سے زیادہ سے زیادہ روئی حاصل کرنے کی بات ہوئی۔ لیکن ہم یہ امر نظر انداز نہیں کرسکتے کہ روئی سے کپڑا بنانے کی ملوں کی کارکردگی پچھلے ۲ سال میں خطرناک حد تک بتدریج گھٹتی رہی ہے۔ نتیجتہً کپڑے کی پیداوار کی پوری صلاحیت سے کام نہیں لیا گیا۔ ۱۹۵۱ء سے ۱۹۷۱ء تک کا مشاہدہ بتاتا ہے کہ ۱۹۷۱ء اس صنعت کے لئے تاریخ میں سب سے زیادہ خراب سال تھا اس لئے کہ کپڑے کی پیداوار اس سال ۷۵ فیصد سے بھی زیادہ گھٹ گئی لیکن ایک بات کسی حد تک دل خوش کن رہی کہ ایسے وقت میں ہینڈلوم، پاورلوم اور کھادی کی صنعت میں خاطر خواہ یعنی کہ تین گنا اضافہ ہوگیا۔ اس طرح پر عام لوگوں کے لئے کم قیمت کا کپڑا کسی حد تک میسر ہونے کے امکانات بہتر سے بہتر ہو رہے ہیں چنانچہ کپڑا بنانے کی کرنیوں کی مشینری کو قابل بھروسہ اور زیادہ کارگذار بنانے کی ساری تدابیر اختیار کی جارہی ہیں لیکن یہاں پر مالیہ کی دشواری آڑے آتی ہے ایک تخمینہ یہ ہے کہ ۹۰۰ کروڑ روپیہ سے بھی زیادہ لگانے پر کوئی ۶ سال میں مشینری ٹھیک ہو کر اطمینان بخش نتائج نکل سکتے ہیں۔ یہ بذات خود ایک بڑا بھاری مسئلہ ہے کہ یہ ۱۵۰ سالہ قدیم صنعت اپنی مشینری سدھارنے کے لئے اتنا سرمایہ بذات خود اکٹھا نہیں کرسکتی۔ منافع کی سطح بھی نیچی ہے۔ لوگوں کی قوت خرید گھٹتی بڑھتی ہے اور اس کے تناسب سے کپڑے کا بازار تیز اور سست ہوتا ہے۔ مگر یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ جب تک ایسے ذرائع نہ اختیار کئے جائیں، گھسی پٹی مشینری ہٹائی نہ جائے اور پرانی مشینری کو درست حالت میں رکھا جائے یہ صنعت حسب مرضی ترقی کے مدارج طے نہیں کرسکتی۔

مشینری کے سدھار کے ساتھ انتظام کو بھی بہتر بنانا ضروری ہے تاکہ کپڑے کی تیاری اس حد تک اونچی ہو جائے کہ جہاں خسارے کا اندیشہ نہ ہو۔ شاید یہ بتانا ہے کہ جن ملوں میں معیاری کپڑا نہیں تیار ہوتا ہے یا مشینوں کی مجموعی کارکردگی سے استفادہ نہیں کیا جاسکتا ہے وہاں پر انتظامیہ کی خرابی اس کی ذمہ دار ہے۔

سستے داموں کپڑے کی فراہمی کے لئے یہ امر بھی اطمینان بخش ہے کہ مصنوعی طور پر تیار کیا گیا فائبر زیادہ سے زیادہ مقدار میں ملوں کو مل رہا ہے جس کی وجہ سے روئی سے بننے والے کپڑے کی مقدار میں کچھ کمی بیشی بھی ہو تو کسی خطرے کا احتمال نہیں۔ چنانچہ اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ روئی سے بنے ہوئے کپڑے میں صرف ڈھائی فی صد اضافہ ہوا ہے تو مصنوعی فائبر سے بننے والا کپڑا ۱۰ فیصد مقدار میں ملے گا۔ ہندوستان میں پچھلے ۲۵ سال سے ہینڈلوم اور پاورلوم کی صنعت بھی بڑی حد تک ترقی پر رہی نہ صرف

اس کپڑے کی تیاری کی مقدار میں اضافہ ہوا ہے بلکہ اس کی کوالٹی بھی عمدہ سے عمدہ تر ہوتی جا رہی ہے اور ان سے مختلف انواع و اقسام کی چیزیں بنتی جا رہی ہیں جو زیادہ تر اعلیٰ قیمت کی اور پیسے والوں کے مذاق و ضروریات کی ہوتی ہیں۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کمتر داموں کے کپڑے متوسط طبقے کے عوام کو باسانی میسر ہو جاتے ہیں اور ان کی قیمتیں قابو میں رہتی ہیں۔ اعداد و شمار کے ملاحظہ سے پتہ چلتا ہے کہ آج ان کے پاور لوم ایک لاکھ سے زیادہ ہیں اور ہینڈ لوم بھی تقریباً ڈیڑھ لاکھ سے سوا ہیں۔ ان کے ساتھ ساتھ ۶/۷ دوسرے یونٹ بھی مصروف کار ہیں اگرچہ کہ اس کپڑے کی تیاری کے لئے خام مال کی ہمیشہ کمی رہی جس کی وجہ سے کوالٹی اور مقدار میں الٹ پھیر ہوتے رہے پھر بھی اس صنعت نے نہ صرف بدلتے اور نئے نئے فیشن کا ساتھ دیا، بلکہ نئے فیشن نئے ذوق نئے ڈیزائن اور نئی ٹیکنیک کو ڈھالتی رہی اس صنعت نے بدیشی بازاروں کو بھی اپنے قابو میں لے لیا ہے اور ہندوستانی ہینڈ لوم اور پاور لوم کپڑے کی چہار دانگ عالم میں مانگ ہے۔

صنعت کی ترقی کے ساتھ ساتھ ہمارے دیس میں کپڑے کی صنعت کو بھی کافی فروغ ہو رہا ہے کہ اس کی وجہ سے رنگ سازی اور تمام ٹیکنیکل کام درآمد کے سہارے کے بنا ہی ہو رہے ہیں۔ ایک اور بات یہاں پر بطور خاص قابل تذکرہ ہے کہ سرکار نے کوالٹی کنٹرول پر بہت زیادہ دھیان دے رکھا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہم دنیا کے تمام بازاروں میں مقابلے پر کھڑے ہو سکتے ہیں۔ عوام کے لئے یہ کپڑا گو ابتدا میں مہنگا اور استطاعت سے باہر لگتا ہے مگر یہ بات نہیں نظر انداز کی جا سکتی ہے کہ مہنگا روئے ایک بار اور سستا روئے بار بار۔ کم حیثیت اور متوسط درجہ کے لوگ بھی آجکل اس قسم کے کپڑے کے استعمال پر مائل ہو گئے ہیں کہ بھلے سے ایک بار بڑی قیمت ادا ہو جائے لیکن اس کے بنے ہوئے ملبوسات کو گھر میں باسانی دھو کر بلا استری کے بآسانی استعمال کیا جا سکتا ہے اور دھلائی استری کے روز روز کے خرچے سے بچ جاتے ہیں۔

عام لوگوں کے لئے سستے کپڑے کا تصور محض سوتی کپڑے کی حد تک ہوتا ہے لیکن اس کے ساتھ ٹیری لین اور ٹیری کاٹ وغیرہ بھی اب سستے کپڑے ہی کے زمرے میں آ جاتے ہیں۔ ان کے سوا شمالی ہند کے بیشتر علاقوں میں موسم سرما کے لئے اونی کپڑا بھی ضروری ہوتا ہے اس لئے اس پر بھی حکومت کی طرف سے بجا طور پر توجہ دی جا رہی ہے۔ چنانچہ پہلے پنج سالہ منصوبہ کی شروعات میں جہاں صرف ایسے دو درجن یونٹ تھے۔ اب ۴۰ سے بھی زیادہ یونٹ چل رہے ہیں اور جہاں اپنی خود کی ضرورت پوری ہو رہی ہے وہیں پر برآمد بھی خاطر خواہ ہے پچھلے دس سال میں ۱۳ کروڑ سے ۴۳ کروڑ [illegible] گئی ہے۔ اندازہ ہے کہ یہ برآمد ۱۶ فیصد ہر سال بڑھتی جا رہی ہے جس کا اندرون ملک بھی یہ فائدہ ہوتا ہے کہ وافر مقدار میں اونی کپڑا اور ریڈی میڈ اشیا بھی سستے داموں مل سکتی ہیں۔ لوگوں کو سستے داموں کپڑے کے ملنے میں ایک اور سہولت یہ مل رہی ہے کہ ریڈی میڈ ملبوسات بڑی مقدار میں تیار ہو رہے ہیں۔ اس میں چونکہ کٹ پیس سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے اور بڑے پیمانے پر سلائی ہوتی ہے لوگوں کو ریڈی میڈ کپڑا بہت زیادہ اور سستے داموں مل جاتا ہے۔

متذکرہ بالا امور پر اگر زیادہ توجہ کے ساتھ غور کیا جائے تو یہ بات یقینی اور صریح طور پر واضح ہو گی کہ عوام الناس کو کپڑا یقیناً کم داموں پر مل سکے گا اور اس خیال کو پیش نظر رکھ کر ہماری وزیر اعظم کے ۲۰ نکاتی پروگرام میں بطور خاص اس کو اہمیت دی گئی ہے۔ جہاں پھیلاؤ اور گیرائی کے منصوبے بنائے جا رہے ہیں وہاں پر ہینڈ لوم کو پاور لوم سے بھی زیادہ اہمیت دی جا رہی ہے اور اس حساب سے ہمیں یقیناً سستے داموں کپڑے کی وافر مقدار میں دستیابی کا بھروسہ رکھنا نہ تو بعید از قیاس ہے اور نہ حقائق و اعداد و شمار کے مغائر ہے۔

اس موقع پر حضرت غالب کا ایک دلچسپ شعر پیش خدمت ہے ؎

حیف اس چار گرہ کپڑے کی قسمت غالب
جس کی قسمت میں ہو عاشق کا گریباں ہونا

ایمرجنسی ڈسپلن کا دور ہے۔ (ونوبا بھاوے)

ڈائرکٹوریٹ جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، گورنمنٹ آف مہاراشٹر نے گورنمنٹ فوٹوزنکو پریس پونہ میں چھپوا کر شائع کیا۔

ساہتیہ رشی وی ۔ ایس ۔ کھانڈیکر

ذہین آدمی کو چاہیئے کہ علم اور دولت اس احساس سے ہمیشہ حاصل کرتا رہے کہ نہ وہ بوڑھا ہونے والا ہے اور نہ مرنے والا ہے۔ مگر جہاں تک دین کا تعلق ہے وہ یہ سمجھ کر کہ اسرافیل نے نرسنگا بجایا ہے۔ اپنا فرض ادا کر دے۔

(ایک سنسکرت شلوک)

شری وشنو سکھارام کھانڈیکر کے متعلق آجکل اخبارات میں بہت کچھ لکھا جا رہا ہے۔ کیوں کہ ان کو حال ہی میں گیان پیٹھ کا ایوارڈ عطا کیا گیا ہے۔ لیکن مراٹھی ادب میں انہوں نے کچھ پچاس سال پہلے ہی ایسا مقام حاصل کر لیا تھا کہ جس کے لئے ہندوستانی تہذیب میں ایک مخصوص خطاب ہے اور وہ ہے 'رشی'۔

عموماً رشی وہ شخص کہلاتا ہے جس نے دنیوی ترقیوں سے منہ پھیر کر تحصیلِ علم کے لئے اپنی پوری زندگی وقف کر دی ہو۔ ایسے ہی رشیوں نے ویدوں کو مرتب کیا جو برہمن' آرنیک اور اپنشد اور دیگر تصنیفات کے محرک ہے۔ یہ کام انہوں نے کسی قسم کی سرپرستی سے بے نیاز ہو کر کیا۔ اور یہی وجہ ہے کہ ان کی تصنیفیں کسی وقت مقصد اور مصلحت کے اثرات سے پاک ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس نوعیت کا ادب دائمی اہمیت رکھتا ہے۔ اور اس ادب سے بالاتر ہے جو کسی سرپرست یا عالم آدمی کو خوش کرنے کے لیے لکھا گیا ہو۔

سو پچاس سال پہلے ہمارا شٹر کا ہر شاعر اور ادیب یہ محسوس کرتا تھا کہ عوام کی صحیح رہنمائی کرنا اس کا اپنا اخلاقی فرض ہے۔ اور اس آدرش سے متاثر ہو کر وہ اور اغراض و مقاصد کو قربان کرتے ہوئے علم اور ادب کی ترقی کے لیے اپنی ساری زندگی وقف کر دیتا تھا۔ ایسے ہی ادیبوں میں شری کھانڈیکر بھی ہیں۔ اور اس لحاظ سے وہ رشی کہلانے کے مستحق ہیں وہ نہ صرف ایک کامیاب ناول نگار تصور کیے جاتے ہیں۔ بلکہ مہاراشٹر اور اس کے باہر بھی وہ فلسفی، مفکر اور گرو مانے جاتے ہیں۔

گروناتھ دیوبکر

۲ (S) ڈاکٹر امبیڈکر روڈ

ماٹونگا ۔ بمبئی ۴۰۰۰۱۹

وشنو سکھارام کھانڈیکر ساونت واڑی ضلع رتناگری میں ۱۸۹۸ء میں پیدا ہوئے۔ وہ ذہین طالب علم رہے مگر بے سر و سامانی اور سماج کی سیوا کرنے کی امنگ میں انہوں نے انٹرمیڈیٹ میں ہی روایتی تعلیم کو تو خیرباد کہہ دیا مگر علم و ہنر سے اپنی عقیدت مندی نہیں چھوڑی۔ انہوں نے معلم کا پیشہ اختیار کیا۔ مگر کوکن کے ایک گاؤں کے بچوں کو ان کی درسی کتابیں پڑھاتے پڑھاتے انہیں اس بات کا احساس ہو گیا کہ درس تدریس کا دائرہ وسیع کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

بقول ڈاکٹر اقبال ؎

> تو شاہیں ہے پرواز ہے کام تیرا
> ترے واسطے آسماں اور بھی ہیں

اس طرح ادب' تعلیم ۔ دیش بھگتی ۔ سماجی زندگی ۔ اقتصادیات اور محنت کشوں کی بہبودی جیسے مسائل کا مطالعہ کرتے کرتے وہ جن نتیجوں پر پہنچے انہیں عوام تک پہنچانے کے لیے ناول نگاری کو انہوں نے بہترین ذریعہ تصور کیا۔ ان کی مشہور ناولیں 'ہردیاچی ہاک'، 'دون دھرو'، 'الکا'، 'کانچن مرگ'، 'ہرواچپ چھا'، 'دون من'، 'رکھادیو ہارا'، 'کرونچ ودھ'، 'امرت ویل' ہیں۔ اور یہ کھانڈیکر جی کے شاہکار ہیں۔ مگر سوچنے کی بات یہ ہے کہ ان کے معاصرین میں نا۔سی۔ پھڑکے ماڈگلکر وغیرہ جیسے کامیاب' ہردل عزیز اور صاحبِ طرز ناول نویسوں کے ہوتے ہوئے کھانڈیکر جی کو ہی کیوں اس قدر احترام اور عقیدت مندی سے دیکھا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کھانڈیکر جی نے ایک ادبی کلاکار اور داستان گو کی حیثیت سے شہرت حاصل کرنے کی کوشش کبھی نہیں کی۔ بلکہ کوکن کی غریب جنتا، سماجی

علم، اتیاچار پچھڑی قوموں کی تعلیمی، اقتصادی اور اخلاق بہبودی کے معاملوں میں انہوں نے جس صداقت ہمدردی اور مصلحانہ تڑپ کا اپنے کارناموں میں ثبوت دیا ہے اس طرح کسی اور ناول نویس نے عوام میں اپنا نقش قائم نہیں کیا ہے —

'یاتی'

اس سال بھارتیہ گیان پیٹھ کا ایک لاکھ روپیہ کا انعام بھاؤ صاحب کھانڈیکر کو ملا — وہ ان کے ناول 'یاتی' کو عطا کیا گیا ہے — 'یاتی' قدیم ہند کا ایک مشہور راجا تھا۔ اور اس کی داستان مہابھارت سے ماخوذ ہے۔ اس بیسویں صدی میں جب کہ مغربی اور غیر ہندی فلسفیوں کے چرچے ہو رہے ہیں۔ اور پرانے زمانے کی سیاسی، سماجی اور اخلاقی قدریں پوری طرح سے تبدیل ہو چکی ہیں، کھانڈیکر جی مہابھارت کی طرف کیوں مائل ہوئے۔ اس لئے کہ ہندوستانی علم، تہذیب اور دانش کا وہی ایک لازوال ذخیرہ ہے — بھگوت گیتا جیسی مقدس الہامی مثنوی اسی کا ایک حصہ ہے — اور ودور نیتی۔ کنک نیتی — یکش پرشن جیسے اقتصادیات اور سیاست کے انشائیے بھی مہابھارت کے ہی حصے ہیں — ہندوستانی ادب کا یہ شیوہ رہا ہے کہ پرانوں، مہابھارت یا رامائن کا کوئی کردار لے کر مصنف اپنا فلسفہ پیش کرتا ہے۔ اور ان معنوں میں داستان کے کردار کی حیثیت شخصی نہیں بلکہ تمثیلی بن جاتی ہے — اور یاتی میں بھی یہی طریقہ کار فرما ہے۔ پرانوں اور مہابھارت میں یاتی اور اس کی دو بیویوں کے متعلق جو داستان ہے اس میں عصر جدید کے اہم مسائل کا عکس بھی پایا جاتا ہے — اور کھانڈیکر جی نے اس میں اپنی سحر بیانی سے انسانی زندگی کی اصلی قدروں کے بارے میں رائے زنی کی ہے — اور متعدد مسائل کے حل بھی پیش کئے ہیں۔ جیسے مراٹھی کے مشہور نقاد وا-ل- کلکرنی نے لکھا ہے۔ کھانڈیکر جی کے یہاں قارئین کا دل موہ لینے کی جو خصوصیت پائی جاتی ہے وہ ان کے خلوص اور انسان دوستی کی وجہ سے ہے — یہ ان کو مہاراشٹر کے سنتوں کی پرمپرا سے حاصل ہوئی ہے۔ ستیم۔ شیوم۔ سندرم یعنی حقیقت۔ حرمت — اور لطافت کی بنیاد پر جو ادب قائم ہے وہی دیرپا اور دائمی ادب ہے — اور کھانڈیکر جی کی تخلیقات میں ان ہی گنوں کے اثرات پیدا کرنے کی کوشش نمایاں ہے — یاتی کی اصل کتھا کا خلاصہ کچھ اس طرح ہے —

یاتی پرتشٹھان کا راجا اور راجا نہش کا بیٹا تھا۔ حالیہ تحقیق کے مطابق اس کا دور ۳۰۰۰ – ۲۷۵۰ ق م مانا جاتا ہے۔ اس کی سلطنت قنوج سے لیکر اجودھیا تک پھیلی ہوئی تھی — رگوید سے لیکر پرانوں تک میں اس کی زندگی کے حالات بڑی تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں۔ اور اس سلسلے میں عام طور پر مہابھارت کی کتھا کو ہی مستند مانا جاتا ہے — وہ ایک شکار کے لئے جنگل میں گیا اور پیاس کا مارا ایک کنویں کے قریب پہنچا۔ وہاں اس نے کنویں کے اندر دیکھا تو ایک برہنہ نوجوان عورت مدد کے لئے پکار رہی تھی — یاتی نے اپنی شال اندر پھینک کر اس کے سہارے اسکو اوپر کھینچ لیا۔ اس کا نام دیویانی تھا۔ جو راکشسوں کے گرو شکر اچاریہ کی بیٹی تھی — دیویانی نے اس راجا سے شادی کرنا چاہا لیکن مشکل یہ تھی کہ وہ کشتریا تھا — اور شکر اچاریہ برہمن تھے — اس زمانے میں برہمن اور کشتریا قوموں میں شادی بیاہ عام نہیں تھے۔ اس لئے راجا نے انکار کیا۔ لیکن شکر اچاریہ کے کہنے پر اس نے اس کے ساتھ شادی کر لی — اور اس کے دو بیٹے بھی پیدا ہوئے۔ اس دوران میں راجا ورش پروا کی بیٹی شرمشٹھا سے جو دیویانی کی کنیز کے طور پر آئی تھی۔ راجا کو محبت ہو گئی۔ اور خفیہ طور پر اس سے بھی اس کے تین بیٹے پیدا ہوئے۔ دیویانی کو پتہ چلنے پر کہ راجا نے دھوکہ دیا ہے وہ خفا ہو کر مائکے چلی گئی — اس کے پیچھے سے راجا بھی شکر اچاریہ کے یہاں پہنچا۔ مگر شکر اچاریہ نے اس پر لعنت بھیجی — اور 'شاپ' دیا کہ وہ بوڑھا ہو جائے گا۔ جب راجا نے معافی مانگی تو شکر اچاریہ نے کہا کہ وہ اپنے کسی بیٹے کو اپنا بڑھاپا منتقل کر سکتا ہے — اور جو بیٹا بڑھاپا قبول کریگا وہی تاجپوشی کا حقدار ہو گا — خواہ وہ عمر میں چھوٹا ہی کیوں نہ ہو —

جب بوڑھا راجا اپنے شہر کو لوٹا تو اپنے بیٹے یدو اور ترووسو سے جو دیویانی سے پیدا ہوئے تھے اپنا بڑھاپا لینے کے لئے کہا — اور انہوں نے انکار کر دیا — اس طرح اس نے اپنے ان بیٹوں سے بھی مدد مانگی جو شرمشٹھا سے پیدا ہوئے تھے — ایک لڑکا پرو بڑھاپا قبول کرنے پر آمادہ ہو گیا — یاتی نے خوش ہو کر اس کو اپنا راج دیدیا اور اس نے اس کی جوانی لے لی —

جوانی پھر سے حاصل ہونے کے بعد وہ نہ صرف دیویانی اور شرمشٹھا کے ساتھ بلکہ متعدد اپسراؤں کے ساتھ بھی رنگ رلیاں منانے میں مصروف ہو گیا۔ لیکن اس کا جی نہیں بھرا — اب عیش و آرام کی زندگی سے اس کا جی اوب گیا — اور اس کو محسوس ہونے لگا کہ اپنے بیٹے پرو کو اس کی جوانی سے محروم کر کے اس کی زندگی کو برباد کیا — اور خود بھی سکھ چین حاصل کرنے میں ناکام رہا — اس نے اس مایوسی کے عالم میں ایک نظم مرتب کر کے دیویانی کو سنائی — جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر انسان ہوس سے مغلوب ہو کر اس آگ کو بجھانے کی غرض سے عیاشی اختیار کرے تو وہ آگ کو تیل سے بجھانے کی کوشش کرنے کے مترادف ہو گا — اس نے پرو کو اس کی جوانی لوٹا دی۔ اور اس کا راجا کا درجہ بھی برقرار رکھا — اس وقت اس کے دوسرے بیٹوں نے اور رعایا نے بھی اس بات پر احتجاج کیا کہ بڑے بیٹے یدو کا حق چھین کر اس نے پرو کو سلطنت بخش دی۔ لیکن یاتی نے ان لوگوں کو سمجھا دیا کہ عمر کی بہ نسبت فرض شناسی انسان کی اعلیٰ خصلت ہوتی ہے۔ اور چونکہ پرو نے میرے لئے سب سے بڑی قربانی دی اس لئے وہی اس نعمت کا حقدار بھی ہے —

یکم جون ۱۹۷۶ء

راست کتھا سے واضح ہو جاتا ہے کہ یایاتی نے اگرچہ انسانی کمزوریوں کے باعث ہوس پرستی اختیار کی تھی پھر بھی اصلی گیان اور حق شناسی کی وجہ سے اس نے دھرم کا پالن کیا۔ اور آخرکار بھوگ بلاس سے منہ موڑ کر اس نے دنیاوی زندگی سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔

کھانڈیکر جی کی 'یایاتی' کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ ایک تمثیلی کتھا ہے۔ جو عیش و آرام کی زندگی کی مذمت کرتی ہے۔ اور سنیاس یا دنیاداری کو چھوڑنے کی تلقین کرتی ہے۔ لیکن کھانڈیکر جی نے اس کے کرداروں کو اس ڈھنگ سے اور اس خوش اسلوبی سے پیش کیا ہے۔ اور ان کے ذریعے وہ روایتی آدرشوں کی بجائے کچھ ایسے اصول بیان کرتے ہیں جو موجودہ حالات میں انسان کی رہنمائی کر سکتے ہیں۔ بقول مشہور مراٹھی عالم ڈاکٹر بھالچندر پھڑکے "جب ہم کھانڈیکر جی کی تصانیف کا مطالعہ کرتے ہیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے کھانڈیکر جی عام انسان کا غم اور دکھ معلوم کر لینے کی کوشش میں پورے انہماک کے ساتھ مصروف ہیں۔"

کھانڈیکر جی کے ناول 'ہردیا چی ہاک' (۱۹۳۰) سے 'امرت ویل' (۱۹۶۷) تک ان کا ذہن ترقی کر گیا تھا۔ اس میں ایک اہم تبدیلی ہوئی جس کی سمت کی 'یایاتی' نشاندہی کرتی ہے۔ یہ ہندوستان کی تاریخ میں پرآشوب دور تھا۔ اور برٹش راج کی غلامی سے چھٹکارا پا کر بھارت ایک آزاد جمہوریت بن گیا تھا۔ ظاہر ہے ملک کی فضا، ضروریاتِ وقت، الجھنیں پچھلے زمانے کے مقابلے میں بدل گئی تھیں۔ اور اس نئے دور میں ایک عام آدمی کی رہنمائی ایک الگ پیرائے میں کرنے کی اشد ضرورت پیدا ہو گئی تھی بھاؤ صاحب کھانڈیکر نے "یایاتی" میں ان ہی مسائل کا جائزہ لیا ہے۔ اور جہاں تک مہاراشٹر کا تعلق ہے وہ ایک نئے ڈھنگ کے مصلح اخلاق کہلانے کے مستحق ہیں۔

کھانڈیکر جی نے اپنی ادبی زندگی کے اس طویل دور میں ادب، سیاست، اور اخلاقیات میں ایسے بڑے بڑے انقلابات دیکھے ہیں جو بہتیروں کے

قومی راج

ذہن کو حیرت زدہ بنا کر ان کی اچھے برے فیصلے کرنے کی صلاحیت کو کمزور کر چکے تھے۔ ایک طرف سامراجی طاقتوں کی ہٹ دھرمی اور دقیانوسی خیالات کا زور تھا تو دوسری طرف گاندھی جی کی "اہنسا" کی مقبولیت اور روس اور چین میں مارکسزم کی فتح کی وجہ سے دنیا بھر میں شور مچا ہوا تھا۔ ایسی صورت میں جب کھانڈیکر جی نے محسوس کیا کہ نہ صرف یہ کہ دیرینہ روایات کا خاتمہ ہوا ہے۔ بلکہ یہ بھی کہ انسان عقائد کو ہی کھو بیٹھا ہے تو ان کے حساس دل کو اس سے بڑا صدمہ پہنچا اور اس لیے انہوں نے سوچا کہ اپنے خیالات وہ کسی سماجی ناول کے ذریعے پیش نہیں کر سکیں گے۔ کیوں کہ بعض سماجی قدریں وقتی اہمیت رکھتی ہیں۔ اور اس کے برعکس دائمی اہمیت کے اصولوں کا گہوارا صرف کلاسیکی ادب ہی ہو سکتا ہے۔ اسی لیے انہوں نے یایاتی کی داستان کو اپنا موضوع بنانا پسند کیا۔ وہ لکھتے ہیں۔

" اس دس سال (۱۹۵۹ - ۱۹۴۹) کے عرصے میں میں نے شدت کے ساتھ محسوس کیا۔ مہابھارت کا یایاتی موجودہ دور کے حسرت زدہ اور خوف زدہ انسان کی نمائندگی بدرجۂ اتم کرتا ہے۔ ہر قسم کا سکھ میسر ہونے پر بھی وہ ہمیشہ غیر مطمئن رہتا ہے۔ اور وہ نئے سے نئے عیش و آرام کے طریقوں کے پیچھے بے تحاشا دوڑتا ہے۔ سکھ اور آنند ان دو باتوں میں وہ امتیاز نہیں کر پاتا۔ جسمانی سکھ کو ہی وہ دائمی خوشی سمجھتا ہے۔ اور اس کے حصول میں اپنی ساری طاقت لگاتا ہے۔ اس کے جذبات کی دنیا قدروں کے احساس سے خالی ہے۔ قدیم الہامی قدریں ضائع ہو گئی ہیں۔ اور نئی روحانی قدریں غیر موجود۔ ایسی اندھیر نگری میں ہر آدمی یایاتی کی طرح عیش کو ہی دین سمجھ بیٹھتا ہے۔

یایاتی کی کتھا میں عشق کے دو آدرش پیش کیے گئے ہیں۔ پہلا کچ اور دیویانی کا معاشقہ اور دوسرا یایاتی اور دیویانی کا معاملہ۔ پہلے میں دیوتاؤں کا نمائندہ کچ راکششوں کے گرو شکراچاریہ کے پاس "سنجیونی ودیا" (علم حیاتِ نو) سیکھنے کے لیے آتا ہے۔ اور دیویانی اس پر لٹو ہو جاتی ہے، مگر کچ اس کو مایوس کر دیتا ہے۔ اس لیے کہ اس کو ودیا سیکھنے کا شوق ہے۔ دوسرے میں دیویانی یایاتی کو جس نے اس کو کنوئیں سے باہر نکالا تھا، شادی کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ اور یایاتی عیش پرست بن جاتا ہے۔ ہندوستانی روایت کے مطابق کچ کی علم دوستی قابلِ ستائش ہے۔ اور یایاتی کی ہوس پرستی قابلِ مذمت ہے۔ لیکن کھانڈیکر جی یایاتی کو کچ پر ترجیح دیتے ہیں۔ اس لیے کہ وہ عوام الناس کے حقیقی رجحانات کی نمائندگی کرتا ہے۔ اور اس کی داستان سے انسان عبرت حاصل کر سکتا ہے۔ جب کہ کچ کی قربانی فوق البشر کی نشانی ہے۔ اور اس سے صرف عالم اور خواص ہی مستفید ہو سکتے ہیں۔ بڑھاپے کے خوف سے اور جوانی کے لالچ سے یایاتی اپنے بیٹوں کے اور خاص طور پر پرو کے مستقبل کے متعلق اندھا بن جاتا ہے۔ اور اس دیویانی کے عشق کو جسے کچ نے تحصیلِ علم کی خاطر ٹھکرا دیا تھا اس دنیا کی سب سے بڑی نعمت سمجھنے لگتا ہے۔ آخرکار کچ دیویانی کا قصہ سن کر اس پر پشیمانی کا جذبہ طاری ہو جاتا ہے کہ جہاں کچ نے علم کے لیے اتنی بڑی قربانی دی۔ وہاں وہ اپنے ہی بیٹے کا مفاد محض اپنی ہوس پرستی کی خاطر برباد کر رہا ہے۔

کھانڈیکر جی محض دو باتوں کا وجود حقیقی تسلیم کرتے ہیں۔ ایک عشق دوسری موت وہ یہ حقیقت واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ قدرت نے منتارے سے ساری انسانیت سکھ کی تلاش کرتی ہے۔ لیکن اس کو دکھ ہی ملتا ہے۔ یایاتی، کچ، شرمشٹھا دیویانی، پرو اور شکراچاریہ یہ مہابھارت کے سکھی اور کامیاب کردار ہیں۔ مگر دکھ ان کا پیچھا نہیں چھوڑتا۔ اس دکھ کا تجزیہ کرنا ہی ادیب کا فرض ہے۔ مشہور ادیب بیکٹ بھی اسی تحقیق میں مصروف ہے کہ کیا جسمانی عیش و بہبود کا ہی سب کچھ ہے، یا انسانی زندگی کے لیے اس سے بھی بیش بہا عناصر موجود ہیں؟" ۔۔

یکم جون ۱۹۷۹ء

غزلیں

حسرت جے پوری

شفق کے شیشے سے جس کو نکلتے دیکھا ہے
اس آفتاب کو ساغر میں ڈھلتے دیکھا ہے

مآلِ سوزِ محبت ارے معاذاللہ!
خود اپنی آگ میں پروانہ جلتے دیکھا ہے

جمالِ عشق کی نیرنگیاں ارے توبہ!
کہ میں نے حسن کو خود ہاتھ ملتے دیکھا ہے

اے ساقیا ترے ہونٹوں کی آگ ہو شاید
حسین جام سے شعلہ نکلتے دیکھا ہے

وفا کے نام پہ لوگوں نے ڈس لیا دل کو
ہر آستین میں اک سانپ پلتے دیکھا ہے

جہاں جہاں بھی ملے نقشِ پائے یار مجھے
اسی زمین کو ہیرا اگلتے دیکھا ہے

خدا گواہ کہ وہ دیدہ ور رہوں میں حسرت
نقابِ یار میں جلوہ مچلتے دیکھا ہے

۱۳۱ کیلاش بلڈنگ، ایس وی روڈ، کھار، بمبئی ۵۲

تسنیم فاروقی

صدیوں لہو سے دل کی حکایت لکھی گئی
میری وفا گئی نہ تری بے رخی گئی!

دل دیکھیے اس کو چھوٹ گئے اپنے آپ سے
اس سے چھٹے تو ہاتھ سے دنیا چلی گئی

حالانکہ تیرے نام پہ سب کچھ گنوا چکے
لیکن تری سرشت تو پہچان لی گئی!

یاد آئی اپنی خانہ خرابی بہت مجھے
دیوار جب بھی شہر میں کوئی چنی گئی

اظہارِ غم کی اس نے اجازت تو دی مگر
جب سامنا ہوا تو زباں کاٹ لی گئی

ناخن کے چاند، زلف کے بادل، لبوں کے پھول
کس اہتمام سے تجھے تشکیل دی گئی

ان کو بھی چھیڑ چھاڑ کا انداز آگیا!
دیکھا مجھے تو جان کے انگڑائی لی گئی

کب وقت تھا جو ہم تری یادوں میں ڈوبتے
اک دھوپ تھی جو صحن میں آئی چلی گئی

تم کیا ہوئے کہ چوم کے رکھ دو لبوں سے جام
تسنیم یہ شراب ہے کتنوں کو پی گئی

باغ قاضی۔ لکھنؤ ۳

صلاح الدین نیّر

پاکیزہ نظر، باعثِ رسوائی کہاں ہے
آنکھوں پہ مری تہمتِ بینائی کہاں ہے

کچھ پھول ابھی چشمِ ندامت سے گرے ہیں
تا حدِّ جفا، میں نے سزا پائی کہاں ہے

نا پختہ تھے جذبات، تو بدنامی کا ڈر تھا
دیوانگی اب شاملِ رسوائی کہاں ہے

الجھی ہے سرِ راہ، نسیمِ سحری سے
بجلی، سرِ گلشن ابھی لہرائی کہاں ہے

چڑھتے ہوئے سورج کی کرن دیکھنے والو
تم کو مرے زخموں سے شناسائی کہاں ہے

احسان ہے مجھ پر نگہِ شوق کا لیکن!
ان آنکھوں میں اندازِ پذیرائی کہاں ہے

مقتل میں حیاتِ ابدی ڈھونڈنے والو
اب تم میں وہ احساسِ مسیحائی کہاں ہے

جب خوش نظری دوست کی تمہیدِ وفا تھی
نیّر یہ ادا باعثِ رسوائی کہاں ہے

۲۳/۲/۴۳۰ مغل پورہ۔ حیدرآباد (اے۔ پی)

شہر بمبئی میں دھرم شالے اور سرائیں

ٹرانزٹ کیمپ کے طور پر استعمال

شری کُنٹے کی اپیل

شری پی۔ کے کُنٹے، وزیر مملکت برائے ہاؤسنگ اور پبلک ورکس نے، مئی کو بمقام ... میں منعقدہ ایک پریس کانفرنس میں بیان دیتے ہوئے فرمایا کہ حکومت مہاراشٹر نے شہر بمبئی میں بہت ہی پرانی عمارتوں کی مرمت کے لئے ایک وسیع پروگرام شروع کیا ہے تاکہ ان کے انہدام کا خطرہ نہ رہے اور ان میں رہنے والے بے گھر نہ ہوں۔ حکومت ابتک بمبئی بلڈنگ ریپئرس اینڈ ری کنسٹرکشن بورڈ کے ذریعہ تقریباً ۲۵۰۰ عمارتوں کی پوری طرح مرمت کرا چکی ہے، نیز ۲،۵۰۰ عمارتیں زیر مرمت ہیں۔ اس طرح اندازاً تقریباً ایک لاکھ خاندان بے گھر ہونے سے بچ گئے ہیں۔

۲۔ مرمت اور تعمیر نو پروگرام کے سلسلہ میں حکومت نے ان خاندانوں کے لئے عارضی ٹھکانے فراہم کرنے کی ذمہ داری سنبھالی ہے جن کے مکانات کو بوسیدہ ہونے کے باعث خالی کرانا ہوگا یا گرا دینا ہوگا۔ مرمت اور تعمیر نو بورڈ نے تقریباً ۸،۵۰۰ خاندانوں کو ٹرانزٹ کیمپوں میں جگہ دی ہے جو بمبئی کے مضافات میں ہیں۔ لیکن اندازہ ہے کہ عارضی ٹھکانہ کے لئے چند ہزار مکانات کی فوری ضرورت ہے تاکہ اُن میں ان کرایہ داروں کو ٹھیرایا جاسکے جن کی عمارتیں بارش شروع ہونے سے قبل منہدم کرنا ہیں۔ لہٰذا تقریباً ۷،۰۰۰ ٹرانزٹ مکانات فی الحال تعمیر کئے جارہے ہیں جو اُمید ہے

شری پی۔ کے کُنٹے وزیر مملکت برائے ہاؤسنگ

رجوں کے وسط تک قیام کے لئے تیار ہو جائیں گے

۳۔ بہرحال انجینئروں اور معماروں کے ذریعہ حکومت نے حال ہی میں بہت پرانی اور بوسیدہ عمارتوں کا جو ابتدائی جائزہ لیا ہے اس سے یہ اندازہ ہوا کہ تقریباً ۱۵۰ عمارتوں کو ان میں مقیم ۳۶۰۰ خاندانوں کی سلامتی کی خاطر فوراً گرانے کی ضرورت ہے۔ گو اس اقدام سے مکانات کے گر جانے کا خطرہ پوری طرح دور نہ ہوگا، تاہم، ہمیں امید ہے کہ اس طرح سلامتی اور حفاظت کا یقین بڑھ جائے گا۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ سالہا سال بیشتر جو عمارت بنائی گئی تھی وہ کب تک چلے گی۔ لہٰذا مزید عمارتوں کو گرا دینے کی ضرورت پیش آسکتی ہے۔

۴۔ برسات سے قبل ۱۵۰ عمارتیں گرا دینے کے فیصلہ کے باعث عارضی ٹھکانے کی ضرورت بھی بڑھ گئی۔ لہٰذا حکومت تمام مخیر اداروں سے جن کے پاس سرائے، دھرم شالہ، مسافر خانہ اور ایسے ہی مکانات ہیں یہ اپیل کرتی ہے کہ وہ ان میں حکومت کو جگہ دیں تاکہ وہاں ان لوگوں کو عارضی طور سے ٹھیرایا جاسکے جو ان کے مکانات گرا دیئے جانے کے باعث بے گھر ہو جائیں گے۔ برسات کے موسم میں لگاتار بارش اور تیز ہواؤں کے باعث مکانات گرنے کے حادثات پیش آتے ہیں۔ لہٰذا تمام مخیر اداروں اور اوقاف کا یہ فرض ہے کہ وہ بمبئی میں اپنے شہری بھائیوں کا خیال رکھیں۔ اپنی تمام خالی جگہوں کو جمع کر کے اس انسانی کام میں حکومت کی مدد کریں تاکہ ان ہزاروں خاندانوں کو شہر بمبئی اور اس کے نواح میں دوبارہ بسایا جاسکے۔ لہٰذا میں تمام خیراتی، مذہبی اور ایسے ہی تمام دیگر اداروں سے یہ اپیل کرتا ہوں کہ ان کے پاس جو بھی جگہ ہو وہ حکومت کو پیش کریں، ان کی تفصیلات سے آگاہ کریں اور معقول شرائط پر حکومت کے حوالے کر دیں۔

علاء الدین جینا بڑے

اُجالے

کالیداس گپتا رضا نہ صرف اردو کے علمی وادبی حلقوں میں معروف ہیں بلکہ انہیں شہرت و مقبولیت کی سندیں حاصل ہوچکی ہیں۔ ان کے مجموعۂ کلام "شعلۂ خاموش" پر حکومت ہند کی طرف سے انعام مل چکاہے۔ اسی طرح دوسرے مجموعے "شورشِ پنہاں" پر حکومت اتر پردیش کی طرف سے اور تیسرے مجموعے "شاخِ گل" پر اتر پردیش اردو اکیڈمی کی طرف سے انعامات مل چکے ہیں۔ یہ تصنیفات انعامات کی مستحق بھی تھیں۔

رضا مشرقی افریقہ میں کئی سال مشاعروں کی رونق بنے رہے بلکہ مشاعروں کے انعقاد میں باقاعدگی سے حصہ لیتے رہے اور ہندوؤں اور مسلمانوں کی مختلف تقاریب میں مشاعرے منعقد کرکے اتحاد، یکجہتی و رواداری اور اس گنگا جمنی تہذیب کے فروغ کے لئے کوشاں رہے جس کی مظہر اردو زبان ہے۔

"اُجالے" کالیداس گپتا رضا کے اسلامی رنگ کے اشعار کا ایک مختصر سا مجموعہ ہے جس میں نعتیں، سلام، رُباعیاں اور قطعے ہیں۔ تین چار نظموں کو چھوڑ کر تمام اشعار ۱۹۷۰ء کے پہلے کے ہیں جبکہ وہ کینیا، مشرقی افریقہ کے شہر نیروبی میں مقیم تھے۔ جناب رضا نے پیش لفظ میں اس حقیقت کا اظہار کیا ہے کہ بدقسمتی سے اس سے کم از کم تین گنا کلام جو نعتوں اور سلاموں پر مبنی تھا ۱۹۷۰ء میں نقل مکانی کے دوران ضائع ہوگیا۔ بہرحال جو کچھ بھی موجود ہے اور اس مجلد، گرد پوش سے مزین اور عمدہ کاغذ پر نقائص سے پاک کتاب کی صورت میں پیش کیا گیا ہے وہ قابلِ قدر ہے۔ اس سے نہ صرف جناب رضا کی حضورِ اکرم، آلِ بیت و شہدائے کربلا سے عقیدت اور اسلام آگہی کا پتہ چلتا ہے بلکہ اُن کی قادر الکلامی قاری سے داد و تحسین حاصل کرتی ہے۔ نمونۂ کلام ملاحظہ ہو:-

جام و مینا سے نہیں ہم کو سروکار مگر!
آپ کے نام پہ آجائے تو مستی اچھی

یہ رات دن کے تردد کی کیا ضرورت ہے
کتاب کافی ہے انساں کو آگہی کے لئے

پھر وہی ایثار کا جذبہ دکھا دے دہر کو
اے طہارت، اے شہادت، اے امامت، اے حسین

واقعی شبیر نے اپنے لہو سے اے رضا!
عظمتِ اسلام کے جامے کو رنگیں کردیا

قطعہ

شاعری کیا ہے خیالوں کی فراوانی ہے
بیقراری ہے نحوست ہے گراں جانی ہے
ہاں مگر آلِ محمد کے لئے وقف ہو جب
سحر و اعجاز ہے برکت ہے دُر افشانی ہے

کتاب کی قیمت دس روپے ہے اور دِل پبلیکیشنز، بمبئی ۳ سے مل سکتی ہے۔

لفظوں کی لکیریں

ٹیگور اور وحشت کی سرزمین بنگال میں شاکر مرحوم کلکتوی، بیسویں صدی کے کلاسیکل شعراء میں بہت ہی بلند مقام رکھتے تھے، آپ کے شاگردوں کا سلسلہ دور دراز تک پھیلا ہوا ہے۔ غلام حسین ایاز بزمِ شاکری کے تابندہ ستاروں میں سے ایک ہیں جو نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔

"لفظوں کی لکیریں" ایاز کا پہلا مجموعۂ کلام ہے جو زیادہ تر غزلوں پر مشتمل ہے۔ اس میں جدید قسم کی نظموں، رباعیات اور قطعات کے لئے بھی تقریباً بیس صفحات وقف ہیں جن کا مطالعہ شاعر کے منفرد اندازِ فکر کو سمجھنے میں معاون ہو سکتا ہے۔

ایاز نے غزل کے کلاسیکل مغنیہ لب ولہجہ سے بھرپور استفادہ کرنے کے بعد اس میں جدیدیت کے امتزاج سے جاذبیت پیدا کی ہے۔ کلام کو ابہام و اہمال سے پاک رکھا ہے اور نامانوس و غیر سنجیدہ اسالیبِ بیان سے احتراز کرتے ہوئے نئی لفظیات جیسے چہرہ، ذات، پیکر، لفظ، لکیریں، پتھر، سمندر، شعور، شہر، آئینہ، قبیلہ، دھوپ، عکس وغیرہ کا اضافہ کیا ہے جو نہ صرف لغوی معنوں میں بلکہ علامتی اور مجازی معنوں میں بھی استعمال ہوئے ہیں اور جس سے شاعر کے فن میں پختگی، سنجیدگی اور گہرائی و گیرائی کی اُبھرتی عظمت کی جھلکیاں نظر آتی ہیں اور قاری متوقع ہوتا ہے کہ ان لفظوں کے خطوط میں جو بیشتر مستقیم ہیں، کنایات و استعارات کی صورت میں مزید منحنی لکیریں بھی شامل ہوجائیں گی اور اس طرح معانی کا حسن دوبالا ہوتا جائے گا۔

غلام حسین ایاز کا کلام مظہر ہے کہ انہوں نے زندگی کو برتا بھی ہے اور پرکھا بھی ہے۔ وہ سماجی حقیقتوں کا شعور رکھتے ہیں اور دورِ حاضر کی ذہنی حسیات کی ترجمانی کی سعیٔ بلیغ کرتے ہیں۔ نمونۂ کلام ملاحظہ ہو:-

سب ہیں اپنی اپنی آوازوں میں گم ! !
کون سنتا ہے یہاں کس کی صدا
اک دھند کی لکیر ہے چاروں طرف ایازؔ
اس شہر بے ثبات میں کس کا پتہ چلے
ساگر ہوں اک وشال میں قطرے کی شکل میں
مجھ میں سما کے دیکھ تو میرا پتہ چلے
کوئی تو آئے لکیروں کی دھند سے باہر
ہمارے بعد ہمارا کوئی نشان رہے
زندگانی کی تڑپ دی ہے تو پھر
زندگی کرنے کا بھی سامان دے
لوگ پتھر لئے چلتے ہیں یہاں ہاتھوں میں
دیکھ اس شہر میں شیشے کا کوئی گھر نہ بنا
دور ہی رہ کے نہ آئینوں کے پیکر دیکھو
بات تو جب ہے کہ شیشے میں اُتر کر دیکھو
ہر موڑ پہ پتھروں کی دکان کھولنے والو
جرأت ہو تو گذرو کبھی شیشوں کے نگر سے

اس مجلد کتاب کے خوبصورت گرد پوش پر ایک طرف شمس الرحمٰن فاروقی اور دوسری طرف ڈاکٹر شجاعت علی سندیلوی کی بیش قیمت آراء کے علاوہ فہرس میں سید حسرت الاکرام ابراہیم ہوشؔ، پروفیسر محمد سمیع اللہ اسعد مظفرپوری، پروفیسر فخر الدین صدیقی آثر، پروفیسر عبدالرؤف اور خود مصنف کے قلم سے بعنوان عکسِ آئینہ تعارف و تقاریظ پیش کئے گئے ہیں جو اس عمدہ کاغذ پر سلیقہ سے چھپی ہوئی کتاب کی قدر و قیمت میں اضافہ کا باعث ہیں۔ جدید شاعری کو تدریجی طور پر سمجھنے کے خواہشمند طلبہ کے لئے اس کتاب کا مطالعہ خصوصی طور پر مفید ہوگا۔ کتاب کی قیمت صرف دس روپے ہے اور جناب غلام حسین ایازؔ۔ عشرت کدہ۔ اے/۲۹۔ پام الوینیو۔ کلکتہ۔ ۱۹۰۰۰۷، سے مل سکتی ہے۔

برتھ کنٹرول

طرفہ قریشی بھنڈاری
معرفت عظیم بنکر اسٹورس، نزد لال اسکول
مومن پورہ۔ ناگپور ۱۸

ہے جز اک اللہ اب اولاد کی تخلیق عام — یعنی دنیا میں نہیں انسان کو کوئی اور کام
اس پہ خلاقِ دو عالم کا یہ لطفِ لاکلام — دو دو بچے ایک عورت جنم دے با احتشام

اس میں کیا شک، مطلقاً اکرامِ ربانی ہے یہ
اُس کی نعمت اس کی رحمت کی فراوانی ہے یہ

ہاں مگر ہو ان کا مستقبل بھی صاحب تابناک — اُن کی صحت کے لئے بھی اتنا ہی ہو انہماک
ذہن بننے کے لئے ماحول بھی ہو صاف و پاک — پرورش پر اُن کی ہوں ماں باپ کے دامن نہ چاک

اُن کی تعلیم اور تربیت بھی رفعت گیر ہو
ان کے فن و فکر کا شاہین بھی نخچیر ہو

تندرستی اُن کی ہو وجہِ مسرت، وجہِ ناز — اُن کے چہرے ہوں قبولِ خاطرِ اہلِ نیاز
اُن کی شکلوں سے بہاروں کو ملے لطفِ گداز — اُن کی ہیئت ہو مصور کے لئے تخئیل ساز

جو بھی بچہ گھر میں آئے آئینہ سازی کرے
آپ اپنی ہیئتِ دلکش کی غمازی کرے

اچھے شہری بن کے اُٹھیں قوتِ ذہنی ملے — قوم کو تہذیب دیں، ملت کو سرشاری ملے
ملک کو شادابیاں، کھیتوں کو ہریالی ملے — وادیاں گلشن بنیں، ذوقِ چمن سازی ملے

خرمنوں کے بھاگ جاگیں، خطہ خطہ دے خراج
اپنی تہذیب اپنی آزادی پہ اترائے سماج

اور اگر اس ارتقا و اوج کی ہمت نہیں — اپنے بچوں کو ترقی دینے کی طاقت نہیں
پرورش کی اُن کی جب بہتر کوئی صورت نہیں — اُن کی تعلیم اُن کی تربیت جو بارغبت نہیں

پھر تو بہتر ہے یہی لاولد رہنا چاہیئے
کثرتِ اولاد کی رَو میں نہ بہنا چاہیئے

کر کے پیدا لاغر و مدقوق بچے فائدہ؟ — اپنے ذہن و فکر کو مفلوج کر کے فائدہ؟
گھر کے اندر ڈال کر دو چار جھولے فائدہ؟ — ایسے بچے، سب کو ہو تکلیف جن سے فائدہ؟

استطاعت ہو کفالت کی تو پھر رحمت ہیں یہ
ورنہ ہم سب کے لئے اک قہر ہیں لعنت ہیں یہ

• بیگم عزیزہ امام (ممبر پارلیمنٹ) •

فیملی پلاننگ کا تعلق نہ کسی نظریئے سے ہے اور نہ کسی مذہب سے، بلکہ یہ براہِ راست طور پر ہر فرد کی اپنی ذات اور اس کے گھر والوں کی زندگی سے جڑا ہوا ہے۔ آج دنیا کے بڑے بڑے ماہرین اس بات پر متفق ہیں کہ اگر آبادی کے بے روک ٹوک بڑھتے ہوئے طوفان کو نہ روکا گیا اور اس کے حل کے لئے ابھی سے اقدامات نہ کئے گئے تو نہ صرف آنے والی نسلوں کا مستقبل غیر محفوظ ہو جائے گا بلکہ اس طرح ہم ان کے ساتھ انتہائی ناانصافی کریں گے۔

کوئی بھی مذہب اس بات کی مخالفت نہیں کرتا جو اس کے ماننے والوں کی فلاح و بہبود کے حق میں ہو۔ جب فیملی پلاننگ کا مقصد ہی لوگوں کا معیارِ زندگی بہتر بنانا ہو تو فیملی پلاننگ کا تصور کسی مذہب کے خلاف کیسے ہو سکتا ہے؟

اسلام نے بھی کہا ہے کہ اولاد نیک اور صالح پیدا کرو۔ اولاد نیک اور صالح اسی وقت ہو سکتی ہے جب آپ بچوں کی پرورش اچھی طرح کریں، ان کی پرورش اچھے ڈھنگ سے کریں اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب آپ کے یہاں بچے کم ہوں۔ اتنے کہ آپ اپنی آمدنی کے مطابق ان کی پرورش کر سکیں اور ان سب کو برابر کا پیار اور وقت دے سکیں۔ زیادہ بچے ہوں تو آپ قطعی ایسا نہیں کر سکتے۔ آج ان مسلم اور عیسائی ممالک میں بھی فیملی پلاننگ پروگرام پر عمل کیا جا رہا ہے جہاں کبھی اسے اچھی نظر سے نہیں دیکھا جاتا تھا کیوں کہ حالات نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ملک و قوم کی بقا کے لئے اس پر عمل کرنا ہی ہوگا۔

فیملی پلاننگ اپنانے کے طریقوں میں اختلاف ہو سکتا ہے اور فیملی پلاننگ کا تصور بھی زیادہ پرانا نہیں ہے اس لئے اس کے کچھ طریقے لوگوں کے لئے نئے اور چونکا دینے والے ہیں۔ لیکن جہاں جہاں تعلیم عام ہو رہی ہے لوگ اس کی اہمیت کو سمجھنے لگے ہیں اور اسے اپنی زندگی میں اپنا رہے ہیں۔ مثال کے طور پر کیرالا میں فیملی پلاننگ پروگرام زیادہ کامیابی سے آگے بڑھا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ کیرالا میں سب سے زیادہ خواندگی ہے۔ لیکن جہاں تعلیم نہیں ہے۔ وہاں لوگ اسے مسئلہ ہی تسلیم کرنے کو تیار نہیں، بلکہ اسے مذہب کے ساتھ جوڑ دیتے ہیں، جب کہ ایسا ہے نہیں۔ بڑھتی ہوئی آبادی ایک مسئلہ ہے، سنگین سماجی و اقتصادی مسئلہ، اور غریب اور متوسط طبقے کے افراد کی زندگی سے اس کا بہت گہرا تعلق ہے۔ تحریک و ترغیب اور سمجھانے بجھانے سے جو نتیجے حاصل ہو سکتے ہیں وہ زبردستی اور جبر سے نہیں ہو سکتے۔ جبر کے علاوہ ایسے بہت سے دوسرے طریقے ہیں جن کی بنا پر ہر شخص انہیں اپنانے کے لئے آمادہ ہو سکتا ہے۔

آبادی سے متعلق مرکزی حکومت کی قومی پالیسی میں بھی اس حقیقت کو مدِ نظر رکھا گیا ہے۔ اس پالیسی میں جبری نس بندی کو فی الحال نہیں اپنایا گیا۔ بلکہ اسے ریاستوں کے لئے چھوڑ دیا گیا ہے۔ وہ اگر چاہیں اور ضروری سمجھیں تو اپنے یہاں اسے اپنا سکتی ہیں۔ اس کے برعکس مرکزی حکومت نے ان حقیقت پسندانہ طریقوں پر زور دیا ہے۔ جن سے واقعی لوگوں کے جذبات کو ٹھیس نہ پہنچتے ہوئے بھی شرحِ پیدائش میں کمی ہو سکتی ہے اور لوگ فیملی پلاننگ کو ملک گیر پیمانے پر اپنا سکتے ہیں مثلاً لڑکے اور لڑکی کی شادی کی عمر میں اضافہ کر دیا گیا ہے۔ اس عمر میں واقعی نوجوانوں میں کچھ ذہنی پختگی آجاتی ہے اور وہ صرف جذبات کے دلدل میں دھنسنے کی بجائے اچھے اور برے کے فرق کو محسوس کر سکتے ہیں۔ شادی کی عمر بڑھانے سے نہ صرف شرحِ پیدائش میں کمی ہوگی۔ بلکہ اس سے شادی شدہ جوڑوں کی ازدواجی زندگی بھی خوشگوار ہونے کے امکانات میں اضافہ ہوگا۔

نئی پالیسی میں جن دیگر نکات پر زور دیا گیا ہے وہ سب ایسے ہیں کہ عام لوگوں کو انہیں اپنانے میں کوئی دقت اور دشواری پیش نہیں آئے گی۔ پالیسی کا یہ نکتہ بہت اہم ہے کہ عورتوں اور خصوصاً پس ماندہ علاقوں کی عورتوں کی تعلیم پر زور دیا جائے۔ تعلیم سے مراد یہ نہیں ہے کہ یہ سب لوگ بڑی بڑی ڈگریاں حاصل کریں بلکہ انہیں اتنی تعلیم ضرور ملنی چاہیئے کہ وہ اچھا اور برا سمجھ سکیں اور اچھائی اور برائی کا فرق ذہن میں رکھتے ہوئے بچوں کی بھی صحیح طور پر پرورش کر سکیں۔

مرکزی قومی پالیسی ہمیں ایک بار پھر وہ موقع فراہم کرتی ہے کہ ہم رضاکارانہ طور پر آبادی کے مسئلے کو محسوس کریں اور محدود کنبے کی اہمیت کو سمجھیں۔ کنبہ جتنا محدود سے محدود تر ہوگا خاندان اتنا ہی خوش حال ہوگا اور یہ خوش حالی اجتماعی طور پر پورے ملک کی خوشحالی بن سکتی ہے۔

ترسیل زر اور مراسلت کا پتہ
چیف ڈائرکٹر آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، حکومتِ مہاراشٹر، سچوالیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲

شری ایس. بی. چوان وزیر اعلیٰ مہاراشٹر نے ۳ مئی ۱۹۷۶ء کو سیوالیہ میں ضلع پریشد والے صدر اور چیف ایگزیکیٹو افسران کی کانفرنس کا افتتاح فرمایا۔ یہ اسی موقع کی تصویر ہے۔

وزیر اعلیٰ شری ایس. بی. چوان ۲۱ مئی ۱۹۷۶ء کو سیوالیہ میں سماج کی دکھی جاتیوں کی امداد سے متعلق کمیٹی کے اجلاس سے خطاب فرما رہے ہیں۔

شریمتی کسُم تائی چوان
نے 'تلے گاؤں' میں آنکھوں کے
علاج کے ایک شِبر کا افتتاح کیا۔
اسی موقع پر لی گئی تصویر میں آپ
ایک آپریشن دیکھ رہی ہیں۔

وزیر اعلیٰ مہاراشٹر شری ایس۔ بی۔ چوان
۲۹ اپریل ۱۹۷۶ء کو اورنگ آباد میں 'اینٹی فیمینٹ کانفرنس'
کا افتتاح کرتے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں۔

بمبئی میٹروپولیٹن اتھارٹی

اس کے فرائض اور پروگرام

از: شری آر۔ جی اجگاؤنکر، سکریٹری، ایگزیکیٹو کمیٹی، بی۔ ایم آر ڈی۔ اے

بمبئی کے گرد و نواح میں میٹروپولیٹن خطہ کے لئے مربوط منصوبہ بندی کی ضرورت تھی۔ یہ خیال اس صدی کی چھٹی دہائی کے ابتدائی سالوں میں پیدا ہوا جبکہ گاڈگل کمیٹی کا قیام عمل میں آیا جس نے پورے میٹروپولیٹن خطہ کے لئے مربوط طریقہ کی سفارش کی۔ بالآخر بمبئی میٹرو پولیٹن ریجن ڈیولپمنٹ اتھارٹی (بی ایم آر ڈی اے) قائم کی گئی۔

بمبئی میٹروپولیٹن خطہ ملک کے دیگر میٹرو پولیٹن شہروں سے الگ خاص نوعیت کا حامل ہے۔ ملک میں تجارتی مرکز، سب سے بڑی بندرگاہ، ریاستی راجدھانی اور ایک بڑے صنعتی مرکز کی حیثیت سے یہاں ملے جلے پیشے اور کاروبار ہیں جن کی اپنی خصوصیات ہیں۔ کارگذار پبلک ٹرانسپورٹ سسٹم نیز شہر کی مخصوص جغرافیائی ساخت کی وجہ سے کاروبار کا یہ سلسلہ شہر کی حدود سے کہیں آگے تک (مرکز شہر سے ۱۰۰ میل سے بھی زیادہ دور تک) پھیل گیا ہے۔ یہ حدود بھی دو مرتبہ بڑھائی گئیں شہر کے اندر کارگذار مرکزی حکومت اور ریاستی حکومت کے اداروں کے علاوہ خود شہر اور اس کے نواحی علاقوں کے روایتاً کارگذار مقامی ادارے ہیں جن کی سربراہی بمبئی میونسپل کارپوریشن اور 'بیسٹ' کرتی ہے۔ نیز اب نیو ٹاؤن اتھارٹی 'سڈکو' اعانت کر رہی ہے

مرکزی رابطہ اتھارٹی

ان تمام اداروں کی سرگرمیاں اور قوتیں اس حد تک بڑھ گئیں جہاں انھیں خود ایک مرکزی رابطہ اتھارٹی کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہے کہ یہ ادارے اپنے اپنے میدان میں مستعدی سے کارگذار نہیں تھے لیکن اس کا اندازہ کسی کو بھی نہیں تھا کہ ان کی مساعی اور سرمایہ مجموعی طور سے خطہ کے لئے دافر ہے۔ مثال کے طور پر ٹرانسپورٹ سیکٹر میں ۱۹۷۱-۷۵ء کی مدت کے دوران کل ۸۵ تا ۸۶ کروڑ روپیہ مختلف اداروں نے صرف کیا بہرحال یہ جاننا مشکل ہے کہ یہ صرفہ جس طرح سے کیا گیا اس سے مجموعی طور پر خطہ کو کتنا زیادہ فائدہ پہنچا۔

اس مقصد سے اتھارٹی کے قیام کے بعد موجودہ اداروں کے لئے یہ ضروری تھا کہ اپنے اختیارات میں اتھارٹی کو شریک کریں اور بعض معاملات میں ان سے دستبردار ہو جائیں اس سلسلے میں خواہ حکومت ہند اور ریاستی حکومت کے ادارے ہوں یا مقامی اتھارٹیاں ہوں۔ سب ہی اداروں کی دور اندیشی قابل قدر ہے کیونکہ ان سب ہی کے تعاون سے مقررہ وقت میں اس ادارے بی ایم آر ڈی اے (بمرڈا) کا قیام عمل میں آیا۔

'بمرڈا' جیسا کہ اس کی تشکیل سے ظاہر ہے، ایک نمائندہ ادارہ ہے۔ جس میں ا[illegible] خطہ میں کارگذار تمام ایجنسیوں نیز مجلس قا[illegible] ساز اور مقامی ادارہ جات' کے نمائند[illegible] شامل ہیں۔ انتظامی مقاصد کے لئے چھو[illegible] نمائندہ جماعت' اسٹینڈنگ کمیٹی ا[illegible] ایگزیکیٹو کمیٹی ہے اس ادارہ کے تین انتظامی[illegible] میں متعلقہ میدان میں دستیاب ممتاز فنی[illegible] ماہرین شامل ہیں جن کو اس کے فیصلوں میں خاص دخل حاصل ہوگا۔

بمرڈا کے فرائض

'بمرڈا' کے خاص فرائض یہ ہیں: (ا) خطہ میں ترقی اور شہری تعمیر نو سے متعلق م[illegible] جات بنانا۔ (ب) خطہ میں منصوبوں کی عمل[illegible] میں ربط قائم رکھنا۔ (ج) ان منصوبہ جات کی عمل آوری کی نگرانی کرنا جن کے لئے اس نے اپنے فنڈ سے جزوی یا کلی طور سے سرمایہ د[illegible] (د) اس خطہ میں کسی ترقیاتی منصوبہ کے لئے سر[illegible] دینا اور اسے زیر عمل لانا۔

ان فرائض کی انجام دہی کے لئے اس اد[illegible] کو آئینی اختیارات دیئے گئے ہیں جو عام طور دو اقسام کے ہیں یعنی (۱) ہدایاتی اختیارات اور (۲) مالیاتی اختیارات۔ ہدایاتی اختیارات کے تحت یہ ادارہ علاقہ میں ا[illegible]تعمال اراضی کو اراضی پیمائش اور مفصل عملی پیمائش [illegible]

نصی عملی پیمائش کے لحاظ سے منضبط کرتا ہے
طرح ٹیکنیل پلاننگ بورڈ کی حیثیت سے اس کا
م علاقائی منصوبہ بنانا اور اس میں رد و بدل
نا ہے۔ زیادہ تفصیلی سطح پر یہ بعض اقسام کے
یاتی کاموں کو منضبط کر سکتا ہے کیونکہ اسے
ے کاموں کو منظور یا نامنظور کرنے کا اختیار ہے۔

ـالیاتی اختیارات

اس ادارہ کے مالیاتی اختیارات ترغیبی
یت کے ہیں۔ ایکٹ کے تحت کل ۱۰ کروڑ
ـ پے کا ریوالونگ فنڈ رکھا گیا ہے جو ریاستی
لومت دے گی۔ نیز اُمید ہے کہ حکومت ہند
ی ۱۰ کروڑ روپے کے برابر رقم دے گی۔ مزید
اں 'بمرڈا' ریاستی حکومت، حکومت ہند
ورورلڈ بینک کے فنڈ کے لین دین کا اصل مختار ہوگا۔
یکٹ کی رُو سے اس سلسلے میں ریاستی حکومت
ب جانب سے سالانہ ۵ کروڑ روپے کی رقم دی
ائے گی۔ اب تک 'بمرڈا' کو اس کے ریوالونگ
نڈ کے لئے کل ۴ء۵ کروڑ روپے (تین کروڑ
روپے حکومت مہاراشٹر اور ۱ء۵ کروڑ روپے
حکومت ہند کی جانب سے) ملے ہیں۔ سال
رواں کے دوران تقریباً ۲ کروڑ روپے حصّہ
کی رقم ملنے کی اُمید ہے۔

ـرقیاتی سرگرمیوں کی نگرانی

اس ادارہ کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ خطہ
بں کسی مقامی ادارہ یا دیگر ادارہ کو امداد، پیشگی
یا قرض دے یا اس کے اخراجات میں حصّہ دے
اس طرح یہ ادارہ خطہ میں ترقیاتی کاموں کی نگرانی
نگرانی رکھ سکے گا۔ اس طرح مالی امداد کے تحت
ادارہ کو یہ بھی اختیار ہے کہ کسی ترقیاتی منصوبہ
یا اسکیم کی عمل آوری کے بارے میں ایگزیکیٹو
اتھارٹی کو ہدایات دے۔ اتھارٹی کے مقاصد
کی تکمیل کی غرض سے مالی امداد کی شرائط وضع
کر کے پیشگی ضروری کارروائیوں اور پالیسیوں
کی صراحت کی جا سکتی ہے۔

اس ادارہ کا دوسرا خصوصی اختیار
حصول اراضی سے متعلق ہے۔ امید ہے کہ دیگر
تمام مقامی ادارے یا عوامی ادارے ترقیاتی
کاموں کے لئے اپنی اراضی ضروریات کے سلسلے
میں 'بمرڈا' پر بھروسہ کریں گے۔ 'بمرڈا' ایکٹ
میں حالیہ ترمیم سے ایکٹ کے تحت حصول اراضی
میں سہولت اور گنجائش بڑھ گئی ہے۔

اتنی وسیع ذمہ داریوں اور ضروری اختیارات
وغیرہ کے ساتھ 'بمرڈا' منصوبہ بندی اور خطہ
کی ترقی میں یقیناً انتہائی اہم رول ادا کرے گا۔
اس ادارہ نے حال ہی میں کام شروع کیا ہے،
لیکن اس نے کئی مقاصد پورے کر لئے ہیں یا پورے
ہونے والے ہیں۔

اس ادارہ نے بمبئی میں استعمال اراضی
کی بابت کچھ فیصلے کئے ہیں کیونکہ بمبئی عظمیٰ کے
ترقیاتی منصوبہ پر نظر ثانی ہو رہی ہے لہٰذا یہ فیصلے
اہم رہنمائی کریں گے۔ اس ادارہ کا یہ بھی ارادہ
ہے کہ بمبئی عظمیٰ کے لئے نیا ترقیاتی منصوبہ بنانے
میں نئی سطح پر بمبئی میونسپل کارپوریشن کی فوری
اعانت کرے۔

۹۴ء۱ کروڑ روپے کی قرض امداد

مالی محاذ پر اس ادارہ نے اب تک ۱۹۴
لاکھ روپے کی قرض امداد بہم پہنچائی ہے۔ ۵۰ لاکھ
روپے 'بیسٹ' کو دیئے گئے تاکہ وہ بسوں کی
تعداد اتنی بڑھا سکے جتنی کہ ورلڈ بینک کی قرض
امداد کے لئے جو اکتوبر ۱۹۷۶ء سے ملنے لگے گی،
ضروری ہے۔ 'سیفکو' کو ۲۵ لاکھ روپے کا قرض
دیا گیا ہے تاکہ وہ نئی بمبئی میں 'بڑی مارکیٹ'
قائم کر سکے جس سے بمبئی میں تھوک کی پرانی
مارکٹوں پر دباؤ کم ہوگا۔ بھیونڈی، امبرناتھ اور
علی باغ جیسے ترقی پذیر مقامات کو مجموعی طور سے
۳۰ء۱۹ لاکھ روپے کا قرض دیا گیا ہے تاکہ وہ
اپنی فراہمی آب اسکیموں کو پورا کر سکیں۔

اُمید ہے کہ یہ ادارہ مستقبل قریب میں خطہ
کے ترقیاتی کام میں اپنا حصہ بڑھائے گا۔ خطہ کی
ترقیاتی ضروریات کے جائزہ سے اندازہ ہوا کہ
آئندہ پانچ چھ سال میں کل ۱۰۰۰ تا ۱۲۰۰ کروڑ
روپے کی رقم لگانے کی ضرورت ہوگی۔ اس سے
ادارے کی بھاری ذمہ داری اور کام کا بخوبی اندازہ
ہوتا ہے۔ یہ ادارہ اپنی تنظیم کے لحاظ سے اس
ذمہ داری کو انجام دے سکتا ہے اور عام آدمی کی
خاطر دیرینہ خواب کو حقیقت کا جامہ پہنا سکتا ہے۔

وزیر اعلیٰ مہاراشٹر شری ایس۔بی۔چوان ۱۴ مئی ۱۹۷۷ء کو پھولیہ میں 'پری بھاشا کوش' کا اجرا کر رہے ہیں۔

جی۔ٹی۔ہسپتال کے سو سال

مزید توسیع کا شاندار منصوبہ

ڈاکٹر ریون ڈیسوزا، وزیر مملکت برائے صحت عامہ نے ۱۰ مئی ۱۹۷۶ء کو سچیوالیہ میں منعقدہ پریس کانفرنس میں بیان دیتے ہوئے فرمایا کہ گوکل داس تیج پال ہسپتال سو سال سے زیادہ عرصہ سے بمبئی کے شہریوں کی نمایاں خدمت انجام دے رہا ہے۔ اب اس کی تجدید نو کی ضرورت ہے تاکہ نئے زمانہ کے تقاضے کو پورا کر سکے۔

یہ ہسپتال ۱۸۷۴ء میں جاری ہوا جبکہ اس میں ۱۲۰ بستر تھے۔ اس کے بعد ترقی کر کے یہ جنوبی بمبئی میں ایک بڑا ہسپتال بن گیا جس میں ۵۲۱ بستر ہیں۔ پھر بھی عوام کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے یہ ناکافی ہے۔

مالی دقتوں کے باعث حکومت ضروری سرمایہ مہیا نہیں کر سکتی۔ لہٰذا یہ ضروری سمجھا گیا کہ دیگر ذرائع سے ضروری سرمایہ اکٹھا کیا جائے جی۔ٹی۔ہسپتال بورڈ آف وزیٹرس نے یہ نئی ترکیب سوچی کہ ہسپتال کیمپس کے ایک حصہ کو تجارتی حیثیت دیکر ایک شاپنگ سینٹر قائم کر دیا جائے جو ہسپتال کے علاقے سے پرے ہو اور جس سے تجدید نو وغیرہ کے لئے بڑا حصہ مل سکے۔

حکومت مہاراشٹر نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ موجودہ ہسپتال کے متصل جدید ہسپتال بنایا جائے جس میں ۴۰۰ نئے بستروں کی گنجائش ہو اور جس میں تمام جدید سہولتیں حاصل ہوں۔

نئے ہسپتال کمپلیکس میں ۱۲ منزلہ عمارت ہوگی جس کا کل تعمیری رقبہ ۲۴۰۰۰۰ مربع فٹ ہوگا جس میں وسیع سہولتیں مثلاً آٹھ نئے آپریشن تھیٹر، ریڈیولاجی اور فزیو تھیراپی کے باقاعدہ شعبہ جات، کیزولٹی وارڈ، علاج کے لئے بڑا یونٹ، ایمرجینسی وارڈ اور مرکزی نس بندی یونٹ ہوگا۔ یہ تمام سہولتیں غریبوں کو آسانی سے حاصل ہوں گی۔

جدید مرکزی نس بندی یونٹ نہ صرف جی۔ٹی ہسپتال کی ضرورت پوری کرے گا بلکہ "اسٹیریلائزڈ اشیاء" دیگر ہسپتالوں اور طبی اداروں کو مہیا کرے گا۔

قومی راج

یکم جون ۱۹۷۶ء

شری ارجن راؤ کستورے، وزیر سماجی بھلائی ... دہلی ... کے موقع پر ۲۷ مئی ۱۹۷۶ء کو سیکیولیٹی میں ان کی تصویر ... پھول چڑھا رہے ہیں۔

جی۔ٹی۔ ہسپتال اور اشوک شاپنگ سینٹر کے پروجیکٹ کی "بھومی پوجا" ۱۸ مئی ۱۹۷۶ء کو وزیر اعلیٰ شری ایس۔ بی۔ چوان اور شریمتی کسم تائی چوان کے دست مبارک سے انجام پائی۔ اس تصویر میں وزیر صحت عامہ شری کے۔ ایم۔ پاٹل، وزیر مملکت برائے صحت عامہ ڈاکٹر لیون ڈیسوزا اور ہسپتال وزیٹرس بورڈ کی صدر شریمتی لکل جبل نظر آرہی ہیں۔

نئی عمارات میں لائبریری، کانفرنس کمرے ریسرچ کے شعبہ جات اور ضروری ساز و سامان سے آراستہ ۵۰۰ نشستوں والا جدید آڈیٹوریم ہوگا۔ اس سے تعلیمی ہسپتال کی شدید ضرورت پوری ہوگی۔ پروجیکٹ میں ڈاکٹروں، نرسوں اور طبی عملہ کے لئے ایک ۱۵ منزلہ عمارت کی تعمیر بھی شامل ہے جس میں مختلف آسائشیں مہیا کی جائیں گی۔ رہائشی حلقہ سے متصل ایک چھ منزلہ عمارت ہوگی جسمیں درجہ سوم کے طبی عملہ اور دیگر طبی کارکنوں کو بسایا جائے گا۔

اصل ہسپتال عمارت پوری طرح سے ایرکنڈیشنڈ ہوگی۔ دو (۲) سروس منزلوں میں لانڈری پلانٹ، کچن اور مرکزی اسٹور وغیرہ قائم کیا جائے گا۔

شاپنگ سینٹر

شاپنگ سنٹر جس کا رقبہ تقریباً ۹۰،۰۰۰ مربع فٹ ہوگا، لوکمانیہ تلک مارگ کے سامنے کے مارکیٹ کمپلیکس سے متصل ہوگا۔ ہسپتال کیمپس سے بالکل الگ اس کے آنے جانے کے علیحدہ دروازہ ہوں گے۔ اس کی اپنی پارکنگ کی جگہ ہوگی تاکہ ماحول پُرسکون رہے۔ یہ شاپنگ سینٹر بھی جدید اور پوری طرح ایرکنڈیشنڈ ہوگا۔

حکومت کا یہ بھی ارادہ ہے کہ موجودہ جی ٹی ہسپتال کمپلیکس اور کاما اینڈ ایلبلس ہسپتال کے درمیان قطعہ اراضی حاصل کر کے اس پورے علاقہ کو ایک بڑا جدید ہسپتال حلقہ بنا دیا جائے۔

تجارتی مرکز کے قیام کا مقصد یہ ہے کہ اس طرح امیر تاجر طبقہ کے ذرائع سے فائدہ اٹھا کر سماج کے غریب طبقات کے لئے جدید طبی سہولتیں مہیا کی جائیں۔

"پریبھاشا کوش" کا اجراء

وزیراعلیٰ شری شنکر راؤ چوان نے ۱۴ مئی کو سچیوالیہ میں اسٹیٹ ڈائرکٹوریٹ آف لینگویجز کی مراٹھی میں تیار کردہ پریبھاشا کوش کی سات جلدوں کا اجراء کیا۔ ڈائرکٹوریٹ اسی طرح کی ۱۵ جلد یں تیار کرے گا۔

شری چوان نے افسران اور دیگر متعلقہ اشخاص سے فرمایا کہ اس قسم کی کتابوں کی تیاری میں زیادہ سے زیادہ سہل اور عام فہم الفاظ کا استعمال کیا جانا چاہئیے دقیق الفاظ اور مشکل اصطلاحات سے پرہیز کیا جانا چاہئیے تاکہ مراٹھی زبان انتظامیہ نیز عام زندگی میں مقبولیت حاصل کر سکے۔

آپ نے مزید کہا کہ محض ترجمہ کی خاطر ترجمہ نہ کیا جائے بلکہ مراٹھی زبان کو عام فہم بنایا جائے۔ انگریزی زبان کے مروجہ الفاظ کو ایسی کتابوں میں جوں کا توں رہنے دیا جائے۔

وزیراعلیٰ نے فرمایا کہ سائنٹفک اور ٹیکنیکل الفاظ کا مراٹھی میں استعمال کرنے کے لئے البتہ چند پابندیوں کی ضرورت ہے۔

افسران نے وزیراعلیٰ سے متذکرہ جلدوں کی تیاری میں درپیش مشکلات وغیرہ پر تبادلۂ خیال کیا۔

پریبھاشا کوش کی یہ سات جلدیں ریاضی، لائبریری سائنس، ادبیات، کیمسٹری، عمرانیات و قانون سے متعلق ہیں۔ ان کتابوں کی تیاری کے سلسلے میں ریاست میں یونیورسٹیوں کے نمائندوں پر مشتمل کئی ضمنی کمیٹیاں قائم کی گئی تھیں۔

اس موقع پر شری وی۔ بی۔ کوٹے، اور شری وائی۔ ایس۔ کامبلے، ڈائرکٹر آف لینگویجز بھی موجود تھے

شیر سفاری پارک کی سیر

بوریولی نیشنل پارک، بوریولی میں تفریح کی غرض سے آنے والے لوگوں کے لئے شیر سفاری پارک میں ۲۰ منٹ گھنٹے کی مدت کی پندرہ ٹرپ کی جاتی ہیں۔ ٹائم ٹیبل پر جہاں تک ممکن ہوتا ہے سختی سے عمل کیا جاتا ہے پہلی ٹرپ صبح ۹ بجے اور آخری ٹرپ شام ۶ بجے کی ہوتی ہے۔ دن کے ساڑھے بارہ بجے اور ڈھائی بجے کے درمیان ٹرپ نہیں ہوتی۔ پیر کو سفاری بند رہتا ہے اور اگر پیر کے روز عوامی تعطیل ہوئی تو سفاری منگل کے روز بند رہے گا۔

سیاحوں کو دو چھوٹی بسوں میں سفاری پارک کی سیر کرائی جاتی ہے جس میں بچوں کو ملا کر بیٹھنے کی ۲۴ جگہیں ہوتی ہیں۔ سفاری پارک کے لئے ٹکٹ پیشگی بک کیے جا سکتے ہیں۔ شرح ٹکٹ فی بالغ چار روپے اور بارہ برس تک کے بچوں کے لئے دو روپے ہے۔ ۹ میں سے چھ شیر سفاری پارک میں چھوڑے گئے ہیں اور سیاحوں کو ۲ سے ۶ تک مختلف تعداد میں شیر دیکھنے کا موقع مل سکتا ہے۔ انتظامیہ اس کی ضمانت نہیں لیتا کہ تمام چھ شیر دکھائی ہی دیں

چافیکر جمنازیم کا افتتاح

شری بی۔ جے۔ کھٹال نائب وزیر داخلہ نے ۹ مئی ۱۹۷۶ء کو "چافیکر جمنازیم" کا افتتاح کیا۔ جلسہ کی صدارت شری بابو راؤ بھاپسے مدیر "دیاس بیٹھ" نے کی۔

نئے جمنازیم میں تمام جدید سہولتیں مہیا کی گئی ہیں۔ اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے شری کھٹال نے فرمایا کہ جسمانی کسرت کی اہمیت جوانوں کے ذہن نشین کرلی

اورنگ آباد ضلع میں ۱۶ مئی ۱۹۷۶ء کو لوٹ ہیتے ماساوی کی زمین پر جہاں مہم ... ڈاکٹر رفیق زکریا، نائب وزیر داخلہ شری بابو راؤ کالے اور مرکزی وزارت ... شری ... نے شرکت فرمائی۔

چاہئیے جو اچھی صحت کے لئے یہ بے حد ضروری ہے۔ انہوں نے بمبئی جیسے صنعتی مقامات پر مزید ایسے جمنازیم قائم کرنے کی اپیل کی۔

اس موقع پر شری بالو راؤ بھاپسے، شری مہادیو راؤ ایڈ دنکر اور شری نانا صاحب مونے نے بھی اظہار خیال فرمایا۔

۱۱۱ مربع میٹر پلاٹ پر ۲۵ء۱ لاکھ روپے کی لاگت سے تعمیر ہونے والے اس جمنازیم میں روزانہ ۵۰۰ بچوں کو تربیت دی جائیگی۔ معاشی طور سے پسماندہ طبقات کے بچوں کو بھی فیس میں رعایت دی جائے گی۔

بور لولی میں جلد ہی خواتین کے لئے جوڈو کے کلاس بھی شروع کئے جائیں گے۔

خون عطیات

انڈسٹریل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، سلنے گرو جی مارگ، بمبئی کے تقریباً ۸۰ طالب علموں نے ۸ مئی کو سینٹ جارج ہسپتال بلڈ بنک کے زیر اہتمام خون جمع کرنے کی مہم کے دوران اپنا خون عطا کیا۔

یہ طالب علم سب لڑکے ہیں جو کہ نچلے درمیانی طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ عطیہ دینے والوں کو میرین ڈرائیو لائنز کلب نے کھانے پینے کی اشیاء تقسیم کیں۔

○

سول ڈیفنس اسٹاف کالج بمبئی نے آٹھویں خون عطیہ مہم ۱۵ مئی کو شروع کی۔ جس میں حصہ لینے والے ۱۴ افراد نے ۱۴ بوتلیں خون دیا۔ ۲۳ جنوری سے اب تک کی قلیل مدت کے دوران کالج نے ۱۵۷ خون کی بوتلیں جمع کی ہیں۔

خون جمع کرنے کی تقریب کا ۱ اور اے بلیس اسپتال بمبئی میں لیفٹیننٹ کرنل ایم۔ ایس۔ کھاوٹے کمانڈنٹ، سول ڈیفنس اسٹاف کالج، بمبئی کے زیر اہتمام منعقد کی گئی تھی۔

مختلف جاتیوں کے درمیان شادیاں

حکومت مہاراشٹر چھوت چھات مٹانے کی کوشش کر رہی ہے۔ اس سلسلے میں گذشتہ چند سال سے مختلف جاتیوں کے درمیان شادیوں کی حوصلہ افزائی کے لئے ایک اسکیم زیر عمل لائی جا رہی ہے۔ ۷۶-۱۹۷۵ء کے دوران علامتی مالی امداد کے ذریعہ مختلف جاتیوں کے درمیان حسب ذیل شادیوں کی حوصلہ افزائی کی گئی۔

دلہن دولہا کا نام	ذات	دی گئی امداد
۱۔ شریمتی کسم رانے	مراٹھا	روپے ۳۰۰
۔ شری شیکانت واگھمارے	مہار	
۲۔ شریمتی رتن پربھا دھانیک	مہار	روپے ۲۰۰
۔ شری سریندر پاڈے	مراٹھا	

اس نیک مقصد کو فروغ دینے اور چھوت چھات کی لعنت مٹانے کی غرض سے ان جوڑوں کو مبارکباد دینے کے واسطے ایک خاص تقریب منعقد کی گئی۔ یکم مئی ۱۹۷۶ء کو یوم مہاراشٹر کے موقع پر اسپیشل اسٹالوارن یندھرواڑ [illegible] احسانی [illegible] میں وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان نے ان جوڑوں کو مبارکباد دی اور حکومت کی جانب سے انہیں تحائف دیئے۔ یہ تقریب آل انڈیا ریڈیو آڈیٹوریم میں منعقد ہوئی تھی جس میں ۱۰۰۰ لوگوں نے شرکت کی۔

مختلف جاتیوں کے درمیان شادی شدہ جوڑوں کو مبارکباد دینا ان متعدد پروگراموں میں سے ایک تھا جو [illegible] کلکٹر بمبئی، سوشیل ویلفیر آفیسر، بمبئی عظمیٰ اور حکومت نے طے کئے تھے۔

مہاراشٹر میں آبپاشی کی سہولتوں میں اضافہ

دو بڑی اور متوسط اسکیموں کی منظوری

منصوبہ بندی کمیشن نے مہاراشٹر کے لیے آبپاشی کی دو بڑی اور متوسط اسکیموں کی منظوری دے دی ہے۔ ان میں سے ایک اپر وردھا پراجیکٹ ہے۔ جس پر ۳۹ کروڑ ۸۸ لاکھ روپے خرچ ہوں گے اور دوسرا ۱۱ سو [illegible] پراجیکٹ ہے۔ جس پر [illegible] [illegible] روپے [illegible] اجات ہوں گے۔ اول [illegible] کے تحت ضلع امراوتی میں [illegible] گاؤں کے قریب [illegible] وردھا ندی پر ایک ڈیم تعمیر [illegible] اور ضلع امراوتی میں آبپاشی کے لئے [illegible] [illegible] کیا جائے گا۔ اس [illegible] ۹۸ [illegible] ہیکٹر [illegible] [illegible] ہوگی۔ موخرالذکر پراجیکٹ کے تحت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]۔

ہمارا اگلا شمارہ

ایمرجنسی سے متعلق خصوصی مضامین پر مشتمل ہمارا اگلا شمارہ خصوصی پرچہ جیسی نمبر ہوگا۔ جو یکم جولائی ۱۹۷۶ء کو پیش کیا جائے گا۔ ۱۶ جون ۱۹۷۶ء کا شمارہ شائع نہیں ہوگا لہٰذا قارئین انتظار کی زحمت نہ فرمائیں۔ (ادارہ)

وزیراعظم ایران کا دورہ

عالیجناب امیر عباس ہویدا، وزیراعظم ایران ۱۳ مئی ۱۹۷۶ء کو سہ پہر میں آگرہ سے خاص آئی ایل ۔ ۲ ۔ طیارہ کے ذریعہ شہر کے دو روزہ دورے کے لئے بمبئی پہنچے۔

سانتا کروز ایرپورٹ پہنچنے پر شری علی یاور جنگ گورنر مہاراشٹر اور شری ایس بی چوان، وزیراعلیٰ مہاراشٹر نے وزیراعظم کا استقبال کیا۔

اس موقعہ پر شریمتی مول گاؤنکر، شیرف بمبئی، شری لے۔ سی جانج، مرکزی وزیر مملکت برائے صنعت و سول سپلائیز، ڈاکٹر رفیق زکریا، وزیر برائے پروٹوکول ڈاکٹر یسون ڈیسوزا، وزیر مملکت برائے پروٹوکول، شری شیوراج پاٹل، نائب وزیر برائے پروٹوکول شری ٹی۔ ڈی۔ سلکھے چیف سیکریٹری حکومت مہاراشٹر، کئی اعلیٰ سول اور فوجی افسران اور سفارت خانوں کے اراکین حاضر تھے۔

شام میں ایرانی وزیراعظم نے ورلی میں ٹاٹا اکسپورٹ شوروم دیکھا اور تاج محل ہوٹل میں استقبالیہ میں شرکت کی جس کا اہتمام ہند و ایران کلچرل ۔۔ ایٹی اور قونصل جنرل ایران نے کیا تھا

بعدازاں وزیراعظم نے راج بھون میں گورنر مہاراشٹر کی جانب سے ان کے اعزاز میں دی گئی دعوت میں شرکت کی اور کلچرل پروگرام دیکھا۔

وزیراعظم ایران جناب امیر عباس ہویدا ۱۳ مئی ۱۹۷۶ء کو سانتا کروز ہوائی اڈے پر پہنچے۔ یہاں وزیراعلیٰ شری ایس۔ بی۔ چوان نے ان کا خیر مقدم کیا۔ مہاراشٹر کے گورنر شری علی یاور جنگ بھی اس تصویر میں دکھائی دے رہے ہیں۔

---

۵ جون ۔ ماحول کا عالمی دن

ہر سال ۵ جون ماحول کو بہتر بنانے کے عالمی دن کے طور پر منایا جاتا ہے۔ جون ۱۹۷۲ء کو اس دن اسٹاک ہالم میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے پہلی بار ماحول کو بہتر بنانے کی ضرورت پر زور دیا تھا۔ بھارت واحد ملک تھا جس کی سربراہ مملکت شریمتی اندرا گاندھی نے اس کانفرنس میں شرکت کی تھی اور زندگی کے لئے ماحول کو بہتر بنانے کی ضرورت و اہمیت پر توجہ مبذول کرائی تھی بھارت میں پتامبر پنت میموریل فیلوشپ قائم کیا گیا ہے۔ تاکہ ماحول کو بہتر بنانے کے کام کی ہمت افزائی کی جاسکے۔

قومی راج

قرضہ جات کے لئے ضمانت

جلگاؤں، پونے، جہانگیری اور ایوت محل کی ضلع پریشدیں دیہاتوں میں پینے کے پانی کی نل کے ذریعے فراہمی اسکیموں کے لئے لائف انشورنس کارپوریشن آف انڈیا سے بالترتیب ۵۱۹٫۲۱ اور ۴ لاکھ روپے کے قرض حاصل کریں گی۔ ان قرضہ جات کی واپسی ادائیگی کے لئے حکومت مہاراشٹر نے بعض شرائط پر کارپوریشن کو ضمانت دی ہے۔

ان اسکیموں کی تخمیناً لاگت مندرجہ ذیل ہے۔

جلگاؤں (۱۲۶ اسکیمیں) ۳۰۴٫۳۷ لاکھ روپے۔
پونے (۳۹ اسکیمیں)۔ ۲۱۹٫۵۹ لاکھ روپے۔
جہانگیری (۲۳ اسکیمیں)۔ ۳۷٫۸۱ لاکھ روپے۔
اور ایوت محل (۳ اسکیمیں) ۲۴۶٫۴۷ لاکھ روپے۔

ضروری اشیاء کی فروخت کی اسکیم جائزے کیلئے کمیٹی کا تقرر

حکومت مہاراشٹر نے ریاست میں کوآپریٹو سینٹرل کنزیومرس اسٹور، کپڑے کی دکانوں، مناسب قیمت کی دکانوں، تعلقہ مارکیٹنگ سوسائٹیوں نیز سیوا سوسائٹیوں کے ذریعہ ضروری اشیاء کی فروخت سے متعلق اسکیم کے تحت رفتارِ ترقی کے جائزے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ کمیٹی ضروری اشیاء کی فروخت کی اسکیم کی تفصیلات تیار کرے گی اور پوری ریاست میں اس کے نفاذ کی دیکھ بھال کرے گی۔ حکومتِ ہند نے جن اشیاء کو اس اسکیم میں شامل کیا ہے وہ یہ ہیں: ونسپتی، بے بی فوڈ، ڈرائی بیٹریاں، ماچس، صابن (نہلانے دھونے کا) ریزر بلیڈ۔ ان اشیاء کے علاوہ ریاستی حکومت کی اسکیم میں مختلف دوسری اشیاء جیسے ڈینٹل کریم، ٹوتھ پاؤڈر، ٹوتھ برش، شیونگ لوشن، کریم، شیمپو، بالوں کے تیل، ٹلکم پاؤڈر، بسکٹ، تیل خوردنی، چائے، ٹیوب اور ٹائر شامل کی گئی ہیں۔ بجلی کے بلب اور کاغذ یہ دو اشیاء بھی اسکیم میں شامل کئے جانے کی امید ہے۔ یہ کمیٹی ۱۳ اراکین پر مشتمل ہے۔ اس کے صدر شری کے ایس۔ ٹھنڈے پاٹل، ایم۔ ایل۔ اے ہیں۔ کمیٹی کے دوسرے اراکین مندرجہ ذیل ہیں۔

شری شنکر راؤ آپاجی پاٹل، شری ساکل چند پریم جی شاہ، شری کالورام شنکر دھاریا، شری کالی رام بھنڈے، شری محمد حسین ابراہیم جینا، کماری شالینی سجن پاٹل، شری ودھاتے گروجی، شری دیوداس بھومیا چپل، شری دتاتریہ نرائن سولنالے، شری شارپنا گرپے، شری اننت پرشوتم جوشی، انڈر سکریٹری فوڈ اینڈ سول سپلائز ڈپارٹمنٹ بطور ممبر کنوینر اور مہاراشٹر اسٹیٹ کوآپریٹو بنک کا ایک نمائندہ۔

قومی راج

اضلاع میں پسماندہ طبقات کیلئے چار ہاسٹل

حکومتِ مہاراشٹر نے قلابہ، ناسک، احمد نگر اور ناندیڑ اضلاع میں معاشی طور سے پس ماندہ طبقات کے لئے ۴ ہاسٹل کھولنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ہر ہاسٹل میں ۱۰۰ طالب علموں کے لئے گنجائش ہوگی۔ معاشی طور پر پس ماندہ طبقات کے جو طالب علم ہاسٹل میں داخل کئے جائیں گے۔ ان کا قیام و طعام مفت ہوگا۔

ایمپلائمنٹ نیوز کی اشاعت

ملک کے تعلیم یافتہ بے روزگاروں کی مدد کے لئے ایک مثبت قدم کے طور پر ڈائرکٹوریٹ آف ایڈورٹائزنگ اینڈ ویزول پبلسٹی (ڈی۔ اے۔ وی۔ پی) نے اپریل ۱۹۷۶ء سے ایک ہفتہ وار۔ 'ایمپلائمنٹ نیوز' شائع کرنا شروع کیا ہے۔

اس ہفتہ وار میں تمام حکومتوں، یونین پبلک سروس کمیشن، پبلک سیکٹر انڈر ٹیکنگز، قومیائے بنک دفاترِ روزگار (ایمپلائمنٹ ایکسچینج) اور دیگر روزگار ایجنسیوں کی جانب سے ملازمتوں کے اشتہارات شائع کئے جاتے ہیں۔

یہ 'ایمپلائمنٹ نیوز' جس کی قیمت صرف ۲۵ پیسے ہے ملک میں اپنی نوعیت کا پہلا رسالہ ہے فی الحال یہ دو زبانوں یعنی انگریزی اور ہندی میں شائع ہوتا ہے۔

سیکریٹریٹ کے تمام محکموں کو ہدایت کی گئی ہے کہ ان کے زیرِ انتظام مختلف پبلک انڈر ٹیکنگز میں ملازمت سے متعلق سارے اشتہار اس ہفتہ وار میں اشاعت کے لئے بھیجیں۔

مہاراشٹر پبلک سروس کمیشن سے بھی گذارش کی گئی ہے کہ وہ بھی اپنے اشتہارات اس رسالہ میں شائع کرنے کے بارے میں غور کرے۔

شہری اراضی حد بندی ایکٹ
بیانات داخل کرنے کی مدت میں توسیع

شہری اراضی حد بندی و باضابطگی ایکٹ بابت ۱۹۷۶ء کی دفعہ ۶ کے تحت بیانات داخل کرنے کی میعاد ساٹھ روز بڑھا دی گئی ہے۔

اسی طرح پس ماندہ طبقات کیلئے ہاؤسنگ کالونیاں بنانے کے لئے زائد فاضل اراضی استعمال میں لانے کی غرض سے دفعہ ۲۱ کے تحت اقرار نامہ داخل کرنے کی مدت یکم جون ۱۹۷۶ء

میں بھی ۹۰ روز کی توسیع کر دی گئی ہے۔

چنانچہ دفعہ ۱۶ اور دفعہ ۲۱ کے تحت بیانات داخل کرنے کی آخری تاریخ ۱۴ اگست ۱۹۷۶ء ہو گی۔

فلم مشاورتی کمیٹی کی دوبارہ تشکیل

حکومتِ مہاراشٹر نے وزیر ثقافتی امور کی زیرِ صدارت فلم مشاورتی کمیٹی کی دوبارہ تشکیل کی ہے۔ وزیر مملکت برائے ثقافتی امور کمیٹی کے نائب صدر ہیں۔

کمیٹی کے دوسرے سرکاری اور غیر سرکاری اراکین یہ ہیں: سکریٹری برائے محکمہ سوشل ویلفیئر، ثقافتی امور، اسپورٹس اور سیاحت اور شری رام کمبالے، ڈائرکٹر (فلم)، ڈائرکٹوریٹ جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز (سرکاری اراکین)۔ شریمتی اوشا بھونسلے، شریمتی سُلا کنارے، شری برج نرائن، شری جے۔ پی۔ بودھے، شری جی۔ آر۔ کامت، شریمتی وجیا راجہ دھیکش، شری گجانن جاگیردار، شری ادی مرزبان، شری شری نواس کھالے، شری لیشونت دیو، شری وی۔ این۔ آدرکر، شری اشوک جین اور شری پروین بھائی گاندھی (غیر سرکاری اراکین)۔

ڈائرکٹر آف کلچرل افیئرز کمیٹی کے ممبر سکریٹری ہیں۔

کمیٹی کی مدت کار ۳۱ مارچ ۱۹۷۷ء تک ہوگی۔ کمیٹی ان فلموں کے بارے میں جو اس کے سامنے پیش کی جائیں گی حکومت کو مشورہ دے گی کہ آیا یہ فلم اونچے درجے پر تعلیمی، ثقافتی یا سماجی مقاصد کو پورا کرتی ہے اور آیا کہ یہ اس بات کی مستحق ہے کہ اس پر تفریحی ٹیکس معاف کیا جائے۔ نیز اس سے متعلق دوسری باتوں پر بھی حکومت کو مشورہ دے گی۔

مدت میں توسیع

حکومتِ مہاراشٹر نے ترقیاتی منصوبہ برائے اکولہ کو منظوری دینے کی تاریخ ۱۶ ستمبر ۱۹۷۶ء تک بڑھا دی ہے۔

قومی راج

صنعتی تنازعات

منماڑ میونسپل کونسل، منماڑ اور اس کے ایک ملازم شری کے۔ بی۔ گھوڈکے کے مابین جاری صنعتی تنازعہ کو حکومتِ مہاراشٹر نے بغرضِ تصفیہ شری ایم۔ ایس۔ اجمیرے کے لیبر کورٹ، بمبئی کے سپرد کر دیا ہے۔

یہ تنازعہ شری گھوڈکے کی میونسپل کونسل میں ملازمت کی بحالی کے بارے میں ہے۔

-●-

لینڈ یڈ اسٹیٹس لمیٹڈ، بمبئی اور ان کے ملازمین کے مابین جاری صنعتی تنازعہ کو حکومتِ مہاراشٹر نے بغرضِ تصفیہ شری پی۔ ایس۔ مالونکر کی صنعتی عدالت کے سپرد کر دیا ہے۔

یہ تنازعہ ملازمین کے عام مطالبات کے بارے میں ہے۔

-●-

ایس۔ کے۔ کپور پرائیوٹ لمیٹڈ، بمبئی اور ان کے ملازمین کے مابین صنعتی تنازعہ کو حکومتِ مہاراشٹر نے بغرضِ تصفیہ شری ڈی۔ ایل۔ بھوجوانی کی صنعتی عدالت کے سپرد کر دیا ہے۔

یہ تنازعہ ملازمین کے عام مطالبات کے بارے میں ہے۔

-●-

کلیان میونسپل کونسل، کلیان اور اس کے ملازمین کے مابین جاری صنعتی تنازعہ کو حکومتِ مہاراشٹر نے بغرضِ تصفیہ شری ڈی۔ ایل۔ بھوجوانی کی صنعتی عدالت کے سپرد کر دیا ہے۔

یہ تنازعہ کلیان میونسپل کونسل میں برسرِ خدمت ۱۹ ملازمین کی مستقلی کے بارے میں ہے۔

-●-

دتاتریہ انڈسٹریز پرائیوٹ لمیٹڈ، پونے اور ان کے ملازمین کے مابین جاری صنعتی تنازعہ کو حکومتِ مہاراشٹر نے بغرضِ تصفیہ شری سی۔ وی۔ پٹیل کی صنعتی عدالت کے سپرد کر دیا ہے۔

یہ تنازعہ ملازمین کے تمام مطالبات کے بارے میں ہے۔

-●-

گروارے نائلون لمیٹڈ، پونے اور اس کے ایک ملازم شری پی۔ جی۔ گھل ساسی کے مابین جاری صنعتی تنازعہ کو حکومتِ مہاراشٹر نے بغرضِ تصفیہ شری ایم۔ وی۔ پھڈکے کی لیبر کورٹ، پونے کے سپرد کر دیا ہے۔

یہ تنازعہ شری گھل ساسی کی دوبارہ تقرری اور بقایا اجرت کے سلسلے میں ہے۔

دی ویجیٹیبل وٹامن فوڈ کمپنی، بمبئی اور اس کے ملازمین کے مابین جاری صنعتی تنازعہ کو حکومتِ مہاراشٹر نے بغرضِ تصفیہ شری بی۔ کے۔ پائنکر کی صنعتی عدالت کے سپرد کر دیا ہے۔ یہ تنازعہ ماہانہ شرح اجرت پر کام کرنے والے محنت کشوں کو ۱۵ فیصد زائد مہنگائی بھتہ دینے سے متعلق ہے۔

-●-

ناردرن (انڈیا) لمیٹڈ، بمبئی اور اس کے ملازمین کے مابین جاری صنعتی تنازعہ کو بغرضِ تصفیہ حکومتِ مہاراشٹر نے شری ڈی۔ ایل۔ بھوجوانی کی صنعتی عدالت کے سپرد کر دیا ہے۔

یہ تنازعہ ملازمین کی عام مانگوں کے سلسلہ میں ہے۔

-●-

ٹریبونل برائے اپیل

حکومتِ مہاراشٹر نے ٹاؤن پلاننگ اسکیم تھلنے مدا کے لئے ایک ٹریبونل برائے اپیل شری پی۔ ایس۔ مدھولکر، سول جج، سینئر ڈویژن، تھانے کی زیرِ صدارت قائم کیا ہے۔ شری ایس۔ پی۔ تہانے، ڈسٹرکٹ گورنمنٹ پلیڈر اور شری آر۔ ایس۔ پٹوردھن، ریٹائرڈ ٹرسٹ انجینئر، ناگپور امپروومنٹ ٹرسٹ، ناگپور اس ٹریبونل کے اسیسرز ہیں۔

فراہمیٔ آب اسکیمات کی منظوری

حکومت مہاراشٹر نے ضلع اورنگ آباد کے تعلقہ گنگاپور میں واقع جامگاؤں، ٹیگڈی اور اگرکنڈ گاؤں کے لئے علاقائی دیہی نل پانی فراہمی اسکیم کو انتظامی منظوری دے دی ہے۔

اسکیم پر لاگت کا تخمینہ ۶،۳۵،۹۲۰ روپے کا ہے۔ جس کی تکمیل سے علاقے کی تقریباً ۴۰۰۰ کی آبادی کی ضروریات آب پوری ہو سکیں گی۔

ضلع احمد نگر کے تعلقہ نیواسا میں واقع باکو ہمپل گاؤں دیہی نل پانی فراہمی اسکیم کو بھی منظوری دے دی گئی ہے۔ اسکیم پر تخمینہ ۲،۱۰،۱۰۰ روپے کا ہے۔ جس سے گاؤں کی تقریباً ۷،۵۰ کی آبادی کی ضرورت پوری ہوگی۔

احمد نگر، بیڑ، ناگپور اور بلڈانہ ضلع پریشد نے دیہاتوں میں پینے کے پانی کی نل کے ذریعہ فراہمی اسکیمات کے لئے لائف انشورنس کارپوریشن آف انڈیا سے جو قرض حاصل کریں گی۔ اس کی واپسی ادائیگی کے لئے حکومت مہاراشٹر نے بعض شرائط پر کارپوریشن کو ضمانت دی ہے۔

اسکیم کی تخمیناً لاگت اور قرض کی رقم بالترتیب یوں ہے۔ احمد نگر ۲۲،۸۶ لاکھ روپے اور ۹ لاکھ روپے، بیڑ ۱۹،۳۸ لاکھ روپے اور ۹ لاکھ روپے، ناگپور ۴۷،۸۹ لاکھ روپے اور ۲ لاکھ روپے اور بلڈانہ ۲۷،۲۵ لاکھ روپے اور ۷ لاکھ روپے۔

شری ایل ایس دیشمکھ

حکومت مہاراشٹر نے شری لکشمن راؤ شنکر راؤ دیشمکھ، پرالی ویجناتھ، تعلقہ امبے جوگئی ضلع بیڑ، کو ضلع منصوبہ بندی و ترقیاتی کونسل برائے بیڑ کا غیر سرکاری ممبر مقرر کیا ہے۔ یہ تقرر شری رام راؤ آدم گاؤں کر کی جگہ ہوا ہے۔ جو ایکس آفیشیو ممبر بن گئے ہیں۔

قومی راج

بیمہ شدہ ملازمین کی امداد ۲۱،۶۵ لاکھ روپے تقسیم کئے گئے۔

ملازمین ریاستی بیمہ اسکیم ریاست کے ۲۴ مراکز میں جاری ہے۔ اس کے تحت ۱۱،۶۰،۷۵۵ صنعتی ملازمین کی بیماری اور زچگی وغیرہ کے موقع پر سرپرستی کی جاتی ہے۔

ماہ مارچ ۱۹۷۶ء کے دوران اسکیم کے تحت ۴،۲۶۹ افراد کو عارضی معذوری امداد کے طور پر ۴،۵۸،۹۲۵ روپے ادا کئے گئے۔ اس کے علاوہ ۲۴۰ نئے معاملات کو مستقل معذوری امداد کے تحت درج کیا گیا اور اس مد میں ۷،۳۱،۱۵۲ روپے ادا کئے گئے۔ اس ماہ کے دوران لواحقین امداد کی مد میں ۱،۴۱،۰۰۸ روپے ادا کئے گئے۔

کل ۴۴،۷۶۹ نئے مطالبات منظور کئے گئے اور بیماری امداد کے طور پر ۲۱،۴۴،۹۵۶ روپے ادا کئے گئے۔ بعض تپ دق، دماغی اور اسی قسم کے دوسرے کہنہ امراض میں مبتلا اشخاص پر زیادہ دھیان دینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے طویل بیماری امداد کے طور پر اضافی مدد دی جاتی ہے۔

اس ماہ کے دوران اس مد میں ۳،۴۴،۸۴۰ روپے کی رقم ادا کی گئی۔

زچگی کے ۸،۴۱۵ نئے کیس داخل کئے گئے اور اس مد میں ۱،۳۹،۱۳۱ روپے کی رقم ادا کی گئی۔

اس ماہ کے دوران بیمہ شدہ افراد کی بیویوں کے زچگی اخراجات کے لئے ۶۴،۴۷۰ روپے کی رقم ادا کی گئی۔ کفن دفن کے لئے ۱۰۴ معاملات میں ۱۰،۴۰۰ روپے کی رقم ادا کی گئی۔

ثالث کا تقرر

حکومت مہاراشٹر نے اسسٹنٹ ڈائرکٹر آف ٹاؤن پلاننگ، جلگاؤں کو مجوزہ ٹاؤن پلاننگ اسکیم ناسک نمبر ۱ (تبدیل شدہ) کے مقاصد سے ثالث مقرر کیا ہے۔

ترقیاتی منصوبے

حکومت مہاراشٹر نے ضلع ناندیڑ میں کنوٹ ترقیاتی منصوبہ اور ضلع عثمان آباد میں مردم ترقیاتی منصوبے کو بعض معمولی تبدیلیوں کے ساتھ منظوری عطا کردی ہے۔ یہ ترقیاتی منصوبے بالترتیب ۸ جون ۱۹۷۶ء اور یکم جولائی ۱۹۷۶ء سے نافذ العمل ہوں گے۔

یہ ترقیاتی منصوبے عوام کے معائنے کے لئے ایک سال تک بالترتیب کنوٹ میونسپل کونسل اور مردم میونسپل کونسل کے دفاتر میں رکھے جائیں گے۔

○

حکومت مہاراشٹر نے ضلع ایوت محل میں واقع پوسد اور ضلع پربھنی میں واقع وسمت نگر کے ترقیاتی منصوبوں کو معمولی تبدیلی کے بعد منظوری عطا کردی ہے۔ یہ منصوبے بالترتیب یکم جولائی اور ۵ جون ۱۹۷۶ء سے نافذ العمل ہوں گے۔

عام معائنے کے لئے یہ منصوبے متعلقہ میونسپل کونسلوں کے دفاتر میں ایک سال تک رکھے جائیں گے۔

قوانین کی اشاعت

چونکہ مہاراشٹر ٹیکس برائے رہائشی عمارات (ترمیم) قوانین، بابت ۱۹۷۶ء کے سلسلہ میں کوئی اعتراض یا تجویز موصول نہیں ہوئی تھی لہٰذا حکومت مہاراشٹر نے یہ قوانین آخری طور پر حکومت کے ۱۳ اپریل ۱۹۷۶ء کے غیر معمولی گزٹ کے حصہ چہارم 'ب' میں شائع کردیئے ہیں۔

○

گورنر کی منظوری ملنے کے بعد وزرا کی تنخواہ اور بھتہ (ترمیم) ایکٹ، بابت ۱۹۷۶ء حکومت مہاراشٹر کے ۲۶ اپریل ۱۹۷۶ء کے غیر معمولی گزٹ کے حصہ چہارم میں شائع کردیا گیا ہے۔

○

مہاراشٹر ریجنل اور ٹاؤن پلاننگ (ترمیم) ایکٹ، بابت ۱۹۷۶ء، ۲۷ اپریل ۱۹۷۶ء سے نافذ العمل ہے۔

یکم جون ۱۹۷۶ء

سڑک اور پل کی تعمیر

حکومت مہاراشٹر نے ضلع تھانے میں تھانے گھوڑبندر سڑک اور ضلع قلابہ میں مانگاؤں۔ دھاراوشی سڑک کے سدھار کے کاموں کو انتظامی منظوری دے دی ہے۔ ان کاموں پر لاگت کا تخمینہ بالترتیب ۴۲ لاکھ اور ۶۲ء۸ لاکھ روپے ہے۔

●

حکومت مہاراشٹر نے ضلع بلڈانہ میں ملکھیڈ۔ درسنگھی سڑک کی تعمیر کے کام کو بعد از نظرثانی منظوری عطا کر دی ہے۔ کام پر لاگت کا تخمینہ ۴,۸۴,۲۵۱ روپے ہے۔

●

حکومتِ مہاراشٹر نے ضلع ناگ پور میں بازارگاؤں، ادے گاؤں سڑک پر ساونگا اور دگروہ کے درمیان بورندی کو ملانے کے لئے کھاپانا لے پر ایک چھوٹے پل کی تعمیر کے کام کو انتظامی منظوری دے دی ہے۔ کام پر لاگت کا تخمینہ ۲,۶۶,۷۵۸ روپے ہے۔

●

حکومتِ مہاراشٹر نے ضلع وردھا میں واقع جام۔ سمدرپور سڑک پر ایک پل کی تعمیر کے کام کے لئے مالی منظوری عطا کر دی ہے۔ اس تعمیر پر لاگت کا تخمینہ ۲,۲۲,۴۷۵ روپے ہے۔

ہاؤسنگ بورڈ کے نئے چیرمین شری پی۔ کے۔ کنٹے کا تقرر

حکومت مہاراشٹر نے شری پی۔ کے۔ کنٹے، وزیرِ مملکت برائے ہاؤسنگ و پبلک ورکس کو فوری طور پر مہاراشٹر ہاؤسنگ بورڈ کا چیرمین مقرر کر دیا ہے۔ ریاستی حکومت نے مہاراشٹر ہاؤسنگ بورڈ کے چیرمین شری پی۔ جی۔ کھیر کا استعفیٰ یکم مئی ۱۹۷۷ء سے منظور کر لیا ہے۔
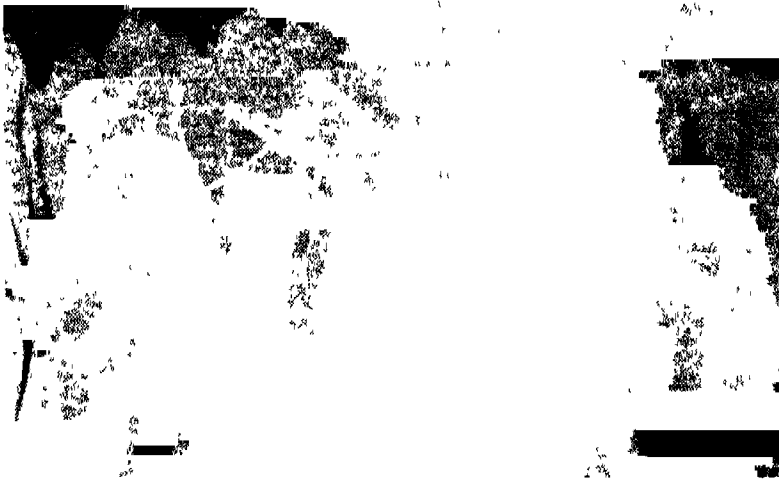
زیر دیہی ترقیات شری کے۔ ایم پاٹل نے ۲۷ مئی ۱۹۷۶ء کو چالیس گاؤں تعلقہ میں "جوتائی مہم" کا افتتاح کیا۔ چالیس گاؤں تعلقہ میں بیس نکاتی پروگرام کے تحت مزدوروں کو ۱۴۲ ہیکٹر فاضل اراضی ملی ہے جس کی جوتائی و بوائی میں کاشتکار پوری پوری مدد دیں گے۔

عثمان آباد ڈسٹرکٹ پلاننگ کائنسل
نئے ممبران کا تقرر

حکومت مہاراشٹر نے شری چندر شیکھر این باجپئی، لاتور، شری مال سیٹھے ویرشیٹی پاٹل، نگول، تعلقہ ادگیر اور شری لچھمن لمباجی پاٹل، بیمبلی، تعلقہ عثمان آباد کو ڈسٹرکٹ پلاننگ اینڈ ڈیولپمنٹ کائنسل، عثمان آباد میں بطور غیر سرکاری اراکین مقرر کیا ہے۔ یہ تقرری شری تلسی رام کامبلے، ایم۔ پی، شری این بی بوڈکھے صدر ضلع پریشد، عثمان آباد اور شری اودھوراؤ پاٹل ڈائرکٹر لینڈ ڈیولپمنٹ بنک کی جگہ پر کی گئی ہے جو کہ اب متذکرہ کائنسل کے ایکس آفیشو ممبر ہو گئے ہیں۔

شری ایس ڈی گنڈے وار

حکومتِ مہاراشٹر نے شری ایس ڈی گنڈے وار جائنٹ سول جج (جونیئر ڈویژن) اور جوڈیشیل مجسٹریٹ درجہ اوّل، واشم کو ضروری اشیاء ایکٹ بابت ۱۹۵۵ء کے نفاذ سے پیدا ہونے والے معاملات طے کرنے کے لئے خصوصی اختیارات دیئے ہیں۔

فاضلکا ہومیوپیتھک بورڈ
معالجین کو آگاہی

کونسل آف ہومیوپیتھک سسٹم آف میڈیسن پنجاب نے ہومیوپیتھک پریکٹشنروں کو آگاہ کیا ہے کہ پنجاب کے ضلع فیروز پور کے مقام فاضلکا میں قائم بورڈ آف ہومیوپیتھک پریکٹشنرز کو ہومیوپیتھک پریکٹشنروں کے رجسٹریشن کا اختیار نہیں ہے۔ لہٰذا اس بورڈ کے ذریعہ رجسٹرڈ افراد اس کے رجسٹریشن کی بنیاد پر پریکٹس کرنے کے مستحق نہیں ہیں۔ نیز ایسے افراد کی پریکٹس قانون کی خلاف ورزی ہوگی۔ صرف اسٹیٹ رجسٹر آف ہومیوپیتھی میں درج شدہ افراد ہی ریاست میں ہومیوپیتھی پریکٹس کرنے کے اہل قرار دیئے گئے ہیں۔

حکومت کے علم میں یہ بات لائی گئی ہے کہ بورڈ آف ہومیوپیتھک پریکٹشنرز فاضلکا اخبارات کے ذریعے ہومیوپیتھک میڈیکل پریکٹشنروں کے رجسٹریشن سے متعلق پبلسٹی کر رہا ہے۔ لہٰذا پریکٹشنروں کو اس بات سے آگاہ کرنا ضروری ہو گیا۔

وزیرِ اعلیٰ مہاراشٹر شری شنکر راؤ چوان
نے "بدھ جینتی" کے موقع پر ۱۳ مئی ۱۹۷۶ء کو
سچیوالیہ میں مہاتما بدھ کے مجسمہ کو ہار پھول پہنا کر
انہیں خراجِ عقیدت پیش کیا۔ جس میں مہاراشٹر کابینہ
کے دیگر اراکین اور افسران بھی شریک تھے۔ یہ اسی موقع
کی تصویر ہے۔
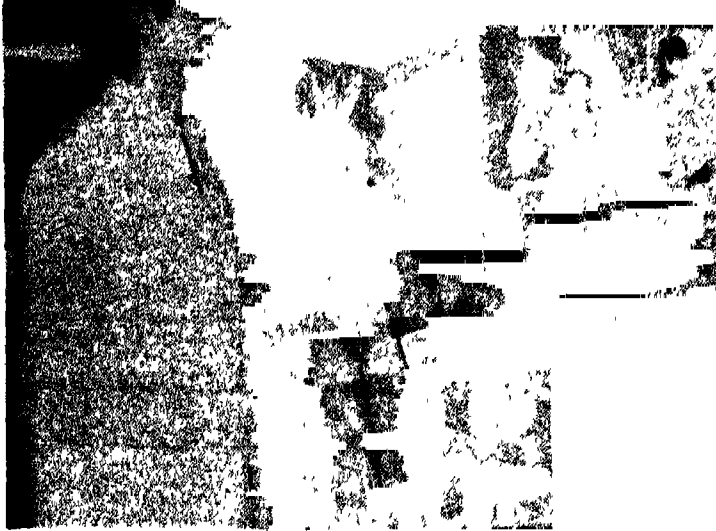
ڈائرکٹوریٹ جنرل آف انفارمیشن اینڈ
پبلک ریلیشنز گورنمنٹ آف مہاراشٹر، مدراس
میں منعقدہ "آل انڈیا یوتھ فیسٹیول" میں شریک
ہوا تھا۔ شری ودیا چرن شکلا، مرکزی وزیرِ اطلاعات
و نشریات، ۶ مئی ۱۹۷۶ء کو افتتاح کے دن
مہاراشٹر پویلین دیکھنے تشریف لائے۔ وزیرِ موصوف
نے بڑی دلچسپی سے "مہاراشٹر درشن" اور "۲۰ نکاتی
پروگرام" سے متعلق تصاویر ملاحظہ کیں اور مسرت کا
اظہار فرمایا۔

نائب وزیر برائے امورِ داخلہ شری بابو راؤ
کالے نے ۸ مئی ۱۹۷۶ء کو بھانڈوپ، کانجور مارگ
اشوک نگر علاقہ کی جھونپڑ پٹیوں میں سدبھاؤنا [illegible] کی۔ اس موقع
پر اشوک نگر میں [illegible]
جلسہ میں شری کالے تقریر کرتے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔

۱۰ مئی کو ریاستی ملازمین ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام 'سنگیت رجنی' کے پروگرام میں مہاراشٹر کے گورنر شری علی یاور جنگ تقریر کر رہے ہیں۔ ان کے بازو میں زہرہ علی یاور جنگ نظر آ رہی ہیں۔

مسٹر ولیم ڈی۔ ہارٹلے' ایشیائی نامہ نگار۔ 'وال اسٹریٹ جورنل' نے مہاراشٹر میں 'خاندانی منصوبہ بندی پروگرام' کے جائزے کے سلسلے میں ۶ مئی ۱۹۷۶ء کو سچوالیہ بمبئی میں شری کے۔ ایم۔ پاٹل' وزیر صحت عامہ سے ان کے کمرے میں ملاقات کی۔ ڈاکٹر لیون ڈیسوزا' وزیر مملکت برائے صحت عامہ بھی اس تصویر میں دکھائی دے رہے ہیں۔

'آل انڈیا بودھ فیڈریشن' کی طرف سے ۱۳ مئی ۱۹۷۶ء کو بدھ پورنیما کے دن ورلی میں کشتیوں کا مقابلہ کرایا گیا۔ نائب وزیر داخلہ شری بابوراؤ کالے مہمان خصوصی تھے۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں کچھ پہلوان اور ممبر پارلیمنٹ شری این۔ این۔ کیلاش اور شری بابوراؤ کالے نظر آ رہے ہیں۔

ہز ایکسی لینسی مادام این۔ ٹی بنہ
وزیر خارجہ جنوبی ویت نام' کی دہلی روانگی
کے وقت سانتا کروز ہوائی اڈے پر
ڈاکٹر رفیق زکریا' وزیر پروٹوکول نے انہیں
الوداع کہا۔

مہاراشٹر کے محکمہ پبلک ورکس کے
سپرنٹینڈنگ انجینئرس کی کانفرنس
۱۹ ر اور ۲۰ ر مئی ۱۹۷۶ء کو سیچوالیہ
میں منعقد ہوئی۔ ۲۰ ر مئی کی بیٹھک
میں وزیر پبلک ورکس و ہاؤسنگ' شری
سدراؤ سولنکے نے اظہار خیال فرمایا۔
اس موقع پر لی گئی تصویر میں پبلک ورکس
ڈپارٹمنٹ کے سکریٹری شری ایم۔ ڈی کالے
وزیر موصوف کی بائیں طرف بیٹھے نظر
آرہے ہیں۔

شری علی سردار جعفری، چیئرمین، اردو اسکول تحقیقاتی کمیٹی اور شری فاروق پاشا، ڈپٹی اسپیکر نے ۱۹ مئی ۱۹۷۶ء کو ایک عارضی رپورٹ، وزیر اعلیٰ شری ایس۔ بی۔ چوان کی خدمت میں پیش کی۔ اس تصویر میں شریمتی پربھا راؤ، وزیر تعلیم اور ڈاکٹر رفیق زکریا، وزیر محصول، و شہری ترقیات بھی نظر آرہے ہیں۔

بال بھون کی سلور جوبلی کے موقع پر پیش کئے جانے والے ناٹک "سینڈریلا" اور پیٹر پین" کے اداکاروں کے درمیان وزیر مملکت برائے ثقافتی امور شری سوشیل کمار شندے کھڑے ہیں۔
یہ ناٹک ساہتیہ سنگھ مندر میں ۷ار مئی ۱۹۷۶ء کو کھیلا گیا تھا۔

'بھومی کرانتی دن' سے دیہی باشندوں میں زبردست جوش و خروش پیدا ہوا اور وہ اجتماعی طور پر بے زمینوں کو دی گئی زمین پر جوتائی کیلئے کمربستہ ہو گئے۔ اس تصویر میں دیہی باشندے جوتائی میں مصروف نظر آرہے ہیں۔

قبائلی باشندوں کے پہاڑی اور دشوارگذار خطہ میں بنائی گئی ایک سڑک۔ ادیباسی علاقوں میں ذریعہ مواصلات کی ترقی سے انہیں بڑی سہائتا ملے گی اور وہ قومی زندگی کے اصل دھارے میں گھل مل جائیں گے۔

خصوصی نیا دور نمبر

پندرہ روزہ

قومی راج

جلد ۳ ۱۶ر جون اور یکم جولائی ۷۶ء شمارہ ۱۲، ۱۳

قیمت فی پرچہ ۵۰ پیسے ★ سالانہ دس روپے

زیر نگرانی: خواجہ عبدالغفور آئی اے ایس

فہرست مضامین

ترسیل زر و مراسلت کا پتہ:-
چیف ڈائرکٹر آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز
حکومت مہاراشٹر سچوالیہ - بمبئی ۳۲-۴۰۰۰

سخنہائے گفتنی

ایمرجنسی کے نفاذ کو ایک سال مکمل ہو گیا ہے۔ آج گذشتہ بارہ مہینوں پر ایک سرسری نظر ... جد و جہد اور کامیابی کی ایک روشن کہکشاں نظر آتی ہے جس پر قوم و ملک نے ایک تاریخی سفر طے کیا ہے۔

ایمرجنسی کے ساتھ ساتھ بیس نکاتی پروگرام نے مطلع وطن پر ایک نئے آفتاب کے چہرے سے نقاب اُٹھائی۔ ایک طرف ایمرجنسی سے انتشار پسند قوتیں پسپا ہوئیں، فرقہ پرستوں کے حوصلے پست ہوئے اور ملک میں نظم و ضبط کا ایک شاندار باب کھلا تو بیس نکاتی پروگرام سے تعمیل و تکمیل کی نئی راہیں روشن ہوئیں۔ ایمرجنسی نے عوام اور عوامی حکومت کی قوت و اختیار میں اضافہ کیا تو بیس نکاتی پروگرام نے ان کی آرزوؤں کو عملی جامہ پہنانے کا آغاز کیا۔

وزیر اعظم کے اس پروگرام میں جو نکات شامل کئے گئے ہیں ان کی اہمیت سے کوئی معقول شخص انکار نہیں کر سکتا۔ خود حزب مخالف سے تعلق رکھنے والی پارٹیوں نے ان نکات کو سراہا ہے۔ ان نکات میں ہندوستان اور ہندوستانی عوام کی سماجی و اقتصادی ترقی اور فلاح و بہبود کا راز مضمر ہے۔

جد و جہد کے اس سفر میں مہاراشٹر پیش پیش رہا ہے۔ اس کی کامیابیوں میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں۔

زرعی پیداوار کے میدان میں نمایاں ترقی۔ گذشتہ سال کے دوران ۹۳ لاکھ ٹن غذائی اجناس کی پیداوار ایک بے مثال کامیابی ہے جس نے ریاست کو خود اکتفائی کی منزل کے قریب کر دیا ہے۔

بے زمین لوگوں کو مکانات کے لئے قطعاتِ اراضی فراہم کرنے میں پیشقدمی۔ ساڑھے تین لاکھ افراد کو اس مقصد کے لئے زمین فراہم کی گئی اور ایک لاکھ سے زائد مکانات تعمیر کئے گئے۔

بے زمین کسانوں کو زمین تقسیم کرنیکے پروگرام کے تحت ۸۶ ... ہیکٹر اراضی پسماندہ اور غریب طبقات کے لوگوں میں تقسیم کر دی گئی۔ کسانوں کو ذرائع فراہم زرعی غرض سے پرائمری کریڈٹ سوسائٹیوں کے ذریعہ قرض فراہم کیا گیا اس اسکیم سے ۱۶ لاکھ سے زائد کسان مستفید ہوئے۔ ترقی آراضی بینک کے ذریعہ غریب کسانوں اور مزدوروں کو قرض دینے کا فیصلہ کیا گیا جس کی مدد سے وہ آئندہ پانچ سال کے دوران پچاس ہزار کنوئیں کھود سکیں گے۔

بجلی کی پیداوار میں نمایاں اضافہ ہوا جس سے صنعتی ترقی کی رفتار تیز ہو رہی ہے۔

شہروں میں گندی بستیوں کی صفائی کی گئی اور جھونپڑ پٹیوں کو بنیادی سہولتیں فراہم کر کے انہیں قابلِ رہائش بنایا گیا۔

گداگری کے خلاف مہم چلائی گئی اور سماجی زندگی کو بھیک کی لعنت سے پاک کرنے کی جد و جہد شروع کی گئی۔

سرکاری مشنری کو زیادہ فعّال بنانے کے اقدامات کئے گئے۔ سرکاری کارندوں اور افسروں کو عوام کی خدمت میں زیادہ چاق و چوبند رہنے کی ہدایت کی گئی۔

"اپرنٹس شپ پروگرام" پر عملدرآمد شروع کیا گیا اور مختلف صنعتوں میں سولہ ہزار بیروزگار افراد کو ہنرمندی کی تربیت دی گئی۔

جیسا کہ ہمارے ہر دلعزیز وزیر اعلیٰ نے اپنی حالیہ نشری تقریر میں فرمایا ہے "سب سے بڑھ کر جو کامیابی ہم نے حاصل کی ہے وہ ڈسپلن کا ماحول جسے افراد اور اداروں نے عملی طور پر اپنایا ہے۔ ویسے تو کسی بھی میدان میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے ہندوستان کی استعداد پر کسی کو کبھی شبہ نہیں ہوا ہے لیکن ضرورت اس بات کی تھی کہ جو لوگ ان مقاصد کو حاصل کرنے کا حوصلہ رکھتے تھے ان کے لئے واضح مقاصد صحیح سمت اور خود اعتمادی کا ماحول پیدا کیا جائے تاکہ وہ آزادہ پُر امن ماحول اور ڈسپلن کی فضا میں ان کے حصول کیلئے پوری طرح کوشش کریں۔"

ہمیں یقین ہے کہ مہاراشٹر کی یہ پیش قدمی جاری رہے گی اور ایمرجنسی کی برکتوں اور بیس نکاتی پروگرام کے شاندار نتائج سے وہ ایک طرف تو اپنی بیداری اور بیدار مغزی کا ثبوت دے گا اور دوسری طرف ملک کی معاشی اور معاشرتی ترقی میں ایک روشن مثال قائم کرے گا۔

"قومی راج" کا زیر نظر شمارہ ایمرجنسی اور مہاراشٹر میں اس کے اثرات پر روشنی ڈالتا ہے جس کے بارے میں ہم اُمید کرتے ہیں کہ یہ ملک و قوم کی ترقی سے دلچسپی رکھنے والے افراد کیلئے ایک مفید تحفہ ثابت ہوگا۔

ع۔ غ

ایک دیوی

از:- ڈاکٹر رمضان محمدی، بار- ایٹ- لا، احسان۔

آ بتا دوں تجھ کو کیا ہے ایک دیوی کا مقام — جسکے باعث کر رہی ہے ہند کو دنیا سلام

بیس نکتوں کی ادا کتنی یہ معنی خیز ہے — بس قیامت خیز ہے ہندوستاں کا گام گام

ساری دنیا دیکھ کر حیران ہے حیران ہے — کیسی دیوی ہے وہ جس پر ٹوٹتا ہے اژدھام

پوچھ مت احسان کیا اس کی کلائی کا ہے زور — ہر نظر میں رکھتی ہے عریاں وہ تیغِ بے نیام

کس کے قدموں کی ہے برکت دیس ہنسنے لگ گیا — گلستاں در گلستاں گردش میں ہے رنگین جام

جھک گئے ہاں جھک گئے سر سرکشوں کے جھک گئے — کر دیا نافذ جب اس نے اک کڑا ایسا نظام

غم کے بادل چھٹ گئے دوڑی خوشی کی لہر ہے — اللہ اللہ کس قدر امید افزا ہے پیام

بیس نکتوں میں بتائی ہے ادائے دلبری — دیس کی جتنی ہے دولت ہے برائے خاص و عام

بھاگ اٹھا دیو اسی کے جاگ کے کھانڈ بارا ہنس پڑا — دھولیہ میں پڑ گیا جب اس کا گامِ خوش خرام

یہ زمین و آسماں ملکیتِ آباء نہیں — توڑ ڈالو، توڑ ڈالو ساہوکاروں کا نظام

بول بالا ہے غریبوں کا جدھر بھی دیکھئے — اک نئے انداز سے گردش میں ہے رنگین جام

دیس کی طاقت ہو تم، ہاں دیس کی عزت ہو تم — ایک دیوی نے غریبوں کو دیا ایسا پیام

ایک دیوی نے وطن کو ہے اٹھایا اس قدر — مل گیا ہندوستاں کو گمشدہ گویا مقام

تا قیامت ہند ماتا زندہ باد و زندہ باد
مثلِ مہر و ماہ و اخترِ چرخ پر تابندہ باد

از۔ ڈاکٹر رمضان محمدی، بار۔ ایٹ۔ لا، احسان۔

ایک فرشتہ

تھا بڑے کرب و الم میں صوبۂ مہاراشٹر　　تھا پریشاں حال غم میں صوبۂ مہاراشٹر
تھا گھرا دورِ ستم میں صوبۂ مہاراشٹر　　کھو گیا تھا چشمِ نم میں صوبۂ مہاراشٹر

اِک فرشتے کے قدم کی ہے عنایت یہ مگر
کِھل کِھلا اُٹھا خوشی سے صوبۂ مہاراشٹر

بے گھروں کو گھر دیا کس نے یہ دستِ شوق سے　　جھولیوں کو بھر دیا کس نے یہ دستِ شوق سے
کھیت رنگیں تر دیا کس نے یہ دستِ شوق سے　　خوش ہر اک کو کر دیا کس نے یہ دستِ شوق سے

اِک فرشتے کے قدم کی ہے عنایت یہ مگر
کِھل کِھلا اُٹھا خوشی سے صوبۂ مہاراشٹر

وہ غریبوں کا محافظ وہ فقیروں کا حبیب　　بیکسوں کا دیکھنے والا یتیموں کا مجیب
جاگ اُٹھے جسکے دم سے بھاگ سب کے اور نصیب　　اللہ اللہ ہو گیا ہر کوئی بس اُس کے قریب

اِک فرشتے کے قدم کی ہے عنایت یہ مگر
کِھل کِھلا اُٹھا خوشی سے صوبۂ مہاراشٹر

کون ہاتھ اس کا پکڑ سکتا ہے نظم و ضبط میں　　کون ہے اس سے جھگڑ سکتا ہے نظم و ضبط میں
جتنا چاہے وہ اکڑ سکتا ہے نظم و ضبط میں　　ہر کسی کو وہ جکڑ سکتا ہے نظم و ضبط میں

اِک فرشتے کے قدم کی ہے عنایت یہ مگر
کِھل کِھلا اُٹھا خوشی سے صوبۂ مہاراشٹر

اِک فرشتہ بن کے آیا صورتِ انسان میں　　جان آئی صوبۂ مہاراشٹر کی جان میں
اُس نے اونچا کر دیا مہاراشٹر کو آن میں　　فاصلہ کیا ہے ملک اور حضرتِ چوہان میں

اِک فرشتے کے قدم کی ہے عنایت یہ مگر
کِھل کِھلا اُٹھا خوشی سے صوبۂ مہاراشٹر

(گیت)

عزمِ نو

بیکل اتساہی

کوئی ٹوکے نہ ہم کو، نہ روکے ڈگر　　ہم بڑھے ہیں نئی منزلوں کے لئے

ہر قدم یوں تو رعنائیاں ہیں بہت، راستے میں ابھی کچھ لٹیرے بھی ہیں
مسکراتی ہوئی مشعلوں کے تلے، ٹمٹماتے ہوئے کچھ اندھیرے بھی ہیں

ہاں مگر عزمِ نو اپنا ہے ہمسفر　　ہم بڑھے ہیں نئی منزلوں کے لئے

ہیں سسکتی ہوئی شمعیں احساس کی، خونِ دل سے انہیں جگمگانا بھی ہے
ذہن کی ادھ کھلی کھڑکیوں پر ابھی، چرخ کے چاند تاروں کو لانا بھی ہے

رات سے چھین کر لالہ زارِ سحر　　ہم بڑھے ہیں نئی منزلوں کے لئے

اب تو کوئی قدم کیوں اکیلا اٹھے، گر اٹھے تو اٹھے کارواں کے لئے
گر رکے تو بنے عظمتِ ایشیا، گر بڑھے تو سکونِ جہاں کے لئے

مشکلوں کو بناتے ہوئے رہگذر　　ہم بڑھے ہیں نئی منزلوں کے لئے

سازشوں کا ہر اک آسرا توڑ دیں، آندھیاں آئیں تو اُن کا رُخ موڑ دیں
حادثوں کو تھکن کے حوالے کریں، دُوریوں کو سرِ راہ بھی چھوڑ دیں

وقت کے سارے فتنوں سے ہو کر نڈر　　ہم بڑھے ہیں نئی منزلوں کے لئے

ساتھ ایمان و محنت کا پرچم لیے، گنگناتی ہوئی زندگی بھی چلے
اپنے ہاتھوں میں توقیرِ عالم لیے، سر اٹھاتے ہوئے آدمی بھی چلے

روند کر زعمِ صحرائے برق و شرر　　ہم بڑھے ہیں نئی منزلوں کے لئے

بلرام پور - گونڈہ (یوپی)
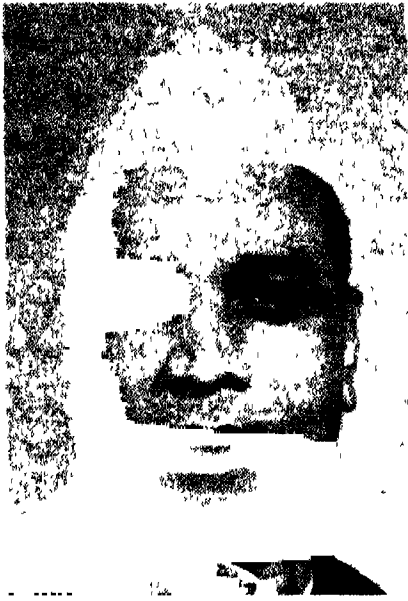
ایمرجنسی نے عوام میں اعتماد پیدا کیا

وزیر اعلیٰ شنکر راؤ چوان کی نشری تقریر

وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان نے آل انڈیا ریڈیو بمبئی سے ایمرجنسی کے ایک سال کے مکمل ہونے پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ پچھلے بارہ مہینوں میں حکومت اور عوام میں ایسا عظیم اعتماد پیدا ہو گیا ہے کہ وہ کسی بھی بحران پر قابو پانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ وزیر اعلیٰ کی تقریر کا متن حسب ذیل ہے:-

ہندوستان کی تاریخ میں گزشتہ بارہ مہینے ایک بہت ہی اہم اور واقعات سے بھرپور دور گنا جائے گا۔ شکر ہے ان نئی تعمیری قوتوں کا جنھیں ہنگامی حالات نے پیدا کیا ہے جس کے سبب آج عام آدمی عدم وجودیت سے وجودیت میں ڈھل گیا ہے۔ اس حقیقت سے آج انکار ممکن نہیں کہ مستقبل میں عام آدمی کی ضروریات ہی قومی پالیسی ڈھالنے میں مدد دیں گی۔ عام آدمی کی حیثیت میں جو تبدیلی آئی ہے وہ میرے خیال میں ہنگامی حالات کے سبب ملنے والے فوائد قومی راج کا نتیجہ ہے اور ہنگامی حالات کا سب سے اہم و دیرپا اثر عام آدمی کی بہبود میں نظر آتا ہے۔

گاندھی جی نے ہر غریب شخص کے مرجھائے چہرے میں خدا کو دیکھا۔ حالاں کہ ہم میں سے کوئی بھی مہاتما کی خصوصیت کا مقابلہ کرنے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ لیکن ہم ان کی تعلیمات پر عمل کرنے کی ایک ایماندارانہ کوشش تو کر ہی سکتے ہیں۔ ایمرجنسی نے ڈسپلن اور امن و امان کی جو فضا پیدا کی ہے اس سے یہ موقع ملا ہے کہ ہم عام آدمی، چھوٹے کاشتکاروں، بے زمین مزدوروں، ادیباسیوں، گندی بستیوں میں رہنے والوں اور غریب طالب علموں کی بھلائی کے لئے مختلف اقدامات کریں۔

شریمتی اندرا گاندھی جیسی شخصیت کے لئے جو کہ جواہر لال نہرو، گاندھی جی اور انھیں کی طرح دیگر جمہوریت نوازوں کے سائے تلے پروان چڑھی ہوں، ہنگامی حالات کے اعلان کا فیصلہ ان کے لئے بھی اتنا ہی ناپسندیدہ ہوا ہوگا جتنا کہ ان کے بڑے سے بڑے نقاد کے لئے ہے۔ اس کے باوجود یہ اہم فیصلہ کرنا ہی تھا کیوں کہ

اگر اس فیصلے میں دیر کی جاتی تو ملک کا تحفظ بھی خطرہ میں پڑ جاتا۔ حکمراں جماعت کے قائدین کے بے حد جمہوری اور نرم رویئے نے مخالف جماعتوں اور غیر ذمہ دار عناصر کو لمبی مدت تک تخریبی کارروائیوں میں شامل ہونے کا موقع فراہم کیا جس کی وجہ سے نہ صرف ملک میں افراتفری اور بدامنی پیدا ہوئی بلکہ ملک کے وجود اور دفاع کو بھی خطرہ لاحق ہو گیا تھا، جس تباہی کی جانب ملک بڑھ رہا تھا، اگر اس سے غفلت برتی جاتی تو یہ ملک و قوم کے لیے تباہ کن ثابت ہوتا۔ نراج اور لاقانونیت کے بڑھتے ہوئے معاملات کو روکنے کے لئے سخت اقدامات کرنے کے سوا کوئی چارہ کار نہ رہ گیا تھا۔ یہ صحیح فیصلہ تھا، واحد فیصلہ تھا اور بروقت فیصلہ تھا۔

اس دوران دوسرے ممالک اور خاص طور پر ایک پڑوسی ملک میں جو واقعات ظہور پذیر ہوئے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایمرجنسی کا نفاذ کتنا ضروری اور درست تھا۔ خود ہندوستان میں جو واقعات ظہور پذیر ہوئے ان سے ایمرجنسی کے اعلان کا ضروری ہونا ثابت ہوتا ہے۔

ایک سوال کا جواب

گزشتہ سال کے دوران وزیر اعظم کا ۲۰ نکاتی پروگرام عام آدمی کی فلاح و بہبود کو حاصل کرنے کے لئے بنایا گیا تھا۔ اکثر یہ سوال پوچھا جاتا ہے کہ اس پروگرام کو ہنگامی حالات کے نفاذ تک کیوں روکا گیا؟ کیا اس سے پہلے شروع نہیں کیا جا سکتا تھا؟ اس پر بھی اکثر بحث ہوتی ہے کہ ۲۰ نکاتی پروگرام میں جو نکات ہیں۔ ان سے کسی کو بھی یہاں تک کہ مخالف جماعتوں کو بھی اختلاف نہیں ہو سکتا، اس لئے اس کو بہت پہلے شروع کیا جانا چاہیے تھا۔ اس کے جواب میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ مخالف جماعتوں کی غیر ذمہ دارانہ اور ابتری پیدا کرنے والی کارروائیوں نے ان کے نفاذ کو ناممکن بنا رکھا تھا۔ ایسے تعمیری پروگرام کی عمل آوری کے لیے نظم و ضبط کا ماحول ضروری تھا۔ ایسا ماحول ہماری ہر دلعزیز وزیر اعظم نے ایمرجنسی کے ذریعہ پیدا کیا جس سے ملک میں استحکام اور خود اعتمادی پیدا ہوئی، فلاحی پروگرام کو شروع کرنے سے پہلے یہ ضروری تھا کہ فرقہ پرست اور دوسری جماعتوں کی تخریبی قوتوں کو ختم کر دیا جاتا۔

ریکارڈ توڑ پیداوار

اس سال کے دوران مہاراشٹر نے عوامی بہبود کے کئی میدانوں میں کامیابی حاصل کی۔ کاشت کاروں نے بھرپور جدوجہد کی۔ اہم انتظامی اور ٹیکنیکل اقدامات کے ذریعہ ان کی مدد بھی کی گئی، اور اس طرح ۹۳ لاکھ ٹن کی ریکارڈ توڑ پیداوار حاصل ہوئی، جس نے ریاست کو خود کفیلی سے قریب تر کر دیا ہے۔ مہاراشٹر بے زمینوں کو گھروں کے پلاٹ فراہم کرنے (۵۷ر۳ لاکھ) اور مکانات تعمیر کرنے (۰۳ر۱ لاکھ) میں سب سے آگے ہے۔ ایسی فاضل زمینوں کو بے زمینوں میں تقسیم کرنے میں بھی مہاراشٹر کو زبردست کامیابی ہوئی ہے اور ۲۵ر۱ لاکھ ہیکٹر میں سے ۸۶۰۰۰ ہیکٹر اراضی بے زمین لوگوں میں تقسیم کی جا چکی ہے۔ اس سے فائدہ اٹھانے والوں میں اکثریت پسماندہ طبقات کے لوگوں کی ہے۔

زمین کی ملکیت کی تبدیلی کی ایک خاص بات یہ ہے کہ پرانے زمین مالکان کے لئے ایک ایسی فضا تیار کی گئی ہے کہ وہ نئے زمین مالکان کو اس تبدیلی کا پورا فائدہ اٹھانے میں مدد کریں۔ پرانے زمین مالکان نیز مقامی لوگوں نے مل کر یہ ذمہ داری لی ہے کہ وہ نئے زمین مالکان کو کھیت جوتنے سے فصل کے کٹنے تک تمام زراعتی کاموں میں مدد کریں گے۔

مہاراشٹر میں کاشت کاروں کی کل تعداد کا ۵۰ فیصد حصہ چھوٹے اور معمولی کاشت کاروں پر مشتمل ہے مگر ریاست کی اناج کی پیداوار میں اپنا حصہ دینے میں وہ معذور ہیں کیونکہ ان کے پاس ذرائع نہیں ہیں ان کو پرائمری کریڈٹ سوسائٹیز کا رکن بنا کر حکومت نے ۶۰ر۱۶ لاکھ ایسے کاشت کاروں کو اس لائق کر دیا ہے کہ وہ قرض حاصل کر سکیں جس سے وہ زراعتی آلات وغیرہ خرید سکتے ہیں اور پیداوار میں اضافہ کر سکتے ہیں۔

اس درمیان ریاستی حکومت کے ذریعہ منظور شدہ ایک پروگرام کے تحت مہاراشٹر اسٹیٹ کوآپریٹیو لینڈ ڈیولپمنٹ بینک کمزور طبقے کو خصوصی امداد فراہم کرے گا جس میں چھوٹے اور جزوقتی کاشت کار، بے زمین زراعتی مزدور، زمین کے نئے مالکان اور دوسرے شامل ہیں۔ اگلے پانچ سال تک ہر سال یہ بینک ۱ کروڑ تک قرض منظور کرے گا جس سے کاشت کار ۱۰۰۰۰ کنوئیں کھود سکیں گے اور برقی پمپ حاصل کر سکیں گے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ پانچ سال کی مدت میں ۵ کروڑ روپے فراہم کرنے ہوں گے تاکہ ۵۰۰۰۰ کنوئیں کھودے جا سکیں۔

اس کے لئے ہم نے امداد باہمی ادارہ جات کے ذریعہ قرضہ جات کی فراہمی اسکیم کا آغاز بھی کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ ساہوکاروں کے استحصال کو روکنے کے لئے اس ضمن میں قانونی اقدام بھی کیا گیا۔ میں اس بات سے بھی بخوبی واقف ہوں کہ عدالتوں سے 'اسٹے' (STAY) حاصل کرنے کی وجہ سے ہمارے لئے ان اقدامات پر مکمل طور سے عمل درآمد کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ آج جبکہ مجھے اس بات کا موقع ملا ہے میں ان ساہوکاروں سے بھی کہوں گا کہ وہ اس سماجی بہبود کے کاموں میں روڑے اٹکانے کی کوشش نہ کریں بلکہ ملک نے جن باتوں کو قبول کر لیا ہے وہ بھی ان پر چلیں اور ملک کے ضرورت مند وغریب انسانوں کو

ہر ممکنہ امداد کے لئے قدم بڑھائیں۔

۲۰ نکاتی پروگرام پر عمل آوری کی سب سے اہم خصوصیت مختلف کاموں میں خاص طور پر طالب علموں اور اساتذہ اور سرکاری مشینری کی پوری شمولیت ہے اور ان سب کے تعاون نے اس کام کو زیادہ آسان اور نتائج خیز بنا دیا ہے۔

گوداوری پانی کا تصفیہ جس کے لئے مہاراشٹر نے پیش قدمی کی تھی نیز پلاننگ کمیشن کی جانب سے ریاست میں تین بڑے پروجیکٹوں کی منظوری پانی کی فراہمی میں کافی اضافہ کرے گی جس کی بنا پر زرعی پیداوار میں بھی اضافہ کی امید ہے۔ گوداوری پانی کے تصفیے کی بنا پر اہم پروجیکٹوں کی ترقی میں آنے والی تمام رکاوٹوں کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ سب سے بڑھ کر ہمیں اس بات کا شرف حاصل ہوا کہ وزیر اعظم نے خود اپنے دست مبارک سے جائیکواڑی پروجیکٹ اور کلواڑی کے کاموں کا افتتاح کیا۔

بجلی کی پیداوار میں جو اضافہ کیا جا رہا ہے اس سے آئندہ چار سالوں میں ۔۔۔۸ میگاواٹ کی امکانی کمیوں کو بھی دور کر دیا جائے گا۔ کئی پروجیکٹوں کے ذریعہ ۳۵۴ میگاواٹ امکانی بجلی حاصل کرنے کی ایک نئی اسکیم مرکزی حکومت کو منظوری کے لئے پیش کر دی گئی ہے

شہروں پر توجہ

شہروں پر بھی خاص طور سے توجہ دی جا رہی ہے۔ مثلاً شہر بمبئی جسے ہم صرف مہاراشٹر کا ہی نہیں بلکہ پورے بھارت کا مدار کہہ سکتے ہیں۔ یہاں کے معیار زندگی میں کافی سدھار ہوا ہے۔ گندی بستیوں کی صفائی کے علاوہ گداگروں کو ہٹا دیا گیا ہے اور قطار لگانے کے نظام میں بھی نظم و ضبط قائم کیا گیا ہے۔ یہ

قومی راج

بمبئی سوک سوسائٹی کے زیر اہتمام ۲۶ جون ۷۶ء کو ایمرجنسی کی پہلی سالگرہ منائی گئی۔ اس موقع پر منعقدہ "عوامی تقریب" میں وزیر اعلیٰ شنکر راؤ چوان تقریر کرتے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔ ڈائس پر (بائیں سے دائیں) شری یشپال کپور (ایم پی)، شریمتی کسم تائی چوان، وزیر محصول ڈاکٹر رفیق زکریا اور وزیر مملکت برائے محنت شری رام ناتھ پانڈے تشریف فرما ہیں۔

اقدامات چاہے چھوٹے پیمانے پر کیوں نہ ہوں، انسانی زندگی کو قابل برداشت بنانے میں بے حد معاون و مددگار ہیں۔ اس سلسلے میں تجارتی بنکوں کو بھی چاہئے کہ وہ گندی بستیوں میں رہنے والوں کو بغیر کسی ضمانت کے قرضہ جات دیں اور بنکوں کے اسٹاف کو چاہئے کہ وہ ان لوگوں کو بطور امداد کتابیں اور دوائیں وغیرہ جیسی چیزیں فراہم کریں۔ بعض بنکوں نے ایسا اقدام کیا بھی ہے یہ اس بات کی نشانی ہے کہ عوامی اداروں میں بھی اس قسم کا نیا جذبہ بیدار ہو رہا ہے۔ اس دوران انتظامیہ مشینری کو بہتر بنانے کے لئے اقدامات کئے گئے۔ حال ہی میں دہلی میں چیف سکریٹریوں کی کانفرنس نے اس عمل کو اور زیادہ استحکام بخشا۔ عوام کو دشواریوں کا سامنا نہ کرنا پڑے اس لئے افسران کو فرائض کی انجام دہی میں اور کاموں کو نپٹانے میں تیز رفتاری کی ہدایت دی گئی ہے۔

اپرنٹس شپ پروگرام

ریاست میں اپرنٹس شپ پروگرام نہایت بڑے جوش و خروش اور کامیابی کے ساتھ عمل در آمد کیا جا رہا ہے اور مختلف صنعتوں میں ۱۶،۰۰۰ (سولہ ہزار) نوجوانوں اور بے روزگاروں کو بطور اپرنٹس لگا کر ایک مثال قائم کی گئی ہے۔ صلاحیت رکھنے والے تمام مندرج قبیلوں کے افراد کو بھی اس اسکیم کے تحت شامل کیا گیا ہے۔ کل ہند استعدادی مقابلے میں مہاراشٹر کے چار اپرنٹسوں نے گولڈ میڈل حاصل

خصوصی

سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۲۰ نکاتی پروگرام کی عمل آوری میں نوجوانوں کی استعداد پر جو بھروسہ کیا گیا ہے وہ غلط نہیں ہے۔

۲۰ نکاتی پروگرام میں ۴ نئے نکات کا اضافہ کیا گیا ہے۔ لیکن ریاست مہاراشٹر نے پہلے ہی انہیں اپنا لیا تھا اور اس سلسلے میں اقدام کر کے تھوڑی بہت کامیابی بھی حاصل کر لی گئی تھی۔ ریاستی حکومت نے بہت پہلے سے ہی خاندانی منصوبہ بندی کو اہم نکتہ مان کر مقبول کر لیا تھا اور اس ضمن میں پچھلے سال ہی نس بندی میں مرکزی حکومت کی جانب سے مقرر کردہ نشانے کو اپنی طرف سے دوگنا کر دیا تھا۔ بلکہ تمام اضلاع اپنے نشانوں سے آگے بھی بڑھ چکے تھے۔

صنعتی آلودگی کی روک تھام کے مدنظر "سبز بمبئی" اسکیم خاص طور پر اہمیت رکھتی ہے۔ امداد باہمی اداروں، رہائشی کالونیوں، ٹاؤن شپس اور گندی بستیوں کے علاقوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ درخت لگائیں تاکہ فضائی آلودگی کا مقابلہ کیا جا سکے۔

قومی صحت اور بہبود اطفال ایسے موضوعات ہیں جن پر ریاست مہاراشٹر نے اسپورٹس اور سماجی بھلائی کے محکمے کے ذریعہ خاص طور پر توجہ دی ہے۔ ہمارے نوجوان ان سرگرمیوں میں پیش پیش ہیں۔ اب توسیع شدہ ۲۰ نکاتی پروگرام میں ان نکات کی شمولیت کی وجہ سے ان کی اور زیادہ حوصلہ افزائی ہوگی۔

طلبہ کے لئے

مرکزی حکومت نے ایک جانب تو پانچ یونیورسٹیوں کو ریاستی ماڈل اسکیم تیار کرنے کی ہدایت کی ہے اور دوسری جانب ریاستی غذا و شہری رسد اور امداد باہمی محکمہ کو طلبہ میں اسٹیشنری اور اناج کی فراہمی کا حکم دیا ہے۔ اس اسکیم سے ریاست کے ۴ لاکھ ۷۵ ہزار (۴،۷۵،۰۰۰) کالج کے طلبہ کے اناج پر ہونے والے خرچ میں کمی متوقع ہے، اس کے علاوہ طلبہ کی جانب سے چلائے جانے والے صارفین کے امداد باہمی اداروں کو بھی تمام تر امداد دی جائے گی۔

حاصل کردہ کامیابیوں میں سے میں نے چند کا ذکر کیا ہے جو کہ ان بارہ مہینوں کے دوران حاصل ہوئی ہیں۔ یہ ایسی کامیابیاں ہیں جنھیں ہم تعداد اور مقدار کی ترازو میں تول سکتے ہیں لیکن سب سے بڑھ کر جو کامیابی ہم نے حاصل کی ہے وہ ہے ڈسپلن کا ملوا جسے افراد و اداروں نے عملی طور پر اپنایا ہے۔ ویسے تو کسی بھی میدان میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے ہندوستان کی استعداد پر کسی کو کبھی شبہ نہیں ہوا ہے، لیکن ضرورت اس بات کی تھی کہ جو لوگ ان مقاصد کو حاصل کرنے کا حوصلہ رکھتے تھے ان کے لئے واضح مقاصد، صحیح سمت اور خود اعتمادی کا ماحول پیدا کیا جاتا تاکہ وہ آزاد، پُرامن ماحول اور ڈسپلن کی فضا میں اُن کے حصول کے لئے پوری طرح کوشش کرتے۔

کانگریس کے حالیہ اجلاس میں کسی نے قومی حالات کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا کہ بُرے دن ختم ہو گئے ہیں جس پر وزیر اعظم نے فرمایا کہ "بُرے دن ابھی آ گئے ہیں"۔ وزیر اعظم کے اس فقرے کا مطلب بُرے دنوں کی آمد کا
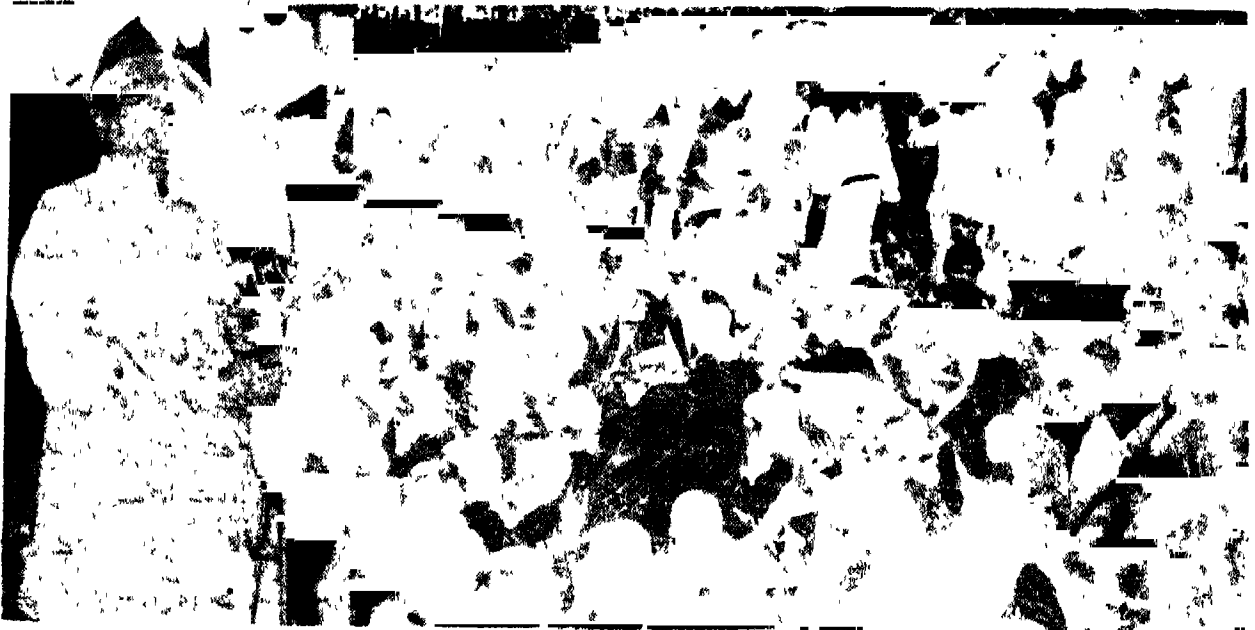
کاسا تعلقہ دھانو کے خوشحال ادیباسی وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان کی تقریر سن رہے ہیں۔ ان کے چہرے خوش آئند مستقبل کے تصور سے چمک اٹھے ہیں۔

اعلان نہیں ہے بلکہ ملک کی روپوش طاقتوں اور بین الاقوامی تبدیلیوں کے خلاف چوکنا و ہوشیار رہنے کی ہدایت تھی، دائمی چوکسی ہی اصل میں آزادی کی قیمت ہے۔

ہنگامی حالات سے قبل اور بعد کی حالتوں میں جو فرق ہے وہ یہ ہے کہ اب قوم میں ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت اور خود اعتمادی پیدا ہو گئی ہے۔

حکومت اور عوام دونوں کو ہی اب یہ یقین ہو گیا ہے کہ ان میں یہ حوصلہ اور استعداد ہے کہ وہ کسی بھی بحران کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔

وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوہان ۲۷ جون کو سچیوالیہ میں "سوتنتریہ سینک مراٹھا" کے سمپادک شری وینکٹیش کو تامرپتر دے رہے ہیں۔ یہ اسی موقع کی تصویر ہے۔

وزیر اعلیٰ شری ایس۔ بی۔ چوان نے مال کھیڑ میں نئے زمین پانے والوں کے کھیتوں کو پانی دینے کیلئے [illegible] پمپ کا افتتاح کیا۔ یہاں کنوئیں کھودنے کے لئے اسٹیٹ ریزرو پولس نے شرمدان کیا ہے۔ سابق وزیر اعلیٰ شری وی۔ پی۔ نائیک، نائب وزیر زراعت شری اے۔ ایچ۔ ہمدانی بھی نظر آرہے ہیں۔

ادیباسیوں کی زندگی میں

شری اے۔ ایس کستورے -
(وزیر سماجی بہبود)

"۲۰ نکاتی پروگرام کے تحت اٹھائے گئے تعمیراتی کام نئے نہیں ہیں۔ تاہم اب ہمیں ان پروگراموں کو نیا رُخ دینا ہے - یہاں سے آگے ہر پروگرام کی کامیابی کا معیار یہ ہوگا کہ وہ سماج کے کمزور اور بھولے ہوئے طبقات کو فائدہ پہونچائے۔" یہ خیالات جو حال ہی میں ہماری وزیر اعظم نے ۲۰۔ نکاتی پروگرام کے سلسلے میں ظاہر کئے ہیں، بہت اہم ہیں۔

غیر ملکی طاقت کی غلامی سے آزاد ہونے کے بعد ہمارے لئے ملک میں غریبی کا خاتمہ کرنے کے لئے ایک زبردست جد و جہد کا آغاز کرنا پڑا۔ آزادی کا حصول ایک ذریعہ تھا غریبی کو دور کرنے کا اور ملک کو خوشحال کرنے کا۔

جب ہم نے آزادی حاصل کی اور قوم نے تعمیراتی منصوبوں کے ایک نئے دور میں قدم رکھا تو اس مبارک دن پنڈت جواہر لال نہرو نے کہا تھا

" ہم نے قسمت کے ساتھ ایک بازی کھیلی تھی " ابتدا ہی سے ان منصوبوں کا مقصد غریب اور پچھڑے ہوئے لوگوں کی بھلائی رہا۔ ریاست مہاراشٹر نے بھی دوسری ریاستوں کی طرح کافی پیش رفت کی۔

سماج کے پچھڑے ہوئے طبقات کی بھلائی کی بات سوچتے ہوئے اس ریاست کو ۳۰ لاکھ ۹۵ ہزار ادیواسیوں کا خاص خیال رکھنا پڑا۔ یہ ادیواسی سالہا سال سے لوٹ کھسوٹ کا شکار ہوتے رہے تھے۔ وہ ان پڑھ ہونے کی وجہ سے قرض کے بوجھ تلے دبے جاتے تھے اور ان کی زمینیں چھینی جا رہی تھیں۔
لہٰذا حکومت کو ان کی بھلائی کے لئے قبائلی ترقی بلاکس، جنگلاتی مزدور امداد باہمی سوسائٹی اور ان کے بچوں کیلئے آشرم شالائیں وغیرہ قائم کرنے پڑے۔

تاہم یہ تمام اقدامات ناکافی ثابت ہوئے۔ ان اقدامات کے باوجود اور باوجود پنج سالہ منصوبوں کی اسکیمات کے، یہ حقیقت ہے

کہ ادیواسیوں کو سماج کے دوسرے طبقات سے برابری نہیں مل سکی - اور ادیواسی غیر ادیواسی میں کافی فرق رہا۔

نیا رخ اور نئی بیداری

اس سست رفتاری کے پیش نظر حکومت کیلئے ضروری ہوا کہ پروگراموں کو ایک نیا رخ دیدے اور انہیں تیزی سے عمل میں لائے۔ لہذا ۱۹۷۵ء میں ایک ضمنی پلان بنایا جسے ۱۹۷۶ء میں ۲۰- نکاتی پروگرام کے اعلان کے بعد خاص اہمیت حاصل ہوئی -

ادیواسیوں میں اب ایک نئی بیداری پیدا ہوگئی ہے۔ اور اب وہ خود بھی یہ محسوس کرنے لگے ہیں کہ ان کی ترقی کی رفتار بہت دھیمی ہے۔ دراصل اس قسم کی بیداری ترقی کی پہلی منزل ہے۔ اور یہ اطمینان کی بات ہے کہ ہم ایسی بیداری اور ایسا ماحول پیدا کرنے میں کامیاب ہوئے۔ اس کا کریڈٹ خصوصیت کے ساتھ ہمارے وزیر اعلیٰ شری ایس۔ بی چوان کو ملتا ہے۔ حال ہی میں کھانڈ بارہ، ضلع دھولیہ میں لاکھوں ادیواسیوں نے جس طرح جوش و خروش کے ساتھ ہماری وزیر اعظم کا خیر مقدم کیا وہ اس بیداری کا ایک جیتا جاگتا ثبوت ہے۔

قبائلی ضمنی پلان کے تحت ریاست کے تیرہ ضلعوں کے چھ ہزار چار سو چھبیس دیہات آتے ہیں جن میں سے ۴۱سو سینتالیس دیہات زائد ضمنی پلان کے تحت آتے ہیں۔ اس طرح یہ ضمنی پلان ۲۲ تحصیلوں پر پوری طرح اور ۲۶ تحصیلوں کو جزوی طور پر محیط ہے۔ اس علاقے میں کل آبادی ۳۶ لاکھ ۱۲ ہزار ہے جس میں سے ۱۹ لاکھ ۱۷ ہزار ادیباسی ہیں یعنی ادیباسیوں کی آبادی کا ۶۵ % حصہ اس ضمنی پلان کے تحت آتا ہے۔ باقی ۳۵ %- ادیباسی ادھر ادھر بکھرے ہوئے ہیں۔ لہذا کوئی مربوط پلان ان تک پہنچ نہیں سکتا۔

آسن گاؤں، تعلقہ شاہاپور، ضلع تھانے میں آبپاشی کیلئے بندھ زیر تعمیر ہے - اس ضلع میں بارہ ہزار ہیکٹر زمین زیر آبپاشی لائی گئی ہے - اب ادیباسی برسات کے رحم و کرم پر نہیں رہیں گے۔

مکان کیلئے زمین کا عطیہ

حال ہی میں وزیر سماجی بہبود شری ارجن راؤ کستور سے ایک تقریب میں شرکت کی غرض سے ضلع بلڈانہ میں واقع ہنگنا رکور سے گاؤں جا رہے تھے انہوں نے گاؤں میں جھونپڑے بنانے کے لئے بے زمین اشخاص کو دی جانے والی زمین کے بارے میں دریافت کیا۔ انہیں بتایا گیا کہ ایک آدمی کو بھی مکان کی جگہ مہیا نہیں کی گئی ہے۔

اس پر گاؤں کے ایک باسی پروفیسر کیشو راؤ جوان نے اعلان کیا کہ وہ اپنی تقریباً ۲ ہیکٹر فاضل اراضی بے زمین اشخاص کے لئے گھر بنانے کے واسطے دینگے۔

اس کے علاوہ جیودھ کے ایک ترقی پسند کسان، شری ایچ۔ ایم نانگے نے بے زمینوں کے لئے جھونپڑے بنانے کے واسطے ۱۱۵ روپے کی رقم عطا کی۔

قبائلی ترقی کے اقدامات

جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے، ادیباسیوں کی ترقی کے لئے پہلے بھی اقدامات کئے جا رہے تھے۔ تاہم تجربہ شاہد ہے کہ ان کی بھلائی کے لئے جو رقومات مختص ہوتی تھیں وہ اُن تک نہیں پہنچ پاتی تھیں اور وہ ان سے پورا فائدہ نہیں اٹھا سکتے تھے۔ ان رقومات کو دوسری مدوں میں خرچ کرنا پڑتا تھا۔ سنہ ۷۷-۱۹۷۶ء کے لئے یہ بندوبست کر دیا گیا ہے کہ ادیباسیوں کے لئے مختص کی ہوئی رقومات انہیں پر خرچ کی جائیں اور کہیں نہیں۔

قبائلی ضمنی پلان علاقے کے ۱۳ ضلعوں میں ہر ضلع کے لئے مناسب رقم رکھ دی گئی ہے۔ سنہ ۷۷-۱۹۷۶ کے لئے رکھی گئی ۱۳۱۸٫۷۸ لاکھ روپیوں کا بٹوارہ اس طرح ہے۔ (لاکھوں میں)۔

زراعت: ۴۳٫۸۶

چھوٹی آبپاشی: ۲۵۱٫۶۸

زمین کا بچاؤ: ۲۷٫۸۷

زمین سدھار ۱۰٫۷۰ گلہ بانی ۱۲٫۱۸

ڈیری ڈیولپمنٹ ۱۲٫۳۸ فشریز ۴٫۰۹

قومی راج

جھونپڑی بھی

اور زمین بھی!

حوصلہ افزا تجربہ

وزیر سماجی بھلائی شری ارجن راؤ کستورے نے حال ہی میں ضلع بلڈانہ کا دورہ کیا۔ انہوں نے دیکھا کہ دیہات کے لوگوں میں ۲۰ نکاتی معاشی پروگرام کی عمل آوری سے ایک جوش و خروش پیدا ہوا ہے، جو نہایت ہی حوصلہ افزا ہے۔

وزیر موصوف نے بے زمین کسانوں میں ۲۶۰ ہیکٹر زمین تقسیم کی جس میں سے ۲۴۰ ہیکٹر تو نئے حد بندی اراضی قانون کے تحت فاضل قرار دی گئی تھی اور ۲۰ ہیکٹر خود دیہات کے لوگوں نے عطیہ دیئے ہیں۔

مزید برآں دیہات کے لوگوں نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا کہ فاضل زمینوں کا معاوضہ وہ بے زمین غریبوں کے مکان کی تعمیر کے لیے بطور عطیہ دے دیں گے۔

شری کستورے نے نہ صرف نئے الاٹیوں میں زمینیں تقسیم کیں، بلکہ ان پر ہل بھی چلائے۔ الاٹیوں کو بیج مفت فراہم کئے گئے تھے۔

دیہاتیوں نے وزیر موصوف کو روپیوں کے ہار پہنائے۔ اسی میں دس ہزار روپے تھے جو بے گھر لوگوں کے مکانات کی تعمیر کے لئے وقف کئے گئے۔

شری کستورے نے دیہاتیوں کو دلی مبارکباد دی۔

جنگلات: ۵۵٫۸۹

کمیونٹی ڈیولپمنٹ بشمول ضمانت روزگار

اسکیم ۲۵۷٫۶۴ امداد باہمی ۲۷٫۲۷

بجلی ۱۰۰٫۰۰ صنعت ۱۹٫۹۳

سڑکیں ۲۳۶٫۸۰ تعلیم ۵۸٫۰۸

میڈیکل ۱۲٫۸۲ صحت عامہ ۸۸٫۰۰

تعمیر مکانات ۲۲٫۳۳ سماجی خدمات ۳۱٫۶۲

مزدوری اور روزگار ۱٫۰۰

انفارمیشن و پبلسٹی ۱٫۱۵

ادیباسیوں کو لوٹ کھسوٹ سے بچانے کیلئے اقدامات

ادیباسیوں کو ساہوکاروں کی لوٹ کھسوٹ سے بچانا اور ان کے لئے ایک آزاد ماحول تیار کرنا بھی ضروری تھا۔ اس ضمن میں بہار شیڈولڈ ایریاز ریگولیشن (ترمیم) ایکٹ ۱۹۶۹ء (بہار ریگولیشن ۲۵ برائے ۱۹۶۹ء) اور قانون بحالی زمینات بہ قبائل مندرجہ بہار ٹنڑ ۱۹۶۹ء کافی اہم ہیں۔ اس کے تحت غیر قبائلیوں نے جو زمینات قبائلیوں کی لی ہیں وہ لوٹانی پڑیں گی اور آئندہ اس قسم کے انتقال اراضی پر پابندیاں عائد رہیں گی۔

اسی طرح ریاستی حکومت نے ساہوکاروں کے نرغے سے ادیباسیوں کو چھڑانے کیلئے امداد باہمی سوسائٹیاں قائم کی ہیں جو انہیں پیداوار اور استعمال کے اشیاء فراہم کرتی ہیں۔ قبائلی ضمنی پلان کے تحت ہر ۱۲ ہزار ۵ سو کی آبادی پر ایک سوسائٹی قائم کی جا رہی ہے اب تک ۲۵۸

صرف جو ہار تعلقہ میں حکومت نے ضمانت روزگار اسکیم پر چار لاکھ روپئے خرچ کئے ہیں۔ دس ہزار جفاکش ادیباسیوں کے لئے روزگار کے نئے راستے کھل گئے ہیں۔

سوسائٹیاں قائم کی گئی ہیں۔ حکومت ان سوسائٹیوں کو کئی طریقوں سے مالی امداد دیتی ہے۔

ڈھولے اور اسراوتی ضلعوں میں کی ۲۲ سوسائٹیوں کو اب تک ۲۰٫۴۸ لاکھ روپے بنیادی سرمایہ اور سات سال تک کے لئے انتظامی اخراجات کے طور پر بانٹے گئے ہیں۔ حکومت نے ادیباسیوں کی پیدا کی ہوئی چیزوں کو مناسب داموں پر خریدے جانے کا بھی انتظام کیا ہے۔

اس طرح سالہا سال سے کچلے ہوئے ادیباسیوں کو اوپر اٹھانے کی کوشش جو ریاستی حکومت کر رہی ہے وہ تاریخ میں سنہری حروف میں لکھنے کے قابل ہے۔
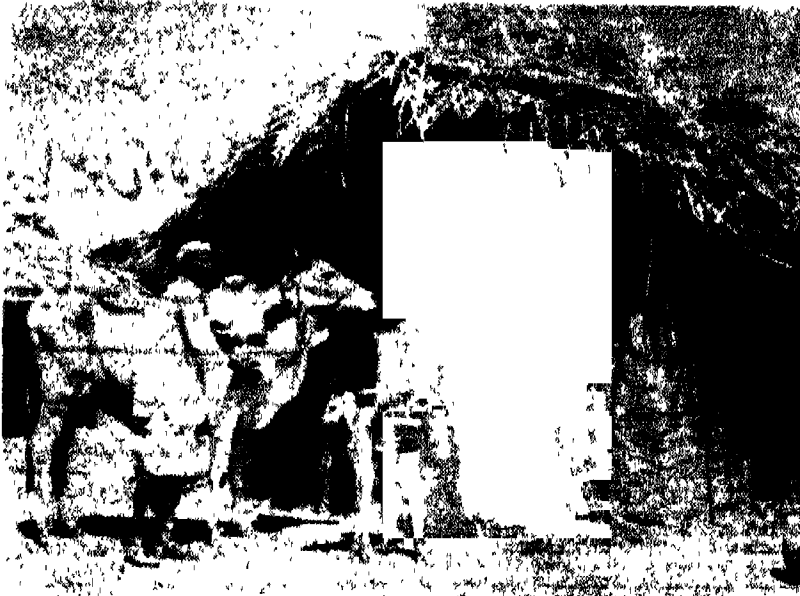
کٹمبے کے ایک الاٹی کو ایک گائے بھی ملی ہے۔

قومی راج

ناندیڑ میں وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان، جھونپڑی کے نئے مالک کو ایک تقریب میں بنک کی طرف سے دیئے گئے "قرض کے کاغذات" دے رہے ہیں۔ قومیائے ہوئے بنک ایسا طرح اہم خدمت انجام دے رہے ہیں۔

دھوتانہ کی ایک عورت کوسربائی کہتی ہے

"مجھے گھر کیا ملا - ایک نعمت مل گئی ہے"۔

مرکزی امداد

ہر ضمنی ٹرائیبل پلان کے لیئے پروجیکٹ رپورٹ تیار کرنے کا کام جاری ہے۔ ان رپورٹوں کی مدد سے ادیباسیوں کے دوسرے مسائل حل کرنے کے لیئے بھی اسکیمات بنائی جائیں گی، جس کے لئے امکان ہے کہ مرکزی حکومت ۱۱ کروڑ روپیے تک امداد دے گی۔

اِن اقدامات پر عمل کرنے کیلئے مختلف محکموں کے کاموں میں ارتباط پیدا کرنا بہت ضروری ہے۔ اس کے ساتھ ہی لوگوں کا تعاون بھی ضروری ہے۔ اس کیلئے اقدامات کئے جا رہے ہیں۔

اسی طرح ادیباسیوں کے معاملے میں ہم صحیح راستے پر تیزی سے آگے بڑھ رہے ہیں۔ ادیباسیوں کی زندگی میں نئی سحر طلوع ہو رہی ہے۔ کام کی ابتدا اچھی ہو تو آدھا کام ویسے ہی ہو جاتا ہے۔ لیکن ہمیں یہ نہ بھولنا چاہیئے کہ ابھی ہمیں بہت دور جانا ہے۔ ادیباسی اب اپنے خواب گراں سے جاگ گئے ہیں۔ اُن میں ایک جوش و خروش پیدا ہو گیا ہے۔ وہ اب ایک سماجی انقلاب کا خواب دیکھ رہے ہیں۔ ہم بھی چاہتے ہیں کہ انہیں سماج کے دوسرے طبقات کے ساتھ مساوی درجہ ملے اور وہ اپنا سر اٹھا کر چلیں۔

قومی زندگی میں اندرا جی کا بے مثال کردار

از۔ ڈاکٹر این۔ این رعنا

ڈاکٹر این این رعنا نے اس مضمون میں بتایا ہے کہ ۶۹-۱۹۶۶ء کے دوران نہ صرف یہ کہ ہندوستان، معاشی طور پر بڑی طاقتوں کا دست نگر تھا بلکہ بین الاقوامی سیاسیات میں بھی بڑی طاقتیں ہندوستان سے اپنی بات منوانے پر مُصر ہو رہی تھیں۔ وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی کی قیادت میں ہندوستان نہ صرف معاشی طور پر خود کفیل ہوا ہے بلکہ دنیا کی نظروں میں اس ملک کا وقار اور بڑھ گیا ہے۔

اندرا جی کی قیادت کی تکنیک پرکھ کے لئے سنہ ۱۹۶۹-۱۹۶۶ء عرصہ کے دوران موجود صورت حال پر نظر ڈالنا ضروری ہے جبکہ ہماری قومی زندگی میں ان کا بے مثال کردار رونما ہوا تھا اور آج اس موسم گرما میں عروج پر پہونچ گیا ہے۔ ہمارا دیس دنیا کی نگاہوں میں کس قدر گر گیا تھا اس کا اظہار بڑے ڈرامائی انداز سے لندن اکونومسٹ کے شمارہ مورخہ ۸ راپریل سنہ ۱۹۶۷ء میں شائع شدہ مضمون بعنوان "کیا ہندوستان کی امداد میں کٹوتی جائز ہے؟" میں کیا گیا ہے اس مضمون میں یہ خیال ظاہر کیا گیا تھا کہ "کوئی بھی یہ نہیں سمجھتا کہ ہندوستان خیرات کے بغیر زندہ رہ سکتا ہے"! اس سے برطانوی سرمایہ داروں کے اس ترجمان کا

تکبر بخوبی ظاہر ہوتا ہے۔

حکومت کی کسمپرسی اس بات سے ظاہر ہوتی ہے کہ اس نے ۵ر۳۶ فیصدی تک روپیہ کی قیمت گھٹانے کا مطالبہ مان لیا اس طرح قلم کی ایک ہی جنبش سے ہمارے بیرونی قرض کا بار تقریباً ۰۰ ۴۰ کروڑ روپے تک بڑھ گیا۔

امریکہ کا محکمہ خارجہ بڑے بھونڈے پن سے اپنے مفاد کی خاطر برابر دباؤ ڈالتا رہا جس پر لندن ٹائمز جیسا اخبار بھی اپنے ۳؍مئی ۱۹۶۶ء کے شمارہ میں یہ تبصرہ کئے بغیر نہ رہ سکا کہ " پیداوار کے اصول (یا ہندوستانیوں کے خیال کے مطابق پابندیوں) کے بارے میں واشنگٹن کی نیت واضح ہے۔" آئندہ امداد اسی کے تابع ہوگی یعنی ہندوستانی اور بیرونی دونوں قسم کے نجی کاروبار کو زیادہ اہمیت رہیگی، کنٹرول کم ہونگے اور امریکی اور ورلڈ بینک کی تجاویز کے مطابق معیشت میں ردوبدل ہوگا۔

بہرحال گذشتہ چھ سال میں پیش آنے والے واقعات سے اس کے بالکل برعکس صورت حال رونما ہوئی بنک سنڈیکیٹ کے خاتمہ کے ساتھ ہی بنک قومیانے (بنک نیشنلائزیشن) کی کارروائی پوری کی گئی جنکی(?) کے بعد کوئلے کی کانیں بھی قومیائی گئیں۔ فولاد صنعت (اسٹیل انڈسٹری) کی از سر نو تنظیم کی گئی۔ ہیوی انجینئرنگ اور تیل صنعت کو بھی نیا رخ دیا گیا۔ دستور میں ترمیم کی گئی جس کی بنیادی زرعی اصلاحات کی خاطر اولاً ضرورت تھی۔ اس طرح ۲۰-نکاتی پروگرام کی تشکیل آوری کے لئے راہ ہموار ہو گئی جو ہماری قومی ترقی کا ذریعہ ہے۔ یہ ترقی اندرا جی کی روشن خیالی اور جرأت مندانہ قیادت کے بغیر ممکن نہ تھی۔

روشن خیالی اور حقیقت پسندی

۲۰-نکاتی پروگرام کے سلسلے میں اقدامات سے اس روشن خیالی اور حقیقت پسندی کا بخوبی اظہار ہوتا ہے۔ دیہاتوں میں غریب اور شہروں میں کم آمدنی والے مزدوروں اور کاریگروں کی قرض داری سے نجات، کھیتی مزدوروں کی اقل ترین اجرت کا تعین، ان کے لئے مکان کی جگہ کا بندوبست، بیگار کا خاتمہ، اراضی حد بندی قانون کا نفاذ اور فاضل اراضی کی تقسیم، ان سب اقدامات کا اولین مقصد صدیوں پرانے جاگیردارانہ نظام کو توڑنا ہے۔

۱۹۴۷ء میں اقتدار کی منتقلی سے موقع پرستوں، مفاد پرستوں، زمینداروں، والیان ریاست، بڑے بڑے سیٹھوں اور دیگر طفیلی عناصر کو یہ موقع ملا کہ کانگریس میں داخل ہو کر اس کی مشینری نیز سرکاری عہدہ پر اثر انداز ہوں اور فائدہ اٹھائیں۔

رزرو بنک سروے بابت ۱۹۵۳-۱۹۶۱ء سے اس صورت حال کا ٹھوس ثبوت ملتا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ کل قومی آمدنی میں دس فی صد بالائی طبقہ کا حصہ ۲۸ سے بڑھ کر ۳۷ فیصد ہو گیا۔ اس کے مقابلے میں کم آمدنی والے ۴۰ فیصد طبقہ کا حصہ ۲۰ فیصد سے گھٹ کر ۱۳ فیصد رہ گیا۔

اس کے ساتھ ساتھ زرعی بحران بڑھا اور غذائی مسئلہ نازک ہو گیا۔ پہلے پانچ سالہ منصوبہ کے دوران درآمد کی سالانہ اوسطاً مقدار ۲ر۴ ملین ٹن تھی جو ۱۹۶۶ء تک سالانہ ۵ر۷ ملین ٹن سے بھی بڑھ گئی اس سے امریکہ کو ہمارے دیس پر اپنی گرفت مضبوط کرنے کا ایک اور موقع ملا۔ یہ ہے مشہور و معروف ایکٹ پی ایل ۴۸۰ کا سیاق و سباق، جس کی ایک دفعہ یہ تھی کہ کافی مساوی سرمایہ جمع کیا جائے جو امریکہ ہندوستان میں اپنے مقاصد کے لئے استعمال کر سکے۔ بذات خود ایکٹ کے تحت ایسا موافق ماحول پیدا کرنا تھا جس میں نجی سرمایہ کاری ہو سکے۔ فراہمی ماہانہ بنیاد پر طے کی گئی تھی۔

اس پر نیویارک ٹائمز بھی اپنے اداریہ بعنوان " غذائی امداد برائے ہند" میں یہ لکھے بغیر نہ رہ سکا کہ " ماہ بہ ماہ غذا فراہمی کی بنیاد پر واشنگٹن کی ہندوستان کی پالیسی پر اثر انداز ہونے کی کوشش اور دباؤ دونوں ہی ممالک کے لئے اہانت آمیز ہے "، یہ شرائط ہماری اندرونی معاشی پالیسی میں مداخلت سے بھی متجاوز تھیں، ایک شرط کی رو سے شمالی ویت نام اور کیوبا کے ساتھ تجارت کی بھی ممانعت کی گئی تھی، ہندوستانی ملکہ حسن، غریب رٹیا فاریا کو جو نہ پیشہ ور مغنیہ تھی اور نہ رقاصہ، جنوبی ویتنام میں امریکی فوجیوں کو محظوظ کرنے کے لئے باب ہوپ کی رفاقت کرنا پڑی۔ اس وقت کے وزیر خارجہ شری ایم سی چھاگلہ بہت برہم ہوئے مگر حالات سے مجبور تھے۔

سامراج پر پہلی زبردست ضرب

قومی خود اعتمادی کا پروگرام، دیہاتوں اور شہروں کے غریبوں کی نجات اور بالآخر ۲۰-نکاتی پروگرام یقیناً سوشلزم نہیں ہے لیکن ہمیں اس کی اہمیت کو کم نہ سمجھنا چاہیئے یہ ہماری دیہی معیشت پر سوار تین سر والے خبیث۔ زمیندار، سود خوار و سٹہ باز، غاصب

کے سر پر پہلی زبردست چوٹ ہے۔ بڑھتے ہوئے عالمگیر سرمایہ داری کے بحران اور شدید سماجی اقتصادی بے چینی سے تغیر پذیر ماحول میں ہمارے لئے سوچنے اور پسند کرنے کے مواقع محدود ہیں۔ موجودہ حالات میں صرف ایک ہی بہتر راہ ہے کہ ہم جمہوری انقلابی حکومت کو مضبوط کریں ورنہ رجعت پسند فاشسٹ آمریت ہم پر غالب آجائے گی۔ گذشتہ جون میں اور اس کے بعد اندرا جی نے اپنی حوصلہ مندانہ قیادت سے ہمیں دوسری خطرناک صورت سے بچالیا اور اس بات کی یقین دہانی کی کہ ہماری جمہوری انقلابی حکمت ہی موثر رہے گی۔

خوشحالی کیلئے پیداوار بڑھائیے

جن بے زمینوں کو زمین ملی، ان کے کھیت گاؤں والوں نے جوتے۔ اس تصویر میں ایوت محل ضلع کے سروبا ولی گاؤں کے نئے زمین مالکان کے کھیت گاؤں کی ۱۵۱ بیل جوڑیوں کے ذریعہ جوتے جارہے ہیں۔

ضمانتِ روزگار اسکیم۔ غریب مزدور کیلئے روزی کا ذریعہ

از:۔ وی سبرامنیم، اسپیشل سکریٹری، پلاننگ
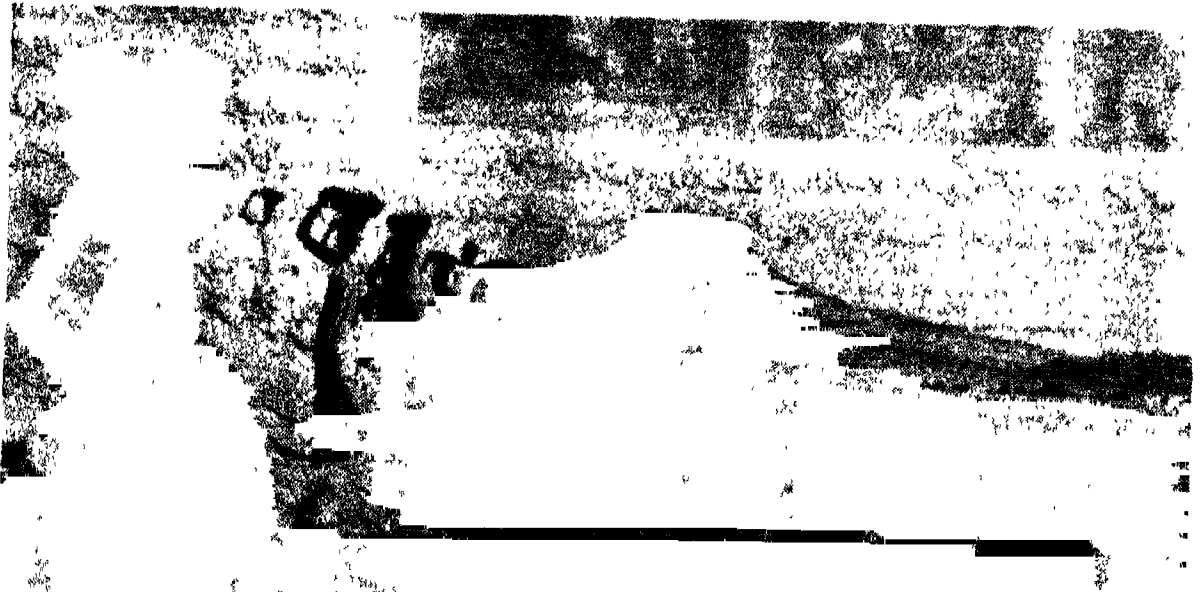
ضمانتِ روزگار اسکیم کے تحت ایک "پروپوزل سائٹ" پر عورتیں کام کر رہی ہیں۔

منصوبہ بندی کا مقصد قوم کی خصوصاً پچھڑے اور کمزور طبقات کی معاشی حالت سدھارنا ہے۔ غربت ہی سب دکھوں کی جڑ ہے اور اسے دور کرنے کے لئے سخت جدوجہد کی ضرورت ہے۔

مہاراشٹر میں آبادی کا ۶۰ فیصد سے زیادہ حصہ غربت سے بھی کمتر درجہ پر ہے۔ لہٰذا ازالۂ غربت کے مقصد سے حکومت مہاراشٹر نے ضمانت روزگار اسکیم کا اعلان کیا۔ یہ اسکیم یکم مئی ۱۹۷۳ء سے نافذ کی گئی۔ اس پروگرام سے نہ صرف ملک میں بلکہ سمندر پار بھی بڑی دلچسپی کا اظہار کیا گیا۔ اس کا عام طور سے خیر مقدم کیا گیا اور اسے ہماری بہت سی معاشی بیماریوں کے لئے اکسیر علاج سمجھا گیا۔ بہرحال دوسری طرف اس کے معاشی فوائد کو سمجھے بغیر سیاسی نقطۂ نظر سے اس پر کچھ نکتہ چینی بھی ہوئی۔

مقاصد

ضمانت روزگار اسکیم کا مقصد دیہی علاقوں نیز سی کلاس میونسپل کونسلوں کے علاقہ جات میں ایسے غیر ماہر اشخاص کو منظور شدہ پر منفعت اور پیداواری کام جو فرد کے حق میں پر منفعت اور معیشت کے حق میں پیداواری ہوں، مہیا کرنا ہے۔ جنہیں کام کی ضرورت ہے اور جو جسمانی محنت کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن بذات خود کام حاصل کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ اسکیم کا ایک بنیادی مقصد یہ ہے کہ شروع کئے جانے والے کام بعد ازاں "پائیدار قومی اثاثہ" ثابت ہوں اور مزدوروں کو ادا کی جانے والی اجرت

قومی راج

ضمانت روزگار اسکیم کے تحت کام پر لگائے گئے مزدوروں کو سرکاری افسران کم از کم اجرت کی شرحیں سمجھا رہے ہیں۔ عام طور پر ایک مزدور ساڑھے گھنٹے کام کر کے تین روپے پاتا ہے۔ تاہم زیادہ اور اچھا کام کرنے پر زیادہ بھی کما سکتا ہے۔

کام کی کوالٹی اور مقدار سے مربوط ہو۔ حکومت کی جانب سے دی گئی ضمانت صرف غیر ماہرانہ محنت کے کام کے لئے محدود ہے۔

ضمانت روزگار اسکیم سے فائدہ اٹھانے والوں کو نہ تو نوعیت کام جس میں وہ لگائے جائیں اور نہ ہی مقام کے بارے میں جہاں انہیں کام کرنا ہوگا پسند کا اختیار ہے۔ ضمانت ضلع کی سطح پر دی جاتی ہے، تاہم اس خیال سے کہ مزدوروں کو غیر ضروری دقت پیش نہ آئے اور کام کی تلاش میں دور نہ جانا پڑے جس سے گھریلو معیشت پر اثر پڑتا ہے۔ جہاں تک ممکن ہو کام کا علاقہ پنچایت سمیتی یا بلاک رکھا گیا ہے۔ اگر پیداواری کام پنچایت سمیتی کے علاقے میں مہیا نہ کیا جا سکے تو کوشش کی جاتی ہے کہ ایسا کام متصل بلاک میں فراہم کیا جائے۔

ضمانت روزگار اسکیم کے نفاذ کے لئے ایسے پیداواری کام چنے جاتے ہیں جن کیلئے بڑی تعداد میں مزدور درکار ہوں۔ ایسے کاموں میں چھوٹی سینچائی (پرکولیشن اور اسٹوریج ٹینک) پانی اور زمین تحفظ، نالہ بندی، نہر کھدائی، زمین سدھار کمان مدتہ سدھار، جنگلات لگانا، پیداواری کام جو سی کلاس میونسپل علاقوں میں زراعتی پیداوار بڑھانے میں معاون ہوں اور سیلاب کنٹرول وغیرہ کے کام شامل ہیں۔

یہ کام ٹھیکیداروں کے توسط سے نہیں بلکہ محکمہ واری طور سے انجام دیئے جائیں گے۔ ان میں مصارف کا ۶۰ فیصد مزدوروں کی اجرت میں جانا چاہیئے۔ اجرت مقررہ قاعدے کے مطابق معین کی جاتی ہے جس کی رو سے جہاں تک ممکن ہو دن میں ۷ گھنٹے کام کرنے والے ایک اوسط

مزدور کو ۳ روپے ضرور ملنا چاہئیں۔ زیادہ سے زیادہ یا کم سے کم اجرت کا کوئی سوال نہیں ہے۔

کاموں کا انتخاب

کاموں کے انتخاب میں بعض ترجیحات کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔ مسلسل سوکھے کے دوران جبکہ سنہ ۷۳-۱۹۷۲ء میں مہاراشٹر کا بڑا علاقہ اس کی لپیٹ میں آگیا تھا ایسے بہت سے پیداواری کام شروع کئے گئے تھے۔ ان میں بہت سے کام ابھی تک ادھورے پڑے ہیں۔ لہٰذا قدرتی طور سے ایسے تمام کاموں کی تکمیل کے لئے ضمانت روزگار اسکیم کو استعمال کرنے پر زور دیا جا رہا ہے تاکہ وہ پیداواری اثاثہ بن جائیں اور پوری قوم کو خوشحالی نصیب ہو۔ دوئم، زیادہ زراعتی پیداوار کے مقصد سے جو معیشت پر دوررس اثرات ڈالتی ہے ترجیحاً چھوٹی سینچائی، تالاب، رساؤ تالاب اور تحفظ زمین بشمول کنٹور بند، سطح اور نالہ بندی نہر کھدائی اور جنگلات لگانے وغیرہ جیسے پیداواری کام منتخب کئے جاتے ہیں جو بالواسطہ یا بلاواسطہ زراعتی پیداوار بڑھانے میں معاون ہوں۔ بہرحال ایسے علاقے میں جہاں ایسے پیداواری کام دستیاب نہیں ہیں ضمانت کے نفاذ کی غرض سے پہاڑی اور دشوار گذار خطوں میں سڑکوں کی تعمیر اور مرمت کے کاموں کی اجازت دی گئی۔ بہرصورت عموماً ضمانت روزگار اسکیم کے تحت سڑک اور مواصلات کے کام شروع کرنے کی مذکورہ بالا محدود علاقہ جات کے سوا دوسرے علاقوں میں اجازت نہیں ہے مزید براں جن علاقوں میں قومی معیشت کی ترقی کی خاطر ان کاموں کی لازماً ضرورت ہے وہاں اسکیم کے تحت ان کی اجازت دی جائے گی۔

ضمانتِ روزگار اسکیم اور منصوبہ

فی الحال ضمانتِ روزگار اسکیم مہاراشٹر منصوبہ کا جزو ہے۔ لیکن یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ اسے منصوبہ میں شامل کرانے کے لئے ریاستی حکومت کو مسلسل حکومتِ ہند اور پلاننگ کمیشن سے بڑی حجت کرنا پڑی۔ لہٰذا یہ لازماً منصوبہ میں شامل مختلف محکمہ واری کاموں سے جڑی ہے۔ بہرحال یہ خیال رکھا گیا ہے کہ ضمانتِ روزگار اسکیم منصوبہ کے محکمہ واری کاموں میں دب کر نہ رہ جائے نیز منصو

ایسے ہزاروں لوگ ضمانتِ روزگار اسکیم کے تحت کام کر رہے ہیں

میں محکمہ واری کاموں کے لئے مختص رقم نکال کر اسکیم کے ذرائع کے لئے نہ بھری جائے۔

اس حقیقت سے قطع نظر کہ متعدد پیداواری کام ایسے ہیں کہ جن میں جسمانی محنت کرنے والے مزدور بڑی تعداد میں لگانے کی بڑی گنجائش ہے۔ کئی بڑے منصوبہ جاتی کام بھی ہیں جن میں اسی طرح مزدوروں کو لگانے کی خاص گنجائش ہے اور جو ضمانت روزگار اسکیم کے تحت شروع کئے جاسکتے ہیں تاکہ یقینی طور پر ریاست کے ذرائع کو زیادہ سے زیادہ کام میں لگا کر بالآخر بادوں سے بھرپور فائدہ حاصل ہو۔ اس مقصد سے ہر ضلع میں پنچایت سمیتی وار پیداواری کاموں کے بلو پرنٹ تیار کئے جا رہے ہیں۔ اس بلو پرنٹ میں عام منصوبہ/غیر منصوبہ بجٹ کے تحت کل کام پروگرام نیز ان کاموں کی اتفاقی فہرست شامل ہوگی جن کی ایسے ہر ایک علاقہ میں ضمانت روزگار اسکیم کے تحت تحریک کی جاسکتی ہے۔ یہ بلو پرنٹ عموماً ہر زمانہ کار کے مطابق مدارج کار کے ساتھ دو سال کی مدت کے لئے ہوں گے۔

آئندہ جب ضمانت روزگار اسکیم مستقل حیثیت اختیار کر لے گی تو بلو پرنٹ طویل مدت کیلئے تیار کئے جائیں گے نیز علاقے کے معاشی حالات وغیرہ میں تبدیلیوں کے ساتھ ان میں بھی وقتاً فوقتاً تازہ ترین ضروریات کے مطابق ردوبدل کیا جائے گا۔

تنظیم

ضلع کا کلکٹر ضمانت روزگار اسکیم کا نگراں ہے وہ اس بات کا ذمے دار ہے کہ عمل آوری جماعتیں مقرر کرے اور مقررہ بنیاد پر عمل آوری کے لئے کام کے پروگرام ان کو تفویض کرے۔ کلکٹر کو یہ اختیار بھی ہے کہ پروگراموں کو زیر عمل لانے کے لئے انتظامی ذرائع کو اس طرح کام میں لائے جس سے زیادہ سے زیادہ نتائج برآمد ہوں۔ اضلاع میں اسکیمات کی عمل آوری کی غرض سے ٹکنیکل عملہ بڑھانے کا سوال زیر غور ہے۔ نگرانی عین وقع پر معائنہ اور ادائیگیوں کے مقصد سے ضروری انتظامی عملہ بھی تعینات کیا گیا ہے۔

جہاں تک ممکن ہے کام ایسی جماعتوں کے سپرد کیا جاتا ہے جو عام طور سے ایسے کام زیر عمل لانے کی ذمے داری سنبھالتی ہیں۔ چونکہ مقامی کاموں کا بیشتر حصہ پنچایت راج تنظیم کے حلقہ میں ہوتا ہے لہذا ضمانت روزگار اسکیم کے ۶۰ تا ۷۰ فیصد کام کا بار ضلع پریشد تنظیم اٹھاتی ہے جس کی براہ راست نگرانی چیف ایگزیکیٹو افسر اور کل نگرانی کلکٹر کرتا ہے۔

قریبی اور موثر رابطہ اور ضمانت روزگار اسکیم کے کام کی برابر نگرانی کی غرض سے منصوبہ بندی، رہنمائی، کنٹرول، رابطہ اور تخمینہ کیلئے ریاستی ضلع اور پنچایت سمیتی سطح پر کمیٹیاں قائم کی گئی ہیں۔ دو ریاستی سطح کی کمیٹیاں ہیں، پہلی کابینہ سب کمیٹی ہے جن کے صدر وزیر اعلیٰ ہیں اور دوسری سیکریٹریانِ محکمہ جات کی کمیٹی ہے۔ ضلع اور پنچایت سمیتی سطح پر بالترتیب ضلع اور تعلقہ رابطہ و ترقی کمیٹیوں کے ذریعہ نگرانی کی جاتی ہے۔ ان کمیٹیوں میں پارلیمنٹ اور ریاستی مجلس قانون ساز میں ضلع کے منتخب نمائندے شامل ہوتے ہیں۔ مزید براں ترقیاتی پروگراموں سے منسلک کچھ غیر سرکاری افراد اور کچھ سرکاری افسران بھی شامل کئے جاتے ہیں تاکہ پروگرام سے منسلک یا اس سے دلچسپی رکھنے والے اشخاص کا زیادہ سے زیادہ حد تک تعاون حاصل ہو۔

ذرائع

ضمانت روزگار اسکیم کی عمل آوری کے لئے سرمایہ محکمہ منصوبہ بندی کی جانب سے ضلع کلکٹران کو دیا جاتا ہے۔ پروگرام کی برابر عمل آوری اور اس خیال سے کہ سرمایہ نہ ہونے کے باعث کوئی رکاوٹ نہ پیش آئے ضلع کے لئے ہر سہ ماہی کے واسطے رقم کی حد متعین کی جاتی ہے جو گذشتہ سہ ماہی میں کام کی ترقی کے لحاظ سے سہ ماہی کے دوران ضلع کی مناسب ضروریات وغیرہ پر مبنی ہوتی ہے۔ مقررہ سرمایہ کی اجرائی کیلئے مفصل قاعدہ وضع کیا گیا ہے اور یہ کریڈٹ سسٹم قابل اطمینان طریقہ پر کام کر رہا ہے۔ اس خیال سے کہ مزدوروں کو اجرت کی ادائیگی وقت پر ہو سکے ضلع نیز ذیلی ضلع سطح پر بڑی تعداد میں افسران کو رقم نکلوانے اور ... کرنے کے اختیارات دیئے گئے ہیں۔

جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے ضمانت روزگار اسکیم منصوبہ کا جزو ہے۔ بجٹ ۱۹۶۹ء اور ۷۰-۱۹۶۹ء کے سالوں کے دوران ہر سال کے لئے ۵۰ کروڑ روپے کی رقم اسکیم کے واسطے بجٹ میں شامل کی گئی۔ ۲۰ دسمبر ۱۹۶۹ء کو مہاراشٹر مجلس قانون ساز کے دونوں ایوانات کے سامنے وزیر اعلیٰ کی قرارداد سے منسلک بیان کی حسب ذیل عبارت سے مجلس قانون ساز کی جانب سے اس اسکیم کو دی گئی اہمیت نیز اس کے لئے درکار ذرائع کی ضرورت واضح ہوتی ہے:

"۱۔ ایوان کے خیال میں ضمانت روزگار اسکیم کی عمل آوری کے لئے درکار ذرائع کا مسئلہ قومی اہمیت کا حامل ہے، جسے نئے خاص ٹیکس کے ذریعہ ہی حل کیا جاسکتا ہے۔ اس مقصد سے ایک خاص روزگار ضمانت ٹیکس ان تمام شعبہ جات یعنی سینچائی، کاشتکاری، منظم صنعت، سود مند پیشے، دولت اور جائیداد ملکیت اور محفوظ ملازمت وغیرہ پر عائد کیا جاسکتا ہے جو یہ ادا کرنے کے قابل ہیں۔ ٹیکس کا بار بھاری نہ ہو بلکہ جہاں تک ممکن ہو عام اور سب پر پھیلا ہو۔ ضمانت روزگار اسکیم کا خرچ نصف نصف خاص ٹیکس اور عام بجٹ کی رقم سے پورا کیا جائے۔ نیز اس کے لئے الگ مد ہو جو قطعی طور سے ضمانت روزگار اسکیم کے لئے مختص ہو، اس فنڈ کو چلانے کے لئے ضروری انتظامات کرنا ہوں گے۔

ایوان مرکزی حکومت سے درخواست کرتا ہے کہ وہ اس بے مثالی کام میں حکومت مہاراشٹر کی امداد کے لئے آگے بڑھے۔ اسی کے

ضمانت روزگار اسکیم کے تحت کام کرنے والی عورتوں کے بچوں کو سنبھالنے کے لیے آیاؤں کا بھی انتظام کر دیا گیا ہے۔
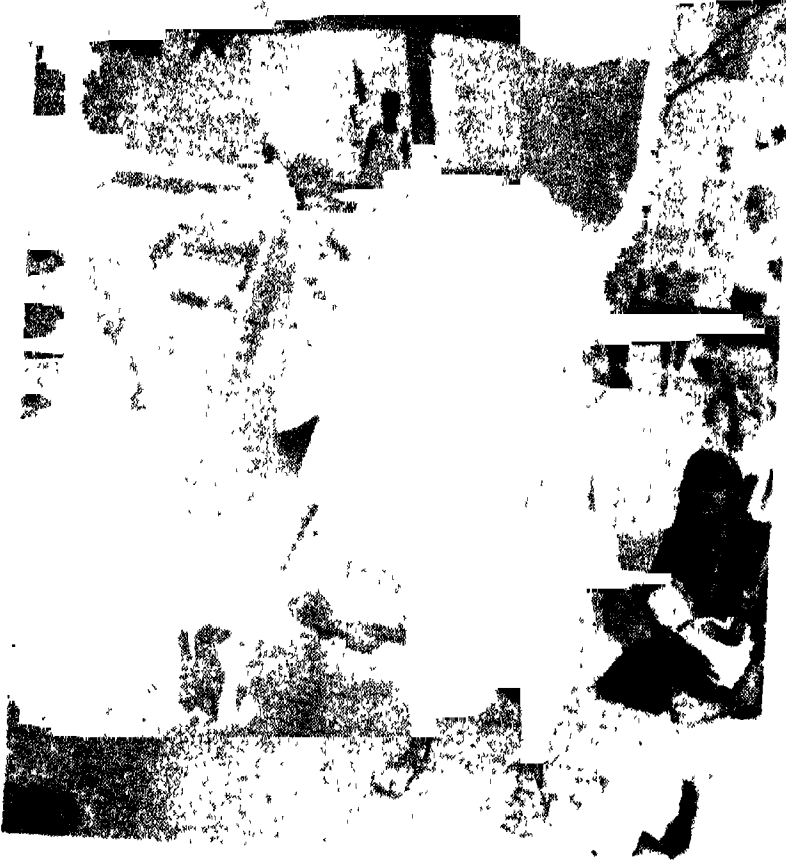
ساتھ ہی ان پر یہ بھی زور دینا چاہتا ہے کہ ریاستی حکومت کو اس بات کا خیال کئے بغیر کہ مرکز سے امداد ملتی ہے یا نہیں اس اسکیم کو آگے بڑھانا چاہیئے۔"

الگ فنڈ

ایک الگ "روزگار ضمانت فنڈ" قائم کیا گیا ہے جس میں مختلف ٹیکسوں وغیرہ سے حاصل ہونے والی رقم ضمانت روزگار اسکیم کے لئے جمع کی جاتی ہے۔ اس ٹیکس سے سنہ ۷۶-۱۹۷۵ء میں وصول مصارف نیز ایسے اداروں کو جو اب تک ٹیکس وصول کر رہے تھے ادائیگی معاوضہ کی رقم نکال کر ۲۲ء۱۰ کروڑ روپے کی خالص آمدنی ہونے کی توقع تھی پیشہ ورانہ ٹیکس کے علاوہ تین دیگر ٹیکس بھی لگائے گئے، یعنی سیلز ٹیکس پر سرچارج جس سے ۲ء۷ کروڑ روپے وصول ہونے کی امید تھی، شہری جائیداد پر امپلائمنٹ گارنٹی سیس جس سے ۲ء۱ کروڑ روپے وصول ہونے کی امید تھی، اور موٹر گاڑی ٹیکس پر امپلائمنٹ گارنٹی سرچارج جس سے ۲ء۷۵ کروڑ روپے ملنے کی توقع تھی۔

مزید براں اسی مقصد سے زراعتی سیکٹر پر دو ٹیکس لگائے گئے ہیں، اول ۲ء۳ ہیکٹر سے زیادہ ملکیت اراضی کے معاملے میں اراضی محصول پر سرچارج جس سے تخمیناً ۴ء۲ کروڑ روپے وصول ہوں گے اور دوئم سینچائی ملکیت اراضی پر ۲۵ روپے فی ہیکٹر کے حساب امپلائمنٹ گارنٹی سیس جس سے ۳ کروڑ روپے رقم حاصل ہوگی۔ اس طرح ان تمام ٹیکسوں اور محاصل سے لگ بھگ ۲۵ کروڑ روپے سالانہ کی کل آمدنی ہونے کی توقع ہے۔

اسکیم کی رفتار

حالانکہ یہ اسکیم یکم مئی سنہ ۱۹۷۲ء سے شروع کی گئی تھی، لیکن سنہ ۷۳-۱۹۷۲ء توسیم راج اور سنہ ۷۴-۱۹۷۳ء دو سال کے دوران ریاست بھر میں سوکھا امدادی کاموں کے سلسلے میں کئی بڑی اسکیمیں جاری تھیں کیونکہ کاموں اور امدادی ضمانت روزگار اسکیم کا مقصد ایک ہی تھا لہٰذا موخرالذکر کو ان علاقوں میں جہاں حالت قلت کا اعلان کیا گیا تھا معطل کر دیا گیا۔

سنہ ۷۵-۱۹۷۴ء سے حکومت نے یہ فیصلہ کیا کہ جن علاقوں میں حالت قلت کا اعلان کیا گیا ہے وہاں امدادی کام شروع نہ کئے جائیں اور سوکھے کے باعث کام کی ضرورت ضمانت روزگار اسکیم ہی سے پوری کی جائے۔ دراصل سنہ ۷۵-۱۹۷۴ء پہلا سال ہے جبکہ ضمانت روزگار اسکیم کے تحت دیہی کاموں کے پروگرام منظم کرنے کی پوری کوشش کی گئی۔

عمل آوری میں مشکلات اور کمی کو نظر میں رکھتے ہوئے تنظیم کی اصلاح کی گئی اضلاع بھنڈارہ، چندرپور، دھولے اور سانگلی کے قلت زدہ دیہاتوں میں مزدوروں کی طلب ضمانت روزگار اسکیم ہی کے ذریعہ پوری کی گئی۔

حصوصی سیاہ مبسم

ضمانتِ روزگار اسکیم کے تحت کام کرنے والے مزدوروں کے لئے ایک سائبان بنایا گیا ہے۔ جہاں تک ہو سکے نہیں، اُن کے گاؤں میں یا گاؤں سے قریب ہی روزگار فراہم کیا جاتا ہے۔

ضمانتِ روزگار اسکیم کے تحت

کام کرنے والے

مزدور

اپنی اُجرت وصول کر رہے ہیں۔

پسینہ سوکھنے سے پہلے!
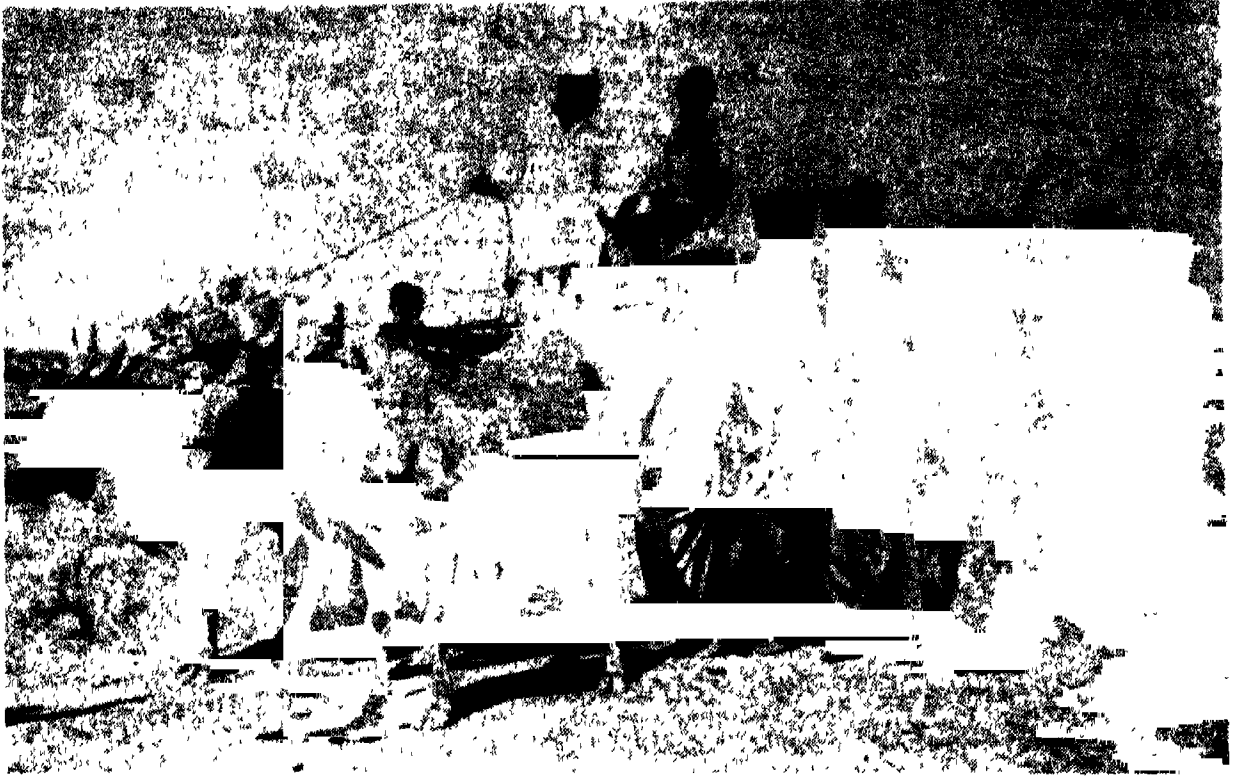
ضمانتِ روزگار اسکیم کے تحت، کام کرنے والے مزدوروں کیلئے بیل گاڑی سے، پینے کے لیے پانی [پہنچایا] جا رہا ہے۔ آہا! کتنا ٹھنڈا — کتنا صاف

رساؤ تالاب اور گاؤں تالاب جیسے قلت کے بہت سے ادھورے کام بھی سال کے دوران پورے کیے گئے۔ اس سال کے دوران ۵۵۹۳ کام شروع کیے گئے اور ۱۳٫۵۴ کروڑ روپے کی رقم خرچ کی گئی۔ ۷۰٫۸۰ فیصد خرچ سینچائی پر ہوا (۲۰٫۷۸ فیصد چھوٹی آبپاشی تالابوں پر، ۴٫۵ فیصد رساؤ تالابوں پر، ۶٫۲۰ فیصد دیہی تالابوں پر اور ۴۶٫۴ فیصد نہر کھدائی پر) ۱۲٫۳۶ فیصد خرچ تحفظ آراضی اور زمین سدھار پر ہوا (۵٫۷۹ فیصد کنٹور بندھ اور ۴٫۱۹ فیصد نالہ بندی پر)، ۲٫۷۹ فیصد جنگلات لگانے اور ۵٫۸۶ فیصد سڑکوں پر ہوا۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ہر وقت پیداواری کام انجام دینے پر زور دیا گیا۔

سنہ ۷۶-۱۹۷۵ ضمانت روزگار اسکیم کی عمل آوری کا دوسرا سال تھا۔ ۵۳۰۵ کاموں پر ۷۹٫۶۵ روپے کی رقم خرچ کی گئی۔ سنہ ۷۶-۱۹۷۵ سال کے دوران ضمانتِ روزگار اسکیم پر مصارف کے تجزیہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ۶۰٫۷۰ فیصدی

ت پر سینچائی، بجلی، نہر کھدائی اور ... آبپاشی
منصوبوں ... کے تحت چھوٹی سینچائی، تالاب،
رساؤ تالاب اور دیہی تالاب وغیرہ) پر ۲۲۱۸
فیصد خرچ تحفظ اراضی (زمین سدھار دکنٹور
و درجہ بدرجہ باندھ بندی، نالہ بندی اور آیاکٹ)
پر ۳ء۳۰ فیصد خرچ جنگلات لگانے (پودے
بونے اور دیگر جنگلاتی کام) پر، ۷ء۵ فیصد خرچ
تعمیر سڑک پر، ۳ء۲ فیصد بہاتوں میں مزدوروں
کے لئے تعمیر مکانات پر، جو وزیر اعظم کے وضع کردہ
پروگرام کا حصہ ہے اور ۲ء۷ فیصد خرچ دیگر
کاموں پر کیا گیا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ زراعت
میں پیداوار بڑھانے کی خاطر زمین اور آبپاشی ذرائع
کے سدھار کے سلسلے میں ریاستی منصوبہ کے تحت
مقدم کام انجام دیئے گئے۔

سال کے دوران مزدوروں کی اوسطاً
حاضری ۳۰ر نومبر ۱۹۷۵ء کو کم ترین درجہ پر
۹ء۰۱ لاکھ اور ۳۱ر مارچ ۱۹۷۶ء کو انتہائی درجہ
پر ۴ء۳۵ لاکھ رہی۔

جائزہ

ضمانت روزگار کا تصور بلاشبہ
مثالی ہے لہٰذا اس کے زیر عمل لانے میں یہ خیال
رکھنا ضروری ہے کہ کہیں اس کا مقصد ہلکا
نہ ہو پائے یا یہ خیرات بن کر نہ رہ جائے خصوصاً
دیہی علاقوں میں بڑھتی ہوئی بے روزگاری کا مسئلہ
برابر مرکزی حکومت اور پلاننگ کمیشن کے زیر
غور ہے اور روزی مہیا کرنے کی سمت میں کئی
تجربات شروع کئے گئے ہیں۔ حال ہی میں
مرکزی حکومت نے ایک کمیٹی مقرر کی تاکہ مختلف
ریاستوں میں شروع کی گئی اسکیمات اور تجربات
کی روشنی میں دیہی بے روزگاری کے مسئلہ پر غور
کر کے سفارشات پیش کرے۔ اس کمیٹی نے
ابھی ابھی اپنا کٹھن کام ختم کیا ہے اور اس کی
رپورٹ مرکزی حکومت کے زیر غور ہے۔

پلاننگ کمیشن نے ریاستی حکومت کے
تعاون سے اضلاع کولاپور، بیڑ، ناسک اور
بھنڈارہ میں ہر ایک کے دو تعلقہ جات لے کر
آٹھ تعلقہ جات میں مشترکہ جائزہ کا کام شروع کیا
ہے۔ یہ جائزہ دو سال کی مدت میں پورا ہونے کی
امید ہے اس سے ضمانت روزگار اسکیم کے تعلق
سے نقائص و فوائد کا پتہ چلے گا نیز یہ طریقہ بھی
معلوم ہوگا کہ کس طرح ضمانت کا نفاذ پائیدار
قومی اثاثہ کی پیداوار سے وابستہ کیا جاسکتا ہے جس
کے استعمال سے بالآخر ریاست کی زراعتی اور
زرعی و صنعتی معیشت میں کافی سدھار ممکن ہو۔
چونکہ مہاراشٹر مجلس قانون ساز نے اس پروگرام
کے سلسلے میں انتہائی دلچسپی کا اظہار کیا ہے، لہٰذا
مجلس قانون ساز کی ایک خاص کمیٹی مقرر کی گئی تاکہ
وہ اس اسکیم کی کارگذاری پر غور کرے، اہم
مقامات کا دورہ اور معائنہ کرے، اور غور و خوض کے
بعد اپنا جائزہ نیز سفارشات پیش کرے جس سے
پروگرام میں تصور اور عمل آوری دونوں لحاظ سے
اصلاح کی جاسکے۔ یہ کمیٹی فی الحال ۲ عارضی رپورٹیں
مجلس قانون ساز اور ریاستی حکومت کو پیش
کرچکی ہے۔ ان رپورٹوں میں پیش کی گئی کئی
سفارشات ریاستی حکومت نے منظور کر لی ہیں۔

خاص باتیں

اس موقع پر کچھ خاص باتوں کا ذکر
مناسب ہوگا جو ضمانتِ روزگار اسکیم زیر عمل
لانے کے دوران سامنے آئی ہیں۔ حالانکہ یہ
اسکیم پانچویں پانچ سالہ منصوبہ کا لازمی حصہ
مانی گئی ہے، پھر بھی بسا اوقات ضمانت
روزگار اسکیم سے متعلق محکمہ جات کا عمل
رویہ بے تکلفانہ سا رہا ہے۔ اسکیم کے مقاصد
صرف اسی طرح پورے ہوسکتے ہیں جبکہ
حکومت کے تمام محکمہ جات اس کی عمل آوری
میں مکمل تعاون کریں۔ یہ طرز عمل ختم ہونا
چاہیئے۔ اس سے یہ ناگزیر ضرورت واضح
ہوتی ہے کہ ایک مکمل مربوط پروگرام وضع
کیا جائے جس کے مطابق ضمانت روزگار اسکیم
کے تحت شروع کئے جانے والے کام منصوبہ
میں شامل دیگر محکمہ داری کاموں سے جوڑے
جاسکیں۔

ضمانتِ روزگار اسکیم کوئی جادوئی
چھڑی نہیں ہے جس سے چھوتے ہی تمام آشائیں
پوری ہوجائیں۔ بہرحال اگر سنجیدگی، لگن اور
تعمیری جذبہ سے اسکیم کو زیر عمل لایا جائے تو
بلاشبہ چیدہ دو مقصد یعنی پائیدار قومی اثاثہ
کی پیداوار اور دیہی علاقوں میں فراہمی روزگار
کے ذریعہ انسانی ذرائع سے استفادہ، بڑی
حد تک پورا ہوسکتا ہے۔

ضمانتِ روزگار میں کارفرما ایک
اہم حقیقت یہ ہے کہ اس کے ذریعہ غریب
مزدوروں میں فرض شناسی اور خود اعتمادی پیدا
ہوتی ہے اور وہ عزت و آبرو سے زندگی
گذارنے کے قابل ہوتا ہے۔ اس اقدام سے
لاکھوں دیہی کنبوں کو سماج میں باعزت جگہ
ملی ہے اور سماج کو مجموعی طور سے استقلال
اور تقویت ملی ہے۔

شری جے۔جی۔کرندیکر
ڈائریکٹر آف لینڈ ریفارمز

صحیح معنوں میں مساوات پر مبنی سوسائٹی قائم کرنے کے لئے ہندوستان جیسے زرعی ملک میں "بھومی کرانتی" یا اراضیات کے انتظام میں انقلاب کو مرکزی حیثیت حاصل ہے اسی لئے ۲۰ نکاتی پروگرام میں اصلاحات اراضی اور خصوصیت کے ساتھ فاضل اراضیات اور ان کے بے زمین افراد میں تقسیم پر خاص زور دیا گیا ہے۔

ریاستی حکومت نے فاضل اراضیات کے اعلان اور ان کی تقسیم کے مسئلے کو مساوات پر مبنی سماج قائم کرنے کے لئے ایک ذریعہ کے طور پر استعمال کیا ہے اور اس کام کو ایک چیلنج اور موقع کے طور پر قبول کیا ہے تاکہ دیہات کے غریبوں کی بھلائی ہوسکے جو ۲۰ نکاتی پروگرام کا عین مقصد ہے۔ حکومت نے اصلاحات اراضیات کو ایک مقدس وعدہ پورا کرنے کے برابر سمجھا اور لینڈ سیلنگ ایکٹ کی عمل آوری میں جو ۲ اکتوبر ۱۹۷۵ء کو نافذ ہوا ہے پوری تندہی سے جٹ گئی ہے۔ اس پروگرام کو جس تیزی اور اہمیت کے ساتھ عمل میں لانا ہے اس کا اظہار وزیر اعلیٰ شری ایس۔بی چوان کے ان الفاظ سے ہوتا ہے:

"ہم نہایت خلوص اور شرعت کے ساتھ اس پروگرام کو عمل میں لانے کا مستحکم ارادہ کر چکے ہیں، اس ارادے میں ہمارا یہ پورا یقین شامل ہے کہ اس پروگرام کو عمل میں لانے سے ہی ہمارے ملک کے وہ بنیادی مسائل حل ہوسکتے ہیں جس سے ہم دوچار ہیں"۔ نو آبادیاتی نظام کے ساتھ ہمارے ملک میں جاگیردارانہ نظام بھی تھا البتہ عوام اس نظام کے خلاف بیدار ہوچکے ہیں۔ اس بیداری کا انعکاس ۲۰ نکاتی پروگرام میں بھی پایا جاتا ہے۔ یہی بیداری اس پروگرام کی بنیاد ہے۔ اس انقلابی اقدام سے پہلے بھی اس ضمن میں چند قانونی اقدامات کئے گئے تھے، جیسے زمین کی ملکیت کا لازمی طور پر کرایہ داروں کے نام منتقل کرنا۔ ملکیت اراضی کی حد بندی اور ادیباسیوں کی زمینات کی بحالی۔

وزیر مالیات نے مثال قائم کردی

وزیر مالیات شری وائی۔ جے موہیتے نے اپنی ۸٫۰۸ ہیکٹر زرخیز ترین اراضی سے دستبردار ہو کر ان مالکان کے لیے ایک مثال قائم کردی ہے جن کے پاس فاضل اراضی ہے۔ ان کی یہ زمین ضلع ستارہ کے تعلقہ کراڈ میں واقع ریتھارے گاؤں میں ہے جو نئے حد بندی قانون کے تحت فاضل قرار دی گئی ہے۔ ایک اور قابل ذکر بات یہ ہے کہ وزیر مالیات نے اس اراضی کا معاوضہ بھی قبول نہیں کیا جس کی مالیت تقریباً ۳۵,۰۰۰ روپے ہے۔

بنیادی مقاصد

آزادی کے بعد جتنی بھی اصلاحات اراضی کے اقدامات کیے گئے ان کا مقصد سماجی انصاف قائم کرنا تھا۔ بمبئی ٹیننسی اینڈ اگریکلچرل لینڈز ایکٹ ۱۹۴۸ء اور لینڈ لارڈ ٹینسی قانون ۱۹۵۶ء کے تحت پہلی بار کاشتکار کے حقوق محفوظ ہوئے اور وہ اپنی کاشت کی زمین کی ملکیت حاصل کرنے کے قابل ہوا۔ اس قانون سے ۲۵ لاکھ ہیکٹر زمین کے سابق کاشتکار مالک بن گئے۔ تاہم بے زمینوں کا مسئلہ ویسا ہی رہا۔ ۱۹۶۱ء میں حکومت نے پہلی بار ملکیت زمین پر حد بندی کا قانون نافذ کیا اور فاضل زمینات کو بے زمینوں کھیت مزدوروں میں تقسیم کا کام شروع کیا۔ اس طرح ریاست کو آزادی کے بعد اس مسئلے کو حل کرنے کا کچھ عملی تجربہ پہلے ہی حاصل ہو چکا تھا۔

ذمی مراج

خاتمہ زمینداری قانون کی وجہ سے بھی ۱۷٫۸۹٫۶۴۲ ہیکٹر زمین کاشتکاروں کی ملکیت میں آگئی۔ نتیجتاً ۴٫۷۹٫۲۶۷ کاشتکار ریاست سے براہ راست متعلق ہو گئے۔ سابق ملکیت اراضی قانون ۱۹۶۱ء کے تحت دسمبر اخیر ۱۹۶۵ء تک ۱٫۳۰٫۲۷۶ ہیکٹر زمین فاضل قرار دی گئی تھی اس میں سے ۳۲٫۴۰۵ ہیکٹر زمین جو جوائنٹ اسٹاک شکر کارخانوں کے پاس گنّے کی کاشت کی تھی اور جو فاضل قرار دی گئی تھی مہاراشٹر اسٹیٹ فارمنگ کارپوریشن کے سپرد کی گئی اور باقی ۹۶٫۲۱۹ ہیکٹر زمین میں سے ۳۸٫۶۲۳ ہیکٹر زمین بے زمین کھیت مزدوروں میں تقسیم کی گئی۔

اس مختصر جائزہ سے واضح ہے کہ ریاست تقسیم اراضی سے متعلق اپنی ذمہ داری پوری کرکے سماجی انصاف قائم کرنے کی ہمیشہ جدوجہد کرتی رہی ہے۔ لیکن ریاست کے یہ اقدامات کافی نہیں ہوئے۔ قومی سطح پر ملکیت اراضی کی حد مقرر کرنے کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی۔ جولائی ۱۹۷۲ء تک یہ بھی کیا گیا۔ لہذا ترمیم شدہ ملکیت اراضی قانون اس نئے قومی خطوط کے پیش نظر تشکیل دیا گیا ہے۔

نمایاں خصوصیات

ترمیم شدہ قانون کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ فاضل زمین سے متعلق تصفیہ ایک ٹرائبیونل کرے گا جس میں ایک سرکاری اور دو غیر سرکاری ممبر ہوں گے فاضل قرار دی گئی زمین کی تقسیم بھی اسی طرح تشکیل دی گئی عدالتیں (ٹرائبیونل) کریں گی۔ غیر سرکاری ممبران کی موجودگی اہم تفصیلات کی پوشیدگی یا ناکافی ریونیو رکارڈز کے خلاف تحفظ کا کام دے گی۔ ریاست بھر میں ابتداً ۳۲۵ فاضل زمینات تعین عدالتیں اور ۳۴۳ زمینات

زراعتی مزدور — زمین مالک

ایک سال پہلے ضلع وردھا میں سُر گاؤں کے نوجوان کھیتی مزدور شری سوہن تلسی رام گائیکواڑ کے خواب و خیال میں بھی یہ بات نہ تھی کہ وہ بھی زمین کا مالک بن سکتا ہے۔ لیکن اب وزیر اعظم کے بیس نکاتی پروگرام کی بدولت یہ ناممکن بات ممکن ہو گئی ہے۔ شری گائیکواڑ کی اس وقت خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی جبکہ گرام سبھا کی جانب سے اُسے گاؤں میں فالتو قرار دی گئی آراضی میں سے ۰۰۰ر۲۱ روپے مالیت کی ۲۰ر۱ ہیکٹر زمین ملی۔

فی الحال سے گائیکواڑ خاندان جو بچھڑی جاتی سے تعلق رکھتا ہے کھیتوں میں کام کر کے روزی کماتا تھا۔ لیکن اب اس نے زرخیز زمین کا باوقار مالک بن کر خوشحال زندگی گذارنے کا عزم کیا ہے۔

گاؤں والوں نے زمین جوتی۔ شری گائیکواڑ کوآپریٹو سوسائٹی کا ممبر بھی بن گیا ہے اور اپنے کھیت میں اچھی مخلوط جوار اور کپاس کی کاشت کرنا چاہتا ہے۔

اسی طرح دوسرا خوش نصیب دسرتھ وارلو گاوُری ہے جسے گرام سبھا نے ایک ہیکٹر زمین دی ہے۔

شری گاوُری نے بتایا کہ اسے ملی ہوئی زمین ایک ترقی پسند کسان کی تھی۔ لہذا قدرتی طور سے مجھے زیادہ محنت کئے بغیر اس سے اچھی فصل حاصل ہوگی۔ وہ اپنے کھیت میں اچھی مخلوط جوار اور اپج۔ ہم کپاس پیدا کرنا چاہتا ہے۔

تقسیم عدالتیں تشکیل دی گئی تھیں احسب ضرورت عدالتوں کی تشکیل جدید کی گئی یا زائد عدالتیں قائم کی گئیں۔

تاحال ترمیم شدہ قانون کے تحت ۱۱ لاکھ ۲۱ ہزار ۵، ۹ ہیکٹر زمین فاضل قرار دی گئی ہے ۸۷ ہزار ۶۶ ہیکٹر زمین تقسیم کی گئی ہے فاضل زمین کی تقسیم میں یہ بھی ہے کہ فاضل زمین کا ۵۰ فیصد حصہ مندرج جاتیوں بشمول نو بدھسٹوں، مندرج قبائل و پسماندہ جاتیوں اور خانہ بدوش قبائل کے لئے محفوظ رکھی جاتی ہے۔

زمین الاٹ کئے جانے کے فوراً بعد الاٹیوں کو ولیج پرائمری سوسائیٹیوں کا ممبر بنایا جاتا ہے تاکہ انہیں کوآپریٹیو سوسائیٹیوں سے زراعتی کاموں کے لئے مالی امداد مل سکے کیونکہ زیادہ تر الاٹی کمزور ترین طبقے سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کے پاس ہل چلانے اور زمین جوتنے کے لئے بیل اور زرعی آلات نہیں ہوتے۔

عوامی تحریکیں

اسی لئے ۱۳ مئی سے ۵ جون تک کے پندھرواڑے میں ایک خاص تحریک چلائی گئی اور ایسے نئے زمین پانے والوں کی زمینوں پر ٹریکٹر مالکان، دولت مند کسانوں، شکر کارخانوں کی مدد سے اور دیہاتیوں کی شمولیت سے ہل چلائے گئے۔ وزیر اعلیٰ کی اپیل کے بعد بہت سارے زمین مالکان نے فاضل زمینات سے متعلق اپنے مقدمات واپس لے لئے ہیں بلکہ بعضوں نے تو معاوضے کی رقم سے بھی دستبرداری ظاہر کی ہے۔ اس کے علاوہ کئی زمینداروں نے اور دولت مند کسانوں نے نئے الاٹیوں کی زمینوں پر ہل چلانے میں پیش قدمی کی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ فاضل اراضیات کی تقسیم کا کام محض سرکاری یا انتظامی نہیں بلکہ عوام کی بیداری کا باعث بنا ہے اور یہ ایک عوامی تحریک کی صورت اختیار کر چکا ہے

ادیباسیوں کی زمین کی بحالی

اسی طرح ترمیم شدہ سلنگ ایکٹ سماجی و معاشی تقسیم کاری انصاف اور ملکیت زمین کی نابرابری کو ختم کرنے کا ایک آلہ بن گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی واضح ہو گئی ہے کہ مندرج قبائل کے تحفظ کے لئے خصوصی جدوجہد ضروری ہے، یہ قبائل سالہا سال سے لوٹ کھسوٹ کرنیوالوں کے ہاتھوں میں پھنس گئے تھے۔ ان کی کاشت کی زمین ساہوکاروں نے اس طرح لی جاتی تھی، ان

کی گذر بسر کے ذرائع کو محفوظ رکھنے کے لئے غیر قبائلیوں کے ہاتھوں میں جو زمینات چلی گئی تھیں ان کی بحالی ضروری تھی۔ یہ قانون سازی کے بغیر ممکن نہیں تھا۔ اس لئے ریاستی مجلس قانون ساز نے مہاراشٹر لینڈ ریوینو اینڈ ٹیننسی لاز (ترمیم) ایکٹ ۱۹۷۴ء اور بحالی زمینات مندرج قبائل قانون، مہاراشٹر ۱۹۷۴ء پاس کیا۔ ان قوانین کی رو سے قبائلیوں کی زمینات غیر قبائلیوں کو منتقل کرنے پر پابندی عائد ہو گئی ہے نیز اس طرح کی منتقل کی گئی زمینات کی بحالی ضروری قرار دی گئی ہے۔

۲۰ نکاتی پروگرام کے اعلان کے بعد ان قوانین کی عمل آوری میں ایک نیا جوش شامل ہو گیا ہے۔

سابقہ سیلنگ ایکٹ اور ترمیم شدہ سیلنگ ایکٹ کا مقابلہ کیا جائے تو ظاہر ہوتا کہ ۱۹۶۱ء کے ایکٹ کے تحت تقریباً ۱۷۰۰۰ ریٹرن فائل کئے گئے اور ان کے تعلق سے تحقیقات کو ۱۵ سال لگے تاہم فاضل قرار دی گئی زمین میں سے نصف بھی تقسیم نہیں کی جا سکی۔ مقدمہ بازی عام ہو چکی تھی۔ تصفیہ کی رفتار دھیمی تھی اور کئی اسٹے آرڈر جاری ہو چکے تھے۔

اس کے برخلاف ترمیم شدہ قانون ۲ اکتوبر ۱۹۷۵ء کو عمل میں آیا اور اس کی عمل آوری میں نمایاں کامیابی حاصل ہوتی ہے چھ ہی مہینے کے عرصے میں ۸۴،۶۸۵ ریٹرن سے متعلق تحقیقات مکمل ہو گئیں ۲۱،۹۷۵ ہیکٹر زمین فاضل قرار دی گئی اور ۸۷۰۶۶ ہیکٹر زمین تقسیم بھی ہو گئی جس میں سے ۶۲ فیصد کمزور طبقہ یعنی مندرج جاتیوں اور مندرج قبائلیوں میں تقسیم کی گئی۔

زمین کا سروے کیا جا رہا ہے۔

بے مثال دریا دلی

اراضی حد بندی قانون کے تحت فاضل قرار دی گئی اراضی ضلع دربھا میں اس ترجیحی فہرست کی بنیاد پر بے زمین اشخاص میں تیزی سے تقسیم کی جا رہی ہے جو ایک دیہی بیٹھک میں تیار کی گئی تھی۔

دیولی پنچایت سمیتی کے داپوری گاؤں میں ۱۹ ہیکٹر اراضی فاضل قرار دی گئی تھی۔ اس کی تقسیم کے وقت شری ونایک راؤ وڈکر، نائب صدر پنچایت سمیتی بے زمین اشخاص کی خاطر اپنی صرف ۸ء۰ ہیکٹر زمین سے بھی دستبردار ہو گئے یہی نہیں بلکہ انھوں نے اس کا معاوضہ لینے سے بھی انکار کر دیا۔

فعّال قیادت

کام کی سرعت و تیزی اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ قانون کو عمل میں لانے والی ایجنسیاں صمیم قلب سے کام کر رہی ہیں کیوں نہ ہو جب انہیں وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان کی فعّال قیادت اور وزیر محصول ڈاکٹر رفیق زکریا کی رہنمائی و رہبری حاصل ہے۔ [illegible] کی خود نظمی بھی ظاہر ہوتی ہے [illegible] افراد نے رضا کارانہ امداد بھی بہت حد تک دی ہے اس پروگرام کی عمل آوری کے نتائج اگر سحر کارانہ نہیں تو غیر معمولی ضرور رہیں۔

وزیر اعلیٰ اور کابینہ کے اراکین نے تمام اضلاع میں ۲۰ نکاتی پروگرام کا پرچار کرنے اور اس کی عمل آوری کے نتائج کا اندازہ کرنے کی غرض سے "پدیاترا" کی۔ وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان نے ضلع ناندیڑ میں واقع اپنے حلقہ انتخاب بھوکر میں کھیرالی اور بھوسی گاؤں کے درمیان پدیاترا کی تھی۔ وزیر مملکت برائے آبپاشی اور حج، انفارمیشن و پبلسٹی شری شام راؤ کدم، ضلع پریشد کے صدر شری بابا صاحب گوریتے کر اور مقامی لیڈر اور کثیر تعداد میں لوگ ان کے ساتھ پدیاترا میں شریک تھے۔

بے زمینوں کیلئے جھونپڑیاں

تقسیم زمین کے اس انقلابی اقدام کے ساتھ ہی دوسرا اقدام جو اسی سے مربوط ہے اور ایسا ہی اہم ہے، بے زمینوں کو رہائشی مکانات کی

روشن مستقبل

ضلع چندرپور میں بطور خاص بے زمین مزدوروں کو زمین مل جانے سے بڑی تقویت ملی ہے۔ اور اب انہیں روشن اور خوشحال مستقبل کی آس لگی ہے۔ تعلقہ ورورا میں دابیگاؤں کوریکر کے باسی کانہو گوساوی کے ماں باپ بچپن ہی میں گذر گئے تھے۔ یہ کھیتی مزدوری سے روزی کماتا تھا۔ اس کے دل میں شادی کرنے اور چین کی زندگی گذارنے کی تمنا تھی۔ لیکن ایک بے زمین مزدور کو کون اپنی پیاری بیٹی دیتا؟

اصلاحات اراضی کی نئی سرکاری پالیسی اس کی معاون ہوئی۔ شری گوساوی کو خوش قسمتی سے فاضل اراضی کا ایک ٹکڑا مل گیا اور گاؤں والوں نے بنسی خوشی اس کی شادی کرادی۔

اسی طرح تعلقہ ورورا میں نیری گاؤں کا باسی ایشور ناگ دیوتے بھی خوش قسمت ہے زمین حد بندی قانون کے تحت فاضل اراضی پاکر زرعی معاون کی حیثیت سے تربیت پانے کے قابل ہو گیا ہے۔ اب اس کی خوشی کی کوئی حد نہیں رہی ہے کیونکہ اسے یقین ہے کہ وہ جدید زراعتی مہارت سے کام لے کر ایک خوشحال کسان بن جائے گا۔

انعامی رقم جھونپڑے کیلئے عطیہ

شری سوہن لال لودھا نے ریاست مہاراشٹر کے خریف جوار مقابلہ میں ۵۰۰ء۲ روپے کا اول انعام حاصل کیا تھا۔ انہوں نے یہ رقم بے زمین غریب لوگوں کے واسطے جھونپڑے بنانے کے لئے دے دی ہے۔ انہوں نے حال ہی میں جامنیر، ضلع جلگاؤں میں منعقد ایک عام جلسہ میں اس عطیہ کا اعلان کیا تھا جس میں شری کے۔ ایم پاٹل، وزیر صحت عامہ اور شری ڈی۔ ڈی۔ چوان، نائب وزیر جنگلات اور جیل بھی شریک ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ وزراء کی گلپوشی کے بجائے اس مد میں ۳۰۰۰ روپے بچا کر جھونپڑوں کی تعمیر کیلئے دے دیئے گئے۔

جگہ فراہم کرنا اور اس پر مکانات تعمیر کرنا ہے جگہ فراہم کرنے کا کام کم از کم ضرورت پروگرام کے ایک جزو کے طور پر کیا جا رہا ہے۔ اس پروگرام کے تحت ہر بے زمین مزدور کو جس میں دیہی کاریگر بھی شامل ہے ۸۳ مربع میٹر (۱۰۰ مربع فٹ) اتنی جگہ فراہم کی جاتی ہے تقریباً ۷۱ء۳ لاکھ بے زمین مزدوروں کی شناخت ہو چکی ہے۔ مارچ ۱۹۷۶ء تک ۵۸ء۳ لاکھ افراد کو، جن میں ۴۷ فیصد مندرج جاتیوں مندرج قبائل

وزیر صنعت شری این۔ ایم۔ تڑکے ضلع ناگپور کے سیہو بلاک کے دیرسی گاؤں میں نئے مالکان کی زمین پر ہل چلا رہے ہیں۔

[illegible] لیمات [illegible]
[illegible] ہم کی گئی ہے۔

محض جگہوں کی فراہمی ہی کافی نہیں تھی۔ ان مزارعوں کے لئے جھونپڑیاں بنانا بھی ضروری تھا۔ اس پروگرام کے تحت حکومت نے فی جھونپڑی ۳۲۰ روپے کے صرفے سے ۱۰×۱۰ کی چھوٹی اور سادہ جھونپڑیاں بنائیں۔ یہ کام مارچ ۱۹۷۵ء میں ہاتھ میں لیا گیا۔ مارچ ۱۹۷۶ء تک ۱۲۲۱ر۵۳ر۱ جھونپڑیاں بنائی گئیں۔ ان میں سے ۱۸۲ر۱ر۱ جھونپڑیاں جون ۱۹۷۵ء سے مئی ۱۹۷۶ء تک کے عرصے میں بنائی گئیں۔ اس پروگرام کو مارچ ۱۹۷۷ء تک مکمل کرنا ہے۔

کھاتے پُستکا - بنیادی دستاویز

جب تک دیہات کے ریکارڈ اور خصوصیت کے ساتھ ریکارڈ آف رائٹس اپٹوڈیٹ اور ڈھنگ سے نہیں رکھے جاتے زرعی اصلاحات کامیابی سے نافذ نہیں ہوسکتیں۔ ۲۰ نکاتی پروگرام کے اعلان کے بعد اس سلسلے میں شعوری کوششیں کی گئی ہیں۔ اخیر جولائی ۱۹۷۵ء تک ۱۰،۷۸۲،۱۲ نا تبدیل شدہ اندراجات باقی تھے جون ۱۹۷۶ء تک یہ گھٹ کر ۴۲،۹۵۲ ہوگئے۔ بہت سارے باقی اندراجات تین مہینے سے کم مدت کے ہیں۔

تاہم ان اندراجات کا اقتباس لینا مزارعین کے لئے بڑا ہی مشکل کام تھا۔ اس لیے ۱۹۶۶ء میں یہ کوشش کی گئی کہ ہر مزارع کو ایک کتابچہ "کھاتے پُستکا" دی جائے جس میں اس کی زمین سے متعلق ضروری اندراجات شامل ہوں۔ یہ تجربہ پھر بھی کامیاب نہیں رہا اس کی خاص وجہ یہ تھی کہ کھاتے پُستکا کے اندراجات معتبر نہیں سمجھے جاتے تھے اور کھاتے داروں کو مختلف کاموں کے لئے تلاٹھیوں

"کھاتے پُستکا" اپٹوڈیٹ کی جا رہی ہے۔ حکومت کے ساتھ کاشتکار کے [illegible] راجات [illegible] بنیادی دستاویز ہے۔

"خاص زمین تعین عدالت" کے یہاں خاص [illegible] سے متعلق تحقیقات کی تکمیل میں مصروف ہیں۔

سے ریکارڈ آف رائٹس کے اقتباسات لینے پڑتے تھے۔ اس نقص کو ہمارا اسٹریٹیڈ ریونیو کوڈ میں مناسب ترمیم کرکے دور کیا گیا ہے۔ اب یہ پٹہ کا بینکوں میں اور سرکاری و نیم سرکاری محکموں میں کاروبار کے لئے بنیادی دستاویز ہوں گے پٹہ کاؤں پر مناسب طور پر نظر ثانی کی جائے گی اور یہ کھاتے داروں کو یکم اگست ۱۹۷۶ء تک مل جائیں گی۔

اس طرح ان اقدامات کے ذریعے کاشتکار کے ساتھ انصاف کیا گیا ہے اور سماجی انصاف پر مبنی زرعی و معاشی تعمیر کے لئے راہ ہموار کی گئی ہے۔

ناتھو جوگی، خانہ بدوش قبیلے کا ۶۵ سالہ نامدیو نر سو شندے اب تک بے زمین تھا اب اسے ۲۰۲ ہیکٹر زمین مل گئی ہے جس پر وہ نازاں ہے۔

ضلع ایوت محل میں سماجی و معاشی انقلاب

'ناتھو جوگی' خانہ بدوش قبیلے کے ۶۵ سالہ بھوی ہین نامدیو نرسو شندے ضلع ایوت محل کے مال کھیڈ گاؤں میں ۲۰۲ ہیکٹر اراضی کے معزز مالک بن گئے ہیں۔ سال ہا سال سے ان کا خاندان 'سنگوی' بجا کر اپنی روزی کماتا تھا۔

اب وہ بہت خوش ہیں کیوں کہ اب ان کی زندگی اطمینان و سکون سے گذرے گی۔ ان کے خاندان میں سات فرد ہیں اور وہ آبادکاری کے لئے زمین ملنے پر حکومت کے ممنون ہیں۔ انہوں نے بڑے عزم سے کہا کہ "اب ہم سخت محنت کریں گے اور اپنی زمین پر کاشت کریں گے۔ ورنہ ہم گنہگار ہوں گے۔"

مانگ جاتی کے ایک ادھیڑ عمر کے فرد شری بھیوا ارجن ادار کو ایک جھونپڑا نیز ۲۰۶ ہیکٹر زمین ملی ہے۔ پہلے وہ باجہ والے تھے۔ اب ان کے خیال میں اس زمین کی بدولت ان کی زندگی خوشی و مسرت کے گیت گائے گی۔

۳۰ سالہ کڑیل جوان شری رام داس کو دوسروں کے کھیتوں میں کڑی محنت کرنا پڑتی تھی۔ لیکن اب اسے تعلقہ درواہ کے کال گاؤں میں ۲۰۲ ہیکٹر اراضی دی گئی ہے۔ اس کا کنبہ بوڑھے والدین، بیوی اور دو بچوں پر مشتمل ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ "مجھے زمین مالک بننے کی بڑی تمنا تھی۔ اب ہمیں برابر دو وقت کی روٹی مل سکے گی۔"

ان تین نئے مالکان زمین اور انہی کی طرح دیگر اشخاص کا کہنا ہے کہ ۲۰ نکاتی پروگرام ان کی زندگی سدھارنے کا پروانہ ثابت ہوا ہے۔ اس سے ان کی زندگی میں آسودگی کا باب کھل گیا ہے۔

ضلع ایوت محل میں اب تک ۵۲۵۱ بھومی ہینوں کو ۵۳۴۷ ہیکٹر اراضی تقسیم کی جا چکی ہے۔ اس سلسلے میں قابل ذکر بات یہ ہے کہ قاعدے کے مطابق ۵۰ فیصدی فاضل اراضی سماج کے کمزور طبقات میں بانٹی گئی ہے۔ علاوہ ازیں بقیہ زمین کی تقسیم کے وقت بھی ان کمزور طبقات کا پورا خیال رکھا گیا۔ اس طرح کمزور طبقات میں ۸۰،۴۰ فیصد فاضل اراضی تقسیم کی گئی۔ اس طرح اس ضلع نے سماجی انصاف کی ایک اچھی مثال قائم کی ہے۔

دوسری قابل ذکر بات یہ ہے کہ گاؤں والوں نے نئے زمین مالکان کے کھیتوں پر جتائی میں بڑے جوش و خروش کا اظہار کیا۔ بلا شبہ اس کا سہرا وزیر اعلیٰ شری ایس بی چوان کی قابل قدر اور محرک قیادت کے سر ہے، جنہوں نے ۹ مئی کو اس ضلع میں مال کھیڈ میں نئے مالکان کی زمین پر جتائی پروگرام کا آغاز کیا تھا۔

اس طرح ضلع میں تقسیم اراضی کے ذریعے باضابطہ سماجی و معاشی انقلاب کے لئے راہ ہموار ہو گئی ہے۔

ناگمد ۔۔ ر ر(ا)، آنفہ علی ہرغ، ضلع کولابہ کے لوگ،
ادیباسیوں کی الاٹ کی گئی زمینوں کو
جتائی کے قابل
بنانے میں مصروف ہیں
تاکہ زمین کی فصل اگائی جا سکے۔

بڑے زمینداروں کا جوش و خروش

ضلع اکولہ میں بڑے زمینداروں نے وزیر اعلیٰ کی اس درخواست پر بڑے جوش و خروش سے دھیان دیا ہے جو انہوں نے سماج کے کمزور طبقات کی بہتری کے لئے ریونیو ٹریبونل اور ہائی کورٹ سے اپیلیں واپس لینے کے لئے کی تھی۔

ضلع اکولہ میں اکوٹ کے ایک زمیندار شری نرو بھاؤ دیش پانڈے نے ۱۲ ہیکٹر اراضی کے بارے میں عدالت سے حکم امتناعی حاصل کیا تھا جو حد بندی اراضی قانون کے تحت فاضل قرار دی گئی تھی۔ لیکن وزیر اعلیٰ کی اپیل نے ان پر اثر کیا اور انہوں نے بانسر ضلع کے نگراں وزیر شری این۔ ایس سپکال کے دورے کے دوران اپنی زمین بھوکے ہیموں کی بھلائی کی خاطر دے دی۔ شری دیش پانڈے نے نئے مالکان کو زمین پر کاشت کرنے کا یقین بھی دلایا ہے۔

تیلہرا پنچایت سمیتی کے خوشحال زمیندار شری دادا صاحب کھوترے نے بھی شری دیش پانڈے کے نقش قدم پر چلنے میں دیر نہ کی۔ انہوں نے شری این۔ ایس سپکال کو تحریری اطلاع دی کہ وہ فاضل قرار دی گئی ۱۲۰۸ ہیکٹر اراضی کے بارے میں اپنی اپیل واپس لے رہے ہیں تاکہ یہ زمین بے زمینوں میں تقسیم کر دی جائے۔

بھانورا پنچایت سمیتی کے ایک اور امیر کسان، شری رامچندر پاٹل نے بھی اپنی فاضل قرار دی گئی دس ہیکٹر اراضی کے معاملہ میں بھی ایسی ہی کارروائی کی ہے۔ انہوں نے نئے مالکان کو یہ یقین بھی دلایا ہے کہ اس سال اس زمین پر اگائی فصل بھی انہیں ہی دے دیں گے۔

منگرول پیر پنچایت سمیتی کے صدر شری شیرو بھاؤ موہن تالے نے شیند درجن گاؤں کے باسیوں کو ۱۳ ہیکٹر زمین پر ہل جوتنے کے لئے تیار کیا جو شری وشنو سکھارام یاردھی کو دی گئی ہے اجن کی آنکھوں میں خوشی سے آنسو امنڈ آئے تھے۔

ایک سماجی کارکن کو یہ دیکھ کر بڑا دکھ ہوا کہ ایک بجاہد آزادی کی بیوہ کو بھیک مانگ کر پیٹ بھرنا پڑتا ہے۔ لہٰذا اسے مکان کے لئے زمین دی گئی۔ نیز ضلع پریشد کی جانب سے ۲۰۰۰ روپے کا قرض بھی منظور کیا گیا تاکہ اس کے ۲ ہیکٹر کھیت میں کنواں کھودا جا سکے۔

ضلع میں کئی سماجی کارکنوں بشمول شری این ایس سپکال نے یہ اعلان کیا ہے کہ وہ اپنی فاضل اراضی کیلئے کوئی معاوضہ نہ لیں گے۔

اکوٹ کے سب ڈویژنل افسر شری ڈی۔ جی نوانے ست پڑا پہاڑیوں کے پاس آباد ۲۷ ادیباسیوں کی تقریباً ۱۲۸ ہیکٹر اراضی کی بازیابی میں کامیاب ہو گئے جو ساہوکاروں نے غصب کر رکھی تھی۔

صنعتی محاذ پر پیشقدمی
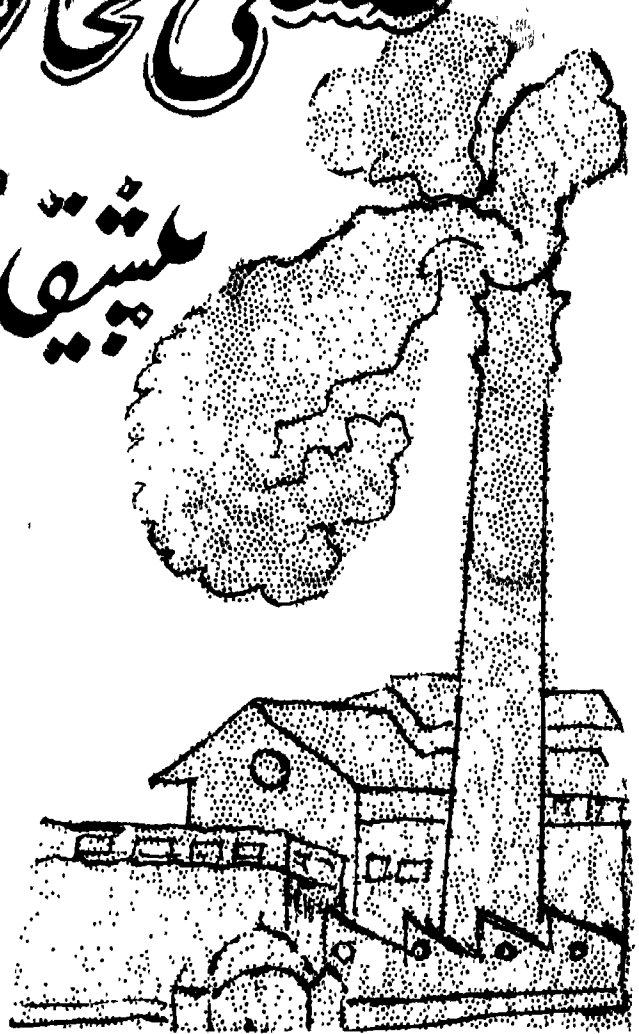
کمل۔ ایم مورارکا

صدر، گساں ڈنکرلی اینڈ کمپنی لمیٹڈ
نائب صدر، نیشنل الائنس آف
ینگ انٹرپرینیورس
(این۔ اے۔ وائی۔ ای)

تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ قومی اسپرٹ، سخت محنت، لگن اور ڈسپلن کے بغیر آج تک کسی قوم کو سربلندی نصیب نہیں ہوسکی۔ شری کمل مورارکا، ایک سربرآوردہ صنعتکار نے اس مضمون میں اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ ایمرجنسی نے وہ حالات پیدا کئے ہیں جن سے صحیح و بنیادی تہذیبی اقدار فروغ پاسکتے ہیں اور عوام کے سبھی طبقوں میں جوشِ عمل پیدا ہوسکتا ہے۔

ایمرجنسی کا اعلان جب ۲۶ جون سنہ ۱۹۷۵ء کو ہوا تو اس وقت کے ہندوستان کے حالات کو ایک نیا پس منظر مل گیا جس کی وجہ سے طرزِ زندگی کے متعدد شعبوں میں کئی تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ اس مضمون کا مقصد

صنعتی محاذ پر کی جانے والی ترقیوں کا جائزہ لینا ہے کیونکہ قوم کی معاشی ترقی میں زراعت کے بعد صنعت کو نمایاں مقام حاصل ہے

تاہم صنعت کو زیر مباحثہ لانے سے پہلے مناسب ہے کہ ہم اجمالاً اس ترقی کا بھی جائزہ لیں جو ہم نے زرعی شعبے میں اور دیہی زندگی میں کی ہے۔ زرعی محاذ پر جو نمایاں ترقی کی ہے وہ اس سے ظاہر ہے کہ اس سال کے دوران ۱۱۶ ملین ٹن اناج پیدا کر کے ایک رکارڈ قائم کیا گیا ہے۔ یہ نتیجہ ہے اس بات کا کہ ہم نے مخلوط اور زیادہ پیداوار دینے والی اقسام کی فصلوں کے لئے پہلے کی بہ نسبت زیادہ علاقہ مختص کر لیا تھا۔

مہاراشٹر میں اس سال اناج کی وہ پیداوار ہوئی ہے جو پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی اور امید کی جاتی ہے کہ اس سال کے نشانہ ۸۵ لاکھ ٹن سے آگے نکل جائے گی۔ ۷۳-۱۹۷۲ء میں ۷۲ لاکھ اور ۷۵-۱۹۷۴ء میں ۷۷ لاکھ ٹن اناج پیدا کیا گیا تھا، اس کے مقابلے میں یہ بہت بہتر ہے۔

حکومت مہاراشٹر نے ۱۵ مئی ۱۹۷۶ء تک ایک لاکھ ۱۱ ہزار پانسو ایکسٹھ ہیکٹر فاضل قرار دی گئی زمین میں سے ۷۷ ہزار ایکسٹھ ہیکٹر زمین ۹۴ ہزار پانسو گیارہ بے زمین اشخاص میں تقسیم کی ہے۔ کل تقسیم شدہ زمین میں سے ۶۱ فیصد زمین درج فہرست جاتیوں اور قبائلیوں وغیرہ میں تقسیم کی گئی ہے۔

ملک میں پانچ ملین ہیکٹر کا مزید علاقہ زیر آبپاشی لایا جا رہا ہے۔ پانچویں پنجسالہ منصوبہ کے بقیہ چار سال کے دوران مہاراشٹر کیلئے ۸۵ء۵ ہیکٹر کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے۔

قومی راج

پیداوار میں اضافہ

ایمرجنسی کے بعد صنعت کے میدان میں جو بہت ہی نمایاں کامیابی حاصل ہوئی ہے وہ ہے پیداوار میں اضافہ۔ ایمرجنسی کے بعد کے عرصے میں (جولائی سے دسمبر ۱۹۷۵ء تک) ۲۱ء۳ ملین مانس ڈیز کا نقصان ہوا جبکہ ۱۹۷۴ء میں ۹ء۹ ڈیز کا نقصان ہوا تھا۔ پبلک سیکٹر میں جہاں ۱۲ء۸ ملین لوگ کام کرتے ہیں ۱۹۷۵ء میں ۴ء۶ ملین مانس ڈیز کا نقصان ہوا اور نجی سیکٹر میں جہاں ۸ء۶ ملین لوگ کام کرتے ہیں ۱۶ء۵ ملین مانس ڈیز کا نقصان ہوا۔ نتیجتاً جملہ محاذوں پر پیداوار بڑھ گئی ہے۔

ہندوستان میں صنعتی شعبہ پبلک اور پرائیوٹ سیکٹروں پر مشتمل ہے منظم صنعتی شعبے کے جملہ مزدوروں کا ۸۲ فیصد حصہ پبلک سیکٹر یا عوامی شعبے میں کام کرتا ہے۔ عوامی شعبے میں مجموعی طور پر دس ہزار کروڑ کا سرمایہ لگا ہوا ہے۔ ایمرجنسی کا یہ واضح فائدہ ہوا کہ پچھلے سال کی مساوی مدت کے مقابلے میں ایمرجنسی کے دوران عوامی شعبے کی پیداوار میں ۱۷ فیصد کا اضافہ ہوا ہے۔ خصوصیت کے ساتھ پبلک سیکٹر کی ہیوی انڈسٹریز میں پیداوار میں اضافہ قابل تعریف ہے۔ اس عرصہ میں پچھلے سال کے مساوی عرصے کے مقابلے میں پیداوار میں ۳۵ فیصد یعنی ۵۵۶ء۷ کروڑ روپے کا اضافہ ہوا۔ پرائیوٹ سیکٹر کی بعض اہم صنعتوں میں جیسے مشین ٹولس، کیمیکلس کھنیری، پیپر منیری، کمرشیل وہیکلز، موٹر سائیکلز، اسکوٹرز اور ٹریکٹر وغیرہ میں نمایاں اضافے نظر آتے ہیں۔

مجموعی طور پر پیداوار اور ترقی کا اندازہ

اس بات سے ہوتا ہے کہ ۷۶-۱۹۷۵ء میں شرح پیدائش ۴ء۵ فیصد رہی جبکہ ۷۵-۱۹۷۴ء میں ۲ء۵ فیصد اور ۷۴-۱۹۷۳ء میں ۲۰ء۲ فیصد تھی۔ ہندوستان جیسے ترقی پذیر ملک کے لئے ضروری ہے کہ قومی ترقی کے تمام میدانوں میں شرح پیدائش اونچی رہے۔

اس حقیقت کے پیش نظر کہ ملک کے ذرائع حد درجہ محدود ہیں اور ملک نے بھاری غیر ملکی امداد کے بغیر زندہ رہنا سیکھ لیا ہے۔ یہ نہایت ہی قابل تعریف بات ہے کہ ہم نے ۷۶-۱۹۷۵ء میں ۴ء۵ فیصد شرح پیدائش کی حد کو چھو لیا ہے اور پھر بجلی جیسی ضروری اشیاء کی قلت کے باوجود بھی ہم نے یہ ترقی کی ہے۔

ذرائع محدود ہونے کی وجہ سے یہ اور بھی ضروری ہو جاتا ہے کہ موجودہ سرمایہ کاریوں سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جائے اور اس بات کی یقین دہانی کی جائے کہ ہم سرمایہ کاری میں جس حد تک بھی اضافہ کرنا چاہتے ہیں اس کے لئے بحد امکان ایسے طریقے استعمال کئے جائیں گے جن سے افراط زر کی صورت پیدا نہیں ہوگی۔

پچھلے چند سال نہ صرف ہندوستان بلکہ دنیا کے تقریباً تمام حصوں میں افراط زر کی حالت رہی ہے۔ ہندوستان میں ہم نے دیکھا ہے کہ تمام اشیاء کی قیمتوں میں غیر معمولی اضافے کی وجہ سے ۱۹۷۳ء کے بعد سے ایک ہنگامی صورت حال پیدا ہو گئی تھی۔ عام آدمی کے لئے چیزیں زیادہ سے زیادہ مہنگی ہوتی جا رہی تھیں اور اس کے باوجود بھی اسے ضروری مقدار میں چیزیں دستیاب نہیں ہوتی تھیں اور اس کے برخلاف دوسری طرف صنعتکاروں کو یہ شکایت تھی کہ حکومت کی پالیسیاں خصوصی نسیا دور ضبط

میں حد بندی کے رجحانات تھے اور خام مال اور بجلی جیسی ضروری اشیاء کی قلت تھی اور ظرف نہ بیہ کہ صنعت کار زیادہ سے زیادہ فائدہ بھی کما رہے تھے۔

اس صورت حال کا سیاسی جماعتوں اور تخریب پسند عناصر نے غلط فائدہ اٹھایا اور عدم استحکام و بحران کا پرچار کیا۔ ان مسائل کو قومی سطح پر حل کرنے کے لئے تو انہوں نے کچھ کیا ہی نہیں تاہم حکومت نے قلت کے مسئلے کو سمجھ لیا۔ یہ مسئلہ نہ صرف ناکافی سپلائی کا تھا بلکہ غلط تقسیم کاری کا بھی نتیجہ تھا۔ اسمگلروں، ذخیرہ اندوزوں اور دیگر غیر سماجی عناصر کے خلاف سخت اقدامات کئے گئے۔ حکومت نے معاشی مجرموں کو عدالتی چارہ جوئی کے بغیر نظر بند رکھنے کے لئے اپنے آپ کو غیر معمولی اختیارات سے مسلح کیا کیونکہ مروجہ لبرل قوانین کے تحت ان مجرموں سے نپٹنا انتہائی مشکل ہو گیا تھا۔ ایمرجنسی کے اعلان کے بعد قیمتوں کو کنٹرول میں رکھنے اور پیداوار بڑھانے کے لئے ہمہ جہت کوشش کی گئی۔

بیس نکاتی پروگرام اور صنعتی معیشت

وزیراعظم کا بیس نکاتی پروگرام خصوصیت کے ساتھ دیہات کی کثیر آبادی کے لئے ہے تاہم اس میں صنعتی و شہری معیشت سے متعلق بھی بعض پروگرام شامل ہیں جیسے (الف) قیمتوں کی سطح قائم رکھنا، (ب) اسب ہی محاذوں پر پیداوار بڑھانا (ج) ذخیرہ اندوزوں اور دیگر معاشی مجرموں کے خلاف سخت کارروائی کرنا، (د) ایماندار ٹیکس ادا کرنے والوں اور کاروبار شروع کرنے والوں کو سرکاری طریقہ کار میں آسانیاں پیدا کر کے مدد کرنا (ہ) عوام کی ضرورت پوری کرنے کے لئے زیادہ سستا کپڑا تیار کرنا (و) صنعتی اداروں کے اچھے انتظام اور زیادہ پیداوار کے لئے مزدوروں کا تعاون و اشتراک حاصل کرنا۔ **وزیراعظم** کے اعلان کردہ نئے اقدامات سے پیداوار کے محاذ پر ایک نیا جوش و خروش پیدا ہوا ہے، جیسا کہ خود وزیراعظم نے فرمایا ہے ۲۰ نکاتی پروگرام تو صرف ترقی کے ایک نئے دور کی ابتدا ہے۔ مزید ترقی کے لئے ہمیں اور پروگراموں کا اضافہ کرنا ہوگا اور انہیں کامیابی کے ساتھ عمل میں لانا ہوگا۔

کم داموں اشیاء کی فراہمی

قومی ترقی کے تعلق سے ہم آج اس منزل میں ہیں کہ جس میں سوشلسٹ طرز کی ترقی کا مطلب ہوتا ہے کہ اشیاء سستے داموں عوام کو دستیاب ہو سکیں۔ سوشلسٹ طرز زندگی اسی وقت وجود میں آسکتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اشیاء خرید سکیں اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ قیمتوں کے لحاظ سے ان اشیاء کا خریدنا لوگوں کے بس کی بات ہو۔ کئی سال سے ہماری معیشت مہنگائی کی طرف مائل رہی ہے۔ قلت کی وجہ سے کوئی بھی چیز کسی بھی قیمت پر بیچی جا سکتی ہے یعنی ہم نے قیمتوں کو گھٹانے کی بات کو کبھی ترجیح ہی نہ دی۔ جسے ہم مانگ کی کمی کہتے ہیں وہ دراصل فروخت

[illegible] داموں پر خرید سکتا ہے ۔

بازار کا خریدار بازار میں بدلنا ہے۔ خریدار بازار میں اشیاء اسی وقت بیچی جاسکتی ہیں جبکہ وہ سستی ہوں اور اچھی ہوں۔ اس لئے ضروری ہے کہ تمام صنعتی اشیاء کی قیمتیں گھٹ جائیں اور صنعتی شعبے کو اس نہج پر کام کرنا چاہیئے۔ قیمتیں گھٹانے کے لئے ضروری ہے کہ لاگت گھٹائی جائے۔

بعض لوگوں کی یہ تجویز کہ چونکہ اشیاء کی فروخت گھٹ گئی ہے اس لئے پیداوار گھٹا دی جائے، خطرناک ہے۔ اگر اس منزل پر ہم پیداوار گھٹانے کی اجازت دیں تو یہ یقیناً ایک رجعت پرستانہ اقدام ہوگا۔ اس مسئلے کا صحیح حل یہ ہے کہ پیداوار اتنی بڑھائی جائے کہ لاگت گھٹ جائے تاکہ اشیاء ایسی قیمت پر بیچی جاسکیں کہ مانگ بڑھ جائے۔

انتظامیہ کا کنٹرول خصوصیت کے ساتھ صنعتی لائسنس جو کسی اور وجہ سے نافذ کیا گیا تھا اب اس سلسلے میں استعمال کیا جانا چاہیئے۔ اسی طرح اجارہ داری کمیشن کو بھی اپنے رول کا ازسرنو جائزہ لینا چاہیئے۔ اسکوٹر پروجیکٹ کی توسیع کے معاملے میں اجارہ داری کمیشن نے اسکوٹروں کی قیمتیں گھٹانے کو لازمی قرار دیا۔ اس اقدام کا خیر مقدم کرنا چاہیئے اس طرح اجارہ داری کمیشن نہ صرف عوام کے لئے اشیاء کے سستے داموں دستیاب ہونے میں بلکہ صنعت کاروں کے لئے ایک مناسب حد کے اندر ہی منافع پانے کے سلسلے میں مؤثر رول ادا کرسکے گا۔

سمال اسکیل انڈسٹریز کی ترقی

ہندوستان نے صنعتی محاذ پر جو طریقہ کار اپنایا ہے اس میں ایک اہم عنصر کی حیثیت چھوٹے پیمانے کی صنعتوں کی ترقی کو حاصل ہے۔ بدقسمتی سے نئے صنعتکاروں نے چھوٹے پیمانے کی صنعتوں کو قائم کرتے ہوئے مزید اچھائی کے تصور کو دھیان میں نہیں رکھا۔ خام مال کے کنٹرول بھاؤ اور بازار بھاؤ میں زیادہ فرق کی وجہ سے انہوں نے بے حساب منافع کمانا شروع کیا جبکہ تیار مال میں کوئی مزید اچھائی یا خاص بات رکھنے کی فکر نہیں کی۔ اب بدلے ہوئے حالات میں جبکہ خام مال کثرت سے دستیاب ہے، بہت سارے چھوٹے یونٹ بیمار ہو گئے ہیں۔ ہر بنک اور مالیاتی ادارے کو اس مسئلے کا حل نکالنے کے لئے اسمال اسکیل سیکٹر کے ہر بیمار یونٹ کا الگ الگ مطالعہ کرنا ہوگا۔ اس سلسلے میں اسٹیٹ بنک آف انڈیا نے سمال اسکیل انڈسٹریز کو مالیاتی امداد دینے کے لئے ایک اسٹڈی ٹیم قائم کی تھی۔ اس ٹیم کی رپورٹ میں ایک باب "بیمار یونٹ اور ان کی بحالی" ہے، اگر اس رپورٹ پر عمل کیا جائے تو مسئلے کا بڑی حد تک حل نکل آئے گا۔

صنعتی بیماری

میڈیم اور بڑے سیکٹروں میں صنعتی بیماری کے کیس بڑھ رہے ہیں کیونکہ لاگت بڑھ گئی ہے اور اشیاء بھاری قیمتوں پر نہیں بیچی جاسکتیں۔ تمام بیمار یونٹوں کو مالی امداد دینے کی ضرورت نہیں کیونکہ ان میں سے جن کی حالت سدھرنے والی نہیں ان کو ختم ہی ہونے دینا چاہیئے۔ تاہم جو یونٹ بچائے جاسکتے ہیں ان کے تعلق سے سنجیدہ مطالعہ ضروری ہے تاکہ ان کی حالت سدھاری جاسکے۔

اس سلسلے میں یہ بات قابل غور ہے کہ چند یونٹ بعض ایسے افراد کے انتظام میں سِک یا بیمار ہوتے ہیں جو دوسرے یونٹ نہایت کامیابی سے چلا رہے ہیں اور منافع کما رہے ہیں کیا یہ مناسب نہیں ہوگا کہ ایسے لوگوں کو

شرقی کرلا، بمبئی کی ایک گندی بستی کو اسٹیٹ بنک آف انڈیا نے اپنا لیا ہے۔ بنک کے منیجر شری نٹراجن اس بستی کی ایک غریب عورت کو قرض کے کاغذات دے رہے ہیں۔

ایک قابلِ تقلید مثال

اگر تمام دیہات ضلع جلگاؤں کے تعلقہ جام نیر میں واقع کھیڑچنے موضع کے نقشِ قدم پر چلیں تو نہ صرف دیہی مہاراشٹر بلکہ پورے دیس کا روپ یکسر بدل جائے گا۔

اس گاؤں نے سماج کے کمزور طبقہ کی ذمے داری سنبھالی ہے۔ پانچ چھ سو کی آبادی کے اس چھوٹے سے گاؤں میں غریبوں کے لیئے ایک اناج بنک کھولا گیا ہے۔ ادیباسیوں اور دیگر کمزور طبقہ کے افراد کے کپڑے لتے کا خرچ بھی گاؤں والے ہی برداشت کرتے ہیں۔ گذشتہ کئی سال سے "دتا جینتی" کے مبارک موقع پر گاؤں کے تمام غریب لوگوں کو نئے کپڑے دیئے جاتے ہیں۔

اب ۲۰۔نکاتی پروگرام سے متأثر ہوکر گاؤں والوں نے مل جل کر بے زمین افراد کے لئے چھوٹے موٹے ۳۲ جھونپڑے بنائے ہیں۔ ضلع پریشد نے پچھڑی جاتی کے ہر فرد کو ایک بکری دی ہے تاکہ وہ اپنی معاشی حالت بھی سدھار سکے۔

اس گاؤں میں ایک بھی آدمی ایسا نہیں ہے جو وقت پر بنک یا حکومت کو واپس قرض نہ ادا کرتا ہو ہر خاندان چھوٹی بچت تحریک میں حصہ لے رہا ہے۔ اس کے علاوہ اس گاؤں نے ہر سال خاندانی منصوبہ بندی کا نشانہ پورا کیا ہے۔

ان کے کامیابی سے چلنے والے یونٹوں کا روپیہ بیمار یونٹوں میں لگاکر ان کی حالت سدھارنے کو کہا جائے اور یہ ضروری قرار دیا جائے؟ ایسے بیمار یونٹ چلانے میں جو روپیہ لگے گا اس پر مناسب ٹیکس ریلیف کی بات حکومت سوچ سکتی ہے اس اقدام کے علاوہ کم سود پر قرضہ دیا جا سکتا ہے اور ایک مدت تک سیلز ٹیکس اور اکسائز ڈیوٹی کی چھوٹ دی جا سکتی ہے۔ اس طرح کئی بیمار یونٹ سدھارے جا سکتے ہیں۔ بیمار یونٹ سدھر جائیں گے تو روزگار بڑھے گا۔ قومی پیداوار بڑھے گی اور آخر میں ریونیو بھی زیادہ وصول ہو گا۔ یونٹ اگر بند ہو جائیں تو بیروزگاری بڑھ جاتی ہے اور ٹیکس اور ڈیوٹی وغیرہ کا بھی سرکار کو نقصان ہوتا ہے۔

پچھڑے ہوئے علاقوں میں صنعت کو بڑھاوا

پچھڑے ہوئے علاقوں میں صنعتوں کو بڑھاوا دینے کی کوشش منظوری، ترغیبات اور مدتی قرضے دینے والے اداروں کی جانب سے زیادہ امداد کی صورت میں جاری ہے۔

ریاستی حکومتوں اور دیگر ایجنسیوں کی پچھڑے ہوئے علاقوں کی ترقی کے لیے مالی امداد سنہ ۱۹۷۶-۷۵ء میں ۹۰ ملین دی جانے کی توقع ہے جبکہ سنہ ۱۹۷۵-۷۴ء میں یہ امداد ۴۰ ملین دی گئی تھی۔ اس کوشش کو جاری رہنا چاہیئے تاکہ صنعتی ترقی ملک کے اندرونی حصوں میں بھی پہونچ سکے اور چند شہروں تک محدود نہ رہے۔

ایمرجنسی نے ایک نئے ہندوستان کی تعمیر کے لئے ایک موقع فراہم کیا ہے۔ تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ قومی اسپرٹ سخت محنت، لگن اور ڈسپلن کے بغیر آج تک کسی قوم کو سربلندی نصیب نہیں ہو سکی۔ ایمرجنسی نے وہ حالات پیدا کئے ہیں کہ جن سے صحیح و بنیادی تبدیلیاں اقدار فروغ پا سکتے ہیں اور عوام کے سبھی طبقوں میں جوش ولولہ پیدا ہو سکتا ہے۔ قوم کے سبھی فرقوں کو محدود مفادات کو بھول کر قوم کے وسیع تر مفاد کیلئے کام کرنا ہوگا اسی صورت میں ہندوستان ایک بڑا ملک بن کر ابھر سکتا ہے۔

جیسا کہ جمہوریۂ ہند کے بانی جواہر لال نہرو نے فرمایا ہے، "یہ مسلمہ ہے کہ فرد کو قربان نہیں کیا جانا چاہیئے۔ یقیناً صحیح معنوں میں سماجی ترقی یہی ہے کہ فرد کو بڑھنے کا موقع دیا جائے بشرطیکہ فرد کوئی منتخب گروہ نہیں بلکہ پورا سماج ہو، اس لئے کسوٹی یہ ہے کہ کوئی سیاسی یا سماجی نظریہ فرد کو ذاتی مفاد سے کس قدر بلند کرتا ہے اور اسے کس حد تک سماج کی مجموعی بھلائی کے لئے سوچنے کا عادی بناتا ہے — اس قسم کے سماج میں زور فرائض پر دیا جائے گا، حقوق پر نہیں، فرائض کی انجام دہی کے ساتھ ہی حقوق بھی رہیں گے۔"

عام آدمی کی فلاح و بہبود کیلئے

۲۰- نکاتی معاشی پروگرام نے جس کا وزیر اعظم نے یکم جولائی ۱۹۷۵ء کو اعلان کیا تھا، مہاراشٹر کے لوگوں خصوصاً سماج کے کمزور طبقات میں بڑی امیدیں اور جوش و ولولہ پیدا کر دیا ہے۔

نئی دہلی ۔ یکم جولائی ۷۵ء

صرف ایک جادو ہے جس سے
ہماری غریبی دور ہو سکتی ہے ۔ وہ
ہے ۔ کڑی محنت، دور اندیشی، آہنی
عزم اور سخت ڈسپلن ۔

(اندرا گاندھی)

عام آدمی سے
اب بہتر سلوک
مہاراشٹر پیش پیش ہے۔

مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ
شری ایس۔ بی۔ چوان
نے بیس نکاتی پروگرام کو "جدید گیتا" قرار
دیا اور فرمایا کہ اس کی پیروی میں مہاراشٹر
کسی سے پیچھے نہیں۔

۱ ضروری اشیاء کی پیداوار، حصول۔ اور تقسیم میں باقاعدگی کے ذریعے ان کی قیمتوں میں کمی، سرکاری اخراجات میں کفایت شعاری۔

۷۴ - ۱۹۷۳ء میں زرعی پیداوار ۱۰۴ لاکھ ٹن تھی۔ ۷۵ - ۱۹۷۴ء میں ۱۰۰ لاکھ ٹن رہی۔ یہ ۷۶ - ۱۹۷۵ء میں ہمیشہ سے بڑھ کر ۱۱۸ لاکھ ٹن ہو گئی۔

یہ زبردست غذائی پیداوار مخلوط اور زیادہ پیداوار دینے والی اقسام کے زیر کاشت رقبہ میں اضافہ اور آب پاشی کی سہولتوں سے زیادہ سے زیادہ استفادہ وغیرہ کے باعث حاصل ہوئی۔

حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ ۷۷ - ۱۹۷۶ء کے دوران ۹۵ لاکھ ٹن کا نشانہ پورا کیا جائے۔

حصول اناج کی رفتار بھی قابل اطمینان رہی۔ پانچ لاکھ ٹن نشانہ کے مقابلے میں تقریباً ۳۰ر۲ لاکھ ٹن اناج ۱۵ اپریل ۱۹۷۶ء تک حاصل کیا جا چکا تھا۔ چھپایا ہوا اناج نکلوانے کے لئے کئی اقدامات کئے گئے۔ ریاست میں تقسیم کا باقاعدہ نظام ہے۔ جس کے تحت ۳۰۰۰ مناسب قیمت دکانیں کام کر رہی ہیں۔

جہاں تک قیمتوں پر کنٹرول کا تعلق ہے۔ تھوک اور پرچون بیوپاریوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ بعض مقررہ اشیاء کی قیمت اور اسٹاک کی فہرست لگائیں۔ ذخیرہ اندوزوں اور کالا بازاریوں کے خلاف بھی سخت اقدامات کئے گئے۔ فراہمی کی حالت بہتر ہو جانے کے باعث بمبئی کے راشن بندی علاقوں میں اناج کی مقدار بڑھا کر فی بالغ ماہانہ ۱۲ کلو گرام اور ریاست کے بقیہ حصے میں ۹ کلو کر دی گئی ہے۔

صنعتوں کو پیش آنے والی مشکلات کو دور کرنے کے لئے بھی حکومت نے پوری کوشش کی تاکہ صنعتی پیداوار کا پروگرام کسی وجہ سے بھی متاثر نہ ہو۔

سرکاری اخراجات میں کفایت کی غرض سے مقررہ کابینہ ضمنی کمیٹی کی طلب کردہ

بیٹھکوں میں غور و خوض اور نظر ثانی کے نتیجہ میں ۷۰ لاکھ روپے سالانہ کی بچت ہو گی اور ۱۱۸۳ آسامیاں کم کرنے کی تجویز ہے۔

حکومت نے ہر ضلع میں ایک افسر برائے پیشی شکایات مقرر کیا ہے تاکہ عوام کی شکایات پر فوری توجہ دی جائے۔
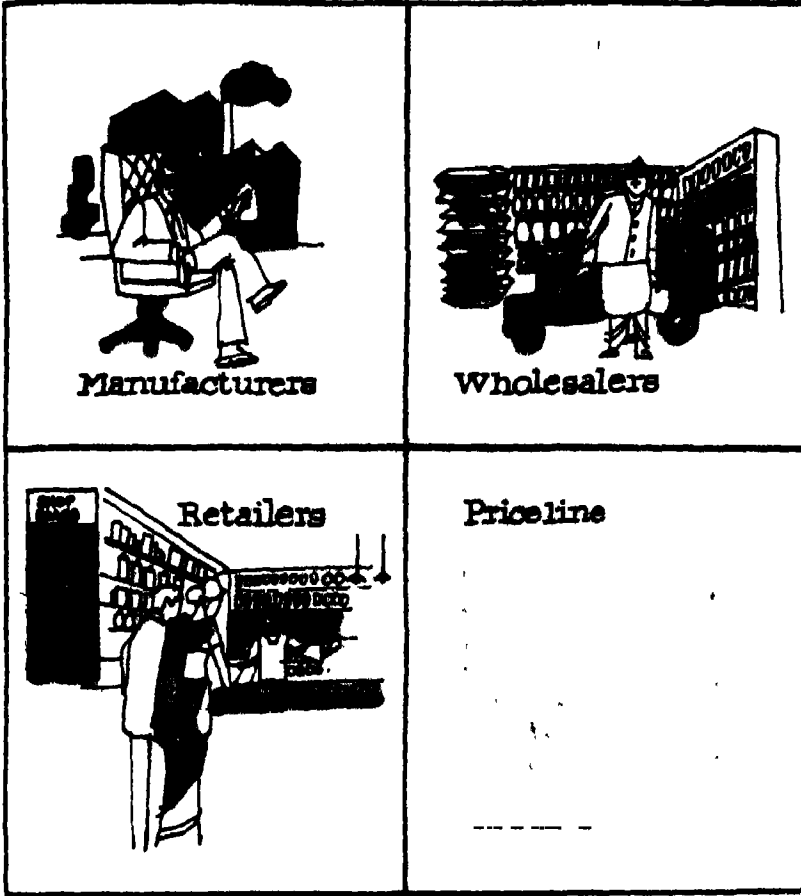
> آزادی کوئی جادو نہیں ہے جس سے خود بخود ہماری غربت اور مشکلات ختم ہو جائیں آزادی سے صرف ایک دروازہ کھلتا ہے جس سے صدیوں کا ٹھہراؤ دور ہوتا ہے۔ آزادی کے صرف یہی معنی ہیں۔ یہ اس بات کا پروانہ نہیں ہے کہ جو ہمارے جی میں آئے وہ کریں۔ اس سے تو ہمیں یہ موقع ملتا ہے کہ اپنا فرض انجام دیں۔
>
> (اندرا گاندھی)

قومی راج

۲ زرعی اراضی حد بندی قوانین کا سختی سے نفاذ

نئے اراضی حد بندی قانون کے تحت فاضل اراضی مالکان کی جانب سے ۹۰،۰۵۹ بیانات ریٹرن، داخل کئے گئے. فاضل اراضی کے معاملے میں چھان بین کے لئے اولاً ۳۲۵ ٹریبونل مقرر کئے گئے اور اس کی تقسیم کے لئے ۲۲۳ ٹریبونل مقرر کئے گئے. ۱۹ جون ۱۹۷۶ء تک ۸۴،۱۰۵ معاملات میں تحقیقات پوری ہو چکی تھی اور ۵۹۷،۱۲ ہیکٹر اراضی فاضل قرار دی گئی ہے جس میں سے ۶۶،۰۸۷ ہیکٹر فاضل اراضی حاصل کر کے ۲۵۵،۵۶ اشخاص میں تقسیم کی جا چکی ہے.

نئے حد بندی قانون کے تحت فاضل اراضی کا ۵۰ فیصدی حصہ اُن بے زمین اشخاص کے لئے مخصوص کیا گیا ہے جو مندرج جاتیوں، مندرج قبائل، خانہ بدوش قبائل، ڈینوٹیفائڈ (ویمکت) جاتیوں اور دیگر پسماندہ طبقات سے تعلق رکھتے ہیں۔

۲۰ مئی تا ۵ جون ۱۹۷۶ء پندرھواڑے کے دوران زمین کی جتائی میں نئے مالکان کو ہر طرح کی مدد بہم پہنچانے کے لئے بھرپور کوشش کی گئی جس میں ٹریکٹر مالکان خوشحال کسانوں، شکر کارخانوں اور گاؤں کے باشندوں نے حصہ لیا.

حقوق ریکارڈ کی تاحال تکمیل کے لئے زوردار مہم کے باعث جون ۱۹۷۶ء کے اختتام پر باقی ترمیمی اندراجات کی تعداد گھٹ کر ۵۲۹،۴۲ رہ گئی تھی جبکہ یہ تعداد جولائی ۱۹۷۵ء میں ۱۰،۴۲،۸۰۱ تھی. بیشتر باقی اندراجات ۳ ماہ سے کم مدت کے ہیں۔

ریاستی حکومت نے کاشت کاروں کو کھاتے پستک مہیا کرنے کا فیصلہ کیا ہے جو حکومت اور بینک وغیرہ کے ساتھ تمام لین دین میں بنیادی دستاویز ہوگی۔

۲۰- نکاتی پروگرام کی عمل آوری میں ہاتھ بٹائیے.

۳ بے زمین اشخاص اور سماج کے کمزور طبقات کے لئے رہائشی زمین فراہم کرنا۔

۱ء ۱۶ ر ۳ لاکھ بے زمین مزدوروں میں سے ۵۸ ر ۳ لاکھ اشخاص کو مارچ ۱۹۷۶ء تک مکان کے لئے زمین دی جا چکی تھی۔ ان میں سے ۶۵ فیصدی مندرج جاتیوں مندرج قبائل، دیمکت جاتیوں، خانہ بدوش قبائل اور دیگر پسماندہ طبقات سے تعلق رکھتے ہیں۔ کارروائی حصول کے بارے میں عدالت کی جانب سے حکم امتناعی کے باعث مکان کے لئے اراضی لقبہ ۲۰۰۰ اشخاص کو نہ دی جا سکی۔

گاؤں کے بے زمین اشخاص کے لئے جھونپڑوں کی تعمیر کے پروگرام کے تحت حکومت کی جانب سے نقد دو سو روپے کے خرچ سے بے زمین ہر فرد کو مفت دی گئی زمین پر رہائش کے لئے ایک چھوٹا سا معمولی جھونپڑا بنا کر دیا جاتا ہے۔ قطعہ زمین پانے والے سے یہ امید کی جاتی ہے کہ وہ شرمدان دیگا۔ مزید برآں حکومت نے کلکٹران کو یہ اختیار دیا ہے کہ وہ ضمانت روزگار پروگرام کے تحت کچی پکی اینٹیں اور رسی کو بلو بنانے اور مقامی پتھر جمع کرنے وغیرہ کا کام شروع کریں جو ۱۲۰ روپئے فی جھونپڑے کی حد تک جھونپڑوں کی تعمیر میں استعمال کی جا سکیں۔

مزید برآں کلکٹران کو یہ اختیار بھی دیا گیا ہے کہ وہ اس پروگرام میں عوام کو شریک کریں اور اس مقصد کے تحت سماجی و خیراتی اداروں، نجی صنعت کاروں اور امیر اشخاص وغیرہ سے عطیات جمع کریں۔

مارچ ۱۹۷۵ء سے مئی ۱۹۷۵ء تک ۲۵۳۵۳ جھونپڑے تعمیر کر کے بے زمین اشخاص میں تقسیم کئے گئے۔ جبکہ نشانہ ۲۵۰۰۰ جھونپڑوں کا تھا۔ ان میں سے ۱۹٫۶۰۰ جھونپڑے یعنی ۷۴ فیصدی مندرج جاتیوں، مندرج قبائل، خانہ بدوش قبائل، و بمکت جاتیوں اور دیگر پسماندہ طبقات سے تعلق رکھنے والے بے زمین افراد میں تقسیم کئے گئے ہیں۔

جون ۱۹۷۵ء سے ۳۱ مارچ ۱۹۷۶ء کے دوران کل ۹۲۴ر۱۰۳ جھونپڑے تعمیر کئے گئے۔ جبکہ نشانہ ایک لاکھ کی تعمیر کا تھا۔

پورا پروگرام ۳۱ مارچ ۱۹۷۸ء تک پورا کیا جائے گا۔

۴ بیگار کا خاتمہ

مہاراشٹر میں "بیگار" ختم ہو چکا ہے بہر حال کمشنروں کو یہ ہدایت کی گئی ہے کہ وہ مزید نظر ڈالیں اور اپنے طور پر بیگار کے مختلف پوشیدہ طور طریقوں کا پتہ چلائیں۔ ڈائرکٹر آف سوشل ویلفیر اور قبائلی سدھار کمشنر کو بھی اس تفتیش کے کام میں شریک کیا گیا ہے۔ کمشنر برائے مندرج ذاتی اور مندرج قبائل بھی اس کام میں اعانت کے لئے تیار ہیں۔

گو مہاراشٹر میں بیگار کا رواج ختم ہو چکا ہے۔ پھر بھی حکومت نے بعض اقدامات کئے ہیں۔ ادیباسیوں کو ۲۵۰ روپے کی حد تک معمولی قرض دیا جاتا ہے تاکہ وہ ساہوکاروں کے پنجے میں نہ پھنسیں۔ مزید برآں ضمانت روزگار اسکیم کے تحت تمام تندرست اور ضرورتمند اشخاص کو محنت کا کام مہیا کیا جاتا ہے جو بے کار ہیں۔

★
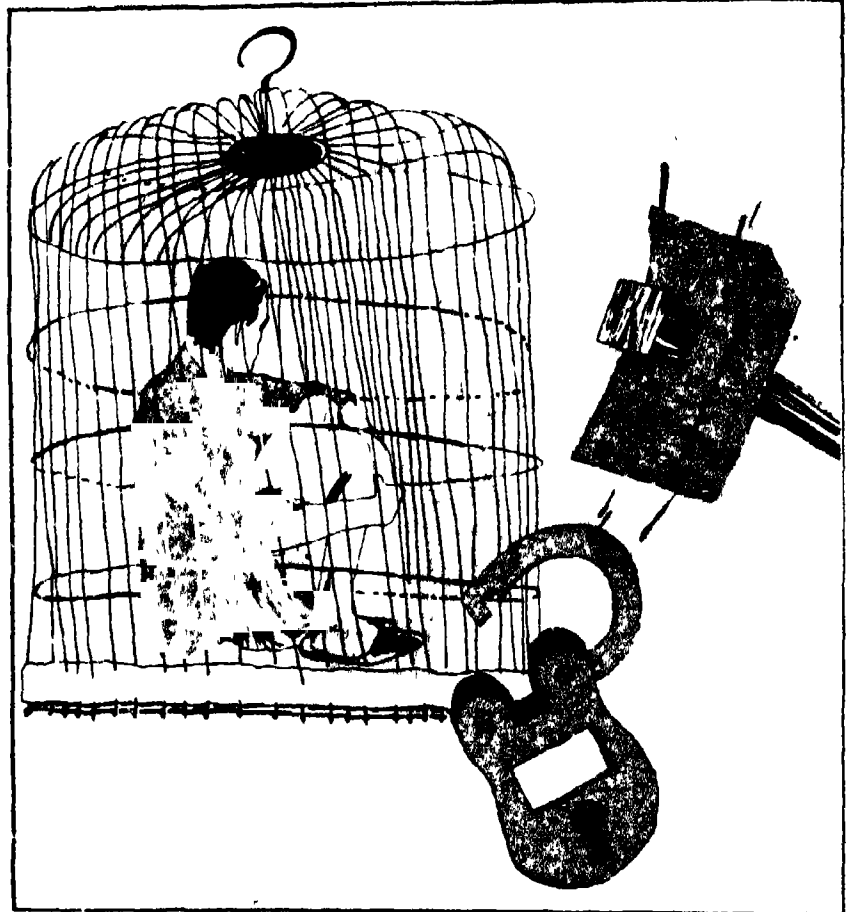
آج سائنس اور ٹکنالوجی کی ہر ترقی نئی طرز کے آدمی کی طالب ہے۔ اس سے بہر طور یہی اشارہ ملتا ہے کہ "ہم اپنی دھرتی" کو بچائیں اسے مالا مال کریں۔ اب جنگ و جدال یا کسی قسم کے حریصانہ مقابلہ کی گنجائش نہیں۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ غریبوں کے مسائل پر پوری سنجیدگی اور خلوص سے توجہ دی جائے اور دنیاوی نعمتوں اور آسائشوں کی زیادہ سے زیادہ مساویانہ تقسیم کی جائے۔

(اندرا گاندھی)

۵ دیہی قرضداری سے نجات۔
بے زمین اشخاص سے قرض کی واپسی باضابطہ موقوف
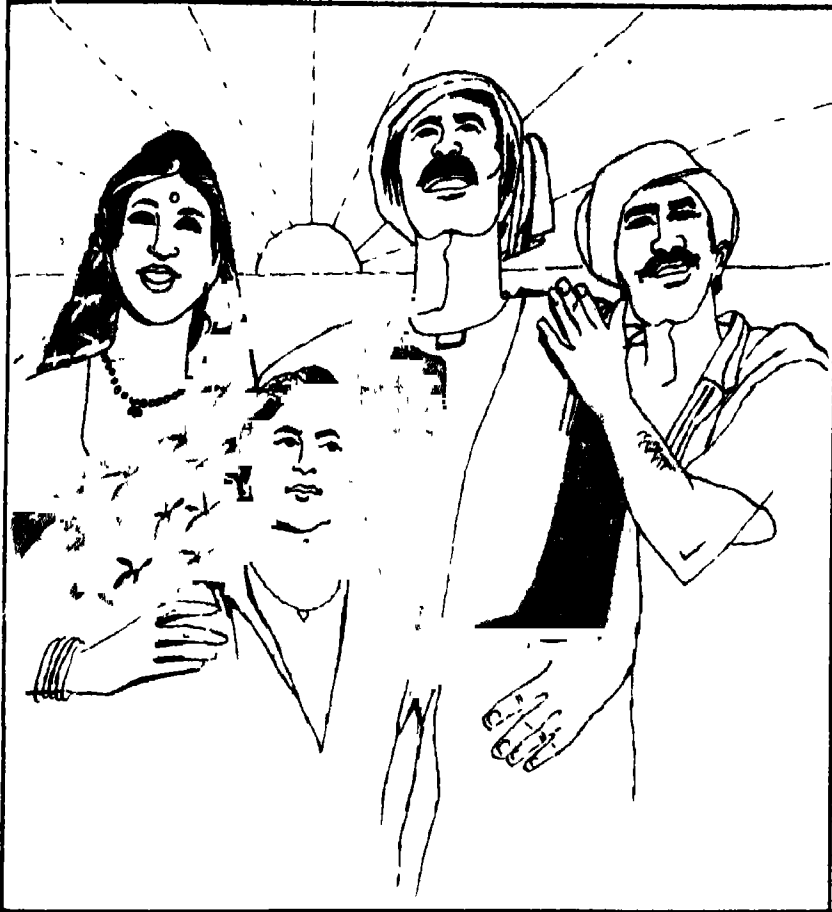
حکومت مہاراشٹر نے مہاراشٹر قرض راحت ایکٹ بابت ۱۹۷۵ء پاس کیا ہے تاکہ کسان، دیہی کاریگر اور دیہی مزدور وغیرہ سالہا سال کی قرضداری کے بوجھ سے نجات پائیں۔

ہائی کورٹ نے قانون کے خلاف داخل کی گئی رٹ درخواستوں پر فیصلہ صادر کر دیا ہے اور اس قانون کو آئینی طور سے جائز قرار دیا ہے۔ ساہوکاروں نے سپریم کورٹ میں اپیل داخل کی ہے جس نے گروی اشیاء کی واپسی کے بارے میں عارضی امتناعی حکم جاری کیا ہے اب تک ۹۳۹،۶۴ قرض داران کو ۳۹ لاکھ روپئے کی حد تک فائدہ پہنچا ہے۔

امداد باہمی نظام کی از سر نو تنظیم کے لئے بھی کارروائی کی جا رہی ہے تاکہ دیہی قرض کی بڑھتی ہوئی ضروریات پوری کی جا سکیں۔ ریزرو بنک آف انڈیا کی منظوری سے ایک اسکیم وضع کی گئی ہے تاکہ کنزیومر کریڈٹ جو ۲۵۰ روپے سے زیادہ نہ ہو تمام کاشت کاروں جن کے پاس دو ہیکٹر سے کم اراضی ہو، بے زمین مزدوروں، کھیتی مزدوروں اور دیہی کاریگروں کے لئے مہیا کیا جائے بشرطیکہ قرض دار کوآپریٹیو سوسائٹی کا ممبر ہو۔

چھوٹے کھیت مالکان کا ۹۲ فیصد حصہ یعنی کل ۶۰ء۱۶ لاکھ چھوٹے معمولی کسان، گاؤں کی ابتدائی سوسائٹیوں کے ممبر بنائے گئے ہیں ہر زمین پانے والے شخص کو ابتدائی سوسائٹی کا ممبر بنایا جا رہا ہے۔

محکمہ امداد باہمی نے شہری علاقوں میں مختلف درجوں کے صنعتی مزدوروں کی کریڈٹ سوسائٹیوں کی تنظیم اور شہری کوآپریٹیو بنکوں کے قیام کا کام شروع کیا ہے تاکہ سماج کے کمزور طبقات کی ضرورت پوری کی جا سکے۔ ہر بلاک سطح پر دیہی کاریگروں (بلوتے داروں) کی علیحدہ کوآپریٹیو سوسائٹیاں قائم کی گئی ہیں اور انھیں ریاستی کھادی اور دیہی صنعت بورڈ کے ذریعہ مالی امداد بہم پہنچائی جاتی ہے۔

دو قسم کے لوگ ہیں۔ ایک تو وہ جو ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہتے ہیں اور اندھیارے کا رونا روتے ہیں۔ دوسرے وہ ہیں جو اٹھ کر چاہے کتنا چھوٹا سا کیوں نہ ہو دیا جلاتے ہیں۔ میں چاہتی ہوں ہر شخص جہاں کہیں بھی وہ کام کرتا ہو، ایسا دیا روشن کرے جس سے اندھیارا دور ہو اور ہندوستان کی حالت بہتر ہو جس میں ہم سب ہنسی خوشی جیون بِتائیں۔

(اندرا گاندھی)

۶ اقل ترین زراعتی اُجرت پر نظرثانی

اقل ترین اجرت ایکٹ کے تحت ۱۴ مارچ ۱۹۷۴ سے زراعت میں غیر ماہر مزدوروں کے لئے اقل ترین اجرت مقرر کی جا چکی ہے اس سے پوری ریاست میں ۵۴ لاکھ مزدوروں کو فائدہ پہنچا ہے۔

حکومت نے اس قانون کے نفاذ کے لئے جو عملہ مقرر کیا ہے اس نے نمایاں کام کیا ہے۔ اُجرتوں کے مابین فرق کی رقم کی ادائیگی سے ۱۴ مارچ ۱۹۷۶ تک ۴۲۷، ۴۰ مزدوروں کو فائدہ پہنچا اور اس سلسلے میں ان کو ادا کی گئی کل رقم ۸ لاکھ روپے تھی۔

ہم بتدریج اپنے زرائع کو ترقی دے رہے ہیں۔ لیکن ہمارا اصل اثاثہ تو ہماری جرأت، حوصلہ مندی اور خود اعتمادی ہے۔ ان میں استقلال پیدا ہونے پر ہی ہم ہندوستان کی اپنے خواب کے مطابق تعمیر کر سکیں گے۔ صرف اس وقت ہی ہم اس قابل ہو سکیں گے کہ غریب کی سیوا کریں، لوگوں کو خاطر خواہ روزگار بہم پہنچائیں اور ان کی ضروریات پوری کرنے کا وعدہ پیدا کر سکیں۔ (اندرا گاندھی)

اقل ترین شرح اجرت :-

	حلقہ ۱	حلقہ ۲	حلقہ ۳
غیر ماہر سالانہ (سال کری)	۱۴۰۰ روپے	۱,۳۲۰ روپے	۱,۲۰۰ روپے سالانہ
غیر ماہر ہمیشہ دار	۱۲۰ روپے	۱۱۰ "	۱۰۰ روپے ماہانہ
غیر ماہر روزانہ شرح اجرت دار	۴٫۵۰ روپے	۳٫۷۵ روپے	۳٫۰۰ روپے روزانہ

مزید پچاس لاکھ ہیکٹر اراضی پر آبپاشی

ریاست کا ارادہ ہے کہ پانچویں پنج سالہ منصوبہ کے بقیہ چار سال کے دوران بڑے، درمیانی اور چھوٹے پروجیکٹوں نیز امداد آبپاشی اسکیمات کے ذریعہ ۵۰،۸۵ لاکھ ہیکٹر اراضی زیر آبپاشی لانے کا نشانہ پورا کیا جائے۔
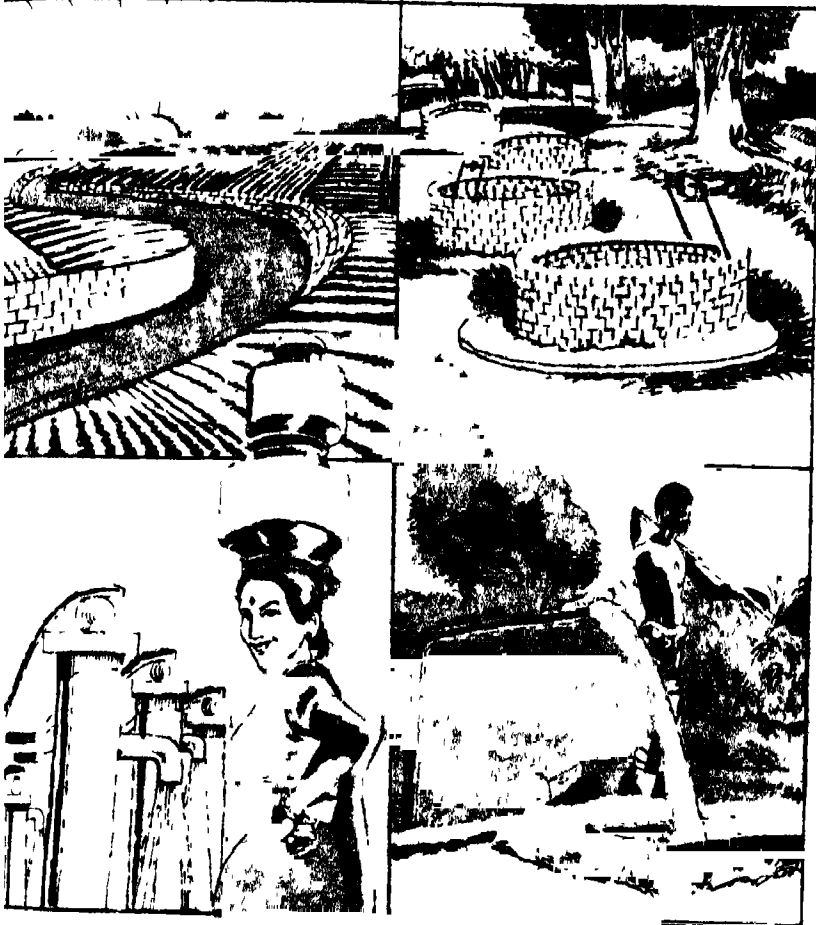
۲۰- نکاتی پروگرام کے مدنظر تین بڑے آبپاشی پروجیکٹوں یعنی بھیما، ککڑی اور دیا بیکوارڈی (مرحلہ ۱) کی رفتار تیز کی گئی ہے۔ چنانچہ ۷۶-۱۹۷۵ء کے دوران ان تین پروجیکٹوں کے مصارف ۱۹ / ۱۱ کروڑ روپے تک بڑھا دیے گئے تاکہ ۱۷،۰۸۰ ہیکٹر پر مزید آبپاشی کی صلاحیت پیدا ہو سکے۔ یہ جون ۱۹۷۶ء تک مقررہ ۱،۱۵،۲۴۰ ہیکٹر پر آبپاشی صلاحیت کے علاوہ ہے۔

منفائی سیکٹر میں ہر ضلع پریشد کو ۱۰۰ ہیکٹر سے کم زمین پر سینچائی کے چھوٹے کام نیز امداد آب پاشی اسکیمات سونپی گئی ہیں۔ جن کا خرچ ۵ لاکھ روپے یا اس سے کم ہو۔

گراؤنڈ واٹر سروے اینڈ ڈیولپمنٹ ایجنسی نے ریاست میں باقاعدہ آبی جائزہ لے کر زیر زمین آب گنجائش کا ابتدائی اندازہ لگایا ہے اس کے اندازے کے مطابق ریاست میں تقریباً پانچ لاکھ مزید سینچائی کنویں نکل سکیں گے۔ لہٰذا زیر زمین ذرائع آب کو کام میں لانے کی رفتار تیز کی گئی ہے۔

غربت کے خلاف جنگ میں تمام سائنسداں، خصوصاً طبی پیشہ وران ہمارے ساتھی ہیں۔ ان کا کام صرف اتنا ہی نہیں ہے کہ دکھ درد دور کریں اور صحت بحال کریں۔ بلکہ صحت سے متعلق تعلیم کو عام کرنا بھی ان کا کام ہے۔ ڈاکٹروں کو سائنس کے اصول پر کاربند ہو کر ذرہ کو آفتاب بنا دینا چاہیئے۔ ہمارے ذرائع محدود ہیں، ایسے میں کمال یہ ہے کہ علاج گراں نہ ہو۔ قانون کے میدان میں سستی قانونی امداد کا چرچا ہے۔ انجینئرنگ کے میدان میں مناسب ٹکنالوجی کی مانگ ہے۔ طب میں بھی علاج سستا اور ہمارے سماجی و معاشی حالات کے مطابق ہونا چاہیئے۔

(اندرا گاندھی)

بجلی پیداوار پروگرام کی تیز تر رفتار۔

حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ پاور جنریشن پروجیکٹوں کی رفتار تیز کی جائے تاکہ آئندہ چار سال کے دوران اندازاً ۸۰۰۰ میگاواٹ کی قلت دور کی جاسکے۔ نئی اسکیمیں جن کی مجوزہ صلاحیت ۵۳۴ میگاواٹ ہے منظوری کی خاطر مرکزی حکومت کو پیش کی گئی ہیں۔ رواں سال میں پاور جنریشن میں تیز رفتاری جاری رہا ۔ اپریل ۱۹۷۵ء تا فروری ۱۹۷۶ء مدت میں سہ ماہی پیداوار یہ ہے: اپریل تا جون ۱۹۷۵ء ۲۶۸۶ میگاواٹس، جولائی تا ستمبر ۱۹۷۵ء ۲۹۱۱ میگاواٹس، اکتوبر تا دسمبر ۱۹۷۵ء ۳۱۲۵ میگاواٹس جنوری ۱۹۷۶ء تا مارچ ۱۹۷۶ء ۳۲۷۲ میگاواٹس اور اپریل ۱۹۷۶ء تا ۲۹ اپریل ۱۹۷۶ء ۱۰۹۲ میگاواٹس۔

مذکورہ بالا اعداد سے واضح ہوتا ہے کہ اول سہ ماہی مختتمہ جون ۱۹۷۵ء کے مقابلے میں جنوری ۱۹۷۶ء تا مارچ ۱۹۷۶ء مدت کے دوران اوسطاً پیداوار ۲۱،۸۲ فیصد زیادہ تھی۔

دیہی علاقوں میں بجلی رسانی پروگرام کے تحت ۸۹۸ دیہاتوں میں بجلی پہنچائی گئی۔ نیز ۳۶۶، ۳۰ پمپوں کو برقی قوت بہم پہنچائی گئی۔ جبکہ نشانہ بابت ۷۶-۱۹۷۵ء ۱۰۰۰ دیہات اور ۳۰،۰۰۰ پمپوں کے لئے تھا۔

اسٹیٹ الیکٹریسٹی بورڈ نے بجلی والے دیہاتوں میں تقریباً ۹۰ فیصدی ہریجن بستیوں کو بھی بجلی سے روشن کردیا ہے۔ گاؤں میں سڑکوں پر لائٹ لگانے کی کوئی تجویز اس وقت تک منظور نہیں کی جاتی جب تک کہ خاص طور پر ان میں ہریجن بستیوں کو شامل نہ کرلیا جائے۔

آج ہمارا ایک بڑا مقصد یہ ہے کہ آبادی کے اُن طبقات پر توجہ دیں جن کو ترقی سے برائے نام فائدہ پہنچا ہے۔ حکومت اور رضاکارانہ جماعتوں کو ان بھلائے ہوئے طبقات کی مشکلات دور کرنے کے لئے بڑی سرگرمی سے کام کرنا ہوگا۔

(اندرا گاندھی)

۹ ہتھ کرگھا شعبہ کیلئے نیا شدھار منصوبہ۔
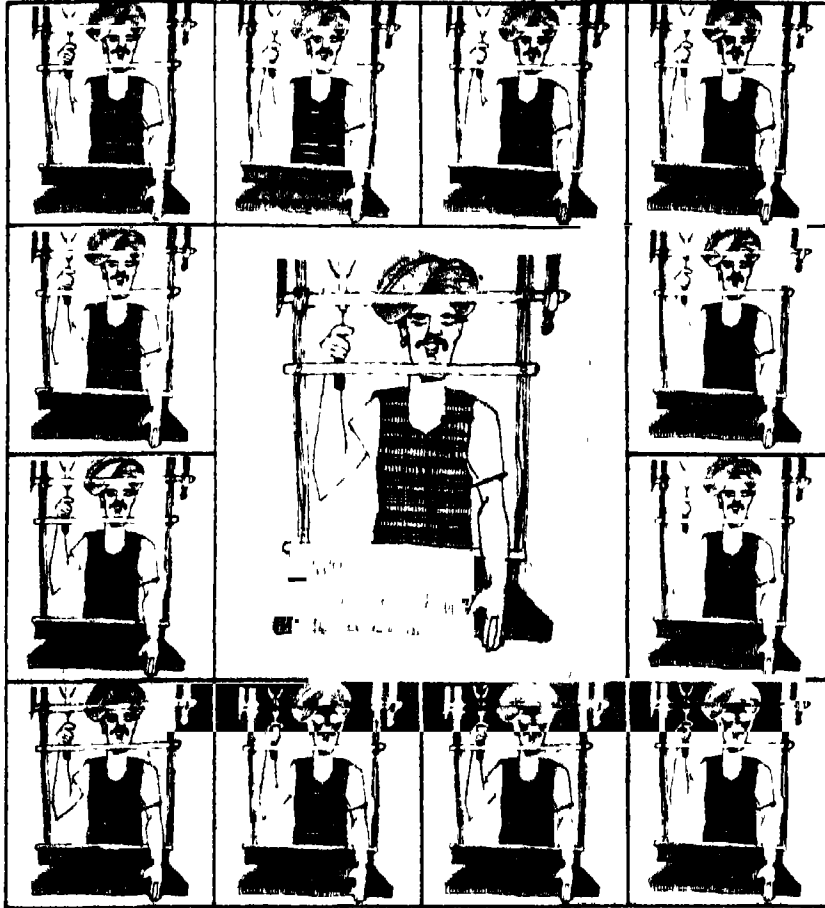
ریاست میں ہتھ کرگھا صنعت اہم صنعت ہے جس میں ۱۰ لاکھ سے زیادہ کاریگر برسرکار ہیں۔ حکومت نے اس صنعت کی مختلف طریقوں سے امداد کے لئے ہینڈلوم کارپوریشن قائم کی ہے۔

ریاست میں ہتھ کرگھا بنکروں کی ترقی کے لئے ایک زبردست پروگرام شروع کرنے کی غرض سے حکومت نے اضلاع ناگپور اور سولاپور میں ہتھ کرگھا گنتی کا کام پورا کرلیا ہے ترتیب کا کام جاری ہے۔ ہینڈلوم دیورس کوآپریٹیو سوسائٹیوں کی از سرِ نو تنظیم کی جارہی ہے تاکہ انھیں زیادہ کارگر بنایا جاسکے۔

حکومت کی تجویز یہ بھی ہے کہ سولاپور، ناگپور، ناندیڑ اور بھنڈارہ میں ہینڈلوم کے نئے چار بڑے ترقیاتی منصوبہ جات شروع کئے جائیں جن سے ۱۲۰۰۰ بنکروں کو فائدہ پہنچے گا۔ ان منصوبہ جات کے تحت "عام شیڈ" "عام سہولیاتی مراکز" پروسیسنگ اور اسکرین پرنٹنگ یونٹ وغیرہ قائم کئے جائیں گے۔

حکومت کی تجویز ہے کہ سولاپور میں ایک برآمدی پیداوار یونٹ قائم کیا جائے جس سے ۱۰۰۰ بنکروں کو فائدہ پہنچے گا۔

حکومت نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ ہتھ کرگھا بنکروں کے لئے ناگپور، سولاپور اور ناندیڑ میں نیں ڈیزائن و تربیتی مراکز کھولے جائیں۔ یہ بھی طے کیا گیا ہے کہ اسمال انڈسٹریز ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے ٹیکسٹائل سیکشن کو بڑھایا جائے جو فی الوقت پونے میں قائم ہے اور ناگپور منتقل کیا جائے گا۔

۳۰۰۰ ہتھ کرگھوں یعنی ناگپور، ناندیڑ اور سولاپور میں ہر جگہ ۱۰۰۰ کے لئے مشترکہ ورک شیڈ قائم کئے جائیں گے تاکہ بنکروں کو برابر سودمند کام ملتا رہے اور مناسب فنی نگرانی میں اچھا مال تیار ہوتا رہے۔ یہ کام مہاراشٹر اسٹیٹ ہینڈلوم کارپوریشن سنبھالے گی۔

قومی ساحج
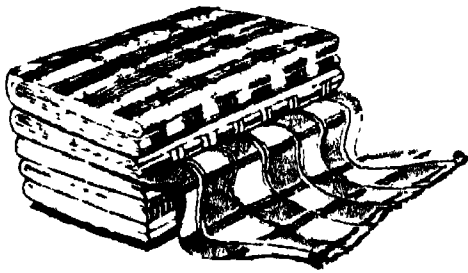
وزیر اعظم کا معاشی پروگرام عام آدمی کیلئے "ایک کرشمہ" ہے۔

شری شنکر راؤ چوان،
وزیر اعلیٰ مہاراشٹر۔

۱۰ "جنتا کپڑے" کی بہتر کوالٹی

فی الحال ریاست میں کنٹرول کپڑے کی تقسیم کے لئے ۳ معینہ تھوک ۴۲ نیم معینہ تھوک اور ۲۵۰۱ پھٹکل بیوپاری ہیں۔ (جن میں خود ملوں کی پھٹکل دکانیں شامل ہیں۔)

حکومت نے تھوک، نیم تھوک اور پھٹکل سطح پر تقسیم کرنے والی ایجنسیوں کی مالی حالت سدھارنے کی غرض سے ضمانت کی شکل میں کافی مالی اعانت بہم پہنچائی ہے۔ معینہ تھوک فروش یعنی اسٹیٹ کنزیومرس فیڈریشن کو ایک کروڑ روپے کی ضمانت دی گئی ہے۔ نیم تھوک اور پھٹکل سطحات پر سرکاری ضمانتی رقم جو ایک کروڑ روپے تھی ۷۷-۱۹۷۶ء کے دوران بڑھا کر ۲/۵ کروڑ روپے کر دی گئی ہے
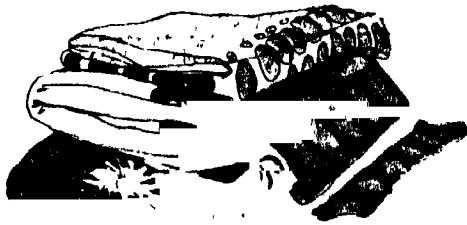
مہاراشٹر اس بات کے لئے مشہور ہے کہ اس ریاست نے سماج سدھار اور دیگر میدانوں میں اچھے مصلحین و قائدین پیدا کئے ہیں۔ لہذا ہمارے شایانِ شان یہی بات ہے کہ ہماری ریاست، ہمارے عوام کی سماجی و اقتصادی بہتری کی موجودہ زبردست جدوجہد میں پیش پیش رہے۔

شری ایس۔ بی چوان
وزیر اعلیٰ مہاراشٹر

سخت محنت کے متبادل کوئی شئے نہیں

۱۱ شہری اراضی کو سماجی ملکیت میں لینے کا اقدام

حکومت نے ایک قانون پاس کرکے شہری ملکیت اراضی پر حد بندی لگائی ہے۔ حکومت کی حاصل کردہ اراضی سماج کے کمزور طبقات کے لئے تعمیر مکانات اور دیگر مفید عام مقاصد کے لئے استعمال کی جائے گی۔

ریاستی حکومت نے اس ایکٹ کے نفاذ کے سلسلے میں اولاً مختار حاکم مقرر کئے ہیں نیز مزید اقدامات کے لئے اپنے عملے کو تیار کیا ہے تاکہ زمین کے معاملے میں اس اشتراکی اقدام سے شہر کے غریبوں کو جلد سے جلد فائدہ پہنچے۔

مہ نو شہری علاقے جہاں یہ قانون ۱۷ فروری ۱۹۷۶ء سے لاگو کیا گیا ہے یہ ہیں:-

بمبئی عظمیٰ اور ۲۰ کلو میٹر کے حلقے میں واقع علاقہ (۵۰۰ مربع میٹر) الہاس نگر، کلیان امبرناتھ موہنے۔ کاٹے، مانولی اور پانچ کلو میٹر حلقے میں واقع علاقہ (۵۰۰ ۱ مربع میٹر) پونے، نئی کالونی پمپری۔ جینچوڑ، لوہوگاؤں، کھڑک واسلہ دیہو اور پانچ کلو میٹر کے حلقہ میں واقع علاقہ (۱۰۰۰ مربع میٹر) تھانے، ماجی واڑے، کلوا اور ایک کلو میٹر حلقہ میں واقع علاقہ (۲۰۰۰ مربع میٹر) ناسک ناسک روڈ، دیولالی، بھاگورا اور ایک کلو میٹر کے حلقے میں واقع علاقہ (۲۰۰۰ مربع میٹر) سانگلی میرج، مادھونگر اور ایک کلو میٹر کے حلقے میں واقع علاقہ (۲۰۰۰ مربع میٹر) شہر سولاپور اور پانچ کلو میٹر حلقے میں واقع علاقہ (۱۵۰۰ مربع میٹر) کولہاپور گاندھی نگر اور ایک کلو میٹر حلقے میں واقع علاقہ (۲۰۰۰ مربع میٹر) اور ناگپور کامٹی اور پانچ کلو میٹر کے حلقے میں واقع علاقہ (ایک ہزار مربع میٹر)۔

ایکٹ کے تحت ریٹرن داخل کرنے کی آخری تاریخ ۱۴ اگست ۱۹۷۶ء ہے۔

ان شہری علاقوں میں کئی امدادی اقدامات مثلاً خالی اراضی پر ٹیکس، مقررہ حد سے زیادہ تعمیری علاقہ پر لیوی اور زراعتی اراضی میں منتقلی پر پابندی ریاستی حکومت کے زیر غور ہے اور اس سلسلے میں بل کا مسودہ تیار کیا جا رہا ہے۔

قومی راج

> ہمیں یقیناً ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جو ایسے غیر معمولی کام انجام دیں جو چند ہی لوگ کر سکتے ہیں۔ دوسروں سے مجھے کہنا ہے کہ معمولی کام غیر معمولی خوبی سے انجام دیں۔ اسی طرح سب قومی تعمیر میں حصہ لے سکتے ہیں۔
>
> (اندرا گاندھی)
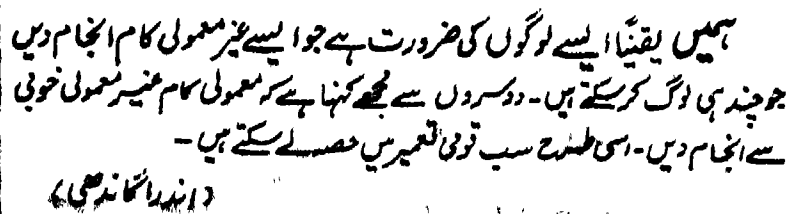
۱۳ خاص دستوں کی تنظیم کے ذریعہ عالیشان تعمیرات کی جانچ اور ٹیکس ماری کی روک تھام۔

خاص دستے مقرر کیے گئے ہیں تاکہ تفریحی محصول اور دیگر ٹیکس مثلاً بکری ٹیکس، اسٹیمپ ڈیوٹی اور رجسٹریشن فیس وغیرہ دبانے والے اشخاص پر چھاپے مارے جائیں۔

سیلز ٹیکس کی انفورسمنٹ برانچ نے ٹیکس ماروں کے خلاف کارروائیاں تیز کردی ہیں۔ چھاپوں کے نتیجے میں مارچ ۱۹۷۶ء تک ۱۲٫۷ لاکھ روپے کی رقم کے برابر زیادہ ٹیکس حاصل ہوا۔ جب کہ ۶۶٫۷۹ لاکھ روپے مارچ ۱۹۷۵ء تک جمع کئے گئے تھے۔

ریاستی حکومت معاشی جرائم کا پتہ چلانے میں ریاست میں تلاشیوں کے موقع پر ہمیشہ مرکزی حکومت سے پوری طرح تعاون کرتی ہے۔
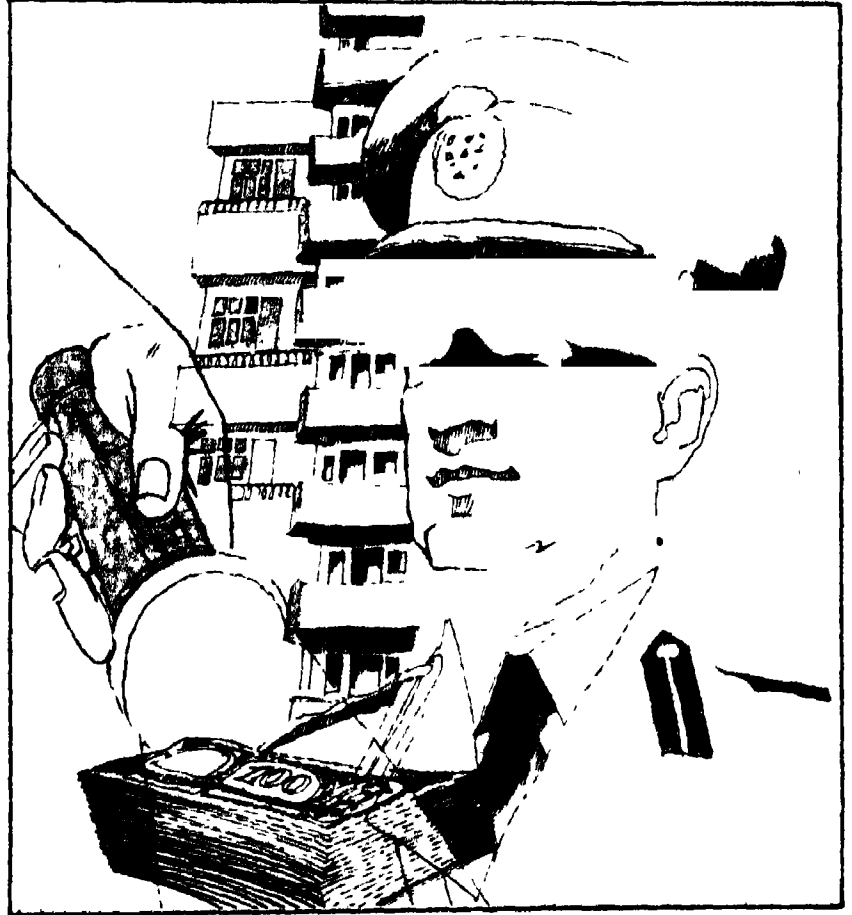
ہم غربت کے خلاف کامیابی سے جنگ اسی وقت لڑ سکتے ہیں جبکہ ہم نئے خیالات قبول کریں، توہمات کو چھوڑیں، ترقی کی خاطر عزم اور لگن سے کام کریں اور مشکلات میں ہر قربانی دینے کے لئے کمربستہ ہوں۔ اس عظیم کام میں ہاتھ بٹانا ہر فرد کا فرض ہے۔ ہم محض تماشائی بن کر نہیں رہ سکتے۔ غربت کے خلاف جنگ میں ہم سب سپاہی ہیں۔

(اندرا گاندھی)

۱۳۔ اسمگلروں کی جائیداد کی ضبطی کے لئے خاص قانون۔

ریاستی حکومت نے مرکزی حکومت کے اس فیصلہ کی عملاً تائید کی جو اسمگلروں کے خلاف سخت کارروائی کرنے کے لئے کیا گیا تھا۔ اس سلسلے میں اینٹی کرپشن اور پروہیبیشن انٹیلی جنس بیورو میں اسپیشل اینٹی اسمگلنگ یونٹ کا قیام، اسمگلروں کی جائدادوں کی ضبطی، ان کے ٹیلی فون اور پاسپورٹ کی منسوخی، چند قابلِ ذکر اقدامات ہیں جو ریاستی حکومت نے کئے ہیں۔

حکومت نے عدالتوں سے بھی رجوع کیا ہے تاکہ منو نارنگ اور سید احمد باوا میاں عرف احمد چکنا جیسے مفرور اسمگلروں کی جائداد کی ضبطی کے لئے احکامات صادر کریں۔

جولائی ۱۹۷۵ء سے ۳۱ مئی ۱۹۷۶ء تک دفتر نے ۶۲،۵۱،۷۵۰ روپے کی مالیت کا اسمگل شدہ مال ضبط کیا۔

نظم و ضبط کے بغیر کوئی قوم زندہ نہیں رہ سکتی

(اندرا گاندھی)

تعلیم کا بنیادی مقصد ایسی تربیت ہے جس سے آدمی اچھا بنے، سمجھداری سے سوچ بچار کر سکے اور بدلتے ہوئے حالات کے مطابق اپنے آپ کو ڈھال سکے۔

(اندرا گاندھی)

۱۴ لائسنسنگ طریقۂ کار میں نرمی۔
درآمدی لائسنسوں کے غلط استعمال پر سخت کارروائی۔

ریاستی حکومت نے موجودہ لائسنسنگ سسٹم میں نرمی کی پالیسی کے نفاذ میں مرکزی حکومت کے ساتھ پوری طرح تعاون کیا۔ تاکہ نئے شہر جات میں سرمایہ لگانے کی حوصلہ افزائی ہو۔

انڈسٹریز کمشنر نے خصوصاً اسمال اسکیل سیکٹر میں درآمدی لائسنسوں کے غلط استعمال پر کڑی نظر رکھی ہے۔
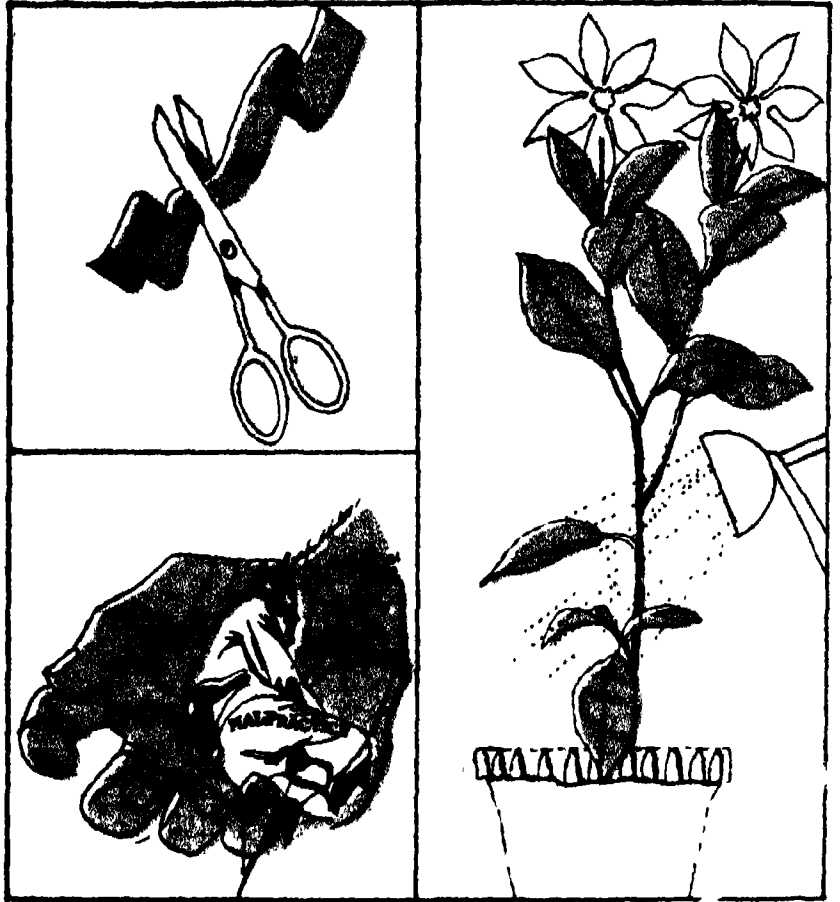
زراعت ہو یا صنعت، سائنس ہو یا ٹکنالوجی یا تعلیم، اِن سب میں ہم نے کافی ترقی کی ہے یہ اس حقیقت کی مظہر ہے کہ ہم نے اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں کے باوجود بعض حقائق کا سامنا کیا اور دیس کو آگے بڑھایا۔ یہ حقیقت بھی فراموش نہیں کی جا سکتی کہ اس دیس نے کافی ترقی کی ہے جس پر یہ فخر کرسکتا ہے۔ ہمیں دُنیا کے کسی بھی ملک کے سامنے دَبنا نہیں پڑے گا۔

(اِندرا گاندھی)

۱۵ صنعت میں مزدوروں کی شرکت کیلئے نئی اسکیمیں۔

حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ سرکاری زیر ملکیت / زیر نگرانی / امدادی صنعتی کارپوریشنوں کی جانب سے چلائے جانے والے صنعتی کارخانوں اور انڈسٹریل کوآپریٹیوز کے انتظامات میں کارکنوں کی شرکت کی اسکیم شروع کی جائے۔ فی الحال یہ اسکیم، چنانچہ یہ گورنمنٹ پرنٹنگ پریس، مہاراشٹر اسٹیٹ روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن اور مہاراشٹر اسٹیٹ ٹیکسٹائل کارپوریشن اور اس کے زیر انتظام ملوں نے اختیار کی ہے۔

یہ اسکیم ریاست میں تمام مینوفیکچرنگ و مائننگ صنعتوں میں جاری کی جائے گی جہاں ۵۰۰ یا اس سے زیادہ ورکر کام کرتے ہیں۔

مرکزی حکومت کے فیصلے کے مطابق یہ [illegible] پلانٹ کی سطح پر لاگو کی جائے گی۔ اس طرح یہ دو تار سسٹم ہوگا۔ بہرحال مہاراشٹر میں یہ ڈائرکٹران، پلانٹ اور شاپ [illegible] پر [illegible] ہے گی ۱۲ اپریل ۱۹۸۰ کو مفصل [illegible] جاری کی جا چکی [illegible]۔

تاہم مہاراشٹر میں ۱۵ پرائیویٹ ۱۹ سٹیٹ پبلک سیکٹر اور ۱۲ سینٹرل پبلک سیکٹر یعنی ۴۶ یونٹوں میں زیر عمل لائی گئی ہے۔

آزادی کا صرف یہ مطلب نہیں ہے کہ ہندوستانی کی حکومت ہو۔ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ حکومت اس قابل ہو کہ جرأت سے آزادانہ فیصلے کر سکے۔ اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ ایسی حکومت اس قابل بھی ہو جو دیس کے مفاد نیز عالمی امن کی خاطر آزادی سے سوچ بچار کر سکے۔ یہ سب مل کر ہی آزادی کہلائے گی۔

ہم اس لئے آزاد نہیں ہوئے تھے کہ ہمارے پاس جو کچھ ہے اسے لٹا دیں اور اپنے عزیز اصولوں کو فراموش کر دیں۔ ہمارا نصب العین تو یہ تھا کہ ان لوگوں کو اوپر اٹھائیں جو صدیوں سے دبے ہیں اور ان برائیوں سے لڑیں اور انہیں مٹائیں جو جاگیرداری، ذات پات اور توہمات کے باعث زندگی میں داخل ہو گئی ہیں اور ہماری پسماندگی کی ذمے دار ہیں۔

(اندرا گاندھی)

۱۶ بذریعہ سڑک نقل و حمل کیلئے قومی پرمٹ سسٹم

مرکزی حکومت نے ایک ریاست سے دوسری ریاست میں ٹرکوں کی نقل و حرکت پر پابندیاں ہٹالی ہیں۔ ریاست کو ۲۰ قومی پرمٹ ملے ہیں۔ ریاستی حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ اسکیم پر عمل لائی جائے اور دیگر ریاستوں کے قومی پرمٹ داروں کو جو مہاراشٹر میں گاڑیاں چلانے کے خواہش مند ہیں ٹیکس سے ضروری چھوٹ دی جائے۔
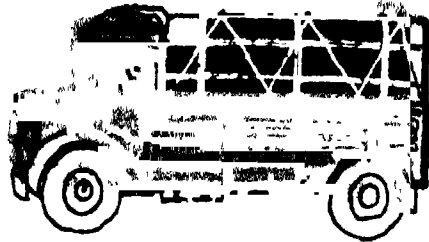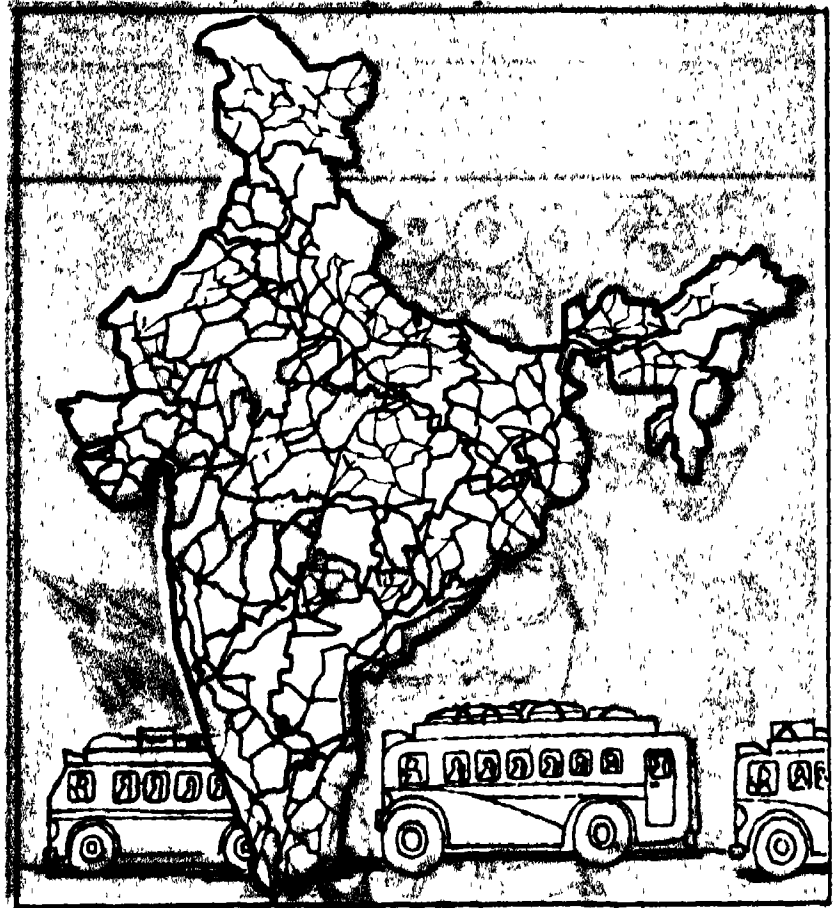
۲۰ - نکاتی پروگرام
ترقی کا
محضر ہے

اگر دیہی علاقوں کی حالت ایسی ہی رہے تو ہمارے شہروں کی حالت کیسے اچھی اور شہری زندگی کیسے بہتر ہوسکتی ہے۔ آج کی دنیا میں بین الاقوامی صورتحال کا مقابلہ دیہی سماج کو اوپر اٹھا کر ہی کیا جاسکتا ہے۔

(اندرا گاندھی)

۱۷ انکم ٹیکس سے استثنیٰ کی اقل ترین حد

۶۰۰۰ (چھ ہزار) روپے کے بجائے ۸۰۰۰ (آٹھ ہزار) روپے

مرکزی حکومت نے ایک ایکٹ کے ذریعہ جس کی منظوری صدر نے ۳۱ جولائی ۱۹۷۵ کو دے دی انکم ٹیکس سے استثنیٰ کی حد بڑھا کر ۶۰۰۰ روپے کے بجائے ۸۰۰۰ روپے کر دی ہے۔

سخت زیر بار متوسط طبقہ کے لاکھوں ورکروں اور تنخواہ پانے والے اشخاص کو جن میں بھی کہ ۳ لاکھ اشخاص شامل ہیں اس رعایت سے فائدہ پہنچا ہے۔

آزادی اسی وقت خطرہ میں پڑتی ہے جبکہ ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ آزادی اور جمہوریت کے کیا معنی ہیں اور قوم کا مفاد کہاں مضمر ہے۔ آزادی کو بچانے کی صرف یہی صورت ہے کہ ہم پھر سے اتحاد، عزم و استقلال اور جرأت پیدا کریں۔ اسی طرح ہم اس قابل ہوں گے کہ جٹ کر کام کریں اور پیداوار بڑھائیں۔

(اندرا گاندھی)

تمام سطحات پر محنت گی، اس مقصد کے حصول کے لئے مسلسل تندہی سے کوشش کرنا چاہیئے

(اندرا گاندھی)

١٨ ہوسٹلوں میں طلبہ کیلئے
کنٹرول قیمتوں پر ضروری اشیاء کی فراہمی

ریاست میں تمام اسٹوڈنٹس ہوسٹلوں کو کنٹرول قیمت پر لازمی اشیاء کی سربراہی کے لئے اقدامات کئے گئے جن کی تعداد تقریباً ١٤٠٠ ہے۔ اپریل ۷۶ء سے ہوسٹلوں میں طلبہ کے لئے مہیا کی جانے والی مقدار اناج ١٥ کلو ماہانہ فی کس کردی گئی ہے۔

حکومت اس مقصد سے یونیورسٹیوں اور کالجوں میں موجودہ کوآپریٹیو کنزیومرس اسٹورس کو متحرک کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔

حکومت نے لازمی اشیاء جن کی طلبہ کو ضرورت ہے مناسب قیمتوں پر فراہمی کے لئے ایک منصوبہ بنایا ہے جس کے نتیجہ میں میس ریل فی ماہ فی طالب علم ١٥٠ روپئے سے گھٹ کر ۸۵ روپئے ہو گیا ہے۔
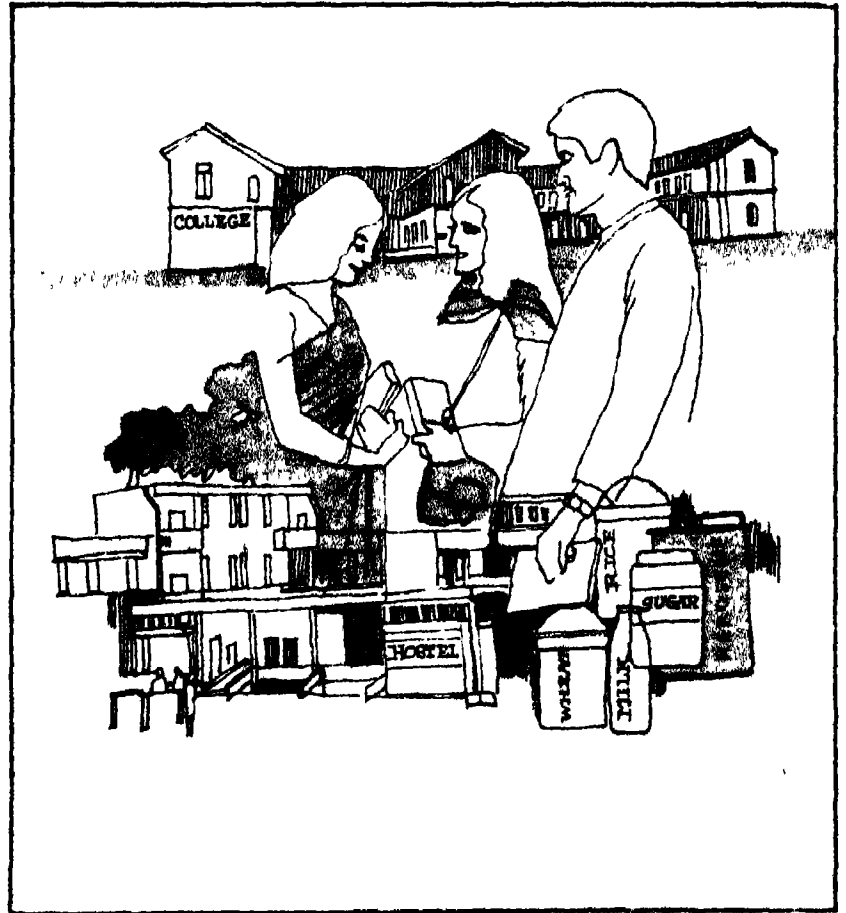
سخت محنت کا کوئی بدل نہیں

دیس کے لئے جمہوریت اہم ہے لیکن جمہوریت بذات خود آخری مقصد نہیں ہے۔ جمہوریت تو کچھ پانے کا، حاصل کرنے کا، ایک وسیلہ، ایک ذریعہ ہے۔ ہم دیس میں کس چیز کے لئے کوشاں ہیں؟ ہماری کوشش ہے کہ ساٹھ (٦٠) کروڑ آبادی کا یہ دیس ایک یُگ سے دوسرے یُگ میں داخل ہو۔ ہماری کوشش صرف یہی نہیں ہے کہ لوگوں کی جسمانی اور مالی حالت بہتر ہو، بلکہ اس سے بھی بڑھ کر انہیں نیا جیون ملے جس میں ان کی شخصیت پوری طرح پروان چڑھے۔

(اندرا گاندھی)

۱۹ کتابوں اور اسٹیشنری کی قیمتوں پر کنٹرول

اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں تمام طلبہ کو واجبی قیمتوں پر درسی کتابیں، کاپیاں اور اسٹیشنری وغیرہ فراہم کرنے کے اقدامات کئے گئے ہیں۔

ریاست مہاراشٹر دفتر درسی کتب تیاری اور نصاب ریسرچ پہلی سے بارہویں جماعت تک کے لئے کتب تیاری کا کام ریاستی بورڈ برائے ثانوی تعلیم کے تعاون سے انجام دیتا ہے جو ساتویں سے بارھویں جماعت تک کے لئے درسی کتابیں منظور کرتا ہے۔ اس دفتر نے یکم مارچ ۱۹۷۶ء سے درسی کتابوں کی قیمت اوسطاً ۷ فیصدی گھٹا دی ہے۔

جہاں تک کالج اور یونیورسٹی سطح پر کتابوں کا تعلق ہے ہر یونیورسٹی کی معیاری کتب حوالہ کی الگ فہرست ہے۔ تمام یونیورسٹیوں میں منتخب لسانی کتابوں کا مشترکہ سیٹ تجویز کرنے کے سوال پر وائس چانسلروں نے غور و خوض شروع کیا ہے۔

کاپیاں بنانے والوں کو رعایتی قیمت پر کاغذ مہیا کیا گیا ہے تاکہ کنٹرول قیمتوں پر کاپیاں فروخت کی جاسکیں۔

تمام انجینئرنگ کالجوں اور گورنمنٹ پالی ٹکنکس میں "بک بنک" چلائے جارہے ہیں۔ باقی دیگر کالجوں میں بھی یہ اسکیم لاگو کرنے کی کوشش کی جارہی ہے ثانوی اسکولوں میں ایسے بنک کھولنے کی تجویز زیر غور ہے۔

"بک بنک اسکیم" ابتدائی اسکولوں میں اول تا چہارم جماعتوں کے لئے جاری کی جارہی ہے۔ ابتدائی اسکولوں کے کل طلبہ کی کم سے کم ۲۵ فیصد تعداد کو اس اسکیم کے تحت لانے کے لئے قاعدہ بنایا گیا ہے۔ اس معاملے میں سماج کے کمزور طبقات کو ترجیح دی جاتی ہے۔

ہندوستان کے لئے اہم کام یہی ہے کہ متحد اور طاقتور بنا رہے تاکہ اپنے اقتصادی مسائل حل کر سکے اور بیرونی دباؤ اور خطرات کا سامنا کر سکے۔ اس مقصد سے ہمیں اقتصادی ترقی کی رفتار تیز تر کرنا ہوگی اور یہ خیال رکھنا ہوگا کہ لوگوں کے تمام طبقات کو خصوصاً ان لوگوں کو جنہیں اب تک نظر انداز کیا گیا ہے فائدہ پہنچے۔

(اندرا گاندھی)

۲۰ اپرنٹس شپ اسکیم کے نفاذ کے ذریعہ خاص طور سے کمزور طبقات کیلئے ملازمت اور تربیت کے وسیع مواقع

[illegible] ۸۶-۱۹۸۵ء کے دوران [illegible] میں ۱,۴۱,۰۰۰ نوجوان تعلیم یافتہ [illegible] کو اپرنٹس شپ دینے کا نشانہ رکھا گیا تھا۔ یہ نشانہ نہ صرف پورا ہو گیا بلکہ ۳۱ مارچ ۸۶ء تک اپرنٹسوں کی تعداد بڑھ کر ۱,۴۳,۰۰۰ ہو گئی تھی۔ فی الحال تقریباً ۱,۶۰,۰۰۰ اپرنٹس مختلف صنعتوں میں برسرکار ہیں۔ اس میدان میں ریاست مہاراشٹر تمام ریاستوں سے آگے ہے۔

مستحق اشخاص کو اسکیم سے واقف کرانے کے لئے پرچار کی مہمیں چلائی گئیں۔ ایمپلائمنٹ ایکسچینجوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ دلچسپی رکھنے والے اشخاص کا نام درج کریں۔ وقتاً فوقتاً صنعتوں اور تعمیل نہ کرنے والوں کو نوٹس جاری کئے جاتے ہیں۔

جماعتی ترقی کے ذریعہ گاؤں کی ترقی ہونی چاہیئے اور فنی طور پر خود اعتمادی پیدا ہونا چاہیئے۔ ہر گاؤں کے اندر ماہر ہونا چاہئیں جو نئے زراعتی آلات نیز برقی اور میکانیکی ساز و سامان کو درست رکھ سکیں۔ دیہی نیتاؤں کو صحت و صفائی، خاندانی منصوبہ بندی، اور تمام دستیاب قدرتی ذرائع کی حفاظت اور استعمال کے بارے میں پوری طرح محرک ہونا چاہیئے۔

(اندرا گاندھی)
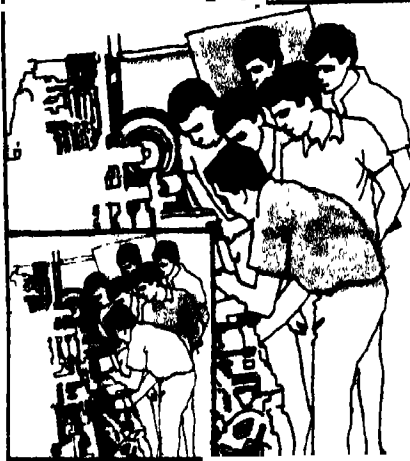
بہت کچھ کیا گیا ہے
پھر بھی اور بہت کچھ
کرنا باقی ہے۔
ہم مہاراشٹر میں
کام کو آگے بڑھا رہے ہیں
***

محنت محاذ پر مختلف کامیابیوں پر نظر ڈالتے ہوئے تجربہ کار مزدور لیڈر راجہ کلکرنی نے اس مضمون میں یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ اب ہندوستانی محنت کش طبقہ کو یہ موقع ملا ہے کہ وہ صنعتوں کے انتظام و انصرام میں اپنی صلاحیتوں کا ثبوت دے۔ اب محنت کش طبقہ کا فرض ہے کہ اس تاریخی چیلنج کا سامنا کرے اور اس خاموش جمہوری اور سماجی و معاشی انقلاب میں سبقت کرے جو ہندوستان میں رونما ہو رہا ہے ______

راجہ کلکرنی (ایم۔پی)

صدر، نیشنل فیڈریشن آف پٹرولیم ورکرس، انڈیا

صدر، انڈین نیشنل کیمیکل ورکرز فیڈریشن

نائب صدر، انڈین نیشنل ٹریڈ یونین کانگریس

(مہاراشٹر برانچ)

ایمرجنسی کے نفاذ کو ایک سال گذر چکا ہے، اس کے فوراً بعد ہی وزیراعظم نے ۲۰۔نکاتی قومی معاشی پروگرام کا اعلان کیا تھا۔ وسعت اور منفعت دونوں لحاظ سے کتنی زبردست تبدیلی! تمام محنت کش طبقات نے اس کی پرزور حمایت کی، بھرپور وثوق کے ساتھ کہ ملک میں پارلیمانی جمہوریت کے تحفظ ہی کے ذریعہ محنت کش طبقہ کو اول اور آخر فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ انہوں نے تہیہ کر لیا کہ ہندوستان میں جمہوریت کو طاقتور بنائیں گے جو افراط زر، گرانی، ضروری اشیاء کی قلت جیسے پرانے پیچیدہ معاشی مسائل کو حل کر سکے اور کالے دھن کی منظم معیشت کا خاتمہ کر سکے۔

ایمرجنسی سے قبل ہی حب وطن کے جذبہ کے تحت آرڈیننس اور اس کے بعد لازمی ڈپازٹ اسکیم سے متعلق قانون کی حمایت کی گئی تھی جس کی رو سے جولائی ۱۹۷۴ء سے اور بعد ازاں دو سال کی مدت کی مزید اجرت، اضافے اور نصف اضافی مہنگائی بھتے جمع کر لئے گئے تھے۔

ایمرجنسی کے بعد اس جذبہ کو قومی مفاد کی خاطر استعمال کیا گیا تاکہ کارخانوں میں پیداوار بڑھے۔ متعدد کارخانوں میں ہڑتالیں بلا شرط واپس لے لی گئیں۔ ایجی ٹیشن بند ہوئے صنعتی تعلقات سدھرے

کی قیادت میں اسی پے بناہ اعتماد کے باعث محنت کش طبقہ نے بونس ایکٹ میں ترمیم کو مان لیا جس کی رو سے اقل ترین بونس ۸ فیصد سے گھٹا کر ۴ فیصد کر دیا گیا ہے اور فی الواقعی نقصان کی صورت میں قطعی بونس نہ دیا جائے گا۔ اس طرح محنت کش طبقہ نے قومی مفاد کی خاطر بڑی قربانی کے جذبہ کا اظہار کیا ہے۔

بیگار کا خاتمہ

بیگار جاگیردارانہ نظام کی میراث تھی۔ اس کے خاتمہ سے نہ صرف حُریّتِ انسان کی قدر و قیمت بڑھی ہے بلکہ محنت کش طبقہ کا وقار بھی بلند ہو گیا ہے۔ موجودہ سماجی نظام کی اصلاح اور تیز تر معاشی و سماجی ترقی کے لئے یہ ایک ناگزیر قدم تھا۔

اب رہٹ نہ پیرا میں — اور نہ لاک آؤٹ،
گلاس فیکٹری میں کام ہو رہا ہے
اب مزدور اور ... کے تعاون ہو ... میں۔

ڈسپلن پیدا ہوا، باقاعدہ حاضری بڑھی۔

تصادم کی جگہ تعاون

پیداوار بڑھانے کے لئے مزدوروں میں اس جوش و خروش کو بنائے رکھنے کیلئے حکومت نے دیگر سخت معاشی و سیاسی اقدامات کئے۔ چنانچہ ملک میں سماج دشمن عناصر، اسمگلروں اور بیرونی سکہ کی ہیر پھیر کرنے والوں کو گرفتار کیا گیا، کالی اور چھپائی دولت نکلوانے کے لئے چھاپے مارے گئے۔

یہ کارروائیاں بجلی کی قلت اور درآمد شدہ خام مال کی گراں قیمتوں کے باوجود صنعتوں میں قابل لحاظ سطح تک پیداوار بڑھانے میں ممد ہوئیں۔ زائد صنعتی پیداوار اور اس کے ساتھ زائد زرعی پیداوار کی بدولت ملک کو قومی معیشت میں گرانی اور افراط زر کو روکنے میں بڑی کامیابی حاصل ہوئی۔ قیمتیں گرنے لگیں اور ضروری اشیاء کی قلت دور ہوئی۔ ان کی دستیابی سے ملک میں لوگوں کے تمام طبقات اور محنت کش طبقہ میں روشن مستقبل کی اُمید پیدا ہوئی۔

۲۰- نکاتی پروگرام

قیمتوں میں اضافہ کی روک تھام اور غریب طبقات کو اناج اور دیگر ضروری اشیاء کی فراہمی کے لئے کامیاب کوششوں سے جو اعتماد پیدا ہوا تھا اسے وزیراعظم کی جانب سے ۲۰- نکاتی قومی معاشی پروگرام کو زیر عمل لانے کی تحریک سے اور تقویت پہنچی، جسے محنت کش طبقہ نے سماج کی جانب سے اس کے سماجی اور سیاسی درجہ کی منظوری کی دستاویز سمجھا ہے۔ وزیراعظم شریمتی اندرا گاندھی

کھیت مزدور کیلئے اقل ترین اجرت

ہندوستان میں کھیت مزدور کی اقل ترین اجرت جس کا معاشی پروگرام میں یقین دلایا گیا ہے نیز اس کے نفاذ کے لئے اقدامات قومی معیشت اور محنت کش طبقہ کے کردار کو بدلنے میں بہت اثر انداز ہوئے ہیں۔ ایمرجنسی کے دوران قانونی طور سے اجرتوں پر نظر ثانی کی گئی ہے جس کے نتیجہ میں کھیت مزدور سماجی اور معاشی انقلاب میں ایک زبردست طاقت کی حیثیت سے اُبھرا ہے۔ ایمرجنسی سے پہلے کھیت مزدور کی کم سے کم اجرت روزانہ ایک اور چار روپے کے مابین تھی۔ ایمرجنسی کے نفاذ کے بعد گذشتہ ایک سال کے دوران اب کھیت مزدور کی کم سے کم روزانہ اجرت ۵ اور ۱۲ روپے کے مابین ہے۔

"صعبِ جسم" سے متعلق کام اب [illegible] کے ذریعہ انجام دیا جاتا ہے

محنت کش طبقہ کے کردار میں تبدیلی

اس اقدام نیز دیہی علاقوں میں بے زمینوں کو مکان کے لئے زمین کی تقسیم سے ہندوستان میں محنت کش طبقہ کیلئے نیا افق روشن ہو گیا ہے۔ اب تک محنت کش طبقہ کے حلقہ میں کارخانوں دکانوں، اداروں، ٹرانسپورٹ اور کمرشل سروسوں میں کام کرنے والے مزدور ہی شمار کئے جاتے تھے۔ ایمرجینسی کے دوران کھیتی اور بے زمین مزدوروں کو بھی فائدے پہنچائے گئے ہیں اس طرح یہ بھی محنت کش طبقہ میں آ گئے ہیں اس کا حلقہ اور تصور وسیع ہو گیا ہے نیز اس کا کردار بھی بدل گیا ہے۔ اس سے مزدور تحریک اور تنظیم کو بھی تقویت پہنچے گی۔

مینجمنٹ میں مزدور کی شرکت

پیداواری اور صنعتی صنعتوں میں منظم مزدوروں کے معاملہ میں مینجمنٹ میں مزدور کی شرکت کی اسکیم بیس نکاتی پروگرام میں شامل ہے۔ پبلک سیکٹر اداره جات کو جنہیں اب قومی معیشت میں اہم مقام حاصل ہے یہ ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اس اسکیم کو فوری طور سے زیر عمل لائیں۔ ایک سال کی مدت میں ۸۰ سے زیادہ پبلک سیکٹر اداروں میں یہ اسکیم رائج کی گئی ہے جو مشترکہ فیصلوں اور مشترکہ عمل آوری پر مبنی ہے۔ یہ اُن مسائل پر حاوی ہے جو شعبہ، پلانٹ یا یونٹ کی سطح پر پیداوار اور صلاحیت پیداوار سے براہ راست متعلق ہیں۔

اس خیال سے کہ یہ کونسلیں اپنے مقاصد میں کامیاب ہوں یہ طے کیا گیا ہے کہ ان میں مزدور اور منتظم دونوں کی نمائندگی برابر ہو۔ فیصلے اکثریت کی بنا پر نہیں بلکہ عام اتفاق رائے سے ہوں گے۔

قومی بالائی جماعتوں کا کردار

منظم مزدور کو صنعتی اور قومی سطح پر صنعتی تعلقات میں کشیدگی اور تناؤ کو دور کرنے کے منصوبوں اور پروگرام میں شریک کیا گیا ہے۔ ایک قومی بالائی جماعت ہے جو اپنی نوعیت کے اعتبار سے دونوں فریقوں پر مشتمل ہے۔ سرکاری نمائندے بشمول وزیر محنت مشاہدین کی حیثیت سے شریک ہوتے ہیں۔

اس طرح کی بالائی جماعتیں بڑی صنعتوں مثلاً ٹیکسٹائل، اسٹیل، کوئلہ، انجینئرنگ، کیمیکلس اور بنکوں میں قائم کی گئی ہیں۔ تقریباً تمام ریاستوں میں ایسی بالائی جماعتیں قائم کی گئی ہیں۔ مزدور اور منتظم دونوں کی مساوی نمائندگی کی بنیاد پر ان علاقائی صنعتی اور دو طرفہ قومی بالائی جماعتوں کے باعث ملک میں مزدور اور منتظم کے درمیان تعلقات کا ایک یکسر نیا تصور پیدا ہوا ہے۔ یہ جماعتیں دلے آف، چھٹنی، ہڑتال اور لاک آؤٹ وغیرہ کے معاملات طے کرتی ہیں اور ان کے انسداد کی تدبیریں سوچتی ہیں۔

ان بالائی جماعتوں کی کارگزاری سے واضح ہوتا ہے کہ یہ پائیدار بن گئی ہیں۔ پبلک اور پرائیوٹ سیکٹر کے مالکان اور مزدور جماعتیں دونوں اس طریقہ کار کے مقابلے میں جو ایمرجینسی سے قبل زیادہ صنعتی ثالثوں اور اجرت بورڈوں پر مشتمل مشینری کے ذریعہ صنعتی تنازعات کے تصفیہ کے لئے رائج تھا اب ان جماعتوں کو برقرار رکھنے کو ترجیح دینگے۔

اجتماعی لین دین کا نیا طریقہ

اجتماعی لین دین کے پرانے تصور کی جگہ جس میں صرف مالی پہلو کا خیال رکھا جاتا تھا

ریاست نے ۴ طلائی تمغے جیتے

اپرنٹس شپ اسکیم مشمولہ ۲۰ نکاتی پروگرام کے تحت منعقدہ کل ہند استعدادی مقابلہ برائے ۱۹۷۶ء میں ریاست مہاراشٹر نے ۴ طلائی تمغے جیتے، جس سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ وزیراعظم کے معاشی پروگرام کی عمل آوری میں اس ریاست نے کس قدر نمایاں حصہ لیا ہے۔

"بہترین ادارہ" ٹرافی بھی میسرز والٹاس لمیٹڈ، تھانے، کو ملی۔

چار طلائی تمغے جیتنے والے مندرجہ ذیل ہیں:۔ شری ڈبلیو۔ ای۔ ہنریکس (فیٹر)، میسرز والٹاس لمیٹڈ، تھانے۔ شری ایم بی۔ مورگل اور شری آر۔ اے۔ دراسنے، بالترتیب مولڈر اور ٹرنر، میسرز کرلوسکر نیوماٹکس کمپنی لمیٹڈ، پونے۔ شری ایس۔ گرومورتی، فٹر، میسرز سی مینس، لمیٹڈ، بمبئی۔

وزیراعلیٰ نے ان نمایاں کارناموں پر اپنی مسرت کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے صنعتی اداروں سے اپیل بھی کی ہے کہ وہ دیہی علاقوں سے آنے والے اور پچھڑے ہوئے طبقات کے نوجوانوں کو مساوی مواقع فراہم کریں۔

بالکل نیا اور وسیع تصور پیدا ہوا ہے۔ بھرتی، ترقی، تبادلہ، کام نیز دیگر پیداواری تعلقات، ٹکنیکل تبدیلیوں اور خاتمہ ملازمت جیسے مسائل ملازمین کے سلسلے میں منتظمین کے روایتی حقوق اور فرائض تک بھی اس میں آجاتے ہیں۔

اسی طرح اجتماعی لین دین کا نظام بھی بدل گیا ہے۔ ایمرجنسی سے مزدور جماعتوں کو یہ موقع بھی ملا کہ وہ اپنے مطالبات کی ترتیب اور پیشی وغیرہ کے سلسلے میں بنیادی نقطۂ نظر بدلیں۔ اب تک وہ مزدور طبقہ کی روزمرہ ضروریات زندگی پر ہی زور دیتی تھیں۔ اب یہ احساس پیدا ہوا ہے کہ ان کی ضروریات علیحدہ سے پوری نہیں کی جاسکتیں۔ محنت کش طبقہ کی فوری اور طویل المدت ضروریات اسی حد تک پوری ہوسکتی ہیں جس حد تک وہ صنعت اور قوم کے مفاد سے وابستہ ہیں۔ لہٰذا اب محنت کش طبقہ کے مطالبات کی جانچ مشترکہ معیار پر ہی ہوگی۔ مختصراً یہ کہ ایمرجنسی کے دوران مزدور تحریک کا طور طریقہ یکسر بدل گیا ہے۔

نیا قانون

گذشتہ بارہ ماہ میں مزدوروں کے مفاد کے تحفظ اور ان کی بھلائی کی خاطر حکومت نے کئی قوانین منظور اور نافذ کئے ہیں۔ ان میں سے سب سے اہم صنعتی تعلقات ایکٹ میں کی گئی ایک ترمیم ہے جس کی رو سے مالکان کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ "لے آف"، یا چھٹنی سے قبل حکومت کو باقاعدہ آگاہ کریں۔ اس طرح دونوں فریق کو کشمکش سے بچنے کی تدبیر سوچنے کے لئے کافی وقت مل جاتا ہے۔

اسی طرح دوسرا اہم قدم وہ قانون ہے جو پارلیمنٹ نے پاس کیا ہے تاکہ یکساں کام کرنے والے مرد اور عورت کو یکساں معاوضہ بھی دیا جائے۔ اس قانون سے باغات، بیڑی صنعت اور دیگر غیر منظم صنعتوں وغیرہ میں کام کرنے والی عورتوں کو بڑا فائدہ پہونچا ہے۔

صنعتی مزدوروں کو سوشل انشورنس کا فائدہ پہونچانے والا ایک قانون پاس کیا گیا ہے جو محنت کش طبقہ کے حق میں بڑا اہم قدم ہے یہ قانون پراویڈنٹ فنڈ سے موت یا مکمل معذوری کی صورت میں معاوضہ پانے والوں پر لاگو ہوتا ہے۔

اسی طرح اپرنٹس ایکٹ میں ترمیم کے تحت بارہ سے زیادہ نئی صنعتیں اور ۷۴ سے زیادہ نئے پیشہ اور کام اس کے زمرہ میں آگئے ہیں۔ اس کی توسیع اور سختی سے نفاذ کے باعث ملک میں پڑھے لکھے نوجوان بے روزگاروں کے لئے روزگار کے مواقع کہیں زیادہ بڑھ گئے ہیں۔

قومی معیشت میں مزدور سیکٹر

گذشتہ ماہ پارلیمنٹ کے ایوان میں وزیر مالیات نے یہ اعلان کیا تھا کہ قومی معیشت میں مزدور سیکٹر کی ایک اسکیم حکومت

کے زیر غور ہے ۔ اس میں ہندوستانی محنت کش طبقہ سے یہ اپیل کی گئی ہے کہ وہ بالکل نیا اور تاریخی کردار ادا کرے ۔ یہ تجویز حکومت کے اس فیصلہ سے رونما ہوئی جو اس نے مزید ایک سال نصف اضافی مہنگائی بھتہ لازمی ڈیپازٹ اسکیم میں رکھنے کے لئے کیا ہے ۔ امید ہے کہ اس کارروائی سے حکومت سال کے دوران ہندوستانی محنت کش طبقہ سے ڈیپازٹ کے بطور ۹۰۰ کروڑ روپے سے زیادہ رقم اکٹھا کرکے فائدہ اٹھا سکے گی ۔ یہ جمع شدہ تمام رقم قومی ترقی کی خاطر مختلف ترقیاتی منصوبہ جات میں لگائی جائے گی ۔ منظم مزدور کے حصہ کی یہ بھاری رقم نیز ان کے کل پراویڈنٹ فنڈ اور بچت کی جمع شدہ رقم یونٹ ٹرسٹ ، یا مالیاتی قانونی کارپوریشن کی طرز پر کسی قانونی جماعت کی تحویل میں دینے کا خیال ہے تاکہ کسی مستحکم پبلک سیکٹر ادارے یا بیرونی زرمبادلہ اور ضابطگی ایکٹ کے تحت کسی مستند بیرونی کمپنی کے سرمایہ حصص میں لگائی جائے ۔

ملک میں مرکزی مزدور جماعتوں کے ساتھ صلاح مشورہ کے بعد اس قسم کا ادارہ قائم کیا جائے گا ۔ حکومت کے اس اقدام سے ہندوستانی محنت کش طبقہ معاشی اور سیاسی فیصلے کرنے والی جماعتوں پر اثر انداز ہونے کے قابل ہوگیا ہے ۔ اس سے ہندوستانی محنت کش طبقہ کو یہ موقع بھی ملا ہے کہ صنعت کے انتظام و انصرام میں اپنی صلاحیت دکھائے ۔ اگر ہندوستانی محنت کش طبقہ اس تاریخی چیلنج کو قبول کرتا ہے تو یقیناً اسے خاموش ، جمہوری پرامن سماجی و معاشی انقلاب میں سربراہی نصیب ہوگی جو ہندوستان میں رونما ہو رہا ہے ۔ مجھے یقین ہے کہ قومی زندگی میں اس نازک موقع پر محنت کش طبقہ اپنا یہ تاریخی اور اہم فرض کامیابی سے انجام دے گا ۔

قومی راج

وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان ، "کل ہند ستعداد مقابلہ" کے ایک بہترین اپرنٹس کو "طلائی تمغہ" دے رہے ہیں ۔

اپرنٹس ... "کیا ہے ؟ ۔ ایک سرکاری افسر زیر تربیت ... کو سمجھا رہے ہیں

از :- ڈاکٹر (مسز) آشا - اے بھینڈے ،

پروفیسر و انچارج ، فیملی پلاننگ ڈویژن ، انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ فار پاپولیشن اسٹڈیز ، بمبئی

مشہور ماہر مسئلہ آبادی (Demographer) ڈاکٹر (مسز) آشا - اے - بھینڈے نے اس مضمون میں مسئلہ اضافہ آبادی کے تعلق سے خاندانی منصوبہ بندی کی اہمیت کو واضح کیا ہے اور یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ ہمارے دیس میں خاندانی منصوبہ بندی پروگرام نتیجہ خیز مرحلہ پر پہنچ گیا ہے - لہذا انہوں نے تمام شہریوں سے اپیل کی ہے کہ وہ آگے بڑھ کر اس قومی ذمہ داری کو اٹھائیں اور پروگرام کو کامیاب بنائیں جو قوم کی سماجی و معاشی خوشحالی کے لئے ناگزیر ہے -

ہمارے وطن میں آبادی کی روک تھام کی اہمیت بہت پہلے سے ہی تسلیم کر لی گئی تھی ، جبکہ کسی ترقی پذیر ملک کو اس کا خیال بھی نہ آیا تھا - ہندوستان دنیا میں پہلا ملک ہے جہاں آبادی کے مسئلہ سے نمٹنے کے لئے سرکاری سرپرستی میں خاندانی منصوبہ بندی پروگرام شروع کیا گیا - مئی سنہ ۱۹۴۰ء ہی میں پنڈت جواہر لال نہرو کی زیر صدارت انڈین نیشنل کانگریس کی نیشنل پلاننگ کمیٹی نے فیملی پلاننگ پروگرام کی اہمیت اور اس پر بھاری خرچ کی ضرورت جتائی اور آبادی کی روک تھام کی حمایت میں کئی قراردادیں پاس کیں ، جو قوم کی سماجی و معاشی خوشحالی کیلئے ناگزیر ہے -

پانچ سالہ منصوبہ جات

آزادی کے بعد یکے بعد دیگر پانچسالہ منصوبوں میں فیملی پلاننگ پروگرام کے لئے زیادہ سے زیادہ رقم ... کی گئی - پہلے منصوبہ میں اس کے لئے مختص رقم مصارف ۶.۵ ملین روپے

تھی جو پانچویں منصوبہ میں بڑھ کر ۶۰۰ر۵ ملین روپے تک پہنچ گئی۔

پہلے منصوبہ میں منصوبہ سازوں نے دراصل مسئلہ آبادی کو تسلیم کیا تھا بعد کے منصوبوں میں معاشی ترقی پر اضافہ آبادی کے بارے میں ان کی تشویش درجہ بدرجہ واضح ہوتی گئی۔ خاندانی منصوبہ بندی کیلئے لائحہ عمل بھی بتدریج زیادہ تفصیل سے تیار کیا گیا اور سابقہ تجربات سے ہمیشہ فائدہ اٹھایا گیا۔

پانچویں منصوبہ میں حکمت عملی کے تحت فیملی پلاننگ سروسیز کو ماں اور بچہ کی صحت و تندرستی اور قوت بخش غذا سے متعلق سروسیز سے زیادہ سے زیادہ مربوط کرنے پر زور دیا گیا۔

خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کی کامیابیاں

خاندانی منصوبہ بندی پروگرام نے اس ... کس حد تک کامیابی حاصل کی؟ خالص اعداد و شمار کے لحاظ سے یہ ذرا پیچیدہ معاملہ ہے۔ پروگرام کے آغاز سے فروری ۱۹۷۶ء تک ۱۸ ملین نس بندی آپریشن ہوئے تھے۔ یہ دنیا بھر میں کسی ایک ملک کے مقابلے میں سب سے زیادہ تعداد ہے۔ بہرحال یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ فروری ۱۹۷۶ء تک صرف ۸ر۱۷ فیصد ہندوستانی جوڑے جن میں بیویاں بچہ جننے کی عمر میں ہیں مانع حمل طریقہ پر عامل ہیں۔ مہاراشٹر میں بھی برابر نمایاں کامیابی کے باوجود اندازاً ایسے صرف ۴ر۳۰ فیصد جوڑوں کو ضبط تولید کے کسی نہ کسی طریقہ کے ذریعہ محفوظ کیا جا سکا ہے۔ دیگر ریاستوں کی کارگذاری بلاشبہ اس سے بھی کم ہے (دہلی کے مرکزی علاقے میں یہ فیصد ۵۵ ہے۔)

یہ بات واضح ہے کہ خصوصاً ۱۹۶۶ء کے بعد سے شرح پیدائش میں کمی ہوئی ہے۔ رجسٹرار جنرل کے آفس کی سیمپل رجسٹریشن اسکیم کے جائزے کے مطابق ۱۹۶۹ء میں شرح پیدائش ۷ر۳۴ فی ہزار تھی جو ۱۹۷۲ء میں گھٹ کر ۶ر۳۶ رہ گئی۔ خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کی عمل آوری کی بنیاد پر جائزے کے مطابق ۱۹۷۴-۷۵ء کی بابت شرح پیدائش ۰ر۳۵ فی ہزار تھی۔

مہاراشٹر میں خاندانی منصوبہ بندی

اس موقع پر مہاراشٹر میں خاندانی منصوبہ بندی پروگرام پر نظر ڈال لینا مناسب ہوگا۔ گو مہاراشٹر میں سرکاری زیر سرپرستی پروگرام کی حیثیت سے خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کو اپنانے میں قدرے تاخیر ہوئی تاہم نومبر ۱۹۵۷ء میں یہ قدم اٹھانے کے بعد یہ پروگرام کامیابی سے آگے بڑھا۔ ۱۹۶۰ء سے ۷۳-۱۹۷۴ء تک پندرہ سال کی مدت کے دوران مہاراشٹر نے خاندانی منصوبہ بندی کارگذاری پر گیارہ قومی انعامات (ایوارڈ) حاصل کئے جن میں سے آٹھ اوّل درجہ کے ہیں۔ یہ بھی تسلیم شدہ امر ہے کہ مہاراشٹر میں فی نس بندی آپریشن کا خرچ ملک کے کسی بھی حصہ کے مقابلے میں عموماً کم ہے۔ مثلاً ۷۰-۱۹۶۹ء اور ۷۳-۱۹۷۲ء کے درمیان ۴ سال کی مدت کے دوران جبکہ ملک میں اوسطاً فی نس بندی آپریشن خرچ ۲۵ر۲ روپے تھا، مہاراشٹر میں یہ صرف ۷۵ر۱ روپے تھا۔ مہاراشٹر میں خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کے اس امتیاز کی ایک وجہ یہ ہے کہ اس پروگرام کو وسیع اور بہتر بنانے کیلئے وقتاً فوقتاً کئی جدید طریقے اختیار کئے گئے۔ جون ۱۹۶۶ء سے دیگر ترقیاتی پروگراموں کے ساتھ خاندانی منصوبہ بندی پروگرام بھی ضلع پریشدوں کی ذمے داری قرار دی گئی ہے، جو ضلع سطح پر جمہوری لامرکزیت نظام کا مظہر ہے۔ ضلع پریشدوں کے توسط سے خاندانی منصوبہ بندی پروگرام میں مقامی لیڈروں کی شرکت سے شاندار نتائج برآمد ہوئے ہیں۔ یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ ضلع پریشدوں کے توسط ہی سے دیگر ضلع سطح کے محکمہ جات مثلاً محکمہ محصول اور محکمہ جنگلات وغیرہ کی شرکت بھی کامیابیوں میں معاون ہوئی۔ درحقیقت یہ بھی

خاندانی منصوبہ بندی کا بہترین سبق

"میری صرف ایک بیٹی اور ایک بیٹا ہے، پھر بھی میں نے وسیکٹومی کرا لی ہے۔ کیوں کہ مجھے پوری طرح سے یقین ہے کہ ہم نئی اسکیموں سے پورا پورا فائدہ اسی وقت اٹھا سکتے ہیں جبکہ اپنے خاندان کو چھوٹا رکھیں" وکرم وانجی نے نامہ نگار سے اس خیال کا اظہار کیا۔

وکرم ایک ادیباسی کھیتی مزدور ہے جو شنڈا کھیڑا تعلقہ کے کونتھل گاؤں میں ایک فارم میں کام کرتا ہے۔

اس کا بھائی نو بچوں کا باپ ہے۔ اس کی گت دیکھنے کے بعد اس پر خاندانی منصوبہ بندی کی اہمیت واضح ہوگئی۔ وہ بھی کھیتی مزدور ہے لیکن اس کی اتنی معمولی کمائی میں نو بچوں کے کنبے کی گذر بسر ناممکن سی ہے۔ وہ سب نیم فاقہ کشی کی حالت میں زندگی گذار رہے ہیں۔

مشاہدہ ہے کہ مہاراشٹر میں بھی جب تک خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کلی طور سے محکمۂ صحت کی ذمے داری تھی کم کامیابی ہوئی۔

لیکن اس صورت میں کہ مختلف محکمہ جات کی شرکت سے اسے ضلع کا ایک ترقیاتی پروگرام سمجھا گیا زیادہ کامیابی ہوئی۔

اگست ۱۹۶۷ء میں حکومت مہاراشٹر نے ایک اور جراٴت مندانہ قدم اٹھایا اور باقاعدہ اکسٹنشن ایجوکیشن اسٹاف ختم کر کے معاون اسکیم Helper Scheme جاری کی۔ اسکیم کے تحت نس بندی کے محرک کو معمولی مالی امدادی معاوضہ دیا گیا تاکہ اس کے اتفاقی اخراجات پورے ہو سکیں۔ خاندانی منصوبہ بندی اپنانے والے کو بھی کچھ مالی معاوضہ دیا گیا تاکہ اجرت کا نقصان اور دیگر اتفاقی اخراجات پورے کئے جا سکیں۔ خاندانی منصوبہ بندی اپنانے والے شخص نیز محرک دونوں ہی کے لئے یہ طریقہ سودمند ہے۔

حکومت مہاراشٹر نے خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کے سلسلے میں نمایاں خدمات پر حکومت، اور ضلع پریشدوں کے سرکاری افسران، غیر سرکاری افراد، سماجی کارکنوں اور اداروں کے لئے کئی انعامات رکھے ہیں۔ "گرام گورو اسکیم" کے تحت اجتماعی انعامات بھی رکھے گئے ہیں۔ اس کے تحت نمایاں کامیابی پر حکومت ایسے گاؤں کو ایک روپیہ فی کس دیتی ہے تاکہ گاؤں کی حالت سدھاری جائے اور کنواں، سڑک اور اسکول وغیرہ بنایا جائے۔

اعلیٰ سطح پر احساس

بلاشبہ اعلیٰ سطح پر اہم شخصیتوں کو مسئلہ آبادی کا شدت سے احساس ہے جس کا اظہار رہنما نے قومی لیڈروں کے عام بیانات سے بخوبی ہوتا ہے۔ ہلکے صدر عالیجناب فخرالدین علی احمد نے جنوری ۱۹۷۶ء میں پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے مسئلہ آبادی کا ذکر کیا تھا۔ وزیراعظم شریمتی اندرا گاندھی نے اپنی کئی عام تقریروں میں خاندانی منصوبہ بندی کی اہمیت جتائی۔ مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان کئی بار آبادی کی روک تھام کی تائید کر چکے ہیں۔

۷۶-۱۹۷۵ء میں کئی ریاستوں نے اضافہ آبادی کی روک تھام اور خاندانی منصوبہ بندی کے پرچار کی خاطر اہم قدم اٹھائے، مہاراشٹر جیسی ریاست نے نومبر ۱۹۷۵ء میں یعنی مالی سال کے بیچ میں خاندانی منصوبہ بندی نشانے کو دوگنا کر

۷۶-۱۹۷۵ء کے دوران خاندانی منصوبہ بندی کے سلسلے میں نمایاں کارگذاری پر دھولیہ بھنڈارا اور سولاپور ضلعوں کو موبائل ویسیکٹومی آپریشن گاڑیاں دی گئیں۔ وزیر صحت عامہ شری کے ایم پاٹل، جون کو ان گاڑیوں کی چابیاں دیتے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔

...اس پروگرام کو آگے بڑھانے کا بیڑا اٹھایا۔ حکومت ہند نے ریاست کے لئے ۷۷-۱۹۷۶ء میں ۸ء۴۳ لاکھ نس بندیوں کا نشانہ رکھا تھا لیکن مہاراشٹر نے بذات خود اپنے لئے ۱۱ء۵ لاکھ نس بندیوں کا نشانہ رکھا۔ فروری ۱۹۷۶ء تک بہرحال ہم اس نشانے سے بھی آگے بڑھ گئے اور ۶ء۲۰۸ لاکھ نس بندی آپریشن ہو چکے تھے۔

جامع پالیسی

مشہور ڈیموگرافر، کنگ سلے ڈیوس نے ترقی پذیر ممالک میں مسئلہ آبادی کے سلسلے میں خاندانی منصوبہ بندی طریقہ پر نکتہ چینی کرتے ہوئے دیگر سماجی و معاشی اقدامات کی حمایت اور حوصلہ افزائی کی ضرورت جتائی ہے جو مسئلہ آبادی کو حل کرنے میں ممد ہوں۔ کنگسلے ڈیوس کا خیال ہے کہ "خاندانی منصوبہ بندی پروگرام" کو ترک کرنے کی [illegible] نہیں بلکہ اس کے ساتھ دوسرے ذرائع اور طریقے اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔

حالیہ "قومی آبادی پالیسی" جس کا مرکزی وزیر صحت اور خاندانی منصوبہ بندی، ڈاکٹر کرن سنگھ نے اعلان کیا ہے، ایک روشن خیال حکومت کا جامع بیان معلوم ہوتا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسئلہ پر خوب سوچ بچار کیا گیا ہے۔ یہ غالباً پہلا موقع ہے کہ دنیا میں کسی ملک نے اپنی آبادی پالیسی کے بارے میں اتنا جامع اور واضح بیان دیا ہو۔

آبادی پالیسی عموماً خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کے برابر شمار کی جاتی ہے۔ لیکن اس کے برعکس ہندوستانی آبادی پالیسی بیان میں مسئلہ آبادی کے سماجی، معاشی اور سیاسی پہلوؤں کے درمیان پیچیدہ رشتہ کا لحاظ رکھا گیا ہے نیز اس طریق عمل کا تعین کیا گیا ہے جس کے ذریعہ مسئلہ کے تمام پہلوؤں کو پوری طرح مدنظر رکھتے ہوئے خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کو آگے بڑھایا جائے گا۔

سیاسی اور سماجی اقدامات

سیاسی اقدامات میں سال ۲۰۰۱ء تک ۱۹۷۱ء کی مردم شماری کی بنیاد پر لوک سبھا اور ریاستی مجالس قانون ساز میں نمائندگی منجمد کر دینا شامل ہے۔ اسی طرح ریاستی منصوبوں کے لئے مرکزی امداد کی تخصیص، تفویض ٹیکس اور محصول اور امداد کے معاملے میں سال ۲۰۰۱ء تک ۱۹۷۱ء کے اعداد و شمار آبادی ہی کی پیروی کی جائے گی۔ منصوبہ جات کیلئے مرکزی امداد کا آٹھ فیصد خاندانی منصوبہ بندی ریاستی کارگذاری کے سلسلے میں مختص ہوگا۔ ان اقدامات سے خاندانی منصوبہ بندی میں نمایاں رہنے والی ریاستوں کا یہ خدشہ دور ہو جاتا ہے کہ ان کو کہیں دوسرے اسباب سے نقصان نہ اٹھانا پڑے۔

طویل المیعاد سماجی اقدامات میں نسوانی تعلیم کا درجہ بڑھانے کی کوشش اور شادی کی عمر بڑھا کر لڑکی کے معاملہ میں ۱۸ سال اور لڑکے کے معاملہ میں ۲۱ سال کر دینے کی کارروائی شامل ہے۔

جہاں تک تعلیم نسواں کا تعلق ہے ملک میں موجودہ صورت حال مایوس کن ہے۔ ۱۹۷۱ء کی مردم شماری کے مطابق خواتین میں عام شرح خواندگی ۱۸ء۴۴ فیصد ہے۔ اگر صرف ۵ اور ۱۳ سال کے درمیان عمر کی لڑکیوں ہی کو لیا جائے جنہیں ابتدائی تعلیم کو لازمی قرار دینے والے ہمارے دستور کے مطابق اسکول میں ہونا چاہیئے تو صرف ۳۱ء۸۶ فیصد خواندہ ہیں۔ اسی طرح ۵ اور ۹ نیز ۱۰ اور ۱۴ کے درمیان عمر والیوں کے لئے یہ فیصد بالترتیب ۱۸ء۵۴ اور ۵۸ء۳۷ ہے۔ آبادی پالیسی بیان میں ان خاص اقدامات کا ذکر کیا گیا ہے جو تعلیم نسواں کا درجہ بالخصوص درمیانی سطح سے اوپر بڑھانے کے

...اور بیاسی عورتیں، دیہی صحت عامہ خدمات کا فائدہ اٹھا رہی ہیں۔

خصوصی نمائندہ بمبئی

لئے کرتا ہوں گے۔ بہرحال یہ بات واضح ہے کہ وسیع تعلیم نسواں کا کام پوری لگن اور جوش کے ساتھ انجام دینے کی ضرورت ہے۔ تب ہی ان کی تعلیم کا معیار اونچا کرنے کا مقصد پورا ہو سکے گا۔

شادی کی عمر بڑھانے کے سلسلے میں مجوزہ قانون کی خاص بات یہ ہے کہ قانون کی خلاف ورزی قابل تعزیر جرم قرار دی گئی ہے۔ اس طرح عورتوں کے معاملے میں شادی کی عمر بڑھانے سے انہیں تعلیم اور ملازمت کے لئے زیادہ مواقع ملے گا، ان میں زیادہ "پختگی" آجائے گی اور وہ خاندانی منصوبہ بندی کے مقاصد کے حصول میں زیادہ ممد ہوگی۔

مالی امداد و اعانت کی افادیت تسلیم کرلی گئی ہے۔ نس بندی کرانے والے ایسے افراد کے معاملے میں خواہ مرد ہو یا عورت، جن کے دو بچے ہوں معاوضہ کی رقم بڑھاکر ۱۵۰ روپے کردی گئی ہے، جبکہ تین جیتے بچے رکھنے والے جوڑے کے معاملے میں یہ معاوضہ ۱۰۰ روپے اور چار یا اس سے زیادہ بچے رکھنے والے جوڑے کے معاملے میں ۷۰ روپے ہوگا۔ مگر اس رقم میں اخراجات سفر اور دیگر شامل ہیں پھر بھی متعلقہ اشخاص کو پہلے سے زیادہ ہی رقم ملے گی۔

لوگوں کو شریک کرکے خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کو صحیح معنوں میں عوامی پروگرام بنایا جائے گا۔ پالیسی بیان میں رضاکارانہ جماعتوں کے کردار کو تسلیم کیا گیا ہے۔ ایسی تسلیم شدہ جماعتوں کو دیئے جانے والے عطیات کو انکم ٹیکس سے مستثنیٰ کردینے سے مزید حوصلہ افزائی ہوگی اور لوگ خاندانی منصوبہ بندی پروگرام میں پوری طرح شریک ہوسکیں گے۔

نوجوان نسل کی تعلیم و تربیت

پالیسی بیان میں حکمت عملی پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس میں آئندہ کے نتائج کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔ نوجوان نسل کی آبادی سے متعلق تعلیم و تربیت طویل المیعاد اقدام ہے جس سے وہ مسئلہ آبادی سے پوری طرح روشناس ہوں گے اور اس معاملے میں قومی ذمے داری کو سمجھیں گے۔

ریسرچ کی حمایت

بہتر مانع حمل طریقہ Contraceptive Technology بڑے پیمانے پر خاندانی منصوبہ بندی پروگرام میں بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ پالیسی بیان میں حکومت کی جانب سے اس میدان میں ریسرچ کی حمایت کا یقین دلایا گیا ہے۔ حالانکہ یہ عموماً گراں پڑتی ہے اور نتائج بھی آسانی سے برآمد نہیں ہوتے۔ تاہم اس سے حکومت کی دور اندیشی اور ترقی پسندی کا اظہار ہوتا ہے۔

لازمی نس بندی اور خاندانی منصوبہ بندی اپنانے والے اشخاص کو مکان اور قرض وغیرہ دینے کے معاملہ میں ترجیح کے سوال پر پالیسی بیان حقیقت پسندی کا حامل ہے۔ یہ سوال ریاستوں پر چھوڑ دیا گیا ہے اور اس معاملہ میں ریاستوں پر کوئی روک ٹوک نہیں ہے جو اس قانون کے نفاذ کے لئے کافی سہولتیں رکھتی ہیں۔

ہمارے ملک میں سالہاسال کے تجربہ کے بعد خاندانی منصوبہ بندی پروگرام نتیجہ خیز مرحلہ پر پہنچ گیا ہے۔ بشرح پیدائش میں اونچی ظاہر ہونا شروع ہوگئی ہے جو سب سے کٹھن کام تھا۔ اب بلاتفریق مذہب و ملت تمام شہریوں کا فرض ہے کہ وہ قومی ذمے داری کو اٹھائیں اور خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کو کامیاب بنائیں۔

ادیباسیوں میں ہریجن ورکر

شری دشنو ہیمنت مُرکانے جو ہرنتلقہ ضلع تھانے میں ایک ہریجن نوجوان سینیٹری انسپکٹر ہیں۔ جنھوں نے یہاں کے ادیباسیوں میں خاندانی منصوبہ بندی کو نمایاں طور پر کامیاب کرکے مسلسل چھ سال تک تعلقہ پنچایت سمیتی سے پہلا انعام لیا ہے۔ اس تعلقہ کی آبادی ایک لاکھ ہے جس میں ۹۰ فیصد ادیباسی ہیں۔

نس بندی آپریشنوں کے ۷۰۰ کیسوں کا سہرا شری مکانے کے سر ہے۔ اس قومی خدمت کے لئے انہوں نے متعدد لوگوں کو متحرک بنایا ہے۔ انہوں نے دیکھا کہ صرف تقریر بازی سے کام نہیں چلتا۔ لہٰذا انہوں نے افراد سے دوستی پیدا کی ذاتی تعلقات پیدا کئے۔ اور آپسی بات چیت سے ان کے دل جیت لئے۔ کبھی کبھی تو انہوں نے یہ بھی کیا کہ بھیس بدل کر سادھو بن گئے۔ لوگوں میں مل جل کر انھیں خاندانی منصوبہ بندی کے لئے تیار کر لیا۔

مراٹھواڑہ میں ۲۰ نکاتی پروگرام

کی کامیاب عمل آوری

از :— شری آر۔ ایس۔ ڈانگاونکر۔ سینئر اسسٹنٹ ڈائرکٹر آف پبلسٹی۔

مہاراشٹر میں ۲۰ نکاتی پروگرام کی عمل آوری کے سلسلے میں سخت کوشش کی جارہی ہے۔ وزیر اعلیٰ اور کابینہ کے اراکین نے متعدد جلسوں سے خطاب کیا اور عوام کے سامنے اس انقلابی اقدام میں کارفرما فلسفے کی وضاحت کی۔ اس تصویر میں وزیر اعلیٰ اورنگ آباد ضلع کے مقام جالنہ میں ایسے ہی ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے نظر آرہے ہیں۔ ڈائس پر (بائیں سے دائیں) ڈاکٹر رفیق زکریا، وزیر برائے محصول، شری سندر راؤ سولنکے وزیر پبلک ورکس اور ہاؤسنگ اور شری باجی راؤ جوان پاٹل، مقامی ایم ایل اے تشریف فرما ہیں۔

ایک سال پیشتر ایمرجنسی کے دوران وزیر اعظم نے ۲۰ نکاتی معاشی پروگرام کا اعلان کیا۔ اس طرح جدید ہندوستان کی سماجی و معاشی تاریخ میں ایک نیا موڑ شروع ہوا۔ ان حالات و وجوہات کا جائزہ لینا اس

مضمون کا مقصد نہیں ہے، جن کے باعث ایمرجنسی نافذ کرنی پڑی۔ بلکہ اُن غیر معمولی فوائد پر روشنی ڈالنا ہے جو عوام کو اور خصوصیت کے ساتھ کمزور اور پچھڑے ہوئے طبقات کو حاصل ہوئے ہیں۔

یہ بات نہیں کہ اس سلسلے میں آزادی کے بعد ربع صدی کے عرصے میں کوئی کوشش نہیں کی گئی تھی، سچ تو یہ ہے کہ کسی نہ کسی وجہ سے ایسی کوششوں کے خاطر خواہ نتائج برآمد نہیں ہوئے تھے۔ اِس وقت کی خاص بات یہ ہے کہ حکومت اور عوام دونوں نے ہم آہنگ ہوکر، مخصوص مقاصد کے حصول کے لئے نہایت سوچ سمجھ کر پورے ارادے کے ساتھ تمام تر طاقتوں کو یک جا کر کے اور ایک سمت میں لگا کر کوششیں کی ہیں۔ ریاست میں زندگی کو بہتر بنانے کے لیے کی گئی اِن کوششوں کو یقیناً تاریخ میں سنہرے حروف میں لکھا جائے گا۔

پاتھرواڑ دا، ضلع اورنگ آباد میں: زیرِ تحصیل ڈاکٹر رفیق زکریا نے، ہل چلانے کے پندرواڑے، کا ۱۲ رمئی سنہ۷۶ کو افتتاح فرمایا۔ آپ کے ساتھ مرکزی حکومت کے مشیر اصلاحاتِ اراضی، شری سرسید ناتھ دویدی بھی پگڑی باندھے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔

نیا باب

ضلع اورنگ آباد کے تعلقہ سوئے گاؤں میں املکھیڈ کے باسی شری سوپد بنڈوے کی زندگی میں ۲۴ رمئی کو ایک نیا باب کھل گیا جبکہ خود وزیر اعلیٰ نے اس کو ملی ہوئی زمین پر ہل چلایا۔ یہ یکسر مختلف پس منظر کا فرد ہے۔ اس نے جد وجہد آزادی کے دوران چھ سال تک نیتا جی سبھاش چندر بوس کی "آزاد ہند فوج" میں کام کیا اور برما، جاپان اور ہانگ کانگ وغیرہ کا دورہ کیا۔ سبکدوشی کے بعد، اپنے وطن آگیا یہ گوروی قبیلہ کا فرد ہے۔ اس کی معاشی حالت ابتر ہوتی گئی اور اسے اپنی بیوی اور اکلوتے بیٹے کا پیٹ بھرنے کے لیے بھیک مانگنا پڑی۔ اس حالت میں لڑکے کی پڑھائی بھی کیسے ہوتی۔ گذشتہ تین سال سے تو بھیک پر ان کی گذر بسر ہے اور وہ بہت کمزور ہو گئے ہیں۔ ان کے لڑکے کی عمر صرف ۱۶ سال ہے اور انہیں اس کے مستقبل کی فکر لاحق رہتی۔ لیکن اب انہیں زمین دی گئی ہے۔ اب تک ان کے پاس ہل بیل نہ تھا تاکہ کھیت جوت سکیں لیکن اب خود وزیر اعلیٰ نے ان کا کھیت جوتا۔ اس طرح ان کی یہ فکر دور ہو گئی، ان بزرگ کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ ہی نہیں ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ وزیر اعلیٰ کو فی الواقعی اپنے کھیت پر ہل جوتتے دیکھ کر میں حیران رہ گیا اور مجھے خیال آیا کہ کہیں میری آنکھیں دھوکہ تو نہیں کھا رہی ہیں۔

کسیمبے، ضلع اورنگ آباد میں
ایک بے گھر کے مکان کی تعمیر میں
عورتیں رضاکارانہ کام کر رہی ہیں۔

مراٹھواڑہ کا علاقہ مراٹھی تہذیب کا گہوارہ، ایسے صوفیوں اور سنتوں کی سرزمین ہے جنھوں نے اپنی مثالی زندگی اور تعلیمات سے عالم انسانیت کی بھلائی کے لئے محبت، ہمدردی، مساوات اور عالمگیر اخوت کا پیغام دیا ہے۔ اپنی شاندار روایات کے ورثے کے ساتھ اس علاقے نے وزیر اعلیٰ کی فعال قیادت میں ۲۰ نکاتی پروگرام کی عمل آوری میں مناسب اور نمایاں حصہ لیا ہے۔

نا اخیر

بابائے قوم مہاتما گاندھی کے مقبول فقرے "نا اخیر" کی روح کے مطابق کہ جو ۲۰ نکاتی پروگرام میں جاری و ساری ہے، مراٹھواڑہ کے علاقے نے اس قلیل عرصے میں بے زمین زرعی مزدوروں میں زمینات کی تقسیم، رہائشی جگہوں کی فراہمی اور ان پر مناسب مکانات کی تعمیر کے کاموں میں نمایاں کامیابی حاصل کی ہے۔

زندگی واقعی پُرلطف ہے!

ضلع اورنگ آباد میں بے زمین اشخاص میں قطعات کی تقسیم اور ان کے لئے جھونپڑوں کی تعمیر کو اوّلیت دی گئی جو وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان کی جنم بھومی ہے۔

اس ضلع میں حسین نامی پان والا پندرہ سال کے بعد تعلقہ کنٹر میں واقع اپنے وطن 'پشور' واپس آیا تو اسے محسوس ہوا کہ اس کا وطن ویسا نہیں ہے جیسا کہ وہ سالوں قبل چھوڑ کر گیا تھا۔ اس کی حالت اچانک تیزی کے ساتھ بدل گئی ہے۔

اپنے باپ کی موت کے بعد حسین بھوپال چلا گیا تھا۔ اس نے روزی کمانے کی سخت جد و جہد کی اور پھر پشور واپس آ گیا۔ اس وقت بھی اس کے وطن کی حالت کم و بیش وہی تھی۔ غربت نے اسے گھیر رکھا تھا اور کنبے کے آٹھ افراد کا پیٹ بھرنے کی فکر لاحق رہتی۔ اس کی بیوی لڑکے لڑکیاں کھیت میں محنت کرتے اور وہ خود پان بیچتا۔ معمولی کرایہ پر ایک چھوٹا سا کمرہ ان کا ٹھکانہ تھا جو ان کے لئے بہت تنگ تھا ۲۹ برس تک یہی لیل و نہار رہے۔ آخر گذشتہ سال ان کو زمین کا ایک پلاٹ اور ایک جھونپڑا مل گیا۔ اس نے بیان کیا کہ "اب مجھے یہ محسوس ہوا کہ زندگی بھی کچھ معنی رکھتی ہے۔ اور لطف و آسائش سے خالی نہیں ہے۔"

اِن کاموں میں پسماندہ طبقات مندرج فہرست جاتیوں اور پچھڑے ہوئے طبقات کی حالت سدھارنے کی طرف خاص طور پر دھیان دیا گیا ہے۔

نئے حد بندی اراضی ایکٹ کے تحت مراٹھواڑہ کے ۴۶ تعلقوں میں ۵۳ لینڈ ڈٹر مینشن ٹربیونلوں نے ۴۳،۱۸۸ ہیکٹر زمین کو فاضل قرار دیا ہے۔ ویسے ہر تعلقہ کے لئے ایک ٹربیونل کے قیام کا قاعدہ ہے لیکن ۳۱ مارچ ۱۹۷۶ء تک زمینات سے متعلق جانچ کو مکمل کرنے کی غرض سے اس علاقے میں سات زیادہ ہی ٹربیونل قائم کئے گئے تھے۔ مقررہ عرصے میں ان زمینات کی تقسیم کا کام مکمل کرنے کے لئے حکومت کی مشینری ہر ممکن کوشش کر رہی ہے۔

بیل گاؤں ضلع اورنگ آباد میں "الفیکار" کی جانب سے لگوایا گیا "ٹیوب ویل"۔ یہ بے زمینوں کی کالونی میں واقع ہے۔

بیلگاؤں میں دِلکش بستی

ناگپور ۔ ایوت محل ریاستی شاہراہ پر سیلو کے قریب بیلگاؤں میں جھونپڑوں کی چھوٹی سی حسین بستی کی اس علاقہ میں آج کل بڑی چرچا ہے۔ بجلی سے منور یہ بستی ۱۰۸ ہیکٹر رقبہ میں پھیلی ہوئی ہے یہاں کل ۲۵۴ قطعات میں سے ۲۱۲ بے زمین اشخاص کو دیئے گئے ہیں۔ طبقہ وار تقسیم یوں ہے۔ ہریجن۔ ۲۵، مندرج جاتیاں اور قبائل۔ ۳۵، خانہ بدوش قبائل۔ ۲۸، دیگر پسماندہ طبقات ۔ ۲۸ اور دیگر طبقات۔ ۲۰۔

ابتک ۹۰ جھونپڑے بنائے گئے ہیں جن کی چھتیں پختہ اور منگلوری کویلو کی ہیں۔ سڑک کے دونوں طرف جھونپڑے بنائے گئے ہیں جو ۲۲۰ میٹر لمبی اور ۶ میٹر چوڑی ہے۔ بجلی رسانی کے اخراجات گاؤں پنچایت نے برداشت کئے ہیں۔ ایونجلیکل فیلوشپ آف انڈیا کمیشن آن ریلیف (الفیکار) نے دو ٹیوب کنوئیں کھدوائے ہیں اور گاؤں پنچایت نے ان کنوؤں کیلئے پمپ مہیا کئے ہیں۔ اس طرح گاؤں والوں کو اپنی ضرورت بھر پانی مل جاتا ہے۔

"الفیکار" نے کنوئیں کھدوانے کیلئے ضلع وردھا میں ۲۰ دیہات چنے ہیں اب تک سات دیہاتوں میں کنوئیں کھودے جا چکے ہیں۔ گاؤں پنچائتیں ان کنوؤں کے لئے پمپ فراہم کرنے کے لئے تیار ہیں۔

تقریباً ۱۴۰۰۰ افراد مستفید

اب تک لینڈ ڈسٹری بیوشن

ٹریبونلوں کے مشوروں کے مطابق ۲۴٬۱۳۲ ہیکٹر زمین بے زمین افراد میں، شیڈیولڈ کاسٹ، شیڈیولڈ ٹرائبس، خانہ بدوش قبیلوں اور دیمکت جاتیوں کے ۱۴٬۳۲۸ افراد میں تقسیم کی گئی ہے۔

مہاراشٹر ریونیو ٹریبونل کے اسٹے آرڈروں کی وجہ سے ۲۸۱۶ ہیکٹر زمین کے معاملات زیر تصفیہ ہیں۔ اسی طرح زمین مالکان نے ہائی کورٹ میں ۳۱۹ رٹ پٹیشن داخل کئے ہیں جس کی وجہ سے ۴٬۲۲۱ ہیکٹر فاضل اراضی کے معاملات تصفیہ طلب ہیں۔

حکومت مہاراشٹر نے نہ صرف فاضل اراضی بے زمین کسانوں میں تقسیم کرنے میں پیش قدمی کی بلکہ نئے معتوبی مالکان اراضی کو ان کو دی ہوئی اراضی زیر کاشت لانے میں بھی تمام سہولتیں بہم پہنچانے کی تحریک بھی کی۔ ریاست میں اس زمین کی جوتائی کے لئے عام مہم چلائی گئی۔ اس تصویر میں وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان وزیر محصول ڈاکٹر رفیق زکریا، وزیر صحت عامہ شری کے ایم پاٹل، نائب وزیر داخلہ شری بابو راؤ کالے اور دیگر مقامی لیڈروں کے ساتھ ضلع اورنگ آباد کے مقام سونے گاؤں میں ایک نئے مالک کی زمین پر ہل چلاتے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں۔

مقدمات کی واپسی کے لئے ایک مخلصانہ اپیل

وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوہان جب اس علاقے کا دورہ کر رہے تھے تو انہوں نے متعدد پبلک میٹنگوں میں جن زمین مالکان نے

زبانی وعدہ یا محض نعرہ نہیں

ایک بزرگ مجاہد آزادی شری مشرا لال جی پہاڑے کو بھی اراضی دی گئی ہے اور انہیں خود وزیر محصول، ڈاکٹر رفیق زکریا نے ۱۲ر مئی کو ہتنور، تعلقہ کنڑ، ضلع اورنگ آباد میں زمین کی اسناد دی تھیں۔ انہوں نے یہ یقین ظاہر کیا ہے کہ ریاستی حکومت نے پسماندہ لوگوں سے جو وعدے کئے ہیں وہ پورے کئے جائیں گے۔ انہیں سرکاری عملہ کی کارکردگی اور مستعدی پر بھی پورا وشواس ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ ایسی صورت میں نئی تقسیم شدہ ایک ایکڑ اراضی بھی بنا کاشت نہ رہے گی بنک سے ملی ہوئی قرض کی رقم بھی نئے مالکان زراعتی ترقی ہی کے مقصد سے صرف کرینگے۔ نئی پالیسی محض زبانی وعدہ یا خالی خولی نعرہ نہیں ہے۔ ان پالیسیوں کو جس خلوص سے زیر عمل لایا جا رہا ہے اس میں شبہ کرنے کی گنجائش نہیں۔

سخت محنت کا پھل

اورنگ آباد کا شیخ منیر لنگڑا اور معذور ہے ۔ باپ کی وفات کے بعد تعلیم اور گذر اوقات کے لئے اس نے اورنگ آباد کے سرکاری معذور خانے میں پناہ لی ۔ معذور خانے سے نکلنے کے بعد روٹی کا مسئلہ اس کے سامنے تھا ۔ بھیک کا ٹکڑا کھانا اس کی غیرت نے گوارہ نہیں کیا ۔

اس نے کوشش کی اور میڈیکل کالج اورنگ آباد کے ڈین کی اجازت لیکر اسپتال کی حدود میں انڈے ، بریڈ خالی بوتلیں ، دودھ ، مٹھائیاں وغیرہ بیچنے شروع کئے ۔

اس نے ایک قومیائی بنک سے سات سو روپے قرض بھی لئے اور نگر پریشد اورنگ آباد کی طرف سے ایک اسٹال اپنے نام الاٹ کرالیا ۔

آج شری منیر میڈیکل کالج کے قریب ایک ہوٹل کا مالک ہے ۔

مہاراشٹر ریوینیو ٹربیونل یا ہائی کورٹ میں اپیل کی ہے ان سے مخلصانہ اپیل کی کہ وہ اس معاملے کو انسانی نکتۂ نظر سے دیکھتے ہوئے اپنے مقدمات واپس لیں اور غریب و پسماندہ افراد کی بحالی کے شریفانہ کام میں شرکت کے اس نادر موقع سے فائدہ اٹھائیں ۔

مہاراشٹر لینڈ ریونیو ٹربیونل ... مسٹر ملیس لینڈس ڈٹرمنیشن ٹربیونلس نے فاضل اراضیات کے تعین کا کام ختم کر دیا ہے ۔ لہٰذا اب ان کی طرف فاضل قرار دی گئی اراضیات کے معاوضہ کے تعین کا کام سونپا گیا ہے ۔

سماجی بیداری کی نئی لہر

اس دوران کئی بڑے زمینداروں نے اپنے معاوضہ کی رقومات پانے کے استحقاق سے دست برداری یا ان رقومات کو اپنی زمین پانے والوں میں تقسیم کرنے کے لئے سرکار کے سپرد کرنے کے ارادے کا اعلان کر دیا ہے ۔ اس فراخدلی کے عظیم مظاہرے ان میٹنگوں میں دیکھنے میں آئے جو وزیر اعلیٰ یا ریاستی کابینہ کے دیگر ارکان کی صدر نشینی میں ہوئیں ۔ یقیناً یہ ایک بہت بڑی سماجی بیداری ہے ۔ انداز نظر میں یہ تبدیلی اور اپنائیت کا یہ احساس صرف

ایمرجنسی کے باعث پیدا ہوا ہے ۔

ڈویژن میں مجموعی ۵۵ . ۲٫۲۷ ریٹرن فائیل کئے گئے تھے جن میں سے ۳۴٫۲۹۶ ہیکٹر زمین سے متعلق ۲۶٫۰۸۴ ریٹرن کی تحقیقات مکمل ہو چکی ہیں ۔ یقیناً یہ ایک نمایاں کارکردگی ہے ۔ جیسا کہ ایک ذمہ دار سماجی ورکر نے کہا ہے "اس کام کے لئے آسانی سے چار سال سے زیادہ کا عرصہ لگا ہوتا ، جب کہ یہ چار مہینے کے قلیل عرصے میں مکمل ہو گیا "

یہ ردعمل کافی بلیغ ہے اور ایمرجنسی کے مثبت پہلو کو نمایاں کرتا ہے ۔

آسمان کے سائے تلے

سماج میں کئی ایسے بدقسمت افراد تھے جو دن بھر کی کڑی محنت سے چور کسی درخت کے سائے میں یا دیہات کے قریب کسی کھلے میدان میں ہی سستانے کے لئے لیٹ سکتے تھے ۔ ان کے سروں پر اور کوئی سائبان

اسکھیڈ ، تعلقہ سویگاؤں ، ضلع اورنگ آباد میں گرساری قبیلے کے ایک شخص کو منسٹری کے ۔ ایم ۔ پاٹل وزیر برائے دیہی ترقیات ، زمین کے کاغذات دے رہے تھا ۔

نہیں تھا۔ تیز ہواؤں کے جھکڑ، کڑکتی بجلیاں، گرجتے بادل، کڑاکے کی سردی اور چلچلاتی دھوپ اور بدلتے موسموں سے اُن کی دوستی تھی۔ تاہم انھیں زندگی سے پیار تھا۔ اُن کے بچے بھی ان ہی حالات میں پل بڑھ کر ان سے سمجھوتہ کر لیتے تھے۔

اِس صورت حال کا بدلنا ضروری تھا۔ ۲۰ نکاتی پروگرام نے حالات کا رُخ پلٹ دیا۔ مرکز کی تجویز پر ان بے زمین دیہی گھر مزدوروں کو مفت رہائشی زمین فراہم کرنے کی اسکیم پر عمل شروع ہوا۔ ابتداً ضلع پریشدوں کے ذریعے اس اسکیم پر عمل ہو رہا تھا۔ بعد میں ریونیو مشینری کی طرف یہ کام سونپ دیا گیا تاکہ کلکٹروں کے ذریعے اسے پایۂ تکمیل تک پہنچایا جا سکے۔

ایک عظیم کام

ہر ضلع میں ایک ہزار سلیقے کے مکانات ان سدھاری ہوئی جگہوں پر تعمیر کرنے کا ایک پائلیٹ پروگرام شروع کیا گیا۔ اس کی تکمیل کی آخری تاریخ ۱۵ مئی ۱۹۷۵ء مقرر کی گئی تھی۔ ڈویژن نے اس مقررہ عرصے میں ۵،۱۴۰ مکانات تعمیر کیے۔ اور اس طرح نشانے سے آگے بڑھ گیا۔

اِس شاندار کارگزاری سے خوش ہو کر اور حوصلہ پاکر مراٹھواڑہ ڈویژن کو مزید ایسے ۲۰،۰۰۰ مکانات کی تعمیر کا کام سونپا گیا۔ چہ خوب! کارگزاری کا ایسا ہی مظاہرہ اس بار بھی کیا گیا۔ مارچ ۱۹۷۶ء کے آخر تک ۲۰،۹۵۴ ایسے چھوٹے مکانات ڈویژن میں تعمیر کیے گئے۔

حکومت کی طرف سے فی مکان ۲۳۰ روپیہ کا عطیہ ملا تھا لیکن اکثر صورتوں میں ۵۰۰ روپے تک خرچ آ گیا، بعض

صورتوں میں ایک ہزار تک اور کہیں کہیں تو یہ خرچ ایک ہزار سے بھی آگے بڑھ گیا۔ اس انسانیت نواز کام کی تکمیل میں مزید اخراجات کا بار اٹھانے میں دیہات کے خوش حال لوگ سوسائٹی کے دولت مند لوگ مخیر ادارے، تاجر، بیوپاری، چھوٹے اور بڑے صنعتی ادارے اور امداد باہمی کے شعبے پیش پیش رہے بسماجی بیداری کا یہ بھی ایک قابل تحسین مظاہرہ تھا۔ امداد نہ صرف پیسوں کی صورت میں آتی تھی بلکہ کپڑے، برتن اور خانگی استعمال کی دیگر چیزوں کی صورت میں بھی ملتی رہی۔

خوشیوں کی انتہا نہ رہی۔

اس طرح مثالی جھونپڑیوں کی کالونیاں متعدد جگہ نمودار ہو گئیں۔ ان کے لئے بنیادی ضروریات اور لازمی سہولتیں بھی فراہم کی گئیں۔ مالک مکان ہونے کے شعور کے ساتھ ایسے استفادہ کنندگان کے دل میں ایک طمانیت کا احساس جاگ اٹھا اور ان کی خوشیوں کی کوئی انتہا نہ رہی۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ کئی مقامات پر ان لوگوں نے اپنے گھروں میں داخلے سے پہلے تکلفات کے ساتھ بعض رسومات ادا کیں، کچھ لوگوں نے اجتماعی طور پر ستیہ نارائن کی پوجا کی۔ اور بعض لوگوں نے انفرادی طور پر مذہبی رسومات ادا کیے۔ وہ ایک عجیب دل خوش کن منظر تھا۔

احساس خود اعتمادی جاگا

بے زمین افراد کو زمین دی گئی، انھیں رہنے کے لئے مکانات فراہم کیے گئے۔ نیز ان کی بہتری کے لئے دیگر اقدامات کیے گئے جس سے نہ صرف ان کی حالت سدھر گئی ہے بلکہ ان کے دلوں میں خود اعتمادی کا ایک احساس جاگ اٹھا ہے۔ ایک بے زمین عورت کو ضلع اورنگ آباد میں گنگا پور تعلقہ کے ایک دیہات میں رہنے کے لیے مکان فراہم کر دیا گیا ہے۔ اب، جب ڈویژنل کمشنر اپنے دورے کے سلسلے میں اس دیہات میں پہنچے تو اس عورت نے
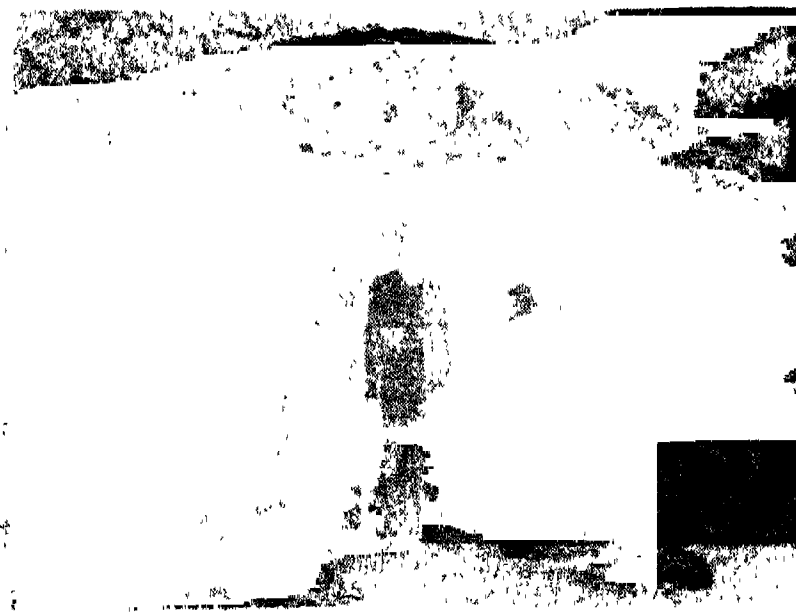
سرُ گاؤں کے ستری تلسی رام گائیکواڑ کو ۲/۱ ۱۳ ایکڑ زمین الاٹ کی گئی ہے اس کی مالیت ڈھائی ہزار روپے ہے

مسرت کی انتہا

نامہ نگار نے کھودیج گاؤں میں نئی زمین مالکن شریمتی مالیہ بائی شنکر بھلا سے ملاقات کی۔ اس کا چہرہ خوشی سے تمتما رہا تھا اس نے بیان کیا کہ اولاً ۱۶ء۱ ہیکٹر فاضل اراضی ملنے پر میں حیران رہ گئی۔ اب حال ہی میں ضلع کلکٹر جیسے شخص نے خود اس زمین پر ہل چلایا۔ اتنے اونچے درجہ کے سرکاری افسر کو میری بھلائی کی اس قدر فکر ہے یہ دیکھ کر میری مسرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ ضلع کلکٹر کی اس اعانت سے میرا حوصلہ بڑھا۔ اور نفسیاتی طور سے بڑی تقویت ملی۔ اب میں نے بھی یہ تہیہ کرلیا ہے کہ سخت محنت کروں پیداوار بڑھاؤں۔ صرف اسی طریقے سے ہماری حالت سدھارنے کے لئے میں سرکاری کوششوں اور احسان کا بدلہ چکا سکتی ہوں اس کے علاوہ اظہار تشکر کا کوئی اور طریقہ نہیں ہے۔

ان سے درخواست کی کہ جلد از جلد اُن کی بستی کو بجلی فراہم کی جائے۔ کیا یہ خوشی کی بات نہیں کہ اب ان غریب پچھڑے ہوئے لوگوں کے دلوں میں جدیدیت کا احساس بھی جاگ رہا ہے؟ اُن کے دلوں میں نئی امنگیں جاگ رہی ہیں؟ یقیناً ایمرجنسی کے باعث یہ بہت بڑا فائدہ حاصل ہوا ہے۔

ڈسٹرکٹ کوآپریٹو بنکوں نے زرعی اخراجات کے لئے نئے الاٹیوں کو قرضے دئے ہیں، تو مہاجنے ہوئے بنک بھی پیچھے نہیں رہے۔ مخلوط نسل کی گائیوں، بکریوں اور بکروں کی خرید کے لئے قرضے دئے جارہے ہیں تاکہ نئے الاٹی ضمنی پیشے بھی اختیار کر سکیں۔

بعض دولت مند کسانوں نے رقم اور جنس کی صورت میں بڑے بڑے عطیے بھی دیئے ہیں۔ ضلع اورنگ آباد کے عنبر تعلقہ کے ایک ترقی پسند کسان نے، جس کی اچھی آب پاشی کی ۲۴ ہیکٹر زمین فاضل قرار دی جاکر بے زمینوں میں تقسیم کی گئی ہے، اپنی زمین کے ایک الاٹی کو اچھے

شریمتی ملیا بائی شنکر بھلا، کے کھیت میں، ڈسٹرکٹ کلکٹر، ہل چلا رہے ہیں۔

اجتماعی طور پر ہل چلائے گئے

فاضل زمینات پانے والوں کے زراعتی کاموں میں مدد کے لئے وزیر اعلیٰ اور ریاستی کابینہ نے جو اپیل کی ہے اس کا جواب خاطر خواہ ملا ہے۔

بڑے کسان اور دولت مند دیہاتی کھیتی میں کام کرنے والے اپنے بھائیوں کی امداد کے لئے ہر طرف سے آگے بڑھے، ہر سطح پر کام کرنے والے افسروں نے اس بات کا یقین دلایا ہے کہ بے زمینوں کو دی ہوئی زمین کا کوئی حصہ کسی قسم کی امداد نہ ملنے کے باعث غیر کاشت شدہ نہیں رہے گا۔ ضلع پریشدوں کے احکام کے تحت تمام دیہی پنچایتوں نے اس سلسلے میں اپنی تمام تر ذمہ داریوں کو نبھانے کا بیڑہ اٹھایا ہے۔

قومی راج

تندرست بیلوں کی ایک جوڑی کا عطیہ دیا ہے۔ اس علاقے میں اس قسم کی فراخ دلی کی کئی مثالیں ملتی ہیں۔

تبدیل شدہ اندراجات کی تصدیق اور حقوق کے دفاتر کو بلا تاخیر اپ ٹو ڈیٹ کرنے کے لئے اس علاقہ میں ایک مخصوص تحریک شروع کی گئی۔ پچھلے چھ ماہ میں یعنی نومبر ۱۹۷۵ء سے اپریل ۱۹۷۶ء تک اس ڈویژن کے مجموعی ۵۹،۶۱۴ تبدیل شدہ اندراجات میں سے ۵۱،۷۲۶ اندراجات کا کام پورا ہو چکا ہے، جس کے بعد صرف ۷،۸۸۸ اندراجات باقی رہے، جن میں سے زیادہ تر تین مہینے سے کم عرصے کے باقی ہیں۔

خاندانی منصوبہ بندی

آبادی میں بے دریغ اضافہ بھی ترقیاتی کاموں کے لئے ایک خطرہ ہے۔ اس سے ترقی کے تمام فوائد کی نفی ہو سکتی ہے۔ اس لئے بجا طور پر خاندانی منصوبہ بندی کے کام کو تندہی کے ساتھ آگے بڑھانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اس موضوع کو اب نئے ۲۰ نکاتی پروگرام میں بھی شامل کر لیا گیا ہے۔

اس سلسلے میں مراٹھواڑہ کا علاقہ سب سے آگے بڑھ رہا ہے۔ اس کا ہر ضلع نشانے سے آگے بڑھ چکا ہے۔ ضلع پربھنی ۱۱۰،۸۰۷ فیصد کامیابی کے ساتھ سرفہرست ہے۔ ڈویژن کے لئے ۸۰،۸۴۹ آپریشنوں کا نشانہ تھا جب کہ ۸۴،۹۴۹ آپریشن ہوئے جن میں سے ۸۶۷،۴۲ مردوں کی اور ۴۲،۰۸۲ عورتوں کی نس بندی کے آپریشن ہوئے۔

ایک چھوٹی سی خوبصورت کالونی، سیلاش، ضلع اورنگ آباد۔

تعلیم یافتہ بے روزگاروں کیلئے

خود روزگار اسکیم

مقامی طور پر دستیاب خام مال، فطری و دیسی طور پر حاصل کردہ معلومات اور مقامی مہارت و استعداد کے پورے پورے استعمال کے لئے اور اس کے ذریعے روزگار کے مواقع پیدا کرنے کے لئے نئے اقسام کے چھوٹے کاروبار بشمول تجارت و بیوپار کی حوصلہ افزائی کی اسکیم کے تحت ۱۴۳۴ تعلیم یافتہ بے روزگار نوجوانوں کو ۳۳،۶۶ لاکھ کی رقم بنیادی سرمایہ امداد کے طور پر مہیا کی گئی ہے۔ اس اسکیم کے تحت ریجنل ڈیولپمنٹ کارپوریشن کے ذریعے ربط و تسلسل کے ساتھ امداد دی جا سکتی ہے جو بزنس کے انتخاب یا پیداوار کے مواقع سے لے کر پیداوار کے آخری مرحلہ تک ہو سکتی ہے۔

اس اسکیم کی عمل آوری میں اس علاقہ میں چار کروڑ روپیہ کا سرمایہ لگ چکا ہے اور تعلیم یافتہ بے روزگاروں نے جو یونٹ شروع کئے ہیں ان میں تقریباً دس ہزار افراد کو براہ راست روزگار مل رہا ہے۔

مراٹھواڑہ کے مختلف انجینیرنگ کاروباروں میں ۲۵۲ اور غیر انجینیرنگ کاروبار میں ۱۵۰ اپرنٹس لگے ہوئے ہیں۔ صنعتوں میں سیٹوں کے تعین کے لئے تیزی سے جائزہ لیا جا رہا ہے اور ایسے اپرنٹسوں کو مناسب ملازمت پر رکھنے کا کام بھی تیزی سے جاری ہے۔ مزید ۱۵۰ اپرنٹسوں کو مختلف کاروباروں میں جلد ہی رکھا جائے گا، فوقیت پسماندہ طبقات اور سماج کے معاشی طور پر پچھڑے ہوئے طبقات کو دی جائے گی۔ ایمپلائمنٹ ایکسچینج کے دفتروں نے مختلف کاروباروں میں پائے جانے

جائیکواڑی پروجیکٹ : اس سال کے دوران چالیس ہزار ہیکٹر زمین سیراب ہوگی۔

والی اعلان کردہ ۲۰۸ خالی جگہوں کے لئے امیدوار بھیجے تھے۔ جن میں زیادہ تر پچھڑے ہوئے اور کمزور طبقات سے تعلق رکھتے تھے۔

زراعت میں اقل ترین اجرت

زرعی مزدوروں کو دی جانے والی اقل ترین شرح اجرت کے سلسلے میں آٹھ انفرادی شکایتیں موصول ہوئی تھیں، جن کا تصفیہ گورنمنٹ لیبر آفیسر نے کیا۔ اس کی وجہ سے مزدوروں کو ۳۹۲ روپے بطور بقایا جات موصول ہوئے۔

قومی راج

کئی فیکٹریوں میں جہاں ۵۰ سے زیادہ مزدور کام کرتے ہیں شاپ فلور پلانٹ لیول اور جوائنٹ کونسل قائم کئے ہیں۔ یہ فیکٹریاں مندرجہ ذیل ہیں:

اورنگ آباد ملیں لمیٹیڈ، اورنگ آباد؛ سدھیشور سہکاری ساکھر کارخانہ، سلوڑ؛ کنڑ سہکاری ساکھر کارخانہ، کنڑ؛ دیناتک سہکاری ساکھر کارخانہ، پرسوڈا، تعلقہ ویجاپور، اورنگ آباد کے چکل تھانہ صنعتی علاقوں میں اے۔ بی۔ آئی اور گنگاپور سہکاری ساکھر کارخانہ، گنگاپور۔

مزید اراضی زیر آبپاشی

جائیکواڑی پروجکٹ کے تحت

آبپاشی کی شروعات کے ساتھ اس سال (۴۰،۰۰۰ (چالیس ہزار) ہیکٹر زمین کا زیر آبپاشی آنا متوقع ہے۔ پچھلے سال پروجیکٹ کے لیفٹ بنک کنال سے ۲۴۰۰۰ (چوبیس ہزار) ہیکٹر زمین کے زیر آب پاشی لائے جانے کا امکان پیدا کیا گیا تھا اور پروجیکٹ کے افتتاح ہی سے، پہلے ہی سال میں سو فیصد استعمال کا ریکارڈ قائم کیا گیا۔

خصوصی نیا دور نمبر

اس نمایاں کارکردگی کو انجام دینے میں پورنا جایکوارڈی پروجیکٹوں کے لئے قائم کردہ کمانڈ ایریا ڈیولپمنٹ اتھارٹی نے قابل تحسین کام کیا۔ کمانڈ ایریا میں چند پائلیٹ پروجیکٹ شروع کئے گئے تھے اور وہ بہت ہی کامیاب رہے۔ اس علاقے کے کسان اب آب پاشی کے فوائد سے واقف ہو کر اس کی طرف مائل ہو گئے ہیں۔ لہٰذا کسانوں نے پورا پورا تعاون کیا۔ اس طرح فی ایکڑ اوسط پیداوار میں آٹھ سے نو گنا اضافہ ہو گیا۔

ان مخصوص اور واضح فوائد کے علاوہ جوایمرجینسی کے دوران عوام کو حاصل ہوئے یہ بھی ہوا ہے کہ قیمتوں کی سطح گھٹ گئی، ضروری مقدار میں لازمی اشیاء ملنے لگیں، سماج میں امن و امان قائم ہوا، طلبہ کو سستے داموں کتابوں اور اسٹیشنری کی صورت میں امداد دی اور انھیں ہوسٹلوں میں رہائش کے لئے سہولتیں فراہم کی گئیں۔

اس طرح مراٹھواڑہ میں ۲۰ نکاتی پروگرام کی روح و نصب العین کو صحیح معنوں میں سمجھ کر اس کے متعدد پروگراموں پر کامیابی کے ساتھ عمل کیا گیا ہے جس کی وجہ سے مراٹھواڑہ ایک درخشاں مثال بن گیا ہے۔
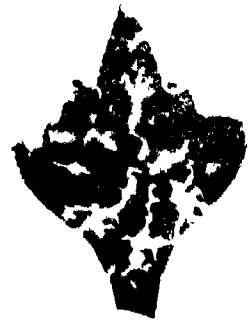
ضلع اورنگ آباد کے خلد آباد تعلقہ میں واقع بلس واڑی میں
بے گھروں کی آبادکاری کیلئے بنائی گئی
ایک بستی کا
وزیر محصول ڈاکٹر رفیق زکریا نے معائنہ کیا
اس موقع پر ایک کنبہ وزیر موصوف کا سواگت کر رہا ہے

سال کھیڈا ضلع بیت محل میں وزیر اعلیٰ مسٹر ایس۔ بی۔ چوان نے مشترکہ جتائی کی مہم کا آغاز کیا۔ اس سے ریاست بھر میں ایک تحریک کا آغاز ہوا اور کتنا بڑے کسان، دیہات کے لوگ اور مشترکہ طور پر سب نے پلاٹوں کی زمین جوتنے کے کام میں جٹ گئے۔

گاؤں کے باسیوں کی فراخدلی

ضلع ناگپور میں موڈا پنچایت سمیتی کے دیرشی گاؤں کے سرپنچ شری دنیا یک راؤ کورڈے نے چھ کھیتی مزدوروں کو تقریباً پانچ ہیکٹر اراضی عطا کر کے روشن مثال قائم کی ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ انھوں نے اپنے ایک عزیز کے گھر شادی کی تقریب کو نظر انداز کر کے ان کھیتیوں کی اجتماعی جتائی میں بھی شرکت کی۔

اسی طرح کنہان پیپری کے شری تیج سنگھ راؤ بھوسلے، پارسیونی کے شری پورس مل جین اور آمڈی کی شریمتی پربھادیوی جوشی نے بھی بالترتیب ۱۴، ۵ اور ۲۲ ہیکٹر اراضی بھو کی ہینوں کو دی ہے۔

بیمبرہ گاؤں کے باسیوں نے ۶۳ بیل جوڑیوں کے ذریعہ نئے مالکان کی اراضی پر جتائی کر کے اپنے گاؤں کا نام روشن کیا ہے۔ واں، ویرشی اور آمڈی گاؤں وغیرہ کے لوگ نئے مالکان کی خاطر جتائی میں خوشی خوشی شریک ہوئے۔

انوکھا طریقہ

ضلع ناگپور میں پر سکھیڈ گاؤں کے باسیوں نے زبردست بیس نکاتی پروگرام کی ہر دلعزیزی کے اظہار کے لئے ایک انوکھا طریقہ وضع کیا ہے۔ ۲۰ جھونپڑیوں پر مشتمل بستی سدھا شیو پاٹل نگر میں ہر جھونپڑے پر بیس نکاتی پروگرام کے ایک نکتے کی تصویر کشی کی گئی ہے۔ اس طرح ۲۰ جھونپڑے ۲۰ نکات پر حاوی ہیں۔ ۲۰,۰۰۰ روپے کے مصارف سے بنائی گئی یہ بستی غالباً ریاست میں پہلی بستی ہے جہاں سیمنٹ سے پلاسٹر کیا گیا ہے۔

دیرشی، ضلع ناگپور میں ٹریکٹر کے ذریعہ
وزیر صنعت شری این۔ ایم۔ تڑکے،
ایک نئے "آفاقی" کی زمین پر ہل چلا رہے ہیں۔
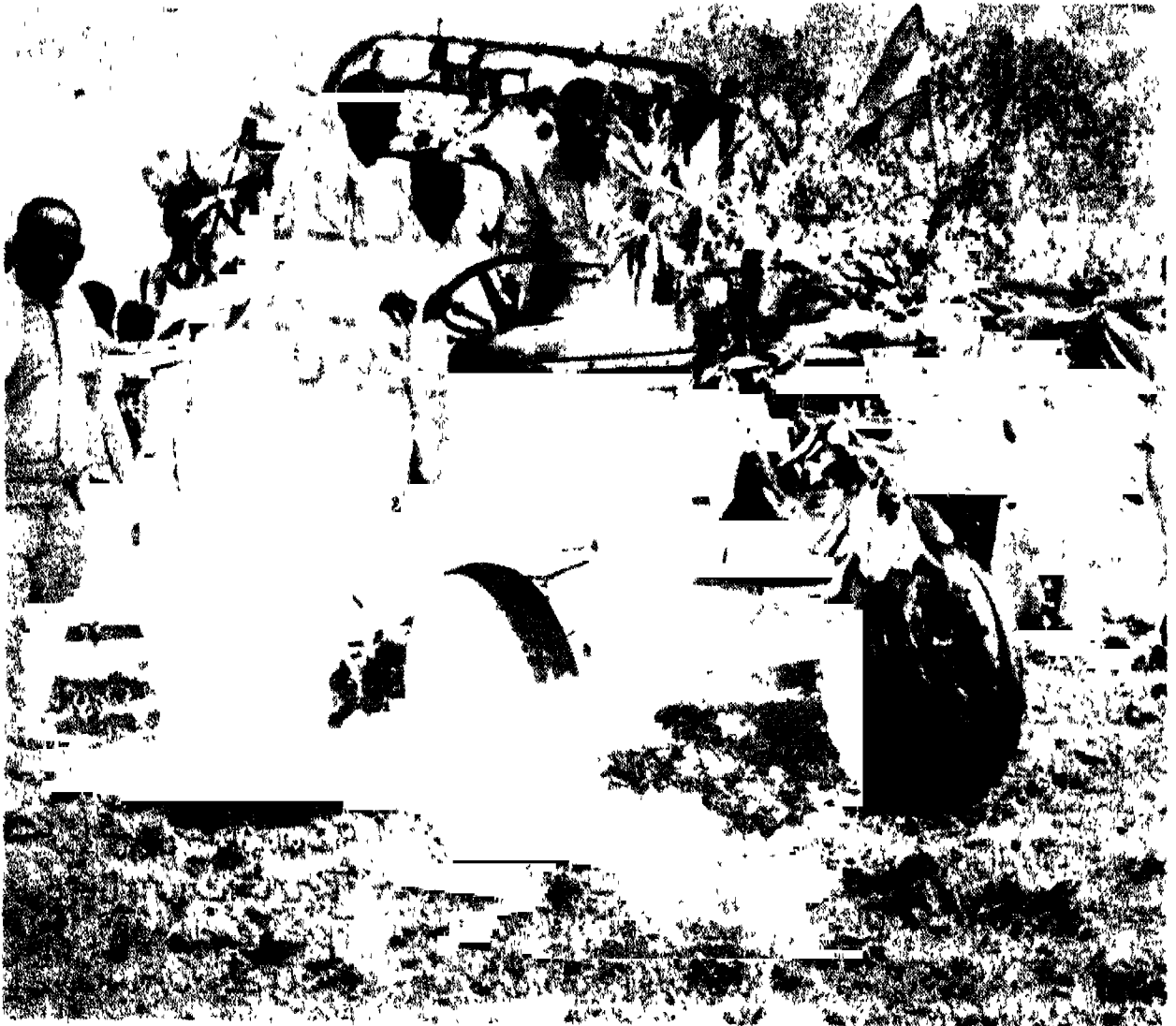
۲۰- نکاتی پروگرام

اور آدیباسی

ضلع تھانے میں ہونیوالی نئی تبدیلیاں

ایک ادیباسی کاشتکار زرعی پمپ کے ذریعے اپنے کھیت کو پانی پہونچا رہا ہے۔ اس طرح اب ادیباسی بھی ترقی یافتہ زرعی آلات استعمال کر رہے ہیں

"سماج کے کمزور طبقات کی ضرورتوں کو پورا کرنا ہی ہماری قومی منصوبہ بندی کا خاص مقصد ہے۔ ایسے لوگوں کی خوشحالی و ترقی ہی صحیح معنوں میں سماجی انقلاب ہے۔"

وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان کے اس قول کی سچائی کا اس وقت احساس ہوتا ہے جبکہ ہم ۲۰ نکاتی پروگرام کے تحت مکانات پانے والے ادیباسیوں کو دیکھتے ہیں۔ ان آدیباسیوں کے چہروں سے اطمینان و سکون

قومی راج

ظاہر ہوتا ہے۔

ادیباسیوں کی بستیاں زیادہ تر تھانے دھولے اور ناسک میں پائی جاتی ہیں۔ انہیں جدیدیت کی ہوا تک نہیں لگی۔ ان کے بیچ سماجی تبدیلیاں لانا ایک کٹھن کام تھا۔ تھانے، بمبئی کے قریب ہی ایک ضلع ہے، جہاں ادیباسیوں کی بستیاں قدرے زیادہ ہیں۔ کاتکری، دارلی، ڈبلا اور مہادیو کولی نامی ادیباسی جاتیوں کے افراد جو اس ضلع میں رہتے ہیں، بمبئی سے قریب ہونے کے باوجود بھی، روزگار کے معاملے میں کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکے۔ اس کے ساتھ ہی کچھ جغرافیائی اور معاشی کٹھنائیاں بھی انھیں درپیش ہیں جوہار تعلقہ میں جغرافیائی حالات کچھ ایسے ہیں کہ وہاں کی بہت ساری زمین کچھ ایسی ہے جو زیر آبپاشی نہیں لائی جا سکتی۔ برسات کے بھروسے پر کھیتی کر کے پورا پیٹ بھرتا نہیں۔

بروقت امداد نے بچا لیا

تعلیم یافتہ بے روزگاروں کو خود روزی پیدا کرنے کے قابل بنانے کی اسکیم کی بدولت نند دربار تعلقہ میں نائی ہلی گاؤں کے ۲۰ سالہ جوان دایا جھا جن کی زندگی یک سر بدل گئی۔
نوجوان بیٹے کو اپنے باپ کے اچانک نابینا ہو جانے سے سخت صدمہ پہنچا، جس نے صرف نویں جماعت تک تعلیم پائی تھی۔ یونین بنک نے اسے مدد پہنچائی اور اسے تین بکریوں کی خریداری کے لئے ۵۰۰ روپے دیئے۔ اب یہ چھ سات روپے کما لیتا ہے اور اپنے کنبے کی پرورش کرنے کے قابل ہو گیا ہے۔ اپنے تجربے کی بنا پر اس نے آخر میں کہا کہ مجھے یقین ہے کہ اس پروگرام کے تحت اسی طرح بہت سے نوجوانوں کو بروقت امداد دیکر بیکاری اور بھوک سے بچا لیا گیا ہوگا۔"

لہذا انھیں مزدوری کے لئے ادھر ادھر بھٹکنا پڑتا ہے۔

موٹر سے ڈرنے والے ادیباسی

جوہار تعلقہ میں دکرم گڑھ کے قریب ایک دیہات ہے جہاں کے ادیباسیوں نے شہری زندگی کی ہوا تک نہیں پائی۔ شہر سے سرکاری یا غیر سرکاری کوئی موٹر گاڑی وہاں پہنچ جاتی ہے تو یہ لوگ بستی سے بھاگ کر قریب کی پہاڑی میں چھپ جاتے ہیں اور ان شہری باشندوں کی واپسی تک اپنے گھروں کو لوٹتے نہیں۔ ان لوگوں کے مزاج اور طور طریق میں کوئی استقلال نہیں۔ یہ لوگ بھوت پریت پر وشواس رکھتے ہیں۔ گھر میں کوئی مر جائے تو وہ گھر چھوڑ کر دوسری طرف چلے جاتے ہیں۔

ضمانت روزگار اسکیم — ایک نعمت ہے

یہ لوگ جنگل میں کھانے کے لائق اگر کوئی چیز مل جاتی تو وہی کھا کر اپنا گذارہ کر لیا کرتے تھے۔ زمین اگر کسی کے پاس ہوتی بھی تو اس پر کھیتی کرنے کے لئے ساہوکار کا مقروض ہونا پڑتا اور زمین کی پیداوار سب قرض کی ادائیگی میں چلی جاتی۔ رفتہ رفتہ زمین بھی ہاتھ سے چلی جاتی تھی۔ لہذا برسات کا موسم ختم ہوتے ہی یہ لوگ دھانو، پال گھر یا تھانہ روزگار کی تلاش میں چلے جاتے تھے۔

لیکن حال ہی میں ضمانت روزگار اسکیم ان کے لئے ایک نعمت ثابت ہوئی ہے۔ اس اسکیم کے تحت ان لوگوں کو خود ان کے گاؤں میں یا آس پاس میں ہی روزگار مل گیا ہے۔ اس اسکیم پر تھانے ضلع میں ۷۶-۱۹۷۵ء کے دوران ایک کروڑ ۲۵ لاکھ روپے خرچ ہوئے ہیں، جس میں سے صرف جوہار تعلقہ میں ۴۰ لاکھ روپے خرچ ہوئے ہیں جس سے ۱۰ ہزار افراد کو روزگار فراہم کیا گیا ہے۔

ادیباسیوں کے علاقوں میں سڑکوں کی تعمیر سے ان پچھڑے ہوئے لوگوں کو قومی دھارے میں شامل کرنے میں مدد ملتی ہے

نیم بے کاروں کے لئے نئی راہ

شسنڈکھیڑ تعلقہ کے ٹسری گاؤں میں تعمیر سڑک کے کام میں لگے دو مزدور باپو موتی رام سوریہ ونشی اور دھسلی دیارام چودھری دراصل بے زمین کھیتی مزدور ہیں۔ گرمیوں کے موسم میں کھیتی باڑی کا کام تقریباً بند رہتا ہے۔ لہٰذا یہ دونوں گرمیوں کے چار ماہ کے دوران بے کار رہتے تھے۔ ہر سال ان مہینوں میں انھیں فاقہ کشی کا سامنا کرنا پڑتا۔ لیکن اب ضمانت روزگار اسکیم کے ذریعہ ان کی طرح تقریباً ۲۰۰ دیگر نیم بے کاروں کے نئی راہ کھل گئی ہے۔

انہوں نے نامہ نگار سے کہا کہ "خدا کا شکر ہے اب فاقہ کشی کی نوبت نہیں آتی۔ یہ اسکیم ہماری نیم بے روزگاری دور کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔"

ادیباسیوں میں بیداری

حکومت مہاراشٹر کی فلاحی اسکیمات اور ۲۰ نکاتی معاشی پروگرام کی وجہ سے آج ان ادیباسیوں میں بیداری کی ایک بے مثال لہر سی لہر دوڑ گئی ہے۔

ماضی میں کوئی بھی ساہوکار کسی دستاویز پر ادیباسی کے انگوٹھے کا نشان لے کر اس کی زمین یا زمین کی پیداوار کو ہتھیانے میں کامیاب ہو جاتا تھا۔ لیکن آج ایمرجنسی کے بعد ادیباسی اپنے آپ کو زیادہ طاقتور محسوس کر رہا ہے۔ حکومت کی مشینری اس کے ساتھ ہے اور اس میں ایک خود اعتمادی کا جذبہ پیدا ہو گیا ہے۔ وہ آج کسی کے سامنے اپنی گردن جھکانے کو تیار نہیں ہوتا۔

رہن شدہ اشیاء واپس مل گئیں

جوہار تعلقہ میں دہیرے ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ برسات جب زیادہ ہوتی ہے تو یہ گاؤں تعلقہ سے بے تعلق ہو جاتا ہے، سب راستے بند ہو جاتے ہیں۔ پیٹ بھرنے کے لئے یہاں کے غریب ادیباسیوں کو ساہوکاروں سے قرض لینا ضروری ہو جاتا ہے۔ اس گاؤں کے ایک کنبے نے جو سات بچوں اور میاں بیوی پر مشتمل ہے صرف ایک لو آٹے کے لئے اپنے گھر کے تمام برتن رہن رکھ چھوڑے تھے۔ قرضوں سے نجات کے قانون کے تحت مقامی افسران شری پروہت اور شری توڈن کر کی کوششوں سے اس خاندان کو سارے برتن واپس مل گئے۔ موکھاڑا اور جوہار تعلقوں میں اس طرح ۱۱۹ ادیباسیوں کے ۱۹۸۱۲ روپے مالیت کی اشیاء واپس مل گئی ہیں۔ آج یہ لوگ خوشی سے پھولے نہیں سماتے۔

دہیرے گاؤں کے اس پریوار کو اب رہن شدہ برتن واپس مل گئے ہیں۔

نیا گھر: نیا جیون

اسی طرح بے گھروں کو مکان فراہم کرنے کی اسکیم بھی ان لوگوں کے لئے ایک نعمت ثابت ہوئی ہے، ان لوگوں کی اپنی زمین نہیں ہوتی تھی وہ زمیندار یا اور کسی کی زمین پر ایک چھوٹی سی جھونپڑی بناکر پوری زندگی اسی میں گذارتے تھے۔ دھانو تعلقہ میں توچیکو کے گھنے جنگل پائے جاتے ہیں۔ ان درختوں کے بیچ اگر آدمی چلا جائے تو اس کا پتہ بھی نہ چلے ان باغات میں کام کرنے والے ادیباسیوں کی بستی کو بھی ان باغات کے مالکوں نے ایسے ہی گمنام کردیا تھا۔ ان باغات کے کنارے ادیباسی اپنی جھونپڑی بناکر رہتے تھے اور باغات کے مالک کے ہمیشہ احسانمند رہتے تھے مالک کا ہر حکم سر آنکھوں پر لیتے تھے۔ ذرا سی حکم عدولی کی تو جھونپڑی

دھانو میں چیکو کے باغات میں کام کرنے والے بے گھر مزدوروں کے لئے بنائے گئے جھونپڑے

دہیرپڑا گاؤں کی ایک ادیباسی عورت نے قرض لینے کے لئے ۱۰ پیسے زیورات ساہوکار کے پاس رہن رکھے تھے۔ ان کے واپس ملنے پر وہ کتنی خوش دکھائی دے رہی ہے۔

توڑدی جاتی تھی۔

اب ۲۰ نکاتی پروگرام کی عمل آوری میں ان لوگوں کے اپنے گھر بنے ہیں جہاں وہ خوش وخرم رہتے ہیں۔ دھانو میں تو ادیباسیو کے ایک گروہ نے اپنی اجتماعی بستی بسالی ہے، باغات لگوائے ہیں اور ہنسی خوشی رہتے ہیں۔ اس طرح اس ضلع میں ۶۷۹۳ بے زمینوں کو گھر مہیا کئے گئے ہیں۔

زندگی واپس مل گئی

ادیباسیوں کو اپنی کھوئی ہوئی زمینوں کو واپس لینے کا ایک ہی راستہ تھا اور وہ عدالت کا راستہ تھا۔ اس کے لئے انہیں پھر مقروض ہونا پڑتا تھا۔ اس طرح ان کے ادبار اور پریشانی کا چکر چلتا ہی رہتا تھا۔ حکومت نے ادیباسیوں کو ان کی زمینات واپس دلانے سے متعلق جو قانون بنایا ہے اس کے تحت بہت سوں کو ان کی زمینات واپس مل گئی ہیں۔ دھانو کے ایک ادیباسی سوما پارد نے اس طرح اپنی زمین واپس ملنے پر خوش ہوکر کہا "مجھے میری زندگی واپس مل گئی"۔

۲۰ نکاتی معاشی پروگرام کی عمل آوری کے ذریعہ ادیباسیوں اور سماج کے دیگر کمزور طبقات کے جیون میں بہار آرہی ہے ان میں خوداعتمادی کا احساس جاگ رہا ہے اب وہ سماج اور دیش کے تعلق سے اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرنے لگے ہیں ایک نئی صبح طلوع ہورہی ہے اور ادیباسی بیدار ہورہا ہے۔

شری پربھاکر پرانک ڈسٹرکٹ پبلسٹی آفیسر، بیڑ

مانجر سنبھا ایک مثالی کالونی

بدلتے حالات کی ایک جھلک
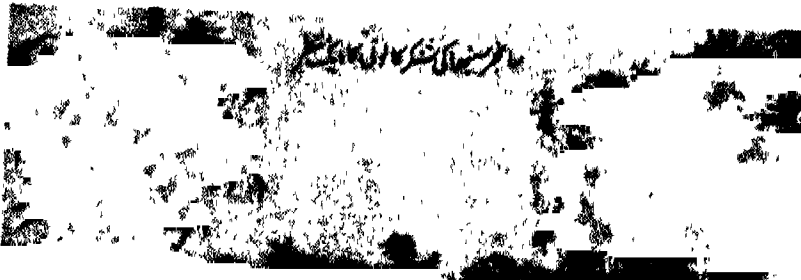
"صاحب! میں خواب میں بھی نہیں سوچتا تھا کہ کبھی میرا اپنا بھی گھر ہوگا۔ لیکن یہ سب سرکار کی مہربانی ہے جو ہم جیسے غریبوں کو اوپر اٹھانے کی سوچ رہی ہے۔ مجھے نہ صرف رہنے کو مکان ملا، بلکہ ایک گائے بھی ملی ہے"۔ کاشی ناتھ دگڑو سرٹے جس کا بیان میں نقل کر رہا ہوں ایک تیس سالہ زرعی مزدور ہے اور موضع مانجر سنبھا ضلع بیڑ میں رہتا ہے بے زمینوں کو مکانات فراہم کرنے کی اسکیم کے تحت نئے مکانات پانے والوں کے تاثرات معلوم کرنے کی غرض سے میں نے اس کالونی کا دورہ کیا تھا۔

کاشی ناتھ مانسون کے پیش نظر اپنے گھر کی دیواروں کو گائے کے گوبر سے لیپ رہا تھا اور ہر چھوٹی سی چھوٹی سوراخ بند کر رہا تھا۔ وہ مانجر سنبھا کا رہنے والا ہے جہاں وہ پہلے اپنے ماں باپ اور چار بھائیوں کے ساتھ ۱۰×۱۲ کے ایک چھوٹے سے کمرے میں رہتا تھا۔ یہ گھر اتنا چھوٹا تھا کہ سبھی لوگ یہاں مشکل سے رہ پاتے تھے۔
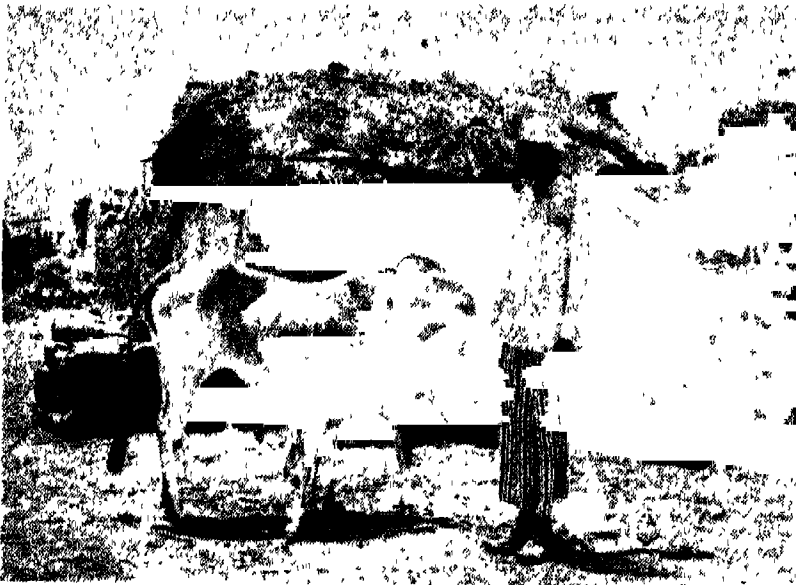
مانجرسنبھا کے شری کاشی ناتھ اپنی گائے چرانے لے جا رہے ہیں۔

بے زمینوں کو گوٹھان کی رہائشی جگہ فراہم کرنے کی ریاستی حکومت کی اسکیم کا آغاز ہو چکا تھا۔ وزیر اعلیٰ شری ایس بی چوان نے وزارت اعلیٰ کا عہدہ سنبھالتے ہی اس بات کا فیصلہ کیا کہ بے زمین کھیت مزدوروں کو الاٹ شدہ زمینوں پر مکانات تعمیر کر کے دیئے جائیں۔ اور اس خصوص میں انھوں نے متعلقہ افسران کے نام احکامات جاری کردیئے تمام دیہی پنچایتوں کو ایسے بے زمین بے گھر افراد کے ناموں کی فہرست تیار کرنے کے لیے ہدایات دیئے گئے۔ پھر کام کا آغاز ہوا گوٹھان میں پلاٹ حاصل کیے جانے لگے پھر حسب ضرورت دیہات کے آس پاس ۸۰، سے ۱۰۸ ہیکٹر تک زمین حاصل کی جانے لگی۔

مانجرسنبھا جنکشن کے قریب ۱۱ جھونپڑیوں کے لیے ایک کالونی کا انتخاب کیا گیا۔ اور فی جھونپڑی ۳۰×۳۰ کے حساب سے پلاٹ بنائے گئے۔ ان پر ۱۰×۱۰ کی جھونپڑیاں بنائی گئیں۔ دیواریں مٹی کی اینٹوں کی بنائی گئیں۔ نئی جھونپڑیاں مزدوروں کے حوالے کرنے کے لئے خود وزیر اعلیٰ تشریف لائے تھے۔ جھونپڑیوں کے مالکان نے اس کالونی کا نام وزیر اعلیٰ کے نام "پر شنکر کالونی" رکھا ہے

مکانات پانے والے خوش نصیبوں میں ایک کاشی ناتھ بھی ہے۔ اس کی بیوی بھی مزدوری کرتی ہے۔ اور دونوں ڈھائی سے تین روپے تک کما لیتے ہیں۔ ان کے تین بچے ہیں۔ پچھلے ماہ کاشی ناتھ نے نس بندی آپریشن کرالیا۔ آج کے حالات میں بڑے پریوار کو سنبھالنے کی مشکلات سے وہ واقف ہے۔ اب اسے اس بات کی پریشانی نہیں ہے کہ کنبے میں نئے فرد کے اضافے پر اسے کیا کچھ کرنا پڑے گا۔

دوسری پریشانی برسات کے موسم میں

بے کاری سے پیدا ہوئی تھی خوش قسمتی سے اس کا بھی حل نکل آیا ہے ڈیری وغیرہ جیسے کام دھندوں کے لئے اسٹیٹ بنک آف حیدرآباد نے جھونپڑی مالکان کو امداد دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ کاشی ناتھ کو بھی نزدیک کے ہینے میں دودھ دینے والی گائے کیلئے ۶۱۰ روپے اور اس کے چارے کے لئے ایک سو روپے بطور قرض مل گئے ہیں۔ روزانہ اوسطاً ڈھائی لیٹر دودھ نکلتا ہے جو وہ مانجرسنبھا کی امداد باہمی سوسائٹی کو فروخت کرتا ہے۔ اس نے بنک کے قرض کی ادائیگی بھی شروع کردی ہے۔ اب مانسون میں گھاس آسانی سے مل سکے گا۔ اور اس طرح گھاس اگانے پر جو خرچ ہوتا ہے وہ اب بچا سکے گا۔

کاشی ناتھ کی زندگی اب بالکل بدل چکی ہے۔ وہ اور بکریاں پالنا چاہتا ہے اور مرغ بانی بھی کرنا چاہتا ہے۔ لیکن اسے مشورہ دیا گیا ہے کہ وہ یہ سب کام ایک ساتھ شروع نہ کرے۔ ورنہ اسے بنک سے بڑی رقم قرض لینی پڑے گی۔

کاشی ناتھ کی کالونی میں پچھڑے ہوئے طبقے کے دس بارہ خاندان رہتے ہیں ان میں ایک وامن ٹھوراٹ بھی ہے جو چنپل واڑی کے پہاڑی علاقہ سے آیا ہے۔ اسے بھی بنک سے امداد ملی ہے۔ کالونی کے تمام باشندے ذات پات کے امتیازات کو بھول کر آپس میں اتفاق و محبت سے رہتے ہیں ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہوتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ ان کے چہروں پر اب خود اعتمادی اور خوشی جھلکتی ہے۔

ترسیل زر و مراسلت کے وقت حوالہ نمبر ضرور تحریر فرمائیں جو آپ کے نام مرسلہ رسالہ کے پتہ کی سلپ کے اوپر درج ہوتا ہے۔ اس طرح فوری جواب اور دفتری اندراجات میں آسانی ہوتی ہے۔

★ سُدھاکر تور نے
ڈِسٹرکٹ اِنفارمیشن آفسر
(دھولے)

ایمرجنسی کا نفاذ

گاؤں گاؤں زندگی کی نئی لہر

ہمارے نامہ نگار، سُدھاکر تورنے، نے جو ڈسٹرکٹ انفارمیشن افسر، دھولے ہیں۔ ضلع دھولے میں مختلف جاتیوں، طبقات اور پیشوں سے متعلق کئی اشخاص سے ملاقات کی تاکہ ایمرجنسی کے نفاذ کے بعد سے ۲۰ نکاتی پروگرام کی عمل آوری کے بارے میں ان کے خیالات معلوم کریں۔ اس مثالی انٹرویو میں معمولی کسان سے لیکر مدرس، بس کنڈکٹر اور گھر والیاں شامل ہیں۔ انھوں نے جن خیالات کا اظہار کیا ان سے اس پورے طبقہ کے تاثرات کا اندازہ ہو سکتا ہے جس سے یہ تعلق رکھتے ہیں۔ نامہ نگار نے ان دیہی باشندوں میں اکثریت کو بیس نکاتی پروگرام کی نتیجہ خیز عمل آوری کا ہمنوا پایا۔

ان کے ردِ عمل سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ ایمرجنسی کے نفاذ سے دیہی زندگی میں ایک انقلاب رونما ہوا ہے جس کے اثرات دیہی باشندوں، معمولی کسانوں، بے زمین مزدوروں، خانہ بدوش قبائل اور ادیباسیوں غرض کہ سماج کے سب ہی پسماندہ ترین طبقات کی زندگی میں نمایاں طور سے نظر آ رہے ہیں۔ انھوں نے نہ صرف ان اسکیمات کا خیر مقدم کیا ہے جن کا مقصد ان کی حالت سُدھارنا ہے بلکہ وہ خوشی خوشی دل و جان سے، اس انقلابی تحریک میں حصہ لے رہے ہیں تاکہ خود اپنی حالت سدھاریں اور قومی زندگی کے اصل دھارے میں گھل مل جائیں۔

قومی زندگی میں بَرقی اثر

ایمرجنسی کے نفاذ کے بعد ایک سال کے اندر ہی سماج کے پسماندہ اور کمزور طبقات کو بخوبی اندازہ ہو گیا ہے کہ حکومت کو خصوصاً ان

بے نظیر فرض شناسی

کُوسمبے کے باسی دیورام پرشورام بھیل نے نامہ نگار کو بتایا کہ روٹی اور مکان یہ دونوں مسائل ایک ساتھ حل ہو گئے۔ مجھے جھونپڑے کے ساتھ ایک گلّہ بھی دی گئی، تاکہ روزی کما سکوں۔

اسٹیٹ بنک نے اسے گیر گلّے کے لئے ۱۵۰۰ روپے کی رقم بطور قرض دی جس میں سے ۳۳ فیصدی رقم ضلع دھولے کی سمال ہولڈرز ڈیولپمنٹ ایسوسی ایشن کی جانب سے بطور امداد شمار کی گئی ہے۔

ایک بنک افسر نے اپنا خوش گوار تجربہ بیان کیا اور نامہ نگار کو بتایا کہ "دیورام کی طرح ۸۰ بے زمین اشخاص تھے جو ادیباسی اور ہریجن جاتی سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ زرعی مزدور ہیں، ان میں سے ہر ایک کو جھونپڑا اور گلّے دی گئی۔ اس ضمن میں جس بات کو میں جتانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ سب بڑی باقاعدگی سے قرض کی اقساط بنک کو ادا کر رہے ہیں۔ اس سے ان کی فرض شناسی ظاہر ہوتی ہے۔"

قومی راج

کی بھلائی کی فکر ہے۔ نامہ نگار نے عام طور سے ان میں یہ احساس پایا جو خود بخود ان میں پیدا ہوا ہے اور ان کا حوصلہ بڑھا ہے۔ اب انھیں اس کا شکوہ نہیں ہے کہ انھیں نظر انداز کیا جاتا ہے۔

نامہ نگار کے مطابق پورے دیہی ماحول میں اُمید کی ایک نئی لہر دوڑ رہی ہے اور وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی کا یہ نعرہ ایک ہی جادو، سخت محنت' گہری بصیرت، آہنی عزم، سخت ڈسپلن 'روزمرہ' بن گیا ہے۔ اس نے معمولی کسانوں، بے زمین کھیتی مزدوروں، خانہ بدوش قبائل اور ادیباسیوں غرض کہ سماج کے تمام ہی پست طبقات پر برقی اثر ڈالا ہے اور وہ سب خوش آیند زندگی کے لئے سرگرم ہیں۔

فرض کا احساس

یہ بات خصوصیت سے قابلِ ذکر ہے کہ جہاں وہ بیس نکاتی پروگرام کے تحت فیضیاب ہو رہے ہیں وہیں ان میں اپنی ذمہ داریوں کا بھی احساس پیدا ہوا ہے۔ مثال کے طور پر ان پڑھ ادیباسی بھی خاندانی منصوبہ بندی کو اپنا رہے ہیں۔ ان میں زیادہ سے زیادہ افراد 'واسیکٹومی' کرا رہے ہیں اور انھیں پوری طرح یہ احساس ہے کہ جہاں وہ ان کی سدھار کی خاطر حکومت کی مخلصانہ کوششوں سے فائدہ اٹھا رہے ہیں وہیں ان کا یہ بھی فرض ہے کہ خود اپنی اور قوم کی بھلائی کے لئے اپنا خاندان چھوٹا رکھیں۔

بینکوں کو بھی یہ خوشگوار تجربہ ہوا ہے کہ جن چھوٹے کسانوں کو کھیتی باڑی کے سدھار کے لئے قرض دیئے گئے تھے، انھوں نے اپنا قرض فوری طور سے واپس ادا کرنا شروع کر دیا ہے۔ انھوں نے ضرورت پڑنے پر جس طرح قرض لیا تھا اسی طرح اس کی واپس ادائیگی کی بھی انھیں فکر ہے۔ اس سے قرضداری کے معاملے میں نہ صرف ان کے صحت مند رجحان بلکہ احساس فرض کا بھی اظہار ہوتا ہے۔

لوگوں میں اعتماد

بے گھروں کے لئے جھونپڑے بنانے کے پروگرام کے ذریعہ لوگوں میں حکومت کے تئیں اعتماد

مانگ فرقے" کا کھیما ارحں لوار ... اب ایک جھونپڑی اور ۱۰۶ ایکڑ زمین کا مالک ہے۔

پیدا ہوا۔ جگہ جگہ گھومنے والے خانہ بدوش قبائل جن کا کوئی ٹھور ٹھکانہ، نہ تھا، آج وہ بھی گھر دار ہو گئے ہیں۔

دسروارڈی میں ۴۵ جھونپڑوں پر مشتمل بستی میں رہنے والے ۶۵ سالہ بڑے میاں گوریا لیہ نے اس نامہ نگار کو بتایا کہ" اب زندگی میں نے

گاؤں کا نیا رُوپ

سشری تیواری، برانچ منیجر، چندر پور برانچ اسٹیٹ بنک آف انڈیا اور شری پی سی تھومس ڈویژنل فارسٹ افسر مغربی چاندہ کی مُشترکہ کوششوں سے تاروبہ روڈ پر اگرزاری گاؤں کا رُوپ بدل گیا۔

اس چھوٹے سے گاؤں میں ۱۶ کنبے آباد ہیں۔ جن میں سے ۹ بے زمین مزدوروں کے ہیں۔ سات کو محکمہ جنگلات کی جانب سے کاشت کے لئے زمین ملی ہے۔ اسٹیٹ بنک نے سبقت کی اور ان نو اشخاص میں سے ہر ایک کے لئے بیل گاڑی اور بیل جوڑی کی خریداری کے لئے ۱۴۰۰ روپیے کی رقم ادا کی۔ بنک بقیہ سات اشخاص کے لئے بھی قرض دے رہا ہے تاکہ اولاً ایک بیل جوڑی اور بعد ازاں زراعتی آلات خرید سے جا سکیں۔ اس گاؤں کی ترقی کے لئے ایک پانچ سالہ منصوبہ بھی بنایا جا رہا ہے۔

اسٹیٹ بنک نے مغربی چاندہ حلقہ میں دیگر تین گاؤں آدے گاؤں، دیوڑا اور جُنونہ کا انتخاب کیا ہے۔

مغربی چاندہ حلقہ میں افسران جنگلات نے بھرپور ترقی کے لئے ۲۲ دیہاتوں کو چنا ہے۔ شری تھومس نے خود اگرزاری گاؤں لیا ہے۔

ساہوکاروں کے پنجے سے نجات

شہر دھولیے کی ساکوبائی تو نارام اوچتے ان ہزاروں فیضیاب اشخاص میں سے ایک ہے جسے خاتمہ دیہی قرض قانون کے نفاذ سے ساہوکاروں کے پنجے سے نجات ملی۔

ماتنگ جاتی جیسے کمزور ترین طبقے کی یہ عورت ٹوکریاں وغیرہ بنا کر فروخت کرتی ہے اور اپنی روزی کماتی ہے۔ اس نے نامہ نگار کو بتایا کہ "اس کا شوہر سرکاری نوکری سے سبکدوش ہوچکا ہے۔ اور پھر اسے کنبہ کی گذر بسر کے لئے ذمہ داری اٹھانی پڑی۔"

تین سال ہوئے اسے پیسے کی شدید ضرورت پیش آئی۔ اور اس نے ساہوکار سے ۵۲ روپے ادھار لئے۔ اتنی سی رقم کے لئے اسے گھر کے تمام برتن گروی رکھنے پڑے۔ ان کی واپسی محال تھی، کیوں کہ ساہوکار اس کے لئے کم سے کم ۲۵۰ روپے مانگتا تھا۔

برتنوں کی واپسی سے ناامید ہوکر اس کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا کہ پکانے اور دیگر گھریلو استعمال کے لئے مٹی کے برتن استعمال میں لائے۔ تین سال کے بعد اسے برتن واپس مل گئے اور بھاری رقم ادا کرنے کی چنتا دور ہوئی۔ اس نے نامہ نگار کو بتایا کہ "یکایک اور غیر متوقع طور پر قرض معاف کر دینے کے سرکاری اقدام سے اسی کی طرح بہت سے کنبوں کو نئی راحت نصیب ہوئی۔ گو ہماری کمائی بہت معمولی ہے لیکن اب ہم سکون سے رہتے ہیں۔ اور ہمیں کوئی چنتا نہیں ہے۔"

ساکری تعلقہ میں لاگود گاؤں کے شری سمپت دبنگر کونکنی نے ساہوکار کے شکنجہ سے چھٹکارہ پانے پر دلی اطمینان کا اظہار کیا۔ اس نے ۱۹۷۰ء میں ۱۳۰۰ روپے قرض لینے کے لئے ساہوکار کے پاس ۱۱۶ تولے چاندی گروی رکھی تھی۔ اس کے بعد وہ ان چھ سالوں میں برابر قرض ادا کرتا رہا۔ مارچ ۱۹۷۶ء تک وہ ۲۰۰۰ روپے بھر چکا تھا۔ پھر بھی وہ قرض کی زنجیر میں بندھا تھا جو شاید کبھی نہ ٹوٹتی، چاندی کی واپسی محض ایک خواب بن کر رہ گئی تھی۔ اب چاندی واپس مل جانے سے اس کا سب دکھ درد دور ہوگیا ہے۔

پہلی مرتبہ یکسوئی نصیب ہوئی ہے۔ اس نے دلگیر آواز میں کہا کہ "کاش، آج اس کی بیوی بھی زندہ ہوتی تو وہ یہ دیکھ کر کس قدر خوش ہوتی۔ بہرحال اب اس کی زندگی کے آخری دن آرام اور چین سے گزریں گے اور اسے گھر کی چنتا نہ ستائے گی۔"

پیالیہ کے برعکس ۲۰ سالہ پھولیہ پان سنگھ بھیل، عین جوانی کی عمر میں ہی گھر کا مالک بن گیا۔ اس نوجوان نے جو مواقع سے بھرپور نئی زندگی میں قدم رکھنے والا ہے، جوش بھرے لہجے میں کہا کہ "زندگی کے اس اہم موڑ پر گھر مل جانا بڑی خوش نصیبی کی بات ہے۔"

نندربار تعلقہ میں کولدے گاؤں کی باسی ایک ہریجن عورت نے کہا کہ "یہ سب بھگوان کی کرپا ہے۔" اسی گاؤں کے ایک اور ادیباسی کھیتی مزدور دیوچند کھودبہ وساوے نے کہا کہ "سالہا سال سے ہمارے سروں پر صرف آسمان کی چھت تھی۔ اب میں ایک جھونپڑے کا مالک ہوں جس کی چھت کویلو کی ہے۔ تم میری خوشی کا اندازہ نہیں کر سکتے، اس کا صحیح اندازہ تو وہی لوگ کر سکتے ہیں جو مکان سے محروم رہے ہوں اور بڑی جانفشانی کے بعد انھیں گھر نصیب ہوا ہو۔"

غیر متوقع تبدیلی

کولدے گاؤں کے ایک اور ادیباسی کھیتی مزدور نے کہا کہ "میں زندگی بھر کی بچت سے بھی خود ایک جھونپڑا بنانے کے قابل نہ ہوتا" ۴۵ سالہ ہریجن سالدار کو بھی زندگی میں پہلی بار یک

یہ یکسوئی اور راحت نصیب ہوئی جس کا وہ خواب میں بھی تصور نہ کر سکتا تھا۔

دیہی باشندوں کی زندگی میں دوسری بڑی اور غیر متوقع تبدیلی قرض سے نجات ہے۔ بیس نکاتی پروگرام کے تحت اس انقلابی اقدام کی بدولت انھیں ساہوکاروں کے پنجے سے چھٹکارہ ملا ہے اور انھیں اپنی گھریلو اشیا، برتن اور چاندی کے زیورات وغیرہ واپس مل گئے ہیں، جو انھوں نے ساہوکاروں کے پاس رہن رکھے تھے اور ان کی واپسی ان کے خواب و خیال میں بھی نہ تھی۔ اس طرح انھیں ذہنی اور مالی دونوں طرح سے نئی راحت نصیب ہوئی ہے اب ساہوکار انھیں لوٹ نہ سکیں گے اور معمولی قرض پر بھاری سود نہ لے سکیں گے۔ ان کے خیال میں یہ سب بھگوان کی دیا ہے۔

مشہر دھولے کی سکھو بائی کو اس کے رہن شدہ برتن واپس مل گئے ہیں - دیہی قرضہ جات سے نجات حکومت کا ایک اہم اقدام ہے۔

حوصلہ افزا اقدام

بے زمینوں میں تقسیم اراضی پروگرام سے کھیتی مزدوروں میں اعتماد پیدا ہوا ہے۔ اس سال نئے زمین مالکان کو خریف فصل بونے کے قابل بنانے کے لئے اجتماعی جوتائی سے ان کا حوصلہ اور بڑھا ہے۔ بڑے کسان بھی جن کی اراضی فاضل قرار دی گئی ہے اور جس سے انھیں ان مزدوروں میں تقسیم کے لئے لازماً دستبردار ہونا تھا، طبقاتی امتیازات کو فراموش کر کے آگے بڑھے اور نئی زمین پر کاشت کے لئے اس بے مثال پروگرام میں دل و جان سے شریک ہو گئے۔ اپنی فاضل اراضی سے محروم ہونے پر کسی قسم کے شکوہ شکایت کے بغیر اپنے ٹریکٹر سے نئی تقسیم شدہ اراضی پر جوتائی کے لئے رُدھی داس پٹیل کی آمادگی ایسی ہزاروں میں سے ایک مثال ہے جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ بڑے کسانوں نے بھی اس پروگرام کی اہمیت کو بخوبی سمجھ لیا ہے جس کی بدولت نئے مالکان اراضی خریف فصل کے دوران کھیتی باڑی شروع کر کے باقاعدہ کاشتکار بن جائیں گے۔

حقیقت پسندی کا راستہ

بعدازاں دیگر اقدامات مثلاً نئے زمین مالکان کو امداد باہمی سوسائٹیوں کا ممبر بنانا، زراعتی سامان اور آلات کی فراہمی اور قرض و امداد وغیرہ کے بندوبست سے بھی حکومت کی حقیقت پسندی اور حصہ داری ظاہر ہوتی ہے۔ ایک چھوٹا زمین مالک بھیج سنگھ پاٹل جسے تعلقہ دھولے میں واقع کاپڑنے گاؤں میں

ایک دوسرے سے سبقت

ضلع جلگاؤں میں مالکان اراضی بے زمین اشخاص کو زمین کا عطیہ دینے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جاوکھیڈ گاؤں کے شری کوتیک لکدو پاٹل نے ۱۲ ہیکٹر زمین شری یوپٹ لال شاہ کو دی ہے، شری دگمبر دادا پاٹل، ایم ایل اے نے نہ صرف اپنی ۵ء۲ ہیکٹر سینچائی زمین عطا کی ہے بلکہ اس سال نئے مالک کو ضروری اناج دے کر اس کی اعانت کے لئے بھی تیار ہیں۔

اس کے علاوہ تعلقہ جامنیر کے چھ زمینداروں اور بھڈ گاؤں کے شری پنڈت راؤ پاٹل نے بالترتیب دس اور دو ہیکٹر زمین دی ہے، ڈاکٹر سریش پاٹل اور ان کی پتنی شریمتی شرت چندریکا پاٹل نے اپنی بیٹی کی شادی کے اخراجات میں بچت کر کے ...۵ روپے کی رقم بھوملی ہین کھیتی مزدوروں کے واسطے جھونپڑے تعمیر کرنے کے لئے عطا کی ہے۔ یہاں یہ بتا دینا ضروری ہے کہ اضلاع میں انفرادی طور پر اپنی نوعیت کا یہ سب سے بڑا عطیہ ہے۔

بے حساب امداد

اسٹیٹ بنک آف انڈیا، راج گروننگر ضلع پونے نے کرانتی نگر کالونی، کاڈوس کی ذمہ داری سنبھالی ہے۔ اس کالونی کو جہاں ۴۰ ٹھاکر آدیباسی کنبے آباد ہیں بیل اور بکریاں خریدنے کے لئے ۰۰۰،۶۰ روپے کی مالی امداد بہم پہنچائی گئی۔

گرام پنچایت، پنچایت سمیتی اور وہاں کے باشندوں نے اب ٹھاکروں کے لئے اینٹ اور سیمنٹ سے پکے جھونپڑے بنائے ہیں۔

مزید براں کالونی کے پاس قابل کاشت اراضی بھی ان ۴۰ خاندانوں کو دی گئی ہے، یہ کنبے اس زمین پر کاشت کرنے کے لئے بے چین ہیں اور بوڑھے جوان سب ہی کھیتوں میں محنت کر رہے ہیں۔ اسٹیٹ بنک آف انڈیا، راج گرو نگر نے ہر کنبہ کو بیل اور دیگر زرعی آلات کے حصول کے لئے ۱۵۰۰ روپے کی مالی امداد دی ہے۔ برانچ منیجر شری گورے اور ان کے مددگاروں کو ادیباسیوں کی مدد کی اس قدر فکر تھی کہ انہوں نے آدھی آدھی رات تک بتی جلا کر کام کیا اور صرف دو دن کے اندر تمام کارروائی مکمل کر دی۔

ریاستی حکومت کے سوائل کنزرویشن ڈویژن نے فی الحال اس زمین پر باندھ بندی کام شروع کر دیا ہے کاڈوس گاؤں کے باشندوں نے رضا کارانہ طور پر یہ زمین جوتی۔ گاؤں پنچایت بیج وغیرہ مفت تقسیم کرے گی۔

۸ ہیکٹر اراضی ملی ہے، کوآپریٹو سوسائٹی کا ممبر بن گیا اور اسے فوراً ۳۰۰۰ روپئے کا قرض مل گیا تاکہ وہ اپنی زمین کو سدھار کر کاشت کر سکے اور زراعتی پیداوار بڑھا سکے۔ اس نے نامہ نگار سے کہا کہ "میں اب ۴۵ سال کا ہوں اور زندگی میں پہلی مرتبہ مجھے یہ احساس ہوا ہے کہ ہماری قسمت کو سدھارنے کے لئے مخلصانہ کوشش ہو رہی ہے۔

ستر سالہ شری شنکر کیشو کماوت نے بھی بیج اور کھاد کی تیزی سے فراہمی کے لئے باقاعدہ کوششوں اور بنکوں کے تعاون کو سراہا۔ اس نے بیان کیا کہ بیج اور کھاد کی فراہمی میں کالا بازاری اور بدعنوانیاں اب قصہ پارینہ بن گئی ہیں۔ اگر اس سال بھی یہ بدعنوانیاں جاری رہتیں تو میں اپنا چھوٹا سا کھیت بونے کے قابل نہ ہوتا۔" اس کاشتکار کے چہرہ سے جو اب خریف فصل کی بوائی میں جتا ہوا ہے بھرپور خود اعتمادی کا اظہار ہو رہا تھا۔

قومی راج

خوشگوار ردعمل

زمین سدھار بنک کی کارکردگی بیس بیس نکاتی پروگرام کی کارفرمائی پوری طرح نمایاں ہے، یہ بنک اب سرعت کے ساتھ چھوٹے کسانوں کی ضروریات پوری کر رہا ہے۔ بنک کی دونڈی شاخ کے ایک ٹائپسٹ کے سی پاٹل نے بنک ملازمین کی مستعدی کے بارے میں نامہ نگار کے تاثرات پر بیان کیا کہ "اب ہم لوگ لوگوں کا خاص خیال رکھتے ہیں۔ چھوٹے سے چھوٹا کسان بلا ہچکچاہٹ سیدھا ہمارے پاس آتا ہے اور کھیتی باڑی کے سدھار، بیلوں وغیرہ کی خریداری اور مشینی پمپوں وغیرہ کے لئے امداد کا طالب ہوتا ہے۔ ہم اس کی ضروریات پر فوری دھیان دیتے ہیں۔ اس طرح خلوص اور ذمہ داری سے اپنا کام انجام دے کر ہمیں بڑا اطمینان حاصل ہوتا ہے۔"

پنچایتوں اور بلاک ڈیولپمنٹ دفاتر وغیرہ میں بھی ایسی ہی مستعدی اور پھرتی نظر آئی۔ ان میں لال فیتہ شاہی ختم ہو گئی ہے۔ درانہ کے ایک چھوٹے کسان ارجن ٹیکارام نے نامہ نگار کو بتایا کہ "یہ پنچایت راج نظام بڑی باقاعدگی سے کام کر رہا ہے۔ مجھے یہ خاص تبدیلی ایمرجنسی کے بعد ہی میں نظر آئی۔ میں نے خاص طور سے یہ بھی دیکھا کہ ان اداروں میں بدعنوانیاں ختم ہو چکی ہیں۔ وہی عوام کو اب متعلقہ افسران کی خوشامد اور مٹھی گرم کرنا نہیں پڑتی۔

نظم و ضبط کی زندگی

دیہی علاقوں کے ان پڑھ عوام کی زندگی میں بھی تیزی کے ساتھ ڈسپلن پیدا ہوتا جا رہا ہے۔ نامہ نگار نے خود دیکھا کہ اب مسافر ایس۔ ٹی کی بسوں کے اڈوں پر قطار لگاتے ہیں اور صبر و سکون سے بس کی آمد کا انتظار کرتے ہیں۔ ایک بس کنڈکٹر وسانیکر نے جیسے تہواروں کے دنوں

میں رنالہ ایس۔ٹی اڈے پر مسافروں کے ہجوم کا سامنا کرنا پڑتا تھا نامہ نگار سے اپنے گذشتہ تجربات بیان کئے۔ مسافر بس کو دیکھتے ہی اس کے دروازہ پر ٹوٹ پڑتے تھے ہر ایک یک دوسرے کو ڈھکیل کر یہی کوشش کرتا کہ سب سے پہلے بس میں داخل ہو جائے۔ اس طرح دوسرے مسافروں کیلئے نکلنا دوبھر ہو جاتا۔ کنڈکٹر بے بسی کے ساتھ یہ سب کچھ دیکھتا۔ اس زبردست ہجوم کو قابو میں کرنا ناممکن تھا۔

اس نے کہا کہ "اب کس قدر تبدیلی ہو گئی ہے۔ لوگ وہی ہیں مسافروں کی بھیڑ بھی کم نہیں ہوئی ہے، لیکن اب یاترا کے مقام پر پہنچنے کے لئے دھکم پیل نہیں ہوتی ہر ایک قطار میں کھڑا ہوتا ہے اور بس میں داخل ہونے اور بیٹھنے کے لئے ٹکٹ خریدتا ہے۔ یہ تبدیلی کم سے کم ہمارے لئے بڑی خوشگوار ہے"۔ بس ڈرائیور شری پٹیل نے بھی دیا ٹیکر کے بیان کی پر زور تائید کی اور کہا کہ "مجھے خود بھی مسافروں میں اس ڈسپلن کا اندازہ ہوا ہے۔ اب میں مقررہ وقت پر بس چلا سکتا ہوں اور منزل پر ٹھیک وقت پر پہنچ سکتا ہوں"۔

نیا رجحان

"تالودہ کے ایک ثانوی اسکول کے مدرس مالہر راؤ بارگل کا بیان بھی اسی نئی تبدیلی کی نشاندہی کرتا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ "اب بچے باقاعدگی سے اسکول آتے ہیں یا ان میں دل لگا کر محنت سے پڑھنے اور علم حاصل کرنے کا شوق بڑھ رہا ہے"۔

نامہ نگار نے نندربار کے ایک پولس افسر شری دیشپانڈے سے دیہی علاقوں میں ڈسپلن کے نئے رجحان کے بارے میں خیالات معلوم کرنا چاہے تو انہوں نے بتایا کہ "دو رچے گھیراؤ اور ستیہ گرہ جیسے مظاہرے جن کا ہمارے سپاہیوں پر بڑا بوجھ پڑتا تھا اب بالکل بند

قومی راج

ایس۔ٹی اسٹینڈ
"ایمرجنسی" کے اعلان سے پہلے

وہی ایس۔ٹی اسٹینڈ
"ایمرجنسی" کے اعلان کے بعد

ہو گئے ہیں۔ جرائم میں بھی بڑی حد تک کمی آگئی ہے۔ عام آدمی میں حفاظت اور سلامتی کا پورا احساس پیدا ہوگیا ہے۔"

ایک محصول افسر نے بتایا کہ "چند بدنام غنڈے جو عام آدمیوں کو ستایا کرتے تھے اب خاموش بیٹھ گئے ہیں۔"

پرسکون ماحول

ساڑیوں کے ایک بیوپاری، شری پرشوتم سیٹھ شرائےنگے نے بھی عام آدمی میں تحفظ کے اس احساس کا چرچا کیا۔ تاجر اور بیوپاری اب بلاخوف وخطر کاروبار کرتے ہیں بسوں کو جلانے اور لوٹنے اور دکانوں کو نقصان پہونچانے کے تشدد آمیز واقعات اب بالکل ختم ہوگئے ہیں۔ بڑے پرامن ماحول میں سارا بیوپار ہوتا ہے۔

نظم وضبط بڑھنے اور صورت حال بہتر ہونے کے باعث عام آدمی کی زندگی محفوظ اور مستحکم ہوگئی ہے۔ کالا بازاری اور بدعنوانیوں وغیرہ کو کچل دیا گیا ہے۔ اب لازمی اشیاء کی مصنوعی قلت پیش نہیں آتی۔ عام آدمی کو مناسب قیمت پر یہ اشیاء مل جاتی ہیں۔ چنچ پاڑہ کے مشنری ہسپتال کے ایک ڈاکٹر کی بیوی نے انٹرویو میں بیان کیا کہ "کیونکہ ہر دکاندار کو اپنی دکان پر اشیاء کی قیمت اور اسٹاک کی فہرست لگانا پڑتی ہے لہذا ادویہ کی اشیاء بھی اسی طرح ظاہر کرنا پڑتی ہیں۔ اب ان اشیاء کا اسٹاک ختم نہیں ہوتا اور نہ ہی بیوپاری ان چیزوں کو بھاری قیمت پر بیچتے ہیں۔"

ایک مطمئن اور خوشحال! ادیباسی عورت جو سخت محنت سے گھبراتی نہیں

گھر والیوں کے تاثرات

متوسط طبقہ کی گھر والیوں کو ضروری اشیاء حسب معمول بلا روک ٹوک مل جانے پر بے انتہا مسرت ہوتی ہے۔ تین بچوں کی ماں شریمتی مادھوری سُریش سیٹھ نے ماضی پر نظر ڈالی جبکہ ڈالڈا اور صابن وغیرہ جیسی اشیاء بازار میں یکایک ناپید ہو جاتی تھیں اور گھر والیوں کو بڑی پریشانی ہوتی تھی۔ لیکن اب ہمیں ان دقتوں کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔

شریمتی سیٹھ نے نامہ نگار کو یہ بھی بتایا کہ انہیں ہر ماہ اناج وغیرہ کی خریداری پر ۱۹۰ تا ۲۰۰ روپے خرچ کرنا پڑتے تھے اب

جب قسمت جاگ اٹھی!

"ایک مرتبہ قسمت جاگ اٹھے تو پھر کیا کہنا" کم از کم ۴۳ سالہ شری بی سولومن ایکزا تو اس کے قائل ہیں، جو ضلع وردھا میں سادنگی گاؤں کے سابق فوجی ہیں۔ شری سولومن کو سادنگی میں ۲۰ جھونپڑوں کی بستی میں ایک جھونپڑا دیا گیا تھا جس پر وہ بہت خوش ہوئے۔ اسی وقت فاضل اراضی کی تقسیم کا کام بھی جاری تھا۔ انھیں خوش قسمتی سے ۲۱۸ ہیکٹر زمین بھی مل گئی۔ اور ان کی خوشی دوبالا ہوگئی۔ انہوں نے مسرت بھرے لہجہ میں کہا کہ "مجھے مکان ہی نہیں بلکہ زمین کا ایک ٹکڑا بھی مل گیا تاکہ روزی کما سکوں۔"

ضلع جلگاؤں کا ہتنور ڈیم! آبپاشی کی امکانی گنجائش ۳۸ ہزار ہیکٹر ہے۔ کام تیزی سے جاری ہے، آئندہ سال مزید دو ہزار ہیکٹر زمین زیر آبپاشی آنے کی توقع ہے۔
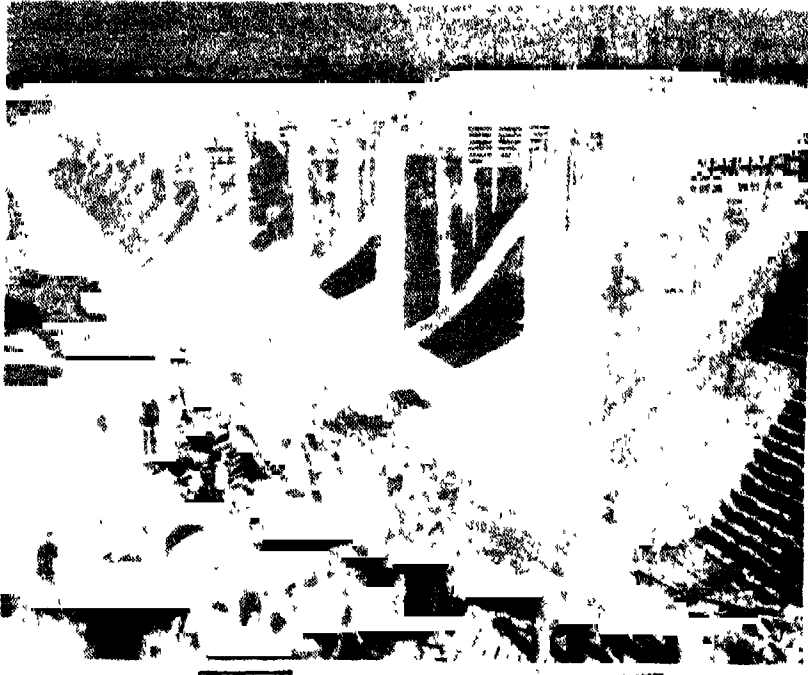
ان چیزوں پر صرف سو سوا سو روپے خرچ ہوتے ہیں۔ ہر گھر والی قدرتی طور سے اس تبدیلی سے بیحد خوش ہے۔

خوشگوار تبدیلی

سماج کے ہر طبقہ اور جاتی پر اس تبدیلی کا یکساں اثر پڑا ہے جو ان کے خیال میں یقیناً خوشگوار ہے۔ یہاں یہ بات خاص طور سے قابلِ ذکر ہے کہ ان لوگوں میں بھی بہتر زندگی کی بھاؤنا پیدا ہو گئی ہے جو فی الحال براہ راست بیس نکاتی پروگرام کے تحت شروع کی گئی اسکیموں کے زیر اثر نہیں آئے۔ خانہ بدوش قبائل جیسے کمزور طبقات میں ناامیدی اور مایوسی کی کیفیت دور ہو گئی ہے وہ نئے پروگرام سے فائدہ اٹھانے اور قومی زندگی کے اصل دھارے میں مل جانے کے لئے بے چین ہیں اور اپنی حالت سدھارنے کے لئے نئی سہولتوں کے طالب ہیں۔ ایک گڈریئے گیا سینو دھلاری اور اس کی پتنی گلابائی نے بڑے پُرامید لہجہ میں نامہ نگار سے کہا کہ "صاحب! ہماری گردش ابھی ختم نہیں ہوئی ہے۔ ہمیں ابھی گھر نہیں ملا ہے۔ لیکن ہمیں پورا وشواس ہے کہ ہماری باری جلد ہی آئے گی۔ ہم اس دِن کی آس لگائے بیٹھے ہیں۔"

چھوٹے سے گاؤں کا کارنامہ

ضلع قلابہ میں علی باغ تعلقہ کے پہاڑی علاقہ میں ایک چھوٹے سے گاؤں کرکنڈی کول ٹیمبے کے گاؤں واسیوں نے ۲۰ نکاتی پروگرام کو بڑی جانفشانی سے زیر عمل لاکر دیگر سینکڑوں دیہاتوں کے لئے ایک مثال قائم کردی ہے۔ انہوں نے سماج کے کمزور طبقات خاص طور سے ادیباسیوں کی مدد کے لئے بے مثال کوشش کی تاکہ ان کی زندگی بہتر ہو۔

اس گاؤں کے چھ ادیباسی کنبوں کو زمین حد بندی قانون کے تحت تین ہیکٹر فاضل اراضی دی گئی تھی۔ ان کنبوں نے ہر ممکن سے ان کھیتوں کی جتائی کی ۔ بہرحال گاؤں والوں نے یہ محسوس کیا کہ یہ ادیباسی جن کی گذربسر روزانہ اجرت پر ہوتی ہے، زمین پر کاشت کرنے کے قابل نہ ہوں گے۔ لہذا پربھاکر وبتہ، شری بھاؤ رہنیدے کر، ہیڈ ماسٹر تین دیہاہائی اسکول، شری پاٹل نے سبقت کی۔ اور ان کنبوں میں تقسیم کے لئے تقریباً تین کوئنٹل دھان اور جوار جمع کی۔ اس طرح ان کا کھانے کا مسئلہ حل ہو گیا۔

اس پر نوجوانوں میں بھی جوش و خروش پیدا ہوا اور سردشری اجیت پاٹل، رما کانت پاٹل اور بالکرشن پاٹل کی سرکردگی میں والی بال اور کبڈی کی جماعتوں نے شرمدان دیا۔ اس طرح یہ کنبے اپنی زمین پر فصل اگانے کے قابل ہو گئے۔

اسی طرح لوکھاد کے شری رام کریڈا منڈل نے بھی تین ادیباسیوں مسمّی بھینڈیہ گودر با جادھو، جانیہ نکیہ پوار اور راموکالیہ پوار کو ملی ہوئی زمین پر کاشت کرنے میں اُن کا ہاتھ بٹایا۔ تینتیس (۳۳) نوجوانوں نے بھی سماج کے کمزور طبقات سے تعلق رکھنے والے اپنے بھائیوں کی اعانت کی۔

گھر
جنت ہے!

"مجھ جیسے گونڈ شخص کے لئے یہ جھونپڑی تو ایک بہشت ہے"۔ ضلع ناگپور تعلقہ سیونار موضع کیولاڑ کے دھرما اوئیکے نے کہا۔ ۲۲ ہزار روپے کی لاگت سے ایک چھوٹی سی خوبصورت جھونپڑیوں پر مشتمل کالونی کیولاڑ میں تعمیر کی گئی ہے۔ حکومت نے ۱۷ ہزار روپے کے اخراجات خود برداشت کئے ہیں اور باقی ۴ ہزار روپے کی مالی امداد ودربھ امدادی کمیٹی نے فراہم کی ہے۔ دیہی پنچایت نے دروازوں کے لئے ایک ہزار ۸ سو روپے صرف کئے ہیں۔ علاوہ کالونی کی حدود میں تین کنویں ہیں۔ مقامی پولیس والوں نے فراخ دلی سے ۵ ہزار روپے ایک کنویں پر پمپ لگانے کے لئے دئے ہیں۔ اس کالونی کی ایک اور خاص بات یہ ہے کہ یہ قومی اتحاد کی ایک جیتی جاگتی مثال ہے۔ کیوں کہ گونڈ، مانگ، کنبی وغیرہ مختلف فرقے ایک ساتھ ہنسی خوشی زندگی گذار رہے ہیں۔

شری اوئیکے نے مزید کہا کہ سابق میں اسے کھلے آسمان تلے بڑے مشکل حالات میں زندگی گذارنی پڑی تھی۔ اب وہ اپنی بیوی ایک لڑکا اور ایک لڑکی کے ساتھ مطمئن زندگی گذار رہا ہے۔ اس طرح شکر کا اظہار کرنے کے بعد شری اوئیکے نے کہا کہ "چونکہ اب میں یک گونہ طمانیت محسوس کرتا ہوں۔ میں اپنا کام دل

قومی راج

شری دھرما اوئیکے، اپنی شریک حیات اور بچوں کے ساتھ گھر کیا ہے - جنت ہے!
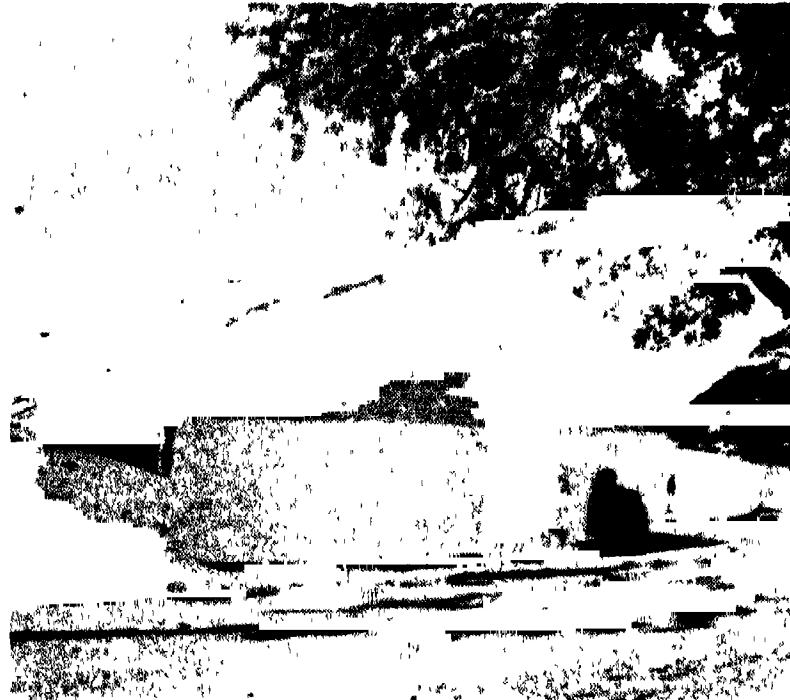
موضع کیوڑو، تعلقہ بھاونیر، ضلع ناگپور میں ایسی ۹۳ جھونپڑیوں کی ستی تعمیر کی گئی ہے جہاں پہلے "بے گھر" کہلانے والے اب سکھ چین کی زندگی گذار رہے ہیں۔

رنگا کر کرتا ہوں۔ اور اپنے کنبے کی بہتر خدمت کرسکتا ہوں۔"

کسم تائی دراوبکر ایک ۳۰ سالہ بیوہ ہے جو اس کالونی میں رہتی ہے۔ اس نے کہا کہ پہلے وہ اپنے شوہر کے ساتھ پنڈھرپور میں رہتی تھی۔ جہاں اس کے شوہر کی پان کی دکان تھی۔ شوہر کی وفات کے بعد دو بچوں کے ساتھ زندگی اس کے لئے ایک بھیانک خواب کی شکل اختیار کرچکی تھی۔ پھر حکومت نے اس کی امداد کی اور اب وہ کہتی ہے کہ "اب میں محنت مزدوری کرکے گذارہ کرسکتی ہوں اور اپنے بچوں کی تعلیم کا بھی بندوبست کرسکتی ہوں۔"
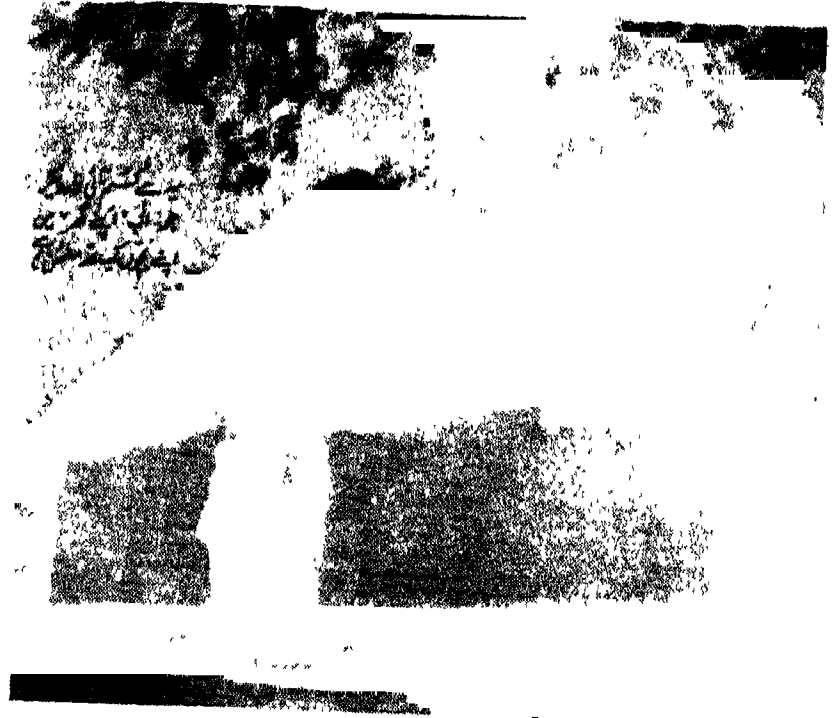
سنیل وولی، تعلقہ ونگلور، ضلع مانڈیہ میں بے گھروں کیلئے سرکاری اخراجات اور یہیں باشندوں کے تعاون اور چندے سے ۲۶ پکے مکانات بنائے گئے ہیں۔

ڈی۔ایم۔راج

قومی راج

ڈائرکٹوریٹ جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز حکومت مہاراشٹر کے زیر اہتمام برلا ماتوشری سبھا گھر، بمبئی میں ۷ جولائی ۶ء کو پیش کئے جانے والے "رقص و موسیقی پروگرام" کی جھلکیاں۔

وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان، رقاص گوپی کرشن کو گلدستہ پیش کر کے اُن کے فن پر داد دے رہے ہیں۔

ذیل کی تصویر میں مذکورہ پروگرام کا ایک دلکش منظر۔ بعنوان:-

"قرض راحت قانون کے نفاذ سے غریب قرض داروں کو آنند ملا"

سخنہائے گفتنی

گزشتہ ماہ ایمرجنسی کے نفاذ کو ایک سال پورا ہو گیا [illegible] کے دوران حاصل شدہ کامیابیوں کا جائزہ لینے پر اطمینان اور فخر کا احساس ہوتا ہے جیسا کہ وزیر اعلیٰ نے اپنے نشریہ میں فرمایا ۔ "حکومت اور عوام دونوں کو یہ پختہ اعتماد حاصل ہو گیا ہے کہ بحرانوں کا مقابلہ کرنے کا اُن میں حوصلہ بھی ہے اور صلاحیت بھی ۔"

گزشتہ ایک سال کے دوران وزیر اعظم کا "۲۰ ۔ نکاتی پروگرام ایک ایسا منشور ثابت ہوا ہے جو عام آدمی کی فلاح و بہبود کی اسکیموں اور سرگرمیوں کا مرکز رہا ہے اب تو یہ کہا جانے لگا ہے کہ "۲۰ ۔ نکاتی پروگرام میں شامل امور ایسے ہیں جن کی مخالفت کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا اور انھیں بہت پہلے عمل میں لایا جانا چاہیے تھا ۔

عام آدمی کی فلاح کی متعدد اسکیموں کے علاوہ ایمرجنسی کی ایک بہت بڑی دین یہ ہے کہ ملک میں امن و امان کی ایک بے مثال فضا قائم ہوئی ہے ۔ عوام، مزدور اور طلبہ بھی تشدد اور ہنگاموں کو خیرباد کہہ کر تعمیری سرگرمیوں میں مصروف ہو گئے ہیں جس کی بنا پر ملک میں تخریب اور انتشار کی جگہ امن سکون اور تعمیر نو کا دور شروع ہو گیا ہے ۔

مذہبی اور لسانی اقلیتوں کے لئے یہ دور بہت مبارک ثابت ہوا ہے ۔ بالخصوص اردو زبان کو اس ایک سال میں ترقی کے جو مواقع ہاتھ آئے ہیں، گزشتہ ربع صدی میں اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا ۔

"قومی راج" بڑے فخر و انبساط سے کامیابی و کامرانی کے اس ایک سال کی سالگرہ منا رہا ہے ۔ زیر نظر شمارہ جولائی اور اگست کا مشترکہ شمارہ ہے ۔ ہماری کوشش ہے کہ رسالہ آپ تک پہنچنے میں جو تاخیر ہو رہی ہے اس کا مداوا کیا جائے اور آپ ہر ماہ اپنا محبوب رسالہ باقاعدگی سے پاتے رہیں ۔

خواجہ عبد الغفور

سرورق :

وزیر اعلیٰ [illegible] شریمتی کسم تائی چوان، ممتاز رقاص گوپی کرشن، مشہور [illegible] کا شری [illegible] گیندر دیسائی اور دیگر فن کاروں کے ساتھ [illegible] سبھا گھر، بمبئی میں ڈائرکٹوریٹ جنرل آف انفارمیشن [illegible] حکومت مہاراشٹر کے زیر اہتمام "رقص پروگرام" پیش کیا جس میں [illegible] ایک سال میں "۲۰ ۔ نکاتی پروگرام" کی [illegible] عوام کو [illegible]

[illegible] پروگرام کے دوران [illegible] دیگر تصاویر سرورق کے صفحہ ۲ ، ۳ اور آخر پر پیش خدمت ہیں ۔

جلد: ۳ ۲۶ جولائی یکم اگست ۱۹۷۶ء شمارہ [illegible]

قیمت فی پرچہ ۵۰ پیسے • سالانہ ۱۰ روپے

زیر نگرانی : خواجہ عبد الغفور آئی ۔ اے ۔ ایس

ترسیل زر اور مراسلت کا پتہ :۔
چیف ایڈیٹر کنٹرولر آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز حکومت مہاراشٹر بمبئی ۳۲ - ۴۰۰۰

قومی راج

نہرو کا گلاب

از .... حسنین رضا، بی۔ اے۔ بی۔ ٹی، قاضی پورہ کھنڈوا (ایم پی)

مہک لے کر چمن میں آج نہرو کا گلاب آیا
خدا کا شکر ہے ہندوستاں میں انقلاب آیا
اندھیرا دور کرنا چاہتے تھے جس سے نہرو جی!
پیامِ صبح لے کر ملک میں وہ آفتاب آیا

وطن دشمن عناصر اور رشوت خور ڈرتے ہیں!
نحیف و لاغر و کمزور سے شہ زور ڈرتے ہیں
جو دن میں بھی نہ ڈرتے تھے قوانینِ حکومت سے
اندھیری رات میں سائے سے بھی وہ چور ڈرتے ہیں

غریب و بیکس و مجبور بھی مسرور پھرتے ہیں
ملوں میں آج بے خوف و خطر مزدور پھرتے ہیں
خوشامد جی حضوری کرنے والے تو پریشاں ہیں
جفاکش، محنتی ہر سو خوشی میں چور پھرتے ہیں!

کوئی تخریب کاری اور ریاکاری نہیں ہوگی
زمیں ہوگی کسانوں کی زمینداری نہیں ہوگی
کوئی مظلوم ہوگا اب نہ کوئی ظلم ڈھائے گا
کسی صورت سے مجرم کی طرفداری نہیں ہوگی

کسی بھی روپ میں کوئی لفنگا اب نہیں ہوگا
کوئی بہروپ بھر کر اور اب ننگا نہیں ہوگا
زبان و مذہب و ملت پہ لوگ آپس میں لڑ جائیں
نئے بھارت میں ایسا کوئی دنگا اب نہیں ہوگا

خیالِ تعمیر

(ایمرجنسی کے نام)

از:۔ اسعد بدایونی
احمد بلڈنگ۔ سرائے چودھری۔ بدایوں (یو۔پی) 243601

☆

ہر بشر غم کی گپھاؤں سے نکل آیا ہے!
دھوپ کا نام نہیں چاروں طرف سایہ ہے
کہہ رہے ہیں یہ سبھی تیز چلو تیز چلو!
سب نے اک گمشدہ منزل کا پتہ پایا ہے
سالہا سال سے ہم لوٹ رہے تھے یارو!
اپنی تعمیر کا پھر ہم کو خیال آیا ہے

آج دہقاں کے پسینے سے فضا مہکی ہے
آج مزدور نے محنت کا صلہ پایا ہے
دھوپ سے جلتے ہوئے کھیت ہوئے ہیں سرسبز
راحتیں ساتھ لئے ابرِ کرم آیا ہے!
توڑ کر کس نے فسادوں کے محل اے اسعد!
پرچمِ امن نئی شان سے لہرایا ہے

درخت کاری کی مہم

ڈاکٹر رفیق زکریا، وزیر شہری ترقی کی اپیل

شہر بمبئی جہاں تہاں تیزی سے بڑھ رہا ہے جس کی وجہ سے اسے آلودگی کا سخت خطرہ لاحق ہو گیا ہے، لہذا بمبئی میں درخت کاری کے مسئلہ پر فوراً اور لگاتار توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ میں نے حال ہی میں مختلف عہدے داران سے ملاقات کی تھی، جس میں یہ طے پایا کہ میونسپل کارپوریشن مہاراشٹر ہاؤسنگ بورڈ اور متعلقہ سرکاری ایجنسیاں یہ خیال رکھیں کہ جہاں تک ممکن ہو اُن کی خالی اراضی پر خصوصاً پہاڑیوں اور ٹیلوں پر زیادہ سے زیادہ تعداد میں درخت لگائے جائیں۔ صنعت کاروں سے بھی یہ درخواست کی جائے گی کہ وہ حتی المقدور اس نیک کام میں حصہ لیں۔ اسی طرح میونسپل کارپوریشن سے بھی درخواست کی گئی ہے کہ وہ اس میدان میں ماہرین پر مشتمل ایک مرکز کے قیام پر غور کرے جو بمبئی علاقے کے ماحول کے موافق درخت اور پودوں کی نشوونما کے بارے میں ریسرچ کا کام سنبھالے۔ بمبئی میٹروپولیٹن ریجنل ڈیولپمنٹ اتھارٹی ریسرچ کے کام کے لئے ایک لاکھ روپے کی رقم دینے پر غور کرے گی۔ حکومت اس معاملہ پر بھی غور کر رہی ہے کہ باندرہ کے قریب واکولہ نالہ کے متوازی سروے نمبر ۳۴۱ (باندرہ) درخت کاری کے مقصد سے مخصوص کر دیا جائے۔ میٹھی ندی کے گرد و نواح کی دلدلی زمین عموماً سال بھر زیر آب رہتی ہے۔ لہذا اس بات پر غور کیا جا رہا ہے کہ اس پورے علاقہ کا مناسب نقشہ تیار کر کے موزوں علاقہ موافق درخت اور پودے لگانے کے لئے مخصوص کر دیا جائے۔ اسی طرح شہر اور مضافات میں اس مقصد سے باقاعدہ کھوج کرنا ہوگی۔

حکومت مہاراشٹر ریجنل اینڈ ٹاؤن پلاننگ ایکٹ میں مناسب ترمیم کے سوال پر بھی غور کر رہی ہے تاکہ مالکان آراضی کے لئے یہ لازمی قرار دے دیا جائے کہ وہ "نو ڈیولپمنٹ زون" میں درخت اور پودے لگائیں اور اس کی دیکھ بھال کریں۔ بمبئی میں زیادہ سے زیادہ کھلی جگہوں پر درخت کاری کی ضرورت ہے۔

کیونکہ پارک اور باغات پر زیادہ مصارف ہوتے ہیں لہذا انسداد آلودگی کیلئے یہ سستا اور مؤثر طریقہ ہے۔

میں صنعتی اداروں، رضاکارانہ جماعتوں اور سب ہی سے یہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ بمبئی اور دیگر شہری علاقوں میں چھوٹے بڑے زیادہ سے زیادہ جنگل لگانے میں مدد کریں تاکہ آلودگی سے متأثر شہری صاف ستھری ہوا میں سانس لے سکیں۔

خود وزیر اعظم تک نے بھی اس پر تشویش کا اظہار کیا ہے اور قدرت کے اس بیش قیمت تحفہ اشجار کے تئیں انسان کی غفلت کی مذمت کی ہے۔ انہوں نے حال ہی میں آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے اجلاس میں ۲۰ نکاتی پروگرام میں جس مزید نکتہ پر زور دیا تھا وہ درخت کاری کا وسیع پروگرام ہے۔

ریاست میں شہری علاقوں میں درختوں کی حفاظت اور کافی تعداد میں درخت کاری کی غرض سے حکومت مہاراشٹر نے

مہاراشٹر (شہری علاقہ جات) حفاظت اشجار ایکٹ ۱۹۷۵ء وضع کیا ہے۔ یہ قانون غالباً ملک میں اپنی نوعیت کا واحد قانون ہے اور قومی کمیشن زراعت نے دیگر ریاستوں سے بھی ایسا ہی قانون وضع کرنے کی سفارش کی ہے۔ اس ایکٹ کی رو سے مقامی ادارہ جات "ٹری اتھارٹی" اور "ٹری آفیسر" مقرر کریں گے نیز ایک "ٹری اتھارٹی فنڈ" قائم کرینگے جو اس مقصد سے مختلف ذرائع سے جمع کردہ رقم، عطیات اور امداد پر مشتمل ہوگا۔ ہر "ٹری اتھارٹی" سالانہ بجٹ تخمینہ جات تیار کر کے منظوری اور عام بجٹ میں شمولیت کی غرض سے لوکل اتھارٹی کو پیش کرے گی۔ لوکل اتھارٹی عمارات اور اراضی پر "درخت محصول" لگا سکے گی جو کہ جائداد کی قابلِ محصول قیمت کے ایک فیصد سے زیادہ نہ ہوگا۔

ایکٹ کے تحت درختوں کی کٹائی کی روک تھام کے علاوہ "ٹری اتھارٹی" کی یہ ذمہ داری بھی ہوگی کہ پھل پھلواری کی نمائش کا اہتمام کرے، درخت بونے کے سلسلے میں تکنیکی صلاح و مشورہ دے، نرسریاں قائم کرے اور ان کی دیکھ بھال کرے اور شہری علاقوں میں بونے کے قابل مناسب پودوں اور اُن کی تعداد کا تعین کرے۔ ایکٹ کے قوانین کی خلاف ورزی پر ۱۰۰۰ روپے تک جرمانہ کیا جا سکتا ہے۔

پودے لگانے کے بعد "ٹری اتھارٹیوں" کی یہ ذمہ داری ہوگی کہ اُن کی ٹھیک سے نشوونما کا خیال رکھیں۔

ابتک حکومت کو یہ اطلاع ملی ہے کہ ۴۴ اے اور بی کلاس میونسپل کونسلیں "ٹری اتھارٹیاں" مقرر کر چکی ہیں۔ بقیہ ۱۷ سے کہا گیا ہے کہ اگر انہوں نے ابھی تک ان اتھارٹیوں کا تقرر نہیں کیا ہے تو فوراً اس کے لئے اقدام کریں۔ یہ ایکٹ چھوٹی سی کلاس میونسپل کونسلوں پر لاگو نہیں ہوتا۔

قومی سالانہ درخت کاری تہوار، یعنی ون مہوتسو، اس سال شہری علاقوں میں مہاراشٹر حفاظتِ اشجار ایکٹ کے نفاذ کے پیشِ نظر مزید اہمیت حاصل ہوگی۔ حکومت نے لوکل اتھارٹیوں سے گذارش کی ہے کہ وہ نہ صرف نشانہ کے مطابق پودے بونے کی پوری پوری کوشش کریں بلکہ اُن کی نشوونما اور حفاظت کا بھی پورا پورا خیال رکھیں۔ سی کلاس میونسپل کونسلوں سے بھی گذارش کی گئی ہے کہ وہ "ون مہوتسو مہم" میں بھرپور حصہ لیں۔ اس سلسلے میں مقامی حکام جنگلات کی امداد بھی بہم پہنچائی جائے گی۔ حکومت کو اُمید ہے کہ زیادہ نہیں تو کم سے کم پانچ لاکھ نئے درخت بوئے جائیں گے۔ کم سے کم دیا گیا نشانہ حسب ذیل ہے۔

درختوں کی تعداد

بمبئی میونسپل کارپوریشن ۔۔۔ ۱،۰۰،۰۰۰
ناگپور " " ۔۔۔ ۲۵،۰۰۰
پونے " " ۔۔۔ ۲۵،۰۰۰
سولاپور " " ۔۔۔ ۱۰،۰۰۰
کولہاپور " " ۔۔۔ ۱۰،۰۰۰
اے کلاس میونسپل کونسلیں (۱۸) ۔۔۔ ۵،۰۰۰ ہر ایک
بی کلاس " " (۳۷) ۔۔۔ ۲،۰۰۰ "
سی کلاس " " (۱۷۱) ۔۔۔ ۵۰۰ "
سِڈکو ۔۔۔ ۵،۰۰۰
بمبئی، چیمبور ٹیمبو ماؤن ڈویژنل نوٹیفائیڈ ایریا ۔۔۔ ۵،۰۰۰

سِڈکو نے اطلاع دی ہے کہ وہ ۱۵ لاکھ درخت بوئے گی جبکہ اس کے لئے نشانہ ۵،۰۰۰ رکھا گیا ہے۔

حکومت اس پروگرام کی ترقی پر نظر رکھے گی۔ ڈویژنل کمشنران، کلکٹران اور محکمہ جنگلات کے افسران کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ ہر ممکنہ امداد بہم پہنچائیں اور مہم کو کامیاب بنائیں۔
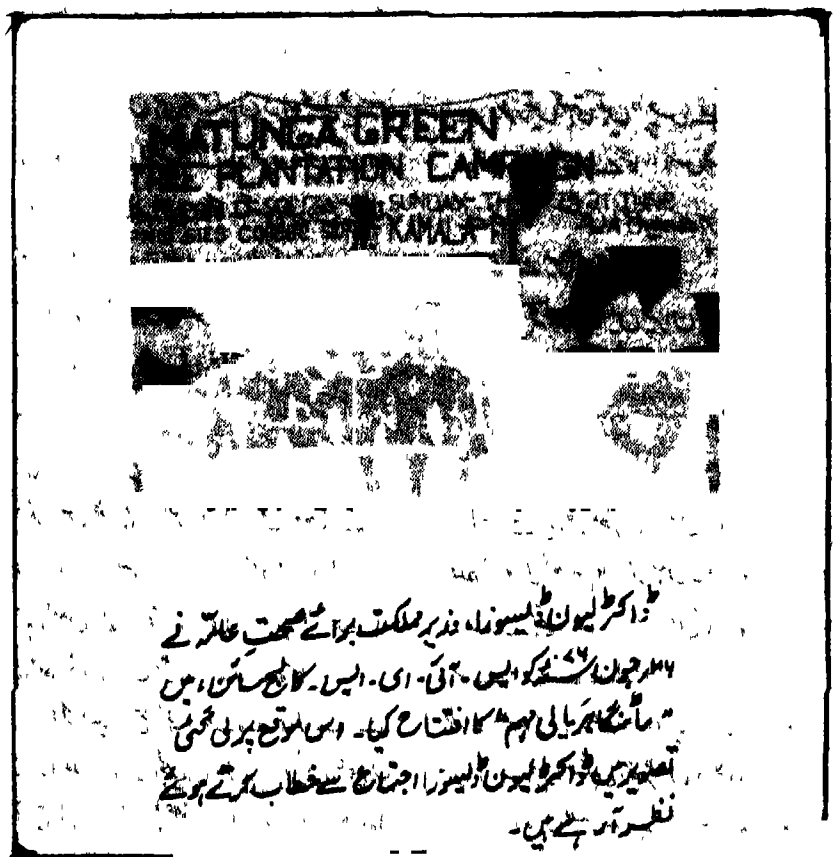
ڈاکٹر لیون ڈیسوزا، وزیر مملکت برائے صحت عامہ نے ۲۶ جون ۱۹۷۶ء کو ایس۔ آئی۔ ای۔ ایس۔ کالج سائن میں "ماٹنگا ہریالی مہم" کا افتتاح کیا۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں ڈاکٹر لیون ڈیسوزا اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔

خاندانی منصوبہ بندی اور ہم

از:- صالحہ عابد حسین —— جامعہ نگر نئی دہلی ۲۵

پہلے زمانے میں سہاگن عورتوں کو یہ دعائیں ملتی تھیں۔

"الٰہی ایک سے اکیس ہوں۔"

"اے بھگوان ایک سے کھیڑے بسیں۔"

"اللہ تجھے سات بیٹوں کی ماں کرے"

"سپوتی سہاگن — ایک یہ ہزاروں اور—"

بڑی بوڑھیوں کی سب سے بڑی تمنا یہی ہوتی تھی کہ گھر میں زیادہ سے زیادہ بچے ہوں۔ اور ان ہی کی کیا خاندان بھر کی یہ خواہش ہوتی تھی۔ اور تو اور خود نوجوان ماں باپ بھی یہی چاہتے تھے کہ زیادہ اولاد ہو، خاص کر بیٹے جتنے بھی ہوں کم ہے۔ عورت کے جتنے زیادہ بچے ہوتے خاص کر لڑکے اس کا گھرانے میں اتنا ہی مان ہوتا تھا۔ اب بھی دنیا میں ایسے ملک موجود ہیں جہاں آبادی بہت کم ہے۔ مثلاً آسٹریلیا ہے، یا روس کے بعض حصے ہیں اور دوسرے بھی کئی ملک ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ وہاں کی نانی دادیاں اب بھی اس قسم کی دعائیں اپنی بہوؤں بیٹیوں کو دیتی ہوں گی۔ یہ تو شاید آپ نے بھی پڑھا ہوگا کہ فلاں ملک میں ایک ماں کو اس بات پر انعام یا ایوارڈ ملا کہ اس کے دس بارہ بچے ہوئے۔

انعام اور ایوارڈ ریاست کی طرف سے نہ سہی سماج اور خاندان کی طرف سے ہمارے دیس میں بھی عورت کو ملتا تھا۔ اب بھی مل جاتا ہے جس کے بہت سے بچے یعنی لڑکے ہوں اسے۔ اب بھی ہمارے یہاں کسی کے بچوں کو لوگ دنیا اس سے دشمنی مول لینا ہے۔ آپ نے پوچھا "بہن تمہارے خیر سے کتنے بچے ہیں؟" اگر جواب ملا ایک یا دو ہیں تو دعا دی جائے گی" اللہ اور دے گا۔" یا اگر جواب میں پانچ یا سات سن کر مجھ جیسا کوئی سرپھرا یہ کہہ دے کہ "اے ہے اتنے بچے! بس اب ختم کرو یہ سلسلہ" تو بری بری نظروں سے گھورا جائے گا۔ ماں برا مان جائے گی نانی، دادی تو لڑنے ہی لگیں گی۔ پیٹھ پیچھے برا بھلا کہا جائے گا کہ خود نگوڑی نا ٹھی ہوگی اسی لئے دوسروں کے بچوں کو دیکھ نہیں سکتی!

کوئی عورت یہ بتائے کہ اس کے پانچ لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں تو کہا جائے گا ماشاءاللہ ماشاءاللہ۔ اللہ نظر بد سے بچائے۔ کسی کے دسواں ہی بچہ کیوں نہ ہو محلے پڑوسی اور گھرانے والے مبارک باد ضرور دیں گے اور مٹھائی کا مطالبہ بھی ہوگا۔ کسی عورت کے چار چھ سال اولاد نہ ہو تو سب فکرمند ہو جاتے ہیں۔ خاندان کی نظریں ترچھی ہو جاتی ہیں اور شوہر صاحب دوسری شادی کی فکر میں لگ جائیں گے۔ اور اگر کسی کم نصیب کے اولاد ہو ہی نہ سکے تو نرم دل لوگ اس پر رحم کھائیں گے، مگر اس طرح کہ اس کا دل زخمی ہو جائے اور عام لوگ اسے منحوس اور کیا اور کیا کہیں گے۔ نئی بیاہی دلہن پر اس کا پرچھاؤں نہیں پڑنے دیا جائے گا...

اگرچہ آج کے زمانے کے حالات کے پیش نظر یہ بہت عجیب و غریب باتیں لگتی ہیں۔ آج کی دنیا کی بڑھتی ہوئی آبادی، بےتحاشا مسئلے اور بے انتہا گرانی نے ساری دنیا کو اسی تشویش میں ڈال رکھا ہے کہ اس بڑھتی ہوئی آبادی کے مسئلے کو کس طرح کنٹرول کیا جائے! بچوں کی کثرت ملک کے لئے، قوم کے لئے، خاندان کے لئے اور سب سے زیادہ خود ماں باپ کے لئے ایک مصیبت بن گئی ہے۔ یہ آبادی کی کثرت کس قدر تباہ کن ہے اور آگے چل کر اور زیادہ ہو جائے گی اس کا اگر ہلکا سا اندازہ بھی لوگوں کو ہو تو وہ ہرگز بے سوچے سمجھے دنیا کی آبادی کو بڑھاتے نہ رہیں۔ بس یہ سمجھ لیا گیا ہے اولاد تو "اوپر والے" کی دین ہے۔ سب سے بڑی نعمت ہے، جتنے بچے پیدا ہوں گے ان کو کھلانے والا تو انکا خالق ہے۔ عورتیں کہتی ہیں "جس نے منہ چیرا ہے وہ کھانے کو بھی دے گا" اس قسم کے جانے کتنے محاورے، مثلیں، عقیدے ہر زبان، ہر علاقے ہر فرقے میں موجود ہیں۔

اور اس میں حیران ہونے یا معترض ہونے کی کوئی بات ہے بھی نہیں۔ جب دنیا میں آبادی کم تھی، زمینیں زیادہ تھیں اور اس کی پیداوار اتنی ہوتی تھی کہ کھانے والوں کو آرام سے پیٹ بھر روٹی مل جاتی تھی (یہاں غلط قسم کی تقسیم کا ذکر نہیں ہے) تو یہ احساسات درست تھے۔ ضرورت اس کی تھی کہ زمین کو جوتنے اور بونے والے موجود ہوں۔ دوسری طرف قبیلوں اور صوبوں، ریاستوں اور ملکوں میں آپس میں جنگیں، جھگڑے، لڑائیاں آئے دن ہوتی رہتی تھیں۔ ایک دوسرے سے

برسرپیکار رہتا تھا۔ اس وقت ہر قبیلہ، ہر
علاقہ یہ چاہتا تھا کہ اس کے ہاں بہت سے
بچے ہوں جو مصیبت کے وقت کے ساتھی ہوں۔
مرد اگر لڑنے بھڑنے جائیں، شکار کریں تو عورتیں
گھر سنبھالیں، بچے پالیں اور کھیتی باڑی کریں۔
قدرتی بات تھی کہ سماج میں کثرتِ اولاد کی اہمیت
تھی اور ہونی بھی چاہیئے تھی۔ یوں لڑائیاں
آج بھی ہوتی ہیں اور زیادہ تباہ کن مگر اب
اس میں دور کے ہتھیاروں اور زیادہ سے زیادہ
تباہ کن ہتھیاروں کی ہوتی ہے۔ انسان کی حیثیت
ثانوی رہ گئی ہے! خیر یہ ایک دوسرا موضوع ہے۔

ہم تو اس وقت دنیا کی بڑھتی ہوئی
آبادی کے بارے میں بات چیت کر رہے ہیں۔
مردم شماری سے پتہ چلتا ہے (ویسے پتہ تو یوں
دیکھنے سے بھی خوب چل جاتا ہے) کہ آج دنیا کی
آبادی خطرناک حد تک بڑھ چکی ہے۔ ان چند
ملکوں یا علاقوں کو چھوڑ کر جہاں کسی وجہ سے
آبادی کی کثرت نہیں ہے، باقی ساری دنیا
اس صورت حال سے پریشان ہے۔ خصوصاً
مشرق کے ملک۔ اگر یہی صورت حال رہی،
آبادی اسی طرح بڑھتی رہی تو چند سال میں
دگنی ہو جائے گی اور بہت جلد وہ وقت آئے
گا جب دنیا کے چپہ چپہ پر آدمی ہوں گے۔ کھانے
کو تو آج بھی پورا نہیں پڑ رہا ہے، تب کیا ہوگا؟

اس وقت بہت سے لوگ ــــ اور ملکوں کو
چھوڑیئے ہم تو اپنے ملک کی بات کر رہے ہیں
کہ ہمارے دیس میں کسان اور مزدور سے لے
کر حکومت تک ــــ یعنی سبھی جان لڑا رہے ہیں
کہ غذائی پیداوار بڑھے، دوسری ضرورت
کی چیزیں زیادہ سے زیادہ پیدا ہوں.....
نہریں نکالی جا رہی ہیں، بند باندھے جا رہے
ہیں، بہترین کیمیاوی کھاد استعمال ہو رہی
ہے۔ ٹریکٹر چل رہے ہیں، کارخانے بن رہے
ہیں، چھوٹی صنعتیں اور گھریلو دستکاریوں کو
فروغ دیا جا رہا ہے۔ مگر نہ غلہ پورا پڑتا ہے
نہ دوسری ضرورت کی چیزیں سب لوگوں کے
لئے فراہم ہو پاتی ہیں ... کیوں؟ وجوہ تو اور
بھی بہت سی ہیں، کالا بازار ہے، بددیانتی ہے؟
ذخیرہ اندوزی ہے، اسمگلنگ ہے۔ ان سب
پر قابو پانے کی مسلسل کوششیں بھی ہو رہی ہیں
مگر سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ جس تیزی سے
غلہ اور اشیاء کی پیداوار بڑھتی ہے اس سے
زیادہ تیزی سے کھانے والوں کی تعداد بڑھ
جاتی ہے اور اس سے گرانی اور دوسرے
جرائم کو اور موقع ملتا ہے۔ کیونکہ اس کی جڑ
بھی کثرت آبادی میں پائی جاتی ہے۔ جب
چیزیں ہوں گی کم اور ضرورت مند ہوں گے زیادہ
تو ظاہر ہے جو زیادہ پیسہ خرچ کر سکتے ہیں
وہ اپنی ضرورت کی بلکہ اس سے زیادہ بھی،
چیزیں خرید لیں گے اور دوسرے لوگ نہوت
اور گرانی کی مصیبت میں پھنس جائیں گے۔
بلیک مارکٹ کرنے والوں کی بن آئے گی۔

کم سے کم کھانے کو تو ہر ایک کو چاہیئے، جتنا
بھی مہنگا ملے گا، بہر صورت روٹی کے لئے اناج
تو خریدا ہی جائے گا ... میں یہ سب کوئی نئی
باتیں نہیں بتا رہی ہوں، یہ باتیں سب لوگ
جانتے ہیں، سمجھتے ہیں، ان کو سمجھائی بھی جاتی رہی
ہیں، مگر سب سنتے ہیں اور ٹال جاتے ہیں۔

عورتیں اس معاملے میں کچھ زیادہ ہی بے پرواہ
ہوتی ہیں۔ اور بچوں کے معاملے میں بہت زیادہ
حساس اور جذباتی بھی ہوتی ہیں۔ ماں، بہن
نانی، دادی سب کو ہر بچے سے پیار ہوتا ہے۔
ہونا بھی چاہیئے۔ بلکہ پیار کی شدت کا یہ
عالم ہے کہ جو بچہ ابھی عالم وجود میں آیا نہیں
وہ اس کے تصور سے پیار کرنے لگتی ہیں۔
اور خاندانی منصوبہ بندی کے معاملے کو سنجیدگی
سے سوچنا نہیں چاہتیں یا نہیں سوچ سکتیں۔
جب تک اس مسئلے کو ملکی، قومی، معاشی نقطۂ نظر
سے نہ سوچا جائے گا سائنسی انداز میں
غور نہ کیا جائے گا یہ حل نہیں ہو سکتا۔ یا پھر
کچھ لوگ، سوچتے اس وقت ہیں، جب بچوں کی
ایک ننھی سی فوج تیار ہو چکی ہوتی ہے۔ اس
معاملے میں عورتوں کے برابر ہی، بلکہ میں تو کہوں
گی ان سے بڑھ کر مرد ذمہ دار ہیں۔ مجھے کتنے
ایسے کیس معلوم ہیں کہ عورتیں زیادہ بچے نہیں
چاہتیں مگر ان کے شوہر فیملی پلاننگ کی پروا
نہیں کرتے۔ ایک معمولی سا آپریشن کرانا ان کو
دشوار ہے اور دس بچوں کو کھلانا اور پالنا پوسنا
آسان۔ یا اکثر مرد اپنی بیویوں سے کہہ دیتے ہیں
کہ آپریشن تم کرا لو۔ جبکہ عورت کے لئے زیادہ
مشکل اور زیادہ تکلیف دہ ہوتا ہے۔

حقیقت میں یہ مسئلہ شادی کے فوراً بعد
سوچنے اور پلان کرنے کا ہے کہ آپ کو کتنے بچے
چاہئیں؟ آپ دونوں کی صحت کیسی ہے؟
آپ کے خاندانی حالات کیا ہیں؟ آپ کی
آمدنی کتنی ہے ...؟ اور ان سب کو دیکھتے
ہوئے آپ صرف ایک بچے کی ذمہ داری لے
سکتے ہیں یا دو تک برداشت کر سکتے ہیں۔ یا
اس سے زیادہ کے متحمل ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ بچہ
کوئی غلہ یا پھل نہیں کہ پیدا ہونے کے بعد معاملہ
ختم ہو جاتا ہو ــ وہ ایک جاندار، حساس،
ذی عقل و ذی ہوش وجود ہے۔ آپ کو اسے پالنا
ہوتا ہے۔ آئندہ چل کر اس کی اور بہت سی
ذمہ داریاں، شادی بیاہ، اعلیٰ تعلیم رہنے کی جگہ
... ہزاروں مسئلے ہیں۔ اگر پہلے بچے کے بعد ہی سے
ان سب مسئلوں کو سوچ کر میاں بیوی آپس
میں ذمہ داری اور خوشدلی کے ساتھ اس اہم
مسئلہ کا فیصلہ کر لیں کہ ان کو کتنے بچے اور کتنے
سال کے فرق سے ہونے چاہئیں تو وہ نہ
صرف اپنی اور اپنے بچوں کی اور اپنے گھرانے
کی بھلائی کا منصوبہ بنائیں گے بلکہ اپنے دیس
اور دنیا کے اہم مسئلے کو حل کرنے میں بھی

ہاتھ بٹائیں گے۔ بچّہ تو ایک بھی، بہت بڑی نعمت ہے۔ دو ہوں تو بھی ماں باپ کے لئے بہت خوشی کی بات ہے۔ تین تک برداشت کیا جا سکتا ہے مگر.... آج کل کے زمانے کے حالات کو دیکھتے ہوئے اس سے زیادہ بچّے وجود میں لانا نہ ان کے ساتھ انصاف ہے نہ اپنے ساتھ!

وہ زمانہ گیا جب یہ عقیدہ عام تھا کہ "جتنی روحیں دنیا میں آتی ہیں وہ تو ضرور آئیں گی" کوئی شک نہیں دین تو سب کچھ اس قادرِ مطلق کی ہے۔ اس دنیا کا ہر ذرّہ، ہر قطرہ، ہر پھول، ہر پتّہ، سورج کی ہر کرن، چاندنی کا نکھار، ہوا کی ہر لہر، بادل کا ہر ٹکڑا، ہر جاندار، ہر انسان اسی کی دین ہے۔ اس کے حکم سے پیدا ہوتا ہے کہ ہر شے جو دنیا میں ہے اس کی قدرت کا بیمثال کرشمہ ہے۔ قرآن پاک میں ہے کہ "تم ساری زندگی خدا کی نعمتوں کو گننا چاہو تو نہیں گن سکتے۔" اور بچّہ۔ بچّہ تو دنیا کی سب سے اعلیٰ ارفع، سب سے بڑی نعمت ہے جو خدا نے انسان کو ودیعت کی ہے۔ وہ خاندان کی آنکھوں کا تارا، ماں باپ کے دل کی راحت ہوتا ہے۔ مگر خدا نے انسان کو عقل کی بے بہا نعمت بھی تو دی ہے جس سے کام لے کر انسان یہ سمجھ سکتا ہے کہ اسے کتنے بچّوں کی ضرورت ہے، کتنے بچّوں کی وہ اچھی پرورش اور تربیت اور تعلیم کر سکتا ہے۔ اتنے بچّے، جو آپ کے لئے، ملک کے لئے، دنیا کے لئے، رحمت ہوں زحمت نہ ہوں!

بعض لوگ لڑکے (یا کبھی کبھی لڑکی) کی تمنا میں بچّے پیدا کرتے چلے جاتے ہیں۔ ہمارے ہاں ایک غریب عورت آتی ہے جس کے گھر میں کھانے کا ٹھکانہ بھی نہیں مگر اس کے یکے بعد دیگرے سات بیٹیاں ہو چکی ہیں اور اب "آٹھویں جان" دنیا میں آنے والی ہے۔ ہر لڑکی کی پیدائش پر اس کا میاں مارتا پیٹتا ہنگامے کرتا ہے کہ "اُسے لڑکا چاہیئے".... جیسے یہ اُس کے بس کی بات ہے۔ جیسے خدا کے کارخانے میں صرف بیوی دخل دے سکتی ہو۔

اُس کے برعکس میری ایک دوست ہیں، پڑھی لکھی، روشن خیال، نئے زمانے کے حالات اور تقاضوں سے واقف۔ فیملی پلاننگ کی اہمیت کی قائل مگر بچاری کیا کریں کہ ۵ لڑکے ہو چکے ہیں اور وہ بیٹی کی تمنا میں اب تک آبادی میں اضافہ کرنے سے باز نہیں آتیں۔ ایک صاحب کے آٹھ بچّے ہیں۔ اُن سے کہا "بھئی! آپ کی نہ اتنی حیثیت ہے نہ آپ جاہل ہیں۔ پھر یہ ؟" بڑی معصومیت سے بولے "ہم چھ سات بہن بھائی تھے۔ سب بچپن میں مر گئے۔ ایک میں اور ایک میری بہن بچی" گویا ان کا مطلب یہ تھا کہ اُن آٹھ میں سے (خدانخواستہ) دو چار پانچ مر بھی جائیں تو کچھ تو بچیں گے! اب آپ کہیئے ایسی عقل کا صرف ماتم ہی کیا جا سکتا ہے!۔

ایک بہت آسان اور عام سی بات ہے۔ آپ اپنے اردگرد نظر ڈال کر دیکھئے! امیروں کا ذکر چھوڑیئے۔ ان سے نہ ہم مخاطب ہیں نہ وہ ہمارے دائرے میں آتے ہیں لیکن متوسط اور غریب گھرانوں کے لوگوں کو اگر وہ اپنے چاروں طرف نظر ڈالیں تو یہ فرق صاف نظر آ جائے گا کہ جن لوگوں کے دو یا تین بچّے ہیں اور جن کے پانچ یا سات یا اس سے بھی زیادہ ہیں (جی ہاں یہ کوئی بہت غیر معمولی بات نہیں) ان کی زندگیوں میں کتنا فرق ہے؟۔

آپ چھوٹے سے گھر یا کوارٹر یا فلیٹ میں رہتے ہیں۔ اب اگر ایک یا دو بچّے ہیں تو آپ نسبتاً آرام سے رہ سکیں گے لیکن اتنے ہی بڑے گھر میں پانچ دس بچّے کیسے سمائیں گے؟ آپ کی آمدنی تین چار سو یا کچھ کم زیادہ ہے۔ دو ایک بچّوں والے اور پانچ سات بچّوں والے کی حالت کا فرق آپ فوراً محسوس کر سکتے ہیں.... ایک مشہور کہاوت ہے "ایک کا منہ موتیوں سے بھرا جا سکتا ہے دس کا منہ تو خاک سے بھی نہیں بھرا جا سکتا"۔ کہنے والے نے بہت گہری بات کہی ہے۔ آپ غور کریں تو اس کی اہمیت اور صداقت کے قائل ہو جائیں گے۔ بچّے کے لئے صرف مادّی ضرورتیں ہی نہیں اور بھی بہت کچھ چاہئے۔ اُسے ماں باپ کی توجہ، محبت، تربیت اور نگرانی کی بھی ضرورت ہوتی ہے بلکہ غذا سے زیادہ ہوتی ہے۔ اب زیادہ بچّے ہوں گے تو آپ کس کس کو یہ محبت اور خدمت اور توجہ دیں گے؟ جس انسان کو بچپن میں ماں باپ کی پوری توجہ اور محبت نہیں ملتی اس کو زندگی میں بہت بڑی کمی، بہت محرومی کا احساس رہتا ہے۔

پھر آج کے زمانے میں "اسٹینڈرڈ آف لیونگ" بڑھ رہا ہے۔ زندگی کا معیار اب وہ نہیں رہا جو پہلے تھا۔ آج کے بچّے گھر میں دو چار چارپائیوں، ایک دو تختوں اور ضرورت کے بُرے بھلے کپڑوں ہی سے مطمئن نہیں ہو سکتے۔ وہ گھر کو سجا بنا دیکھنا چاہتے ہیں۔ تھوڑا سہی، معمولی سہی اُس میں فرنیچر سجانا چاہتے ہیں! ریڈیو ٹرانزسٹر اب گھریلو زندگی کا جزو بن گئے ہیں۔ اسکول جانے کے لئے کم سے کم سائیکل کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ باورچی خانہ میں اگر گیس یا کوکر نہ ہو تو کم سے کم اسٹوو تو ہو۔ گھر میں بجلی تو ہو گی مگر چھت اور میز کا پنکھا بھی ہونا چاہیئے۔ اسکول میں جانے کے لئے یونیفارم کی ضرورت ہے۔ فیس اور کتابیں ضرور ہونی چاہئیں۔ وہ مانگ مانگ کر پڑھنے میں سُبکی محسوس کرتے ہیں۔ وہ شہر اور شہر سے باہر تعلیمی ٹرپ پر جانا چاہتے ہیں۔ وہ فلم دیکھنا اور ہم جماعت سہیلیوں کی دعوت کرنا چاہتے ہیں۔ غرض اس قسم کی بہت سی چیزیں ہیں جو زندگی میں اس طرح داخل ہو چکی ہیں کہ ان سے دامن نہیں چھڑایا

جا سکتا۔ اور جن بچوں کو یہ نہ ملیں وہ احساس کمتری کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اپنی محرومی اور غریبی پر کڑھتے ہیں یا باغی اور خود سر بن جاتے ہیں۔

میرا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ بچّے کی ہر جائز اور ناجائز معقول اور نامعقول خواہش اور مطالبہ ماں باپ کو ضرور پورا کرنا چاہیئے۔ نہیں اس میں بھی سوچ سمجھ کر اپنے حالات دیکھ کر اسے سمجھایا اور بتایا جا سکتا ہے۔ کون چیز ضروری ہے اور کون غیر ضروری۔ کون سا شوق جائز ہے اور کون سا ناجائز۔ کیا خواہش ہماری حیثیت کے اندر پوری ہو سکتی ہے اور کیا نہیں۔ بچّہ اگر اچھی تربیت پائے ہوئے اور سمجھدار ہے تو ضرور سمجھ جائے گا۔ مگر آپ خود غور کیجیئے کہ دو ایک بچوں کی ضرورتیں اور خواہشیں پوری کرنا نسبتاً کتنا آسان ہے بہ نسبت پانچ سات کے۔ میں نے تو یہاں تک دیکھا ہے کہ خاصے کم سن بچّے ماں باپ سے آج کل یہ کہہ بیٹھتے ہیں کہ پھر ہمیں پیدا کیوں کیا تھا۔؟ یا براہ راست یہ تک کہہ جاتے ہیں کہ آخر آپ لوگوں نے فیملی پلاننگ پر عمل کیوں نہیں کیا۔!

آج ہماری پرائم منسٹر سے لے کر بڑے سے بڑے اور چھوٹے سے چھوٹا افسر تک لوگوں کو یہ بات سمجھانے کی کوشش کر رہا ہے۔ صرف اتنا ہی نہیں ریاستیں اور افراد طرح طرح کے بہاؤ ڈال رہے ہیں۔ معمولی آدمی بھی فیملی پلاننگ کے نعرے لگا رہے ہیں۔ مگر بعض وقت یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ اکثر نعرہ باز لوگ دوسروں پر ٹھونس جاتے ہیں خود عملی زندگی میں اس کے برعکس کرتے ہیں۔ ظاہر ہے ان کی بات کا کیا اثر ہو سکتا ہے۔

پھر یہ بات ہم سب کے سمجھنے کی ہے کہ بچے ہونے کا معاملہ بہت جذباتی اور گہرے احساسات اور نفسیاتی گتھیوں سے بندھا ہوا ہے۔ اس میں جبر یا زبردستی کام نہیں دے سکتی۔ قومی راج
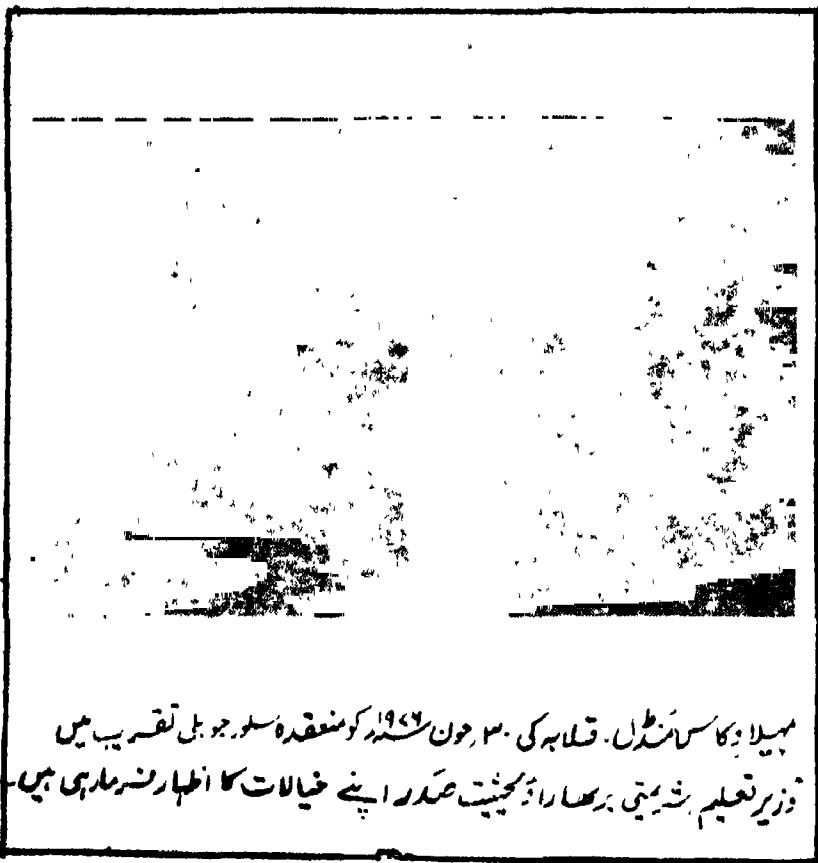
مہیلا ؤ کاس منڈل۔ قلابہ کی ۳۰ جون ۱۹۷۶ء کو منعقدہ سلور جوبلی تقریب میں وزیر تعلیم شریمتی پربھا راؤ بحیثیت صدر اپنے خیالات کا اظہار فرما رہی ہیں۔

اس سے دوسری خرابیاں پیدا ہونے کا ڈر ہے۔ افراد میں بھی اور سماج میں بھی۔ یہ بات سمجھنے اور سمجھانے کی ہے۔ ایک طرف اگر حکومتوں اور سرکاری افسروں اور سوشل ورکروں کا یہ فرض ہے کہ وہ عام لوگوں کو نرمی سے، معقولیت سے، دلائل سے، اونچ نیچ سمجھا کر، اس کی خوبیاں اور خامیاں بتا کر، اس پر آمادہ کریں اور بتائیں کہ فیملی پلاننگ کا مسئلہ ملک کا تو ہے ہی ہر گھر کا اپنا مسئلہ بھی ہے جس کو وہ خود ہی حل کر سکتے ہیں۔ تو دوسری طرف عام لوگوں میں خود یہ شعور پیدا ہونا ضروری ہے۔ جو رسالے، اخبار، اور معقول لوگوں کی بات چیت، پیدا کر سکتی ہے! جب تک لوگ اس مسئلے کی اہمیت اور افادیت سمجھ کر دل سے اس کو نہ مانیں گے..... یہ اسکیم کامیاب نہیں ہو سکتی۔

عزیزو! اب وقت آ گیا ہے کہ ہم اپنے گھر، اپنے بچوں، اپنی قوم اور اپنے ملک کی فلاح اور بہبود ہی کی خاطر، اس مسئلے کو سنجیدگی سے سوچیں اور اس پر عمل کریں اگر اس کے لئے سالوں سوچنے کی ضرورت نہیں کہ اتنے دنوں میں تو دو چار کی گنتی اور بڑھ جائے گی۔

مہاکوی ٹیگور نے کہا ہے "جو بچّہ دنیا میں آتا ہے یہ پیام لاتا ہے کہ خدا ابھی انسان سے مایوس نہیں ہوا" بے شک! مگر کس انسان سے؟ کس بچّے سے، وہی نا جو ماں باپ کی محبت کے زیر سایہ پرورش پائے، اچھی تربیت، عمدہ تعلیم حاصل کرے۔ ایسا بچّہ جو ایک طرف خاندان کے لئے باعث فخر و طمانیت ہو تو دوسری طرف اپنے ملک کے لئے سرمایۂ ناز ہو۔ جو وقت پڑنے پر اپنے دیس کے لئے جان لڑا دے اور انسانیت کے لئے جان قربان کر دے۔ بس ایسے ہی دو ایک بچے کافی ہیں۔ ▼

اورنگ آباد

دکن کا قدیم تاریخی، ثقافتی اور ادبی شہر

رشید الدین، بی۔ اے۔ (مراٹھواڑہ) مددگار مترجم (اردو) نظامتِ ترجمہ، حیدرآباد (آندھرا پردیش)

مہاراشٹر کے علاقہ مراٹھواڑہ میں یوں تو کئی ایک تاریخی مقامات ہیں[1] جو آج بھی زبانِ حال سے اپنے زمانے کی تاریخ، تہذیب و تمدن اور معاشرت کا حال بیان کر رہے ہیں۔ لیکن اورنگ آباد کو اِن میں ایک نمایاں اور مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ اس شہر نے کئی زمانے دیکھے۔ کئی حکومتیں دیکھیں اور ہر ایک کا اثر قبول کیا چنانچہ آج کا اورنگ آباد مشترکہ کلچر اور ثقافت کا ایک عمدہ نمونہ ہے۔

اورنگ آباد کی تاریخ بڑی طویل ہے اور اس میں بڑے مد و جزر پائے جاتے ہیں۔ جس زمانے میں دولت آباد میں یادو خاندان کی عظیم الشان سلطنت قائم تھی (بارہویں صدی عیسوی) اورنگ آباد ایک چھوٹا سا گاؤں تھا جس کا نام "کھڑکی" تھا۔ "کھڑک" کے معنی مراٹھی میں "چٹان" کے ہوتے ہیں چونکہ یہ شہر ایک پتھریلی زمین پر بسا ہوا ہے، اس لئے شاید اُس زمانے میں اس کا یہ نام پڑ گیا تھا۔ لیکن ملک عنبر کی قسمت کے ساتھ ہی اورنگ آباد کی قسمت بھی پلٹی۔ احمد نگر کی حکومت کے زوال کے بعد ۱۶۰۴ء میں اس کے سپہ سالار ملک عنبر نے اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ اس نے اورنگ آباد کا نام کھڑکی سے بدل کر فتح نگر رکھا اور اس کو اپنی حکومت کا پایۂ تخت بنایا۔

مَلِک عنبر کا کارنامہ

ملک عنبر نے اس شہر کی ترقی میں بہت حصہ لیا اور اسے ہر طرح آراستہ و پیراستہ کیا۔ ملک عنبر نے اس کی آبادی اپنے زمانے میں دو لاکھ تک پہنچا دی تھی۔ ملک عنبر کا اورنگ آباد کے تعلق سے جو سب سے اہم کام ہے وہ پانی کا عمدہ بند و بست ہے۔ ملک عنبر اپنے اِس کارنامے کی وجہ سے تاریخ میں ہمیشہ یاد رہے گا۔ اُس نے اُسی زمانے میں اورنگ آباد میں مٹی کے جو نل جاری کروائے تھے اُس کی مثال دنیا آج تک نہ پیش کر سکی۔ اس کی وجہ سے پانی کی اتنی افراط ہو گئی تھی کہ گھر گھر باغ نظر آنے لگے تھے اور اگر بعض انگریزوں کو تحقیق کا شوق نہ چرایا تو کوئی عجب نہ تھا کہ آج بھی اورنگ آباد کے باشندے ملک عنبر کی اس دماغی اختراع سے فائدہ اٹھاتے۔ مگر افسوس کہ بعض انگریزوں نے تحقیق کی دُھن میں وہ سارا نظام آب رسانی درہم برہم کر دیا۔ پھر بھی اُن دنوں کی ایک جیتی جاگتی مثال آج بھی "پن چکی" نامی ایک مشہور مقام پر (جس کی تفصیل آگے آئے گی) موجود ہے جہاں رات دن ہر موسم میں ایک بلند دیوار سے آبشار کے مانند پانی کی چادر گرتی رہتی ہے۔ یہ پانی ان ہی مٹی کے نلوں کے ذریعہ آتا ہے لیکن یہ اب تک معلوم نہ ہو سکا کہ یہ پانی کہاں سے آتا ہے اور اس کا کیا انتظام ہے۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ موسم گرما میں یہ چادر بہت پتلی اور مزور ہو جاتی ہے۔ لیکن موسم بارش اور سرما میں بہت

---

[1] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ راقم الحروف کا مضمون "مراٹھواڑہ دکن کی تاریخی سرزمین" مطبوعہ "قومی راج" مورخہ ۱۶ اگست ۷۵ء

موتی چھوٹی ہے اور اس کے پانی کا بہاؤ بھی بہت تیز ہوتا ہے۔

مغلوں کا قبضہ

ملک عنبر کے بعد اس کے کمزور جانشینوں کی وجہ سے دکن پر مغلوں نے قبضہ کر لیا۔ چنانچہ ۱۶۵۳ء میں اورنگ زیب اپنے باپ شاہجہاں کے دورِ حکومت میں یہاں کا صوبیدار مقرر ہوا۔

اورنگ زیب کو اپنی گوناگوں خصوصیات کی بنا پر یہ مقام بہت پسند آیا اور اس نے اپنے نام کی مناسبت سے اس کا نام "اورنگ آباد" رکھا، جو آج بھی اسی نام سے مشہور ہے۔ اورنگ زیب کو اس شہر کی آب و ہوا اور باشندوں کی شائستگی بے حد پسند تھی جس کا ذکر اس نے اپنے خطوط میں کیا ہے۔ جو "رقعاتِ عالمگیری" کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔ یہ خطوط فارسی میں ہیں۔

شاہ جہاں کے بعد جب اورنگ زیب اس زمانے کی عظیم مشرقی مملکت کا شہنشاہ ہوا تو اس نے اورنگ آباد کی طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ کی۔ گولکنڈہ اور بیجاپور دکن میں دو ایسی حکومتیں تھیں، جنھیں مغلوب کیے بغیر دکن میں مغل سلطنت مستحکم نہیں ہو سکتی تھی۔ چنانچہ وہ ان حکومتوں کو مغلوب کرنے کے لئے مستقل طور پر اورنگ آباد میں رہنے لگا اور ایک طرح سے مغل سلطنت کا پائے تخت اورنگ آباد ہی بن گیا۔ یہ زمانہ اورنگ آباد کی ترقی کا انتہائی زمانہ ہے۔ اورنگ زیب کی وجہ سے شاہی خاندان کے بہت سے افراد، امراء اور حکام یہاں چلے آئے اور یہ ایک بارونق اور مہذب شہر بن گیا۔ اس زمانے میں اورنگ آباد کی آبادی پانچ لاکھ بتائی جاتی ہے۔ اورنگ زیب نے اس زمانے میں یہاں فصیل اور دروازوں کے علاوہ بڑی اچھی اچھی عمارتیں اور مسجدیں وغیرہ تعمیر کروائیں جو آج کل تاریخی حیثیت رکھتی ہیں۔

اورنگ آباد میں اردو

اورنگ زیب کے یہاں قیام کا سب سے خوشگوار اثر اردو زبان پر پڑا اور یہاں دکنی کا اثر بالکل زائل ہو گیا اور فصیح اردو بولی جانے لگی۔

آج بھی اورنگ آباد اور اس کے اطراف و اکناف کے علاقوں کی اردو سارے دکن اور جنوبی ہند کی بول چال کی اردو سے فصیح ہے اور اس میں دکنی الفاظ بالکل نہیں ملتے۔ اس طرح یہ شمالی ہند کی اردو سے بہت قریب ہے۔

اورنگ زیب کے بعد اس کے کمزور جانشینوں کی وجہ سے مغل سلطنت کو زوال آنا شروع ہوا اور مشرق کی یہ عظیم الشان مملکت پارہ پارہ ہو گئی۔ خود غرض اور مفاد پرست امراء نے اس کی تباہی میں دل کھول کر حصہ لیا۔ چنانچہ اکثر و بیشتر صوبے خود مختار ہو گئے۔ نظام الملک آصف جاہ نے جو اس زمانے کے بہت ہی قابل اور نیک نفس سپہ سالار تھے اس بات کی بہت کوشش کی کہ مرکز میں رہ کر ایک بار پھر ہندوستان بھر میں ویسی ہی مغل تنظیم قائم کی جائے، مگر خود غرض اور مفاد پرست لوگوں کی وجہ سے وہ اپنی اس اسکیم میں ناکام رہے اور جیسا کہ اکثر ایسے موقعوں پر ہوتا ہے ان کی مخالفت شروع کر دی گئی۔

آصف جاہی سلطنت کا پایۂ تخت

چنانچہ مجبور ہو کر نظام الملک آصف جاہ نے (جن کا اصلی نام میر قمرالدین تھا) دِلّی چھوڑ دی اور دکن میں آ کر ایک خود مختار حکومت کی بنیاد ڈالی۔ اورنگ آباد کی قسمت ایک بار پھر چمک اٹھی جب کہ اسے نئی زیلی آصف جاہی سلطنت کا پایۂ تخت بنایا گیا۔ اورنگ آباد کی پرانی اورنگ زیبی شان و شوکت پھر عود کر آئی اور پھر یہاں وہی چہل پہل اور گہما گہمی نظر آنے لگی۔ ملک عنبر اور اورنگ زیب کے بعد نظام الملک اورنگ آباد کے تیسرے محسن تھے۔ ان کے بڑے فرزند ناصر جنگ بھی اورنگ آباد کی خوبیوں کے بہت والد و شیدا تھے اور اسے بے حد ترقی دینا چاہتے تھے۔ لیکن موت نے انھیں مہلت نہ دی۔ ان کے بھانجے مظفر جنگ نے ان کے خلاف بغاوت کر دی اور اسے فرو کرنے کے لئے بقول زورؔ صاحب "وہ ایسے اورنگ آباد سے نکلے کہ پھر انھیں اورنگ آباد آنا نصیب نہ ہوا"۔ کرنول میں مظفر جنگ نے انھیں دھوکے سے قتل کر دیا۔ مگر وہ بھی اپنے دوسرے ماموں نظام الملک ثانی کے ہاتھوں نہ بچ سکا اور اپنے کیفرِ کردار کو پہنچا۔ ان ہنگاموں سے نظام الملک ثانی (جو آصف جاہی خاندان کے دوسرے باقاعدہ بادشاہ سمجھے جاتے ہیں۔) اس قدر بددل ہوئے کہ انھوں نے

اپنا پائے تخت اورنگ آباد سے حیدرآباد منتقل کر دیا اور اورنگ آباد کو اپنی حکومت کا ایک صوبہ قرار دیا جس کے تحت مراٹھواڑہ کے چار ضلعے ناندیڑ، پربھنی، بیڑ اور عثمان آباد تھے۔

دوسرے نمبر پر

یہاں سے اورنگ آباد کے بُرے دن شروع ہونے ہیں۔ پایۂ تخت کی اِس منتقلی نے اورنگ آباد پر بہت بُرا اثر ڈالا اور اُس کی جو شاہی شان و شوکت تھی وہ جاتی رہی۔ بادشاہ اور حکومت کے ساتھ تمام اعلیٰ افسران اور شاہی خاندان کے ارکان اور درباری اورنگ آباد چھوڑ کر حیدرآباد چلے گئے، جس کی وجہ سے یہاں کی آبادی بہت کم ہو گئی اِدھر اُدھر کھنڈر نظر آنے لگے۔ پھر بھی آصفیہ سلطنت میں اورنگ آباد کو ایک اہم درجہ حاصل تھا اور حیدرآباد کے بعد یہ دوسرے نمبر کا شہر تھا۔

نیا ماحول

سقوطِ ریاست حیدرآباد کے بعد اورنگ آباد مراٹھی زبان کی اکثریت کا شہر ہونے کی وجہ سے مع مراٹھواڑہ کے ۱۹۵۶ء میں ریاستوں کی تنظیم جدید میں مہاراشٹر کے حصے میں آیا۔ آج کل اورنگ آباد مہاراشٹر کے ایک ڈویژن مراٹھواڑہ کا صدر مقام ہے اور نئے ماحول میں تیزی کے ساتھ ترقی کر رہا ہے۔

ہندوستان میں جتنے تاریخی مقامات ہیں اُن میں اورنگ آباد کو بھی ایک اہم مقام حاصل ہے اور ہر وقت یہاں سیاحوں کا جمگھٹا رہتا ہے۔ خصوصاً سرما کے موسم میں تو یہاں سیاحوں کا تانتا بندھا رہتا ہے۔ سرما کے موسم میں اس شہر میں دنیا کے ہر حصے کے لوگ دیکھے جا سکتے ہیں۔ ایلورا، اجنتا اور دولت آباد کو یہیں سے راستہ ہونے کی وجہ سے اِس شہر کی اہمیت اور بڑھ گئی ہے۔ یوں تو اورنگ آباد میں قدم قدم پر تاریخی یادگاریں ملتی ہیں لیکن ان میں خاص خاص چیزیں جو سیاحوں کی توجہ کا مرکز ہوتی ہیں۔ "بی بی کا مقبرہ"، "پن چکی"، "نوکھنڈہ" اور "قلعہ ارک" وغیرہ ہیں۔

دَروازے وجۂ تسمیہ

اورنگ آباد کے چاروں طرف فصیل ہے جسے اورنگ زیب نے اپنے زمانے میں مرہٹوں کے حملے سے بچاؤ کے لئے بنوایا تھا۔ شہر میں داخل ہونے کے لئے چار بڑے دروازے ہیں جو "دلی دروازہ"، "مکی دروازہ"، "پیٹھن دروازہ" اور "ظفر دروازہ" کے نام سے مشہور ہیں۔ ان دروازوں کے ناموں کا بھی ایک پس منظر ہے: "دلی دروازہ" وہ دروازہ ہے جو اجنتا کے رُخ پر ہے۔ کہتے ہیں کہ جب محمد تغلق نے دلی سے اپنا پایۂ تخت دولت آباد منتقل کیا تھا اُس وقت یہ دروازہ راستہ میں پڑتا تھا۔ اِس وجہ سے اس کا نام "دلی دروازہ" پڑ گیا جو ہندوستان کی راجدھانی دلی کے رُخ پر ہے۔ پیٹھن دکن کا مقدس مقام ہے اور چونکہ "پیٹھن دروازہ" اُس رُخ پر واقع ہے اس لئے اس کا یہ نام پڑ گیا۔ "مکی دروازہ" مکۂ معظمہ کے رُخ پر ہے اور چونکہ قدیم زمانے میں لوگ حج کے لئے اِسی راستہ سے جاتے تھے اس لئے اس کا یہ نام پڑ گیا۔ اورنگ زیب، بیجاپور اور گولکنڈہ کی ریاستیں فتح کر کے ظفر دروازے سے داخل ہوا تھا اس لئے چوتھے دروازے کا نام "ظفر دروازہ" ہے۔

دکن کا تاج محل

رابعہ دُرّانی کا مقبرہ جسے عرفِ عام میں "بی بی کا مقبرہ" کہا جاتا ہے اورنگ آباد کی سب سے اہم اور خوبصورت تاریخی عمارت ہے۔ رابعہ دُرّانی اورنگ زیب کی بیوی تھی اور اس کے سب سے بڑے بیٹے شہزادہ اعظم نے اپنی ماں کی یاد میں یہ مقبرہ بنوایا تھا۔ اس کا نقشہ اور بناوٹ بالکل تاج محل آگرہ جیسی ہے اس لئے اکثر لوگ اسے دکن کا تاج محل کہتے ہیں۔ تاج محل کی طرح یہ بھی ایک اونچے چبوترے پر واقع ہے۔ چاروں طرف چار اونچے مینار اور اطراف و اکناف باغ ہیں۔ اس کے علاوہ اس سے متصل بھی ایک ندی بہتی ہے اور پیچھے چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں ہیں جنھوں نے اِس کی خوبصورتی میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔ تاج محل کی طرح اِسے بھی دیکھنے کا لطف چاندنی راتوں میں آتا ہے۔ تاج محل میں اور اس میں اگر کچھ فرق ہے تو صرف اتنا کہ وہ پورا کا پورا سنگِ مرمر کا بنا ہوا ہے اور یہ اینٹ، پتھر اور چونے کا۔ اِس میں صرف تربت اور اس کا جنگلہ سنگِ مرمر کا ہے۔ اس کے علاوہ تاج محل میں صناعی کے اعلیٰ نمونے ہیں، لیکن یہاں وہ بات نہیں۔ پھر بھی ہم اسے تاج محل کا ایک سادہ خاکہ ضرور کہہ سکتے ہیں اور جس نے "تاج محل" نہیں دیکھا اُس کے لئے یہ عمارت ہی بہت کچھ ہے۔

پن چکی

رابعہ دُرّانی کے مقبرے کے بعد اورنگ آباد میں جو دوسری اہم تاریخی یادگار ہے وہ "پن چکی" ہے۔ یہاں مشہور بزرگ بابا مسافر شاہ کی درگاہ ہے، ایک قدیم کتب خانہ ہے ایک مسجد ہے اور دو تین بڑے بڑے ہال ہیں۔

جو مغل فن کاری کا اعلیٰ نمونہ ہیں۔ باہر کے حصے میں ایک بڑا حوض ہے جس میں ایک بلند دیوار سے چادر کی شکل میں پانی گرتا رہتا ہے۔ اس کا انتظام ملک عنبر کے زمانہ سے آج تک ویسا ہی ہے۔ ملک عنبر کے مٹی کے نلوں کی بھی ایک آخری یادگار ہے۔ اُس زمانہ میں یہاں پانی کی قوت سے ایک چکی چلتی تھی اس لئے اس مقام کا نام "پن چکی" پڑ گیا۔ اس سے بالکل متصل کھام ندی بہتی ہے۔ یہ بے حد خوب صورت اور پُر فضا مقام ہے اور دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔

قلعہ ارک

قلعہ ارک اورنگ آباد کی وہ تاریخی یادگار ہے جہاں خود اورنگ زیب مع اپنے اہل و عیال کے رہتا تھا۔ اسے اورنگ زیب نے ۱۶۹۲ء میں تعمیر کروایا تھا۔ ارک کے معنی عربی میں تخت کے ہوتے ہیں۔ یہاں بادشاہ رہتا تھا۔ اس لئے اسے قلعہ ارک کہا جاتا تھا جس کے معنی ہیں ایسا قلعہ جہاں بادشاہ کا تخت ہو یعنی جہاں بادشاہ سکونت پذیر ہو۔ یہ بہت بڑی عمارت ہے جس میں زنانہ محل، مردانہ محل، کئی دیوان خانے، ہال، کمرے حمام اور برآمدے موجود ہیں۔ اس کے علاوہ یہاں باغ اور حوض بھی موجود ہے۔ یہاں ایک مسجد بھی ہے جس میں بیٹھ کر اورنگ زیب قرآن شریف لکھا کرتا تھا یا پنکھے اور ٹوپیاں وغیرہ بنا کر اپنی روزی پیدا کرتا تھا۔ پہلے اس عمارت میں گورنمنٹ کالج قائم تھا۔

قلعہ ارک جہاں اورنگ زیب کا محل تھا وہیں توکھنڈہ نظام الملک آصف جاہ کی رہائش گاہ تھی۔ اب تو یہ بالکل کھنڈر سا رہ گیا ہے لیکن کسی زمانے میں یہ ایک عالی شان محل تھا اور تمام آصفجاہی بادشاہ اپنی تخت نشینی کی رسم اسی محل میں آکر ادا کرتے تھے کیوں کہ ان کے خاندان کے پہلے بادشاہ نے یہیں تاج پہنا تھا۔ بی بی کا مقبرہ، پن چکی، قلعہ ارک اور توکھنڈہ کے علاوہ اورنگ آباد میں اور بھی تاریخی یادگاریں ہیں جن میں سنہری محل، لال مسجد، اورنگ آباد کے غار (جو مقبرے کے پیچھے کی پہاڑیوں میں واقع ہیں) اور جامع مسجد وغیرہ شامل ہیں۔ یہاں ممتاز اہل اللہ کی بے شمار درگاہیں بھی ہیں اور بہت سے ویران گنبد بھی نظر آتے ہیں۔

ادبی حیثیت

تاریخی اور ثقافتی حیثیت سے قطع نظر ادبی لحاظ سے بھی اورنگ آباد کی بڑی اہمیت رہی ہے اور آج بھی ہے۔ اردو زبان کے اوّلین شعرا ولی، سراج، شفیق، داؤد اور سباح کا تعلق اورنگ آباد ہی سے تھا۔ قدیم زمانے کے علاوہ آج بھی اورنگ آباد میں کئی صاحبِ دیوان اور ہندوستان گیر شہرت کے مالک ادیب و شاعر موجود ہیں۔ صفی اورنگ آبادی اور سکندر علی وجد کو کون نہیں جانتا۔ نثر کے معاملے میں بھی اورنگ آباد کبھی پیچھے نہیں رہا۔ شیخ چاند جیسا محقق اور نقاد اسی سرزمین سے اٹھا تھا۔

بابائے اردو

آج سے تقریباً ۴۰ سال قبل اورنگ آباد سارے ہندوستان کا ادبی مرکز تھا۔ یہاں انجمن ترقی اردو کا دفتر واقع تھا اور اس کے اعزازی معتمد بابائے اردو مولوی عبدالحق مستقلاً یہیں رہتے تھے۔ یہاں سے انجمن کا سہ ماہی تحقیقی اور علمی رسالہ "اردو" نکلتا تھا۔ انجمن کا اپنا پریس تھا، جہاں سے بے شمار تحقیقی اور علمی کتابیں شائع ہوئیں مولوی عبدالحق صاحب کی شہرۂ آفاق "اسٹینڈرڈ انگلش اردو ڈکشنری" اورنگ آباد ہی میں مرتب اور شائع ہوئی۔

عبدالحق صاحب کو یہ شہر بے حد پسند تھا اور وہ مستقل طور پر یہیں بس جانا چاہتے تھے لیکن قسمت کو یہ منظور نہ تھا۔

اورنگ آباد نہ صرف قدیم زمانے میں اہم تھا بلکہ آج کے جدید زمانے میں بھی یہ شہر کسی طرح کم اہم نہیں ہے۔ اورنگ آباد نے بدلتے ہوئے وقت کا پوری طرح ساتھ دیا ہے۔ چنانچہ آج کے اورنگ آباد میں موجودہ شہروں کی ساری خصوصیات موجود ہیں۔ یہاں بڑی بڑی پختہ سڑکیں، اونچی اونچی عمارتیں، عمدہ اور فیشن ایبل دوکانیں اور وسیع و عریض ہوٹلیں اور تفریح گاہیں ہیں۔ یہاں اسکولوں کالجوں، دفتروں اور کارخانوں کی بھی کمی نہیں۔ ایک یونیورسٹی بھی موجود ہے، ریلوے اسٹیشن ہے، ہوائی اڈہ ہے۔ اس طرح اورنگ آباد موجودہ شہروں کی ساری خصوصیات سے لیس ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس کا تاریخی پن بھی نہیں جانے پایا ہے، بلکہ قدم قدم پر مسجدیں، گنبد اور غیر آباد علاقے ہمیں اس بات کا احساس دلاتے ہیں کہ یہ شہر اپنے دامن میں جدید کے ساتھ ساتھ قدیم تہذیب اور تاریخ کو بھی سمیٹے ہوئے ہے۔

— ✱ —

کپاس اجارہ داری وصولی اسکیم

کاشتکاروں کیلئے نعمت

مہاراشٹر اسکیم برائے اجارہ داری تحصیل کپاس کے ذریعہ ریاست میں کپاس کے ۱۱ء۹ لاکھ کاشتکاروں کو 'بچولی' کی لوٹ کھسوٹ سے نجات ملی اور انہیں اپنی کپاس کی فصل کا واجب معاوضہ ملنے لگا۔ مہاراشٹر خام کپاس (تحصیل، پروسیسنگ اور مارکیٹنگ) ایکٹ بابت ۱۹۷۱ء وضع کر کے اس اسکیم کو قانونی شکل دی گئی اور یہ اگست ۱۹۷۲ء سے جاری کی گئی۔

اسکیم کے تحت ریاست میں کپاس کی کل پیداوار ضمانتی قیمت پر حاصل کی جاتی ہے جس سے کاشتکاروں کو اپنی محنت اور کاشت میں لگائی ہوئی رقم کا یقینی اور مناسب معاوضہ مل جاتا ہے۔ حکومت ہند کے صلاح مشورے سے کپاس ایکٹ کے مطابق کپاس کی مختلف اقسام اور درجوں کے لئے ضمانتی قیمت معین کی جاتی ہے۔

اسکیم کے نفاذ سے قبل دلالوں کے ذریعہ کپاس کی فصل فروخت کی جاتی تھی جو کپاس کے کاشتکاروں سے ناجائز فائدہ اٹھاتے تھے اور انہیں ان کی پیداوار کا برائے نام معاوضہ دیتے تھے۔ کپاس ریاست کی اہم پیداوار رہی ہے لیکن اس کی فروخت میں کاشتکاروں کا مناسب حصہ نہ ہوتا تھا اور انہیں مناسب معاوضہ نہ ملتا تھا۔ کپاس کی ابتدائی قیمت خرید اور آخری قیمت فروخت کے درمیان بڑا فرق ہوتا تھا جو دلال ہتھیا لیتا تھا۔

اجارہ داری تحصیل اسکیم کے تحت کاشتکاروں کو کپاس کی واجب اور منافع بخش قیمت کی ضمانت دی گئی ہے۔ دلال کے خاتمہ سے ان کی آمدنی بڑھی ہے اور اس میں پائیداری پیدا ہوئی ہے۔

اس اسکیم کو زیر عمل لانے کے لئے مہاراشٹر اسٹیٹ کوآپریٹو مارکیٹنگ فیڈریشن ریاستی حکومت کی خاص ایجنٹ ہے۔ یہ فیڈریشن تعلقہ یا بلاک کوآپریٹو فروخت و خرید اری سوسائیٹوں کے توسط سے کام کرتی ہے، جو اس کی ذیلی ایجنٹ ہوتی ہیں۔ کپاس اولاً مختلف وصولی مراکز پر ضمانتی قیمت پر حاصل کی جاتی ہے جن کی نگرانی باضابطہ قائم شدہ زراعتی پیداوار مارکیٹ کمیٹیاں کرتی ہیں۔ فی الحال ریاست میں ایسی ۱۲۰ کمیٹیاں اور ۱۶۷ ذیلی ایجنٹ سوسائٹیاں ہیں جو اسکیم کی عمل آوری سے متعلق ہیں۔

کپاس کی تحصیل، پروسیسنگ اور اسٹوریج کے سلسلے میں سہولت کی غرض سے ریاست ۱۲ حلقہ جات اور ۱۹ ضمنی حلقہ جات میں تقسیم کر دی گئی ہے۔

ریاست میں کپاس کے کاشتکاروں کی کل تعداد ۱۱ء۹ لاکھ ہے جو ۱۳۷۰۲۲ سے زیادہ دیہاتوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ان کاشتکاروں کو ذخیرہ مرکز پر کپاس لانا پڑتی ہے جو جننگ فیکٹری، مارکیٹ یارڈ یا کسی دوسری جگہ جہاں پروسیسنگ کی سہولت نہ ہو قائم کیا جاتا ہے۔ تحصیل مرکز گاؤں یا قصبہ ہوتا ہے جو ایک یا اس سے زیادہ مرکزوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ فی الحال ریاست میں ۴۳۰ ذخیرہ مراکز اور ۱۲۵ تحصیل مراکز ہیں۔

کپاس کے ہر کاشتکار کو ایک "ہرا کارڈ" دیا جاتا ہے جس میں بیوپار کی تمام تفصیلات درج ہوتی ہیں۔ اس مقصد سے مقررہ قاعدے کے تحت کپاس کے کاشتکار کو کپاس دیتے وقت اپنا ہرا کارڈ پیش کرنا پڑتا ہے۔ گریڈر، پیش کردہ کپاس کی جانچ کے بعد اسے پسند کر لیتا ہے۔ ایک کاشتکار کو ایسے وصولی مرکز سے منسلک کیا جاتا ہے جو اس کے گاؤں سے ۳۰ کلومیٹر کے اندر واقع ہو۔ کپاس کا درجہ، ہر قسم کی خصوصیات مثلاً ریشہ کی لمبائی جننگ تناسب اور نمی وغیرہ کے لحاظ سے مقرر کیا جاتا ہے۔ پروسیسنگ کے بعد کپاس کو اچھی طرح دبا کر گانٹھیں تیار کی جاتی ہیں جو رجسٹرڈ کپاس کے تاجروں یا ٹیکسٹائل ملوں کو براہ راست سودا طے کر کے فروخت کی جاتی ہیں۔ اس طرح جننگ کے بعد حاصل ہونے والا بنولہ مندرج

خریداروں کو نیلام کیا جاتا ہے۔

سنہ ۷۳-۱۹۷۲ء میں یعنی نفاذ کے اول سال ۷۶٫۵۷ لاکھ کوئنٹل خام کپاس ضمانتی قیمت پر حاصل کی گئی۔ اس کی قیمت ۱۳۳٫۴۸ کروڑ روپے تھی۔ بنولہ اور پوری طرح تیار گانٹھوں کی آخری قیمت فروخت ۱۷۴٫۴۱ کروڑ روپے تھی۔ کوآپریٹیو مارکیٹنگ کے ذریعہ فاضل آمدنی ۴۰٫۱۷ کروڑ روپے تھی۔ اس میں سے ۱۵٫۳۲ کروڑ روپے کی رقم کاشتکاروں کو ضمانتی قیمت پر بونس کی شکل میں واپس دے دی گئی۔

اس کے بعد کے سال یعنی سنہ ۷۴-۱۹۷۳ء میں حکومت کو وسط جنوری سنہ ۱۹۷۴ء سے خام کپاس کے لئے زائد ضمانتی قیمت کی مانگ اور اس کے بعد ایجی ٹیشن کے سبب سے عارضی طور پر یہ اسکیم روک دینا پڑی۔ نفاذ کی محدود مدت کے دوران ۹٫۷۰ لاکھ کوئنٹل کپاس وصول کی گئی جس سے ۸٫۸۱ لاکھ گانٹھیں تیار ہوئیں۔ ضمانتی قیمت کے حساب سے حاصل کی گئی فصل کی قیمت صرف ۲۳٫۹۳ کروڑ روپے تھی اس کے باوجود فروخت کی کارروائی سے ۱۰٫۷۶ کروڑ روپے کی خاصی فاضل آمدنی ہوئی جس میں سے ۸٫۰۷ کروڑ روپے ضمانتی قیمت کے علاوہ کاشتکاروں کو بطور بونس واپس کر دیئے گئے۔

بہرحال ریاست میں کپاس کے کاشتکاروں کے تمام طبقات کی جانب سے یہ اسکیم دوبارہ جاری کرنے کے پُرزور مطالبہ پر جولائی سنہ ۱۹۷۴ء میں یعنی چھ ماہ کے تعطل کے بعد اسے پھر جاری کر دیا گیا۔

سال سنہ ۷۵-۱۹۷۴ء کے دوران ۹۸٫۹۰ لاکھ کوئنٹل کپاس ضمانتی قیمت پر حاصل کی گئی، جس کی قیمت ۲۹۰٫۴۵ کروڑ روپے تھی۔ اس کپاس کی پروسیسنگ کے بعد ۵۹٫۲۲ لاکھ کوئنٹل بنولہ حاصل ہوا اور ۱۷٫۵۶ لاکھ گانٹھیں تیار کی گئیں۔

وزیر صنعت، شری نریندر تریڑ کے ۱۰ر جون سنہ ۱۹۷۶ء کو ’مینگنیز اُور‘، رام ڈونگری کان کا افتتاح کرتے ہوئے نظر آرہے ہیں۔

اس سال حکومت ہند کی محدود کریڈٹ پالیسی کے سبب ریزرو بینک آف انڈیا کافی سرمایہ مہیا نہ کر سکا۔ لہٰذا اسکیم کو سنہ ۷۶-۱۹۷۵ء سال کے اوائل میں بھی بڑی مشکلات پیش آئیں۔ لیکن کاشتکاروں نے اسکیم کے بنیادی فوائد کو سمجھ لیا اور اُن کی جانب سے حمایت و تعاون نیز حکومت ہند کے ہمدردانہ رویّہ کے باعث اسکیم جاری رہی۔

۷۶-۱۹۷۵ء کے دوران وہ مالی مشکلات موجود رہیں جو سال کے شروع میں پیش آئی تھیں۔ لہٰذا وصولی قدرے تاخیر سے یعنی نومبر سنہ ۱۹۷۵ء میں شروع ہوئی۔ تقریباً ۴۰ لاکھ کوئنٹل کپاس حاصل کی گئی۔ ضمانتی قیمت کے حساب سے فروری سنہ ۱۹۷۶ء کے اختتام تک اس کی قیمت ۱۰۴ کروڑ روپے تھی۔ اس میں سے ۶۰ فیصد کپاس پروسیس کی گئی جس کے بعد ۵٫۴۱ لاکھ گانٹھیں تیار کی گئیں اور ۱۰٫۷۰ لاکھ کوئنٹل بنولہ حاصل ہوا بنولہ ۲۸٫۲۶ کروڑ روپے میں بیچا گیا اور ۵٫۸۵ لاکھ گانٹھوں ۲۷٫۶۱ کروڑ روپے میں فروخت کے لئے ٹھیکہ ہو گیا ہے۔

پورے چار سال میں اسکیم کی ترقی پر نظر ڈالنے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ سخت کٹھنائیوں کی مختصر مدت کو چھوڑ کر یہ اسکیم کپاس کے کاشتکاروں کے لئے ایک نعمت ثابت ہوئی ہے۔ اول دو سال میں اس سے فی الحقیقت کل ۱۸٫۳۱ کروڑ روپے کا منافع ہوا جس میں سے ۲۳٫۳۹ کروڑ روپے کاشتکاروں کو بطور بونس دیئے گئے، ضمانتی قیمت کی ادائیگی اس کے علاوہ ہے۔

حکومت نے پرانی اور نئی کپاس کے سلسلے میں سنہ ۱۹۷۴ء اور سنہ ۷۶-۱۹۷۵ء کے دوران اسکیم کی ترقی پر نظر ثانی کی اور یہ اعلان کیا کہ دونوں سالوں کے لئے کپاس کے کاشتکاروں کی بقایا رقم ماہ مئی اور جون میں بیباق کر دی جائے گی۔

تاریخِ ترقی کا نیا موڑ آیا — انسان طلسمِ فلکی توڑ آیا
اُڑ جائیں فرشتوں کے جہاں ہوش و حواس — انسان وہاں نقشِ قدم چھوڑ آیا

پیشانی پہ لے کر نئے بل آئے ہیں — دم دے کے اجل کو بھی نکل آئے ہیں
کیوں ایسے دوانوں کو نہ دوں دادِ جنوں — جو چاند کے صحرا میں ٹہل آئے ہیں

گو ہاتھ فقط مُشتِ غبار آیا ہے — تاریخ کے سینے پہ ابھار آیا ہے
چندا کے مسافروا تمہارے دم سے — بیتی ہوئی صدیوں پہ نکھار آیا ہے

خطرے ہیں جہاں پاؤں وہاں رکھتا ہوں — بوڑھا ہوں مگر عزم جواں رکھتا ہوں
رفتارِ سفر دیکھ مری عمر نہ دیکھ — جمتے ہوئے خوں کو بھی رواں رکھتا ہوں

رنگت جو نئے خوں سے عیاں ہوتی ہے — سُرخی وہ بڑھاپے میں کہاں ہوتی ہے
جینے کی دعائیں دو بزرگانِ وطن — بھارت کی نئی نسل جواں ہوتی ہے

رُک جائے گا چڑھتا ہوا دریا دل کا — کیوں دائرہ محدود کروں منزل کا
سب کچھ ہے مرا مستقبلِ زریں تسلیم! — ہے حال ہی وہ بھی کسی مستقبل کا

زخمِ غم و آلام کا منہ سینے دو — فطرت کے مناظر کی قسم جینے دو
کلیوں کی پیالی میں تو پی بھونروں نے — پھولوں کے کٹوروں میں مجھے پینے دو

گلرنگ نظر سے وہ شگوفے چھوٹے — رندانِ قدح خوار کے چھکے چھوٹے
بے دام و درم مل گئی پینے کو نذیر — بڑھتی ہوئی مہنگائی میں سستے چھوٹے

دوستی

رباب جعفری ۔ ۱۰۱ سیتا محل، بومن جی پیٹٹ روڈ، بمبئی ۴۰۰۰۳۶

"یہ کیا کام ہو رہا ہے"؟

رخسانہ کام میں مصروف تھی اندرا کی آواز سن کر چونک پڑی۔ "ارے تم کب آئیں؟ مجھے اپنے آنے کی خبر دی ہوتی تو میں تم کو لینے کے لئے اسٹیشن آتی۔"

"ایسے ہی اچانک ملنے میں مزا آتا ہے۔ دوسرے اگر میں تم کو اطلاع کر کے آتی تو یہ بے وقت تم کو سلائی کرتا ہوا نہ دیکھتی۔" اندرا نے ذرا بگڑ کر کہا۔

"اچھا بیٹھو گی یا کھڑے کھڑے غصہ کرتی رہو گی؟" رخسانہ نے اندرا کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھا لیا۔

"منہ ہاتھ دھو کر سفر کی تھکان اتار لو تھکن تو اتری نہیں اور غصے کا پارہ چڑھ گیا۔"

"کمال ہے رخسانہ! تمہاری ہمت پر، گھر کا سب کام، بچوں کی پرورش، اس کے بعد دوپہر میں سلائی کرتی ہو۔ اس وقت کیا سی رہی ہو؟"

"قریب کے کارخانے سے کچھ چادریں سلائی کے لئے آئی تھیں وہی سی رہی ہوں۔"

اس وقت تو کارخانے اور آفس میں بھی کام کرنے والی عورتوں کو چھٹی دی جاتی ہے ایک تم ہو کہ بالکل آرام نہیں کرتی ہو، تم کو کھانے کے بعد ضرور آرام کرنا چاہئے۔ یہ سلائی کا وقت نہیں ہے۔"

"یہ تم ٹھیک کہتی ہو کہ آفس میں کام کرنے والی عورتوں کو آٹھویں ماہ میں چھٹی دیدی جاتی ہے لیکن گھر میں چھٹی پانا بہت مشکل ہے پھر گھر کے حالات بھی تو ایسے نہیں ہیں کہ میں کام نہ کروں۔"

"فرید بھائی اب کیا تنخواہ پاتے ہیں؟"

"مجھے تو گھر کے خرچ کے لئے تین سو روپے دیتے ہیں، خبر نہیں پڑتی کہ یہ روپیہ کہاں ختم ہو جاتا ہے۔ اب یہ پانچویں مصیبت اور آنے والی ہے۔ اس کے لئے بھی تو کچھ انتظام کرنا ہے۔"

"خدا نہ کرے کہ یہ بچہ مصیبت ہو ایسی بری فال منہ سے کیوں نکالتی ہو؟" رخسانہ کی ساس نے کروٹ بدل کر کہا۔

"ہم آٹھ آدمی کس مصیبت اور تکلیف سے زندگی گذارتے ہیں یہ تو آپ بھی دیکھتی ہیں اماں جان! آپ کے لئے دوائیں تک بھی پوری نہیں آ سکتیں، اگر یہ بچے پے در پے نہ ہوتے تو میں باہر کام کر کے فرید کے بوجھ کو ہلکا کر سکتی تھی۔ ان بچوں کی وجہ سے میرا بی اے پاس کرنا بے کار ہو گیا۔"

"بچے گھر کی رونق اور خدا کی دی ہوئی نعمت ہیں، تم کو خدا کا شکر ادا کرنا چاہیئے جس نے پیدا کیا ہے وہ کھانے کو بھی دیگا۔ خدا کی رحمت سے کبھی ناامید نہ ہونا چاہئے۔"

"یہ نعمت خداوندی سر آنکھوں پر اماں جان! لیکن نہ ان کی تعلیم کے لئے روپیہ ہے اور نہ اچھی طرح سے پرورش کے لئے، اعلیٰ تعلیم کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔"

"جب پیسوں کی اس قدر کمی ہے تو بچوں کو انگریزی اسکول میں کیوں داخل کیا؟ خیر! تمہارا جو دل چاہے کرو، بچوں کو انگریزی اسکول میں پڑھاؤ، نند کو بی ایس سی کراؤ، میرے پیر بیکار نہ ہوتے تو شاید مجھے بھی عورتوں کی یونیورسٹی میں داخل کر دیتیں۔" رخسانہ کی ساس نے اندرا سے کہا۔ یہ بات سن کر دونوں ہنس پڑیں۔

"میں سب تکلیف برداشت کر سکتی ہوں لیکن ان بچوں کو تعلیم ضرور دلاؤں گی تاکہ جب میں اس دنیا سے جاؤں تو ان کو اس قابل بنا کر جاؤں کہ یہ دوسروں کے دست نگر نہ ہوں اور سماج پر بوجھ نہ بنیں، میرے بعد یہ بچے اپنے دل میں یہ نہ سوچیں کہ ماں باپ نے ہم کو پڑھایا نہیں۔"

"اسی وجہ سے تم تمام دن مشین کی طرح سے کام کرتی ہو؟ دوپہر میں بھی ایک گھنٹہ آرام نہیں کرتی ہو؟"

"اس مرتبہ تو میں نے آپریشن [illegible] ہے۔" رخسانہ نے اندرا کی طرف مڑ کر کہا۔

"کیا کہا! اپنے آپریشن کا فارم بھر دیا؟"

"جی ہاں" رخسانہ نے اطمینان سے جواب دیا۔

"تم نے مجھ سے پوچھا اور نہ میاں سے

مشورہ کیا ہوگا؟"

"اِس میں پوچھنے کی کیا بات تھی؟ کیا آپ مجھے اس کام کی اجازت دے دیتیں؟"

"میں کسی ایسے کام کی اجازت نہیں دے سکتی جو گناہ عظیم ہو۔ ہمارے وقت میں ایسے کام قانونی جرم تھے۔" ساس نے غصے سے کانپ کر کہا۔

"اب حکومت نے یہ قانون بنا دیا ہے کہ عورت دو یا تین بچوں کے بعد اپنا آپریشن کرا سکتی ہے، بلکہ آپریشن کرانے والی عورت کو انعام میں روپیہ بھی ملتا ہے۔ دنیا کی آبادی بے تحاشا بڑھ رہی ہے۔ اگر ہم اس بارے میں نہیں سوچیں گے تو اسی طرح دنیا کی آبادی میں اضافہ ہوتا رہے گا۔"

"اچھا اب حکومت خدا کے کاموں میں بھی مداخلت کرتی ہے؟ آج فرید آئیں گے تو ان سے پوچھوں گی کہ تم نے بیوی کو اس قدر آزادی دے دی ہے کہ وہ اتنا بڑا کام اپنی مرضی سے کرا سکتی ہے۔"

"اماں جان! آپ ناحق خفا ہو رہی ہیں بچے مجھے پالنے پڑتے ہیں یا فرید کو؟ وہ تو اکثر آفس سے تھکے ہوئے آتے ہیں اور بچے کسی بات پر شور یا ضد کرتے ہیں تو وہ جھنجلا کر کسی بچے کو مار دیتے ہیں، بچوں کو مارنا مجھے بالکل پسند نہیں ہے۔" پھر اس عمر میں اگر بچوں کو اچھی غذا نہ ملے اور اُن کی نگہداشت اچھی طرح نہ کی جائے تو بچے زندگی بھر دُکھ جھیلتے ہیں، جب پرورش اور تعلیم کے لئے روپیہ نہیں ہے تو کیا ضرورت ہے کہ بچوں کی لین ڈوری لگا دی جائے۔" یہ کہہ کر رخسانہ ہنس پڑی۔

اندرا کو رخسانہ کی یہ خوش مزاجی بہت پسند آئی۔

"یہ تم نے بہت اچھا کیا کہ آپریشن کا طے کر لیا۔ دو چار دن میں سب کے موڈ ٹھیک ہو جائیں گے۔"

"بڑی اچھی رائے دے رہی ہو اپنی دوست کو۔" رخسانہ کی ساس پھر غصّے سے لال ہو گئی۔

"اسی وجہ سے میں پڑھی لکھی بہو لانے کے خلاف تھی۔ لیکن فرید کو بی اے پاس بیوی چاہئے تھی سو وہ مل گئی۔ میرے دیور کی بہو کو دیکھو! اس وقت ماشاءاللہ ۹ بچوں کی ماں ہے اور خیر سے دسویں کی اُمید سے ہے، پر کیا مجال کہ اُس بچی نے کبھی شکایت کی ہو، وہ تو کہتی ہے کہ خدا نے کسی کو روپے کی دولت دی ہے اور مجھے اولاد کی دولت عطا کی ہے۔"

"لیکن کبھی آپ نے ان بچوں کی حالت پر بھی غور کیا ہے، دو کو ٹی بی ہے اور ایک بچے کو پولیو ہے، ماں باپ میں اتنے بڑے بڑے علاج کی طاقت نہیں ہے، وہ تو کہئے کہ بمبئی کے جنرل اسپتالوں میں بہت اچھا علاج ہوتا ہے، جب نیا بچہ پیدا ہوتا ہے تو میں اُسے سمجھاتی ہوں کہ بچوں کے پولیو وغیرہ کے انجکشن لگوا دو اسپتال میں مفت انجکشن لگ جاتے ہیں۔"

"کیا وہ بچوں کو کسی قسم کے انجکشن نہیں لگواتی ہے۔؟" اندرا نے حیرت سے پوچھا۔

"وہ تو مجھے یہ جواب دیتی ہے کہ بھابی! یہ تمہارا ہی کلیجہ ہے کہ تم ننھی ننھی جانوں پر ظلم کرتی اور اُن کو طرح طرح کے انجکشن لگواتی ہو، میں اپنے بچوں پر یہ ظلم نہیں کر سکتی۔ خیر چھوڑو ان باتوں کو سب کو اپنا اپنا اختیار ہے کہ جس طرح چاہے وہ اپنے بچوں کو پالے۔"

رخسانہ نے مشین بند کر دی اور اندرا کے ساتھ بالکنی میں جا کر بیٹھ گئی۔

"تم بہت دنوں بعد آئی ہو۔ اب میں تم کو رات تک نہیں جانے دوں گی۔ رمیش بھیا کیسے ہیں۔ وہ ساتھ کیوں نہیں آئے؟"

"رمیش ابھی کلکتہ میں ہیں، دو چار دن میں یہاں آ جائیں گے۔ اب وہ اپنی بزنس یہاں پر ہی شروع کرنے والے ہیں۔"

"یہ تو تم نے بہت اچھی خبر سنائی، اب ہم دونوں ایک شہر میں رہیں گے۔"

"تم کشمیر کب جا رہی ہو؟"

"میں موسم بہار میں جانا چاہتی ہوں میں نے کشمیر کا بہار کا موسم نہیں دیکھا ہے۔"

"وہاں یہ موسم بہت دلکش ہوتا ہے۔ چاروں طرف پھول ہی پھول کھلے ہوئے نظر آتے ہیں، گلاب کی خوشبو سے ہوا بسی ہوئی ہوتی ہے واقعی دنیا کی جنت ہے۔" "میں سوچ رہی ہوں کہ اس سال میں تمہارے تینوں بڑے بچوں کو اپنے ساتھ کشمیر لے جاؤں، کیوں رخسانہ؟"

"تین تین بچوں کو کہاں لے کر جاؤ گی؟"

"میں نے تم کو تین چار خط لکھے لیکن تم نے ایک خط کا بھی جواب نہیں دیا۔" اندرا نے گفتگو کا رخ بدلتے ہوئے کہا۔

"کیا جواب دوں؟ میں اور فرید اکثر اُس موضوع پر بات کرتے ہیں۔"

"یہ ہی وجہ میں پوچھ رہی ہوں؟"

"میرے اور تمہارے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، لیکن میں اماں جان کے مزاج سے گھبراتی ہوں وہ میرے آپریشن کرانے پر اس قدر خفا ہیں اگر تمہاری خواہش پوری کرتی ہوں تو کفر کا فتویٰ مل جائے گا اور رُو رُو کر اپنی جان دے دیں گی، وہ میرے بچوں سے بے پناہ محبت کرتی ہیں۔"

"میں نے صرف تمہاری اور تمہارے بچوں کی محبت میں تمہارے سامنے والی بلڈنگ میں فلیٹ خریدا ہے۔ رمیش تو کسی دوسری جگہ رہنا چاہتے تھے۔"

رخسانہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"تم چپ کیوں ہو گئیں رخسانہ؟" کالج کے زمانے میں ہم دونوں ایک جان دو قالب کہلاتے تھے، لیکن آج تم مجھ کو غیر سمجھ رہی ہو

یا پھر رُلا دینے والی دوست سمجھ کر مجھ سے گریز کر رہی ہو؟ میرے لئے تو تم وہی پیاری رخسانہ ہو جس کے بغیر میں کھانا نہیں کھاتی تھی۔"
خدا گواہ ہے اندرا! کہ میری محبت میں کوئی فرق نہیں پڑا ہے۔ پھول کی پتیاں بکھر جاتی ہیں لیکن خوشبو جدا نہیں ہوتی۔"
"پھر تم چپ کیوں ہو گئیں؟"
"بات یہ ہے کہ میری چھوٹی بہن ثمینہ کے کبھی اولاد نہیں ہے۔ اُس نے اماں جان سے کہا تھا کہ میں دو بچوں کو گود لینا چاہتی ہوں، یہ بات سن کر اماں جان نے ہنگامہ برپا کر دیا، میں تو خاموش رہی۔ فرید اور ثمینہ نے بڑی خوشامد کر کے اُن کو چپ کرایا، ثمینہ کی خالی گود دیکھ کر مجھے بہت ترس آتا ہے، میں نے اور فرید نے طے کیا ہے کہ جو بچہ پیدا ہوگا اُس کو اور اُس سے بڑے بچے کو ثمینہ کو دیدوں گی بچے ہر وقت نگاہوں کے سامنے رہیں گے وہ پیار سے پالے گی، بڑے بچوں کے دینے کے میں خلاف ہوں، کیوں کہ جب یہ بڑے ہوں گے تو اپنے دل میں سوچیں گے کہ ماں باپ نے روپے کی خاطر ہم کو خالہ کو دے دیا بچپن کے نقوش کبھی دل سے نہیں مٹتے، میں کیسی ماں ہوں کہ اپنے بچے خود ہی بانٹ رہی ہوں؟" یہ کہتے کہتے رخسانہ کی بڑی بڑی آنکھوں سے آنسو رخساروں پر چھلک گئے "یقین کرنا اندرا کہ جب بچوں کو اپنے سے الگ کرنے کی سوچتی ہوں تو میرا دل کانپ جاتا ہے۔"

"اس وقت تم بہت جذباتی ہو رہی ہو۔ ایک طرح سے تمہارا یہ سوچنا ٹھیک بھی ہے۔ تمہارے سینے میں ایک ماں کا دل دھڑکتا ہے لیکن اس میں کوئی حرج نہیں ہے، میری بہن نے اپنا پہلا بیٹا ہمارے بھتیا کو دیدیا، قابلِ تعریف تو اُس کی ساس ہے۔ اُس نے میری بہن سے کہا "بہو تم نے ایک خالی گود کو آباد کیا ہے بھگوان تمہاری گود کو بھری پری رکھے گا۔" لیکن تمہاری ساس تو کاٹنے کو دوڑتی ہیں، میں نے تو آج اِن کا غصہ دیکھا، بھگوان جانے تم کیسے اِن کو برداشت کرتی ہو؟"
"وہ مزاج کی بُری نہیں ہیں بہت اچھی اور محبت کرنے والی ہیں، لیکن پیروں کی معذوری کی وجہ سے چڑچڑی ہو گئی ہیں۔ کبھی کبھی اپنی بیٹی نفیسہ کی تعلیم پر مجھ سے خفا ہو جاتی ہیں۔ میں سوچتی ہوں کہ نفیسہ ذہین لڑکی ہے کسی طرح سے پی ایس سی کر لے [illegible] طبیعت [illegible] مجھے تو اُس سے اپنے بچوں [illegible] سی محبت ہے۔ پھر اماں جان کی زندگی کے یہ آخری دن ہیں وہ آرام سے گذر جائیں، میں کسی طرح سے ان کی دل آزاری نہیں کرتی ہوں وہ بھی مجھ سے سب آدمیوں پر جان چھڑکتی ہیں۔"
اندرا رخسانہ کو پیار بھری نظروں سے دیکھنے لگی۔

"رخسانہ تم ایک خالی گود کو بھر سکتی ہو اور دوسری خالی گود کو سونا دیکھ کر تم کو دکھ نہیں ہوگا؟ تمہاری ساس کا مزاج اور تمہارے جذبات کو میں سمجھتی ہوں اور اِن جذبات کی میں قدر کرتی ہوں، اس لئے میں نے پہلے ہی یہ سوچا ہے کہ تمہارے دو بچوں کے کل اخراجات میں برداشت کروں گی۔ بچے تمہارے پاس رہیں گے بس روزانہ میرے پاس آیا کریں گے تم صرف اپنی زبان سے ایک بار یہ کہہ دو کہ یہ دونوں بچے "تمہارے" ہیں۔" یہ کہتے ہوئے اندرا رو پڑی۔ رخسانہ نے بے تاب ہو کر اپنی دوست اندرا کو گلے سے لگا لیا۔

"تم اپنا دل چھوٹا کیوں کرتی ہو؟ اندرا! یہ بچے تمہارے ہیں، لو اب خوش ہو جاؤ، یہ خوبصورت آنکھوں سے برستے ہوئے موتی میری ساری کے آنچل میں بھر دو۔"

وزیرِ تعلیم شریمتی پربھا راؤ ۲۹ جون [illegible] کو سیکولالیہ میں کمار [illegible] کملا کرش، بن ہٹی ہدرس ہائی اسکول، ناگپور سے ہاتھ ملا کر انہیں ایس ایس سی امتحان میں اوّل آنے پر دلی مبارکباد دے رہی ہیں۔

از:- شریمتی نیلا مول کاؤنکز

لازمی نس بندی فی الحال ضروری کیوں؟

فی الحال ہندوستان کو درپیش مسائل میں آبادی میں دھماکہ خیز اضافہ کا مسئلہ سب سے زیادہ تشویشناک ہے اور دیس کو لاحق اس خطرے کے تدارک کے لئے فوری اقدامات کی ضرورت ہے۔

اس دیس کی آبادی ۲ فیصد کی تشویشناک شرح سے بڑھ رہی ہے۔ ۱۹۶۸ء میں آبادی لگ بھگ ۵۱۵ ملین تھی جو اس سال ۶۰۰ ملین سے بھی اوپر ہو گئی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہندوستان میں ہر سال ۲۱ ملین سے بھی زیادہ بچے یعنی ایک حساب سے ایک ماہ میں اوسطاً ۱٫۷۵ ملین یا ایک دن میں ۵۸،۳۳۳ یا ایک گھنٹے میں ۲۴۳۰ یا ہر منٹ میں ۴۰ بچے پیدا ہوتے ہیں۔

یہ صورت حال یقیناً تشویشناک ہے اور اس اضافہ آبادی کو روکنے کے لئے زبردست خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کی ضرورت ہے جس میں سرگرم کارکن حصہ لیں۔ ہندوستان میں تعلیم یافتہ طبقہ خاندان کو دو یا تین بچوں تک محدود رکھنے کی اہمیت سمجھتا ہے۔ البتہ دیہی علاقوں میں خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کو پوری تندہی سے زیر عمل لانے کی ضرورت ہے۔

نس بندی اب ضروری کیوں؟

ترغیب اور تحریک یہ دونوں طریقے آزمائے جا چکے ہیں۔ گو خواتین کے معاملے میں یہ اندازہ ہو کہ انھیں بآسانی خاندان محدود رکھنے پر آمادہ کیا جا سکتا ہے۔ لیکن مرد کے معاملے میں یہ اتنا سہل نہیں ہے۔ لازمی نس بندی کا مردوں پر یقیناً نفسیاتی ردِ عمل ہوتا ہے۔ لیکن قومی مفاد کی خاطر صورت حال سختی کی متقاضی ہے۔ ہمیں ذرا تحمل سے یہ سوچنا چاہئے کہ آبادی میں اضافہ کی موجودہ شرح کے حساب سے ہندوستان کے لئے یہ کیسے ممکن ہوگا کہ مزید آبادی کے لئے کافی غذا، مناسب کپڑا، موزوں مکان، طبی سہولتیں، تعلیم اور روزگار مہیا کر سکے۔ کیا آئندہ نسلوں کو زندگی کی بنیادی سہولتوں اور آسائشوں سے محروم رکھنا جائز ہے۔؟

پیدائش اور موت قدرتی امر ہے لیکن ہندوستان میں اِن دونوں کے تقابل سے یہ تعجب خیز انکشاف ہوتا ہے کہ ۷۱-۱۹۶۱ء کے درمیان فی ہزار شرح پیدائش ۴۱٫۱ تھی جبکہ اسی مدت میں شرح اموات ۱۸٫۹ تھی۔ مزید برآں حکومت نے طبی اسقاط حمل کو بھی قانوناً جائز قرار دیا ہے۔ حال ہی میں یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ شادی کے لئے عمر کی حد بڑھا دی جائے۔ لیکن یہ اقدامات بھی کافی نہ ہوں گے اور اِن سے شرح پیدائش گھٹ کر ۲۵ فی ہزار نہ ہو سکے گی لہذا ایک یا دوسرے مرحلے پر لازمی نس بندی کی ضرورت ہے تاکہ خاندان زیادہ سے زیادہ تین بچوں تک محدود رہے۔

حکومت مہاراشٹر نے ریاستی مجلس قانون ساز میں جو بل پیش کیا ہے اس کا مقصد کسی بھی حال میں یہ نہیں ہے کہ کسی بھی فرد کے

یومِ جمہوریہ ۱۹۷۶ء

منائیں خوشی مل کے سب دیس باسی — کہ جینا نہیں اب کسی کی بھی داسی
کرن آس کی جب کہ بھارت میں پھوٹی — ہٹی سب کے چہروں سے پہلی اداسی
مخالف ستاروں نے بھی منہ کی کھائی — موافق ہمارے ہوئی جبکہ راسی
غلامی کی کیا یاد آزادیوں میں ؟ — یہ ہے بات تازہ ، خبر ہے وہ باسی
غلامی کی تکلیف کو بھول جائیں — خوشی سے رہیں مل کے سب دیس باسی
تمنائیں پوری ہوئیں اندرا سے — نہیں نام کو بھی کہیں اب اداسی
تھا ۲۶ کو اُس ... سوچیں وفا کیوں ؟ — کہ ہم تو ہیں بھارت کے سچے نواسی

پروفیسر ایم ایل سکسینہ دقا امروہوی

...ناک ہے اور دیس کو لاحق اس خطرے کے تدارک کے لئے فوری اقدامات کی ضرورت ہے۔

اس دیس کی آبادی ۲ فیصد کی تشویشناک شرح سے بڑھ رہی ہے۔ ۱۹۶۸ء میں آبادی لگ بھگ ۵۱۵ ملین تھی جو اس سال ۶۰۰ ملین سے بھی اوپر ہو گئی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہندوستان میں ہر سال ۲۱ ملین سے بھی زیادہ بچے یعنی ایک حساب سے ایک ماہ میں اوسطاً ۱.۷۵ ملین یا ایک دن میں ۵۸,۳۳۳ یا ایک گھنٹے میں ۲,۴۳۰ یا ہر منٹ میں ۴۰ بچے پیدا ہوتے ہیں۔

یہ صورت حال یقیناً تشویشناک ہے اور اس میں اضافہ آبادی کو روکنے کے لئے زبردست خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کی ضرورت ہے جس میں سرگرم کارکن حصہ لیں۔ ہندوستان میں تعلیم یافتہ طبقہ خاندان کو دو یا تین بچوں تک محدود رکھنے کی اہمیت سمجھتا ہے۔ البتہ دیہی علاقوں میں خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کو پوری تندہی سے زیرِ عمل لانے کی ضرورت ہے۔

پَون راج

نس بندی اب ضروری کیوں ؟

ترغیب اور تحریک یہ دونوں طریقے آزمائے جا چکے ہیں۔ گو خواتین کے معاملے میں یہ اندازہ ہوا کہ انھیں بآسانی خاندان محدود رکھنے پر آمادہ کیا جا سکتا ہے۔ لیکن مرد کے معاملے میں یہ اتنا سہل نہیں ہے۔ لازمی نس بندی کا مردوں پر یقیناً نفسیاتی ردِ عمل ہوتا ہے۔ لیکن قومی مفاد کی خاطر صورت حال سختی کی متقاضی ہے۔ ہمیں ذرا تحمل سے یہ سوچنا چاہئے کہ آبادی میں اضافہ کی موجودہ شرح کے حساب سے ہندوستان کے لئے یہ کیسے ممکن ہوگا کہ مزید آبادی کے لئے کافی غذا، مناسب کپڑا، موزوں مکان، طبی سہولتیں، تعلیم اور روزگار مہیا کر سکے۔ کیا آئندہ نسلوں کو زندگی کی بنیادی سہولتوں اور آسائشوں سے محروم رکھنا جائز ہے۔ ؟

پیدائش

لیکن ہندوستان میں
یہ تعجب خیز انکشاف
کے درمیان فی ہزار شرح
اسی مدت میں شرح
مزید برآں حکومت
بھی قانوناً جائز
میں یہ فیصلہ کیا گیا
کی حد بڑھا دی گئی
بھی کافی تدریج
گھٹ کر ۲۵

دوسرے
ہے تاکہ
تک محدود

قانون سا
کسی ہم

گوالیار (ایم، پی)

ماجرائے وطن

"ماجرائے وطن" مہاراشٹر کے ایک ضلع، ناسک، کی تاریخ ہے جس میں خصوصیت کے ساتھ اسی ضلع کے ایک مشہور تاریخی شہر مالیگاؤں پر توجہ مرکوز کی گئی ہے۔ یہ شہر جس کی آبادی آج تین لاکھ تک پہنچ رہی ہے اور جہاں پچاس ہزار سے زیادہ پاور لوم چلتے ہیں مہاراشٹر میں اردو کے اہم مراکز میں سے ایک ہے۔ حتیٰ کہ اس شہر کی علمی ادبی و صحافتی سرگرمیوں کا تذکرہ کئے بغیر تاریخ ادب اردو کا جائزہ نامکمل رہ جاتا ہے۔

مؤلفِ کتاب جناب شبیر حکیم نے گزیٹیر آف بمبئی پریسیڈنسی جلد سولہ ناسک ۱۸۸۳ء، تاریخ فرشتہ، منتخب التواریخ، منتخب اللباب اور آئینِ اکبری جیسی وقیع کتب سے مستند مواد اکٹھا کرکے اِس خوبی سے مدوّن کیا ہے کہ چاندوڑ کے یادو خاندان کی حکومت سے لے کر مالیگاؤں پر انگریزی تسلط تک اور اس کے بعد کے تاریخی ابواب ایک ایک کرکے سماجی، معاشی و سیاسی حالات کے ساتھ ذہن کے پردے پر منعکس ہوتے جاتے ہیں، قلعۂ مالیگاؤں تو اپنی تمام تر تاریخی شان و شوکت کے ساتھ تصور کی آنکھ کے سامنے ابھر آتا ہے۔

اس معلومات سے بھرپور کتاب کے لئے مؤلف نے اس قدر دلچسپ، ادبی انداز لئے ہوئے رواں دواں اندازِ بیان اختیار کیا ہے کہ ۱۴۴ صفحات کی کتاب ایک ہی نشست میں ناول کی طرح پڑھی جا سکتی ہے۔ اس مجلّد کتاب کی کتابت اغلاط سے پاک ہے۔ کاغذ عمدہ اور طباعت اچھی ہے۔ گرد پوش پر ٹائٹل خوبصورت ہے اور ضلع مالیگاؤں کی تصویر ہے۔ کتاب کی قیمت ۷ روپے ۵۰ پیسے ہے۔ کتاب پر بحیثیت ناشر انجمن خواتین مالیگاؤں کا نام دیا گیا ہے۔

مومن کے بہتر نشتر

"مومن کے بہتر نشتر" میں حکیم مومن خاں مومن کے بہتر منتخب اشعار ہیں۔ ہر شعر ایک الگ صفحے پر خوبصورت چوکھٹے کے اندر جلی حروف میں اس طرح لکھا گیا ہے کہ کوئی مومن کا پرستار اِن صفحات کو الگ کر کے طغروں کی طرح استعمال کر سکتا ہے۔

جہاں تک انتخابِ اشعار کا تعلق ہے مؤلف کتاب جناب مسعود مرزا پوری کو اِس بات کا اعتراف ہے کہ یہ اُن کا ذاتی انتخاب ہے جو حرفِ آخر نہیں ہو سکتا۔ تاہم حسنِ انتخاب ذوقِ سلیم کا آئینہ دار ہے۔ مومن کا کلام ویسے بھی حشو و زوائد سے پاک ہے۔ اسی لئے تذکرہ نگاروں نے بھی نمونۂ کلام پیش کرنے میں فراخ دلی سے کام لیا ہے۔ مومن جیسے نغز گو شاعر کے کلام سے گنتی کے اشعار منتخب کرنا یقیناً بڑا مشکل کام تھا جسے جناب مسعود مرزا پوری نے اپنی شاعرانہ بصیرت و نکتہ شناسی کے بل پر خوب نبھایا ہے۔

کتاب کے شروع میں مؤلف کے پیش لفظ کے علاوہ ڈاکٹر حنیف نقوی، لکچرر شعبۂ اردو ہندو یونیورسٹی بنارس کا ایک بیش قیمت مقالہ ہے جس میں انہوں نے اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ "دو شاعروں کے درمیان محاکمہ و موازنہ کی بدعت کے باعث کلام مومن کی صحیح قدر نہیں ہو سکی ہے" ایک تقریظ آغا منظر کاشمیری کی ہے جس میں انہوں نے مومن کے کلام اور شخصیت پر روشنی ڈالی ہے۔ مومن سے متعلق چند مشاہیر علم و ادب کی رائیں بھی درج ہیں۔

ایک سو چار (۱۰۴) صفحات کی یہ کتاب آل انڈیا مومن اکاڈمی کی پہلی پیشکش ہے۔

سوزِ نفس

"سوزِ نفس"، مرزا احسن بیگ مرزا سیمابی کا دوسرا مجموعۂ کلام ہے جو منظر عام پر آیا ہے اور جو حمد و نعت، مدح حضرت امام حسینؓ، نظموں، غزلوں، قطعات اور منفرد اشعار پر

شری سندر راؤ سولنکے، وزیر ڈیری ڈیولپمنٹ اور شری شانتا رام گھولپ، نائب وزیر ڈیری ڈیولپمنٹ نے ۱۲؍ جون ۱۹۷۶ء کو کرلا ڈیری (بمبئی) کا معائنہ کیا۔ یہ اسی موقع کی تصویر ہے۔

اس کے چند لکھنے والوں کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

سید احتشام حسین (مرحوم) صفیہ اختر، ڈاکٹر محمد حسن، پروفیسر خواجہ احمد فاروقی، علی سردار جعفری، ڈاکٹر ظ انصاری، خواجہ عبدالغفور، آل احمد سرور، ڈاکٹر خلیق انجم، کرشن چندر، عصمت چغتائی، راجندر سنگھ بیدی، خواجہ احمد عباس، اختر الایمان، باقر مہدی، عزیز قیسی۔

بساطِ رقص

مخدوم محی الدین کا مکمل مجموعۂ کلام بساطِ رقص جو ۲۸۶ صفحات پر مشتمل ہے آفسٹ پریس میں چھپا ہے اور ادبی ٹرسٹ بکڈپو حیدرآباد نے شائع کیا ہے۔

ملنڈ میں روٹری کلب کی جانب سے گونگے اور بہرے بچوں کے لئے کھولے گئے مدرسہ کا افتتاح ۱۸؍ جون ۱۹۷۶ء کو وزیر مملکت برائے سماجی بہبود شری سوشیل کمار شندے نے کیا۔ یہ اسی موقع کی تصویر ہے۔

شری ایچ۔ سنجندیا، چیف سکریٹری حکومت مہاراشٹر ۵؍ جون ۱۹۷۶ء کو "اناکونن" مقابلہ میں جیتنے والی مس پونم چندیرامانی کو پہلا انعام دے رہے ہیں۔

انڈین اسکول سرٹیفکیٹ کی منظوری

حکومت مہاراشٹر نے کانسل برائے انڈین اسکول سرٹیفکیٹ اگزامینیشن، نئی دہلی کے زیر اہتمام لئے جانے والے "انڈین اسکول سرٹیفکیٹ اگزامینیشن" (بارہ سالہ کورس) (آئی ایس سی) کو مہاراشٹر اسٹیٹ بورڈ برائے ثانوی تعلیم، پونے کے ذریعے ہائر سیکنڈری اسٹینڈرڈ (ایچ ایس۔ ایس۔ سی) کے آخری سال پر لئے جانے والے اعلیٰ ثانوی سرٹیفکیٹ امتحان کے مساوی تسلیم کر لیا ہے۔

یہ دونوں امتحان ۱۹۷۸ء سال میں پہلی بار لئے جائیں گے۔

نئی دہلی کی متذکرہ کانسل کے زیر اہتمام آئی ایس سی (بارہ سالہ کورس) کی تسلیمی اور مساوات سے متعلق کافی پوچھ گچھ ہو رہی تھی۔ اس سوال پر حکومت نے بمبئی، پونے، ناگپور، شیواجی، مراٹھواڑہ اور ایس۔ این۔ ڈی۔ ٹی۔ یونیورسٹیوں کے وائس چانسلروں سے بات چیت کر کے غور کیا اور پھر متذکرہ فیصلہ کیا۔

اس بارہ سالہ کورس کے بعد مہاراشٹر میں میڈیکل، ٹیکنیکل اور دیگر پیشہ ورانہ ڈگری کورس میں داخلہ کیلئے طالب علموں کے انتخابات کے لئے جو کرسٹنز ۱۹۷۷-۷۸ء کے تعلیمی سال سے ہوں گے طریقہ کار ریاستی حکومت کے زیر غور ہے اور آخری فیصلے سے عوام کو آگاہ کیا جائے گا۔

متذکرہ کانسل، نئی دہلی کی جانب سے دس سال کے اختتام پر جو امتحان منعقد کیا جاتا ہے وہ مہاراشٹر اسٹیٹ بورڈ برائے ثانوی تعلیم، پونے کے دس سالہ ایس۔ ایس۔ سی۔ امتحان کے مساوی قرار دیا گیا ہے۔ جو طالب علم آئی سی۔ ایس۔ ای۔ امتحان پاس کرتے ہیں وہ مہاراشٹر میں ایف۔ وائی۔ جے سی۔ درجے (ہائر سیکنڈری درجہ XI) میں داخلے کے اہل ہیں۔ البتہ ان کو مہاراشٹر اسٹیٹ بورڈ برائے ثانوی تعلیم، پونے سے اہلیت کا سرٹیفکیٹ حاصل کر کے داخل کرنا پڑتا ہے۔

۴۹۲ لاکھ روپے کے خرچ سے گندی بستیوں کا سدھار

شری پی۔ کے۔ کنٹے، وزیر مملکت برائے ہاؤسنگ نے حال ہی میں ہاؤسنگ سے متعلق مشاورتی کمیٹی کی ایک بیٹھک میں بتایا کہ مہاراشٹر گندی بستی سدھار بورڈ، گندی بستیوں میں بنیادی آسائشیں فراہم کرنے کیلئے زبردست پروگرام شروع کرے گا۔ بمبئی، سولاپور، ناگپور، اورنگ آباد، اکولہ، کولہاپور، ناندیڑ، اور تھانے میں اس پروگرام کے لئے تقریباً ۴۹۲ لاکھ روپئے خرچ کئے جائیں گے۔

تحفظ اشتہار ایکٹ

مہاراشٹر (شہری علاقے) تحفظ اشجار ایکٹ بابت ۱۹۷۵ء یکم جولائی ۱۹۷۶ء سے "سی" کلاس میونسپل کونسل علاقوں میں بھی لاگو کر دیا گیا ہے۔

میٹروپولیٹن کمشنر بی۔ ایم۔ آر۔ ڈی۔ اے

بمبئی عظمیٰ اور تھانے کا حاکم مختار

حکومت مہاراشٹر نے میٹروپولیٹن کمشنر، بمبئی میٹروپولیٹن ریجن ڈیولپمنٹ اتھارٹی کو اربن لینڈ (سیلنگ اینڈ ریگولیشن) ایکٹ بابت ۱۹۷۶ء کی ۲۶ ویں اور ۲۷ ویں دفعات کے تحت بمبئی عظمیٰ، تھانے اور الہاس نگر کے مجموعی علاقے اور اس کے اطراف کے علاقوں کے معاملات کا فیصلہ کرنے کیلئے حاکم مختار قرار دیا ہے۔

بمبئی عظمیٰ، تھانے اور الہاس نگر کے مختار حکام کے ذریعے جن معاملات کے فیصلے نہیں کئے گئے ہیں وہ ضروری تصفیہ کیلئے میٹروپولیٹن کمشنر کے سپرد کئے جا رہے ہیں۔

دفعات ۲۶ اور ۲۷ کے تحت تمام خط و کتابت کمپیٹنٹ اتھارٹی و میٹروپولیٹن کمشنر، نیو ایڈمنسٹریٹیو بلڈنگ، ۱۹ واں منزلہ، بالمقابل سچوالیہ بمبئی ۳۲ کے پتہ پر کی جائے۔

منظوری منسوخ

حکومت مہاراشٹر نے تادیبی اقدامات کے تحت رام نگر ٹائپ رائٹنگ انسٹی ٹیوٹ، ناگپور، جوشی شارٹ ہینڈ ٹائپ رائٹنگ انسٹی ٹیوٹ، ہنومان نگر، ناگپور اور پرتیبھا ٹائپنگ انسٹی ٹیوٹ، ریشم باغ، ناگپور، کی منظوری منسوخ کردی ہے۔

ان تجارتی اداروں کو آئندہ گورنمنٹ کمرشیل سرٹیفکیٹ امتحانات میں طلبا کو شرکت کیلئے بھیجنے کا اختیار نہیں ہوگا۔

تعمیر سڑک کے کام

حکومت مہاراشٹر نے ضلع بلڈانہ میں نائیگاؤں۔ کالمیشور سڑک کی تعمیر کے کاموں کو مالی منظوری دے دی ہے۔ ان کاموں پر لاگت کا تخمینہ ۴۷ء۳ لاکھ روپے ہے۔

عوامی شکایات کی سماعت کیلئے ہفتہ میں ایک دن مقرر

افسران کو ھدایت

حکومت مہاراشٹر نے ضلع اور زیریں سطح پر تمام محکموں کے افسران کو ہدایت کی ہے کہ وہ ہفتہ میں ایک دن عوامی شکایات کی سماعت اور ازالہ کے لئے مقرر کریں نیز چھوٹے افسران کو بھی ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اس مقصد کیلئے ہفتہ میں مقررہ دن خاص وقت متعین کریں۔

حکومت نے افسران کو یہ بھی ہدایت کی ہے کہ وہ اپنے دورہ کا پروگرام اس طرح بنائیں کہ مقررہ دن میں وہ اپنے صدر مقام پر موجود رہیں۔

یہ افسران اپنے محکمہ سے متعلق شکایات سنیں گے۔ دیگر معاملات میں وہ متعلقہ افسران کو مشورہ دیں گے کہ صحیح افسران سے رجوع کریں۔ افسران کو خاص طور پر ہدایت کی گئی ہے کہ عوامی شکایات دور کرنے کی ہرممکنہ کوشش کریں۔

دوسرے دنوں میں بھی ملاقاتیوں سے ملاقات حسب معمول جاری رہے گی۔

جسمانی طور پر معذوروں کو مالی امداد

حکومت مہاراشٹر نے جسمانی طور پر معذور افراد سے ذاتی بزنس شروع کرنے کیلئے مالی امداد دینے کی خاطر درخواستیں طلب کی ہیں۔

اس اسکیم کے تحت ۱۸ اور ۵۰ سال کے درمیان عمر کے افراد جنہوں نے سرکار کی جانب سے منظور شدہ تربیتی اداروں میں پیشہ ورانہ تربیت حاصل کی ہو ۵۰۰ روپے کی حد تک امداد مشین یا دیگر سامان کی صورت میں حاصل کرنے کے اہل ہیں

مقررہ درخواست فارم ڈائرکٹوریٹ آف سوشیل ویلفیئر، ۳ چرچ روڈ، پونے ۱ کے پاس ۱۳ر اگست ۱۹۷۶ء تک پہنچ جانا چاہئیں۔ مقررہ درخواست فارم متذکرہ پتہ سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

تفریحی ڈیوٹی ایکٹ

بعض دیہی علاقوں میں عمل آوری

بمبئی تفریحی ڈیوٹی ایکٹ ۱۹۲۳ء تا حال ترمیم شدہ ۱۵ر جون ۱۹۷۶ء سے ریاست مہاراشٹر کے ۱۸ اضلاع کے بعض مواضعات کے مقامی علاقوں میں نافذ العمل ہوگا۔

اس ایکٹ کا نفاذ جن اضلاع اور مواضعات میں ہوگا ان کی تعداد درج ذیل ہے:

تھانے: چار مواضع، ایوت محل۔ ایک موضع: پربھنی۔ ۱۹ مواضع، کولہاپور: ۵۳ مواضع، بیڑ: ۳ مواضع، رتناگیری: ۱۰ مواضع، وردھا: ۲ مواضع، ستارا: ۱۷ مواضع، عثمان آباد: ۴ مواضع، امراوتی: ۱۳ مواضع؛ قلابہ: ۱۱ مواضع، چندرپور: ۴ مواضع، بلڈانہ ۱۹ مواضع، دھولے: ۱۳ مواضع، جلگاؤں: ۹ مواضع، اکولہ: ۳ مواضع، سولاپور: ۹ مواضع، اورنگ آباد: ۱۳ مواضع۔

دفتر کی منتقلی

ڈپٹی ڈیولپمنٹ کمشنر، ریاست مہاراشٹر بمبئی ۱ کا دفتر لوگا چیمبر کے سامنے کی بیرکیں واقع میڈم کاما روڈ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲ پر منتقل کر دیا گیا ہے۔ دفتر میں کام کاج ۲۸ر جون ۱۹۷۶ء سے شروع ہو گیا ہے۔ متذکرہ دفتر سے متعلق تمام خط وکتابت اب اس نئے پتہ پر کی جائے۔

ڈیپارٹمنٹ آف آرکیالوجی، بمبئی ۱۲ر جون ۱۹۷۶ء سے ورلی میں منتقل ہو گیا ہے۔ محکمہ کا نیا پتہ یہ ہے: ڈی ڈائرکٹر آف آرکیالوجی، ڈیپارٹمنٹ آف آرکیالوجی، سماج سیکشن اندرا آدرش نگر، ورلی، بمبئی ۴۰۰۰۲۵۔

کوآپریٹیو کورٹ

کے دفتر کی منتقلی

مہاراشٹر اسٹیٹ کوآپریٹیو اپیلیٹ کورٹ کا دفتر جو پہلے سیکوالیہ جیمخانہ کے قریب تھا اب وہاں سے منتقل کر کے اولڈ سیکریٹریٹ بلڈنگ اینکس کے گراؤنڈ فلور پر لایا گیا ہے۔

ملازمین ریاستی بیمہ اسکیم

گیارہ لاکھ سے زیادہ صنعتی مزدور فیضیاب

گذشتہ ماہ مئی کے دوران ملازمین ریاستی بیمہ اسکیم کے تحت مہاراشٹر کے ۱۱ و ۲۶۳۸۲۹ صنعتی ملازمین کو جراحت، علالت اور زچگی کے معاملات میں بوقت ضرورت نقد یا طبی امداد کی صورت میں راحت پہنچائی گئی۔

اس ماہ کے دوران ۷۴۴۴ حادثات کی اطلاع ملی اور ۱۴۲۶ افراد کے لئے عارضی معذوری امداد کے طور ۹ ۸۷ ۲۶ و ۵ روپئے دیئے گئے۔ اس کے علاوہ مستقل معذوری کے ۵،۷ ۳ واقعات درج کئے گئے اور اس مقصد کے تحت ۸۷ و ۲۱۱ ۷ روپئے ادا کئے گئے۔ ۸۸۶ و ۲۹ روپئے لواحقین کو امداد کے طور پر ادا کئے گئے۔

علالت معاوضہ کے سلسلے میں ۴۳۹۰۱ نئے مطالبات منظور کئے گئے اور اس مد میں ۸۸ و ۱۳ و ۲۲ روپئے ادا کئے گئے۔ ٹی بی، دماغی امراض اور دیگر طویل بیماریوں میں مبتلا بیمہ شدہ افراد کیلئے زیادہ توجہ درکار ہوتی ہے لہٰذا طویل علالت امداد کے طور پر ۸۱۵ و ۷ او ۴ روپئے ادا کئے گئے۔

اس ماہ کے دوران زچگی کے ۱۶۵ نئے مطالبات درج کئے گئے اور اس مد میں ۳۱۹ و ۳۶ و ۱ روپئے ادا کئے گئے۔ بیمہ شدہ افراد کی بیویوں کے معاملے میں مصارف زچگی کے لئے ۰۶۰ و ۳ ۶ روپئے ادا کئے گئے اور کفن دفن کے ۰۰ معاملات میں ۹۹۷ ۹ روپئے ادا کئے گئے۔

"ایم-پی-ایس-سی کے نئے ممبران

گورنر مہاراشٹر نے شری ایل ایس سندر راجن، آئی اے ایس، (سبکدوش) اور شری بی-اے-انصاری، چیف انجینیر (ریٹائرڈ الیکٹرک پروجیکٹ) کو مہاراشٹر پبلک سروس کمیشن کے ممبران مقرر کیا ہے۔

نابیناؤں کے دادر اسکول کی "پلاٹینم جوبلی" تقریب کا افتتاح برلا ماتوشری سبھاگرہ میں ۱۲ جولائی ۱۹۷۶ء کو وزیر اعلیٰ شری شنکرراؤ چوان کے ہاتھوں عمل میں آیا۔ تصویر میں وزیر تعلیم شریمتی پربھا راؤ، وزیر مملکت برائے اسپورٹس و سوشیل ویلفیر شری سوشیل کمار شندے اور شریمتی کسم تائی چوان نظر آرہے ہیں۔

شری رگھوناتھ رتیبھے، ایک نابینا نوجوان ہے۔ وہ وزیر اعلیٰ شری شنکرراؤ چوان کو دیکھ نہیں سکتا۔ تاہم وہ ان فوائد کو دیکھ رہا ہے جو شری چوان کی وزارت عظمیٰ کے دوران اور خصوصیت کے ساتھ ایمرجنسی کے دوران ایک عام آدمی کو حاصل ہوئے ہیں۔ لہٰذا وہ اپنے اظہار تشکر کے طور پر وزیر اعلیٰ کو ان کے ۵۶ ویں "یوم پیدائش" کے موقع پر مبارکباد پیش کر رہا ہے۔

مفادِ عامّہ خدمات

حکومت مہاراشٹر نے ایسی صنعتوں کو جو ڈبل روٹی اور بسکٹ تیار کرتی ہیں اور جن میں ۳۰ یا زائد ملازمین کام کرتے ہوں اور وہ ڈیریاں جن میں ۲۰ یا زائد ملازمین کام کرتے ہوں بشمول اُن کے جن کا کام دودھ دوھنا، جمع کرنا، تیار کرنا، لانا لے جانا اور تقسیم کرنا ہے، ۷ رجولائی ۱۹۷۶ء سے چھ ماہ کی مدّت کے لئے مفادِ عامّہ خدمات قرار دے دیا ہے۔

حکومت مہاراشٹر نے پونے میونسپل ٹرانسپورٹ سروس کو ۸ رجولائی ۱۹۷۶ء سے چھ ماہ کے لئے مفادِ عامہ خدمات قرار دے دیا ہے۔

حکومت مہاراشٹر نے ہوائی جہازوں کی اور اس کے پرزوں وغیرہ کی تیاری کی صنعت کو ۲۹ رجولائی ۱۹۷۶ء سے چھ ماہ کی مدّت کے لئے مفادِ عامّہ خدمات قرار دیا ہے۔

کارخانہ جات ایکٹ قوانین سے چھوٹ

حکومت مہاراشٹر کے جاری کردہ حالیہ احکامات کے تحت ریاست کے تمام درجوں کے کارخانہ جات کو کارخانہ جات ایکٹ کی دفعات ۵۱ اور ۵۲ سے ۳ ماہ کے لئے چھوٹ دی گئی ہے۔ اس چھوٹ کا نفاذ یکم جون سے کیا گیا ہے۔

متذکرہ دفعات بعض شرائط کے تحت ہفتہ واری کام کاج کے اوقات اور ہفتہ واری تعطیل کے قوانین سے متعلق ہیں۔

حدِّ ملکیت ایکٹ جائز ہے

بمبئی ہائی کورٹ کا فیصلہ

مسٹر جسٹس وی۔ ایس۔ دیشپانڈے اور مسٹر جسٹس آر۔ کے۔ جوشی پر مشتمل بمبئی ہائی کورٹ کی ڈویژنل بنچ نے ۱۳ رجولائی ۱۹۷۶ء کو مہاراشٹر زراعتی اراضی (حدِّ ملکیت) ایکٹ کو دستوری طور پر جائز قرار دیا اور اس کے خلاف دائر کردہ رِٹ درخواستوں کو رَد کر دیا۔ ریاست کے بہت سے زمین مالکان نے بمبئی ہائی کورٹ میں درخواستیں پیش کی تھیں نیز ۲۵۰۰ درخواستیں ناگپور میں داخل کی تھیں۔

صارفین کیلئے قیمتوں کے اعدادِ اشاریہ

مہاراشٹر کے خاص مراکز میں محنت کش طبقہ کے صارفین کیلئے قیمتوں کے اعدادِ اشاریہ بابت ماہ مئی ۱۹۷۶ء حسب ذیل تھے:۔

بمبئی۔ ۲۹۰، سولاپور۔ ۳۰۴، ناگپور۔ ۲۹۳ (بنیاد ۱۹۶۰ = ۱۰۰)۔

پونے۔ ۲۷۷، جلگاؤں۔ ۲۸۹، اورنگ آباد۔ ۲۹۲ اور ناندیڑ۔ ۳۰۶ (بنیاد ۱۹۷۱ = ۱۰۰)۔

بمبئی۔ پونے، جلگاؤں اور اورنگ آباد مراکز پر اعدادِ اشاریہ میں بالترتیب ۱، ۶، ۵ اور ۳ درجہ کمی ہوئی جبکہ سولاپور، ناگپور اور ناندیڑ مراکز پر اعدادِ اشاریہ بالترتیب ۳، ۲، ۱۲ اور ایک درجہ بڑھ گئے۔

سابقہ سلسلہ میں مندرجہ ذیل مراکز پر زیر نظر ماہ میں مساوی اعدادِ اشاریہ یہ تھے۔ بمبئی ۱۲۸۹؛ سولاپور ۱۱۵۰؛ ناگپور ۱۵۲۹؛ جلگاؤں ۱۵۲۹؛ ناندیڑ ۱۵۰۰؛ اورنگ آباد ۱۵۰۷۔

ریاستی آبپاشی بورڈ کی ازسرِ نو تشکیل

حکومت مہاراشٹر نے وزیر آبپاشی کی سربراہی میں ریاستی آبپاشی بورڈ کی ازسرِ نو تشکیل کی ہے۔

بورڈ کے دیگر ممبران یہ ہیں:۔ سرکاری ممبران۔ وزیر محصول، وزیر مملکت برائے آبپاشی، نائب وزیر برائے آبپاشی، نائب وزیر برائے چھوٹی آبپاشی، اسپیشل سیکریٹری، محکمہ منصوبہ بندی سیکریٹری محکمہ زراعت و امداد باہمی یا ان کا نمائندہ، سیکریٹری محکمہ دیہی ترقیات یا اُن کا نمائندہ، سیکریٹری محکمہ مالیات یا ان کا نمائندہ، سیکریٹری، آبپاشی، سیکریٹری، (۲) اور پروجیکٹ سے متاثرہ افراد کی بازآبادکاری کے ڈائرکٹر، (محکمہ محصول و جنگلات)، چیف انجینئر (پروجیکٹس) اور جائنٹ سیکریٹری، چیف انجینئر (آبپاشی) اور جائنٹ سیکریٹری، چیف انجینئر (آبی ذرائع) اور جائنٹ سیکریٹری اور ڈائرکٹر زراعت، پونے۔

غیر سرکاری ممبران: شری کے۔ ایم۔ پاٹل، شری ای۔ دی۔ وکھے پاٹل، شری دھیریا شیل راؤ پوار، شری عبدالشفیع (سب ممبران پارلیمنٹ)؛ شری۔ بی۔ کدم، شری ایس۔ ایل۔ کدم، شری ایم۔ بی۔ تپادے، شری ڈی۔ آر۔ پوار، شری ڈی۔ وائی۔ پاٹل، شری شہاجی راؤ پاٹل اور شری این۔ ایل۔ ڈھکو، (سب ممبران اسمبلی)؛ شری بابو راؤ گریگاؤنکر، شری سنتوش راؤ گوڑے، ڈائرکٹر لینڈ ڈیولپمنٹ بنک، وردھا، شری نامدیو راؤ دھاسل، بمبئی اور شری ایس۔ این۔ جواڈے، چھپاڈ، ایہت محل ضلع۔

ڈپٹی سیکریٹری (آبپاشی پروجیکٹ) بورڈ کے غیر رکنی سیکریٹری ہیں۔

غیر سرکاری ممبران کی مدت کار ۳۱ رمارچ ۱۹۷۷ء تک ہے۔

صنعتی تنازعہ

حکومت مہاراشٹر نے سیبا ۔ گائگی آف انڈیا، بمبئی اور اس کے ملازمین کے مابین جاری صنعتی تنازعہ کو بغرض تصفیہ شری ڈی۔ ایل۔ یوجوانی کی صنعتی عدالت کے سپرد کر دیا ہے۔

یہ تنازعہ ملازمین کی عام مانگوں جیسے شرح تنخواہ، مہنگائی بھتہ، گریجویٹی وغیرہ سے متعلق ہے۔

روہنی پانی فراہمی اسکیم

حکومت مہاراشٹر نے ضلع دھولیے کے تعلقہ شیرپور میں واقع روہنی دیہی نل پانی فراہمی اسکیم کو انتظامی منظوری عطا کر دی ہے اسکیم پر لاگت کا تخمینہ ۲،۳۲،۸۱۰ روپے کیا ہے۔

اسکیم کی تکمیل کے بعد گاؤں کی ۱۴۰۰ کی آبادی کی ضرورتِ آب پوری ہو سکے گی۔

گریجوٹی ادائیگی ایکٹ

لیبر کورٹ کنٹرولنگ اتھارٹی ہے

حکومت مہاراشٹر نے لیبر کورٹ کو ادائیگی گریجوٹی ایکٹ بابت ۱۹۷۲ء کی عمل آوری کے باعث معاملات طے کرنے کے لئے کنٹرولنگ اتھارٹی مقرر کیا ہے۔

حکومت نے مہاراشٹر میں موجودہ ہر لیبر کورٹ کے حلقہ اختیار کا تعین بھی کر دیا ہے۔ بس ایکٹ کے تحت آنے والے معاملات کی جانچ پڑتال کیلئے حکومت نے لیبر کورٹوں کے جج صاحبان کو اختیارات دے دیئے ہیں۔

یہ معلوم ہوا ہے کہ مالکان، ملازمین اور دیگر متعلقہ اشخاص جنھیں سابقہ طریقہ کار میں تبدیلی کا علم نہیں ہے ابھی تک اپنے کیس پیپر اور خطوط ڈپٹی کمشنر آف لیبر کے پاس بھیج رہے ہیں۔ لہذا آئندہ ایکٹ کی عمل آوری سے متعلق معاملات ڈپٹی کمشنر آف لیبر کے پاس نہیں بلکہ متعلقہ حلقہ اختیار کے لیبر کورٹ جج کے پاس بھیجے جائیں۔

فی الحال پانچ لیبر کورٹ بمبئی میں ۲ پونے میں ایک ایک کولہاپور اور سولاپور میں ۳ ناگپور میں اور ایک اکولہ میں ہے۔

ان کورٹ کے حلقہ اختیار میں دیئے گئے علاقے مندرجہ ذیل ہیں:۔

بمبئی میں واقع ۵ لیبر کورٹ: بمبئی مضافات، تھانے، قلابہ، ناسک، جلگاؤں اور دھولیے اضلاع،

پونے میں واقع دو لیبر کورٹ: پونے، پونے چھاؤنی، احمد نگر، اورنگ آباد اضلاع،

کولہاپور لیبر کورٹ: کولہاپور، ستارا، سانگلی، رتناگیری اضلاع۔

سولاپور میں واقع لیبر کورٹ، سولاپور، سولاپور کنٹونمنٹ، ناندیڑ، بیڑ، عثمان آباد، اور پربھنی اضلاع، ناگپور میں واقع ۳ لیبر کورٹ، ناگپور، وردھا، بھنڈارہ اور چندرپور کے اضلاع اور اکولہ میں واقع لیبر کورٹ، اکولہ، امراوتی، بلڈانہ اور ایوت محل اضلاع۔

بکالی ندی پر پل

حکومت مہاراشٹر نے ضلع وردھا میں اروی دیورا واڑا سڑک پر بکالی ندی کے اوور پل کے تعمیری کاموں کی منظوری دیدی ہے۔ اس کی تخمینی لاگت ۴٫۴۷ لاکھ روپئے ہے۔

وطن واپس آنے والے ہندوستانیوں کو رعائت

حکومت ہند کی جانب سے مرکزی حکومت کی ملازمتوں میں کینیا، یوگنڈا اور تنزانیہ سے واپس آنیوالے ایسے ہندوستانی شہریوں کی بازآبادکاری کے لئے جن کے پاس ہندوستانی پاسپورٹ ہیں، عمر میں رعائت دی گئی ہے۔ عمر میں رعایت کی مدت میں ۳۱ دسمبر ۱۹۷۶ء تک کی مزید توسیع کر دی گئی ہے۔

زمبیا، ملاوی، زئیر اور ایتھوپیا سے واپس آنے والے ہندوستانی باشندے جن کے پاس ہندوستانی پاسپورٹ ہیں وہ بھی اس رعائت کے اہل قرار دئے گئے ہیں۔

ایکٹ کا نفاذ

پریزیڈنسی اسمال کاز کورٹس (مہاراشٹر ترمیم) ایکٹ بابت ۱۹۷۵ء کا نفاذ مہاراشٹر میں یکم جولائی ۱۹۷۶ء سے ہوگا۔

مراٹھی میں بھی ہوم گارڈ ہی پکارا جائے

حکومت مہاراشٹر نے مراٹھی زبان میں بھی "ہوم گارڈ" کہنا جائز قرار دیا ہے۔ اب تک مراٹھی میں اس کو "گرہ رکشک" یا "نگرسینا" کہا جاتا تھا۔

مراٹھی میں بھی اس کو "ہوم گارڈ" ہی کہنے کیلئے حکومت ہند نے ہدایت دی ہے۔

شہری علاقوں میں خالی اراضی کا سروے

ڈاکٹر رفیق زکریا کی با اختیار عہدیداروں کو ہدایت

ڈاکٹر رفیق زکریا، وزیر محصول و شہری ترقیات نے با اختیار عہدیداروں کو ہدایت کی ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقہ میں محکمہ ٹاون پلاننگ کے عملے اور مقامی جماعتوں کی مدد سے شہری علاقوں میں خالی اراضی کا سروے کرنے کے لئے کارروائی شروع کریں۔ انھوں نے فرمایا کہ وہ اس سلسلے میں محکمہ انکم ٹیکس کے افسران سے رابطہ قائم کریں اور خالی شہری اراضی کے مالکان سے متعلق ضروری معلومات حاصل کریں۔

اس سلسلے میں وزیر موصوف نے محکمہ شہری ترقیات کے سکریٹری کو انکم ٹیکس کے حکام سے خط و کتابت کی ہدایت کی۔ ڈاکٹر زکریا، شہری اراضی حد بندی اور باقاعدگی ایکٹ بابت ۱۹۷۶ء کے تحت مقررہ با اختیار عہدیداروں کی ایک میٹنگ سے خطاب کر رہے تھے جو حال ہی میں سچیوالیہ میں منعقد ہوئی تھی۔

اس موقع پر شری جگیش دیسائی، وزیر مملکت برائے شہری ترقیات بھی موجود تھے۔

اس میٹنگ میں شہری اراضی (حد بندی اور باقاعدگی) ایکٹ بابت ۱۹۷۶ء کی مختلف دفعات کی عمل آوری میں کی گئی ترقی کا جائزہ لیا گیا۔

ریاست کے تمام شہری علاقوں میں کئی با اختیار عہدیداران مقرر کئے گئے ہیں۔ بمبئی کے معاملے میں ایڈیشنل کلکٹر اور اربن لینڈ سیلنگ با اختیار عہدیدار (کامپی ٹینٹ اتھارٹی) ہیں۔ دیگر شہری علاقوں میں ڈپٹی کلکٹران کو با اختیار عہدیدار مقرر کیا گیا ہے۔ میٹروپولیٹن کمشنر بمبئی میٹروپولیٹن ریجنل ڈیولپمنٹ اتھارٹی کو ایکٹ کی دفعہ ۲۶ اور ۲۷ کے تحت کامپی ٹینٹ اتھارٹی کے اختیارات تفویض کئے جا رہے ہیں۔

ڈاکٹر زکریا نے اس ایکٹ کو بڑی احتیاط سے عمل میں لانے کی ضرورت جتائی کیوں کہ یہ بیس نکاتی پروگرام کا ایک اہم نکتہ ہے۔ آپ نے تمام متعلقہ حکام کو تاکید کی کہ وہ اسے موثر طریقے سے زیر عمل لانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھیں۔
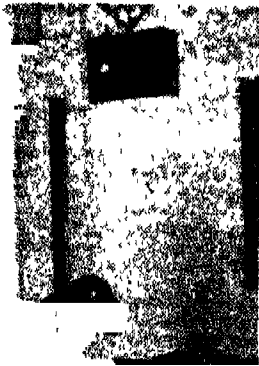
بمبئی میٹروپولیٹن ریجنل ڈیولپمنٹ اتھارٹی کا اجلاس ۲۸ جون ۱۹۷۶ء کو بمبئی میونسپل کارپوریشن کے ہال میں منعقد ہوا۔ ڈاکٹر رفیق زکریا وزیر محصول اور چیرمین (تصویر میں) اس اجلاس سے خطاب فرما رہے ہیں۔ شری جگیش دیسائی وزیر مملکت برائے شہری ترقیات، شری ایس اے سولنکی، وزیر پبلک ورکس و ہاؤسنگ، شری پی۔ کے۔ ککڑ، وزیر مملکت برائے پبلک ورکس و ہاؤسنگ، ایڈ ی منوہر جوشی، میئر بمبئی میونسپل کارپوریشن بھی تصویر میں نظر آرہے ہیں۔

سستی قیمتوں پر ضروری اشیا کی فراہمی

حکومت کی جانب سے امداد باہمی اداروں کی حوصلہ افزائی

حکومت امدادِ باہمی ادارہ جات کے ذریعے ضروری اشیاء کی فراہمی کے طریقہ کار کی حوصلہ افزائی کر رہی ہے۔ اس طرح سے صارفین کو خاص طور پر دیہی علاقوں میں ضروری اشیاء موجودہ قیمتوں کی بہ نسبت ۵ سے ۱۰ فیصد کم قیمتوں پر مہیا کی جا سکیں گی۔ اس بات کی امید وزیر اعلیٰ مہاراشٹر شری شنکر راؤ چوان نے ظاہر کی فیڈریشن آف ٹریڈرس ایسوسی ایشن کے نویں عام سالانہ اجلاس کے موقع پر اپنی تقریر میں جسے شری این۔ ایم۔ تڑکے وزیر صنعت نے پڑھ کر سنایا۔ وزیر اعلیٰ نے تاجر طبقے سے اپیل کی کہ وہ چیزوں کی تشہیر پر اپنے اخراجات میں کمی کریں۔

انہوں نے فرمایا کہ بارہا غیر معیاری چیزیں خوب صورتی سے پیک کر کے صارفین کو فروخت کی جاتی ہیں۔ چنانچہ زیادہ تر اخراجات پیکنگ اور اشتہارات کی بنا پر بڑھتے ہیں اور آخرکار صارفین کو یہ خرچ برداشت کرنا پڑتا ہے۔

شری تڑکے نے اپنی تقریر میں خریدار اور تاجر کے مابین رابطہ کی ضرورت جتائی، اور فرمایا کہ اس طرح تاجر لوگوں کا اعتماد حاصل کر سکتے ہیں اور خوبی کاروبار میں اپنا کردار بخوبی ادا کر سکتے ہیں۔

مہمانوں کا خیر مقدم کرتے ہوئے شری دائی۔ اے۔ فضل بھائی، صدر ایسوسی ایشن نے اس بات کی یقین دہانی کی کہ تاجر طبقہ واجبی قیمتوں "پر ضروری اشیا کی تقسیم میں بہتری کے لئے ہر ممکنہ کوشش کریگا تاکہ لوگوں کی مشکلات دور ہوں۔

شری ٹی۔ ساری ایسوسی ایشن کے آنریری سکریٹری نے شکریہ ادا کیا۔

پلاسٹک صنعت میں شرح اجرت

شری عمر قاضی نے رپورٹ پیش کردی

شری عمر قاضی، اقل ترین اجرت کمیٹی برائے پلاسٹک صنعت نے ۳۰ جون کو بمبئی میں اپنی متفقہ رپورٹ وزیر محنت شری ایس۔ بی۔ پاٹل کی خدمت میں پیش کردی۔ وزیر مملکت برائے محنت شری رام ناتھ پانڈے بھی اس موقع پر موجود تھے۔

اس رپورٹ سے ۰۰۰،۳۰ ملازمین صنعت کو فائدہ پہنچے گا۔

شری ایس۔ اے۔ جوشی وزیر برائے پبلک ورکس، ۷ جولائی ۱۹۷۶ء کو کرافورڈ مارکیٹ کے نزدیک میفکو فارم فریش شاپ پر ایک خریدار کے ہاتھ میٹھے پانی کی جھینگا مچھلی فروخت کر کے میفکو کے زیر اہتمام اس کاروبار کا افتتاح کر رہے ہیں۔

معاشی ترقی کے لئے اراضی کا استعمال کیجیے

شری [illegible] زمین مالکان کو نصیحت

شری اے [illegible] وزیر برائے زراعت نے حال ہی میں نئے زمین مالکان کو مشورہ دیا کہ [illegible] اراضی [illegible] کے تحت جو زمینیں الاٹ کی گئی ہیں وہ قوم کی جانب سے ان کے لئے بیش بہا عطیہ جات ہیں۔ لہٰذا انھیں چاہیئے کہ وہ اس اراضی کو آنے والی نسلوں کی معاشی ترقی کی خاطر استعمال میں لائیں۔ ڈپٹی وزیر شری ہمدانی ضلع ایوت محل کے گاؤں [illegible] دارہ کے نئے زمین مالکان کے اجتماع سے مخاطب تھے۔ اس موقع پر انہوں نے ان افراد میں ایوت محل ضلع پریشد اسکیم کے تحت مخلوط اور اعلیٰ قسم کی جوار کے بیجوں کے تھیلے مفت تقسیم کئے۔

شری ہمدانی نے ضلع ایوت محل میں مفت کاشت کاری کی مہم کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ صدیوں سے بے زمین مزدور کاشت کاری میں زمینداروں کی مدد کرتے آرہے ہیں۔ اب اراضی کی حد بندی قانون کے تحت جن غریب بے زمینوں کو اراضی ملی ہے ان کی امداد کے لئے ان زمینداروں کو آگے بڑھنا چاہیئے۔

شری [illegible] تنکرے ایم ایل اے نے اس تقریب کی صدارت کے [illegible]۔ انہوں نے فرمایا کہ نئے زمین مالکان کی کاشت کاری میں مدد کرنا عبادت کے مساوی ہے۔

اس تقریب [illegible] سدھاکر پاٹل، وائس پریزیڈنٹ ایوت محل [illegible] نے بھی اجتماع سے خطاب فرمایا۔

۲۰ نکاتی پروگرام پر نمائش

شری جگیش دیسائی، وزیر مملکت برائے شہری رسد و شہری ترقیات نے ڈائرکٹوریٹ آف اسٹیمٹائزنگ اینڈ ورلڈ پبلسٹی آف [illegible] انفارمیشن [illegible] منسٹری اور ڈائرکٹوریٹ جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، حکومت مہاراشٹر کے اشتراک سے ۲۰ نکاتی پروگرام پر ایک نمائش کا [illegible] جون کو [illegible] میں پی ٹی ڈی ہال میں افتتاح کیا۔ یہ نمائش [illegible] ایمرجنسی کا ایک سال پورا ہونے پر لگائی گئی تھی۔

روایتی دیا جلا کر نمائش کا افتتاح کرنے کے بعد شری دیسائی نے نمائش کے مختلف شعبے دیکھے۔ اس نمائش میں رنگین تصویروں اور نقشوں وغیرہ کے ذریعہ مختلف شعبوں میں ترقی پر روشنی ڈالی گئی تھی۔ نمائش دیکھنے کے بعد وزیر موصوف نے اطمینان کا اظہار کیا جس سے ۲۰ نکاتی پروگرام کے بارے میں اچھی معلومات حاصل ہوتی ہے۔ آپ نے مشورہ دیا کہ ایسی نمائشیں ریاست کے دیگر مقامات میں بھی لگائی جائیں۔

اس سے قبل شری ایم۔ آئی۔ آر۔ ماتھر، چیف ڈائرکٹر، ڈائرکٹوریٹ جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز حکومت مہاراشٹر نے وزیر موصوف کا خیر مقدم کیا۔ شری ڈی۔ [illegible] کلکرنی، اگزیکیٹو آفیسر، حکومت ہند اور شری [illegible] اے۔ کے۔ کاتکر، ڈپٹی ڈائرکٹر (نمائش) حکومت مہاراشٹر بھی اس موقع پر موجود تھے۔

بھساول میں ٹی بی ہسپتال

[illegible] ٹی بی ہسپتال [illegible]

۱۳ جون کو شری جگیش دیسائی، وزیر مملکت برائے شہری ترقی نے کیا۔

شریمتی پربھا پاٹل، وزیر شراب بندی نے تقریب کی صدارت کی۔

شریمتی پاٹل نے ایک پودا لگا کر اس مہم کا افتتاح کیا۔ جس کے تحت ۵۰۰ پودے لگائے جائیں گے۔

شری مادھوراؤ جادھو کو خراج عقیدت

مرکزی مشاورتی کمیٹی کا اجلاس

شری آر۔ پی۔ دلوی وزیر مملکت برائے داخلہ نے ۱۲ جون کو شری مادھوراؤ جادھو، ایکس ڈسٹرکٹ کمانڈنٹ، ہوم گارڈز، ستارا کو خراج عقیدت پیش کیا۔

گزشتہ سنیچر کے روز ستارا جاتے وقت جیپ کے حادثہ میں اُن کی موت واقع ہوگئی تھی۔

وزیر موصوف سچیوالیہ میں منعقدہ ہوم گارڈز کی مرکزی مشاورتی کمیٹی کی میٹنگ میں صدارت کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ شری جادھو نے اپنی قابل قدر خدمات کی بناء پر صدر سے "ہوم گارڈز اینڈ سول ڈیفنس میڈل" حاصل کیا تھا۔ ان کی موت سے ہوم گارڈز جماعت ایک مخلص خادم سے محروم ہوگئی۔

اپنی تقریر کے دوران شری دلوی نے ۲۰ نکاتی معاشی پروگرام کے تعلق سے ہوم گارڈز کی خدمات کا ذکر کیا اور فرمایا کہ انہوں نے بے گھروں کے لئے جھونپڑوں کی تعمیر کے کام میں ہاتھ بٹایا۔ اس کے علاوہ خون کے عطیات دیئے اور سماجی بہبود کے مقاصد کے تحت ہریجن فلاحی پروگرام، چھوت چھات، خاندانی منصوبہ بندی وغیرہ کے پروگراموں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ آپ نے اسی قسم کی سرگرمیوں میں اور بھی زیادہ حصہ لینے کی ضرورت جتائی۔

کمیٹی نے سال ۱۹۷۵ء میں ادارے کی کارگزاری کا جائزہ لیا اور اس ادارے کو مضبوط بنانے کے لئے نئے ذرائع اور طریقوں پر غور کیا۔ تاکہ یہ اور زیادہ موثر طریقے سے لوگوں کی خدمت

انجام دے سکے۔

اس موقع پر مسز و شری ایچ۔ نیجندیا چیف سکریٹری، ہربنس مہندر، مشہور و معروف صنعت کار ڈی جی۔ شاہ، ایم پی؛ کانتی کمار آر۔ پوتدار، چیرمین مل اونرس ایسوسی ایشن؛ ڈی۔ این۔ ٹھکر اور ایس۔ سی۔ اسرانی (دونوں ممبران اسمبلی) رکاب چند شرما؛ ای۔ ایس۔ موڈک انسپکٹر جنرل آف پولس اور بریگیڈیر بی۔ جی۔ دیوسکر، کمانڈنٹ جنرل، ہوم گارڈز موجود تھے۔

~●~

شری جگیش دیسائی، وزیر مملکت برائے سول سپلائی ۸ر جون ۱۹۷۶ء کو ممبئی میں پرگتی منڈل کوآپریٹیو سوسائٹی کے ممبران کو منافع بونس، تقسیم کر رہے ہیں۔

* ہوم گارڈز کی سنٹرل ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ ۱۱ر جون ۱۹۷۶ء کو سچوالیہ میں شری آر۔ پی۔ دالوی، وزیر مملکت برائے داخلہ امور اور جنگلات کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ یہ اسی موقع کی تصویر ہے۔

اعضائے جسمانی کی جرّاحی کے ذریعہ تبدیلی

معطئین کی حوصلہ افزائی کی جانی چاہیئے — شری پاٹل

" اعضائے جسمانی کی منتقلی کیلئے عمل جرّاحی کا مستقبل بہت شاندار ہے۔ مگر اس سے پہلے کہ یہ سہولت عام انسانوں کو فراہم کی جائے یہ ضروری ہے کہ اس سلسلہ میں پیدا ہونے والی قانونی، اخلاقی، اصولی اور ٹیکنیکی دشواریاں کو کامیابی سے حل کر لیا جائے"۔ اس خیال کا اظہار شری کے۔ ایم۔ پاٹل، وزیر صحت عامّہ نے کیا۔

وزیر موصوف ۶ر جولائی کو بمبئی میں جسلوک ہسپتال اور ریسرچ سینٹر کی تیسری سالگرہ کی تقریب کے موقع پر منعقدہ دو روزہ کانفرنس اور "منتقلی اعضار کے اخلاقی پہلو" پر ایک سمپوزیم کی صدارت کر رہے تھے۔

اس سے قبل انسٹی ٹیوٹ کے ڈائرکٹر ڈاکٹر شانتی لال مہتہ نے کانفرنس کا افتتاح کیا۔ ڈاکٹر لیون ڈیسوزا، وزیر مملکت برائے صحت عامّہ، بھی اس موقع پر موجود تھے۔

شری پاٹل نے اس سلسلہ میں عوام کو روشناس کرانے کی ضرورت پر زور دیا تاکہ لوگ رضاکارانہ طور پر اپنے بعض اعضائے جسمانی کا عطیہ دیں جس سے ضرورت مند مریض کی جان بچائی جا سکے۔ عمل منتقلی کے قانونی پہلو کا تذکرہ کرتے ہوئے شری پاٹل نے فرمایا کہ وہ اس مسئلے کی سرکاری سطح پر جانچ کرینگے۔ انہوں نے ممتاز وکلاء سے بھی گذارش کی کہ وہ اس سلسلہ میں اپنی رائے دیں۔

شری پاٹل نے مزید فرمایا کہ گردے سے متعلق عمل منتقلی کے لئے جسلوک ہسپتال میں خرچ عام آدمی کی پہنچ سے باہر ہے۔ لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ زندگی کو بچانے کے لئے یہ اعلیٰ فنکاری صرف دولت مندوں تک ہی محدود نہ رہے۔

طب اور جراحی میں اس کافی ترقی یافتہ جسلوک ہسپتال اور اس کے تحقیقاتی مرکز کی تعریف کرتے ہوئے شری پاٹل نے فرمایا کہ اس ہسپتال نے اپنا ایک منفرد مقام بنا لیا ہے۔

اس سے قبل ڈاکٹر پی۔ آر۔ کرشنا سوامی، پیتھالوجسٹ اور لیبوریٹری کے سربراہ نے وزیر موصوف اور مہمانوں کا استقبال کیا۔ ڈاکٹر آر۔ ڈی۔ لیلے، نیوکلیر میڈیسن کے سربراہ نے شکریہ ادا کیا۔

"شنتا شا سہکاری رگنالیہ" میں "اِن ٹینسیو یونٹ برائے روگنہ وبھاگ" کا ۱۲ر جون ۱۹۷۶ء کو وزیر مملکت برائے صحت عامّہ ڈاکٹر لیون ڈیسوزا نے افتتاح کیا۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں ہسپتال کے نگراں شری مدھوکر راؤ چودھری اور شریمتی ودّیا رندلوے بھی نظر آ رہی ہیں۔

ماحول کی شادابی برقرار رکھئے

وزیراعلیٰ کی اپیل

بمبئی - ۱۴ر جولائی: وزیراعلیٰ شری شنکر راؤ چوان نے آج اپیل کی کہ ماحول کی شادابی برقرار رکھی جائے تاکہ جنگلات اور نباتات کے تحفظ کی یقین دہانی ہوسکے۔

وزیراعلیٰ کے پیغام کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

"بڑے پیمانے پر جنگلات و نباتات کی پامالی کے سبب جس طرح ماحول کی شادابی کو متزلزل کیا گیا ہے اس سے سارے ملک میں کافی تشویش پائی جاتی ہے۔ جب تک کہ بنجر زمینوں کو ہنگامی طور پر درخت وغیرہ لگا کر سرسبز و شاداب کرنے کیلئے بامقصد اقدامات نہیں کئے جاتے اس وقت تک حقیقی اور مستحکم خوشحالی کا حصول ممکن نہیں۔ یہ ایک قومی پروگرام ہے جس کیلئے ہمارے قومی قائدین نے اپیل کی ہے اور ہر شہری کا یہ فرض ہوجاتا ہے کہ وہ تعمیری طور پر اس کو اپنائے۔ یہ کام ایسا نہیں ہے جس کو کوئی بھی حکومت خود سے پورا کرسکے نہ ہی چند ادارے یا چند افراد اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچا سکتے ہیں۔ اس کے لئے بھرپور قومی جدوجہد کی ضرورت ہے اور اس میں ہر شہری کی شمولیت ضروری ہے چونکہ اس کے لئے ہر طرف سے بھرپور تعاون ضروری ہے اس لئے حکومت ایک عملی منصوبہ تیار کررہی ہے جو کہ بغرض نفاذ جلد ہی عوام کے سامنے رکھا جائے گا اس سلسلہ میں مجھے امید ہے کہ مہاراشٹر کے عوام پیچھے نہیں رہیں گے۔"

دھولے ضلع میں

۴۰ لاکھ درخت لگائے جائینگے

دھولے ضلع میں اس سال کے دوران ۴۰ لاکھ درخت لگانے کے پروگرام کا آغاز ہوچکا ہے۔

پچھلے سال اس ضلع میں نو لاکھ درخت لگائے گئے تھے جس میں سے چھ لاکھ درختوں کی دیکھ ریکھ کامیابی سے کی جارہی ہے۔ ماہ جون میں نائب وزیر جنگلات شری ذکر راؤ چوہان نے عوام سے اپیل کی تھی کہ محکمۂ جنگلات کے علاوہ لوگوں کو بھی کم از کم پانچ لاکھ درخت اگانا چاہیئے۔ ضلع پریشد نے اس کے جواب میں درخت کاری کی بہت بڑی مہم کا آغاز کیا ہے۔

درخت کاری کے لئے عوام کو فراہم کرنے کی غرض سے محکمۂ جنگلات نے دو لاکھ پودے تیار رکھے ہیں۔
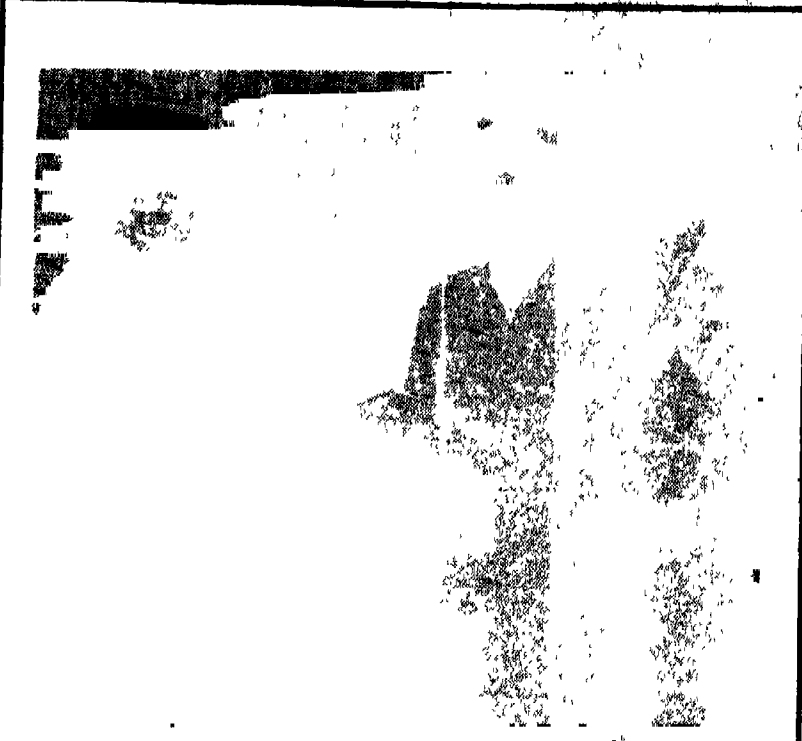
شری ایس۔ بی۔ چوان، وزیراعلیٰ مہاراشٹر ۸ رجون ۱۹۸۶ء کو سچوالیہ، بمبئی میں "ٹرافی" ملاحظہ فرمارہے ہیں۔ یہ "ٹرافی" مہاراشٹر نے ۹ ر تا ۲۲ رمئی ۱۹۸۶ء مدراس میں منعقدہ "مائی انڈیا یوتھ فیسٹول" میں جیتی ہے۔ شری ایم۔ آئی۔ آد ماتھر، چیف ڈائرکٹر آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز بھی وزیراعلیٰ کے ساتھ نظر آرہے ہیں۔

بھائی چارے کا بہتر ماحول پیدا کیجئے

وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان کا ارشاد

— "جہاں پر صنعت کاری تیزی سے ہوتی ہے وہاں صنعتی تعلقات میں کشا کش کا ہونا لازمی ہوتا ہے اور ایسی کشا کش ختم کرنے اور مزدوروں اور انتظامیہ کے درمیان بہتر بھائی چارے کی فضا پیدا کرنے کا کام بڑی اہمیت کا حامل ہوتا ہے اور یہ کام ویلفیئر، پرسونل انڈسٹریل ریلیشنز افسران کو کرنا چاہیئے"

اس خیال کا اظہار شری شنکر راؤ چوان، وزیر اعلیٰ نے اس وقت کیا جب کہ آپ، جولائی کو بمبئی میں مہاراشٹر انسٹی ٹیوٹ آف لیبر اسٹڈیز کے یوم تاسیس اور انسٹی ٹیوٹ کے زیر اہتمام ویلفیئر پرسونل انڈسٹریل ریلیشنز افسران کے کنونشن کے افتتاح کے موقع پر تقریر کر رہے تھے

شری چوان نے مزید فرمایا کہ ویلفیئر افسران صنعت کے معاشی نشانے کے مدِ نظر اپنی صلاحیت نہ صرف اس صنعت سے متعلق لوگوں کا تعاون حاصل کرنے میں صرف کریں بلکہ انھیں اُن کے رہن سہن کے درجہ کو بھی اوپر اٹھانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

شری چوان نے مزدوروں کی تعلیم و تربیت کے میدان میں انسٹی ٹیوٹ کی نمایاں کارگذاری کو سراہا۔

شری ایس۔ بی۔ پاٹل، وزیر محنت نے جلسہ کی صدارت کی۔ اپنی صدارتی تقریر میں

شری پاٹل نے فرمایا کہ انتظامیہ میں ملازمین کی شرکت محض ایک مقصد ہی نہیں بلکہ صلاحیت پیداوار بڑھانے کا بھی ایک ذریعہ ہے۔

شری رام ناتھ پانڈے، وزیر مملکت برائے محنت بھی اس موقع پر موجود تھے۔

اس سے قبل شری بی۔ این۔ داتار، ڈائرکٹر، انسٹی ٹیوٹ آف لیبر اسٹڈیز نے جلسہ کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔

شری ایم۔ بسبرا منیم، سیکریٹری، محکمہ صنعت، قوت اور محنت نے مہمانوں کا استقبال کیا۔

شری سی۔ وی۔ سندرم، لیبر کمشنر نے شکریہ ادا کیا۔

وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان نے ۲۷ جون ۱۹۷۶ء کو مانخورد میں، بال کلیان نگری میں، "چلڈرنس ایڈ سوسائٹی کے جشنِ طلائی" کا افتتاح کیا۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں وزیر اعلیٰ نندا دیپ روشن کر رہے ہیں۔ شریمتی انجنا بائی مگر، ادھیکشیہ ادھیکاری شری ایم۔ آر گورے بھی دکھائی دے رہے ہیں۔

ہاتھ سے بنائی اشیاء پر قومی انعامات

آل انڈیا ہینڈی کرافٹس بورڈ، دہلی قومی انعامات کے لئے ماہر دستکاروں سے اُن کے بنائے ہوئے دستکاری کے نمونے طلب کرتا ہے۔

بمبئی کے دلچسپی لینے والے ماہر دستکاروں کو چاہیئے کہ وہ درخواستیں مقررہ فارم کے ذریعے مع نمونوں کے انڈسٹریز ہینڈی کرافٹس اور کاٹیج انڈسٹریز سیکشن تیسری منزلہ نیو ایڈمنسٹریٹو بلڈنگ بمقابل سچیوالیہ بمبئی ۳۲۔۔۔۔۴ کے پتہ پر ۱۵ر اکتوبر ۱۹۷۶ء تک بھیج دیں۔

اضلاع کے ماہر دستکاروں کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ بھی اپنے دستکاری کے نمونے ڈسٹرکٹ انڈسٹریز افسر کے پتہ پر ۳۰ر ستمبر ۱۹۷۶ء تک بھیج دیں۔

امداد باہمی اداروں کی جانب سے دودھ کی تقسیم

بمبئی ۲۰ر جولائی: بمبئی عظمیٰ دودھ اسکیم نے مختلف رجسٹرڈ جماعتوں مثلاً کوآپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹیوں، ٹیننٹس اداروں وغیرہ کے ذریعہ دودھ کی تقسیم کا فیصلہ کیا ہے۔

خواہش مند سوسائٹیوں کو چاہیئے کہ وہ سیکیورٹی ڈپازٹ کے طور پر تین دن تک فراہم ہونے والے دودھ کی پیشگی رقم ادا کریں اور آرے، ورلی اور کرلا ڈیریوں سے اپنے طور پر دودھ کی نقل و حمل کا انتظام کریں۔ دودھ کی فروخت سے جو رقم وصول ہوگی انتظامیہ کو وہ روزانہ ادا کرنی ہوگی۔ دودھ کی سپلائی میں ہر لیٹر پر ایسے چھوٹ دی جائیگی سوائے سبسیڈائزڈ، وسفید ڈھکنے کے دودھ کے تاکہ ٹرانسپورٹ اور انتظامیہ کا خرچ نکالا جا سکے۔

خواہشمند رجسٹرڈ جماعتوں کو چاہیئے کہ وہ اس سلسلے میں کنٹرولر (دودھ کی حصولیابی و تقسیم) ورلی ڈیری سے رابطہ قائم کریں۔

کھاد کی فروخت کیلئے رجسٹریشن سرٹیفکیٹ

تعلیم یافتہ بیروزگاروں پر ہمدردی سے غور

حکومت مہاراشٹر نے فیصلہ کیا ہے کہ مہاراشٹر میں کھاد کو فروخت کرنے کے لئے ایسے تعلیم یافتہ بیروزگاروں کو جو ایس ایس سی اور دوسرے اعلیٰ درجہ کے امتحان پاس کر چکے ہوں نیز سابق فوجیوں کو رجسٹریشن سرٹیفکیٹ جاری کرے گی۔

اب تک یہ سرٹیفکیٹس صرف مہاراشٹر ایگرو انڈسٹریز ترقیاتی کارپوریشن کے ذریعہ امداد باہمی اور ایگرو سروس مراکز کو ہی جاری کئے جاتے تھے۔
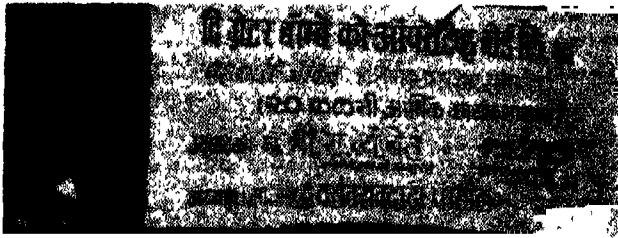
بڑی بمبئی کوآپریٹیو بورڈ کے "ساہکاری جیون" پرچہ کے خصوصی ... کی اشاعت ۱۱ر جون ۱۹۷۶ء کو ... بیندر ناٹیہ مندر میں وزیر مملکت برائے امداد باہمی شری ... ...سیٹھ کے ہاتھوں عمل میں آئی۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں شری سیٹھ، تقریر کرتے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔ کرسیٔ صدارت شری وسنت دادا پاٹل تشریف فرما ہیں۔

مہاراشٹر ہاؤسنگ بورڈ کی پیشکش ہاؤسنگ کوآپریٹیوز کیلئے اراضی

شری پربھاکر کنیٹے، وزیر مملکت برائے ہاؤسنگ نے ۱۲ر جون کو آل انڈیا ریڈیو کے ممبئی اسٹیشن سے اپنے ایک انٹرویو کے دوران بتایا کہ مہاراشٹر ہاؤسنگ بورڈ نے شہر میں ۱۴۰ ہیکٹر (۳۵۰ ایکڑ) خالی اراضی کوآپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹیوں، صنعتی ورکروں، کم آمدنی والے زمرہ نیز درمیانی طبقے کے افراد میں تقسیم کرنے کی پیش کش کا ایک پلان بنایا ہے۔

تاہم انہوں نے اس بات کی وضاحت کردی کہ ایک مکان کا رقبہ ۲۵۰ مربع فٹ سے زیادہ نہ ہونا چاہیئے۔ اس طرح معمولی ذرائع رکھنے والے کم آمدنی زمرہ کے فرد کو مکان مل سکے گا۔

شری کنیٹے نے بتایا کہ تقریباً ۵۰ر۳ لاکھ خاندان ریاستی حکومت اور میونسپل اراضی پر بنائی گئی جھونپڑ پٹیوں میں رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ ۶۰,۰۰۰ خاندان ریلوے پلوں وغیرہ کے نیچے زندگی بسر کرتے ہیں۔ ممبئی میں اس کمی کو پورا کرنے کے لئے تقریباً ۵ لاکھ نئے مکانات تعمیر کرنے کی ضرورت ہے۔

وزیر موصوف نے یہ بھی بتایا کہ ان جھونپڑ میں رہنے والے ہر فرد کو تقریباً دو تین ہزار روپے قرض دینے کی ضرورت ہے تاکہ وہ ۱۵۰ مربع فٹ کا پکا جھونپڑا قومیائے گئے بینکوں اور مالیاتی اداروں کی مدد سے تعمیر کر سکے۔

انہوں نے مزید کہا کہ صنعتی مراکز میں باہر سے آنے والوں کی روک تھام کے لئے ملک کے دیہی علاقوں میں روزگار ضمانت اسکیم کی طرز پر روزگار کے مواقع بڑھانے کی ضرورت ہے۔

سوشل ویلفیئر پر بین الاقوامی کانفرنس کے لئے شریمتی پاٹل کی روانگی

شریمتی پربھا پاٹل، وزیر شراب بندی، بازآبادکاری اور ثقافتی امور ۷ر جولائی دوپہر کو سان جوان (پورٹوریکو) میں ۱۸ر جولائی سے منعقد ہونے والی سترہویں بین الاقوامی کانفرنس برائے سوشیل ویلفیئر میں شرکت کی غرض سے نیویارک کے لئے روانہ ہوئیں۔ موصوفہ ہندوستانی وفد کی رکن کے طور پر گئی ہیں جس کی قیادت شری ڈی۔ یادو، مرکزی نائب وزیر برائے تعلیم کر رہے ہیں۔

شریمتی پربھا پاٹل نے مسٹر سایانگو سے ملاقات کی۔

شریمتی پربھا پاٹل، وزیر شراب بندی، بازآبادکاری اور ثقافتی امور نے ۷ر جولائی کو سانتاکروز ہوائی اڈے پر گامبیا کے وزیر برائے اطلاعات و سیاحت مسٹر ڈی۔ ایل۔ کے۔ سایانگو سے ملاقات کی جو کہ کچھ دیر کے لئے ممبئی میں رکے تھے۔ شریمتی پاٹل نیویارک جارہی تھیں۔
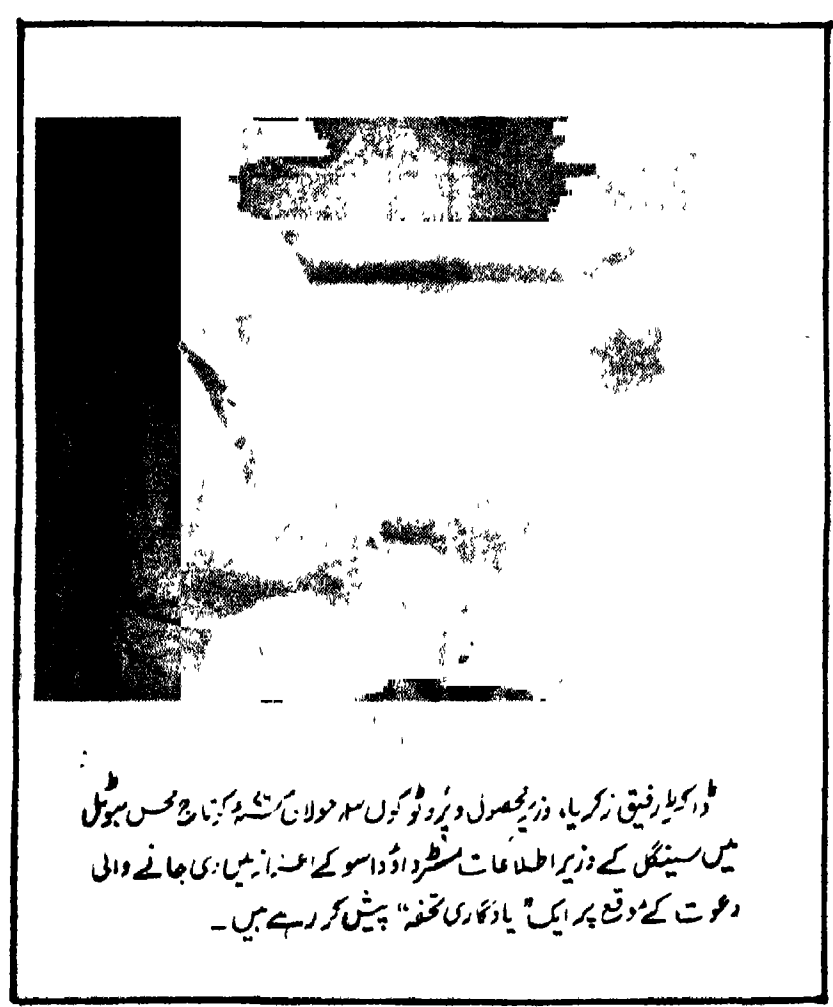
ڈاکٹر رفیق زکریا، وزیر محصول و پروٹوکول ۳ جولائی کو تاج محل ہوٹل میں سینیگل کے وزیر اطلاعات مسٹر داؤد داسو کے اعزاز میں دی جانے والی دعوت کے موقع پر ایک "یادگاری تحفہ" پیش کر رہے ہیں۔

نئے صنعت کاروں کو فوری امداد بہم پہنچائی جائے۔

وزیر اعلیٰ کا ارشاد

وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان نے ایک ایسی واحد ایجنسی کی ضرورت پر زور دیا جو کہ نئے صنعت کاروں کیلئے ضروری امداد اور منظوری وغیرہ حاصل کرے۔ انہوں نے فرمایا کہ ریاستی حکومت نے اس مقصد کے تحت ایک کمیٹی مقرر کی ہے۔ اور اس کی سفارشات پر عملی اقدامات کرے گی۔

وزیر اعلیٰ ۲۸ جون کو تاج محل ہوٹل، بمبئی میں مہاراشٹر اسٹیٹ فنانشیل کارپوریشن کے سالانہ عشائیہ کے موقع پر تقریر کر رہے تھے۔

شری چوان نے ریاستی مالیاتی ایجنسیوں اور قومیائے بنکوں کے مابین زیادہ سے زیادہ ربط اور تعاون کی ضرورت جتائی تاکہ وہ پسماندہ علاقہ جات میں واقع یونٹوں کی ترقی میں مددگار ہو سکیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ اس سے پسماندہ علاقوں میں صلاحیت پیداوار میں اضافہ ہوگا اور روزگار کے نئے مواقع فراہم ہوں گے۔

شری چوان نے بیمار صنعتوں کی بڑھتی ہوئی تعداد پر تشویش کا اظہار کیا جس کی وجہ سے پیداوار میں کمی واقع ہو رہی ہے اور بے روزگاری میں اضافہ ہو رہا ہے۔

انہوں نے فرمایا کہ اسٹیٹ بنک آف انڈیا کے ایک جائزے سے یہ معلوم ہوا کہ اس بیماری کی وجہ بدانتظامی ہے۔ شری چوان نے امید ظاہر کی کہ ریاستی حکومت کی ایجنسیوں اور بنکوں کے مشترکہ اقدامات سے بیمار یونٹوں کے انتظامیہ اور کارکردگی میں بہتری پیدا ہوگی۔

شری چوان کو اس بات کی بے حد خوشی تھی کہ ریاستی مالیاتی کارپوریشن نے تعلیم یافتہ بے روزگاروں کو خود اپنا بزنس شروع کرنے کے لئے ۱۲۰ کروڑ روپے کے قرض منظور کر کے اپنا فرض بخوبی ادا کیا۔ انہوں نے ... نشان دہی کرے گی جس سے ۲۰ نکاتی معاشی پروگرام کی بامعنی عمل آوری میں مدد ملے۔

انہوں نے گوا، دلیو، دمن کی حکومت کا بھی شکریہ ادا کیا کیوں کہ اس نے مہاراشٹر حکومت کے ذریعہ شروع کردہ اداروں میں اپنے پورے بھروسے کا اظہار کیا ہے۔

قومی راج

"مہاراشٹر سیاحت ترقی کارپوریشن" کی بمبئی اور پونے کے درمیان ایرکنڈیشنڈ تفریحی ڈیلی سروس کا افتتاح وزیر سیاحت ڈاکٹر رفیق زکریا کے ہاتھوں عمل میں آیا۔ وزیر مملکت برائے سیاحت شری رام ناتھ پانڈے، "مہاراشٹر سیاحت ترقی کارپوریشن" کی منیجنگ ڈائرکٹر شریمتی مالتی تامبے وید یہ اور ... کے۔ موگھے کمشنر برائے سیاحت بھی تصویر میں نظر آرہے ہیں۔

"ضروریاتِ زندگی کی قیمتیں گھٹانے کی کارروائی۔ اُن کی پیداوار، وصولی اور تقسیم میں بہتری کا اظہار۔"

"بے زمینوں کے کھیتوں پر زوروں سے جوتائی اور بوائی"

۲۰ نکاتی پروگرام کی عمل آوری سے ایک سال میں عوام کو پہنچنے والے فوائد۔
"رقص و موسیقی پروگرام" کی جھلکیاں۔
پروگرام کے دو خاص مناظر

Licence No. 89 for Without prepayment of postage 1-8-76 'QAUMI RAJ' Regd. No. MH-BY-South-S.

ایک سال میں ——
"۲۰ نکاتی پروگرام" کی عمل آوری سے
عوام کو پہنچنے والے فوائد۔
"رقص و موسیقی کے پروگرام"
کی جھلکیاں۔

" تعلیم یافتہ بے روزگاروں کو قومیائے بنکوں کے
ذریعہ مالی امداد "

۲۰۔ نکاتی پروگرام کے ذریعہ بجلی کی پیداوار
بڑھی اور زندگی جگمگانے لگی۔

ڈائریکٹوریٹ جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک
ریلیشنز گورنمنٹ آف مہاراشٹر نے گورنمنٹ فوٹو
زنکو پریس پونے ۱ میں چھپوا کر شائع کیا۔

Printed at the Government Photozinco Press, Pune 1

۱۶؍ اگست سنہ ۷۶ء
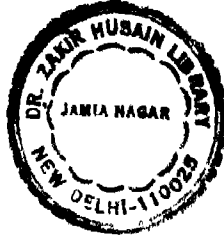
قیمت:۔ ۵۰ پیسے

زیرِ نگرانی:
خواجہ عبد الغفور
آئی۔اے۔ایس
★ یومِ آزادی نمبر

جلد: ۳ ★ پندرہ روزہ
۱۶ اگست ۱۹۷۶ء
شمارہ: ۱۶
قیمت فی پرچہ ۵۰ پیسے، سالانہ ۱۰ روپے

سخن ہائے گفتنی

ابھی ابھی ہم نے جشنِ آزادی منایا۔ اس وقت دیش میں تین قسم کے لوگ ہیں۔ ایک وہ کہ جنھوں نے اپنی جان کی بازی لگا کر تن من دھن کی قربانی دی اور آزادی کو اپنے زورِ بازو سے حاصل کیا۔ اُن میں سے بہت ساری عظیم ہستیاں اب ہمارے بیچ نہیں، مگر وہ امر ہیں، زندۂ جاوید ہیں، موجودہ نسل اور آنے والی نسلیں اُن کا احسان نہیں بھولیں گی۔ اُن میں راشٹر پتا مہاتما گاندھی، بھارت رتن جواہر لال نہرو، ولبھ بھائی پٹیل، مولانا ابو الکلام آزاد کے نام سرِ فہرست ہیں اور دنیا کی تاریخ میں یہ نام روشن و منوّر رہیں گے۔ اس کے بعد اندرا گاندھی اور اُن کے ساتھی ہیں جنھوں نے ہمارے دیش کی عظمت کو بڑھا دیا ہے، اُس کی آن بان اور عزت و افتخار کو ہزار درجہ برتری عطا کی، اس کی ہمہ جہتی ترقی کے لئے دن رات کوشاں ہیں اور ان کی مساعی جمیلہ ہر لحاظ سے کارگر اور کارفرما ہیں۔ ان سب سے ہٹ کر وہ پود ہے کہ جو آزاد ہندوستان میں پیدا ہوئی اور آزاد ملک میں آزادی کی سانس لے رہی ہے جس نے اپنی ذات سے کوئی قربانی دی اور نہ وہ کٹھنائیاں دیکھی ہیں کہ جو اُن کے آباء و اجداد کے سامنے تھیں۔ یہ ایک طرح خوش قسمت ہیں کہ انھیں بنی بنائی عزت کی زندگی مل گئی۔ اِن کو اپنے اسلاف اور متذکرہ بالا رہنماؤں کا ممنون رہنا ہوگا کہ انھیں ایسی زندگی عطا کی اس کے ساتھ ساتھ اُن کو بھی اپنے فرائض پر توجہ دینا ہوگا اور وزیر اعظم اندرا گاندھی کے ۲۰ نکاتی پروگرام کی بجا آوری پر ہمہ تن مصروف رہنا ہوگا۔ اس کی تکمیل کے بغیر دیش کی خاطر خواہ ترقی ناممکن ہے۔ علاوہ ازیں اس نئی پود اور جوان عمر نسل کے ممتاز رہنما اور لیڈر سنجے گاندھی کی قیادت میں ۴ نکاتی پروگرام پر اس نئی نسل کو بطورِ خاص دھیان دینا ہوگا اور ہر ممکن طریقے پر اس کو آگے بڑھانا ہوگا۔ ہمارے نوجوان جس کسی بھی میدان میں ہوں جس کسی قسم کے کاموں میں مصروف ہوں جو بھی اُن کے ذوق و شوق ہوں اُن کی صلاحیتیں جیسی کچھ بھی ہوں اُن کو اپنا فرضِ منصبی، عمر کا لائحۂ عمل اپنا آدرش یہی رکھنا ہوگا۔

مہاراشٹر پردیش میں بھی یہی توقع ہے کہ وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان اور اُن کے قابل رفقاءِ کار کی قیادت میں ہماری نئی نسل جواں سال کارگذار افراد اِن مقاصد کے لئے اپنی جان کی بازی لگانے سے بھی دریغ نہ کریں گے۔ انھیں رہنمائی اور راہبری کے لئے ایک سے ایک قابل لیڈر موجود ہے۔ بالخصوص عزت مآب شری شنکر راؤ چوان وزیر اعلیٰ کی ذاتِ گرامی میں وہ سب کچھ ہے جو ایک اعلیٰ و ممتاز لیڈر میں ہونا چاہیے۔

ہمیں یقینِ واثق ہے کہ ہماری آزادی کا یہ نیا سال ہمارے سارے خوابوں کی تعبیر لائے گا، ہماری تمناؤں کو تکمیل کی حد تک پہنچا سکے گا۔

خواجہ عبد الغفور

ترتیب

ترسیلِ زر اور مراسلت کا پتہ: چیف ڈائرکٹر آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، حکومت مہاراشٹر، سچیوالیہ، بمبئی ۔ ۴۰۰۰۳۲

خوشحالی

کے لیے تیز تر

پیش قدمی

شری بی ۔ ڈی ۔ جتی ، نائب صدر ہند نے ناگپور میں آنجہانی راشٹر سنت تکڑوجی مہاراج کے مجسمہ کی نقاب کشائی کی ۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں ، شری این ۔ ایم ۔ تڑکے وزیر صنعت اور شری این ایس سپکال ، وزیر مملکت برائے زراعت بھی دکھائی دے رہے ہیں ۔

یومِ آزادی کے موقع پر

وزیرِ اعلیٰ کا پیغام

یوم آزادی کے موقع پر وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان نے اپنی نشری تقریر میں فرمایا کہ - " وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی کی قیادت میں پچھلے دس سال اور خصوصاً گذشتہ ایک سال کے دوران جو سماجی اور معاشی تبدیلیاں رونما ہوئیں اُن کی مثال شاید ہی کسی ترقی پذیر معاشرہ میں ملے۔" وزیر اعلیٰ نے عوام الناس کی خوشحالی کے لئے کئے گئے اقدامات کا جائزہ لیا اور "چھوٹی بچت مہم" کے آغاز کا ذکر کرتے ہوئے اُمید ظاہر کی کہ اس سے "چھوٹی بچت" میں تقریباً ۷۰ کروڑ روپیے جمع ہوسکیں گے۔ آپ نے شہری زمین کی حد بندی اور خاندانی منصوبہ بندی سے متعلق قوانین کی عمل آوری کے لئے عوام سے اپیل کی۔ وزیر اعلیٰ کی تقریر کا متن حسب ذیل ہے :-

" دوستو!

سب سے پہلے میں آج یوم آزادی کے موقع پر تمام شہریوں کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں..

جنھوں نے ہمارے ملک کو سماجی اور معاشی ترقی کی نئی بلندیوں پر پہنچانے میں مدد کی۔ اس خوشی کے موقع پر میں ضروری سمجھتا ہوں کہ ہم اس بات کا جائزہ لیں کہ منزل مقصود کو تیزی سے حاصل کرنے اور عوام کی آشاؤں کی تکمیل کرنے کے لئے کون سے نئے قدم اٹھائے جائیں۔

اس موقع پر سب سے ذہنوں میں یہ بنیادی سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ آزادی کا مفہوم کیا ہے؟ حالانکہ ہندوستان کو آزاد ہوئے ۲۹ برس گذر چکے ہیں۔ پھر بھی آزادی کے حصول کے بعد کی پیڑھی اس بنیادی سوال سے اب بھی دوچار

ہے۔ ملک کے پہلے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے اس سوال کا جواب یوں دیا ہے۔

پنڈت جی نے بڑے واضح طور پر کہا تھا کہ "آزادی کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں حسب منشاء تاریخ مرتب کرنے کا موقع حاصل ہو۔ اب ہم نہ تو خاموش تماشائی رہیں گے اور نہ دوسروں کے ہاتھ میں کھلونا۔ اپنے خیالات اور منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کا کام ہم خود اپنی مرضی کے مطابق کریں گے۔"

گذشتہ ۲۹ برسوں میں ہم نے اس بات کا ثبوت دے دیا ہے اور دنیا پر یہ بھی روشن کر دیا ہے کہ اس عظیم سرزمین کے مایہ ناز فرزند نے جو پیشین گوئی کی تھی وہ بالکل درست ثابت ہوئی ہے۔ ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ ہم آزادانہ طور پر اپنی تحریک اور اپنی قوت سے کام لے کر اپنے حسب منشاء تاریخ مرتب کرنے کے اہل ہیں۔ ہمارے ملک کی آزادی کے ۲۹ سال عظیم اور زبردست جدوجہد کے سال رہے ہیں۔ جس کا مقصد انسانی مساعی کے ہر شعبے میں نمایاں کامیابی حاصل کرنا تھا۔

ایک ایسا ملک جو تیس سال قبل تک انتہائی معمولی چیزوں کے لئے دوسروں کا محتاج تھا آج دوسرے ترقی پذیر اور ترقی یافتہ ملکوں کو نہایت نفیس و نازک آلات و مشینری برآمد کر رہا ہے۔ ایک ایسا ملک جو اپنے لاکھوں لوگوں کے لئے غذائی اجناس درآمد کیا کرتا تھا اب خود کفالت کی منزل پر گامزن ہے۔ ایک ایسا ملک جو ابتدائی تیکنیکی معلومات کے لئے دوسروں پر دارومدار رکھتا تھا اب اپنی ذاتی کوششوں سے خلا میں مصنوعی سیارہ بھیج چکا ہے۔ یہ ان اقدامات میں سے چند ایک ہیں جو آزادی کے مفہوم کو نئے معنی اور گہرائی عطا کرتے ہیں۔

مہاراشٹر کے عوام آزادی کی جدوجہد میں پیش پیش تھے۔ آزادی کے بعد بھی خوشحالی کے حصول میں اپنی ساکھ برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی کی قیادت میں پچھلے دس سال اور خصوصاً گزشتہ ایک سال کے دوران جو سماجی اور معاشی تبدیلیاں رونما ہوئیں ان کی مثال شاید ہی کسی ترقی پذیر معاشرہ میں ملے۔ جیسا کہ آپ کو علم ہے، وزیر اعظم نے ایک سال قبل بعض بنیادی ضرورتیں پوری کرنے کی غرض سے ایک سماجی و معاشی پروگرام کا اعلان کیا تھا۔ مہاراشٹر کے عوام نے نہ صرف اس پروگرام پر لبیک کہا۔ بلکہ اس میں سرگرمی سے حصہ لیا۔ جس کے باعث ہماری ریاست عام آدمی کو بہتر اور خوشگوار زندگی کے وسائل فراہم کرنے میں سب سے آگے ہے۔ یہ درست ہے کہ قومی مقاصد کی تکمیل کی بنیادی ذمہ داری حکومت پر عاید ہوتی ہے۔ لیکن یہ بھی صحیح ہے کہ سماجی و معاشی ترقی میں عام لوگوں کی شرکت سے تیز تر نتائج حاصل ہوتے ہیں۔ اس ضمن میں، میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ گزشتہ ایک سال کی روشن کامیابیوں کے حصول میں مہاراشٹر کے عوام کا بہت بڑا حصہ رہا ہے۔

یہ بات بھی دلچسپ اور قابل ذکر ہے کہ ہمارے ملک میں قانون حد بندی اراضی (LAND CEILING) کے تحت جو زمین فاضل قرار دی گئی ہے اس میں مہاراشٹر کا حصہ قریباً پچاس فیصد ہے۔ عوام کی دلچسپی اور جوش و خروش کا یہ کھلا ثبوت ہے۔

مہاراشٹر میں تین لاکھ دس ہزار ہیکٹر فاضل زمین میں سے دو لاکھ پچیس ہزار ہیکٹر زمین غریبوں اور بے زمین مزدوروں میں تقسیم کی جا چکی ہے۔ ان چھوٹے نئے کسانوں کو ان کی زمین پر کاشت کاری میں مدد دینے کی ذمہ داری بھی خوشحال کاشتکاروں اور شہریوں نے اٹھائی جس کا ثبوت یہ ہے کہ لوگوں نے خود بخود آگے بڑھ کر تمام ذرائع اکٹھا کئے تاکہ ان نئے لوگوں کو دی گئی زمین پر کاشت ہو سکے۔ خدا نے چاہا تو یقیناً ریاست ایک کروڑ میٹرک ٹن غذائی پیداوار کا نشانہ حاصل کرے گی۔

شہری علاقوں میں زمین کے منصفانہ استعمال کے خیال سے حکومت نے شہری زمین کی حد بندی کے لئے ایکٹ بنانے کا ارادہ کیا ہے۔ یہ اس حقیقت کا اعتراف ہے کہ شہری اراضی، سماجی ملکیت ہے جو عوام کی بھلائی کے لئے ہے نہ کہ صرف چند افراد کے فائدے کے لئے۔

ہم نے اس قانون کو تن دہی سے زیر عمل لانے کے لئے اقدامات کئے ہیں۔ بعض حلقوں میں یہ خدشہ ظاہر کیا گیا کہ اس ایکٹ کے نفاذ سے عمارت سازی کے کام کی رفتار سست پڑ جائے گی۔ میرے خیال میں یہ خدشہ بے بنیاد ہے۔ ریاستی حکومت نے میونسپل حکام کو واضح طور پر یہ ہدایت کر دی ہے کہ اس زمین پر جو مقررہ حد سے زیادہ نہ ہو، مالک اراضی سے یہ اقرارنامہ لینے کے بعد کہ وہ زائد اراضی کا مالک نہیں ہے، نیز دیگر ضروری بانڈ جیسے (INDEMNITY BOND) لینے کے بعد، عمارت سازی کی اجازت دے دیں۔ یہ خدشہ بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ اس ایکٹ کے نفاذ سے مہاراشٹر کی صنعتی ترقی پر اثر پڑے گا۔ یہ خدشات بھی بے بنیاد ہیں۔ صنعتی ترقی کو فروغ دینے کے بارے میں ہماری پالیسی برقرار ہے۔ لہٰذا صنعت کی حقیقی ضروریات پوری کی جائیں گی۔ ایکٹ کی رو سے ایسے افراد کو جو زائد فاضل اراضی کے مالک ہیں ایسی زمین اپنے پاس رکھنے کی اجازت ہوگی بشرطیکہ وہ سماج کے کمزور طبقات کے لئے مکانات بنانے پر آمادہ ہوں۔ مجھے امید ہے کہ زائد فاضل اراضی

رکھنے والے افراد آگے بڑھ کر ایکٹ کے دائرے
کے اندر ٹھوس تجاویز پیش کریں گے اور اس
طرح سماج کے کمزور طبقہ کی مدد کریں گے۔ میں
زائد فاضل اراضی رکھنے والوں سے اپیل کرتا ہوں
کہ وہ خود آگے آئیں اور اپنی زائد اراضی کا اعلان
کرکے ریاست میں اس ایکٹ کو کامیابی سے
زیر عمل لانے میں ہاتھ بٹائیں۔ مجھے یقین ہے کہ
لوگ اسی جوش و خروش سے اپیل پر لبیک کہیں
گے جس کا اظہار انہوں نے اب تک ۲۰ نکاتی
پروگرام کو زیر عمل لانے میں حکومت کا ساتھ دیکر
کیا ہے۔

چھوٹی بچت مہم

اس سال یوم آزادی کے موقع پر ایک
چھوٹی بچت مہم کا بھی آغاز ہو رہا ہے جو ریاست
کے تنخواہ دار ملازمین کا تعاون اور اشتراک حاصل
کرنے کی غرض سے پندرہ دن جاری رہے گی۔
جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں عام آدمی کی بچت
کے ذریعہ مالی وسائل بڑھانا ہماری معاشی پالیسی
کا اہم جزو ہے۔ ہمیں امید ہے کہ تقریباً ۲۷ لاکھ
تنخواہ دار ملازمین بشمول صنعتی مزدور،
کسان اور دفتری ملازمین کو اس اسکیم میں شامل
کرکے چھوٹی بچت میں تقریباً ۷۷ کروڑ روپیہ
جمع کرسکیں گے۔ ہمیں اس نشانے کو پورا کرنے
کے لئے آپ سب کے تعاون کی ضرورت ہے۔
جس سے روشن مستقبل کا خواب پورا ہو سکے۔
مجھے فخر ہے کہ مہاراشٹر نے بہت سے
میدانوں میں مثالی کام کیا ہے۔ چنانچہ ہم نے سب
سے پہلے آبادی میں دھماکہ خیز اضافہ کے خطرے
کو محسوس کیا اور آبادی کو معقول حدود میں رکھنے
کے لئے قانونی اقدام کا ارادہ کیا۔ میں نے بارہا صراحت
کی ہے کہ اس اصول کو اپنانے میں ہم نے ترغیب
کی راہ نہیں چھوڑی ہے۔ آج ہماری کوشش
یہ ہونی چاہئے کہ ہم عوام کو یہ سمجھا سکیں کہ آبادی
میں بے تحاشہ اضافہ کے سبب دنیا میں رہنے
کی جگہ کی قلت ہوتی جارہی ہے۔ اس لئے ہر شخص
کا یہ فرض ہے کہ وہ دیکھے کہ اس کا خاندان مناسب
حد تک محدود رہے۔ میں اس موقع پر تمام لوگوں سے
اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس پروگرام کو کامیاب بنائیں
اور اس میدان میں مہاراشٹر کو قیادت کرنے میں مدد
دیں۔ اب تک عوام کی جانب سے اس میں بھرپور
تعاون ملا ہے اور مجھے بھروسہ ہے کہ یہ جاری
رہے گا۔

گندی بستیوں کا سدھار

ایک دوسرے میدان میں جہاں ہم نے
با مقصد پیش قدمی کی ہے وہ ہے شہریوں کے
لئے مکانات کی فراہمی اور گندی بستیوں کا
سدھار۔ ہاؤسنگ بورڈ کے ذریعہ ریاست
کے شہری علاقوں میں ایک لاکھ سے زائد مکانات
تعمیر کئے جاچکے ہیں اور مہاراشٹر کوآپریٹیو ہاؤسنگ
فنانس سوسائٹی نے مزید ۹۷ ہزار مکانات
تعمیر کرنے کے لئے ۱۲۷ کروڑ روپے کا قرض اب
تک منظور کیا ہے۔ بمبئی عظمیٰ اور دیگر ۱۴
شہروں میں واقع جھونپڑ پٹیوں کے رہنے والوں
کو بنیادی ضرورتیں فراہم کرنے کے لئے اب تک
۱۲ کروڑ روپے کی رقم خرچ کرچکے ہیں۔ اس میدان
میں ہماری جد وجہد کو دوسری ایجنسیوں نے
بھی تسلیم کیا ہے اور ان امکانات میں اضافہ
ہو رہا ہے کہ ہم نے جو کام شروع کیا ہے اس
میں پبلک مالی ادارے مدد کریں۔ حال ہی میں
جب میں نے شیڈیولڈ بنکوں کے چیرمین اور
ریزرو بنک آف انڈیا کے نمائندوں سے ملاقات
کی تو یہ جان کر مجھے بے حد خوشی ہوئی کہ یہ
بنک اس پروگرام کے نفاذ میں مدد کے لئے تیار
ہیں۔ ہم نے اس پروگرام میں جان بوجھ کر اس
طرح تبدیلی کی کہ جس سے ہمارے سماج کے
معاشی طور پر پسماندہ طبقے کو فائدہ پہنچے۔
جیسا کہ ہمیں علم ہے، آزادی کا مطلب
یہ ہے کہ عام آدمی کے تعلق سے ہمارا بنیادی
رویہ تبدیل ہو۔ یہی عام آدمی ہماری فکر اور منصوبوں
کا مرکزی نقطہ ہے۔ ساری دنیا اور خوشحال
اور ترقی یافتہ ملک بھی ہمارے دیش میں ہونے
والی سماجی کایا پلٹ کے اس دور کو بڑے
انہماک اور دلچسپی سے دیکھ رہے ہیں۔ وہ
دیکھ رہے ہیں کہ ہم غربت، بھوک، خوف،
عدم سلامتی اور ہر قسم کی غلامی کے خلاف
جہاد میں کس طرح کامیاب ہوئے ہیں۔
اور عوام الناس خود کو صحیح معنوں میں کس طرح
آزاد محسوس کرتے ہیں۔ ہماری وزیر اعظم
کی موثر قیادت میں گاندھی جی اور نہرو کے
خواب تیزی سے شرمندہ تعبیر ہو رہے ہیں۔
آئیے! اس مبارک دن ایک بار پھر ہم سب
عہد کریں اور خوشحالی کے پروگراموں کو مقررہ
مدت میں کامیاب بنائیں۔

(جے ہند)
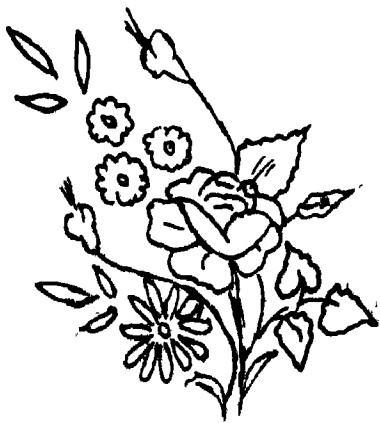
ریاست مہاراشٹر اردو اکادیمی پہلی تقریبِ سالگرہ

ریاست مہاراشٹر اردو اکادیمی کی پہلی سالگرہ کی تقریب ۵ اگست ۱۹۷۶ء کو سچیوالیہ میں منعقد ہوئی۔ ڈاکٹر رفیق زکریا وزیر محصول اور چیرمین اردو اکادیمی نے اس تقریب کی صدارت کے فرائض انجام دیئے۔

اس موقع پر حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر زکریا نے تین فیصلوں کا اعلان کیا جو اسی دن صبح سچیوالیہ میں منعقدہ اکادیمی بورڈ کے اجلاس میں کئے گئے تھے۔ آپ نے بتایا کہ ریاستی حکومت گورنمنٹ سینٹرل پریس میں اردو کا شعبہ اردو اکادیمی کے حوالے کرنے کے لئے تیار ہے، بشرطیکہ اکادیمی منافع بخش طریقے پر اس کا انتظام کر سکے۔ ڈاکٹر زکریا نے مزید فرمایا کہ اگر ہم پریس سے منافع حاصل کر سکیں تو ہم زیادہ بہتر طریقے سے ضرورت مند شعراء ادباء اور اداروں کی امداد و اعانت کر سکیں گے نیز ہم نوجوانوں کو کتابت کی تربیت دیکر اچھے کاتب بھی تیار کر سکیں گے۔

اس مقصد سے اسکیم کے عملی پہلوؤں پر غور و خوض کرنے کے لئے ایک کمیٹی شری فاروق پاشا، ڈپٹی اسپیکر مہاراشٹر لیجسلیٹو اسمبلی کی زیرِ صدارت مقرر کی جا رہی ہے۔

وزیر موصوف نے یہ اعلان بھی کیا کہ ہر سال ریاستی حکومت کے زیرِ اہتمام ڈرامے کے جو مقابلے ہوتے ہیں ان میں اردو ڈراموں کو بھی شامل کیا جائے گا۔ پانچ ہزار روپئے کا انعام بہترین اردو ڈرامے کے لئے رکھا جائے گا۔

اکادیمی کے بورڈ نے ایک اور اہم فیصلہ یہ کیا کہ ممتاز اردو شاعر اور صحافی شری اعجاز صدیقی کو مہاراشٹر میں اردو رسائل اور صحافت کے میدان میں ان کی طویل اور قابلِ قدر خدمات پر ۵۰۰۰ روپئے کا انعام دیا جائے۔

اِس فیصلہ کا اعلان کرتے ہوئے ڈاکٹر زکریا

ریاست مہاراشٹر اردو اکادیمی کی پہلی سالگرہ تقریب ۵ اگست ۷۶ء کو سچیوالیہ میں منعقد ہوئی۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں ڈاکٹر رفیق زکریا، وزیر محصول حاضرین سے خطاب فرما رہے ہیں۔ شری فاروق پاشا ڈپٹی اسپیکر مہاراشٹر لیجسلیٹو اسمبلی، شری شام راؤ کدم، وزیر مملکت برائے آب پاشی و پبلسٹی، شری سنگرام اکبر وزیر مملکت برائے تعلیم اور شری ایم آئی آر ماتھر، چیف ڈائرکٹر آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز بھی نظر آ رہے ہیں۔

نے شری اعجاز صدیقی کو جو جلسہ میں موجود تھے دلی مبارکباد پیش کی۔

قبل ازیں شری خواجہ عبدالغفور، ممبر سکریٹری اکادمی نے وزراء اور مہمانوں کا خیر مقدم کرتے ہوئے پچھلے سال کی اکادمی کی سرگرمیوں پر روشنی ڈالی۔

شری فاروق پاشا، ڈپٹی اسپیکر، مہاراشٹر لیجسلیٹیو اسمبلی اور وائس چیرمین اکادمی نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔

شری شام راؤ کدم وزیر مملکت برائے آب پاشی و پبلسٹی، شری سنگرام ماکنیکر وزیر مملکت برائے تعلیم، شری بابو راؤ کالے نائب وزیر برائے امور داخلہ اور شری اے ایچ ہمدانی، نائب وزیر زراعت اور اوقاف بھی موجود تھے۔

تقریب میں شریک چند ممتاز اردو شعراء نے اپنی نظمیں سنائیں اور عصرانہ کے بعد یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

بمبئی میونسپل کارپوریشن کے سبھا گھر میں "لوکمانیہ تلک کے مجسمے کی پردہ کشائی یکم اگست ۷۶ء کو وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان کے ہاتھوں عمل میں آئی۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں میئر شری منوہر جوشی اور شریمتی کسم تائی چوان بھی نظر آ رہے ہیں۔

۵ اگست کو وزیر محصول ڈاکٹر رفیق زکریا سچیوالیہ میں منعقدہ اردو اکادمی بورڈ کے اجلاس سے خطاب فرما رہے ہیں۔
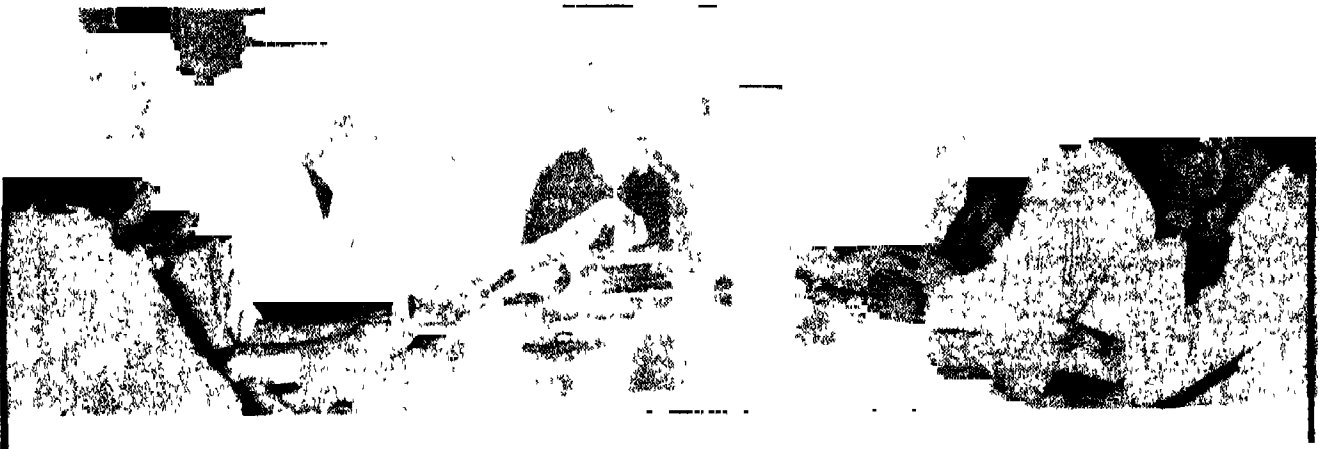
پہلی اگست کو کاشت کاروں کو نئی کھاتے پاس بکس دینے کی افتتاحی تقریب وزیر اعلیٰ
شری شنکر راؤ چوہان کے دولت کدہ
سہیادری پر منعقد کی گئی تھی جس میں وزیر اعلیٰ
ایک کاشت کار عورت کو "کھاتے پستکا"
دیتے ہوئے نظر آرہے ہیں۔
وزیر اعلیٰ کے ساتھ وزیر محصول و شہری ترقیات
ڈاکٹر رفیق زکریا بھی نظر آرہے ہیں۔
(تفصیلی خبر "خبرنامہ" میں صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)
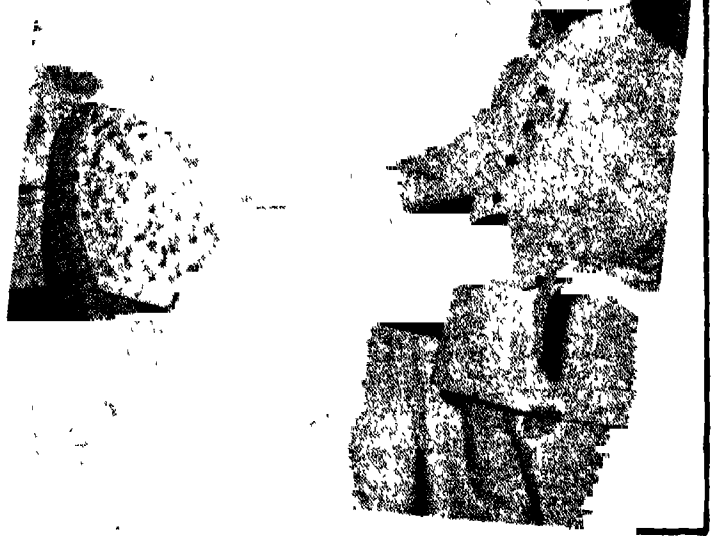
ڈاکٹر رفیق زکریا وزیر محصول و شہری ترقیات نے
۹ اگست ۷۶ء کو نارسوائی ہال بمبئی میں "کمبل کا ایک سال"
نمائش کا افتتاح کیا یہ اسی موقع کی تصویر ہے۔

ابھی حال میں باندرہ میں واقع
شاردا سنگیت ودیالیہ کی سالانہ تقریب میں
وزیر مملکت برائے ہاؤسنگ شری پربھاکر کنیٹے
نے طلبہ کو انعامات تقسیم کئے۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں
ودیالیہ کی ڈائرکٹر شریمتی اندرا کیلکر بھی دکھائی دے رہی ہیں۔

مسٹر تا سیفے تا دیبسے، وزیر اطلاعات و قومی رہنمائی، اروناچل پردیش نے ۱۹ جولائی ۷۶ء کو سچیوالیہ، بمبئی میں شری کے. ایم. پاٹل وزیر برائے دیہی ترقیات سے ملاقات کی۔
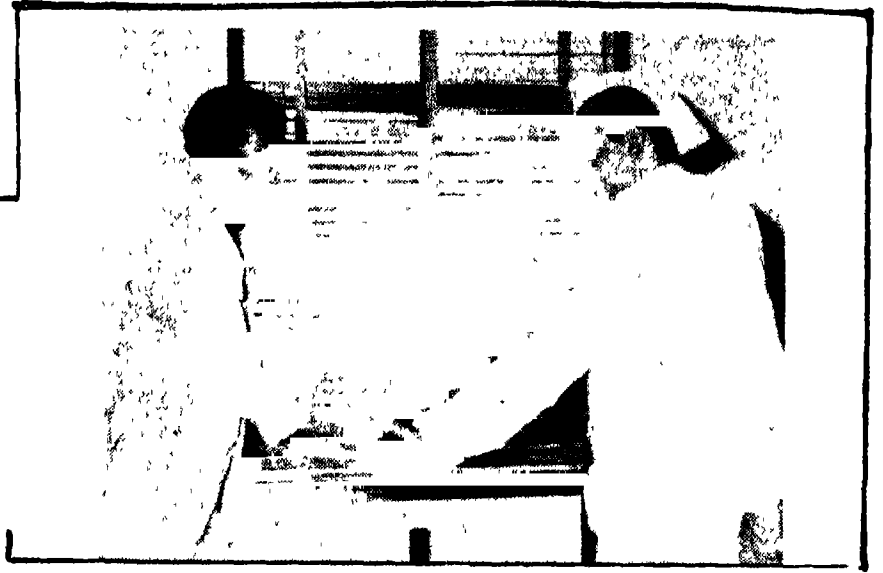
شریمتی پربھا پاٹل، وزیر برائے شراب بندی، بازآبادکاری اور ثقافتی امور، سان جوان میں سماجی بہبود سے متعلق ۱۸ ویں بین الاقوامی کانفرنس میں شرکت کے بعد بدھ ۲۸ جولائی ۷۶ء کو واپس بمبئی تشریف لائیں، شری رتن اپا کنبھار، وزیر غذا و شہری رسد آپ کے استقبال کے لئے ہوائی اڈے پر موجود تھے۔

دوسرے تماشہ فن کار تربیتی کورس کی اختتامی تقریب ۱۵ جولائی ۷۶ء کو روندر ناٹیہ مندر میں وزیر مملکت برائے سماجی بہبود و ثقافتی امور شری سوشیل کمار شندے کی موجودگی میں منائی گئی۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں وزیر موصوف ایک ودیارتھی کو پہچان پتر دیتے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔

دھرتی سنگیت
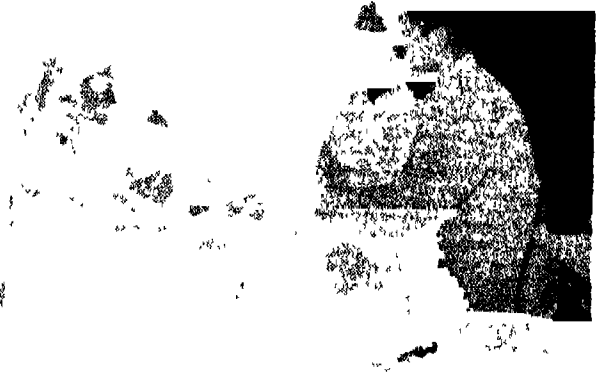
دھرتی تو خلا کی رقاصہ دامن میں لئے سرِ دشت و چمن!
ہے میرے کلام کی بندش میں دھرتی کا سکوں دھرتی کا چلن

ان نغموں میں ہم دھرتی کا سورج سے بیاہ رچاتے ہیں
اس عقد کا جشن مناتے ہیں یہ چنگ و رباب و رقص و سخن

شاعر کے خیالوں کی لالی دھرتی کی دمکتی بندی ہے
ہر کاوشِ پنہاں دھرتی کے ہے اٹھتے ہوئے گھونگھٹ کی شکن

بل کھائے ہوئے دریاؤں میں تیری ہی لٹیں ہیں چھٹکی ہوئیں
لہرائے ہوئے صحراؤں میں تیرے ہی سلگتے دل کی جلن

خطِ کہسار میں تیرے ہی ابرو کی اپنی تلواریں ہیں،
ہر لالہ و گل میں تیرے ہی لو دیتے ہوئے مکھڑے کی پھبن

دھرتی کا سہاگ دمکتا ہے اشعار کی شعلہ نوائی میں
جب روحِ نبات مچلتی ہے، دھرتی کا اگلتا ہے جوبن

ست رنگ شعاعوں کی لرزش، تیری ہی آنکھوں کے ڈورے
ندی ساگر میں پڑتے بھنور، تیرے ہی رخ کی چاہِ ذقن

سنسار کی مد بھری صبحوں میں تو ہی لیتی ہے انگڑائی
کرنوں کی صبوحی چھلکی ہوئی، جس کا ہر گھونٹ خمار شکن

دھرتی کا تصور عینی ہے جنت کی حیات و حدآور
جنت کے گلستاں اور ایواں دھرتی کے فردا کے درپن

دھرتی کی چمک دھرتی کی جھلک دھرتی کی لہک دھرتی کی مہک
صحرا صحرا، دریا دریا، وادی وادی، گلشن گلشن

فراق گورکھپوری

۴/۳ بینک روڈ، الہ آباد (یوپی)

تو سورج کی وہ کٹی پیلی، جو کو کھ بنی تہذیبوں کی
گودی میں پلے ہیں کھیلے ہیں ہر علم و عمل ہر جاد و نے فن

دھرتی جس کا ہر افسانہ، افسانہ در افسانہ ہے
اڑ جاتی ہے نیند ستاروں کی، بنتے ہیں جماہی دشت و دامن

دھرتی پہ پچھلی راتوں کو سے خانۂ غیب اُترتے ہیں
ہر صبح بہار پیالہ نگن، ہر لالۂ صحرا صاعقہ زن

گزرے ہیں دھرتی سے ہو کر قرنوں سے قافلۂ ماضی
محفوظ ہیں اس کے سینے میں ناموس ازل آئینِ کہن

خم دیچ زماں خم و پیچ مکاں، اس رقص سرمدی کے جلوے
یہ سینۂ وقت کا زیر و بم دھرتی ہی کے دل کی ہے دھڑکن

تیرا سورج سے بچھڑنا تھا یا تھی سیتا کی جلا وطنی
ہاں لوکش کانڈ کہیں جس کو دنیا ہے وہ بابِ رامائن

تیرے ارمان نکالیں گے، ماتا ہم سورج کے بیٹے
تیرے قدموں پہ ڈالیں گے سورج کے مکٹ کے لعلِ یمن

ہر جگ میں ہم تو دیتے رہے ہیں تیرے لئے ہر قربانی
ہر دور میں ہم تو لٹاتے رہے ہیں تیری خاطر تن من دھن

ماتھے پہ بجلیوں کا جھومر، ساگر لہریں، زنجیرِ کمر،
ست رنگ بہاریں گھونگھٹ میں لہرائی شفق تیرا دامن

تو کوکھ مانگ سے ٹھنڈی رہے تو دودھوں نہلائے پوتوں پھلے
سنسان کالے گیان جلی، ہم ہیں تیرے سنگار ابرن

نئی آہٹ

ڈاکٹر رمضان محمدی احسان
بار ایٹ لا (جائنٹ سکریٹری، حکومت مہاراشٹر)

وہ دل ہے لاریب ایک پتھر کہ جس میں دردِ وطن نہیں ہے

نظر میں حسنِ نظر نہیں ہے، زباں میں لطفِ سخن نہیں ہے
دلِ فسردہ جو بجھ چکا ہے وہ زینتِ انجمن نہیں ہے
نیا زمانہ، نئی بہاریں، نئی گھٹائیں، نئی ہوائیں!
شراب اب بھی برس رہی ہے مگر شرابِ کہن نہیں ہے
وہ رد نئے گل پہ فریفتہ ہے، میں نکہتِ گل پہ شیفتہ ہوں
ہزار نغمہ سرا ہو بلبل، مری شریکِ سخن نہیں ہے
نظامِ انجم کے ربطِ باہم سے میں نے نظمِ جہاں کو جانا
نہ جس میں ہو ارتباط قائم وہ انجمن انجمن نہیں ہے
نہیں ہے جس میں غمِ محبت، نہیں ہے کچھ جس میں سوزِ الفت
وہ دل ہے لاریب ایک پتھر کہ جس میں دردِ وطن نہیں ہے
مرے تصور نے ذہن میں گو بنا لئے ہیں بہت سے پیکر
عمل کا لیکن کسی بدن پر ابھی کوئی پیرہن نہیں ہے
ہر ایک شئے سے ہمارا رشتہ، ہر ایک شئے ہم سے آشنا ہے
نمود ہر شئے میں ہے ہماری کہیں ہمارا وطن نہیں ہے
زمینِ مہتاب پر ہیں اترے دیارِ مغرب کے رہنے والے
دیارِ مشرق کے رہنے والو اٹھو یہ دورِ کہن نہیں ہے
مجھے یہ دعویٰ نہیں ہے احساں کہ بے خطا ہے کلام میرا
کہ فکر میری ہے فکرِ انساں کوئی سروشِ سخن نہیں ہے

حیات وارثی
باغ انوار۔ لکھنؤ۔۳

پھر بہاروں نے انگڑائی لی ہے، پھر چمن لہلہانے لگا ہے
اک نئے دور کا آگمن ہے اک حسیں موڑ پر اب وطن ہے
مسکراتی ہوئی ہر کرن ہے، جگمگاتی ہوئی انجمن ہے
جس کا رونا بھی ممکن نہیں تھا، آج وہ گنگنانے لگا ہے
پھر بہاروں نے انگڑائی لی ہے
چہرہ اترا ہے اسمگلروں کا، کالے دھن کی سیاہی چھٹی ہے
مل رہی ہیں ضرورت کی چیزیں اور مہنگائی بھی گھٹ رہی ہے
نظم اور ضبط کی روشنی سے پھر وطن جگمگانے لگا ہے
پھر بہاروں نے انگڑائی لی ہے
امن کا آج ہے بول بالا، دیش ہے ایکتا کا شوالہ
چاند محنت ہے مزدور ہالہ، سکھ کا پھیلا ہوا ہے اجالا
اونچ نیچ اور غریبی کا یارو، اب دیا جھلملانے لگا ہے
پھر بہاروں نے انگڑائی لی ہے
تالہ بندی، فساد اور اَن شَن یہ فسانے ہیں بیتے دنوں کے
جرم ہے آج بیگار لینا، اب مہاجن کے ٹوٹے شکنجے
گرد سمٹی ہے اپنی حدوں میں، آئینہ مسکرانے لگا ہے
پھر بہاروں نے انگڑائی لی ہے

از۔ ڈاکٹر محمد منشاء الرحمٰن خاں منشاء
۱۱ - اسٹار کی ٹاؤن ـ ناگپور - 44001

آزادی کی کہانی

اردو شاعروں کی زبانی

اُردو ہمارے وشال دیش
ٖبھارت کی ایک نہایت خوبصورت میٹھی
اور جاندار زبان ہے اس کا ادب
نہایت بلند پایہ ہے اس شاندار ادب
نے ہمیشہ زندگی اور زمانے کی بھرپور
عکاسی کی ہے اس میں وطنی و قومی
جذبات اور تصورات کی پورے جلال
و جمال کے ساتھ ترجمانی کی گئی ہے۔
اس کے ادیبوں اور شاعروں نے سچے وطنی
جذبات کی ایسی قلمی تصویریں پیش
کی ہیں جو خوبصورت و دلکش بھی ہیں
اور حق و صداقت کی آئینہ دار بھی،
اسی لئے ان کی تاثیر مسلّم ہے اور کیوں
نہ ہو۔

دِل سے جو بات نِکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پَر نہیں طاقتِ پَرواز مگر رکھتی ہے

ادب سے دلچسپی رکھنے والے
حضرات اچھی طرح جانتے ہیں کہ خلوصُ
محبت، یگانگت اور رواداری اردو
شاعری کے خمیر میں داخل ہیں۔ "محبت"
اردو شاعروں کا پسندیدہ موضوع رہا
ہے اِسی لئے "حُبِّ وطن" کے زیرِ عنوان
بہت کچھ لکھا گیا ہے، جب اہلِ ہندستان
کے دِلوں میں جذبۂ آزادی پیدا ہوا
اور وہ اپنے وطنِ عزیز کو بدیسی حکمرانوں
کے سنگین پنجے سے چھڑانے کے لئے بیقرار
سے ہو گئے تو اردو شاعروں نے ان
کے دِلوں کو گرمانے اور ان میں حوصلہ
آزادی و سرفروشی پیدا کرنے کیلئے
نہایت پُرجوش انداز میں اپنا زورِ قلم
صرف کرنا شروع کر دیا۔ اس تحریک
آزادی کا اثر اور اس کی جھلکیاں تمام
اردو شاعری میں بہت نمایاں ہیں قومی
سیاسی بیداری کا درجہ بدرجہ ارتقاء
نظم اردو کے آئینے میں بخوبی دیکھا جا
سکتا ہے۔

تحریکِ آزادی اور جذبۂ
حُبّ الوطنی کو ترقی دینے میں اردو کے
شاعروں نے بہت اہم رول ادا کیا ہے۔
اُنھوں نے انگریز حکمرانوں کے خلاف
عوام کے جذبات کو اُبھارا اور انہیں
جنگِ آزادی کیلئے آمادہ کرنے کیلئے
بڑی ولولہ انگیز نظمیں لکھی ہیں۔ غالب،
حالی، اکبر، چکبست اور اقبال سے لے
کر جوش، حفیظ، جگر، روش صدیقی،
تلوک چند محروم، آنند نرائن مُلّا،
فیض احمد فیض اور ساحر لدھیانوی

یک سبھی شاعروں نے اپنے اپنے
رنگ میں اپنی بے باک طبیعتوں کے
جوہر دکھائے ہیں۔ اگر ہم اردو کی
قومی شاعری کا سرسری طور پر جائزہ
لیں تو دورِ اوّل میں غالبؔ، مومنؔ،
شاہ ظفرؔ، صہبائی اور ممنونؔ کے یہاں
ہمیں حبّ الوطنی کی جھلکیاں نظر آتی
ہیں۔

درحقیقت ۱۸۵۷ء کے خونی ہنگامہ
سے ہماری تحریکِ آزادی کی ابتداء
ہوئی ہے۔ یہ پرجوش تحریک جن جن
منزلوں سے گذری ہے ان کی واضح
نشاندہی اردو شاعروں کے پرتاثیر
کلام میں ملتی ہے اپنے پیارے وطن
سے دلی محبت رکھنے والے شاہ ظفرؔ
تو حسرت بھرے انداز میں یہ کہتے
ہوئے چل بسے۔

کتنا ہے بدنصیب ظفرؔ دفن کے لئے
دو گز زمین بھی نہ ملی کوئے یار میں

لیکن غالبؔ اپنے نووارد بدیسی آقاؤں
کے خلاف "ہم جو دل پہ گذرتی ہے رقم کرتے
رہیں گے" کے مصداق اظہارِ غم و غصہ
کرتے رہے۔ اور فرماتے رہے:

لکھتے رہے جنوں کی حکایاتِ خونچکاں
ہر چند اس میں ہاتھ ہمارے قلم ہوئے

جب انگریزی استبداد کے دستِ ظلم و
ستم سے ہندوستان کا دل یعنی شہر
دلّی اجڑ چکا تو اس کی ویرانی اور تباہی
کا ماتم نہایت درد بھرے انداز میں
کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

گھر سے بازار میں نکلتے ہوئے
زہرہ ہوتا ہے آب انساں کا
چوک جس کو کہیں وہ مقتل ہے
گھر بنا ہے نمونہ زنداں کا

اپنی بدحالی اور آزادی کی والہانہ تڑپ
کا مظاہرہ میر نظام الدین ممنونؔ دہلوی نے
اس طرح کیا ہے:

بخت بد، صیاد غافل، بند سخت
ہم اسیروں کی رہائی ہو چکی

مشہور و معروف غزل گو شاعر مومن خاں
مومنؔ نے ایک شاہکار مثنوی بعنوان
"جہاد" لکھی ہے جس میں اپنے جذباتِ حریت
پسندی اور حبّ الوطنی کا اظہار کھلے بندوں
کرتے ہوئے اہلِ وطن کو انگریزوں کے خلاف
نبرد آزما ہونے کی تلقین کی ہے۔ ۱۸۵۷ء
کے ہنگامۂ جانگداز کے بعد برادرانِ ملک
کے جذبۂ آزادی کو فروغ دینے کے لئے
شعرائے اردو نے اپنی گرم نوائی کی لے کو
اور بھی تیز تر کر دیا اور بقول اسمٰعیل میرٹھی
ڈنکے کی چوٹ کہنے لگے۔

ملے خشک روٹی جو آزاد رہ کر
تو ہے خوف و ذلّت کے حلوے سے بہتر

جناب محمد حسین آزادؔ بڑی حوصلہ مندی کے
ساتھ رہ روانِ راہِ آزادی سے مخاطب ہو
کر فرمانے لگے:

ہے سامنے کھلا ہوا میدان چلے چلو
شاخِ مراد ہے ثمر افشاں چلے چلو
چلنا ہی مصلحت ہے مری جاں چلے چلو
دریا ہو بیچ میں کہ بیاباں چلے چلو
ہمت یہ کہہ رہی ہے کھڑی ہاں چلے چلو
چلنا ہی مصلحت ہے مری جاں چلے چلو

مولانا الطاف حسین حالیؔ نے ایسا ہی دل
کو گرما دینے والا طرزِ کلام اختیار کیا
اور "حبِّ وطن" کے عنوان سے ایک مثنوی
لکھی جس سے جذبۂ آزادی کو فروغ حاصل
ہونے میں کافی مدد ملی ہے۔

ان زندۂ جاوید بزرگ شاعروں کے
زورِ قلم کے نتیجے میں شعلۂ آزادی بھڑک
کر ہولناک آگ کی شکل میں تبدیل ہوتا
چلا گیا۔ یہ آگ پھیل کر تمام متوسط
طبقہ والے عوام کے دلوں کو اپنے دائرے
میں لیتی رہی اس کی گرم لپٹوں سے کوئی
بھی الگ نہ رہ سکا۔ ہر پیر و جوان جذبۂ
آزادی سے سرشار نظر آنے لگا۔ اس امر
کا ثبوت مختلف باکمال شعراء کے کلام
میں جا بجا میسّر آتا ہے۔ اس سلسلے میں
درگا سہائے سرورؔ جہان آبادی کی تمنائیں
ملاحظہ فرمائیے۔ فرماتے ہیں:

پھولوں کا کنج دلکش بھارت میں اک بنائیں
حبِّ وطن کے پودے اس میں نئے لگائیں
خونِ جگر سے سینچیں ہر نخلِ آرزو کو
اشکوں سے بیل بوٹوں کی آبرو بڑھائیں

چکبست

پنڈت برج نارائن چکبستؔ کی
قومی شاعری سے کون واقف نہیں۔
ان کی جاندار و پُر وقار شاعری میں
ایک للکار کی سی لے پائی جاتی ہے۔
ذرا ان کے بھی تیور دیکھئے۔ "فریادِ قوم"
کے زیرِ عنوان ایک نظم میں فرماتے ہیں:

کہاں ہیں ملک کے سرتاج قوم کے سردار
پکارتے ہیں مدد کے لئے در و دیوار
وطن کی خاک سے پیدا ہیں جوش کے آثار
زمین ہلتی ہے اُڑتا ہے جوش بن کے غبار
مٹا جو نام تو دولت کی جستجو کیا ہے
نثار ہو نہ وطن پر تو آبرو کیا ہے
لگا دے آگ نہ دل میں تو آرزو کیا ہے
نہ جوش کھائے جو غیرت سے وہ لہو کیا ہے
فدا وطن پہ جو ہو آدمی دلیر ہے وہ
جو یہ نہیں تو فقط ہڈیوں کا ڈھیر ہے وہ

یہی چکبستؔ ۱۹۱۷ء میں قومی خدمتگار

مسز اینی بسنٹ کی گرفتاری سے متأثر ہو کر انگریز آقاؤں کے خلاف اپنے دلی جذبات کا اظہار اس طرح کرتے ہیں:

دل تڑپتا ہے کہ سوراج کا پیغام ملے
کل ملے آج ملے، صبح ملے، شام ملے
حکم حاکم کا ہے فریادِ زبانی رک جائے
دل کی بہتی ہوئی گنگا کی روانی رک جائے
قوم کہتی ہے ہوا بند ہو پانی رک جائے
پر یہ ممکن نہیں یہ جوشِ جوانی رک جائے
ہوں خبردار جنہوں نے یہ اذیت دی ہے
کچھ تماشا یہ نہیں قوم نے کروٹ لی ہے

سچ تو یہ ہے کہ ایسی ہی جوشیلی نظموں کے زیرِ اثر سوئی قوم نے کروٹ بدلی اور برسوں کے خوابِ غفلت میں پڑے ہوئے اہلِ ملک غلامی کی لعنتوں سے نجات پانے کے لئے سرگرمِ عمل ہو گئے۔ شاعروں نے بھی اپنی پرجوش آواز کو بلند تر کر دیا۔ اسی ضمن میں ایک بے باک مجاہدِ آزادی بسملؔ صاحب کے جوہرِ مردانگی تو دیکھئے فرماتے ہیں:

سرفروشی کی تمنا اب ہمارے دل میں ہے
دیکھنا ہے زور کتنا بازوئے قاتل میں ہے
وقت آنے پر دکھا دینگے تجھے اے آسماں
ہم ابھی سے کیا بتائیں کیا ہمارے دل میں ہے

حسرتؔ

اسی طرح مولانا حسرتؔ موہانی جنہیں جذبۂ حصولِ آزادی کی پاداش میں جیل کی سختیاں سہنی پڑیں فرماتے ہیں:

اک طرفہ تماشا ہے حسرتؔ کی طبیعت بھی
ہے مشقِ سخن جاری چکی کی مشقت بھی

اور آگے چل کر فرماتے ہیں:

رسمِ وفا کامیاب دیکھئے کب تک رہے
حبِ وطن محوِ خواب دیکھئے کب تک رہے
تا بہ کجا ہوں دراز سلسلہ ہائے فریب
ضبط کی لوگوں میں تاب دیکھئے کب تک رہے
دولتِ ہندوستاں قبضۂ اغیار میں!
بے عدد و بے حساب دیکھئے کب تک رہے

آخر کار پہلی جنگ عظیم کے بعد اس تحریکِ آزادی کو بے انتہا فروغ حاصل ہوا تحریکِ خلافت، نان کو اپریشن (ترکِ موالات)، حادثہ جلیانوالہ باغ وغیرہ کی صورت میں انگریزوں کی مخالفت زور شور سے ہونے لگی۔ ان پر نظمیں لکھنے کے لئے اردو شاعر بھی سپاہیانہ شان کے ساتھ میدان میں کود پڑے۔ ان کی رفتار مجاہدانہ تھی اور گفتار میں جوش و حریت پسندی کی نمایاں شان و شوکت۔ اُن کا مذہب خدمتِ وطن تھا اور اُن کا ایمان آزادی۔ اُن کی گرم کلامی کی بدولت مردہ رگوں میں زندگی کا خون دوڑنے لگا۔

اقبالؔ

حالیؔ۔ چکبستؔ اور اکبرؔ کے بعد اقبالؔ نے اپنی بلند آہنگی اور پیامی شاعری کی تابناکی سے ایوانِ آزادی کو جگمگا دیا۔ دراصل انہوں نے اپنے فارسی اور اردو کلام میں وطن دوستی اور آزادی کا ایک خاص تصور پیش کیا۔ "ع سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا" کہنے والا یہ عظیم المرتبت اردو شاعر "ع خاکِ وطن کا مجھ کو ہر ذرہ دیوتا ہے" کا اعلان کرتا ہے یہ بے مثل وطن پرست صحیح معنوں میں آزادی کا متوالا تھا۔ اس نے زندگی اور آزادی کے باہمی رشتہ پر کیا خوب روشنی ڈالی ہے۔ فرمایا ہے:

تو اسے پیمانۂ امروز و فردا سے نہ ناپ
جاوداں، پیہم دواں، ہر دم جواں ہے زندگی
بندگی میں گھٹ کے رہ جاتی ہے اک جوئے کم آب
اور آزادی میں بحرِ بیکراں ہے زندگی

اسی آزادی کی عظمت کو ایک جگہ ڈاکٹر اقبالؔ نے اس طرح اجاگر کیا ہے:

غلامی کیا ہے ذوقِ حسن و زیبائی سے محرومی
جسے زیبا کہیں آزاد بندے ہے وہی زیبا
بھروسہ کر نہیں سکتے غلاموں کی بصیرت پر
کہ دنیا میں فقط مردانِ حُر کی چشم ہے بینا

اقبالؔ نے آزادی کے تعلق سے بہت کچھ لکھا اور اس طرح بھی فرمایا کہ:

گرماؤ غلاموں کا لہو سوزِ یقیں سے
کنجشکِ فرومایہ کو شاہیں سے لڑا دو
سلطانیِ جمہور کا آتا ہے زمانہ
جو نقشِ کہن تم کو نظر آئے مٹا دو

جوشؔ، فیضؔ، قتیلؔ

سچ تو یہ ہے کہ اردو شاعری میں صالح قومی و وطنی عناصر کا اضافہ چکبستؔ اور اقبالؔ ہی کے ہاتھوں ہوا اور پھر ان کی آواز میں آواز ملا کر جوشؔ ملیح آبادی، حفیظؔ جالندھری، سیمابؔ، روشؔ صدیقی، تلوک چند محرومؔ اور آنند نارائن ملاؔ جیسے خوش فکر و خوش نظر شاعروں نے اپنا حقِ وطن دوستی اچھی طرح ادا کر دیا۔ ان شعرائے کرام نے اپنے اپنے دور کے تقاضوں کے تحت نئی گرمی، نئی امنگ، نیا حوصلہ اور نئی توانائی کے ساتھ صدائے آزادی بلند کی اور قومی احساس کو نئی آب و تاب عطا کی۔ جوشؔ نے تو ایسٹ انڈیا کمپنی کے فرزندوں کے نام ایک طویل باغیانہ نظم لکھی جس میں ظالم حکمرانوں سے مخاطب ہو کر اپنی مخصوص گرجدار آواز میں یوں فرمایا:

اک کہانی وقت لکھے گا نئے مضمون کی
جس کی سرخی کو ضرورت ہے تمہارے خون کی

آزادی کا راگ الاپنے والے ان شاعروں پر ظلم وستم کے پہاڑ ٹوٹے۔ انہیں قید وبند کی سزائیں دی گئیں۔ اُن کی کتابیں ضبط ہوئیں، اُن کی زبانوں پر پابندیاں لگا دی گئیں مگر پھر بھی فیض احمد فیضؔ جیسے جانباز کہتے رہے :

متاعِ لوح وقلم چھن گئی تو کیا غم ہے
کہ خونِ دل میں ڈبو لی ہیں اُنگلیاں میں نے
زباں پہ مہر لگی ہے تو کیا کہ رکھ دی ہے
ہر ایک حلقۂ زنجیر میں زباں میں نے

ایسی ہی بات دلیرانہ انداز میں قتیل شفائیؔ نے بھی کہی ہے :

مرا قلم مرے جمہور کی امانت ہے
اسے عوام کی بے چارگی ستاتی ہے
مرے قلم کی زباں کاٹ دی گئی لیکن
مرے قلم کی خموشی بھی گنگناتی ہے

میں خود اسیر سہی میرا فن اسیر نہیں
مرا قلم کسی جلّاد کا ضمیر نہیں

الطاف مشہدی، سلام مچھلی شہری

لُطف کی بات تو یہ ہے چند غزل گو شعرائے اردو نے گُل وبلبل، بادہ وجام اور حُسن وعشق کی نغمہ سرائی کو بھی نعرۂ آزادی پر قربان کر دیا۔ مثلاً الطاف مشہدی "لمحاتِ آزادی" کے زیرِ عنوان فرماتے ہیں:

گھٹاؤں کے سایوں کی مستی سے بڑھ کر
فرشتوں کی پاکیزہ ہستی سے بڑھ کر
حسیں بربطوں کے ترنم سے پیارے
لبِ دل نشیں کے تبسم سے پیارے
وطن کے حسینوں کے ناموں سے میٹھے
نگاہوں کے پُرکیف جاموں سے میٹھے
وہ لمحات گذریں جو آزادیوں میں
وہ اوقات گذریں جو آزادیوں میں

اسی جذبۂ آزادی سے سرشار ہو کر سلام مچھلی شہری جیسا رنگین مزاج غزل گو شاعر بھی کہہ اٹھتا ہے کہ :

مجھے نفرت نہیں ہے عشقیہ اشعار سے لیکن
ابھی اُن کو غلام آباد میں میں گا نہیں سکتا
مجھے نفرت نہیں ہے حسنِ جنت زار سے لیکن
ابھی دوزخ میں اس جنت سے دل بہلا نہیں سکتا
مجھے نفرت نہیں پازیب کی جھنکار سے لیکن
ابھی تابِ نشاطِ رقص محفل لا نہیں سکتا
ابھی ہندوستاں کو آتشیں نغمے سنانے دو
ابھی چنگاریوں سے اِک گُل رنگیں بنانے دو

آخر ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو ان بے باک جیالے شاعروں کے آتشیں نغمے رنگ لائے اور اُن کی گرمئ کلام سے غلامی کی آہنی زنجیریں پگھل کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئیں۔ اور باغِ ہندوستان میں جب بہارِ آزادی نے اپنا جلوہ عام کر دیا تو اس کے خیر مقدم کے لئے بھی اردو شعراء مستانہ وار آگے بڑھے۔ آزادی کا خیر مقدم کرتے ہوئے علامہ جمیل مظہری فرماتے ہیں:

مژدہ اے ذوقِ تماشا کہ بہار آئی ہے
وہ کلی بھی متبسم ہے جو مرجھائی ہے

یوم آزادئ بھارت ہے چراغاں ہے آج
بزم کھلتے ہوئے چہروں سے گلستاں ہے آج

مجازؔ لکھنوی فرطِ مسرت میں نغمہ سرائی کرتے ہیں :

بصد غرور وبصد فخر وناز آزادی
مچل کے کھل گئی زلفِ دراز آزادی
مہ ونجوم ہیں نغمہ طراز آزادی
وطن نے چھیڑا ہے اس طرح سازِ آزادی
زمانہ رقص میں ہے زندگی غزلخواں ہے

(مزید صفحہ نمبر ۵۶ پر)

۱۵ اگست

اُتنا ہی مقدس ہے یہ دن جتنی ہے گنگا
آکاش پہ لہرانے لگا دیکھو ترنگا
اس واسطے پندرہ اگست ہے ہمیں پیارا
لہرایا اسی دن سے ترنگا یہ ہمارا
اس دن کے لیۓ اپنا تو بس ہے یہی نعرہ
ہر حال میں ہم دیش کے ہیں دیش ہمارا

اس دن کے لیۓ کتنوں کا سیندور مٹا تھا!
اس دن کے لیۓ لاکھوں کا گھر بار لٹا تھا
ماتاؤں نے بیٹوں کا بلیدان دیا تھا
خود بہنوں نے راکھی کو بھی قربان کیا تھا
اس دن کیلیٔے سولی بھگت سنگھ چڑھے تھے
اور جلیانوالے باغ میں بارود پھٹے تھے!
تب جاکے کہیں چمکا ہے آزادی کا تارا
ہر حال میں ہم دیش کے ہیں دیش ہمارا

اس دیش کا ہر ویر ہے مضبوط سپاہی
لینی ہو تو لے لو یہ ہمالہ سے گواہی
ایمان کی مٹی میں ملا خونِ شہیداں
کیا ایسی عمارت کو کوئی ڈھائے گا طوفاں
جس خاک کے ہر ذرے میں ہے لال دجواہر
عبدالحمید لاکھوں ہی جنم لیں گے وہاں پر
کچھ کر نہ سکے گا کوئی طوفان یا آندھی
اس دیش کی ہر بیٹی میں ہے اندرا گاندھی
خوش حالی کی راہوں کو نظر ڈھونڈ چکی ہے
چمکے گا جو سورج وہ کرن پھوٹ چکی ہے
گھر گھر میں ہی بہنی ہیں یہاں دودھ کی ندیاں
اس دور میں کچھ دیر سہی پر نہیں صدیاں
وہ دور بھی آجائے گا تم دیکھنا یارا!
ہر حال میں ہم دیش کے ہیں دیش ہمارا

کلونت سنگھ جانی
حبش نگر، گوریگاؤں (ویسٹ) بمبئی ۶۲

فیملی پلاننگ (خاندانی منصوبہ بندی) برتھ کنٹرول (ضبطِ تولید) اسقاط حمل، بڑھتی ہوئی آبادی، مفلسی،
بیروزگاری، تنگ دستی، خودکشی،
اقلیت، اکثریت، حکومت، عوام۔
مذہب، سماج، معاشرہ، سیاست۔
خوش حالی و بدحالی
حقیقت، حالات، واقعات اور انصاف۔

پتہ نہیں جب فیملی پلاننگ کا ذکر آتا ہے یہ تمام باتیں ایک پڑھے لکھے اور ایک جاہل شخص کے دماغ میں بیک وقت کلبلانے لگتی ہیں۔ کبھی کہا جاتا ہے مذہب خطرے میں ہے، کبھی اقلیت کو نابود کرنے کی سازش سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ کبھی اکثریت کو یہ خوف کہ ہماری تعداد کم ہونے سے کہیں اقلیت نہ بڑھ جائے۔ کبھی ملاؤں پنڈتوں کی ساجھے داری اس سلسلے میں گل کھلاتی ہے۔ کبھی سیاسی فرقہ پرست پارٹیاں اسے ہوا دیتی ہیں۔

یہ جانتے ہوئے بھی کہ ملک میں آبادی کی صورت حال تشویشناک ہوتی جارہی ہے۔ لیکن لوگوں کے دلوں میں اس قدر فرقہ وارانہ منافرت اور دقیانوسی خیالات بھر دیئے گئے ہیں کہ ان کی نگاہوں

عبدالحمید بوبیرے
مالک مسجد بلڈنگ،
پلاسیس روڈ،
بمبئی ۲

کے سامنے جب اپنے گھر کا مستقبل نہیں رہتا تو ملک کا مستقبل کیا رہے گا۔ جہالت کی فضا میں پلنے والے نحیف و نزار بچے، روٹی کے لئے بھیک مانگنے والے ماں باپ، بیروزگاری سے تنگ آکر جرائم کی دنیا میں پہنچنے والے افراد، اپنی تعداد میں اضافہ کرتے ہی جارہے ہیں۔ کھانا نہ ملے رہنے کے لئے چھت نہ ہو اور پہننے کے لئے کپڑا نہ ہو، لیکن ہر سال ایک بچہ ضرور ہو۔

جہلا میں تو خیر شعور کا فقدان ہوتا ہی ہے۔ لیکن تعلیم یافتہ لوگوں کو یہ شعور تک نہیں کہ آخر فیملی پلاننگ کیا ہے؟ کیوں ضروری ہے؟ کیا فائدے ہیں؟ اور کیا کرنا چاہئے؟

ملک میں ظاہر ہے کہ علم کی روشنی دُور دُور تک نہیں پھیلی ورنہ ہمارے یہاں یہ مسئلہ مذہب اور سیاست کی آڑ میں اس قدر شدید نہ بنایا جاتا۔ بڑی دل چسپی کی بات تو یہ ہے کہ فیملی پلاننگ پر ۱۵ بچوں والا باپ بھی زیادہ بچوں کی خواہش رکھتا ہے اور جس کے پاس ایک بھی بچہ نہیں وہ بھی زیادہ بچوں کی وکالت اپنی مرضی کے مطابق قرآن و حدیث کے حوالوں سے پیش کرتا ہے۔

آج دنیا کی آبادی چار ارب (چار سو کروڑ) ہو چکی ہے اور سال رواں میں بھارت کی آبادی ساٹھ (۶۰) کروڑ سے بھی تجاوز کر جائے گی۔ دنیا میں چین کے بعد ہندوستان آبادی کے لحاظ سے دوسرے نمبر پر ہے گویا دنیا کا ہر ساتواں انسان ہندوستانی ہے۔ ایک اندازے کے مطابق پیدائش کی رفتار اسی طرح رہی تو اس صدی کے اختتام تک ہم ایک ارب ہو جائیں گے۔ آبادی کی یہ تصویر اعداد و شمار کی روشنی میں اس قدر بھیانک لگتی ہے تو اس وقت کا عالم کیا ہوگا جب ملک آبادی کے مسئلے سے ایک ایسے دہانے پر کھڑا ہوگا جو قتل و غارت گری، طوائف الملوکی، بیروزگاری، تنگ دستی، بیماریوں اور آفات و مصائب کا مجموعہ ہوگا اور یہ بات قیامت سے کم نہ ہوگی۔

خدا نے خاک و باد و آب کی نعمتیں انسان کو، اس کی مادی ضروریات پورا کرنے کے لئے بخشی ہیں، یہ نعمتیں اگر اعتدال میں ہیں تو انسان کے لئے واقعی رحمت خداوندی ہیں اور اگر اعتدال میں نہ ہوں اور حد سے سوا ہو جائیں تو قہر خداوندی ہیں اور اگر معمول سے کم ہو جائیں تو بھی آفت بپا کر سکتی ہیں۔ خالق کون و مکاں نے دنیا کے ہر شئے کے لئے اعتدال مقرر کیا ہے اور اعتدال کا سبق بھی انسان کو سکھایا گیا ہے کہ اپنی حد سے گزرنے پر حکم ٹالنے، بہت زیادہ من مانی کرنے پر انسان کو اپنے کئے کی سزا بھگتنی پڑتی ہے ــــ قرآن پاک فرماتا ہے "خیرالامور اوسطہا" یعنی ہر کام میں اعتدال اچھا ہے۔ مثلاً ایک کثیرالعیال خاندان کے مقابلے میں چھوٹا خاندان خوش حال رہتا ہے۔ یہ خوش حالی اس کے اعتدال کی غمازی کرتی ہے۔

اسلام میں ماں باپ پر اولاد بوجھ نہیں ہے۔ خدا رازق اور رحیم ہے۔ لیکن قرآن مقدس میں یہ بھی فرمان ہے کہ "بچے کی پرورش کے دوران وہ بلاوجہ زحمت نہ اٹھائیں۔ مردوں کو بھی آیات ۸ : ۲۸ اور ۶۴ : ۱۵ میں بچوں کو غلط راہ پر لگانے سے متنبہ کیا گیا ہے۔ حصول تعلیم پر خاص زور دیا گیا ہے۔ حضرت محمد صلعم نے مسلمانوں کو ہدایت کی کہ وہ اس سلسلے میں چین جیسے دور دراز ملک میں جانے سے دریغ نہ کریں۔

ظاہر ہے کہ جب بچے پیدا ہوں تو اُن کی مناسب پرورش اور تربیت کی جائے۔ انہیں زیور تعلیم سے آراستہ کیا جائے۔ اخلاق و اخلاص کا پیکر بنیں، جسمانی و روحانی تربیت کا مظہر ہوں۔ اُن کا مستقبل روشن اور تابناک ہے۔ لہذا بچے جتنے کم ہوں گے اتنا ہی خاندان خوش حال رہے گا۔ بقول شاعر ؎

گھر بنانا ہے تو گھر کا اک آئین بنا
جس میں اولاد تو ہو نالہ و فریاد نہ ہو

خانہ آبادی کا ہر طور و طریق و انداز
خانماں ساز تو ہو خانماں برباد نہ ہو

خاندانی منصوبہ بندی کا مقصد خاندان کی محدودیت نہیں بلکہ باقاعدگی ہے، زندگی میں جس سے ڈسپلن پیدا ہو اور یہی باقاعدگی سماج میں ذلت اور بے عزتی کی زندگی گزارنے کے خطرے سے بچا سکتی ہے۔ ایک بچہ ماں باپ کی خواہش اور مرضی سے وجود میں آتا ہے نہ کوئی اتفاقیہ امر نہیں۔ لیکن خدا جسے چاہے اولاد کی نعمت سے سرفراز کر سکتا ہے اور جسے چاہے محروم رکھ سکتا ہے۔

خاندان کی باقاعدگی اعتدالی کیفیت پر منحصر ہے اور ایسا اُسی وقت ممکن ہے جب ضبط تولید کے تعمیری پروگرام پر صحیح معنوں میں عمل کیا جائے۔

قرآن پاک چودہ سو سال پہلے نازل ہوا تھا اُس زمانے کے حالات اور آج کے حالات ایک سے نہیں۔ چند مشترک اور اہم باتوں سے قطع نظر امتداد زمانہ کے لحاظ سے بیشتر خرابیاں دنیا میں راہ پا گئیں۔ قرآن پاک میں ہر بات کے تدارک کا تفصیلی ذکر نہیں لیکن اِس مقدس صحیفے نے دنیا میں کسی بھی مسئلے کا حل اشارۃً ضرور پیش کیا ہے جو ایک باشعور انسان کے لئے کافی ہے اور وہ قرآن پاک کی روشنی میں اپنا حل پا سکتا ہے اور کامیاب زندگی گذار سکتا ہے۔

اسلام میں شادی ایک ضروری رکن ہے اور رسول مقبول صلعم فرماتے ہیں:

[1] " محبت کرنے والی بچہ خیز عورت کے ساتھ شادی کرو تاکہ میں اقوام میں تم پر فخر کروں۔"

قرآن پاک میں بھی یہ بات صریحاً درج ہے:

" اور جو تم میں مجرد ہیں ان کے نکاح کر دو اور اپنے غلاموں اور لونڈیوں کے بھی جو صلاحیت رکھتے ہوں۔ اگر وہ محتاج ہوں گے تو اللہ اپنے فضل سے اُن کو غنی کر دے گا اور اللہ فراخی والا اور علم والا ہے۔" (۳۲ : ۲۴)

جہاں اسلام میں شادی ایک اہم فریضہ ہے وہیں ایک مسلمان کی عقل سلیم کے لئے یہ اشارہ کافی ہے کہ اسلام فیملی پلاننگ کا حامل ہے۔ جیسا کہ قرآن میں آیا ہے۔ خیرالامور اوسطہا، یعنی ہر کام یا فعل میں تم اعتدال برتو۔ اب قرآن مقدس کی یہ آیت ملاحظہ فرمائیے:

[1] ظلقلی شیخ عبداللہ مفتی اعظم اردن (صہ ۳) "MUSLIM ATTITUDE TOWARD FAMILY PLANNING."

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ط

(پ ۲۱ لقمٰن)

"(اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے حق میں تاکید کی (کہ ہر حال میں اُن کا ادب ملحوظ رکھے) کہ اس کی ماں نے ضُعف پر ضُعف اُٹھا کر اُس کو پیٹ میں رکھا (پیٹ میں رکھنے کے علاوہ) اور دو برس میں (جا کر) اس کا دُودھ چھوٹتا ہے (اسی لحاظ سے ہم نے انسان کو حکم دیا) کہ ہمارا بھی شکر گذار ہو اور اپنے والدین کا بھی)"[2]

خط کشیدہ الفاظ میں مذکورہ آیت کی اہم بات درج ہے۔ اگر اسی ایک آیت پر بحث کی جائے تو فیملی پلاننگ کا اسلام کس طرح حامی ہے۔ اس کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

ظاہر ہے مرد اور عورت جسمانی اور ذہنی اعتبار سے تھک جاتے ہیں۔ ماں نو ماہ تک بچے کو کوکھ میں رکھتی ہے۔ ضُعف پر ضُعف اٹھاتی ہے قرآن عورت کی عظمت کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ وہ کس طرح ایک صبر آزما اور دُنیا کے سب سے بڑے امتحان اور مشکل دور سے گذرتی ہے۔ پھر قرآن صریحاً اس بات کا اعادہ کئی جگہ کرتا ہے کہ "جب کہیں جا کر دو برس میں بچے کا دُودھ چھوٹتا ہے"۔

قرآن نہ صرف ایک مقدس مذہبی صحیفہ ہے۔ نہ صرف ایک مذہبی آئین ہے بلکہ ۱۴۰۰ سال پہلے سائنس کے اس باریک نکتہ کو واضح کرتا ہے۔ کہ بتائی گئی مدت تک اگر بچہ ماں کا دودھ پیتا رہا تو اس کے لئے کتنا HYGENIC ہوگا۔ کیوں کہ قدرت نے ساری غذا ماں کے دُودھ میں دی ہے۔ جو بچے کی تندرستی اور پرورش کے لئے بے حد ضروری ہے۔

قرآن دو سال کی یہ مدت حکماً مرد اور عورت پر واضح کرتا ہے۔ اس طرح یہ مدت مرد اور عورت کے درمیان حدِ فاصل قائم کرتی ہے۔ اس طرح عورت جس ذہنی اور جسمانی تکلیف سے گزری ہے وہ مذکورہ مدت میں اپنی صحت، بچے کی صحت اور نگہداشت کو معمول پر لا سکے اور راحت پا سکے۔

اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مرد و عورت اس درمیان دُوسری اولاد سے اجتناب کریں اس پر عمل کرنا ضبطِ نفس یا ضبطِ تولید کی بہترین مثال ہے۔ بالفرض ایک ماں بچے کو نو ماہ بعد جنم دیتی ہے اور قرآن دو سال تک بچے کو ماں کا دودھ پلانے کا حکم دیتا ہے اور وہی ماں آنے والے دوسرے نو ماہ میں ایک اور بچے کو جنم دے تو اس کی صحت کے لئے یہ نہ صرف مضر ہوگا بلکہ بچوں کو بھی ماں کے دُودھ کے لئے مشکل پیدا ہوگی۔ ماں کی کمزوری بچوں پر اثر انداز ہوگی اور نتیجتاً بچے نحیف و نزار ہوں گے۔

قرآن پاک اور رسُول مقبول صلعم یہ ضرور فرماتے ہیں کہ ہر ایک اولاد کی نعمت سے سرفراز رہے لیکن اِس کا مطلب یہ تو نہیں کہ لوگ خدا، قرآن اور رسول اللہ کے احکامات اور سنت سے قطع نظر جانوروں کی طرح افزائشِ نسل کو شیوہ بنا لیں۔

عورت کا مرتبہ گو اسلام میں دنیوی اعتبار سے دُوسرے نمبر پر ہے۔ مرد اپنے ماحول کا مختارِ کل ہے۔ لیکن اسلام اور حضرت محمدؐ اس بات کی شدید مخالفت کرتے ہیں کہ تم اپنی بیوی پر جبر کرو، گو تم اُس کے مالک ہو لیکن وہ بھی تمہاری نصف بہتر ہے۔ اُس کی صحت، سکھ، بچوں کی نگہداشت، گھریلو امور کا بھی تمہیں خیال رکھنا چاہیئے۔

بڑھتی ہوئی آبادی دُنیا کے لئے خزاں ہے اور بلبلانِ چمن اپنے زمزموں میں اس تندرست و بے خود ہیں کہ ہوش اس وقت آتا ہے جب بادِ سموم کے جھونکے چلنے لگتے ہیں۔ یعنی لوگ جب کثیر العیال ہو جاتے ہیں تو فارغ البال ہو جاتے ہیں گویا سر کا ایک ایک بال نت نئی پریشانیوں کی نذر ہو جاتا ہے جب شاخ ثمر آور ہوتی ہے تو جُھک جاتی ہے اور اُس وقت تک جُھکی رہتی ہے جب تک کہ تدارک نہ کیا جائے ؎

توڑا اگر شاخ کو کثرت نے ثمر کی
دُنیا میں گراں باریٔ اولاد غضب ہے

عورت اگر صرف بچے جننے کا نام ہے تو اسلام اس کی سخت مخالفت کرتا ہے۔ مرد اگر باشعور ہے تو عورت کی تکلیف دُور کر سکتا ہے، ازالہ کر سکتا ہے اور نہیں تو اس شعر کی تفسیر بن سکتا ہے ؎

بیگموں کے درمیاں بچوں کی ارزانی تو ہو
آگ چولھے میں نہ ہو، گھر میں "مسلمانی" تو ہو

فیملی پلاننگ کے سلسلے میں مردوں کی نس بندی کا اہتمام حکومت کرتی ہے۔ اسی نس بندی سے متعلق کچھ غلط فہمیاں بھی سماج میں جگہ پا گئیں خصوصاً مسلمانوں میں یہ زیادہ ہی پھیلائی گئیں کہ نس بندی کے بعد انسان اولاد پیدا کرنے کے قابل نہیں رہتا۔ مگر ایک محفل میں اس انکشاف پر حیرت ہوئی کہ نس بندی فیملی پلاننگ کی ایک کڑی تو ہے مگر یہ اتنی آسان بھی ہے کہ ضرورت پر معمولی آپریشن کے بعد جو نس بندی کی جاتی ہے اسے دوبارہ کھولا بھی جا سکتا ہے اور انسان قابلِ اولاد بھی ہو جاتا ہے۔

---

(۱) نسخۂ کیمیا، تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور (صہ ۴۴)

(۲) قرآن مجید مترجم احمد جالندھری، کریمی پریس بمبئی۔

فیملی پلاننگ کے حق میں اسلامی دنیا کے ممتاز علما، اور مقتیانِ دین نتوے اور بیانات صادر کر چکے ہیں۔ یہاں تک کہ کوالالمپور میں منعقدہ بین الاقوامی اسلامی کانفرنس نے (۱۹ اپریل ۱۹۶۹ء) خاندانی منصوبہ بندی کو دنیائے اسلام کے لئے ایک بہت ہی ضروری پروگرام کے طور پر منظور کیا ہے۔

ہم آج چنیں و چناں میں ہیں اور غیر مسلم ممالک کے علاوہ بیشتر اسلامی ممالک جن میں پاکستان، ملیشیا، ترکی، مصر، اردن، ایران، سوڈان، مراقش، تیونس، یوگنڈا، بنگلہ دیش، عراق، کویت، افغانستان، انڈونیشیا شامل ہیں۔ اور سعودی عرب جہاں کہ سرکاری طور پر ابھی فیملی پلاننگ نافذ نہیں ہے اس کے باوجود آبادی کے اضافہ کو یہاں تشویش کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ اس کا ثبوت اُن ملازمین کو خاص مراعات حاصل ہیں جو "فیملی پلاننگ" پر عمل کرتے ہیں۔ آئل کمپنیوں نے ایسے ملازمین کو سعودی عرب میں خاطر خواہ سہولتیں دی ہیں اور حکومت نے بھی اس پر کوئی پابندی عائد نہیں کی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت وفیملی پلاننگ کی مخالف نہیں۔

مُسلم آبادی کے لحاظ سے ملیشیا دنیا کا سب سے بڑا اسلامی ملک ہے۔ ہندوستان اس کے بعد دوسرے نمبر پر ہے۔ (یہاں دیگر مسلم ممالک کے مقابلے میں سب سے زیادہ مسلمان بستے ہیں) ملیشیا کے وزیر تعلیم اور چیرمین نیشنل فیملی پلاننگ بورڈ، مسٹر محمد خیر جوہری جو مشہور ماہر تعلیم ہیں اپنے ملک کی آبادی پر یوں اظہارِ خیال فرماتے ہیں:[۲]

"جیسے ہی (جون ۱۹۶۶ء میں) حکومت نے یہ فیصلہ کیا۔ ایک خاندانی منصوبہ بندی ادارے کے قیام کی منظوری پارلیمنٹ نے دی اور اس کے تحت دیگر ادارے بھی قائم کئے گئے . . . . "

"...... ملک میں خاندانی منصوبہ بندی کا یہ تجربہ بالکل نیا تھا لیکن ایک سروے سے بالکل نئی باتیں معلوم ہوئیں پہلے اور دوسرے مرحلے میں ۵، فیصد عورتوں نے (جن کی عمریں ۱۵ سے ۴۵ سال تک کی تھیں، اور جن کا کبھی ضبطِ تولید آپریشن یا علاج بھی نہیں ہوا تھا۔ فیملی پلاننگ کے منصوبہ کے نفاذ کی منظوری دی۔"

دنیا میں جب کبھی سروے کیا گیا عورتوں نے کثیر العیال ہونے اور اس سے صحت پر راست اثر پڑنے سے تشویش ظاہر کی۔ خط کشیدہ عبارت بھی اسی بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ خواتین کثیر العیال ہونے سے بیزاری ظاہر کرتی ہیں۔ ملائی حکومت اور عوام اب بڑے پیمانے پر ایک اچھے خاندان، ایک اچھی قوم اور ایک اچھے ملک" کی تعمیر میں مصروف ہیں۔

یہ ضروری نہیں کہ تم کثیر سے کثیر تعداد میں بچے پیدا کرو اور اس بات پر فخر کرو کہ مسلم قوم میں اضافہ کر رہے ہو۔ ہرگز نہیں تم ایک مسلمان پیدا کرو جو نیک، شریف، ایمان دار، راست گو، صحت مند، خوشحال، قابل اور مثالی ہو اور جس پر نہ صرف مسلم قوم بلکہ دوسری قومیں بھی رشک کریں۔

ہمارے اسلاف کیا تھے اور ہم کیا ہیں؟۔ مُسلمان وہ ہے جو آج پر نظر رکھے اور یہی اس کے مستقبل کی بنیاد ہوتی ہے۔ جو آج اس کے ساتھ پیش آئے گا اس کا تجربہ کل اُسے غلط راہ روی سے روکے گا۔ اقبال کہتے ہیں ؎

وہ قوم نہیں لائقِ ہنگامۂ فردا!
جس قوم کی تقدیر میں امروز نہیں ہے

" فیملی پلاننگ" پر عمل کرنے سے ایک شخص کئی فائدے حاصل کر سکتا ہے۔

۱۔ اپنی بیوی کی صحت و تندرستی کے لئے
۲۔ اپنے بچوں کی صحت و تندرستی کے لئے
۳۔ اپنی اقتصادی، معاشی بہتری کے لئے
۴۔ اپنے سماج، اپنی قوم اور اپنے ملک کی بہتری کے لئے۔

میں نہ تو مولوی ہوں، نہ ہی واعظ و حافظ، لیکن ایک عام مسلمان کی طرح جب میں نے اس موضوع کو سمجھا اور جو میرے مطالعہ میں آیا اس سے تو یہی نتیجہ اخذ کر سکتا ہوں کہ "فیملی پلاننگ" پر عمل طبی لحاظ سے جائز ہے۔

---

[۱] نتوے اور بیانات ہم یہاں مضمون کی طوالت کے خوف سے پیش نہیں کر رہے ہیں صرف ان حوالوں پر اکتفا کرتے ہیں جن میں تفصیلی طور پر بیشتر "اسلامی ممالک میں فیملی پلاننگ" سے متعلق مواد موجود ہے:-

(1) MUSLIM ATTITUDE TOWARDS FAMILY PLANNING_ POPULATION COUNCIL, INC. 1969, NEW YORK. (2) FAMILY PLANNING PROGRAMME. AN INTERNATIONAL SURVEY, ED BY. BERNARD BERELSON 1969, NEW YORK (3) RESERCH IN FAMILY PLANNING IN INDIA, BY K.G. KRISHNA MURTY. 1968, DELHI.

[۲] RESEARCH IN FAMILY IN INDIA, By K.G. Krishna Murthy. 2 FAMILY PLANNING PROGRAMME. AN INTERNATIONAL STUDY ED BY. Bernard Berelson, MALAYSIA A BOLD ATTACK, BY. MOHAMMED KHIR JOHARI (Page: 44-52).

"اے مِرے ساری دُنیا سے اَچھے وطن!"

☆ بدیع الزّماں خاور

ڈھمکر کوارٹرس، منڈن گڈھ روڈ، پوسٹ۔ داپولی 4/57/2 ضلع رتنا گری (مہاراشٹر)

تیرا بلبل ہوں میں، تو ہے میرا چمن
اے مِرے ساری دنیا سے اچھے وطن!

تیرے پربت ہیں افلاک کے ہم نشیں
چُومتے ہیں مہ و مہر، تیری جبیں
تیرے ذرّے ہیں تاروں سے محوِ سخن
اے مِرے ساری دنیا سے اچھے وطن!

یہ معطّر معطّر ہوائیں تری
یہ منوّر منوّر فضائیں تری
یہ ترے روز و شب کی اچھوتی پھبن
اے مِرے ساری دنیا سے اچھے وطن!

رنگ و نکہت لُٹاتی ہے تیری زمیں
لالہ و گُل کھلاتی ہے تیری زمیں
ناز سے مسکراتا ہے تیرا گگن
اے مِرے ساری دنیا سے اچھے وطن!

بحر پائل تری، ندّیاں ہار ہیں
باغ اور بن ترا رُوپ سنگار ہیں
کھیتیاں ہیں ترا خوشنما پیرہن
اے مِرے ساری دنیا سے اچھے وطن!

خوش نما دیس تو سورماؤں کا ہے
تو مقدّس وطن دیوتاؤں کا ہے
صُوفیوں کا ہے تو دِل سے پیارا چمن
اے مِرے ساری دنیا سے اچھے وطن!

لال قلعے کی گُلنار دیوار کو
تیری دلّی کے ایک ایک بازار کو
یاد ہے اب بھی تیرا جلالِ کہن
اے مِرے ساری دنیا سے اچھے وطن!

یہ جہاں ہے پُرانا بھکاری ترا
فیض ہے اِک زمانے سے جاری ترا
تو ہے صدیوں سے گہوارۂ علم و فن
اے مِرے ساری دنیا سے اچھے وطن!

گونجتے ہیں دِنا کے ترانے جہاں
چھڑتے ہیں چشم و دِل کے فسانے جہاں
تو ہے ٹیگور و غالب کی وہ انجمن
اے مِرے ساری دنیا سے اچھے وطن!

مسجدوں پر تری خاک کو ناز ہے
گردواروں کی لے میں، تیری آواز ہے
تیرا پیغام ہیں مندروں کے بھجن
اے مِرے ساری دنیا سے اچھے وطن!

سامراجی طلسمات کو توڑ کر
تو نے دی ہے جہاں کو نویدِ سحر
ظلمتوں میں ہے تُو روشنی کی کرن
اے مِرے ساری دُنیا سے اچھے وطن!

پیار مفہوم ہے تیری آیات کا
تو پیمبر ہے امن و مساوات کا
آشتی و صداقت ہے تیرا چلن
اے مِرے ساری دنیا سے اچھے وطن!

تیرے بیٹے ہیں، تیری نشانی ہیں سب
نسل و مذہب میں، "ہندوستانی" ہیں سب
شیخ ہے کوئی ہم میں، نہ ہے برہمن
اے مِرے ساری دنیا سے اچھے وطن!

تو ہے شکتی، کروڑوں ترے ہاتھ ہیں
تیری بھگتی کے رستے میں سب ساتھ ہیں
کتنی مسحور کُن ہے یہ تیری لگن
اے مِرے ساری دنیا سے اچھے وطن!

تیری دھرتی سے دولت اُبلتی رہے
تیری مٹّی خزانے اُگلتی رہے
گوہر افشاں رہیں، تیرے گنگ و جمن
اے مِرے ساری دنیا سے اچھے وطن!

آسماں پر اُڑاؤں ترنگا ترا
میں سناؤں ستاروں کو نغمہ ترا
تیری عظمت پہ کر دوں فدا جان و تن
اے مِرے ساری دنیا سے اچھے وطن!

زندہ باد اے مِری اَرضِ جنّت نشاں
اے مِرے جان سے پیارے ہندوستاں
تا قیامت رہے یہ ترا بانکپن
اے مِرے ساری دنیا سے اچھے وطن!

از:- ریاض آفندی،
۱۲ مسجد اسٹریٹ، پہلا منزلہ، کمرہ ۵، بمبئی ۴۰۰۰۰۳

ہندوستان کی جنگ آزادی میں مہاراشٹر کا حصہ

ہندوستان کے نقشے میں مہاراشٹر کا محل وقوع بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ مہاراشٹر کے مغرب میں ٹھاٹیں مارتا ہوا بحیرہ عرب ہے، شمال مغرب میں گجرات کی ریاست ہے، شمال میں مشرق کی طرف مدھیہ پردیش، جنوب مشرق میں آندھرا پردیش، جنوب میں کرناٹک اور گوا کی ریاستیں ہیں۔

اِس محل وقوع میں بمبئی کی بندرگاہ جغرافیائی اور تاریخی لحاظ سے بہت اہم کردار ادا کرتی آرہی ہے۔ اس بندرگاہ کو "باب الہند" کہتے ہیں۔ یہ بندرگاہ پرتگالیوں نے چارلس دوم کو بطور جہیز عطا کی اور چارلس دوم نے یہ بندرگاہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے ہاتھوں فروخت کی۔ اس بندرگاہ کے ہاتھ

آتے ہی کمپنی نے اپنی تجارتی کوٹھی سورت سے بمبئی منتقل کی۔ بس یہیں سے اس کے تاریخی اور سیاسی کردار کا آغاز ہوتا ہے۔ آگے چل کر مہاراشٹر کا یہ اہم شہر سیاسی اکھاڑہ بنا، اسی شہر میں تاریخی تحریکوں نے جنم لیا اور یہاں تاریخ کے اہم فیصلے سنائے گئے۔

چوپاٹی کا ریتیلا ساحل، شواجی پارک کا وسیع و عریض میدان، گوالیا ٹینک، پرارتھنا سماج، ڈونگری جیل روڈ، مستان تالاب، بوری بندر کا ریلوے اسٹیشن، خلافت ہاؤس، کانگریس ہاؤس، غرض اس شہر کے چپے چپے پر آزادی کی تحریکوں کی گہری چھاپیں ثبت ہیں۔ اسی ایک گہری چھاپ کی مثال مولانا ابوالکلام آزاد کے قلم سے غبار خاطر میں داستان بے ستون و کوہ کن کے عنوان سے پڑھئے۔ اس ایک خط سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ ہندوستان کو آزاد کرانے میں شہر بمبئی نے کتنے عظیم کارنامے انجام دیئے۔

لوکمانیہ تلک، گوپال کرشن گوکھلے

مہارشی کروے، بابا صاحب امبیڈکر، مہاتما جیوتی با پھولے، سر فاضل بھائی، سر رحمت اللہ، حاجی صابو صدیق، عبدالرحیم ڈمٹکر، دادا بھائی نوروجی، سر جمشید جی ٹاٹا، مہاراجہ سیاجی گائیکواڑ مہاراشٹر کے ہی سپوت تھے جنہوں نے گاندھی، جواہر اور ابوالکلام کے شانہ بہ شانہ آزادی کی جنگ میں حصہ لیا، دن کا سکھ اور رات کا چین حرام کیا اور ہندوستان کو آزاد کرایا۔

" آزادی میرا پیدائشی حق ہے۔" یہ بال گنگا دھر تلک کی آواز تھی جو مہاراشٹر سے اٹھی اور اس کی گونج پورے ہندوستان میں سنائی دی۔ اس پاداش میں بال گنگا دھر تلک کو مانڈلے جیل میں چھ سال کے لیے قید کر دیا گیا۔

" ہندوستان چھوڑ دو" کی تحریک بمبئی سے اٹھی اور پورے ہندوستان میں جنگل کی آگ کی طرح پھیلی۔ اس تحریک کی پاداش میں انگریزوں نے چوٹی کے لیڈروں کو احمد نگر کے قلعہ میں قید کیا۔ احمد نگر قلعہ کی سنگین دیواروں نے جہاں اکبر کی فوجوں کو دندان شکن جواب دیا تھا۔ وہاں انہیں دیواروں نے انگریزوں کے دانت کھٹے کر دیئے۔ آج بھی یہ قلعہ مہاراشٹر میں احمد نگر کی سرزمین پر آزادی کی داستان پارینہ سنا رہا ہے۔ اس قلعہ کی چہار دیواری میں صرف ہندوستان کی آزادی ہی پروان نہیں چڑھی بلکہ انہیں دیواروں کے اندر زمانہ ساز ادب کی بھی تخلیق ہوئی۔

پونے بھی آزادی کی جنگ میں پیش پیش رہا۔ آغا خاں پیلس میں کستوربا کی سمادھی، یرودا جیل کی سنگلاخ سلاخیں، فرگوسن کالج، بھارت سیوک سماج اور ہنگنا آشرم کے در و دیوار اپنے اندر ان دنوں کی یادوں کو اپنے سینے سے لگائے ہوئے ہیں۔ مہاتما جیوتی با پھولے اور مہارشی کروے نے اس شہر میں سماجی اصلاح کے ادارے قائم کئے۔ ہندوستان میں تعلیم نسواں کی بنیاد پونے ہی میں پڑی۔ تلک نے کیسری اخبار پونے ہی سے نکالا۔ غرض مہاراشٹر کی اس سابق راجدھانی کو بھی یہ فخر حاصل ہے کہ اس نے ہندوستان کی جنگ آزادی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

سودیشی تحریک کو تقویت پہنچانے کے لئے سر جمشید جی ٹاٹا نے ہندوستانی کپڑے کی پہلی مل ناگپور میں قائم کی اور اس کے بعد اس ایک مل سے ٹاٹا کی

(مزید صفحہ نمبر ۱۳۱ پر)

نیا چاند

ستارہ جعفری
۱۰۔ سیتا محل، بومن جی پیٹٹ روڈ۔
بمبئی نمبر ۴۰۰۰۳۶۔

اے وطن! میرے وطن!! تیری نگہبانی کی
ہم نے کھائی ہے قسم
تیرے ماتھے پہ کوئی داغ نہ لگنے دیں گے
تیرے شانوں پہ کوئی بار نہ پڑنے دیں گے
تیرے پیروں میں کوئی خار نہ چبھنے دیں گے
اے وطن! میرے وطن!! تیری نگہبانی کی
ہم نے کھائی ہے قسم
تیرے سینے سے ابلتے ہوئے چشموں کے لئے
تیرے کھیتوں کے چمکتے ہوئے دانوں کے لئے
تیرے باغوں کے مہکتے ہوئے پھولوں کے لئے
اے وطن! میرے!! تیری نگہبانی کی
ہم نے کھائی ہے قسم
یہ جو بکھرے ہوئے گیسو ہیں سنواریں گے انھیں
یہ جو سوئے ہوئے جذبے ہیں جگائیں گے انھیں
یہ جو بھولے ہوئے نغمے ہیں سنائیں گے انھیں
اے وطن! میرے وطن! تیری نگہبانی کی
ہم نے کھائی ہے قسم
تیرے رخسار کی رنگت کو نہ اڑنے دیں گے
تیرے سیندور کی لالی کو نہ مٹنے دیں گے
اب کوئی ہاتھ تری سمت نہ بڑھنے دیں گے
اے وطن! میرے وطن!! تیری نگہبانی کی
ہم نے کھائی ہے قسم
خواب سانچے میں حقیقت کے جو ڈھل جائے گا!
رنگ محفل کا تری اور بدل جائے گا،
اک نیا چاند اندھیرے میں نکل آئے گا
اے وطن! میرے وطن!! تیری نگہبانی کی
ہم نے کھائی ہے قسم،

قطعات

اشفاق انجم، ۷۴۹۔ نیا پورہ۔ مالیگاؤں

شریمتی اندرا گاندھی کی نذر

حسنِ اخلاص کا معیار بھی بن سکتی ہے،
ملک اور قوم کا معیار بھی بن سکتی ہے،
صرف اک موم کی گڑیا ہی نہیں ہے عورت،
عورت اک آہنی دیوار بھی بن سکتی ہے

مستقبل

اب عقل و جنوں میں کوئی الجھاؤ نہ ہوگا
اب حق نگروں پر کبھی پتھراؤ نہ ہوگا
اب پھوٹیں گے ہونٹوں سے تبسم کے اجالے
اب پھولوں پہ انگاروں کا بکھراؤ نہ ہوگا

ملک دشمنوں سے خطاب

نازاں تھے مفلسوں کے لہو کے رچاؤ پر
انگارے رکھتے آئے ہو تم دل کے گھاؤ پر
دریا چڑھا تو اس کی شکایت فضول ہے
تم لوگ ہی سوار تھے کاغذ کی ناؤ پر

وزیر اعظم کی نذر

جانا نہیں ہے ضائع مناجات کا لہو
لاتا ہے رنگ چیختے جذبات کا لہو،
اہلِ ہوس کی آنکھوں میں نیزے اتر گئے،
پی ڈالا "اک کرن" نے سیہ رات کا لہو

دولت مندوں کے نام

پی کر جو دودھ سانپ سپیروں کو ڈس گئے
گھی کے دیئے جلاؤ کہ اہلِ ہوس گئے
آئینے تھے جن سے سنگ گراں پھوٹتے تھے سر
شیشے کے ان مکانوں پہ پتھر برس گئے

ایمرجنسی کے قافلے نے اپنے سفر کا ایک سال مکمل کر لیا ہے اور اب یہ ڈھیروں مسائل سلجھاتے ہوئے اور ملک و قوم کو کامیابی اور خوشحالی سے ہمکنار کرتے ہوئے آگے بڑھ رہا ہے۔

کسی بھی کام کے اچھے یا بُرے ہونے کا فیصلہ اس کے نتائج دیکھے بغیر نہیں کیا جا سکتا۔ ایک سال کے قلیل عرصہ میں ایمرجنسی نے جتنی تیزی سے کامیابی حاصل کی ہے وہ روزِ روشن کی طرح روشن ہے۔ اسی لئے سرودیہ رہنما ونوبا بھاوے نے "ایمرجنسی کو ڈسپلن کا دور" کہا ہے۔ اس سے پیشتر بعض سیاسی رہنما سیاسی آزادی کو بنیاد بنا کر اچھے کام میں روڑے اٹکا رہے تھے۔ کچھ خاص نظریات کے حامل غیر ملکی تو غیر ملکی خود کچھ ملکی اخبارات و رسائل بھی دیش کی عام فضا کو مکدر کر رہے تھے۔

بعض حلقے جمہوریت کی آڑ میں اپنی یا اپنے "آقاؤں" کی من مانی چلانے یا چلوانے پر کمربستہ تھے۔ بعض ذمہ دار حلقوں نے تو یہاں تک کیا کہ فوج اور پولس کو اکسانے کی اور جمہوریت کا گلا گھونٹنے کی ترغیب دینے کی تحریک چلائی۔

ہر شعبہ میں ذمہ داریوں کا احساس معدوم سا ہو چلا تھا۔ لوگ صحیح وقت پر کام پر نہیں آ رہے تھے۔ ریل گاڑیاں، ٹرینیں، بسیں وغیرہ اپنے وقت پر نہیں چل رہی تھیں۔ ہڑتالیں، بند، گھیراؤ، شریف شہریوں کو اختلاج میں مبتلا کئے ہوئے تھے۔ محنت و مشقت اور ایمانداری سے کام انجام دینے کے بعد بھی سکون کا سانس لینا تقریباً ناممکن سا ہو گیا تھا۔ ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کا گھروں سے نکلنا اور چلنا پھرنا دوبھر ہو گیا تھا۔ تعلیم گاہوں میں اساتذہ کا احترام ختم ہو گیا تھا۔ طالبات کے ساتھ مہذبانہ اور شریفانہ سلوک نہیں ہو رہا تھا۔ علمی ادارے سیاسی اکھاڑے بن گئے تھے۔ کہیں آنے جانے کے لئے ٹکٹوں کے محفوظ کرانے میں بدعنوانیوں کا دور تھا۔ روزمرہ کے کام میں آنے والی چیزیں کمیابی سے لے کر نایابی کی حدوں تک پہنچ چکی تھیں۔ مہنگائی آسمانوں کو چھونے لگی تھی۔ سرکاری اور غیر سرکاری دونوں حلقوں میں ڈسپلن کے فقدان کی وجہ سے ملک کی حالت بد سے بدتر ہوتی جا رہی تھی۔ ہر جائز ناجائز ضرورت کی شئے کا حصول بے حد مشکل تھا۔

ہمارے ملک کے سابق صدر اور نامور فلسفی ڈاکٹر رادھا کرشنن (مرحوم) نے کہا تھا۔

"جمہوریت کا قیام ڈسپلن کے بغیر نہیں ہو سکتا اور نہ ہی خود کو کسی ضابطے کا پابند کئے بغیر آزادی محفوظ و زندہ رہ سکتی ہے۔"

آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ عوام کے اندازِ فکر میں قطعی تبدیلی آ چکی ہے۔ کیونکہ مارکٹ پر قابو پا لیا جا چکا ہے۔ اچھے کام کرنے والوں کی نیک نیتی کا اس سے بڑھ کر اور کوئی ثبوت کیا ہوگا؟ کہ قدرت نے بھی ساتھ دیا۔ فصلیں بہت اچھی ہوئیں۔ اناج بہ آسانی دستیاب ہو رہا ہے اور سستے داموں مل رہا ہے۔ کالے روپیہ کا مسئلہ پچھلے کئی برسوں سے بڑی شدت کے ساتھ محسوس کیا جا رہا تھا کیونکہ اس نے بازار میں اقتصادی طور پر متوازی شکل اختیار کر لی تھی۔

یہ ایمرجنسی ہی کا فیض اور برکت ہے کہ کالا روپیہ باہر آ گیا ہے اور بچا کھچا بھی ڈھیرے ڈھیرے سرکاری خزانے میں پہنچ رہا ہے۔

بہت خوشی کی بات ہے کہ سنہ ۱۹۷۱ء کے "غریبی ہٹاؤ" کے نعرے کو بھی اب عملی جامہ پہنانے کا موقع حاصل ہوا۔ بے زمین لوگوں کو گھر بنانے اور زراعت کے لئے زمینیں دی گئیں اور دی جا رہی ہیں۔ کئی ریاستوں میں غریب اور بے زمین لوگوں کو مالی امداد بھی مل رہی ہے۔ دیہی علاقوں کی ترقی کے لئے بڑی تیزی سے ہر طرح کی سہولیات بہم پہنچائی جا رہی ہیں۔ ان تمام باتوں کو گاندھی جی کے خوابوں کی تعبیر کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا کیونکہ ایک دفعہ پنڈت جواہر لال نہرو نے گاندھی جی سے سوال کیا تھا کہ حصولِ آزادی کے بعد کون سے پروگرام اپنائے جائیں؟ گاندھی جی کا جواب تھا کہ

(مزید صفحہ نمبر ۴۲ پر)

دور سیفی
۴۸- نوپاڑہ، باندرہ (ایسٹ)
بمبئی ۴۰۰۰۵۱
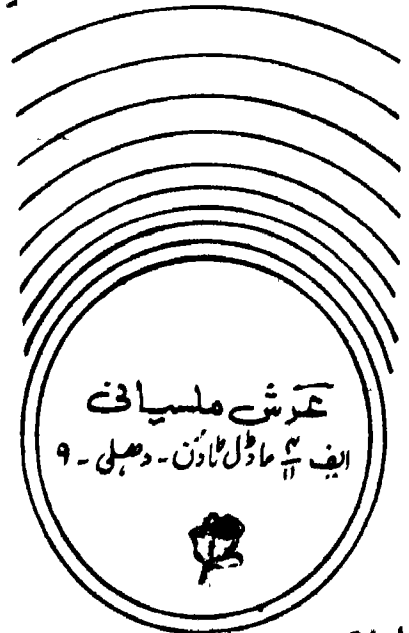
ملسیان کا قصبہ ایک ندی کے کنارے آباد ہے۔ تقسیم ملک سے پہلے یہاں کی بیشتر آبادی مسلمانوں کی تھی۔ جس میں سید بھی تھے راجپوت بھی الراعین بھی اور پیشہ ور لوگ بھی۔ کچھ خوجے بھی تھے جو سیپ کا کام کرتے تھے۔ ان کا یہ کام دور دور تک مشہور تھا۔ کچھ سنار تھے جو کھوٹے سکے بناتے تھے۔ اس لئے لوگ انھیں سنار کے بجائے ٹھگیار کہتے تھے۔ قصبہ گنجان آباد تھا اس لئے کئی محلات تھے۔ جس حصے میں ہمارا گھر تھا، اس کا نام عاقل پور تھا۔ اس میں ہندوؤں کے دو چار ہی گھر ہوں گے۔ مسجد سے اذان کی آواز ہر وقت سنائی دیتی اور اللہ اکبر دن میں کئی بار سنتے رہے۔ پڑھا لکھا یہاں کوئی نہ تھا معمولی دستخط کرنے والے لوگ تھے ورنہ زیادہ تر انگوٹھا ہی لگاتے تھے۔

یہ قصبہ ایک زمانے میں بیدیوں کی جاگیر تھا۔ بابا سر کھیم سنگھ بیدی انیسویں صدی کے آخر میں یہیں سے نقل مکانی کر کے راولپنڈی چلے گئے تھے۔ ان کے خاندان کی انگریزی دربار میں بڑی عزت تھی۔ آج بھی ان کے پوتے جج، کمشنر اور اسی قسم کے ممتاز عہدوں پر فائز ہیں۔ ان کی بارہ دری، قلعے کے برج، طویلے اور دوسری عمارتوں کے کھنڈر میں نے بھی اپنے بچپن میں دیکھے ہیں۔ یہیں ایک برہمن خاندان میں میرے والد کا جنم ہوا۔ میرے دادا کا نام پنڈت موتی رام تھا۔ اور پردادا کا نام پنڈت نہال چند۔ والد کا نام لبھو رام رکھا گیا تھا۔ اس زمانے کے یہ ان پڑھ لوگ ناموں کی نفسیات اور اہمیت نہیں جانتے تھے۔ میرے نانا کا نام رلیا رام تھا جو والد سے عمر میں سات آٹھ سال بڑے تھے۔ ایک پھوپی تھیں جن کی شادی ہوشیارپور کے قریب ایک گاؤں قصبہ خان پور میں ہوئی تھی۔ وہ بے چاری جلد ہی آلام کا شکار ہو گئیں۔ سنا ہے کہ اس بدانجام شادی سے میرے دادا اور دادی دونوں نالاں تھے۔ سارے خاندان میں صرف ایک فرد تھا جس میں انسانیت کا جوہر بدرجہ اتم تھا۔ اور وہ تھی میری دادی، میں صرف تین چار مہینے کا تھا جب اس کا انتقال ہو گیا۔ اس فرشتہ سیرت عورت کو میں نے نہیں دیکھا۔ والد اس سے بہت مانوس رہے اور اس نے محنت مزدوری کر کے زمانے کے مطابق اچھی تعلیم دلائی۔ یعنی ورناکیولر مڈل تک پڑھا دیا۔

بڑے بوڑھوں سے سنا ہے کہ میرے پردادا اگرہ کا بیوپار کرتے تھے۔ ان کی کشتیاں ریاست بھاولپور کے قریب دریا میں طوفان کی نذر ہو گئیں اور انھیں عسرت نے آگھیرا۔ میرے والد پشاور میں مصری بتاشوں کی دوکان کرتے تھے۔ ان کی دوکان قصہ خوانی بازار میں تھی۔ کہنا یہی چاہئے کہ ان کا پیشہ حلوائی کا تھا۔ لیکن ان کے والد قند سیاہ کی تجارت کرتے تھے اور یہ قند سفید کی۔ ان کے فرزند یعنی میرے والد جناب جوش ملسیانی سعدیؔ کے قول پر عمل کرنے لگے۔ جو انہوں نے بوستاں کی پہلی نظم "سبب نظم کتاب" میں لکھا ہے:

"بدل گفتم از مصر قند آورند
بر دوستاں ارمغانے برند
مرا گر تہی بود زاں قند دست!
سخن ہائے شیریں تر از قند ہست
نہ قندے کہ مردم بصورت خورند
کہ ارباب معنی بکاغذ برند"

میرے آباء میں سے کوئی پیشہ ور برہمن نہیں تھا۔ پوجا پاٹھ بھی شاید ہی کوئی کرتا ہو۔ دادا

نے البتہ برہمن پن کی رسم کو خیرباد کہہ کر پشاور کی بود و باش کے زیر اثر گوشت کھانا شروع کیا اور شراب پینے کی عادت ڈال لی۔ لیکن شکر ہے کہ ان کا لگایا ہوا پودا خاندان میں پھیلا نہیں۔ ان کی بات انھیں تک رہ گئی۔ پشاور سے کما کر لاتے اور دو چار مہینے میں اسے غرق مئے ناب کر دیتے اور واپس جانے کا کرایہ ادھار لے کر پشاور چلے جاتے۔ بڑا لڑکا ان کے پاس رہتا تھا اور میرے والد اپنی ماں کے پاس۔ والد جب ماں کی محبت کی داستان سناتے ہیں تو جی بھر آتا ہے۔ ملسیان سے شاہ کوٹ ۳ میل کے فاصلے پر ہے۔ مدرسوں میں یہاں پر اسکول میں رات کو ہی رہنا پڑتا تھا۔ استاد محنت کرتے تھے اور بچوں کو پڑھاتے تھے۔ کھانا لے کر نصف راستہ ماں لے جاتی اور نصف تک اُدھر سے والد خود آتے اور دو وقت کا کھانا ساتھ لے جاتے۔

ابتدائی زندگی کا مختصر خاکہ ظاہر کرے گا کہ کس عسرت میں دن کاٹے کیسے تعلیم حاصل کی اور مہر مادری کا سہارا کتنا اچھا سہارا ثابت ہوا۔

والد ٹریننگ کالج سے فارغ ہونے کے بعد جالندھر کے ضلع میں پرائمری اسکولوں میں اول مدرس رہے۔ ان کے ایک ہم جماعت تھے لالہ رونق رام شاد جو بعد ازاں ریاست پٹیالہ کے رہنے والے تھے۔ شعر میں والد ہی سے مشورہ کرتے تھے وہ بڑے کٹر آریہ سماجی تھے اور ایسے ہی موضوعات پر نظمیں کہتے۔ ریاست میں اُن پر مقدمہ چلا تو ان کے مکان کی تلاشی پر والد کی خط و کتابت بھی وہاں سے نکلی اس شبہے میں کہ والد سیاسی نظمیں لکھتے ہیں والد کے مکان کی بھی تلاشی ہوئی۔ چونکہ اطلاع پہلے مل گئی تھی اس لئے قابلِ اعتراض کاغذات آپ کے شاگردوں نے اندھا دھند جلا دئے تھے۔ اُن کے ایک دوست اُس زمانے کا ایک مصرع سنایا کرتے ہیں۔ جو سودیشی تحریک سے متعلق تھا:

نہ دھوگا ذرتو داغ دامنِ ململ کو مَل مَل کر

بہرحال گھر سے کچھ برآمد تو نہیں ہوا تھا لیکن اس کے باوجود دوسرے اسکول میں تبادلہ کر دیا گیا۔ جہاں آس پاس کچھ آبادی نہیں تھی والد نے تنگ آکر استعفا دیدیا اور ریاست جیند میں وسمید دن کے مقام پر ایک مڈل اسکول میں ملازمت کر لی۔ وہاں سے تین سال بعد نکودر آگئے ۱۹۱۲ء سے نکودر ہی میں مقیم رہے۔ میں ملسیان ہی میں ۱۹۰۸ء میں پیدا ہوا تھا اس لئے والد کے تتبع میں خود کو ملسیانی لکھنے لگا۔ ورنہ میری ساری زندگی نکودر ہی سے وابستہ رہی ہے۔ ۱۹۳۶ء کے آخر میں والد یہاں ڈسٹرکٹ بورڈ ہائی اسکول سے ریٹائر ہوئے تھے حقیقت میں اُن کی عظمت کا صحیح زمانہ ملازمت کے بعد ہی شروع ہوا۔ اس سے قبل تو لوگ انھیں پہچان ہی نہ سکے نہ اُن کی عظمت ہی کو جان سکے۔ زبان و بیان پر اُن کی قدرت کو بھلا اس علاقے میں کون سمجھتا۔ حیرت اس پر ہے کہ وہ عمر بھر اس علاقے میں مقیم رہے لیکن دلی اور لکھنؤ کی ٹکسالی زبان نہ جانے کہاں سے سیکھی۔ کہا کرتے ہیں کہ جب پندرہ روپیہ ماہ وار تنخواہ تھی تو ان میں سے ۵ روپے کتابوں اور رسالوں پر صرف کرتا ہوں۔ میں نے اپنے گھر میں پیام یار (لکھنؤ) کمال (دہلی) جلوۂ یار (میرٹھ) اور نہ جانے کتنے رسالوں کے فائیل دیکھے ہیں۔ "پیام یار" میں آپ کا طرحی کلام ۱۹۰۶ء کے قریب چھپنے لگا تھا۔ کتابوں کے سنبھالنے کی انھیں عادت تو تھی لیکن سلیقہ نہیں تھا۔ اب ان میں سے ایک کاغذ بھی باقی نہیں ہے۔ سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ ان کا مجموعہ "جنون و ہوش" ۱۹۵۲ء میں پہلی بار چھپا تھا تو اس کے بعد انہوں نے اپنی تمام بیاضیں ایک لفافے میں بند کر کے رکھ دیں اور دو تین سال انھیں ہاتھ نہیں لگایا۔ ایک دن جب اٹھا کے دیکھا تو لفافہ باقی تھا اور کلام کی بیاضوں کو دیمک اس طرح چاٹ گئی تھی کہ کاغذ کا دو انچ پرزہ بھی نہیں ملا۔ میں نے ان بیاضوں کو اول سے آخر تک نہ جانے کتنی بار پڑھا تھا۔ اُن میں کتنا کلام تھا جو ضائع ہو گیا۔ وہ تو کہئے کہ "بادۂ سرجوش" اور "جنون و ہوش" دو مجموعے چھپ گئے تھے ورنہ یہ کلام بھی ضائع ہو گیا ہوتا۔ بہت سی تقریبی اور فرمائشی نظمیں تھیں قطعات تاریخ تھے۔ پرانی غزلیں تھیں۔ مشکل زمینوں میں غزلیں بھی تھیں۔ پہلی جنگ عظیم سے متعلق بیسوں نظمیں تھیں۔ ایک مسدس تھی جو چونتیس پینتیس بندوں پر مشتمل تھی۔ ایک نظم گنگا کا ترانہ، ایک نظم گائے کا ترانہ اور ایک نظم گائے کی فریاد اور بہت کچھ تھا۔ کہیں سے ایک مصرع یاد ہے اور کہیں سے دوسرا۔ دیاسلائی پر ایک نظم تھی۔ ایک خوبصورت نظم "لبِ دریا" کے عنوان سے تھی۔ اس کا ایک شعر یاد ہے ؎

شبِ مہتاب ہر سو دعد حبابِ رنگت چھڑکتی تھی
نظر آیا نہ ساحل جا بجا دریا ہی چلتا تھا!

نظم "دیاسلائی" کا بھی ایک شعر یاد ہے ؎

بازار میں بکنا ہی قسمت میں گر لکھا تھا!
صنعت گروں نے پھر کیوں پردہ نشیں بنائی

اس زمانے میں والد متروکات کے پابند نہیں تھے۔ اگر کی جگہ گر بھی لکھتے تھے۔ پردہ نشین میں "ہائے ہوز" کو "الف" نہیں بناتے تھے۔ لیکن یہ ابتدائی کلام کی باتیں ہیں۔ یہ غالباً ساٹھ سال پہلے کا کلام ہوگا۔

۲۷ جنوری ۱۹۷۶ء کو آپ نے آخری سانس لی۔ ہندوستان بھر میں ان کے کمال کی دھوم تھی۔ آپ فصیح الملک داغ مرحوم کے آخری شاگرد تھے۔ آپ کے ساتھ داغ کی آخری نشانی مٹ گئی۔ ہندوستان اور پاکستان میں عقیدت مندوں اور شاگردوں کی بڑی تعداد

(مزید صفحہ نمبر ۳۰ پر)

مہاراشٹر میں گذرے ہیں ایسے رشی، منی
صحرا میں جن کی گذری فقیرانہ زندگی
ایشور کی مالا جپتے تھے ہر وقت ہر گھڑی
اُن کی نظر میں ہیچ تھی دُنیا کی دل کشی
دھرتی کے باسیوں میں غضب کی تھی گرمی
دکھلائی ان کو راہ حقیقت کی روشنی

بھگتی کا اک طریقہ ہے اِن جوگیوں کا جوگ
سنیاس اور فقیری ہے ان یوگیوں کا بوگ
جن کو نہ پایا عیش و مسرت کا اِن کو روگ
سنسار سے شغف تھا نہ مایا کا ان کو سوگ
اِن حق شناس رشیوں کو کیا جانیں عام لوگ
جپتے تھے صبح و شام جو اشلوک اور بھوگ

سنت نام دیو

مشہور نام دیو! کا ہندی میں ہے کلام
نانک کے "گرنتھ" میں اس سنت کا پیام
اس نے پلایا بادۂ "وحدانیت" کا جام
سنتوش جس سے ہو گیا ہر ایک تشنہ کام
اُسے شانتی کی روح اِتیر افاص ہے مقام!
گُن گائے گا زمانہ، ترے وصف کا مدام

سنت تکارام

سب جانتے ہیں سنت تکارام کے "ابھنگ"
جو نفس کے خلاف لڑے جارحانہ جنگ
آدرش ان کے ایسے ہیں بہتی ہے جیسے گنگ
روحانیت نے اُن کی چھڑایا دلوں سے زنگ
دنیا پرست تھے "چمتکار" سے ہیں دنگ
کایا پلٹ ہی دیں گے تکارام کے ابھنگ

سنت گیانیشور

گیانیشور نے گایا تھا "وحدانیت" کا راگ
گیانیشوری میں گیتا کی تفسیر کے ہیں بھاگ
انسانیت کی رکشا سے ان کو بڑی تھی لاگ
بیراگ اس فقیر کا دراصل تھا سہاگ
اے بوالہوس! تو پاپ کی نگری سے دور بھاگ
ڈس جائے گا وگرنہ تجھے لذتوں کا ناگ!

سنت رام داس

روحانی تعلیمات کے پیرو تھے رام داس
دھونی رمائے بیٹھے رہے بن میں بے ہراس
ایشور سے لو لگائے ہوئے تھے وہ حق شناس
ان کی نظر میں دنیا تھی سالوس کا لباس
جوگی کے جوگ کی تو یہی اصل ہے اساس
گوداوری کے جل سے بجھاتے رہے پیاس!

سنت ایک ناتھ

تھے ایک ناتھ ایسے ہی درویش باصفات
بالاتھی اونچ نیچ کے جھگڑوں سے اُن کی ذات
وہ ناپسند کرتے تھے تفریق ذات پات
"انسان سب تو یکساں ہیں کیسی یہ چھوت چھات"
اس کے صحیح نظریئے نے دی ہر اک کو مات
بندھن سے چھوت چھات کے آخر ملی نجات

ﻪﻠ مہاراشٹر کی مشہور ندی ، ناسک ، (مہاراشٹر)

روم نمبر ۲۱، بندوق والا بلڈنگ 'بی' بلاک
جیل روڈ (نارتھ)، بمبئی ۴۰۰۰۰۹۔

ڈیڑھ پیسے کا آدمی

میرے ذہن میں اچانک ایک خیال آیا کہ دوڑ کر اس بوٹ پالش والے لڑکے سے کہا جائے کہ "بابا رے، اس جگہ تم دھندا کرنے کے لئے مت بیٹھو یہ جگہ بہت خطرناک ہے۔ بہت سالوں پہلے اس جگہ پر ایک بوڑھا آدمی ....."

"بہت زیادہ سوچتے رہتے ہو تم! اس پالش والے کی طرف کیا دیکھتے رہے؟" گوکھلے نے میری پیٹھ پر تھپکی لگاتے ہوئے کہا۔ لیکن اسی خیال میں محو رہنے کی وجہ سے میں نے گوکھلے کو کوئی جواب نہیں دیا۔ دوبارہ چڑھ کر گوکھلے نے مجھ سے پوچھا "کس خیال میں گم ہو" میں نے آہستہ سے جواب دیا" جیسے کسی اہم بات کے خیال میں غرق نہیں تھا۔ لیکن اس بوٹ پالش کرنے والے لڑکے کو اسی جگہ دیکھ کر ایسا لگا کہ جا کر اس سے کہوں کہ اس جگہ مت بیٹھو۔ کچھ سال پہلے اسی جگہ پر ایک بوڑھا آدمی بیٹھا کرتا تھا لیکن راستہ چھوڑ کر ایک موٹر کار کے فٹ پاتھ پر چڑھنے سے وہ ہلاک ہو گیا۔ اس لئے....."

"تم بھی اس جگہ پر مت بیٹھو ہی تا! بے وقوف ہی ہو! کیوں کہ ویسا ہی حادثہ پیش آئے گا؟ اس طرح کے واقعات کیا بار بار ہوتے ہیں؟ تمہارے کہنے پر اس نے جگہ بدل دی اور وہ دوسری جگہ پر بیٹھا اور ٹھیک اسی مقام پر حادثہ وقوع پذیر ہوا تو تم پر کیا ردعمل ہوگا؟"

میں خاموش ہو گیا تھا۔ میرے دل میں آیا ہوا وہ خیال بالکل دور نہیں ہوا تھا لیکن گوکھلے نے اندازہ لگایا کہ مجھے اس کا خیال مناسب معلوم ہو رہا ہے اور اسی لئے میں چپ ہوں۔ وہ پھر دیر تک ادھر ادھر کی گپ ہانکتا رہا۔ آخر میں اس نے مجھ سے اپنا ہمیشہ کا سوال پوچھا" لیکن وشا! اس نے تم سے لئے ہوئے دو روپے آخر

دیکھے ہی نہیں نا؟"

آدمی کا مزاج بھی دیکھئے نا کیسا رہتا ہے! یہ گوسکٹے اول نمبر کا حسابی آدمی۔ خود تو پیسے خرچ کرتا ہی نہیں، لیکن میں نے ذرا پیسے خرچ کئے تو بھی اس کا کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ ہر معاملے میں اس کا حساب جاری رہتا ہے۔ میرے گھر کبھی کھانے کے لئے آیا تو اس کھانے کا ہی حساب کرے گا۔ باہر ہوٹل میں کھانا بارہ آنے میں ملتا ہے۔ گھر کا اناج، اس لئے وہ اس کھانے کا سوا روپیہ لگاتا ہے اور اپنے دل میں عہد کرتا ہے کہ اوشا کو چھ سات بار اسپیشل چائے پلائی جائے تو معاملہ ختم۔" اتنا حساب رکھنے والے شخص سے میرے ایک چمار کو دیئے ہوئے دو روپے کس طرح برداشت ہوں گے؟

تقریباً آٹھ سال پہلے کی بات ہے میں اور گوسکٹے آفس چھوٹتے ہی باہر نکلے۔ میں بوٹ پالش کرانے کے لئے سامنے بیٹھے ہوئے بوڑھے کی جانب گیا اور اس کی صندوقچی پر پاؤں رکھ دیا۔ بغیر کچھ کہے سنے اس کا کہنہ مشق ہاتھ کسی مشین کی طرح تیزی سے میرے بوٹ پر چلنے لگا۔ تین چار منٹوں میں اس نے بوٹ پالش کرکے دیئے۔ مجھے دو روپے کی نوٹ نکالتے دیکھ کر وہ بوڑھا بولا "صاحب! میرے پاس چھٹے پیسے نہیں ہیں۔ صرف چھ آنے ہی ہیں میرے پاس۔"

"ارے رہنے دو تمہارے پاس، باقی پیسے کل واپس کر دو۔ میں روزانہ اس آفس میں آتا ہوں۔"

"نہیں صاحب ایسا نہیں! میں غریب آدمی ہوں میرے پاس اخراجات کی مدیں بھی زیادہ ہیں۔ آپ کے پاس میرے دو آنے رہنے دیجئے۔"

"اور میں آج رات ہی کو مر گیا تو تم کیا کروگے؟"

صاحب! آپ کے مقابلے میں مجھے یہ دو آنے زیادہ قیمتی لگتے ہیں کیا؟ خوش رہیئے بابا! میں بھی کہاں ہمیشہ زندہ رہنے والا ہوں"

یہ اس نے کچھ ایسی نرمی سے کہا کہ مجھے خود شرم محسوس ہوئی۔ اور میں نے اسی سے کہا۔ "دیکھو! کل سے میں رخصت پر جا رہا ہوں اس لئے یہ دو روپے تم اپنے پاس رکھو۔" اس کے ہاتھ میں نوٹ تقریباً ٹھونستے ہوئے میں نے راہ لی۔ ہمیشہ خود کی پوزیشن اور ڈگری کا خیال کرنے والے گوکٹے کو میری اور اس بوڑھے کی گفتگو پسند نہیں آئی۔ حقارت کے لہجے میں وہ بولا "چمار کی طرح ڈیڑھ پیسے کے آدمی کے ساتھ تم ایسی دوستی سے کیوں پیش آتے ہو؟"

میں نے سنجیدگی سے کہا۔ "کیوں بابا! فٹ پاتھ پر بیٹھتا ہے اس لئے نا؟ معمولی دھندا کیوں نہ ہو مگر ایمانداری سے کرتا ہے اور اس لئے وہ ڈیڑھ دمڑی کا ہوا کیا؟ وہ بھی ایک آدمی ہے۔ اس کے بھی احساسات ہیں۔ خلوص نیتی سے بولنے والے آدمیوں کی اسے بھی پیاس ہے۔ آدمیت کے زینے پر سے اسے دیکھو اور کہو اس میں اور ہم میں کیا فرق ہے؟ ہم تم جیسے تعلیم یافتہ مغرور آدمیوں میں جس فضیلت کا شائبہ تک نظر نہیں آئے گا، اس کا صحیح روپ ایسے لوگوں میں اتفاقاً طور پر کبھی کبھی دکھائی دیتا ہے۔ اس فضیلت کے وجود کا بھی احساس ان لوگوں کو نہیں ہوتا۔ اکثر اوقات یہی لوگ مجھے قریبی لگتے ہیں۔"

گوکٹے خاموش ہو گیا۔

البتہ DIGNITY کی گپ ہانکنے والے گوکٹے نے کبھی خود کے دو آنے آگے نہیں کئے کیونکہ میں اس کا دوست ہوں اس لئے اسے دو آنے مانگتے وقت شاید شرم محسوس ہوتی؛ لیکن اس نے یہ بات سمجھی نہیں کہ ایسے حسابی آدمی کے پیسے میں نے کبھی بھی نہیں رکھے ہوتے۔ یہی تو پرلطف بات ہوتی ہے حسابی آدمیوں کی۔

دوسرے دن میں رخصت پر گیا۔ پندرہ دن گھر پر رہ کر بمبئی کی مشینی زندگی میں میرے اندر کی انسانیت مر تو نہیں گئی یہ مجھے دیکھنا تھا لیکن میری رخصت ہنسی خوشی گزرے ایسی قدرت کی مرضی نہ تھی۔ دو روز میں ہی اخبار میں چھپی ہوئی وہ بھیانک خبر نظر سے گزری، "بمبئی فلورا فاؤنٹین پر کل صبح ایک موٹر کار راستہ چھوڑ کر فٹ پاتھ پر چڑھ گئی اور وہاں بیٹھنے والا چمار شدید زخمی ہو جانے کی وجہ سے شام کو جے جے اسپتال میں موت کا شکار ہو گیا۔"

مجھے ملا ہوا وہی بوڑھا تھا اس کے بارے میں یقین ہو گیا۔ اور مجھے رہ رہ کر اس کے الفاظ یاد آنے لگے۔ "میں بھی کہاں ہمیشہ زندہ رہنے والا ہوں۔" اسی روز شام کو گوسکٹے گھر آیا اور اس نے آتے ہی اگر کوئی پہلا سوال کیا ہوگا تو وہ یہ تھا۔ "کیوں وشا! گئے نا تمہارے دو روپے؟ اور پندرہ بار ہوا ہوتا پالش ان پیسوں میں۔"

"ہاں ہو گیا ہوتا۔ لیکن اس بوڑھے سے نہیں ہوتا۔ بھلے مانس۔ میرے اپنے دوست کہلانے والے لوگوں نے پلک جھپکتے ہی مجھے دھوکا دیا ہے اس بوڑھے کی قابلیت کس قسم کی تھی اس پر جب تک میرا بھروسہ ہے تب تک ان دو روپیوں کا مجھے کبھی ملال نہ ہوگا۔" خفا ہوتے ہوئے بھی میں نے بہت نرم روی سے کہا۔

لیکن اس وقت سے جب جب ہم لوگ اس چمار کی جگہ پر آتے تھے تب تب گوسکٹے کسی نہ کسی موضوع کا سہارا لے کر ان دو روپیوں کے متعلق پوچھا کرتا تھا۔ .... اس نے آج بھی مجھ سے پوچھا؛ تو میں نے صرف گردن ہلا کر انکار کر دیا۔ مجھے حقیقت میں اس لڑکے کو کچھ بنا آگے بڑھنا دشوار محسوس ہوا۔ پالش کرانے کے بہانے میں اس کے پاس گیا وہ پالش کر رہا تھا اس وقت میں نے اس سے سادگی سے پوچھا۔ "تم اس جگہ پر کیوں بیٹھتے ہو؟ اس جگہ کے مقابلے میں اس پار تمہیں زیادہ آمدنی ہوگی۔" اس نے بوٹ پر سے نظریں ہٹائے بغیر جواب دیا۔ "صاحب جگہ بدلنے سے تقدیر

نہیں بدلتی۔ قسمت سے مجھے جتنا پیسہ ملنا ہوگا اتنا اس جگہ پر بھی ملے گا۔"

میں چونکا۔۔

ایک جگہ گڈریوں کے بچے "راجا راجا" کھیل کھیل رہے تھے ان میں سے ایک لڑکا راجہ بن کر مدعیوں کے مقدموں کا فیصلہ دیتا تھا اور وہ راجا بنا ہوا لڑکا جس جگہ بیٹھتا تھا اس جگہ کچھ ایسی فطری کرشمہ سازی تھی کہ عام حالات میں معمولی دکھائی دینے والا لڑکا اس جگہ پر بیٹھتے ہی بے خطا انصاف کیا کرتا تھا۔ لوگ کہتے تھے کہ اس جگہ اُس گاؤں کے اصلی راجہ کو تخت مل گیا تھا وہ بکرما دتیہ کا تھا۔ ایسے کہا جاتا ہے۔ اِس طرح کی کہانی میرے بچپن میں میرے مطالعے میں آئی تھی۔ اُس جگہ کی طرح اِس جگہ پر بیٹھنے والی ہستی بھی کوئی غیر معمولی بول بولا کرتی ہوگی، اِس قسم کا خیال میرے دل میں آنے لگا۔ اُس لڑکے کا پالش کرنا ختم ہوگیا۔ میں نے دو آنے اس کے آگے پیش کئے۔ اُس وقت وہ بولا۔

"صاحب! آپ وہ پیسے اپنے پاس ہی رکھئے۔ مجھے پیسے جمع کرنا ہے میرے پاس وہ خرچ ہو جائیں گے۔ آپ کے پاس میرے ۴۔۵ روپے جمع ہو جائیں تو اُس وقت وہ آپ مجھے دے دیں۔"

پہچان نہ ہوتے ہوئے بھی اس کے ظاہر کئے اعتماد سے مجھے تعجب ہوا ہی، لیکن گو سٹے کا بچپن چہرہ بھی لمحہ بھر کے لئے بدل گیا۔ میں نے کچھ نہ کہتے ہوئے پیسے جیب میں ڈالے اور جاتے جاتے دوبارہ اس لڑکے سے کہا "بابا رے تم کہیں بھی بیٹھو مگر اس جگہ پر مت بیٹھو۔ کچھ سال پہلے اِس جگہ ایک بوڑھا آدمی بیٹھا کرتا تھا۔ وہ موٹر کار کے نیچے آگیا۔ اِس لئے تم سے کہتا ہوں کہ یہ جگہ اچھی نہیں۔"

اِس پر اُس لڑکے نے اپنی پیشانی پر دو انگلیاں لگانے کا عمل کیا۔

میری اور اس لڑکے کی دوستی بڑھنے لگی۔ روز جاتے جاتے بلا ناغہ وہ مجھے ادب سے سلام کرنے لگا۔ اس کا سلام جب گو سٹے دیکھتا تو بول اٹھتا۔ "تمہارے پاس پیسے ہیں نا اس کے، اس لئے تو یہ سلام ہے۔"

اس دوران وہ وقتاً فوقتاً مجھے بلا کر پالش کر دیتا تھا۔ میرے کھاتے پر گو سٹے نے بھی چار پانچ بار پالش کرالیا۔ اُس کے میرے پاس لگ بھگ پانچ روپے جمع ہونے کے بعد میں نے اُس سے کہا "تمہارے اب میرے پاس پانچ روپے جمع ہو گئے ہیں، وہ نہیں چاہیئے؟"

تھوڑی دیر سوچتے ہوئے وہ خاموش ہوگیا اور بعد میں کھڑے ہو کر سہمی ہوئی آواز میں بولا۔

"صاحب! اِن پیسوں میں سے ۲ روپے آپ کے ہی ہیں۔"

میں سکتے میں آگیا۔

"صاحب! کچھ سال پہلے حادثے میں مر جانے والا وہ بوڑھا۔ وہ ۔ وہ ۔ میرے پتاجی تھے۔ مرتے وقت انہوں نے میرے اور ماں کے پاس آپ کی اور آپ کے دوست کی ہو بہو تفصیل بیان کی اور کہا: "زندگی بھر میں نے ایمانداری سے زندگی گذاری ویسے تو بھی گذارے گا تو تجھے کبھی بھی تکلیف نہیں ہوگی۔ ہم پر کسی کا قرض نہیں ہے۔ صرف اُن کا قرض دینا ہے اس لئے میرے بیان کئے ہوئے حلیئے کا اگر کوئی آدمی دکھائی دے تو تو، اس کی تصدیق کر کے ان کے روپے واپس کر، صاحب! پہلے ہی دن میں نے آپ کو پہچانا تھا اور اب تو مجھے یقین ہو گیا ہے، کہئے آپ وہی ہیں نا؟"

میں خاموش ہوگیا۔ میں نے اُس لڑکے کو اس کے پتاجی کی قسم دلا کر سارے پیسے لینے پر مجبور کیا۔ میں نے گو سٹے کی طرف دیکھا اس کا پُروقار چہرہ اُترا ہوا تھا۔

بسلسلہ صفحہ نمبر ۲۴

ہندوستان کی جنگ آزادی میں مہاراشٹر کا حصہ

کئی ملیں قائم ہوئیں۔ آج بھی یہ ملیں بدیسی مارکیٹ میں اپنا ایک مقام رکھتی ہیں۔ ناگپور میں پونار کے پاس آچاریہ ونوبا بھاوے کا آشرم آزاد ہندوستان کے ارتقاء میں آج بھی ایک اہم رول ادا کر رہا ہے۔

ڈاکٹر امبیڈکر نے ہریجن تحریک میں روح پھونکی۔ انہوں نے مہاڑ میں ایک زبردست ستیہ گرہ کیا اور اس ستیہ گرہ کے ذریعہ ہریجنوں کو گاؤں کے تالاب سے پانی لینے کا حق دلایا۔ اِس طرح ہندوستان سے بھید بھاؤ کو ختم کرنے اور مساوات پیدا کرنے میں ڈاکٹر امبیڈکر کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جاسکتا ہے۔ یہ وہی بابا صاحب امبیڈکر ہیں جنہوں نے آزاد ہندوستان کا دستور مرتب کیا۔

جھانسی میں انگریزی فوج کا مردانہ وار مقابلہ کرنے والی خاتون کون تھی؟ وہی مراٹھا خاتون منو تائی تھی جو مہارانی لکشمی بائی بن کر جھانسی کے افق پر ابھری اور میدان جنگ میں انگریزوں کا مقابلہ کرتے ہوئے امر ہوگئی۔

آیئے اِن یادوں کو ہم اپنا آدرش بنائیں تاکہ آنیوالا کل اِنہیں فراموش نہ کر سکے۔

فوری توجہ کیلئے

ترسیل زر اور مراسلت کے دوران حوالہ نمبر جو آپ کے خط یا پتے کے اوپری حصہ میں درج ہوتا ہے۔ ضرور تحریر فرمائیں۔

☆ شری کے بال ٹپاٹل

پیدائشِ اولاد

محض خانگی معاملہ نہیں

"بچے پیدا کریں یا نہیں" یہ معاملہ آئندہ محض اولاد پیدا کرنے کے قابل جوڑوں کی مرضی پر نہیں چھوڑا جا سکتا۔ حکومت وسیع تر مفاد کی خاطر اس معاملے میں دخل دے رہی ہے تاکہ اس کی باقاعدگی کے لیے قانون وضع کرے اور اگر ضرورت ہو تو اس کی بالکل بندش کر دے۔ فی الحال مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان لازمی نس بندی کے لیے قانونی اقدام کے ارادہ اور عزم کا اعلان کر چکے ہیں۔ دیگر ریاستیں بھی ایسا ہی قدم اٹھانے والی ہیں۔

مانع حمل کا سب سے بہترین طریقہ کیا ہے؟ قدرتی طریقے سے لے کر آئی۔ یو۔ سی۔ ڈی نیز مرد اور عورت کی نس بندی تک مانع حمل کے کئی طریقے ہیں۔ خواہ کوئی بھی طریقہ ہو، لیکن وہ اتنا بھی آسان نہیں جتنا کہ عمل سے پہلے یا بعد کی بجائے عمل کی بجائے ایک گلاس پانی پی لیا جائے"۔ جیسا کہ مرکزی وزیر صحت عامہ نے پچھلے سال ارشاد فرمایا تھا۔ ہمیں یہ بات بھی فراموش نہ کرنا چاہیے کہ خود شادی کا رواج برسہا برس میں عمل میں آیا جس کا مقصد یہ تھا کہ بنی نوع انسان میں مرد اور عورت کے درمیان جنسی رشتہ کو باقاعدہ استوار کیا جائے۔ اسی کے ساتھ شادی پائیدار رشتۂ محبت، باہمی ذمے داری اور شہوانی خواہشات میں روحانیت پیدا کرتی ہے۔

مزید برآں عمل پیدائش کو قطعی فطری قرار دینا اور یہ سمجھنا ٹھیک نہیں کہ انسان اپنی تمام کمزوریوں کے باوجود اپنے نفس کو فطری ضرورت کے تابع کر سکتا ہے۔ اپنی جنسی خواہش کے معاملہ میں انسان منشائے قدرت کے برعکس کسی اصول اور وقت کا پابند نہیں۔ لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کی اس قوتِ افزائش نسل کو مصنوعی طریقے کے ذریعہ قابو میں لایا جائے۔ آرنلڈ ٹائن بی نے کہا ہے "آدمی حیوانیت پر اتر کر بے لگام ہو جاتا ہے۔ جانور عموماً اتنا ہی کھاتا ہے جس سے اس کی بھوک مٹ جائے۔ انسان نشہ کرتا ہے اور مدہوش ہو جاتا ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ جنسی خواہشات کی تسکین کے لیے کسی پابندی کی پروا نہیں کرتا۔"

گمراہی کے نتائج

انسانی افزائش نسل کے میدان میں اس فریب آزادی اور گمراہی کے نتائج ظاہر ہیں۔ ہر لمحہ دو بچے جنم لیتے ہیں، ہر روز اموات کے مقابلے میں شرح پیدائش دو لاکھ، ہر ماہ

چھ ملین اور ہر سال لگ بھگ ۴، ملین ہے۔
اس شرح سے دنیا کی آبادی ۲۰۱۰ء یا ۲۰۰۷ء میں دوگنا ہوجائے گی۔ اگر ہم خوابِ غفلت سے نہ جاگے تو شاید ہمیں دھرتی پر قدم رکھنے کی جگہ بھی نہ ملے گی۔

غذا، تعلیم، صحت، شہریت، روزگار اور ماحول غرض کہ ہر نقطۂ نظر سے آبادی کا بے تحاشا بڑھنا ہماری فلاح و بہبود کے لئے شدید خطرہ ہے۔
ہندوستان میں آبادی ۲،۴ فیصد شرح سے بڑھ رہی ہے۔ اس حساب سے یہ ۲۷ سال میں دوگنی ہوجائے گی۔ قدر آزادی اور اچھی انسانی زندگی کی خاطر ہماری بھلائی اسی میں ہے کہ افزائشِ نسل کی باقاعدگی کے لئے حکومت کی مداخلت کو تسلیم کرلیں۔

مثلاً ایک ٹھہری آبادی میں فی کس آمدنی دوگنی ہونے میں بارہ سال لگتے ہیں، جبکہ مجموعی قومی پیداوار (جی این پی) سالانہ ۵ فیصد شرح (ہندوستانی شرح اضافہ) سے بڑھے تو فی کس آمدنی دوگنی کرنے میں ۲۷ سال لگیں گے لیکن اگر مجموعی قومی پیداوار ۴ فیصد سالانہ شرح سے بڑھے تو دوگنا ہونے میں ۳۴ سال لگیں گے۔

اس طرح دھماکہ خیز اضافۂ آبادی کے ساتھ معاشی ترقی وقت کے خلاف دوڑ ہے۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ دھماکہ خیز اضافۂ آبادی قانونی معنوں میں سخت آفت ہے کیوں کہ بے تحاشا بڑھنے والا انسانی ہجوم نقصان ہی کا موجب ہوتا ہے جیسا کہ آکسفورڈ لغت میں اس کی صراحت کی گئی ہے۔

اس بیان سے میرا مقصد پورے سماج کو مجرم ٹھہرانا نہیں ہے بلکہ تسلیم شدہ قانونی اصطلاح میں سماجی اور معاشی لحاظ سے اس کے نقصانات کو واضح کرنا ہے۔ نیز افزائشِ نسل کے معاملے میں قانونی اقدام کی ضرورت ذہن نشین کرنا ہے تاکہ خوب سوچ سمجھ کر افزائشِ نسل کے معاملے میں فردی اخلاقی پابندی عائد کی جائے۔

بہ چھاتی سے دُودھ پلانا

اسی کے ساتھ پیدائش اولاد کے قابل جوڑے کو نسل بندی کا مستحق قرار دینے سے قبل چھاتی سے دُودھ پلانا بھی مانع حمل ہے۔

میرے خیال میں خاندانی منصوبہ بندی پر عمل اور بچوں کی پیدائش میں کافی فصل مناسب ہے تاکہ ماں کی صحت ٹھیک رہے اور بچہ کی اچھی طرح پرورش کی جاسکے۔ اس کے لئے مناسب یہ ہے کہ چھاتی سے دودھ پلانا ضروری قرار دیا جائے۔ جو ماہرین کے خیال میں نومولود کی صحت و تندرستی کے لئے مفید ہے۔ اس کے علاوہ یہ شرح پیدائش گھٹانے کے لئے اولین بنیادی شرط بھی ہوسکتی ہے۔

مائیکل لیتھم، پروفیسر آف انٹرنیشنل نیوٹریشن نے یہ خیال پیش کیا ہے کہ بلاشبہ بہت سے مقامات میں رائج مانع حمل کے لئے انٹیل یجو اور غیر موثر طریقے کی بہ نسبت چھاتی سے دُودھ پلانا دس بارہ ماہ تک حمل روکنے کی بہتر تدبیر ہے۔
میرے خیال میں یہ ضروری ہے کہ سوچ سمجھ کر معاون غذائی تدبیروں کے ساتھ چھاتی سے دُودھ پلانے کے طریقے پر زور دیا جائے اور اس کے ساتھ بچہ کی غذا (بے بی فوڈ) کی جانچ کی جائے۔ شہری علاقوں میں بعض غذائی محرکات کے ذریعہ محنت کش خواتین کے لئے چھاتی سے دودھ پلانا سہل بنایا جاسکتا ہے۔ روس میں چار ماہ کی زچگی چھٹی کے علاوہ اس خیال سے کہ چھاتی سے دُودھ پلانے کا معمول بندھا رہے دُودھ پلانے والی ماں کو دُودھ پلانے کے لئے وقفہ دیا جاتا ہے تاکہ وہ کام کی جگہ ہی پر نرسری میں اپنے بچے کو دودھ پلا سکے۔

جہاں تک خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کی راہ میں مذہبی رکاوٹوں کا تعلق ہے رومن کیتھولک اور مسلمانوں کے نقطۂ نظر کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ وزیر اعلیٰ مہاراشٹر نے کارڈینل گریشیاس کے خط کا حوالہ دیا ہے جس میں یہ گزارش کی گئی ہے کہ فطرت کو اس کی راہ پر چلنے دینا چاہیئے۔ یہ خیال دراصل عیسائی عقد اور اس کے مقصد پر پاپائے اعظم کے فتویٰ کے مطابق ہے۔

عیسائی اور ضبطِ تولید

میں یہاں اس خیال کو پیش کرنا چاہتا ہوں جو بمبئی کے آرک بشپ روبرٹس نے ۱۹۶۴ء میں کیتھولک میگزین "سرچ" میں شائع شدہ مضمون میں ظاہر کیا تھا۔ انہوں نے لکھا تھا کہ "جہاں تک سنتر کا تعلق ہے کیا ہم یہ بات قطعیت کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ضبطِ تولید کے معاملے میں ہم وہ تبدیلیاں نہیں کرسکتے جو سود خوری کے معاملے میں کی گئی ہیں؟ آج ہر جدید خیال رکھنے والے پروفیسر کا نظریہ سود پر قرض دینے کے معاملہ میں مختلف ہے جو چار سو سال پہلے تھا۔ ماہرینِ اقتصادیات نے ہمیں سرمایہ سے متعلق وہ باتیں بتائی ہیں جو سابق میں لوگ نہیں جانتے تھے۔ قانونِ فطرت سے متعلق بھی اسی حقیقت کو سامنے رکھا جاسکتا ہے۔"

لاطینی امریکہ اور یورپ کے ممتاز علما، معاشین اور ماہرینِ امراضِ نسواں مثلاً پروفیسر جارج ڈپرسے جبوٹ یونیورسٹی، ڈچ ماہر اقتصادیات لوئی جا نسین، صدر رومن کیتھولک فیملی موومنٹ برازیل، جرمن کیتھولک میڈیکل گلڈ اور کیتھولک ڈاکٹروں کی اطالوی ایسوسی ایشن نے پاپائے اعظم کے فتوے سے اختلافِ رائے کیا ہے۔
ضبطِ تولید سے متعلق رومن کیتھولک کا نظریہ کٹ حجتی پر مبنی رجعت پرستانہ اور مبہم ہے۔

یہ گویا زمانہ کی رفتار سے بے نیاز شترمرغ کی
حرکت کی طرح ہے جو ریت میں اپنا سر چھپا لیتا
ہے۔

تہذیبی ترقی کے ساتھ ساتھ فطرت پر عقل سے
قابو پایا گیا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو انسانی زندگی
بے شعور، بہیمانہ اور مختصر ہوتی۔ اگر انسانی افزائش
نسل کے میدان میں فطرت کو اس کی راہ پر چلنے
دیا جائے تو پھر پاپائے اعظم کو اسی منطق کے
مطابق یہ مشورہ بھی دینا چاہئے کہ جدید ادویات
کو ترک کر دیا جائے کیوں کہ اس کی ضرورت
اسی وجہ سے ہے کہ انسان فطری زندگی نہ گزار
سکا۔

اسلام اور خاندانی منصوبہ بندی

جہاں تک مسلمانوں کے مذہبی نقطۂ نظر کا تعلق ہے۔
یہ بات حوصلہ افزا ہے کہ یہ خاندانی منصوبہ
بندی تدابیر کے موافق ہے۔ وزیر اعلیٰ شری
چوان کے بیان کے مطابق اخبار نویسوں کو
انھیں بتایا کہ ہندو اور مسلم مذاہب خاندانی
منصوبہ بندی" تصور کے مخالف نہیں ہیں۔ خود
حضرت پیغمبرؐ نے یہ بات ناپسند فرمائی ہے کہ مرد
۲۴ سال کی عمر سے پہلے شادی کرے اور چالیس
سال کے بعد بھی اولاد پیدا کرے۔

لیکن بعض اوقات مسلمانوں کا ایک فرقہ
قرآن و حدیث کے حوالے سے یہ بیان کرتا ہے
کہ مسلمانوں کے مذہب میں بچوں کے معاملے میں کوئی
قید نہیں ہے۔ شاید انھیں یہ علم نہیں کہ خاندانی
منصوبہ بندی پاکستان، متحدہ عرب جمہوریہ (مصر)
اور انڈونیشیا میں سرکاری پالیسی ہے۔ اس موقع
پر خاندانی منصوبہ بندی کے معاملے میں اردن کے
مفتیٔ اعظم شیخ عبداللہ کے فتویٰ کا حوالہ دینا
مناسب ہوگا۔ جو موصوف نے دسمبر ۱۹۶۴ء
میں جاری کیا تھا۔ افزائش اور بقائے نسل
انسانی کی خاطر شادی کو امر الٰہی قرار دیتے ہوئے
فتوے میں بیان کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلعم
نے ارشاد فرمایا کہ "محبت کرنے والی بچہ خیز عورت
سے شادی کرو تاکہ میں اقوام میں تم پر فخر کر سکوں"
اس مقصد سے شادی کا قصد کرنے والے کے
لئے واضع قانون نے یہ شرط رکھی ہے کہ وہ
شادی کے اخراجات اور بعد ازاں بچوں کی
پرورش اور ان کی تعلیم و تربیت کے اخراجات
اٹھانے کی سکت رکھتا ہو۔ اسلامی قانون کی
رو سے آئندہ شوہر بننے کی خواہش رکھنے والے
ایسے شخص کو شادی کی اجازت نہیں دی جا
سکتی جو ازدواجی زندگی کے مصارف برداشت
کرنے کا اہل نہ ہو۔

نہ صرف یہ بلکہ فتویٰ میں یہ بھی لکھا ہے کہ
"اس کا بدیہی مطلب یہ بھی ہے کہ حمل کو روکنے کے
لئے ادویہ کا استعمال یا قبل اس کے کہ نطفہ
میں جان پڑے اسقاط کی بھی شرعاً اجازت ہے۔
حنفی مسلک میں اس کی اجازت ہے۔" اس
طرح انسانی ضبط تولید کے معاملے میں حضرت پیغمبرؐ
سے لے کر آج تک اسلامی روایات بالکل واضح
ہیں، تاآنکہ ان سے بالآخر نس بندی کا اشارہ
بھی ملتا ہے۔

وسودھیو کٹمبکم

वसुधैव कुटुम्बकम

یعنی "ایک ہی جہان ایک ہی دنیا" یہ تھا وزیر اعظم
شریمتی اندرا گاندھی کی اس تقریر کا موضوع
جو انھوں نے جون ۱۹۷۲ء میں یو این کانفرنس
میں کی تھی اور جس پر خوب داد ملی تھی۔ اس میں
انہوں نے علم معیشت کی روشنی میں آبادی سے متعلق
متناسب پالیسی وضع کرنے کا مشورہ دیا تھا
انہوں نے فرمایا تھا کہ انسان سچا اور مہذب اسی
وقت کہلا سکتا ہے جب کہ وہ قریبی ساتھیوں
کے ساتھ کل مخلوق کا بھی ہمدردی سے خیال
رکھے۔"

خاندانی منصوبہ بندی پر حکومت ہند کی پالیسی
کی وضاحت کرتے ہوئے وزیر اعظم نے فرمایا تھا
کہ "کنبہ بندی آبادی کو صحت مند اور باشعور
بنائے گی۔ لیکن ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ تعلیم اور
معیار زندگی نمایاں طور سے بلند ہوئے بغیر آبادی
پر قابو پانے کا کوئی پروگرام کارگر نہ ہوگا۔ زندگی
ایک ہے اور دنیا ایک ہے اور یہ سب سوالات
ایک دوسرے سے جڑے ہیں۔ آبادی میں دھماکہ
خیز اضافہ، غربت، جہالت، بیماریاں، ماحول
کی آلودگی، نیوکلیئر ہتھیاروں کا انبار اور دیگر
تخریبی ذہنیت، یہ سب شیطانی چکر کا ہی حصہ
ہیں۔ یہ سب اپنی اپنی جگہ اہم ہیں۔ لیکن
انھیں ایک ایک کرکے حل کرنے کی کوشش رائیگاں
جائے گی۔"

لہذا میرے خیال میں آبادی سے متعلق
پالیسی مجموعی قومی معاشی پالیسی سے قریبی تعلق
رکھتی ہے جس کی کل ہند سطح پر قریبی ربط ضبط
سے پیروی کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح
یہ بھی ضروری ہے کہ غذا، زراعت، صحت و
تندرستی، خاندانی منصوبہ بندی اور تعلیم
کے بارے میں کل ہند پالیسی بنائی جائے تاکہ
مرکزی طور سے تیزی سے روبہ عمل لائی جا سکے۔
ایمرجنسی اور بیس نکاتی معاشی پروگرام کی
بدولت جو سیاسی اور معاشی ماحول پیدا
ہوا ہے وہ ان محاذوں پر اس قسم کی جرأت
آمیز دور رس اصلاحات کو روبہ عمل لانے
کے لئے سازگار ہے۔
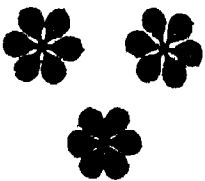
از: شری جی ایس کدو، ڈائرکٹر آف ٹیکنیکل ایجوکیشن و اسٹیٹ اپرینٹس شپ ایڈوائزر، مہاراشٹر۔

اپرینٹس شپ اسکیم کے ذریعہ ماہر کاریگر

قوم کی ترقی اور خوش حالی اس کے ٹیکنیکل ماہرین اور سائنس دانوں کی ترقی پر منحصر ہے۔ درحقیقت اس مقصد سے قابل لحاظ اولین ضرورت یہ ہے کہ کس حد تک انسانی قوت (مین پاور) تربیت اور مہارت یافتہ ہے۔ ہندوستان بیشتر زراعتی ملک ہے۔ ہمارے ملک میں زیادہ تر پیشے اور کام، جہاں تک تربیت کا تعلق ہے قدرتاً آبائی نوعیت کے تھے۔ بیٹا باپ کے ساتھ کام کر کے اپنے کام میں تربیت اور مہارت حاصل کر لیا کرتا تھا۔ اس زمانے میں محدود ضروریات کو پورا کرنے کے لئے یہ طریقہ کارآمد تھا۔

پہلی جنگ عظیم کے بعد سے ہمارے دیس میں صنعتی ترقی کی ہوا چلنا شروع ہوئی۔ دیسی صنعت زیادہ تر سوتی کپڑا ملوں پر مشتمل تھی۔ جلد ہی صنعتی روپ میں بڑی تبدیلیاں رونما ہونے لگیں اور تربیت اور مہارت یافتہ کاریگروں کی شدید ضرورت محسوس ہوئی۔ پیشے اور کام میں تربیت کا روایتی آبائی طریقہ ناکافی ثابت ہوا اور بڑے پیمانے پر کاریگروں کی تربیت کا خیال پیدا ہوا۔ اس ضرورت کی بنا پر بہت سے متعدد پیشہ ورانہ ادارے وجود میں آئے۔ گو ان کے پاس بنیادی ڈھانچہ تھا۔ لیکن تربیت کی سہولت محدود تعداد کیلئے تھی۔ صنعتی ترقی کے زور پکڑنے کے ساتھ کارکنوں کی تربیت کی اسکیمیں بھی شروع ہوئیں۔ چار دیواری میں تربیت کا روایتی آبائی طریقہ ناکافی تھا۔ لہٰذا متعلقہ کام میں مؤثر تربیت اور مہارت کے مقصد سے بعض اداروں نے خود اپنی تربیتی اسکیمیں جاری کیں تاکہ انھیں تربیت یافتہ اور ماہر کاریگر مل سکیں۔ لیکن محدود ذرائع رکھنے والی چھوٹی صنعتیں ایسا کرنے سے قاصر تھیں۔

تربیت کے لئے قانون

لہٰذا پوری اسکیم کی اہمیت کے مدنظر حکومت ہند نے ۱۹۶۱ء میں اپرینٹس کی تربیت کے لئے قانون وضع کیا۔ اس ایکٹ میں کارخانہ جات میں تربیت کی باقاعدگی، نئے پیشے شروع کرنے اور امتحانات پر سرٹیفکیٹ دینے وغیرہ کے لئے قوانین ہیں۔ مزید برآں ان کارخانوں کی جن پر ایکٹ لاگو ہوگا اور ان میں دستیاب کاموں کی ایک باقاعدہ فہرست بھی تیار کی گئی نیز ان میں لئے جانے والے اپرینٹسوں کی تعداد بھی متعین کر دی گئی۔ اپرینٹس شپ مدت کے دوران معاوضہ کی شرح، داخلہ، تعلیمی لیاقت اور امتحان کے طریقہ کار وغیرہ کے بارے

میں قوانین وضع کئے گئے۔ کل ہند اور ریاستی سطحات پر کمیٹیاں بنائی گئیں تاکہ اپرنٹس شپ اسکیم کے تحت تربیتی پروگرام پر مناسب نگرانی رکھی جاسکے نیز ریاستوں کی رہنمائی کے لئے اسکیم کی باضابطہ عمل آوری کے مقصد سے انتظامی ہدایتنامہ بھی بنایا گیا۔

صنعتوں کی ذمے داری

اسکیم کے تحت امیدواروں کو بھرتی کرنے کی ذمہ داری صنعتوں پر عائد کی گئی ہے۔ انھیں مقررہ کاموں میں حکومت کی جانب سے مقرر کردہ تعداد میں اپرنٹس بھرتی کرنا ہوتے ہیں۔ کسی صنعت میں لئے جانے والے اپرنٹسوں کی تعداد مقرر کرتے وقت ماہر کاریگروں کی تعداد اور دستیاب تربیتی سہولتوں کا ہمیشہ خیال رکھا جاتا ہے۔

اسکیم کے تحت تربیت دینے کے تین مدارج یعنی بنیادی تربیت، برسرکار تربیت (آن دی جاب ٹریننگ) اور متعلقہ تعلیم و تربیت ہیں۔ فی الحال ۱۰۳ پیشوں میں تربیت دی جاتی ہے۔ پیشے کے اعتبار سے تربیت کی مدت چھ ماہ تا چار سال ہوتی ہے۔ تربیت کی مدت کے دوران ۱۳۰ روپے برائے سال اول، ۱۴۰ روپے برائے سال دوم، ۱۵۰ روپے برائے سال سوم اور ۲۰۰ روپے برائے سال چہارم کے حساب سے وظیفہ دیا جاتا ہے۔ تربیت کی مدت ختم ہونے کے بعد حکومت ہند کی جانب سے امتحان ہوتا ہے اور این سی ٹی وی ٹی سرٹیفکیٹ دیتی ہے۔

اصل کام کی تربیت

کیونکہ اپرنٹس فی الواقعی کارخانوں میں کام کرتے ہیں لہٰذا وہ کام سے روشناس ہوجاتے ہیں اور انھیں اپنے طور پر کام کرنے کا تجربہ حاصل ہوتا ہے۔ تربیت پانے کے دوران اپرنٹس کارخانے کے ماحول سے مانوس ہوجاتے ہیں اور اس طرح پیداوار بڑھانے میں معاون ہوتے ہیں

ہندوستان میں ۱۹۶۳ء سے اپرنٹس ایکٹ نافذ العمل ہے۔ ابتدا میں یہ صرف ۴۰ پیشوں پر لاگو تھا۔ مہاراشٹر میں ایکٹ کا نفاذ مختلف کاموں مثلاً مشین شاپ، ٹرنر، فٹر، کارپینٹر، لوہاری اور بجلی کے کام وغیرہ میں ۳۴۸ اپرنٹسوں کی تربیت سے شروع ہوا۔ بعدازاں ۱۹۷۵ء تک پیشوں کی تعداد بتدریج بڑھ کر ۹۱ ہوگئی۔ اس مدت کے دوران مہاراشٹر میں ۸۰۰۰ اپرنٹسوں کو تربیت دی گئی تھی۔
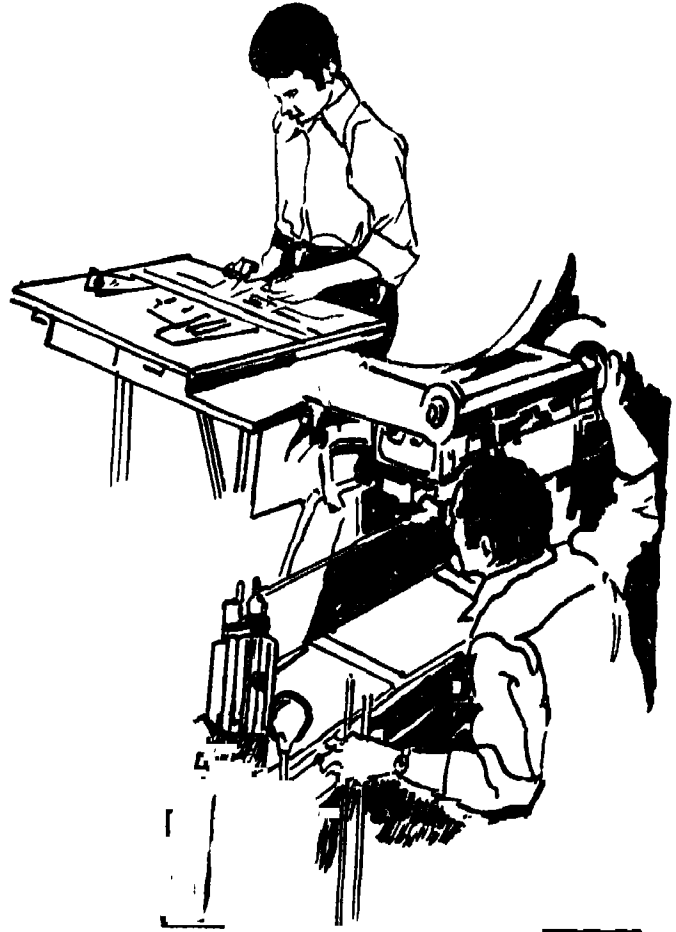
بیس نکاتی پروگرام میں شمولیت

۱۹۷۳ء میں ایکٹ میں ترمیم کی گئی تاکہ اسے ڈگری اور ڈپلوما کورسوں پر لاگو کیا جائے۔ نیز ماہرانہ پیشوں میں کاموں کی تعداد بڑھ کر ۱۰۳ کردی گئی۔ اسکیم میں ۱۹۷۵ء میں بڑی اہم تبدیلی ہوئی۔ وزیراعظم نے ۲۰ نکاتی پروگرام کا اعلان کیا۔ اُن میں سے ایک نکتہ اپرنٹس اسکیم سے متعلق ہے اور خصوصاً کمزور طبقات کی خاطر کام اور تربیت کا حلقہ بھی بڑھادیا گیا ہے۔ اس کے مطابق پس ماندہ طبقات کے اپرنٹسوں کے لئے جگہیں محفوظ کی گئی ہیں نیز صنعتوں سے درخواست کی گئی ہے کہ اقلیتوں، معذوروں اور عورتوں کے طبقے سے تعلق رکھنے والے امیدواروں کو کھپایا جائے۔

مہاراشٹر میں گزشتہ ایک سال کے دوران وزیراعظم کی اپیل کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کافی پیش رفت ہوئی ہے اسکیم کے تحت تربیت کی سہولت رکھنے والے ریاست کے تقریباً ۱۶۷۹ کارخانوں میں ۱۴۰۳۳ اپرنٹس بغرض تربیت لئے جانے والے تھے۔ ایمرجنسی سے قبل صرف ۱۸۸ کارخانوں نے ۸۰۰ اپرنٹس لئے تھے۔ ایمرجنسی کے بعد یہ تعداد تقریباً دوگنا ہوگئی اور ۱۶۰۳ کارخانوں نے ۱۵۸۳۴ اپرنٹس کام پر لگائے۔ یہ اس وجہ سے ممکن ہوا کیوں کہ بعض نئے کارخانوں نے اپرنٹسوں کو رکھا اور بعض کارخانوں نے مقررہ تعداد سے زیادہ اپرنٹسوں کو لیا۔

آئندہ سال کا نشانہ ۱۷۰۰۰ اپرنٹسوں سے بھی زیادہ تعداد کے لئے رکھا گیا ہے۔ اس میں ایسے پیشے شمار کئے گئے ہیں جن کو حال ہی میں شامل کیا گیا ہے۔ نہ صرف اپرنٹسوں کی تعداد ہی میں اضافہ ہوا ہے بلکہ تربیت کا معیار بھی بہتر ہوا ہے۔ صنعتوں نے بھی مقررہ تعداد سے زیادہ اپرنٹس لے کر فرض شناسی کا اظہار کیا ہے۔ انھوں نے پسماندہ طبقہ، اقلیتی اور معذور امیدواروں کو ترجیح دی ہے۔ مارچ ۱۹۷۶ء کے اختتام تک مہاراشٹر میں کل ۱۵۸۳۴ اپرنٹس زیر تربیت تھے جن میں پس ماندہ طبقہ کے ۱۰۶۴، ۲۹۳ مندرج قبائل کے، ۳۶۰۳ اقلیتی طبقہ کے ۱۶ معذور اور ۸۱۴ خواتین امیدوار شامل ہیں۔

مہاراشٹر کی سبقت

ستمبر ۱۹۷۵ء میں دیگر ریاستوں میں زیر تربیت اپرنٹسوں کی تعداد کو دیکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ مہاراشٹر ان سے آگے بڑھ گیا ہے۔ اِن اعداد و شمار کے مطابق مغربی بنگال میں ۱۰۳۲۶، یوپی میں ۹۷۴۳، تاملناڈو میں ۸۳۲۲ اور گجرات میں ۵۸۶۲ اپرنٹس زیر تربیت تھے۔ جبکہ مہاراشٹر میں اس وقت یہ تعداد ۱۴۴۰۹ تھی۔

مہاراشٹر میں انجینیرنگ کالجوں، پالی ٹکنکس، ٹیکنیکل اسکولوں اور صنعتی تربیتی اداروں وغیرہ میں اس بڑی تعداد کی بنیادی اور متعلقہ نظریاتی تربیت کے لئے باقاعدہ کوشش کی گئی۔ مارچ ۱۹۷۶ء کے اختتام تک ایسے اداروں کی تعداد جہاں تربیت کی سہولت ہے ۳۶ تھی جو اب بڑھ کر ۱۱۰ ہوگئی ہے ان میں حکومت کے جاری کردہ ادارے اور نجی صنعتیں شامل ہیں۔

معیار تعلیم کو بلند کرنے کیلئے ریاست کی کوشش اس حقیقت سے بخوبی عیاں ہو جاتی ہے کہ جنوری ۱۹۷۶ء میں کل ہند پیشہ ورانہ جانچ میں چھ طلائی تمغوں میں سے مہاراشٹر کے اپرنٹسوں نے چار تمغے حاصل کئے اور اس طرح ایک بے مثال ریکارڈ قائم کیا۔

قابل قدر تربیت، برسر کار تجربہ اور متعلقہ نظریاتی تعلیم کے باعث اسکیم کی اہمیت بڑھ گئی ہے۔ اپرنٹس نہ صرف مہارت حاصل کرتا ہے جو ملازمت حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے بلکہ پیداوار بڑھانے میں بھی معاون ہوتا ہے۔ اس تربیتی اسکیم کے ذریعہ نوجوانوں کی طاقت ٹھیک راہ پر لگ جاتی ہے اور پیداواری کام میں ترقی ہوتی ہے اور اس سے ملک کی دولت بڑھتی ہے۔ تربیتی اسکیم کی اس اہمیت کے مدنظر اسے ۲۰ نکاتی پروگرام میں شامل کیا گیا ہے۔

خیال انصاری   خوش آمد پورہ۔ مالیگاؤں (ضلع ناسک)

اُس کے چھوٹے سے خوشحال گھر میں نیامت صغریٰ بپا تھی۔ اس کا نرم آئینہ سا دِل سنگلاخ چٹانوں کی طرح تڑخ کر ٹوٹ چکا تھا۔ اس کے چہرے کا رنگ فق تھا جیسے کسی برتن کی قلعی اتر ہوگئی ہو۔ اس کی آنکھوں میں ویرانی تھی۔ سُرخ سُرخ آنکھوں میں یاسیت و غمزدگی تھی۔ پلکوں کے سیاہ حلقے اور بھی گہرے ہو گئے تھے۔ جسم میں رہی سہی ہمّت اور صبر و ضبط کی قوّت بکھر چکی تھی۔ وہ اپنے کو نحیف لاغر محسوس کر رہا تھا۔ پورے گھر میں ماتم و فغاں کی ایک دبیز چادر بچھی ہوئی تھی۔ اس کی بیوی رو رو کر نِڈھال تھی۔ دیوار کے سہارے بیٹھی ٹک ٹک اپنے لال جگر پارے راجو کی سَرد لاش کو تکے جا رہی تھی۔ آنکھوں میں ویرانی۔ پلکیں آنسوؤں سے تر ہو کر کَب کی سوکھ سرکانٹوں کی مانند کھڑی ہو گئی تھیں۔

اُس نے ایک سرد آہ بھری۔

بھگوان! کیا حفاظتی دیوار کی ایک اینٹ نکال دینے کی اِتنی بڑی سزا تیرے یہاں ہے کہ میرے ہنستے بھرے پُرے گھر کو تو نے ڈھا کر کھنڈر سا بنا دیا! میری خوشیوں، خواہشات اور مستقبل کے حسین محل چکنا چُور کر دیئے! تیرے یہاں تو انصاف ہے۔ تو تو معاف کرنے والا ہے۔ پھر مجھے معاف کیوں نہیں کیا بھگوان؟ اور وہ سسک اٹھا۔

اُس کے دس سالہ اکلوتے بیٹے راجو کی اَرتھی سجائی جا رہی تھی۔

راجو۔ آج صبح ہی اسکول کے لئے نکلا۔ لیکن تیاری میں کچھ گھنٹہ بھر کی دیر ہو گئی تھی۔ اور وہ قریب ہی ریلوے لائن کی حفاظتی دیوار پھاند کر جوں ہی اُس پار ہوا سامنے پٹری کی کھڑلیوں پر اس کا پیر جم نہ سکا اور وہ پھسل گیا۔ اور لائن پر دوڑتی لوکل ٹرین سے جا ٹکرایا اور زخموں کی تاب نہ لا کر وہیں دم توڑ دیا۔ چہرہ بُری طرح مجروح ہو چکا تھا راجو کی شکل پہچانی نہیں جا تی تھی۔ یہ اتفاق ہی تھا کہ آج اس نے وہی راستہ اختیار کیا جسے استعمال کرتے ہوئے اپنے باپ کو اس نے اکثر دیکھا تھا۔ ورنہ وہ ہمیشہ ہی ریلوے کراسنگ برج سے ہی جاتا تھا اپنے اسکول!

آنیل باندرہ میں ایک کرایہ کے فلیٹ میں رہتا تھا۔ وہ بمبئی شو کمپنی کا سیلز مین تھا۔ اپنی ہوشیاری اور چرب زبانی کی وجہ سے نہ صرف کمپنی کے لوگوں میں مقبول تھا بلکہ اس نے اپنی ذہانت سے کافی ترقی کر لی تھی۔ گھر میں بوڑھی ماں اور پتنی کے علاوہ راجو ہی چوتھا فرد تھا۔ جو اس کے خاندان کو مکمل کرتا تھا۔ راجو ہوشیار اور اپنے باپ کی ہی طرح بڑا باتونی و ہنس مکھ تھا۔

انیل کا یہ مختصر سا خاندان ایک سکھی اور ہر اعتبار سے خوشحال اور آسودہ خاندان تھا۔ انیل اپنے اس گھر میں اس قدر محبت اور اپنائیت پاتا تھا کہ ان لوگوں کی محبت مثالی تھی۔ اپنے بچّے اور بیوی و ماں سے محبت کا نتیجہ یہ تھا کہ اب وہ اکثر ڈیوٹی پر حاضر ہونے میں لیٹ ہو جاتا۔ اس کے فلیٹ سے ریلوے کراسنگ برج کافی دُور تھا۔ اور کمپنی تک جانے کے لئے برج پار کرنا ہی پڑتا تھا کیونکہ اس کے علاوہ دوسرا کوئی بھی تو راستہ نہ تھا۔

ایک دن ریلوے لائن کے کنارے اُٹھی ہوئی حفاظتی دیوار کے سائے میں اپنی دُھن میں تیز قدموں سے بڑھ رہا تھا کہ اچانک اُسے خیال آیا کہ میں اس طویل راستے کو بہت حد تک مختصر کر سکتا ہوں۔ یکبارگی اس کی نگاہ دیوار پر تھم گئی اور اس کے قدم رک گئے۔ مانو چلتی ٹرین میں اچانک بریک لگ گیا ہو۔ اس نے گہری نگاہوں سے دیوار کا بھرپور جائزہ لینا شروع کیا اور پھر اس کی نظریں ایک جگہ دیوار پر ٹک گئیں۔ اسے دیوار کا پلاسٹر اترا ہوا دکھائی دیا اور پھر دوسرے ہی لمحے پلاسٹر کے کفن سے جھانکتی ہوئی ننگی اینٹوں نے اس کے متلاشی ذہن میں ایک کارآمد پلان کی بنیاد ڈال دی۔

اس نے اطمینان بھرا ایک گہرا سانس لیا اور اس کے لبوں پر ایک مسکراہٹ سی کھیل گئی اب اس نے مکمل طور سے دیوار کا سہارا لے لیا تھا۔ اور اپنی بغل میں دبے ہوئے فائل کو کھول کر یونہی اس کی ورق گردانی کرنے لگا۔ تھوڑی ہی دیر بعد وہ اپنے اس بے لذت شغل سے اکتا گیا اور پھر آگے قدم بڑھانے سے پیشتر اس نے اپنی اُنگلیاں اکھڑے ہوئے پلاسٹر کی شگافوں میں گھسا دیں، دوسرے ہی لمحے پلاسٹر کا ایک بڑا سا ٹکڑا اپنے چُونے، سیمنٹ اور ریت کے مسالے کے ساتھ زمین پر آ رہا۔ اب اس کی نگاہیں کئی اینٹوں کو مزید ننگا دیکھ رہی تھیں۔ ننگی بے لباس اینٹوں کو دیکھ کر اسے وہی مسرت ہوئی جو کسی اوباش شخص کو نیم عریاں حسینہ کو دیکھ لینے سے ہوتی ہے۔ اس کو اطمینان کے ساتھ ساتھ قلبی سکون بھی حاصل ہوا۔ اور وہ مسکراتا ہوا اپنے دفتر کی جانب بڑھ گیا۔

دوسرے دن وہ ہشاش بشاش تیز قدموں سے دفتر کی طرف بھاگا جا رہا تھا کہ اچانک اسے جیسے کچھ یاد آ گیا۔ اس کی نگاہ فلم بیراگ کے ایک بڑے پوسٹر پر پڑتے ہی اسے یاد آ گیا کہ اسی بورڈ کے نیچے اسے آج بھی پلان کے مطابق کچھ لمحے کے لئے رکنا ہے۔ وہ اپنی اس بروقت آجانے والی یادداشت پر خود ہی مسکرا اٹھا اور دوسرے ہی لمحے اس کی نظریں کل کی وہ جگہ ڈھونڈ رہی تھیں جہاں اس نے دیوار کے پلاسٹر کو کھرچا تھا۔ وہ ٹھیک اسی جگہ کھڑا تھا۔ اس نے دیوار کا سہارا لیا اور فائل کے اوراق سے کھیلنے لگا۔ پھر اس نے کل کی طرح پلاسٹر پر ہاتھ صاف کیا اور اب کئی ننگی اینٹیں اسے دعوتِ نظارہ دے رہی تھیں۔ اس کی خوشیوں میں مزید اضافہ ہوا اور وہ پھر کل کی طرح لبوں پر مسکراہٹ لئے آگے کمپنی کی سمت بڑھ گیا۔

آج اس نے چلتے چلتے قریبی بک اسٹال سے ایک انگریزی فلم میگزین خریدا اور ٹھیک اسی جگہ دیوار کے سہارے کھڑے ہو کر فلمی اداکاراؤں کی نیم عریاں تصویریں دیکھنے لگا۔ حالانکہ فلمی حسیناؤں کی ننگی تصویروں سے اسے کوئی خاص دلچسپی نہیں تھی۔ اس کے دل و دماغ میں تو ننگی اینٹیں رقص کر رہی تھیں۔ آج اس نے خلافِ توقع اپنے ہاتھوں کے نشتر میں تیزی پیدا کی۔ اُس کی حالت اُسی بھُوکے شیرخوار بچّے کی سی تھی جو ماں کی چھاتیوں کو ننگی دیکھ کر اس کی جانب ہاتھ مارنے لگتا ہے۔ اس نے فلمی میگزین کی آڑ میں اَیکی ننگی اینٹوں پر زور آزمائی کی۔

اور اَب وہ مسکراتا ہوا گری ہوئی ایک اینٹ کو حقارت کی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ جیسے اس نے اپنے کسی پرانے دشمن کو پچھاڑ کر گرا دیا ہو اور بے قابو کر لیا ہو اور اس سے پوچھ رہا ہو۔ بتاؤ میاں! اب کیا خیال ہے؟ اس نے فلمی میگزین کو بغل میں دابا اور گری ہوئی اینٹ کو ایک کراری ٹھوکر رسید کر کے آگے بڑھ گیا۔

ابتک تو حسبِ خواہش حالات سازگار تھے۔ اور اُس کی دانست میں اسے ایسی نازیبا حرکتیں کرتے ہوئے کسی نے بھی دیکھا نہیں تھا۔ لیکن آج وہ سوچ رہا تھا۔ آگے کے حالات کچھ ناسازگار ثابت ہو سکتے ہیں۔ اب دوسری تیسری اینٹ کو گرانا لوگوں کی توجہ اپنی طرف مرکوز کرنے کے جیسا تھا۔ ابھی وہ ان ہی خیالات میں کچھ افسردہ افسردہ دھیرے دھیرے قدم بڑھا رہا تھا کہ ناگہاں اس کی نظر ایک لاابالی فقیر نما نیم پاگل شخص پر پڑی اور اس کا چہرہ کسی انجانی خوشی حاصل ہونے پر کھِل گیا۔

اَب وہ اس شخص کی ہتھیلی پر پچیس[25] نئے پیسے کا ایک سکّہ رکھ کر دیوار کی طرف اشارہ کر کے اسے کچھ سمجھانے کی کوشش کر

رہا تھا۔ نیم پاگل شخص اُسے حیرت و تعجب کے ملے جلے تاثرات لئے آنکھیں پھاڑے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا جب اُس کی سمجھ میں کچھ بھی نہیں آیا تو اُس نے چپکے سے چونّی جیب میں ڈالی اور اُسے دیکھتے ہوئے اُسی جگہ پہنچ گیا، اور پھر دیوار کی چار پانچ اینٹیں اس کے قدموں تلے آگریں۔ اس نے ایک بار پھر اس کی جانب دیکھا جیسے پوچھ رہا ہو۔ "کہو؟ اب کیا کہتے ہو؟ ایک چونّی اور دو تو دو چار اینٹیں اور زمین بوس کر دوں؟"

لیکن اُس نے کچھ کہے بغیر اپنے قدم دفتر کی جانب بڑھا دیئے۔

آج اُسی جگہ اُسے پھر وہ شخص اپنی خستہ حالت میں کھڑا ہوا مل گیا، مانو وہ منتظر ہو۔ اس کی نظروں میں سوال تھا۔ "آج کیا خیال ہے؟"

اس نے جیب سے پھر ایک چونّی نکالی اور ارد گرد دیکھتے ہوئے اس کی ہتھیلی پر رکھ دی اور چلتا بنا مانو اسے مکمل یقین ہو کہ وہ شخص اپنا کام آج بھی بحُسن وخوبی انجام دے گا۔

دوسرے دِن اُسے یہ دیکھ کر بڑی خوشی حاصل ہوئی کہ دیوار میں آج ایک بڑا شگاف نظر آرہا تھا۔ اس نے اندازہ لگایا۔ آج وہ اِس شگاف میں سے آسانی سے گذر سکے گا۔ اس نے سامنے الکٹرک پول کے سہارے کھڑے اس سورما کو دیکھا اور آگے بڑھ کر ایک اٹھنّی اس کی جانب اُچھال دی۔ اور آج آگے کراسنگ برج کی جانب قدم بڑھانے کی بجائے اس نے شگاف میں سے گذرنا ہی بہتر سمجھا۔ اور وہ اب شگاف سے گذر کر ریلوے لائن کی پٹریوں کو کراس کر رہا تھا۔ شگاف کو پھلانگتے ہوئے اُسے وہی خوشی اور مسرت کا احساس ہوا جیسے وہ کسی پارٹی میں شرکت کی غرض سے تاج محل ہوٹل کے گیٹ سے گذر کر اندر داخل ہو رہا ہو اور دربان اسے سلامی دے رہا ہو۔ اب وہ روزانہ اُسی شگاف سے گذر کر وقت سے کچھ پہلے ہی دفتر پہنچ جاتا تھا۔ اب تو اس کی دیکھا دیکھی ہزاروں لوگ اپنا قیمتی وقت اُس شگاف کو پار کر کے بچا رہے تھے۔ اور وہ محسوس کر رہا تھا۔ اس نے بہت سارے لوگوں کو ایک نئی راہ دکھائی ہے یقیناً اسے اس کا اَجر ملے گا۔

اور آج اُسے اِس کا اَجر مل چکا تھا۔ سامنے اُس کے بچّے کی کچلی ہوئی لاش اُس کی ایجاد کردہ نئی راہ سے گذر کر اپنی آخری منزل تک جا پہونچی تھی۔ تھوڑی ہی دیر بعد ارتھی سجا کر شمشان گھاٹ پہنچائی گئی اور پھر اُس نے اپنے لاڈلے کی چِتا کو آگ بتائی۔ شمشان گھاٹ سے لوٹتے ہوئے اس کے دل و دماغ میں ایک ہیجانی کیفیت طاری تھی۔ وہ سوچ رہا تھا۔ اپنی آسانی کے لئے میں نے ایک غلط راہ بنائی اور مِلّی و قومی نقصان کیا۔ لاکھوں لوگوں کو ایک غلط راہ پر چلایا اور ان کی زندگیوں کو خطروں کی طرف موڑ دیا۔ اس کا ضمیر اسے مَلامت کر رہا تھا وہ اپنے کئے پر پشیمان تھا۔ لیکن اَب وہ ٹھوکر کھا چکا تھا۔ اُسے اب سنبھلنا تھا۔ اور پھر اس کا ضمیر جاگ اُٹھا۔ وہ خود سے مخاطب تھا۔ میں اب مزید دوسروں کو اس خطرے میں موت کے غار میں گرنے نہیں دوں گا۔

دوسرے دن وہ کھڑا ہُوا اُس دیوار کے شگاف میں اینٹیں چنوا رہا تھا۔ کچھ لوگ آتے جاتے یا کھڑے ہو کر اُسے عجیب نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ کئی لوگوں نے آوازیں کسیں۔ "نادان! کارپوریشن کا کام خود کر رہا ہے۔" "لگتا ہے الیکشن کی تیاری میں ووٹ حاصل کرنے کے لئے لوگوں کو متوجہ کیا جا رہا ہے۔" جتنے مُنھ اُتنی باتیں۔ لیکن وہ بے حِس کھڑا ہوا اینٹوں کو دیوار میں چُنتی ہوئی دیکھ رہا تھا اور ہر اینٹ چُننے کے بعد اس کا ایک زخم بھرتا تھا۔

●●

میرے والد مرحوم

بسلسلہ صفحہ نمبر ۲۷

ہے۔ ان کے ہم عصر دلؔ شاہجہاں پوری، بیخودؔ، سائلؔ، نوحؔ ناروی، مہرؔ گوالیاری، احسنؔ مارہروی اور حال کے بزرگ شعراء جن میں جوشؔ ملیح آبادی اور فراقؔ ممتاز ہیں۔ آپ کو ابوالفصاحت کے نام سے یاد کرتے تھے۔ آخر میں اُن کی غزلوں کے چند پرانے اشعار ملاحظہ فرمائیے: —

اس میں پھل آئے نہ آئے مقدر کی ہے بات
چھاؤں تو نخلِ تمنا کی گھنی ہوتی ہے

زاہد کے قصرِ زہد کی بنیاد ہے یہی
مسجد بہت قریب تھی مے خانہ دور تھا

حُسن ہو مہرباں یہ ممکن ہے
لیکن ایسا کبھی ہوا تو نہیں!

موت ہی انسان کی دشمن نہیں
زندگی بھی جان لے کر جائیگی

منظرِ تصویرِ دردِ دل بتا سکتا نہیں!
آئینہ پانی تو رکھتا ہے پلا سکتا نہیں

کوئی جوہری جوشؔ ہو یا نہ ہو
سخن در جواہر اُگلتا رہے

تبصرے

از: علاء الدین حبیبا بڑے

امرائی

"امرائی" بدیع الزماں خاور کا پانچواں مجموعہ کلام ہے۔ جو نظموں اور گیتوں پر مشتمل ہے۔ اس سے پہلے حروف، میرا وطن، ہندوستان، بیاض اور خوشبو کی اشاعت سے خاور اردو حلقوں میں معروف اور خصوصیت کے ساتھ مہاراشٹر میں کافی مقبول ہو چکے ہیں۔ انھیں اب تک اتر پردیش اردو اکاڈمی کے تین انعامات آل انڈیا ریڈیو کا ایک انعام، حکومت مہاراشٹر کا ایک ریاستی انعام اور مہاراشٹر اردو اکاڈمی کا ایک انعام مل چکا ہے۔ امرائی خاور کی شہرت و مقبولیت میں یقیناً مزید اضافہ کا باعث ہوگی۔

امرائی میں خاور نے کوکن کے حسین مناظر، دلکش مقامات اور دلآویز اطوار زندگی کی عکاسی سرل سریلی بحروں میں اور رواں دواں انداز میں کچھ ایسے فن کارانہ ڈھنگ سے کی ہے کہ ورڈسورتھ، شیلے اور کیٹس کے شاہکاروں کی یاد تازہ ہو جاتی ہے اور اس پر طرہ یہ کہ خاور کے کلام میں بھرپور رجائیت ہے، محنت اور جفاکشی پر ناز ہے اور حسن کی ادائے دلبری سے پر وقار طمانیت کا اظہار ہے۔

خاور کو مہاراشٹر کا باسی ہونے پر فخر ہے۔ انھیں مہاراشٹر کے دریا، پہاڑ، میدان، کھیت اور کھلیان اور قلعے عزیز ہیں — لاونیوں، پواڑوں اور مہاراشٹر کی روایتوں سے انھیں پیار ہے۔ اس خطے کے طبعی جغرافیہ کو اس کی تاریخ سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ یہاں کے دریا، کہسار اور ساگر کا عکس یہاں کے باشندوں کی فطرت میں نظر آتا ہے۔ چنانچہ خاور کہتا ہے:

میری سوالی فطرت کے ہیں آئینہ دار!
ساگر کی موجوں کے آگے ٹوٹے ہوئے کہسار

اسی طرح خاور کو کرداروں کی حسین دلکش اور بولتی تصویریں کھینچنے میں کمال حاصل ہے۔ چھترپتی شیواجی مہاراج، نانا فرنویس اور تلک کے علاوہ امرائیوں کی شہزادی، گندربا اور کھیتوں کا شہزادہ ناقابل فراموش نظمیں ہیں۔

ملاحظہ ہو گیت 'میرا نام کسان'، میں کسان کی خود اعتمادی، جفاکشی اور اس کے طنطنے کا نقشہ کس خوبی سے کھینچا ہے:

بھوک میں جو کی باسی روٹی آئے مجھ کو راس
اور جھلسے دھوپ میں تپتی جھرنا میری پیاس
میری محنت سے مٹی کی کوکھ اگائے دھان
میں کھیتوں کا شہزادہ ہوں، میرا نام کسان،
میرا کاج مہان

خاور مہاراشٹر میں کوکن کے باشندے ہیں۔ انھیں کوکن سے خاص لگاؤ ہے۔ ایک نظم "یاد اپنے گاؤں کی" میں کہتے ہیں:

میں ان امرائیوں کے سلسلوں سے دور آیا ہوں
جو اس آباد ویرانے میں رہ کر یاد آتے ہیں!!
مشینوں کی کھٹاکھٹ میں کہاں وہ شہد گیتوں کا
مجھے تو رہٹ کے بیتاب چکر یاد آتے ہیں!

غالب کو آم پیارا تھا اور کوکن میں آموں کی افراط ہے۔ اس مناسبت سے خاور نے نظم لکھی ہے۔ جس کا عنوان ہے "غالب کے بغیر"۔ اس چھوٹی سی نظم میں خیال کا بانکپن کمال جدت اور ندرت کی سرحدوں کو چھو لیتا ہے۔ آخری بند ملاحظہ ہو:

ہر حسین امرائی دیدہ ور کی طالب ہے
سرزمین کوکن کو جستجوئے غالب ہے

آرکیالوجیکل ڈپارٹمنٹ نے کوکن میں جو نمایاں کارنامے انجام دیئے ہیں اُن کا ذکر ملاحظہ ہو، کس شاعرانہ انداز سے کیا ہے:

جب آرزو دیئے دل کو کُن جلتی ہے
یہی زمین کوئی "کارلا" اُگلتی ہے!

جوڑے بازی (مے نوشی) کی مذمت کس خوبی سے کی ہے:

جو ابر کی سیڑھی بن کر ہم کو سورگ دکھائیں
میٹھے میٹھے پانی سے جو اپنی پیاس بجھائیں
سردی گرمی بارش میں جو کام ہمارے آئیں
کھینچ کے تاڑی ان پیڑوں سے، لوگ نرک میں جائیں

امرائی کے مطالعے کے بعد یقین ہے کہ ہر قاری کے دل میں مہاراشٹر اور خصوصیت کے ساتھ کوکن کے لئے ایک انسیت کا جذبہ بیدار ہوگا اور وہ خاور کے ساتھ اپنی آرزو کا اظہار کرےگا:

جس کو چھوتی ہوئی بہنے والی ندی،
گنگنایا کرے چاندنی رات میں
جس کے اطراف کی خوشنما وادیاں
سبزہ زاروں سے ڈھک جائیں برسات میں
گھر ہو کوکن کے اک ایسے دیہات میں

ڈاکٹر عبدالستار دلوی نے پیش لفظ میں شاعر اور اس کے کلام کے تجزیاتی مطالعہ کا ماحصل پیش کیا ہے اور جناب شری یادجوشی نے ایک مختصر سی تقریظ میں جو شامل کتاب ہے کلام پر جامع تبصرہ کیا ہے۔

مہاراشٹر اردو اکاڈمی نے اس کتاب کی طباعت میں ایک ہزار روپے کی مالی امداد دیکر بجا طور پر مصنف کی ہمت افزائی کی ہے۔

اس مجلد کتاب کے جاذب نظر گرد پوش پر مصنف کی تصویر بھی ہے۔ ۱۲۸ صفحات کی اس کتاب کی کتابت اغلاط سے پاک ہے اور کاغذ عمدہ ہے۔

کتاب کی قیمت دس روپے ہے اور کتاب یہ مذکورہ دیگر پتوں کے علاوہ، عابد امام بدیع الزماں خاور، منڈن گڑھ روڈ، داپولی ۱۲۔۴۱۵ مہاراشٹر سے بھی مل سکتی ہے۔

کیوڑے کا بن

"کیوڑے کا بن" جناب سلیمان خطیب کا دکنی اور اردو کلام کا مجموعہ ہے۔ جو تمام تر مختلف عنوانات کے تحت نظموں پر مشتمل ہے۔ کتاب کو آٹھ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر باب میں سلیمان خطیب کی وہ مقبول نظمیں درج ہیں جو ملک بھر کے اکثر مشاعروں میں سامعین کے اصرار پر بار بار سنائی جاتی رہی ہیں۔

سلیمان خطیب عوام کا شاعر ہے۔ وہ ہمیشہ ایسا موضوع چنتا ہے جو عوامی زندگی سے قریب تر ہوتا ہے اور اس میں دل چسپ کردار شامل کر کے طنز و ظرافت کے ساتھ ڈرامائی کیفیت پیدا کرتا ہے اور جنتا کے اندازِ فکر کو اپنی بھرپور فنی صلاحیت کے ساتھ جنتا کی زبان میں سنا کر ڈرامائی انداز میں سامعین یا قارئین پر اثر انداز ہوتا ہے۔ محمد قلی قطب شاہ اور نذیر اکبر آبادی کے بعد عوامی زندگی کے حسین مرقعے جس کثرت سے خطیب کے کلام میں ملتے ہیں شاید ہی اردو کے کسی اور شاعر کے کلام میں ملتے ہوں۔ اس پر مستزاد یہ کہ خطیب مختلف زاویوں سے زندگی کی تصویر کشی کرتے ہوئے ان مسائل کو بھی ایک تیکھے انداز سے شامل کر دیتا ہے جو غریب اور متوسط طبقے کو لاحق ہوتے ہیں۔

خطیب کے اسلوبِ بیان اور اندازِ فکر میں ایک جدت اور ندرت ہے جس کی حقیقت یہ ہے کہ وہ فارسی کے اولین شاعر رودکی کی طرح ماحول و مسائل کی شدت کو ان کی اصلیت کے ساتھ محسوس کرتا ہے اور پھر مناسب الفاظ اور اسلوبِ بیان تلاش کرتا ہے۔ یہ طریقۂ کار اردو کی عام مروجہ شاعری سے کچھ الگ ہے۔ اردو میں شعر کہتے ہوئے بحر ردیف اور قافیہ کا انتخاب کر لینے کے بعد اکثر کئی تراکیب، استعارے اور تشبیہات و تلمیحات تیار ملتی ہیں۔ حتیٰ کہ کسی متشاعر کے لئے بھی ایک آدھ نظم یا غزل کہہ کر شاعروں کی صف میں کھڑا ہونا آسان ہو جاتا ہے۔ ایک اچھے شاعر کے لئے بھی ڈھلے ڈھلائے تصورات، تخیلات اور احساسات و جذبات کا ایک خزانہ مل جاتا ہے۔ بخلاف اس کے دکنی شاعر کو یا تو ولی اور سراج کے پہلے کے دکنی شاعروں کے کلام کو کھنگالنا پڑتا ہے یا محض اپنی شاعرانہ جودتِ طبع پر بھروسہ کرنا پڑتا ہے۔ سلیمان خطیب میں دونوں باتیں پائی جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے کلام میں کلاسیکل انداز کا رچاؤ بھی ہے اور عصریت کی چھاپ بھی۔

رودکی کی شہرۂ آفاق نظم "بوئے جوئے مولیاں آید ہمی" کے ساتھ سلیمان خطیب کی نظمیں 'پگڈنڈی' اور 'موٹ کا پانی' پڑھ لینے سے اس بیان کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ مؤخر الذکر نظم کا ایک بند ملاحظہ ہو۔

پانی ٹھنڈا ہے میٹھا بھا ٹوں
مڑی مڑی کو امرت با ٹوں
چاند کی سر کی کھڑی لے کو
دھان کی بالی ہلو کا ٹوں
میٹھا میٹھا موٹ کا پانی
موٹ چلاتوں ہلو ہلو!!

اسی طرح سلیمان خطیب کی نظم 'کنبی' ہے جس میں کسان کی حالت کا نقشہ کھینچا ہے، اس کی غیرت کو چیلنج کیا ہے اور دکن کی عام زبان میں انقلاب کا پیغام دیا ہے۔ اردو میں بلکہ ہندوستان کی دیگر زبانوں میں بھی اس موضوع پر اتنی اثر انگیز نظم شاید ہی کسی نے لکھی ہو۔ بیس نکاتی پروگرام کی عمل آوری کے بعد کسان کی حالت اب بدل چکی ہے۔ ہو سکتا ہے آئندہ چند سالوں میں یہ نظم محض ایک عصری پکار اور دورِ ماضی کی یادگار سمجھی جائے۔ لیکن عصریت اور زبان کی مقامیت کے باوجود کلام کے ایسے ہی شہ پارے ہوتے ہیں جو کلاسیکل نوعیت اختیار کر لیتے ہیں۔

دکنی عورت کا انتظار بھی ایسی ہی ایک شاہکار نظم ہے۔ اس کا ایک بند ملاحظہ ہو:

پھولاں بیلاں کے زلفاں سجانے لگے
پتے ہریالے آنچل اڑانے لگے،
جگنو رستے میں دیپک جلانے لگے
رستے اٹھ اٹھ کو رستہ دکھانے لگے
دیکھو برکھا کے بادل ستانے لگے
ہور تمے یاد مجھ کو تیج آنے لگے

طنز و ظرافت کے ساتھ عوام کے اہم مسائل کو چھیڑنے میں خطیب کو کمال حاصل ہے۔ ملاحظہ ہو خاندانی منصوبہ بندی کے موضوع کو کس خوبصورتی کے ساتھ پیش کیا ہے:

میں تو ڈرتا تھا گیارہ بچوں سے
کس مصیبت سے ان کو پالا ہے
آیا بولی کہ آج بیگم نے
بارہ نمبر اپالو داغا ہے!

جدید کپڑوں پر طنز ملاحظہ ہو:

انڈر پتلون پہنیں بل باٹم
صرف باٹم پہ زور دیتے ہیں
سر کی کھوپڑی تمام خالی ہے
بے خیالی سے کام لیتے ہیں!

اور اسی نظم میں نزاکتِ خیال و ندرتِ بیان ملاحظہ ہو:

یہ تو شاہین زادے ہیں یارب
ان کو تھوڑی سی آگہی دیدے
صحنِ گلشن میں یہ پھلیں پھولیں
میری پلکوں کی کچھ نمی دے دے

جناب عابد علی خان کے پیش لفظ، جناب اختر حسین کے مقدمہ اور جناب وہاب عندلیب کے "حرفِ اخلاص" نے کتاب کو مزید وقیع بنا دیا ہے۔ کتاب دکن کے مشہور بزرگ حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کے نام نامی اسم گرامی سے منسوب ہے۔ جشن سلیمان خطیب کمیٹی گلبرگہ کے زیر اہتمام سیاست آفسیٹ پریس حیدرآباد سے چھپی، ۲۲۰ صفحات پر اس خوب صورت گرد پوش سے مزین مجلد کتاب کی قیمت بارہ ۱۲ روپے ہے اور ادبی ٹرسٹ بکڈپو کنارا بنک عابد روڈ حیدرآباد، سے مل سکتی ہے۔

بسلسلہ صفحہ نمبر ۲۵

ایمرجنسی کی برکتیں

"جس کام سے دیش کے غریب سے غریب فرد کو فائدہ پہونچے سرکار کو وہی کام اور پروگرام اپنانے چاہئیں۔"

بیگار، جس سے غریب عوام کی زندگی اجیرن تھی، اس کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو گیا۔ شہروں میں زمین کے حوصلہ شکن داموں پر روک لگ گئی۔ کالے دھن کی وجہ سے روز بروز حویلیاں اور کوٹھیاں بنتی جا رہی تھیں۔ کم آمدنی اور محدود آمدنی والوں کو مکانات کا ملنا ناممکنات میں سے تھا۔ جس کی وجہ سے غریب، غریب تر اور امیر، امیر تر ہوتے چلے جا رہے تھے۔

یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیئے کہ ایمرجنسی کا نفاذ شخصِ واحد کا فیصلہ قطعی نہیں ہے بلکہ خود ہمارے آئین میں جو جمہوریت کے بہترین اصولوں پر ترتیب دیا گیا ہے، اس کی واضح دفعات موجود ہیں۔

قومی راج میں شائع شدہ مواد، حوالہ کے ساتھ یا بلا حوالہ نقل کیا جا سکتا ہے۔ تاہم جس شمارے میں یہ مواد شائع ہو اس کی ایک کاپی چیف ڈائرکٹر آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، گورنمنٹ آف مہاراشٹر سچیوالیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲ کے نام ضرور روانہ کی جائے۔

مضمون نگار حضرات غیر طلبیدہ مضامین کی نقل اپنے پاس ضرور محفوظ رکھیں۔ (ادارہ)

یووک برادری کے "ملاقات تربیتی پروگرام" کا افتتاح وزیر زراعت شری شرد پوار نے ۱۷ جولائی ۷۶ء کو بمبئی یونیورسٹی کلب کے سبھا گھر میں کیا۔
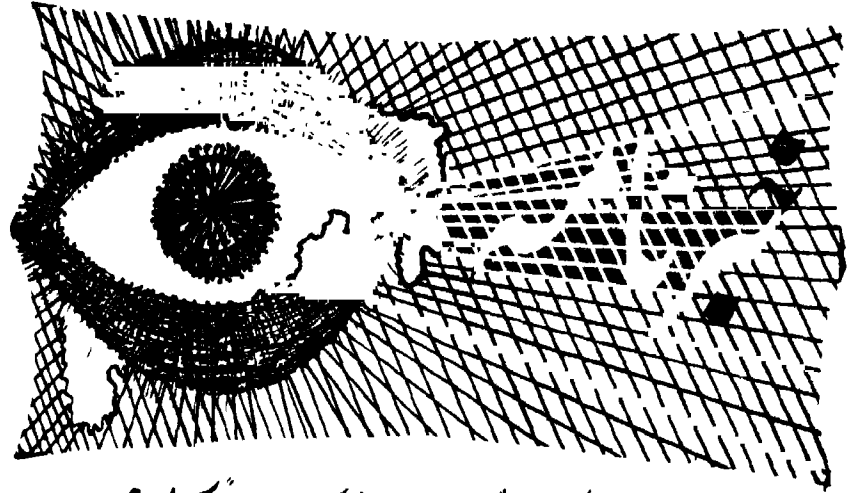
بمبئی - اورنگ آباد ڈیمانڈ ٹرنک سروس کا افتتاح

صنعت کاروں کیلئے نعمت، ڈاکٹر رفیق زکریا کا ارشاد

بمبئی سے اورنگ آباد تک "ڈیمانڈ ٹرنک سروس" خاص طور پر اُن صنعتکاروں کے لئے نعمت ثابت ہوگی جن کے صدر دفاتر بمبئی میں ہیں۔ اِس بات کا اظہار ڈاکٹر رفیق زکریا، وزیرِ محصول، شہری ترقیات وسیاحت نے ۲۷ جولائی کو بمبئی سے اورنگ آباد تک "آن ڈیمانڈ ٹرنک سروس" کا افتتاح کرتے ہوئے کیا۔

اورنگ آباد کی صنعتی ترقی کا تذکرہ کرتے ہوئے وزیرِ موصوف نے فرمایا کہ "ہندوستان بھر میں کسی بھی شہر نے اِس میدان میں اورنگ آباد کی جتنی تیز رفتاری نہیں دکھائی ہے۔ اِس سلسلہ میں ریاستی حکومت نے جہاں تک ممکن ہوا ہے ہر قسم کی امداد بہم پہنچائی ہے۔ مزید برآں حکومتِ ہند کی جانب سے بھی مدد قابل ذکر ہے۔ حکومتِ ہند نے پسماندہ علاقے کی بنا پر اورنگ آباد کو ۱۵ فیصد نقد امداد کے علاوہ یہاں کے ہوائی اڈے کی وسعت اور بہتری کے کاموں میں مدد کی نیز حال ہی میں بمبئی، سے دہلی تک اورنگ آباد سے ہوتے ہوئے "بوئنگ سروس" شروع کی۔ بہر صورت روز مرّہ کے نقطۂ نظر سے ٹرنک سروس کی سہولت اورنگ آباد میں کام کرنے والوں کے لئے نہایت ہی مفید ثابت ہوگی۔"

وزیرِ موصوف نے مزید بتایا کہ ایک سال میں اورنگ اور بمبئی کو کو ایکسیل (co-axial) کیبل سروس کے ذریعہ ملانے کا پروجیکٹ جو فی الحال زیر عمل ہے ۱۹۷۷ء تک مکمل ہو جائے گا جس سے بمبئی۔ اور اورنگ آباد کے درمیان براہ راست ڈائیلنگ ممکن ہو جائے گی۔

وزیرِ موصوف نے ڈاکٹر شنکر دیال شرما، مرکزی وزیر برائے مواصلات کو خراج تحسین پیش کیا جنہوں نے پسماندہ علاقوں کے ترقیاتی کاموں میں بڑی دلچسپی لی ہے۔ آپ نے جنرل منیجر، بمبئی ٹیلیفون اور دیگر متعلقہ افسران کا بھی شکریہ ادا کیا۔
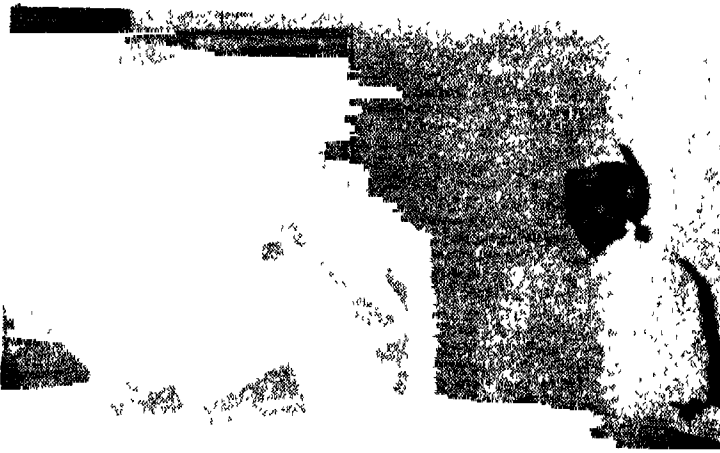
وزیرِ محصول، ڈاکٹر رفیق زکریا، ۲۷ جولائی ۷۶ء کو سچیوالیہ میں "ڈیمانڈ ٹرنک سروس" کا افتتاح کر رہے ہیں۔ نائب وزیر برائے امورِ داخلہ شری بی۔ جے۔ کالے، آپ کے پاس تشریف فرما ہیں۔

اس موقع پر شری بابو راؤ کالے، ڈپٹی وزیر، اضلاع، اورنگ آباد کے ممبران اسمبلی، شری متعفا، جنرل منیجر بمبئی ٹیلیفون اور دیگر افسران موجود تھے۔

اس "ڈیمانڈ سروس" پر بکنگ کے لئے کوڈ نمبر ۱۵۲ ہے۔ یہ سروس اورنگ آباد کی صنعتی بستی چکل تھانہ کے لئے بھی مہیا کی جائے گی۔

بھاؤ نگر، تک "آن ڈیمانڈ سروس" بھی آج سے شروع کر دی گئی۔

ہوم گارڈ نے خون کا عطیہ دیا

ہوم گارڈز سینٹرل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ میں تربیت پانے والے ۳۶ ہوم گارڈوں نے رضا کارانہ طور پر حال ہی میں راجہ واڑی میونسپل ہسپتال گھاٹ کوپر بمبئی میں خون کا عطیہ دیا۔

کوآپریٹیوز کے ذریعہ اشیائے ضروری کی تقسیم

وزیر خوراک و شہری رسد شری تپنا کنبھار نے ۳۰ جولائی کو مہاراشٹر میں واقع ہول سیل کنزیومر اسٹورز کے نمائندوں کی ایک میٹنگ بلائی تھی تاکہ کنٹرول کلاتھ اور فیئر پرائس شاپس نیز سنٹرل کنزیومر اسٹورز کی شاخوں کے ذریعہ اشیائے ضروری کی تقسیم کا جائزہ لیا جائے۔

فی الحال ریاست میں تقریباً ۳۰۰۰۰ کوآپریٹیو اداروں کے ذریعہ اشیائے ضروری کی فروخت کی تجویز ہے جس میں ۲۰۰۰ کپڑے کی دوکانیں، سنٹرل کنزیومر اسٹورز کی شاخیں اور کچھ مناسب قیمت کی دکانیں شامل ہوں گی جو کوآپریٹیو جماعتیں چلاتی ہیں۔

وزیر موصوف نے فرمایا کہ سنٹرل کنزیومر اسٹورز کو چاہیئے کہ وہ خاص طور پر دیہی علاقوں میں اپنی دوکانوں کے ذریعہ ۲۱ اشیائے ضروری جیسے ماچس، صابن، بلیڈ، بجلی کے بلب اور تیل وغیرہ کی فروخت کے لئے تیاری کریں۔ حکومت اس کے لئے زائد مالی امداد کا انتظام کرے گی۔"

شری جگیش دیسائی، وزیر مملکت برائے خوراک اور شہری رسد، اس موقع پر موجود تھے۔

پبلک سیکٹر میں (ڈرائیول ایریا) ترمیم شدہ ۸۱-۱۹۷۱ راستے وکاس یوجنا کو مہاراشٹر سرکار کی منظوری

شری سندر راؤ سولنکے وزیر پبلک ورکس نے ۱۶ جولائی ۱۹۷۶ء کو ودھان سبھا میں اعلان کیا تھا کہ ۸۱-۱۹۷۱ء کی راستے وکاس یوجنا میں حالیہ ضروریات کے مطابق ترمیم ضروری ہے اور سرکار اس ضمن میں ضروری اقدام کر رہی ہے۔ اسی کے مطابق مہاراشٹر سرکار نے ۳۱ جولائی ۱۹۷۶ء کو ترمیم شدہ یوجنا کو منظوری دے دی ہے۔

اس ترمیم شدہ یوجنا کے مطابق راستوں اور ان پر ضروری پلوں کی تعمیر کے لئے ڈھائی کروڑ روپئے لگیں گے۔ اس رقم میں ۶۷ ہزار کلو میٹر لمبائی کے راستوں کی تعمیر ہوگی جبکہ اصل یوجنا میں صرف ۱۸ ہزار کلو میٹر لمبے راستوں کی تجویز تھی۔ ترمیم کے ذریعہ ۴۰ فیصد کا اضافہ ہوا ہے۔

تعلیم یافتہ بیروزگاروں کی امداد
وزیر صنعت نے کیمپ کا افتتاح کیا

شری این۔ ایم۔ تڑکے، وزیر صنعت نے حال ہی میں بمبئی میں تعلیم یافتہ بے روزگاروں، دستکاروں اور سماج کے پچھڑے افراد کی امداد سے متعلق دینا بنک کے زیر اہتمام منعقدہ ۲۲ ویں کیمپ کا افتتاح کیا۔ شری داہیہ بھائی پٹیل، ڈائرکٹر آف بنک نے تقریب کی صدارت کے فرائض انجام دیئے۔

شری تڑکے نے بنکوں اور نئے صنعتکاروں میں رابطہ قائم کرنے کی ضروریات پر زور دیا۔

وزیر موصوف نے قومیائے بنکوں کی جانب سے تعلیم یافتہ بے روزگاروں کو دی گئی مالی اعانت کو سراہتے ہوئے بتایا کہ اس سال بنیادی امدادی رقم دینے کے لئے ۲۰۰۰ تعلیم یافتہ بے روزگاروں کی یونٹوں کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے۔

تعلیم یافتہ بے روزگاروں کی تربیت کی اسکیم سے متعلق شری تڑکے نے فرمایا ۱۱۰۰۰ امیدواروں کو تربیت دی جا چکی ہے اور امید ہے کہ اس سال ۲۲۰۰۰ کا نشانہ پورا ہو جائے گا۔ سرکار نے ۵ فیصدی بنیادی رقم اور ۵ فیصدی امدادی رقم پسماندہ طبقے کے تعلیم یافتہ بے روزگار افراد کو ایسے پروجیکٹوں کے لئے دینے کا فیصلہ کیا ہے جن کی لاگت ۱۰۰۰۰ روپے تک ہو۔

اس سے قبل شری جینتی لال اوزا، ڈویژنل منیجر نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔

کھاتے پُستکاؤں کی تقسیم

"ادیباسیوں کے مُفاد کی حفاظت کی جائے گی"

شری چوان

ہم نے چھوٹے کسانوں اور ادیباسیوں کو اُن کی زمینیں واپس دلا کر ان کے استحصال کو ختم کرنے کے سلسلے میں اقدامات کئے ہیں پھر بھی اس بات کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے کہ یہ لوگ پھر سے مہاجنوں کے چنگل میں پھنسنے نہ پائیں۔ اگر ان کی سادگی اور ناخواندگی سے فائدہ اٹھا کر ان سے جعلی دستاویز پر جبراً انگوٹھے لگوائے جائیں گے تو حکومت اِن تمام ادیباسیوں اور چھوٹے کسانوں کا تحفظ کرے گی۔ اس بات کی یقین دہانی یکم اگست کو وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان نے کی۔

وزیر اعلیٰ اپنی رہائش گاہ پر کسانوں میں نظر ثانی شدہ کھاتے پُستکائیں تقسیم کرنے کی اسکیم کا افتتاح کر رہے تھے، وزیر اعلیٰ نے تھانے ضلع کے ۲۱ کسانوں کو کھاتے پُستکائیں دے کر اس اسکیم کی شروعات کی۔ جنوری ۱۹۷۷ء تک ریاست کے ۷۰ لاکھ اراضی مالکان کو پُستکائیں دے دی جائیں گی۔

حقوق کے اندراج سے متعلق معلومات حاصل کرنے میں کاشتکاروں کو مسلسل پریشانی کا سامنا رہتا ہے۔ شری چوان نے اس بات کی امید ظاہر کی کہ نظر ثانی شدہ پُستکا دھوکہ بازی اور دیگر مشکلات کو دور کرنے میں معاون ثابت ہوگی۔" نیز انہوں نے کسانوں سے گزارش کی کہ وہ بار بار پُستکاؤں کی تصدیق کراتے رہیں۔

اب تک دولت مند اور پڑھا لکھا طبقہ غریب اور ناخواندہ عوام کا استحصال کرتا رہا ہے۔ اب اُسے بدلنا ہوگا۔ پڑھے لکھے نوجوانوں کو چاہیئے کہ وہ کسانوں کی مدد کے لئے آگے بڑھیں اور کھاتے پُستکا کو برابر رکھنے میں کسانوں کی مدد کریں۔

ڈاکٹر رفیق زکریا، وزیر محصول نے اپنی تعارفی تقریر میں فرمایا کہ بدعنوانیوں کو دور کرنے کے لئے یہ ایک بنیادی قدم ہے۔ نظر ثانی شدہ کھاتے پُستکا سے کسانوں کے حقوق کا تحفظ کیا جائے گا۔ وزیر موصوف نے اس بات سے مطلع کیا کہ نئی پُستکاؤں میں جو اندراجات کئے گئے ہیں وہ لینڈ ریونیو کوڈ کو ترمیم کرکے کئے گئے ہیں۔ چنانچہ کھاتہ داروں کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ تلاٹھیوں سے ریکارڈوں کے اقتباسات حاصل کریں۔

دوسری خاص بات یہ ہے کہ پُستکا بنیادی دستاویز ہے۔ یہ امداد باہمی اداروں قومی بنکوں اور اناج کے لیوی کے کھاتہ داروں کو پیشگی قرضہ جات سے متعلق پوری معلومات بہم پہنچانے کے لئے بنیادی دستاویز کا کام انجام دے گی۔

ڈاکٹر زکریا نے کہا کہ ہم نے تین اہم کاموں پر کامیابی کے ساتھ عمل درآمد کیا ہے۔ پہلا کام ۷۶-۱۹۷۵ء میں سے ۳۵،۰۰۰ جھونپڑوں کی تعمیر کا کام ہے۔ باقی ماندہ جھونپڑے تین سال کی مدت میں مکمل کر لئے جائیں گے۔

دوسرا اہم قدم اراضی کے ریکارڈ کا اندراج ہے جو کہ تقریباً مکمل ہو گیا ہے تیسرا فاضل اراضی کی بے زمینوں میں تقسیم ہے جس پر کافی تیزی کے ساتھ عمل درآمد کیا جا چکا ہے۔ اور اس کامیابی کا سبب ہمارے وزیر اعلیٰ کی ہمہ گیر لیڈری ہے۔

ڈاکٹر زکریا نے فرمایا کہ اُمید ہے جنوری تک پُستکاؤں کی تقسیم کا کام مکمل کر لیا جائے گا۔

شری اے۔ این۔ بٹیال، سیکریٹری، ریونیو اینڈ فاریسٹ نے شکریہ ادا کیا۔

ڈائرکٹوریٹ جنرل انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز

گورنمنٹ آف مہاراشٹر

گورنمنٹ فوٹو زنکو پریس

پونے نمبر ۱ میں چھپوا کر شائع کیا

"درخت لگانے سے

زرعی پیداوار میں اضافہ ہوگا"

شری کالے

شری بابو راؤ کالے، نائب وزیر برائے داخلہ و ٹرانسپورٹ نے ۲۳ جولائی کو میونسپل کارپوریشن اور بمبئی پردیش کانگریس کمیٹی کے زیر اہتمام منعقدہ تقریب میں ڈاکٹر بھڈکم کر مارگ اور بلاسس روڈ پر پودے لگائے۔

اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے شری کالے نے اس بات کا اظہار کیا کہ "ریاست میں درخت لگانے کا پروگرام جلد ہی زرعی پیداوار کو فروغ دینے کے لئے شروع کیا جائے گا۔"

انہوں نے مزید کہا کہ "اس پروگرام سے نہ صرف ہوا کی کثافت کو دور کیا جاسکے گا بلکہ اس سے شہر کی خوبصورتی میں بھی اضافہ ہوگا۔"

شری کالے نے کارپوریشن اور اس قسم کے دیگر اداروں سے اپیل کی کہ وہ مشترکہ طور سے میٹرو پولس اور دیہی علاقوں کے مسائل حل کرنے کے لئے اقدام کریں۔ صرف بمبئی شہر کو ریاست کے دوسرے علاقوں سے علیحدہ کرنا ٹھیک نہیں۔

اس موقع پر ڈاکٹر ایم۔ آر۔ دیاس، ایم پی، میونسپل کونسلر اور دیگر حضرات موجود تھے۔

شری آر۔ سی۔ انکلیشوریا نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا اور شری سبھاش اہواد نے شکریہ ادا کیا۔

شری بابو راؤ کالے
نائب وزیر برائے امور داخلہ
۲۳ جولائی ۱۹۷۶ء کو
ڈاکٹر بھڈکمکر مارگ پر
پودا لگا رہے ہیں۔

۶۵۲ نشستوں کے لئے

۱۷۲۴ درخواستیں

۱۷۲۴ درخواستیں ۶۵۲ نشستوں کے لئے انڈسٹریل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ ستارا کو موصول ہوئی ہیں۔ نیا کورس جلد ہی شروع کیا جائے گا۔

سب سے زیادہ یعنی ۱۳۷۶ درخواستیں ٹرنر کورس کی ۶۰ نشستوں کیلئے موصول ہوئیں اور سب سے کم یعنی ۷ درخواستیں کارپینٹری کے لئے موصول ہوئیں جبکہ اس کورس کے لئے ۱۶ نشستیں موجود ہیں۔

انسٹی ٹیوٹ میں ۱۷ پیشہ ورانہ کورس شامل ہیں جن میں سے ایک محض خواتین کے لئے ہے۔

شری موہتے نے بچت مہم کی قیادت کی

مہاراشٹر کے وزیر مالیات شری وائی جے۔ موہتے نے ۳۰ جولائی کو اپنے محکمہ کے تنخواہ بچت گروپ میں بطور ایک ممبر خود اپنا نام درج کرا کر ایک مثال قائم کی۔

آپ نے یہ اعلان اس وقت کیا جبکہ آپ محکمہ مالیات کے اسٹاف ممبران سے سچوالیہ میں منعقدہ ایک میٹنگ میں خطاب کر رہے تھے۔

وزیر مالیات نے محکمہ کے انتظامی اسٹاف سے گذارش کی کہ جب اگست کے پہلے ہفتہ میں انہیں جمع شدہ اضافی اجرت کی پہلی قسط کی ادائیگی ہو تو وہ کم از کم ۲۵ فیصدی رقم چھوٹی بچت اسکیمس میں لگائیں اور اس طرح سے ۱۵ اگست سے شروع ہونے والی مہم میں پوری طرح شامل ہو جائیں۔

آپ نے مہم کے مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے امید ظاہر کی کہ ایسے ۸۰ فیصدی لوگ اس مہم کے دوران اس میں شامل ہونگے۔

اس سے قبل مالیاتی سکریٹری شری وی پربھاکر نے کہا کہ محکمہ مالیات کے پانچ سو ملازمین کو آگے آنا چاہیئے اور بچت مہم کو کامیاب بنانا چاہیئے۔

شری وی۔ ڈی۔ پانسے، ڈپٹی سکریٹری نے شکریہ ادا کیا۔

انڈسٹریل انٹرپرینرشپ کورس کا افتتاح

اسمال انڈسٹریز سروس انسٹی ٹیوٹ، بمبئی کے ذریعے چلائے جانے والے "مختصر مدتی صنعتی انٹرپرینرشپ کورس" کا افتتاح ۱۳ اگست کو بمبئی میں مرکزی وزیر مملکت برائے صنعت و شہری رسد، شری اے۔ پی۔ شرما نے کیا۔

مہاراشٹر کے وزیر صنعت شری این۔ ایم۔ تڑکے نے صدارت کی۔

انہوں نے اپنی افتتاحی تقریر میں فرمایا کہ "ہمارے جیسے ترقی پذیر ملک میں جہاں صنعت کاری ایک سماجی تبدیلی کا حربہ ہوتا ہے، چاہیئے کہ زندگی کے ہر شعبے میں بڑے پیمانے پر صنعت کاروں کو تیار کیا جائے جس سے پیداوار، روزگار کے زائد از زائد مواقع فراہم کرنا ممکن ہو سکے گا۔

کسی بھی پسماندہ علاقے کی ترقی کا کام شروع کرنے سے قبل ہمیں مقامی صنعتکاری کو ترقی دینی ہوگی۔"

شری شرما نے صنعت کاروں کو انتباہ کیا کہ انہیں صرف جلد سے جلد رقم بنانے کی خواہش نہیں کرنی چاہیئے بلکہ سماجی مقاصد کو سامنے رکھنا چاہیئے اور کوئی ایسا پراجیکٹ بھی شروع نہیں کر دینا چاہیئے جس کو پورا کرنے کی اُن میں سکت نہ ہو کیونکہ ایسی ہی باتیں ناکامی کا راستہ دکھاتی ہیں۔"

شری تڑکے نے جلسے سے خطاب کرتے ہوئے صنعتکاروں کو مشورہ دیا کہ انہیں صرف وقت گذاری کے طور پر اس کورس کو نہیں سمجھنا چاہیئے بلکہ خود کار روزگار شروع کرنے کا ایک موقع سمجھنا چاہیئے۔ انہوں نے اُمید ظاہر کی کہ اس کورس کو پورا کرنے والوں میں اعتماد آئے گا اور وہ اپنی اور ملک کی خوشحالی کے لئے بہتر طور پر تعمیری کام کر سکیں گے۔

شری تڑکے نے ایس۔ آئی۔ ایس۔ آئی کو حکومت کی جانب سے ہر ممکن امداد کی یقین دہانی کی۔

اس سے قبل شری بی۔ کے۔ کالے، ڈائرکٹر ایس۔ آئی۔ ایس۔ آئی نے مہمانوں کا استقبال کیا۔ شری جے۔ سی۔ پٹیل، اسسٹنٹ ڈائرکٹر نے شکریہ ادا کیا۔

مزید دو کاموں کی منظوری

ضلع ستارا کے منی تعلقہ میں مہاسوڑ اور دہیواڑی مقام پر ضمانت روزگار اسکیم کے تحت بندھ کے مزید دو کاموں کی منظوری دے دی گئی ہے۔ ان کاموں پر لاگت کا تخمینہ ۵۴,۸۵۰ روپے ہے۔

اسمال انڈسٹریز سروس انسٹی ٹیوٹ بمبئی کے زیر اہتمام "مختصر مدتی صنعتی انٹرپرینرشپ کورس" کا افتتاح ۱۳ اگست ۱۹۸۲ء کو بمبئی میں مرکزی وزیر مملکت برائے صنعت و شہری رسد شری اے۔ پی۔ شرما نے کیا۔

ڈاکٹر کے۔ کے۔ ہیبر کو مبارکباد

ڈاکٹر کے۔ کے۔ ہیبر، ممتاز آرٹسٹ کو میسور یونیورسٹی کی جانب سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل ہونے پر انڈین سوسائٹی فار آرٹ ایپریسی ایشن کے زیر اہتمام بمبئی میں ۳۰ر جولائی کو منعقدہ تقریب میں مبارک باد دی گئی۔ اِس تقریب میں ڈاکٹر رفیق زکریا، وزیر محصول نے صدارت کے فرائض انجام دیئے

اِس موقع پر تقریر کرتے ہوئے ڈاکٹر رفیق زکریا نے فرمایا کہ شری ہیبر جیسے آرٹسٹ ایسے اعزاز سے بالاتر ہیں۔ درحقیقت شری ہیبر کو ڈاکٹریٹ دینے سے خود میسور یونیورسٹی کی وقعت بڑھی ہے۔

ڈاکٹر رفیق زکریا نے اُمید ظاہر کی کہ شری ہیبر کا آرٹ مستقبل میں خُوب پھلے پھُولے گا۔

شری ہیبر نے ہر ایک کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ "ان کی سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ وہ اس موقع پر اور زیادہ کیا کہیں"۔

اِس سے قبل شری رام چیٹرجی، سوسائٹی کے صدر نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔

شری بی۔ اے۔ ہاتھی کھانو الا نے شکریہ ادا کیا۔

اِس موقع پر شری حسین اور کئی دیگر فن کار موجود تھے۔

[illegible] زندگی میں ایک انقلابی تبدیلی [illegible]

پونے سے ۵۰ کلو میٹر کے فاصلے پر ۵۰ کھیت مزدوروں اور ادیباسیوں پر مشتمل ایک سہجیون واڑی نامی بستی کا اِفتتاح وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان کے ہاتھوں ۷ر جولائی ۱۹۷۶ء کو عمل میں آیا۔ اس تجربے کا مقصد پچھڑے ہوئے کنبوں کو اُن کے لئے مناسب پیشوں کی تربیت دے کر ان کا معیارِ زندگی بلند کرنا ہے۔

مرکزی وزیر محنت شری رگھوناتھ ریڈی اسِ تقریب میں مہمان خصوصی کی حیثیت سے شریک تھے۔

روس کے وزیر کی وزیر اعلیٰ سے ملاقات

مسٹر ٹی۔ بی۔ گوزہینکو، وزیر مرچنٹ میرین، یو۔ ایس۔ ایس۔ آر۔ نے ۲۰ر جولائی کو سچیوالیہ میں وزیر اعلیٰ مہاراشٹر شری شنکر راؤ چوان سے ملاقات کی۔ دوران گفتگو شری گوزہینکو نے فرمایا کہ وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی کا حالیہ دورہ روس دونوں ممالک کے درمیان دوستی اور تعاون کو استحکام بخشنے میں مزید معاون ثابت ہوا ہے۔

شری ایچ۔ ایم۔ ترویدی، مرکزی وزیر مملکت برائے جہاز رانی بھی اس موقع پر موجود تھے۔

پارلیمانی ممبران کی سینچائی سب کمیٹی کی پہلی بیٹھک ۷ر اگست ۱۹۷۶ء کو سچیوالیہ کے کانفرنس ہال میں ہوئی۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں وزیر سینچائی شری بی۔ جے۔ کھتال ممبران سے خطاب کر رہے ہیں۔ آپ کے پاس ہی وزیر مملکت برائے سینچائی شری شام راؤ کدم اور نائب وزیر سینچائی شری شیوراج پاٹل تشریف فرما ہیں۔

سولجرز ویلفیئر فنڈ میں دل کھول کر عطیہ دیجئے

شری سوشیل کمار شندے

شری سوشیل کمار شندے، وزیر مملکت برائے ثقافتی امور نے عوام سے اپیل کی کہ "وہ ایک قومی فرض کے لئے آگے بڑھیں اور سابق فوجیوں اور اُن کے لواحقین کی اُن خدمات کے مدِنظر مدد کریں جو انہوں نے قومی اور قدرتی آفات کے وقت انجام دی تھیں۔"

وزیر مملکت ۲۶ر جولائی کو بمبئی کے لبرٹی سینما میں فلیگ اینڈ کمیٹی کے زیر اہتمام مسلح افواج کی امداد کے لئے "فلم محبوبہ" کے ایک شو کے موقع پر بطور مہمان خصوصی خطاب کر رہے تھے۔ شری شندے نے کمیٹی کی خدمات کو سراہا۔

شری ایس۔ دی تنکھی والے، پولس کمشنر فلم فنکار شری منموہن کرشن اور کماری شوما آنند نے بھی اس موقع پر تقریریں کیں۔

اس سے قبل شری وجئے کلنتری نے حاضرین کو بتایا کہ کمیٹی نے ڈبوں کے ذریعہ چار لاکھ روپے اور فلم شو کے ذریعہ ۲۰،۰۰۰ روپئے جمع کئے ہیں۔

شری سوشیل کمار شندے وزیر مملکت برائے سماجی بہبود، ۲۶ جولائی کو لبرٹی سینما، بمبئے میں سابق فوجیوں کی امداد کے لئے چیریٹی فلم شو "محبوبہ" کے موقع پر خطاب فرما رہے ہیں۔ تصویر میں فلم اسٹار من موہن کرشن، شوما آنند اور شری ایس دی تناکھی والے، کمشنر پولیس، بمبئی بھی نظر آرہے ہیں۔

سیلاب زدہ لوگوں کیلئے عطیہ

سنٹرل۔ ودیا مندر، واقع مروڈ، ضلع عثمان آباد کے ہیڈ ماسٹر اور شری ایچ۔ ایل بنگرے، بھارت سوت سیوا سمیتی، ناگپور نے حال ہی میں وزیر اعلیٰ سیلاب راحت فنڈ میں بالترتیب ۱۹۱ روپے اور ۲۰ روپے عطا کئے۔

فلم اسٹوڈیو کے ملازمین کی اقل ترین اُجرت کمیٹی رپورٹ پیش کردی گئی

فلم اسٹوڈیو اور فلم لیباریٹریز سے متعلق ملازمین کی اُجرت پر نظر ثانی کی خاطر حکومتِ مہاراشٹر کی جانب سے مقرر کردہ "اقل ترین اُجرت کمیٹی" نے شریمتی کملا رمن، ایم۔ ایل اے، کی سربراہی میں ۲۰ر جولائی کو بمبئی میں اپنی رپورٹ شری ایس بی۔ پاٹل وزیر محنت کو پیش کر دی۔

شری جے۔ بی۔ رونگٹا، شری ایچ۔ ایچ مہتا، شری شری رام بوہرا اور شری وی۔ ڈی گوگنولے، (مالکان کی جانب سے) اور شری ایس۔ دی۔ گولے، شری مدھو سدن، شری کے۔ راگھو راما شیٹی اور شری آر۔ دی بنگر کر (ملازمین کی جانب سے) کمیٹی کے ممبران تھے اور شری جی۔ دی۔ آتینکر، اسسٹنٹ کمشنر آف لیبر، کمیٹی کے ممبر سیکریٹری تھے۔ کمیٹی کی متفقہ سفارشات سے ۲۵۰۰۰ ملازمین کو فائدہ پہنچے گا۔

شہری حد اراضی

خالی زمینوں کا حساب

حکومت مہاراشٹر نے شہری اراضی (حد بندی اور باقاعدگی) ایکٹ ۱۹۷۶ء کے تحت خالی زمینوں کے حساب کرنے کا طریقہ مقرر کیا ہے۔

اس طریقے کے تحت ایکٹ میں ایک شخص کتنی خالی زمین اپنے قبضہ میں رکھ سکتا ہے، اس کی حد مقرر کی گئی ہے۔ بمبئی عظمیٰ کا شہری علاقہ الف درجے میں آتا ہے جہاں پر حد اراضی ۵۰۰ مربع میٹر ہے۔ خالی زمین کا حساب کرتے وقت تمام زراعتی اراضی الگ کی گئی ہے اس شرط پر کہ وہ زمین گھاس، ڈیری فارمنگ، مرغبانی، افزائش مویشی اور ایسی کاشت کاری یا ایسے پودے لگانے کے لئے جو کہ مقرر کئے گئے ہوں استعمال نہ کی جا رہی ہو۔ دوسرے اس زمین کا اندراج محصول یا زمین ریکارڈ میں ۲۸ جنوری ۱۹۷۶ء سے قبل اس مقصد کے تحت کیا گیا ہو کہ یہ زمین زراعت کے مقصد کے لئے استعمال ہوتی ہے تیسرے ماسٹر پلان میں اس کے بارے میں یہ درج ہو کہ وہ زراعت کے مقصد کے لئے محفوظ رکھی گئی ہے۔ اگر یہ تینوں شرائط پوری ہوتی ہوں تو وہ زمین جو کاشت کاری کے لئے استعمال ہوتی ہے شہری زمین کے زمرے میں شامل نہیں کی جائے گی۔

ان علاقوں کی وہ زمینیں بھی جن پر نافذ شدہ عمارتی ضابطے کے تحت عمارت تعمیر نہیں کی جا سکتی خالی زمین کے زمرے میں نہیں آئیں گی۔

اس طرح ماسٹر پلان میں جو زمینیں سبزہ زار، کھیل کے میدان، پارک، سڑک کی کشادگی کے طور پر محفوظ رکھی گئی ہیں وہ بھی شامل نہیں ہیں۔

اس علاقے میں جہاں عمارتی ضابطے مقرر ہیں وہاں اگر کسی زمین پر عمارت موجود ہے یا مقررہ عہدیدار کی منظوری کے بعد اس پر مقررہ تاریخ کو عمارت تعمیر کی جا رہی ہو تو وہ زمین اور اس سے ملحق زمین بھی خالی زمین کے زمرے میں شامل نہیں ہو گی۔

جس کسی زمین پر غیر قانونی تعمیر کی گئی ہو گی وہ خالی زمین کے زمرے میں آئے گی۔

جس علاقے میں عمارتی ضابطے نہیں ہیں وہاں اگر زمین پر کوئی عمارت ہے یا مقررہ تاریخ پر تعمیر کی جا رہی ہو تو وہ زمین اور اس سے ملحق زمین بھی خالی زمین کے زمرے میں نہیں آئے گی۔

قلت راحت کاموں کے لئے ریاستی ملازمین کو انعامات

حکومت مہاراشٹر نے ۱-۷-۱۹۷۰ء سے ۳۰-۶-۱۹۷۳ء تک مدت کے دوران مختلف محکمہ جات، دفاتر اور ضلع پریشد کے ۱۴۷۲ ملازمین کو قلت راحت کاموں میں اعلیٰ کارکردگی کی بنا پر انعامات کا مستحق قرار دیا۔

یہ انعامات ۱۰۰ روپے سے لے کر ۵۰۰ روپے تک رقم کے ہیں اور نیشنل سیونگ سرٹیفکیٹ کی صورت میں دیئے جائیں گے۔ انعام یافتگان کو میرٹ سرٹیفکیٹ بھی دیئے جائیں گے۔

۱۴۷۲ انعام پانے والوں میں سے ۱۴۴۹ اورنگ آباد ڈویژن کے ہیں اور جائکواڑی کنال سرکل، پونے ڈویژن اور بمبئی ڈویژن کے بالترتیب ۱۱، ۱۱ اور ایک ہیں۔

کسی ایسی جگہ جہاں کوئی شخص عام طور پر اپنے مویشی رکھتا ہے مگر ڈیری فارمنگ کے مقصد یا افزائش مویشی کے مقصد کے تحت نہیں اور وہ شہری حدود میں موجود گاؤں میں مقررہ تاریخ سے قبل ایسے مویشی رکھتا ہو تو وہ خالی زمین کے زمرے میں نہیں آتی ہے۔

کسی زمین پر موجود رہائشی عمارت اور اس سے ملحقہ زمین کو حد زمین مقرر کرنے کے لئے شامل کیا جائے گا۔ بہرحال با اختیار عہدیدار عمارت کی زمین اور ملحقہ زمین کی حصولی نہیں کریگا۔

ہاؤسنگ کوآپریٹیو سوسائٹی کے عہدیداروں کو سزا

میٹروپولیٹن مجسٹریٹ، اندھیری نے شری سنکلپ کوآپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹی واقع وِلے پارلے، بمبئی کے تین سابق عہدیداروں مسمی شری۔ ڈی ڈبلیو آپٹے شری دی۔ جی۔ کھرے اور شری ایچ۔ ٹی کلپ کو ایک ایک دن کی سادہ سزائے قید دی اور فی کس ساڑھے تین ہزار روپیہ جرمانہ کیا۔ جرمانہ ادا نہ کرنے کی صورت میں چھ ماہ کی قید بامشقت کا حکم دیا۔

استغاثہ کے مطابق معاملے کی نوعیت یہ تھی کہ ان عہدہ داروں نے سوسائٹی کے کھاتوں میں سے دس ہزار روپے نکال کر زمین سدھار کی مد میں دکھلائے اور ایک فرضی تعمیری کمپنی کو رقم کی ادائیگی بتائی جبکہ فی الواقعی زمین سدھار کا کوئی کام کیا ہی نہیں گیا تھا۔ اِس طرح ملزمان خیانت مجرمانہ میں ملوث پائے گئے۔

اِس خیانت کا پتہ اُس وقت لگا جبکہ ہاؤسنگ کوآپریٹیوز کے خصوصی آڈیٹر شری دی۔ ایس تیکر نے حساب کتاب کی جانچ کی اور بعد میں انہوں نے اس سلسلے میں وِلے پارلے پولیس میں شکایت درج کروائی۔

فن کار طلبہ کیلئے وظائف ۱۵ ستمبر تک درخواستیں مطلوب

حکومت ہند نے کلاسیکل ہندوستانی اور کرناٹک موسیقی (گیت اور سنگیت)، مغربی موسیقی کلاسیکل ہندوستانی رقص، ڈرامے، روایتی تھیٹر یعنی کرتریاتم، یکت گاناد غیرہ، فائن آرٹ (ڈرائنگ)، سنگتراشی وغیرہ اور اپلائیڈ آرٹس (بک لے آؤٹس اور ڈیزائن) وغیرہ فنون لطیفہ کے میدان میں بالیاقت طلبہ کو ۵۰ وظائف دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ وظائف متذکرہ فن کے میدانوں کے بالیاقت گریجویٹس کو ہی دیئے جائیں گے۔

خواہشمند طلبہ کو جو کہ معیار پر پورے اُترتے ہیں اور جن کی عمر ۱۶ سے ۲۸ سال کے درمیان ہے مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ ۲۶ سی ایم × ۱۷ سی ایم کے لفافہ پر اپنا نام و پتہ لکھ کر ایک روپے کا انڈین پوسٹل آرڈر بنام سکریٹری کلچرل ڈپارٹمنٹ نئی دہلی کے ساتھ ۳۱ اگست ۱۹۷۶ء تک مقررہ درخواست فارم اور پراسپکٹس کے لیے درخواستیں بھیج دیں۔

مقررہ درخواست فارم سکریٹری کلچرل ڈپارٹمنٹ گورنمنٹ آف انڈیا سی۔ اے۔ ۱، کمرہ نمبر ۳۰۳ سی وِنگ شاستری بھون، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۱ کے پتہ پر ۱۵ ستمبر ۱۹۷۶ء تک بھیجے جا سکتے ہیں۔

گیہوں سے تیار کردہ اشیاء کی قیمتوں میں کمی

آٹا ملوں کو فراہم کیے جانے والے گیہوں کی قیمت میں کمی کے سبب حکومت مہاراشٹر نے گیہوں سے تیار کردہ اشیاء جیسے آٹا، میدا اور بھوسی کی قیمتوں پر نظر ثانی کی ہے۔ اِن اشیاء کے نئے بھاؤ کا فی کلو کے حساب سے نفاذ ۱۸ جولائی ۱۹۷۶ء سے ہو چکا ہے۔ نیا بھاؤ یہ ہے : (۹۰ کلوگرام کے ایک بورے کی تھوک قیمت بشمول چنگی قوسین میں دی گئی ہے۔)

بمبئی راشننگ علاقہ :

آٹا، ایک روپیہ ۱۵ پیسے (۴۵ء۹۹ روپے) میدہ ۹۲ء۱ روپے (۶۳ء۱۶۸ روپے) روا ۹۸ء۱ روپے (۷۰ء۱۷۳ روپے) بھوسی ۶۸ پیسے (۴۳ کلوگرام کے لئے ۶۹ء۲۹ روپے)

تھانے راشننگ علاقہ :

آٹا ۔ ۱۷ء۱ روپے (۸۵ء۱۰۰ روپے) میدہ ۹۴ء۱ روپے (۷۰ء۱۶۹ روپے) روا ۲ روپے (۷۵ء۱۰ روپے)، بھوسی ۷۰ پیسے (۴۳ کلوگرام کے لئے ۶۶ء۳۰ روپے)

بہرحال بھاؤ میں کمی سے قبل راشن دوکانداروں کے پاس جمع شدہ اسٹاک پرانی قیمتوں پر ہی (یعنی بمبئی عظمیٰ میں روا ۱۵ء۲ روپے فی کلو اور میدہ ۰۸ء۲ روپے فی کلو اور تھانے میں روا ۱۶ء۲ روپے فی کلو اور میدہ ۱۰ء۲ روپے کلو) فروخت کیا جائے گا۔

گیہوں کی ان اشیاء کی تقسیم صارفین کو بغیر راشن کارڈ کے ہوگی اور مقدار پر کوئی پابندی نہیں ہوگی۔

دودھ کی فروخت

بمبئی عظمیٰ دودھ اسکیم نے فیصلہ کیا ہے کہ آرے، ورلی اور کرلا ڈیریوں پر اسٹینڈرڈائزڈ دودھ مہر بند بالٹیوں میں افراد کے ذریعے پرچون فروشی کے لئے فروخت کیا جائے گا۔ ایسے افراد اپنی ضرورت کے مطابق ۴۰ء۲ روپے فی لیٹر کے حساب سے مذکورہ ڈیریوں پر حاصل کر سکتے ہیں۔ اُن کو یہ اجازت ہوگی کہ وہ اپنے مقررہ مراکز سے فی لیٹر ۵۰ء۲ روپے اور گھروں پر فراہمی کے لئے ۶۰ء۲ روپے فی لیٹر کے حساب سے وہی دودھ فروخت کر سکتے ہیں۔

خواہش مند افراد کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ کنٹرولر (حصولیابی اور تقسیم) ورلی ڈیری ورلی بمبئی ۱۸ سے رابطہ قائم کریں۔

کوآپریٹیو بقایاجات کی وصولی غیر ضروری سختی نہیں برتی جائیگی

حکومت مہاراشٹر نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ بارش کے موسم کے دوران کوآپریٹیو بقایاجات کی وصولی کے وقت ایسے حالات میں جبکہ اناج یا نقد فصل کھڑی ہوگی اُن کے کھیتوں میں زراعتی پیداوار کے ذرائع مثلاً، آئل انجن، الیکٹرک موٹر، پمپنگ سیٹ اور بیل کی ضبطی نہیں کرے گی۔

حکومت نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ ۱۵ نومبر تک ایسے بقایاجات میں غیر ضروری سختی نہ برتی جائے۔

عدالتوں میں ریکارڈ کی تلفی متعلقہ افراد کو آگاہی

ریکارڈوں کی درجہ بندی اور اتلاف کے قوانین کے تحت میٹروپولیٹن مجسٹریٹس بمبئی عظمیٰ کی عدالتوں میں ۱۹۶۵ء تک طے شدہ مقدمات کے 'بی' ریکارڈ، اور ۱۹۷۰ء تک طے شدہ مقدمات کے 'سی' ریکارڈ تلف کئے جانے والے ہیں۔

ایسے معاملات کے ریکارڈ، جو 'بی' ریکارڈ رکھے گئے ہیں تاریخ تصفیہ کے بعد دس سال تک اور دیگر معاملات میں 'سی' ریکارڈ تاریخ تصفیہ کے بعد پانچ سال کی مدت تک محفوظ رکھے جاتے ہیں۔

چنانچہ متعلقہ افراد کسی کیس سے متعلق کاغذات کی نقل حاصل کرنا چاہتے ہوں تو میٹروپولیٹن مجسٹریٹ انچارج آف دی سینٹرل ریکارڈ روم مجگاؤں کیبل ہاؤس بمبئی کو ۹ جولائی ۱۹۷۶ء سے تین ماہ کے اندر درخواستیں بھیج سکتے ہیں جس کے بعد یہ ریکارڈ تلف کر دیئے جائیں گے۔

ایس۔ ایف، سی۔ ...ز کی ضمانت

حکومت مہاراشٹر نے مہاراشٹر اسٹیٹ ...ل کارپوریشن کی جانب سے جاری کئے جانے ...۵ء۴ کروڑ روپے کی مالیت کے بانڈز کی ۱/۴ ۹ فیصد ...ح سود کے ساتھ آمدنی ٹیکس کاٹنے کے بعد رقم کی واپس ادائیگی کے سلسلے میں ضمانت ہے۔

حکومت نے ۵ء۴ کروڑ روپے سے اوپر ایبصد ...ملنے والی رقم نیز اس زائد رقم پر سود کی ادائیگی کی ضمانت دی ہے۔

ضمانت دہندگی کل رقم کے ۱/۴ حصہ کی ذمہ داری

حکومت گوا، دمن، دیو اٹھائے گی۔

سیلاب سے متاثرہ افراد کیلئے مکانات

حکومت مہاراشٹر نے بے زمین مزدوروں کے لئے مکانات کی تعمیر پروگرام کے تحت اضلاع سانگلی اور ستارہ میں سیلاب سے متاثرہ پسماندہ طبقات کے افراد کیلئے رہائشی قطعات اراضی اور جھونپڑیاں مہیا کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

حالاں کہ یہ اسکیم محض بے زمین مزدوروں کے لئے ہے، لیکن سیلاب سے متاثر پسماندہ طبقات کے افراد کو زرعی اراضی رکھتے ہوئے بھی خصوصی معاملات کے طور پر اس کا اہل قرار دیا جائے گا۔

چھوٹے کاشت کاروں کو خشک کنوؤں کی پیش کش

حکومت مہاراشٹر نے نجی زمینوں پر کھودے گئے ان برادری کنوؤں کو جن میں پانی نہیں نکلا، اصل مالکان زمین کو پیش کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

سرکاری زمینوں پر موجود خشک برادری کنوؤں کو اور ان کو بھی جن کو اصل زمین مالکان نے منظور نہیں کیا تھا کسی نزدیکی زمین مالک کو غیر مشروط طور پر مفت پیش کیا جائے گا۔ جس کے پاس دو ہیکٹر (یعنی پانچ ایکڑ) سے زائد زمین نہ ہوگی۔ اگر وہ زمین مالک پسماندہ طبقہ کا ہے تو اس کے پاس چار ہیکٹر (دس ایکڑ) سے زائد اراضی نہ ہونی چاہیئے۔

قلت راحت کاموں کے سلسلے میں تقریباً ۵۹,۵۰۰ کنوؤں کے کھودنے کا کام کیا گیا تھا ان میں سے تقریباً ۱۹,۵۰۰ میں پانی نکلا اور تقریباً ۳۷,۰۰۰ خشک نکلے، جن کو کھدائی کے مختلف مدارج میں چھوڑ دیا گیا وہ چھوٹے کاشت کاروں کو دیئے جائیں گے تاکہ ان کنوؤں کو ترقی دی جائے۔

پورنا نگر

حکومت مہاراشٹر نے ضلع امراوتی میں پورنا ندی کے کنارے واقع تھیگاؤں موضع کا نام بدل کر پورنا نگر کر دیا ہے۔

پسماندہ طبقے کے طلباء کو وظائف

حکومت ہند نے تعلیمی سال ۷۶-۱۹۷۵ء سے ۱۰ + ۲ + ۳ طریقہ تعلیم کے تحت مندرج جاتیوں اور قبیلوں کے گیارہویں اور بارہویں درجہ میں تعلیم پانے والے طلباء کو نافذ العمل اسکیم کے تحت پوسٹ میٹرک وظائف دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ حکومت ہند کا بسرعت یہ فیصلہ شری اے۔ ایس۔ کمتورے، وزیر سماجی بھلائی کی ان تھک کوششوں کا نتیجہ ہے۔

نئے طریقۂ تعلیم کے مطابق دسویں جماعت کے اختتام پر عام امتحانات کی بنیاد پر نیز اہلیت کی دیگر مقررہ شرائط کے تحت وظائف دیئے جائیں گے چاہے نئے طریقہ تعلیم کے مطابق گیارہویں اور بارہویں جماعتیں اسکولی نظام تعلیم کے سلسلے میں جاری کی گئی ہوں۔

اسکولوں کالجوں میں داخلے

بمبئی عظمیٰ میں محکمہ تعلیم کی جانب سے ثانوی اسکولوں اور جونیر کالجوں میں داخلہ دینے کے مقصد سے قائم کردہ ۱۴ مراکز ۳۰ جولائی سے بند کر دیئے گئے ہیں کیوں کہ تقریباً تمام طلبہ داخلے حاصل کر چکے ہیں۔

ثانوی اسکولوں اور جونیئر کالجوں کے سربراہوں کو ہدایت کر دی گئی ہے کہ خالی جگہ ہونے پر وہ متعلقہ کلاسوں میں طلبہ کو براہ راست داخلہ دیں اور ڈائرکٹوریٹ سے متعلقہ وارڈ افسر کے ذریعہ منظوری حاصل کریں۔

ایم۔ ایس۔ ای۔ بی۔ کی ازسرنو تشکیل

حکومت مہاراشٹر نے شری ایم۔ ڈی۔ گوڑبولے، سکریٹری انڈسٹریز انرجی اینڈ لیبر ڈپارٹمنٹ کی سربراہی میں یکم اگست ۱۹۷۶ء سے اسٹیٹ الیکٹریسٹی بورڈ کی ازسرنو تشکیل کی ہے۔

مندرجہ ذیل افراد سرکاری ممبران ہوں گے: شری ایس۔ این مصرا اور شری جے اے، جادھو راؤ دونوں مہاراشٹر الیکٹریسٹی بورڈ کے انجینیرز ہیں اور شری وی وینکا ٹیسن سکریٹری جنرل ایڈمنسٹریشن ڈیپارٹمنٹ / فنانس ڈیپارٹمنٹ

مندرجہ ذیل افراد غیر سرکاری ممبران ہوں گے: شری بی۔ ایس۔ دیشمکھ، شری یادوراؤ دولکڑ اور شری بھاؤ راؤ کھانڈے راؤ پاٹل۔

دھواں ایکٹ کے تحت سزائیں

میٹرو پولیٹن مجسٹریٹ، بمبئی نے جون ۱۹۷۶ء کو ختم ہونے والی سہ ماہی کے دوران بمبئی دھواں ایکٹ کے تحت ۱۹ افراد کو سزائیں دیں۔ ان پر ۲۰ سے ۱۰۰ روپئے تک جرمانے کئے گئے۔

انیواری کا تعین

حکومت مہاراشٹر نے انیواری کے معاملہ میں زرعی فصلوں کا صحیح اندازہ لگانے کے لئے عام فصلوں کے ساتھ ہی ساتھ ہائی بریڈ اور ہائی ایلڈنگ اقسام کی فصلوں کو شمار کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

۲۴ افراد گرفتار

بمبئی ہنگامی پولیس کے شعبۂ جرائم نے ماہ جون کے دوران مختلف کنٹرول احکامات کے تحت ۱۸ معاملات کا پتہ چلایا اور ۲۴ افراد کو گرفتار کیا۔

انڈسٹریز کمشنر

انڈسٹریز کمشنر، ڈائرکٹوریٹ آف انڈسٹریز، بمبئی نے ہر ہفتہ منگل کا دن صبح ۱۰ بجے سے دوپہر ایک بجے تک عوام کی شکایات سننے کے لئے مقرر کیا ہے۔ اگر منگل تعطیل کا دن ہوا تو اس صورت میں دوسرے روز عوام کی شکایات سنی جائیں گی۔

بھساول ٹاؤن پلاننگ اسکیم

حکومت مہاراشٹر نے ضلع جلگاؤں میں بھساول ٹاؤن پلاننگ اسکیم نمبر ۱-۲ سے متعلق تمام معاملات پر فیصلہ کرنے کی مدت میں ۱۱ جولائی ۱۹۷۶ء سے ایک سال کے لئے توسیع کردی ہے۔

ڈپلومہ منسوخ کردیا گیا

حکومت مہاراشٹر نے دہلی انسٹی ٹیوٹ آف مینجمنٹ اینڈ سروس اور ڈائرکٹر جنرل ری سیٹلمنٹ منسٹری آف ڈیفینس کے اشتراک سے پونے میں پرائیویٹ سیکٹر میں ملازمت کے مقاصد سے چلائے جانے والا بزنس اینڈ انڈسٹریل مینجمنٹ میں پوسٹ گریجویٹ ڈپلوما کورس کو منسوخ کردیا ہے۔

بمبئی میں اس مقصد کے لئے چلائے جانے والا کورس البتہ جاری رہے گا۔

جنر میونسپلٹی اسکولوں پر کنٹرول کرے گی،

حکومت مہاراشٹر نے ضلع پونے میں جنر میونسپل کونسل کو اس کے حلقۂ اختیار کے تمام تسلیم شدہ اسکولوں کو یکم نومبر ۱۹۷۶ء سے کنٹرول کرنے کا اختیار دیدیا ہے۔

شری جی۔ ایم۔ دیش پانڈے

حکومت مہاراشٹر نے شری جی۔ ایم۔ د[illegible] ٹاؤن پلانر اورنگ آباد ڈویژن اورنگ [illegible] ڈیولپمنٹ افسر مقرر کیا ہے۔ نیز انھیں یہ ا[illegible] دیا ہے کہ وہ ناندیڑ میونسپل کونسل کے لئے مہا[illegible] میونسپلٹیز ایکٹ کے تحت تمام اختیارات ا[illegible] فرائض انجام دیں۔

شری ڈی۔ ایس۔ پاٹل

حکومت مہاراشٹر نے شری ڈ[illegible] ایس۔ پاٹل کو ۲۰۔ نکاتی پروگرام کی عمل آو[illegible] کے لئے دھولے ضلع سطح کمیٹی کا ممبر نامزد ک[illegible]

تعمیر پل کے کام

حکومت مہاراشٹر نے ضلع بھنڈارہ میں تبر درا۔ کھیر نینگی سڑک پر پال ڈونگری پر پل کے تعمیری کاموں کی منظوری دیدی ہے۔ کاموں پر لاگت کا تخمینہ ۱۷ر۲۹ر۳ روپئے۔

مدت میں توسیع

حکومت مہاراشٹر نے ضلع ایوت محل میں عمرکھیڈ میونسپل کونسل کے حلقۂ اختیار میں علا[illegible] کے سروے، موجودہ اراضی استعمال اراضی نقشے کی تیاری اور حکومت کو مسودہ ترقیاتی منصوبہ منظوری کے لئے پیش کرنے کی [illegible] میں ۱۸ جنوری ۱۹۷۷ء تک توسیع کردی ہے۔

پانی فراہمی اسکیم

حکومت مہاراشٹر نے ویڈی پور[illegible] پانی فراہمی اسکیم کے ترقیاتی کاموں کی د[illegible] انتظامی کاموں منظوری دیدی ہے۔ ان کا[illegible] پر لاگت کا تخمینہ ۹،۰۱،۸۰۰ روپے ہے۔

دفتر کی منتقلی

اسٹیج پرفورمینس اسکروٹنی بورڈ، بمبئی کا دفتر جو کہ ایڈمنسٹریٹو بلڈنگ، تیسرا منزلہ، ایسٹ ونگ، اولڈ کا مارڈ روڈ بمبئی میں واقع تھا اب ای (ENSA) ہٹمنٹس آزاد میدان، بمقابل کاما اسپتال، مہاپالیکا روڈ، بمبئی ۱۰۰۰۰۱ میں منتقل کر دیا گیا ہے۔ بورڈ کا ٹیلی فون نمبر ۲۶۸۷۹۰ ہے۔

عوام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ آئندہ سے خط وکتابت متذکرہ نئے پتے پر کی جائے۔

شری آر۔ بی۔ اچگاؤنکر

حکومت مہاراشٹر نے شری آر۔ بی۔ اچگاؤنکر کو شری آر۔ ٹی۔ اترے کی جگہ ان کے مستعفی ہونے پر ٹرانسپورٹ اینڈ کمیونیکیشن بورڈ کا ممبر سکریٹری نامزد کیا ہے۔

رعایت جاری

حکومت مہاراشٹر نے دوسری جنگ عظیم میں حصہ لینے والے فوجیوں کے بچوں اور لواحقین کو دی جانے والی تعلیمی رعایت کو ۱۹۷۶-۷۷ء تعلیمی سال میں جاری رکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔

چاندا کے بجائے چندرپور تعلقہ

اعتراضات وتجاویز مطلوب

حکومت مہاراشٹر نے ضلع چندرپور میں چاندا تعلقہ کا نام بدل کر چندرپور تعلقہ رکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔

اس سلسلے میں اعتراضات وتجاویز، سکریٹری ریونیو اینڈ فارسٹ ڈیپارٹمنٹ، سچیوالیہ بمبئی ۳۲ کے پتہ پر ۳۱ اگست ۱۹۷۶ء تک بھیجے جا سکتے ہیں۔

شری ایم۔ کے۔ حسین

حکومت مہاراشٹر نے شری۔ ایم۔ کے حسین کو مہاراشٹر اسٹیٹ اسپورٹس اور یوتھ سروسز پونے کا ڈائرکٹر مقرر کیا ہے۔

ترقیاتی منصوبہ جات

حکومت مہاراشٹر نے ٹاؤن پلاننگ ڈائرکٹر سے مشورے کے بعد کچھ ردوبدل کے ساتھ مل درگ ترقیاتی منصوبہ کو منظوری دیدی ہے اور آخری طور پر اس منصوبہ کے نفاذ کی تاریخ ۱۵ ستمبر ۱۹۷۶ء مقرر کی ہے۔ متذکرہ منصوبہ ایک سال تک کے لئے عام معائنہ کے لئے مل درگ میونسپل کونسل کے دفتر میں دفتری اوقات کے دوران رکھا جائے گا۔

—●—

حکومت مہاراشٹر نے ضلع امراوتی میں اچل پور شہر ترقیاتی منصوبہ کو منظوری دینے کی مدت میں ۳۰ ستمبر ۱۹۷۶ء تک توسیع کر دی ہے

—●—

حکومت مہاراشٹر نے ضلع اکولہ میں منگرول پیر ترقیاتی منصوبہ کو منظوری دیدی ہے۔ اس کا نفاذ ۲ ستمبر ۱۹۷۶ء سے ہوگا۔ متذکرہ منصوبہ عام جائزے کی خاطر منگرول پیر میونسپل کونسل کے دفتر میں ایک سال کی مدت کے لئے رکھا جائے گا۔

کھوم ترقیاتی منصوبہ

حکومت مہاراشٹر نے معمولی ردوبدل کے ساتھ ضلع عثمان آباد میں کھوم ترقیاتی منصوبہ کو منظوری دیدی ہے۔ اس کا نفاذ ۱۰ ستمبر سے کیا جائے گا۔ متذکرہ منصوبہ کھوم میونسپل کونسل کے دفتر میں عام معائنہ کے لئے ایک سال تک رکھا جائے گا۔

کھاتے پستیکا قوانین کی اشاعت

مہاراشٹر اراضی محصول کھاتے پستیکا (کتابچہ) (تیاری، اشاعت اور دیکھ بھال) قوانین بابت ۱۹۷۶ء سے متعلق اعتراضات وتجاویز موصول نہ ہونے کی صورت میں حکومت مہاراشٹر نے آخری طور پر یہ قوانین سرکار کے غیر معمولی گزٹ مورخہ ۸ جولائی ۱۹۷۶ء کے حصہ چہارم ب میں شائع کر دیئے ہیں۔

ملکیت کی حد بندی ایکٹ کی اشاعت

گورنر مہاراشٹر کی منظوری کے بعد مہاراشٹر زراعتی اراضی (ملکیت کی حد بندی) (ترمیم) ایکٹ، بابت ۱۹۷۶ء مہاراشٹر سرکار کے غیر معمولی گزٹ مورخہ ۱۶ جولائی ۱۹۷۶ء کے حصہ چہارم میں شائع کر دیا گیا ہے۔

مفاد عامہ خدمات

حکومت مہاراشٹر نے میونسپل کارپوریشن بمبئی اور پونے سٹی میونسپل کارپوریشن پونے کے تحت فائر بریگیڈ سروس میں ملازمت کو صنعتی تنازعات ایکٹ کے مقاصد کے لئے ۱۹ جولائی ۱۹۷۶ء سے مزید چھ ماہ کے لئے مفاد عامہ خدمت قرار دیدیا ہے۔

—●—

حکومت مہاراشٹر نے سولاپور میونسپل کارپوریشن ٹرانسپورٹ انڈرٹیکنگ سولاپور کے کارکنوں کی ملازمت کو ۱۷ جولائی ۱۹۷۶ء سے مزید ۶ ماہ کے لئے مفاد عامہ خدمات قرار دیدیا ہے۔

قوانین کی اشاعت

گورنر مہاراشٹر کی منظوری ملنے کے بعد مہاراشٹر ضلع پریشد اور پنچایت سمیتی (ترمیم) ایکٹ بابت ۱۹۷۶ء مہاراشٹر سرکار کے غیر معمولی گزٹ بابت ۱۶ر جولائی ۱۹۷۶ء کے حصہ چہارم میں شائع کر دیا گیا ہے۔

گورنر مہاراشٹر کی منظوری ملنے کے بعد میٹرو پولیٹن ریجن ڈیولپمنٹ اتھارٹی ایکٹ بابت ۱۹۷۶ء حکومت مہاراشٹر کے ۱۲ر جولائی ۱۹۷۶ء کے غیر معمولی گزٹ کے حصہ چہارم میں شائع کر دیا گیا ہے۔

گورنر مہاراشٹر کی منظوری ملنے کے بعد مہاراشٹر ضلع پریشد اور پنچایت سمیتی ایکٹ بابت ۱۹۷۶ء مہاراشٹر سرکار کے غیر معمولی گزٹ مورخہ ۱۶ر جولائی ۱۹۷۶ء کے حصہ چہارم میں شائع کر دیا گیا ہے۔

گورنر مہاراشٹر کی منظوری ملنے کے بعد بمبئی میٹرو پولیٹن ریجن ڈیولپمنٹ اتھارٹی (ترمیم) ایکٹ بابت ۱۹۷۶ء مہاراشٹر سرکار کے غیر معمولی گزٹ مورخہ ۱۲ر جولائی ۱۹۷۶ء کے حصہ چہارم میں شائع کر دیا گیا ہے۔

گورنر مہاراشٹر کی منظوری کے بعد مہاراشٹر کیبینولڈ (کنٹرول ٹیکس) ایکٹ بابت ۱۹۷۶ء مہاراشٹر سرکار کے غیر معمولی گزٹ مورخہ ۲۲ر جولائی ۱۹۷۶ء کے حصہ چہارم میں شائع کر دیا گیا ہے۔

حکومت مہاراشٹر نے ہوٹل ملازمین اجرت بشکل جنس (بحساب نقد قیمت) قوانین بابت ۱۹۷۶ء (ہوٹل امپلائیز ویجیز ان کائنڈ (کامپینسیشن آف کیش ویلیو) رولز ۱۹۷۶ء) مہاراشٹر سرکار کے غیر معمولی گزٹ مورخہ ۱۹ر جولائی ۱۹۷۶ء میں شائع کر دیا ہے۔

گورنر مہاراشٹر کی منظوری کے بعد مہاراشٹر اسٹیٹ اسپیشل پروویژن فار پیمنٹ آف کورٹ فیس ایکٹ ۱۹۷۶ء مہاراشٹر سرکار کے غیر معمولی گزٹ مورخہ ۲۲ر جولائی ۱۹۷۶ء کے حصہ چہارم-ب میں شائع کر دیا گیا ہے۔

صنعتی تنازعات

بمبئی سوئچ گیرز، بمبئی اور ان کے ملازمین کے مابین جاری صنعتی تنازعہ حکومت مہاراشٹر نے تصفیہ کی غرض سے شری ڈی۔ ایل بھوجوانی کی صنعتی عدالت کے سپرد کر دیا ہے۔ یہ تنازعہ شرح اجرت، درجہ بندی، مہنگائی و دیگر بھتہ، رخصت و تعطیل وغیرہ کے بارے میں ہے۔

آکو ہائیل پروڈکٹس آف انڈیا کے منتظمین اور ان کے بمبئی اور چیکل تھانہ اورنگ آباد میں واقع کارخانوں کے ملازمین کے مابین جاری صنعتی تنازعہ کو حکومت مہاراشٹر نے تصفیہ کی غرض سے شری پی۔ ایس۔ مالونکر کی صنعتی عدالت کے سپرد کر دیا ہے۔ یہ تنازعہ ۷۵-۱۹۷۴ء سال میں ملازمین کے بونس کی ادائیگی کے متعلق ہے۔

ایسوسی ایٹیڈ آٹو پارٹس لمیٹیڈ، بمبئی اور اسکے ملازمین کے مابین جاری صنعتی تنازعہ کو حکومت مہاراشٹر نے تصفیہ کی غرض سے شری پی۔ ایل بھوجوانی کی صنعتی عدالت کے سپرد کر دیا ہے۔ یہ تنازعہ ملازمین کے عام مطالبات، یعنی تنخواہ، مہنگائی بھتہ وغیرہ سے متعلق ہے۔

بی۔ اے۔ ایس۔ ایف۔ انڈیا لمیٹیڈ، بمبئی اور اس کے ملازمین کے مابین جاری صنعتی تنازعہ کو حکومت مہاراشٹر نے تصفیہ کی غرض سے شری جی۔ کے۔ پاٹنکر کی صنعتی عدالت کے سپرد کر دیا ہے۔ یہ تنازعہ ملازمین کے عام مطالبات سے متعلق ہے۔

سدرشن کیمیکل انڈسٹریز لمیٹیڈ کے منیجمنٹ اور مہاراشٹر راجیہ شرامک سنگھ پونے کے انتظامیہ کے مابین جاری تنازعہ حکومت مہاراشٹر نے تصفیہ کی غرض سے شری سی ڈی۔ پٹیل کی صنعتی عدالت کے سپرد کر دیا ہے۔ یہ تنازعہ ملازمین کی درجہ بندی، تنخواہ اسکیل، مہنگائی بھتہ اور چھٹیوں وغیرہ کی سہولتوں سے متعلق ہے۔

آزادی کی کہانی اردو شاعروں کی زبانی

صفحہ نمبر ۱۶ سے آگے

جناب سکندر علی وجد آزادی کے اس "آفتاب تازہ" کا استقبال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

دامان چاک اشک مسرت سے تر ہے آج
دو سو برس کے بعد طلوع سحر ہے آج
گلچیں کے ساتھ دور تہی دامنی گیا
ہر شاخ گل سے بارش لعل و گہر ہے آج

اور ناگپور کے منشاء الرحمٰن خاں منشا بھی اس غیر مقدمی کورس میں شامل ہو کر اس طرح گیت گانے لگے ہیں:

قابل دید ہے فصل گل کی پھبن
ذرہ ذرہ میں ہے اک عجب بانکپن
آج تو اور ہی کچھ ہے رنگ چمن
پھول تو پھول کانٹے بھی ہیں خندہ زن
جس کو دیکھو وہ سرمست و شاداں ہے آج
رشک جنت ہمارا گلستاں ہے آج

جلد : ۳۰ • یکم ستمبر ۱۹۷۶ء • شمارہ : ۱۷

قیمت فی پرچہ : ۵۰ پیسے ، سالانہ : ۱۰ روپے

زیر نگرانی : خواجہ عبدالغفور آئی اے ایس

ترتیب
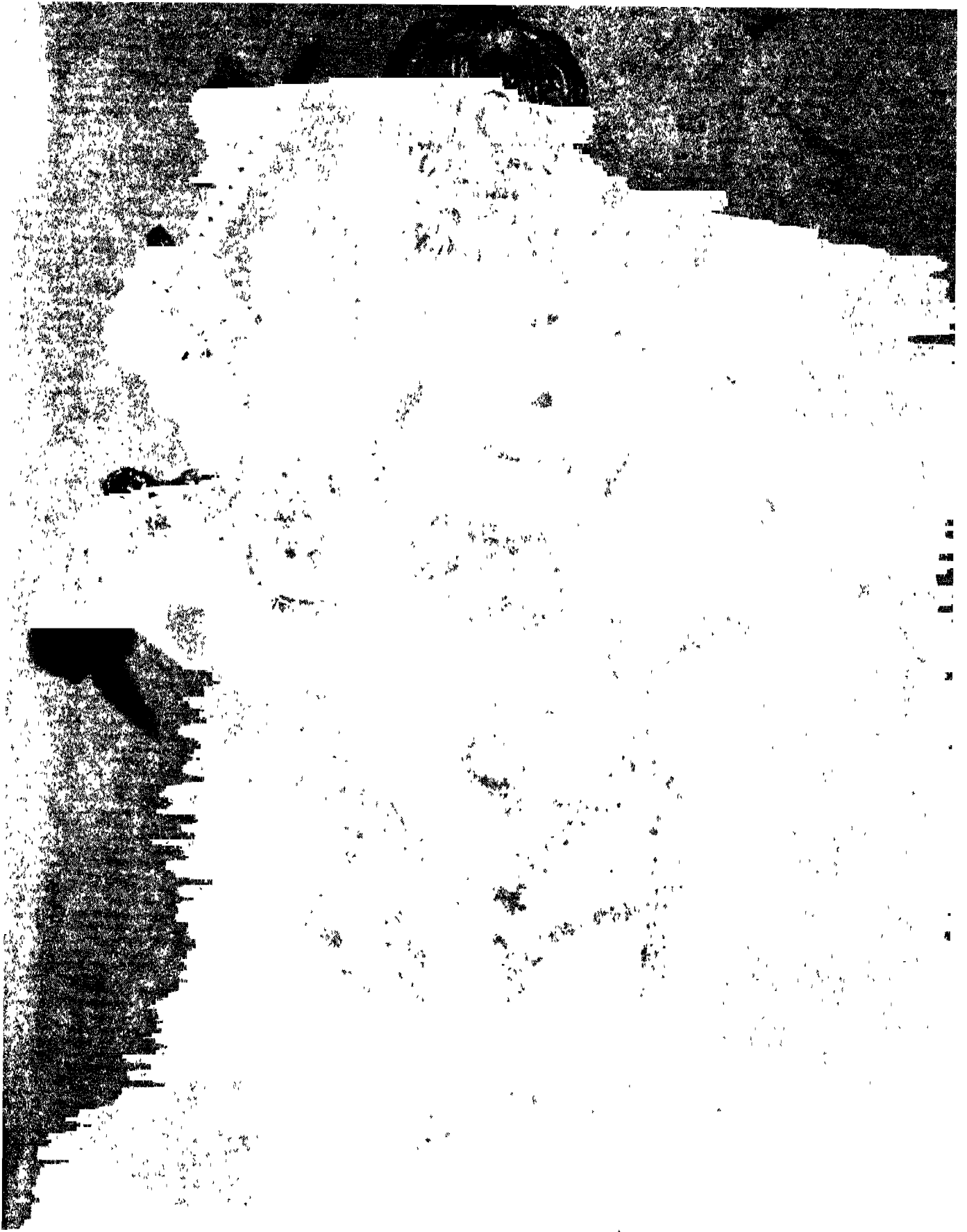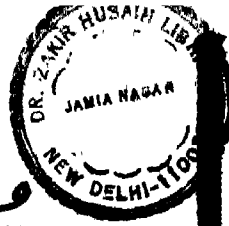
سخن ہائے گفتنی

گزشتہ دنوں ملک نے ایمرجنسی اور بیس نکاتی پروگرام کے نفاذ کی سالگرہ منائی ۔ ایمرجنسی کی برکتوں کے بارے میں بہت کچھ لکھا جا رہا ہے تاہم اس کے اصل فوائد ایک عام آدمی ہی بتا سکتا ہے جو افراطِ زر اور استحصال سے تنگ آ چکا تھا اور جسے اس ایک سال میں بڑی راحت نصیب ہوئی ہے ۔

ایمرجنسی کی برکتوں کو دوام عطا کرنے کے لئے حکومت چند پائیدار اقدامات پر بھی غور کر رہی ہے اور اس کا سب سے بڑا ثبوت ہے آئین میں بعض نہایت اہم اور بنیادی تبدیلیاں ، بلاشبہ ان تبدیلیوں سے ہندوستانی سماج میں زبردست انقلاب آئے گا اور ملک سیکولرازم ، سماجی فلاح اور ترقی کی نئی راہوں پر گامزن ہوگا ۔

مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکادمی نے گزشتہ ماہ اپنی اولین سالگرہ منائی ۔ اس موقع پر چیرمین اکادمی ڈاکٹر رفیق زکریا نے ایک جامع خطبہ دیا جو اس شمارہ میں ہدیۂ قارئین ہے ۔ علاوہ ازیں ممبر سکریٹری کی رپورٹ سے جو اس شمارے کی زینت ہے ان سرگرمیوں پر روشنی پڑتی ہے جو اپنے قیام کے اولین سال میں اکادمی نے انجام دیں ۔

ہمیں توقع ہے کہ دوسرے سال کے دوران اکادمی ریاست میں اردو کی ترقی اور ترویج کے لئے زیادہ سرگرم اور موثر ثابت ہوگی ۔

خواجہ عبدالغفور

خط و کتابت کا پتہ : چیف ڈائرکٹر آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز ، حکومت مہاراشٹر ، سچیوالیہ ، بمبئی نمبر ۳۲-۴۰۰۰

شری ایس، بی چوان کو یونٹی ایوارڈ

متحدہ ہندو مسلم محاذ، (یونائیٹڈ ہندو مسلم فرنٹ) حیدرآباد کی جانب سے یونٹی ایوارڈ ۱۹۷۵ء مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان کو دیا گیا ہے۔

یہ اعزاز دینے کے لئے ۱۱ اگست ۷۶ء کو جوبلی ہال حیدرآباد میں شاندار تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں شری شام راؤ کدم وزیر مملکت برائے آبپاشی، اطلاعات و پبلسٹی نے وزیر اعلیٰ شری چوان کی طرف سے جو بعض ناگزیر مصروفیات کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے تھے یہ ایوارڈ گورنر آندھرا پردیش شری آر ڈی بھنڈارے کے مبارک ہاتھوں سے قبول فرمایا۔ شری کدم نے وزیر اعلیٰ کی تقریر بھی پڑھ کر سنائی۔

وزیر اعلیٰ شری چوان نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ دیس کو مضبوط اور خوش حال بنانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ذات پات اور دین دھرم کے اختلافات بھلا کر ہندو مسلم فرنٹ کے اعلیٰ کام کو متحدہ طور سے سر انجام دیا جائے۔

آپ نے قومی یکجہتی کے لئے محاذ کی خدمات کو سراہا اور انھیں ایوارڈ دینے پر اس کا دلی شکریہ ادا کیا۔

شری آر۔ ڈی۔ بھنڈارے گورنر آندھرا پردیش نے فرمایا کہ مہاراشٹر کے لائق وزیر اعلیٰ کو یہ ایوارڈ پیش کرنا میرے لئے بڑی مسرت اور فخر کی بات ہے۔

قبل ازیں شری الیاس احمدی، صدر محاذ نے گورنر شری آر۔ ڈی بھنڈارے، شری شام راؤ کدم اور شری پی جگموہن ریڈی، چانسلر عثمانیہ یونیورسٹی کا کھلوشی کی اور محاذ کی سرگرمیوں پر روشنی ڈالی۔

اپنی استقبالیہ تقریب میں شری سید محمد علی ڈپٹی اسپیکر آندھرا لیجسلیٹو اسمبلی نے فرمایا کہ محاذ نے یہ یونٹی ایوارڈ ان اصحاب کی عزت افزائی کے لئے رکھا ہے۔ جو دیس میں امن، بھائی چارے اور قومی یک جہتی کو فروغ دینے کے کام میں لگے ہیں۔

اب تک یہ اعزاز پانے والوں میں سرحدی گاندھی، خان عبدالغفار خاں، وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی وزرائے اعلیٰ اتر پردیش، آندھرا پردیش اور کرناٹک اور سابق وزیر اعلیٰ آندھرا پردیش شری برہمانند ریڈی شامل ہیں۔

حیدرآباد پہنچتے ہی شری شام راؤ کدم نے سب سے اول سوامی رامانند تیرتھ کی سمادھی پر حاضری دی اور سوامی جی کو شردھانجلی ارپت کی۔ مختلف جماعتوں نے آپ کا سواگت کیا۔

جوبلی ہال حیدرآباد میں منعقدہ تقریب میں شری شام راؤ کدم وزیر مملکت برائے اطلاعات و پبلسٹی، وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان کی طرف سے گورنر آندھرا پردیش شری آر۔ ڈی بھنڈارے کے دست مبارک سے یونٹی ایوارڈ قبول فرما رہے ہیں۔

ڈائرکٹوریٹ جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز گورنمنٹ آف مہاراشٹر نے گورنمنٹ فوٹو زنکو پریس پونے نمبر ۴۱۱۰۰۱ میں چھپوا کر شائع کیا

۲۰ نکاتی پروگرام

کی عمل آوری میں مہاراشٹر کی سبقت

عام آدمی ۲۰ نکاتی معاشی پروگرام کا مرکزی نکتہ ہے۔ اس زبردست پروگرام کا مقصد جس کا اعلان وزیر اعظم نے ایک سال قبل کیا تھا ایک طرف کمزور طبقات کی مشکلات کو دور کرنا اور دوسری طرف معیشت کو ترقی دینا ہے۔ دوسرے الفاظ میں یہ سماجی انصاف کے حصول اور معاشی ترقی کا منصوبہ ہے ۔ درحقیقت یہ پروگرام غریبی کے خلاف نئی اور سخت جدوجہد کا آغاز ہے۔ ایک اور اہم بات یہ ہے کہ وزیر اعظم کی اس نئی تحریک کے دائرۂ عمل میں ملک کی کل سماجی اور معاشی سرگرمی آجاتی ہے۔ اس میں وہ تمام اہم اقدامات شامل ہیں جو پچھڑے ہوئے غریب لوگوں کے مصائب دور کرنے کے لئے اٹھانا ضروری ہیں۔

مہاراشٹر میں وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان کی سربراہی میں وزیر اعظم کا ۲۰ نکاتی پروگرام نہ صرف پورے جوش و خروش اور تندہی سے زیر عمل لایا جارہا ہے بلکہ بعض اہم نکات پر عمل درآمد کرنے میں مہاراشٹر ملک کی دیگر ریاستوں سے آگے ہے۔ اس سلسلے میں مہاراشٹر کی حاصل کردہ کامیابیوں کا مختصر جائزہ ذیل میں درج ہے۔

زبردست پیداوار

سال ۷۶-۱۹۷۵ء میں مہاراشٹر نے پہلے سے زیادہ ۹۳ لاکھ ٹن غلہ پیدا کیا جبکہ مقرر کردہ نشانہ ۸۵ لاکھ ٹن تھا۔ اس سے قبل کے سالوں میں غذائی پیداوار یوں تھی ۔ ۷۵-۱۹۷۴ء میں ۷۷ر۲۵ لاکھ ٹن اور ۷۴-۱۹۷۳ء میں ۲ر۳۶ لاکھ ٹن۔ امسال ریاست نے ایک کروڑ ٹن اناج کی پیداوار کا نشانہ مقرر کیا ہے۔ اس طرح ریاست غذائی طور پر خود کفیلی کے راستے پر آگے بڑھ رہی ہے۔

اناج کی پیداوار میں اضافہ ریاست کو خود کفیلی کی طرف لے جارہا ہے۔ اس کے ساتھ حکومت کی نئی حصولیابی پالیسی ضروری اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ کو موثر طور پر روکنے کے لئے حکومت کے ہاتھ مضبوط کررہی ہے۔ ۱۵ رمئی ۱۹۷۶ء تک ۵ لاکھ ٹن اناج کے مقررہ نشانہ کے تحت تقریباً ۲ر۴ لاکھ ٹن اناج حاصل کیا جاچکا تھا۔

ریاست میں تقسیم کے طریقہ کار میں بھی کافی سدھار پیدا کیا گیا ہے۔ اب ۳۰٫۰۰۰ مناسب قیمتوں کی دکانیں ہیں۔ بوگس راشن کارڈوں کے خاتمہ کے لئے چلائی گئی مہم بھی کارگر ہوئی اور ۱۹۷۵ء میں ۵ء۷ لاکھ یونٹ منسوخ کر دیئے گئے۔

اسی طرح ریاستی حکومت نے بڑھتی ہوئی قیمتوں کو روکنے کے لئے فوری اقدامات کئے اور اس کا خاطر خواہ نتیجہ بھی برآمد ہوا۔ اس سلسلے میں بیوپاریوں اور مینوفیکچروں کے نمائندوں سے کئی مرتبہ بات چیت کی گئی تاکہ قیمتوں کو کم کرنے کے لئے طریقے سوچے اور اختیار کئے جائیں۔ ذخیرہ اندوزوں اور بلیک مارکیٹ کرنے والوں کے خلاف اقدام کیا گیا۔ تھوک اور خوردہ فروشوں پر دباؤ ڈالا گیا کہ وہ بعض مقررہ اشیاء کے اسٹاک اور قیمتوں کا اظہار کریں۔

نیا سماجی نظام

زرعی اراضی کی حدبندی اور بے زمین افراد میں فاضل اراضی کی بسرعت تقسیم وزیر اعظم کے معاشی پروگرام کا اہم اقدام ہے۔ دیہی علاقوں کے لئے یہ اقدام بڑی سماجی و معاشی اہمیت کا حامل ہے۔ اس کی عمل آوری سے دیہی ہندوستان میں پورا زرعی ڈھانچہ بدلے گا اور نیا سماجی نظام رونما ہوگا۔ لہٰذا ریاست مہاراشٹر نے قدرتی طور سے اس پروگرام کو سب سے زیادہ اہمیت دی۔ نئے حدبندی اراضی ایکٹ کے تحت موثر اقدامات کے نتیجہ میں ۲۴۲ر۶۱ء۲ ہیکٹر اراضی فاضل قرار دی گئی۔ ۲۴ رجولائی ۱۹۷۶ء تک اس میں سے ۸۹٫۷۳۲ ہیکٹر اراضی ۵۸٫۶۱۰ افراد میں تقسیم کردی گئی۔ یہ تمام ریاستوں میں حاصل کردہ اراضی کے نصف سے زیادہ ہی ہوتی ہے۔

مہاراشٹر میں دوسرا اہم قدم تقسیم شدہ اراضی پر جوتائی کی تحریک ہے جو حکومت نے شروع کی ہے، کیونکہ فاضل اراضی پانے والے بے زمین افراد ہیں جو پسماندہ اور معاشی طور پر کمزور طبقات سے تعلق رکھتے ہیں لہٰذا کلکٹروں کو اس سلسلے میں یہ ہدایت کی گئی کہ وہ ٹریکٹر

مالکان کو خوشحال کسانوں اور شکر کارخانہ جات سے کھیت جوتنے کے لئے امداد طلب کریں۔ اس تحریک کا لوگوں نے کافی حد تک خیر مقدم کیا اور نہ صرف موجودہ خریف فصل کے لئے تمام تقسیم شدہ اراضی جوتی گئی بلکہ زیر کاشت بھی لائی گئی۔

اراضی ریکارڈ

اصلاحات اراضی بشمول حد ملکیت میں کمی کے تازہ اقدامات کے مدنظر دیہی ریکارڈ خصوصاً حقوقی ریکارڈ تاحال مکمل کرنے کی ضرورت میں اضافہ ہو گیا ہے۔ مہاراشٹر میں حقوقی ریکارڈ رکھنے کا طریقہ تمام علاقوں میں رائج کر دیا گیا ہے۔

جولائی ۱۹۷۵ء کے شروع میں ۱۰،۴۸۰ ترمیمی اندراجات کی تصدیق باقی تھی۔ ایک اور دو سال کی مدت کے باقی ترمیمی اندراجات کی تعداد بالترتیب ۱۶،۵۷۱ اور ۳۲،۳۴۳ ہے۔ اس سلسلے میں کئے گئے اقدامات کے نتیجے میں باقی ترمیمی اندراجات کی تعداد جون ۱۹۷۶ء کے اختتام پر ۲،۹۵۲،۴۲ رہ گئی تھی۔ اب بیشتر اندراجات ۳ ماہ سے کم عرصے کے ہیں۔

کاشت کاروں سے متعلق ریاستی پروگرام کا دوسرا خاص پہلو "کھاتے پستک" کی تقسیم ہے۔ یہ ایک طرح کی پاس بک ہے جس میں ملکیت اراضی، کاشت اور قابل ادائیگی محصول اراضی اور دیگر سرکاری و امداد باہمی بقایا جات وغیرہ کے بارے میں تفصیلات درج ہوتی ہیں۔ ریاستی حکومت کا ارادہ ہے کہ ۳۱ جنوری ۱۹۷۷ء تک ۶۰ لاکھ اراضی مالکان کو کھاتے پستکیں تقسیم کر دی جائیں۔

مہاراشٹر میں اس بے مثال اسکیم کے ذریعہ زرعی مالکان کی تکالیف کو بڑی حد تک دور کیا جا سکے گا۔

ادیباسیوں کو اراضی

حکومت مہاراشٹر نے ادیباسیوں کو اراضی کی بحالی کے سلسلے میں سخت اقدام کیا ہے۔ مہاراشٹر میں بیگار ختم کیا جا چکا ہے۔ پھر بھی افسران کو ہدایت کی گئی ہے کہ اگر کسی بھی دوسری شکل میں یہ رواج باقی ہو تو اسے سختی سے ختم کر دیا جائے۔

مہاراشٹر نہ صرف اصلاحات اراضی کے معاملے میں ملک کی دیگر ریاستوں سے آگے ہے بلکہ دیہی بے زمینوں میں مکان کے لئے اراضی کی تقسیم اور اس پر جھونپڑوں کی تعمیر کے معاملہ میں بھی سب سے آگے ہے۔ جون ۱۹۷۶ء تک ۱۰،۴۳ لاکھ مستحق بے زمین اشخاص میں سے ۸۵،۳ لاکھ افراد کو گھر بنانے کے لئے قطعہ اراضی دی جا چکی ہے۔ جولائی ۱۹۷۵ء سے جون ۱۹۷۶ء کے اختتام تک ....۱۳۰ جھونپڑے تعمیر کئے جا چکے ہیں۔ مارچ ۱۹۷۸ء تک پورا پروگرام مکمل کرنے کا ارادہ ہے۔

قرضداری سے نجات

قرض داری سے نجات ایک اور اہم اقدام ہے جو دیہی اور شہری غریبوں کے حق میں بڑا نعمت ہے۔ اس سے اب تک ۱۴،۹۳۹ قرض داروں کو ۳۹ لاکھ روپے کی حد تک فائدہ پہنچا ہے۔

حکومت نے دیہی قرض داری کے جائزہ وغیرہ کے لئے پانگے کمیٹی اور مانڈیکر کمیٹی مقرر کی تھی۔ ان کمیٹیوں نے اپنی اپنی رپورٹ پیش کر دی ہے۔ ان کمیٹیوں کی سفارشات حکومت کے زیر غور ہیں۔ امداد باہمی اداروں کی دوبارہ تنظیم و استحکام کے لئے اقدام کئے گئے تاکہ قرض کی بڑھتی ہوئی ضروریات پوری کی جا سکیں۔

اس کے علاوہ ریزرو بینک آف انڈیا کی رضامندی سے ایک اسکیم وضع کی گئی تاکہ تمام کاشت کاروں جن کے پاس ۵ ایکڑ (دو ہیکٹر) سے کم اراضی ہے، بے زمین مزدوروں، کھیت مزدوروں اور دیہی کاریگروں کو بشرطیکہ وہ امداد باہمی سوسائٹیوں کے ممبران ہوں فوری قرض جو ۲۵۰ روپے سے زیادہ نہ ہو دیا جا سکے۔

اقل ترین زرعی اجرت

کھیتوں میں کام کرنے والے مزدوروں کے لئے اقل ترین شرح اجرت مارچ ۱۹۷۴ء میں مقرر کر دی گئی تھی۔ اس سے ریاست میں ۵۴ لاکھ مزدوروں کو فائدہ پہنچا۔

تعلقہ سطح پر رابطہ اور جائزہ کمیٹیوں کو اقل ترین شرح اجرت کے نفاذ پر نظر رکھنے کی ہدایت کی گئی۔

مختلف افسران معائنہ کی جانب سے کارروائی کے نتیجہ میں ۲۷،۴۸۴ زرعی مزدوروں کو ۳۱ مارچ ۱۹۷۶ء تک ان کی باقی اجرت ادا کی گئی اور انھیں ۸ لاکھ روپے تک کا مالی فائدہ پہنچا۔

آب پاشی

۲۰ نکاتی معاشی پروگرام کے تحت ملک بھر میں مزید ۵۰ لاکھ ہیکٹر اراضی زیر آب پاشی لائی جائے گی۔ مہاراشٹر میں پنج سالہ منصوبے کے باقی ماندہ چار سال کے لئے نشانہ ۸۵،۱ لاکھ ہیکٹر رکھا گیا ہے۔ بڑے، درمیانی اور چھوٹے آب پاشی پروجیکٹوں اور اٹھاؤ سینچائی اسکیموں کے ذریعہ آب پاشی کا یہ نشانہ پورا کیا جائے گا۔

زیر زمین آبی ذرائع سے استفادہ کے لئے کام کی رفتار تیز کی گئی۔ اندازہ ہے کہ ریاست میں تقریباً ۵ لاکھ سینچائی کنوئیں

نکل آئیں گے ۔

پاور جنریشن پروگرام

پاور جنریشن میں جون ۱۹۷۵ء سے تیزی پیدا کی گئی ہے ۔ اپریل ، جون ۱۹۷۵ء کی سہ ماہی میں اوسطاً یومیہ پاور کی پیداوار ۲۹/۵۱ ایم یو تھی۔ اپریل، جون ۱۹۷۶ء کی سہ ماہی میں پاور جنریشن تیزی سے بڑھ کر یومیہ ۳۷،۴۵ ایم یو ہو گئی ۔

ریاستی حکومت نے مرکز کے سامنے آٹھ پروجیکٹوں کی تجویز رکھی تھی جس سے ۵۰۲۰ میگاواٹ بجلی حاصل کی جا سکے اور زیادہ سے زیادہ مطالبہ پورا کیا جا سکے ۔ مرکزی حکومت کے پلاننگ کمیشن نے ۳ تھرمل جنریشن پروجیکٹوں کو منظوری دے دی ہے جن سے ۱۰۲۰ میگاواٹ بجلی حاصل کی جائے گی ۔ اس کے علاوہ ۳۰۰ میگاواٹ ہائیڈرو جنریٹنگ قوت کا منصوبہ بھی بنایا گیا ہے ۔ ۷۶ - ۱۹۷۵ء میں ۶۶۶ موضع جات اور ۸۶۰ ہریجن بستیوں میں بجلی لگائی گئی اور ۴۸۶۴۸ زرعی پمپوں کو بجلی بہم پہنچائی گئی ۔

اپریل ۱۹۷۶ء سے جون ۱۹۷۶ء تک ۱۴۵ موضع جات اور ۲۷۵۷ زرعی پمپوں کو بجلی بہم پہنچائی گئی ۔

ہتھ کرگھا صنعت

اس صنعت میں ۱۰ لاکھ سے زیادہ مزدور لگے ہوئے ہیں ۔ حکومت ہند نے ناگپور میں ہتھ کرگھے کے لئے ایک وسیع ترقیاتی بلاک اور شولاپور میں ایک برآمدی پروجیکٹ کی منظوری دے دی ہے ۔ ریاستی حکومت نے ناگپور شولاپور اور ناندیڑ میں ہتھ کرگھا بنکروں کے لئے سہ ڈیزائن و تربیتی مراکز کھولنے کا فیصلہ کیا ہے ۔ یہ بھی فیصلہ کیا گیا ہے کہ اسمال انڈسٹریز ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے ٹیکسٹائل سکشن کو پونے سے ناگپور منتقل کر دیا جائے ۔

اس کے علاوہ ...۳۰ ہتھ کرگھوں کے لئے مشترکہ کارخانہ (کامن ورک شیڈس) ناندیڑ، ناگپور اور شولاپور میں ہر جگہ ایک ایک ہزار کے حساب سے کھولے جائیں گے ۔

شہری زمینوں کا سماجی کرن

پارلیمنٹ نے جو شہری اراضی حد بندی دباؤ عارگی ایکٹ (اربن لینڈ سیلنگ اینڈ ریگولیشن ایکٹ) پاس کیا ہے وہ ۱۹۵۹ شہری مجموعوں پر لاگو ہوتا ہے ۔ اس ایکٹ کے تحت حکومت جو زمینیں حاصل کرے گی وہ سماج کے کمزور طبقات کے لئے مکانوں کی تعمیر نیز دیگر عوامی مقاصد کے لئے استعمال کی جائے گی ۔

ریاستی حکومت نے اس سلسلے میں تمام علاقوں میں با اختیار عہدہ دار (کمپیٹنٹ اتھارٹیز) مقرر کر دئے ہیں ۔

صنعتوں میں مزدوروں کی شرکت

صنعتوں کے انتظامیہ میں ملازمین کی شرکت کی اسکیم مہاراشٹر میں کافی عرصے سے اپنائی جا چکی ہے ۔ جس کی سفارش مہاراشٹر پردیش کانگریس کمیٹی کے لیبر پینل نے کی تھی ۔ یہ اسکیم ۳۰۱ یونٹوں پر لاگو ہوتی ہے اور اب تک ... اونٹوں (۴۵ پرائیویٹ ، ۱۹ پبلک سیکٹر ، ۱۲ سینٹرل پبلک سیکٹر اور ۲۴ کوآپریٹیو یونٹ) میں زیر عمل آ چکی ہے

ہوسٹلوں کے لئے مناسب قیمتوں پر ضروری اشیاء

گزشتہ اپریل ۱۹۷۶ء سے ریاستی حکومت طالب علموں کے ہوسٹلوں میں فی کس ۱۵ ا کلوگرام کے حساب سے اناج فراہم کر رہی ہے ۔ اس کے ساتھ دوسری ضروری اشیا جیسے مٹی کا تیل اور لیوی شکر بھی فراہم کی جا رہی ہے ۔ طلبہ کے ہوسٹلوں میں ۹۰ پیسے فی نصف لیٹر کے حساب سے دودھ فراہم کرنے کی اسکیم بھی حکومت کے زیر غور ہے ۔

محکمہ امداد باہمی نے اسٹوڈنٹس کو آپریٹیو سوسائٹیوں کو کام چلاؤ سرمایہ کے طور پر ... ۱۲ ہے روپے دینے کا انتظام کیا ہے ۔!

کنٹرول قیمت پر کتابیں اور اسٹیشنری

ٹیکسٹ بک بیورو نے یکم مارچ ۱۹۷۶ء سے درسی کتابوں کی قیمت میں اوسطاً ۱۰ فیصد کمی کر دی ۔ تمام انجینیرنگ کالجوں اور سرکاری پالی ٹیکنکس میں بک بینک کام کر رہے ہیں ۔ رواں تعلیمی سال سے پرائمری اسکولوں سے اول تا چہارم جماعت کے لئے بک بینک اسکیم جاری کر دی ہے ۔ ثانوی اسکولوں میں بک بینک اسکیم جاری کرنے کا مسئلہ حکومت کے زیر غور ہے ۔ جہاں تک کاپیوں کی فراہمی کا تعلق ہے حکومت ہند کی جانب سے مناسب قیمتوں کا قاعدہ [illegible] میں اختیار کیا جا چکا ہے ۔

نئی اپرنٹس اسکیم کے تحت ۱۵،۸۲۲ اپرنٹس لگائے جا چکے ہیں ۔ جب کہ ۱۱،۱۵۱ اپرنٹس کا نشانہ ریاست کے لئے رکھا گیا تھا ۔ اس سلسلے میں تمام ریاستوں میں مہاراشٹر کا پہلا مقام ہے ۔

اس کے علاوہ ریاست نے وزیر اعظم کے پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے کچھ دیگر اقدامات کئے ۔ مثال کے طور اسمگلروں کی جائداد کی ضبطی کے لئے سخت ترین کارروائی کی گئی ۔

مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکادمی کی پہلی سالگرہ تقریب پر

چیرمین کا خطاب

ڈاکٹر رفیق زکریا، وزیر محصول، اور چیرمین اردو اکادمی نے یہ تقریر ۵ اگست کو کانفرنس ہال سچیوالیہ میں منعقدہ اردو اکادمی کی پہلی سالگرہ تقریب میں کی تھی۔

خواتین و حضرات!

یہ جلسہ جیسا کہ آپ کو بخوبی علم ہے مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکادمی کی اولین سالگرہ کے موقع پر منعقد کیا جارہا ہے اس کا ایک اور نیز اہم تر مقصد یہ ہے کہ آپ سے یعنی اردو داں عوام سے اکادمی کا بالواسطہ ربط قائم ہو۔ یہ درست ہے کہ مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکادمی ایک سرکاری ادارہ ہے لیکن یہ ادارہ جس کے قیام کا سہرا ہمارے ہر دلعزیز وزیر اعلیٰ جناب شنکر راؤ چوان کے سر ہے اور جس میں ہماری مقتدر و محبوب وزیر اعظم محترمہ اندرا گاندھی نے خصوصی دلچسپی لی ہے، عوامی خواہشات کی تکمیل کی غرض سے قائم کیا گیا ہے اور اس کی کامیابی کے لئے بنیادی ضرورت اس بات کی ہے کہ اسے عوام بالخصوص اردو داں طبقے کی خوشنودی اور حمایت حاصل ہو۔

مہاراشٹر اکادمی کے اولین سال کی کارکردگی آپ کے سامنے آچکی ہے۔ اکادمی نے اس سال کے دوران بالعموم حوصلہ افزائی کا رویہ اختیار کیا۔ ادیبوں اور شاعروں کے علاوہ کالجوں میں اردو طلبہ کی تنظیموں لائبریریوں اور دارالمطالعوں نیز اردو کی خدمت کرنے والے مختلف اداروں کو مالی امداد دیکر ان کی سرگرمیوں کو تیز تر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ امداد انفرادی طور پر دیکھنے سے تو بہت معمولی نظر آتی ہے۔ لیکن اکادمی کے کل سرمایہ کے پیش نظر ہمارے لئے یہ حقیقت قابل فخر و اطمینان ہے کہ ہم نے حکومت کی عطا کردہ رقم کا زیادہ سے زیادہ حصہ اردو کی ترقی و ترویج کے لئے خرچ کیا ہے اور دفتری نیز دیگر اخراجات میں بے حد بچت کی ہے۔

اس کے باوجود ہمیں احساس ہے کہ اکادمی کے اعلانات پر فی الفور عمل ہوا ہے۔ تعریفیں کم ہوئی ہیں تنقیدیں زیادہ۔ مبارکبادیاں کم ملی ہیں۔ شکایتیں اور مشورے زیادہ۔ لیکن نہ ہم ان تنقیدوں پر چیں بہ جبیں ہیں اور نہ شکایتوں کے شاکی ہیں۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جب کوئی نیا قدم اٹھتا ہے تو اس میں لغزش کا بھی امکان ہوتا ہے۔ جب کوئی نیا سفر شروع ہوتا ہے تو ابتدا میں راہ کا تعین مشکل ہوتا ہے۔ مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکادمی نے اپنا مبارک سفر بڑے اعتماد سے شروع کیا ہے کیوں کہ اسے عالی جناب شنکر راؤ چوان جیسی شخصیت کی قیادت اور اردو سے محبت کرنے والے لاکھوں عوام کا اعتماد حاصل ہے۔ لیکن اس امکان سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ترجیحات سے ہم میں کوتاہی ہوئی ہو۔ یہ معاملہ ہمیشہ تصفیہ طلب رہا ہے کہ کسی زبان کی تشکیل و بقا اور ترقی میں کون سے امور بنیادی ہیں اور کون سے محض فروعی۔ اردو کی ترویج و ترقی کے لئے کتابوں رسالوں اور اخباروں کی اشاعت ضروری ہے یا اردو بولنے پڑھنے اور لکھنے والوں کی امداد و پرورش؟ اردو دارالمطالعوں اور دفتروں میں زندہ رہے گی یا محفلوں اور مشاعروں میں، اسے عوامی سطح پر فروغ دینا اہم ہے یا سرکاری سطح پر۔ جو لوگ بیک جنبش قلم فیصلہ دے دینے کے عادی ہیں وہ کسی ایک چیز کی اہمیت ثابت کرنے میں زمین اور آسمان کے قلابے ملا سکتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ کتابوں کی اشاعت اور فروخت بھی اہم ہے اور دارالمطالعوں کا قیام اور ان میں کتابوں کی فراہمی بھی۔ اردو کی تعلیم و تدریس بھی ضروری ہے اور اس کے لکھنے پڑھنے والوں کا تحفظ و حوصلہ افزائی بھی۔ اردو کے مکتب اور اسکول بھی ضروری ہیں اور سرکاری دفاتر میں اردو کا استعمال بھی۔ لیکن ان تمام ضرورتوں کے احساس کے باوجود یہ مطالبہ کرنا یا فرض کر لینا کہ کوئی بھی ادارہ ابتدا ہی میں یہ تمام ضرورتیں پوری کر سکے گا ہرگز معقول نہیں کہا جاسکتا۔

اور نہ یہ واویلا درست ہے کہ اردو دم توڑ رہی ہے۔ یہ منفی اور قنوطی رویہ اردو

کے لیے کافی نقصان دہ ثابت ہوا ہے۔ پچھلی ربع صدی کا جائزہ لیں تو اردو کو جس قدر نقصان دیگر باتوں سے ہوا ہے اتنا ہی اردو والوں کی پست ہمتی، شکست خوردگی اور منفی انداز فکر سے ہوا ہے۔ کوئی تجاہل عارفانہ سے کام لے تو اور بات ہے ورنہ یہ حقیقت ہے کہ اردو کے لئے اس ملک میں آج جس طرح فضا سازگار ہے وہ شاید پہلے کبھی نہ تھی اور جب اردو انتہائی نامساعد حالات میں زندہ رہی تو آج کے بدلے ہوئے مہربان حالات میں وہ کیوں نہ پھلے پھولے گی۔

مہاراشٹر میں تو اردو کی ترویج و ترقی کے امکانات اور بھی روشن ہیں۔ یہ یہیں کی زبان ہے۔ اس سرزمین کی مٹی سے اس پیاری زبان کی سوندھی خوشبو ہمیشہ آتی رہے گی۔ مہاراشٹر کی اپنی زبان مراٹھی ہے لیکن مہاراشٹر کی تاریخ اور تہذیب سے اردو بھی اسی طرح وابستہ ہے۔ جہاں بھی مہاراشٹر اور مہاراشٹر والوں کے حسن کردار اور رواداری کا ذکر آتا ہے اردو ایک زندہ مثال کی صورت میں سامنے آکھڑی ہوتی ہے۔ جس زمانے میں شمالی ہند میں اردو پر برا وقت پڑا تھا اردو کی جائے پناہ یہی ریاست تھی۔ پھر بھلا کیا وجہ ہو سکتی ہے کہ اردو اور مہاراشٹر کا یہ قدیم اور مقدس رشتہ آج کے خوبصورت اور مثالی دور میں ٹوٹ جائے۔

یہ عظیم رشتہ ایک تاریخی حقیقت ہے۔ اس رشتہ کے نتیجے میں ایک نئی زبان یا نیا لہجہ دکنی کے نام سے ابھرا۔ مہاراشٹر کے علاقے دولت آباد پر علاؤالدین خلجی کا حملہ ایک سیاسی اقدام تھا لیکن اس سے کئی تہذیبی اثرات نمودار ہوئے جو بڑے دیرپا ثابت ہوئے۔ ان میں سے ایک تھا لسانی اشتراک و اختلاط جو ایک نئی بولی کے وجود میں آنے کا سبب بنا۔ علاؤالدین خلجی ہی کے زمانے میں جب امیر خسرو شمالی ہند میں اردو زبان و ادب کی مشاطگی کر رہے تھے تو ان کے مہاراشٹری معاصرین میں مشہور سنت اور صوفی گیانیشور اور ان کی بہن مکتابائی بھی مراٹھی کے ساتھ ساتھ اپنے خیالات کے موتی اردو کی لڑیوں میں پرو رہے تھے۔ مہاراشٹر میں اردو شاعری کی یہ قدیم روایت سنت نامدیو، ایکناتھ، تکارام، رامداس اور امرت رائے کی شاعری میں بھی ابھری۔ بقول جسٹس راناڈے مراٹھی کے یہ سنت کوی ذولسانی شاعر تھے اور مراٹھی کے ساتھ ساتھ اردو میں بھی شاعری کرتے تھے۔

پھر کچھ زمانے بعد محمد تغلق نے دولت آباد کو پایۂ تخت بنانے کے لئے دلی کی آبادی اور تہذیب کو اس خطے میں منتقل کرنے کی کوشش کی جو جزوی طور پر کامیاب بھی رہی۔ دولت آباد مستقل پایۂ تخت نہ رہا۔ لیکن شمال سے آئی ہوئی آبادی یہاں بس گئی اور اس کی تہذیب نے اس خطۂ ملک کے رنگا رنگ گلشن میں نئے پھول کھلانے شروع کر دیئے۔ اردو کا نیا روپ نکھرنے لگا، سنورنے لگا۔ دکنی کا یہ نکھرا ہوا روپ بقول عزیز اللہ ہمرنگ جنھوں نے قرآن شریف کے ایک پارے کی تفسیر کی "زبان اورنگ آبادی" کہلایا۔

مہاراشٹر سے اردو کے رشتہ کا ایک اور بڑا سبب یہ ہے کہ جنوب کی مسلم سلطنتوں نے اپنے سرکاری اور درباری امور میں فارسی کو فروغ دیا۔ اس سے مہاراشٹر کی زبان بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔ آج بھی مراٹھی میں لاتعداد الفاظ ایسے ہیں جن کا مبداء فارسی یا عربی ہے۔ مراٹھی اور اردو کا لسانی رشتہ بھی مستحکم ہے۔ پرانی اردو یا دکنی نے بیسیوں لفظ مراٹھی سے مستعار لئے ہیں۔ ان میں اسماء افعال اور سبھی طرح کے الفاظ شامل ہیں۔ مراٹھی کے نکو (نہیں) اور تاکیدی "چ" (ہی) کو دکنی میں کلیدی حیثیت حاصل ہے۔ اسماء اور افعال کے علاوہ اردو امثال پر بھی مراٹھی کا اثر نظر آتا ہے۔ چنانچہ "بیل آلا آنی زدپا کیلا" اور "سالٹھے بدھے نھاٹے" جیسی مراٹھی امثال بھی وجہی کی "سب رس" اور قطب مشتری میں محفوظ ہیں۔ مراٹھی میں بھی اندازاً ۳۵ فیصد الفاظ فارسی اور عربی سے مستعار ہیں۔ یہ لفظ مراٹھی زبان میں کچھ اس طرح شیر و شکر ہو گئے کہ قاری کو اس کی اصل کا اندازہ نہیں ہو پاتا۔ اکل، اکل مند، ازمادنے، عطر، عطر دانی، ادلا بدل، علاج، صلا، (صلاح) قرض دار، کرامت، کم نشینی، قلم اور قلمی جیسے بے شمار الفاظ کے ساتھ ہی یہاں کے القاب بھی فارسی، عربی کے اثرات کے تحت ہیں۔ مثلاً پھڈنیس (فردنویس) چٹنیس (چٹھی نویس) کارخانیس (کارخانہ نویس) فارسی کا اثر ظاہر کرتے ہیں۔ اسی طرح انعامدار اور تعلقہ دار بھی اسی ذیل میں آتے ہیں۔ فارسی کے یہ اثرات انتظامی اور عدالتی اصطلاحوں میں بھی سرایت کر گئے ہیں۔ چنانچہ خاصدار (ممبر پارلیمنٹ) نامدار (وزیر) عام دار (ایم ایل اے) نیز حلف اٹھاتے وقت استعمال ہونے والا فقرہ "ایماسنے اعتبار سے" مراٹھی پر فارسی عربی اثرات کی چند مثالیں ہیں۔ فارسی کا یہ اثر مراٹھی ضرب الامثال پر بھی ہے۔ جس کی ایک مثال گلدستیانت ٹھیونے (گلدستہ میں رکھنا) ہے جس کے معنی کسی چیز کو صیغہ راز میں رکھنے کے ہیں۔ فارسی اور مراٹھی کے درمیانی زبان اردو تھی۔ بیجاپور کی عادل شاہی جس میں موجودہ مہاراشٹر کا بڑا حصہ شامل تھا۔ فارسی، اردو اور مراٹھی کا گہوارہ تھی جہاں یہ زبانیں سرکاری اور عوامی سطح پر رائج تھیں اور ترقی کر رہی تھیں۔ اس طرح اردو اور مراٹھی دو الگ خاندانوں کی زبانیں ہونے کے باوجود ذخیرۂ الفاظ کے نقطۂ نظر سے بے حد قریب اور یکساں تھیں اور ہیں۔

اردو اور مراٹھی کا ایک اور پاکیزہ رشتہ یہ ہے کہ صوفیوں اور سنتوں نے اخلاقی آفاقی اور انسانی پیغام پھیلانے کے لئے انھیں زبانوں کو استعمال کیا۔

حضرت سید گیسو دراز، شاہ میراں جی اور برہان الدین جانم نے جہاں اردو کو عوام کے قریب کیا۔ وہیں شاہ تراب چشتی، حضرت شاہ شریف اور رحمین آبالال نے اپنے کلام اور اپنے مشن سے اردو اور مراٹھی کو قریب لانے کی کوشش کی۔ اس ضمن میں شاہ تراب چشتی کی نظم "من سمجھاون" خاص طور پر قابل ذکر ہے جو مراٹھی سنت رام داس کی مشہور زمانہ "مناچے شلوک" کا آزاد ترجمہ ہے اور مراٹھی اور اردو داں عوام میں فکر و نظر کی یگانگت پیدا کرنے کی کوشش میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔

پھر امرت رائے اور ولی دکنی جیسے شعراء تھے جو جذباتی اور لسانی ہم آہنگی کا خوبصورت نمونہ پیش کرتے ہیں۔ امرت رائے گو کہ بنیادی طور پر مراٹھی کے شاعر تھے، لیکن انہوں نے دکنی اردو میں بھی شاعری کی۔ اپنی مشہور تخلیق سلاماچر تر میں انھوں نے مثنوی کی بحر استعمال کرتے ہوئے دکنی زبان میں شاعری کی ہے۔

عجب ہے گرو جی وہی کارساز
خلق بیچ میانے وہی کارساز
توہی ہے کرم بخش صاحب غنی
اسی کوں کہے کل عالم غنی
اسی نے بنایا زمیں آسماں
چون آب و آتش بنایا مکاں
بنایا جو بندہ سبب بندگی
نہیں جا نتا وہ پڑا گندگی
ہمیشہ فکر پیٹ کی ہے پڑی
فکر یاد مولا نہیں بندگی

ولی دکنی جنھیں اردو شاعری کا باوا آدم کہا جاتا ہے اردو اور مراٹھی سے ملی ہوئی زبان میں شاعری کرتے تھے۔ شمال میں ان کی شاعری کو ازراہ تمسخر "برہمن کی بیٹی" کہا گیا۔ لیکن درحقیقت یہی زبان اس ملک کے دل کی دھڑکن تھی۔ اس زبان نے ہندوستان کے پھولوں اور موسموں کی خوشبو رچی ہوئی تھی اور مہاراشٹر کو فخر ہے کہ اس نے تہذیب کو یہ خوب صورت زبان دی ہے۔

اردو مہاراشٹر یا اردو اور مراٹھی کا یہ خوب صورت اور تاریخی رشتہ مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکادمی کے پیش نظر رہا ہے۔ اس کے بنیادی مقاصد میں سے ایک اہم مقصد تخلیقی مساعی کے تبادلے کے ذریعہ اردو و مراٹھی کو قریب لانا بھی ہے۔ چنانچہ اس مقصد کے حصول کی خاطر امسال مہاراشٹر اکادمی مراٹھی کی چار کتابوں کا اردو ترجمہ کرا رہی ہے یقین ہے کہ یہ ترجمے اردو ادب میں ایک خوب صورت اضافہ ثابت ہوں گے۔

مہاراشٹر اور اردو کا یہ تعلق آج بھی شاداب ہے۔ اس وجہ سے نہیں کہ مراٹھی کے بعد اردو ہی اس ریاست کی سب سے زیادہ سمجھی اور بولی جانے والی زبان ہے بلکہ اس لئے بھی کہ اردو کے ممتاز ترین ادیبوں اور شاعروں نے اس ریاست کی راجدھانی کو اپنا وطن بنا لیا ہے اور یہاں کی ادب نواز اور خوشگوار فضا میں اپنی زبان اور ملکی ثقافت کی خدمت میں مصروف ہیں علاوہ ازیں اردو صحافت کے لئے بھی یہ ریاست مرکزی حیثیت کی حامل ہو گئی ہے جہاں سے نہ صرف بے شمار اخبارات اور رسالے اور جریدے شائع ہوتے ہیں بلکہ ملک بھر سے شائع ہونے والے اردو رسائل اور جرائد سب سے زیادہ یہیں فروخت ہوتے اور پڑھے جاتے ہیں۔

اردو تعلیم کے میدان میں بھی مہاراشٹر پیش پیش ہے اردو ذریعہ تعلیم والے پرائمری اور سکنڈری اسکولوں کی تعداد جتنی اس ریاست میں ہے شاید ہی ملک کے کسی اور علاقے میں ہو۔ سرکاری انتظام کے تحت شائع ہونے والی اردو درسی کتب اعلیٰ ترین معیاری کتابوں کے مقابلے میں رکھی جا سکتی ہیں۔ تعلیم کی اہمیت کے پیش نظر مہاراشٹر اردو اکادمی ایسے ہائی اسکولوں کی ایک ڈائرکٹری مرتب کر رہی ہے جن کا ذریعہ تعلیم اردو ہے — علاوہ ازیں اردو میں تعلیم کے مسائل کا جائزہ لینے کے لئے جعفری کمیٹی کا تقرر کیا گیا تھا۔

فلمی صنعت کا مرکز بھی ہماری یہ ریاست ہے اور یہ صنعت اردو شاعری سے خوشہ چینی کر کے پورے ملک میں اردو کی تازگی، دلکشی اور نغمگی کو پھیلا رہی ہے۔

غرضیکہ مشترکہ تہذیب کی زندہ علامت اردو کو مہاراشٹر اور حکومت مہاراشٹر نے آنکھوں سے لگایا ہے اور دل میں بٹھایا ہے۔ اسے قومی یکجہتی کی نمائندہ زبان کی حیثیت دی ہے اور اس کی بقا و ترقی کے لئے متعدد وسائل پیدا کئے ہیں جن میں سے ایک اردو اکادمی بھی ہے۔

اردو اکادمی ایک قدم ہے جسے منزل سمجھنا درست نہ ہوگا۔ یہ ایک کوشش ہے جس کا نتیجہ ہنوز منتظر صبح فردا ہے۔ یہ ایک ذریعہ ہے جس سے اردو زبان و ادب کے پرستار اپنی خواہشات اور اپنے مطالبات کی تکمیل کرا سکتے ہیں۔

اپنی سالگرہ کے اس مبارک موقع پر مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکادمی عہد کرتی ہے کہ وہ اردو کی ہمہ جہتی ترقی کے لئے اور اردو والوں کے جائز مطالبات کی تکمیل کی جدوجہد کرے گی۔ وہ اس ریاست میں لسانی اتحاد، رواداری اور مفاہمت کو فروغ دینے کے لئے کوشاں رہے گی۔ اور اسے امید ہی نہیں یقین ہے کہ اپنے عظیم اور لائق احترام صدر عالی جناب شنکر راؤ چوان کی قیادت میں اسے ہر ہر قدم پر کامیابی و کامرانی حاصل ہو گی۔ شکریہ

اکادمی کے تین اہم فیصلے:

چیرمین اردو اکادمی نے پہلی سالگرہ کے موقع پر مندرجہ ذیل فیصلوں کا اعلان کیا ● اکادمی کی جانب سے ایک اردو پریس قائم کیا جائے گا۔ ● حکومت مہاراشٹر کے تحت ناٹیہ مہوتسو میں اردو ڈرامے بھی قبول کئے جائیں گے اور بہترین اردو ڈرامہ پر پانچ ہزار روپے انعام دیا جائے گا۔ ● مشہور شاعر اور صحافی اعجاز صدیقی کو ان کی ادبی صحافتی خدمات کے اعتراف کے طور پر پانچ ہزار روپے کا انعام دیا گیا۔

نومبر ۱۹۵۶ء میں لسانی بنیادوں پر نئے سرے سے ریاستیں بنیں تو سابقہ ریاست حیدرآباد کے ۵ ضلعوں کے ساتھ کچھ جدید از سیاستداں و دانشور بھی بمبئی کے حیطۂ اقتدار میں آئے اور ہمہ جہتی ثقافت، ملی جلی تہذیب، لسانی ہم آہنگی اور رواداری بھی اپنے ساتھ لے آئے جس کے نمائندہ اور علمبردار شری شنکر راؤ چوان تھے۔ لیکن کچھ عرصہ تک انہوں نے اپنی مدبرانہ کاوشیں اور سیاسی جدوجہد ضلع ناندیڑ میں مرکوز رکھیں جو نہ تو ترقی یافتہ تھا اور نہ ہی بہت زیادہ خوشحال۔

یکم مئی ۱۹۶۰ء کو صوبہ مہاراشٹر نے جنم لیا تو اس کے ساتھ شری چوان کی خداداد صلاحیتیں پھلنے لگیں اور بحیثیت ایک وزیر یہ ہر میدان میں ممتاز اور منفرد نظر آنے لگے۔ ان کی سیاسی تدبیروں نے مراٹھواڑہ کے پچھڑے ہوئے خطے کو خاطر خواہ بڑھاوا دیا۔ اس کے بعد ان کی انفرادیت اور شخصی عظمت کو تقاضا ہوا کہ وہ وزیر اعلیٰ کے عہدۂ جلیلہ پر فائز ہوں اور جیسے ہی انہوں نے اس حیثیت سے عنانِ حکومت کو سنبھالا ان کی دوررس اور دوربین نظروں کو وسیع تر دائرہ ملا جو گہرا بھی تھا اور محیط بھی۔ چنانچہ انہوں نے ۱۸ فروری ۱۹۷۵ء کے پالیسی اعلامیہ میں جہاں بہت ساری اچھی اچھی باتیں کہیں وہیں پر انہوں نے یہ بھی اعلان کیا کہ اردو مرہٹی کے درمیان صحت مند ربط و تعاون کی غرض سے اردو اکادمی قائم کی جائے۔ مرہٹی ان کی مادری زبان ہے اور وہ خود مہاراشٹر کی تہذیبی زندگی کے علمبردار ہیں۔ ان کی پیدائش اس خطے میں ہوئی کہ جہاں پر اردو نے جنم لیا۔ انھوں نے اردو میں تعلیم حاصل کی۔ اس طرح یہ محض اردو داں نہیں بلکہ اردو کے پیدائشی شیدائی اور بڑی حد تک اہلِ زبان بھی ہیں۔ اس حقیقت سے کون واقف نہیں کہ مہاراشٹر میں مرہٹی کے بعد اردو ہی سب سے زیادہ بولی جانے والی زبان ہے۔ اس لیئے ان کا یہ اقدام اردو کے لیے نیک فال ہی نہیں بلکہ اس اکادمی کے قیام سے مرہٹی بھی اردو بولنے اور جاننے والوں کے قریب سے قریب تر ہوگی۔ یہ بھی ان کے ذہن رسا میں تھا کہ مرہٹی اردو کے نزدیک آئے گی تو سارے ہندوستان میں مرہٹی بھی مقبول عام ہوگی کہ ان دونوں کا ایک دوسرے سے گہرا سمبندھ ہے اور اردو ادیب اور شاعر آج مہاراشٹر کے بمبئی شہر میں جتنے رہ رہے ہیں وہ کسی اور شہر میں نہیں۔

جب اردو اکادمی کے قیام کا اعلان ۱۶ اپریل ۱۹۷۵ء کو ہوا تو یہ کسی کے ذہن میں نہ تھا کہ اس کو ہندوستان کے صدر جمہوریہ کی سرپرستی بھی نصیب ہوگی اور وہ بنفس نفیس اس کے افتتاح کی رسم ۲۰ اپریل کو اپنی نیک تمناؤں کے ساتھ انجام دیں گے۔ انھوں نے وزیر اعلیٰ کے اس اقدام پر مبارکباد دیتے ہوئے اس امر پر اظہار مسرت کیا کہ اردو کو اب سارے ہی صوبوں میں اس کا جائز مقام حاصل ہو رہا ہے۔

صدر جمہوریہ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اردو اور ہندی دونوں ہی ہندوستان میں یکجہتی اور اتحاد و اتفاق بنائے رکھنے میں کارگر اور موثر ذریعہ

ہیں۔ اس لئے اردو کی ترویج و ترقی اس خصوص میں معاون ہوگی۔

اردو اکادمی کے لئے یہ بھی ایک فال نیک تھا کہ غیر متوقع طور پر جناب شیخ عبداللہ صاحب وزیراعلیٰ جموں و کشمیر نے بھی شرکت کی اور حکومت مہاراشٹر کو مبارک باد پیش کی۔ عثمانیہ یونیورسٹی اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے سابق وائس چانسلر اور مہاراشٹر کے گورنر جناب علی یاور جنگ کی اس جلسے کی صدارت نے اس اکادمی کو رنگ و خوشبو عطا کیا۔

اردو اکادمی کی صدارت عظمیٰ کی ذمہ داری عالی جناب شنکر راؤ چوان نے قبول کر کے اس اکادمی کی عزت افزائی کی اور اردو زبان کو بجا طور پر فخر کرنے کا موقع عطا فرمایا۔

اردو اکادمی کی خوش بختی ہے کہ جناب ڈاکٹر رفیق زکریا وزیر محصولات، شہری ترقیات، پروٹوکول، سیاحت اور اوقاف جیسا فاضل ادیب، مورخ اور لسانیات کا ماہر چیرمین ملا۔ انہوں نے بھی اس موقع پر واضح فرمایا کہ صدر جمہوریہ ہند کے ہاتھوں اس اکادمی کا افتتاح نہ صرف اس وجہ سے فال نیک ہے کہ وہ صدر مملکت ہیں بلکہ اس وجہ سے بھی کہ وہ اردو کے لافانی شاعر اسداللہ خاں غالب کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور انھیں اردو سے نہ صرف پیار ہے بلکہ وہ اردو کی ترقی میں ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں۔ ڈاکٹر رفیق زکریا نے وزیراعلیٰ جناب شنکر راؤ چوان کی صدارت کو اس بات کی ضمانت گردانا کہ اردو زبان یقیناً ترقی کرے گی اور مہاراشٹر میں یک جہتی ، یکجہتی اور یگانگت کو تقویت پہنچائے گی۔

اس موقع پر سکندر علی وجد، علی سردار جعفری، خواجہ احمد عباس اور کرشن چندر نے بھی وزیراعلیٰ کے اس اقدام کی بھرپور سراہنا کی۔ اور نیک توقعات وابستہ کیں۔ اس موقع پر اغراض و مقاصد اور اراکین کے انتخاب کا اعلان کر دیا گیا۔ مہاراشٹر اردو اکادمی کے افتتاح اور اس کے باقاعدہ قیام و عمل آوری میں کچھ مہینے لگ گئے کیونکہ دفتر کی جگہ اس کے عملہ اور دیگر تفصیلات سے نمٹنا آسان کام نہ تھا۔ چنانچہ ۲۰ مئی کو اس کا اولین اجلاس صدر اکادمی عالی جناب شنکر راؤ چوان کی صدارت میں ان کے گھر پر منعقد ہوا اور یکم جولائی ۱۹۷۵ء کو سچیوالیہ میں ایکزیکیوٹو آفیسر اور عملہ کے تقرر کے ساتھ کارکردگی شروع ہوئی۔ جو زیادہ تر ان تجاویز اور تصفیوں پر مبنی ہے جو پہلے اجلاس میں پیش ہوئے چنانچہ ابتدائی طور پر اعلان کئے ہوئے اغراض و مقاصد کے سوا بھی بہت سارے کام وزیراعلیٰ کی ہدایت و رہبری میں شروع کئے گئے۔ ڈاکٹر رفیق زکریا چیرمین کی دلچسپی اور ان کے مشورے اس اکادمی کو بروقت میسر رہے اور ان سے استفادہ اردو زبان کی بقا ترقی اور ترویج کے لئے ہمیشہ ممد و معاون رہتے ہیں۔

مہاراشٹر اردو اکادمی نے سب سے پہلے ادیبوں اور شاعروں کو ان کی تخلیقات پر نقد انعام کی اسکیم کو لیا اور ۲۴ جنوری ۱۹۷۶ء کو نثر میں ۳ انعام ایک ہزار اور ۵۰۰ کے اور شاعری میں تین انعام ۷۵۰ روپئے ۵۰۰ روپئے اور ۲۵۰ روپئے کے عطا کئے (سرکاری اعلامیہ ای یو اے/۱۰۷۵ بی، مورخہ ۲۰ جنوری ۷۶ء) ۲ مارچ ۱۹۷۶ء کو بذریعہ سرکاری اعلامیہ ای یو اے/۱۰۷۵ (تیا آئی اے) مسودوں کی طباعت اور اشاعت کے لئے ۱۹ ادیبوں اور شاعروں کو رقمی امداد زیادہ سے زیادہ تین ہزار روپئے اور کم از کم ۱۰۰۰ روپئے عطا کی گئی۔ جملہ ۲۹۰۰۰ روپیہ خرچ کیا گیا۔ اسی طرح تیس کالجوں کی اردو انجمنوں کو بحساب ۵۰۰ روپیہ اور ۱۰۰۰ روپیہ فی انجمن جملہ ۱۹۵۰۰ روپیہ تقسیم کئے گئے۔ ۲۵ کتب خانوں کو ۵۰۰ روپیہ فی کتب خانے کے حساب سے ۱۲۵۰۰ روپیہ مالیت کی کتابیں دی گئیں۔

مہاراشٹر اردو اکادمی کو اردو بورڈ کی طرف سے ایک نیا اردو ٹائپ رائٹر بطور عطیہ وصول ہوا جس کی وجہ سے خط و کتابت کے کام بسہولت انجام پاتے ہیں۔

سال زیر رپورٹ میں بورڈ کی چار میٹنگیں منعقد ہوئیں جن میں معزز ارکان نے نہ صرف شرکت کی بلکہ اپنی قیمتی تجاویز اور مفید مشوروں سے اس کی کارکردگی کو آگے بڑھایا۔

مختلف مواقع پر حسب ضرورت کمیٹیاں بنائی گئیں اور جن میں اکادمی کے اراکین کے سوا ممتاز ادیب اور شاعروں کو شریک کیا گیا ان کے نام حسب ذیل ہیں۔ جن کی دلچسپی اور محنت نے اکادمی کے مسائل سلجھائے۔ ان سب کمیٹیوں کی ۳ میٹنگیں منعقد ہوئیں۔

۱۔ جناب شہاب الدین دسنوی
۲۔ جناب مجروح سلطان پوری
۳۔ محترمہ قرۃ العین حیدر

اغراض و مقاصد کے تحت اس کی بھی گنجائش رکھی گئی ہے کہ سرکاری بجٹ کے ماسوا اکادمی بطور خود مختلف ذریعوں سے فنڈ حاصل کرے گی۔ تاکہ اس کی اسکیموں میں محض روپیہ کی کمی کی وجہ سے رکاوٹ نہ ہو۔ ویسے تو شری شنکر راؤ چوان نے اپنی جملہ تقریروں اور دوردرشن پروگرام میں یہ واضح کر دیا کہ اردو اکادمی کو کبھی سرمایہ کی کمی نہیں محسوس ہونے دی جائے گی۔ چنانچہ ہندستانی بک ٹرسٹ کی معاونت کے ساتھ ۲۴ جنوری ۱۹۷۶ء کو برلا ہال میں ایک شاندار پروگرام، "شام بہاراں" کے نام سے منعقد کیا گیا۔ جو اپنی ندرت اور انوکھے پن کی وجہ سے غیر معمولی طور پر مقبول ہوا۔ اس کی صدارت عالی جناب شنکر راؤ چوان نے کی۔ ڈاکٹر رفیق زکریا کی موجودگی میں شری دریا جرن شکلا وزیر اطلاعات و نشریات نے

(مزید صفحہ نمبر ۱۳ پر)

مولانا فضل حق خیرآبادی

عبدالسلام اعظمی
166/- پائپ روڈ۔ کرلا۔ بمبئی ۴۰۰۰۷۰

ہمارے ملک کی جنگِ آزادی میں ہر طبقہ، ہر فرقہ اور ہر شعبۂ زندگی کے لوگوں کے ساتھ علماء کا طبقہ بھی پیش پیش رہا۔ مولانا فضل حق خیرآبادی انہیں علماء میں سے ایک تھے۔ جنھوں نے قوم کی بہبودی اور ملک کی آزادی کے لئے اپنی قیمتی جان کی نذر پیش کی تھی۔ مولانا فضل حق خیرآبادی ایک اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کا سلسلۂ نسب حضرت عمر فاروق رضؓ سے ملتا تھا۔ ان کے والد مولانا فضل امام دہلی میں صدرالصدور کے منصب پر فائز تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ شاہ عبدالقادر محدث دہلوی اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے حدیث پڑھی اور تیرہ سال کی مختصر عمر میں تمام علوم مروجہ سے فارغ ہو گئے۔ حافظہ اتنا اچھا تھا کہ چار ماہ کی قلیل مدت میں پورا قرآن حفظ کر لیا اور زمانے کے دستور کے مطابق درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ مولانا فضل امام نے ایک بڑی عمر کے طالب علم کو آپ کے حوالے کیا جو کند ذہن تھا اسے تھوڑا سا سبق پڑھایا اور کتاب پھینک کر درس سے اٹھوا دیا۔ اس پر مولانا فضل امام سے جا کر شکایت کی۔ انھوں نے مولانا کو بلوایا اور اس زور سے تھپڑ رسید کیا کہ دستارِ فضیلت دور جا گرا۔

فرمایا:

"تو تمام عمر بسم اللہ کے گنبد میں رہا۔ ناز و نعم میں پرورش پائی جس کے سامنے کتاب رکھی اس نے خاطر داری سے پڑھایا، طلبہ کی قدر و منزلت تو کیا جانے؟ اگر مسافرت کرتا، بھیک مانگتا اور طالب علم بنتا تو حقیقت معلوم ہوتی، طالبِ علم کی قدر ہم سے پوچھ" اور اس کے بعد مولانا نے اپنی زندگی کے کسی دور میں درس و تدریس کا سلسلہ ترک نہ کیا۔ جو بھی آتا اس سے مستفیض فرماتے۔

۱۸۵۷ء کے شروع ہنگامے میں مولانا الور میں نشر و اشاعت کے کام میں مصروف تھے۔ اگست ۱۸۵۷ء میں دہلی پہنچے۔ مسلمانوں کو جنگ پر آمادہ کرنے اور جہاد کی ترغیب دینے کے لئے مولانا کے مشورے سے ایک فتویٰ مرتب کیا گیا۔ یہی فتویٰ آگے چل کر مولانا کی زندگی کا رُخ پھیر دینے والا تھا۔

دہلی فتح ہونے کے بعد مولانا کچھ عرصے تک علی گڈھ اور اس کے اطراف کے علاقے میں چھپتے چھپاتے رہے اور جب ملکہ وکٹوریہ نے عام معافی کا اعلان کیا تو مولانا اس پر اعتماد کر کے خیرآباد پہنچے۔ بالآخر دو آدمیوں کی مخبری سے گرفتار کر لئے گئے اور مقدمہ کے لئے لکھنؤ بھیج دیئے گئے۔

مخبر نے عدالت میں انکار کر دیا کہ مجھے نہیں معلوم کہ فتویٰ جہاد پر دستخط کرنے والے فضل حق یہی ہیں یا کوئی اور۔ مولانا خود اپنے وکیل تھے انہوں نے اپنے اوپر عائد کئے گئے الزامات کو ایک ایک کر کے غلط ثابت کر دیا۔ لوگوں نے سمجھا کہ وہ اگلے دن رہا ہو جائیں گے۔ لیکن جب دوسرے دن عدالت فیصلے کے لئے بیٹھی تو مولانا نے فرمایا "مخبر نے پہلے جو رپورٹ لکھوائی تھی وہ صحیح تھی کہ فتویٰ میں نے دیا تھا اب یہ میری شکل و صورت سے مرعوب ہو کر جھوٹ بول رہا ہے اور میرا اب بھی یہی فیصلہ ہے کہ انگریز غاصب ہے اور اس کے خلاف جہاد کرنا فرض ہے۔"

مولانا کو کالے پانی کی سزا کا حکم ہوا تمام مال و اسباب جائدادیں اور کتابیں ضبط کر لی گئیں۔

کہتے ہیں وہاں مولانا کو صفائی کی خدمت پر مامور کیا گیا۔ ٹوکرا لے لیتے اور کوڑا کرکٹ جمع کر کے پھینک آتے۔

عربی و فارسی کے زبردست فاضل، منطق، فلسفہ اور ادب کے اس بے نظیر عالم کی قسمت میں یہ دن بھی لکھے تھے۔

اُن کے صاحبزادے نے ولایت تک مولانا کی رہائی کی کوشش کی اور کامیاب رہے انھیں لینے انڈیمان پہنچے۔ جہاز سے اترتے ہی ایک جنازے پر نظر پڑی۔ دریافت کرنے پر پتہ چلا کہ مولانا کا جنازہ ہے۔

۱۹ اگست ۱۸۶۱ء کو انتقال فرمایا۔ انڈیمان میں آج بھی مولانا کا مزار زیارت گاہ خاص و عام بنا ہوا ہے۔

وطن کی محبت اور آزادی کی جستجو میں نہ جانے کتنے جواہر پارے اس سنسان اور وحشت ناک جزیرے کی آغوش میں پہنچ گئے۔ جہاں وہ بہ طیبِ خاطر ایک دن بھی بسر کرنا گوارا نہ کرتے۔

• • •

جاں نثار اختر مرحوم کو خراجِ عقیدت

المالطیفی ہال میں تعزیتی جلسہ

اردو زبان کے عظیم اور مقبول شاعر جاں نثار اختر کی یکایک رحلت پر ۲۱ اگست ۱۹۷۶ء کو المالطیفی ہال، بمبئی میں ڈاکٹر رفیق زکریا، وزیر محصول اور شہری ترقیات کی زیرِ صدارت تعزیتی جلسہ منعقد ہوا۔

مہاراشٹر کے گورنر شری علی یاور جنگ نے بیگم خدیجہ اختر کے نام اپنے تعزیتی خط میں دلی رنج و غم کا اظہار کیا۔

ڈاکٹر رفیق زکریا نے بتایا کہ وزیرِ اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان کو جاں نثار اختر کے انتقال کی خبر سن کر سخت صدمہ ہوا اور انہوں نے مرحوم کی دونوں بیٹیوں کی تعلیم کے لئے وزیرِ اعلیٰ رلیف فنڈ سے دس ہزار روپیہ کا عطیہ دینا منظور کرلیا ہے۔

یہ تعزیتی جلسہ مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکادمی، انجمن ترقی پسند مصنفین، انجمن ترقی اردو، اور سیماب اکادمی کی جانب سے منعقد کیا گیا تھا۔

ڈاکٹر رفیق زکریا نے فرمایا کہ "آج کا یہ جلسہ ہمارے ایک عزیز دوست اور ہماری زبان کے ایک عظیم شاعر جاں نثار اختر کی یاد میں منعقد کیا گیا ہے۔ جاں نثار جو کل تک ہمارے درمیان مسکرا رہے تھے، گنگنا رہے تھے یک بیک خاموش ہوگئے۔ ان کے نغمے اور شعر جن میں رومان بھی تھا اور شوخی بھی، زندگی بھی تھی اور سوز بھی، دفعتاً ہم سے روٹھ گئے جاں نثار اختر ایک انقلابی دور کی پیداوار تھے وہ ادیبوں اور شاعروں کی اس نسل سے تعلق رکھتے تھے جسے ترقی پسند کہا جاتا ہے لیکن ان کی شاعری کا مطالعہ کرنے پر واضح ہوجاتا ہے کہ

ان کی انقلابیت اور ترقی پسندی میں بھی ایک انفرادیت تھی۔ وہ جیسے بانکے اور البیلے شاعر خود تھے ویسے ہی ان کے شعر تھے جن میں نغمگی اور رومانیت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ دراصل رومانی اور غنائی رنگ ان کا فطری رنگ تھا۔ لیکن جب ترقی پسندی کا دور شروع ہوا تو وہ بھی اس سے الگ نہ رہ سکے لیکن ان کے اس دور کے کلام میں بھی آپ کو رومانی اور انقلابی تصورات کا حسین ترین سنگم نظر آتا ہے۔

باوجودیکہ جاں نثار صف اول کے شاعر تھے لیکن ان کے مزاج میں جو انکساری اور گرم جوشی تھی اس نے انھیں ممتاز اور ایک دلکش شخصیت بھی عطا کردی تھی۔ مجھے ان کے خلوص کا اندازہ اس وقت ہوا جب انڈین یونیٹی سینٹر کے افتتاح کے موقع پر میں نے ان سے قومی یکجہتی اور فرقہ وارانہ اتحاد کے موضوع پر ایک تازہ نظم لکھنے کی فرمائش کی۔ حالانکہ اس موضوع پر انہوں نے بہت سی نظمیں کہی تھیں۔ لیکن میری اس فرمائش پر وہ ایک تازہ نظم لکھنے پر بخوشی رضامند ہوگئے اور دن رات محنت کرکے ایک نہایت عمدہ گیت "آواز دو۔ ہم ایک ہیں" لکھا۔ انڈین یونیٹی سینٹر کے افتتاح کے جشن میں اس خوبصورت گیت کو محمد رفیع نے پیش کیا۔ اور خوب داد وصول کی۔ اس گیت کا ریکارڈ عوام میں کافی مقبول ہوا اور اسے ہمارے مقتدر رہنماؤں نے بھی کافی پسند کیا۔

ان کے اس گیت سے مجھے یہ بھی اندازہ ہوا کہ وہ اپنے کام کو، اپنے فن کو اور اپنی شاعری کو کتنا عزیز رکھتے تھے، اور جب کوئی کام شروع کرتے تو کس طرح اسے اعلیٰ سے اعلیٰ طریقے پر انجام دینے کی کوشش کرتے۔ یہی سبب ہے کہ ان کی ہر غزل، ہر نظم اور ہر گیت فن کاری کا ایک خوبصورت نمونہ ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ قومی یکجہتی کے بارے میں ان کا نقطۂ نظر بے حد واضح تھا۔ جب وہ قومی یکجہتی کے بارے میں کوئی شعر کہتے تھے وہ صرف الفاظ کی بندش نہیں ہوتی تھی بلکہ ان کے قلبی جذبات اور احساسات کا آئینہ ہوتا تھا۔ جاں نثار اختر کی شاعری ایک دردمند دل کی شاعری ہے جسے اپنے ماحول اور اپنے زمانے ہی سے نہیں ساری کائنات اور ساری انسانیت سے پیار تھا جس کی مظہر ان کی عظیم تخلیق "امن نامہ" ہے۔

جاں نثار کی خودداری اور بے نیازی بھی مثالی تھی۔ انھوں نے بڑی سے بڑی مشکل کا مقابلہ کیا۔ مالی وسائل کی تنگی نے انھیں کافی پریشان بھی رکھا لیکن وہ کبھی حرف شکایت زبان پر نہ لائے۔ حالانکہ انھوں نے خود کو فلموں سے وابستہ کرلیا تھا۔ لیکن ایک زمانہ ایسا بھی آیا جب وہ تقریباً بے کار تھے۔ ایسے موقع پر بھی انہوں نے قریبی تعلقات ہونے کے باوجود مجھ سے نہ تو کبھی کسی کام کے لئے کہا اور نہ کوئی مالی مدد طلب کی۔ شاید ان کے اسی استغنار کا نتیجہ ہے کہ اپنے پیچھے انہوں نے اپنے خاندان کے لئے کوئی اثاثہ نہیں چھوڑا۔ تاہم مجھے یقین ہے کہ اردو ادب اور خصوصاً شاعری پر جاں نثار اختر کے احسانات کے پیش نظر ان کے پسماندگان کو کوئی تکلیف نہ ہوگی۔

جاں نثار اختر ایک اچھے اور مقبول شاعر ہونے ہوئے بھی تجارتی طور پر کامیاب نہ ہوسکے اس کا اصل سبب یہی تھا کہ وہ بنیادی طور پر شاعر تھے۔ انھوں نے فلم بھی بنائی اور بڑی خوب صورت فلم بنائی اور وہ کاروباری انداز نہ پیدا کرسکے جو فلم والوں کا وطیرہ ہے۔ اصل میں وہ ایک اجنبی ماحول میں زندہ تھے اور یہ ان کے کردار کا کمال ہے انھوں نے اس ماحول کی بے رحمی کو اپنی شخصیت پر اثر انداز نہ ہونے دیا۔

جاں نثار چلے گئے۔ لیکن اردو ادب میں اپنے لاتعداد جاں نثار چھوڑ گئے ہیں۔ ان کے اشعار خواہ وہ گھر آنگن میں کھیل رہے ہوں یا پچھلے پہر کی خاموشی میں سستا رہے ہوں، ان کی یاد کو ہمیشہ زندہ اور تازہ رکھیں گے۔ ان کے خلوص کی مہک ان کے گیتوں کے ذریعہ گلی گلی رقص کرتی رہے گی۔ اور آنے والی نسلوں کو یاد دلاتی رہے گی کہ زندگی کو ہر روپ میں دیکھنے اور ہر رنگ میں اس سے پیار کرنے والے ایک شخص کا نام جاں نثار اختر تھا۔

آخر میں میں مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکاڈمی، انجمن ترقی پسند مصنفین، انجمن ترقی اردو، اور سیماب اکاڈمی کی جانب سے جاں نثار اختر کی یاد کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ خدا مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔"

اردو کے مشہور و معروف شاعر اور نقاد شری علی سردار جعفری نے جاں نثار اختر کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ "مرحوم جاں نثار اختر اترپردیش کے مشہور علمی گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے دادا فضل حق خیرآبادی (مولانا فضل حق خیرآبادی سے متعلق ایک مضمون اسی شمارے میں ملاحظہ کریں) نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں حصہ لیا تھا اور اس کی پاداش میں انگریزوں کے ظلم و ستم کا شکار ہوئے۔ جاں نثار اختر کے والد مضطر خیرآبادی اردو کے مایۂ ناز شعراء میں شامل کئے جاتے ہیں۔ اس طرح جاں نثار اختر جنگلی پھول نہیں بلکہ اس چمن کا گلاب تھے جس کی آبیاری صدیوں سے علم فلسفہ اور شاعری سے کی گئی۔"

آپ نے مزید فرمایا کہ "جاں نثار اختر سے میری دوستی ۴۳ برس پرانی ہے۔ پہلی بار ان سے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے مزمل اللہ ہال میں ۱۹۳۳ء میں ملاقات ہوئی تھی۔ وہاں جاں نثار اختر نے ایک غزل سنائی تھی جس کا ایک شعر مجھے اب تک یاد ہے ؎ "ہم ہی گلشن میں نہ آئے لوٹ کر
موسم گل بار بار آتا رہا!"

اب موسم گل بار بار آئے گا۔ مگر جاں نثار اختر لوٹ کر نہیں آئیں گے۔ لیکن ان کی اعلیٰ شاعری ہمیشہ زندہ رہے گی۔ ہمیں ان کی یادگار ضرور قائم کرنی چاہیئے اور سب سے پہلے ان کے والد مضطر خیرآبادی کے کلام کی اشاعت ہونا چاہیئے۔

جاں نثار کی عمر مصیبتوں اور تکلیفوں میں گزری۔ انہوں نے مفلسی کو دیکھا، پرکھا، محسوس کیا مگر کبھی اس کا گلہ نہیں کیا بلکہ اپنے غم کو طاقت بنا کر اسے شعر کے سانچے میں ڈھال دیا۔ ابھی مجھے موسیقار نوشاد نے جاں نثار اختر کے آخری چار شعر سنائے جو جاں نثار نے اسپتال سے لکھ بھیجے تھے۔ ان میں سے دو شعر یہ ہیں ؎

بہ بیکسی کے اندھیرے ذرا نوڈھلنے دے
بجھا نہ دے مرے دل کا چراغ جلنے دے
نہ سن سکے تو میں ختم ذکر غم کردوں
جو سن سکے تو مری داستان چلنے دے "

سردار جعفری نے کہا "جاں نثار اختر کو اپنے خاندانی وقار کا بڑا خیال تھا۔ انہوں نے اپنی بیٹی کے نام جو نظم آخری لمحہ لکھی ہے اس کا ایک بند یہ ہے ؎

تم ایک ایسے گھرانے کی لاج ہو جس نے
ہر ایک عہد میں تہذیب و آگہی دی ہے
تمام منطق و حکمت تمام علم و ادب،
چراغ بن کے زمانے کو روشنی دی ہے
جلا وطن ہوئے آزادئ وطن کے لئے
مرے تو ایسے کہ اردو کو زندگی دی ہے

اسی طرح اختر کا ایک اور آخری شعر ہے ؎

لہو کی بوند بھی کانٹوں پہ کم نہیں ہوتی
کوئی چراغ تو صحرا میں چھوڑتے جاؤ "

سردار جعفری نے آخر میں کہا کہ "اب جاں نثار اختر کا بیٹا جاوید فلمی دنیا میں اپنا نام روشن کر رہا ہے۔ اور اپنے دادا و دادا کی روایات قائم کئے ہوئے ہے۔"

سردار جعفری کے بعد مشہور ادیبہ عصمت چغتائی نے اپنی تقریر میں کہا کہ "میں جاں نثار اختر سے اس وقت واقف ہوئی جب ان کی شادی میری مرحومہ سہیلی صفیہ سے ہوئی۔ اختر بہت جھینپو اور شرمیلے تھے۔ لیکن صفیہ ان کی دیوانی تھی۔ صفیہ کی موت کے بعد خدیجہ سے اختر نے شادی کی تو خدیجہ بھی اختر کی دیوانی ہوگئی۔" عصمت چغتائی نے کہا کہ "مجھے سب سے زیادہ جاں نثار اختر کی کتاب "گھر آنگن" نے متاثر کیا جس میں خالص ہندوستانی گھریلو عورت کی تصویر کشی ہے۔"

عصمت چغتائی کے بعد بمبئی کے نائب ایرانی قونصل کامران صاحب نے مرحوم اختر کو خراج عقیدت پیش کیا۔

اعجاز صدیقی نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ "جاں نثار اختر کے والد مضطر خیرآبادی اور میرے والد علامہ سیماب کی بڑی دوستی تھی میں بھی اختر سے بہت محبت کرتا تھا گزشتہ تین چار برسوں میں اختر کی شاعری پر بڑا نکھار آیا تھا۔ وہ صرف غزل ہی کے نہیں نظم کے بھی بڑے اچھے شاعر تھے۔"

مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکادمی کے سکریٹری خواجہ عبدالغفور نے اپنی تعزیتی تقریر میں کہا کہ "جاں نثار اختر کے انتقال سے اردو ادب اور شاعری میں ایک ایسا خلا پیدا ہوگیا ہے جس کا پر ہونا محال ہے۔" آپ نے مزید کہا کہ

"اردو اکادمی مرحوم کے شایان شان ایک یادگار قائم کریگی۔"

مشہور میوزک ڈائرکٹر نوشاد علی، کیفی اعظمی و مجروح سلطانپوری نے مرحوم کو تعزیتی خراج عقیدت پیش کیا۔

آخر میں صدر جلسہ جناب ڈاکٹر رفیق زکریا نے تعزیتی تجویز پیش کی جسے حاضرین نے ایک منٹ کے لئے خاموش کھڑے ہو کر منظور کیا۔

(بقایا صفحہ ۱۰)

مہاراشٹر اسٹیٹ
اردو اکادمی
کے سہ ماہی رپورٹ

اس جلسے کا افتتاح فرمایا اور اکادمی کے سارے معزز اراکین کے سوا حمیدہ رحمٰن، مینا مالتی، دھرمیندر ستی، زینت امان، رادھا سلوجہ وغیرہ نے شرکت کی اور یہ رات واقعی شام بہاراں ثابت ہوئی۔ اندازہ ہے کہ اخراجات کے منہا کرنے کے بعد ہندوستانی یک ٹرسٹ اور اردو اکادمی ہر ایک کو ۲۵۰۰۰ روپیہ بطور منافع ملے گا۔ اس محفل میں انعامات تقسیم کئے گئے۔

اکادمی کے دفتر سے تقریباً ۲۵۰۰ مراسلے اجرا کئے گئے اور اندازاً ۱۵۰۰ خطوط اکادمی کو موصول ہوئے۔

مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ کے دفتر میں اور دیگر دفاتر کو اردو میں لکھے گئے یا اردو سے متعلق ۵۰۰ مراسلے وصول ہوئے تھے وہ اکادمی کے دفتر پر بغرض کارروائی روانہ کئے گئے۔

مہاراشٹر سرکار کی جانب سے شائع ہونے والے پندرہ روزہ اردو رسالے "قومی راج" کو بھی اردو اکادمی کی اعانت حاصل رہی اور اس رسالے میں اردو اکادمی کی خبریں شائع ہوتی رہیں۔ اردو اکادمی محکمہ جنرل ایڈمنسٹریشن اور بالخصوص زائد چیف سکریٹری کی ممنون ہے کہ اس کو انکی طرف سے ہر قسم کی امداد و اعانت ہمیشہ حاصل رہی۔

اردو اکادمی کے سامنے بہت ساری تجاویز اور بھی ہیں جو سال رواں میں روبہ عمل لائی جائیں گی۔

(ممبر سکریٹری)
(خواجہ عبدالغفور)

غزلیں

"پات ہرے ہیں، پھول کھلے ہیں، کم کم بادِ باراں ہے"

قمر سنبھلی
۱۵۳۸۔ نئی سڑک، دہلی ۱۱۰۰۰۶

کونے کونے دیپ جلے ہیں گوشہ گوشہ فروزاں ہے
آج ہے کس کی آمد آمد کیسا دل میں چراغاں ہے

وحشی چارہ کیا سمجھے گا کیا شے فصلِ بہاراں ہے
جس کا گریباں کبھی ہے سلامت، سالم جس کا داماں ہے

لہجہ شیریں، بول رسیلے، نغمہ اس کی جنبشِ لب
اس کی باتیں زندہ جادو، وہ تو میر کا دیواں ہے

دونوں کی الجھن میں نسبت کیا ہے کوئی بتائے تو؟
دل مرا یا زلف کسی کی کتنا کون پریشاں ہے

زیست کے بے سایہ رستے ہیں غم کے سلگتے صحرا میں
میرے لئے ہر چھاؤں سے بڑھ کر تیرا سایۂ مژگاں ہے

امیدوں کے پھول کھلے ہیں جلتے ہیں یادوں کے چراغ
کتنی روشن کیسی دلکش، میری شامِ ہجراں ہے

درد ہے دل میں میٹھا میٹھا جی کو یہ کیسا روگ لگا؟
تن من کا بھی ہوش نہیں ہے ٹکڑے ٹکڑے گریباں ہے

رات پناہیں ڈھونڈ رہی ہے اُن کی گھنیری زلفوں میں
نورِ سحر سے بھی کچھ بڑھ کر ان کی مانگ کی افشاں ہے

کون آیا تھا فکر و فن کی ہاتھوں میں قندیل لئے
شہرِ سخن کا گوشہ گوشہ آج بھی تاباں تاباں ہے

کون کسی کے درد کو سمجھے، کون کسی کا غم بانٹے!
ملکوں ملکوں آگ لگی ہے، شہروں شہروں طوفاں ہے

نین کٹورے زلفیں بادل، تہرے جاں کے حسن کی چھوٹ
میری نظر کا ذکر ہی کیا ہے، آئینہ بھی حیراں ہے

ایسے میں دل میرا رہ رہ کر تڑپے ہے تم کو یاد کرے ہے
"پات ہرے ہیں پھول کھلے ہیں، کم کم بادِ باراں ہے"

میرے دل میں آن بسی ہے یاد کسی کی جیسے قمر!!
جھوم اٹھی ہیں ساری دشائیں چاروں اور چراغاں ہے

بشیر بدر
سی - ۵۶، تیج گڈھی۔ میرٹھ (یو۔پی)

دلوں کی جہاں پائمالی رہی
وہ بستی چراغوں سے خالی رہی

مسلسل کوئی یاد آتا رہا
سدا سر پہ پھولوں کی ڈالی رہی

اجالا سا دل میں ہمیشہ رہا
کوئی شے یہاں جلنے والی رہی

کبھی جب تمہارا خیال آگیا
کئی روز تک بے خیالی رہی

چمکتے ہوئے کتنے آنسو پیے
مگر رات کالی تھی کالی رہی

ہمارے لبوں پر نہ آئی ہنسی
یہ کشتی مسافر سے خالی رہی

سخن در بہت آتے جاتے رہے
ہماری دری بے مثالی رہی!

مسافر کے رستے بدلتے رہے
مقدر میں چلنا تھا چلتے رہے

کوئی پھول سا ہاتھ کاندھے پہ تھا
مرے پاؤں شعلوں پہ چلتے رہے

مرے راستے میں اجالا رہا
دیئے اس کی آنکھوں کے جلتے رہے

وہ کیا تھا جسے ہم نے ٹھکرا دیا
مگر عمر بھر ہاتھ ملتے رہے

سنا ہے انھیں بھی ہوا لگ گئی
ہواؤں کے جو رخ بدلتے رہے

محبت، عداوت، وفا، بے رخی
کرائے کے گھر تھے بدلتے رہے

لپٹ کر چراغوں سے وہ سو گئے
جو پھولوں پہ کروٹ بدلتے رہے

جناب محمد احمد حمید قونصل جنرل سوڈان نے ۱۷ اگست ۷۶ء کو سچیوالیہ میں وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان سے ملاقات کی۔ یہ اسی موقع کی تصویر ہے۔

کپاس کی اجارہ داری خریداری اسکیم میں سدھار کی بابت مشورہ دینے کے لئے مقررہ کوریے کمیٹی کی رپورٹ اس کے چیرمین ڈاکٹر کوریے، وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان کو ۱۳ اگست ۷۶ء کو سچیوالیہ میں پیش کر رہے ہیں۔ وزیر امداد باہمی، شری شنکر راؤ پاٹل بھی دکھائی دے رہے ہیں۔

۱۴ اگست ۷۶ء کو نجی اراضی پر جھونپڑوں کی گنتی کی گئی۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں شری پی کے کنٹے وزیر مملکت برائے ہاؤسنگ سانتا کروز ایرپورٹ کے قریب جھونپڑ پٹی میں ایک باسی سے پوچھ گچھ کر رہے ہیں۔
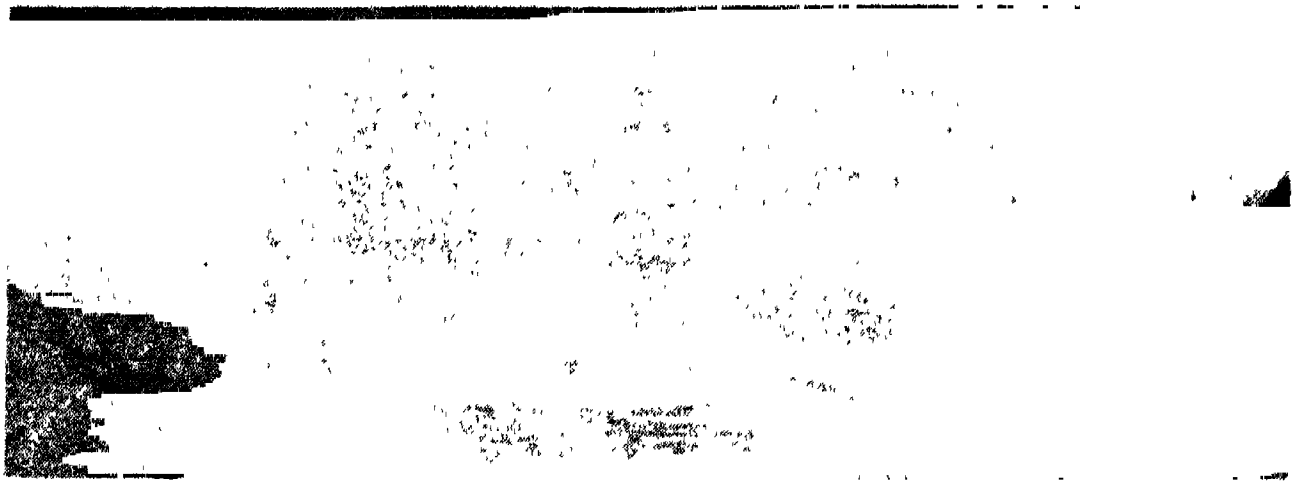
مسٹر کلاگھن قونصل جنرل، آیرلینڈ نے ۲۰؍اگست ۷۶ء کو سچیوالیہ میں وزیر اعلیٰ شری ایس بی چوان سے ملاقات کی۔ یہ اسی موقع کی تصویر ہے۔

شری گنیش سہکاری ساکھر کارخانہ، لمیٹیڈ تعلقہ کوپرگاؤں، ضلع احمد نگر کی طرف سے مبلغ پچیس ہزار روپے کی رقم کا چیک، چیرمین شری دادا صاحب سدا پھلے ۱۸؍اگست ۷۶ء کو چیف منسٹرس فلڈ ریلیف فنڈ، کے لئے وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔
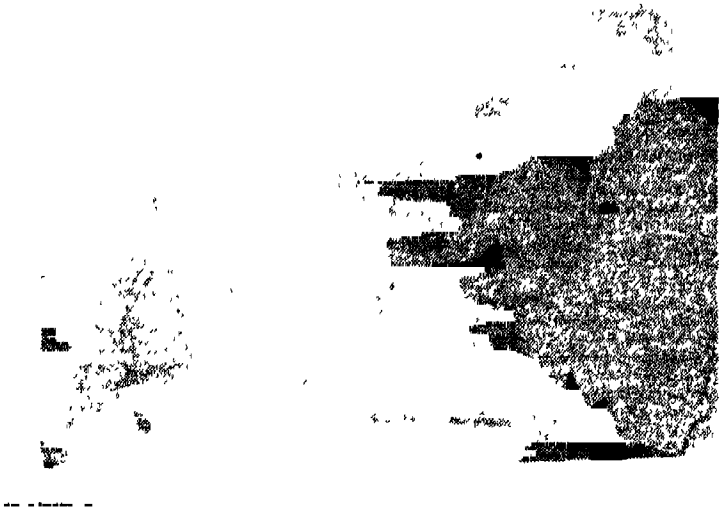
وزیر مملکت برائے سماجی بہبود، شری سوشیل کمار شندے ۲۰؍اگست ۷۶ء کو "ٹھار فیملی ہسپتال" کے افتتاح کے موقع پر خطاب فرما رہے ہیں۔

انارکلی میں تصادم کشمکش اور عمل

● اخلاق حسین عارف ـ ۱۵ ـ رفیع منزل، بارود خانہ ـ لکھنؤ ـ

"ڈرامہ کی ابتدا مغرب میں یونان سے ہوئی اور مشرق میں اس کا فخر ہندوستان کو حاصل ہے۔ ڈرامہ دراصل داستان، ناول اور کہانی کے فنّی ارتقار کی بہت سی منزلیں طے کرنے کے بعد کی ایک شکل ہے مگر بڑی حد تک ان چیزوں سے بلند مرتبہ کا حامل ہے۔ ڈرامہ اور ناول میں بس اس درجہ مماثلت ہے کہ دونوں میں واقعات اور اشخاص کا وجود یکساں ہے۔ ناول نگار کو اگرچہ یہ سہولت حاصل ہے کہ وہ ناول کو مختصر لکھے یا طویل لیکن ڈرامہ نگار اتنا آزاد نہیں، اُسے اِس بات کا خیال رکھنا پڑتا ہے کہ ڈرامہ کو عملی طور پر ادا کرنے کے لئے اسے معینہ وقت کے اندر محدود کر دے۔"[1]

ہندوستان میں ڈرامہ کی تخلیق دو ہزار سال پہلے ہوئی لیکن اردو میں اس کی عمر بمشکل سو سال ہوگی۔ امانت کے "اندر سبھا" اور واجد علی شاہ کے "چھتیس رہس" کو اردو ڈرامہ کا اوّلین نقش کہا جاتا ہے[2]

اگر اردو ڈرامہ نگار سنسکرت زبان سے واقفیت اور اس پر عبور رکھ کر ڈراموں کی طرف متوجہ ہوتے تو اردو ڈرامہ اس سے کہیں بیشتر عظیم ڈراموں سے زبان کو مالا مال کر دیتا مگر وہ اپنی ناواقفیت زبان کے باعث اس سے استفادہ نہ کر سکے۔

"اُردو کے ابتدائی ڈرامہ نگاروں میں رونق بنارسی کا نام لیا جاتا ہے مقبول حسین ظریف لکھنوی نے بھی اپنے بمبئی کے دورانِ قیام میں کافی ڈرامے لکھے۔ اسی طرح حافظ محمد عبداللہ اور مرزا نظیر بیگ کے نام بھی ہمارے سامنے آتے ہیں۔ اُن میں سب سے باکمال اور مشہور شخصیت آغا حشر کاشمیری کی ہے جنھوں نے کلکتہ بمبئی اور لاہور کے دوران قیام بہت سے ڈرامے لکھے جو بہت مقبول ہوئے"۔[3]

ارسطو نے ڈرامہ کے عناصر چھ بتلائے ہیں "قصہ، کردار، الفاظ، خیال، آرائش اور موسیقی[4]" لیکن اُن میں اس نے قصہ کو سب سے زیادہ اہمیت دی ہے۔ اس لئے کہ بغیر قصہ یا ترتیب واقعات ڈرامہ کا وجود میں آنا ممکن ہی نہیں۔ پلاٹ ہی ایسی چیز ہے جس کے گرد اِس سے متعلقہ چیزیں گھومتی ہیں"

ڈاکٹر سید عابد حسین نے ڈرامہ کے صرف دو بنیادی عناصر بتائے ہیں "پلاٹ اور کردار[5]" اور دونوں کو مساوی اہمیت دی ہے اور یہ حقیقت بھی ہے کہ ڈرامہ کے دو اہم عناصر قصہ اور کردار ہی ہیں۔

اختر اورینوی کہتے ہیں:

جب کسی انسان کی شخصیت اس کے اعمال سے مرتب ہو تو کردار کے منفرد خطوط خود بخود متعین ہوتے چلے جاتے ہیں۔ ایک اور بات یہ ہے کہ ڈرامہ میں جو صورت واقعہ بیان کی جاتی ہے اُس

---

[1] ارمغانِ ادب صفحہ ۲۳ مصنفہ راقم الحروف
[2] بادشاہ حسین حیدر آبادی۔
[3] وقار عظیم [4] بوطیقا مترجمہ عزیز احمد
[5] مضامین عابد

کی پیش کش کا وسیلہ بھی کردار ہوتے ہیں۔ چنانچہ قدیم یونانی ڈراموں میں بھی کردار کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا گیا۔ اسکلس نے ڈرامہ میں دو کردار پیدا کئے اور مکالمہ ان ہی دو کرداروں کے درمیان ہوتا تھا۔ سوفوکلیز نے دو سے تین کردار کر دیئے۔ یوریپیڈیز نے اسے مزید وسعت دی۔"[۱۰]

ڈرامہ نگار خود ڈرامہ کے لئے ایسا مضمون تلاش کرتا ہے جس میں تصادم اور آویزش کے پہلو نمایاں ہوں۔ یہ تصادم کئی طرح سے وقوع پذیر ہوتا ہے کبھی دو کرداروں یا دو دماغوں کے تصادم کی صورت میں نمایاں ہوتا ہے۔ کبھی خیر و شر کے پیکر میں رونما ہوتا ہے۔ کبھی سماج، معاشرہ یا رسم و رواج سے ٹکراؤ کی شکل میں۔ یونانی ڈراموں میں غیبی طاقتوں سے تصادم دکھایا گیا ہے۔ غرضیکہ کسی نہ کسی صورت سے ڈرامہ میں تصادم کا پیدا ہونا امر لازمی ہے کیوں کہ یہ خواہشات انسانی کا آلۂ کار ہے۔

تصادم اور کشمکش میں زیادہ فرق نہیں۔ دونوں بہت قریب کی چیزیں ہیں۔ تصادم کے تاثر کو کشمکش کہہ سکتے ہیں۔ جو کہ تصادم کے دوران واقعات و حالات کے اتار چڑھاؤ سے کردار یا دیکھنے والوں کی حالتوں میں تبدیلی، کبھی شکست کا خدشہ، کبھی فتح کی انبساطی کیفیت کبھی تذبذب اور کبھی الجھن کی صورت میں نمایاں ہوتا ہے۔

خوشی اور غم، یہی انسانیت کے دو سب سے نمایاں پہلو ہیں۔ ان دونوں کا وجود اس کی تخلیق سے وابستہ ہے بقول علامہ شبلی:

"جب کبھی انسان کو ٹھیس لگتی ہے تو وہ اس کے اظہار کے لئے کبھی جذباتی حرکات سے کام لیتا ہے، کبھی ان حرکات کو لفظی جامہ پہناتا ہے۔"[۱۱]

کردار نگاری بہت بڑا فن ہے۔ ڈرامہ نگار کو کردار خود پیدا کرنے پڑتے ہیں اس لئے اسے یہ دھیان رکھنا پڑتا ہے کہ اس کے تخلیق کئے ہوئے کردار کسوٹی پر اترتے ہیں یا نہیں۔

جہاں تک "انارکلی" کے مصنف سید امتیاز علی تاج کا تعلق ہے، انہوں نے اس ڈرامہ میں ایسے کرداروں کی تخلیق کی ہے جو اپنے اپنے منصب اور ماحول کے اعتبار سے اپنا اپنا کردار بڑی حسن و خوبی سے ادا کرتے ہیں۔ اس ڈرامہ کے خاص کردار سلیم، انارکلی، دلارام اور اکبر ہیں لیکن انھیں کرداروں کے ساتھ ساتھ بختیار، مہارانی، ثریا، انارکلی کی ماں، زعفران، ستارہ، مرواریدہ، عنبر، خواجہ کافور، داروغہ زنداں اور دیگر کنیزیں بھی ہیں جو اپنے اپنے محل پر اپنے اپنے کام انجام دیتے ہیں۔

"انارکلی" پلاٹ کے اعتبار سے خاصا جاذب توجہ ہے۔ یہ واقعی مصنف کا کمال ہے کہ ایک غیر معتبر قصہ کو وہ اس چابک دستی سے فنی اور ادبی معیار پر پورا اتارتا ہے کہ اصل معلوم ہونے لگتا ہے جس کی تعریف نہیں کی جا سکتی۔ وہ دیباچہ میں رقمطراز ہے:۔

"جہاں تک میں تحقیق کر سکا ہوں تاریخی اعتبار سے یہ قصہ بے بنیاد ہے۔ لاہور کے محکمہ آثار قدیمہ کی طرف سے انارکلی کے مقبرہ میں اس کی جو داستان ایک فریم میں لگی ہوئی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے — لاہور کا سول اسٹیشن انارکلی کے نام سے مشہور ہے۔ یہ خطاب شہنشاہ اکبر کے حرم میں نادرہ بیگم یا شرف النساء بیگم ایک منظورِ نظر کنیز کو ملا تھا۔ ایک روز اکبر شیش محل میں بیٹھا تھا نوجوان انارکلی اس کی خدمت میں مصروف تھی تو اکبر نے آئینوں میں دیکھ لیا کہ وہ سلیم کے اشاروں کا جواب تبسم سے دے رہی ہے۔ بیٹے سے مجرمانہ سازش کے شبہ میں شہنشاہ نے اُسے زندہ گاڑ دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ حکم کی تعمیل میں اُسے مقررہ مقام پر سیدھا کھڑا کر کے اس کے گرد دیوار چن دی گئی۔ سلیم کو اس کی موت کا بے حد صدمہ ہوا تخت پر بیٹھنے کے بعد اُس نے انارکلی کی قبر پر ایک نہایت عالی شان عمارت بنوا دی۔ اس کا تعویذ خالص سنگ مرمر کی ایک ہی سل سے بنا ہوا تھا جو اپنے حسن کے لحاظ سے غیر معمولی نقش کے اعتبار سے نادر روزگار ہے۔ بقول لیتھک یہ تعویذ سنگ تراشی کے بہترین نمونوں میں سے ہے۔ اس کے اوپر اللہ تعالیٰ کی ۹۹ صفات کندہ ہیں۔ پہلوؤں پر ایک شعر کھدا ہوا ہے جو انارکلی کے عاشق جہانگیر نے کہا تھا ؎

تا قیامت شکر گویم کردگار خویش را
آہ گر من باز بینم روئے یار خویش را

(مجنون سلیم اکبر)[۱۲]

" ایک دوسرے فریم میں اس عمارت کی تاریخ لکھی ہے کہ کس زمانے میں اس عمارت سے کام لیا گیا۔ اس سلسلے میں انارکلی کے زندہ گاڑنے کی تاریخ ۱۵۹۹ء اور مقبرہ کی تکمیل کی تاریخ ۱۶۱۵ء درج ہے۔

یہ داستان نہ معلوم کب اور کیوں کر

---

[۱۰] ڈرامہ فنی نقطۂ نظر سے (از۔ اختر اورینوی)

[۱۱] شعرالعجم

[۱۲] دیباچہ انارکلی صفحہ ۵ ناشر مکتبہ اردو بار سوم ۱۹۷۱ء

ایجاد ہوئی اور لاہور کی جن تاریخوں میں اس کا تذکرہ ہے ان میں کہاں سے لی گئی۔ خود داستان میں اندرونی شہادتوں کی بنا پر کئی ایسے نقائص ہیں جن کی وجہ سے یہ قرینِ قیاس معلوم نہیں ہوتی لیکن ان امور پر مورخ مجھ سے بہتر بحث کر سکتا ہے۔" [1]

تصادم (CONFLICT) کشمکش (SUSPENSE) اور عمل (ACTION) یہ ڈرامے کے تین خاص اجزا ہوتے ہیں۔ ڈرامہ انارکلی میں یہ تینوں چیزیں ملتی ہیں۔ ڈرامہ دو کنیزوں (انارکلی اور دلارام) ایک شاہزادہ (سلیم) اور ایک شہنشاہ (اکبر) کی محبت کی کہانی ہے۔ ان میں اول الذکر کنیز پر شاہزادہ دارفتہ ہے۔ موخرالذکر کنیز جوشِ حسد و رقابت سے ناگن کی طرح تڑپ تڑپ کر بل کھاتی ہے اور انتقام کے منصوبے کو کامیاب بنانے کی ترکیبیں سوچتی ہے۔ ان دونوں کنیزوں میں سے اکبر کو کسی کی بھی توجہ حاصل نہیں جو اپنی سلگائی ہوئی آگ میں خود جھلس رہا ہے۔ بختیار سلیم کا بے تکلف اور ہمدرد دوست ہے۔ جو سلیم کے خوابوں کو عملی جامہ پہنانے کی اسکیمیں بناتا رہتا ہے اور اسے مفید مشورے دیتا رہتا ہے۔ اکبر اپنے اقتدارِ اعلیٰ اور غیظ و جلال نیز شاہانہ اختیارات کے باوجود دلارام جیسی معمولی کنیز کے اشاروں پر ناچتا ہے اور بالآخر اس کی سازش کا شکار ہو کر ایک غیر انسانی فعل کا مرتکب ہوتا ہے۔ سلیم اس کا بیٹا بھی ہے اور ایک موہوم خواب بھی جس کی تعبیر میں مغل اقتدار کا مستقبل وابستہ ہے اسی کی آڑ لے کر وہ اپنا کردار ادا کرتا ہے۔ اس کی اس خود غرضی کا یہ عالم ہے کہ وہ ہندوستان اور ولی عہد دونوں کی بقا کا خواہش مند ہے۔ صرف اس لئے کہ ان دونوں کی بقا سے خود اس کا مستقبل روشن ہو جائے گا — باپ بیٹے میں شدید کشمکش جاری ہے۔

ڈرامہ نگار نے انارکلی کو سلیم کی محبوبہ بتایا ہے۔ لیکن اس حقیقت سے انحراف نہیں کہ یہ خطاب نادرہ بیگم کو شہنشاہ اکبر نے عطا فرمایا تھا۔ یہ کم سن، ملول، افسردہ اور نازک اندام کنیز جس کے چمپئی رنگ میں اگر سرخی کی ہلکی سی آمیزش نہ ہوتی تو بیمار سی لگتی، اس کے خدوخال کی انفرادیت نے اکبر جیسے جلیل القدر شہنشاہ کو متاثر کر دیا۔ یہ اسی گہرے قلبی لگاؤ کا نتیجہ تھا کہ مغل اعظم نے اسے موتیوں کی مالا مرحمت فرمائی اور خطاب سے نوازا اور ایک پل میں فرش سے اٹھا کر عرش پر پہنچا دیا — اور وہ آن واحد میں نادرہ بیگم سے انارکلی بن گئی۔

اس زاویۂ نگاہ سے مطالعہ کیجئے تو اکبر سلیم کا رقیب ہے کیوں کہ جب وہ دیکھتا ہے کہ سلیم اس کی منظورِ نظر کنیز سے محبت کرتا ہے اور کنیز بھی اس کی اسیر ہے تو وہ درگذر نہیں کرتا بلکہ اتنا سخت رویہ اختیار کرتا ہے کہ قاری کا دل دہل جاتا ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی ساتھ وہ اس قدر مصلحت بیں اور دور اندیش ہے کہ اپنی گفتگو یا حرکات و سکنات سے اپنے قلبی تاثرات کسی پر آشکار نہیں ہونے دیتا۔

کنیز کی موت بظاہر اکبر کی شکست ہے مگر دراصل وہ شعریت کے اس پیکر کو فنا کے گھاٹ اتار کر اپنی شکست کو فتح پر محمول کرتا ہے۔ یہاں پر ڈرامہ نگار نے شہنشاہ کے اس بہیمانہ فعل کا جواز سلیم کی بغاوت کا شاخسانہ قرار دیا ہے مگر وہ اس میں ناکام رہا ہے اور تاریخی اعتبار سے اکبر کی انصاف پسندی، فیاضی اور نرم دلی پر اس کی یہ ظالمانہ حرکت پانی پھیر دیتی ہے۔ اکبر اوصافِ حمیدہ، مردم شناسی اور معاملہ فہمی کے لئے مشہور ہے مگر ڈرامہ میں وہ ایک ظالم اور جابر کے پیکر میں جلوہ فرما دکھائی دیتا ہے۔

سلیم کا کردار سپاٹ ہے۔ اس کا ظاہر اور باطن دونوں یکساں نظر آتے ہیں ان میں کوئی تضاد نہیں وہ دونوں سطحوں پر ایک رومانی اور جذباتی نوجوان دکھائی دیتا ہے۔ اسے نہ شہنشاہ کے خوابوں کی پرواہ ہے نہ اپنے شاندار مستقبل کی، وہ مصلحت اندیش بھی نہیں کہ اپنی محبوبہ کے مقابلہ میں تاج و تخت کی قیمت کا اندازہ لگا سکے۔ وہ اپنے رومان میں اتنا سرشار ہے کہ ولی عہد سے زیادہ عاشقِ صادق نظر آتا ہے۔ اسی لئے ڈرامہ میں جگہ جگہ پر اپنے ابلتے ہوئے جذبات کو مرصع الفاظ میں ڈھال کر اپنی آرزوؤں کو آسودہ کر لیتا ہے۔ اس میں عملی اقدام کی ذرا بھی سکت نہیں۔ وہ اپنی تمناؤں کی تکمیل کا خواہشمند تو ہے لیکن انھیں پورا کرنے کی طاقت سے عاری ہے وہ مجبوری اور بے بسی میں بپھرتا ہے، روٹھتا ہے۔ بسورتا ہے اور اشکبار ہوتا ہے۔ اگر اسے اپنی من پسند کا کھلونا مل جائے تو وہ محلوں کی عشرت ہند کی سلطنت، خزانوں کی دولت اور اپنا سب کچھ اپنی محبوبہ کے بدلے میں قربان کرنے کو تیار ہے کیوں کہ ایک مقام پر وہ اپنے ندیم بختیار سے اپنے دلی مدعا کا یوں اظہار کرتا ہے:

"وہ تو فردوس کا ایک خواب ہے۔ شباب کے آنکھوں کی توس قزح اور سچ مچ بختیار کبھی کبھی مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے وہ صرف میرا تصور ہے اسے حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ جیسے میں نے ایک خیال کو دل کے سنگھاسن پر بٹھا لیا ہے اور اسے پوج رہا ہوں۔"

دلارام "اترا شہنا" [2] ہے۔ مگر وہ اتنی شاطر اور چالباز عورت ہے کہ ایک طرف وہ سلیم پر

---

[1] دیباچہ انارکلی۔ صفحہ ۶ ناشر مکتبہ اردو بار سوم ۱۹۷۱ء

[2] شہنا یعنی کوتوال۔ مردک یعنی بندل (داستان امیر حمزہ کا ایک کردار) اسی جہت سے مثل مشہور ہو گئی "اترا شہنا مردک نام"

اپنا قبضہ جمانے کی چالیں چلتی ہے اور جب وہ اس میں کامیاب نہیں ہوتی تو دوسری طرف اکبر جیسی جہاندیدہ اور زیرک شخصیت کو اپنی سازش کا شکار بنا کر انارکلی کی موت کا فرشتہ بننے میں ذرہ برابر تامل نہیں کرتی۔ وہ شہنشاہ کی توجہ رقص کے دوران آئینہ کی جانب مبذول کرا کے سلیم اور انارکلی کی محبت کا بھانڈا پھوڑتی ہے۔

ثریا انارکلی کی چھوٹی بہن ہے گو اس سے کئی سال چھوٹی ہے مگر تجربہ کے اعتبار سے اس سے کہیں بالغ نظر ہے۔ وہ دوہرا کردار ادا کرتی ہے۔ ایک طرف دلارام کو دھمکیاں دیتی ہے اور دوسری طرف سلیم کو کچوکے دیتی ہے، جوش دلاتی ہے۔ اکساتی ہے اور طرح طرح سے اسے بیدار کرتی ہے مگر سلیم عزم و عمل سے تہی ثابت ہوتا ہے۔

سلیم جب ہر طرف سے مایوس ہوتا ہے تو اپنی ماں کی آغوش میں پناہ لیتا ہے، وہ اسے ڈراتا ہے۔ دھمکیاں دیتا ہے، وہ خوف زدہ اور سہمی سہمی سی رہتی ہے۔ وہ اپنی اولاد کے غم میں رنجیدہ ہوتی ہے، دکھ سہتی ہے۔ مگر اپنی اولاد کی بہبود کی خواہاں ہے۔ وہ معاملات کو سلجھانے کی پیہم سعی کرتی ہے اور اس کی ہمیشہ سے یہ خواہش رہتی ہے کہ سلیم بالک ہٹ سے باز آ کر اپنے باپ کی آرزوؤں کے آگے سر تسلیم خم کر دے۔

انارکلی ڈرامہ کی ہیروئن ہے اور دلارام اس کی رقیب، وہ ایک کم سخن، کم آمیز، سیدھی سادھی نوخیز کلی ہے جس سے بیک وقت باپ اور بیٹا، دونوں تفریح لینا چاہتے ہیں۔ مگر باپ کی راہ میں شاہی آداب دبدبۂ سلطنت اور وقار مانع ہیں۔ بیٹا ڈرپوک، شاعر نما جذباتی نوجوان ہے۔ وہ اپنے جذبات پر قابو پانے سے قاصر ہے اور اس درجہ عاقبت نااندیش ہے کہ قبل از وقت اپنا راز دشمن پر منکشف کر دیتا ہے۔ انارکلی نوجوان اور حسین و نازک اندام چھوکری ہے جس کا رخ روشن

دیکھ کر ہر تخیل پسند کے ذہن میں کھلی ہوئی کلی کا تصور ابھر آتا ہے۔ یہ ضرور ہے کہ فن موسیقی اور رقص میں وہ ماہر ہے اور حاضر جواب بھی ہے کیوں کہ پہلے ہی موقع پر وہ اکبر اعظم کا دل موہ لیتی ہے اور انعام و خطاب سے سرفراز ہوتی ہے مگر ایسا لگتا ہے کہ محبت کی چوٹ کھانے کے بعد اس کی چنچلتا اور تمام فطری صلاحیتیں جیسے سلب ہو کر رہ جاتی ہیں۔ اس کے بعد کے رویہ کا جائزہ لینے کے بعد یہ مترشح ہوتا ہے کہ وہ ایسی سوختہ شمع ہے جو تیز لو کی آنچ سے پگھلتی جا رہی ہے اور اپنی خواہشات کے باوجود تباہی کے غار کی طرف آہستہ آہستہ سرک رہی ہے۔ اس کی مثال اس آہو جیسی ہے۔ جسے دو شکاریوں نے اپنی اپنی زد میں لے رکھا ہے۔ موت کے علاوہ جس کا کوئی مداوا نہیں۔ وہ گم سم، کھوئی کھوئی سی رہتی ہے اور سوچتی ہے کہ وہ کنیزی کے لئے پیدا ہوئی ہے اسے شاہزادہ کو محبت پاش نظروں سے دیکھنے کا کوئی حق نہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس جرم کی پاداش میں اسے جان سے ہاتھ دھونا پڑے۔

ڈرامہ نگار نے انارکلی کے کردار کو حزن و یاس کے پیکر میں ابھار کر پیش کرنے کی کامیاب سعی کی ہے اس کے علاوہ ڈرامہ میں تصادم، کشمکش اور عمل کے جو نقوش ابھرتے ہیں وہ دلارام کے کردار میں پورے آب و تاب سے جلوہ ریز ہیں۔ اس جہت سے دلارام کا کردار اپنے معیار پر پورا اترتا ہے۔

بقیہ وابستہ کردار ثانوی حیثیت کے حامل ہیں اور اپنے اپنے مقام پر اپنے اپنے فرائض کی بجا آوری کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ ڈرامہ فنی اور ادبی حیثیت سے بھی بہت کامیاب ہے اور ڈرامہ نگار اسے جس دیدہ وری اور ہوشیاری سے المیہ کی طرف آہستہ آہستہ لے جاتا ہے۔ وہ لائق ستائش ہے

بقایا صفحہ ۵ ... ۲۰ نکاتی پروگرام ...

مزید برآں دیہی اور شہری غریبوں کی بہبود کی خاطر جھونپڑپٹی سدھار اور ضمانت روزگار اسکیم وغیرہ جیسے اقدامات کئے گئے۔

خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کو زیر عمل لانے میں ریاست نے نمایاں اور قابل ستائش کام انجام دیا۔ گزشتہ سال ریاست میں ۱۲ء۱۲ لاکھ نس بندی آپریشن کئے گئے۔ جبکہ حکومت ہند کی جانب سے ۱۸ء۳ لاکھ کا نشانہ رکھا گیا تھا۔ رواں سال کے لئے دس لاکھ نس بندی آپریشن کا نشانہ رکھا گیا ہے۔ اضافۂ آبادی کے بڑھتے ہوئے خطرے کو روکنے کے لئے جس کے سبب ہر میدان میں ریاست کی ترقی زائل ہو رہی ہے۔ حکومت نے قانوناً لازمی کنبہ بندی کے لئے جرأت مندانہ اور اشد ضروری قدم اٹھایا۔ مجلس قانون ساز کے دونوں ایوانوں نے مہاراشٹر فیملی (سائز پہ پابندی) بل پاس کر دیا ہے۔

مہاراشٹر میں معاشی پروگرام کی عمل آوری کے سلسلے میں ایک خاص بات یہ ہے کہ اس کی تکمیل کے لئے مدت مقرر کر دی گئی ہے۔ اس کی ایک واحد مثال یہ ہے کہ تھوڑے سے ہی وقت میں حاصل شدہ اراضی میں سے تقریباً ۸۰ فیصدی بے زمین اشخاص میں تقسیم کی جا چکی ہے۔ نیز تمام تقسیم شدہ اراضی زیر کاشت لائی جا چکی ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مہاراشٹر پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے کس سرگرمی سے کام کر رہا ہے۔

مہاراشٹر یقیناً ۲۰ نکاتی معاشی پروگرام کی عمل آوری کے میدان میں پیش پیش ہے۔

وجودِ زن

(ڈراما)

اجے ۔ ہوگیا جلسہ؟

سدھا ۔ ہاں ہوگیا۔

اجے ۔ تم نے بھی بھاشن دیا ہوگا۔

سدھا ۔ ہاں ۔ پورے آدھے گھنٹے تک ۔

اجے ۔ کیسا رہا تمہارا بھاشن ؟

سدھا ۔ اسے دن ۔ ایک ایک جملے پر تالیاں بجتی رہیں بشری بیتی پاپڑ والا اپنی صدارتی تقریر میں بار بار میری تقریر کا حوالہ دیتی رہیں۔

اجے ۔ کیوں نہیں، کیوں نہیں، مردوں کی خوب برائیاں کی ہوں گی تم نے تقریر میں ۔

سدھا ۔ میں کیوں کرنے لگی برائی ۔ میں نے تو صرف عورت کی دکھ بھری تصویر پیش کی . . . .

اجے ۔ کہ کس طرح مردان کے وجود کو کچلتا آیا ہے۔

سدھا ۔ یہ آپ کے دل کا چور بول رہا ہے ۔

اجے ۔ پتہ نہیں عورت کو اگر مظلوم کہو تو وہ خوش کیوں ہو جاتی ہے ۔ مجھے تو ایسا لگتا ہے عورت ذات شروع ہی سے خود ترحمی کا شکار رہی ہے۔

سدھا ۔ کل تک ایسا ہی تھا، مگر آج عورت بیدار ہو چکی ہے۔

اجے ۔ کوئی ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، آج کل اپنی چالی کی عورتیں کافی جاگرت دکھائی دے رہی ہیں ۔

سدھا ۔ یہ جلسہ بھی چالی کے 'مہیلا منڈل' کی جانب سے تھا۔

اجے ۔ یعنی عورتوں کا جلسہ، عورتوں کی طرف سے، عورتوں کے لئے ۔

سدھا ۔ بالکل ۔

اجے ۔ تب تمھاری تقریر کی اگر تعریف ہوئی ہے تو کون سا کمال ہو گیا وہاں ایک دوسرے

سلام بن رزاق
۴/۳۸-بی ۔ قریش نگر
کرلا ۔ بمبئی ۴۰۰۰۷۰

کی تعریف کے سوا تم لوگوں نے کیا ہی کیا ہوگا ۔

سدھا ۔ آپ میں سچائی کو ماننے کی جرات ہی نہیں ہے۔

اجے ۔ سچائی ہو تو مانیں۔

سدھا ۔ آپ ہمیشہ مجھ پر جلتے رہتے ہیں ۔

اجے ۔ تم سے جلنے جیسی تم میں بات ہی کونسی ہے ؟

سدھا ۔ یہ بات خود آپ اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر پوچھئے ۔ یہ آپ ہی تھے جو شادی سے پہلے کہا کرتے تھے کہ سدھا تمہارے حسن کو اگر اروشی اور مینکا دیکھ لیں تو حسد کے مارے جل کر خاک ہو جائیں ۔

اجے ۔ ٹھیک ہے ۔ مگر شادی کے بعد تو ساری عورتیں ایک جیسی ہو جاتی ہیں ۔ پھوہڑ، چڑچڑی، اور خرچیلی،

سدھا ۔ اس کے کارن پر بھی کبھی غور کیا ہے آپ نے ؟

اجے ۔ کیسا کارن ؟

سدھا ۔ یہ ساری خرابیاں مردوں کی صحبت کی وجہ سے عورت میں پیدا ہو جاتی ہیں ۔ ورنہ شادی سے پہلے تو وہ اپسراؤں کو شرمانے والی چیز ہوتی ہے۔

اجے ۔ تم عورتوں میں ایک اور زبردست خرابی ہے ۔

سدھا ۔ وہ بھی بیان کر دیجئے ۔

اجے ۔ خود ستائی، تم لوگ ہمیشہ اپنی تعریف سننا چاہتی ہو۔

سدھا ۔ اور یہ تعریف آپ ہی لوگ کرنے پر مجبور ہیں ۔ کسی شاعر نے کہا ہے ؎

"وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ"

اجے ۔ ہاں مجھے اعتراف ہے ۔ شاعروں اور مصوروں نے عورتوں کی ضرورت سے زیادہ تعریف کر کرکے ان کے دماغ کو ساتویں آسمان پر پہنچا دیا ہے ۔

سدھا ۔ آج کی عورت مردوں کے ہتھکنڈوں سے اچھی طرح واقف ہو گئی ہے۔ اب وہ کسی خالی خولی تعریف سے بہک نہیں سکتی ۔

اجے ۔ یہ مت کہو ۔ شادی سے پہلے تم بھی میری کویتاؤں کی دیوانی تھیں ۔

سدھا ۔ وہ تو میں آپ پر ترس کھاتی تھی ۔ میں سوچتی تھی آپ رات رات بھر جاگ کر کویتا لکھتے ہیں ۔ دل رکھنے کے لئے تھوڑی سی

تعریف کرنے میں کیا حرج ہے؟

اجے ۔ باتوں میں تم عورتوں سے کوئی نہیں جیت سکتا۔

سدھا ۔ باتوں ہی میں کیوں؟ آپ آنکھیں کھول کر دیکھیں۔ آج عورت زندگی کے ہر میدان میں مرد سے آگے نہیں تو کم سے کم پیچھے بھی نہیں ہے۔

اجے ۔ دنیا کا کاروبار اس وقت بھی چلتا تھا جب عورت صرف چراغ خانہ تھی۔

سدھا ۔ کچھ کام ایسے ہیں جنھیں صرف عورتیں ہی خوش اسلوبی سے انجام دے سکتی ہے۔

اجے ۔ کون سے کام؟

سدھا ۔ مثلاً ہسپتالوں میں نرس کا کام عورت ہی کرسکتی ہے کیوں کہ مریضوں کو جس پیار خلوص اور ہمدردی کی ضرورت ہوتی ہے وہ صرف عورت ہی دے سکتی ہے۔ اسی طرح ایر ہوسٹس، ٹیچر، ٹیچر اسٹینو اور ٹیلیفون آپریٹر جیسے کام عورتیں مردوں سے زیادہ بہتر طریقے سے کرسکتی ہیں۔

اجے ۔ مگر کچھ خطرناک اور مشکل کام بھی ہیں جنھیں عورت نہیں کرسکتی۔

سدھا ۔ میری سمجھ میں نہیں آتا آپ کون سے کاموں کی بات کرتے ہیں۔ پہاڑوں کی چوٹیوں پر، کانوں کے اندر، جنگل، میدان، سمندر ایسی کون سی جگہ ہے جہاں عورت مرد کے ساتھ نہیں۔

اجے ۔ تم خواہ مخواہ اپنے منہ میاں مٹھو نہ بنو تمھیں ابھی تک ٹھیک سے دال چھونکنا تو آتا نہیں۔ کبھی پیاز کچی رہ جاتی ہے تو کبھی لہسن جل جاتا ہے۔

سدھا ۔ آپ بڑے ناشکرے ہیں۔ کتنے ہی بڑھیا پکوان پکا کر کھلاؤ آپ کے منہ سے تعریف کے دو بول نہیں نکلتے۔ ہر چیز میں کیڑے نکالنے کی تو آپ کی شروع سے عادت ہے۔

اجے ۔ تم کیڑے ڈالتی ہو میں نکالتا ہوں۔

سدھا ۔ میں کیوں ڈالنے لگی کیڑے؟

اجے ۔ تم نہیں ڈالتیں؟ پچھلی دفعہ تم نے جو دہی کی کڑھی بنائی تھی اس میں دوسرے مسالوں کے ساتھ ایک عدد جھینگر بھی تو ڈالا تھا!

سدھا ۔ رام، رام۔ کیا میں نے وہ جان بوجھ کر ڈالا تھا۔ ڈھکن کھلا رہ گیا تھا گر گیا ہوگا۔

اجے ۔ میں بھی تو یہی عرض کر رہا تھا کہ میرے کیڑے نکالنے کی عادت نہ ہوتی تو اب تک کتنے جھینگر، مکھیاں اور کیڑے مکوڑے میرے پیٹ میں پہنچ چکے ہوتے۔

سدھا ۔ آپ تو بات کا بتنگڑ بنا دیتے ہیں۔

اجے ۔ میں بات کا بتنگڑ بناتا ہوں؟ یہ تمھاری لاپروائی اور غلط پکوانوں کا نتیجہ ہے کہ آئے دن میرے پیٹ میں درد رہتا ہے۔

سدھا ۔ آپ کے پیٹ کا درد آپ کے دماغی تناؤ کی وجہ سے ہے۔ اس میں میرے پکوانوں کا قصور نہیں۔

اجے ۔ دماغی تناؤ۔ دماغ سے پیٹ کا کیا تعلق؟

سدھا ۔ بہت بڑا تعلق ہے۔ اگر آپ دماغی تناؤ میں مبتلا رہیں گے تو اس کا اثر آپ کے ہاضمے پر پڑے گا اور مستقل پیٹ درد کی شکایت رہے گی۔

اجے ۔ تم تو ایسے بتا رہی ہو جیسے ابھی ابھی میڈیکل کالج سے ڈاکٹری کی ڈگری لے کر لوٹی ہو۔

سدھا ۔ اگر آپ شادی کے لیے جلدی نہیں مچاتے تو میں نے اب تک ڈاکٹری کرلی ہوتی۔

اجے ۔ میں نے جلدی کیا؟

سدھا ۔ آپ بار بار اپنی ماتا جی کو میری ماتا جی کے پاس بھیج بھیج کر شادی کے لیے اصرار نہیں کر رہے تھے۔

اجے ۔ نہیں کرتا تو کیا کرتا۔ تم کسی صورت انٹر سائنس ہی پاس ہو چکی تھیں۔ جس پر یہ ضد کہ ڈاکٹری کر کے ہی شادی کروں گی۔

سدھا ۔ کچھ بھی کہیے میری ادھوری تعلیم کے فقط آپ ذمہ دار ہیں۔

اجے ۔ تم اب بھی اپنی تعلیم مکمل کرسکتی ہو۔ ایکسٹرنل ڈگری کورس بھی ہوتے ہیں۔ گھر بیٹھے تم امتحانات کی تیاری کرسکتی ہو۔

سدھا ۔ ارے یہ ۔ گھر بیٹھے امتحانات کی تیاری، یہاں گھر میں دو لمحے تو سکون نہیں ملتا امتحانات کی تیاری کیوں کر ہوگی؟

اجے ۔ یہاں تم دن بھر کون سے پتھر توڑتی ہو۔ فقط دو آدمیوں کی دال روٹی تو تیار کرنی ہوتی ہے۔

سدھا ۔ اور آپ کے منے کو کون دایا سنبھالتی ہے۔

اجے ۔ ارے ایک بچے کو سنبھالنا بھی تمہارے لیے مصیبت ہے۔ پرانے زمانے کی عورتوں کو دیکھو۔ درجن درجن بھر بچوں کو کیسے مزے میں پال لے جاتی تھیں اور چوں تک نہیں کرتی تھیں۔

سدھا ۔ پرانی عورت بے چاری کو آپ لوگ انسان کب سمجھتے تھے۔ وہ تو صرف بچے پیدا کرنے کی مشین تھی۔ اس کا کام صرف مرد کی واسنا کو پورا کرنا اور بچے پیدا کرنا تھا۔ مگر آج کی عورت یہ ظلم برداشت نہیں کرسکتی۔

اجے ۔ بچے پیدا کرنا اور بچے پالنا تمہارے نزدیک ظلم ہے؟

سدھا ۔ میں نے یہ کب کہا۔ آپ ہمیشہ بات کا غلط مطلب نکالتے ہیں۔

اجے ۔ تم بات ہی غلط طریقے سے کرتی ہو۔

سدھا۔ بچے پیدا کرنا تو عورت کے لئے باعث فخر ہے اور ان کی تربیت اور پرورش بھی عورت کے سوا اور کون کر سکتا ہے۔

اجے۔ پھر تم کہنا کیا چاہتی ہو؟

سدھا۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ عورت صرف بچے پیدا کرنے کے لئے نہیں ہے۔ وہ اس سنسار میں ہر وہ کام کر سکتی ہے جو مرد کر سکتا ہے مگر مرد اس اعزاز سے محروم ہے جو عورت کو حاصل ہے۔

اجے۔ کون سا اعزاز؟

سدھا۔ ماں بننے کا اعزاز۔ مرد کتنا ہی عظیم بن جائے ماں نہیں بن سکتا۔

اجے۔ مگر یہ اعزاز عورت کو مرد ہی نے بخشا ہے۔

سدھا۔ بس تو ثابت ہوا کہ یہ سنسار عورت اور مرد سے مل کر ہی مکمل ہوتا ہے۔ آپ عورت کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔

اجے۔ مگر کچھ مہا پرش عورت کے بغیر بھی عظیم ہوئے ہیں۔

سدھا۔ مثلاً

اجے۔ مثلاً افلاطون، ارسطو، حضرت یسوع مسیح، سنت رام داس وغیرہ

سدھا۔ مگر آپ یہ بھول رہے ہیں کہ ان مہا پرشوں کو جنم دینے والی بھی عورت ہی تھی۔ آپ اپنے وجود کو عورت کے وجود سے الگ کر ہی نہیں سکتے۔

اجے۔ وہ تو میں دیکھ رہا ہوں۔

سدھا۔ کیا دیکھ رہے ہیں۔

اجے۔ یہی کہ مرد عورت سے کسی بھی صورت میں پیچھا نہیں چھڑا سکتا۔

سدھا۔ گویا آپ کے نزدیک عورت پیچھا چھڑانے کی چیز ہے، کیوں؟

اجے۔ میرا مطلب وہ نہیں ہے جو تم سمجھ رہی ہو۔

سدھا۔ میں آپ کا مطلب خوب سمجھ رہی ہوں۔

اجے۔ کیا سمجھ رہی ہو؟

سدھا۔ آپ بیسویں صدی میں بھی سولہویں صدی کی باتیں کر رہے ہیں۔

اجے۔ گویا میں پرانے وچاروں کا ہوں۔

سدھا۔ آپ سو فیصد پرانے وچاروں کے ہیں۔ اگر نہیں ہیں تو عورت کی عظمت کو تسلیم کیوں نہیں کرتے؟

اجے۔ تم زبردستی اپنی عظمت تسلیم کرانے پر کیوں تلی ہو۔

سدھا۔ میں اپنی نہیں عورت ذات کی عظمت کی بات کر رہی ہوں۔

اجے۔ تو یوں کہو نا کہ تم اپنی تعریف میری زبانی سننا چاہتی ہو۔

سدھا۔ تعریف کرنے کے لئے ہمالیہ کے جتنا بڑا دل چاہئے۔

اجے۔ گویا میں تنگ دل ہوں۔

سدھا۔ ہر مرد شادی کے بعد تنگ دل، شکی اور کنجوس ہو جاتا ہے۔

اجے۔ یہ مرد ذات پر الزام ہے۔

سدھا۔ آپ نے بھی تو عورت ذات پر الزام لگایا تھا۔

اجے۔ کون سا الزام؟

سدھا۔ کہ ہر عورت شادی کے بعد پھوہڑ، چڑچڑی اور خرچالو ہو جاتی ہے۔

اجے۔ اوہو تو گویا تم بدلہ لے رہی ہو۔

سدھا۔ میں بدلہ نہیں لے رہی ہوں۔ صرف آپ کے الزامات کا جواب دے رہی ہوں۔

اجے۔ اچھا یہ بتاؤ تمہارے جلسے میں صرف تقریریں ہی ہوتی رہیں یا کچھ کام کی باتیں بھی ہوئیں۔

سدھا۔ ہمارے جلسے میں ایک بھی فالتو بات نہیں ہوئی۔ ساری باتیں کام کی ہوئیں۔

اجے۔ کوئی ایک بات تو بتاؤ۔

سدھا۔ یوں تو بہت سی باتیں ہوئیں۔ جن میں سے ایک بات یہ بھی کہ ہیلتھ سنٹر کے دفتر میں تعلیم نسواں کی کلاس چلائی جائے گی۔ چالی کی ان پڑھ عورتوں کے لئے۔

اجے۔ کون پڑھائے گا ان پڑھی مہیلاؤں کو؟

سدھا۔ ہم لوگ چالی کی پڑھی لکھی سات عورتوں نے ہفتہ کا ایک ایک دن اپنے ذمہ لیا ہے۔

اجے۔ تمہارے ذمہ کون سا دن ہے؟

سدھا۔ اتوار کا۔

اجے۔ چلو اچھا ہوا۔

سدھا۔ ہاں! آپ کے لئے تو اچھا ہوا۔ کبھی کبھار اتوار کے دن میرے ساتھ پکچر وغیرہ دیکھنی پڑتی تھی۔ اب اس سے بھی نجات مل گئی۔

اجے۔ ارے بھئی ذمہ داری لی ہے تو تھوڑی بہت قربانی بھی دینی ہوگی۔

سدھا۔ قربانی، قربانی، قربانی، کیا ہمیشہ عورت ہی قربانی دیا کرے گی۔

اجے۔ تم نے کون سی قربانیاں دی ہیں؟

سدھا۔ تاریخ اٹھا کر دیکھ لیجئے۔ پوری تاریخ عورت کے تیاگ اور قربانیوں سے بھری ہوئی ہے۔

اجے۔ تاریخ میں تو عورت کا بس یوں ہی سا کہیں ذکر آ گیا ہے۔

سدھا۔ اس کا کارن بھی یہی ہے کہ اب تک کی ساری تاریخیں مردوں نے لکھی ہیں۔ آئندہ جب کوئی عورت تاریخ لکھے گی تو آپ دیکھیں گے کہ تاریخ کا نقشہ ہی بدل چکا ہوگا۔

اجے۔ یعنی اب عورتوں کی تاریخ الگ سے لکھی جائے گی۔

سدھا۔ الگ سے نہیں لکھی جائے گی بلکہ اب

جو تاریخ لکھی جائے گی اس میں عورت کو
اس کا صحیح مقام عطا کیا جائے گا۔

اجے۔ گویا اب تک عورت جس مقام پر تھی وہ
غلط مقام تھا۔

سدھا۔ آپ کبھی سنجیدگی سے بحث کر ہی
نہیں سکتے۔

اجے۔ ابھی تو تم نے وعدہ کیا تھا کہ بحث نہیں
کرو گی۔

سدھا۔ میں نے کوئی وعدہ نہیں کیا تھا۔

اجے۔ تو اب کر لو۔

سدھا۔ میں کیوں کروں۔ آپ مجھ سے وعدہ
لے لیں گے اور خود بے نقط کی سناتے
رہیں گے۔ میں سمجھتی ہوں آپ کی
چالاکی۔

اجے۔ ساری چالاکی تو تم عورتوں کے حصے میں
آئی ہے۔ مرد بے چارے تو فطرتاً معصوم
ہوتے ہیں۔

سدھا۔ آہا قربان جاؤں آپ کی معصومیت کے،
یہ ظلم و تشدد، لوٹ کھسوٹ، یہ مذہب،
نسل، زبان اور سرحد کے نام پر ہزاروں
لاکھوں بے گناہوں کا قتل عام یہ سب
مرد کی معصومیت ہی کی تو نشانیاں ہیں۔

اجے۔ تم سارا الزام مردوں کو نہیں دے سکتیں۔
بزرگوں نے کہا ہے کہ خون خرابے کی وجہ
ہمیشہ تین چیزیں رہی ہیں۔ زر، زمین اور زن
یعنی فساد کی ایک وجہ عورت بھی ہے۔

سدھا۔ میں اسی لیے تو کہہ رہی ہوں کہ آئندہ جب
کوئی عورت تاریخ لکھے گی تو جنگ
اور فساد کی وجہ کچھ اس طرح بیان
کرے گی۔ دولت کی لالچ، اقتدار کی
بھوک اور مرد کی ذات۔

اجے۔ یہ تو مرد ذات کے ساتھ ناانصافی ہوگی۔

سدھا۔ عورت بھی تو صدیوں سے مردوں کی ناانصافیاں
جھیلتی آئی ہے۔

اجے۔ میرا خیال ہے ہم پھر بحث کرنے لگے ہیں۔

سدھا۔ مجھے نہیں معلوم

اجے۔ ارے واہ باتوں باتوں میں چٹکی لیتی ہو
اور کہتی ہو مجھے نہیں معلوم۔

سدھا۔ میں نے کوئی چٹکی نہیں لی۔

اجے۔ اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

سدھا۔ آدمی کو جب کوئی معقول جواب نہیں
سوجھتا تو وہ بے تعلق باتیں کرنے لگتا ہے۔

اجے۔ اف! بھئی بس کرو۔ سر درد سے پھٹا جا
رہا ہے۔

سدھا۔ کیوں؟

اجے۔ کیوں کیا؟ قریب آدھ گھنٹے سے تمہاری
بک بک جاری ہے۔ سر تو سر پتھر بھی ٹوٹ
گیا ہوتا۔

سدھا۔ آپ سوال کریں گے تو جواب بھی ضرور
ملے گا۔ بلکہ اینٹ کا جواب پتھر سے
ملے گا۔ ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں۔

اجے۔ بھگوان کے لئے اب چپ بھی کرو۔

سدھا۔ آپ چپ ہو جائیے۔ میں بھی چپ
ہو جاؤں گی۔ میں کوئی پاگل تو ہوں نہیں
کہ اکیلی دیواروں سے باتیں کرنے لگوں۔

اجے۔ اچھا اچھا یہ بتاؤ۔ گھر میں شکر ہے کہ
نہیں؟

سدھا۔ کیوں اچانک شکر کی یاد کیوں آ رہی
ہے؟

اجے۔ پہلے بتاؤ ہے یا نہیں۔

سدھا۔ ہے۔

اجے۔ ٹھیک ہے — ہے بھگوان —
(اٹھ کر چلنے لگتا ہے)

سدھا۔ کہاں جا رہے ہیں؟

اجے۔ ایک کپ چائے بنا کر پیوں گا۔ تم اب
معلوم سدھارک بن گئی ہو۔ تم سے اتنی
چھوٹی سی فرمائش کرتے کچھ اچھا نہیں
لگتا۔

سدھا۔ اب زیادہ مت بنائیے۔ عورت کا
دل سمندر کی طرح وشال ہوتا ہے۔ جس
میں مرد کی کڑوی کسیلی باتیں اس طرح گھل
جاتی ہیں کہ پتہ بھی نہیں چلتا۔ آپ بیٹھئے
میں چائے بنا کر لاتی ہوں۔

اجے۔ بھگوان کا شکر ہے کہ ابھی تم میں سیوا کا
جذبہ باقی ہے۔ میں تو ڈر گیا تھا۔

سدھا۔ سیوا تو عورت کا دھرم ہے۔ عورت
اپنے فرض کو اچھی طرح سمجھتی ہے۔ وہ
مرد سے بھی یہی مطالبہ کرتی ہے کہ وہ عورت
کے جذبات کا احترام کرنا سیکھے.....

اجے۔ اف ایک کپ چائے.....

سدھا۔ جا رہی ہوں، جا رہی ہوں، زیادہ شور
مت مچائیے۔ کہیں۔ منا نہ اٹھ بیٹھے۔۔
..... (جاتی ہے)

قلمی معاونین سے

گزارش ہے کہ اپنی تخلیقات کے فلیٹ
پر یا پشت پر اپنا مکمل پتہ پن کوڈ نمبر کے ساتھ
ضرور تحریر فرمائیں۔
قلمی نام کے ساتھ اصل نام بھی درج
فرمائیں۔ ناطلبیدہ مضامین کی ایک نقل اپنے
پاس ضرور رکھیں۔

خبرنامہ

گورنمنٹ سنٹرل پریس میں اردو یونٹ

وزیر صنعت شری ترڑکے کے ہاتھوں افتتاح

شری این ایم ترڑکے، وزیر صنعت نے ۱۸ اگست کو گورنمنٹ سنٹرل پریس بمبئی میں اردو یونٹ کا افتتاح کیا۔

ڈاکٹر رفیق زکریا، وزیر محصول اور شہری ترقیات نے تقریب افتتاح کی صدارت کے فرائض انجام دیئے۔

اس موقع پر اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے شری ترڑکے نے فرمایا کہ ہماری ریاست میں اردو زبان اہم مقام رکھتی ہے۔ یہاں کی آبادی میں اردو بھاشی دوسرے نمبر پر ہیں۔ اسی بات کے مدنظر حکومت نے گورنمنٹ سنٹرل پریس میں الگ اردو یونٹ کا قیام ضروری سمجھا تاکہ اس کی طباعت ترقی پائے۔

آپ نے یقین دلایا کہ اس یونٹ میں بہتر سے بہتر طباعت کے لئے حکومت ہر طرح کی سہولت بہم پہنچائے گی۔

ڈاکٹر رفیق زکریا نے اپنی صدارتی تقریر میں فرمایا کہ آج اس پریس میں نئے اردو یونٹ کے قیام سے ایک دیرینہ خواہش اور ضرورت پوری ہوگئی۔

آپ نے فرمایا کہ گورنمنٹ سنٹرل پریس بہت ہی اعلیٰ قسم کا پریس ہے اور سارے ہندوستان میں اس کی چھپائی کی شہرت ہے۔ یہاں اردو ٹائپ کی چھپائی کا کام بھی بہترین ہوتا ہے۔ اب اردو داں عوام کے مزاج کا خیال رکھتے ہوئے حکومت مہاراشٹر نے اردو کی کتابیں نستعلیق خط میں شائع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ حالانکہ اب تک نصابی کتابیں اور دوسری کتابیں ٹائپ میں چھپتی تھیں۔

ڈاکٹر رفیق زکریا نے بتایا کہ اردو کی چھپائی نستعلیق خط میں چھاپنے کے معاملے میں خود وزیر اعلیٰ مسٹر ایس بی چوان نے بڑی دلچسپی لی ہے اور یہ طے کیا ہے کہ ہر مشکل اور دشواری کے باوجود نستعلیق خط میں کتابیں چھاپی جائیں۔

ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ نستعلیق میں کتابوں کی چھپائی کی خاطر کاتبوں کی ضرورت پڑے گی۔ نیز نستعلیق کے فن کی حفاظت کے لئے بھی کاتبوں کی ضرورت ہوگی اور اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے بھی حکومت نے کتابت اور کاتبوں کی تربیت کا انتظام و اہتمام کرنے کا بھی ارادہ کیا ہے۔ کاتبوں کی کمی پوری کرنے کے لئے اردو اکادمی کوشش کریگی۔

انہوں نے بتایا کہ اردو کی اعلیٰ معیار کی چھپائی کے ساتھ ساتھ سستے داموں پر کتابیں دستیاب کرنے کے بارے میں بھی حکومت غور و خوض کر رہی ہے۔

آپ نے کہا کہ اردو شاعروں اور ادیبوں کی کتابوں کو اعلیٰ معیار طباعت کے ساتھ شائع کرنے اور انھیں کم قیمت پر بازار میں لانے کے لئے اردو اکادمی کوشش کرے گی اور اس سلسلے میں گورنمنٹ سنٹرل پرنٹنگ پریس کا اردو یونٹ معاون اور نمونہ ثابت ہوگا۔

شریمتی پربھا پاٹل، وزیر ثقافتی امور نے اردو یونٹ کے قیام پر مسرت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ میں اچھی طرح اردو بول نہیں سکتی لیکن یہ میٹھی خوب صورت اور سادہ زبان مجھے پیاری لگتی ہے۔

آپ نے مزید فرمایا کہ اس زبان کی ترقی کی خاطر اس سال سے ریاستی ڈرامہ مقابلہ میں اردو ڈراموں کو شامل کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

شری فاروق پاشا ڈپٹی اسپیکر اسٹیٹ لیجسلیٹیو اسمبلی نے اپنی استقبالیہ تقریر میں اس امر پر اظہار مسرت فرمایا کہ اردو زبان کو اب اس ملک میں جائز مقام مل رہا ہے اور اس زبان کو وہ اہمیت دی جا رہی ہے جو آزادی کے بعد اسے ملنا چاہیئے تھی۔ آج کا دن اردو کی تاریخ میں سنہری حرفوں سے لکھا جائے گا۔ کیوں کہ اس روز گورنمنٹ سنٹرل پریس میں اردو کا ایک علحدہ یونٹ قائم کیا جا رہا ہے۔

آپ نے مزید فرمایا کہ مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ شنکر راؤ چوان اپنی اردو دوستی کے لئے مشہور

وزیر صنعت شری نریندر ترڈ کے نے ۱۸ اگست ۷۶ء کو گورنمنٹ سنٹرل پریس بمبئی میں "اردو شعبہ" کا افتتاح کیا اس موقع پر لی گئی تصویر میں شری ترڈکے اجتماع سے خطاب فرما رہے ہیں۔ وزیر محصول ڈاکٹر رفیق زکریا، وزیر ثقافتی امور، شریمتی پرتیبھا پاٹل اور مہاراشٹر اسمبلی کے ڈپٹی اسپیکر شری فاروق پاشا بھی نظر آ رہے ہیں۔

ہیں۔ اردو کے فروغ اور ترقی کے لئے آپ نے متعدد ٹھوس قدم اٹھائے اور اردو یونٹ کا قیام بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے۔

آپ نے مزید فرمایا کہ کسی بھی زبان کی کتابوں کی چھپائی کا انتظام جتنا زیادہ اچھا ہوگا اس کی ترقی و ترویج میں اتنی ہی زیادہ مدد ملے گی اور اسی مقصد کو پیش نظر رکھ کر بمبئی کے گورنمنٹ سنٹرل پریس میں (جس کی بہترین چھپائی پہلے ہی سے سارے ملک میں مشہور رہی ہے) اردو یونٹ قائم کیا گیا ہے۔

شری خواجہ عبدالغفور ممبر سیکریٹری اردو اکادمی نے شکریہ ادا کیا۔

آخر میں صدر جلسہ کے ارشاد پر حاضرین نے دو منٹ خاموش رہ کر اردو زبان کے ممتاز اور مقبول شاعر شری جان نثار اختر کو خراج عقیدت پیش کیا۔ جن کا اسی دن انتقال ہوا تھا۔

کنبہ بندی بل

ایک تاریخی سماجی قانون

شری ایم کے پاٹل

شری کے۔ ایم۔ پاٹل وزیر صحت عامہ نے حال ہی میں مہاراشٹر کے لوگوں سے اپیل کی کہ وہ کنبہ بندی جیسے اہم تاریخی قانون کی پرزور حمایت کریں جو ریاستی مجلس قانون ساز نے تقریباً اتفاق رائے سے پاس کر دیا ہے۔

وزیر موصوف آل انڈیا ریڈیو بمبئی سے اپنے نشریہ میں قانوناً لازمی کنبہ بندی کے لئے اس جرأت مندانہ اور نہایت ضروری اقدام کی وجوہات بیان کیں اور بتایا کہ یہ صحیح معنوں میں ہمارے دور کا اہم ترین سماجی فیصلہ ہے۔

اس بل کی خصوصیات پر روشنی ڈالتے ہوئے وزیر موصوف نے فرمایا کہ افزائش نسل کے قابل ہر جوڑے شوہر بیوی یعنی ۵۵ سال سے کم عمر مرد اور ۴۵ سال سے کم عمر عورت کے تین سے زائد حیات بچے نہیں ہونے چاہئیں۔ البتہ چند مستثنیات ہیں جو چوتھے بچے کی اجازت ہو سکتی ہے۔ مقررہ مدت کے اندر بچہ پیدا کرنے کے اہل افراد پر نس بندی کروانے کی ذمہ داری بذات خود عاید ہوتی ہے۔ قوانین کی خلاف ورزی قابل سزا جرم قرار دی گئی ہے۔

آپ نے فرمایا کہ نس بندی کے بعد اگر بدقسمتی سے تمام بچے فوت ہو جائیں یا تمام جیتے بچوں میں سے سب لڑکے یا سب لڑکیاں مر جائیں تو قانونی طور پر نس کھلوانے کے آپریشن کی تمام ذمہ داری ریاستی حکومت اپنے سر لے گی اور تمام اخراجات برداشت کریگی۔

وزیر موصوف نے فرمایا کہ یہ قانون بلا امتیاز مذہب ملت ریاست کے ہر ایک شہری پر لاگو کیا گیا ہے۔ محدود خاندان کے لئے یہ وضع کردہ قانون کسی بھی مذہب کے بنیادی عقیدے کے خلاف نہیں جاتا لہذا اگر اس بل کی مخالفت میں کچھ پارٹیاں اپنے مفاد کے لئے ناخواندہ اور معصوم لوگوں کو مذہب کی آڑ لے کر گمراہ کرنے کی کوشش کریں گی تو حکومت اس بات کو ہرگز برداشت نہیں کریگی۔

آپ نے ان تمام خدشات شکوک و شبہات

اور غلط فہمیوں کا ازالہ کیا کہ یہ قانون ایک فرد کی نجی زندگی میں مداخلت کرتا ہے۔ آپ نے یہ یقین دلایا کہ حکومت اس کام کو انجام دینے کے لئے پوری فنی صلاحیت اور کافی عملہ رکھتی ہے۔ آپ نے بتایا کہ ۲۰۰۰ اداروں میں تقریباً ۵۰۰ سے زیادہ تربیت یافتہ ڈاکٹر موجود ہیں۔ نیز حکومت نے ترجیحی بنیاد پر لیبورٹری اور آپریشن تھیٹر جیسی سہولتوں اور فنی صلاحیت کو بڑھانے کے لئے ایک وسیع پروگرام بھی شروع کیا ہے۔

آخر میں آپ نے اس امید کا اظہار کیا کہ چند ضروری پابندیاں قبول کر کے ہماری نسل خوش حالی اور بہتر زندگی کی ضامن بنے گی۔

ہند روس دوستی

تصویری نمائش کا افتتاح

شری جگیش دیسائی، وزیر مملکت برائے شہری ترقیات و شہری رسد نے ۱۶ اگست کو بمبئی میں ہند روس معاہدہ کی پانچویں سالگرہ تقریب کے موقع پر تصویری نمائش کا افتتاح کیا۔ اس کے ساتھ ہی روس کے شائع کردہ "سودیت یونین اور سودیت لینڈ" نامی رسائل کے قارئین کی کانفرنس بھی منعقد ہوئی تھی۔

نمائش اور کانفرنس کا اہتمام بمبئی کے انفارمیشن برانچ آف یو ایس ایس آر کونسولیٹ جنرل کی جانب سے کیا گیا تھا۔

شری ایم۔ جی۔ دیسائی وائس پریذیڈنٹ مہاراشٹر اسٹیٹ انڈو سودیت کلچرل سوسائٹی نے صدارت کے فرائض انجام دیئے۔

اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے شری دیسائی نے فرمایا کہ ہند روس دوستی ایسی دوستی ہے جو کہ دو بھائیوں کے درمیان ہوتی ہے۔ روس کی جانب سے ملنے والی امداد کی نوعیت بھی دیگر ممالک کی امداد سے مختلف ہے۔ روس مالی امداد کے بجائے ماہرانہ مدد دیتا ہے۔ جس سے ہم خود اپنی مشینیں آپ بنانے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ روس چاہتا ہے کہ ہندوستان خود اپنے پیروں پر آپ کھڑا رہ سکے۔

وزیر موصوف نے روس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ اس نے نہ صرف زمانہ امن بلکہ حالیہ مسلح تصادم کے نازک موقع پر بھی ہندوستان کی مدد کی۔

وزیر موصوف نے اس بات پر بھی خوشی کا اظہار کیا کہ سوویت لینڈ کے ۳۱۰۰۰ مراٹھی اور ۱۴۰۰۰ گجراتی خریدار ہیں۔ انہوں نے آخر میں یہ بھی کہا کہ ہند روس دوستی کو توڑنے کی کوئی کوشش کامیاب نہ ہوگی اور یہ دوستی سدا قائم رہے گی۔

شری دیسائی نے بڑی دلچسپی سے نمائش دیکھی۔

اس سے قبل مسٹر مرکیولوف، بمبئی کے انفارمیشن برانچ آف یو۔ ایس۔ ایس۔ آر کونسولیٹ جنرل کے قائمقام سربراہ نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔ مسٹر پراسولوف تجارتی نمائندہ روس نے شکریہ ادا کیا۔

آبپاشی پروجیکٹوں کے لئے پیشگی امداد

حکومت مہاراشٹر کو آبپاشی کے ۹ پروجیکٹوں یعنی جائیکواڑی مرحلہ ۲، کرشنا، ککڑی، پینچ، بالائی گوداوری، اسکھی، بالائی تاپی مرحلہ ۱، بالائی پین گنگا اور سنجرا کے کام تیز رفتاری سے پورے کرنے کے لئے مرکزی حکومت سے پیشگی ۸۰ء۱۴ کروڑ روپے کی امداد کی ضرورت ہے۔

یہ اطلاع شری بی۔ جے۔ کھتال وزیر آبپاشی نے ۱۰ اگست کو بمبئی میں آبپاشی سے متعلق ممبران پارلیمنٹ کی ایک ضمنی کمیٹی کی بیٹھک میں دی۔

اس موقع پر شری شام راؤ کدم، وزیر مملکت برائے آبپاشی وانرجی اور شری شیوراج پاٹل نائب وزیر آبپاشی اور قانون و عدلیہ بھی موجود تھے۔

اس بیٹھک میں ریاست میں سیلاب کی روک تھام کے مسئلے پر بھی غور و خوض کیا گیا۔

روزگار سماچار (اردو)

ملک کے تعلیم یافتہ بے روزگاروں کی مدد کے لیئے ایک مثبت قدم کے طور پر ڈائرکٹوریٹ آف ایڈورٹائزنگ اینڈ ویژول پبلسٹی (ڈی۔ اے۔ وی۔ پی) پی۔ ٹی۔ آئی بلڈنگ پارلیمنٹ اسٹریٹ نئی دہلی ۱۰۰۰۰۱ نے اپریل ۷۶ء سے ایک ہفتہ وار اخبار "ایمپلائمنٹ نیوز" (انگلش اور ہندی) میں شائع کرنا شروع کیا ہے اب روزگار سماچار اردو زبان میں بھی شائع ہونے لگا ہے۔

اس ہفتہ وار میں جو مندرجہ بالا پتے کے ساتھ ہی سنٹرل نیوز ایجنسی ۱۲ ہنومان روڈ نئی دہلی ۱ یا ریلوے بک اسٹالوں پر صرف ۲۵ پیسے میں مل سکتا ہے تمام حکومتوں یونین پبلک سروس کمیشن، پبلک سیکٹر انڈر ٹیکنگز، قومیائے بنک، روزگار دفاتر (ایمپلائمنٹ ایکسچینج) اور دیگر روزگار ایجنسیوں کی جانب سے ملازمتوں کے اشتہارات شائع کیے جاتے ہیں۔

وزیر اعلیٰ کے راحت فنڈ میں عطیات

وزیر اعلیٰ کے راحت فنڈ میں مندرجہ ذیل اشخاص نے ۳۵۰۰ روپے بطور عطیہ دیئے۔

۱۔ شری دناترے راجا رام جگداسے احمد نگر ۲۰۰ روپے
(۲) میسرز سی مانیک لال اینڈ کمپنی احمد نگر ۵۰۰ روپے
(۳) میسرز ای۔ این دادا بھائی اینڈ سنس ۳۰۰ روپے

(مزید صفحہ نمبر ۴۲ پر)

وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان ۱۹ اگست ۷۶ء کو الہاس نگر میں ملازمین ریاستی بیمہ اسکیم کے تحت تعمیر شدہ ہسپتال کا افتتاح کر رہے ہیں۔ وزیر صحت عامہ شری کے۔ ایم پاٹل اور نائب وزیر برائے چھوٹی سینچائی شری شانتارام گھولپ بھی نظر آ رہے ہیں۔

ڈاکٹر رفیق زکریا، وزیر محصول و شہری ترقیات ۲۳ اگست ۷۶ء کو ٹاٹا آڈیٹوریم میں پروگریسیو گروپ بمبئی کے زیر اہتمام منعقدہ اجلاس میں "مسائل بمبئی میٹروپولیٹن ریجن" کے موضوع پر تقریر کر رہے ہیں۔

شری پی۔ کے کنٹے وزیر مملکت برائے ہاؤسنگ و پبلک ورکس ۲۲ اگست ۷۶ء کو نائیگاؤں میں نائیگاؤں لدسوڈا الاجمونیرٹ سٹی کی کانفرنس سے خطاب فرما رہے ہیں۔

وزیر مملکت برائے دیہی ترقی و صنعت شری ادوے سنگھ گائیکواڑ ۲۰ اگست ۷۶ء کو مانخورد میں بال کلیان نگر میں ”درخت کاری مہم“ کے موقع پر پودا لگا رہے ہیں۔

شیو پنویل مارگ پر وزیر مملکت برائے ہاؤسنگ شری پرتبھا کر کنیٹے ۲۰ اگست ۷۶ء کو پودا لگا رہے ہیں۔

بھکاریوں کی بحالی اسکیم کے تحت بمبئی میں مقررہ مقامات پر پیٹیاں رکھی گئی ہیں۔ ان پیٹیوں میں شہریوں کی جانب سے ڈالی گئی رقم وزیر اعلیٰ کے بھکاری راحت فنڈ میں جمع کی جاتی ہے۔ حال ہی میں ایسی دو پیٹیاں شریف بمبئی، شریمتی لیلا مول گاؤنکر نے محکمہ سماجی بہبود کی سکریٹری شریمتی مالتی تلنیے دیدیا کے حوالے کی۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں ان پیٹیوں کی رقم گنی جا رہی ہے۔

کے جاوے گاؤں میں چیچک کے واقعہ کی بنا پر ایک کیس کی پیشی کے بعد تھانے میونسپل عہدیداران تھانے میں گھر گھر اس بابت چھان بین کر رہے ہیں۔ حقیقت حال یہ ہے کہ اس گاؤں میں کماری کملار گھونا تھسن پاٹل کو ۱۹۷۴ء میں چکن پاکس نکلی تھی۔ چیچک نہیں۔

ریاست مہاراشٹر گزشتہ دو سال سے چیچک سے بالکل محفوظ ہے۔ اس بات کا اندازہ عملی سروے کی رپورٹ کی بنا پر لگایا گیا ہے جو کہ ہر دو ماہ بعد کیا جاتا ہے۔

نوادرات کا اندراج

ایسے تمام افراد انجمنوں اور ادارہ جات وغیرہ کو جن کے پاس کم از کم سو سال پرانے مقررہ نوادرات جیسے مورتیاں، تصویریں اور باتصویر یا منقش مسودات ہیں یہ مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ یکم اکتوبر ۱۹۷۶ء تک ان کو رجسٹرنگ افسران کے پاس درج رجسٹر کرالیں۔

مہاراشٹر میں رجسٹرنگ افسران یہ ہیں: کمارہ اے۔ ایس ۔۔۔، معرفت، ڈپارٹمنٹ آف آرکیالوجی ۔۔۔ کشن مندر، آدرش نگر، ورلی ۔۔۔ ۴۰۰۰۲۵ (برائے بمبئی عظمیٰ) شری ایس پی سلنکھے، ہاؤس نمبر ۲۵۷، پہلی منزل ترمبک دروازہ، نزد پربھات سنیما، ناسک (برائے ناسک، دھولیہ اور جلگاؤں اضلاع) شری پی ایم سترلکر، "کرشنی لویگا" مقابل سردار نواس، نیو عثمان پورہ اورنگ آباد ۴۳۱۰۰۱ (برائے اورنگ آباد، پربھنی اور ناندیڑ اضلاع) شری سی ایس گپتا، ۴۵، میگھ دوت، مادھو نگر، ناگپور ۴۴۰۰۰۱ (برائے ناگپور، بھنڈارہ، چندرپور اور اکولہ اضلاع) شری ایچ۔ دی۔ دیشمکھ راتر، ۴۷ کانگریس نگر، امراوتی (برائے امراوتی، وردھا، ایوت محل اور بلڈانہ اضلاع) شری اے ایس کامبلے، معرفت کولہاپور میوزیم ٹاؤن ہال کولہاپور (برائے کولہاپور، ستارہ اور سانگلی اضلاع) اور شری جی کے ملنے، مہاتما پھلے ہاؤس، ۳۰۸ گنج پیٹھ، پونے ۴۱۱۰۰۲ (برائے پونے، سولاپور اور احمد نگر اضلاع)۔ شری دی۔ جی۔ کھوبریکر، ڈائرکٹر آف آرکیالوجی، مہاراشٹر اسٹیٹ، سماج ستکش مندر، (دوسری منزل) آدرش نگر، ورلی، بمبئی ۴۰۰۰۲۵ ریاست میں رجسٹریشن کے کنٹرولنگ آفیسر ہیں۔

چیچک سے کوئی موت واقع نہیں ہوئی

بعض اخبارات میں شائع شدہ یہ خبر کہ گھاٹ کوپر میں ایک اٹھارہ ماہ کی لڑکی سیتا دیوی (جو اپنے باپ کی توہم پرستی کی بھینٹ چڑھ گئی۔) کی موت چیچک کے سبب واقع ہوئی، بے بنیاد اور گمراہ کن ہے۔

مختلف طبی جانچ نیز پوسٹ مارٹم سے معلوم ہوا کہ موت چیچک سے واقع نہیں ہوئی تھی بلکہ خسرہ نکلنے کے بعد اس کو نمونیہ ہو گیا تھا۔ چیچک کے آثار اس پر نہیں پائے گئے۔ اسی طرح اس خبر میں بھی کوئی صداقت نہیں ہے کہ ایڈیشنل کورٹ آف سیشن جج تھانے میں بھیونڈی تعلقہ

آلودگی آب

خلاف ورزی کرنے والی صنعتوں کے خلاف اقدام

مہاراشٹر انسداد آلودگی آب بورڈ نے مندرجہ ذیل صنعتوں کے خلاف قانونی کارروائی کی کیوں کہ انھوں نے مقررہ شرائط پر پوری طرح سے عمل نہیں کیا تھا۔ اور گرد و پیش آلودگی آب کی بدستور مرتکب ہوئیں۔

میسرز اللاپس لمیٹڈ، مٹا گھر، تعلقہ کھور، ضلع پونے کے خلاف جیوڈیشیل مجسٹریٹ فرسٹ کلاس، کھور کی عدالت میں ۹ جون ۷۶ء کو فوجداری کا مقدمہ دائر کیا گیا۔

میسرز پنچ گنگا سہکاری شکر کارخانہ لمیٹڈ، گنگا نگر، ضلع کولہاپور، میسرز سومیہ آرگینو کیمیکل لمیٹڈ ساکھر واڑی ضلع ۔

میسرز شینکری سہکاری ساکھر کارخانہ لمیٹڈ سانگلی، میسرز مادھو نگر کاٹن ملز، مادھو نگر، ضلع سانگلی اور میسرز سونیا کیمیکلز، تھانے۔ بیلاپور روڈ تھانے کی جانب سے ان کے خلاف جنوری اور مارچ ۱۹۷۶ء میں جاری کردہ نوٹسوں کے جواب پر غور کرنے کے بعد بورڈ نے متعلقہ عدالتوں میں ان کے خلاف فوجداری

مقدمات دائر کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ مقدمے جلد داخل کر دیئے جائیں گے۔ ۱۲ اگست ۱۹۷۶ء کو ۲۰ صنعتوں کے خلاف قانونی کارروائی کی نوٹسیں جاری کر دی گئی تھیں۔ نوٹس ملنے کی تاریخ سے ۳۰ دن کے اندر اندر انھیں جواب دینا ہوگا۔ ان صنعتوں کے نام ذیل میں درج ہیں۔

بمبئی تھانے علاقے: میسرز کیبلیکو کیمیکلز چیمبور، میسرز فائزر لمیٹیڈ، تھانے، میسرز اسکالرے (انڈیا) لمیٹیڈ، تھانے، میسرز آئیون ایکسچینج، امبرناتھ، میسرز ایسوسی ایٹیڈ بریوریز اینڈ ڈسٹلریز، تھانے اور میسرز کیمی۔ اکویپ امبرناتھ۔

ضلع قلابہ: میسرز سودیشی کیمیکلز، کھپولی۔ میسرز موہتا اینڈ ہیکل، کھپولی، میسرز انڈین آرگینک کیمیکلز، کھپولی، میسرز ننھا اسٹیل اینڈ پائپ انڈسٹریز، کھپولی۔ میسرز پیپر اینڈ پیپ کنورزن، کھپولی اور میسرز پیپر پروڈکٹس روہا۔

ضلع پونے: میسرز گروارے نائیلون، پمپری، میسرز دا ئی۔ ایچ۔ کوکاریا، پمپری، میسرز کے ایس بی، پمپس، پمپری، میسرز فلپس (انڈیا) لمیٹیڈ، کلبوساری، میسرز نورمیکا (انڈیا) لمیٹیڈ، اکورڈی اور میسرز یشونت سہکاری ساکھر کارخانہ تھیور۔

ضلع احمد نگر: میسرز پراورا سہکاری ساکھر کارخانہ، پراورا نگر اور میسرز گورنمنٹ ڈسٹلری، چیتالی۔

اگست ۱۹۷۴ء سے مہاراشٹر انسداد آلودگی آب بورڈ نے مہاراشٹر انسداد آلودگی آب ایکٹ بابت ۱۹۶۹ء کی دفعات کے مطابق صنعتوں کو فضلہ وغیرہ خارج اور تلف کرنے کے سلسلے میں اجازت دینے کا کام شروع کیا ہے۔

صنعتوں کو فضلہ وغیرہ تلف کرنے کے سلسلے میں بورڈ نے بعض شرائط رکھی ہیں۔ اور اس سلسلے میں صنعتوں کو مناسب وقت دیا گیا تا کہ وہ اپنے کارخانوں سے نکلنے والے فضلے وغیرہ کو محفوظ طریقے سے تلف کر سکیں۔

ریاست مہاراشٹر بورڈ برائے آثارِ قدیمہ

حکومت مہاراشٹر نے محکمہ تعلیم و نوجوان سروسیز کے سرکاری سکریٹری کی سربراہی میں مہاراشٹر اسٹیٹ بورڈ فور آرکیوز اینڈ آرکیالوجی کی از سرِ نو تشکیل کی ہے۔ بورڈ کے دیگر ممبران یہ ہیں:

جنرل ایڈمنسٹریشن ڈپارٹمنٹ میں مہاراشٹر سرکار کے ڈپٹی سکریٹری، مہا مہوپادھیائے ڈاکٹر ڈی۔ وی۔ پوتدار، شری دیوی سنگھ چوہان، عثمان آباد، ڈاکٹر ایس بی دیو، پونے۔ ڈاکٹر اے۔ ایم شاستری، ناگپور، شری دھننجے کیر، بمبئی، پروفیسر ڈی۔ آر۔ کامبلے، کولہاپور، ڈائرکٹر آف آرکیوز مہاراشٹر اسٹیٹ۔ بمبئی۔ ڈائرکٹر آف آرکیالوجی مہاراشٹر اسٹیٹ، بمبئی، بورڈ کے ممبر سکریٹری ہوں گے۔

سنسکرت کمیٹی

حکومت مہاراشٹر نے وزیر مملکت برائے تعلیم کی سربراہی میں ریاستی سطح پر سنسکرت اسٹینڈنگ کمیٹی کی دوبارہ تشکیل کی ہے۔

کمیٹی کے دیگر ممبران یہ ہیں: ڈاکٹر ٹی۔ این، دھرم ادھیکاری، پونے، شری غلام دستگیر عباس علی بیرجدار، بمبئی، ڈاکٹر ایم۔ ڈی۔ پراڈکر، بمبئی، شری بلونت راؤ جی گھاٹے، اورنگ آباد، ڈاکٹر (مسز) آشا گورسکر، بمبئی، ڈاکٹر ایس۔ بی۔ دارنیکر، ناگپور، شری ایس بی ویلنکر، بمبئی، شری ایس۔ ڈی کاشور، بمبئی، پنڈت بھائی شنکر پروہت، بمبئی۔ ڈاکٹر دی۔ دی پرانجپے، پونے، ڈاکٹر جی۔ ایم پاٹل، بمبئی، شری اے۔ این۔ ڈنگر، کولہاپور، لینگویج آفیسر سنسکرت یا کلاسیکل لینگویج، پونے، جائنٹ ڈائرکٹر آف ایجوکیشن پونے، جو سنسکرت تعلیم سے متعلق ہیں کمیٹی کے ممبر سکریٹری ہوں گے۔

دودھ کارڈ ہولڈروں کی شکایات کا تدارک

کنٹرولر (حصولیابی و تقسیم) بمبئی عظمیٰ دودھ اسکیم کارڈ ہولڈران سے دودھ سپلائی کے متعلق آرے، کرلا اور ورلی ڈیری میں بالترتیب منگل جمعرات اور جمعہ کو صبح ۱۱ بجے اور ۲ بجے دوپہر کے درمیان شکایات سنیں گے اور ان کے تدارک کی کارروائی کریں گے۔

بقایا صفحہ نمبر ۲۸ خبر نامہ

(۴) میسرز رستم دانتر ۲۵۱ روپے (۵) میسرز بونگا رتن اینڈ والیا، پرائیویٹ لمیٹیڈ ۲۵۱ روپے (۶) میسرز پیکاداش مرچنٹس پرائیویٹ لمیٹیڈ ۵۰۱ روپے (۷) میسرز مہاراشٹر واٹن ۱۰۱ روپے (۸) میسرز رستم شیریار اینڈ کمپنی ۲۵۱ روپے (۹) میسرز ایراداش مرچنٹس، کولہاپور ۲۵۱ روپے (۱۰) میسرز نوربس نورس کیمپ بل اینڈ کمپنی، لمیٹیڈ... ا روپے (۱۱) میسرز لکشمی بائی اے پاٹل ۱۵۱ روپے۔

جاں نثار اختر کے پسماندگان کو وزیر اعظم کا عطیہ

جاں نثار اختر کی موت کی اطلاع سن کر وزیر اعظم محترمہ اندرا گاندھی نے ان کے پسماندگان کو اپنے ریلیف فنڈ سے دس ہزار روپے کے عطیے کا اعلان کیا ہے۔

PRINTED AT THE GOVT. PHOTOZINCO PRESS, PUNE 1976

record foodgrains production
The foodgrains production in Maharashtra in 1975-76 will exceed the target of 85 lakh tonnes and estimated production will be 93 lakh tonnes—a unique achievement when compared to 71.20 lakh tonnes in 1973-74 and 77 96 lakh tonnes in 1974-75 Under Kharif campaign for 1976-77, the minimum target is 65 lakh tonnes, as against 63 lakh tonnes in 1975-76.
This success is due to concerted efforts and special intensive measures A large area came under cultivation of hybrid and high yielding varieties Nearly 62,000 quintals of this type of seeds were distributed Adequate quantities of pesticides were made available and prompt steps were taken to fight crop pests wherever they occurred.
The smooth implementation of the programme was achieved through dedicated action and utmost co-ordination between the Agriculture Department, Co-operative Department and the Zilla Parishads.
We shall add new dimensions to this vital field and achieve greater results this year.
Directorate General of Information & Public Relations
Government of Maharashtra, Bombay-400 032
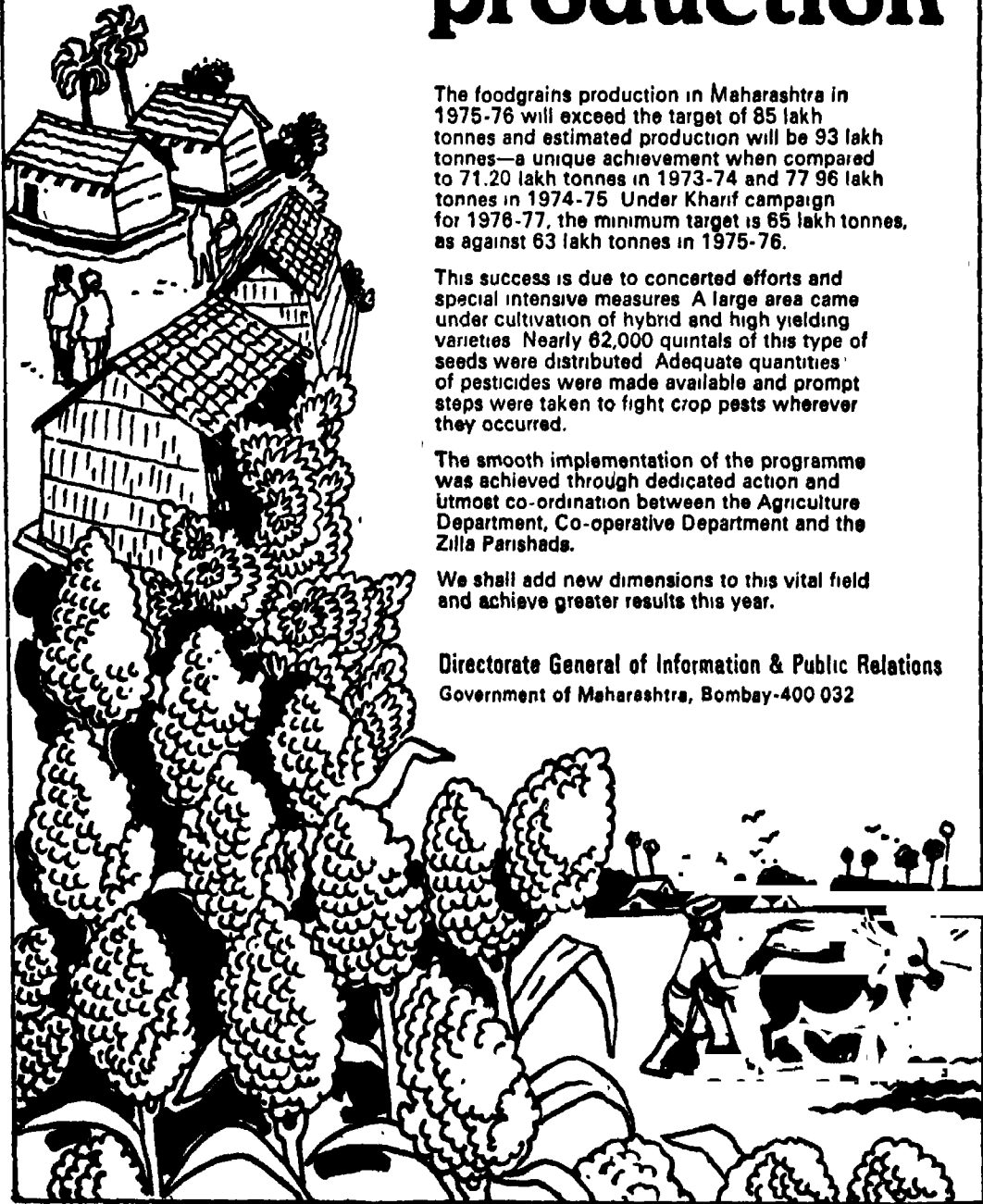
سخنہائے گفتنی

چند روز بعد قارئین قومی راج عید کی مسرتوں سے ہم آغوش ہوں گے۔ عید الفطر ہمیشہ کی طرح تزکیۂ نفس اور ایثار کے انعام نیز خیرات و زکوٰۃ کی صورت میں دیگر انسانوں کی فلاح کا پیغام بن کر آئی ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اس بار ارضِ ہند میں عید زیادہ بامعنی اور زیادہ مسرت بخش ثابت ہوگی کیونکہ بیس نکاتی پروگرام نے ملک کے لاکھوں غریبوں اور بے روزگاروں کے لئے بہتر اور مسرت بخش زندگی کی راہ ہموار کر دی ہے۔ اب ہمارے سارے تیوہاروں کی خوشیوں اور رنگینیوں میں چار چاند لگ جائیں گے۔

"ضمانت روزگار اسکیم" اُن اہم اقدامات میں سے ایک ہے جو حکومتِ مہاراشٹر نے ملک کی داخلی ترقی اور خوش حالی کے لئے کئے ہیں اِس موضوع پر ایک اہم مضمون شریکِ اشاعت ہے۔

گذشتہ دنوں ہندوستانی ادب تین اہم شخصیتوں سے محروم ہو گیا۔ یہ نقصان صرف مراٹھی، بنگالی اور اردو زبانوں ہی کا نہیں ہمارا مجموعی ثقافتی نقصان ہے۔ زیرِ نظر شمارہ میں ان تینوں ادیبوں اور شاعروں کو خراجِ عقیدت پیش کیا گیا ہے۔

قومی راج کی اشاعت میں جو تاخیر اور بے قاعدگی ہو رہی ہے اس کا ہمیں پورا احساس ہے اور اسے دور کرنے کے لئے ہماری جد و جہد جاری ہے۔

[دستخط]

ترتیب

۱۶ ستمبر ۱۹۷۶ء

جلد: ۳ ★ شمارہ: ۱۸

قیمت فی پرچہ: ۵۰ پیسے ★ سالانہ: ۱۰ روپے

زیرِ نگرانی:- خواجہ عبد الغفور آئی۔ اے ایس

• ترسیل زر اور مراسلت کا پتہ •

چیف ڈائرکٹر آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز حکومت مہاراشٹر

سچیوالیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲

محمد غلام رسول اشرف، تکیہ معصوم شاہ۔ مومن پورہ۔ ناگپور۔ ۴۴۰۰۱۸

۲۰ نکاتی پروگرام

۴ بیگار کا خاتمہ

خوش حالیٔ عوام کی خاطر ہی ان دنوں
زیرِ عمل ہے بیس نکاتی پروگرام
جس کے اثر سے دیش کی حالت بدل گئی
لوگ اب نئی امنگ سے کرنے لگے ہیں کام

بندش لگے گی اب تو زمیں کے حصول پر
انصاف یوں ملے گا ہر اک کو سماج میں
خالی زمین پلاٹ اور مکانوں کا مسئلہ
حل ہوگا عنقریب ہی اس امن راج میں

ہے یہ خوشی کی بات کہ سارے ہی دیش میں
اشیا کے نرخ ہونے لگے اب تو کم سے کم
اب پیدا ہو رہا ہے زیادہ اناج بھی
ہوگا کسی کو غلہ کی قلت کا اب نہ غم

کی جا رہی ہے ٹیکس کی چوری کی روک تھام
اسمگلروں کی روز ہی جاری تلاش ہے
اب ان کی جائیداد بھی کی جا رہی ہے ضبط
کم آج کل سماج میں جرم معاش ہے

۸ کمل پیداوار پروگرام کی تیز تر رفتار۔

فاضل زمین ہے جو کسی شخص کے بھی پاس
وہ بے زمین لوگوں کے اب کام آئے گی
فصلیں اگیں گی ان پہ بنیں گے مکان بھی
قسمت غریب لوگوں کی یوں جاگ جائیگی

پالیسی لائسنس کی اب نرم ہو گئی
صنعت میں جس سے ہونگی میسر سہولتیں
مزدور بھی رہیں گے شریک انتظام میں
اس طرح وہ اٹھا نہ سکیں گے مصیبتیں

۱۰ جنتا کپڑے کی بہتر کوالٹی

بے گار کی جو رسم تھی وہ ختم ہو گئی
بڑھنے لگی جہاں میں ادیباسیوں کی شان
زنجیریں قرضداروں کی اب ٹوٹنے لگیں
آزاد ہو چلے سبھی مزدور اور کسان

معیار زندگی کو اٹھانے کے واسطے!
آسائشوں کا اب تو نیا کھل چکا ہے باب
کر دی گئی ہے ٹیکس میں انکم کے اب کمی
تنخواہ دار جس سے سبھی ہوں گے فیضیاب

۱۳ اسمگلروں کی جائیداد کی ضبطی کے لئے خاص قانون

تعمیر ہو رہے ہیں نئے بند اور کنوئیں!!
سیراب کر دی جائیگی اب دیش کی زمیں
ان سے نکالی جائیں گی نہریں نئی نئی!
قلت اناج کی یہاں ہوگی نہ اب کہیں

ہر ایک ہوسٹل میں غذا اور ضروری شئے
نرخ مقررہ پہ ہی اب ہوں گی دستیاب
اسٹیشنری کتابیں، قلم اور کاپیاں
اب کنٹرول دام پہ سب ہونگی دستیاب

سب لوگ جانتے ہیں کہ موجودہ دور میں!
بجلی پہ ہے زراعت و صنعت کا انحصار
بڑھتے ہی جا رہے ہیں پروجیکٹ بجلی کے
ہوگا زیادہ دیش میں بجلی کا کاروبار

سب ہی ملوں میں اور سبھی کارخانوں میں
ہر اہل فن کو اب تو ملے گا ضرور کام
پائیں گے اہل علم مناسب ملازمت
بے کاریوں کا شکوہ کریں گے نہ خاص و عام

۱۵ صنعت میں مزدوروں کی شرکت کیلئے نئی اسکیمیں۔

ہتھ کرگھا بنکروں کو حکومت کی اور سے
امداد اور سہولتیں دی جا رہی ہیں اب
کپڑا ہو عمدہ اور مناسب ہوں دام بھی
اس کے لئے بھی کوششیں کی جا رہی ہیں سب

تجھ سے ہی اس وطن کو نئی زندگی ملی،
اے اندرا محافظ ہندوستاں ہے تو،
تیرے ہی دم سے ہے یہ گلستاں ہرا بھرا
سب لوگ کہہ رہے ہیں کہ گلشن کی جاں ہے تو

شریپاد جوشی

شری شریپاد جوشی نے حال ہی میں خلیج عرب کے ممالک کا خیرسگالی دورہ کیا تھا۔ اس مضمون میں آپ نے اپنے تاثرات کا اظہار کیا ہے جو قسط وار قارئین کی خدمت میں پیش کیا جائے گا۔ یہ اس مضمون کی پہلی قسط ہے۔

یوں دیکھا جائے تو سیر و سفر کا شوق ہر انسان میں فطری طور پر موجود ہوتا ہے۔ مگر ایسے لوگوں کی تعداد بہت کم ہوتی ہے۔ جو اس طرح کی سیاحت کا موقع حاصل ہونے پر اس سے متفرق لوگوں میں خیرسگالی کا جذبہ پیدا کرنے کے واسطے فائدہ اٹھاتے ہوں۔ دراصل ہم ایسے دوروں سے دور دراز کے ممالک کے لوگوں میں خیرخواہی پیدا کرنے کا کام بخوبی کر سکتے ہیں۔ اس کا تجربہ مجھے اپنے ملک کے اندر ہی نہیں بلکہ باہر کے ملکوں میں بھی ہوا ہے۔ دہلی کی سرکاری انجمن انڈین کونسل فار کلچرل ریلیشنز نے جب مجھے خلیج عرب کے ممالک کا دورہ کرنے کا موقعہ فراہم کیا تو مجھے اسی لئے بڑی مسرت ہوئی کہ اس سے میں اپنے عرب برادران کو نزدیک سے دیکھ سکوں گا اور ان کے خیالات سے واقفیت حاصل کرنے میں مجھے مدد ملے گی۔

قدیم تعلقات

میں ۲۵ اپریل سے ۱۴ مئی ۱۹۷۶ء تک یعنی تقریباً تین ہفتے عرب ممالک میں گھومتا رہا۔ عمان (سلطنۃ عمان) متحدہ عرب امارات (دولۃ الامارات العربیۃ المتحدہ) سعودی عرب (المملکۃ العربیۃ السعودیۃ) اور کویت (دولۃ الکویت) جانے اور وہاں کے لوگوں سے ملنے کا نادر موقع مجھے ملا۔ عام طور پر جو لوگ ان ملکوں میں جاتے ہیں وہ پیسہ کمانے کی غرض سے جاتے ہیں۔ پرانے زمانے سے ان ملکوں کے ساتھ بھارت کے تجارتی تعلقات رہے ہیں۔ وہاں ایسے کئی تاجر و سوداگر مجھے ملے جو پشتوں سے وہاں کاروبار چلاتے ہیں۔ حال کے زمانے میں ان ملکوں میں معدنی تیل کے مل جانے سے وہ دنیا کے مالدار ممالک میں شمار کئے جانے لگے۔

اس خداداد دولت کو اپنے عوام کی ترقی میں استعمال کرنا انھوں نے شروع کیا تو انھیں معمولی مزدور ڈاکٹر اور انجینیر وغیرہ سبھی قسم کے کامگاروں کی ضرورت پڑنے لگی۔ اسے پورا کرنے کے لئے ہندستان سے ہزاروں لوگ وہاں پہنچ گئے۔ ویسے دین اسلام کا مرکز اسی علاقہ میں واقع ہے۔ یعنی یہ کہ مسلمانوں کے مقدس مقام مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ سعودی عرب میں ہونے کی وجہ سے اس علاقے میں مسلمانوں کا آنا جانا برابر جاری رہتا ہے۔ سیاسی اور اقتصادی امور میں دل چسپی رکھنے والے صحافی بھی اکثر ان ملکوں میں جاکر وہاں کے حالات کی جانکاری حاصل کرتے ہیں۔ مگر ان ممالک کے عوام کے ثقافتی امور میں دل چسپی رکھنے والے شاذ و نادر ہی ہوتے ہیں۔ بلکہ مجھ سے تو یہاں تک کہا گیا کہ شاید عربوں کی ثقافت میں اس قدر دل چسپی رکھنے والا اور ان کی صحیح معلومات ہندوستان کے لوگوں تک پہنچانے کے ارادے سے وہاں آنے والا میں پہلا ادیب و مصنف ہوں۔

ثقافتی ورثہ

ان ملکوں میں میرا تعلق اکثر و بیشتر ہر ملک کی وزارۃ الاعلام والثقافۃ سے رہا۔ انھوں نے میرے دورہ کا خیر مقدم کیا۔ یہاں تک کہ عمان کی مذکورہ بالا وزارت نے مجھے اپنا سرکاری مہمان بنایا، اور مزید دو روز کے لئے اپنے ملک میں ٹھہرایا۔ جس گلف ہوٹل میں انھوں نے مجھے ٹھہرایا تھا اس کا ہر روز کا خرچہ ایک ہزار روپیہ تھا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ انھوں نے میرے خیرسگالی دورہ کو کتنی اہمیت دی تھی۔ یہاں ایک بات کا ذکر کرنا نامناسب نہ ہوگا کہ ہمارے ملک میں وزارت اطلاعات کے ساتھ نشریات کا محکمہ وابستہ ہوتا ہے، جبکہ عرب ممالک میں اس کے ساتھ ثقافت کا محکمہ وابستہ ہوتا ہے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ عمان سرکار نے ابھی ابھی ثقافت کی وراثت کی حفاظت کے لئے ایک علٰحدہ وزارت قائم کی ہے۔ جس کا نام وزارت قومی وراثت ہے۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ عرب ممالک اپنے قومی ورثہ کو کتنی اہمیت دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمیں اگر اُن کے دلوں میں جگہ حاصل کرنی ہے تو ان کی ثقافت کے ورثہ کو ہم سمجھ لیں اور اس کا احترام کریں۔

مجھے ان ملکوں میں جو محبت حاصل ہوئی اس کا کارن جہاں تک میں سمجھا ہوں یہی تھا کہ میرے دل میں ان کی ثقافت کے لئے بڑا احترام تھا جسے انھوں نے اچھی طرح بھانپ لیا تھا۔ آج ان کے پاس بے شمار دولت جمع ہوگئی ہے جس میں حصہ بٹانے کے لئے دنیا کے سبھی ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک ان کی خوشامد کرنے میں ایک دوسرے سے بازی مارلے جانا چاہتے ہیں۔ مگر اس بات کو نہ سمجھتے ہوں، وہ اتنے نادان نہیں۔ انھیں اب خوشامدیوں، چاپلوسوں کی نہیں بلکہ دلی دوستوں کی ضرورت ہے۔ اپنے دورے سے مجھے اس بات کا پورا یقین ہوگیا کہ بھارت کے لوگ ان کی اس ضرورت کو پورا کرسکتے ہیں۔ بشرطیکہ ہم خود اپنی ثقافت کا احترام کریں اور مغربی ملکوں کی بھونڈی نقل کرنے سے باز رہیں۔ ان کے دلوں کو جیتنے کا یہی ایک طریقہ ہے۔

عمان میں جدید ترقی

میں ۲۵ اپریل کی شام کو سات بجے بمبئی سے ہوائی جہاز پر سوار ہوا اور دو گھنٹے میں مسقط پہنچا جو عمان کا دارالسلطنت ہے۔ ہوائی اڈے سے شہر تقریباً چالیس کیلومیٹر دور ہے، جہاں پہنچنے کا ٹیکسی کا کرایہ سو روپیہ ہوتا ہے۔ ریگستان اور ننگے پہاڑوں سے بھرے اس ملک کی گزشتہ پانچ سالوں میں جب سے کہ موجودہ سلطان والی جناب قابوس نے سلطنت کی باگ ڈور اپنے والد کے ہاتھوں سے اپنے ہاتھ میں لی ہے۔ گویا کایا پلٹ ہوگئی ہے۔ ساری دنیا سے الگ تھلگ رہنے والا یہ ملک مانو تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا اسے دنیا جہان کی کوئی خبر نہ تھی اور نہ ہی دنیا کو اس کا کوئی خیال تھا۔ مگر سلطان قابوس نے گدی پر آتے ہی اپنے ملک کے دروازے دیگر ممالک کے لئے کھول دیئے اور اپنے عوام کی ترقی و خوشحالی کے لئے بڑے بڑے کام ہاتھ میں لئے۔ اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ اب مسقط نئی روشنی سے جگمگا رہا ہے۔ کشادہ سڑکیں، عالی شان مکانات، ہوٹل دوکانیں سب بالکل کسی بھی جدید شہر کے مانند ہیں اور نئی نئی کئی منزلہ عمارتیں بن رہی ہیں۔ مگر ان سب میں مجھے کوئی خاص دل چسپی نہیں تھی۔ جہاں دولت ہو وہاں یہ ساری چیزیں خود بہ خود آہی جاتی ہیں۔

مجھے تو یہ معلوم کرکے بڑی خوشی ہوئی کہ سلطان اعلیٰ اپنے ملک میں تعلیم کو فروغ دینے کے لئے بڑی کوشش کررہے ہیں جس کی کامیابی اس بات سے ظاہر ہوتی ہے کہ جہاں ۱۹۷۰ء میں سارے ملک میں ۱۶ مدارس، سات ہزار طالب علم اور دو سو مدرسین تھے وہاں ۱۹۷۵ء میں ۱۷۶ مدارس پچاس ہزار طالب علم اور دو ہزار مدرسین ہوگئے تھے اور اس میں بھی قابل ذکر بات یہ ہے کہ لڑکیوں کی تعلیم پر خاص توجہ دی گئی ہے۔

میں بچوں کا ایک مدرسہ دیکھنے گیا تو وہاں کی صفائی، صاف ستھرے و تندرست لڑکے اور خوش مزاج اساتذہ کو دیکھ کر دل باغ باغ ہو اٹھا۔

چونکہ تعلیم ابھی ابھی شروع ہوئی ہے اس لئے دیگر خلیج کے ممالک کی طرح عمان میں بھی اساتذہ کی قلت ہے۔ چنانچہ زیادہ ترقی یافتہ

عرب ممالک ۔ مثلاً مصر، لبنان اور سوڈان وغیرہ سے اساتذہ کو بھرتی کیا گیا ہے ۔ سفید اور سیاہ فام استادوں کو مل جل کر کام کرتے ہوئے دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی ۔ جس مدرسہ میں میں گیا تھا اس کا ہیڈ ماسٹر ایک سیاہ فام عرب تھا ۔ اس کے ماتحت سفید فام عرب بڑے مزے میں کام کر رہے تھے ۔

مذہبی آزادی کے علمبردار

اسلام میں نسلی امتیاز کو کوئی جگہ نہیں ہے ۔ اس کا احساس ان ممالک میں ضرور ہو جاتا ہے ۔ مذہبی تعصب سے بھی عمانی لوگ پاک ہیں ۔ جب میں عمان کے سماجی بھلائی کے وزیر جناب خلفان بن ناصر سے ملا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ "عمانی لوگ شروع ہی سے مذہبی تعصبات سے پاک رہے ہیں ۔ اس ملک میں کبھی فرقہ وارانہ فساد نہیں ہوا ۔ اتنا ہی نہیں بلکہ یہاں پرانے زمانے سے ہندوؤں کے مندر بھی موجود ہیں ۔ ہم مذہب کے معاملے میں ظلم یا زبردستی کے قائل نہیں بلکہ مذہبی آزادی کے علمبردار ہیں ۔" وزیر اطلاعات عالی جناب سید فہد بن محمود سے جب اس بارے میں میری بات چیت ہوئی تو انھوں نے اپنی ذاتی زندگی کی مثال پیش کرتے ہوئے کہا کہ "مذہب کے معاملے میں ہر انسان کو آزادی ہونی چاہیئے ۔ وہ تو انسان اور خدا کے درمیان اپنا رشتہ ہوتا ہے ۔ اسے آپ زبردستی کیسے قائم کرا سکتے ہیں؟ میری اہلیہ ایک فرانسیسی خاتون ہیں ، جو عیسائی ہیں ۔ میں نے ان پر کبھی اس بات کے لئے دباؤ نہیں ڈالا کہ وہ اسلام کو قبول فرمائیں ۔ جب تک ان کا دل اسلام کی طرف مائل نہیں ہوگا تب تک انھیں عیسائی بنے رہنے کی پوری آزادی ہوگی ۔ یہ صرف میرے اکیلے کی بات نہیں میرے کئی ساتھیوں اور دیگر افسروں کی بیویاں عیسائی ہیں اور انھیں مکمل مذہبی آزادی حاصل ہے ۔"

ہندوستانی فرم کا تجربہ

مسقط میں بھارت کے سفیر جناب نرمل جیت سنگھ عمانی سرکار اور عوام دونوں میں بڑے مقبول ہیں کیونکہ انھیں عمانیوں سے سچی محبت اور دوستی ہے ۔ ان کی کوششوں سے میں متعدد لوگوں سے مل کر ان کے خیالات سے آگاہ ہو سکا ۔ انہوں نے مجھے جناب گوکلداس کھیم جی سے ملوایا جو کھیم جی رام داس نام کی ایک ہندوستانی فرم یا کاروباری دکان کے مالک ہیں ۔ جناب گوکلداس کی عمر اس وقت چھہتر سال کی ہے اور وہ گزشتہ ۶۰ سال سے اپنی دکان کا کاروبار سنبھالے ہوئے ہیں ۔ ان کی پیدائش بھی مسقط کی ہی ہے ان کے والد نے سو سال پہلے یہ فرم قائم کی تھی ۔ اس وقت اس فرم میں ۶۰۰ ہندوستانی اور ۲۰۰ عمانی لوگ کام کرتے ہیں ۔ ان کا بیشتر کاروبار درآمد برآمد کا ہے ، ساتھ ہی تعمیرات کا کام بھی وہ کرتے ہیں ۔ جناب گوکلداس نے مجھے بتایا کہ مرحوم سلطان کے ساتھ ان کے تعلقات بڑے ہی خوشگوار تھے اور موجودہ سلطان بھی بڑے مہربان ہیں ۔ دیگر عرب ممالک کی طرح عمان میں بھی کسی بیرونی ملک کے باشندے کو اس وقت تک کاروبار کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی جب تک کہ وہ کسی عمانی شہری کو اپنا حصہ دار نہ بنا لے ۔ اس قانون کی وجہ سے ان ملکوں کے باشندوں کو گھر بیٹھے آمدنی ہو جاتی ہے اور ملک سے غریبی کا خاتمہ ہو جاتا ہے ۔ سلطان قابوس نے شری گوکلداس کے بیٹے کو جو خود بھی سلطان سے قریبی تعلقات رکھتے ہیں ، عمان کی شہریت عطا فرمائی ہے ، چنانچہ اب انھیں کسی دوسرے عمانی کو اپنی فرم میں حصہ دار نہیں بنانا پڑے گا ۔ میں نے یہ واقعہ اس لئے بیان کیا کہ جس سے یہ پتہ چلے کہ ہندوستانیوں سے عمانی لوگ کتنی محبت کرتے ہیں ۔ یوں تو عمان کے ساتھ بھارت کے تعلقات قدیم زمانہ سے چلے آئے ہیں مگر بمبئی اور بھارت اشتر عمانیوں کے لئے کبھی پرائے نہیں رہے ۔ اب تو آمد و رفت اور بھی بڑھ گئی ہے ۔

شیخ بدر بن سالم ال ابری سے ملاقات

عرب ممالک میں ایک خاص بات دیکھنے کو ملتی ہے ۔ وہاں کے لوگ اپنی زبان اور اپنے لباس کو برقرار رکھنے میں کامیاب ہوئے ہیں ۔ عربی کو کل سرکاری کاروبار کی زبان بنایا گیا ہے ۔ معمولی چپراسی سے لے کر وزیر اور سلطان تک سبھی کا لباس ایک جیسا ہی ہوتا ہے ۔ سفید چوغہ جسے وہ دشداشہ کہتے ہیں اور سر پر لپیٹا ہوا سفید یا رنگین کپڑا جسے وہاں مرّہ کہتے ہیں سب کے لئے لازمی ہے ۔ عوام بھی ایسی ہی پوشاک پسند کرتے ہیں ۔ اس سے لوگوں میں یکجہتی کا جذبہ بڑھتا ہے ۔ عمان سرکار کے تعلقات عامہ محکمہ کے ناظم جناب شیخ بدر بن سالم الابری سے ملاقات کے درمیان یہ بات میرے دل پر اچھی طرح نقش ہو گئی ۔ شیخ صاحب روایتی مذہبی تعلیم یافتہ افسر ہیں ۔ میں نے ان سے پوچھا ۔ "آپ کے محکمے کا اکثر و بیشتر غیر ملکی لوگوں سے واسطہ رہتا ہے ، اور آپ کوئی بھی غیر ملکی زبان مثلاً انگریزی وغیرہ نہیں جانتے ۔ کیا اس سے آپ کو کسی مشکل کا سامنا نہیں کرنا پڑتا ؟" اس پر وہ مسکرا کر بولے ۔ "اس میں کیا بڑی بات ہے ؟ اپنی زبان ، اپنی پوشاک ، اپنی ثقافت پر آپ کو پورا بھروسہ ہو تو آپ کو کوئی کام مشکل نہیں معلوم ہونا چاہیئے بشرطیکہ آپ میں اپنا فرض انجام دینے کی صلاحیت موجود ہو ۔ اب یہی دیکھئے کہ ہم دونوں ایک دوسرے کی زبان سے ناواقف ہونے کے باوجود اچھی طرح بات چیت کر رہے ہیں ۔ اسی طرح مترجم کی مدد سے میرا کام چل جاتا ہے ۔" میں نے ان سے پوچھا "عمان میں اسلام پر جدیدیت کا کیا اثر ہوگا ؟" انہوں نے کہا کہ "دراصل کوئی اثر

(باقی صفحہ ۱۳ پر)
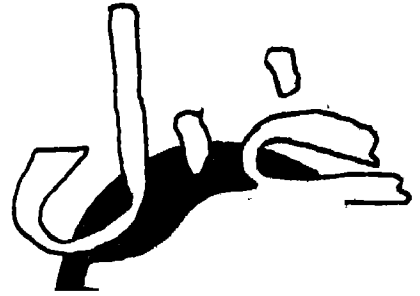
ڈاکٹر منصور الدین، فتر یشی،
۴۴۔ نوتن سوسائٹی۔ نیم گیج۔ بڑودہ ۔ ۲
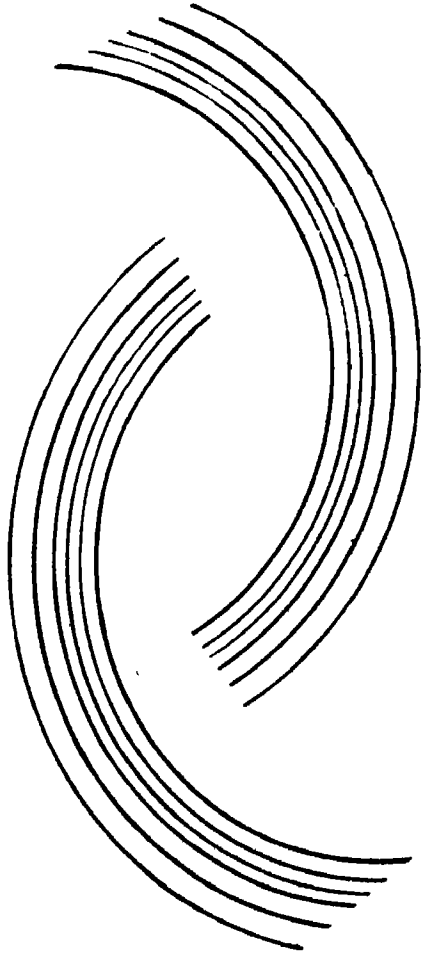
محروم راہِ زیست میں تھے روشنی سے ہم
صد شکر مل گئے تری خندہ لبی سے ہم

معصومیت پہ ان کی تجھے جب سے شک ہوا
نظریں جھکائے رکھتے ہیں شرمندگی سے ہم

اس کو بھی تیری یاد نے دلکش بنا دیا
کرتے نگیں نہ پیار کہیں زندگی سے ہم

اس سادگی پہ ہوں تری پرکاریاں نثار
آئے ہیں تیرے دام میں جس سادگی سے ہم

ایسا بھی کون ہوگا خمِ زلف کا اسیر
بڑھتے ہیں سوئے دار بھی دارفتگی سے ہم

تجھ کو نگاہِ یاس سے دیکھیں تو کس طرح
واقف نہیں ہیں کیا تری نازک دلی سے ہم!

اک برق انبساط رگوں میں مچل گئی!!
ہنس کر گلے ملے جو غمِ زندگی سے ہم

دل میں نہ ہو جو شدتِ احساس نیش زن
اپنی بھی کچھ گذار دیں آسودگی سے ہم

منصورؔ سے ملے جو ادب سے تو کیا ہوا
ملتے ہیں شیخ تک سے بھی شائستگی سے ہم

بھاؤص کھانڈیکر

ڈاکٹر عبدالستار دلوی

انسان کو داستان سننے اور داستان سنانے کا شوق بہت پرانا ہے۔ ہرچند کہ مراٹھی کا قدیم ادب فلسفیانہ افکار و خیالات سے بھرا ہوا ہے مگر کہانی یا داستان سے اس کا رشتہ ٹوٹا ہوا کبھی نہیں ہے۔ بھاسکر بھٹ اور ایکناتھ نے اپنے فلسفیانہ عقائد پر مبنی متعدد داستانیں سنائی ہیں۔ تیرھویں یا چودھویں صدی عیسوی میں پنچ تنتر کی کہانیوں کے مراٹھی میں ترجمے ہوئے۔ چکردھر نے اپنے مختلف مذہبی نظریات اور ملفوظات داستانوں کی شکل میں پیش کئے۔ تنجاور کے سرفوجی راجہ نے FABLES OF AESOP کا مراٹھی میں ترجمہ کروایا اور نیج ناتھ پنڈت نے سنگھاسن بتیسی کو مراٹھی میں منتقل کیا۔ یہ سلسلہ کرشن شاستری چپلونکر تک پہنچا، جنھوں نے عربی کہانیوں کے مراٹھی میں ترجمے کئے اور ان کہانیوں سے متاثر ہو کر ان کہانیوں کے انداز میں دابلے، آسنکر وغیرہ نے مراٹھی میں کہانیاں لکھیں۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ جسے ہم فنی لحاظ سے افسانہ یا کہانی کہتے ہیں مراٹھی میں اس کا آغاز ۱۸۹۰ء سے تسلیم کیا جاتا ہے اور اس کا سہرا ہری نرائن آپٹے کے سر ہے۔ جنھوں نے "کرمنک" نامی رسالہ جاری کر کے اس میں کہانیاں لکھنی شروع کیں۔ جو "سیھٹ کوستی" کے نام سے آج بھی بے حد مشہور ہیں۔

ہری نرائن آپٹے کے بعد وٹھل سیتارام گرجر، نارائن ہری آپٹے، ک، ک، گوکھلے، واگ بھٹ، نارائن دیشپانڈے، وغیرہ ان گنت کہانی کاروں کے نام ہیں جنھوں نے مراٹھی افسانے کو سمت و رفتار عطا کی۔ نارائن سیتارام پھڈکے اور وشنو سکھارام کھانڈیکر، مراٹھی کے یہ دونوں قد آور افسانہ نگار اسی دور کی دین ہیں جنھوں نے مراٹھی ادب میں علامت کی صورت اختیار کر لی ہے۔

وشنو سکھارام کھانڈیکر ساونت واڑی ضلع رتناگیری میں ۱۸۹۸ء میں پیدا ہوئے۔ میٹرک کا امتحان سارے صوبے میں آٹھویں نمبر پر کامیاب کیا۔ کھانڈیکر جی کا اصل نام گنیش آتمارام تھا۔ لیکن ۱۹۱۱ء میں ان کے والد جناب آتمارام کے انتقال کے بعد جب ان کے چچا سکھارام نے انھیں گود لیا تو ان کا نام بدل کر وشنو رکھا اور اس طرح مراٹھی زبان کا یہ عظیم فن کار اور ادیب وشنو سکھارام کھانڈیکر کے نام سے مشہور ہو گیا۔ کھانڈیکر جی ابتدا ہی سے ذہین طالب علم رہے۔ مغربی سرد سایہ فلم اور سماج کی خدمت کرنے کی امنگ میں انہوں نے اس عہد کے مشہور سماجی رہنما آگرکر کی دعوت پر انٹرمیجیٹ ہی میں تعلیم کا سلسلہ ترک کر کے معلم کا پیشہ اختیار کیا تاکہ نئی نسل کی ذہنی تربیت کر سکیں۔ انھوں نے معلمی کی ابتدا ۱۹۲۰ء میں شوربل انگلش اسکول سے کی جو ساونت واڑی سے تھوڑی دور شرد ڈا نام کے گاؤں میں واقع تھا۔ یہ گاؤں بعد میں گاندھی جی کی نمک ستیہ گرہ کی وجہ سے جنگ آزادی کی تاریخ میں بھی مشہور ہو گیا۔ شرد ڈے میں معلمی کے دوران ہی میں کھانڈیکر جی کی شہرت ایک اچھے ادیب کی حیثیت سے ہو گئی تھی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس زمانے کے مشہور مراٹھی فلم ڈائرکٹر ماسٹر ونایک کی کئی فلموں کے لئے اسکرپٹ لکھی اور اس طرح مہاراشٹر کی فلمی زندگی کے ایک اہم ابتدائی عہد کو سنبھالنے اور سنوارنے میں مدد کی۔ مراٹھی ادب کا یہ شہاب ثاقب جو رتناگری کے شرد ڈے گاؤں میں طلوع ہوا تھا گزشتہ تقریباً ۴۰ سال سے کولھاپور میں سکونت اختیار کر کے مہاراشٹری ادب اور زندگی کو آراستہ کرنے میں مصروف رہا۔

کھانڈیکر جی اپنی ادبی خدمات کے لحاظ سے مراٹھی کے عظیم ترین ادیبوں میں سے تھے۔

جنھوں نے گزشتہ تقریباً نصف صدی میں مہاراشٹر کے عوام کے دل و دماغ کو متاثر کیا اور مہاراشٹر میں ادبی وقار، سنجیدگی اور احساس ذمہ داری کی علامت بن گئے۔ ان کی ادبی خدمات، ناول، افسانے، انشائیوں اور ادبی تنقید پر مشتمل ہیں۔ چنانچہ ۱۵ ناول ۲۹ افسانوں کے مجموعے، ۱۱ مضامین کے مجموعے اور دس ادبی تنقید پر مشتمل مجموعے ان کی یادگار ہیں۔ ان کے مشہور ترین ناول "دون دھرو"، "الکا"، "ہردا چا بچا"، "دون ملنے"، "اشرو"، "کنچن مرگ"، "سکھا چا شودھ"، "کرا ونچ وادھ"، اور "یياتی" ہیں۔ جن میں موخر الذکر "یياتی" کو مہاراشٹر سرکار، ساہتیہ اکادمی اور گیان پیٹھ کے مشہور انعامات سے نوازا گیا۔ کھانڈیکر جی نے ان تخلیقی کتابوں کے ساتھ ہی ارنس ٹولر اور خلیل جبران کی دو کتابوں کے مراٹھی میں ترجمے بھی کئے اور چند بلند پایہ نصابی کتابیں بھی مرتب کی ہیں۔ کھانڈیکر جی کو ۲،۹۱ء میں پدم بھوشن کے اعزاز سے بھی نوازا گیا۔

کھانڈیکر جی کی شخصیت رومان اور حقیقت پسندی کے خوبصورت ملاپ سے پروان چڑھی ہے۔ جو وقت کے تقاضوں کے ساتھ ساتھ ادب میں افادیت کی متلاشی تھی۔ انھوں نے کوکن کی غربت زدہ زندگی کو مختلف سماجی اور فلسفیانہ نقطۂ نظر سے پیش کیا ہے۔ اس کے علاوہ ہندوستان کی جنگ آزادی، گاندھیائی فلسفہ اور اشتراکیت کے اثرات کی بھی پوری طرح عکاسی کی ہے۔ وہ ایک صاحب نظر ادیب تھے جنھوں نے اپنی تحریروں اور ترجموں کے ذریعہ مہاراشٹر کے کروڑوں عوام کے ذہنوں کی تربیت کی ہے اور ہمیشہ ان کے لئے سماجی زندگی میں روشنی کے مینار ثابت ہوئے ہیں۔ کھانڈیکر جی کی ادبی زندگی کی بلند قامتی اور فکر و نظر کی وسعت دکھائی کا نتیجہ تھا کہ ان کے ناول اور کہانیاں ہندوستان کی متعدد زبانوں میں ترجمہ ہو کر مقبول ہوئیں اور اس طرح انھوں نے اپنی تخلیقات کے ذریعہ نہ صرف مراٹھی دانوں کی ذہنی زندگی کو حسن و عمل سے نوازا بلکہ بیشتر ہندوستانی عوام کے ذہنوں پر اپنی فکر و نظر کے نقش بھی چھوڑ گئے۔ اس طرح وہ مہاراشٹری ادیب کے تنگ حلقہ سے نکل کر ہندوستان گیر ادبی حلقہ سے متعلق ہو گئے۔ جن میں سرت چندر اور پریم چند کے نام خصوصیت سے لئے جا سکتے ہیں۔ مہاراشٹری ادبی حلقے کے علاوہ بطور خاص ان کی تحریریں گجرات تامل ناڈو اور مدھیہ پردیش میں بہت مقبول ہیں۔ گجرات میں گجراتی تخلیقات کے قدم بہ قدم کھانڈیکر کے ناولوں اور افسانوں کے ترجمے شائع ہوتے رہے ہیں۔ کھانڈیکر نے متوسط طبقے کی سماجی اصلاح کو اپنی تخلیقی صلاحیتوں کا مرکز بنا دیا تھا۔ اور ان کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر فلسفیانہ انداز میں روشنی ڈالی ہے اور اس لحاظ سے پریم چند اور کھانڈیکر کے موضوعات اور طرز فکر میں بڑی یگانگت پائی جاتی ہے۔ وہ دور جدید کے مہاراشٹر کے تین عظیم ادیبوں میں سے ایک تھے جن میں سے دوسرے دو اچاریہ اترے اور ن۔ س۔ پھڈکے ہیں جنھوں نے گزشتہ چار دہائیوں سے مراٹھی کے ادبی حلقوں کو متاثر کیا۔

نظریاتی اعتبار سے کھانڈیکر ادب برائے ادب کے نہیں بلکہ ادب برائے زندگی کے قائل تھے۔ مراٹھی کے شاعروں ناول نگاروں اور ڈرامہ نویسوں کے ذہنوں پر مغربی ادب کے اثرات بہت زیادہ ہیں جس کے نتیجہ میں ایسی بہت سی تحریریں مل جاتی ہیں جن کا تعلق اپنی سرزمین سے نہیں ہے۔ کھانڈیکر نے ایسی تحریروں کی بجائے ایسی تخلیقات پر زور دیا کہ جو مقامی زندگی کی اصلاح کی ضامن ہوں۔ ان کی تلقین رہی کہ چوں کہ ہمارے مسائل جداگانہ ہیں اس لئے ہمارے ادب کی نوعیت بھی مغربی ادب سے جداگانہ ہونی چاہیئے۔ وہ اگرچہ پرانی نسل سے تعلق رکھتے تھے اور پرانی قدروں کو دل و جان سے عزیز رکھتے تھے تاہم ان میں ادبی لحاظ سے وسیع النظری تھی اور اپنے عہد کی پرانی اقدار کے ساتھ ہی ساتھ نئے عہد کی نئی ادبی تحریکوں کو بھی پسند کرتے تھے۔ چنانچہ دلیت ادب کو بھی ان کی ہمدردیاں حاصل رہیں۔ جو عام طور سے مراٹھی ادب میں زیادہ مقبول نہیں ہے۔ کھانڈیکر اس تحریک کو اس لئے زیادہ پسند کرتے تھے کہ اس تحریک سے نئے سماجی شعور اور نئے احساس زندگی کا پتہ چلتا ہے۔ جو سماج کے ایک مخصوص طبقے کی پامالی سے وجود میں آیا تھا اور جس کی وجہ سے وہ زندگی کی خوشیوں اور راحتوں سے برسوں تک محروم رہے تھے۔ ادب اور سماج کے بارے میں ان کے شدید انسانیت نواز خیالات اور تحریروں نے انھیں دیگر مراٹھی ادیبوں سے ممتاز کیا۔ وہ ادب میں تشکیک اور حقائق سے فرار کے مخالف تھے۔ انھوں نے ہمیشہ اپنے خیالات اور سماجی تبدیلیوں میں مطابقت پیدا کرنے کی کوشش کی جو انیسویں صدی کے ربع آخر میں پیدا ہو رہے تھے۔ یہ زمانہ مشہور سماجی مصلح آگرکر، معروف ناول نگار ہری نارائن آپٹے اور انسائیکلو پیڈیا کے مولف کیتکر کا دور تھا۔ کھانڈیکر نے ان سب سے اثر قبول کیا اور اپنے لئے آنے والی زندگی کے مسائل کے حل کرنے کے راستے تلاش کئے۔ اپنے ابتدائی عہد کے جن مراٹھی ادیبوں سے کھانڈیکر متاثر ہوئے ان میں شری پاد کرشنا کولہاٹکر اور رام گنیش گڈکری کے نام بھی خصوصیت رکھتے ہیں۔ اسی طرح مغربی مصنفین میں انگریزی کے مشہور ادیب تھامس ہارڈی اور روسی ادیب ٹالسٹائے اور چیخوف سے بھی متاثر ہوئے۔ جس طرح کہ اس سے قبل ذکر ہو چکا ہے کھانڈیکر کے ناولوں اور کہانیوں کے اہم موضوع تعلیم یافتہ متوسط گھرانے کی زندگی کی عکاسی کرنا تھا۔ ہری بھاؤ آپٹے نے پونہ کے متوسط روایتی برہمن گھرانوں کی زندگی کو پیش کیا۔ کھانڈیکر نے اپنی تخلیقات میں اسی نہج پر کوکن کے متوسط گھرانے کی زندگی کو اپنے ناولوں اور کہانیوں کا موضوع بنایا اس لحاظ سے مختلف سماجی گروہ کی سماجی اصلاح ان دونوں ادیبوں کا مقصد رہا ہے۔

قاضی نذرالاسلام

ریاض احمد خان

سرزمین ہند کے بطن سے بے شمار نامور ہستیوں نے جنم لیا جن میں سادھو سنت بھی تھے، جلیل القدر بزرگان دین بھی تھے۔ صوفی منش بھی تھے اور بے مثال ادیب شاعر و صحافی بھی تھے۔ ہندوستان کی تاریخ ایسی نامور ہستیوں کے بیان سے معمور ہے اور یہی وہ ہستیاں تھیں جنھوں نے ملک کی عظمت میں چار چاند لگا دیئے۔ اس سرزمین کو اس بات پر بھی فخر ہے کہ اس میں بے شمار قابل قدر گوہر آبدار مدفون ہیں۔ جو پرانی اور نئی تہذیبوں کے درمیان ایک سلسلہ قائم رکھے ہوئے ہیں۔

یہ سلسلہ آج سے نہیں بلکہ اس وقت سے قائم ہے جب سے کہ اہل ہندوستان نے عقل و خرد کا دامن تھاما۔ معاشرہ بدلتا گیا قدریں بدلتی گئیں مگر یہ سلسلہ آج بھی قائم ہے۔

قاضی نذرالاسلام بھی اس سلسلے کی ایک کڑی رہ چکے ہیں اور انھوں نے اپنے لوک گیتوں سے اپنے ہم وطنوں کے جذبات کی عکاسی کی ہے۔ حب الوطنی کا اوّل سبق سکھایا ہے اور اپنے اشعار میں غربت و افلاس سے مجبور لوگوں کے جذبات کی عکاسی کی ہے۔ یہی وہ بنگالی شاعر ہے جس نے مادر وطن کی محبت کو اپنا مقدس ورثہ سمجھا اور اس کی عظمت کے گیت گائے۔ یہ شاعر جب مظلوم رعایا پر سامراجی حکومت کے جور و ستم دیکھتا تو اپنی روح کو بے چین محسوس کرتا اور انہی جذبات کو وہ اپنی شاعری میں سمو کر انگریزی حکومت پر اپنے آتشیں الفاظ سے گولہ باری کرتا ہوا نظر آتا ہے جس کے نتیجہ میں اسے قید و بند کی صعوبتیں جھیلنا پڑتیں مگر وہ ان سے کبھی منہ نہ موڑتا اور اپنے فرائض کی انجام دہی میں منہمک رہتا۔ اسے اس بات کی قطعی پروا نہیں کہ اسے حکومت "باغی" گردانے یا "انقلابی"۔ یہی بانکپن، یہی انکساری نذرالاسلام کا طرۂ امتیاز رہی ہیں۔ ۷۰ سال تک نذرالاسلام زندگی کے نشیب و فراز دیکھتے رہے اور آخر ۲۹ اگست ۱۹۷۶ء کی صبح دس بجکر دس منٹ پر وہ وقت بھی آپہنچا جب کہ انھوں نے رخت سفر اٹھایا اور اپنے معبود حقیقی سے جا ملے۔ ایشیا کا عظیم شاعر اپنی نہ مٹنے والی یاد چھوڑ کر چلا گیا نہ صرف ڈھاکہ اور بنگلہ دیش میں بلکہ ہندوستان و پاکستان اور دنیا کے دیگر کئی رہنماؤں نے، اخباروں نے انھیں خراج عقیدت پیش کیا۔ نماز جنازہ میں صدر بنگلہ دیش جسٹس اے۔ ایم سیام آرمی اور نیوی کے چیف آف دی اسٹاف ڈپٹی چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر، جنرل ضیاء الرحمٰن کے علاوہ بڑی بڑی مقتدر ہستیاں سیاسی و سماجی لیڈران و عوام و خواص نے بڑی تعداد میں شرکت کی اور اکیس توپوں کی سلامی کے بعد اس عظیم شاعر کے جسد خاکی کو ڈھاکہ یونیورسٹی میدان میں اس کی آخری آرامگاہ تک پہنچا دیا گیا۔ آسمان ادب کا وہ ستارہ جو ۷۰ سال سے سرزمین بنگال میں جگمگا رہا تھا ہمیشہ کے لئے خاموش ہو گیا۔ وہ بلبل جس نے اپنی نغمہ سرائی سے عوام کے دل جیت لئے تھے اور جو سب کی آنکھوں کا تارہ تھا، خاموش ہو گیا۔ "آسمان تیری لحد پر شبنم افشانی کرے۔"

قاضی نذرالاسلام کی زندگی کا مختصر جائزہ لینے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ ایک بے چین روح لے کر پیدا ہوئے تھے۔ انھیں اپنے دکھ درد کا شکوہ نہیں تھا بلکہ وہ اپنے وطن کے لوگوں کے دکھ درد کو دور کرنا چاہتے تھے۔ قاضی فقیر محمد کا خاندان مغربی بنگال کے ضلع بردوان میں ایک دیہات چرولیا (CHURULIA) میں آباد تھا۔ نذرالاسلام اسی خاندان کے چشم و چراغ

تھے جنھوں نے ۲۴ مئی ۱۸۹۹ء میں اس دارِ فانی میں آنکھیں کھولیں کہیں کہ ۱۵ سال کی عمر ہی میں والد کی شفقتوں سے محروم ہو گئے تھے اس وجہ سے دسویں کلاس سے آگے پڑھنے کا موقع نہیں ملا مگر اس انقلابی شخصیت نے حصول تعلیم کے لئے سنسکرت عربی فارسی و اردو کی طرف توجہ دی۔ فکر معاش انسان کی تمام تر خوبیوں پر حملہ آور ہوتی ہے اور اسی فکر معاش نے نذر الاسلام پر بھی حملہ کیا۔ انھیں اپنے ۴ بھائی بہنوں کے لئے تلاش معاش میں ادھر ادھر ہاتھ پیر مارنا پڑے اور متعدد قسم کی ملازمتیں کرنا پڑیں۔ تحریک آزادی کے حامی نے محسوس کیا کہ فوجی خدمات بھی آزادی کے حصول کے لئے کارگر ہوں گی۔ اس لئے اپنے آپ کو فوجی خدمات کے لئے پیش کیا اور ۴۹ بنگالی رجمنٹ میں حولدار مقرر ہوئے۔ فوجی زندگی کو شعر و شاعری سے کوئی لگاؤ نہیں ہے مگر قاضی نذر الاسلام کی شاعرانہ طبیعت نے انھیں چین سے نہ بیٹھنے دیا اور دوران ملازمت اپنی سب سے پہلی نظم "مکتی" لکھی جو اس زمانے کے مشہور "بنگیہ مسلمان ساہتیہ پتریکا" میں ۱۹۱۹ء میں شائع ہوئی۔ اس نظم کی اشاعت کے بعد ہی عوام میں نذر الاسلام کی شہرت ہو گئی اور مدیروں اور نقادوں نے محسوس کیا کہ اس نوجوان فوجی سپاہی کی روح میں شاعرانہ عظمت مضمر ہے۔ ۱۹۲۰ء میں ۴۹۔ بنگالی رجمنٹ توڑ دی گئی اور نذر الاسلام واپس اپنے وطن لوٹ آئے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب نذر الاسلام نے ہندوستان کے عوام کے لئے ایک ناول "بدھن ہارا" (BADHAN HARA) لکھا۔ اور اپنے ہمعصر اہل قلم میں اپنا مقام پیدا کر لیا۔ ۱۹۲۰ء سے ۱۹۴۰ء تک نذر الاسلام نے نہ صرف شعر و سخن کے میدان میں مقام حاصل کیا بلکہ ناول نگاری، افسانہ نگاری اور ڈرامہ نگاری میں بھی انفرادی حیثیت حاصل کر لی اور جیسے ہی نذر الاسلام کی نظم "بدروہی" (BIDROHI) شائع ہوئی انھیں انقلابی شاعر تسلیم کر لیا گیا۔

یہی وہ نظم تھی جو نذر الاسلام نے گرودیو رابندر ناتھ ٹیگور کو پڑھ کر سنائی تھی جس پر ٹیگور نے انھیں نہ صرف مبارکباد دی بلکہ ان کی بلند خیالی کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ — "نذر الاسلام نے اپنے الفاظ کو تلوار کی دھار بخش دی ہے۔" نیتاجی سبھاش چندر بوس نے کہا تھا کہ جب ہم جنگ کی طرف بڑھیں گے تو قاضی نذر الاسلام کے نغموں کے سہارے بڑھتے چلے جائیں گے اور جب ہم زنداں میں لے جائیں گے ——————— اس وقت بھی ہمارے ہونٹوں پر نذر الاسلام کے نغمے ہوں گے۔ اپنی نظموں میں، اپنے گیتوں میں نذر الاسلام نے ملک کے نوجوانوں کو مخاطب کرتے ہوئے انگریزی سرکار کو تاراج کرنے کا پیغام دیا ہے۔

میدان صحافت میں بھی نذر الاسلام کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ ۱۹۲۰ء میں نذر الاسلام نے بنگال کے مشہور روزنامہ "نبایگ" (NABA YUG) میں چیف ایڈیٹوریل رائٹر کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ لیکن جب انھوں نے دیکھا کہ اخبار اپنی سیاسی پالیسی تبدیل کر دیا ہے تو انھوں نے سبکدوشی حاصل کر لی۔ کچھ عرصے تک نذر الاسلام نے "سیوک" اخبار میں بھی کام کیا مگر اس آزاد منش کو اپنی تحریر پر قید و بند پسند نہ آئی اور اس نے اپنا ہفتہ وار اخبار "دھومکیتو" (DHUMKETU) جاری کیا۔ نذر الاسلام نے اپنے اداریہ کے ذریعہ قوم کو آزادی کے لئے جد و جہد کرنے کی تلقین کی۔ انگریز تسلط کو ختم کرنے کا مشورہ دیا اور اپنے اسی ہفتہ وار میں اپنی مشہور نظم "آنندا میار آگامنے" لکھی۔ جس پر حکومت نے ان پر مقدمہ چلایا اور انھیں ایک سال کی قید جھیلنا پڑی۔ نذر الاسلام کے قید ہوتے ہی "دھومکیتو" بند ہو گیا۔ نذر الاسلام ہگلی جیل میں قید کئے گئے اور ان پر حکومت نے دل کھول کر سختیاں کرنا شروع کیں۔ نذر الاسلام نے اس کے خلاف آواز اٹھائی اور کہا کہ میں ایک ایسا شاعر ہوں جس کی آواز سچائی کی آواز ہے اگر میری آواز بند کرنا چاہو تو وہ اسی وقت کر سکتے ہو جب کہ میں نہ رہوں۔ نذر الاسلام نے ان سختیوں کے خلاف بھوک ہڑتال کی جو متواتر ۴۰ دنوں تک جاری رہی اور آخر حکمرانوں کو شکست تسلیم کرنا پڑی اور انہوں نے نذر الاسلام کو بہرامپور جیل میں منتقل کر دیا جہاں انھیں اسپیشل کلاس میں رکھا گیا۔

نذر الاسلام بڑے وسیع النظر تھے۔ قومی یک جہتی کے حامی اور دیش بھگتی کے معترف انھوں نے اپنے ایک دوست کی چچازاد بہن پرمیلا داس گپتا سے ۱۹۲۴ء میں شادی کی۔ اس شادی کی سب سے بڑی اہمیت یہ تھی کہ ان کی رفیقۂ حیات ۳۸ سال تک ساتھ رہیں مگر روز اول سے روز آخر تک کسی دن بھی نذر الاسلام نے انھیں مذہب بدلنے کو نہیں کہا۔ دونوں اپنے اپنے مذہبوں پر قائم رہے ایک دوسرے کے تہواروں میں شیر و شکر ہو کر رہتے۔ قاضی نذر الاسلام مسلمان گھرانے کے فرد تھے مگر انہوں نے بنگال کی کالی دیوی کو بھی عقیدت کی نظروں سے پوجا ہے اور اپنے گیتوں میں دیوی کے گن گائے ہیں۔

شادی کے بعد ہی نذر الاسلام نے سیاسی تحریکوں میں بھی حصہ لینا شروع کیا اور اس وقت سوراج پارٹی کی بنیاد ڈالنے میں حصہ لیا جو بعد میں "ورکرس اینڈ پیزنٹس" پارٹی کے نام سے منسوب ہوئی۔

قاضی نذر الاسلام نے فن موسیقی میں بھی اپنا ایک بلند مقام بنایا ہے۔ انھیں اپنے گانوں کی دھنیں بنانے میں خاص مہارت تھی لہٰذا انکی

(بقیہ صفحہ ۲۱ پر)

از: **خواجہ عبدالغفور** (آئی۔ اے۔ ایس)

بساطِ رقص

محذوم محی الدین

اولاً رومانی شاعر اور پھر شاعرِ انقلاب مخدوم کے کلام کا مکمل مجموعہ کروڑوں دلوں کی آواز ہے جس کو ان کی وفات کے سات سال بعد نقشِ ثانی کے روپ میں ادبی ٹرسٹ حیدرآباد نے نہایت ہی آب و تاب کے ساتھ شائع کر کے نہ صرف مخدوم کو خراجِ عقیدت پیش کیا ہے بلکہ اردو ادب کی خدمت کی ہے۔ لفظوں کے خالق اور معانی کے مسیحا کو یہ مجموعہ زندۂ جاوید کریگا۔

بساطِ رقص کے مطالعہ سے ظاہر ہے کہ سیاسی جدوجہد نے شاعرانہ شخصیت کو دبایا نہیں بلکہ ابھارا ہے۔ سیاسی مسلک پابندیوں سے بھرا ہوتا ہے لیکن مخدوم اپنی شاعری میں آزاد و خود مختار دکھائی دیتے ہیں۔ ان کے پاس عشق کا تصور فطری و صحت مند ہے۔ وہ کہیں نادم ہیں نہ پریشان نہ بیمارِ محبت۔ ہجر و فراق سے پریشان ہیں نہ مایوس ان کے نزدیک محبت کا تصور پاکیزہ اور معصوم ہے۔

نہ ماتھے پہ شکن ہوتی نہ جب تیور بدلتے تھے
خدا بھی مسکرا دیتا تھا جب ہم پیار کرتے تھے

آگے چل کر کہتے ہیں۔

ہماری خلوتِ معصوم رشکِ طور ہوتی تھی!
ملک جھولا جھلاتے تھے غزل خواں حور ہوتی تھی

تغزل کی کیفیت کے ساتھ مخدوم کے پاس غنائیت ہے۔ کیف و نشاط ہیں۔ مترنم بحروں کا انتخاب، لفظوں کی موسیقیت، نغمگی، دلسوزی یقینِ محکم اور فکرِ پیہم ان کے کلام کو دل افروز بناتے ہیں۔

ان کے پاس:

زندگی لطف بھی ہے زندگی آزار بھی ہے
زہر بھی ہے آبِ حیاتِ لب و رخسار بھی ہے

یہ سوال کرتے ہیں:

یہ بتا چارہ گر
تری زنبیل میں نسخۂ کیمیائے محبت بھی ہے؟
کچھ علاج و مداوائے الفت بھی ہے!؟

مخدوم کی شاعری کا دلچسپ موڑ وہ ہے کہ جب یہ برملا اعلان کرتے ہیں:

حیات لے کے چلو کائنات لے کے چلو
چلو تو سارے زمانے کو ساتھ لے کے چلو

سوشلسٹ سماج کے اچھوتے نظام کو نعروں کی گھن گرج اور خطابت کی بلند آہنگی سے للکارتے ہیں:

زلزلو آؤ دہکتے ہوئے لاؤو آؤ
بجلیو آؤ گرجدار گھٹاؤ آؤ
آندھیو آؤ جہنم کی ہواؤ آؤ
آؤ یہ کرۂ ناپاک بھسم کر ڈالیں
کاسۂ دہر کو معمور کرم کر ڈالیں

ترقی پسندی کے سیاسی و ادبی نظریئے کے ترجمان بن کر پوچھتے ہیں:

وہ دنیا دنیا کیا ہوگی
جس دنیا میں سوراج نہ ہو
وہ آزادی آزادی کیا
مزدور کا جس میں راج نہ ہو

لو سرخ سویرا آتا ہے

انہوں نے بشارت کی تھی:

اس زمیں موت پروردہ کو ڈھایا جائے گا
اک نئی دنیا نیا آدم بنایا جائے گا
دورِ ناشاد کو اب شاد کیا جائے گا
روحِ انسان کو آزاد کیا جائے گا

اپنے خوابوں کی تعبیر انھوں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھی:

کچھ پھول سرِ صحنِ چمن کھل تو رہے ہیں
اک نور سرِ طورِ نظر آ تو رہا ہے

سرخ سویرا ۱۹۴۴ء میں شائع ہوا تھا۔ گلِ تر ۱۹۶۱ء میں۔ اس بیچ مخدوم عملی سیاست اور میدانِ رزم میں مصروف رہے لیکن ذہنی اور تخلیقی منزلیں دانستہ نادانستہ طے ہوتی رہیں۔ جس کو انھوں نے اس طرح پیش کیا ہے:

ہاتھ میں ہاتھ دو
سوئے منزل چلو
منزلیں پیار کی
منزلیں دار کی
کوئے دلدار کی منزلیں

مخدوم محنت و محبت کے شاعر تھے اور خوش آئند مستقبل کے جویا:

الٰہی یہ بساطِ رقص اور بھی بسیط ہو
صدائے تیشہ کامراں ہو کوہکن کی جیت ہو

مجموعۂ کلام "بساطِ رقص" نہایت ہی بسیط اور متنوع ہے اور کہتا ہے:

ع تو نہیں ہے تری چشمِ نگراں باقی ہے۔

ضمانت روزگار اسکیم کا تصور

ہمارے تمام منصوبوں میں بے روزگاری کے خاتمہ کو کبھی بھی اولین مقصد قرار نہیں دیا گیا ہے۔ اسے ہمیشہ دوسرا درجہ دیا گیا۔ اب ہمیں بھرپور روزگار کے مقصد کو لے کر شروعات کرنا چاہیئے اور آئندہ "سب کے لئے روزگار" ہمارا نصب العین ہونا چاہیئے۔

اس بات کو سب ہی تسلیم کرتے ہیں کہ ظاہر اور چھپی بے روزگاری نیز کم روزگار کے باعث ہماری معیشت نقصان میں ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ ہندوستان کے عام لوگوں میں بھیانک غربت ہے۔ آزادی کے بعد سے نمایاں ترقی ہوئی ہے۔ گو رفتار ترقی کو بہت زیادہ تیز نہیں کہا جا سکتا۔ پانچویں پانچ سالہ منصوبہ میں 'غربت کے خاتمے' اور خود اعتمادی' کو ایک بڑا مقصد قرار دیا گیا ہے۔ ماہرین اقتصادیات بھی یہ بات مانتے ہیں کہ ہمیں بیروزگاری کی نوعیت اور گہرائی کے بارے میں بہت کم جانکاری ہے۔ اسے ناپنے کا کوئی متفقہ پیمانہ نہیں ہے۔ دگنی یا تگنی ترقی جیسے پالیسی بیانات دیئے جاتے ہیں۔ مسئلہ کے حل کے لئے عبوری یا موزوں اسکیمات بھی پیش ہوئیں۔ انھیں آزمایا بھی گیا۔ تاہم یہ مسئلہ جوں کا توں رہا۔ لہٰذا ہمیں عام لوگوں کی غربت کے مدنظر ترقی کی حکمت عملی پر از سر نو غور کرنا ہے۔

غربت کی حد

اکثر غربت کی حد کی باتیں کی جاتی ہیں۔ یہ افسوس کی بات ہے کہ غربت کی یہ حد بدلتی رہتی ہے۔ ہمیں اولاً یہ طے کرنا ہوگا کہ غربت کی حد سے ہماری کیا مراد ہے۔ کیا ماہرین معاشیات اسے سمجھنے میں ہماری مدد کر سکتے ہیں۔ معاشی قوانین طبعی قوانین نہیں ہیں جو ہر جگہ یکساں طور سے لاگو کئے جا سکیں۔ معاشیات سماجی علم ہے۔ مختلف معاشروں میں اس کے نفاذ سے متفرق نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ لیکن غربت کا اثر ہر جگہ یکساں ہوتا ہے۔ مغربی ملکوں کے باشندوں کے خیال میں غربت کی زندگی موت کے برابر ہے۔ سنسکرت ناٹک کار شودرک کا کہنا ہے کہ غربت موت سے زیادہ تکلیف دہ ہے۔ لوگوں کو اس تکلیف سے نجات دلانے کے لئے ہمیں غربت کی اصلیت اور نوعیت پر غور کرنا ہوگا۔ عام طور سے یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ غربت ایک مربوط اصطلاح ہے۔ امیر طبقے میں بھی غریب لوگ ہوتے ہیں۔ لیکن بہ نسبتاً غریب ہوتے ہیں۔ ہندوستان میں قطعی غربت ہے۔

ورلڈ بنک کے صدر میکنمارا نے اس بیماری کی تشخیص کی ہے اور سچ کہا ہے کہ ترقی مساوی طور سے غریب تک نہیں پہنچی ہے اور غریب نمایاں طور سے ترقی میں حصہ دار نہیں ہیں۔ اس سے غریبوں خصوصاً دیہاتوں کے غریبوں کی صلاحیت پیداوار اور معیار زندگی متاثر ہوا ہے۔ غریبی ہٹاؤ محض ایک خالی نعرہ نہیں ہے۔ بیرے خیال میں "قومی عزم" ہے۔ جس کا اظہار وزیر اعظم نے کیا ہے۔

غریب کی تعریف

دیہی علاقوں میں کافی قابل کاشت اراضی ہے۔ جو بیکار پڑی ہے۔ مزدوروں کی بھی بہتات ہے اور سرمایہ بھی دستیاب ہے۔ تبے تو میانے

شری وی۔ ایس۔ پاگے۔ چیرمین مہاراشٹر لیجسلیٹو کونسل

بنکوں نے ذرائع کے جو اعداد و شمار جمع کئے ہیں ان سے یہ بخوبی واضح ہو جاتا ہے۔ کیا ہم منصوبہ بند طریقے سے ان ذرائع سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے؟ اس کے لئے ہمیں لوگوں کو اقل ترین قابل قبول سطح پر غذا، مکان، تعلیم اور صحت کی سہولتیں بہم پہنچانا ہوں گی۔ یہ کام کس طرح انجام دینا ہے؟ غربت کو ہم کیا سمجھتے ہیں؟ غربت کی شدت اور گہرائی کو سمجھنے کے لئے اس کی بہت سی تعریفیں کی گئی ہیں۔ ویسے غریب کی تعریف میں ایسے اشخاص آتے ہیں جن کی فی کس آمدنی ۵ ڈالر یا اس سے کم ہو نیز دیگر اشخاص جن کی فی کس آمدنی قومی اوسط آمدنی سے ایک تہائی سے کم ہو۔ اسی طرح دیگر معیار بھی ہیں۔ بہرحال کسی بھی معیار سے جانچا جائے عام لوگوں خصوصاً دیہات کے باسیوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔

اب غربت کی حد کو لیجئے کہا جاتا ہے کہ یہ آمدنی کی حد ہے۔ جس کے بعد یقیناً کمیت غذا کا درجہ آتا ہے۔ سرکاری طور سے تسلیم شدہ حد کے مطابق ہندوستان میں ۴۰ تا ۵۰ فیصدی اس حد سے نیچے آتے ہیں۔

بے روزگاری یقیناً ایک کٹھن مسئلہ ہے۔ اس کٹھن مسئلے سے نپٹنے کا سہل طریقہ یہی ہے کہ اسے حل کرنا شروع کر دیا جائے اور جب مسئلہ پیچیدگی اختیار کر لے تو ٹھیک سرے سے شروعات کی جائے۔ اب تک ہم نے اس مسئلے کو ایک سرے سے حل کرنے کی کوشش کی ہے۔ اب ہمیں دوسرے سرے سے شروعات کرنا چاہیئے۔" ہمارے تمام منصوبوں میں بیروزگاری کے خاتمے کو کبھی بھی اولین مقصد قرار نہیں دیا گیا۔ اسے ہمیشہ دوسرا درجہ دیا گیا۔ اب ہمیں بھرپور روزگار کے مقصد کو لے کر شروعات کرنا چاہیئے۔ اور آئندہ سب کے لئے روزگار ہمارا نصب العین ہونا چاہیئے۔ میری پرزور سفارش یہی ہے کہ اسے ایک تسلیم شدہ مقصد سمجھا جائے۔

تفصیلات اور دیگر باتیں بعد میں طے ہو سکتی ہیں، کیوں کہ محض چند لوگوں کی خاطر عام لوگوں کی بڑی تعداد کی دھیرے دھیرے موت کو برداشت کرنا ایک غیر انسانی حرکت ہے۔ ضمانت روزگار اسکیم، کا یہی منطقی تصور ہے۔" اگر سب لوگ معمولی سرمائے اور تنظیم کے ساتھ قوم کے لئے کوئی مفید کام انجام دیں تو اس طرح کم سے کم بدترین شکل میں غربت کو مٹانے کی ابتدا ہو سکتی ہے۔ اگر بڑی تعداد میں لوگ محض کھاتے پیتے رہیں اور کام نہ کریں تو اس کے اثرات سمجھنا مشکل نہیں ہے۔ یہ قومی ذرائع کی بربادی ہی ہے۔ بیکار آدمی 'با مقصد یا بلا مقصد' کچھ نہ کچھ یقیناً کھاتے ہیں۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ وہ دوسروں کی آمدنی گھٹاتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں وہ غریبی بڑھاؤ پروگرام چلاتے ہیں جو غریبی ہٹاؤ پروگرام کے قومی مقصد کے بالکل برعکس ہے۔

مہاراشٹر میں ابتدا

لہٰذا مہاراشٹر میں ۱۹۶۵ء میں مربوط علاقہ سدھار اسکیم کی شکل میں اس مسئلہ کو حل کرنے کی ابتدا ہوئی۔ پانچ کمیونٹی ڈیولپمنٹ بلاکس میں اس کی شروعات ہوئی۔ یہاں تفصیلات دینے کی ضرورت نہیں۔ جو حکومت کے شائع کردہ کتابچوں اور رپورٹوں میں مل سکتی ہیں۔

معمولی کسان سدھار ایجنسی اور خاص کسان سدھار ایجنسی جیسی اسکیمات حکومت ہند نے بھی شروع کی ہیں۔ لیکن جب بھینسیں اور گائیں خریدنے کے لئے بے زمین مزدوروں کو قرض دیا گیا تو پتہ چلا کہ دودھاری مویشی کے بندوبست کی بابت جانکاری کا تو ذکر ہی کیا پروگرام کو جاری رکھنے کے لئے نہ قرض کی ضمانت تھی نہ چارہ تھا۔ بکریاں سپلائی کرنے کا پروگرام البتہ کامیاب رہا اور ابھی تک جاری ہے۔

پھر ۱۹۶۹ء میں یہ مناسب سمجھا گیا کہ ضمانت روزگار پروگرام شروع کیا جائے۔ اولاً ایک مثالی تجربہ، پھر ایک گاؤں میں، پھر ۱۰۰ گاؤں اور بعد ازاں ۲۰۰۰ گاؤں میں کیا گیا۔ ۷۲-۱۹۷۱ء میں پورا مہاراشٹر اس کے زیر اثر آ گیا۔ بعد ازاں دو تین سال مسلسل قحط پڑا۔ ضمانت روزگار پروگرام روک دیا گیا۔ مدت قلت کے بعد اس کی تجدید کی گئی اور دو سال سے یہ پھر زوروں سے لگاتار چلایا جا رہا ہے اور اسے مجلس قانون ساز کے دونوں ایوانوں کی متفقہ تائید حاصل ہے۔ خاص طور سے اس مقصد کے لئے ٹیکس لگا کر ذرائع کو بڑھانے کی کوشش کی گئی۔ اس صورت میں کہ اسکیمیں پیداواری ہوں نہ بلا واسطہ ٹیکس لگا کر ذرائع بڑھانے کے بارے میں جبر اور شبہ کا کوئی سوال نہیں اٹھتا۔ کام کے معائنہ اور تمام تفصیلات کی جانچ کرنے کے لئے دونوں ایوانوں کی ایک مشترکہ کمیٹی ہو۔ یہاں تفصیلات دینے کی ضرورت نہیں کیوں کہ یہ معاملہ مہاراشٹر کی شائع کردہ رپورٹوں میں مل سکتی ہیں۔

تہہ سے آغاز

یہ ایک منصوبہ بند اسکیم ہے اور ہونا بھی چاہیئے کیوں کہ خاص طور سے کمزور طبقات کے لئے خاص اسکیمیں علیحدہ سے زیر عمل نہیں لائی جا سکتیں۔ انہیں ترقیاتی منصوبہ خصوصاً ضلع منصوبہ کا اٹوٹ حصہ ہونا چاہیئے۔ یہاں ضمانت روزگار اسکیم میں کارفرما بعض بنیادی تصورات بیان کر دینا کافی ہے۔ سب سے اول اہم بات یہ ہے کہ ہمیں تہہ سے شروع کرنا چاہیئے۔ بہت سے لوگ اسکیم کی مالی الجھن سے ڈرتے ہیں حالانکہ ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہمیں چادر کے مطابق پاؤں پھیلانا چاہیئے۔ ہم ابتدا میں چھوٹا سا حصہ مثلاً ۲۰ فیصدی حصہ لے سکتے ہیں۔ ہم بے زمین مزدوروں کو لے سکتے ہیں۔ جو طبقاتی معاشرہ کا سب سے ادنیٰ طبقہ ہیں۔ ہمیں مکمل اعداد و شمار

کا انتظار نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اس باب میں کوشش کامیاب نہیں ہوگی۔ متبادل طریقہ یہی ہے کہ ہم آزمائشی طریقے پر آگے بڑھیں خواہ غلطیوں کا احتمال ہو۔ آزمائشی طریقوں سے مہاراشٹر میں یہ ظاہر ہوا کہ یہ ریاست اس مسئلے سے نپٹنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

مہاراشٹر کے دیہی علاقوں میں سب ہی بالغ افراد کو کام کا حق دیا گیا ہے۔ دوسرے شاید ایسا نہ کرسکیں وہ صرف بے زمین مزدوروں سے شروعات کرسکتے ہیں۔ بہرحال تجربہ کرنا ہی ہے۔ "کام کا حق" اس مقصد کی جانب یہ محض پہلا قدم ہے جس کا ذکر دستور ہند کی اہم دیں دفعہ میں ریاستی پالیسی کے رہنما اصولوں میں کیا گیا ہے غربت کا مسئلہ یقیناً صدیوں پرانا مسئلہ ہے۔ لیکن آج یہ انتہائی خطرناک درجہ پر پہنچ گیا ہے اور یہ ایک حد تک غلط منصوبہ بندی کا نتیجہ ہے۔ ضمانت روزگار اسکیم اصلاحی قدم ہے۔ اسکیم کے بنیادی اصول یا لوازمات حسب ذیل ہیں۔

ضمانت روزگار اسکیم کے بنیادی اصول

۱۔ ہمیں بنیاد سے شروعات کرنا چاہیئے۔

۲۔ راہ عمل میں لازماً کلیت کا عنصر ہونا چاہیئے جب ہم اس مقصد کی خاطر ایک مخصوص زمرہ کو مانتے ہیں تو معینہ پیشکش اس زمرہ میں سب ہی کے لئے ہونا چاہیئے۔ یہی اس اسکیم میں عنصر کلیت اور ضمانت ہے۔

۳۔ اجرت لازماً کام کی نوعیت اور مقدار سے مربوط ہونا چاہیئے۔ اس قاعدے سے کوئی انحراف نہ ہونا چاہیئے۔ یہ چیز خطرناک ہوگی۔ اس اصول پر سختی سے کاربند رہنے ہی سے اچھے نتائج برآمد ہوں گے۔

۴۔ اجرت زراعتی مزدوروں کی اقل ترین اجرت کے برابر ہونا چاہیئے۔ یہ کم ہوسکتی ہے مگر زیادہ نہ ہونا چاہیئے۔ پروگرام کا نتیجہ یہ نہ نکلنا چاہیئے کہ مزدوروں کی توجہ زراعت سے ہٹ جائے۔ اسی کے ساتھ ہمیں یہ بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ زراعتی مزدور کی اقل ترین اجرت کا اصول زیر عمل رہے۔ ضمانت روزگار اسکیم کے تحت اجرت کے مقابلے میں زراعتی اجرت زیادہ پرکشش ہونا چاہیئے۔

۵۔ اس اسکیم کے تحت مزدوروں کو پیداواری کاموں خصوصاً ضروری مال یعنی اولاً غذائی پیداوار کے کام میں لگانا چاہیئے۔ پیشہ ورانہ تربیت کا پروگرام وضع کرنا چاہیئے جس کے ذریعہ مزدوروں کی صلاحیت اور مہارت بڑھائی جاسکے۔

۶۔ حکومت اور نفیس یاب اشخاص کے درمیان کوئی بچولی یا ٹھیکیدار نہ ہونا چاہیئے۔

۷۔ مرد اور عورت کے لئے برابر کام کی برابر اجرت ہونا چاہیئے۔

ان بنیادی اصولوں کے ساتھ میں کچھ تبدیلیوں کا بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ ان کا مقصد غریب کو کام کے مواقع سے محروم کرنا نہیں بلکہ اسکیم کو قابل عمل اور حقیقی بنانا ہے۔

۱۔ علاقہ عمل گاؤں سے حلقہ یا ضلع تک مختلف ہوسکتا ہے۔ لیکن یہ اس سے بڑا نہ ہونا چاہیئے ورنہ اسکیم اصلیت کھودے گی۔

۲۔ مقررہ شرح اجرت مختلف علاقوں میں بدلتے ہوئے حالات کے مطابق رکھی جائے۔

۳۔ عمر گروپ کا تعین کیا جائے۔

۴۔ کام کے نمونوں کا انتخاب صرف حکومت کرے۔ مزدوروں کو پسند کا موقع نہ دیا جائے۔

۵۔ سازوسامان وغیرہ کی فراہمی اور کیمپ کی سہولتیں مختلف مقامات میں مختلف ہو سکتی ہیں۔

اسکیم کے دیگر پہلو

میں اسکیم کے چند دیگر پہلوؤں کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جن کو نظر میں رکھنا ضروری ہے۔ یہ اسکیم کی عمل آوری کے دوران بتدریج میرے سامنے آئے۔

یہ بات سب ہی جانتے ہیں کہ ہمارے دیش میں اکثر قحط پڑتا ہے ہم اکثر بیشتر جلد بازی میں منصوبہ اور تخمینہ جات کے بغیر کام شروع کردیتے ہیں اس سے ناخوشگوار نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ ایسے ہنگامی حالات میں ضمانت روزگار اسکیم بہت کارآمد ہوسکتی ہے یہ حالت قلت کے مقابلے کے لئے تیاری ہے خواہ کسی وقت بھی پیش آئے۔ پروجیکٹ، منصوبہ، تخمینہ، فنڈز، نگرانی عملہ اور مزدور، غرض کہ سب ہی لوازمات تیار رہتے ہیں۔ ہمارا کام صرف اتنا رہتا ہے کہ قفل کھول کر اس سامان سے بآسانی ضروریات پوری کریں۔

یہ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ پروجیکٹ منصوبہ بندی میں خلا رہتا ہے۔ بند تعمیر ہوجاتا ہے لیکن نہریں تیار نہیں ہوتیں جس کی وجہ یہ ہے کہ باقاعدہ منصوبہ بندی نہیں ہوئی۔ نیز بجٹ میں گنجائش نہیں رکھی گئی۔ ضمانت روزگار اسکیم کا ایک فائدہ ہے کہ اس سے پروجیکٹ منصوبہ بندی میں اس قسم کے خلا کو پر کیا جاسکتا ہے۔ اگر بجٹ کی مختص رقم ختم ہوجائے تو ایسے کام ضمانت روزگار اسکیم کے تحت شروع کئے جاسکتے ہیں۔

قرضداری کا خاتمہ

ہم نے دیہی قرضداری کو ختم کردیا ہے۔ اس کا متبادل کیا ہے؟ آئندہ غریب شخص کیسے قرض حاصل کرسکے گا؟ اگر ہم بے زمین مزدوروں کے معاملے کو لیں تو بھی معمولی قرضہ جات متبادل حل نہیں ہے۔ جن کے انتظامی مصارف زیادہ اور وصولی کے امکانات قلیل ہوتے ہیں۔ ہمیں کچھ آمدنی پیدا کرنا چاہیئے۔

اور اس سے ضرورت پوری کرنا چاہیئے۔ مسلسل روزگار جس سے آمدنی خواہ کتنی ہی معمولی ہو اس کا حل ہے۔ اس بارے میں ایک قسم کا چھوٹی بچت پروگرام بھی سود مند ہو سکتا ہے۔ یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ ضمانت اسکیم کے تحت ادائیگی باقاعدہ ہونا چاہیئے۔ یہ صرف ہفتہ وار ہونا چاہیے۔ یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ لوگ اناج کی ضرورت پوری کرنے کے لئے جنس کی شکل میں قرض لیتے ہیں پندرہ دن کے لئے ۱۰ روپے کا اناج لیتے ہیں اور اس کے بدلے ۱۲ روپے ادا کرتے ہیں۔ اس حساب سے سالانہ سود ۴۸۰ فیصد بیٹھتا ہے۔ اسے صرف ہفتہ وار ادائیگی یعنی بازار دن سے ایک دن قبل ادائیگی سے روکا جا سکتا ہے۔ اس مثال سے واضح ہو جاتا ہے کہ کس طرح ضمانت روزگار اسکیم سے دیہی قرضداری کے خاتمے کا مقصد پورا ہو سکتا ہے۔ جو ۲۰ نکاتی پروگرام کی ایک اہم ترین مد ہے۔

متبادل روزگار

ہم نے کھیتی مزدوروں کے لئے اقل ترین اجرت مقرر کی ہے۔ یہ کس طرح لاگو کی جائے۔ یہ طبقہ منظم نہیں ہے اور اسے منظم کرنا بھی مشکل ہے۔ روزگار کی کوئی ضمانت نہیں ہے۔ اقل ترین اجرت کا نفاذ بڑا مشکل کام ہے۔ ضمانت روزگار اسکیم کے ذریعہ متبادل روزگار فراہم کیا گیا ہے اور کسانوں پر زور دیا گیا ہے کہ وہ اقل ترین اجرت دیں یا مزدوروں کے بغیر کام کریں۔ یہ فی الواقعی ایسی صورتوں میں ہوتا ہے جب کہ اسکیم زیر عمل ہو اور موجودہ شرح اجرت کم ہو۔ اس متبادل ذریعہ روزگار سے بدعنوانیوں کی روک تھام ہوتی ہے نیز یہ اقل ترین اجرت کی عمل آوری کی ضمانت ہے۔

یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ اس اسکیم سے مردوں کے مقابلے میں عورتوں کو زیادہ فائدہ پہنچا ہے۔ کیوں کہ عموماً مردوں کے مقابلے میں عورتوں کو کم اجرت دی جاتی ہے۔ اس اسکیم سے ہریجنوں کو بڑی مدد ملی ہے۔ جو اس طبقے کا بڑا حصہ ہے۔

کام کا حق فی الحقیقت کوئی اسکیم نہیں ہے بلکہ ریاستی پالیسی کا رہنما اصول ہے جب حکومت زیر عمل لانے کے لئے اسے مان لیتی ہے تو یہ اصول پالیسی بن جاتا ہے اور جب اصل کام شروع کیا جاتا ہے تو اسکیم تیار کرنا پڑتی ہے۔ اس طرح یہ بیک وقت ایک اصول، ایک پالیسی، ایک اسکیم اور ایک پروگرام ہے۔ یہ مختلف صورتیں اختیار کر سکتا ہے۔

(الف) ایک شہر میں پروگرام کے ذریعہ عورتوں سے گزارش کی جائے کہ وہ کارخانہ آئیں چرخہ چلائیں اور کتائی کریں۔ اجرت کام کے لحاظ سے دی جائے۔ انھیں تقریباً دو تین روپے اجرت دی جا سکتی ہے۔ اس پروگرام سے متوسط اور محنت کش طبقے کی خواتین فائدہ اٹھا سکتی ہیں۔ لیکن پیشکش عام اور رضاکارانہ بنیاد پر ہونا چاہیئے۔

(ب) ایک معینہ علاقے میں گریجویٹ کو طلب کیا جا سکتا ہے۔ انھیں یہ کام دیا جا سکتا ہے کہ ہمارے منصوبوں کے لئے ضروری معلومات اکٹھا کریں یا مختلف پروجیکٹوں کے سلسلے میں کسانوں کی مدد کریں۔ نوعیت کے تعین کے بعد پیشکش عام ہونا چاہیئے۔

ہمارے پرکھوں کا قول ہے :

उपर्युपरि पश्यन्त.
उपर्युपरि पश्यन्त.
सर्व एव दरिद्रति।
अधोऽधः पश्यतः कस्य
महिमा नोपचीयते ?

جس معاشرہ میں لوگ اوپر ہی اوپر دیکھتے ہیں سب ہی زیادہ سے زیادہ اجرت کے طالب ہوتے ہیں اپنی ہی آمدنی زیادہ سے زیادہ بڑھانے کی فکر کرتے ہیں۔ اور قوم کا بحیثیت مجموعی خیال نہیں کرتے ہیں اس میں سب ہی مفلس اور پریشان رہتے ہیں۔ اگر سب درماندہ اور غریب لوگوں کی طرف دیکھیں اور ان کا خیال کریں تو ہر شخص کی خوش حالی اور وقار بڑھتا ہے۔ ایسا معاشرہ جس میں آدمی اپنی کمائی سے مطمئن ہونے کے باوجود ناداروں اور غریبوں کی زبوں حالی پر ہمیشہ بے چین رہے ان کا خیال رکھے وہ بالآخر خوش حال ہوتا ہے اور سب کی زندگی پھل پھول ہوتی ہے۔

خدا کرے ہمارا بھارت بھی اسی طرح خوش حال بنے جس میں سب کو کام اجرت اور آرام نصیب ہو۔ ●●

شری وائی بی چوہان وزیر برائے مالیات ۱۰ ستمبر کو انڈین مرچنٹس چیمبر میں چوتھی آل انڈیا شراف ایسوسی ایشن کانفرنس سے خطاب فرما رہے ہیں ←
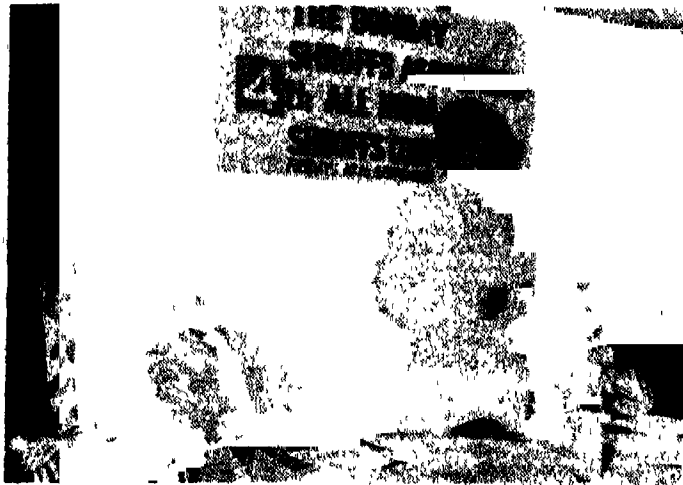
یوم مدرسین

۳۸ مدرسین کو اسٹیٹ ایوارڈ

گورنر کی مدرسین کو نصیحت

یوم مدرسین کے موقع پر گورنر شری علی یاور جنگ نے ۳۸ مدرسین کو اسٹیٹ ایوارڈ تقسیم کئے جن میں سے ۱۶ ابتدائی مدرسین، ۱۴ ثانوی مدرسین، ۶ کالج ٹیچر اور ۲ خاص ٹیچر ہیں۔

اس موقع پر مدرسین سے خطاب کرتے ہوئے گورنر موصوف نے فرمایا کہ زمانہ میں تبدیلی کے ساتھ انسانی طرز عمل میں بھی تبدیلی کی ضرورت ہے ورنہ قوم آگے نہ بڑھ سکے گی۔ اسی طرح خصوصاً تعلیم کے میدان میں علم کے نئے تقاضوں کے لحاظ سے تبدیلی ہونا چاہیئے اور مدرس اور طالب علم کے درمیان نیا رشتہ استوار ہونا چاہیئے ــــ ۱۰+۲+۳ کا نیا نظام تعلیم اختیار کرنے کے بعد خاص تبدیلی کی ضرورت تھی۔ جو وقت کھیئے بنائی گئی ہے۔ جس کے نتیجہ میں بعض مشکلات اور نئے مسائل کا پیدا ہونا لازمی تھا۔ اس سلسلے میں وزیر تعلیم اور ان کے ساتھیوں کو ان کی حسن کارکردگی پر مبارکباد دینا چاہتا ہوں۔

آپ نے مزید فرمایا کہ معلمی کو محض ایک پیشہ نہ سمجھا جائے۔ تعلیم کا آغاز تو ہے لیکن اس کی کوئی انتہا نہیں صحیح مدرس ساری عمر نئے علم اور نئے تجربے کی جستجو میں لگا رہتا ہے۔ یہی حال طالب علم کا بھی ہونا چاہیئے۔ ایک استاد یا طالب علم کے لئے یہ بڑی بری بات ہوگی اگر وہ یہ سمجھ لے کہ بس اب آگے علم حاصل کرنے کی ضرورت نہیں اور تعلیم اختتام پذیر ہوگئی ہے۔ اساتذہ کو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ آج کے طالب علم کل کے قائد ہیں۔ ان کا فرض محض اتنا ہی نہیں کہ طالب علم امتحان میں پاس ہو جائیں، امتیاز سے پاس ہوں۔ بلکہ ایک ایسی نسل تیار ہو جو خود غور و فکر کے لائق ہو اور اپنے ملک کے شایان شان ہو۔

شری علی یاور جنگ نے آخر میں فرمایا کہ میں خود معلم تھا اور اس پر فخر کرتا ہوں۔ آج بھی موقع ملے تو میں پھر یہی معزز پیشہ اختیار کروں۔

آپ نے ایوارڈ پانے والوں کو مبارکباد دی اور امید ظاہر کی کہ دیگر مدرسین ان کی پیروی کریں گے۔

اپنی خیر مقدمی تقریر میں شریمتی پربھا راؤ وزیر تعلیم نے مدرسین سے گزارش کی کہ وہ طلبہ میں سماجی ضرورتوں اور ذمہ داریوں کا صحیح احساس پیدا کریں۔

آپ نے دیہی علاقوں پر زیادہ توجہ دینے کی ضرورت جتائی۔

شری سنگرام ماکنیکر، وزیر مملکت برائے تعلیم نے شکریہ ادا کیا۔

۵ ستمبر کو یوم مدرسین کے موقع پر گورنر علی یاور جنگ نے ۳۸ اساتذہ کو انعامات سے نوازا۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں اساتذہ کے علاوہ عالی جناب علی یاور جنگ، وزیر تعلیم شریمتی پربھا راؤ، وزیر مملکت برائے تعلیم شری سنگرام ماکنیکر بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

شری کھانڈیکر کی رحلت

وزیر اعلیٰ کا اظہار تعزیت

مشہور ادبی شخصیت نیز ۱۹۷۴ء کے "گیان پیٹھ انعام" یافتہ شری وی۔ ایس کھانڈیکر کی رحلت پر وزیر اعلیٰ شری ایس' بی۔ چوان نے ۲ ستمبر کو اپنے پیغام تعزیت میں دلی رنج و غم کا اظہار کیا اور فرمایا کہ اس انسانیت کے روشن مینار سے اپنی عقیدت کے اظہار کے لئے ہم کو سماجی ناانصافی کے خلاف جنگ جاری رکھنی ہوگی جس پر آنجہانی شری کھانڈیکر کا دل ہمیشہ دکھتا رہا۔

شری چوان کے پیغام کا متن حسب ذیل ہے:۔

"شری کھانڈیکر کی موت کی خبر انتہائی اندوہ ناک ہے گو کچھ عرصے سے وہ خود بھی بات چیت کے دوران "اسیٔ ہونی" کے بارے میں اشارہ کرتے تھے' پھر بھی ہمیں امید تھی کہ شری کھانڈیکر جو کہ ساری زندگی کمزور صحت کا مقابلہ کرتے رہے اب بھی کامیاب ہوں گے، مگر افسوس' ہماری یہ امید پوری نہ ہوئی۔"

اس سال اپریل میں قصداً کولہاپور گیا تھا تاکہ ان کو گیان پیٹھ کا اعلیٰ ترین ادبی انعام نیز مراٹھی زبان کے لئے اعزاز حاصل کرنے پر مبارکباد پیش کروں' ان کے آخری ایام میں بھی ان کی طبیعت کی تازگی اور جولانی باقی تھی۔ اس عظیم انسان کے شایان شان خراج عقیدت یہی ہے کہ خیالاً تحریراً و تقریراً و عملاً سماجی ناانصافی کے خلاف جدوجہد جاری رکھی جائے' جس کی موجودگی نے ہمیشہ ان کا دل دکھایا۔"

ڈاکٹر زکریا کا خراج عقیدت

شری وی۔ ایس۔ کھانڈیکر کے انتقال پر ملال پر ڈاکٹر رفیق زکریا' وزیر محصول و شہری ترقیات نے اپنے پیغام تعزیت میں فرمایا کہ شری کھانڈیکر کی موت نے ہم سے ایک ایسے ممتاز ادیب کو چھین لیا جنھوں نے ہندوستانی زبانوں کے ادب کو بے حد متاثر کیا تھا ان کی تحریروں نے نہ صرف مراٹھی زبان بلکہ دوسری زبانوں کو بھی مالا مال کیا۔ ان کے ایک مداح کی حیثیت سے میں ان کی یاد کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں۔

بمبئی میں اترپردیش کا مرکز اطلاعات
وزیر اترپردیش شری ورما کا دورہ

شری رمیندر ورما' وزیر مملکت برائے بجلی محنت اور اطلاعات حکومت اترپردیش نے ۱۰ ستمبر کو وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان سے ملاقات کی اور بمبئی میں اترپردیش کا مرکز اطلاعات قائم کرنے کے سلسلے میں گفتگو کی' کیوں کہ مالی اور صنعتی اعتبار سے یہ شہر مرکزیت کا حامل ہے۔

وزیر اعلیٰ نے وزیر موصوف کی تجویز پر غور کرنے کا وعدہ کیا۔

شری ورما نے مہاراشٹر کے وزیر محنت' وزیر جنگلات و انرجی نیز وزیر مملکت برائے آبپاشی انرجی اطلاعات و پبلسٹی سے بھی ملاقات کی اور ان سے قوانین محنت میں یکسانیت لانے نیز محنت کشوں سے متعلق مسائل پر تبادلۂ خیال کیا۔ اترپردیش اور مہاراشٹر جیسی ریاستوں کو درپیش بیرپاور تھرمل اسٹیشنوں نیز مانگ اور جنریشن کے درمیان فرق کے مسائل پر تفصیل سے گفتگو ہوئی بلکہ زراعتی محصول برائے پاور لگانے کے سلسلے میں بھی گفتگو کی گئی۔ شری ورما نے وزیر اعلیٰ' وزیر محنت' وزیر
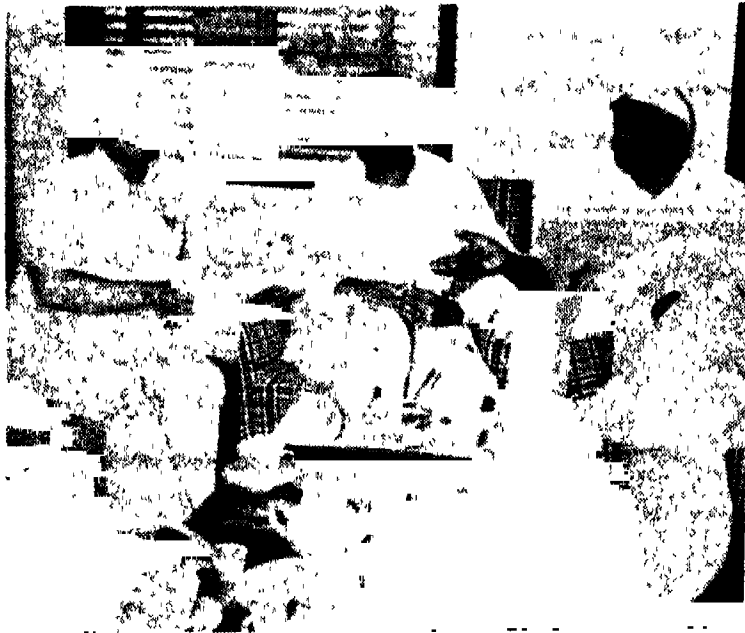
اترپردیش کے وزیر مملکت برائے بجلی محنت و اطلاعات' شری رمیندر ورما (بائیں جانب) مہاراشٹر کے وزیر جنگلات شری آر۔ جی۔ دیوتلے اور وزیر مملکت شری شام راؤ کدم سے محو گفتگو ہیں۔

جنگلات نیز وزیر مملکت برائے اطلاعات و پبلسٹی کو لکھنؤ آنے کی دعوت دی۔

مہاراشٹر میں انسداد دق کی مہم

مہاراشٹر میں حفظان صحت کے نو سو ستر ہ ادارے سے بلغمی دق کے تقریباً دو لاکھ کیسوں (Sputum Positive Cases) میں موثر طریقے پر تشخیص و علاج میں مصروف ہیں۔

ڈاکٹر جی ایس۔ منالک، ڈائرکٹر آف ہیلتھ سروسیز نے یہ اطلاع ریاست مہاراشٹر مشاورتی بورڈ برائے دق کے حال ہی میں منعقدہ اجلاس میں دی آپ نے مزید بتایا کہ ریاست میں اندازاً نو لاکھ دق کے کیس ہیں۔ جن میں سے تقریباً دو لاکھ مثبت ہیں جن میں فوری توجہ اور تدارک کی ضرورت ہے۔

وزیر صحت عامہ کی جانب سے اجلاس کی صدارت کے فرائض انجام دیتے ہوئے شری ایم۔ ایس۔ پلینکر، سکریٹری (ہیلتھ) نے فرمایا کہ زوردار مہم چلا کر دق کی بیماری پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ اس مقصد سے خاندانی منصوبہ بندی پروگرام ہی کی طرح سارے عملے کو لگا کر ہر ضلع میں وسیع کوشش کی جانا چاہیئے۔

اس سلسلے میں آپ نے اضلاع میں مقامی لیڈروں، ضلع پریشدوں، پنچایت سمیتیوں اور رضاکارانہ جماعتوں کے غیر سرکاری افراد کے تعاون کی ضرورت جتائی۔ اور فرمایا کہ کافی مقدار میں بی۔ سی۔ جی ویکسین حاصل کرنے کے لئے فوری اقدامات کی ضرورت ہے۔

ڈاکٹر ایم۔ ڈی۔ دیشمکھ اور دیگر ممتاز ماہرین امراض دق اور ممبران بورڈ نے اجلاس میں شرکت کی۔

بورڈ کے اجلاس سے قبل بیٹھک میں ٹی بی پروگرام پر ناقدانہ نظر ڈالی گئی جس میں ضلع کے متعلقہ افسران موجود تھے۔

مہاراشٹر میں نس بندی آپریشن

اس سال ۳۱ جولائی کو ختم ہونے والے چار مہینوں کے دوران مہاراشٹر میں ۸۷،۰۶۴ نس بندی آپریشن کئے گئے ان میں سے ۲۵،۵۹۶ مردوں کے اور ۶۱،۴۶۸ عورتوں کے تھے۔ آپریشنوں کی شرح ۱ر۵۳ فی ہزار رہی۔

۲ر۱۸ فی ہزار نس بندی آپریشن کر کے ضلع پریشد کولھاپور ریاست کی تمام ضلع پریشدوں سے آگے نکل گئی۔ کولھاپور کی میونسپل کارپوریشن بھی تمام میونسپل کارپوریشنوں سے آگے رہی، جہاں نس بندی کی شرح ۴ر۹۱ فی ہزار تھی۔

ریاست میں ماہ جولائی ۱۹۷۶ء کے دوران کل ۲۶،۳۳۳ نس بندی آپریشن کئے گئے۔ جن میں سے ۹۵۶۹ مردوں اور ۱۶۷۶۴ عورتوں کے تھے۔

وزیر اعلیٰ کا سیلاب راحت فنڈ

وزیر اعلیٰ کے سیلاب راحت فنڈ میں ماہ اگست کے دوران مندرجہ ذیل عطیات موصول ہوئے:

مہاراشٹر اسٹیٹ روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن ۲۶،۷۵۰ روپے، مہاراشٹر اسٹیٹ جوڈیشل سروسز ایسوسی ایشن ۔ ۷۰۰ روپے اور سب ڈویژنل سوئیل کنزرویشن افسر، پاٹن، ضلع ستارا ۱۴۹ روپے۔

نیشنل بیڈمنٹن چیمپئن شپ

جودھپور راجستھان میں نومبر ۱۹۷۶ء میں ہونے والے نیشنل بیڈمنٹن چیمپئن شپ کے لئے پانچ رکنی یونیورسٹی ٹیم میں مہاراشٹر کے چار یونیورسٹی طالب علم ہیں۔ جن کا انتخاب ہندوستان بھر کے ۳۰ کھلاڑیوں کے درمیان سخت مقابلے کے بعد کیا گیا ہے۔

شری فیض احمد زبیری، گورنمنٹ لا کالج، بمبئی، ٹیم کی رہنمائی کریں گے۔ مہاراشٹر سے چنے گئے باقی تین کھلاڑیوں کے نام یہ ہیں: شری جے دلیپ مرچنٹ، بمبئی اور شری دنیش کھنہ اور شری مدالیار (دونوں ناگپور یونیورسٹی کے ہیں)۔

مہاراشٹر کے نائب وزیر برائے دفاع شری بی جے کالے نے ۹ ستمبر ۱۹۷۶ء کو بمبئی میں فلم فین فورم کے زیر اہتمام منعقدہ تعزیتی جلسہ میں مشہور پلے بیک سنگر آنجہانی شری مکیش کو خراج عقیدت پیش کیا۔ اس موقعہ پر لی گئی تصویر میں شری کالے شری مکیش کی تصویر کو پھول ارپن کر رہے ہیں۔

سرکاری فیصلے اور اعلانات

جلوس نکالنے کا حق پابندیوں سے آزاد نہیں

حکومت مہاراشٹر اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ کسی بھی علاقے یا کسی بھی مقام سے ڈھول باجہ بجاتے ہوئے جلوس کا نکالنا اور گذرنا پابندیوں سے قطعی آزاد نہیں ہے لہذا عوام کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ اس سلسلے میں قانونی پابندیوں کو مدنظر رکھیں۔

جلوس باضابطہ ہونا چاہیئے اور اس سے امن و ضبط کا کوئی مسئلہ نہ پیدا ہونا چاہیئے۔

سرکار کو بعض غلط فہمیوں اور فرقہ پرستوں کے سوچے سمجھے اس پروپیگنڈے کی اطلاع ملی ہے کہ انھیں کسی بھی علاقہ یا مقام سے باجہ بجاتے ہوئے جلوس نکالنے کی پوری آزادی ہے اور اس پر کوئی پابندی عائد نہیں ہوتی۔ اکثر تہواروں اور مذہبی تقریبات کے موقعوں پر جلوس نکالے جاتے ہیں اور بسا اوقات ان کی بے قاعدگی سے نظم و ضبط میں خلل پڑتا ہے۔ لہذا یہ ضروری ہو گیا ہے کہ عوام کو قانونی پابندیوں سے آگاہ کیا جائے جو جلوس نکالنے کے حق پر عائد ہوتی ہیں۔

یہ ٹھیک ہے کہ کسی بھی مذہبی فرقہ کو اس بات کا حق نہیں ہے کہ وہ کسی دوسرے فرقے کے جلوس کو اپنی عبادت گاہوں کے سامنے سے گزرنے سے روکے اور جلوس نکالنے کا یہ حق مذہبی اور غیر مذہبی دونوں ہی طرح کے جلوس کے لئے ہے۔ نیز یہ حق بھی ہے کہ ایسا جلوس گاجے باجے کے ساتھ نکالا جائے۔ تاہم جلوس نکالنے کا یہ حق پابندیوں سے قطعی مستثنیٰ نہیں ہے جلوس کی شکل میں چلنے کا حق ویسا ہی ہے جیسا کہ ایک شاہراہ پر عام لوگوں کو آمد و رفت کا ہوتا ہے۔ لہذا اس معاملے میں ٹریفک قوانین، ٹریفک سے متعلق لوکل اتھارٹیز کے احکامات اور وقتی طور پر قیام امن کی خاطر نافذ العمل قانون کے تحت مجسٹریٹ کی ہدایات کی تعمیل ضروری ہے۔

ان پابندیوں کو غلط پروپیگنڈہ کی بنا پر نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ عوام کی توجہ خاص طور سے اس طرف مبذول کی جاتی ہے تاکہ نوجوان اور دوسرے لوگ اس غلط پروپیگنڈے کا شکار نہ ہوں۔

اگر عوام متذکرہ قانونی پابندیوں کا خیال رکھیں تو جلوس باضابطہ رہیں گے اور ان سے امن و ضبط میں خلل پڑنے کا کوئی امکان نہ رہے گا۔

نس بندی کرانے والے ملازمین کو مراعات

حکومت مہاراشٹر نے اعلان کیا ہے کہ سرکاری ملازمین (میاں یا بیوی) جن کے خاندان میں حیات بچوں کی تعداد ۳ سے زائد ہو گئی ہے یا جو ضبط تولید پر ۱۵ اگست ۱۹۷۶ء تک عمل نہ کر سکے ہوں انھیں پیشگی اور رخصت سفری بھتہ کی مراعات کا دوبارہ مستحق قرار دیا جائے گا، بشرطیکہ وہ نس بندی کروا کر متعلقہ اسپتال یا ڈسپنسری کے مختار میڈیکل اتھارٹی سے طبی سرٹیفیکٹ حاصل کر کے پیش کریں، جہاں انھوں نے نس بندی آپریشن کروایا ہے۔

ہر صورت زائد بچہ / بچوں کو رخصت سفری بھتہ کی رعایت نہیں دی جائے گی۔

ان احکامات کا نفاذ ۲۱ جولائی ۱۹۷۶ء سے کیا گیا ہے پھر بھی زیر غور مطالبات اور درخواستوں پر احکامات کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔

خاندانی منصوبہ بندی کے لئے عطیات انکم ٹیکس اسسمنٹ پر پوری چھوٹ

حکومت ہند نے اس رقم پر اسسمنٹ میں ۱۰۰ فیصد چھوٹ دینا منظور کیا ہے جو کسی فرد نے خاندانی منصوبہ بندی کو فروغ دینے کے مقصد سے حکومت، مقامی ادارہ جات اور انجمنوں کو جو حکومت کی جانب سے منظور کی جائیں بطور عطیہ دی ہو۔

اب تک معطی کی قابل ٹیکس آمدنی کا حساب کرتے وقت عطیات کی خاص رقم میں سے صرف ۵۰ فیصد منہا کی جاتی تھی۔

انکم ٹیکس اسسمنٹ میں اس رعایت سے اس میدان میں سرگرم اداروں کے لئے سازگار ماحول پیدا ہوگا اور وہ پروگرام کی عمل آوری کے لئے زیادہ روپیہ حاصل کر سکیں گے۔

چکی اور مٹھائی
تیار کرنے والوں کو انتباہ

• فوڈ اینڈ ڈرگ ایڈمنسٹریشن مہاراشٹر اسٹیٹ نے مٹھائی اور چکی تیار کرنے والوں کو آگاہ کیا ہے کہ وہ اپنی اشیا کو سوپ ریپنگ پیپر یا ردی کاغذوں میں نہ لپیٹیں کیوں کہ اس سے عوام کی صحت کو خطرہ لاحق ہوتا ہے۔

عوام سے گذارش کی جاتی ہے کہ وہ اس قسم کے واقعات کی اطلاع دفتر کمشنر فوڈ اینڈ ڈرگ ایڈمنسٹریشن، مہاراشٹر اسٹیٹ گریہا نرمان بھون، باندرہ (مشرق) بمبئی ۴۰۰۰۵۱ کو دیں۔

دھان کے کوٹے پر پابندی ختم

حکومت مہاراشٹر نے پوہا اور کُرمُرا تیار کرنے والے نئے اشخاص کی جانب سے خریدے جانے والے دھان کے کوٹے پر پابندی ختم کر دی ہے۔ کلکٹران کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ مشین اور ملازمین وغیرہ کی بنیاد پر انفرادی معاملات میں کوٹہ مقرر کریں۔

فرینکفرٹ نمائش کے لئے سرکاری کتاب

فرینکفرٹ میں منعقد ہونے والی "بک آرٹ انٹرنیشنل اگزیبیشن" میں پیش کرنے کی غرض سے نیشنل بک ٹرسٹ آف انڈیا نے حکومت مہاراشٹر کی شائع کردہ "آدھونک مدرا کشر کلا" (جدید فن طباعت) نامی کتاب کا انتخاب کیا ہے جس کے مصنف شری ایس۔ اے۔ سپرے، ڈائرکٹر گورنمنٹ پرنٹنگ اینڈ اسٹیشنری ہیں۔ یہ کتاب گورنمنٹ سینٹرل پریس، بمبئی میں چھپی ہے۔

اس نمائش کے لئے صرف ۴۴ ممتاز ہندوستانی مطبوعات کا انتخاب کیا گیا ہے۔

ریاستی بجلی مشاورتی کونسل

حکومت مہاراشٹر نے ۲۵ اگست ۱۹۷۶ء سے مہاراشٹر اسٹیٹ الیکٹریسٹی کنسلٹیٹو کونسل قائم کی ہے جو مندرجہ ذیل ممبران (ایم ایس ای بی کے ممبران کے علاوہ) پر مشتمل ہے۔

ممبران کے نام یہ ہیں: شری آر۔ آر۔ کبارا، ناندیڑ؛ شری آر۔ پی۔ آئیر، بمبئی؛ شری ایس۔ پی۔ منڈلیا، بمبئی؛ شریمتی دیملا دیوی مدن لال گوینکا، صدر، ودربھ چیمبرس آف کامرس، اکولہ؛ شری ایس۔ ڈبلیو۔ دھابے، ایم پی، ناگپور؛ شری زبیر لال کلنتری، بھیونڈی ضلع تھانے؛ شری راجہ بھاؤ دولت کر، ناگپور؛ شری بی۔ دی۔ نمبلکر، پھلٹن، ضلع ستارہ؛ شری مانیک راؤ مسکے، پربھنی؛ شری شرد پاٹل، اُدگیر، ضلع عثمان آباد؛ شری لکشمن راؤ کھوبرا گڈے، چندرپور؛ شری آر۔ ایس۔ بیندلی، ایم۔ ایل۔ سی، بمبئی؛ شری ڈی۔ ڈی۔ پدوی، ایم ایل اے، اکل کوا، ضلع دھولے؛ شریمتی امتل لطیف جعفر علی قاضی، ایم ایل سی، نظیر آباد، ضلع جلگاؤں؛ اور شری رام منوہر ترپاٹھی، ایم ایل اے، بمبئی؛

ضروری اشیا کمیٹی کے ممبران

حکومت مہاراشٹر نے مندرجہ ذیل اشخاص کو اس کمیٹی کا ممبر مقرر کیا ہے جو امداد باہمی مرکزی صارفین اسٹوروں، کپڑے کی دکانوں، مناسب قیمتوں کی دکانوں، تعلقہ مارکیٹنگ سوسائیٹوں اور سیوا سوسائٹیوں وغیرہ کے توسط سے ضروری اشیا کی فروخت کی اسکیم کے تحت رفتار کا جائزہ لے گی اور ان کی دستیابی اور کھلے بازار میں قیمتوں کے مدنظر وقتاً فوقتاً عمل آوری کے بارے میں مشورے دے گی۔

شریمتی دیمل رنگنا تیکر، ایم ایل اے، تھانے؛ شریمتی لیلاتائی مرچنٹ، ایم ایل اے، پونے، شریمتی نرملا ٹھوکل، ایم ایل اے، سولاپور، صدر، کنزیومرس گائیڈنس سوسائٹی آف انڈیا، بمبئی اور چیئرمین، فیئر ٹریڈ پریکٹس ایسوسی ایشن بمبئی۔

مجسٹریٹوں کو اختیارات

حکومت مہاراشٹر نے ضروری اشیا ایکٹ بابت ۱۹۵۵ء کی دفعہ ۱۲ اور ۱۲۔ الف کے مقاصد سے درجہ اول کے مندرجہ ذیل مجسٹریٹوں کو اپنے حلقہ میں خصوصی اختیارات دئے ہیں۔

ان کے نام یہ ہیں: شری پی۔ ڈی۔ لیلے، چیف جیوڈیشل مجسٹریٹ چندرپور، ضلع چندرپور، شری ایس۔ ایس۔ بردے، سول جج (جونیر ڈویژن) اور جیوڈیشل مجسٹریٹ، درجہ اول، سنگمنیر، ضلع احمدنگر اور شری ایچ۔ آئی۔ مرزا، سول جج (جونیر ڈویژن) اور جیوڈیشل مجسٹریٹ درجہ اول، بھیونڈی، ضلع تھانے۔

عوامی شکایات کی سماعت

چیریٹی کمشنر، مہاراشٹر اسٹیٹ، بمبئی نے عوام کی شکایات سننے اور دور کرنے کے لئے ہر ہفتہ پیر کے دن ۲ بجے دوپہر سے ساڑھے چار بجے شام تک ملاقات کا وقت مقرر کیا ہے۔

●

اگزیکیٹیو انجینیر، پریذیڈنسی ڈویژن، اور لڈ پی، ڈبلیو۔ ڈی، بلڈنگ فورٹ بمبئی عوام کی شکایات جمعہ کے بجائے جس کا پہلے اعلان کیا گیا تھا۔ اب پیر کے روز سنیں گے۔

فوری توجہ کے لئے

ترسیل زر اور مراسلت کے دوران حوالہ نمبر جو آپ کے خط یا پتے کے اوپری حصہ میں درج ہوتا ہے ضرور تحریر فرمائیں۔

جاں نثار

سردار عرفانی

پورن ماشی کا چاند اپنے حسن و جمال کا سحر روئے زمین پر چھڑکنے کے لیے بے قرار تھا لیکن ستمبر کی کالی کالی گھٹائیں اس کے چہرے پر بار بار اپنی انگلیاں رکھ دیتی تھیں کیفی صاحب اور شستی سجوشن سے ملنے کے بعد ہم جوہو سے باندرہ کی طرف لوٹ رہے تھے۔ راجندر نے شارٹ کٹ کی خاطر گاڑی لیڈو سینما سے متصل گلی میں موڑلی جہاں ایک طرف قطار در قطار گیرج ہیں اور دوسری طرف کھاڑی۔ کچھ ہی دیر بعد ہم کھار یا باندرہ کی نمبردار سڑکوں پر تھے۔ خیال آیا، ادھر آنکلے ہیں تو کیوں نہ اختر بھائی سے مل لیں اور پھر ذہن کو ایک جھٹکا سا لگا — اختر بھائی اب کہاں!

یہ ساری باتیں ذہن میں بجلی کے کوندے کی طرح آکر گزر گئیں۔ راجندر کچھ کہہ رہے تھے۔ انھیں شاید محسوس بھی نہ ہوا ہوگا کہ میرے دل و دماغ پر کیا بیت گئی۔

دراصل یہ احساس صرف مجھ تک محدود نہیں۔ اختر بھائی کو جاننے والے ان کے ملنے جلنے والے کتنے ہی لوگ آپ کو ملیں گے جو اب تک اس حقیقت کو ماننے میں دشواری محسوس کر رہے ہیں کہ جاں نثار اختر اب اس دنیا میں نہیں رہے۔ اتنے بے ضرر، کم گو، نرم گفتار انسان کو بھی موت اتنی بے رحمی کے ساتھ صف رفتگاں میں لا کھڑا کر دیتی ہے؟

ان کی سادگی، نرم مزاجی اور خلوص کو کچھ وہی لوگ جانتے ہیں جو ان کے قریب تھے یا ان سے معاملہ رکھتے تھے۔ میں ہرگز یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ میں جاں نثار کے بہت قریب رہا۔ مکتبہ جامعہ میں جہاں شاہد علی خاں کے سامنے بیٹھ کر جاں نثار لمبے بالوں کی لٹوں کو بار بار سنبھالتے ہوئے نرم نرم باتیں کیا کرتے، پہلی ملاقات سے لے کر ساحر کے ورسوا والے گھر میں، جہاں وہ بستر پر پڑے پڑے کسی مصرعے پر گرہیں " لگاتے رہتے اور پھر آخری دنوں کی ملاقاتوں کے درمیان طویل فاصلے رہے — لیکن آخری دور میں خصوصاً اس وقت جب "جاں نثار اختر" نمبر تکمیلی مراحل سے گذر رہا تھا ان سے ملاقاتیں بڑھ گئیں۔ اور زیادہ لُطفِ خیال کے کئی مواقع ملے۔ وہ شام میری یادوں میں بسی ہوئی ہے جب وہ مجھے اس نمبر کی ترتیب و تدوین کے بارے میں ہدایات دے رہے تھے۔ شاعر آدمی! انھیں ڈمی، لے آؤٹ اور پرنٹنگ پروسس کے بارے میں خاک علم تھا لیکن وہ بڑی دل چسپی اور جوش کے ساتھ مجھے سمجھا رہے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ ایسا سجانا کہ بس یاد رہے۔ مجھے حیرت بھی ہوئی کہ وہ اتنی دل چسپی کیوں لے رہے ہیں لیکن جب نمبر چھپ کر آیا اور اس میں ان کا پیغام ایڈیٹر کے نام پڑھا تو آخری سطر نے چونکا دیا۔ "آخری وقت میں کیا اپنے چلن کو بھولیں"۔ تو کیا جاں نثار کو علم ہو گیا تھا کہ جان آفریں کو جان سپردگی کا وقت آگیا ہے؟ کیا یہ کسی الہامی کیفیت کا کمال تھا جو سچے شاعر کا خاصہ ہوتی ہے؟

ایک روز وہ آل انڈیا ریڈیو آئے۔ مجھے سچیوالیہ سے بلایا۔ دوپہر کا وقت تھا۔ ان کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا کریں۔ آخر کافی سوچ بچار کے بعد ہم "رسنا" ہوٹل میں پہنچے اور پوری بھاجی کا "لنچ" لینا شروع کیا اس وقت میں سوچ رہا تھا، اردو زبان ہی کا نہیں اس خطۂ ارض کا اتنا عظیم شاعر کتنا سادہ اور بے تکلف انسان ہے۔

جاں نثار کی شاعری، فلسفہ اور فن پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور لکھا جاتا رہے گا لیکن

ان کی پیاری شخصیت ایک ایسا موضوع ہے جو ساگر کی طرح پھیلی ہوئی ہے۔ ان کی شاعری میں جو رُومانیت، رچاؤ اور غنائیت تھی وہ ان کی شخصیت ہی کا پرتو تھی اور شاعری سے ان کے خلوص کا ثبوت۔

شاعری سے زیادہ وہ اپنی شخصیت کی بنا پر ترقی پسندوں اور جدیدیوں میں یکساں مقبول و محترم تھے۔ بشان قلندری وہ کڑی سے کڑی مشکل جھیل گئے لیکن دست طلب دراز نہ کیا۔ جرأت رندانہ ایسی کہ لکھ گئے "ترقی پسند تحریک نے آج تک کوئی بڑا شاعر پیدا نہیں کیا۔"

ایک ادیب نے اس بات پر تعجب کا اظہار کیا ہے کہ جاں نثار کالج کی شاندار ملازمت چھوڑ کر فلمی دنیا کے سراب کا شکار کیسے ہو گئے۔ یہ سوال آج کے بے رحم ماحول میں بجا بھی ہے زیادہ پرستی کے اس دور میں سیکیوریٹی بڑی اہم شئے ہے۔ اچھی ملازمت! گھر بار!! بینک بیلنس!!! یہی تو ہیں ہماری کامیابی اور خوشی اور سماجی عزت کی نشانیاں ــــ لیکن ایک ایسا انسان جس کا سرمایۂ حیات ہی احساس و اظہار ہو، ملازمت کی قید و بند میں کب تک رہ سکتا ہے۔ اسے معلوم ہے کہ زندگی تو صرف آزادی میں ہے بندگی میں تو وہ گھٹ کے ایک جوئے کم آب رہ جاتی ہے اور جو شخص یہ بات جانتا ہو، وہ زندگی کو اس کی تمام تر وسعت، کشادگی اور بلندی کے ساتھ جینا کیوں پسند نہیں کرے گا؟ دنیائے فلم میں جاں نثار کی آمد کا سبب کچھ بھی رہا ہو یہ حقیقت ہے کہ یہاں بھی انہوں نے اپنے فن کو کاروبار اور مصلحت سے بالاتر رکھا۔ ان کے فلمی نغمے خیال کی نزاکت اور زبان کی چاشنی کا اس قدر خوبصورت امتزاج پیش کرتے ہیں کہ بہت سے شاعروں کی غزلیں شرما جائیں۔ انہوں نے فلمی کامیابی پر اپنے فن کی عصمت کو ہمیشہ ترجیح دی۔ موسیقار سی ارجن نے مجھے بتایا کہ وہ دھنیں بنا کر گیت لکھوانے کے عادی تھے کہ یہی فلمی دنیا کا رواج رہا ہے لیکن جب جاں نثار کے ساتھ کام کا موقع آیا تو مرحوم نے پہلے لکھنے اور پھر دھن بنانے پر اصرار کیا۔ پہلے پہل تو موسیقار کو بڑی الجھن ہوئی لیکن جب گیت لکھے گئے اور شاعر نے ان کا مطلب بھی موسیقار کو سمجھانا شروع کیا تو ارجن کو احساس ہوا کہ الفاظ کتنے طاقت ور اور بامعنی ہوتے ہیں۔ پھر انھیں جاں نثار کے ساتھ کام کرنے میں ہمیشہ لطف آیا۔

افسوس کہ جاں نثار کو فلموں میں کوئی نمایاں مقام نہ مل سکا ــــ ان کے گیت کامیاب بھی ہوئے۔ لیکن ایسی کوئی بات نہیں ہوئی کہ وہ فلم سازوں یا موسیقاروں سے اپنی شرائط منواتے۔ بے کاری کے طویل وقفے گذر جاتے۔ پریشانی گھیر لیتی اور کبھی کبھی وہ گھبرا بھی اٹھتے۔ لیکن ان کی پریشانی اور مایوسی چند اشعار کا روپ لے کر بہہ نکلتی اور وہ پھر شاداں و فرحاں زندگی کے ساتھ پنجہ کشی میں مصروف ہو جاتے۔ اسی نشیب و فراز کا نتیجہ ہے کہ ان کی شاعری میں کہیں کہیں تضاد بھی نظر آتا ہے۔ وہ شاعر جو ایک مقام پر کہتا ہے۔ "زندگی تجھ سے بہت پیار کیا ہے میں نے" یا "ہر شر کے باوجود یہ دنیا حسین ہے" یہ بھی کہتے ہوئے سنائی دیتا ہے۔ "یہ زندگی تو کوئی بد دعا لگے ہے مجھے"

جاں نثار ایسے وقت میں چلے گئے جب ان کی زندگی کا ایک نیا سفر شروع ہو رہا تھا۔ کامیابی کا سفر۔ وہ اب ادبی افق پر بھی پوری آب و تاب سے ابھر رہے تھے اور فلم میں بھی ان کی مانگ اور مقبولیت بڑھ رہی تھی۔ تاہم نذر بتاں" "خاک دل" "پچھلے پہر" اور "گھر آنگن" کی صورت میں جاں نثار نے اردو کو جو کچھ دیا وہ انھیں زندہ جاوید رکھنے کے لئے کافی ہے اور پھر مضطر خیرآبادی کے گھرانے کی روایت کو جاری رکھنے کے لئے جاوید بھی تو ہے۔ جو خود بھی اپنے باپ کی طرح تپ تپ کر کندن بنا ہے۔

جاں نثار نہیں رہے۔ لیکن یقیناً ان کا خلوص، ان کا فن اور ان کی نیک طبعی دلوں اور ذہنوں میں یادوں کی شمعیں جلائے رکھے گی ؎

جملہ از دردِ فراقش در فغاں
ہم شہاں و ہم گہاں و ہم مہاں ●●

خیاج (صفحہ ۵ سے آگے)۔

ہونے کی ضرورت نہیں ہے اور ہماری کوشش رہے گی کہ ایسا اثر نہ ہونے پائے۔"

"مسلمانوں کی پستی کا ذمہ دار کیا اسلام نہیں ہے۔" میں نے یہ سوال کئی لوگوں سے پوچھا تھا پر سب کا جواب ایک ہی تھا۔ "خرابی اسلام میں نہیں بلکہ مسلمانوں میں ہے۔ انھوں نے اسلام کے اصولوں کو بھلا کر خود غرضی کو اپنا لیا ہے۔ اسی لئے ان کی یہ حالت ہوئی ہے۔ اسلام مذہب کامل ہے۔ قرآن شریف نے جو راہ دکھائی ہے اس پر اگر ہم چلتے رہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم پسماندہ بنے رہیں۔

ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے پیغام دیتے ہوئے شیخ بدر نے کہا کہ "سچا اسلام امن و محبت کا پیغام دیتا ہے۔ چنانچہ اگر ہندوستان کے مسلمان اسلام سے وفادار رہیں گے تو وہ اپنے ملک کے دوسرے لوگوں سے ضرور محبت کرنے لگیں گے اور اپنے کو دوسروں سے علٰحدہ سمجھنا چھوڑ دیں گے۔" انہوں نے کہا کہ "ہم عمانی لوگ کسی کے مذہب کا خیال کئے بغیر اس سے دوستی کرنا جانتے ہیں۔ اس لئے اسلامی اور غیر اسلامی ملکوں کے ساتھ ہم یکساں برتاؤ کرتے ہیں۔

(باقی آئندہ)

محمد مرسلین شیدا

۲۔ نوراللہ روڈ، مقابل، شاہی مسجد، اپر اسٹوری۔ الہ آباد — 211003

وطن کی شان و آبرو جہان میں بڑھائیں گے — مہ و نجوم بن کے ہم فلک پہ جگمگائیں گے
وطن کی خاک پا سے اک نیا چمن کھلائیں گے — بسانِ عندلیب ہم اسی میں چہچہائیں گے
وطن کے گیت گائیں گے وطن کے گیت گائیں گے

ہرے بھرے یہ پیارے پیارے کھیت لہلہائیں گے — جو جھوم جھوم اٹھیں گی ڈالیاں تو پھول مسکرائیں گے
سنے گا آفتاب اور تار سے گنگنائیں گے — غم و الم سے دور اک جہانِ نو بسائیں گے!
وطن کے گیت گائیں گے، وطن کے گیت گائیں گے

چہک رہی ہیں بلبلیں، مہک رہا ہے گلستاں — نہ خوف برق و باد ہے نہ فکر جورِ آسماں
چمن کی دیکھ بھال میں لگا ہوا ہے باغباں — ہے اس کا عزم ہم نیا چمن میں گل کھلائیں گے
وطن کے گیت گائیں گے، وطن کے گیت گائیں گے

کہیں یہ لالۂ و سمن، کہیں یہ سبزہ زار ہے — جدھر نظر گئی ادھر حکومتِ بہار ہے!
فضائے دہر کیف زا، نسیم خوش گوار ہے — چمن کی شاخ شاخ پر پرند چہچہائیں گے!
وطن کے گیت گائیں گے، وطن کے گیت گائیں گے

یہ ہولناک رات کی تباہ کن سیاہیاں — یہ چرخ بوس چوٹیاں، یہ تنگ و تار وادیاں
بہادروں کے رخ پہ بھی، اڑیں گی جب ہوائیاں — بڑھا کے لو چراغ کی قدم کو پھر بڑھائیں گے
وطن کے گیت گائیں گے، وطن کے گیت گائیں گے

تڑپ رہی ہوں بجلیاں گرج رہا ہو آسماں — بپھر کے موجیں اٹھ رہی ہوں، چل رہی ہوں آندھیاں
ہوا سے تار تار ہو کے اڑ رہے ہوں بادباں — جبیں پہ کیوں پڑے شکن، خوشی سے مسکرائیں گے
وطن کے گیت گائیں گے، وطن کے گیت گائیں گے

صفحہ ۸ سے آگے **قاضی نذرالاسلام**

ئی ہوئی دھنیں کیا بچہ اور کیا جوان سب ہی کے
ٹھوں پر مچلتی رہتی تھیں۔ اپنے گانوں میں موسیقیت
ایسا رنگ بھرتے تھے جو بے مثال ہوتا تھا۔
رالاسلام راگ راگنی و کلاسیکل موسیقی سے بھی
یب واقفیت رکھتے تھے۔ انھوں نے اس سنگیت
کو سادگی دی اور اس سادگی نے اس سنگیت
کو عام کیا۔

بنگالی زبان ایک
رم و نازک مزاج والی زبان ہے۔ نذرالاسلام نے
اپنے گیتوں میں اس زبان سے شعلے جگائے اور زبان
کو اپنی آتش بیانی سے مالامال کر دیا۔ نذرالاسلام
سے پہلے بنگالی ادب میں غزلوں کا رواج نہیں
تھا۔ انھوں نے اپنی ذاتی دلچسپی سے بنگالی
ادب میں غزلوں کو مروج کیا۔ جو آج ایک کارنامہ
کی حیثیت رکھتا ہے۔

نذرالاسلام ہی وہ منفرد شاعر ہیں جن کے لئے
حکومت مغربی بنگال اور حکومت مشرقی پاکستان
کی طرف سے وظیفہ مقرر ہوا تھا۔ ۱۹۴۲ء میں
نذرالاسلام پر سخت فالج کا حملہ ہوا جس سے
ان کی قوت گویائی میں نمایاں فرق ہو گیا تھا جو آخیر
وقت تک رہا۔

نذرالاسلام کی پر جوش نظم "چل چل چل" کو
جو انھوں نے ۱۹۳۰ء میں لکھی تھی اور جس کی دھن
بھی خود انھیں نے ترتیب دی تھی اور جسے انھوں
نے کرشنا نگر میں بنگال پروونشل کانگریس
کی میٹنگ میں پڑھا تھا، حکومت بنگلہ دیش
نے اپنا قومی مارچنگ نغمہ تسلیم کیا۔

نذرالاسلام کے بھگتی گیت عوام و خواص
میں بے حد مقبول ہیں۔ بھجن اور کیرتن کے میدان میں بھی نذرالاسلام
نے اپنا مقام بنایا ہے۔ ان کے بھجن کے چند مصرعے
ملاحظہ فرمایئے ؎

اے دل! آ! مسرت کی دنیا میں چلیں
مسرت کی دنیا میں چلیں
مسرت کی دنیا میں چلیں

وہ محبت کی دنیا ہے
وہاں نہ غم ہے نہ الم
وہاں برج کلبوم کا الغانی لڑکا خرلیاں آہے
اس کا نام شیام ہے۔
وہ بنسی بجاتا ہے
آؤ! مسرت کی دنیا میں چلیں
وہاں نہ موت ہے نہ خوف، نہ تخلیق نہ پاداش عمل
وہاں لازوال شباب ہے جسے کوئی خوف نہیں

۱۹۷۲ء میں قاضی نذرالاسلام بنگلہ دیش
میں منتقل ہوئے۔ جہاں انھیں سب سے بڑے
ادبی اعزاز "اکشتے پدک" سے نوازا گیا۔ ●●

● صفحہ ۸ سے آگے **بھاؤ صاحب کھانڈیکر**

انہوں نے ادب کو سماجی اصلاح کے لئے سب سے
بڑا آلہ کار سمجھا۔

کھانڈیکر نے سادگی سے معمور مقصدی زندگی
گزاری۔ مہاراشٹر کی گزشتہ پون صدی میں جس
ادبی شخصیت نے مہاراشٹر کے عوام سے سب سے
زیادہ عزت اور احترام کی دولت حاصل کی وہ کھانڈیکر
کی شخصیت ہے۔ ان کی تحریریں ہر عمر اور ہر طبقے
کے لوگوں میں مقبول ہیں۔ وہ لوگ بھی ان سے محبت
کرتے تھے جو نظریاتی اعتبار سے کھانڈیکر سے
اختلاف کرتے تھے۔ ایک عظیم فن کار ہونے کے
ساتھ ہی ساتھ اف ان دوست بھی تھے۔ جن کا دل
پسماندہ مظلوم طبقوں کے لئے تڑپتا تھا۔ ان کا عقیدہ
تھا کہ ادیب کو انسانیت کا خدمت گزار ہونا چاہئے۔
انسانی دل میں محسوسات اور اعلیٰ خیالات کو حاصل
کرنے کا ابدی جذبہ ہونا چاہیئے۔ وہ اسی جذباتی
تقدس سے اپنے فن کو سجاتے رہے۔ وہ اپنے
قارئین میں بھاؤ صاحب کے نام سے یاد کئے جاتے
تھے۔ ان کی اپنی زندگی آسمانی آفتوں اور جسمانی
تکالیف میں گزری، اپنی زندگی کا بیشتر حصہ انہوں
نے عسرت میں بسر کیا۔ مگر انھوں نے کبھی اُف
نہیں کیا وہ ہنستے کھیلتے برق حوادث سے گزر گئے،
اگرچہ وہ بصارت سے محروم ہو گئے تھے، لیکن قدرت
نے انھیں بصیرت سے نوازا تھا۔ مراٹھی زبان و ادب
کا یہ آفتاب زندگی کی ۷۸ بہاریں دیکھنے کے بعد ۲ ستمبر
۱۹۷۶ء کو میرج (مہاراشٹر) میں غروب ہو گیا اور
اپنے پیچھے کروڑوں سوگواروں کا ہجوم چھوڑ گیا۔ جو
انھیں مدتوں رویا کریں گے ؎

افسردگی میں ڈوب سی جاتی ہے کائنات
تاباں وہ حادثہ ہے کسی دیدہ ور کی موت

مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان ۹ اگست ۷۶ء
کو ناسک کے قریب واقع ناندور گاؤں میں ایک کسان
کو کھانے پینے کا لالے رہے ہیں اس گاؤں میں ۲۲۵
کھاتے دار ہیں۔
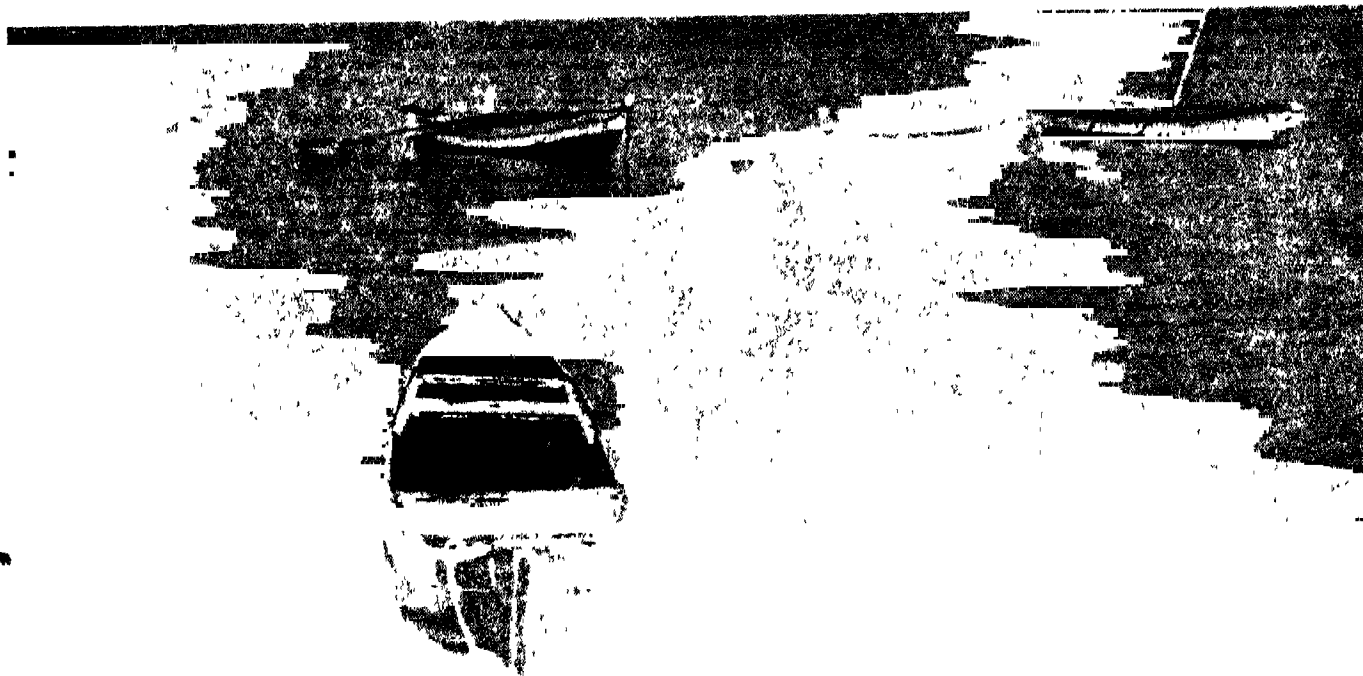
Regd. MH-BY-South-544

Licence No. 89

مینیجر گورنمنٹ آف مہاراشٹر نے گورنمنٹ سنٹرل پریس بمبئے میں چھپوا کر شائع کیا۔

قومی راج
یکم اکتوبر ۱۹۷۶ء
★ قیمت ۵۰ پیسے
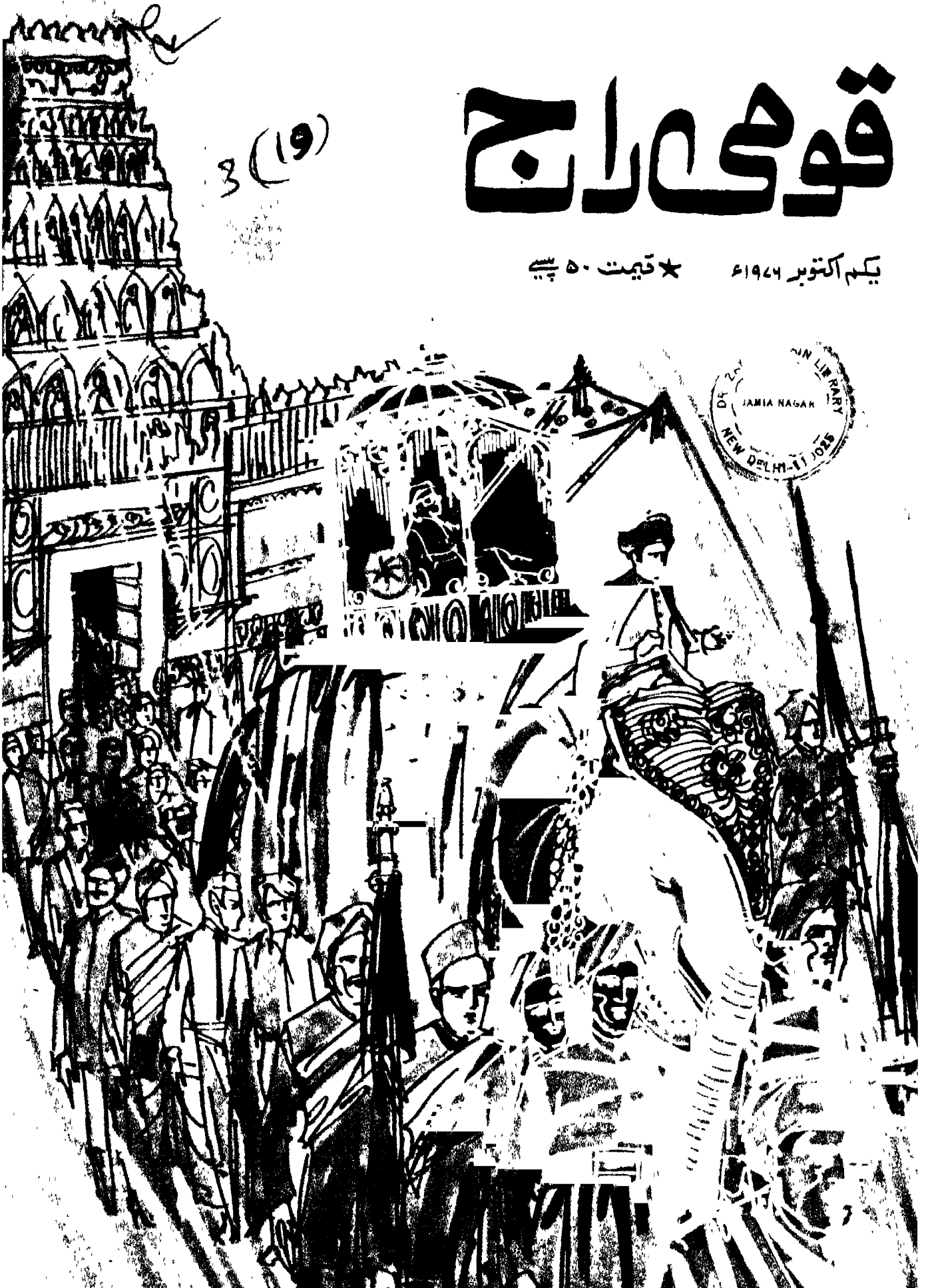
ہاتما گاندھی کی ۱۰۱ ویں جینتی کے موقع پر سیچیوالیہ میں ایک سادہ سی تقریب میں مہاتما گاندھی
و خراج عقیدت پیش کیا گیا۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں وزیر صنعت شری نریندر ترط کے
گاندھی جی کی تصویر کی گلپوشی کر رہے ہیں۔

قومی راج

جلد: ۳ ★ یکم اکتوبر ۱۹۷۶ء ★ شمارہ: ۱۹
قیمت فی پرچہ ۵۰ پیسے ★ سالانہ: ۱۰ روپئے

زیرنگرانی خواجہ عبدالغفور آئی اے ایس
ترسیل زر اور مراسلت کا پتہ: چیف ڈائرکٹر آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، حکومت مہاراشٹر، سچیوالیہ
بمبئی نمبر ۴۰۰۰۳۲

ترتیب

سخن ہائے گفتنی

ہر سال اکتوبر کے مہینے میں ہم عدم تشدد اور انسانی اخوت کے علمبردار مہاتما گاندھی کی یاد مناتے ہیں۔ امسال اس موقع پر جب ہم اپنے ارد گرد نظر ڈالتے ہیں تو خوشی محسوس ہوتی ہے کہ ہمارا ملک عالمی امن و امان کے لئے ٹھوس کوششیں کر رہا ہے۔ پاکستان اور چین کے ساتھ سفارتی تعلقات کا قیام اس سلسلے میں ایک نہایت اہم قدم ہے۔

حکومت مہاراشٹر اپنے عوام کی سماجی اور اقتصادی بہتری کے لئے مختلف اقدامات تو کر رہی ہے لیکن ملک میں سیر و سیاحت کے فروغ کے میدان میں بھی اس کی جد و جہد جاری ہے۔ اس ہفتہ اورنگ آباد میں سیاحتی اداروں کی عالمی کانفرنس اور سیمینار کا انعقاد اس جد و جہد کا ایک جزو ہے اور یقین ہے کہ اس کے نتیجہ میں مہاراشٹر میں سیاحت کو مزید فروغ حاصل ہوگا اور ملک کے لئے بیرونی زر مبادلہ کے حصول میں ہماری ریاست بھرپور حصہ لے گی۔

قارئین قومی راج عید الفطر اور دسہرہ کی دلی مبارکباد قبول فرمائیں!

خواجہ عبدالغفور

یہ وہ دن ہے جب کہ باپو آئے تھے اس دہر میں

از: ڈاکٹر رمضان محمدی، احسان، بار۔ایٹ۔لا۔

یہ وہ دن ہے جب کہ باپو آئے تھے اِس دہر میں — ایک شعلہ روشنی کا لائے تھے اس دہر میں
کرنیں ایسی نور کی برسائے تھے اِس دہر میں — مثلِ انجم ذرّوں کو چمکائے تھے اِس دہر میں

آج اُن کے نام کی واللہ جے جے کیجیے
بڑھ کے اُن کی یاد کو قلب و جگر میں لیجیے

اُس نے اِک ترکیب سے، اِک وعظ سے، اِک پند سے — کام میٹھا لے لیا تھا اس نے گویا قند سے
جاگ جاگے دیس کے، بھاگے فرنگی ہند سے — جاگ کر جب دیس والے نکلے قید و بند سے

آج اُن کے نام کی واللہ جے جے کیجیے
بڑھ کے اُن کی یاد کو قلب و جگر میں لیجیے

وہ اہنسا کا پجاری، وہ زمانے کا حبیب — باتیں تھیں اُس کی غریب، اُس کی نوا بھی تھی عجیب
اللہ اللہ چڑھ گیا وہ دیس کے خاطر صلیب — اِس اَدا سے کر گیا ہندوستاں کو بانصیب

آج اُن کے نام کی واللہ جے جے کیجیے
بڑھ کے اُن کی یاد کو قلب و جگر میں لیجیے

اُن کا اُٹھنا بیٹھنا، دِلکش تھا کتنا دِل رُبا — اُن کا کھانا، پینا، رہنا، کِس قدر سادہ رہا
ایک دھوتی، ایک کاٹھی کے سوا کچھ بھی نہ تھا — بھاگے گوروں کے رسالے دار جب اُس نے کیا

آج اُن کے نام کی واللہ جے جے کیجیے
بڑھ کے اُن کی یاد کو قلب و جگر میں لیجیے

جب جواہر لال نہرو آئے اُن کے سامنے — اُن کے چرنوں میں جگہ لی اور بالا ہو گئے
رہنمائی میں پھر اُن کی اِس قدر آگے بڑھے — خود بھی گاندھی جی کے مانند دہر کے رہبر بنے

آج اُن کے نام کی واللہ جے جے کیجیے
بڑھ کے اُن کی یاد کو قلب و جگر میں لیجیے

اندرا جی کو نہرو جی نے پھر لگایا راہ پر، — باپ کی بیٹی پہ پڑتی ہی رہی ایسی نظر
آج جِس نے کر دیا ہے دہر کو زیر و زبر — دیس کی دیوی نے دنیا کی ہے لی ایسی خبر

نام اِس دیوی کا تو اُن دیوتاؤں کے بھی ساتھ
ہے زمانے کو بتایا جس نے واللہ دو دو ہاتھ

ظلم کا دستور دُنیا میں جُدا گانہ سہی —
مختلف ہے سب اصولوں سے مگر میرا اصول
تیغ اٹھاؤ گے تو گونج اُٹھوں گا نغمے کی طرح
آگ میں مجھ کو جلاؤ گے تو بن جاؤں گا پھول
سُولیوں کی سیج پر کروٹ بدلتی زندگی
نام لے کر جب مِرا آواز دیتی ہے مجھے
سرفروشی چھیڑ دیتی ہے ترانہ شوق کا
مسکرا کر موت اپنا ساز دیتی ہے مجھے
جب کبھی اُٹھتی ہے دیوارِ ستم میرے لئے
روشنی بن کر اندھیرے میں بکھر جاتا ہوں
جب کوئی شمشیر آئینہ دکھاتی ہے مجھے
خون کے ایک ایک قطرے میں نظر آتا ہوں میں
شوق سے پھر آج دیواروں میں چنوا دو مجھے
چاہے پھر زندہ جلا دو چاہے کر دو سنگسار
چاہے پھر مجھ کو پلاؤ بھر کے پیالہ زہر کا
شوق سے جوشِ جنوں کا امتحاں لو بار بار
رائیگاں جاتا نہیں خونِ شہیدانِ وطن،
رنگ گلزاروں میں بھر لائے گی زخموں کی بہار
پھر کوئی پیغامِ حق بن کر جنم لے گا اگر
احتراماً لاکھ زندانوں کے جھک جائیں گے سر
جس کے آگے قتل گاہوں کی جبیں سجدہ کرے
میں وہ عزمِ سرفروشی کا حسیں انداز ہوں،
ظلم تو کیا موت بھی جس کو مٹا سکتی نہیں،
میں شہیدوں کے لہو کی وہ امر آواز ہوں

پریم وار برٹنی

گاندھی جی

نے کیا سوچا تھا؟

موہن داس کرم چند گاندھی ایک باعمل مفکر تھے۔ ان کی تحریروں کے ساتھ ساتھ ان کا عمل اور رہن سہن بھی ان کے خیالات کے سمجھنے میں ہماری مدد کرتا ہے۔ وہ اکثر ایک سنسکرت مقولہ دہرایا کرتے تھے۔ "ستیت نستی پرو دھرم" یعنی سچائی سے بڑھ کر کوئی دھرم نہیں ہے۔ اپنی عمر کے ابتدائی دور ہی سے وہ سچائی اور حق پرستی کو انسانیت کا سب سے بڑا آدرش سمجھتے آئے تھے اور آگے چل کر حق ہی کو انھوں نے خدا سمجھ لیا تھا۔ لیکن گاندھی جی کا یہ تصور حق نرا تجریدی (abstract) نہ تھا، وہ اِسے روزمرہ کی زندگی میں برتتے رہتے تھے اور اپنے ہر عمل کو تلاشِ حق کا وسیلہ سمجھتے تھے۔ عام انسانوں کی مصیبتوں اور تکلیفوں کو وہ دنیا کی سب سے بڑی سچائی تسلیم کرتے تھے اور ان کا حل تلاش کرنا ان کے نزدیک ہر طالب حق کا فرض تھا۔ ان کے خیال میں "ہندوستان ہندوستانیوں کا ہے"۔ یہ تصور حق پر مبنی تھا اور انگریزوں کی حکومت ناحق پر۔ اِسی لئے ہندوستانیوں کو غلامی کی زنجیروں سے آزاد کرانا وہ اپنا فرض سمجھتے تھے۔ اِسی طرح عورتوں کو مردوں کے برابر حقوق دلانا ان کے لئے حق کی تلاش ہی کا ایک راستہ تھا۔

دراصل گاندھی جی ساری اجتماعی زندگی کو تلاشِ حق کا میدان بنانا چاہتے تھے اور اپنے ساتھ دوسروں کو بھی راہِ حقیقت اور راہِ نجات دکھانا چاہتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے تعمیری کام کرنے والے افراد کی متعدد انجمنوں کے ذریعے ایک ایسے مثالی سماج کی داغ بیل ڈالنے کی کوشش کی جو حق یعنی ستیہ کے اصولوں پر مبنی ہو، مقابلے کی جگہ تعاون کو اپنائے اور تشدد واستحصال سے پاک ہو۔ اس سماج میں ناحق (injustice) سے لڑنے کے لئے انھوں نے ستیہ گرہ کا ہتھیار پیش کیا تھا۔ گویا گاندھی جی کے نزدیک ستیہ یا حق سے مراد JUSTICE تھا۔ جسے وہ زندگی کے ہر شعبے میں رائج کرنا چاہتے تھے۔ خاص طور سے ہندوستانی سماج اور زندگی میں جہاں دورخاپن (double standard) ایک ملک گیر خصوصیت ہے اور ہر قسم کی بے انصافیوں کو دین ودھرم، تہذیب ومعاشرت اور

یونس اگاسکر

یاست دحکمت کے نام پر جائز سمجھا جاتا
ہے۔[1]

اجتماعی زندگی کو تلاشِ حق کا میدان بنانا
زادی ارتقا کے پردے میں ساری انسانیت
ہم جہتی وکاس کرنا گاندھی جی کا نصب العین
ما اور اس مقصد کے حصول کے لئے ان کے نزدیک
ت اور عدم تشدد کا راستہ ناگزیر تھا کیوں
ان کے اپنے الفاظ میں "محبت بے حق کے
ھی ہے اور حق بے محبت کے کھوکھلا۔" اس
ظ سے گاندھی جی جس سماجی آئیڈیل کو اپنا
مح نظر بنائے ہوئے تھے وہ دراصل عدل یا
(Justice) تھا جس کا نام انھوں نے حق
ھا تھا۔ ستیہ کو مرکزہ (nucleus) مان
ر گاندھی جی نے جس معاشرے کے خدوخال
ارے سامنے پیش کئے ہیں، اس معاشرے
ں مساوات، حریت، عدم ملکیت، روزی کے
لئے محنت، دولت و صنعت کا عدم ارتکاز
رستیہ گرہ جیسی خصوصیتیں قابلِ ذکر ہیں۔

گاندھی جی کے نزدیک ستیہ اور اہنسا
چولی دامن کا ساتھ ہے اور ستیہ پر مبنی سماج
ہنسا کے سہارے ہی قائم رہ سکتا ہے۔ اہنسا
ے مفہوم کو گاندھی جی نے اپنی تحریروں میں اس
رح برتا ہے کہ اس کے متعدد گوشے منور ہو گئے
یں۔ مثلاً اہنسا میں محبت و اخوت کے ساتھ
یری، وفاداری، حق پرستی اور روزی کے لئے
نت (bread - labour) کا اصول
ی شامل ہے۔ ان کے نزدیک جسمانی محنت
ے بغیر روزی حاصل کرنا ہنسا کی زندگی گزارنے

کے برابر ہے۔ چنانچہ اپنے مثالی سماج میں جسے
وہ رام راج کے دلکش نام سے پکارتے ہیں
ڈاکٹروں، وکیلوں، مدرسوں اور تاجروں کو
مہتروں اور خاکروبوں کے برابر معاوضہ دینا
چاہیئے ہیں تاکہ معاشرے سے اونچ نیچ
کا فرق مٹ جائے اور ایک غیر طبقہ داری
سماج (classless society) وجود میں
آسکے جس میں تشدد اور تصادم
(conflict) راہ نہ پا سکے۔[2]

گاندھی جی کا عقیدہ تھا کہ روزی کے
لئے محنت (bread - labour) کا
نظریہ سماج میں ایک خاموش انقلاب لے
آئے گا اور انسان کی فتح عظیم اسی میں مضمر
ہے کہ وہ تنازعہ للبقا کی جگہ خدمت باہمی
کو رواج دے۔ اس طرح سماجی و معاشی
نابرابری کا خاتمہ ہو کر ستیہ گرہ اور تعمیری
پروگرام کی منزلیں آسان ہو جائیں گی۔ جب ہر
کوئی شخص محنت کے بغیر روزی نہیں پائے
گا اور پیشے کے اعتبار سے اونچ نیچ نہیں ہوگی
تو سماجی مساوات خود بخود پیدا ہو جائے گی۔

گاندھی جی نے اپنی آئیڈیل سوسائٹی
یا رام راج میں عدم ملکیت کو ضروری قرار دیا
ہے۔ عدم ملکیت یا اپری گرہ کا تصور ویدانتی
فلسفے میں بھی پایا جاتا ہے لیکن گاندھی جی کے
خیالات پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ نجی ملکیت
(private property) کو وہ دور اول
کے عیسائی راہبوں کی طرح "چوری" اور گناہ
سمجھتے ہیں۔ لیکن وہ اس امکان کو تسلیم کرتے

ہیں کہ ارتقا پذیر مثالی سماج میں کسی ایک فرد کے
پاس اس کی ضرورت سے زیادہ املاک جمع ہو
جائیں۔ اس کو قابلِ قبول بنانے کے لئے "امانت"
(trusteeship) کا نظریہ پیش کرتے
ہیں۔ دولت مند فرد اپنے پاس ضرورت سے
زیادہ املاک کو امین (TRUSTEE) بن کر
دوسرے کے فائدے کے لئے محفوظ رکھے گا یا
استعمال کرے گا۔ اور اس کی موت کے بعد
وہ جائداد قومی ملکیت سمجھی جائے گی۔ لیکن یہ
سلسلہ اسی وقت تک باقی رہے گا جب تک
کہ مکمل مثالی سماج تشکیل نہ پا جائے۔ رام
راج کی تکمیل کے بعد "امانت" کی کوئی گنجائش
باقی نہ رہے گی۔
گاندھی جی اس حقیقت کو بہت اچھی
طرح جانتے تھے کہ ان کا رام راج کا خواب
کسی ایسے آنے والے زمانے میں جس کی مدت
کا تصور کیا جا سکے ہاشر مندۂ تعبیر نہیں ہو
سکتا۔ اس لئے انھوں نے عبوری دور کے
طور پر ہندوستان کے لئے ایک ایسی غیر مذہبی
جمہوری ریاست کا نقشہ سوچا تھا جو ایک حد
تک اہنسا کی پابند ہو اور جس میں عدم ملکیت
کے بجائے امانت کا طریقہ رائج ہو۔ اس مجوزہ
سماج کو انھوں نے "سوراج" یا "دوم درجے
کا مثالی سماج" کے ناموں سے یاد کیا ہے۔
یہ نظام ایک قسم کا سمجھوتہ تھا کیوں کہ اس میں
جزوی طور پر تشدد اور ناحق کا وجود ناگزیر ہے۔
گاندھی جی کے نزدیک ایک فطری دیہی سماج
جو جبری محنت، دستی صنعت اور مبادلۂ اشیا
(barter) کے طریقے کو اپنائے اول درجے

1. 'Gandhiji's idea of Satya extends to the whole field of human activity and human relationship including politics and international relations. He always abhorred double standard.
R. R. Diwakar : Gandhiji's Basic Ideas and Some Modern Problems (P. 47)

2. Mathur J. S. : The Gandhian Approach to a Classless Society.

ندا فاضلی

دل تھا حساس بہت زیر و زبر سے گذرا
جو بھی طوفان اٹھا پہلے مرے گھر سے گذرا

کسی دیوار سے ٹکرایا نہ در سے گذرا
وقت حیرت ہے! خدا جانے کدھر سے گذرا

اِتنا چھوٹا تو کبھی شہر نہیں تھا پہلے
تیرے رستے ہی سے گذرا میں جدھر سے گذرا

انقلابوں کا کوئی دِن ہے نہ تاریخ مگر
جب بھی پانی کسی سیلاب کا سر سے گذرا

زندگی جلتی ہوئی آنکھوں کا رنگین فریب
جو بھی گذرا وہ سرابوں کے سفر سے گذرا

مومن خان شوقی (بی کام)، ۲۱۴۔ سی، ملے پلی۔ حیدرآباد

اُسے یادوں کے زینے سے اگر دیکھو
وفا پیکر لگے
تمنا کا صنوبر، چاندنی کا عکس
احساس نظر کا آئینہ خانہ
وہ مرکر بھی امر ہے:
کبھی آنسو گرے، وہ یاد آئے
کبھی چاقو چلے سینہ سپر ہو
وطن کی آبرو مندی کی خاطر
مصائب جھیل کر اہلِ وطن کو
چلن جینے کا کچھ ایسے سکھایا
مرا ہندوستاں خلدِ بریں ہے
یہ سب باپو کی محنت کا ثمر ہے
نیا بھارت تمنا کا نگر ہے۔

از: خالد انصاری

خاندانی منصوبہ بندی یا لازمی نس بندی کسی شہری کو اولاد کے حق سے محروم نہیں کرتی۔ صرف اپنے کنبے کو محدود رکھنے پر مجبور کرتی ہے۔ اسے زیادتی قرار دینے والے شعور اور تخیل و دانش کے ساتھ زیادتی کر رہے ہیں۔

جس زمانہ میں بوڑھے خوش ہو کے بیاہتا وڑوں کو یہ دعا دیتے کہ "تمہارا گھر آنگن بھرا رہے"۔ اس دور میں واقعی لوگ اتنے کم اور گھر آنگن اتنے لمبے چوڑے ہوتے تھے کہ جب ایک آدھ درجن بچے ناچتے کودتے نظر آتے تھے اس وقت تک یہ پرانے گھر آنگن ویرانے لگتے تھے۔

بزرگوں کی دعاؤں نے کچھ ایسا اثر دکھایا کہ سارے گھر آنگن بھر کے اُبل گئے اور سکڑ سکڑ کر اتنے تنگ ہو گئے کہ سانس لینا تک دُشوار ہو گیا۔ آبادی بڑھتی گئی۔ لوگ بڑھے، زمین بٹنے لگی، اناج کم ہوا، مہنگائی بڑھی اور رفتہ رفتہ یہ عالم ہو گیا کہ اچھا کھانا، اچھا پہننا اور سلیقے سے رہنا جو زندگی کی بنیادی ضروریات میں شامل تھا آج آدمی کے لئے محض خواب بن کے رہ گیا ہے۔ وہ بھی ایسا خواب جسے دیکھتے دیکھتے زندگی پوری ہو جاتی ہے، لیکن خواب کبھی پورا نہیں ہوتا۔

گھر آنگن کی جگہ تنگ و تاریک چالوں اور کھولیوں نے لے لی۔ ایک ایک کمرے میں ہوا اور دھوپ تک کے لئے ترستے ہوئے درجنوں لوگ زندگی گذار نہیں رہے ہیں، محض گھسیٹ رہے ہیں۔ اور وہ بھی صرف اس لئے کہ جب پیدا ہو ہی گئے ہیں تو بہر حال جینا پڑے گا۔

گھر آنگن بھلے ہی ماضی کی یاد بن گئے ہوں لیکن آج کچھ لوگ ایسے ہیں جو نہ جانے کیوں جی جان کی بازی لگا کے پرانی روایات کو زندہ رکھنے کی خاطر گھر آنگن کی جگہ ایسے تنگ و تاریک کمروں کو قبر کا نمونہ بنانے پر تُلے ہوئے ہیں بلکہ بزرگوں کی خواہش جو دعا لگتی تھی۔ آج وہی انسانیت کے لئے بددعا بن کے رہ گئی ہے۔

ننھے منے، پھولوں جیسے تر و تازہ صحتمند بچے کیسے بُرے لگتے ہیں۔ لیکن جب خود ماں باپ اچھی صحت کے لئے ترستے ہوں تو بچے کیا خاک صحتمند ہوں گے۔ ان بدنصیب پھولوں پہ جو بے چارے کھلنے سے پہلے ہی مرجھا جاتے ہیں کس کو خوشی ہوگی۔

کون سے پتھر دل ماں باپ ایسے ہوں گے جو اپنے کمزور اور بیمار بچوں کو بھوک سے بلکتا اور دواؤں کے لئے ترستا دیکھ کے چین کی نیند سو سکیں۔

وہ ماں باپ جو بے چارے خود زندگی بھر چھوٹی چھوٹی خوشیوں کے لئے ترستے رہے ہوں کیا اپنے بچوں کے لئے اچھی خوراک اچھی تعلیم اور اچھی زندگی مہیا کر سکیں گے؟ گھر آنگن بھرنے کی اندھا دھند دوڑ میں کیا انھوں نے کبھی سوچا کہ کل کیا ہوگا؟ کاش یہ احساس ۲۵۔۳۰ سال پہلے اسی شدت سے جاگا ہوتا تو کم از کم زندگی آج کی نسل کے لئے اس قدر کربناک بوجھ نہ ہوتی۔

کیا ہم اب بھی وقت کی اس پکار کو نظر انداز کر سکتے ہیں؟ اس بات کا تصور ہی اتنا بھیانک ہے کہ رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

مشکل سے ۳۰ سال گذرے ہوں گے جب ہم نے آزادی حاصل کی تھی۔ اس وقت

ملک کی آبادی "تقریباً ۳۶" کروڑ تھی۔ لیکن "گھر آنگن" بھرنے والوں نے دیکھتے دیکھتے اسے لگ بھگ دوگنا بڑھا دیا اور آج ملک کے سامنے ۶۱ کروڑ انسانوں کی زندگیوں کا مسئلہ کسی زہریلے ناگ کی طرح پھن کھولے کھڑا ہے۔ اگر اضافہ کی یہی رفتار رہی تو اندیشہ ہے کہ صرف ۱۴ سال بعد ۲۰۰۰ء میں آبادی ایک ارب سے زیادہ ہو جائے گی۔ ہر دن پھیلتی ہوئی آبادی کے ناگ نے ہماری ترقی اور خوشحالی کے ہر منصوبے کو اس بے رحمی سے ڈسا ہے کہ کبھی کبھی تو یہ مایوسی بھرا سوال ذہن میں ابھرتا ہے کہ "کیا ہم کبھی واقعی خوشحال ہو سکیں گے؟"

آزادی حاصل کرنے کے بعد ہم نے اپنے سنہرے مستقبل کے بارے میں کیا کیا سوچا تھا۔ کیسے کیسے منصوبے بنائے تھے، اور ان پر عمل کرنے کے لئے کیا کچھ نہیں کیا گیا۔

ملک کو خود مکتفی بنانے کا جذبہ کس قدر اٹل تھا ہمارے دل میں۔ جذبہ تو آج بھی ہمارے دل میں رہی ہے۔ لیکن اس ناگ کی مسموم پھنکار سے جھلس کے اس جذبے کو کتنی بار سسکنا پڑتا ہے یہ ہم ہی جانتے ہیں۔

وہ قوم جو آزادی کے باوجود صحت مند یا خوشحال نہ ہو دوسروں کی محتاج ہونے کی لعنت سے ہمیشہ کے لئے چھٹکارہ پائے بھی تو کیسے؟

باہر کی ترقی یافتہ دنیا کے کچھ مطلب پرست اور خود غرض ملک اگر ہمیں اشرف المخلوقات کی بجائے حشرات الارض کی حیثیت سے حقارت سے دیکھنے لگیں تو کیا ہمارے دلوں میں غم و غصہ کا لاوا نہیں ابل پڑے گا۔ لیکن کیا ہم غم و غصے میں تڑپنے کے سوا کچھ نہیں کر سکتے؟ کیا یہی اُن کی حقارت کا جواب یا ہماری بے بسی کا علاج ہے؟ قطعی نہیں۔

اگر ہم گھر آنگن کے جھوٹے خواب سے دامن چھڑا کے آنے والے کل کی حقیقت کے بارے میں سوچیں تو کم سے کم نئی نسل سر جھکانے کی بجائے دنیا کے سامنے فخر سے سر بلند کرنے کے قابل ہو سکے گی۔

زندگی کے کسی بھی شعبے میں کوئی بھی قدم اگر بغیر سوچے سمجھے اٹھایا جائے تو وہ منزل کے لئے ترستا رہ جاتا ہے۔ اس کے برخلاف ذرا سی دور اندیشی اور ایک چھوٹا سا سوچا سمجھا منصوبہ اس قدم کو کامیابی سے ہمکنار کر سکتا ہے۔

کیا ہم خود کو یا اپنے خاندان کو اس دور اندیشی یا منصوبہ بندی کی چھوٹی سی زحمت اٹھائے بغیر کامیابی اور خوشحالی سے محروم کرنے کی غلطی دہراتے رہیں گے؟

اِن حالات میں اگر میں یہ کہوں کہ جان بوجھ کے اس غلطی کو دہرانے والا نہ صرف اپنے ملک اور قوم بلکہ خود اپنے آپ سے اور اپنے خاندان سے دشمنی کرتا ہے تو بے جا نہ ہوگا۔

کوئی چاہے پرانی روایات سے چپٹے رہنے کی خاطر یا کاہلی اور ناعاقبت اندیشی کی بناء پر یہ غلطی کرتا ہو وہ بہرحال انسانیت پر ایک اور کچوکا لگاتا ہے۔

مسکراہٹوں کے لئے ترسے ہوئے اس گھٹن بھرے ماحول میں ایک اور روتی بلکتی زندگی کو جھونک دینا کہاں کی دانشمندی ہے؟

مانا کہ غریبی سے لڑنے والے ہمارے اس ملک میں ایک چھوٹا سا محدود طبقہ اتنا آسودہ بھی ہے کہ وہ بڑے خاندان کی کفالت کر سکتا ہے اور کبھی کبھی بچوں کو زندگی کی ساری آسائشیں دے سکتا ہے۔ لیکن اس چھوٹے سے امیر طبقے کو بھی ملک اور قوم کی بہتری اور دوسروں کی بھلائی کی خاطر آبادی کو روکنا ہے۔

ویسے یہ حقیقت بھی ہے کہ جہاں پیسہ ہے، خوشحالی ہے وہاں تعلیم بھی ہے۔ یہ آسودہ لوگ اچھے زندگی کے ذرائع رکھتے ہوئے بھی خاندانی منصوبہ بندی کی اہمیت اور افادیت کو سمجھتے ہیں اور زیادہ تر اس پر عمل بھی کرتے ہیں۔ لیکن اوسط یا غریب طبقات جن پہ ساری پریشانیوں اور دکھوں کا بوجھ ہے ان ضروریات سے اپنی آنکھیں پھیرے ہوئے ہیں جیسے یہ اُن کا نہیں کسی اور کا مسئلہ ہے۔ ان ہی گھروں میں جہاں غربت اور پریشانیاں پہلے ہی سے ڈیرہ ڈالے ہوئے ہیں، آبادی بلکہ یوں کہئے کہ بدقسمتی پھیلتی جا رہی ہے۔

قوم کو غربت افلاس، جہالت اور بیماریوں سے نجات دلانے اور خاندانی منصوبہ بندی کے ذریعہ آبادی پر کنٹرول کر کے خوشحالی کو گھر گھر پہنچانے کا فیصلہ تو برسوں پہلے کیا گیا تھا۔ لوگوں کو اس ضرورت کا احساس دلانے اور خاندانی منصوبہ بندی کی افادیت کو سمجھانے کے لئے حکومت نے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ اِتنے بڑے اور وسیع پیمانے پر پبلسٹی کی گئی کہ کوئی فرد وقت کی اس پکار یا انسانیت کے اِس پیغام سے ناواقف نہ رہے۔ "فیملی پلاننگ" کی کامیابی اور اُس پر عمل کرنے والوں کو اخراجات کے بوجھ سے بچانے کے لئے مفت سہولتیں دی گئیں تجربے ضرور ہوئے۔ روپیہ خرچ کیا گیا لیکن نتائج پھر بھی مایوس کن رہے۔ لوگوں نے کل کے بارے میں سوچنے کی زحمت نہیں اٹھائی۔ خود اپنی اور اپنے خاندان کی خوشحالی کے منصوبوں سے منہ پھیر لیا۔ لیکن اب صورت حال اتنی دھماکو ہو گئی ہے کہ کچھنے سمجھانے کی ناکام کوششوں میں مزید وقت ضائع کرنا تباہی کو دعوت دینا ہے۔ کئی ریاستی حکومتوں نے جن میں مہاراشٹر پیش پیش ہے اس تباہی کو روکنے کا بیڑا اٹھایا ہے۔ ریاستی اسمبلی نے

لازمی نس بندی کا مسودہ قانون پاس کر کے سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کر دیا ہے۔

اس مجوزہ قانون پر چاہے کسی بھی قسم کی بحث ہو یا کوئی اسے کسی بھی رنگ میں دیکھے لیکن یہ حقیقت ہے کہ آبادی کی قطعی حد مقرر کرنے کا اس سے تیز اور یقینی راستہ کوئی اور نہیں رہ گیا ہے۔ لازمی نس بندی کی تجویز چونکہ اچانک سامنے آئی، اس لئے لوگوں میں اس کی صحیح نوعیت واضح نہیں ہے اور کئی غلط فہمیاں بعض لوگوں کے ذہن میں ہیں جنھیں دور کرنا ضروری ہے۔

بہت سے لوگ نس بندی کو کوئی بڑا آپریشن سمجھ کے اس سے خوفزدہ ہیں۔ ان کی مخالفت کا جواز چاہے کوئی ہو لیکن پس پردہ یہی خوف کارفرما ہے۔

حالاں کہ نس بندی اتنا معمولی سا عمل ہے کہ اسے صرف ٹیکنیکل اصطلاح میں آپریشن کہا جا سکتا ہے۔ ورنہ نس بندی کے چند ہی منٹوں میں چلنے پھرنے اور بلا روک ٹوک سب کچھ کرنے کی پوری اجازت ہے۔

کچھ لوگوں کو یہ ڈر بھی ہے کہ شاید نس بندی کے نتیجے میں وہ جنسی طور پر کمزور یا اس قوت سے محروم ہو جائیں گے۔ حالاں کہ اس شبہ کی نہ کوئی بنیاد ہے نہ اس میں کوئی سچائی ہے۔

سب سے بڑی اور بے بنیاد غلط فہمی جو بہت سے لوگوں کو ہے وہ یہ کہ ایک بار نس بندی کرا لینے کے بعد آدمی ہمیشہ کے لئے باپ بننے کی فطری صلاحیتوں سے محروم ہو جاتا ہے۔ انہیں یہ خیال ستاتا رہتا ہے کہ اگر خدا نخواستہ کسی حادثے یا بیماری میں وہ بچوں کو کھو بیٹھے تو پھر سے اولاد کے حق سے بھی محروم ہو جائیں گے۔

"حالانکہ یہ بھی سراسر غلط ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک بہت ہی باریک رگ کو بغیر کسی تکلیف کے اس طرح منقطع کیا جاتا ہے کہ اسے کسی بھی وقت آسانی سے جوڑا جا سکے..... نس بندی کے بعد اگر خدا نخواستہ کسی کو اولاد سے محروم ہونے کا المیہ پیش آئے تو وہ اس معمولی سے عمل کے بعد پھر باپ بن سکتا ہے۔"

یوں تو ساری دنیا میں عورتوں کی مساوات اور ان کی سماجی اہمیت کو تسلیم کرنے کا جذبہ بیدار ہو گیا ہے۔ لیکن آج بھی "خاندان کا نام" زندہ رکھنے کے لئے بیٹے کی خواہش ہندوستانی سماج میں وہی اہمیت رکھتی ہے جو پہلے تھی۔ لیکن اتفاق یا قدرت کی ستم ظریفی سے وہی لوگ کئی کئی بیٹیوں کے باپ بن جاتے ہیں۔ جنھیں بیٹے کی تمنا ہوتی ہے۔ جدید میڈیکل سائنس نے بیٹا ہوگا یا بیٹی؟ سسپنس کو بھی بڑی حد تک ختم کر دیا ہے۔ اب پیدائش سے پہلے ۸۰ فیصد یقین کے ساتھ بتایا جا سکتا ہے کہ آنے والا مہمان بیٹا ہوگا یا بیٹی؟ اس لئے محض اس خواہش میں بچوں کی تعداد بڑھاتے رہنے کی بھی کوئی ضرورت نہیں رہی۔

خاندانی منصوبہ یا اس سلسلے میں لازمی نس بندی بظاہر سخت قدم بھلے ہی لگتا ہو لیکن یہ ذرا سی سختی ہر خاندان ہر شہر اور ساری قوم کے لئے ترقی اور خوش حالی کا پیغام لائے گی۔

ایک اندازے کے مطابق اس قانون پر عمل درآمد کے صرف پانچ سال میں ہر شخص کو بہتری اور خوش حالی کا احساس ہونے لگے گا۔ یہی کیا کم ہے۔ ترقی کے منصوبے تیار ہوتے ہیں۔ ان کو عملی جامہ پہنایا جاتا ہے۔ لیکن اس سے پہلے کہ کوئی فائدہ اٹھا سکے اس ترقی میں حصہ بٹانے کے لئے نئے مہمانوں کی اتنی زبردست فوج آ دھمکتی ہے کہ لوگوں میں ترقی کا احساس ہی باقی نہیں رہ جاتا۔

خاندانی منصوبہ بندی یا لازمی نس بندی کسی شہری کو اولاد کے حق سے محروم نہیں کرتی۔ صرف اپنے کنبے کو محدود رکھنے پر مجبور کرتی ہے۔ اسے زیادتی قرار دینے والے شعور اور عقل و دانش کے ساتھ زیادتی کر رہے ہیں۔

آنے والے کل کی بہتری کے لئے اس دور اندیشی کو غیر مذہبی سمجھنے یا سمجھانے والوں سے صرف اتنا عرض کرتے ہوئے کہ اسلام ایک ایسا مکمل مذہب ہے جس نے وقت کے کسی بھی ایسے تقاضے سے جس میں انسانیت کی بہتری اور خوش حالی پوشیدہ ہو کبھی انحراف نہیں کیا۔ انھیں صرف یہ فرمان یاد دلانا چاہوں گا کہ

"پہلے اونٹ کو باندھو پھر خدا کے سپرد کرو۔"

قلمی معاونین سے

گذارش ہے کہ اپنی تخلیقات کے خاتمے پر اپنا مکمل پتہ پن کوڈ نمبر کے ساتھ ضرور تحریر فرمائیں۔

قلمی نام کے ساتھ اصل نام بھی درج فرمائیں۔ نا طلبیدہ مضامین کی ایک نقل اپنے پاس ضرور رکھیں۔

چلڈرنس ایڈ سوسائٹی

بے یار و مددگار بچوں کی سرپرست

از:۔ آر۔ جے۔ مائیدو

'چلڈرنس ایڈ سوسائٹی'، ممبئی، گزشتہ ۰۵ سال سے عظیم انسانی خدمت انجام دے رہی ہے۔ اس کی خدمات سے ہزاروں کم نصیب اور محتاج بچوں کو راحت ملی۔ انھیں اچھے ماحول میں تعلیم اور پیشہ ورانہ تربیت دی گئی تاکہ ان کی آئندہ زندگی خوش گوار ہو۔

اس مضمون میں سوسائٹی کی مختلف سرگرمیوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

آٹھ سال کے ایک کم نصیب بچے اشوک کو بمبئی پولیس نے چلڈرن ایکٹ کے تحت شہر بمبئی کی سڑکوں پر آوارہ پھرنے اور بھیک مانگنے پر پکڑا۔ مجسٹریٹ نے حکم صادر کیا کہ اسے اچھی دیکھ بھال میں رکھا جائے تاآں کہ اس کے ماں باپ کا پتہ چل جائے اور اسے اُن کے حوالے کردیا جائے۔ نو سالہ گزبجن کو شہر بمبئی کے بارے میں اپنے کچھ دوستوں کی زبانی دلکش قصے سن سن کر بمبئی اس قدر بھاگئی کہ وہ امرتسر سے بھاگ کھڑا ہوا اور تن تنہا بمبئی پہنچ گیا۔ پولیس نے اسے بھی پکڑ لیا اور مجسٹریٹ نے اس کے لئے بھی یہی حکم جاری کیا کہ اسے آرام سے رکھا جائے اور ماں باپ کے پاس پہنچا دیا جائے۔ بمبئی کی ایک جھونپڑپٹی میں پانچ سال کی عمر کا ایک بچہ 'کشن' جس کی ماں نہیں ہے شرابی اور سنگدل اپنے باپ (سکھارام) سے عاجز رہتا، جو اس کو بری طرح مارتا پیٹتا اور گھر سے نکال دیتا تھا۔ یہ بچہ اپنے باپ کے پاس رہنا نہیں چاہتا تھا لہٰذا اسے بچوں کی دیکھ بھال کے ادارے میں بھیج دیا گیا۔ گیارہ سالہ حسن ذہنی طور سے مفلوج بچہ ہے۔ یہ اپنے غریب والدین کے لئے ایک بار بن گیا جو چاہتے تھے کہ اُن کے بچے گھر کے لئے کچھ نہ کچھ کما سکیں۔ حسن کچھ نہ کما سکتا تھا اس لئے سب ہی اسے بری نظر سے دیکھتے تھے۔ اس کے ماں باپ نے عدالت سے درخواست کی کہ اسے دماغی طور سے معذور بچوں کے گھر میں داخل کردیا جائے۔

اشوک، گزبجن، کشن اور حسن کی یہ کہانی ہمارے سماج میں عام بات ہے۔ یہ غریب اور بے سہارا بچے اپنی زندگی کے اہم ترین دور میں ماں باپ کی شفقت اور سرپرستی سے محروم ہوگئے۔ اُن کی اچھی پرورش ہو، انھیں ایسے رضاعی ماں باپ کی سرپرستی مل جائے جو انھیں اپنی اولاد ہی کی طرح پالیں۔ یہی اس مسئلے کا بہترین حل ہے، گو مشکل ضرور ہے۔

...کلیان نگری، ماخورد میں تعمیر شدہ ایک عمارت

دماغی طور سے معذور بچے کو کھانا کھلایا جا رہا ہے۔

رضاعی ماں باپ بڑی تعداد میں نہیں مل سکتے۔ چلڈرنس ایڈ سوسائٹی بمبئی جیسی خدا ترس جماعتیں ان کم نصیب، لاوارث اور خاطی بچوں کی سرپرستی اور پرورش کر کے یقیناً بڑا نیک اور اعلیٰ کام انجام دے رہی ہیں۔

سوسائٹی کی سرگرمیاں

چلڈرنس ایڈ سوسائٹی، بمبئی، سوسائٹی رجسٹریشن ایکٹ اور بمبئی پبلک ٹرسٹ ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ جماعت ہے۔ یہ ۱۹۲۷ء میں قائم کی گئی تھی اور یہ اس کا پچاس واں یعنی گولڈن جوبلی سال ہے۔ مانخورد شمالی بمبئی میں یہ ادارہ ۲۸ ہیکٹر پلاٹ پر واقع ہے۔ مانخورد حلقہ میں حسب ذیل پانچ رہائشی ادارے ہیں: ایڈیشنل ریمانڈ ہوم (۱۵۰ بچے) نیو ریمانڈ ہوم (۱۹۰ بچے)، چیمبور چلڈرنس ہوم (۳۰۰ بچے)، دماغی طور سے معذور بچوں کا گھر (۲۰۰ بچے) اور اسکیم برائے بہبودی محتاج اطفال (۳۴۰ بچے) یہ سوسائٹی جیونائل سروس بیورو کے تحت ریمانڈ ہاؤس عمرکھاڑی بمبئی (گنجائش ۵۵۰ بچے) اور ڈیوڈ سیسون انڈسٹریل اسکول، ماہم بمبئی (گنجائش ۳۴۰ بچے) میں انسدادی کام بھی انجام دیتی ہے۔ یہ سوسائٹی بمبئی چلڈرن ایکٹ ۱۹۲۴ء کے نفاذ عمل کے مقصد سے قائم کی گئی تھی۔ ۱۹۴۸ء میں اس ایکٹ میں بڑی ترمیمات کی گئیں۔ سوسائٹی نے ایکٹ کے قوانین کے ماتحت اپنے کام کو کافی بڑھایا اور ۱۹۵۴ء میں ریاستی حکومت کی امداد اور منظوری سے اپنے جیونائل سروس بیورو کے تحت قانون سے ماسوا کام سنبھالا۔ نان انسٹی ٹیوشنل سروس، جیونائل سروس بیورو، ماہم بمبئی، ٹریننگ ریسرچ اینڈ ایویلوایشن یونٹ اور چائلڈ گائیڈنس کلینک، مانخورد، بمبئی میں بہم پہنچائی جاتی ہے۔

چلڈرنس ہوم کے نگراں، شری این۔ ایس نائر نے بیان کیا کہ ان محروم بچوں کی اچھی طرح پرورش کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ انہیں روزانہ دوپہر اور رات کے وقت باقاعدہ کھانے (چپاتی، چاول اور بھاجی وغیرہ) کے علاوہ دودھ پاؤ اور پھل دیئے جاتے ہیں۔ معطیین کی جانب سے ملنے والی مٹھائی بھی انھیں تقسیم کی جاتی ہے۔

تعلیم اور پیشہ ورانہ تربیت

جماعت چہارم تک ایک ابتدائی مدرسہ ہے

چیمبور چلڈرنس ہوم میں بچوں کے دانتوں کا معائنہ

جو بمبئی میونسپل کارپوریشن کی جانب سے منظور شدہ ہے۔ چھوٹے بچے کے۔جی کلاسوں میں پڑھتے ہیں۔ مراٹھی بولنے والے بچوں کے لئے مراٹھی میڈیم کی کلاسیں ہیں اور دیگر بچوں کے لئے ہندی میڈیم کی کلاسیں ہیں۔ کچھ بچے آگے تعلیم کے لئے بیرونی میونسپل اسکولوں میں جاتے ہیں۔

چلڈرنس ہوم عمرکھاڑی میں بچوں کا ہسپتال

نیو بانڈھوم میں بچے گنیش چترتھی منا رہے ہیں۔

بچے اقامت گاہوں یعنی 'کٹیر' میں رہتے ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں: بجرنگ کٹیر، راجندر کٹیر، اور شیواجی کٹیر۔ ان کٹیروں میں بچے سالانہ تہوار مثلاً شری دتا جینتی، ہنومان جینتی، دسہرہ اور گنیش چترتھی، مناتے ہیں۔ گرہیا کٹیر میں جہاں نگراں اپنے بال بچوں کے ساتھ رہتے ہیں شری کرشن جینتی منائی جاتی ہے۔ ان تقریبات سے بچوں کی زندگی میں خوشی اور مسرت کی لہر دوڑ جاتی ہے۔

تعلیم کے ساتھ چھوٹے بچوں کو چھوٹے پیمانے پر پیشہ ورانہ تربیت بھی دی جاتی ہے۔ اس مقصد سے ایک کارپینٹری ورکشاپ بھی ہے۔ جہاں کرسیاں اور میزیں تیار کی جاتی ہیں۔ ایک لانڈری ہے جہاں بچوں کے کپڑے دھوئے جاتے ہیں۔ ایک ٹیلرنگ ورکشاپ ہے جہاں بچوں کے کپڑے سیئے جاتے ہیں۔ حال ہی میں ایک ہیر کٹنگ سیلون بھی کھولا گیا ہے جہاں بچوں کو بال کاٹنے کا فن سکھایا جاتا ہے۔ نیز اس سے خود بچوں اور بیرونی اشخاص کی ضرورت بھی پوری ہو جاتی ہے۔ ایک چکی (فلور مل) بھی ہے جو آٹے کی اندرونی ضرورت پوری کرتی ہے نیز تربیت کا ذریعہ بھی ہے۔

یہاں ایک ٹیلی ویژن روم ہے جہاں بچوں کو ٹی۔ وی پروگرام دکھایا جاتا ہے۔ ایک لائبریری ہے جہاں تمام اخبارات اور بچوں کے رسالے رکھے گئے ہیں۔ ایک مکمل جمنازیم ہے جہاں بچے جسمانی ورزش کرتے ہیں۔ بیمار بچوں کے علاج کے لئے ایک چھوٹا سا ہسپتال بھی ہے جہاں وزیٹنگ ڈاکٹر اور ہاؤس سسٹرس خدمت انجام دیتی ہیں۔ ہر سال بچوں کو سیر و تفریح کے لئے باہر لے جایا جاتا ہے۔"

شری نائر نے مزید بتایا کہ "ان محتاج بچوں کا پوری طرح سے خیال رکھا جاتا ہے انھیں ہر طرح کی سہولت بہم پہنچائی جاتی ہے تاکہ وہ اچھی طرح پروان چڑھیں اور ان میں خود اعتمادی پیدا ہو۔ چلڈرن ایکٹ کے تحت بچوں کو ۱۸ سال کی عمر تک رکھا جاتا ہے۔ ہماری کوششوں کے نتیجے میں کئی بچے تجارت اور ملازمت کرتے ہیں۔ اور اپنے پاؤں پر کھڑے ہو گئے ہیں۔ ان میں ایک وکیل ہے، جو سپریم کورٹ میں پریکٹس کرتا ہے۔

ذہنی طور سے معذور بچے

ذہنی طور سے معذور بچوں کے گھر کے نگراں، شری بی۔ ایس اردھاپورکر نے بیان کیا کہ ذہنی طور سے معذور بچوں کی بازآبادکاری کا مسئلہ سائنٹفک طریقے پر ہمدردی سے حل کرنے کی ضرورت ہے لہٰذا ایسے مالدار محتاج بچوں کے ماں باپ بھی انھیں خاص علاج کے لئے ایسے ہی اداروں میں بھیجنا پسند کرتے ہیں۔ مہاراشٹر میں ذہنی طور سے معذور بچوں کے لئے ۳۲۔ اسکول ہیں، جن میں سے ۲۳ بمبئی میں ہیں، جن میں سے صرف ۵۔ اسکول اقامتی اسکول ہیں، اُن میں ۵۰۰ طلبہ رہتے ہیں۔

اِن محتاج بچوں میں سب سے دردناک حالت اس بچے کی ہوتی ہے جو دماغی فالج میں مبتلا ہو۔ یہ اپنا کوئی کام خود نہیں کر سکتا۔ بیدوسر ہی کے ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے۔ ویسے بظاہر دماغی امراض میں مبتلا بچے عام بچوں جیسے ہی لگتے ہیں۔ ایک دماغی فالج زدہ بچہ کیرتی کمار چوتھا یہ تک بتا دیتا ہے کہ ۱۹۶۰ء اور ۱۹۸۵ء کے درمیان کس سال کس تاریخ کو کون سا دن پڑے گا۔ یہ کمپیوٹر کی طرح بالکل ٹھیک ٹھیک بتاتا ہے۔ لیکن لوگوں کو یہ جان کر تعجب ہوگا کہ اس کی دماغی صلاحیت بس یہیں تک محدود ہے اس سے آگے وہ ذرا بھی جوڑ توڑ نہیں کر سکتا۔ ایک اور لڑکا جو خاصی بڑی عمر کا ہے، 'تھالی والا' کہلاتا ہے۔ کیونکہ یہ روزانہ تمام تھالیوں اور واٹیوں کا حساب رکھتا ہے جن کی تعداد سینکڑوں میں جاتی ہے۔ اگر ایک برتن بھی اِدھر اُدھر ہو جائے تو اُسے بڑا دکھ ہوتا ہے۔ دماغی امراض میں مبتلا بچوں کے گھر کا ایک سابق لڑکا اب تنخواہ دار باورچی ہے۔ اُس کی شادی بھی ہو گئی ہے

چلڈرنس ایڈ سوسائٹی کے چیمبور چلڈرنس ہوم میں بچے پڑھائی میں مصروف ہیں۔

اور وہ ہنسی خوشی زندگی گزار رہا ہے۔

شری اردھاپور کر نے بتایا کہ اگر دماغی امراض میں مبتلا بچوں کی سائنٹفک طریقہ پر ہمدردی سے دیکھ بھال کی جائے تو وہ اچھے کارآمد شہری بن سکتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان کی ڈھارس بندھائی جائے اور ان میں کام کرنے کی عادت پیدا کی جائے۔ اس مقصد کے لئے چائلڈ گائیڈنس کلینک قائم کیا گیا ہے۔ جہاں دماغی امراض میں مبتلا بچوں کا علاج اور اصلاح کی جاتی ہے۔

اگر دماغی امراض میں مبتلا بچوں کو ٹھیک سے تربیت کی جائے تو وہ چھوٹے موٹے کاموں۔ مثلاً رپیکنگ اور پینٹنگ وغیرہ کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ اس گھر کے بچوں نے ایسا ہی ایک کام جس کی پیشکش میسرز نیچرل گیس کمپنی، پرائیویٹ لمیٹیڈ نے کی تھی انجام دیکر ۳۲ء۱ لاکھ روپے کی اجرت کمائی۔ مستقبل قریب میں چار لوم لگانے کا ارادہ ہے۔ ایسے بچوں کو سینا پرونا بھی سکھایا جاتا ہے۔ یہ کھیل کود میں حصہ لیتے ہیں۔ بنگلور میں ۱۹۷۵ء میں معذوروں کے لئے جو پہلا قومی اسپورٹس مقابلہ ہوا تھا اس میں مانخورد چلڈرنس ہوم کے ۳ لڑکوں نے چار میڈل جیتے تھے۔

والدین کی تلاش

نیو ریمانڈ ہوم کے نگراں مسٹر ، ایس۔ این۔ پاٹھک نے بیان کیا کہ ہمیشہ یہ کوشش کی جاتی ہے کہ بچوں کے گھر کے سپرد کئے گئے بچوں کے ماں باپ کا پتہ چل جائے اور انھیں ان کے پیارے بچے سونپ دیئے جائیں کیوں کہ وہ ہی ان کی اچھی طرح پرورش کر سکتے ہیں بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ بچے اپنے ماں باپ کے پاس جانا نہیں چاہتے، کیوں کہ وہ ان پر ظلم کرتے ہیں۔ انھوں نے مغربی مضافات سے ایک بچے راموکی مثال پیش کی جو اپنے گھر سے بھاگ آیا تھا۔ کیوں کہ اس کی سوتیلی ماں روز اسے بے دردی سے مارتی پیٹتی تھی۔ ایک طرف بچہ دوسری طرف والدین دونوں ہی آمادہ ہوں تو واپسی ہو سکتی ہے۔ بچے معصوم، فرماں بردار اور ایمان دار ہوتے ہیں۔ سوسائٹی کی عمارت کے اردگرد کوئی دیوار نہیں ہے۔ لیکن ایک بھی واقعہ ایسا پیش نہیں آیا جبکہ کوئی بچہ یہاں سے بھاگ گیا ہو۔

بال کلیاں نگری

شری ایم۔ جی۔ گورے، چیف افسر اور پروجیکٹ ڈائرکٹر چلڈرنس ایڈ سوسائٹی نے بتایا کہ فی الحال ہم ۱۲۰۰ بچوں کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ نومبر ۱۹۷۶ء تک ہم ۲۵۰۰ بچوں کی پرورش کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔ جبکہ بچوں کی نئی بستی "بال کلیان نگری" قریب قریب تعمیر ہو جائے گی جس کا سنگِ بنیاد صدر ہند شری فخر الدین علی احمد نے ۲۲ اکتوبر ۱۹۷۴ء کو رکھا تھا۔ بچوں کی دیکھ بھال کے لئے زبردست مطالبے کے مدنظر سوسائٹی کو آئندہ پانچ تا دس سال کے اندر اپنا حلقہ بڑھا کر ۵۰۰۰ بچوں کے لئے گنجائش نکالنا ہوگی۔ بال کلیاں نگری پروجیکٹ چلڈرنس ایڈ سوسائٹی کا بڑا توسیعی پروگرام ہے جس کے پیش نظر یہی مقصد ہے۔

"بال کلیان نگری" میں ایک ایک منزلہ تین گول عمارتوں کی تعمیر تکمیل کے قریب ہے۔ ان میں سے ہر ایک میں ۳۰۰ بچوں کی گنجائش ہے۔ ہر منزل میں چھ کشادہ کمرے ہیں اور ہر کمرے میں ۲۵ بچوں کی گنجائش ہے۔ ہر کمرے سے متصل ہاؤس مدر کی رہائش کی جگہ ہے۔ کافی تعداد میں سنڈاس اور غسل خانے ہیں۔ کوریڈور کشادہ ہیں۔ ان عمارتوں کے متصل گول مطبخ ہے۔ جہاں ان بچوں کے لئے کھانا پکانے کی تمام سہولتیں ہیں۔ اکتوبر ۱۹۷۶ء تک دماغی امراض میں مبتلا بچوں کے لئے ایک نئے گھر کی تعمیر مکمل ہو جائے گی۔

مالی امداد

سوسائٹی کی مالی ضروریات حکومت مہاراشٹرا، بمبئی میونسپل کارپوریشن، محکمہ سماجی

(باقی صفحہ ۲۱ پر)

خلیج
نئی سحر کی سرزمیں

قسط نمبر ۲ — گذشتہ سے پیوستہ

ہندوستانیوں سے مشابہت

مشرق وسطیٰ کے ترقی یافتہ عرب ممالک میں جانے کا موقع تو مجھے نہیں ملا۔ مگر وہاں کے کچھ لوگوں سے ملاقات کرنے کا اتفاق ضرور ہوا۔ جب میں عمان کے وزیر اطلاعات سے ملنے گیا تو ان کے نجی معتمد جناب شوقی سے ملاقات ہو گئی۔ چونکہ وزیر صاحب کام میں مصروف تھے اس لئے شوقی صاحب سے ہی گفتگو کرتا رہا۔ میں نے ان سے پوچھا۔ "ممالک خلیج کے عربوں اور مصریوں میں آپ کیا فرق محسوس کرتے ہیں؟"

انھوں نے کہا" ہم لوگ مذہب کے بارے میں یہاں کے عربوں جتنے کٹر نہیں ہیں۔ نئی باتوں کو اپنانے میں ہمیں کوئی دقت محسوس نہیں ہوتی۔ ہم اپنے اوپر پھبتی کسنے یا اپنا ہی مذاق اڑانے سے گریز نہیں کرتے۔ ہمارے یہاں کے مردوں نے ہی نہیں بلکہ عورتوں نے بھی اپنی پرانی پوشاک کو ترک کرکے مغربی لباس کو اپنا لیا ہے۔ اس معاملے میں ہم ہندوستانیوں سے بہت مشابہت رکھتے ہیں۔ ہمارے سامنے بھی وہی مسائل ہیں جو ہندوستان کے سامنے کھڑے ہیں۔

"ہماری آبادی اس تیزی سے بڑھ رہی ہے کہ اگر اسے فوراً نہ روکا جائے تو سب کو بھوکوں مرنا پڑے گا۔ چنانچہ ہم نے خاندانی منصوبہ بندی پر سختی سے عمل کرنا شروع کر دیا ہے۔"

مگر دقیانوسی خیالات رکھنے والے لوگ

شری یاد جوشی

اِسے اسلام کے خلاف قرار دیکر اُس کی مخالفت کرتے ہیں اور لوگوں کو بھڑکاتے ہیں، اس سے ہماری راہ میں مشکلیں پیدا ہوتی ہیں۔ ہم لوگوں کے پاس جاکر انھیں حقیقت سے روشناس کراتے ہیں۔ ہمارے یہاں ابھی جہالت غالب ہے۔ مرد سمجھتا ہے کہ اگر اس کے کم بچے ہوں تو لوگ سمجھیں گے کہ اس میں مردانگی کی کمی ہے، اس لئے وہ زیادہ سے زیادہ بچے اور وہ بھی لڑکے پیدا کرنے کی خواہش رکھتا ہے۔ عورت بھی یہی سوچتی ہے کہ اگر اس نے کم بچے دیئے تو اس کا شوہر اسے چھوڑ کر دوسری عورت لے آئے گا۔ ان سب باتوں کی وجہ سے ایک سے زیادہ بیویاں کرنے کا رجحان ہمارے ملک کے مردوں میں موجود ہے۔ اِس پر پابندی لگانے کے لئے سرکار نے کچھ قانونی اقدامات کئے ہیں۔ اب کسی مرد کو اپنی بیوی کو طلاق دینے سے پیشتر عدالت سے اجازت لینی پڑتی ہے۔ اِس طرح زبانی طلاق کا رواج بند ہوگیا ہے۔ طلاق شدہ عورت کو اس کی دوسری شادی ہونے تک نان ونفقہ یا گزارہ بھتہ دینے کی ذمہ داری مرد پر عائد کردی گئی ہے۔ اس سے زیادہ شادیاں کرنے یا اپنی مرضی سے طلاق دینے کی عادت کم ہونے لگی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ جیسے جیسے تعلیم پھیلتی جائے گی ویسے ویسے یہ برائیاں کم ہوتی جائیں گی اور لوگ زیادہ ذمہ دار بنتے جائیں گے۔ انشاءاللہ ہم اپنے مقصد میں جلد ہی کامیاب ہوں گے۔"

مجھے ایسا لگا کہ مصر کے تجربے سے ہم بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔

مذہبی رواداری

عمان میں دو روز زیادہ قیام ہوجانے کی وجہ سے متحدہ عرب امارات کا دورہ صرف تین روز کا ہوگیا۔ مگر اس کا مجھے کوئی افسوس نہیں تھا کیوں کہ اس ملک میں ثقافتی اعتبار سے کوئی اور خاص بات نہیں ہے۔ اس کے دو بڑے شہر یعنی دبئی اور ابوظبی تجارت کے لئے مشہور ہیں۔ وہاں پر درآمد اور برآمد کا کاروبار زور شور سے چلتا ہے۔ کچھ عرصہ پہلے یہ دونوں بندرگاہیں اسمگلنگ کے لئے بھی بدنام تھیں مگر اب اس ملک میں بھی مٹی کا تیل مل جانے سے وہاں کے عربوں کو اسمگلنگ میں کوئی دلچسپی باقی نہیں رہی ہے۔ اس کاروبار کے لئے ماحول بھی اب سازگار نہیں رہا ہے۔ چنانچہ اسمگلنگ اب بہت دھیمی پڑگئی ہے۔

دبئی کے بازار میں ہندوستانیوں کی تعداد اتنی زیادہ ہے اور عربی کے ساتھ اردو بھی اتنی عام ہے کہ وہاں گھومتے وقت ایسا محسوس ہوتا ہے گویا ہم دہلی کے چاندنی چوک یا بمبئی کے بھنڈی بازار میں ٹہل رہے ہیں۔

یہاں کے عربوں کے دلوں میں ہندوستانیوں کے بارے میں کسی طرح کے تفرقہ کا جذبہ دکھائی نہیں دیتا۔ ان کی مذہبی رواداری کا پتہ اس بات سے چلتا ہے کہ شہر کی سب سے بڑی جامع مسجد کے بغل میں ہی ایک ہندو مندر اور ایک گردوارہ ہے۔ مندر بھگوان کشن جی کا ہے۔ جہاں سینکڑوں ہندو پوجا کے لئے جاتے ہیں۔

جدید قسم کی تعمیرات

دبئی اور ابوظبی میں ہمیں بمبئی کے میرین ڈرائیو کی یاد آتی ہے۔ سمندر کے کنارے ویسی ہی عالی شان عمارتیں بنائی گئی ہیں جو رات کو بجلی کی روشنی سے جگمگا اٹھتی ہیں۔ پھر ایک بات اور بھی ہے۔ یہاں کی عمارتوں میں جدید ترین قسم کا جو فنِ تعمیر دکھائی دیتا ہے ویسا فن ابھی تک ہندوستان میں بھی دکھائی نہیں دیتا۔ وہاں کا گھنٹہ گھر تو ماڈرن آرٹ کا ایک بہترین نمونہ سمجھا جاتا ہے۔ کہاں کہاں سے جدید آرٹ کی ٹیکنیک لاکر ان لوگوں نے اپنے مکانات بنائے ہیں۔ سائنس کی ایجادوں سے وہاں کافی فائدہ اٹھایا گیا ہے۔ مثلاً وہاں کی کھاڑی پر ایسے پل تعمیر کئے گئے ہیں جو اوپر کو اٹھائے جا سکتے ہیں تاکہ ان کے نیچے سے بڑے سے بڑے جہاز بھی آسانی سے گذر سکیں۔ کھاڑی کے نیچے سے نکالی ہوئی لمبی سرنگ بھی سائنس کا ایک کرشمہ ہے۔ خلیج کے تقریباً سبھی ممالک میں مکانوں، دوکانوں، دفتروں، اتنا ہی نہیں بلکہ موٹروں میں بھی ہوا کو ٹھنڈا رکھنے (یعنی ایرکنڈیشننگ) کا انتظام ہوتا ہے۔ سبھی جدید قسم کے آلات گھروں میں موجود ہوتے ہیں جیسے انگلستان یا امریکہ میں پائے جاتے ہیں۔ میں محکمہ پبلک ریلیشنز کے ایک افسر جناب محمد البعودی کے گھر گیا تھا۔ ان کے بنگلے کی سجاوٹ اور ساز وسامان اتنا قیمتی اور جدید ترین قسم کا تھا کہ ویسا ہمارے یہاں کے کسی لکھپتی کے مکان میں بھی دیکھنے کو نہیں ملتا۔

صحرا میں سبزہ زار

دبئی اور ابوظبی میں چاروں طرف ریگستان پھیلا ہوا ہے۔ مگر شہر میں اور شہر کے اردگرد سبزہ زار کے مناظر آنکھوں کو ٹھنڈک بخشتے ہیں۔ کئی قسم کے پیڑ پودے بھی نظر آتے ہیں۔ اس کا راز یہ ہے کہ خلیج کے دیگر ممالک کی طرح یہاں بھی سمندر کے کھارے پانی سے میٹھا پانی بنانے کے پلانٹ لگائے گئے ہیں۔ گو یہ پانی بہت مہنگا پڑتا ہے، پھر بھی ان کے پاس اتنی بے شمار دولت جمع ہوگئی ہے۔

کہ وہ اس مہنگے پانی کا استعمال کرکے کاشت بھی کرنے لگے ہیں ، بلکہ عمان اور سعودی عرب میں تو ایسے منصوبے بنائے گئے ہیں کہ جن سے مٹی کے تیل کے ذخائر ختم ہونے سے پیشتر وہ ممالک اناج اور غذا کے معاملے میں خود کفیل ہو جائیں ۔ دبئی اور ابوظہبی میں کھیتی پر اتنی توجہ نہیں دی جا رہی ہے جتنی کہ بندرگاہوں کی جدیدیت پر ۔ کیوں کہ انھیں پورا یقین ہے کہ درآمد و برآمد کا کاروبار آئندہ بھی تیزی سے ترقی کرنے والا ہے ۔

ہندوستانی مدرسوں کی مقبولیت

خلیج کے ان ممالک میں ہندوستانی مدارس کی مقبولیت کو دیکھ کر تو میں دنگ رہ گیا ۔ ان ملکوں میں بھارت کے سفارت خانوں کی جانب سے کچھ اسکول چلائے جاتے ہیں اور کچھ ہندوستانیوں کی انجمنیں چلاتی ہیں ۔ ان میں اتنی اچھی تعلیم دی جاتی ہے کہ بھارت کے علاوہ دیگر ممالک کے لوگ بھی اپنے بچوں کو ان میں داخل کرانے کی کوشش کرتے ہیں ، گو عربوں کو ان کے بچوں کی تعلیم پر کوئی رقم خرچ نہیں کرنی پڑتی اور فیس ، کتابیں ، کپڑے ، کھانا وغیرہ مفت دیا جاتا ہے ۔ اتنا ہی نہیں بلکہ بچوں کو اسکول بھیجنے پر ماں باپ کو بھی پیسہ ملتا ہے ۔ پھر بھی کچھ عرب اپنے بچوں کو ہندوستانی مدرسے میں داخل کرانا چاہتے ہیں ۔ دبئی میں وہاں کی انڈین ایسوسی ایشن کے سکریٹری جناب بھاٹیہ سے ملنے گیا تو وہاں ایک عرب اپنی بیوی اور بچے کو لیکر آ پہنچا ۔ عرب اور اس کی اہلیہ جناب بھاٹیہ سے گڑگڑا کر درخواست کرنے لگے کہ ان کے بچے کو کسی طرح ان کے اسکول میں بھرتی کرایا جائے ۔ انڈین ایسوسی ایشن کے اسکول میں فی الحال بارہ سو بچے پڑھتے ہیں اور جگہ کی کمی کی وجہ سے وہ زیادہ بچوں کو داخل نہیں کر سکتے ۔ انھوں نے مجھے بتایا کہ ان کی فہرست انتظار پر تین سو نام پہلے سے موجود تھے ۔ چنانچہ وہ اس عرب جوڑے کو داخلے کے متعلق یقین نہیں دلا سکتے تھے ۔ جب اس عرب جوڑے سے پوچھا گیا کہ وہ سرکاری امداد کو ٹھکرا کر اپنی جیب سے پیسہ خرچ کرکے ہندوستانی اسکول میں اپنے بچے کو داخل کرانے پر کیوں اصرار کر رہے ہیں تو انہوں نے بڑے مزیدار جواب دئے ۔ عورت بولی : "میں ہندوستانی ہوں اور میں چاہتی ہوں کہ میرا لڑکا ہندوستانی ماحول میں پرورش پائے ۔ ہندوستانی بچے بڑے مہذب ہوتے ہیں ۔ میں اپنے بیٹے کو بھی ویسا ہی شائستہ بنا ہوا دیکھنا چاہتی ہوں ۔" باپ نے کہا ۔ "میں چاہتا ہوں کہ میرا فرزند ہندوستانیوں کی طرح ہوشیار اور ذہین بنے ، آپ کے لڑکوں کے ساتھ پڑھنے پر وہ ایسا ضرور بن جائے گا ۔ اگر میرے بیٹے کو آپ نے داخلہ دینے کی مہربانی کی تو میں آپ کے اسکول کے لئے کچھ فرنیچر مفت بنوا دوں گا ۔" یہ عرب پڑھا لکھا تھا ۔ مگر اپنے لڑکے کو کسی بھی قیمت پر ہندوستانی مدرسہ میں داخل کرانے کے لئے بے چین تھا ۔

ایک مراٹھی عرب سے بات چیت

ابوظہبی کی وزارت اطلاعات کے کاؤنٹر پر میں سفارت خانے کی گاڑی کا انتظار کر رہا تھا کہ وہاں ایک سیاہ فام عرب آیا ۔ اس نے مجھ سے اردو میں پوچھا ۔ "آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں ؟" اس کی اردو سے مجھے زیادہ تعجب نہیں ہوا کیوں کہ خلیج کے ممالک میں ٹوٹی پھوٹی اردو بولنے والے عرب اکثر مل جاتے ہیں ۔ مگر جب میں نے اسے بتایا کہ میں پونے سے آیا ہوں تو فوراً اس نے مراٹھی میں بولنا شروع کر دیا ۔ میں حیران رہ گیا کہ یہ عرب مراٹھی زبان میں کیسے بات کر رہا ہے ۔ بعد میں اس سے بات چیت کے دوران پتہ چلا کہ وہ اورنگ آباد کا باشندہ ہے ۔ نظام کے زمانے میں کئی عرب ان کی فوج میں داخل ہونے کے لئے حیدرآباد جاتے تھے ۔ وہ بھی ان میں سے تھا ۔ اس کے ماں باپ اور بہن اب بھی اورنگ آباد میں مقیم ہیں ۔ یہ لوگ کسان ہیں اور کھیتی باڑی کرتے ہیں ۔ اس عرب نے مجھ سے کہا ۔ "اچھے اور سچے مسلمان تو ہندوستان میں ہی ہیں ۔ اورنگ آباد میں ہمیں ہندوؤں سے جو پیار ملا ویسا پیار ہمیں مسلمانوں سے بھی نہیں ملتا ۔" یہ عرب وہاں چوکی داری کرتا ہے ۔

یہی بات اور بھی کئی مسلمانوں سے سننے کو ملی ۔ مثلاً ایک پاکستانی تاجر محمد اسلم نے جس کی گاڑی میں میں ابوظہبی سے دبئی لوٹا تھا مجھ سے کہا کہ "ہندوستان اور پاکستان میں اسلام کا جو صحیح روپ دیکھنے کو ملتا ہے وہ یہاں نہیں ہے ۔ یہاں کے مسلمان دنیاداری میں زیادہ الجھے ہوئے ہیں ۔ ان سے ہم اسلام کو زیادہ اچھی طرح سمجھتے ہیں ۔"

(باقی آئندہ)

جھونپڑ پٹیوں کا سدھار

شہر کے غریبوں کے لئے نئی آسائشیں،

شہری علاقوں میں جھونپڑ پٹیوں کی بڑھوتری تیز تر صنعتی اور شہری ترقی کا لازمی نتیجہ ہے۔ اصل میں اس ترقی کا سبب یہ ہے کہ آزادی کے بعد منصوبہ بندی پروگراموں میں اسے بڑی اہمیت دی گئی ہے۔ یہ قدرتی امر تھا کہ سو سالہ دور محکومی کے بعد جس میں کہ ہماری معیشت کو ہمیشہ دبانے کی کوششیں کی جاتی رہیں ہم کھیتوں اور مواضعات کے بجائے کارخانوں اور شہروں کی طرف مائل ہوئے۔ اگر ہم ارد گرد ترقی پذیر ممالک پر نظر ڈالیں تو معاشی خوشحالی لانے میں کارخانوں اور شہروں کی اہمیت سمجھ میں آ جاتی ہے۔

چاہے دہلی کی جھگی ہو یا بمبئی کی جھونپڑ پٹی، ہر جگہ بنیادی سہولتیں، یعنی پانی کی فراہمی، سنڈاس بجلی اور گندے پانی کے نکاس وغیرہ کا انتظام مفقود ہے۔ اس سے نہ صرف ان کے باسیوں کی زندگی قابل رحم بن گئی ہے بلکہ عام طور پر لوگوں کی صحت و تندرستی کو بھی سخت خطرہ لاحق ہو گیا۔ جھونپڑ پٹیوں کے سروے سے بھی اس بات کا پتہ چلا ہے کہ کارخانوں ورکشاپ اور دیگر پیداواری کارخانوں میں کام کرنے والے مزدور جو کہ ملک کی ترقی میں ہاتھ بٹا رہے ہیں بڑی تعداد میں ان ہی جھونپڑ پٹیوں میں رہتے ہیں۔ محدود آمدنی اور مکانات کی قلت کے باعث یہ لوگ گندی بستیوں میں زندگی گذارنے پر مجبور ہیں۔ اس لئے ان کی بہتری نہ صرف سماجی نکتۂ نظر سے بلکہ اس لحاظ سے بھی ضروری ہے کہ یہ لوگ ملک کی معاشی خوشحالی میں برابر کے حصہ دار ہیں۔

آزادی کے پہلے دس سالوں میں ریاستی حکومت نے گندی بستیوں کی صفائی (سلم کلیرنس) کی پالیسی اپنائی تھی لیکن ممبئی اور پونے جیسے شہروں میں باہر سے آنے والے لوگوں کی آبادی میں مسلسل اضافے کی بنا پر حکومت نے اس بات کا اندازہ لگا لیا کہ گندی بستیوں کا مستقبل قریب میں مکمل خاتمہ ناممکن ہے۔ گندی بستیوں کی وجہ سے پورے شہری علاقوں کی آبادی کے لئے سماجی اور صحت و تندرستی کا مسئلہ پیدا ہو گیا۔ چنانچہ گندی بستیوں کے سدھار اور ان کے باسیوں کے لئے بنیادی سہولتیں بہم پہنچانے پر توجہ مبذول کی گئی۔ ۱۹۷۱ء کے انتخابات سے قبل مہاراشٹر میں اعلان کردہ ۱۵۔ نکاتی پروگرام میں گندی بستیوں میں بنیادی سہولتوں کی فراہمی اسکیم کو فوقیت دی گئی۔ ۱۹۷۲ء میں حکومت ہند نے بھی اسے اقل ترین ضروریات پروگرام میں شامل کر لیا۔

گندی بستیوں میں مرکز کی زیر سرپرستی ماحول کے سدھار کی اسکیم یکم اپریل ۱۹۷۴ء سے ریاستی سیکٹر کو منتقل کر دی گئی۔ ریاستی حکومت کے قائم کردہ سلم امپروومنٹ بورڈ نے جھونپڑ پٹیوں

سے باسیوں کو بنیادی سہولتیں بہم پہنچانے کا کام کیا۔ جنوری ۱۹۷۶ء میں بمبئی میں حکومت، بمبئی میونسپل کارپوریشن اور مہاراشٹر ہاؤسنگ بورڈ کی اراضی پر جھونپڑپٹیوں میں مردم شماری کی گئی۔ ایمرجنسی کے اعلان کے بعد جھونپڑپٹیوں میں باضابطگی، کنٹرول اور موجودہ ماحول کے سدھار کے پروگرام کی عمل آوری میں تیز رفتاری پیدا ہوئی۔

حکومت مہاراشٹر نے گندی بستیوں میں جھونپڑوں کے سدھار اور کمزور طبقات کے لئے فراہمی مکانات کی اسکیم تیار کی ہے۔ اس اسکیم کے تحت بمبئی میں صرف مخدوش عمارتیں دوبارہ تعمیر کی جائیں گی نیز ہاؤسنگ بورڈ کے ذریعہ کمزور طبقات کی ہاؤسنگ سوسائٹیوں کو جو اراضی الاٹ کی گئی ہے ان کے لئے مکانات کے ڈھانچے بھی فراہم کئے جائیں گے۔ وزیر اعلیٰ، شری شنکر راؤ چوان کی کوششوں کی وجہ سے قومیائے گئے بنکوں نے ریاستی تعمیر مکانات اسکیمات کے لئے ۱۵ کروڑ روپے کا قرض دینا منظور کیا ہے۔ اس سلسلے میں اس سال اکتوبر کے بعد مزید رقم حاصل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ اسی طرح دیہی تعمیر مکانات اسکیم کے لئے امداد حاصل کی جائے گی۔

اس اسکیم کے تحت ہر ہاؤسنگ پروجیکٹ پر قرض ۴۰ فیصد ہوگا جو کہ ۱۰ سال میں ۱۰ فیصد سود پر واجب الادا ہوگا۔ اگر مرکزی حکومت اس بات پر رضامند ہوگئی تو سود کی شرح میں ایک فیصد کمی کی جا سکے گی۔ البتہ مندرج جاتیوں اور قبیلوں کی اسکیموں کے لئے سود کی شرح صرف ۴ فیصد ہوگی۔

مہاراشٹر میں جھونپڑپٹی سدھار کے زبردست پروگرام پر کامیابی کے ساتھ عمل درآمد کیا جا رہا ہے۔ اس پروگرام کے تحت سستے اور صاف ستھرے مکانات جھونپڑپٹی کے باسیوں کے لئے تعمیر کئے جائیں گے۔ قومیائے گئے بنکوں سے حاصل کردہ ۱۵ کروڑ روپئے وقتی رقم چھوٹے ہوئے افراد کے لئے مکانات کی تعمیر میں لگائی جائے گی۔ اس مقصد کے لئے مندرجہ ذیل تین اسکیمیں شروع کی گئی ہیں۔

مکانات کا سدھار

جھونپڑپٹیوں کے باسیوں اور معاشی طور پر پچھڑے ہوئے طبقات کے لئے بنکوں کی امداد سے جو تین اسکیمیں فوری طور سے شروع کی جانے والی ہیں ان میں سے پہلی اسکیم کا مقصد ان کے مکانات کا سدھار ہے۔

مرکزی حکومت نے سب سے زیادہ اہمیت جھونپڑپٹی کے ماحول کے سدھار کو دی ہے اور اسے اقل ترین ضروریات پروگرام میں شامل کیا۔ اس اسکیم کے تحت ۱۱ کروڑ روپئے بمبئے عظمیٰ میں جھونپڑپٹیوں کے ماحول سدھار کے پروگرام پر خرچ کئے جا چکے ہیں۔ سدھار کے کاموں میں جھونپڑے ٹھیک کر کے راستے، سڑک، نالیوں اور موریوں و سنڈاس کی تعمیر، پانی کے مشترکہ نلوں اور اسٹریٹ لائٹ کا بندوبست شامل ہے۔ اس پروگرام کی عمل آوری سے ۱۱ لاکھ باسیوں کو فیض پہنچا ہے۔ اب انھیں حکومت یا بمبئی میونسپل کارپوریشن یا ہاؤسنگ بورڈ کی سرپرستی بھی حاصل ہے کیونکہ ان کے مکانات مذکورہ ادارہ جات کی زمین پر واقع ہیں حکومت نے جھونپڑپٹیوں کے باسیوں کو ان کی موجودہ جگہ پر رکھنا منظور کیا ہے بشرطیکہ وہ مندرجہ ذیل کم از کم لاگت ہاؤسنگ اسکیم کو قبول کر کے اپنے ماحول نیز مکانوں میں سدھار پیدا کریں۔

مستقل مکانات اسکیم

اس اسکیم کے تحت ایسے مکان کا خاکہ تیار کیا گیا جس میں مستقل ڈھانچے پر ایک مستقل چھت ہوگی۔ یہ مکان مسلسل قطار میں ہوں گے۔ ہر قطار میں آٹھ سے دس تک کی تعداد میں مکان ہوں گے جس کا رقبہ ۱۲۰ مربع فٹ ہوگا جو کہ شہر بمبئی کی جھونپڑپٹیوں میں ایک مکان کا اوسط رقبہ ہے۔ بعض علاقوں میں کہ خصوصاً مضافات میں جہاں زمینیں کچھ سستی ہیں یہ رقبہ ۱۵۰ مربع فٹ تک ہو سکے گا۔ ان بنیادی مکانوں کا مقصد دھوپ اور بارش سے تحفظ ہے۔ اس کے مکین مناسب عمارتی اشیاء کے ذریعہ بنیاد اور فرش میں بہتری لا سکتے ہیں۔ ایسے مکان کی تعمیری لاگت تقریباً ۳۵۰۰ روپئے سے لے کر ۴۰۰۰ روپئے تک ہوگی۔ ہر مکین کا یہ فرض ہوگا کہ وہ نصف لاگت کے مساوی رقم پیشگی جمع کرے اور بقیہ رقم جو ۲۰۰۰ روپئے سے زائد نہ ہوگی آسان شرائط پر بنک سے بطور قرض اس کے لئے حاصل کی جائے گی۔

بنک کا یہ قرض جو کہ مکانات کی لاگت کے تقریباً ۵۰ فیصدی کے مساوی ہوگا مہاراشٹر ہاؤسنگ بورڈ کو دیا جائے گا جو کہ اس اسکیم پر عمل آوری کے لئے ایجنسی کے فرائض ادا کرے گا۔

وہ زمین جس پر کہ یہ تعمیرات ہوں گی نیز اس پر بنا مکان طے شدہ شرائط پر مالی ادارہ کے پاس رہن رہے گا۔ چوں کہ اس طرح رہن شدہ جائیداد کی قیمت قرض دی گئی رقم کے برابر ہوگی لہٰذا قرض کے لئے حکومت کی مزید ضمانت کی ضرورت نہیں ہوگی۔ جھونپڑپٹی کے رہنے والوں کو کوآپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹیوں کے بنانے میں تمام ضروری امداد فراہم کی جائے گی اور قرضہ مشترکہ سوسائٹیوں کے ذریعہ حاصل کیا جائے گا۔

سلم کنٹرولر

سلم کنٹرولر بھی اس پروگرام سے متعلق ہوگا

تاکہ نئے مکانات کے مکینوں سے قرض وصول کیا جائے۔ سلم کمشنر ایک قانونی عہدیدار ہوگا جو سلم مکانات سے متعلق معاملات میں کارروائی کرے گا۔ اسے یہ بھی اختیار ہوگا کہ وہ مکان کا لیز رینٹ وصول کرے یا ایسے مکانات گرا دے جو قرض کی شرائط پر پورے نہیں اترتے۔ اس کے پاس انتظامی اسٹاف بھی ہوگا۔ تاکہ سلم پر کنٹرول قائم رکھا جا سکے۔ ہر ہزار جھونپڑوں پر دو عہدیدار ہوں گے۔

۷ لاکھ جھونپڑوں کا سدھار

اس اسکیم کے تحت بمبئی عظمیٰ میں ۵ لاکھ جھونپڑے اور ریاست کے دیگر شہروں میں ۲ لاکھ جھونپڑے آتے ہیں۔ حکومت نے اس اسکیم کے تحت ۲۵،۰۰۰ جھونپڑوں کے لئے انتظامی تیاری مکمل کرلی ہے۔ مزید ۲۵،۰۰۰ جھونپڑوں کو جلد ہی اس اسکیم کے تحت لیا جائے گا۔ یہ مکانات ایسے ہوں گے جس میں قبل سے تیار کردہ عمارتی اشیا کا استعمال کیا جا سکے۔ بنک کے ذریعہ اس اسکیم کے لئے موجودہ مالی سال میں ۵ کروڑ روپے کے قرضہ جات کی ضرورت ہوگی اور اس کے بعد کے سال کے لئے یہ رقم ۱۰ کروڑ یا اس سے زائد ہوگی۔ نجی اور حکومت ہند کی زمینوں پر واقع جھونپڑپٹیوں کے ماحول سدھار کا کام جلد ہی شروع کیا جائے گا۔

پرانے مکانات کی ازسر نو تعمیر

دوسری اسکیم شہر بمبئی میں پرانی اور مخدوش عمارتوں کی دوبارہ مرمت اور تعمیر سے متعلق ہے۔ بمبئی عمارات مرمت و تعمیر نو بورڈ کو قابل مرمت پرانی عمارتوں کی مرمت اور نا قابل مرمت عمارتوں کی دوبارہ تعمیر کا کام سونپا گیا ہے۔ ریپر بورڈ ایکٹ کے تحت پرانے مکانوں کی ازسر نو تعمیر کے لئے حصول میں آسانی پیدا کردی گئی ہے۔

یہ عمارتیں عام طور پر چالیوں کی طرح ہیں جن میں عموماً ۱۲۰ مربع فٹ کے مکان ہیں اور جن میں بمبئی کے معاشی طور پر کمزور طبقات کے افراد رہتے ہیں۔ ان میں سے بہت سی عمارتیں کافی پرانی اور بوسیدہ ہیں۔ بورڈ نے اب تک ۵۰۰ ایسی عمارتوں کو ڈھا دیا ہے اور ان عمارتوں کے تقریباً ۱۰،۰۰۰ مکینوں کو سائن، کولی واڑہ اور باندرہ سے لے کر بوریولی اور گھاٹ کوپر تک مضافات بمبئی کے ٹرانزٹ کیمپوں میں بسایا گیا ہے۔ یہ تمام افراد دوبارہ اپنے مکانوں میں واپس لوٹنے کے منتظر ہیں۔ اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب کہ ان پرانی عمارتوں کو توڑ کر ان کی جگہ نئی عمارات تعمیر کی جائیں۔ چنانچہ اس پروگرام پر ریزرو بنک آف انڈیا کی سرپرستی میں شہری مکانات اسکیم برائے قلیل آمدنی گروپ کے تحت عمل کیا جائے گا۔

۱۰،۰۰۰ مکانوں کی تجویز

بمبئی شہر میں ریپیر بورڈ نے تقریباً ۷۰۰ مکانات تعمیر کئے ہیں اور ۵۰۰ مکانات زیر تعمیر ہیں۔ موجودہ سال کے دوران ۸ کروڑ روپے کا پروگرام جاری ہے اور پہلے سے تیار شدہ عمارتی سامان سے ایک سال سے کم مدت میں ایک عمارت تعمیر کی جا سکتی ہے۔

اب یہ تجویز رکھی گئی ہے کہ ہر سال ۱۰،۰۰۰ مکانات بنائے جائیں اور ہر مکان کا رقبہ تقریباً ۱۴۰ مربع فٹ ہو جس میں مشترکہ سنڈاس اور پانی کی سہولتیں بہم پہنچائی جائیں گی اور اس پر لاگت کا تخمینہ لگ بھگ ۱۲ کروڑ روپے ہے۔ حسب وعدہ سال رواں میں عمارتوں کے تعمیری کاموں کو مکمل کرنے کے لئے ۵ کروڑ روپے کی ضرورت ہے۔

ریاستی حکومت نے بمبئی عمارات مرمت و تعمیر نو بورڈ کے لئے ایک مخصوص فنڈ قائم کیا ہے۔ یہ فنڈ مکانات کے مالکان اور کرایہ داروں پر لگائے گئے ٹیکس اور ریاستی حکومت نیز بمبئی میونسپل کی جانب سے براہ راست امداد پر مشتمل ہے۔ اس سلسلے میں ۲۰ء۷ کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے جس میں سے مرمت اور تعمیر نو کے لئے ۴۴ء۶ کروڑ روپے کی رقم وقف کی گئی ہے۔ بورڈ کا فنڈ سال بہ سال بڑھتا جائے گا کیوں کہ پوری طریقے سے مرمت شدہ عمارتوں سے وصول کیا جانے والا ٹیکس دوگنا ہو جائے گا۔ اسکیم کے تحت بورڈ کے تعمیری پروگرام کے سلسلے میں حاصل کردہ بنک کے قرض پر جو ذمہ داری عائد ہوتی ہے اس کو پورا کرنے کے لئے اس فنڈ سے مستقل طور پر سال بہ سال کچھ رقم الگ رکھی جائے گی۔

نئے مکانات کی اسکیم کو فروغ

تیسری اسکیم مضافات میں بعض جگہ نئے مکانات کی تعمیرات کو فروغ دینے سے متعلق ہے۔ یہ جگہیں مہاراشٹر ہاؤسنگ بورڈ کے قبضے میں ہیں۔ بورڈ ضروری مدد دے گا تاکہ مالکان یہ جگہیں تعمیرات کے لئے ٹھیک کر سکیں۔ تقریباً ۱۲۰ ایکڑ اراضی موجود ہے۔ جس پر بھرنی یا سدھار کے کاموں کی زیادہ ضرورت نہیں بلکہ سڑک الیکٹرک لائنز اور نالیاں وغیرہ بنانے کی ضرورت ہے۔

اس اسکیم کے تحت ان قطعات اراضی پر ایسے مکانات بنائے جائیں گے جو معاشی طور پر کمزور طبقات کے لئے موزوں ہوں۔ یہ مکانات ایک یا دو کمروں پر مشتمل ہوں گے اور ان مکانات کی تعمیر پر لاگت کا تخمینہ ۱۳۰۰۰ روپے اور ۱۹۰۰۰ روپے کے درمیان ہے۔

یہ مکانات امداد باہمی ادارہ جات کو دیئے جائیں گے۔ ان الاٹیوں کو لاگت کی رقم کا کچھ حصہ بطور ڈپازٹ دینا پڑے گا اور عمارت کی تعمیر کا کام جیسے جیسے بڑھتا جائے گا ان کو مزید رقم بطور پیشگی ادا کرنی ہوگی۔ بنک سے قرض کے طور پر

(مزید صفحہ نمبر ۲۱ پر)

ربیع مہم میں ۱۵٫۷۹ لاکھ ہیکٹر پر کاشت
۳۵ لاکھ ٹن پیداوار

حکومت مہاراشٹر نے ۷۸-۱۹۷۷ء کی ربیع فصل گرما کے دوران مخلوط اور اعلیٰ قسم کی فصل ۱۵٫۷۹ لاکھ ہیکٹر اراضی پر اگانے کا فیصلہ کیا ہے۔

ربیع فصل کے دوران ۳۵ لاکھ ٹن اناج پیدا کرنے کا نشانہ رکھا گیا ہے تاکہ ریاست میں جاریہ سال کے دوران ۱۰۰ لاکھ ٹن اناج کی پیداوار کا مقررہ نشانہ پورا کیا جا سکے۔

معاشی ترقی کے ۲۰ نکاتی پروگرام کے مدِنظر یہ بے حد ضروری ہے کہ اناج کی پیداوار زیادہ سے زیادہ بڑھائی جائے۔ لہٰذا اس مجوزہ نشانے کو حاصل کرنے کے لئے خصوصی کوشش کے ذریعہ تمام سرکاری و غیر سرکاری مشینری کا بھرپور استعمال کرنا ہوگا۔

کل زراعتی پیداوار کے نقطۂ نظر سے مہاراشٹر میں ربیع کا پروگرام بہت ہی اہمیت کا حامل ہے اور اس لئے یہ بھی تجویز ہے کہ ۷۷-۱۹۷۶ء کی ربیع فصل کے دوران گیہوں اور موسم گرما کی دھان کے پائلٹ پروجیکٹ شروع کئے جائیں۔

ربیع مہم کو کامیاب بنانے کے مقصد سے حکومت نے اپنی پالیسی کے طور پر یہ فیصلہ کیا ہے کہ ریاست کے لئے اناج کی کل ضرورت کا ۷۰ فیصدی آبپاشی والے علاقوں اور یقینی بارش والے علاقوں سے حاصل کیا جائے۔ لہٰذا متعلقہ عہدیداروں کو ہدایت جاری کر دی گئی ہے کہ اناج کی پیداوار کے لئے تمام ذرائع سے آب پاشی کے لئے دستیاب پانی پوری طرح صرف میں لایا جائے۔

مخلوط اور اعلیٰ اقسام کے پروگرام کے علاوہ ربیع فصل کا بڑا حصہ بدستور مقامی اقسام کے تحت رہے گا۔ کافی کھاد ڈال کر یہ کوشش کی جائے گی کہ ربیع فصل میں فی ہیکٹر اوسط پیداوار میں اضافہ ہو۔

نیز فصلوں کے تحفظ کے لئے مختلف قسم کی جراثیم کش ادویات جو مہاراشٹر

ایگرو انڈسٹریز ڈیولپمنٹ کارپوریشن نے اپنے گوداموں میں ذخیرہ کر رکھی ہیں "پہلے آئے پہلے پائے" کی بنیاد پر ضلع پریشدوں کو فراہم کی جائیں گی۔ چوہوں کو ختم کرنے کے لئے بھی ایک خصوصی مہم چلائی جائے گی۔

اناج کی پیداوار میں اضافے کے لئے زراعتی عملہ، کارکنوں اور کاشتکاروں کو تربیت دینا بہت ضروری ہے۔ لہٰذا ریاست میں موجودہ زراعتی یونیورسٹیوں کو اس مقصد کے تحت مناسب پروگرام شروع کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

تیل، اناج، اور دالوں پر بکری ٹیکس

حکومت مہاراشٹر نے یہ وضاحت کی ہے کہ بمبئی سیلز ٹیکس ایکٹ بابت ۱۹۵۹ء میں ترمیم ہونے تک اس صورت میں جبکہ کچا تیل (کوکونٹ آئیل) نیز اناج اور دالیں سربند ڈبوں میں فروخت کی جائیں نہ کہ سربند پلاسٹک تھیلیوں یا ہیسن کپڑے، کاغذ یا دفتی، لیمنیٹ کاغذ یا المونیم فوائیل میں جن کو مذکورہ ایکٹ کے تحت چھوٹ دی گئی ہے۔ تو ان پر، ستمبر ۱۹۷۶ء سے بکری ٹیکس کی شرح چار فیصد ہوگی۔

مرکزی سیلس ٹیکس ایکٹ بابت ۱۹۵۶ء کی دفعہ ۱۴ میں ترمیم کے تحت کچا تیل، اناج، اور دالیں جو کہ درج ذیل میں اعلان شدہ اشیا کی فہرست میں شامل کی گئی ہیں۔

اناج: دھان، چاول، گیہوں، جوار یا ملو، باجرہ، مکا، راگی، کودوں، کٹکی اور جو۔

دالیں: چنا یا گلاب چنا، ارہر یا تور، مونگ یا ہری مونگ، مسور یا کالا مسور، ماش یا کالی ماش، موٹھ، لاکھ یا کیسری۔

لائسنسنگ بورڈ مہاراشٹر اسٹیٹ، بمبئی نے شری رام بھاؤ سیتے، پروپرائٹر الیکٹرک سپروائزر، میسرز اشوک الیکٹرک ورکس، ناگپور کا الیکٹریکل کنٹراکٹر لائسنس اور سپروائزری کا پرمٹ ایک سال کے لئے یعنی ۳۱ جولائی ۱۹۷۷ء تک معطل کر دیا ہے۔

نیز بورڈ نے شری یو کے۔ گھبھئے، پارٹنر الیکٹرک سپروائزر میسرز ونود لاؤڈ اسپیکر ناگپور کا الیکٹریکل کنٹراکٹر لائسنس منسوخ اور سپروائزر پرمٹ جولائی ۱۹۷۷ء تک معطل کر دیا ہے۔

ساہوکاروں پر پابندی

بمبئی ساہوکاران (ترمیم) ایکٹ بابت ۱۹۷۵ء کی دفعہ ۷۔ الف کے تحت ہر لائسنس شدہ ساہوکار کے لئے ضروری ہے کہ وہ بمبئی ساہوکار قوانین کے قانون ۱۰۔ الف (۲) کے تحت مقررہ استحقاقی سرٹیفکیٹ وہاں کے پولیس انسپکٹر سے حاصل کرے جہاں وہ اپنا دھندہ کر رہا ہو یا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔

منی لینڈنگ کے لئے کوئی بھی نیا یا تجدیدی لائسنس رجسٹرار آف منی لینڈرس اس وقت تک جاری نہیں کرے گا جب تک کہ استحقاقی سرٹیفکیٹ پیش نہیں کیا جائے گا۔

"یوگا" پر کتابچہ

ڈائرکٹوریٹ آف اسپورٹس اینڈ یوتھ سروسز مہاراشٹر اسٹیٹ، پونے نے "یوگا" پر ایک کتابچہ شائع کیا ہے جس کا عنوان ہے: "سچترا شالیہ یوگ ابھیاس پستکا" یہ کتابچہ ثانوی اسکول کے مدرسین کے لئے ہے۔ کتابچہ کی قیمت فی جلد دو روپیہ ۵۰ پیسے ہے اور یہ گورنمنٹ بکڈپو واقع بمبئی، پونے، اورنگ آباد

دفتر کی منتقلی

شیواجی نگر، پونے میں واقع گورنمنٹ اگزامینیشن بورڈ کے کمشنر کا دفتر اولڈ ٹریننگ کالج فار ویمن، ۱ ڈاکٹر امبیڈکر روڈ، کیمپ پونے میں منتقل ہو گیا ہے۔

بورڈ سے متعلق تمام خط و کتابت اب نئے پتے پر کی جائے۔

بلڈانہ ضلع کمیٹی

حکومت مہاراشٹر نے ۲۰۔ نکاتی پروگرام کو آگے بڑھانے کی غرض سے مندرجہ ذیل افراد کو بلڈانہ ضلع سطح کمیٹی کا رکن مقرر کیا ہے: شری بھاؤ راؤ رام راؤ وانکھیڈے ساکن بیل گاؤں، تحصیل مہکر (شری این۔ ایس۔ بوبارڈے کی جگہ) شری ایم۔ بی۔ ککڑے اور شری راما راؤ بھیکاجی پاٹل، دونوں بلڈانہ سے۔

موٹر حادثات سے متعلق عدالت

حکومت مہاراشٹر نے پونے شہر سے متعلق ایک رکنی موٹر ایکسیڈنٹ کلیم ٹریبیونل کے لئے ایس۔ ڈی۔ نائیک جائنٹ جج کا تقرر کیا ہے۔ یہ عدالت موٹر کے حادثہ میں مرنے یا زخمی ہونے والے اشخاص کے مطالبات وغیرہ کا تصفیہ کرے گی۔

فوری توجہ کیلئے

ترسیل زر اور مراسلت کے دوران حوالہ نمبر جو آپ کے خط یا پتے کے اوپری حصے میں درج ہوتا ہے ضرور تحریر فرمائیں۔

(صفحہ ۱۳ سے آگے)

بہبود، حکومت ہند، خیراتی ادارے، صنعتی ادارے، اوقاف اور مخیر اشخاص پوری کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہر سال ۲ سے ۹ اکتوبر تک "یوم پرچم ہفتہ" منایا جاتا ہے اور سوسائٹی کے لئے چندہ جمع کیا جاتا ہے۔ اس موقع پر بڑی بمبئی میں اسکول کے بچے ہاتھ بٹاتے ہیں۔

سوسائٹی کے اس عظیم انسانی کام نے لوگوں کو کس قدر متاثر کیا ہے۔ اس کا اندازہ سوسائٹی کے نام خطوط سے ہوتا ہے۔ چنانچہ ناسک کے ایک مجبوری دور کرنے لکھا ہے کہ ہم سمندر بحریہ کی خاطر آپ کی خدمات کی بابت سنا۔ کیا ہم مالی امداد کی غرض سے اپنی حقیر رقم آپ کو بھیج سکتے ہیں؟"

ممتاز صنعت کار بمبئی نیز بال کلیان نگری کی عمل آوری پروجیکٹ کمیٹی کے وائس چیرمین شری کانتی کمار پودار بڑے سرگرم کارکن ہیں۔ انھوں نے اب تک سوسائٹی کے لئے بطور عطیات ۴۵ لاکھ روپے کی رقم جمع کی ہے۔

۱۹۲۷ء میں قیام کے بعد سے اب تک تقریباً ۳۰٫۱۰ لاکھ بچے اس سوسائٹی کی خدمات سے فیضیاب ہوئے ہیں۔ ان میں سے بڑی تعداد میں بچے پرمسرت زندگی گذار رہے ہیں۔

صفحہ ۱۹ کا بقیہ "جھونپڑ پٹیوں کا سدھار"

ملنے والی رقم سے آئندہ دو سال میں تقریباً ۲۰۰۰ مکانات تعمیر کرنے کا ارادہ ہے۔ مکان پر لاگت کا تخمینہ فی مکان ۱۵۰۰۰ روپے ہے اور یہ مکانات ۲ سال کی مدت میں مکمل کئے جائیں گے۔ اس اسکیم کی توسیع ریاست کے دوسرے حصوں میں بھی کی جائے گی جس میں تعلقہ جات کے صدر مقامات بھی شامل ہیں۔

زیادہ سے زیادہ اراضی پر گیہوں کی کاشت

وزیر اعلیٰ کی اپیل

وزیر اعلیٰ مہاراشٹر شری شنکر راؤ چوان نے حلقہ بمبئی کے اضلاع میں خریف ۱۹۷۶ء کے دوران مخلوط اور اعلیٰ اقسام کے اناج کی پیداوار کا نشانہ حاصل کرنے پر عہدیداران کو ان کی اعلیٰ کارکردگی پر مبارکباد دی۔

وزیر اعلیٰ حال ہی میں بمبئی حلقے کے سرکاری اور غیر سرکاری کارکنوں کی ایک میٹنگ کی صدارت کر رہے تھے جو خریف پیداوار مہم کی کامیابیوں کا جائزہ لینے اور ربیع فصل مہم کے لئے طریقۂ کار طے کرنے کے لئے طلب کی گئی تھی۔

وزیر اعلیٰ نے ریاست کے مختلف حصوں کے ان کسانوں کو مبارکباد دی جو دھان کی کاشت میں نشانہ سے بڑھ گئے ہیں، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ریاست دھان پیدا کرنے والی بڑی ریاست بن سکتی ہے۔

آپ نے مزید فرمایا کہ پنجاب میں سبز انقلاب کا سبب دھان اور گیہوں کی زبردست کاشت ہے۔ لہٰذا میرے خیال میں مہاراشٹر کو بھی گیہوں کا زیر کاشت رقبہ بڑھانے پر پوری توجہ دینی چاہئے جس کا یہاں کافی امکان ہے۔

میٹنگ میں اس بات کا انکشاف کیا گیا تھا کہ بمبئی حلقہ میں ۲۵/۲۶ لاکھ ہیکٹر میں سے ۱۶،۲۴ لاکھ ہیکٹر اراضی مخلوط اور اعلیٰ اقسام کے زیر کاشت لائی گئی ہے۔

ایم۔ پی۔ سی۔ سی کے صدر شری پی۔ کے ساونت، وزیر زراعت شری شر دپوار، وزیر امداد باہمی، شری ایس۔ بی۔ پاٹل، وزیر شراب بندی، شریمتی پر تبھا پاٹل، وزیر مملکت برائے زراعت شری این۔ ایس۔ سپکال اور نائب وزیر برائے محصول اراضی شری شانتارام گھولپ بھی اس موقع پر موجود تھے۔

پیداوار کے لئے تیز رفتاری

وزیر اعلیٰ مہاراشٹر شری شنکر راؤ چوان نے حال ہی میں ناگپور میں ڈویژنل پلان ریویو میٹنگ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہر ضلع کی متوازن ترقی کا دار و مدار سب کے تعاون سے پیداوار نیز ترقیاتی سرگرمیوں کی تیز رفتاری پر ہے۔ متوازن ترقی کے لئے ضلعی سطح پر منصوبہ بندی بے حد ضروری ہے۔

وزیر اعلیٰ نے بتایا کہ بڑے آبپاشی پروجیکٹوں کو ریاستی منصوبہ میں شامل کر لیا گیا ہے۔ اس طرح اب ریاستی اور ضلعی سطح منصوبہ جات پر گنجائش کا تناسب ۵۰:۵۰ ہو جائے

آپ نے مزید فرمایا کہ سرکار پیداوار اور زرعی ترقیاتی اسکیموں سے متعلق مشکلات پر ہمدردی سے غور کرے گی۔

وزیر اعلیٰ نے ممبران کی ان تجاویز پر تبادلہ خیال کیا جو کہ ادیباسیوں کے علاقوں میں سڑکوں اور پلوں کی تعمیر، پانی کی فراہمی اور ٹاؤن پلاننگ سے متعلق تھیں۔

اس موقع پر وزیر صنعت، شری این۔ ایم۔ ترڈکے؛ وزیر تعلیم شریمتی پربھا راؤ، وزیر آبپاشی شری بی۔ جے۔ کھتال؛ وزیر سماجی بھلائی، شری اے۔ ایس۔ کستوری؛ وزیر مملکت برائے زراعت، شری این۔ ایس سپکال؛ وزیر مملکت برائے صنعت، شری ادے سنگھ راؤ گائیکواڑ؛ وزیر مملکت برائے اطلاعات شری شام راؤ کدم، نائب وزیر برائے زراعت شری علی حسن ہمدانی؛ منصوبہ بند سکریٹری، شری جی۔ سبرامنیم؛ ڈویژنل کمشنر شری اے۔ اے۔ علوی؛ مختلف محکمہ جات کے سکریٹری اور پلاننگ بورڈ کے ممبران موجود تھے۔

غریبی دور کرنے کے لئے عوام کو بچت کرنی چاہیئے
وائی۔ بی۔ موہیتے

شری وائی بی۔ موہیتے وزیر مالیات نے ۲۰ ستمبر کو سچیوالیہ بمبئی میں ڈسٹرکٹ کوآپریٹیو بنکوں کے صدر صاحبان کی ایک بیٹھک سے خطاب کرتے ہوئے یہ مشورہ دیا کہ غریبی دور کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ لوگ اپنی آمدنی میں سے بچت کریں۔

آپ نے فرمایا کہ اس تحریک کو عوامی ہونا چاہیئے اور خاص طور سے کم تنخواہ پانے والا

کو باقاعدہ بچت کرنا چاہیئے۔ جن کی تعداد ریاست میں تقریباً ۲۹ لاکھ ہے۔ موجودہ تحریک زیادہ سائنسی طریقے پر چلائی جارہی ہے اور کاشت کاروں اور کپاس دگنا پیدا کرنے والوں کو اس میں پہلی بار شامل کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ وہ اپنی آمدنی میں حکومت کو شریک کریں۔

وزیر مالیات نے بنکوں کے عہدیداروں سے کہا کہ وہ اپنے اسٹاف کے کم از کم ۸۰ فیصدی اراکین کو اس سال دسمبر کے اختتام تک "پے رول بچت اسکیم" کے تحت لائیں۔ موصوف نے ان سے یہ بھی کہا کہ وہ اپنی بچت کا مناسب حصہ چھوٹی بچت میں ڈالیں۔

شری این۔ ایل۔ بکھن پال، ڈائرکٹر اسمال سیونگز نے سال کی چھوٹی بچت مہم کی خصوصیات پر روشنی ڈالی۔

ڈسٹرکٹ کوآپریٹیو بنکوں کے نمائندوں نے وعدہ کیا کہ وہ اپنے تمام اسٹاف کو اس میں شامل کریں گے۔ خود عہدیداروں نے بھی "چھوٹی بچت" میں رقم جمع کرنے کی پیش کش کی۔ انھوں نے یقین دلایا کہ ہر بنک کم از کم ایک لاکھ روپے "چھوٹی بچت" کے طویل المدت کھاتے میں ڈالے گا۔

چھوٹی بچت میں ۱۵ لاکھ روپے امداد باہمی بنکوں کا اقدام

مہاراشٹر اسٹیٹ کوآپریٹیو بنک کے چیرمین شری ایس۔ جی۔ پاٹل نے چھوٹی بچت میں لگانے کی خاطر ۱۵ لاکھ روپے کا ایک چیک وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان کو ۲۶ ستمبر کو پیش کیا۔

اس موقع پر شری پاٹل نے فرمایا کہ وزیر مالیات شری وائی۔ بی۔ موہتے کی اپیل پر لبیک کہتے ہوئے ریاست کے ۲۷ شہری امداد باہمی بنکوں اور ۲۶ ضلع مرکزی امداد باہمی بنکوں نے اس بات کا فیصلہ کیا کہ تقریباً ۲،۵ کروڑ روپے اس سال چھوٹی بچت کی مد میں جمع کئے جائیں۔ جس میں سے ۱۵ لاکھ روپے پہلی قسط کے طور پر آج وزیر اعلیٰ کے سپرد کر دیئے گئے۔

شری پاٹل نے مزید فرمایا کہ امداد باہمی بنک کے ۷۰۰۰ ملازمین نے بھی یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ "پے رول سیونگس گروپ" میں شامل ہو جائیں اور باقاعدہ ایک کروڑ روپے ماہانہ رقم چھوٹی بچت کی مد میں جمع کرنے میں مدد کریں گے۔

وزیر صحت کی سالگرہ خون کا عطیہ دیا

وزیر صحت عامہ، شری کے۔ ایم۔ پاٹل ۱۳ ستمبر کو ۵۳ سال کے ہو گئے۔ آپ نے اپنی سالگرہ بلڈ بنک، جے جے اسپتال، بمبئی کو خون کا عطیہ دے کر منائی۔ اس دن بھساول اور ناگپور کے درمیان ٹرین کی منسوخی کی بنا پر وزیر موصوف کو اپنا ناگپور کا دورہ ترک کرنا پڑا تھا۔ آپ صبح بمبئی پہنچ کر سیدھے جے جے اسپتال گئے اور ۳۰۰ سی سی خون کا عطیہ دیا۔ آپ کی اہلیہ شریمتی کمل تائی آپ کے ساتھ تھیں۔ وہ بھی دو ماہ قبل خون کا عطیہ اسی بلڈ بنک میں دے چکی ہیں۔

شری سوشیل کمار شندے وزیر مملکت برائے سماجی بہبود جو انھیں سالگرہ کی مبارکباد پیش کرنے آئے تھے اس موقع پر موجود تھے۔

محکمہ صحت عامہ کے ۸ افسران نے بھی جو اسپتال میں موجود تھے خون کا عطیہ دیا جن میں شری ایم۔ ایس۔ پالنکر، سکریٹری، ڈاکٹر جی۔ ایس۔ مناک ڈائرکٹر آف ہیلتھ سروسز، ڈاکٹر وی۔ ڈی۔ کابرکر، ڈپٹی سکریٹری اور جے۔ لوبو، جائنٹ ڈائرکٹر آف ہیلتھ سروسز شامل ہیں۔

ڈاکٹر کے۔ ڈی۔ شرما۔ ڈین آف جے۔ جے۔ گروپ آف اسپتال نے وزیر موصوف کا بلڈ بنک میں استقبال کیا اور اسپتال کے عملے کی طرف سے انھیں پھولوں کا گلدستہ پیش کیا۔

فرض کی ادائیگی

شری ڈی۔ پی۔ سنکپال سب انسپکٹر، بائیکلہ پولیس اسٹیشن اس وقت جے۔ جے۔ اسپتال میں ڈیوٹی پر تھے جب کہ وزیر صحت عامہ شری کے۔ ایم۔ پاٹل نے خون کا عطیہ دیا تھا۔ یہ دیکھ کر شری سنکپال بھی فوراً معطین میں شامل ہو گئے اور خون کا عطیہ دیا۔

ہوم گارڈز کو مالی امداد

کمانڈنٹ جنرل، ہوم گارڈز مہاراشٹر نے اپنے اختیاری فنڈ سے فوری امداد کے طور پر ایک ہزار روپے کی رقم آنجہانی شری وی پی۔ پٹیل کے لواحقین کو دینا منظور کی ہے۔ شری پٹیل بمبئی عظمیٰ کے ایک ہوم گارڈ تھے۔ جن کی موت ۲ ستمبر کے روز ڈیوٹی انجام دیتے وقت ایک حادثے میں ہو گئی تھی۔

اسی طرح ہوم گارڈ شری ڈی۔ ایس۔ ہرکر اور شری ڈی۔ ڈی۔ نلاوڈے کو بھی بالترتیب ۳۰۰ روپے اور ۲۵۰ روپے کی مالی امداد دی گئی ہے جو کہ ڈیوٹی دیتے وقت اسی حادثہ میں کافی زخمی ہو گئے تھے۔

کمانڈنٹ جنرل نے ۸۰۰ روپے کی مالی امداد آنجہانی شری ایس۔ جی۔ اہلوے کی غریب بیوہ کے لئے بھی منظور کی ہے۔ شری اہلوے ایک محنتی اور ایماندار ہوم گارڈ تھے اور گذشتہ سال ان کی ناگہانی موت ہو گئی تھی۔

کنبہ بندی نشانہ، تعلقہ جات کو انعام

شری شنکر راؤ چوہان وزیر اعلیٰ مہاراشٹر نے حال ہی میں ناگپور میں حلقہ داری ربیع مہم کے سلسلے میں منعقدہ ایک اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ جو تعلقہ جات پچھلے سال خاندانی منصوبہ بندی کے نشانے کو پورا نہ کر سکے تھے اگر وہ پچھلی کمی کو پورا کرتے ہوئے اس سال کا نشانہ بھی پار کر لیں تو انھیں دس دس ہزار روپے کے انعامات دیئے جائیں گے۔

ضلع ناگپور میں کنبہ بندی مہم

ضلع ناگپور میں کنبہ بندی مہم کے دوران لوگوں نے بڑے جوش و خروش کا اظہار کیا اور بہت زیادہ تعداد میں نس بندی کروانے کے لئے خاندانی منصوبہ بندی کے کیمپوں پر پہنچے جو مختلف مقامات پر کھولے گئے ہیں۔ نس بندی کرانے والوں کی تعداد میں برابر اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ ضلع کے دیہی علاقوں میں یکم ستمبر سے ۱۸ ستمبر تک کل ۳،۱۱ نس بندی آپریشن کئے جا چکے ہیں۔ اس سال یکم اپریل سے اب تک نس بندی کرانے والوں کی تعداد ۲۷۷۱ ہو چکی ہے۔

عطیات برائے راحت فنڈ

ماہ اگست میں ۲۵۷۰ روپے بطور عطیات وزیر اعلیٰ کے سیلاب راحت فنڈ کے لئے وصول ہوئے۔

معطین کے نام یہ ہیں: پرنسپل بھوسلہ ملٹری اسکول، ناسک، ۴۲۵ روپے۔ ایشین الیکٹرونک کمپونینٹس لمیٹڈ، ستپور، ضلع ناسک ۱۰۰۱ روپے، تحصیلدار بھنڈارہ ۱۰۴۳ روپے اور سیکریٹری نیشنل لائبریری بمبئی ۱۰۱ روپے۔

صفحہ نمبر ۵ سے آگے - گاندھی جی نے کیا سوچا تھا؟

کا مثالی سماج یعنی رام راج ہے۔ دوم درجے کا مثالی سماج وہ ہے جس میں فرد اور اس کا گاؤں مل کر حکومت بناتے ہیں، ہر گاؤں ایک خود کفیل معاشی واحدہ (economic unit) ہوتا ہے۔ ریاست بھی ہوتی ہے لیکن وہ سب سے کم حکومت کرتی ہے۔ ووٹ دینے کا حق انھیں کو حاصل ہوتا ہے جو اپنے ہاتھوں کی محنت سے ملک کی پیداوار میں اضافہ کرتے ہیں۔ سرمایہ دار دولت کے امین ہوتے ہیں۔ اقلیت، اکثریت کے دباؤ سے آزاد ہوتی ہے۔ اہنسا کے ذریعہ سماجی عدل قائم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور ستیہ گرہ سے ہر قسم کی غلط کاریوں کا مقابلہ کیا جاتا ہے۔

جیسا کہ عرض کر چکا ہوں گاندھی جی کے ان تصورات کی تکمیل کا مقصد ستیہ اور موکش کا حصول ہے اور اس کے لئے اہنسا کا راستہ اپنانا ضروری ہے۔ اہنسا کی معجز نمائی پر گاندھی جی کو اس قدر بھروسہ تھا کہ وہ اسے نہ صرف افراد کی اصلاح تہذیب بلکہ اجتماعی زندگی میں ظلم و جبر کے مقابلے کے لئے، آزادی کی جد و جہد کے لئے، ملک کے نظم و نسق کے لئے، یہاں تک کہ بیرونی طاقت سے نبرد آزمائی کے لئے ایک موثر ہتھیار سمجھتے تھے۔ گاندھی جی کے خیال میں انسانیت موجودہ تہذیبی و تمدنی سطح تک اہنسا ہی کی بدولت پہنچ پائی ہے، اور اہنسا ہی کی مدد سے آگے بڑھ سکتی ہے کیونکہ سارے سماجی رشتوں پر جن میں میاں بیوی کے تعلقات بھی شامل ہیں، اہنسا محیط ہے۔ اس کے بغیر سماجی زندگی کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا۔

ہری بھاؤ امین۔ گائیکواڑ، وزیر مملکت برائے ... ۲۴ ستمبر ... کو جہانگیر آرٹ گیلری ... سنگاری ... کا افتتاح کر ...

مہاتما گاندھی جینتی کے موقع پر بمبئی ناگرک سمیتی کی جانب سے رویندر ناٹیہ مندر میں ۲۷ واں نشہ بندی ہفتہ منایا گیا اس موقع پر لی گئی تصویر میں مہاراشٹر لیجسلیٹیو کونسل کے چیرمین شری دی۔ ایس۔ پاگے تقریر کر رہے ہیں۔
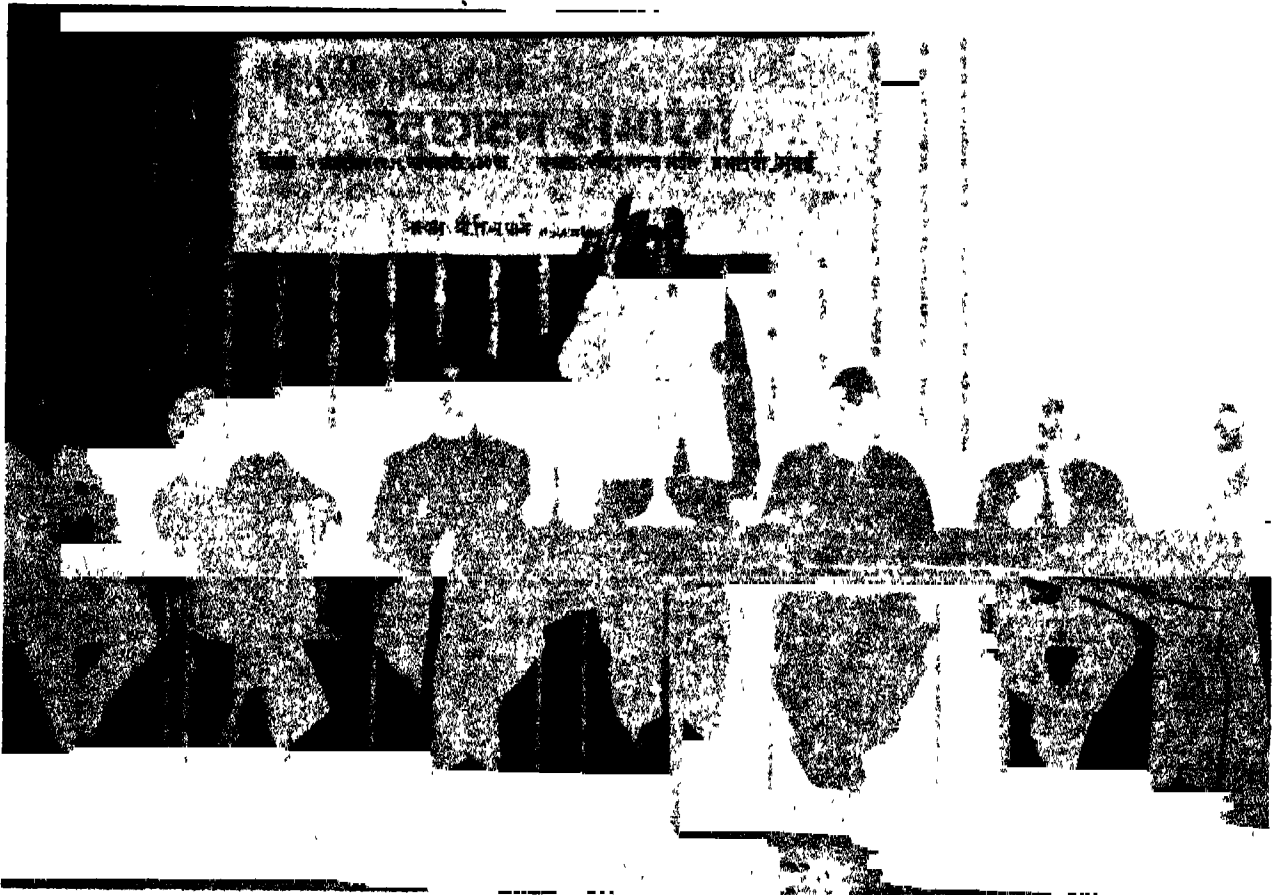
ترتیب
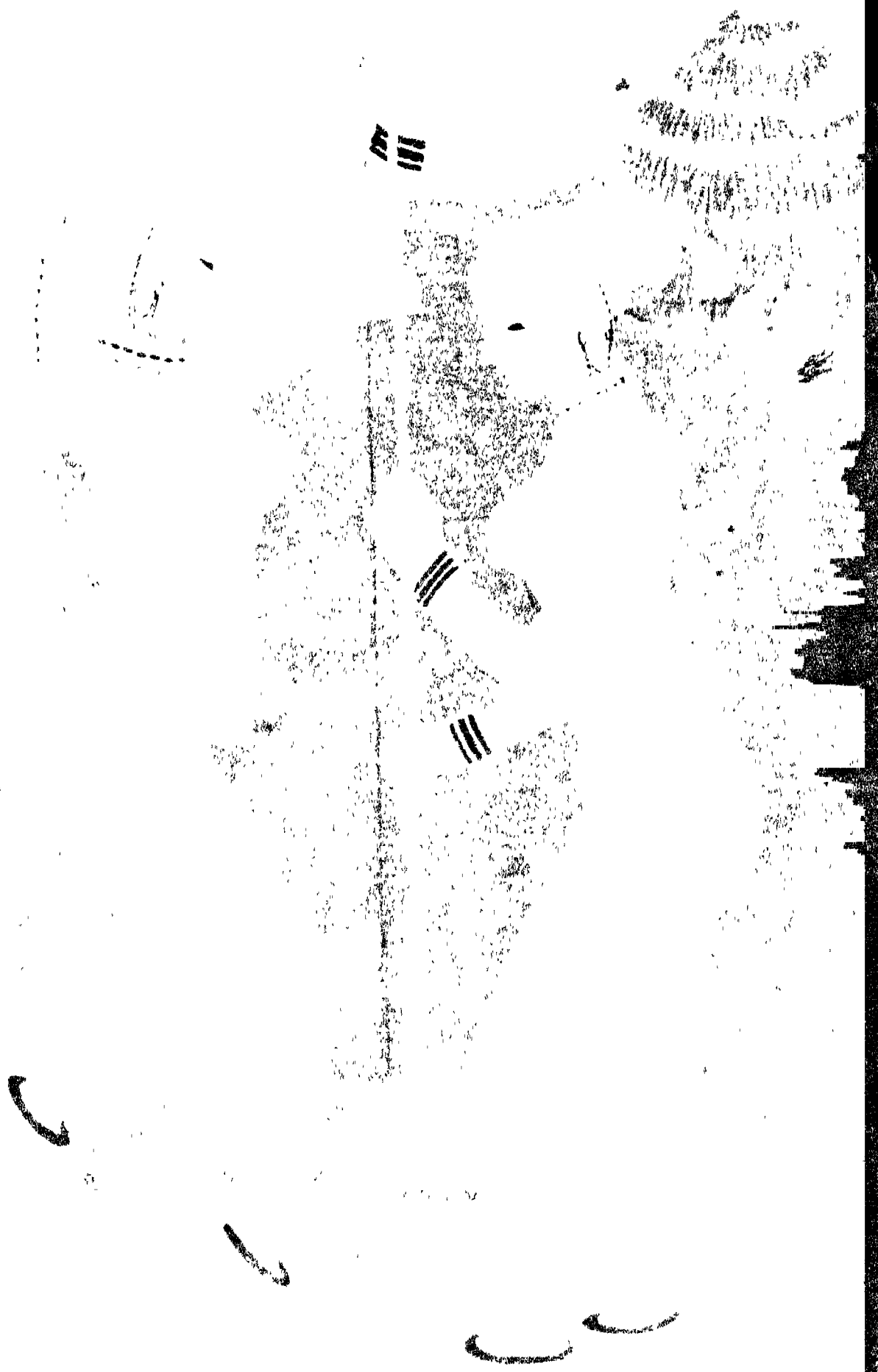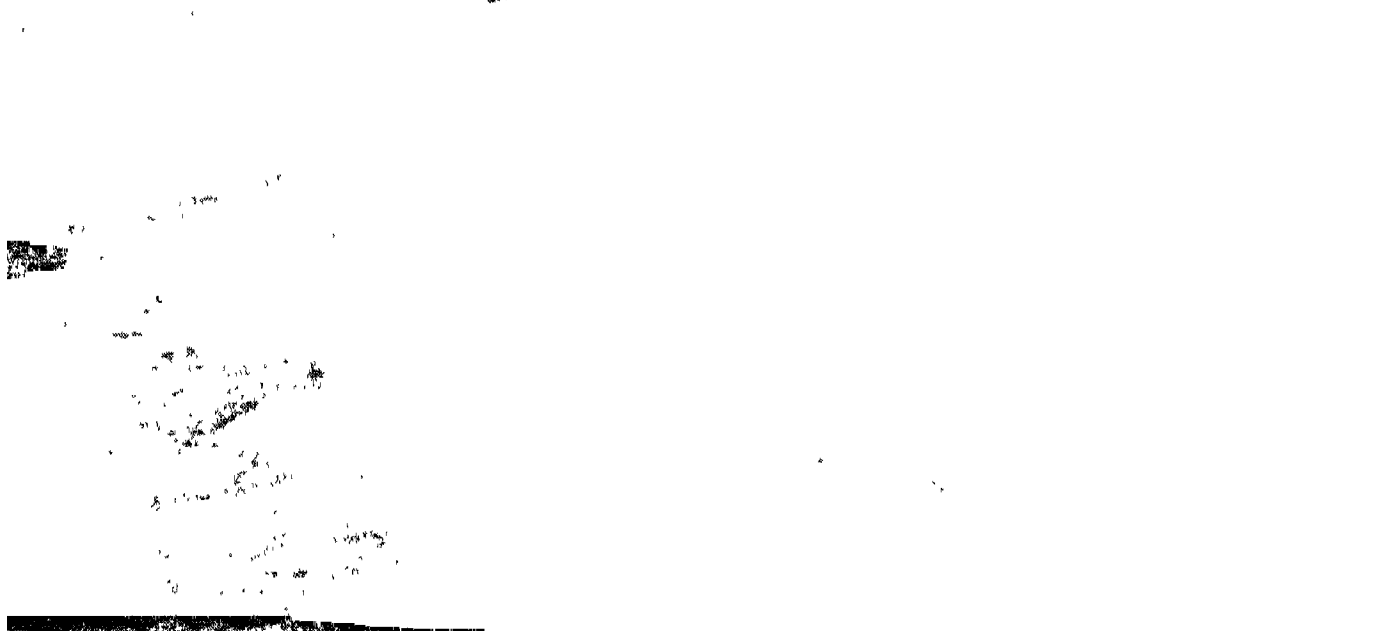
سخنہائے گفتنی

آئندہ ماہ اتر پردیش کے دارالخلافہ میں کل ہند اردو اکادمیوں کی مجوزہ میٹنگ جس کا افتتاح غالباً صدرِ جمہوریہ فرمائیں گے، اس بات کا یقین دلاتی ہے کہ اردو کا کارواں تیز رفتاری اور کامرانی سے آگے بڑھ رہا ہے۔ اس کے لئے اردو والوں کو اپنی ہردلعزیز رہنما محترمہ اندرا گاندھی کا شکر گذار ہونا چاہیئے جو اردو کو اس کا جائز مقام دلانے کے لئے کوشاں ہیں۔ ماریشس میں اپنی حالیہ تقریر کے دوران انھوں نے اردو کی ترقی کا بھی ذکر کیا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اردو کی ترقی اور اشاعت سے حقیقی اور مخلصانہ دل چسپی رکھتی ہیں۔

قومی راج کے گزشتہ چند شماروں کو قارئین نے سراہا ہے۔ خصوصاً اس بات پر انھوں نے خوشی کا اظہار کیا ہے کہ قومی راج برمحل موضوعات پر مضامین شائع کرنے کی جانب توجہ دے رہا ہے اور اس کے ظاہری حسن میں بھی نکھار پیدا کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

تیوہاروں کی فصل جاری ہے اور چند ہی روز بعد ملک بھر میں دیوالی منائی جائے گی۔ ہمیں خوشی ہے کہ اس بار یہ چراغاں سماجی اور اقتصادی زندگی میں نئے اجالے سے ہم آہنگ ہوگا، جو ہمارے بیس نکاتی پروگرام کی دین ہے۔

جلد: ۳ ★ ۱۶ اکتوبر ۷۶ء ★ شمارہ: ۲۰
قیمت فی پرچہ: ۵۰ پیسے ★ سالانہ ۱۰ روپے
زیرِ نگرانی: خواجہ عبدالغفور آئی۔ اے۔ ایس
ترسیل زر اور مراسلت کا پتہ:
چیف ڈائرکٹر آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، حکومت مہاراشٹر سچیوالیہ، بمبئی - ۴۰۰۰۳۲

لاکھوں آنسوؤں میں ڈوبا ہوا خوش حالی کا یہ تیوہار
کہتا ہے دکھ بھری کہانی دیوالی کے دیپ جلے

نئی ہوئی پھر رسم پرانی دیوالی کے دیپ جلے
شام سلونی رات سہانی دیوالی کے دیپ جلے

دھرتی کا رس ڈول رہا ہے دور دور تک کھیتوں کے
لہرائے وہ آنچل دھانی دیوالی کے دیپ جلے

شبنم کی بکھری بوندوں کو چومتی ہیں تاروں کی کرنیں
موسم کی مدھ بھری جوانی دیوالی کے دیپ جلے

نرم لووں نے زبانیں کھولیں پھر دنیا سے کہنے کو
بے وطنوں کی رام کہانی دیوالی کے دیپ جلے

لاکھوں لاکھ دیپ شکھائیں دیتی ہیں چپ آوازیں
لاکھ فسانے ایک کہانی دیوالی کے دیپ جلے

نردھن گھر والیاں کریں گی آج لکشمی کی پوجا
یہ آنسو بیوہ کی کہانی دیوالی کے دیپ جلے

کتنی اداس روشنی ہے ان جگمگ جگمگ دیپوں کی
کس برتے پر تتا پانی دیوالی کے دیپ جلے

آج منڈیروں سے گھر گھر کی نور کے چشمے پھوٹ پڑے
پگھلے شعلوں کی یہ روانی دیوالی کے دیپ جلے

کتنی مہنگی ہیں سب چیزیں کتنے سستے ہیں آنسو
اُف یہ گرانی یہ ارزانی دیوالی کے دیپ جلے

میرے سونے اندھیرے دل کا ایسے میں کچھ حال نہ پوچھ
آج سکھی دنیا دیوانی دیوالی کے دیپ جلے

تجھے خبر ہے آج رات کو نور کی لرزاں موجوں میں
پھوٹ ابھر آئی ہے پرانی دیوالی کے دیپ جلے

جلتے چراغوں سے سج اٹھی ہے بھوکے ننگے بھارت کی
یہ دنیا جانی پہچانی دیوالی کے دیپ جلے

آج رات کو بدحالی نے خوش حالی کا سوانگ بھرا
بنی لکشمی دکھ رانی دیوالی کے دیپ جلے

بھارت کی قسمت سوتی ہے جھلمل جھلمل آنسوؤں کی
نیل گگن نے چادر تانی دیوالی کے دیپ جلے

چراغاں

فراق گورکھپوری
۸ بینک روڈ، الہ آباد (یوپی)

بُجھے بُجھے چہروں سے اے سکھی آج کے جشنِ چراغاں میں
میں نے سُنی دکھ بھری کہانی دیوالی کے دیپ جلے

دیکھ رہی ہوں سینے میں داغِ جگر کے چراغ لئے
رات کی اس گنگا کی روانی دیوالی کے دیپ جلے

جلتے دیپک رات کے دل میں گھاؤ لگاتے جاتے ہیں
شب کا چہرہ ہے نورانی دیوالی کے دیپ جلے

خونی اشکوں سے جو بتیاں کانپتے ہاتھ جلاتے ہیں
تازہ کریں گی زخم نہانی دیوالی کے دیپ جلے

دھیتر دھان دھن سب افسانے آج کی رات دکھاتی ہے
لاکھوں کی بے سامانی دیوالی کے دیپ جلے

جگ جگ سے اس سکھی دیس میں بن جاتا ہے ہر تیوہار
رنج و خوشی کی کھینچا تانی دیوالی کے دیپ جلے۔

رات گئے جب اک اک کر کے جلتے دیئے دم توڑیں گے
چمکے گی تیرے غم کی کہانی دیوالی کے دیپ جلے

جلتے دیوں نے مچا رکھا ہے آج کی رات ایسا اندھیر
چمک اٹھی دل کی ویرانی دیوالی کے دیپ جلے

سیرِ چراغاں دیکھ دیکھ کے بے تپیاتی آنکھوں میں
حیرانی سی ہے حیرانی دیوالی کے دیپ جلے

کتنی امنگوں کا سینے میں وقت نے پتا کاٹ دیا
ہائے زمانے ہائے جوانی دیوالی کے دیپ جلے

لاکھوں چراغوں سے سن کر بھی آہ لے رات اماوس کی
تو نے پرائی پیر نہ جانی دیوالی کے دیپ جلے

لاکھوں نین دیپ جلتے ہیں تیرے منانے کو اس رات
اے قسمت کی روٹھی رانی دیوالی کے دیپ جلے

خوش حالی ہے شرطِ زندگی پھر کیوں دنیا کہتی ہے
دھن دولت ہے آنی جانی دیوالی کے دیپ جلے

برس برس کے دن بھی کوئی اشبھ بات کرتا ہے سکھی!
آنکھوں نے میری ایک نہ مانی دیوالی کے دیپ جلے

چھیڑ کے سازِ نشاطِ چراغاں آج فراقؔ سناتا ہے
غم کی کتھا خوشی کی زبانی دیوالی کے دیپ جلے

وزیرِ اعظم کے ۲۰ نکاتی منشور
میں سے تین معاشی نکات

تین گیت ۳ نکات

میرے دیش کی دھرتی پر ہے سونے کی بوچھار
گیت ایکتا کے گاتے ہیں گھر آنگن دیوار،
نگر گاؤں جگمگ جگمگ ہیں کھیتوں میں ہریالی ہے
دن میں ہولی کی برکھا ہے رات یہاں دیوالی ہے
کچھ ایسا بجلی نے کیا ہے دھرتی کا سنگار
میرے دیش کی دھرتی پر ہے سونے کی بوچھار
پلانٹ، کلیں، پروجیکٹ، مشینیں سب کی جان ہے بجلی
جس کے بن جینا مشکل ہے وہ سامان ہے بجلی
بجلی کی طاقت سے جواں ہیں سارے کاروبار
میرے دیش کی دھرتی پر ہے سونے کی بوچھار
کہیں اجالا کہیں اندھیرا اب وہ دور نہیں ہے
محنت کے ہاتھوں کا مالک کوئی اور نہیں ہے
اپنا آج ہے اپنا کل ہے اپنا ہے سنسار
میرے دیش کی دھرتی پر ہے سونے کی بوچھار

تسنیم فاروقی
باغ قاضی۔ لکھنؤ (۳)

● بجلی کے نشو و نما اور ترقی میں اضافہ

لِکھّی ہے تعمیر ہمارے ہاتھوں میں
دیش کی ہے تقدیر ہمارے ہاتھوں میں

ہم مزدور پسینے والے دھول میں نہلاتی ہے
محنت کے سائے سائے مٹی سونا بن جاتی ہے
کیاری کیاری کھل اٹھتی ہے ہریالی لہراتی ہے
دولت کی ہے تصویر ہمارے ہاتھوں میں
لِکھّی ہے تعمیر ہمارے ہاتھوں میں
نئے سویرے کے سورج نے ہمکو یہ پیغام دیا
دیش ہماری پرچھائیں میں جاگا ایسا کام دیا
ہم منصوبوں کے داتا ہیں ہم کو یہ انعام دیا
سب کچھ ہے تحریر ہمارے ہاتھوں میں
لِکھّی ہے تعمیر ہمارے ہاتھوں میں
پہلے اپنا دن بکتا تھا رات پرائی ہوتی تھی،
پھر بھی شیا موچلاتا تھا آدھا بھوکی سوتی تھی
آج وہاں پونم چھٹکی ہے کل جو دھرتی روتی تھی
اب ہے وہ تاثیر ہمارے ہاتھوں میں
لِکھّی ہے تعمیر ہمارے ہاتھوں میں

ایسے بھی نِردھن تھے یہاں جو مرنے کو جیتے تھے
پانی سے پیاسے رہتے تھے اور آنسو پیتے تھے

رہنے کو دیوار پرائی اور کھانے کو دھوپ
تن کے کپڑے پھٹے پرانے ردیا ردیا روپ
اب اُن کو گھر بار ملے گا جن پر دُکھ بیتے تھے
ایسے بھی نِردھن تھے یہاں جو مرنے کو جیتے تھے

جو چہرے کمھلائے ہوئے تھے اب شاداب ملیں گے
ان کی غریبی دور ہوئی ہے سکھ کے پھول کھلیں گے
کل تک جو کانٹوں کی مدد سے زخموں کو سیتے تھے
ایسے بھی نِردھن تھے یہاں جو مرنے کو جیتے تھے

اپنا اپنا جیون ہوگا اپنا اپنا ٹھکانہ
گیا دور اب زور ظلم کا بدل گیا وہ زمانہ
بھوکے ننگے بھیڑیے تھے زر والے چیتے تھے
ایسے بھی نردھن تھے یہاں جو مرنے کو جیتے تھے

● محنت کشوں کو تنظیمی امور میں حصہ دار بنانے کے لئے نئے منصوبے اور قوانین کی وضع

● بے زمین اور غریب عوام کو رہائشی تعمیر کے لئے زمین مہیا کرنے کا بندوبست

گناہ

= پدما سچدیو

(ساہتیہ اکادمی ایوارڈ یافتہ)

(ڈوگری سے ترجمہ)

سورج کو کہو آج نہ چڑھے
اندھیرا ہونے دے روشنی کو بھی ساتھ لے جائے
کیوں کہ روشنی میں گناہ نہیں ہو سکتا
اور آج میں گناہ کرنا چاہتی ہوں
ہاں یہ گناہ ہے
آنکھیں بند کر کے اُن سب ہی راستوں پر دوبارہ چلنا
جو ختم ہو چکے ہیں
آنکھیں بند کر کے وہ سب ہی نقوش یاد کرنا
جو مٹ چکے ہیں
آنکھیں بند کر کے ایک بار پھر اُسے اپنے ساتھ چلنے کے لئے کہنا
جو پتھر ہے پرانا پیپل ہے اور خزانہ پر بیٹھا ہوا سانپ ہے۔

محسن جلگانوی
۸۶۷/۱۸ ریلوے بلڈنگ ساؤتھ لالہ گوڑا۔سکندرآباد۔۱۷

چہروں میں ملیں گے نہ کتابوں میں ملیں گے
ہم لوگ بہت دور سرابوں میں ملیں گے

چھلکے گی تمہارے بھی مہک جسم کی خوشبو
کچھ رنگ ہمارے بھی گلابوں میں ملیں گے

لائیں گے کہاں سے یہ اُجالوں کے سمندر
ویسے کئی سورج بھی حبابوں میں ملیں گے

آواز پلٹ آئے گی دیوارِ وفا سے
پتھر بھی سوالوں کے جوابوں میں ملیں گے

ان ملگجی راتوں میں تراشے ہوئے پیکر
سب شہر کی پریوں کے شبابوں میں ملیں گے

بن جائیں گے ہم ڈھلتے ہوئے گیت کی دھڑکن
آواز کی لے بن کے ربابوں میں ملیں گے

اُڑتے ہوئے پنچھی ہیں عقابوں کی طرح ہم
لمحوں میں اٹھیں گے تو سحابوں میں ملیں گے

شہزادوں کی محفل میں نہ ڈھونڈے کوئی محسنؔ
ملنا ہے تو ہم خانہ خرابوں میں ملیں گے

دیوالی کے تین دیئے

پہلا دیا

دیوالی کا یہ دیا کوئی معمولی دیا نہیں تھا۔ دیئے کی شکل کا بہت بڑا بجلی کا لیمپ تھا۔ جو سیٹھ لکشمی داس کے محل نما گھر کے سامنے کے برآمدے میں لگا ہوا تھا۔ بیچ میں یہ دیوں کا سمراٹ دیا تھا اور جیسے سورج کے ارد گرد ان گنت ستارے ہیں اسی طرح اس ایک دیئے کے چاروں طرف بلکہ اوپر نیچے بھی ہزاروں بلب بجلی کے تاروں میں ایسے جگمگا رہے تھے جیسے مالن ہاروں میں چنبیلی کے سفید پھولوں کو گوندھتی ہے۔

برآمدے کے ہر محراب میں ان بجلی کے دیوں کے ہار پڑے ہوئے تھے۔ چھت کے کنگروں کے ساتھ ساتھ ستاروں سے بھی زیادہ جگمگاتے ہوئے قمقموں کی جھالریں جھول رہی تھیں۔ سنگ مرمر کے ہر ستون پر بجلی کے تار کی بیل چڑھی ہوئی تھی اور اس میں پکے ہوئے انگوروں کی طرح لال ہرے نیلے پیلے بلب لگے ہوئے تھے۔ سارے گھر میں کچھ نہیں تو دس ہزار بجلی کے یہ دیے شام سے ہی دیوالی کا اعلان کر رہے تھے۔ دیوی لکشمی کا انتظار کر رہے تھے۔

مگر ان سب میں سب سے زیادہ نمایاں وہ ایک ہی دیا تھا۔ دیوی کا سمراٹ جو اپنی روشنی سے شام کے دھندلکے کو دوپہر کی طرح روشن کیے ہوئے تھا۔ یہ دیا سیٹھ لکشمی داس امریکہ سے لائے تھے جب وہ وہاں اپنی کمپنی کے لیے بجلی کا سامان خریدنے گئے تھے۔ دراصل یہ دیوی کا سمراٹ انھیں ذاتی کمیشن کے طور پر بھینٹ کیا گیا تھا۔ مال سپلائی والی امریکن الیکٹرک کمپنی کی طرف سے۔ اور اس کو دیکھتے ہی سیٹھ لکشمی داس نے سوچ لیا تھا کہ اب کے بار دیوالی پر یہ امریکن دیا ہی دیوی لکشمی کا سواگت کرے گا۔

اور آج شام ہی سے یہ دیا اپنی بھڑکیلی امریکن شان سے جل رہا تھا۔ اس کے چاروں طرف دس ہزار اور روشنیاں جگمگا رہی تھیں۔

سیٹھ لکشمی داس کا کہنا تھا کہ سب تہواروں میں دیوالی ہی سب سے اہم اور برتر تہوار ہے۔ دیوالی کی رات کو جہاں اس کا سواگت کرنے کو روشنیاں ہوتی ہیں وہاں دیوی لکشمی آتی ہے۔ سو وہ ہمیشہ اس کا خیال رکھتے تھے کہ ہر دوسرے سیٹھ اور بیوپاری کے گھر سے زیادہ روشنیاں لکشمی محل میں ہونی چاہئیں۔ ان کو یقین تھا کہ جتنی زیادہ روشنیاں زیادہ ہوں گی اتنی ہی زیادہ لکشمی دیوی کی مہربانی بھی ہوگی اور شاید تھا بھی یہ سچ۔ بیس بائیس برس پہلے جب ان کی چھوٹی سی کپڑے کی دکان تھی تب ان کے گھر میں کڑوے تیل کے سو دیئے جلا کرتے تھے۔ پھر جب جنگ ہوئی اور ان کو فوجی کمبل سپلائی کرنے کا ٹھیکہ مل گیا تو ان کے نئے گھر پر ایک ہزار دیئے جگمگانے لگے۔ پھر جب آزادی آئی اور سیٹھ لکشمی داس کو ایک بہت بڑے ڈیم بنانے کے لئے مزدور سپلائی کرنے کا ٹھیکہ مل گیا تو دیوالی کی رات کو ان کے بنگلے پر پانچ ہزار بجلی کے بلب جگمگا اٹھے۔ اور اس سال جب کہ انھوں نے ایک امریکن کمپنی کے ساتھ مل کر کئی کروڑ روپے کا کارخانہ قائم کر لیا تھا جس میں انھیں لاکھوں روپے مہینے کی آمدنی کی امید تھی۔ اگر انکم ٹیکس افسر کوئی گڑبڑ نہ کرے۔

اس مرتبہ تو انھوں نے اپنے لکشمی محل میں ایسی روشنی کی تھی کہ ایک بار تو دیوی لکشمی کی آنکھیں بھی چکاچوند ہو جائیں۔ اتنی بہت روشنیاں اور خصوصاً امریکن دیوی کے سواگت کو دیکھ کر دیوی خوش ہو گئی تو کون جانتا ہے اگلی دیوالی تک سیٹھ جی پانچ چھ اور کارخانے اور دو چار بینک خریدنے کے قابل ہو جائیں۔

ہاں تو دیوالی کی رات تھی اور سیٹھ صاحب الیکٹرک انجینئیر کو ہدایت دے رہے تھے کہ بجلی کے کنکشن اور فیوز وغیرہ کا خاص خیال رکھے کیونکہ کسی کی بھول سے ایک سیکنڈ کے لئے بھی بجلی فیل ہو کر اندھیرا ہو گیا تو خطرہ ہے کہ دیوی لکشمی ناخوش ہو کر اس گھر سے ہمیشہ کے لئے نہ چلی جائے اس لئے الیکٹرک انجینئیر نے ایک جنریٹر بھی لگایا ہوا تھا تا کہ پاور کے کرنٹ میں کوئی گڑبڑ ہو تو جنریٹر سے بنائی ہوئی بجلی کام آئے۔

یکایک سیٹھ صاحب کو ایسا محسوس ہوا کہ جیسے محل بھر میں لگے ہوئے سارے بجلی کے قمقموں کی روشنی اور تیز ہو گئی ہو۔

"دیوی لکشمی آگئی" انھوں نے خوش ہو کر کہا۔ مگر انجینئیر نے سمجھایا کہ کرنٹ کے گھٹنے بڑھنے سے کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ روشنی زیادہ یا کم ہو جاتی ہے۔

"تو پھر تمہاری ڈیوٹی یہ ہے کہ دیکھتے رہو کہ روشنی زیادہ ہوتی رہے۔ ایک پل کے لئے بھی کم نہ ہو۔"

یہ کہہ کر سیٹھ صاحب برآمدے کی سنگ مرمر کی سیڑھیاں اتر کر باغ کی طرف آ رہے تھے جہاں ہر پیڑ کی شاخوں میں جگمگاتے ہوئے "پھل" جھول رہے تھے کہ انھوں نے ایک عورت کو سڑک پر کھڑا دیکھا۔

عورت گاؤں سے آئی لگتی تھی۔ اس کے بدن پر میلا گھاگرا تھا جس کا رنگ کبھی لال رہا ہوگا۔ اسی رنگ کی چولی تھی اور سر پر اوڑھنی تھی وہ بھی موٹے لال کھدر کی، مگر چھپی ہوئی۔ اپنے سر پر وہ میلے کچیلے چیتھڑے میں لپٹی ہوئی ایک گٹھڑی اٹھائے ہوئے تھی۔ اس کے کپڑے نہ صرف میلے تھے بلکہ پھٹے پرانے پیوند بھی لگے تھے۔

"کوئی غریب بھکارن ہوگی"، سیٹھ لکشمی داس نے دل میں سوچا۔

"کیوں مائی کیا چاہیئے؟" انھوں نے سیڑھیاں اترتے ہوئے پوچھا اور قریب جانے پر انھوں نے دیکھا کہ عورت غریب سہی مگر جوان ہے اور رنگت سانولی ہونے پر بھی خوبصورت ہے۔

"ایک رات کہیں ٹھہرنے کا ٹھکانہ چاہیئے، سیٹھ جی بڑی دور سے آئی ہوں۔"

"نا بابا معاف کرو" وہ جلدی سے بولے۔ من ہی من میں انھوں نے سوچ لیا تھا کہ ایک انجانی غریب جوان عورت کو رات بھر کے لئے گھر میں رکھنے کا کیا نتیجہ ہوگا۔ ہو سکتا ہے رات میں گھر میں سے روپیہ پیسہ یا زیور سونا چرا کر بھاگ جائے۔ ہو سکتا ہے کہ اسے بلیک میل کر کے روپیہ وصول کرے۔ سیٹھ جی کا لڑکا جوان تھا۔ وہ کہیں اس انجانی عورت کے چکر میں نہ آجائے۔

پھر بھی انھوں نے سوچا دیوالی کی رات ہے، کسی بھکارن کو دھتکارنا بھی نہیں چاہیئے۔

"بھوکی ہو تو کھانا کھلوائے دیتا ہوں۔ لڈو پوری جو جی چاہے کھاؤ۔"

"میں بھکارن نہیں ہوں سیٹھ جی۔" اس نے اپنے سر پر دھری ہوئی گٹھڑی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جواب دیا۔ "میرے پاس کھانے کو بہت کچھ ہے۔ مکئی کی روٹی ہے چنے کا ساگ۔ گاؤں کا اصلی گھی ہے۔ دہی ہے دودھ ہے۔ آپ کے سارے گھر کو پیٹ بھر کے کھلا سکتی ہوں۔ مجھے تو رات بھر ٹھہرنے کا ٹھکانہ چاہیئے۔"

اس کی حاضر جوابی سے سیٹھ جی اور گھبرا گئے۔ انھوں نے سوچا ایک

معمولی گاؤں کی عورت کی ہمت نہیں ہوسکتی کہ یوں سوال جواب کرے۔ کہیں یہ عورت انکم ٹیکس والوں کی سی آئی ڈی تو نہیں ہے؟

"نا بابا معاف کرو، ہمارے گھر میں جگہ نہیں ہے۔ کوئی دوسرا گھر دیکھو۔"

"تو پھر دوسرا ہی گھر دیکھنا پڑے گا سیٹھ جی۔" یہ کہا اور وہ عورت اپنی گٹھڑی سنبھالتی ہوئی چلی گئی۔

سیٹھ جی مڑ کر سیڑھیاں چڑھتے ہوئے واپس برآمدے میں جا رہے تھے کہ انھوں نے محسوس کیا کہ اس اریکن دیئے کی روشنی کچھ پیلی پڑتی جا رہی ہے۔ "یہ پاور ہاؤس کا کرنٹ پھر نیچے جا رہا ہے" اور پھر چلا کر کہا۔ "انجینیر جنریٹر تیار رکھو۔ دیئے بجھنے نہ پائیں۔" الیکٹرک انجینیر بھاگتا ہوا آیا اور اس نے کہا۔

"سیٹھ جی کرنٹ بالکل ٹھیک آ رہا ہے۔ ویسے جنریٹر بھی تیار ہے۔ آپ بالکل نہ گھبرائیے۔"

"گھبراؤں کیسے نہیں؟ سیٹھ جی کا دل نہ جانے کیوں ایک عجیب بے چینی سے دھڑک رہا تھا۔ جانتے نہیں دیوالی کی رات ہے؟ ایک پل کو بھی اندھیرا ہو گیا اور وہی دیوی کے آنے کا سمے ہوا اور دیوی روٹھ کر کہیں اور چلی گئی۔ تو ــ تو ــ؟

دوسرا دیا

انکم ٹیکس افسر لکشمی کانت تیل کی بوتل لے کر اپنے فلیٹ کی بالکنی میں نکلا تو اس نے دیکھا کہ سامنے سیٹھ لکشمی داس کا محل بجلی کی روشنیوں سے جگمگا رہا ہے۔

"ہاں، کیوں نہ ہو!" اس نے سوچا کروڑوں روپیہ بلیک کا جو موجود رکھا ہے۔ دس ہزار کیا دس لاکھ بجلی کے بلب لگا سکتا ہے۔

پھر اس نے دیکھا کہ اس کی اپنی بالکنی کی منڈیر پر جو سو دیئے اس نے سجا رکھے ہیں ان میں سے ایک دیئے کی لو دھیمی ہوتی جا رہی ہے۔ اس نے گھبرا کر سوچا۔ "کہیں دیا بجھ نہ جائے، شگون ہی برا نہ ہو جائے!" اور جلدی سے اس نے بوتل کا تیل دیئے میں الٹ دیا۔ دیا سلائی سے لو بھی اوپر کی تو اسے ایسا لگا کہ نہ صرف اس دیئے کی بلکہ سو کے سو دیوں کی روشنی ایک دم سے تیز ہو گئی۔

"دھنیہ ہو دیوی" اس نے دیوار پر لکشمی کی تصویر کے آگے پرنام کرتے ہوئے کہا۔ "اس برس تو تمہاری بڑی کرپا رہی ہے۔"

پھر اس نے کرسی پر آرام سے بیٹھ کر اپنا جاسوسی ناول اٹھایا جو ختم کے قریب تھا اور جس کا ہیرو اس وقت ڈاکوؤں کی سنہری ٹولی کے پنجے میں پھنسا ہوا تھا۔

دروازے کی گھنٹی بجی تو رسوئی میں سے اس کی بیوی چلائی۔ "اجی او۔ ذرا دیکھنا تو کون ہے؟"

"منگو سے کہو نا دیکھے کون ہے" اس نے ناول سے نظر اٹھائے بغیر جواب دیا۔

"منگو کو میں نے بازار بھیجا ہے مٹھائی لانے۔" رسوئی سے آواز آئی۔

"تو گنگا کو بھیجو!" گنگا ان کے یہاں برتن مانجھنے پر ملازم تھی اور صبح شام کام کرنے آتی تھی۔

گنگا مہردار تو آج چھٹی منا رہی ہے۔ کہتی تھی بائی ہماری بھی آج دیوالی ہے۔ آج ہم کام نہیں کریں گا۔ سو میں نے بھی چڑیل کو کھڑے کھڑے نکال دیا۔

گھنٹی ایک بار پھر بجی۔

"اچھا، اب تم ہی اٹھ جاؤ نا۔ ضرور سیٹھ جی کے ہاں سے مٹھائی آئی ہو گی۔"

"کیا صرف مٹھائی ہی آئی ہے یا کچھ اور؟" اس نے اٹھتے ہوئے سوچا۔

مگر جب اس نے دروازہ کھولا تو دیکھا سیٹھ جی کا ملازم نہیں ہے ایک عورت کھڑی ہے۔ عورت صورت سے گنوار لگتی تھی، کپڑے بھی پھٹے پرانے تھے۔ سر پر ایک میلے سے چیتھڑے میں لپٹی ہوئی ایک گٹھڑی تھی۔ مگر تھی جوان اور خوبصورت، لکشمی کانت نے دل ہی دل میں سوچا۔ جوانی اور خوبصورتی پر بھی انکم ٹیکس لگنا چاہیے۔

مگر اونچی آواز سے اس نے پوچھا۔ "کیوں کیا چاہیے؟"

"بابو جی! بڑی دور سے آئی ہوں۔ گھر لوٹنے کا سمے نہیں رہا۔ ایک رات کو ٹھیرنے کا ٹھکانہ مل جائے تو بڑی کرپا ہو گی۔ میں کہیں کونے میں پڑ رہوں گی۔"

لکشمی کانت نے ایک بار پھر اس عورت کی جوانی کا جائزہ لیا پھر مڑ کر کن انکھیوں سے رسوئی کی طرف دیکھا جہاں اس کی بیوی بیٹھی پوریاں تل رہی تھی۔ لاجو موٹی تھی۔ اس کے منہ پر چیچک کے نشان تھے۔ مگر وہ جہیز میں دس ہزار نقد لائی تھی اس کے سب رشتہ داروں نے مبارک باد دے کر کہا تھا۔ لکشمی کانت سچ مچ تیرے گھر میں تو لکشمی آئی ہے۔

لکشمی کانت نے اپنی بیوی کو دیکھا اور اس کے ہاتھ میں پوریاں بیلنے کے لئے جو لکڑی کا بیلن تھا اور پھر ہلکی سی ٹھنڈی سی سانس لے کر اس انجانی عورت کی طرف مخاطب ہوا۔

"آئی کہاں سے ہو؟"

"بڑی دور سے آئی ہوں بابو جی، مگر اس وقت تو سیٹھ لکشمی داس کے ہاں سے آئی ہوں۔"

"کیوں سیٹھ جی نے تمہیں نکال دیا۔؟"

"ہاں بابو جی، یہی سمجھو نکال ہی دیا۔"

"اور وہاں سے تم سیدھی یہاں چلی آئیں۔"

" ہاں بابوجی! "

لکشمی کانت نے سکتے ہی جاسوسی ناول پڑھے تھے اور اسے معلوم تھا کہ اگر کوئی سرمایہ دار کسی کو تباہ کرنا چاہتا ہے تو اس کا ہتھیار کوئی ایسی عورت بھی ہو سکتی ہے۔

" تو سیٹھ جی نے مجھے یہ دیوالی کی بھینٹ بھیجی ہے ؟ " اس نے دانت بھینچ کر کہا۔

" اس گٹھڑی میں کیا ہے ؟ "

اس میں مکئی کی روٹی ہے بابوجی، چنے کا ساگ ہے اور گاؤں کا اصلی گھی ہے اور دودھ ہے۔ دہی ہے۔ "

" بس بس رہنے دو " اسے یقین تھا کہ یہ سب بکواس ہے۔ جاسوسی ناولوں کے مطابق اس گٹھڑی میں زیور ہوگا۔ نشان لگے ہوئے نوٹ ہوں گے۔ رات کو یہ گٹھڑی اس کے گھر میں چھوڑ کر یہ عورت چمپت ہو جائے گی اور جب سیٹھ اس کو پکڑ دلانے کی دھمکی دے گا تو بغیر کچھ لئے دیئے اس کے انکم ٹیکس کے ریٹرن پاس کرنے ہوں گے۔

" جاؤ دوسرا گھر دیکھو " اس نے عورت کی جوانی کا آخری بار جائزہ لینے کے بعد ایک اور ٹھنڈی سانس بھری اور دروازہ بند کر دیا۔

" کون تھا ؟ " لاجو رسوئی سے چلائی۔

" کوئی نہیں ۔ "

" کوئی نہیں تھا تو اتنی دیر کس سے باتیں کر رہے تھے ۔ "

" میرا دماغ مت کھاؤ۔ کوئی بھکارن تھی۔"

بھکارن تھی تب ہی اتنی دیر تک میٹھی میٹھی باتیں کر رہے تھے، میں نہیں خوب . . .

ایک بار پھر گھنٹی بجی۔

دونوں نے دروازے کی طرف دیکھا۔

" جاؤ لگتا ہے پھر تمہاری بھکارن آئی ہے "

بیوی نے حکم دیا۔

لکشمی کانت نے دروازہ کھولا تو سفید وردی پہنے ایک ڈرائیور ہاتھ میں مٹھائی کا بڑا سا سنہری ڈبہ لئے کھڑا تھا۔

" سیٹھ لکشمی داس نے دیوالی کی مٹھائی بھیجی ہے۔ "

لکشمی کانت ڈبہ لے کر اندر آیا تو لاجو نے جلدی سے ڈبہ لے لیا۔ اور ڈرائیور سے چلّا کر بولی " اچھا بھائی سیٹھ جی سے ہمارا نمستے کہنا اور دیوالی کی مبارک باد۔

دروازہ بند کر کے لکشمی کانت کمرے میں داخل ہی ہو رہا تھا کہ بیوی نے پھر ڈانٹا۔ " ارے یہاں کھڑے میرا منہ کیا دیکھ رہے ہو۔ جلدی سے دیوں میں تیل ڈالو، ان کی روشنی کم ہوتی جا رہی ہے۔

تیسرا دیا

دیا صرف ایک تھا جو جھونپڑی کے سامنے ٹمٹما رہا تھا۔ دیئے میں تیل بھی بہت کم تھا اندر کھاٹ پر لکھو پڑا تھا۔ اس کا نام کبھی لکشمی چند ہوتا تھا۔ جب وہ اپنے گاؤں سے چل کر شہر آیا تھا مگر مل میں اور جھونپڑیوں کی بستی میں اسے لکھو لکھو ہی کہتے تھے۔ غریب مزدور کو اور خصوصاً جب وہ بے کار ہو اور بیمار بھی ہو بھلا کون لکشمی چند کہہ سکتا تھا۔

اس کی بیوی گنگا ایک کونے میں بنے ہوئے چولھے پر بھات پکا رہی تھی اور سوچتی جا رہی تھی کہ بچوں کو بھات کے ساتھ ساتھ کھانے کو کیا دوں۔ بارہ آنے گھر میں تھے اس کی وہ لکھو کی دوا لے آئی تھی۔ مالکن نے کھڑے کھڑے نکال دیا تھا۔ صرف اس لئے کہ اس نے دیوالی کی چھٹی مانگی تھی۔ پندرہ دن کی پگار باقی تھی وہ بھی نہیں دی تھی۔ کہہ دیا تھا۔ " دیوالی کے بعد آنا۔ آج کے دن ہم لکشمی کو گھر سے باہر نہیں نکالتے۔"

اتنے میں اس کے دونوں بچے باہر سے بھاگتے ہوئے آئے۔ بڑا سات برس کا تھا لچھمن اور چھوٹی چار برس کی ننھی مینا۔

لچھمن بولا۔ " ماں، ماں سیٹھ جی کے محل میں اتنے دیئے جل رہے ہیں کہ لگتا ہے رات نہیں دن ہے اور ایک دیا تو اتنا بڑا ہے کہ سب اسے دیوی کا سمراٹ بولتے ہیں۔"

اور مینا نے ٹھنک کر کہا۔ " ماں بھوک لگی ہے۔"

مگر لچھمن نے اسے ڈانٹ دیا۔ " مجھے بھوک لگی ہے میں کہتا ہوں ماں، ہمارے ہاں ایک ہی دیا کیوں جل رہا ہے۔ ؟ "

اس لئے بیٹا کہ ہم غریب ہیں۔ تیل کے پیسے نہیں کہ اور دیئے جلا سکیں۔"

اور کھانستے ہوئے لکھو نے کھاٹ پر سے آواز دی۔ " اری تو پھر یہ دیا بھی بجھا دے۔ اس جھونپڑی میں اندھیرا ہی ٹھیک ہے"

" ہائے رام " گنگا جلدی سے بولی۔ دیوالی کی رات کو دیا بجھا دوں ؟ اندھیرے میں دیوی لکشمی نہیں آئے گی۔

لکھو اتنی زور سے چلایا کہ پھر کھانسی کا دورہ پڑ گیا۔ مگر کھانستے کھانستے بھی وہ بولتا گیا۔ " دیوی سیٹھ لکشمی داس کے محل میں جائے گی۔ لکشمی چند کے گھر نہیں آئے گی ۔۔ نہ بجھا چراغ ۔۔ تھوڑی دیر میں تیل ختم ہو جائے گا تو آپ سے آپ ہی بجھ جائے گا۔"

لچھمن جو کھڑکی میں سے جھانک رہا تھا چلّایا۔ " بابا۔ بابا۔ دیکھو ہمارے دیئے کی لو آپ سے آپ اونچی ہوتی جا رہی ہے۔"

" پاگل ہوا ہے بے " لکھو اسے ڈانٹ ہی رہا تھا کہ یہ دیکھ کر اچنبھے میں رہ گیا کہ کہ باہر رکھے ہوئے دیئے کی روشنی اب جھونپڑی میں بھی پھیلتی جا رہی ہے۔

دروازہ کسی نے کھٹکھٹایا۔

گنگا نے دروازہ کھولا تو دیے کی روشنی میں دیکھا، ایک عورت کھڑی ہے۔

"کیا ہے بہن؟"

"ایک رات کہیں ٹھہرنے کا ٹھکانہ چاہئے بڑی دور سے آئی ہوں۔"

"تو اندر آؤ نا"

وہ عورت دروازہ میں سے اندر آئی تو اس کے ساتھ ہی چراغ کی روشنی بھی اندر آگئی۔

لکھو نے کہا۔ "ہمارے پاس تو بس یہی جھونپڑی ہے۔ ہوگی تو تکلیف۔ مگر اتنی رات گئے اور کہاں جاؤ گی۔ کھاٹ بھی ایک ہی ہے مگر میں اپنا بستر ادھر زمین پر کر لوں گا۔"

عورت زمین پر بڑے آرام سے پھسکڑا مار کر بیٹھ گئی تھی۔ "نہیں بھائی، تم بیمار ہو۔ تم کھاٹ پر سوؤ۔ میں تو دھرتی ہی سے نکلی ہوں، دھرتی ہی سے مجھے سکھ آرام ملتا ہے۔"

گنگا نے کہا۔ "لگتا ہے شہر میں پہلی بار آئی ہو۔ کہو دیوالی کی روشنیاں دیکھیں؟"

"ہاں"، عورت نے تھکی ہوئی سی ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے کہا۔ "دیوالی کی روشنیاں بھی دیکھیں دیوالی کا اندھیرا بھی دیکھا۔"

گنگا اس کا مطلب نہ سمجھی۔ لکھو بھی کھاٹ پر پڑا سوچتا رہا۔ یہ عورت تو کوئی بڑی ہی الوکھی باتیں کرتی ہے اور اس نے دفعتہً محسوس کیا کہ جیسے اس کی چھاتی پر سے کھانسی کا بوجھ آپ سے آپ اتر گیا ہو۔ وہ جو سات دن سے کھاٹ پر پڑا تھا۔ بے سہارا اٹھ کر بیٹھ گیا اور بولا "گنگا آج تو مجھے بھی بھوک لگی ہے۔ نکال کھانا مہمان کے لئے بھی۔"

گنگا نے ہانڈی چولہے پر سے اتارتے ہوئے شرمندہ ہو کر کہا "بھات تو ہے مگر ساتھ کھانے کے لئے کچھ نہیں ہے نہ جانے تم سوکھا بھات کھا بھی سکو گی بہن؟"

"تم میری فکر نہ کرو"، عورت نے اپنی گٹھری سامنے رکھتے ہوئے جواب دیا۔ "میرے پاس سب کچھ ہے۔ دراصل یہ میں تمہارے لئے ہی لائی تھی۔"

"ہمارے لئے؟ پر تم تو ہمیں جانتی ہی نہیں تھیں۔"

"میں تمہیں بہت اچھی طرح جانتی ہوں بہن۔ لکھو بھائی کو بھی، لچھمن اور مینا کو بھی۔"

یہ کہہ کر اس نے گٹھری کھولی تو کھانے کی خوشبو سونگھ کر بچے اس کے پاس آگئے۔

"اس میں کیا ہے؟" لکھو نے کھاٹ سے اتر کر چولھے کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا۔

عورت نے ایک ایک چیز نکال کر ان کے سامنے رکھ دی۔

"یہ ہیں مکئی کی روٹیاں مکھن لگی ہوئی۔ یہ ہے چنے کا ساگ، یہ ہے گاؤں کا اصلی گھی، یہ ہے دیوالی کی مٹھائی۔ اصلی کھوئے کے پیڑے۔ یہ ہے دہی۔ اور اس لٹیا میں بچوں کے لئے گائے کا دودھ ہے۔ شہر کی طرح پانی ملا نہیں ہے۔"

اور یہ سن کر سب ہنس پڑے۔ مگر اتنا بہت کھانا دیکھ کر لکھو کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو آگئے۔ روٹی کا لقمہ بناتے ہوئے بولا۔ "یہ سب ہو تو پھر آدمی کو اور کیا چاہیئے۔؟"

وہ کھانا کھاتے جا رہے تھے اور اس انجانی عورت کی طرف کن انکھیوں سے دیکھتے جا رہے تھے جو نہ جانے کہاں سے ان کے لئے یہ ساری نعمتیں لے کر آگئی تھی۔

کھانا کھا کر وہ سب آرام سے بیٹھے تب گنگا نے کہا۔ "بہن آج تمہاری بدولت ہماری دیوالی ہوگئی۔"

اور لکھو ہنس کر بولا۔ "نہیں تو دیوالہ ہی دیوالہ تھا۔ تمہارا شکریہ کیسے ادا کریں بہن۔ ہمیں تو تمہاری پوجا کرنی چاہیئے۔"

اور عورت نے کہا۔ "شکریہ تو مجھے تمہارا ادا کرنا چاہیئے۔ میں اس سارے شہر میں پھری مگر کسی نے مجھے رات بھر کے لئے آسرا نہیں دیا۔ سوائے تمہارے سب محلوں کے سب بنگلوں کے دروازے بند تھے۔ میرے لئے کھلا تھا تو صرف تمہاری جھونپڑی کا دروازہ۔ اب میں ہر برس تمہارے ہاں آیا کروں گی دیوالی پر۔"

گنگا نے کہا۔ "بہن تم کل سویرے چلی جاؤ گی تو ہم تمہیں یاد کیسے کریں گے؟ ہمیں تو یہ بھی نہیں معلوم تم کون ہو۔ کہاں سے آئی ہو؟"

اور اس کا جواب سن کر وہ سب بڑی گہری سوچ میں پڑ گئے۔ اس عورت نے کہا:۔ "میں یہیں تم لوگوں کے پاس ہی رہتی ہوں۔ میں ان کھیتوں کے پاس رہتی ہوں جہاں لکھو بھیا کے بابا اناج اگایا کرتے تھے۔ اور میں اس کارخانے میں بھی رہتی ہوں جہاں لکھو بھیا مشینوں سے کپڑا بنتے ہیں۔ جہاں کہیں انسان اپنی محنت سے اپنی ضروریات پیدا کرتا ہے میں وہیں رہتی ہوں اور دیوالی کی رات کو میں ہر اس گھر میں پہنچ جاتی ہوں جہاں ایک چراغ میں بھی مجھے انسانیت اور سچی محبت جھلملاتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔"

تھوڑی دیر جھونپڑی میں سناٹا رہا۔ اب اس اکلوتے ننھے سے دیئے کی روشنی اتنی تیز ہوگئی تھی کہ جھونپڑی کا کونا کونا جگمگا

(باقی صفحہ ۲۰ پر ملاحظہ فرمائیں)

ایم۔ ایشور راج ماتھر
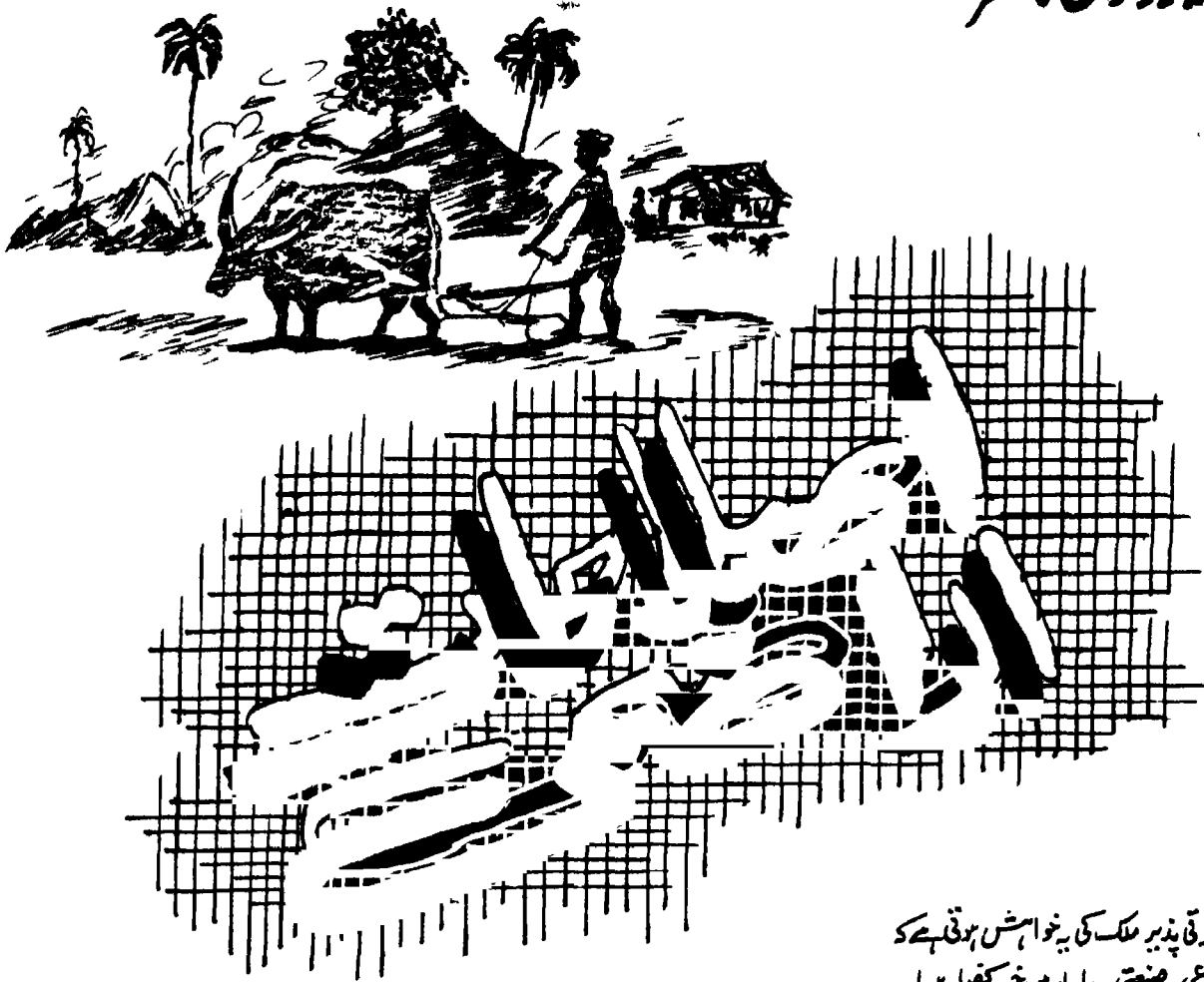
ہر ترقی پذیر ملک کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنی زرعی و صنعتی پیداوار میں خود کفیل ہو اور اپنے ملک کے باشندوں کے لئے ضروریات زندگی کی ہر جنس واجبی قیمت پر مہیا کر سکے تاکہ لوگوں میں اطمینان قائم رہے اور وہ تندہی سے اپنے کام کاج میں لگے رہیں۔

ہمارا دیش بھی دنیا کے ان ترقی پذیر ملکوں میں سے ایک ہے جو اپنی زرعی اور صنعتی خود کفیلی کے لئے باوقار ذرائع استعمال کر رہا ہے۔ مگر چونکہ دوسرے ترقی پذیر ملکوں کی بہ نسبت ایک بہت بڑا رقبہ گھیرے ہوئے ہے جو ۳۲ لاکھ ۸۰ ہزار ۲۸۷ کیلومیٹر میں پھیلا ہوا ہے اور جس پر ۵۹۶۷۹ کروڑ نفوس آباد ہیں، اصلاحی کاموں میں اتنی آسانیاں میسر نہیں ہیں جتنی کہ دوسرے ترقی پذیر ملکوں کو میسر ہیں۔

خوش حالی کا دارومدار

چونکہ ہر قسم کی ترقی و خوشحالی کا دارومدار معاشی ترقی پر ہوتا ہے اس لئے ہمارے ملک کو بھی سب سے پہلے اپنی معاشی فلاح و بہبود کی جانب متوجہ ہونا پڑا۔ اس کے لئے ضروری تھا کہ پہل زراعت سے کی جاتی کیونکہ بنیادی طور پر ہماری معیشت ایک زرعی معیشت ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے پہلا قدم اصلاحات اراضی تھا۔

ہمارے ملک میں اصلاحات اراضی پر زور دینے کا ایک اور سبب یہ بھی ہے کہ ہم اپنی زرعی پیداوار میں بہت پیچھے رہے ہیں اور ملک کو کبھی کبھی قحط کا سامنا کرنا پڑا۔ اگر ہم گزشتہ زمانے کی طرف نظر کریں تو اس بات کا پتہ چلے گا کہ ۱۹۴۵ء سے ۱۹۴۹ء کے عرصہ میں ہم نے ۵۰۰ کروڑ روپے کا اناج درآمد کیا جبکہ صرف ۱۹۵۰-۵۱ء کے دوران ۲۱۱ کروڑ روپے کی مالیت کا اناج درآمد کرنا پڑا۔ یہ ایک سال ایسا گذرا ہے جس میں اناج کی درآمد کے جملہ سابقہ ریکارڈ ٹوٹ گئے۔ آخر ہم یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ ہمیں اپنی پیداوار بڑھانے کے لئے عملی اقدامات کرنا ہی پڑیں گے اور یہ اقدامات اصلاحات اراضی کی صورت میں نمودار ہوئے۔

حصول آزادی سے پیشتر بھی اصلاحات اراضی کے بہت سے منصوبے بنے تھے لیکن ان پر خاطر خواہ عمل نہ ہوا۔ ان میں سے ایک ۔

اہم نکتہ درمیانی افرادیا INTERMEDIARIES
کو ختم کرنا تھا تاکہ کاشت کار کا براہِ راست
تعلق حکومت کے ساتھ پیدا ہو جائے اور ان کاشت
کاروں کو جو کہ دوسروں کی زمین پر کاشت کرتے
تھے، زمین کی ملکیت کے حقوق دیئے گئے اور ان
کے تحفظ کا بھی انتظام کیا گیا۔ نابرابری کو
بھی حد درجہ کم کیا گیا اور زمین کی ملکیت پر حد بندی
عاید کردی گئی۔ جنگلات کی زمین بھی دیہی علاقوں
میں بسنے والے ضرورت مند لوگوں میں تقسیم کردی
گئی۔

حکومت مہاراشٹر نے یہ قانون ۱۹۶۶ء سے
قبل نافذ کئے تھے۔ ان قوانین کو نافذ کرنے کے
بعد اس کا ثمر حکومت کو بہت امید افزا ملا۔
بمبئی ٹیننسی اینڈ اگریکلچرل لینڈ ایکٹ ۱۹۴۸ء
اور لینڈ لورڈی ٹلر قانون ۱۹۵۶ء کے تحت پہلی بار
کاشت کاروں کے حقوق محفوظ ہوئے ہیں اور ان
کو اپنی کاشت کی زمین کے مالکانہ حقوق حاصل
ہوئے۔ یہ قانون یکم اپریل ۱۹۵۷ء میں مغربی
مہاراشٹر کے علاقے میں نافذ ہوا جبکہ ودربھ میں
یکم اپریل ۱۹۶۱ء اور مراٹھواڑہ میں ۱۹۶۳ء میں
نافذ ہوا۔ ۱۹۶۶ء کے اختتام تک تقریباً ۹۴ر۷
لاکھ لگان دار (TENANTS) ۹ر۶۶ لاکھ ہیکٹر
زمین کے مالک بنا دیئے گئے۔ اور ۱۹۶۶ء سے ۱۹۷۵ء تک مزید
۷۷ر۳ لاکھ لگان دار ۴ر۰۳ لاکھ ہیکٹر زمین کے مالک بنا دیئے گئے۔
اس طرح سے دسمبر ۱۹۷۵ء کے آخر تک ۱۷ر۱۱ لاکھ لگان دار
۱۳ر۶۹ لاکھ ہیکٹر زمین کے مالک بن گئے۔

ٹھوس اقدامات

گزشتہ چند برسوں کے دوران بالخصوص
حکومت مہاراشٹر نے اس سلسلے میں ٹھوس اقدام
کئے ہیں۔ سماج میں مساوات قائم کرنے کے لئے
فاضل زمین کے اعلان اور اس فاضل زمین کی ضرورت
مندوں میں تقسیم کے مسئلے کو ایک چیلنج کے طور
پر قبول کیا تاکہ دیہی علاقوں میں رہنے والے غریبوں
کی بھلائی ہو سکے جیسا کہ وزیر اعظم شریمتی
اندرا گاندھی کے نافذ کردہ ۲۰ نکاتی پروگرام کا
عین مقصد ہے۔ حکومت نے اراضی سے متعلقہ
قوانین میں اصلاحات کو ایک مقدس وعدہ
سمجھا ہے اور اسے پورا کرنے کے لئے تندہی
سے موثر اقدام اٹھائے جا رہے ہیں۔ نئے
سیلنگ ایکٹ کی عمل آوری میں جو کہ ۲ اکتوبر
۱۹۷۵ء کو نافذ ہوا ہے، پوری تندہی سے جٹ
گئی ہے۔ وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان نے اس
پروگرام کی اہمیت محسوس کرتے ہوئے فرمایا ہے:

"ہم نہایت خلوص اور تیزی کے ساتھ
اس پروگرام کو عمل میں لانے کا مصمم ارادہ
کر چکے ہیں۔ اس ارادے میں ہمارا یہ پورا
یقین شامل ہے کہ اس پروگرام پر عمل
پیرا ہونے سے ہمارے ملک کے وہ
بنیادی مسائل حل ہو سکتے ہیں جن سے
ہم دوچار ہیں۔"

نوآبادیاتی نظام کے ساتھ ہی ساتھ
ہمارے ملک میں جاگیردارانہ نظام بھی رائج تھا۔
عوام اس نظام سے تنگ آ چکے تھے اور اس کے
خلاف صف آرا ہو چکے تھے جس کا عکس
۲۰ نکاتی پروگرام میں بھی پایا جاتا ہے اور یہی
بیداری اس پروگرام کی بنیاد ہے۔ حکومت
نے اس اقدام سے پہلے بھی اس ضمن میں چند
قانونی اقدام کئے تھے جیسے کہ زمین کی ملکیت
کا لازمی طور پر کاشت کاروں کے نام منتقل
کرنا، ملکیت اراضی کی حد بندی کرنا اور ادیباسیوں
کی زمین کی بحالی کرنا۔

خاتمہ زمینداری

اس ضمن میں خاتمۂ زمینداری قانون
کا تذکرہ کرنا بھی ضروری ہے۔ اس قانون کے
نفاذ سے ۴۶ لاکھ ۰۸ ہزار ۱۷ ہیکٹر زمین
کاشت کاروں کی ملکیت میں آ گئی جس کا نتیجہ
یہ ہوا کہ ۴ لاکھ ۶۹ ہزار ۳۶۷ کاشت کار
حکومت سے براہ راست متعلق ہو گئے۔ سابق
ملکیت اراضی قانون ۱۹۶۱ء کے تحت دسمبر ۱۹۷۵ء
کے آخر تک ایک لاکھ ۳۰ ہزار ۲۷۶ ہیکٹر زمین
فاضل قرار دی گئی تھی جس میں سے ۳۴ ہزار ۵۰۷ ہیکٹر
زمین، جو جوائنٹ اسٹاک شکر کے کارخانوں
کے پاس گنے کی کاشت کی تھی اور جو فاضل قرار
دی گئی تھی حکومت نے مہاراشٹر اسٹیٹ فارمنگ
کارپوریشن کے سپرد کردی اور باقی زمین میں
سے ۴۸ ہزار ۷۶۳ ہیکٹر زمین بے زمین مزدوروں
میں تقسیم کردی گئی۔

اس مختصر سے جائزے سے یہ واضح ہوتا
ہے کہ ریاست مہاراشٹر تقسیم اراضی سے متعلق
اپنی ذمہ داری پوری کرکے سماج میں انصاف
اور مساوات قائم کرنے کی ہمیشہ جدوجہد
کرتی رہی ہے۔ حکومت نے قومی سطح پر ملکیت
اراضی کی حد مقرر کرنے کی بھی ضرورت محسوس
کی جو جولائی ۱۹۷۲ء تک پوری کردی گئی اور اسی
لئے ترمیم شدہ ملکیت اراضی قانون قومی مفاد کے
پیش نظر تشکیل دیا گیا ہے۔

فاضل زمین کا تصفیہ

اس ترمیم شدہ قانون کی ایک نمایاں
خصوصیت یہ ہے کہ فاضل زمین سے متعلق
تصفیہ ایک ٹریبونل کرے گا جس میں ایک
سرکاری اور دو غیر سرکاری ممبر ہوں گے۔ فاضل
زمین کی تقسیم بھی ٹریبونل کے ذمہ ہوگی۔ ترمیم
شدہ قانون کی رو سے فاضل زمین کا ۵۰ فیصد حصہ
مندرج ذاتیوں، نو بدھسٹوں، مندرج قبائل و
خانہ بدوش قبائل کے لئے محفوظ رکھا جاتا ہے۔
زمین الاٹ کئے جانے کے بعد الاٹیوں کو ویلیج
پرائمری سوسائٹیوں کا ممبر بنایا جاتا ہے تاکہ انہیں
کوآپریٹیو سوسائٹیوں سے زراعتی کاموں کے
لئے مالی امداد مل سکے کیوں کہ زیادہ تر زمین
حاصل کرنے والے کمزور ترین طبقہ سے تعلق رکھتے

ہیں اور ان کے پاس ہل چلانے اور زمین جوتنے کے لئے بیل یا زرعی آلات تک نہیں ہوتے۔

سال رواں میں ۲۰ مئی سے ۵ جون تک عوامی تحریکیں چلائی گئیں اور ایسے نئی زمین حاصل کرنے والوں کی زمینوں پر شریکر مالکان، دولت مند کسانوں اور شکر کے کارخانوں کی مدد سے اور دیہاتوں کی شمولیت سے ہل چلائے گئے۔ وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان نے خود ہل چلا کر اس مہم کا ایوت محل ضلع میں آغاز کیا۔ اسی کے ساتھ انھوں نے بڑے کاشت کاروں سے اپیل کی کہ عدالت سے زمین کے متعلق اپنے مقدمات واپس لے لیں۔ بعض لوگوں نے تو معاوضہ کی رقم سے بھی دستبرداری ظاہر کی۔ باہمی امداد کا ایک خوش گوار پہلو یہ بھی ہے کہ کئی زمینداروں اور دولت مند کسانوں نے نئی زمین پانے والوں کی زمین پر ہل بھی چلائے ہیں اور اس کا وعدہ بھی کیا ہے کہ نئے کسانوں کی زمین پر اس سال فصل بھی اگائیں گے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ فاضل زمین کی تقسیم کا کام محض سرکاری یا انتظامی نہیں بلکہ عوام کی بیداری کا باعث بنا ہے اور یہ ایک عوامی تحریک کی صورت اختیار کر چکا ہے۔

نیا جوشِ عمل

۲۰ نکاتی پروگرام کے نافذ ہونے کے بعد سے آج تک اصلاحات اراضی پر ایک نئے جوش سے عمل ہو رہا ہے جس سے عوام کی خود نفسی بھی ظاہر ہوتی ہے جو قابل تعریف ہے۔ زمین مالکان اور زمینداروں نے رضاکارانہ طور پر بھی بہت مدد دی ہے۔ اس پروگرام کی عمل آوری کے نتائج اگر سحر کارانہ نہیں تو غیر معمولی ضرور ہیں۔

اسی سلسلے میں مہاراشٹر کے وزیر مالیات شری وائی بی موہتے کی ایک مثال پیش کرنا بھی ضروری ہے۔ وزیر موصوف اپنی ۲۰۸ ہیکٹر زرخیز زمین سے دستبردار ہو گئے ہیں۔ ان کا یہ کارنامہ فاضل زمین رکھنے والوں کے لئے ایک مثال بن گیا ہے۔ شری موہتے کی یہ زمین ضلع ستارہ کے تعلقہ کراڈ میں واقع ریتھرے گاؤں میں ہے۔ شری موہتے نے اس زمین کا معاوضہ بھی قبول نہیں کیا جس کی مالیت تقریباً ۲۵ ہزار روپے ہے۔

اسی طرح شری شام راؤ کدم وزیر مملکت برائے آبپاشی، انرجی، انفارمیشن اور پبلسٹی نے بھی ۵ ہیکٹر زمین رضاکارانہ طور پر بے زمین کسانوں کے لئے عطیہ دی ہے۔ شری کدم صاحب نے اس زمین پر بذات خود ہل چلایا اور اسے فصل اگانے کے لئے تیار کیا۔

وزیر اعلیٰ مہاراشٹر شری شنکر راؤ چوان اور اتر پردیش کے وزیر شری شری کرشن گوئل ہندی پندرہ روزہ "مہاراشٹر ماتس" کا خصوصی ماریشس نمبر ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ جو چیف ڈائرکٹر، ڈائرکٹوریٹ جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، ایم۔ ایشور راج ماتھر نے ۲۶ ستمبر کو ان کی قیام گاہ سہیادری میں انھیں پیش کیا تھا — یہ اسی موقع کی تصویر ہے۔

مہاتما گاندھی

کے مذہبی نظریات

ماضی قریب میں جن تین شخصیتوں نے زمانے میں انقلاب بپا کیا، تاریخ کا دھارا بدل ڈالا، قوموں کی تقدیر سنوار دی، انھیں دنیا لینن، سن یات سن، اور گاندھی کے نام سے جانتی ہے۔ ان تینوں میں اکیلے گاندھی جی روحانی قدروں کے قائل تھے۔ اخلاقی ضابطوں پر ایمان رکھتے تھے۔ انسانی زندگی میں مذہب کو اولیت دیتے تھے۔ لینن اور سن یات سن دونوں مادہ پرست تھے۔ ان کے دل میں مذہب کے لئے کوئی جگہ نہ تھی۔ نظروں میں مذہب کو نہ وقعت حاصل تھی نہ اہمیت۔ ان پر ہی کیا موقوف موجودہ زمانے کے اکثر و بیشتر سیاست داں یا مذہب سے انحراف کرتے ہیں یا احتراز۔ کوئی کھلے بندوں مخالفت کرتا ہے کوئی ڈھکے چھپے خدا اور مذہب کی ہنسی اڑاتا ہے۔ خروشچیف نے ایک بار کہا تھا۔ "خلاؤں میں دور دور تک کوئی خدا نظر نہیں آتا۔" گاندھی جی اس لحاظ سے منفرد ہیں کہ ان کے سارے تصور زندگی کا مرکز مذہب تھا۔ مذہب ہی ان کی تمام تر جدوجہد کا محرک بھی رہا ہے۔ مگر گاندھی جی کے یہاں مذہب کے معنی محدود نہ تھے۔ ان کا مذہب تفریق کا یا تقسیم کا روادار نہ تھا۔ ان کے تصور مذہب میں آسمانوں کی سی وسعت تھی۔ سمندر کی سی گہرائی تھی۔ وہ دنیا کے ان چند گنے چنے لوگوں میں سے ہیں جنھوں نے باپ دادا کے مذہبی ورثے کو جوں کا توں قبول نہیں کیا۔ اسے عقل کی کسوٹی پر پرکھا۔ عمل سے جانچا اور دل پر گذرنے والے تجربات، حالات، حادثات اور احساسات کی روشنی میں اس کی سی تعبیر کی جدید تفسیر لکھی۔

گاندھی جی کا آبائی مذہب ویشنو دھرم تھا۔ مغربی ہندوستان میں رہنے کی وجہ سے جین مت کا اثر بھی ان پر گہرا تھا۔ انیسویں صدی میں سر اٹھانے والی مذہبی تحریکات مثلاً برہمو سماج، آریہ سماج اور پرارتھنا سماج وغیرہ کا گاندھی جی کے وطن راجکوٹ میں بڑا چرچا تھا۔ ہوش سنبھالتے ہی اصلاح مذہب کی باتیں کانوں میں پڑنے لگی تھیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ عمر بڑھی تو مذہب پر ناقدانہ نظریں ڈالنے لگے۔ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے انگلستان گئے تو مذہبی معاملات میں نت نئے سابقے ہوئے۔ تھیوسوفیوں سے واسطہ پڑا۔ عیسائیوں سے میل جول بڑھا۔ ملحدوں اور دہریوں سے تعلقات پیدا ہوئے۔ دل دماغ کے دریچے چونکہ ہمیشہ وا رکھتے تھے اس لئے بیرونی عوامل اور عناصر سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ یہیں گاندھی جی نے ایڈون آرنلڈ کا بھگوت گیتا کا ترجمہ پڑھا۔ مہاتما بدھ کے کردار پر ان کی لکھی ہوئی مشہور زمانہ کتاب "نور ایشیا" کا بہ نظر غور مطالعہ کیا۔ حضرت عیسیٰ مسیح کی تعلیمات سے روشناس ہوئے۔ خصوصاً ان کے پہاڑی خطبے نے مہاتما گاندھی کے دل پر ایک دائمی اثر چھوڑا ان کی تلاش حق کی مہم کا آغاز یہیں سے ہوا۔ سرزمین فرنگ کی فضا مذاہب مختلفہ کے مطالعہ کیلئے بڑی سازگار ثابت ہوئی۔

رشیدہ قاضی - برج دیو - فلیٹ نمبر ۱۰۱ - ۱۶ - ہنس راج لین - بائیکلہ - بمبئی نمبر ۴۰۰۰۲۷ ★ فون: ۳۷۵۶۹۱

ہندوستان لوٹے تو راج چند بھائی سے
ملاقات ہوئی۔ جلد ہی یہ ملاقات ایک ذہنی مطابقت
اور مفاہمت میں بدل گئی۔ دونوں کے بیچ ایک
روحانی رشتہ قائم ہو گیا۔ راج چند بھائی کے
فیضِ صحبت کے اثر سے گاندھی جی ہندو مت
کی طرف زیادہ سے زیادہ جھکتے گئے۔ اسی دوران
سیٹھ عبداللہ کے مقدمے کی پیروی کے لئے انھیں
جنوبی افریقہ جانا پڑا۔ دوران قیام انھوں نے پہلی بار
قرآن شریف کا مطالعہ کیا۔ ٹالسٹائی کی کتاب
"آسمانی سلطنت تمہارے اندر ہے"، بڑی
غائرانہ نظر سے پڑھی اور شدت سے متاثر ہوئے۔
ٹالسٹائی میں انھیں راج چند بھائی کی مماثلت
نظر آئی۔ اور وہ بے ساختہ روسی مصنف کی طرف
کھنچے چلے گئے۔ ایک جگہ لکھتے ہیں کہ "وہ دونوں
جس زندگی کی دوسروں کو تلقین کرتے تھے،
وہی خود بسر کرتے تھے۔" راج چند بھائی
کی جانب سے تلقین و ہدایت کا سلسلہ جاری
ہی رہا۔ مختصر سے عرصے میں گاندھی جی بھگوت
گیتا کے اس درجہ گرویدہ ہو گئے کہ کرشن بانی
ان کے لئے ایک ضابطۂ عمل بن گئی۔ بھگوت
گیتا کو انھوں نے اپنا دستور العمل بنا لیا۔

گاندھی جی کے مذہبی فلسفے کی تشکیل
میں جنوبی افریقہ کے قیام نے ایک بڑا اہم کردار ادا
کیا ہے۔ وہاں کا مروجہ سیاسی نظام اور سماجی
حالات کچھ اس نوع کے تھے کہ گاندھی جی
کو سخت تلخ تجربات سے گذرنا پڑا۔ طبعاً
حساس تھے۔ ذہن مذہبی حقیقت کا متلاشی
تھا۔ لہٰذا انفرادی تجربوں کو عام کر دیا۔ گاندھی
جی کا عدم تشدد کا نظریہ جو ستیہ گرہ کے نام سے
عالمگیر شہرت رکھتا ہے ان ہی تجربات کی
کوکھ سے پیدا ہوا ہے۔ پہلی بار اہنسا کو افریقہ
کی سرزمین پر برتا گیا۔ یہیں ستیہ گرہیوں
کی بستی "ٹالسٹائی فارم" میں مختلف النوع مذاہب
کے بچوں کو پڑھاتے ہوئے گاندھی جی پر انکشاف
ہوا کہ "ہر مذہب کی تعلیم کا جوہر دراصل وہ اخلاقی
اصول ہیں جو تمام بنی نوع انسان میں مشترک
ہیں۔" ساتھ ہی انھیں یہ بھی احساس ہوا
کہ ہر مذہب کی اپنی ایک ظاہری شکل ہے۔
عبادت کے مخصوص طور طریق ہیں۔ پیروکاروں
کی روحانی تربیت کے لئے ظاہری شکل و صورت
اور خصوصی ارکان کا ضابطہ حد ضروری ہے۔
ورنہ ابتری پیدا ہوگی۔

جہاں تک گاندھی جی کے مذہب کی
ظاہری شکل کا سوال ہے۔ وہ اول تا آخر ہندو
تھے۔ انھوں نے ایک بار نہیں کئی بار کہا کہ
"ہندو دھرم مجھے اپنی جان سے پیارا ہے۔" مگر
ان کے مذہبی خیالات تنگ نظری
پر مبنی نہ تھے۔ مذہب کے تعلق سے جو رواداری
اور وسیع المشربی ان کے یہاں پائی جاتی ہے
وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اپنے مذہبی نظریے
کی وضاحت وہ ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ
"مذہب سے میری مراد رسمی مذہب یا مذہبی
رسومات سے نہیں بلکہ اس مذہب سے ہے
جو تمام مذاہب کی روح ہے اور جو اپنے خالق
سے ملاتی ہے۔" گویا ان کا یہ عقیدہ تھا کہ

؎ ایک ہے روح سب مذاہب کی
مختلف لیکن اس کے قالب ہیں

ایک بار کسی معترض کے جواب میں انھوں
نے تحریر کیا تھا کہ "جیسے درخت میں تنا ایک
ہوتا ہے لیکن شاخیں اور پتیاں بہت سی
ہوتی ہیں۔ اسی طرح سچا مذہب ایک ہے مگر
انسانوں کے اندر پہنچ کر ایک کے انیک مذہب
ہو جاتے ہیں۔" کثرت میں وحدت کا جلوہ
دیکھ لینا کوئی نئی بات نہیں۔ بھگتی تحریک کا
ماحصل یہی تھا۔ یہی خیال ہم سور داس، نانک،
کبیر اور تکارام کی تعلیمات میں پاتے ہیں۔
مسلمان صوفیوں کے کلام میں بھی یہی نکتہ کارفرما
ہے۔ البتہ گاندھی جی نے جس حسنِ ظن اور حسنِ
اعتقاد کے ساتھ فروغ کی تلقین کی اس کی
مثال شاذ ہی ملے گی۔ گاندھی جی کے فلسفۂ
اخلاقیات کا ایک اور بنیادی اصول تمام مذاہب
کی تعلیمات کا احترام تھا۔ وہ صرف بھگوت
گیتا کو ہی نغمۂ ربانی نہیں سمجھتے تھے۔ ویدوں
کو ہی الہامی کتاب نہیں مانتے تھے۔ بلکہ بائبل،
ژند اوستا اور قرآن کو بھی آسمانی کتابیں مان
کر ان کی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ سر آنکھوں
سے لگاتے تھے۔ ان کا کہنا تھا مجھے جو خدا
بھگوت گیتا میں نظر آتا ہے۔ وہی انجیلِ مقدس
اور قرآن مجید میں بھی دکھائی دیتا ہے۔

گاندھی جی کے مذہبی خیالات کی ایک
اور امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ انھوں نے
نہ خود آبائی مذہب ترک کیا نہ کسی اور کو
ترغیب دی۔ اپنے پیروؤں سے انھوں
نے صرف یہی چاہا کہ وہ اپنے اپنے مذہب کو
اتنی وسعت دیں کہ عالمگیر انسانی برادری کے
تصور کے قریب آجائیں۔ مذہبی ہم آہنگی اور
صلح و آشتی یہی ان کا مسلک رہا۔ یہی ان کا
پیغام تھا۔ ۱۹۳۸ء میں صوبہ سرحد کے ایک
اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے انھوں نے کہا
تھا کہ "میں تو سچے ہندو، اچھے مسلمان اور
خالص سکھ کو چاہتا ہوں۔ اگر ہر آدمی اپنے اپنے
مذہب کے اصولوں پر صدق نیت اور خلوص
قلب سے عمل کرے تو مجھے وثوق ہے
کہ دنیا سے اختلافات ختم ہو جائیں گے۔ مذہبی
اور سیاسی لڑائیاں ختم ہو جائیں گی۔ یہ جھگڑے
اور باہمی تفرقہ اور فساد محض اس لئے ہے کہ
مذاہب کو ماننے والے ان کی بنیادی سچائی پر
عمل کرنا ضروری نہیں سمجھتے۔ مذہب انسان کو
انسان سے جدا کرنے کے لئے نہیں ہے۔
بلکہ باہم ملانے کے لئے ہے۔ دنیا کا کوئی
مذہب شقاوت کا عداوت کا مرحلہ رہنمو
آپس میں بیر رکھنا نہیں سکھاتا۔ آپسی تفرقہ

اور فتنے ہمارے اپنے پیدا کردہ ہیں۔ سارا فتور ہمارا لایا ہوا ہے۔ سارا قصور ہماری غلامانہ ذہنیت کا ہے۔ گاندھی جی تادم آخر یہی کہتے رہے کہ خدا کے ایک نہیں ہزاروں نام ہیں۔ چاہے اللہ کہہ کے پکاریے، چاہے رام کہیئے چاہے رحیم۔

مقصد تو اسی کی ذات سے ہے

وہ عبادت کو مذہب کی جان سمجھتے تھے۔ ان کا دن پرارتھنا سے شروع ہو کر پرارتھنا ہی پر ہی ختم ہوتا تھا۔ ان کی پرارتھنا اجتماعی حیثیت رکھتی تھی۔ وہ اپنے ساتھ دوسروں کو بھی راہ حقیقت اور راہِ نجات دکھانا چاہتے تھے۔ ان کی عبادت و ریاضت صرف ویدوں کے اشلوک پر مبنی نہ تھی۔ صرف گیتا کے پاٹھ تک محدود نہ تھی۔ ان کے بھجن منڈپ میں انجیل مقدس کے نغمے گائے جاتے تھے۔ قرآن کریم کی آیتیں پڑھی جاتی تھیں۔ حضرت محمد صلعم کے سیرت کے حوالے دیئے جاتے تھے۔ یقیناً وہ اپنے طریق سے یہ ثابت کر دکھانا چاہتے تھے کہ ان کی نگاہوں میں تمام مذاہب کو ایک سا تقدس حاصل ہے۔

بہت پہلے اقبال کہہ گئے تھے

آ غیریت کے پردے ایکبار پھر اٹھا دیں
بچھڑوں کو پھر ملا دیں نقش دوئی مٹا دیں
سونی پڑی ہوئی ہے مدت سے دل کی بستی
آ اک نیا شوالہ اس دیس میں بنا دیں
دنیا کے تیرتھوں سے اونچا ہو اپنا تیرتھ
دامانِ آسماں سے اس کا کلس ملا دیں
ہر صبح اٹھ کے گائیں منتر وہ میٹھے میٹھے
سارے پجاریوں کو مے پیت کی پلا دیں
شکتی بھی شانتی بھی بھگتوں کے گیت میں ہے
دھرتی کے باسیوں کی مکتی پریت میں ہے

گاندھی جی کی ایشور بھکتی اقبال کے ان اشعار کی جیتی جاگتی تصویر ہی تو تھی۔

گاندھی جی کا عقیدہ تھا کہ ستیہ ایشور ہے یعنی حق خدا ہے۔ اہنسا ستیہ کے حصول کا ایک ذریعہ ہے اور معرفت الٰہی کا ذریعہ خدمت خلق ہے۔ وہ اپنی آپ بیتی "تلاشِ حق" میں رقمطراز ہیں کہ "میرے قومی خدمت میں محو ہو جانے کا اصلی سبب نفس حق کی آواز تھی۔ میں نے اپنا دین و مذہب خدمت کو بنا لیا تھا۔ یہ سمجھ کر کہ معرفتِ الٰہی کا ذریعہ صرف خدمت ہی ہے اور خدمت کے معنی میں ہندوستان کی خدمت کو سمجھتا تھا۔" وہ جتنا عرصہ جیئے حق پر چلتے رہے عدم تشدد پر کاربند رہے، ملک و قوم کی خدمت کرتے رہے۔ گاندھی جی کی سب سے بڑی صفت ان کی انسانیت تھی۔ ان کی آواز میں صوفیائے قدیم کا درد تھا۔ لباس، عادات، وضع قطع اور اطوار میں اصحاب صفہ کی سی سادگی تھی۔ ان کی ذات میں بقول خواجہ غلام السیدین "ہمیں کرم یوگی اور دھیان یوگی کا ایک عجیب و غریب امتزاج نظر آتا ہے۔ یعنی ایک مرد باعمل اور مرد عبادت گذار کا امتزاج۔ ایک ایسا انسان جو بیک وقت خدمت خلق بھی کرتا اور عبادت و ریاضت بھی۔"

وہ زندگی بھر ہندو مسلم اتحاد کے لئے کوشاں رہے۔ پٹھانوں کے علاقہ کا دورہ کرتے ہوئے انھوں نے کہا تھا "میرا دل چیر کر دیکھو تو ہندو مسلم اتحاد بھرا ہوا پاؤ گے۔" ان کی ساری زندگی ہندو مسلم ایکتا کے لئے وقف رہی۔ موت بھی اسی مقصد کی تکمیل کرتے ہوئے پائی۔ یہ بھی قدرت کی زبردست ستم ظریفی ہے کہ جس مذہبی جنون کے خلاف وہ زندگی بھر لڑتے رہے، بالآخر اسی مذہبی جنون کی بھینٹ چڑھ گئے۔ ان کا سینہ گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا۔ راہ حق پہ چلنے والوں کا ہمیشہ سے یہی حشر ہوتا چلا آرہا ہے۔ حضرت عیسیٰ نے صدائے حق بلند کی انھیں سولی پر چڑھا دیا گیا۔ سقراط کو سچ بولنے کی پاداش میں زہر کا پیالہ پینا پڑا۔ گلیلیو نے حقیقت آشکار کی تو اسے اپنی جان سے ہاتھ دھونے پڑے۔ گاندھی جی نے سچائی کو گلے لگایا، وہ شہید کر دیئے گئے۔ مہاتما گاندھی کیا گئے کہ بقول شاعر

درد و غم حیات کا درماں چلا گیا
وہ خضر عصر عیسیٰ دوراں چلا گیا
ہندو چلا گیا نہ مسلماں چلا گیا
انساں کی جستجو میں اک انساں چلا گیا

بقیہ : دیوالی کے تین دیئے ...

رہا تھا۔ اور دور سیٹھ لکشمی داس کے محل میں اندھیرا چھا گیا تھا۔ شاید کرنٹ اور جنریٹر دونوں فیل ہو گئے تھے۔ اور بابو لکشمی کانت کی بالکنی کے سارے دیئے بھی تیل ختم ہو کر بجھ گئے تھے۔

"دیوی!" گنگا نے ڈرتے ڈرتے پوچھا "تمہارا نام کیا ہے۔؟"

اور اس عورت نے مسکرا کر جواب دیا "لکشمی!"

★★

قلمی معاونین سے گذارش ہے

کہ اپنی تخلیقات کے خاتمہ پر یا پشت پر اپنا مکمل پتہ پن کوڈ نمبر کے ساتھ ضرور تحریر فرمائیں۔

قلمی نام کے ساتھ اصل نام بھی درج فرمائیں۔

ناطلبیدہ مضامین کی ایک نقل اپنے پاس ضرور رکھیں۔

فوری توجہ کیلئے!

ترسیلِ زر اور مراسلت کے دوران حوالہ نمبر جو آپ کے خط یا پتے کے اوپری حصے میں درج ہوتا ہے۔ ضرور تحریر فرمائیں۔

رنگ میں ڈوبی ہوئی شام اودھ کی وہ بہار
آذرؔ و مانیؔ کے دست فن سے بڑھ کر شاہکار
گنج کی سڑکوں پہ رنگیں تتلیاں برق و شرار
اک طلسمی جال میں جکڑے ہوئے لیل و نہار
کس طرح تجھ کو بھلا دوں اے مری جانِ بہار!

ورسٹی کی ہلچلیں رومان میں ڈوبی ہوئی
ہر نظر معصوم تھی ارمان میں ڈوبی ہوئی
یونہی تھی فکر کے طوفان میں ڈوبی ہوئی
ہر نفس تھا فتنہ ساماں ہر نظر تھی بے قرار
کس طرح تجھ کو بھلا دوں اے مری جانِ بہار!

آرٹس فیکلٹی کا کامن روم بھی تھا گلستاں
ہفت رنگیں لہریئے اٹھتے ہی رہتے تھے جہاں
ہر نظر اٹھتی تھی بیتابانہ جب سو کے بتاں
نغمہ ہائے زیر و بم سے جھنجھنا جاتے تھے تار
کس طرح تجھ کو بھلا دوں اے مری جانِ بہار!

زندگی ہر اک نئے انداز میں رقصاں تھی واں
التفاتِ ناز سے دل کی کلی خنداں تھی واں
سارے پروانے تھے بیخود شمع ضوافشاں تھی واں
گوشہ گوشہ پُرمسرت ذرّہ ذرّہ پُر بہار
کس طرح تجھ کو بھلا دوں اے مری جانِ بہار!

تیری نظروں سے پیامِ شوق جب مجھ کو ملے
جگمگا اٹھے مری تاریک دنیا کے دیئے
مسکرائی زندگی ہلچل مچی طوفان اٹھے
کچھ حسیں نغمے سنے پھولوں کے منہ سے بار بار
کس طرح تجھ کو بھلا دوں اے مری جانِ بہار!

کچھ ہی دن میں تھا جو حائل وہ تکلف کم ہوا
سوزِ دوراں خود جگر کے زخم کا مرہم ہوا
تو بھی ہمرازِ میری میں ترا ہمدم ہوا
میرا ہر لمحہ تری ہر ہر ادا پر تھا نثار
کس طرح تجھ کو بھلا دوں اے مری جانِ بہار!

پر بھلا منظور کب تھا آسماں کو یہ ملن
اس کے خم خانے میں باقی تھا ابھی رنج و محن
برق کے دل میں تھی باقی آشیانے کی لگن
اس لئے ٹوٹی ہر اک جانب سے بن کر وہ شرار
کس طرح تجھ کو بھلا دوں اے مری جانِ بہار!

بے خیالی دیکھ کر میری ستم ایجاد نے
آشیانے کو قفس کی شکل دی صیاد نے
اور اک الٹا اثر اس پر کیا فریاد نے
کاٹ ڈالے میرے پر اور چھین لی راہِ فرار
کس طرح تجھ کو بھلا دوں اے مری جانِ بہار!

نشاط ہندی

پھر بھی مجھ کو تھا بھروسہ الفتِ ناشاد کا
اک دیا جلتا تھا ہر دم دل میں تیری یاد کا
تھی تُہی تو اک سہارا خانماں برباد کا
تیرے ہی دم سے تو باقی تھا جہاں میں اعتبار
کِس طرح تجھ کو بھلا دوں اے مری جانِ بہار!

کب خبر تھی شمعِ الفت یوں بجھا جائے گی تو
نام دنیا میں وفا کا خود مٹا جائے گی تو
بن کے بیگانہ مجھے مجھ سے چھڑا جائے گی تو
پھر بھلا کِس طور سے باقی رہے گا یہ وقار
کِس طرح تجھ کو بھلا دوں اے مری جانِ بہار!

عقل حیراں ہے کہ دنیا میں وفا کچھ بھی نہیں
پیار کا مہر و محبت کا صلہ، کچھ بھی نہیں،
زر کی ہر سو حکمرانی اور خدا کچھ بھی نہیں
کتنے ہی معصوم ہیں یاں زر پرستی کے شکار
کِس طرح تجھ کو بھلا دوں اے مری جانِ بہار!

حسرتِ دل اک مسلسل درد بن کر رہ گئی
موت کے کانوں میں میری زندگی کچھ کہہ گئی
تیرگیٔ بخت میں کشتیٔ ارماں بہہ گئی
موجِ طوفانِ حوادث میں تھپیڑے بے شمار
کِس طرح تجھ کو بھلا دوں اے مری جانِ بہار!

کیا بھلا سکتی ہے تُو وہ پاک جذبہ، وہ گھڑی،
خاک کی افشاں سے تیری مانگ تھی میں نے بھری
دور نیلے آسماں پر چھوٹ رہی تھی پھلجھڑی
خواب میں ڈوبی تھی دنیا بج اٹھے تھے دل کے تار
کِس طرح تجھ کو بھلا دوں اے مری جانِ بہار!

عنبریں زلفوں کے سائے میں کبھی سویا تھا میں
احمریں ہونٹوں سے مئے پی کر کبھی کھویا تھا میں
وقتِ رخصت یاد ہوگا کِس قدر رویا تھا میں
گومتی کی نقرئی لہریں تھیں کتنی بے قرار
کِس طرح تجھ کو بھلا دوں اے مری جانِ بہار!

یاد کے سائے ترسے رہتے ہیں میرے ہمسفر
جب کبھی گھبرا کے تیرا ڈھونڈھتا ہوں رہگزر
زخمِ دل کی روشنی میں مجھ کو آتا ہے نظر
تیری آنکھوں میں ہے باقی میری الفت کا خمار
کِس طرح تجھ کو بھلا دوں اے مری جانِ بہار!

مان سکتا میں نہیں مجھ کو ہے خود پہ اعتبار
میری آغوشِ محبت کا تصور بار بار
تیری تنہائی میں جا کر تیرا چھینے گا قرار
بے تحاشہ کہہ اٹھے گی تو "میرے پیارے وقار"
کِس طرح تجھ کو بھلا دوں اے مری جانِ بہار!

میرے اشعار تو چپ ہیں فنِ آذر کی طرح
آج کل آئینہ خانے بھی ہیں پتھر کی طرح

ذہن و احساس میں اک جنگ ہوئی ہے جب سے
آرزوئیں بھی ہیں ہارے ہوئے لشکر کی طرح

میری ہر سانس میں کیونکر نہ ہو خوشبوئے وفا
میرا احساس ہے اِک شاخِ گلِ تر کی طرح

آج چہروں کی کتابوں پہ جمی ہیں نظریں
فکر خاموش ہے سنجیدہ سخنور کی طرح

عکس تک آ نہ سکا شیشۂ خودداری پر
ہاتھ پھیلائے بھی میں نے تو، تو نگر کی طرح

حاشیئے چھوڑ دیئے تشنگیٔ نو کے لئے
میں سرابوں سے بھی گذرا ہوں سمندر کی طرح

کیسے پیراہنِ قسمت میں رفو ہو مضطرب
یادِ ماضی تو مرے دل میں ہے نشتر کی طرح

مضطرب نظامی ۔ جوہری محلہ ۔ لکھنؤ ۔ (یو۔پی)

خلیج نئی سحر کی سرزمین

قسط ۳

گزشتہ سے پیوستہ ۔

سعودی عرب میں محبت کا برتاؤ

سعودی عرب کے بارے میں میں نے یہ سنا تھا کہ وہاں کے لوگ ہندوستانیوں سے اور خاص کر ہندوؤں سے نفرت کرتے ہیں۔ اس لئے میں ذرا ڈر رہا تھا کہ دیکھئے سعودی عرب میں کیا پیش آتا ہے۔

مگر مجھے یہ دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی کہ جو کچھ میں نے سنا تھا وہ بالکل غلط تھا۔ وہاں سرکاری اور غیر سرکاری دونوں سطح پر مجھے ایسے لوگ ملے جنہوں نے بڑی محبت سے میرے ساتھ برتاؤ کیا۔

مثلاً جدہ کی وزارت اطلاعات میں پریس کے ڈائرکٹر جناب عزت مفتی اور اطلاعات کے ڈائرکٹر جناب عبداللہ قاضی خصوصاً مجھ سے ملنے کے لئے دفتر آئے تھے، حالانکہ اس روز چھٹی تھی۔ انھوں نے وزارت کی گاڑی کے ساتھ اپنا ایک ماتحت افسر بھی میرے ساتھ کر دیا جس نے دو روز تک مجھے شہر میں گھما کر دیکھنے لائق چیزیں دکھادیں۔

جدہ کے ہندوستانی سفارت خانے

از: شری پیاد جوشی

میں ایک بڑے اچھے پریس اٹیچی ہیں جن کا نام جناب محمد لطف الرحمٰن جعفری ہے۔ یہ قوم پرست نوجوان میرے سعودی عرب کے قیام میں برابر میرے ساتھ رہے۔ ان کی سنجیدگی سے میں بڑا متاثر ہوا۔ جعفری صاحب عربی کے اچھے جانکار ماہر ہیں اور انھوں نے قاہرہ میں عربی کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہے۔ چنانچہ انگریزی سے ناواقف لوگوں سے گفتگو کرتے وقت جعفری صاحب سے مجھے بڑی مدد ملی۔ انھوں نے مجھ سے کہا کہ "اب تک ہم لوگوں نے عربی کی تعلیم کی طرف زیادہ توجہ نہیں دی۔ اس لئے ہم عرب ممالک میں اوروں سے پچھڑ گئے ہیں۔ اب اس طرف ہمیں زیادہ توجہ کرنا ہوگی۔ پھر یہ بھی وہم ہمیں دل سے نکال دینا چاہیئے کہ صرف مسلمانوں کو ہی عربی کی تعلیم حاصل کرنی چاہیئے۔ دیگر زبانوں کی طرح عربی بھی ایک زندہ جاوید زبان ہے جسے ہر کوئی سیکھ سکتا ہے۔ جاپانیوں نے اس میں کتنی مہارت حاصل کی ہے' اس کا خیال آتے ہی مجھے تعجب ہوتا ہے کہ بھارت کے غیر مسلم عربی میں مہارت کیوں نہیں حاصل کرتے؟

انھوں نے ایک اور معرکہ کی بات بتائی کہ سفارت خانوں میں کام کرنے کے لئے ایسے عربی داں لوگوں کو ترجیح دینی چاہیئے جنھوں نے دینی اداروں سے نہیں بلکہ سیکولر یونیورسٹیوں سے ڈگری حاصل کی ہو، کیوں کہ سیکولر جامعہ میں تعلیم حاصل کرنے والوں کا نظریہ وسیع ہوتا ہے اور وہ دنیا جہان کی زیادہ معلومات رکھتے ہیں جو غیر ملکوں میں کام کرنے والوں کے لئے بہت ضروری ہوتا ہے۔ یہاں مذہبی معلومات سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا کیوں کہ یہاں کے لوگ ان باتوں میں ہم سے زیادہ جانکاری رکھتے ہیں۔ جعفری صاحب جیسے سیکولر نقطۂ نظر رکھنے والے لوگ ہی ہماری سچی نمائندگی کرتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

البلاد اور المدینہ

جعفری صاحب مجھے جدہ کے دو بڑے عربی اخباروں کے مدیروں کے پاس لے گئے۔ ان میں سے ایک روزنامہ کا نام 'البلاد' تھا اور دوسرے کا نام 'المدینہ' تھا۔ دونوں مدیروں کو انگریزی نہیں آتی تھی اس لئے جعفری صاحب کو مترجم کا فرض انجام دینا پڑا۔ ان دونوں مدیروں نے بھارت کے مسلمانوں کی مبینہ خراب حالت پر تشویش کا اظہار کیا۔ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ سعودی عرب کے اندرونی حالات کے بارے میں صحیح معلومات فراہم کرنے کی ضرورت ہے۔ ان مدیروں کو یہ کبھی نہیں معلوم تھا کہ مسلمانوں کی آبادی کے لحاظ سے ہندوستان دنیا میں تیسرا سب سے بڑا ملک ہے اور وہاں زندگی کے ہر شعبے میں مسلمان آزادی سے حصہ لیتے ہیں۔ وزارتوں اور سرکاری نوکریوں میں انھیں ان کی آبادی کے تناسب سے کچھ زیادہ ہی حصہ دیا جاتا ہے اور ان کی جو بھی شکایتیں ہیں انھیں دور کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جاتی رہی ہے۔ دراصل ہند کے مسلمانوں کے حالات کے بارے میں سعودی عرب میں ارادتاً غلط فہمیاں پھیلائی گئی ہیں جس میں ہمارے ملک کی مفاد پرست فرقہ وارانہ جماعتوں کا بھی بڑا ہاتھ رہا ہے۔ ایسی غلط فہمیاں دیگر عرب ممالک میں بہت کم پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ میں نے ان دونوں مدیروں سے درخواست کی کہ "آپ لوگ خود بھارت آکر اپنی آنکھوں سے وہاں کی حالت دیکھ لیں تو بہتر ہوگا۔" مجھے بتایا گیا کہ پاکستان کی سرکار سعودی عرب کے اخبار نویسوں اور نامہ نگاروں کو ہر سال اپنے یہاں لے جاتی ہے اور اپنا نقطۂ نظر ان کو سمجھاتی ہے۔ کاش ہماری سرکار بھی ایسا ہی کرتی۔ اس طرح صحافیوں کو اپنے ملک کا دورہ کرنے کی دعوت سے کیسا اچھا نتیجہ نکل سکتا ہے اس کا اندازہ مجھے کویت کے دورہ میں ہوا جس کا ذکر بعد میں آئے گا۔

تعلیم کی ترقی

جدہ میں مجھے وزارت اطلاعات کی طرف سے ایک مدرسہ دکھانے کے لئے لے جایا گیا۔ اس کا نام 'الثغر ماڈل اسکولز' تھا۔ اس میں اول سے لے کر بارہویں جماعت تک تعلیم دی جاتی ہے۔

اس میں اٹھارہ سو (۱۸۰۰) طلبا تعلیم پاتے ہیں۔ سعودی عرب میں سائنس اور ٹکنالاجی کی تعلیم پر بہت زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ یہ ملک تعلیم پر ہر سال ایک سو ساٹھ (۱۶۰) کروڑ سعودی ریال یعنی تقریباً چار سو کروڑ روپیہ صرف کرتا ہے۔

وہاں سات لاکھ چالیس ہزار لڑکے اور لڑکیاں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ اتنے سارے طلبا کو پڑھانے کے لئے سعودی اساتذہ موجود نہیں ہیں۔ اس واسطے باہر کے عرب ممالک سے استاد لانے پڑتے ہیں۔ الثغر مدرسہ میں سَو استادوں میں صرف دس سعودی تھے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہاں باہر کے کتنے استاد کام کرتے ہوں گے۔ سعودی عرب میں استادوں کی کل تعداد تقریباً بتیس ہزار ہے۔ ایسا اس لئے ہوا کہ اب تک اس ملک میں صرف مذہبی تعلیم پر ہی زور دیا جاتا رہا۔ اس واسطے

وہاں دیگر مضامین پڑھانے والے استاد تیار ہی نہیں ہوئے۔ اب یہ حالت تیزی سے بدلتی جا رہی ہے۔

عربی ذریعۂ تعلیم

الثقر مدرسہ دیکھ کر میں بڑا خوش ہوا۔ اس لئے نہیں کہ وہاں کی عمارات بڑی عالی شان ہیں یا ان کی تجربہ گاہیں (لیبوریٹری) جدید ترین آلات سے لیس ہیں۔ بلکہ اس لئے کہ وہاں ذریعۂ تعلیم عربی کو بنایا گیا ہے۔ اسکول میں سائنس کی کل تعلیم عربی میں دی جاتی ہے۔ اس کے لئے انھوں نے سائنس کی بین الاقوامی اصطلاحات کو بڑی حد تک قبول کر لیا ہے اور باقی کے لئے عربی میں اصطلاحات بنائی ہیں۔ میں نے وہاں کے استاد سے پوچھا "آپ کی جامعہ میں تو سائنس کی تعلیم انگریزی میں دی جاتی ہے۔ پھر آپ کے جو لڑکے عربی میں سائنس پڑھتے ہیں کیا ان کو کوئی دقت پیش نہیں آتی؟ انھوں نے کہا ہمارے اسکول میں دوسری جماعت سے ہی انگریزی کی تعلیم دی جاتی ہے اور اس کے لئے بھی جدید طریقے استعمال کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ یہ لڑکے جب کالج میں پہنچ جاتے ہیں تب انگریزی میں تعلیم حاصل کرنے کے بالکل قابل ہو جاتے ہیں۔

یہاں ایک مزید بات کا ذکر کرنا نامناسب نہ ہوگا کہ سعودی عرب میں مذہبی تعلیم دینے والے ادارے بھی ہیں مگر ان میں تعلیم پانے والوں میں غیر سعودی مسلمانوں کی تعداد ہی زیادہ ہوتی ہے، کیونکہ سعودی طلبہ کو غیر مذہبی تعلیم میں اپنا مستقبل روشن تر نظر آتا ہے۔ ہم لوگ بھی اس سے بہت سبق سیکھ سکتے ہیں۔

قدامت پرستی

ایک طرف تو سعودی عرب اس طرح جدید علوم میں ترقی کر رہا ہے۔ مگر دوسری طرف قدامت پرستی بھی قائم ہے۔ وہاں کوئی خاتون بغیر برقع اوڑھے گھر سے باہر نہیں نکل سکتی، چھوٹے لڑکے اور لڑکیاں نہ ایک ساتھ کھیل سکتے ہیں نہ پڑھ سکتے ہیں، نہ ڈراما ہے نہ فلم۔ کیوں کہ اس میں مرد اور عورتیں ایک ساتھ کام کرتے ہیں۔ شریعت کے مطابق قانون بنتے ہیں اور سزائیں دی جاتی ہیں، نہ مصوری کو فروغ ملتا ہے نہ ناچ گانے کو، ان سب باتوں کی وجہ سے کچھ غیر ملکی لوگوں نے مجھے بتایا کہ باہر والوں کو وہاں بڑی گھٹن محسوس ہوتی ہے۔ خود سعودی بھی اس ماحول سے بہت خوش نظر نہیں آتے، وہ یا تو چوری چھپے اپنا دل بہلاتے ہیں یا پھر دوسرے ملکوں میں جا کر عیش کرتے ہیں۔ ممکن ہے تعلیم کے کافی پھیل جانے پر کوئی راستہ نکل آئے۔

جدّہ کا ریڈیو پر انٹرویو

سعودی عرب کی سرکار کا عملہ ہندوستانیوں کی کتنی عزت کرتا ہے اس کا ثبوت یہ ہے کہ انھوں نے ایک ہندوستانی کو بلکہ ایک ہندو کو اپنے الاذاعا جدّہ یعنی جدہ ریڈیو پر آنے کی دعوت دی اور اس کے ساتھ ایک انٹرویو کر کے اسے اپنے اردو سامعین کے لئے نشر کیا۔ عام طور پر حج کے زمانے میں جو لوگ جدّہ جاتے ہیں ان سے بات چیت کر کے جدّہ ریڈیو سے نشر کی جاتی ہے۔ مگر اس کا مقصد مذہبی یک جہتی کو فروغ دینا ہوتا ہے۔ مگر میرا انٹرویو نشر کرنے میں اس طرح کا کوئی مذہبی جذبہ کار فرما نہیں تھا بلکہ صرف خیر سگالی کے جذبے کی قدر کرنا تھا۔ الاذاعا جدّہ کے اردو شعبہ کے ڈائرکٹر جناب نثار احمد لکھنؤ کے باشندے ہیں۔ مگر گزشتہ چوبیس سال سے جدہ ریڈیو پر کام کر رہے ہیں۔ اب تو انھیں سعودی شہریت یا وطنیت بھی حاصل ہو گئی ہے۔ بڑے ملنسار آدمی معلوم ہوئے۔ جناب جعفری صاحب مجھے ان کے پاس لے گئے تو باتوں ہی باتوں میں انٹرویو کا ذکر آیا اور انھوں نے میرا انٹرویو نشر کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس کی ریکارڈنگ ۹ مئی کو ہوئی۔ اپنے سامعین سے میرا تعارف کراتے ہوئے انھوں نے کہا:

"سامعین کرام۔ السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ

یہ امر باعث خوشی ہے کہ ان دنوں ہندوستان کے ممتاز صحافی جناب شریپاد جوشی صاحب سعودی عرب آئے ہوئے ہیں۔ آپ اگرچہ ہندی اور مراٹھی زبانوں کے قلمرو کے شہسوار ہیں تاہم آپ کے مضامین اردو پرچوں میں بھی شائع ہوتے رہتے ہیں۔ خاص طور سے دہلی کے رسالہ آج کل[1] میں آپ کے مضامین ناظرین کی دلچسپی کا باعث رہے ہیں۔ بڑی خوشی ہے کہ ہم آپ کو ان سے ملاتے ہیں۔"

اس کے بعد وہ مجھ سے سوال پوچھتے رہے اور میں جواب دیتا گیا۔

سوال: جوشی صاحب یہ بتائیے کہ آپ یہاں کس مقصد سے آئے تھے؟

جواب: میرا مقصد یہاں کے لوگوں سے ملنا

---

[1] جس زمانہ میں جوش صاحب 'آج کل' کے ایڈیٹر تھے اس وقت میں اس رسالہ میں وقتاً فوقتاً مضامین لکھا کرتا تھا۔ جناب نثار احمد نے غالباً وہ پڑھے ہوں گے اور اسی لئے انھوں نے اس کا خصوصی ذکر کیا ہوگا۔

اوران کے صحیح خیالات کی جانکاری حاصل کرنا ہے علاوہ اس کے اس ملک نے زندگی کے ہر شعبے میں جو نمایاں ترقی کی ہے اس کے متعلق جو کچھ میں نے سنا اور پڑھا تھا اسے میں خود اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتا تھا۔

سوال: تو اس میں آپ کو کہاں تک کامیابی حاصل ہوئی؟

جواب: اللہ کے کرم سے میں اپنے مقصد میں کافی حد تک کامیاب ہوا ہوں۔ یہاں کے لوگوں میں میں نے بھارت کے بارے میں بڑی دلچسپی پائی اور محبت دیکھی۔ میں ان کو یہ بتانے میں بھی کامیاب ہوا کہ ہم بھارت کے لوگ سعودیوں کی عزت کرتے ہیں اور ان سے محبت رکھتے ہیں۔ یہاں کی ترقی دیکھ کر میں بہت متاثر ہوا اور اس سلسلے میں مجھے یہ بھی خیال آیا کہ ہم اس میدان میں ایک دوسرے سے کافی تعاون کر سکتے ہیں۔ بھارت جاکر میں یہاں کی ترقی کے بارے میں جب وہاں کے لوگوں کو بتلاؤں گا تو بھارت کے لوگ بھی اس سے بڑے خوش ہوں گے۔

سوال: جن لوگوں سے آپ ملے ان سے آپ نے کیا کہا؟

جواب: یہاں کے اکثر و بیشتر لوگ بھارت کے بارے میں صحیح جانکاری نہیں رکھتے۔ چنانچہ ان میں کچھ غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔ میں نے ان سے درخواست کی کہ آپ خود بھارت آئیے اور وہاں کے حالات کا جائزہ خود اپنی آنکھوں سے کر لیجئے۔ تب آپ کو پورا یقین ہوگا کہ بھارت میں رہنے والے ہر مذہب و ملت کے لوگ خوش حال زندگی بسر کر رہے ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ برادرانہ تعلقات رکھتے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ ہمارے اپنے کچھ مسائل ہیں، کچھ دقتیں ہیں، کچھ مشکلیں ہیں۔ مگر وہ کسی ایک طبقے کی نہیں ہیں، بلکہ سب کی ہیں اور ہم سب مل کر انھیں حل کرنے میں دل و جان سے مصروف ہیں۔ انشاء اللہ سب کی متحدہ کوششوں سے یہ مشکلات جلد حل ہو جائیں گی۔

سوال: یہاں کا ماحول آپ کو کیسا لگا؟

جواب: یہاں کا ماحول مجھے بڑا خوشگوار معلوم ہوا۔ لوگ اپنے محبوب بادشاہ اور ولی عہد کی قیادت میں ترقی کی راہ پر گامزن ہیں۔ ہر کوئی اپنے کام میں جی جان سے جٹا ہوا ہے۔ مجھے یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ سعودی بھائیوں نے تعلیم جیسے شعبہ میں اتنے قلیل عرصہ میں کافی ترقی کی ہے۔ مجھے یہ دیکھ کر بھی بڑی مسرت ہوئی کہ یہاں کا سارا کاروبار عربی زبان میں خوبی چلایا جا رہا ہے۔ اس سے ہم لوگ بھی سبق لے سکتے ہیں۔ اللہ کرے سعودی عرب کی ترقی اسی رفتار سے ہوتی رہے۔ اور ہم دونوں اس سے مستفید ہوں۔

عالیشان اسٹوڈیو

جدہ ریڈیو کے ڈائرکٹر جناب حسین عسکری سے بھی مجھے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ انھوں نے یہ امید ظاہر کی کہ میرے دورے سے ہمارے دونوں ملکوں میں دوستی اور بڑھے گی۔ انٹرویو کا موقع دیئے جانے پر میں نے ان کا شکریہ ادا کیا۔ انھوں نے اپنا ایک آدمی ہمارے ساتھ کر دیا جس نے ہمیں پورا اسٹوڈیو دکھایا۔ اتنا عالی شان اسٹوڈیو میں نے اس سے پیشتر کہیں نہیں دیکھا تھا۔ جدید ترین آلات سے لیس اس اسٹوڈیو کے کمرے بڑے کشادہ اور آرام دہ معلوم ہوتے۔

اسی طرح میں نے ٹیلی ویژن سنٹر پر جاکر وہاں کے اسسٹنٹ ڈائرکٹر جناب امین جمال سے ملاقات کی۔ انھوں نے ٹیلی ویژن اسٹوڈیو (جسے وہ لوگ تلفزیون کہتے ہیں) دکھانے کا انتظام کر دیا۔ سعودی عرب میں ٹیلی ویژن دور دراز کے دیہاتوں تک پہنچ گیا ہے۔ مجھے یہ بھی بتایا گیا کہ رنگین ٹیلی ویژن نشر کی تیاری اب مکمل ہو گئی ہے اور جلد ہی جدہ سے رنگین تصویریں دکھائی جائیں گی۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن کا زیادہ تر استعمال مذہبی تعلیم کو عوام تک پہنچانے کے لئے کیا جاتا ہے۔ مگر دل بہلانے کے کافی پروگرام بھی پیش کئے جاتے ہیں۔

(باقی آئندہ)

کی اطلاع فوراً چیف وائلڈ لائف وارڈن، سینٹرل بلڈنگ پونے۔ ۱ یا کسی بھی قریبی فارسٹ افسر کو دیں۔

وائلڈ لائف ایکٹ کی خصوصیات

جنگلی جانوروں کا ہفتہ پورے ملک میں اکتوبر کے پہلے ہفتے میں منایا جاتا ہے۔ عوام کی معلومات کے لئے وائلڈ لائف ایکٹ کی بعض خصوصیات درج ذیل ہیں:

اس ایکٹ کے تحت جرائم یہ ہیں:

۱۔ کسی جنگلی جانور کا شکار کرنا یا پکڑنا جب کہ حکومت کی جانب سے پوری ریاست میں اس کی ممانعت ہو۔

۲۔ جنگلی جانورات (تحفظ) ایکٹ بابت ۱۹۷۲ء کی فہرست اول یا فہرست دوم کے حصہ دوم میں درج کوئی اسیر جانور یا اس سے حاصل کردہ کوئی شئے (نشانی ٹرافی) وغیرہ اس کے بارے میں چیف وائلڈ وارڈن یا مقررہ فاریسٹ افسر کو مقررہ وقت کے اندر مطلع کئے بغیر یا ضروری سرٹیفکیٹ حاصل کئے بغیر اپنی تحویل قبضہ یا ملکیت میں رکھنا۔

۳۔ کسی جنگلی جانور سے حاصل ہونے والی کوئی چیز یا ٹرافی وغیرہ کا مذکورہ بالا افسر کی تحریری پیشگی اجازت کے بغیر تبادلہ کرنا یا ایک ریاست سے دوسری ریاست میں منتقل کرنا۔

۴۔ باقاعدہ لائسنس کے بغیر کسی اسیر جانور اور ٹرافی وغیرہ کا لین دین کرنا

۵۔ موذی جانوروں کے علاوہ کسی بھی جانور، اس کی شئے، ٹرافی یا گوشت وغیرہ کی خریداری یا حصول بجز اس کے کہ یہ ایسے بیوپاری یا فرد کے ذریعہ کیا گیا ہو جسے مذکورہ بالا ایکٹ کے تحت اس کی اجازت ہے۔

جرائم کی سزا: کوئی بھی شخص جو اس ایکٹ یا اس کے کسی قانون کی خلاف ورزی کرے گا وہ دو سال تک کی سزائے قید یا ۲۰۰۰ روپے تک جرمانہ یا دونوں سزاؤں کا مستوجب ہوگا۔ مذکورہ ایکٹ کے تحت درج جانوروں کے سلسلے میں اگر جرم سرزد ہوگا تو اس کے لئے کم از کم چھ ماہ کی سزائے قید جو کہ چھ سال تک بھی کی جاسکتی ہے نیز جرمانہ جو کہ ۵۰۰ روپے سے کم نہ ہوگا کیا جاسکتا ہے۔

اس لئے عوام کا فرض ہے کہ وہ متعلقہ عہدیداروں سے تعاون کریں تاکہ جنگلی جانوروں کا تحفظ کیا جاسکے۔ ان کو چاہیئے کہ اگر کسی سے ایسا جرم سرزد ہو اور انھیں پتہ چلے تو اس

بریانی میں رنگ نہ ڈالو
ہوٹل مالکان کو ہدایت

فوڈ اینڈ ڈرگ ایڈمنسٹریشن نے ہوٹل مالکان کو ہدایت کی ہے کہ وہ کوئلتار جیسے رنگ کھانے کی اشیا مثلاً بریانی چاول اور چکن میں نہ ڈالیں۔ غذا میں ملاوٹ کی روک تھام قوانین کے قاعدہ ۲۳ اور ۲۹ کے تحت اس رنگ کا استعمال قابل سزا جرم ہے۔

اناج کی حفاظت
بورک ایسڈ کا استعمال مضر ہے،

حکومت مہاراشٹر نے اناج کی حفاظت کی خاطر بورک ایسڈ کے استعمال سے خبردار کیا ہے۔ کیوں کہ خوراک میں ۵ گرام بورک ایسڈ بھی مضر ہوسکتا ہے۔ اس سے گردے پر اثر پڑتا ہے اور موت ہوسکتی ہے۔ اس کے علاوہ غذائی ملاوٹ کی روک تھام ایکٹ کے تحت بھی بورک ایسڈ کو کھانے نیز اناج میں استعمال کرنے کی اجازت نہیں ہے اور ایسا کرنے والے کے خلاف قانونی کارروائی کی جاتی ہے۔

سرکار کو معلوم ہوا ہے کہ اجناس کی حفاظت کے لئے زیادہ تر بورک ایسڈ استعمال کیا جاتا ہے۔ لہٰذا بورک ایسڈ کے استعمال کے سلسلے میں انتباہ کیا گیا ہے۔

اناج کی نجی تجارت

حکومت مہاراشٹر ۷۷-۱۹۷۶ء فصل کے دوران اناج کی نجی تجارت اور آزادانہ نقل وحمل کے بارے میں موجودہ پالیسی جاری رکھنے کا فیصلہ کر چکی ہے۔ اس پالیسی کے تحت بمبئی راشننگ علاقے کے علاوہ ریاست بھر میں چاول اور دھان کی نجی تجارت اور آزادانہ نقل وحمل کی اجازت ہے۔ دیگر اناج کی نجی تجارت اور آزادانہ نقل وحمل کی مہاراشٹر بھر میں اجازت ہے۔ البتہ بمبئی راشننگ علاقے میں جوار اور گیہوں کی درآمد صرف ریل کے ذریعہ کی جا سکتی ہے۔

لیوی پالیسی جاری

حکومت مہاراشٹر نے ۷۷-۱۹۷۶ء فصل کے دوران بھی کل ملکیت اراضی پر لیوی نیز محصول اراضی کی بنیاد پر اس کا اندازہ لگانے کے موجودہ طریقہ کار کو جاری رکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔

متعلقہ اطلاع نامہ حکومت مہاراشٹر کے ۲۱ ستمبر ۱۹۷۶ء کے غیر معمولی گزٹ میں شائع کیا جا چکا ہے جس کے تحت موجودہ لیوی پالیسی کی مدت ۳۰ ستمبر ۱۹۷۷ء تک بڑھا دی گئی ہے۔

لیوی سے متعلق بعض استثنیات ۳۰ ستمبر ۱۹۷۷ء تک جاری رہیں گی۔

گنّے کی قیمت مقرر کرنے کیلئے بورڈ

حکومت مہاراشٹر نے مہاراشٹر اسٹیٹ فارمنگ کارپوریشن کے ذریعہ شکر کی کمپنیوں کو فصل ۷۰-۱۹۶۹ء سے ۷۶-۱۹۷۵ء تک سپلائی کئے جانے والے گنّے کی قیمت مقرر کرنے کے لئے بورڈ قائم کیا ہے۔ یہ بورڈ شری این ڈی۔ کامت، ریٹائرڈ ہائی کورٹ جج؛ شری این۔ ایس۔ پرداسانی ماہر معاشیات اور شری ڈی۔ کے۔ کھانولکر ماہر زراعت پر مشتمل ہے۔

ہائی کورٹ کے ذریعہ طے شدہ شرائط کے تحت بورڈ کی تقرری عمل میں آئی ہے۔

تعلیمی شکایات کی سماعت

شری اے۔ بی۔ صدیقی، ڈپٹی انسپکٹر برائے تعلیم، بمبئی عظمیٰ نے تعلیم سے متعلق عوام کی شکایات سننے کے لئے ہر ہفتے پیر کا روز مقرر کیا ہے۔ اس سلسلے میں ان کے دفتر واقع بیوٹمنٹس نمبر ۳ عقب "یوگا کشیم" بمبئی ۲۰ میں دفتری اوقات میں رابطہ قائم کیا جا سکتا ہے۔

ریاستی سماجی بہبود مشاورتی بورڈ

حکومت مہاراشٹر نے مہاراشٹر ریاستی سماجی بہبود مشاورتی بورڈ کی ڈاکٹر (شریمتی) اسنجابائی مگر کی سربراہی میں از سر نو تشکیل کی ہے۔

بورڈ کے دیگر اراکین یہ ہیں: شریمتی ادما راجن، شریمتی جانکی وائی۔ موہتے، شریمتی گیتا۔ بی۔ لیوا، شریمتی لینا ونمالی، شریمتی اوشا تائی دولت سندے، شریمتی ساوتری بائی ڈی وساوے، شریمتی جیوتائی موکل، شریمتی چارو شیلا پاٹل، شریمتی کمل وردکر۔ شریمتی پربھاوتی نبی۔ بوٹالا، شریمتی پدما تائی کرندیکر، شریمتی شالینی رانے، شریمتی وجے لکشمی ڈی مانے، شریمتی وجے مالا بی۔ دیسائی، شریمتی جونسنا تربھوون، شریمتی سروجنی پاٹل، شریمتی کملا بائی بڈوے، مس زبیدہ مجاور، شریمتی شکنتلا سونکے، شریمتی شانتابائی موتکر، ڈاکٹر (شریمتی) کسم تائی کورپے، شریمتی کسم تائی بی۔ جوشی، شریمتی ایس۔ آر۔ سروے۔ شریمتی بیلا کے شرما۔ شریمتی شانتابائی این۔ کھکرے، شریمتی آشا تائی دھوتے، پروفیسر (مس) نلینی سومکور، شریمتی کنداد جکیکر، شریمتی بورندے، شریمتی نند ورکر، شریمتی شیلا ٹھاکرے اور شریمتی پربھاوتی کے۔ گج بھیا۔

ایس۔ ٹی۔ مشاورتی کمیٹی

حکومت مہاراشٹر نے فوری طور پر سیلز ٹیکس مشاورتی کمیٹی کی دوبارہ تشکیل کی ہے۔ کمیٹی کے چیرمین محکمہ مالیات کے سیکریٹری ہیں۔

کمیٹی کے دوسرے اراکین یہ ہیں: ڈاکٹر وی۔ آر۔ پنڈت، ایم ایل سی؛ سردار شری ڈی۔ این۔ جادھو، ایم ایل سی؛ این جی۔ نندے ایم ایل سی؛ ایس۔ ایس۔ دِگھے، ایم ایل اے؛ این۔ این برشیکر ایم ایل اے؛ ڈی۔ کے۔ کھیے ایم ایل اے؛ این۔ ایس دیشمکھ، ایم ایل اے؛ ڈی۔ بی۔ ہری بھکتی؛ شانتی لال سی۔ شاہ؛ ایم۔ پی۔ چھلے؛ آر۔ ڈی۔ پٹیل؛ وی۔ بی۔ بھاٹے؛ دلیپ۔ ایس۔ دھانولکر؛ کمشنر آف سیلز ٹیکس اور ایڈیشنل کمشنر آف سیلز ٹیکس (شری بی۔ جے۔ کھنیکر) (ممبر سیکریٹری)

یہ کمیٹی طریقہ کار کی خامیوں نیز تجارت و عوام کو درپیش مشکلات دور کرنے کے لئے تجاویز پیش کرے گی نیز ٹیکس چوری کو روکنے کے لئے مناسب اقدامات کے بارے میں حکومت کی مدد کرے گی۔

کمیٹی کی مدت کار تقرری کی تاریخ سے دو سال کے لئے ہے۔

مہاتما گاندھی کو خراج عقیدت

۱۰۶ ویں گاندھی جینتی کے موقع پر ۲ اکتوبر کو سچیوالیہ بمبئی میں ایک سادہ تقریب میں مہاتما گاندھی کو خراج عقیدت پیش کیا گیا۔

شری این۔ ایم تڑکے، وزیر صنعت نے مہاتما گاندھی کی تصویر کی گلپوشی کی اور پھول نذر کئے۔

اس موقع پر اراکین کابینہ، چیف سکریٹری شری جے۔ بی۔ ڈیسوزا، ریاست کے سرکاری افسران اور ملازمین نے بھی پھول نذر کئے اور مہاتما گاندھی کو خراج عقیدت پیش کیا۔ (اس موقع پر لی گئی تصویر سرورق کے صفحہ ۲ پر ملاحظہ فرمائیں)

درآمدی اشیاء کا بدل تلاش کیجئے
بڑے پیمانے کی صنعتوں سے
وزیر اعلیٰ کی اپیل

وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان نے بڑے پیمانے کے انجینیئرنگ نیز کیمیائی پراجکٹس سے اپیل کی کہ وہ چھوٹے پیمانے کے انجینیئرنگ یونٹوں کی حوصلہ افزائی کریں اور ان کی اشیاء درآمد کا بدل تلاش کریں۔ وزیر اعلیٰ حال ہی میں کول سائٹ انڈسٹریز، اندھیری (بمبئی) میں منعقدہ تقریب میں بحیثیت مہمان خصوصی خطاب فرما رہے

تھے جس میں ہندوستان کا اولین کمپوزٹ پالی پراپلین اکسٹروزن پلانٹ، انڈین پیٹرو کیمیکل کارپوریشن بڑودہ کو سونپا گیا تھا۔

شری چوان نے کول سائٹ انڈسٹریز کو دیسی پلانٹ تیار کرنے پر مبارکباد پیش کی۔ جس سے سلطے فلم وغیرہ بنانے میں مدد ملے گی اور اس طرح ۲۰ لاکھ روپے سے زائد کا غیر ملکی زرمبادلہ بچایا جاسکے گا۔

انھوں نے مزید فرمایا کہ یہ فخر کی بات ہے کہ ایسا کارخانہ مہاراشٹر میں قائم ہوا ہے اور امید ظاہر کی کہ ملک کے دیگر حصوں کی خصوصاً چھوٹی صنعتوں کے لئے یہ مشعل راہ بنے گا۔

وزیر اعلیٰ نے اسٹیٹ بنک آف انڈیا کو بھی مبارکباد دی کہ وہ ضرورتمند چھوٹے پیمانے کی صنعتوں کو بروقت مالی امداد فراہم کر رہا ہے اور اس طرح ملک کی صنعتی ترقی میں اتھ بٹا رہا ہے۔

شری چوان نے دو نمائندہ ملازمین کو ان کے نمایاں کام پر بطور ستائش تحائف بھی دیئے۔

قبل ازیں شری بی۔ کے چٹرجی، چیف جنرل منیجر، اسٹیٹ بنک آف انڈیا نے جو اس تقریب کے صدر تھے صنعتوں کی مالی امداد کے لئے اسٹیٹ بنک آف انڈیا کی کارگزاری پر روشنی ڈالی۔

شری ایس، وی، کابرا، منیجنگ ڈائرکٹر کول سائٹ نے وزیر اعلیٰ اور دیگر مہمانوں کا استقبال کیا۔ شری ایس۔ این کابرا جائنٹ

شری ایس بی، چوان وزیر اعلیٰ مہاراشٹر (بہ تیر) کو کولسائٹ انڈسٹریز اندھیری (بمبئی) میں "پولی پروپلین اکسٹروزن پلانٹ" ملاحظہ فرما رہے ہیں۔

مینیجنگ اینڈ ٹیکنیکل پارٹنر نے شکریہ ادا کیا۔

الہ آباد بینک و سنڈیکیٹ بینک، ان دونوں بنکوں کی جانب سے اضلاع ناندیڑ، عثمان آباد و سالنگلی، کولھاپور میں دیہی بجلی رسانی کی غرض سے دیئے گئے قرض کی پہلی قسط کا چیک ۲۰ ستمبر ۷۶ء کو سچیوالیہ، بمبئی میں وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان کو پیش کیا گیا۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں الہ آباد بینک کے ریجنل مینیجر شری داس، سنڈیکیٹ بینک کے شری پائی، وزیر مملکت برائے انرجی اطلاعات و پبلسٹی شری شام راؤ کدم اور مہاراشٹر بجلی منڈل کے شری مشرا دکھائی دے رہے ہیں۔

کفایت شعاری اور کوالٹی کنٹرول

شری سو لنکے کی انجینیروں کو ہدایت

شری سندر راؤ سولنکے، مہاراشٹر کے وزیر برائے پبلک ورکس اور ہاؤسنگ نے انجینیروں سے اپیل کی کہ وہ ایسے ذرائع اور طریقے وضع کریں جس سے قبائلی ضمنی منصوبہ کی سڑکوں نیز ضمانت روزگار اسکیم کے تحت شروع کردہ تعمیری کام مناسب طور پر زیر عمل لائے جائیں۔

آپ نے ان سے یہ بھی کہا کہ وہ ایسی ٹھوس تجاویز پیش کریں جس سے ان اسکیموں کے پورے فوائد سماج کے کمزور طبقات تک بلا تاخیر پہنچ سکیں۔

آپ نے مزید فرمایا کہ میرے خیال میں یہ کام ۲۰ نکاتی پروگرام کے ساتھ پوری طرح ہم آہنگ ہے کیوں کہ اس کا مطلب پسماندہ علاقوں کی بہ سرعت ترقی ہے۔

وزیر موصوف حال ہی میں سچیوالیہ میں منعقدہ انجینیروں کی تیسری کانفرنس کے افتتاحی اجلاس سے خطاب کر رہے تھے۔

آپ نے انجینیروں کو یہ ہدایت بھی کی کہ وہ انجینیرنگ تعمیرات میں انتہائی کفایت شعاری سے کام لیں۔ اور کوالٹی کنٹرول کا پورا خیال رکھیں۔

اس تین روزہ کانفرنس میں پوری ریاست سے محکمہ تعمیر عامہ اور ہاؤسنگ کے انجینیروں نے شرکت کی۔

شری پی۔ کے۔ کنفلے، وزیر مملکت برائے تعمیر عامہ اور ہاؤسنگ نے اپنی تقریر میں انجینیروں سے گذارش کی کہ وہ کم لاگت ہاؤسنگ کے مسئلے پر پوری طرح دھیان دیں۔ آپ نے مزید فرمایا کہ کم لاگت کے مکانات کی تعمیر پر تقریباً ۴۰ کروڑ روپیے صرف کیے جائیں گے اور یہ کام آئندہ چھ یا آٹھ ماہ میں مکمل کرنا ہوگا۔ وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان نے قومیائے بنکوں

شری ایس۔ اے سولنکے، وزیر ماہی گیری نے ۱۸ ستمبر کو بمبئی میں وزیر اعظم ہند کی جانب سے موصولہ ایک ایک ہزار روپیے کی مالی امداد ان ماہی گیروں کے لواحقین کو تقسیم کی، جو گزشتہ جون کے طوفان میں فوت ہو گئے تھے۔
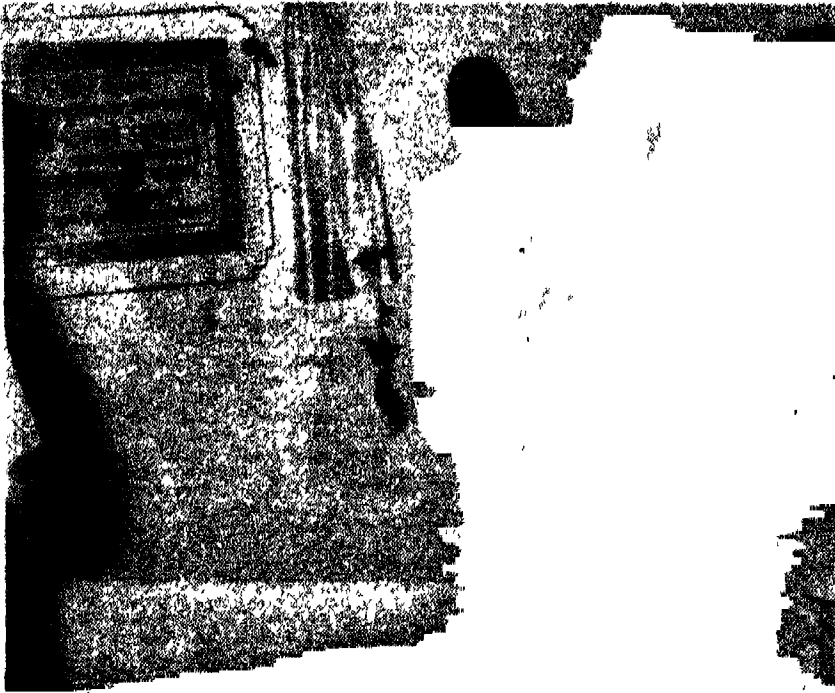
گذارش کرکے اس مقصد کے لئے ۱۶ کروڑ روپے کی مالی امداد بطور قرض حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔

شری کھٹے نے انجینیروں سے اپیل کی کہ یہ بڑا زبردست پروگرام ہے: جسے دستیاب ذرائع کے اندر مقررہ وقت میں پورا کرنے کے لئے انھیں پوری لگن اور محنت سے کام کرنا چاہیئے۔

اس سے قبل شری ایم۔ ڈی۔ کالے سکریٹری محکمہ تعمیر عامہ وہاؤسنگ نے مہمانوں کا سواگت کیا۔ شری پی۔ ایم۔ نرگاوڑا، ایڈیشنل چیف انجینیر اورنگ آباد نے شکریہ ادا کیا۔

مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان نے ۱۹ ستمبر کو اورنگ آباد میں مراٹھواڑہ فکشن پر سارک منڈل کی "دیوگیری مہا دیالیہ" کی نئی عمارت کا افتتاح کیا۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں مہاراشٹر کے وزیر محصول ڈاکٹر رفیق زکریا، نائب وزیر داخلہ شری بابو راؤ کالے، شریمتی کسم تائی چوان اور فکشن پر سارک منڈل کے سکریٹری شری بالا صاحب پوار (ایم ایل اے) نظر آرہے ہیں۔

ریاستی آبپاشی پروجیکٹ کیلئے مزید رقم

وزیر آبپاشی شری کھٹال کا بیان

شری بی۔ جے کھٹال، وزیر آبپاشی نے حال ہی میں یہ بتایا کہ ملک میں (نہ کہ ریاست میں جیسا کہ پہلے کہا گیا تھا۔) پانچویں منصوبہ میں آبپاشی کی گنجائش کا نشانہ بڑھا کر ۵۸ء۵ ملین ہیکٹر کر دیا گیا ہے۔

شری کھٹال نے فرمایا کہ حالیہ جائزہ کے بعد ریاستی حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ رواں سال میں گنجائش بڑھا کر منتخب آبپاشی پروجیکٹوں یعنی جائیک واڑی ۲، کرشنا، ککرڈی ۱، ہرن باری، آپر موکی اور بوری کے سلسلے میں کام کی رفتار تیز کی جائے۔ اس مقصد سے ان پروجیکٹوں کے لئے ۷۷-۱۹۷۶ سال میں ۵۰ء۱۸ کروڑ روپے کے مصارف کے علاوہ مزید ۰۰ء۷ کروڑ روپے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ مزید رقم کی گنجائش کی بنا پر مزید ۲۰،۰۰۰ ہیکٹر اراضی زیر آب پاشی لائی جاسکے گی اور اس طرح آب پاشی کا کل رقبہ ۲۵،۰۰۰ ہیکٹر ہو جائے گا۔ اس سلسلے میں حکومت ہند کی جانب سے ۸۵ء۳ کروڑ روپے کی پیشگی مدد ملے گی۔ باقی رقم ریاست کو اپنے وسائل سے پوری کرنی ہوگی۔

خون بنک کی بدعنوانیوں کے انسداد کیلئے قانون

وزیر صحت کا اعلان

حکومت مہاراشٹر ایک تجویز پر غور کر رہی ہے تاکہ قانون وضع کرکے نجی خون بنکوں میں ہونے والی بدعنوانیوں کا انسداد کیا جاسکے۔ اس کا انکشاف شری کے۔ ایم۔ پاٹل، وزیر صحت عامہ نے کیا۔

شری پاٹل سینٹ جارج ہسپتال بمبئی میں ۲۱ سال قبل شروع کی گئی رضاکارانہ عطیہ خون تحریک کے سلسلے میں ایک یادگاری ٹکٹ کی اجرائی نیز کل ہند رضاکارانہ خون عطیہ دن کے موقع پر منعقدہ تقریب کی صدارت کر رہے تھے۔

حکومت ہند کے جاری کردہ 'خون عطیہ ٹکٹ' کا اجرا، مرکزی وزیر صنعت و شہری رسد شری ٹی۔ اے۔ پائی کے ہاتھوں عمل میں آیا۔

شری پاٹل نے مزید فرمایا کہ حکومت اس سال مہاراشٹر کے گیارہ اضلاع میں جلد ہی خون بنک کی سہولتیں بہم پہنچائے گی اور اس کے علاوہ سینٹ جارج ہسپتال بمبئی میں باہری مریضوں کے شعبے میں ایک خون عطیہ

شری سندھیا، وزیر برائے پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ وکوآپریشن، حکومت میگھالیہ نے ۲۸ ستمبر ۷۶ء کو سچیوالیہ بمبئی میں شری رام کرشن بنیٹ، وزیر مملکت برائے امداد باہمی، سے ملاقات کی۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں شری جے۔ جی۔ کالنگا، کمشنر و سکریٹری برائے امداد باہمی، اور شری آر۔ پی۔ سنہا رجسٹرار آف کوآپریٹیو سوسائٹیز، میگھالیہ بھی نظر آرہے ہیں۔

مرکز قائم کرے گی۔

خون کی ضروریات پوری کرنے کے لیے زیادہ کوشش پر زور دیتے ہوئے شری پاٹل نے امید ظاہر کی کہ آئندہ سال تک تمام رضاکارانہ طور پر خون عطا کرنے والوں کی فہرست مکمل کرلی جائے گی۔ آپ نے بتایا کہ ریاست میں ۱۱۱ خون بنک ہیں۔ جن میں سے ۳۳ سرکاری ہیں اور ان میں سے کوئی بھی پیشہ ور خون فروشوں سے خون جمع نہیں کرتا ہے۔ ہر ماہ اوسطاً ....۱ خون کی بوتلیں جمع کی جاتی ہیں۔

آخر میں وزیر صحت نے بلڈ بنک ایسوسی ایشن اور شریمتی لیلا مول گاؤکر، شریف آف بمبئی اور نگران خون عطیہ مہم کو اس انسانی خدمت پر مبارکباد دی اور فرمایا کہ حکومت نے اپنے ملازمین سے اپیل کی ہے کہ وہ اس مہم کو کامیاب بنائیں۔

شری پائی نے رضاکارانہ طور پر خون کے عطیات جمع کرنے والے اداروں کی خدمات کو سراہا۔

شری وی۔ ای۔ اردنا چلم، پوسٹ ماسٹر جنرل نے ٹکٹوں کا ایک البم شری پائی نیز شری دلیپ ادیشی کی خدمت میں پیش کیا۔ جنھوں نے کئی دفعہ خون کا عطیہ دیا ہے۔ آپ نے بتایا کہ پوسٹ اینڈ ٹیلیگراف ڈیپارٹمنٹ نے اس موقع پر۔ ۳ لاکھ ٹکٹ جاری کئے ہیں۔

اس سے قبل شریمتی لیلا مول گاؤنکر، شریف آف ممبئی نے مہمانوں کا جن میں شری منوہر جوشی، میئر بمبئی شامل تھے استقبال کیا اور ڈاکٹر جی۔ ایس منالک نے شکریہ ادا کیا۔

کلکتہ ٹروپ کا رقص

چلڈرنس لٹل تھیٹر (کلکتہ) نے ۲۹ ستمبر کو برلا کریڑا کیندر آڈیٹوریم، بمبئی میں ریڈلرا سکیٹس پر "توگان بوگان" کے عنوان سے خاص بیلے رقص پیش کیا۔

شری ایس۔ جی۔ ماکنیکر وزیر مملکت برائے تعلیم نے اس پروگرام میں شرکت کی۔ اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے شری ماکنیکر نے چھوٹے فن کاروں کی مہارت اور اداکاری کو سراہتے ہوئے فرمایا کہ ایسے پروگراموں سے فن کار بچوں کو اپنے جوہر چمکانے کا موقع ملتا ہے۔ نیز ملک کے مختلف حصوں میں اس قسم کے بیلے ٹروپ کے دورہ سے ثقافتی تعلقات بھی مضبوط ہوتے ہیں۔

اس شو کو بڑی تعداد میں لوگوں نے دیکھا اور ہر طبقے کی جانب سے داد دی گئی۔

شریمتی شیلا ادیوارکر، ایم۔ پی۔ نے بھی اس موقع پر تقریر کی۔ شریمتی ایس۔ ایم چیٹرجی، ڈائرکٹر آف تھیٹر نے شکریہ ادا کیا۔

(تصویر دوسرے صفحہ پر دیکھئے)

بیلے رقص کے موقع پر لی گئی تصویر میں شری سنگرام ماکنیکر وزیر مملکت برائے تعلیم، کلکتہ کے فن کار بچوں کے ساتھ نظر آرہے ہیں۔

مدت میں توسیع

حکومت ہند نے شہری اراضی حدبندی ایکٹ کی دفعہ ۲۱ کے تحت سماج کے کمزور طبقات کے لئے رہائشی مکانات کی تعمیر کے سلسلے میں ڈکلیریشن پیش کرنے کی تاریخ یکم جنوری ۱۹۷۷ء تک بڑھادی ہے۔

قبل ازیں ڈکلیریشن پیش کرنے کی آخری تاریخ ۱۵ ستمبر ۱۹۷۶ء تھی۔

ملازمین چھوٹی بچت میں شامل

وزیر اعلیٰ مہاراشٹر شری شنکر راؤ چوان کی اس اپیل پر کہ ریاست میں تمام تنخواہ دار چھوٹی بچت اسکیم میں شامل ہوجائیں لبیک کہتے ہوئے مہاراشٹر اسٹیٹ فنانشیل کارپوریشن کے نظم کے تمام ۵۲۵ اراکین "پے رول گروپ" میں شامل ہوگئے۔ اور وہ تقریباً ۶۰۰۰ روپئے ماہانہ اس مد میں جمع کر رہے ہیں۔

کارپوریشن میں چھوٹی بچت کی مقبولیت شری ایم۔ آر۔ سوکھانکر، مینجنگ ڈائرکٹر آف کارپوریشن کی خاص کوششوں کا نتیجہ ہے۔

چھوٹی بچت ایجنٹوں کی حوصلہ افزائی

مختلف اضلاع کے کل ۱۰۱ سرکاری اور غیر سرکاری چھوٹی بچت کے ایجنٹوں نے ۷۶-۱۹۷۵ء کے دوران چھوٹی بچت میں زیادہ سے زیادہ رقم جمع کرکے ۲۳,۲۴۶ روپے کی مالیت کے انعامات حوصلہ افزائی حاصل کئے۔

ضلع پونے کی شریمتی کملابائی سومن سرفہرست رہیں۔ انھوں نے چھوٹی بچت کے لئے ۱۶,۳۵,۰۵۰ روپئے سے زیادہ رقم جمع کرکے ۱,۶۴۰ روپئے کا انعام حاصل کیا۔

شری ایس۔ اے سانے اور شریمتی ورشا اوک (دونوں ساکن پونے)، شری ڈی۔ ایم کادنکے اور شری اے۔ این۔ دہی ولے (دونوں ساکن سولاپور)، شری ایس۔ جی۔ مانے (کولھاپور) شریمتی این۔ ایس۔ چھور اور شری ڈی۔ کے گوڈبولے (دونوں ساکن ناگپور) شری ایس۔ ایچ اگروال (بھنڈارہ)، شری ایم۔ اے چندراتر اور شری ٹی۔ بی، ہندوجا (دونوں ساکن تھلنے) شری ایچ۔ ایس۔ پاٹل (جلگاؤں) شریمتی نقل مودک (ناسک) اور شری اے۔ کے بورا (احمدنگر) ان میں سے چند ایجنٹ ہیں جنھوں نے بہترین کارگذاری پر انعام حاصل کیا ہے۔

شری وائی۔ بی۔ چوہان، وزیر مالیات اور چھوٹی بچت، ۳۰ ستمبر ۷۶ء کو ممبئی جنرل پوسٹ آفس میں خاص چھوٹی بچت مہم کا افتتاح فرمارہے ہیں۔

وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان اور شریمتی کسم تائی چوان ۲۷ ستمبر ۷۶ء کی صبح کو ماریشس اور کینیا کے دورے پر روانگی کے وقت شریمتی دیمل تائی ترکے، نانا چدراسما، کے ساتھ، جنھوں نے ہوائی اڈے پر ان کو الوداع کہا

۲٫۵۰ لاکھ نس بندی آپریشن

۱۸ ستمبر کو ۷ ۲۳ ۲٫ ۸ نس بندی آپریشن کئے گئے۔ اس طرح جاری مالی سال کے دوران چھ ماہ کے عرصے میں مہاراشٹر میں ۲٫۵۰ لاکھ سے اوپر نس بندی آپریشن ہو چکے ہیں۔

ضلع پریشد ناسک کے ذریعہ ۱۶۰۰۰ نس بندی آپریشن کئے گئے۔ اس طرح یہ ضلع پریشد ریاست کی تمام ضلع پریشدوں میں سرفہرست آگئی۔

بمبئی عظمیٰ میونسپل کارپوریشن نے ۲۹۰۰۰ نس بندی آپریشن کرکے تمام میونسپل کارپوریشن میں اول مقام حاصل کیا ہے۔

●

پورے مہاراشٹر میں صرف ایک دن یعنی ۲۷ ستمبر کو تقریباً ۱۱٫۵۰۰ نس بندی آپریشن کئے گئے۔

ان میں سے ۱۰٫۵۰۰ آپریشن تمام اضلاع میں اور بقیہ ریاست کے میونسپل کارپوریشن کے علاقوں میں کئے گئے۔

ضلع قلابہ میں اس دن ۲۱۵۱ نس بندی آپریشن کئے گئے اس طرح تمام اضلاع میں اس کو اولیت حاصل ہو گئی۔

●

ہسپتالوں میں سہولت

ملازمین ریاستی بیمہ اسکیم کے تحت اب اس کے ہسپتالوں میں نس بندی کے آپریشنوں اور خاندانی منصوبہ بندی سے متعلق مشورے کی سہولت عام لوگوں کو بھی دیدی گئی ہے۔

اب تک یہ سہولت محض بیمہ شدہ افراد کو حاصل تھی۔

ان ہسپتالوں میں نس بندی آپریشن کی سہولت اور خاندانی منصوبہ بندی سے متعلق مشورے مفت دیئے جائیں گے۔ نس بندی کرانے والوں کو حوصلہ افزائی کے طور پر نقد رقم اسی وقت ادا کردی جائے گی۔

وزیر صنعت شری نریندر ترکے نے ۲۰ ستمبر کو سچیوالیہ، بمبئی میں چلڈرنس ایڈ سوسائٹی کی امداد کے سلسلے میں "ٹیگ ڈے ہفتہ" کا افتتاح کیا۔ یہ اسی موقع کی تصویر ہے۔

PRINTED AT THE GOVT PHOTOZINCO PRESS, PUNE 1976

سنت گیانیشور مہاراج
کے
دو ابھنگوں کا منظوم ترجمہ

بدیع الزماں خاور

(۱)

تمہیں تیرتھوں میں نہ مل پائے گا وہ
تمہارے ہی اندر نظر آئے گا وہ

نہ ڈھونڈو اسے تم عبث پتھروں میں
نہ چوٹ آئے کوئی تمہارے سروں میں

رچاؤ نہ بیجا کا ناحق تماشا
کرو دل کی آنکھوں سے دیدار اس کا

نہ بھولو کہ ہر شے میں قدرت ہے اُسکی
نہاں عرش تا فرش وحدت ہے اُس کی

کہے گیان دیو: ایک سب کا خدا ہے
اسی نے یہ سنسار پیدا کیا ہے

(۲)

جو انساں نفس کی غلامی نہ چھوڑے
اور اس پہ بھی مکتی کی امید رکھے

کہیں اس کے بارے میں اس کے سوا کیا
ہے مورکھ وہ انسان سب سے زیادہ

اگر باندھ کے سنگ، غوطہ لگائے
نہیں ہے عجب غوطہ زن ڈوب جائے

بدی کے نہ پھندے میں الجھے رہو تم
سدا نیک راہوں پہ چلتے رہو تم

کہے گیان دیو: اچھے رستے پہ چلنا
ہے باعث جہاں میں نجاتِ بشر کا

بھاگوت دھرم کے فصیح ترین پیمبر

سنت گیانیشور

"میرے کلام میں ایسا جوہر موجود ہے جس کے ذریعہ نرکار بھگوان کا روپ دکھائی دے گا اور ایسے الہامی تجربات ہوں گے جو انسانی اعضاء کی قوت سے پرے ہوتے ہیں۔"

— گیانیشور۔

مہاراشٹر میں جہاں کہیں بھی بھجن یا ست سنگ کی محفلیں ہوں یہ نام سننے میں آتے ہیں۔ "نورتی، گیان دیو، سوپان، مکتابائی، ایکناتھ، نامدیو، تکارام" یہ سبھی سنت وہ ہیں جنھوں نے اپنی بھگتی اور کردار سے بھاگوت دھرم کو مہاراشٹر کا مخصوص عقیدہ بنایا اور پنڈھرپور کے وٹھوبا کو بھارت بھر کے ویشنوؤں کا ایک مقدس تیرتھ بنا ڈالا اور وشنو تیرتھوں کے مقابلے میں پنڈھرپور کی خصوصیت یہ ہے کہ یہاں ہندوؤں کے تمام فرقوں کے افراد کو اونچ نیچ کی تفریق کے بغیر وٹھوبا کے چرنوں تک رسائی میسر ہے۔ آشاڈھ اور کارتک ایکادشی کے موقع پر مہاراشٹر کے کونے کونے سے بھکت لوگ لاکھوں کی تعداد میں "گیان با۔ تکارام" کے نعرے بلند کرتے ہوئے پنڈھرپور کو وارییاں دیکھنے جاتے ہیں۔ یہ رواج پچھلی چھ سات صدیوں سے پشت در پشت چلا آرہا ہے۔ اس تحریک کے بانی مبانی سنت گیانیشور ہیں جنھوں نے اپنی آسان، عام فہم اور ادبی خوبیوں سے مزین بانی یا "اوویوں" کے ذریعہ بھگوت گیتا کا پیغام گھر گھر پہنچا دیا ہے اور سنسکرت زبان سے ناآشنا عوام و خواص مرد اور عورتوں کے لئے مراٹھی زبان میں ایک روحانی تصنیف مہیا کی ہے۔

جنم سے برہمن ۔ دھرم کے ہاتھوں مظلوم

گیانیشور ۱۲۷۵ء میں پونے کے ایک قصبے آلندی میں ایک برہمن خاندان میں پیدا ہوئے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ وہ آپے گاؤں میں پیدا ہوئے لیکن چونکہ آلندی ان کی ماں کا مائیکا تھا اس لئے آلندی زیادہ قرین قیاس ہے۔ ان کے والد وٹھل پنت تھے۔ اور ماں کا نام رکھما بائی تھا۔ وٹھل پنت علم و ادب، یوگ اور شاستر میں اچھی خاصی مہارت رکھتے تھے اور ان کی طبیعت بڑی حد تک راہبانہ تھی۔ شادی کے بعد کئی سال تک ان کے اولاد نہیں تھی۔ ایسی حالت میں ایک دن وہ سنیاس لے کر بنارس چل دئے۔ وہاں پر ایک گرو کے ہاں رہ کر شاستروں اور گرنتھوں کا مطالعہ کرتے رہے۔ اتفاقاً ان کے گرو کو اس

بات کا پتہ چلا کہ وہ برہم چاری نہیں ہیں بلکہ اپنی بیوی کی اجازت کے بغیر، جو دھرم کے اصولوں کی رو سے نہایت ضروری ہے، سنیاس لے کر آئے ہیں تو انھوں نے نصیحت کی کہ وہ دوبارہ گرہست دھرم کا پالن کریں۔ چنانچہ وہ اپنے گاؤں لوٹے اور ان کے ہاں تین لڑکے نورتی، گیان دیو، سوپان اور ایک لڑکی مکتا بائی پیدا ہوئی۔ گو ان کے گرو نے انھیں اجازت دی تھی، پھر بھی مقامی مذہبی پیشواؤں نے ان کی گرہستی کو غیر قانونی ٹھہرایا اور ان کو موت کی سزا سنائی۔ ان کی اولاد بھی چنڈال (مرتد) ظاہر کی گئی۔ وٹھل پنت بہشکرت (ذات باہر) ہو کر گاؤں چھوڑنے پر مجبور ہوئے اور اس طرح نہایت ذلت کی زندگی گزارتے رہے۔ آخر ایک دن اپنی کسمپرسی کی حالت سے تنگ آ کر انھوں نے گنگا جی میں جل سمادھی" اختیار کر لی۔

یتیم بچے جنھیں مذہبی سنسکاروں سے محروم رکھا گیا تھا در بدر بھٹکتے رہے۔ سب سے بڑا بیٹا نورتی ناتھ نہایت ذہین تھا اور اپنی بے سروسامانی کے باوجود اس نے اپنے بھائی اور بہن کو ان سبھی شاستروں اور پرانوں کی تعلیم دی جو برہمنوں اور خاص طور سے گھالوت فرقے کے لئے نہایت ضروری ہے۔ ان سب میں گیانیشور نے غیر معمولی ذہانت کا ثبوت دیا اور ایسے ایسے چمتکار دکھائے جن کی وجہ سے عوام اور خواص نہایت متاثر ہوئے۔ بھگوان کی بھکتی کے ساتھ ساتھ ان کو بلند پایہ شاعرانہ قدرت بھی عطا ہوئی تھی۔

قرون وسطیٰ کے ہندو دھرم کا یہ ایک معجزہ ہے کہ یہ چاروں بھائی اور بہن نورتی، گیان دیو، سوپان، مکتا بائی، انفرادی طور پر بڑے سنت مشہور ہوئے اور ان کے بھجنوں، ابھنگوں کا ذخیرہ بھاگوت دھرم کی اور خاص طور پر مراٹھی ادب کی مایہ ناز دولت ہے۔ ان ہی کے طفیل بعد کے زمانے میں "وارکری پنتھ" وجود میں آیا اور نام دیو، ایکناتھ، تکارام جیسے سنتوں نے مہاراشٹر کے سنت سمپردائے کو بھارت بھر میں مشہور کیا۔ نام دیو کے بھجن سکھوں کے دھرم گرنتھوں میں بھی شامل ہو چکے ہیں۔ گیانیشور مہاراج نے شنکر اچاریہ جی کے ادویت (آتما اور پرماتما کی وحدت) فلسفے کو بنیاد بنا کر شریمد بھگوت گیتا کی تفسیر مراٹھی زبان میں لکھی۔ شنکر اچاریہ اور دیگر اچاریوں نے بھی اپنے اپنے مت (نظریہ)

کے تائید میں بھگوت گیتا پر تفسیریں مرتب کی تھیں۔ لیکن سنسکرت میں ہونے کی وجہ سے عام آدمی ان سے فائدہ اٹھانے سے محروم رہا۔ گیانیشور نے یہ تفسیر مراٹھی میں لکھی۔ بڑے فخر کے ساتھ اعلان کیا کہ گیانیشوری کا پیغام سمندر مراٹھی بھاشا کے ذریعہ عوام کو دیتے ہوئے انھیں بے حد خوشی محسوس ہوتی ہے۔ شعری خصوصیات کے اعتبار سے گیانیشوری کا رتبہ اس قدر بلند ہے کہ آج تک اس کی برابری کا دعویٰ کسی مراٹھی شاعر نے نہیں کیا ہے بلکہ اپنی شاعری کو بھی گیانیشور کی مرہون منت تصور کرنا مراٹھی شاعروں کا شیوہ بن چکا ہے جو ہر طرح سے مستوجب ہے۔ اسی لئے گیانیشور کا یہ دعویٰ کہ ان کے کلام میں ایسے جوہر موجود ہیں کہ جن کے ذریعہ نرا کار بھگوان کا روپ بھی دیکھا جا سکتا ہے بالکل بجا ہے اور پچھلی چھ سات صدیوں سے مہاراشٹر کے عوام اور خواص اس حقیقت کو محسوس کرتے آئے ہیں۔

گیانیشوری کا موضوع

گیانیشوری بھگوت گیتا کی تفسیر ہے۔ اس لئے اس کا موضوع وہی ہے جو گیتا کا ہے۔ گیتا مہابھارت کے اس باب کا نام ہے جو شری کرشن اور ارجن کے مکالمے (ڈائیلاگ) پر مشتمل ہے۔ اس کا مختصر بیان اس طرح ہے:

"پانڈوؤں نے اپنا بن باس پورا کر کے کوروؤں سے، جن کے ہاتھوں وہ جوئے میں اپنا راج ہار چکے تھے اپنی سلطنت لوٹانے کی مانگ کی۔ کوروؤں نے نہ صرف وہ مانگ ٹھکرا دی بلکہ بڑے غرور کے ساتھ یہ اعلان بھی کیا کہ راج لوٹانا تو دور کی بات اتنی سی زمین بھی نہیں دی جائے گی جو ایک سوئی کی نوک پر سما سکے۔ شری کرشن جی، بھیشما چاریہ، ودر مہاراج اور خود کوروؤں کے والد دھرت راشٹر نے اپنے بیٹوں کو لاکھ سمجھایا کہ وہ پانڈوؤں سے انصاف کریں۔ لیکن بڑے بیٹے دریودھن نے جو اپنے ساتھی اور سپہ سالار کرن کے بہکاوے میں آ گیا تھا ان کی ایک نہیں سنی اور پانڈوؤں کے لئے جنگ کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ رہا۔ لیکن جس دن جنگ کا بگل بجا اور خود

کرشن جی نے ارجن کا رتھ چلا کر اس کو میدان جنگ میں لا کھڑا کیا تو ارجن اس احساس کے ماتحت نہایت غمگین ہوا کہ محض ملک گیری کی لالچ میں اپنے ہی رشتہ داروں سے خون خوار لڑائی لڑنی پڑ رہی ہے۔ اس لئے بھگوت گیتا کے پہلے ادھیائے (باب ہیں) ارجن وشادیوگ "کہتے ہیں۔ ارجن نے بھگوان سے کہا کہ محض اپنا راج واپس پانے کے لئے بھائیوں، بزرگوں، دوستوں اور دیگر رشتہ داروں کو موت کے گھاٹ اتارنے سے بہتر یہی ہوگا کہ ہم لوگ بھیک مانگ کر زندگی گزار دیں۔ اس پر بھگوان کو بہت طیش آیا اور انھوں نے اس سے ڈانٹ کر کہا: "تم باتیں تو عقل کی کرتے ہو۔ مگر فی الحال عزدگی کے عالم میں ڈوب گئے ہو جو ایک کشتری کے شایان شان نہیں ہے۔ لڑنا تمھارا فرض ہے۔ اس کام میں دیا اور رحم کی بات کرنا کفر ہے۔ اٹھو اور لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔"

دراصل گیتا کا موضوع یہاں پر ختم ہو جانا چاہیئے تھا۔ لیکن مہابھارت کے مؤلف وید ویاس مہارشی نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بھگوت گیتا کے اٹھارہ ادھیائیوں کے اندر ہندوستانی فلسفے کے خاص خاص مضامین مثلاً سانکھیہ، یوگ، پرکرتی (قدرت) پُرش (روح) "ستوگن" راجس (مدھم، اور بری صفتیں) اور بھکتی کا مفصل چرچا کیا ہے اور اس طرح یہ ہندوؤں کے دینی فرائض کے متعلق ایک مقبول عام اور مستند گرنتھ ہے۔ لیکن سنسکرت میں ہونے کی وجہ سے عوام اس سے مستفید نہیں ہو سکتے تھے۔ اس لئے گیتا کا پیغام سمجھنے کے لئے انھیں شاستریوں، پنڈتوں اور دینی معاملات کے چودھریوں کے رحم و کرم پر منحصر رہنا پڑتا تھا۔

گیانیشور کا کردار

گیانیشور چونکہ خود ہی پیشواؤں کے مظالم کا شکار رہ چکے تھے اس لئے انھوں نے برعکس عوام کے مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی "بھاوارتھ دیپیکا" (گیتا کی تفسیر) مراٹھی زبان میں لکھی۔ وہ خود ایک باکمال ہٹ یوگی تھے۔ چنانچہ ان کی تصنیف گیتا کا ایک منظوم ترجمہ ہونے کی بجائے ایک آزاد خیال فلسفی

کے ملفوظات کی صورت اختیار کر گئی ہے۔ جہاں بھاگوت سمپردائے کے لوگ اس کو ایک الہامی کتاب تصور کرتے ہیں وہاں ادبی دنیا اس کو مراٹھی زبان کا ایک قدیم اور امتیازی شاہکار تسلیم کرتی ہے۔ اور اس کے انگریزی جرمن اور فرانسیسی زبان میں ترجمے شائع ہو چکے ہیں۔ حال ہی میں (۱۹۷۶ء) یونیسکو (UNESCO) نے بھی اس کا انگریزی ترجمہ شائع کرایا ہے۔

گیانیشوری کے ادبی پہلو

گیانیشوری کے استعاراتی اور اساطیری خصوصیات کے متعلق مشہور مراٹھی ادیب اور نقاد ڈاکٹر وی۔ کلکرنی رقمطراز ہیں:

"گو گیانیشوری کا مضمون آدھیاتمک (مابعد الطبیعیاتی) ہے پھر بھی اس کا مطالعہ کرتے وقت ہمیں ایک بلند پایہ شعری کارنامے سے محظوظ ہونے کی سعادت حاصل ہوتی ہے۔ وہ ایک شاستر گرنتھ ہے۔ تاہم وہ گراں گزرنے والی اصطلاحات سے صرف خالی ہے بلکہ گوناگوں ادبی استعارات سے مزین ہے۔ اس کی وجہ سے گیتا کے مفہوم کو سمجھنے کے لئے کسی دماغی ورزش کی ضرورت نہیں ہوتی۔ گیانیشور کی خوش اسلوبی کی بدولت دل و دماغ لطف اندوز ہوتے ہیں۔ کف دست پر رکھے ہوئے موتی کی طرح گیتا کا ارتھ ہم کو آنند دیتا ہے۔ ایک شعری شاہکار کی حیثیت سے گیانیشوری شائقین کا دل موہ لیتی ہے۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ وہ روحانیت کے جذبے سے بھی لبریز ہے۔ خواہ کسی کے لئے گیانیشوری کا فلسفہ قابل قبول ہو یا نہ ہو بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ آج کے مادیت زدہ ماحول میں آدھیاتمک شاعری بے وقت کی راگنی لگتی ہو، پھر بھی گیانیشوری کا پیغام بلاتفریق دین دھرم ذات پات یا عقائد، ساری انسانیت پر حاوی ہے؟"

آخر آدمی چاہتا بھی کیا ہے؟ راحت، آنند، نجات یا بقول غالب:

ے سے غرض نشاط ہے کس رو سیاہ کو
یک گونہ بے خودی مجھے دن رات چاہیئے

یہ مقصد اس وقت تک پورا نہیں ہوگا جب تک اس دنیا میں کسی

بھی روپ میں، کسی بھی طرزِ عمل کی آڑ میں، یا کسی بھی عقیدے کے بل بوتے پر بدی کا اثر غالب ہو۔ چنانچہ گیانیشور بھگوان سے یہ "پسائے دان" (مناجات) مانگتے ہیں۔

"دُرِتا چے تِمِر جاؤ۔ وِشو سو دھرم سُوریے پاہو،
جو جے وانچھیل تو تے لاہو، پرانی جات"

(بدی کا اندھیرا ختم ہو۔ دنیا دین کے سورج کے طلوع سے روشن ہو اٹھے اور کائنات اپنی خواہش کی تکمیل سے مسرور ہو جائے۔)

گیانیشور یہ نہیں چاہتے کہ برے آدمی کا خاتمہ ہو بلکہ وہ صرف یہ چاہتے ہیں کہ آدمی میں برائی کا جو عنصر ہے وہ بے اثر ہو جائے۔ جگ جگ سے سبھی مہاتما اسی ایک مقصد کے حصول کے لئے اپنی ہستیاں قربان کرتے آئے ہیں۔ لیکن یہ کام ایک دو مہاتماؤں کے بلیدان سے طے ہونے کا نہیں۔ جب تک پوری انسانیت اس جذبے سے متاثر نہ ہو بدی کا استیصال ناممکن ہے۔

گیانیشور کے چمتکار

گیانیشور بڑے بھگت تو تھے ہی ساتھ ساتھ گورکھ ناتھ، مچھیندر ناتھ وغیرہ راہبوں کا "تنتر گیان" ان کو ورثے میں ملا تھا۔ جب دین کے پنڈتوں نے انھیں مرتد (چنڈال) قرار دیا تو ان کا ویدوں کا گیان کسی کے کام کا نہ رہ سکتا تھا کیوں کہ مستند برہمن کے سوائے کوئی ایسا گیان حاصل کرنے کا مجاز نہیں سمجھا جاتا تھا۔ اس لئے گیانیشور اپنے بھائی بہن کے ساتھ اس وقت کی مہاراشٹر کی راج دھانی پیٹھن (مراٹھواڑہ) پہنچے اور وہاں پر پنڈتوں کے ساتھ شاستر ارتھ (مناظرہ) کیا۔ گیان کے اعتبار سے گیانیشور کا پلہ بھاری ہو جانے پر برہمنوں نے انھیں ٹوکتے ہوئے منہ نہ کیا کہ وہ خود کے فوق العادات ہونے کا کوئی ٹھوس ثبوت پیش کریں۔ اس پر فوراً انھوں نے بھینسے کے منہ سے ویدوں کا پاٹھ کروایا اور دوسرے بھی معجزے دکھائے مثلاً خود ایک دیوار پر سوار ہو کر اس کو بیل یا گھوڑے کی طرح رواں کر دیا۔ لیکن یہ سارے چمتکار داستانیں ہیں۔ کوئی بھی سِدھ (باکمال) سادھو سنیاسی کر سکتا ہے۔ بہرحال ان معجزوں سے متاثر ہو کر پنڈتوں نے ان کو شدھ (پاک) تصور کیا اور ان کا رتبہ عوام و خواص میں ان کے جیتے جی بڑھ گیا۔ اس کے بعد گیانیشور نیواسے (ضلع احمد نگر) میں رہنے لگے اور وہیں پر ۱۲۹۰ء میں گیانیشوری تصنیف کی۔ گیانیشوری کے علاوہ ان کی ایک اور الہامی کتاب "امرتا نوبھو" ہے جس میں گیانیشور جی نے اخلاق اور فلسفے کے مسائل پر اپنے نظریات پیش کئے ہیں۔ ان کا معبود پنڈھر پور کا وٹھوبا تھا اور انھیں کی تعریف میں انھوں نے متعدد دھیان اور گیت لکھے ہیں جو آج بھی ہر دلعزیز ہیں۔

"کانڑا وِٹھلو، کرنا کو۔ تینے مزلا وِلا دیدھو"

"اس کرنا لک کے اس بت نے مجھے دیوانہ بنا ڈالا ہے۔"

اس طرح سے ان کے گیتوں میں تصوف کی جھلک بھی جا بجا پائی جاتی ہے۔ چنانچہ ان کے ان گنت پیروکار حق کو وارکری کہا جاتا ہے اسی انداز سے گاتے ناچتے ہیں جیسے صوفی منش پارسا کیا کرتے ہیں:

بالک مہاتما

تعجب کی بات یہ ہے کہ یہ سبھی کارنامے ایسے ایک بالک نے کر دکھائے جس کی عمر ۲۰ سال کی بھی نہیں تھی۔ گیانیشور اپنی کمسنی کے باوجود عمر رسیدہ پنڈتوں اور بزرگوں کے گرو بن چکے تھے۔ تاہم ان کی انکساری کا یہ عالم ہے کہ وہ خود کو اپنے بڑے بھائی نورتی ناتھ کا چیلا خیال کرتے تھے۔ اور ان کا تخلص بھی "نورتی داسو" تھا جو گیانیشوری اور دیگر تصنیفات میں جا بجا پایا جاتا ہے۔ گیانیشور جب زیارت کو نکلے تو ان کے ساتھ ان کے بھائی اور بہن کے علاوہ اعلیٰ اور ادنیٰ ذات کے لاکھوں لوگ شامل ہو جاتے تھے جن میں وسوبا کھیچر، گورا کمبھار اور سنت نامدیو خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ تیرتھ یاترا پوری کرنے کے بعد وہ پنڈھر پور ہوتے ہوئے آلندی پہنچے۔ اس عرصے میں ان کی شہرت ہندوستان کے طول و عرض میں پھیل چکی تھی اور بھاگوت دھرم کا کافی پرچار ہو چکا تھا۔ گیانیشور نے محسوس کیا اپنا جیون کارج سپھل ہوا اور انھوں نے جیوت زندہ رہ کر سمادھی لینے کا فیصلہ کیا۔

(مزید صفحہ ۵۳ پر)

گیانیشوری کا جمہوری کردار

شریاد جوشی
شری رگھوونش، ڈاکٹر کانسکر روڈ
پونے - ۴

ہندوستان میں ہر زبان کے پاس اپنی ایک ایسی کتاب ہے جو اس کی نمائندگی کرتی ہے، جو ہر گھر میں پڑھی جاتی ہے، ہندی میں سنت تلسی داس جی کی رامائن ہے ۔ جس کا نام 'رام چرت مانس' ہے ۔ اسی طرح مراٹھی کی جو خاص کتاب ہے اس کا نام گیانیشوری ہے جسے سنت گیانیشور نے ۱۲۹۰ء میں لکھا تھا تب سے لے کر اب تک یعنی تقریباً سات سو سال تک وہ کتاب مہاراشٹر کے گھر گھر میں پڑھی جاتی ہے ۔ اسے پڑھ کر مستفید ہونے والوں میں صرف اعلیٰ طبقے کے ہندو ہی نہیں بلکہ سماج میں ادنیٰ سمجھے جانے والے طبقوں مثلاً اچھوت وغیرہ جاتیوں کے لوگ شامل ہیں ۔ اس سے بڑھ کر بات یہ تھی کہ گیانیشوری پڑھنے والوں میں غیر ہندو یعنی مسلمان، عیسائیوں وغیرہ کی تعداد بھی کافی رہی ہے ۔ یہی اس کے جمہوری ہونے کا بیّن ثبوت ہے ۔

پرانے زمانے میں خدا اور مذہب کی ساری جانکاری سنسکرت زبان میں مقید تھی ۔ عام لوگ اس سے مستفید نہیں ہو سکتے تھے کیوں کہ سنسکرت سیکھنے کی انھیں سخت ممانعت تھی ۔ چنانچہ انھیں برہمنوں پر منحصر رہنا پڑتا تھا ۔ برہمن لوگ مذہبی پیشوا تھے اور مذہبی علم کے اجارہ دار تھے ۔ اس وقت سنسکرت میں پوشیدہ علم کے خزانے کو عوام کے لئے ان کی زبان میں پیش کرنا بڑا گناہ سمجھا جاتا تھا ۔ جو کوئی یہ گناہ کرتا اسے حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا ۔ سنت گیانیشور نے اس سزا کی پرواہ کئے بغیر سنسکرت میں بھرا ہوا گیان مراٹھی زبان میں لاکر سب کے لئے عام کر دیا ۔

عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ گیانیشوری بھگوت گیتا کا ترجمہ ہے ۔ مگر یہ صحیح نہیں ہے ۔ گیانیشوری گیتا کا ترجمہ نہیں بلکہ تفسیر ہے ۔ گیتا میں سات سو اشعار ہیں ۔ جنھیں شلوک کہتے ہیں ۔ ان کی تفسیر میں سنت گیانیشور نے نو ہزار (۹۰۰۰) سے زیادہ اشعار لکھے ہیں جنھیں اووی کہتے ہیں ۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ گیتا کے سنسکرت کے ہر شلوک کے معنی سمجھانے کے لئے سنت گیانیشور نے تقریباً تیرہ اوویاں لکھی ہیں ۔

اونچ نیچ کی مخالفت

ہندو دھرم میں مذہبی "اونچ نیچ" کا تفرقہ پرانے زمانے سے چلا آیا ہے ۔ برہمن، چھتری وغیرہ جماعتیں یا ذاتیں اعلیٰ سمجھی جاتی ہیں اور چمار، مہتر، ڈھور وغیرہ جماعتیں ادنیٰ یا اچھوت سمجھی جاتی ہیں ۔ اس کی مخالفت کرتے ہوئے سنت گیانیشور نے لکھا :-

म्हणोनि कुळ उत्तम नोहावे।
जाति अंत्यजही व्हावे.......
तैसे क्षत्री.वैश्य. स्त्रिया।
का शूद्र अंत्यजा इया।
जाति तवचि वेगळालिया।
जव न पवति माते ॥... ...

म्हणोनि कुळजातिवर्ण। हे आघवेचि गा अकारण।
एथ अर्जुना माझेपण। सार्थक एक॥

(अध्याय ९ ओवी क्र.४३)

یعنی یہ کہ اعلیٰ خاندان میں پیدا ہونے سے بہتر ہے کہ اچھوت ہی بنا جائے۔ جب تک لوگ خدا تک نہیں پہنچ جاتے تبھی تک چھتری، بنیا، اِستری، اچھوت وغیرہ کا فرق قائم رہتا ہے۔ خاندان اور ذات پات کا جھگڑا فضول ہے۔ ایک اللہ ہی سچا ہے۔

خدا ہی سب کا سہارا

گیانیشوری میں یہ بتایا گیا ہے کہ اس سنسار سے نجات پانے کا اتنا ہی حق ایک اچھوت اور عورت کو ہے جتنا کہ کسی برہمن کو ہوتا ہے۔ ہندوؤں کے روایتی مذہب کے مطابق عورتوں کو بھی اچھوتوں کی طرح خدا کو پانے کا ایک ہی طریقہ میسر تھا کہ وہ اپنے آقاؤں کی خدمت گذاری میں مشغول رہیں۔ گیانیشوری نے انھیں بھی اوروں کی طرح نام جپنے کا طریقہ بتلا دیا۔ اس سے جمہوریت کے جذبے کو فروغ ملا۔ جب سب لوگوں کیلئے خدا کا نام ہی سہارا بن جائے تو یہ قدرتی ہو جاتا ہے کہ چھوٹے بڑے، اعلیٰ ادنیٰ، برہمن اور اچھوت سب ایک سطح پر آجائیں۔ مہاراشٹر میں بھی ایسا ہی ہوا۔ بت پرستی، ہوم، قربانی وغیرہ روایتی برائیوں سے لوگوں نے بڑے پیمانے پر توبہ کی۔ سنت گیانیشور کے بتائے ہوئے طریقے پر چلنے والوں کی ایک جماعت بن گئی۔ ان لوگوں کو 'وارکری' کہتے ہیں۔

یہ وارکری لوگ سال میں دو بار پنڈھر پور جاتے ہیں۔ اکثر لوگ ساتھ مل کر پیدل ہی جاتے ہیں۔ اس طرح پیدل پنڈھر پور جانے والوں کے جلوس کو دِنڈی کہتے ہیں۔ اس دِنڈی میں شریک سبھی لوگ برابر کے سمجھے جاتے ہیں، پھر چاہے وہ برہمن ہوں یا اچھوت ہندو ہوں یا مسلمان یا عیسائی، مرد ہو یا عورت۔ یہ لوگ سبزی خور ہوتے ہیں۔ یعنی گوشت مچھلی یا انڈے نہیں کھاتے، شراب نہیں پیتے، جھوٹ نہیں بولتے اور ایسے ہی دوسرے گناہوں یا برائیوں سے دور رہتے ہیں۔ یہ لوگ بلاناغہ گیانیشوری پڑھتے یا سنتے ہیں۔ بھگوان کی عبادت کرنے کے لئے انھیں کسی بچولیئے مثلاً پنڈے پجاری یا پروہت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ سب آپس میں بھائی بھائی یا بھائی بہن کی طرح پیش آتے ہیں۔ یہ سب گیانیشوری ہی کا کرشمہ سمجھنا چاہیئے۔

عوام کے ساتھ مساوات

عوام کے ساتھ مساوات جمہوریت کا پہلا اصول ہے۔ عوام کی رہنمائی کرنے والوں کو کیسا برتاؤ کرنا چاہیئے اس کے بارے میں گیانیشوری کہتی ہے:

जेपुढत पुढती पाखी। हे सकळ लोकसंस्था।
रक्षणीय सर्वथा। म्हणऊनियां ॥१७०॥
मार्गाधारे वर्तावे। विश्व हे मोहरे लावावे।
अलौकिक नोहावे। लोकांप्रति ॥१७२॥

जैसी बहुरूपियांची रावोराणी। स्त्रीपुरुषभावो नाही मनी।
परी लोकसंपादणी। तैसीचि करिती ॥१७६॥

(अध्याय ३)

یعنی، اے ارجن، میں بار بار تم سے کہتا ہوں کہ اس سماج کو اچھی طرح چلاتے رہنا سب کا فرض ہے ۔ ہمارے رہنماؤں پر یہ لازم ہے کہ وہ قانون کے مطابق چلیں، سب کو صحیح راہ پر چلنے کی ہدایت کریں ۔ انھیں چاہیئے کہ وہ اپنے کو عوام سے علیحدہ یا اعلیٰ تصور نہ کریں بلکہ سب کے جیسا ہی سمجھیں ۔ جس طرح نقال یا بہروپیہ راجہ رانی کے سوانگ تو بھرتے ہیں مگر دل میں پوری طرح جانتے ہیں کہ وہ اصل راجہ رانی نہیں ہیں ۔ اسی طرح عوام کے رہنماؤں کو یہ جان لینا چاہیئے کہ وہ دراصل عوام سے الگ یا اعلیٰ درجے کے نہیں بلکہ انھیں میں سے ہیں ۔ اس سے لوگوں کے دلوں میں اپنے رہنماؤں کے بارے میں علیحدگی کا جذبہ پیدا نہیں ہوتا اور وہ اپنے رہنماؤں کو اپنا رفیق وہمدم سمجھنے لگتے ہیں ۔ جمہوریت کی عمارت جب اس طرح کے مساواتی جذبے کی بنیاد پر تعمیر ہوجاتی ہے تب اسے کوئی نہیں گرا سکتا ۔

سب کی بھلائی کا خیال

جمہوریت میں سب کی بھلائی کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے ۔ گیانیشوری میں بھی اسی بات پر زور دیا گیا ہے ۔ ایک جگہ پر وہ کہتی ہے کہ :

नाना बुडतयातें सकरुणु /
न पुसे अंत्यजु की ब्राह्मणु /
काढूनि राखे प्राणु /
हेंचि जाणे // १६ २४३ //

یعنی یہ کہ جب کوئی انسان پانی میں ڈوب کر مر رہا ہو تب کوئی بھی بھلا آدمی یہ نہیں پوچھے گا کہ ڈوبنے والا شخص برہمن ہے یا اچھوت، بلکہ وہ فوراً پانی میں کود کر ڈوبتے ہوئے انسان کو باہر نکالے گا ۔ یہی تو ہر رہنما کا فرض ہوتا ہے ۔ گیانیشوری کی خاصیت یہ ہے کہ اس کا دائرہ کسی ایک قوم یا ملک تک محدود نہیں ہے بلکہ وہ ساری دنیا یا کائنات کو اپنے پیار کی باہوں میں جکڑ لیتی ہے ۔ وہ ایک جگہ کہتی ہے :-

म्हणोनि आपण पां विश्व देखिजे /
आणि आपण विश्व होइजे /
ऐसें साम्यचि एक उपासिजे /
पांडवा गा // (अध्याय ६, ४०८)

یعنی یہ کہ اے ارجن، ہمیں اپنے اندر دنیا کو دیکھ لینا چاہیئے، یہاں تک کہ ہم خود ہی خلق بن جائیں ۔ اگر اس طرح کی مساوات لوگوں میں پیدا ہوجائے تو اونچ نیچ کا جذبہ ضرور کم ہوجاتا ہے ۔ جو جمہوریت کے قیام کے لئے معاون بن جاتا ہے ۔ سنت گیانیشور نے دنیا کے لئے بھگوان سے جو دعا مانگی ہے وہ بھی جمہوریت کی عکاسی کرتی ہے : وہ کہتے ہیں :-

आतां विश्वात्मकें देवें / येणें वाग्यज्ञें तोषावें / तोषोनि मज द्यावें पसायदान //१७९३// जे खळांची व्यंकटी सांडो / तयां सत्कर्मी रती वाढो / भूतां परस्परें पडो / मैत्र जीवाचें //९४// दुरितांचें तिमिर जावो / विश्व स्वधर्मसूर्यें पाहो / जो जे वांछील तो तें लाहो / प्राणिजात //१७९५// (अध्याय १८)

یعنی یہ کہ اب وہ خدا جو اس خلق کی رُوح ہے، اس کتاب کی عبادت سے خوش ہو کر میری اس دعا کو قبول فرمائے کہ بُرے لوگوں کی بُرائی ختم ہوجائے، اُن کے دلوں میں اچھے کاموں کے لئے محبت پیدا ہو، اور سب لوگوں میں بلکہ سبھی جانداروں میں دوستی کا احساس پیدا ہوجائے ۔ گناہ کی تاریکی دور ہوجائے ۔ ساری دنیا اندرونی علم کی روشنی سے اجاگر ہوجائے، اور جو جس چیز کی خواہش کرے اس کی وہ خواہش پوری ہوجائے ۔

یہی ہے گیانیشوری کا جمہوری کردار ★★

صبحِ نو

جب بھی دھرتی پہ چھائی ہیں تاریکیاں
آئی ہے صبحِ نو جگمگاتی ہوئی
جب بھی دورِ خزاں کے ستم بڑھ گئے
فصلِ گل آ گئی گنگناتی ہوئی

یہ ہے اس دور کی بات جب دوستو — علم و فن رازہائے نہاں ہو گئے
ہر جگہ دھرم کے نام پر چند لوگ — صاحبِ تاج، سود و زیاں ہو گئے

اپنے قانون تھے، ان کے اپنے اصول — ان کی محفل کی بھی شان کچھ اور ہی
گیان پر ان کا حق، علم ان کی کنیز — معرفت، چند لوگوں کی میراث تھی

روز مرّہ کے ہر مسئلے میں دخیل — بن گئے وہ تو دھرتی کے سردار تھے
ان کے آگے خمیدہ رہیں گردنیں — جیسے وہ دیوتاؤں کے اوتار تھے

ابتدا وہ کریں، انتہا وہ کریں — سب کی تقدیر کا فیصلہ وہ کریں
وید ان کے لئے، شاستر ان کے لئے — ہاتھ اٹھائیں عوام۔ اور دعا وہ کریں

کردیں فتویٰ جو صادر کسی کے خلاف — زندگی تنگ ہو جائے اس کے لئے
لب کشائی کی ہمت بھلا کس میں تھی — بن کے ان کا عدو کوئی کیونکر جئے؟

مُنیر رشیدی

• مُنیر جیولرس، نیتاجی روڈ، کرشنگری ۶۳۵۰۰۲ •

ظلم اپنائے جب حد سے بڑھنے لگے — کرشن پیدا ہوئے بن کے گیانیشور
ظلمتِ شب میں پھوٹی نئی روشنی — راہرو تھے پریشاں، ملا راہبر

یہ صدا دی انھوں نے کہ اے دوستو — آشتی کے ترانے ہیں سب کے لئے
ہو جو ہمت، تو آؤ انھیں لوٹ لو — علم و فن کے خزانے ہیں سب کے لئے

اپنی بھاشا میں آسان الفاظ میں — درس گیتا کا سب کو انھوں نے دیا
سب یہ اسرار مذہب کے وا ہو گئے — کارنامہ یہ گیانیشور نے کیا!

ان کے اپدیش سے ان کی تحریک سے — مرحلے تھے جو دشوار آساں ہوئے
ہر منش کو ہوئی اپنی پہچان بھی — وہ تو کہیے کہ انساں بھی انساں ہوئے

دور جتنے تھے انسان، بھگوان سے — اتنے پاس آئے نزدیک تر ہو گئے
جو تھے کل تک جہالت کے مارے ہوئے — وہ بھی ذی فکر، اہلِ نظر ہو گئے

جب بھی چھائی ہیں دھرتی پہ تاریکیاں
آئی ہے صبحِ نو جگمگاتی ہوئی
جب بھی دورِ خزاں کے ستم بڑھ گئے
فصلِ گل آ گئی گنگناتی ہوئی

سنت کاویہ کا پایہ: بھاوارتھ دیپکا

(संत काव्य की नींव: भावार्थ दीपिका)

مہاراشٹر کی ایک قدیم مذہبی تحریک "ناتھ پنتھ" ہے۔ جس نے دور متوسط کے ہندو سماج میں انقلاب کی روح پھونکی۔ اس پنتھ کی بنیاد سنت گیانیشور سے قبل شمالی ہند کے ایک مذہبی گرو گورکھش ناتھ (गुरु गोरक्षनाथ) نے ڈالی۔ انھیں حرف عام میں گورکھ ناتھ کہا جاتا ہے۔ اس پنتھ کی ابتدا بارہویں صدی میں ہوئی۔ گرو گورکھ ناتھ نے وحدت الوجود (अद्वैत वाद) کے فلسفے کا پرچار کیا اور "ہٹ یوگ" کے اصول پر اپنی تحریک کو آگے بڑھایا۔ سنت گیانیشور کا سلسلہ تلمذ شمالی ہند کے ناتھ پنتھیوں سے جا ملتا ہے۔ انھوں نے جب مہاراشٹر میں اس پنتھ کا پودا لگایا تو لوگوں نے اسے "وارکری پنتھ" کے نام سے یاد کیا۔ اپنے خیالات اور وارکری پنتھ کے پرچار کے لئے سنت گیانیشور نے کویتا کا سہارا لیا۔ اس میں بھکتی بھاؤ کو کچھ اس خوبی سے سمویا کہ انھیں مہاراشٹر میں سنت کاویہ کے بانی کی حیثیت سے تاریخ میں اہم مقام حاصل ہو گیا۔

مہاراشٹر میں بھاگوت دھرم کا مندر تعمیر کرنے میں گیانیشور کی خدمات کو بنیادی حیثیت حاصل ہو گئی ہے۔ اسی لئے مہاراشٹر کی ایک سنت شاعرہ بہنا بائی (बहिणाबाई) نے ان کے بارے میں کہا ہے

ज्ञानदेवे रचिला पाया / उभारिले देवालया //

(گیان دیو نے بھاگوت دھرم کے مندر کی بنیاد رکھی اور اسے تعمیر تک پہنچایا)

سنت گیانیشور ۱۲۷۱ء میں آلندی کے مقام پر پیدا ہوئے کم عمری ہی میں ان کے والد کا انتقال ہو گیا۔ ان کے والد کا نام وٹھل پنت تھا۔ اپنے والدین کی موت سے دل برداشتہ ہو کر وٹھل پنت نے سنیاس لینے کی ٹھانی اور مکتی حاصل کرنے کے لئے کسی روحانی پیشوا کی تلاش میں بنارس چلے گئے اور سنیاسی ہو گئے۔ لیکن انھوں نے اپنی بیوی کی

یونس اگاسکر ۱۲۲۔ سینٹ زیویرس ہوسٹل - دھوبی تلاؤ - بمبئی نمبر ۴۰۰۰۰۱

اجازت کے بغیر سنیاس لیا تھا اس لئے ان کے گرو نے انھیں سنیاس چھوڑ کر دوبارہ گرہست آشرم اختیار کرنے کی تاکید کی۔ گرو کی آگیا کے مطابق یہ تارکِ دنیا دوبارہ دنیادار بن گیا۔ گرو کی دعا سے وٹھل پنت کے یہاں چار بچے پیدا ہوئے جن میں سے دوسرے بچے کا نام گیان دیو تھا جو آگے چل کر سنت گیانیشور کہلایا۔ وٹھل پنت نے کئی سال تک بنارس میں رہ کر سنیاسی کی زندگی بتائی تھی اور ناتھ پنت سے متاثر ہوئے تھے۔ اس لئے ان کے بچے بھی اپنے باپ کی تعلیم کے اثر میں آگئے۔ چنانچہ باپ کے خیالات کے زیر اثر سنت گیانیشور نے بھی مہاراشٹر میں بھاگوت دھرم (بھکتی مارگ) کی بنیاد ڈالی۔ ڈاکٹر ڈی بھی۔ کولتے کے خیال میں بھاگوت دھرم کا پرچار کرنے اور ویدوں کے خلاف مہانوبھاؤ پنتھیوں کی تبلیغ کا مقابلہ کرنے کے لئے سنت گیانیشور نے ناتھ پنتھ کی بنیاد ڈالی اور اس سلسلے میں اپنے دماغ اور قلم کو استعمال کرتے ہوئے بھاوارتھ دیپکا (भावार्थ दीपिका) کے نام سے گیتا کی منظوم تفسیر لکھی۔ یہی تصنیف عرف عام میں گیانیشوری کہلائی۔ گیانیشور نے پیش کی، اس لئے گیانیشوری۔ اس کا سالِ تصنیف ۱۲۹۰ء ہے۔ جب کہ گیانیشور کی عمر صرف ۱۹ برس کی تھی۔ (پراچین مراٹھی ساہتیہ سنشودھن ۶۳ تا ۰۷)

سنت گیانیشور کی دیگر تصانیف انو بھوامرت (अनुभवामृत)، چانگ دیو پاسشٹی (चांगदेव पासष्टी) اور متعدد ابھنگ (अभंग) ہیں۔ ابھنگ مراٹھی میں اصطلاحاً مناجاتی اشعار کو کہتے ہیں۔ ابھنگ اور اووی کی بحروں میں فرق ہوتا ہے۔ اسی فنی فرق کو " ولیرا سٹون ڈیمنگ " نے ان الفاظ میں پیش کیا ہے:

In the Ovi metre there are four lines, three in rhyme and the fourth shorter without being in rhyme. In the Abhang metre there are four or more lines and all the lines are in rhyme.

EKNATH : W.S. DEMING P.73

جس وقت سنت گیانیشور کے قلم سے گیتا کی تفسیر بھاوارتھ دیپکا نکلی وہ زمانہ مراٹھی شاعری کا دور آغاز تھا۔ اس وقت گیانیشوری جیسی "امرت سے بازی لے جانے والی" کتاب تصنیف کرنا کرشمے سے کم نہیں تھا۔ سنت گیانیشور کا نام اس تفسیر کی بدولت بقائے دوام حاصل کر چکا ہے۔ انھیں اس تصنیف کے سلسلے میں راہ کی دشواریوں کا علم تھا لیکن منزل سر کر لینے کی دھن اور ارادہ کی پختگی نے ان سے اپنا یہ عہد پورا کرایا کہ وہ اہلِ ذوق سے اپنے قلم کا لوہا منوا کے رہیں گے:-

माझा मऱ्हाटाची बोलु कौतुके।
परी अमृतातेही पैजा जिंके।
ऐसी अक्षरे रसिके।
मेळवीन॥

سنت گیانیشور کی یہ پرتگیا پوری ہوئی۔ ان کی زبان نے مراٹھی کا معیار قائم کیا اور اسے صحیح معنوں میں ادبی زبان کا درجہ عطا کر کے سنسکرت کے مقابلے پر لا کھڑا کیا۔ منفرد خیالات، سلاست و اختصار، حسین تشبیہات و استعارات کے ساتھ ساتھ روانی اور اثر انگیزی کے اعتبار سے "گیانیشوری" مراٹھی ادب کا لاثانی شاہکار ہے۔ اس میں سنسکرت الفاظ و اظہارات کے ساتھ خاص مقامی و دیسی امثال و تصورات اس خوبی سے سموئے گئے ہیں کہ اسے ایک مستقل لسانی کارنامے کا درجہ حاصل ہو گیا ہے۔ اس کی بحر بھی وہ سادہ و پرکار بحر ہے جسے مہاراشٹر میں قبولِ عام حاصل ہے یعنی اووی درت (Ovi metre) گیانیشوری تقریباً ۹ ہزار اوویوں پر مشتمل ہے۔

عام طور سے فلسفیانہ تصانیف شاعرانہ جولانیوں کا میدان بہت
تنگ کر دیتی ہے کیوں کہ ان میں پیچیدہ مسائل پر منطقیانہ استدلال کیا جاتا ہے۔
لیکن گیانیشور کے ہاتھوں میں آکر فلسفہ بھی صاف ستھری شاعری بن جاتا ہے۔
شاعر اپنے مشاہدے اور تخیل سے خوب صورت تصورات کی ایک دنیا بساتا
چلا جاتا ہے جس میں چمکتے ہوئے جذبات اور دلآویز افکار ہاتھ میں ہاتھ
ڈالے نظر آتے ہیں۔ گیانیشور کا یہ ممتاز شعری وصف ہے کہ وہ لطیف ترین
تشبیہات اور دل کو چھو لینے والے استعارات کا برمحل استعمال کرتے ہیں۔
وہ اس سلسلے میں تمام ممکنہ میدانوں کی سیر کرتے ہیں۔ نئی سے نئی مثالوں
اور انوکھی سے انوکھی تشبیہیں ان کے قلم سے صفحۂ قرطاس پر بکھرتی چلی جاتی ہیں۔
"وہ جس مسئلے کو سمجھانا چاہتے ہیں اس کے گرد تشبیہات و استعارات کی
ایک جڑاؤ مالا ڈال دیتے ہیں جس کا ہر جواہر اپنی آب و تاب کے لحاظ سے
بے نظیر ہوتا ہے۔" (مراٹھی شاعری کی کہانی: دتاتریہ انھینکر۔ اردو۔
جولائی ۱۹۲۴ء)

وہ اپنے وقت کے پنڈتوں اور دانش وروں سے یوں خطاب کرتے ہیں:
"کوئی نئی چیز نہیں ہے جس کو میں آپ جیسے داناؤں کے سامنے پیش
کر سکوں۔ کیا سرسوتی کو ضرورت ہے کہ وہ علم حاصل کرنے کے لئے کتابیں
پڑھے؟ جگنو ہزار کوشش کرے ناممکن ہے کہ آفتاب کی ہمسری کر سکے۔
جس ظرف میں پہلے ہی سے امرت موجود ہو اس میں اور کون سی قیمتی زیادہ کی جا
سکتی ہے؟ کیا کوئی ایسا پنکھا ہے جس سے چاند کو ٹھنڈک پہنچائی
جا سکتی ہے؟ کیا کوئی ایسی شیریں صدا ہے جس کو سحر آمیز موسیقی بھی سنے؟
کیا کوئی ایسا زیور ہے جو زیور کے حسن کو دوبالا کر دے؟ وہ کون سی بو ہے
جس کو خوشبو سونگھے؟ سمندر غسل کرنے کے لئے کہاں جائے؟ کس
کی مجال ہے کہ آپ جیسے دانش مندوں کے سامنے عالمانہ تقریر کر سکے؟
لیکن جب ایک بچہ جو اپنے بزرگ (باپ) کے ساتھ کھانا کھا رہا ہو ایک
نوالہ پیش کرتا ہے تو بزرگ (باپ) نہال ہو جاتا ہے۔ اسی طرح میری تقریر
طفلانہ لکنت کے باوجود آپ کو خوش کرے گی کیوں کہ پریم کا یہی تقاضہ
ہے۔" (گیانیشوری: نواں باب: مقدمہ)

خدا ہر انسان کے دل میں موجود ہے لیکن ہم اسے بھول جاتے
ہیں۔ دنیا کی نمائشی زندگی اور نفسانی خواہشات میں الجھ کر انسان خدا
سے دور ہو جاتا ہے۔ اس حقیقت کو گیانیشور نے ذیل کی مثالوں اور استعاروں
سے سمجھایا ہے:

"بچھڑی گائے کے تھن سے چمٹی رہتی ہے اور ایک پتلی سی کھال کے
نیچے خالص شیریں دودھ ہوتا ہے، اس کی پروا نہیں کرتی اور غلیظ خون سے
خوش رہتی ہے۔ مینڈک اور کنول دونوں اکٹھے رہتے ہیں۔ لیکن کنول
سے مکھیاں شہد حاصل کرتی ہیں اور مینڈک کیچڑ میں مگن رہتا ہے۔"

سنت گیانیشور چاہتے ہیں کہ انسان شہد کی مکھی بنے، مینڈک
نہ بنے۔ خدا سے لو لگائے اور اس کی بھکتی کے شہد سے اپنا جیون شیریں
بنائے۔ گیان دیو محض سنت کوی نہ تھے ایک عظیم فلسفی اور مذہبی مصلح
بھی تھے۔ وہ فطرت انسانی کے اچھے نباض تھے اور جانتے تھے کہ
انسان دنیا کو مکمل طور پر ترک نہیں کر سکتا۔ اسے دنیا میں رہ کر موہ مایا سے بچنا
ہے۔ دنیا میں بھی سنیاسی بن کر رہنا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے؟ اس کے لئے انھوں
نے دنیا کی مصروف زندگی اور ترک دنیا کے درمیان ایک توازن پیش کیا ہے۔ جس
کو بھکتی مارگ کہتے ہیں۔ انسان کو چاہئے کہ دنیا میں اپنے فرائض کو پورا کرتے
ہوئے ایشور بھکتی میں لگا رہے کہ اسی میں دین و دنیا میں سرخروئی اور نجات کا
راز پوشیدہ ہے۔ اگر بھکتی (عشق الٰہی) نہ ہو تو دنیا کی ساری کامیابیاں اور
عظمتیں بے کار ہیں۔ گیان دیو گیانیشوری میں شری کرشن کی زبانی ارجن سے
کہتے ہیں:

"میرے دوست! حسب نسب کی پاکیزگی غیر ضروری ہے۔ خاندان کی
بزرگی کا ذکر کرنے سے بچو۔ علم پر بھی غرور نہ کرو اور نہ ہی حسن و جوانی پر فخر
کرو۔ اگر مجھ سے والہانہ محبت (بھکتی) نہ ہو تو یہ سب بے کار ہے۔"

گیان دیو نے بھکتی کے لوازمات اور ایشور بھکت کے اوصاف بھی
پیش کئے ہیں۔ ان کے نزدیک ساری مخلوق سے پریم کرنا اور اپنے پرائے کا بھید

بھاؤ نہ رکھنا بھکتی کا پہلا لچھن ہے۔ اس کے علاوہ اہنسا پر عمل کرنا بھی بھکت
کے لئے ضروری ہے۔ اہنسا کئی قسم کی ہوتی ہے۔ جسم (اعضا)، الفاظ (زبان)
اور دل (خیالات) سے کسی کو ایذا نہ پہنچانا "اہنسا" ہے۔ گیانیشوری میں
صرف فلسفیانہ انداز میں اہنسا سے بحث نہ کرتے ہوئے اسے پیکروں اور تمثیلوں
کے ذریعہ سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ ایک مثال ملاحظہ ہو:

"کنول کی موسلی کے ٹوٹ جانے کے خوف سے بھونرا کنول پر جس
آہستگی سے بیٹھتا ہے اسی طرح یوگی چھوٹے چھوٹے جانداروں کا خیال کر کے
فرش زمین پر سبک خرامی سے چلتا ہے۔"

سنت گیانیشور کے نزدیک بھکتی کی انتہا ادویت یعنی آتما اور پرماتما
کا ملن یا ایکتا (Identity of the Soul with God)
ہے۔ جب یہ منزل آجاتی ہے تو بھکت گیانی یعنی عارف کامل ہو جاتا ہے اور
حقیقت مطلق کو پالیتا ہے۔ لیکن اس بلندی تک پہنچنے کے لئے "ویویک"
(discrimination) اور ویراگیہ (Freedom from
worldly passions) کے پنکھ ہونے ضروری ہیں۔ بھگوت
گیتا کی طرح گیانیشور بھی باطنی ویراگیہ کی تعلیم دیتے ہیں۔ انھوں نے اپنے
ایک ابھنگ میں ظاہری ویراگیہ کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔

"ناٹک میں ایک اداکار سنیاسی کا پارٹ ادا کرے تو کیا اسے
روحانی تسکین مل جائے گی؟ پہلے دل کو قابو میں لاؤ، من پہ آنکس لگاؤ،
اس کے بعد گیروے کپڑے پہنو!"

گیان دیو بذات خود ایک صوفی مفکر تھے اور عظیم شاعر بھی،
اس لئے انھوں نے گیانیشوری میں محض گیتا کا ترجمہ کر کے تفسیر بیان
کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ مثالیں دے دے کر اور اپنی شاعرانہ بلند پروازیوں
کا سہارا لے کر فلسفۂ گیتا کی تفہیم کی ہے۔ اس لحاظ سے گیانیشوری ایک
طبع زاد تصنیف ہے اور بجا طور پر مراٹھی ادب کا ایک ترشا ہوا ہیرا ہے۔
اس تصنیف کے ادبی مقام سے متعلق شری ابھینکر کے مندرجہ ذیل خیالات
قابل غور ہیں:

"ادبی نقطۂ نظر سے 'ونیان دیوی' (گیانیشوری) ایسی نادر و
پاکیزہ کتاب ہے، اس کی تشبیہات و استعارات اور تمثیلوں میں ایسی
شاعری کوٹ کوٹ کر بھری ہے، اس کی طرز ادا اتنی سلیس اور تخیل
اتنا اچھوتا ہے کہ باوجود دقتِ موضوع اور باوصف اس امر کے کہ مصنف
کا بڑا مقصد کسی قسم کے اضافے کی بجائے اصل کی شرح لکھنا تھا،
اس کا پڑھنے والا مسحور ہو جاتا اور بیٹھے بیٹھے سروں اور نغموں کی فضا میں گم
ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کی قوت فکر چھن جاتی ہے اور وہ صرف
شکر گزاری کے جذبات میں ڈوب کر رہ جاتا ہے۔ یہی وہ اصل مراٹھی
ادبیات کا نقطۂ آغاز ہے اور جہاں تک اس ادبیات کے ایک پہلو یعنی
تبلیغی یا اشاعتی پہلو کا تعلق ہے، یہی اس کی تکمیل کی حد بھی ہے۔"
(مراٹھی شاعری کی کہانی - اردو - جولائی ۱۹۲۸ء)

گیانیشور

شخصیت اور فن

مسز میمونہ عبدالستار دلوی

مہاراشٹر کی تہذیب کے معماروں میں ایک اہم شخصیت گیانیشور کی ہے۔ یہاں کی زندگی کے مذہبی، ادبی، لسانی اور فلسفیانہ میدانوں میں ان کی خدمات بے نظیر ہیں۔ انھوں نے جو مذہبی و سماجی معیار مقرر کئے، اور زندگی سے متعلق جو متوازن نظریے پیش کئے ہیں۔ وہ آج بھی وقعت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ ان کے مسلک کو ماننے والوں کی ذہنی تعمیر میں ان کا بہت بڑا حصہ ہے۔ ان کی خدمات اتنی عظیم اور متنوع قسم کی ہیں کہ مہاراشٹر کی پوری تاریخ میں کوئی اور فرد واحد ان کا ثانی نہیں ہو سکتا۔

گیانیشور نے اپنے حالات زندگی کے بارے میں کوئی تحریر یادگار نہیں چھوڑی جو کچھ معلومات دستیاب ہوتی ہے ان کا ماخذ گیانیشور کے مشہور ہمعصر اور شاگرد نام دیو کے ابھنگ ہیں جن میں مختصر طور پر گیانیشور کی اہمیت اور عوام میں مقبولیت کا ذکر کیا ہے۔ اس کے علاوہ دیگر سنت شاعروں نے بھی اپنے کلام میں گیانیشور کے بارے میں رائے زنی کی ہے۔ چنانچہ ان بیانات کی مدد سے گیانیشور کی زندگی کا جو خاکہ مرتب ہوتا ہے اس کی تفصیل یوں ہے:

گیانیشور کا خاندان مہاراشٹر کے "آپے گاؤں" میں کلکرنی خاندان کے نام سے مشہور تھا۔ گیانیشور کے پردادا ہری پنت، دادا گووند پنت اور دادی نیرابائی ناتھ فرقے کے مشہور صوفی گورکھ ناتھ اور گاہینی ناتھ کی بدولت ناتھ فرقے میں شامل ہوئے گیانیشور کے والد وٹھل پنت ان کی واحد اولاد تھی۔ والدین کے انتقال کے بعد شدید مایوسی کے عالم میں اپنے گاؤں کو چھوڑ کر، وٹھل پنت آلندی گاؤں میں آئے۔ یہاں کچھ عرصہ تک وہ اپنے سسر کے گھر میں مقیم رہے لیکن ان کی طبیعت کا رجحان دنیاداری کی طرف نہیں تھا۔ چنانچہ وہ بنارس کی یاترا کے لئے روانہ ہو گئے، وہاں ایک پہنچے ہوئے بزرگ کو اپنا گرو مان کر علائق دنیوی کو ترک کرنے کا ارادہ کر لیا۔ گرو کو اپنی شادی شدہ زندگی کے بارے میں بتائے بغیر انھوں نے سنیاس لے لیا۔ کچھ عرصہ بعد ان کے گرو پھرتے پھراتے آلندی پہنچے۔ وہاں ان کو وٹھل پنت کے بارے میں معلوم ہوا۔ انھوں نے وٹھل پنت کو مجبور کیا کہ وہ دوبارہ دنیاداری کی طرف لوٹ آئیں اور اپنے گھر بار کی ذمہ داری سنبھالتے ہوئے زندگی بسر کریں۔

وٹھل پنت نے تو اپنے گرو کے حکم کے مطابق خانہ داری کی زندگی دوبارہ اختیار کر لی، لیکن آلندی کے کٹر برہمنوں نے وٹھل پنت کو دوبارہ اپنی ذات میں شامل کرنے سے انکار کر دیا۔ اور ان پر مذہب سے برگشتگی کا الزام لگایا گیا۔ شادی شدہ زندگی کی بے قاعدگی کا داغ ان کے بچوں سے منسوب کیا گیا اور سارا خاندان برادری سے خارج کر دیا گیا۔ گاؤں کے برہمنوں نے ان کے تینوں بیٹوں کی

(اس مضمون کی تیاری میں مندرجہ ذیل کتابوں سے مدد لی گئی ہے:

1. Dnyaneshwar - The Out-Caste Brahmin : By Edwards - J.A.

2. Dnyanadeo : By : S.V. Dandeker.

جینؤ پہننے کی مقدس رسم کی ادائیگی اور اس میں شرکت سے انکار کر دیا۔ اگرچہ یہ
رسم برہمن خاندان کے بچوں کا پیدائشی حق سمجھی جاتی ہے۔ جب وٹھل پنت نے
ان کے پاس جاکر درخواست کی کہ وہ بچوں کے معاملہ میں ایسی سختی روا نہ رکھیں تو
انھوں نے مشورہ دیا کہ وہ اور ان کی بیوی رکمنی بائی گنگا و جمنا کے سنگم پریاگ۔ پر
جاکر مقدس پانی میں غوطہ لگائیں، اور اپنے گناہوں کا کفارہ ادا کریں۔

وٹھل پنت اور رکمنی بائی، دونوں نے اپنی زندگی کی قربانی دیکر کفارہ ادا کیا
اور ان کے بچے گاؤں کے برہمنوں کے رحم و کرم پر رہ گئے۔ والدین کو کھونے کے بعد
بھی بچوں کو سکون نصیب ہوا۔ اب بھی ان کے جنیؤ کی رسم کی ادائیگی کی اجازت
نہیں دی گئی اور انھیں نزدیکی گاؤں پیٹھن جانے کا حکم دیا گیا، جو اس زمانے
میں صوبہ مہاراشٹر میں مذہب اور تہذیب کا سب سے بڑا مرکز سمجھا جاتا تھا۔
اگر وہاں کے برہمن بچوں سے منسوب کلنک کے داغ کو درگذر کر دیں تو آلندی کے
برہمن انھیں اپنی برادری میں شامل کرنے کو تیار ہیں۔

گیانیشور، ان کے دونوں بھائی نیورتی اور سوپان دیو، اور بہن مکتا بائی
سب مل کر پیٹھن کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں کے برہمن بھی ان بچوں کو اپنی برادری
میں شامل کرنے پر آمادہ نہ تھے۔ آخر اس شرط پر راضی ہوئے کہ اگر گیانیشور
اپنی روحانی قوت سے متحیر کر دے تو وہ ان کا مقدمہ سنیں گے اور انصاف
کریں گے۔

کہا جاتا ہے کہ اس موقع پر جو فلسفیانہ بحث ہوئی اس میں گیانیشور نے بیان
کیا کہ خدا کی پیدا کی ہوئی تمام مخلوق برابری کا درجہ رکھتی ہے۔ ان کی مخالفت کرنے
والے ایک شخص نے ان کا مذاق اڑاتے ہوئے نزدیک کی گلی میں کھڑے ہوئے ایک
بھینسے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ — "اگر ایسا ہی ہے تو خدا کی اس مخلوق
کو ایک عالم برہمن کی طرح وید کے شلوک پڑھنے پر آمادہ کرو۔" ابھی بات پوری بھی
نہ ہوئی تھی کہ اس بھینسے نے اس روانی سے پڑھنا شروع کیا کہ حاضرین میں سے کئی
لوگوں کو اپنی کم علمی اور شرمندگی کا احساس ہونے لگا۔ گیانیشور کی اس کرامت
کو دیکھتے ہوئے پیٹھن کے برہمن دنگ رہ گئے اور انھوں نے اعلان کیا کہ یہ بیشک
برہمن زادے ہیں اور اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔

گو کہ چاروں بچے صاحب ادراک تھے لیکن گیانیشور کا علم و فضل باقی بھائیوں
اور بہن سے بلند تر تھا۔ دونوں بھائیوں نے ان کی برتری تسلیم کرتے ہوئے انھیں
پیشوا اور سردار مقرر کیا۔ وہ کچھ عرصہ تک پیٹھن میں رہے، جہاں گیانیشور کی
بانی بھگوت گیتا کی تفسیر اور خطبات سننے کے لئے لوگ جوق در جوق جمع ہوتے
تھے۔ ان جلسوں میں گیتا کے متن کی ایسی واضح اور جامع تشریح، ایسی سلاست
و روانی سے کرتے کہ لوگ مسحور ہو جاتے۔ گیانیشور نے اس زمانے میں اور بھی کئی
کرامات پیش کیں جن کا ذکر نام دیو نے اپنی تحریروں میں کیا ہے۔

پیٹھن سے واپسی پر گیانیشور نے نیواسے میں طویل عرصہ قیام کیا۔ یہی وہ
مقام ہے جہاں انھوں نے اپنی سب سے مستند اور معجزہ نما تصنیف یعنی گیانیشوری کو
قلمبند کیا ہے۔ گیانیشوری شہرۂ مذہبی تصنیف بھگوت گیتا کی ایک بیمثال
اور لافانی تفسیر ہے جو انھوں نے عوام کی ذہنیت اور صلاحیت کو مدنظر رکھتے
ہوئے مراٹھی زبان میں لکھی ہے۔ یہ کارنامہ انھوں نے ۱۲۹۰ء میں انجام دیا تھا
جبکہ ان کی عمر محض پندرہ سال کی ہوگی۔ اس کے بعد انھوں نے ایک اور
فلسفیانہ تصنیف "امرت انوبھو" پیش کی جس میں ان کے فلسفہ کا مزید
عالمانہ اظہار اور جامع انداز بیان نظر آتا ہے۔

جب گیانیشور نیواسے سے آلندی گاؤں لوٹ آئے تب انھیں اندازہ
ہوا کہ اب لوگوں کی بدگوئی اور رسوائی کے بادل چھٹ گئے ہیں۔ اور تمام گاؤں
کے لوگ ان کا مرید بننے کے لئے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی
کوشش کر رہے ہیں۔

گیانیشور نے ۶۵ مصرعوں پر مشتمل ایک منظوم خط بھی تحریر کیا ہے۔
جس کا نام "چانگ دیو پاسشٹی" ہے۔ اس کی وجہ تصنیف کے سلسلہ میں
ایک روایت اس طرح پیش کی جاتی ہے کہ چانگ دیو نام کا ایک نہایت گرم
دماغ یوگی، جس کے بارے میں مشہور تھا کہ اس نے یوگی قوتوں کی مدد سے اپنی عمر
چودہ صدیوں تک بڑھالی تھی، گیانیشور کا شہرہ سن کر ان سے حسد کرنے لگا۔
ایک دن وہ ایک خوفناک چیتے پر سوار ہو کر ان کے پاس پہنچا، تاکہ اپنی قوتوں
سے انھیں ڈرا سکے۔ گیانیشور اس وقت اپنے دونوں بھائیوں اور بہن کے

سے تھا ایک چونی سی دیوار پر جو سواری کے انداز میں بیٹھے ہوئے تھے۔ انھوں نے چانگ دیو کو دیکھتے ہی دیوار کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ چھنگ دیو نے جب دیوار کو اپنی طرف بڑھتے ہوئے اور گیانیشور کے لئے سواری کا کام دیتے ہوئے دیکھا تو گھبرا گیا۔ اور سمجھ لیا کہ اس نوجوان سے مقابلہ کرنا سخت مشکل ہے۔ اس نے فوراً گیانیشور کے سامنے اپنا سر جھکا لیا اور ان کی برتری کو تسلیم کر لیا۔ چانگ دیو پاسشٹی اسی واقعہ سے منسوب کی جاتی ہے۔

تقریباً ایک سال کے بعد گیانیشور یاترا کے لئے بنارس گئے۔ اس کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ راستے میں جہاں بھی ممکن ہو سکے وہ لوگوں کو مذہب کی صحیح تعلیمات سے آگاہ کر سکیں۔ ان کے ساتھ ان کے کئی ماننے والے بھی تھے جن میں سب سے زیادہ قابلِ ذکر شخصیت سنت نام دیو کی ہے۔ سفر کے دوران کئی جگہ رک کر انھوں نے ہزاروں کی تعداد میں آنے والے عورتوں اور مردوں کو اپنے روحانی درس سے فیض یاب کیا اور دعائیں دیں۔

اس یاترا کی تکمیل کے بعد گیانیشور نے محسوس کیا کہ اب ان کی زندگی کا مشن پورا ہو چکا۔ انھوں نے سفرِ آخرت کی تیاریاں شروع کر دیں۔ اس مقصد کے لئے ایک بڑا گڑھا کھودا گیا، وہ اس میں داخل ہو گئے اور خدا کی یاد میں اس طرح غرق ہوئے کہ اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ بعد میں یہ گڑھا پاٹ دیا گیا۔ گیانیشور کی سمادھی لینے کی رسم پوری ہوئی۔ یہ واقعہ ۱۲۹۶ء کا ہے۔ ہر سال نومبر کے مہینے میں اُن کی سمادھی کی برسی کے دن ہزاروں لوگ آلندی آتے ہیں اور گیانیشور کی سمادھی کے آگے عقیدت و احترام کا نذرانہ پیش کرتے ہیں۔ گیانیشور کی عظمت کا سبھی مرہٹی داں اعتراف کرتے ہیں۔ سنت تکارام جیسے مشہور صوفی اور شاعر نے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ :

”ان کے خطبات اور تفاسیر اتنی عمیق ہیں کہ اُن کی گہرائی کی تہہ تک پہنچنا مشکل ہے۔ میں تو صرف اتنا ہی کر سکتا ہوں کہ ان کے حضور میں جھک جاؤں اور ان کے چرنوں میں اپنا سر رکھ دوں۔“

گیانیشور ایک عظیم فلسفی اور صوفی ہونے کے ساتھ ہی ایک عظیم شاعر بھی تھے۔ ان کی تحریروں میں موجود گہرے علم اور فن کی بدولت وہ لافانی تہہ

کے مالک سمجھے جاتے ہیں۔ ان کے گراں قدر کارناموں میں سب سے اہم کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے اپنے خیالات و جذبات کو مراٹھی زبان میں پیش کیا۔ اس طرح اپنے پیش رو عالموں اور شاعروں کی سنسکرت جیسی مشکل اور ناقابلِ حصول زبان میں لکھنے کی قدیم روش کو ترک کر کے انھوں نے مہاراشٹرا کے ہزاروں بلکہ لاکھوں عوام کے دل جیت لئے۔ انھوں نے اپنے کارنامے ”اودی“ اور ”ابھنگ“ کی شکل میں موزوں کئے ہیں۔ ان کی تحریروں میں گہرے فلسفیانہ خیالات، صوفیانہ تجربات اور ادبی اسلوب کی دلکش آمیزش موجود ہے۔

اگرچہ گیان دیو سے کئی کتابیں منسوب کی جاتی ہیں، لیکن مستند تصانیف میں گیانیشوری، انوبھو امرت، چانگ دیو پاسشٹی اور ابھنگ ہی قابلِ ذکر ہیں۔

گیانیشوری :

گیانیشور کی تحریروں میں سب سے پہلی اور بہترین تصنیف گیانیشوری بہت ہی مقبول ہے۔ اس نے لوگوں کے دلوں کو اس طرح مسحور کر لیا ہے کہ چھ سو سال گذرنے کے باوجود اس کی دلکشی کم نہیں ہوئی بلکہ بڑھتی جا رہی ہے۔ مہاراشٹرا پر اس کے اثرات بہت گہرے ہیں۔ اپنی اثر آفرینی اور دلکشی نیز مہاراشٹری کردار پر اس کے گہرے اثرات کی بدولت گیانیشوری، دیگر مراٹھا سنتوں کی تحریروں میں سب سے بلند درجہ رکھتی ہے۔

گیانیشوری بھگوت گیتا کی منظوم تفسیر ہے۔ خیالات کی آزادی اعجاز و اختصار کے ساتھ نہایت واضح تفسیر، اور اسلوب کی جامعیت اس کی سب سے بڑی خوبی ہے۔ گیانیشور نے صنائع بدائع مثلاً تشبیہ، استعارہ و مکالمہ وغیرہ کا کثرت سے استعمال کیا ہے۔ انھوں نے بھگوت گیتا کی تفسیر پیش کرنے کا ارادہ اس لئے کیا تھا کہ ان کے نزدیک بھگوت گیتا ہی واحد تصنیف ہے جس میں نظریاتی لحاظ سے وسیع الخیالی پائی جاتی ہے۔ وہ کہتے ہیں: ”وید معلومات سے بھرپور ہیں، لیکن وہ

انتہائی تنگ نظر ہے۔ ان کا استعمال اعلیٰ طبقہ کے لئے محدود ہوگیا ہے۔ باقی لوگوں کے لئے جو کہ تعداد میں انگنت ہیں انھوں نے اپنے دروازے بند کر دیئے ہیں۔ لیکن یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعد میں وید کی یہ کمزوری محسوس کی گئی اور اُسے دُور کرنے کے لئے انھوں نے بھگوت گیتا کی تخلیق کی چنانچہ اب اس رُوپ میں بھگوت گیتا سب کے استفادے کے قابل بن گئی ہے۔"

گیانیشور سے قبل اور ان کے عہد میں بھی سنسکرت زبان میں تحصیل علم کرنا باعثِ فخر سمجھا جاتا تھا۔ مذہب، فلسفہ اور دیگر اعلیٰ تعلیم کی کتابیں سنسکرت ہی میں تصنیف ہوتی تھیں۔ چونکہ عوام کی اکثریت سنسکرت سے ناواقف تھی، اس لئے یہ کتابیں عوام کی سمجھ سے بالاتر تھیں۔ گیانیشور نے مذہب اور فلسفہ کی صحیح تعلیمات کو عوام تک پہنچانے کے لئے مراٹھی کو ذریعہ بیان بنایا۔ مراٹھی عوام کی زبان تھی اور مراٹھی میں اس قسم کی تصنیف کی سخت ضرورت تھی۔ گیانیشور اس حقیقت سے آگاہ تھے، انھوں نے اس سلسلہ میں یوں بیان کیا ہے کہ

"... میری اس کوشش سے خود آگاہی کی خواہش پوری ہوگی۔ روحانی مسرت کے اس خزانے سے ہر شخص اپنی ضرورت کے مطابق فیضیاب ہو سکتا ہے۔"

"مراٹھی زبان کا شہر معمور ہوجائے، روحانی معلومات کی بڑھتی ہوئی افراط سے۔ تاکہ مسرت کی جنس سستی ہوجائے اور اس بازار کے خریدار جس قدر مسرت چاہتے ہیں، اس کی خرید و فروخت کرسکیں۔"

چنانچہ انھوں نے نہایت آسان اور مختصر انداز میں مذہبی اور اعلیٰ فلسفیانہ حقائق کو عوام کی زبان میں پیش کیا ہے۔ چونکہ موضوع بھی اعلیٰ درجہ کا ہے اس لئے انداز بیان میں بھی ندرت و دلفریبی موجود ہے۔ وہ کہتے ہیں

"میں بھگوت گیتا کے ہر لفظ کی وضاحت منتخب الفاظ کی مدد سے اور صنائع بدائع مثلاً تشبیہہ و استعارے کے وافر استعمال سے کروں گا۔"

گیانیشوری کے بے مثال اور لاثانی ہونے کی سب سے بڑی وجہ یہی ہے کہ اس میں مقصد کی عظمت کے ساتھ ساتھ زبان کا اختصار، انداز بیان کی دلکشی اور خیالات کی گہرائی موجود ہے۔

گیانیشور نے کبھی دیگر مذہبی تصانیف اور تفاسیر کی تردید نہیں کی نہ کبھی یہ دعویٰ کیا کہ ان کا عقیدہ یا نظریہ ہی صحیح اور قابل قبول ہے ان کا مقصد کسی ایک عقیدے کی تبلیغ نہیں تھا۔ بلکہ بھگوت گیتا کو ایک عام آدمی کے لئے قابلِ فہم بنانا تھا۔ وہ کہتے ہیں:

"میں ساری دنیا کو حقیقی مسرت سے بھر دینا چاہتا ہوں، میں نے آسان ترین بحر اختیار کی ہے۔ اووی بحر۔ کیونکہ یہ نوجوانوں اور بچوں کے لئے زیادہ آسان اور قابلِ فہم ہے۔"

گیانیشور کے اندر ایک نہایت عظیم و مخلص رُوح چھپی ہوئی تھی جو ساری دنیا میں مسرت بکھیرنا چاہتی تھی۔ اور گیانیشوری لکھنے کی تحریک اور مقصد ان کی زندگی کی سب سے بڑی خواہش تھی۔ اس تصنیف میں ان کے فلسفہ حیات کی مکمل تصویر موجود ہے۔ جس کے ذریعہ ان کے مذہبی نظریات اور صوفیانہ تجربات اور زندگی کی اخلاقی و روحانی قدروں کو سمجھانے میں مدد ملتی ہے۔ ان کے قول کے مطابق "بھگوت گیتا" خدا کے عرفان کا فلسفہ سکھاتی ہے۔ اس لئے اس کتاب کو صوفیانہ تجربات کی کتاب بھی کہا جاتا ہے۔

گیانیشوری کی مقبولیت کی بنا پر لوگوں نے اپنے اپنے طور پر کئی قلمی نسخے تیار کئے تھے۔ اور ان سے استفادہ کرتے رہے۔ سنہ ۱۵۸۴ء میں پہلی مرتبہ ایکناتھ نے گیانیشوری کا مستند نسخہ مرتب کیا۔ اور سنہ ۱۹۶۰ء میں مہاراشٹر گورنمنٹ نے گیانیشوری کا مستند متن مرتب کراکے شائع کروایا تھا۔

انوبھوامرت :

نیواسے کے قیام کے دوران سنہ ۱۲۹۰ء میں گیانیشور نے انوبھوامرت کی تخلیق کی۔ اس کی سب سے بڑی اہمیت یہ ہے کہ یہ ان کا تخلیقی کارنامہ ہے۔ ان کی تمام تحریروں سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا ایک ہی مقصد ہے کہ مذہبی واردات کے عقاید کی تعلیم کے ذریعہ زندگی میں مسرت کی

تلاش کی جائے۔ گیانیشوری میں کہتے ہیں کہ :

"میں دنیا کے لئے روحانی مسرت کا مندر تعمیر کر رہا ہوں"

انوبھوامرت میں وہ اسی بات کو دوسری طرح کہتے ہیں :

"میں نے دنیا کے سامنے وارداتِ الٰہی کے شہد کی تھالی رکھدی ہے۔ دنیا کو اطمینانِ قلب کی خاطر اس سے لطف اندوز ہونے اور مسرت حاصل کرنے دو"

انوبھوامرت ۸۰۰ طبع زاد "اووی" پر مشتمل ہے۔ اس میں مایا کے نظریئے کی شدت کے ساتھ تردید کی ہے۔ اور وحدت الوجود کے فلسفہ کی واضح تشریح کی ہے۔ مراٹھی زبان میں یہ پہلی کوشش ہے جو گیانیشور کے ہاتھوں وجود میں آئی۔

اگرچہ گیانیشوری اور انوبھوامرت لکھنے کا مقصد ایک ہی ہے، لیکن ان دونوں تصانیف کا خطاب دو الگ قسم کے قارئین سے ہے۔ گیانیشوری میں وہ عوام سے مخاطب ہیں اگرچہ ایک عالم بھی اپنے ذوق کے مطابق اس سے آسودگی پا سکتا ہے۔ اس میں ان کا بنیادی مقصد اس بات کو آسان وسلیس بنا کر پیش کرنا تھا جو عوام الناس کے لئے مشکل اور ناقابل فہم تھا۔ انوبھوامرت میں گیانیشور کے مخاطب خاص طور سے عالم اور پڑھے لکھے لوگ ہیں۔ اگرچہ دونوں تصانیف کا طریقۂ استدلال مبصرانہ، عقلی ہے تاہم اتنا فرق ضرور موجود ہے کہ انوبھوامرت میں جذباتی دلکشی کم اور منطقی ومدلل انداز بیان زیادہ ہے۔

گیانیشوری تشبیہوں کی کثرت سے مالا مال ہے۔ شاعر قدرتی اور روزمرہ تجربات سے اخذ کردہ تشبیہوں کو کثرت سے استعمال کرتے ہوئے اپنے موضوعِ بحث کو پُر تکلف بنانے کا مخالف نہیں ہے۔ بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ اس طرح ایک عام قاری بھگوت گیتا میں بیان کئے ہوئے اصولوں کو اپنے داخلی محسوسات سے قریب تر محسوس کرے۔ یہ تشبیہیں روزمرہ کے تجربات کا مظہر ہیں ــــــ مثلاً سورج، چاند، درخت، پھول، مکھیاں، شہد کی مکھیاں، پرندے، جانور، جیسے گائے، ہرن وغیرہ۔ تاکہ ایک عام آدمی کو ان کے معنی سمجھنے میں آسانی ہو۔ ان تشبیہوں کے ذریعے گیانیشور کے تجربات کی وسعت اور مشاہدے کی باریکی کا اندازہ ہوتا ہے اور ان کی اس فن کاری سے قاری مرعوب ومتحیر ہو جاتا ہے۔ جس طرح گیانیشور سے قبل حضرت عیسیٰ نے اور بعد میں رام کرشنا نے گہرے مفہوم کے حقائق کو واضح کرنے کے لئے اخلاقی حکایتوں کو پیش کیا ہے اسی طرح گیانیشور نے دقیق اور پیچیدہ موضوعات کی وضاحت کے لئے تشبیہیں اور استعارے اور مکالمے استعمال کئے ہیں۔ ادبی نقادوں نے گیانیشور کو "تشبیہہ کے فن کا ماہر" قرار دیتے ہوئے خراج تحسین پیش کیا ہے۔ گیانیشوری میں وہ ایک صوفی اور خدا رسیدہ شاعر کی حیثیت سے عوام الناس سے گفتگو کرتے نظر آتے ہیں۔ انوبھوامرت میں ایک صوفی عالم دوسرے عالم سے استدلال کرتا نظر آتا ہے۔ اس میں ان کا طریقۂ کار زیادہ منطقی اور مبصرانہ ہے۔ تاہم ان کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ چاہے وہ عوام کے لئے لکھیں یا عالم کے لئے ــــ انھوں نے کبھی کسی کی غلطی یا خامی کو ڈھونڈنے کی کوشش نہیں کی، نہ ہی بحث برائے بحث کی ہے۔ کبھی ایسے الفاظ استعمال نہیں کئے جن سے مخالف کے دل کو تکلیف پہنچے۔

گیانیشور نے اپنے کلام میں مکالمہ گوئی کا فن بھی استعمال کیا ہے۔ گیانیشوری میں مختلف وجوہات کی بنا پر انھوں نے متعدد مکالموں کو پیش کیا ہے۔ مثلاً کبھی ایک شعر کا تعلق دوسرے شعر سے سمجھانے کے لئے، کبھی ایک باب کا دوسرے باب سے تعلق واضح کرنے کے لئے اور کبھی معلم اور درس کا رشتہ ظاہر کرنے کے لئے اور کبھی اپنے نظریات بیان کرنے کے لئے انھوں نے مکالموں سے مدد لی ہے۔ گیانیشور کے مکالموں کا افلاطون کے مکالموں سے موازنہ کر سکتے ہیں۔ تشبیہوں کا استعمال اور مکالماتی اجزا کی کشش ان کے کلام کی ایک اہم خصوصیت ہے۔

چانگ دیو پاسشٹی :

گیانیشور کا تیسرا ادبی کارنامہ ذی چانگ دیو کے نام ۶۵ اووی پر مشتمل ایک منظوم خط ہے۔ وحدت الوجود کے نظریئے کا اصل

جوہر اس مختصر سے خط میں موجود ہے۔ ان کے بیان کے مطابق یہ دنیا نورِ الٰہی کا مظہر ہے۔

ابھنگ: گیانیشور کے کلام میں ابھنگ کی صنف بھی اہمیت رکھتی ہے۔ انھوں نے مختلف موضوعات پر ۱۰۰۰ ابھنگ نظم کئے ہیں۔ جن ابھنگ میں انھوں نے وارداتِ الٰہی کے تجربات کا بیان کیا ہے وہ اپنے اعلیٰ فلسفہ کی وجہ سے عام آدمی کی سمجھ سے بالاتر ہیں۔ لیکن وہ ابھنگ جن میں اخلاقی نکات اور بھگتی کے خیالات کو پیش کیا ہے، بہت دلکش اور مقبول ہیں۔ اور آج بھی مہاراشٹر کے ہزاروں عوام کے زبان زد ہیں سنت گیانیشور کی اپیل مقامی ہی نہیں بلکہ آفاقی ہے کیونکہ ان کے کلام میں گہری علمیت اور اعلیٰ فن کا ایک مسرت سے لبریز مرکب موجود ہے۔ وہ اپنی علمیت اور فن سے تعلیم یافتہ طبقہ کو اور بھگتی اور عقیدت کے جذبات کے اظہار سے عوام النّاس کو متاثر کرتے ہیں۔

گیانیشور نے ویدک دھرم، جین مت، بدھ مت، لنگایت اور مہانو بھاو جیسے مختلف مذاہب کا تفصیلی جائزہ لیا۔ اس کے بعد جب انھوں نے محسوس کیا کہ جس مذہب کی انھیں تلاش تھی وہ ویدک دھرم ہی ہے۔ اگرچہ نا واقفیت کی بنا پر تنگ دل برہمنوں نے انھیں اور ان کے خاندان کو موت کے راستہ پر ڈال دیا تھا، لیکن انھوں نے اپنی فراخدلی سے کام لیتے ہوئے انھیں معاف کر دیا اور ویدک دھرم کے احیاء کی بڑی کوشش کی۔ مزید غور و فکر کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ ویدک دھرم واقعی ایک وسیع الخیال مذہب ہے۔ یہ نہ صرف یہ کہ دوسرے مذہبوں کے وجود کو برداشت کر سکتا ہے بلکہ ان مذہبوں کو ذاتِ حقیقی تک پہنچنے کے مختلف راستوں سے تعبیر کرتا ہے۔ قدامت پرست طبقہ کے بنائے ہوئے سخت قوانین کے باوجود انسانی زندگی کے لئے مسرت و نشاط کا راز پوشیدہ ہے۔ اس میں مساوات اور بھائی چارے کا سبق بھی موجود ہے۔ سب سے بڑے گنہگار کی نجات کا ذریعہ بھی۔ گیانیشور کے نزدیک یہی وہ مذہب تھا جس کو بے سوچے سمجھے بھی عوام احترام کرتے تھے۔ انھوں نے سوچا کہ تھوڑی سی ترمیمات کے ساتھ اسی کو اپنا آلۂ کار بنایا جائے اور اس کی حمایت کی جائے۔ انھوں نے چند دیگر مذہبوں کی طرح ترکِ دنیا یا علائقِ دنیوی سے کنارہ کشی پر زور نہیں دیا بلکہ گیان دھیان کی زندگی اور دنیا کی عملی زندگی کے درمیان ایک توازن قائم کرنا چاہا۔ انھوں نے محسوس کیا کہ ویدک مذہب میں دنیاوی تعلقات سے گریز کا تصور نہیں ہے، بلکہ زندگی کے مکمل اور مجلسی پہلو پر توجہ دی گئی ہے۔

گیانیشور احیائے مذہب کے حامی تھے لیکن انتہا پسند نہیں۔ نہ تو وہ انقلابی تھے اور نہ ہی بت شکن۔ وہ اپنے ملک اور دنیا کے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے مذہب کا احیاء چاہتے تھے لیکن انھوں نے مذہبی رسوم کی پابندیوں اور قربانیوں وغیرہ کی بندشوں پر توجہ نہیں دی۔ انھوں نے کرداری پارسائی اور ریاضت بازی پر زور دیا ہے۔ مذہب پر مکمل اعتماد و عقیدت ان کے نزدیک نہایت ضروری ہے، کہتے ہیں:

"عقیدت کے راستے کی بڑی قدر و قیمت ہے۔ یہ خدا سے ملنے کا آسان تر اور براہِ راست داخلے کا راستہ ہے۔ سب سے اعلیٰ ہے۔ اس راستے پر چلنے سے گنہگار آدمی کی بھی بخشش ہو سکتی ہے۔"

انھوں نے عقیدت مندی اور زہد و ریاضت کے پہلوؤں پر زیادہ زور دیا ہے۔ انھوں نے ویدک دھرم کے دروازے سبھوں کے لئے کھول دیئے۔

"نجات جو کہ دنیا کی بہترین شئے ہے، اس کے دروازے اونچے طبقے والوں اور نچلے طبقے والوں، سب کے لئے کھل جائیں"

ان کا مشن اس دنیا میں "خدائی عملداری" کا قیام تھا۔ وہ آدمی کو ایک نئی زندگی دینا چاہتے تھے۔ "آدمی کی خدائی" کی تعلیم سے وہ نیا ذہن پیدا کرنا چاہتے تھے۔

ان کی تعلیمات سے ہزاروں لوگ اب تک متاثر ہیں، کیوں کہ انھوں نے جسمانی اور روحانی ضروریات کی تکمیل کا

راستے میں رکاوٹ نہیں بن سکتی۔ وہ غیر شادی شدہ زندگی کی اہمیت سے واقف ہیں، لیکن خدا کی تلاش میں اُسے لازمی قرار نہیں دیتے۔ ان کے خیال کے مطابق دنیا کے ہر آدمی کو خدائے تعالیٰ نے ایک مخصوص مقام عطا کیا ہے اور اسے کسی نہ کسی مخصوص کام کی ذمّہ داری کو انجام دینا ہے۔ اسی طرح خدا کی مرضی پوری ہوگی اور یہی آدمی کی واقعی عبادت ہے۔

"ہر آدمی کو بخشی ہوئی ذمہ داری، خدا کی خواہش کا اظہار ہے۔ وہ آدمی جو اپنی ذمہ داری پوری کرتا ہے، خدا کی عبادت کرتا ہے اور یقیناً اُسے پہچان لیتا ہے۔"

اُن کے نزدیک ترکِ دنیا داخلی شئے ہے۔ شادی شدہ اور غیر شادی شدہ زندگی اس معاملے میں رکاوٹ نہیں بن سکتی۔ شادی شدہ زندگی کے لئے یہ رعایت اور اس کی تعریف و توصیف نے مہاراشٹر کی مذہبی زندگی کو ان برائیوں سے دور رکھا، جو غیر شادی شدہ زندگی اور گھر بار کی ذمہ داری سے بری الذمہ ہونے پر زور دینے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ گیانیشور کے والد کی زندگی کا واقعہ اور مذہبی ٹھیکیداروں کے ہاتھوں بچوں کی درگت اس نظریئے کو مستحکم بنانے میں مددگار رہی ہے۔ کئی بڑے سنت مثلاً نام دیو، ایکناتھ، تکارام، داسوپنت جو گیانیشور کے شاگرد و مُرید رہے ہیں، اسی عقیدے کے پابند رہ کر دنیا داری بھی انجام دے چکے ہیں۔

گیانیشور کی ایک بڑی صفت یہ تھی کہ وہ تنگ دل اور تعصب پرست نہ تھے۔ اگرچہ اپنی زندگی کے ابتدائی زمانے میں انھوں نے قدامت پسند برہمنوں کے ہاتھوں بہت سی سختیاں اُٹھائیں، ان کے خاندان سے نفرت کی گئی، انھیں برادری سے خارج کر دیا گیا۔ ان کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا گیا، ہر قسم کی بدگوئی کی گئی۔ ان کے پاس اپنے سماج سے نفرت کرنے کی معقول وجوہات موجود تھیں لیکن ان کی عظمت کا ثبوت یہ ہے کہ انھوں نے کبھی ان تنگ نظر و تنگ دل، مذہب کے ٹھیکیداروں سے بدلہ لینے کی نہیں سوچی۔ ان میں رحم و کرم کا جذبہ بدرجہ اتم موجود تھا۔ ان کی کسی تحریر میں سماج کے ان

نہ انھوں نے کبھی اس ناروا سلوک کا ذکر کیا۔ انھوں نے صُوفی کی خصوصیات کے بارے میں جب بھی لکھا، یوں لکھا کہ :

"صوفی ایک سمندر کی مانند ہوتا ہے، جس کی گود میں
تمام اقسام کی مچھلیوں کے لئے جگہ ہوتی ہے۔"

ایک اور جگہ کہتے ہیں کہ :

"اصل سنت وہ ہے جو ساری دنیا کو اپنا خاندان سمجھے۔"

گیانیشور خود بھی اسی اُصول پر کاربند تھے۔ وہ کسی ایک محدود مقام اور زمانے میں رہنے والے لوگوں کے لئے نہیں لکھتے تھے، بلکہ ان کی تعلیمات سب کے لئے عام تھی۔ وہ اپنی تحریروں میں "دنیا" اور "عالمگیر" جیسی اصطلاح استعمال کرتے تھے۔ وہ ہمیشہ ساری کائنات اور اس کے لوگوں کا ذکر کرتے تھے۔ مثلاً "کائنات کے مالک"، "تمام انسان خوش رہیں" "میں ساری کائنات کے لئے خوشیوں کا احاطہ بنا رہا ہوں۔" جیسے خیالات و جذبات کا اظہار کرتے تھے۔ وہ تمام انسانوں کے رُوحانی اتحاد کے خواہشمند تھے۔ وہ جغرافیائی، نسلی یا سماجی گروہ بندی سے بلند ہو کر سوچتے تھے۔ اور ہر انسان کو انصاف، امن، رحم، تعاون اور اخوت کی ترقی کے لئے کام کرتے ہوئے دیکھنا چاہتے تھے۔

ان کا مقصدِ حیات دنیا کو ابدی مسرّت کا یقینی راستہ دکھانا تھا۔ جس کی بدولت انسان اس کائنات کی "حکومت الٰہی" سے آگاہ ہوتا، قوانینِ الٰہی کے آگے سر جھکانے کا سبق سیکھتا۔ ان کے نزدیک خدائے تعالیٰ جو اس کائنات کا مالک ہے، صرف انصاف پسند ہی نہیں بلکہ رحیم و کریم بھی ہے اور مقدس و پاک بھی۔ وہ خدا کی عظمت اور اس کے نام کا اعلان ساری دنیا میں کرنا چاہتے تھے کیونکہ ان کے عقیدے کے مطابق اسی میں سچی مسرّت پوشیدہ ہے۔ انھوں نے انسانی برادری کی اخلاقی و روحانی برتری کے لئے جو نکات پیش کئے ہیں وہ قابلِ غور ہیں۔ ایک جگہ لکھتے ہیں :-

"کوشش کرو کہ گناہگار سے گناہ چھوٹ جائے، نیک کام کرنے کے لئے، انھیں زیادہ سے زیادہ ترغیب دو۔ تمام لوگوں میں عالمگیر دوستی کو حکمراں بنا دو، تمام لوگوں کو مسرت اور کاملیت سے مزین ہو کر ازلی ہستی (خدا) کی دائمی عبادت کرنے دو۔"

انھوں نے سماج اور فرد کے رشتہ کو بھی ایک دائمی حیثیت بخشی ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ ہر فرد اپنی ذمہ داریوں اور فرائض کو پوری ایمانداری سے انجام دے تبھی دنیا میں امن وشانتی اور سچائی قائم رہ سکتی ہے۔ دنیاوی علم ہو یا عرفانِ حقیقت، وہ ایک چراغ کے مانند ہے، جس کی مدد سے دوسرے چراغ روشن ہو سکتے ہیں۔ کہتے ہیں :

"وہ لوگ واقعی بزرگ ہیں، جو اپنی زندگی کے لئے مذہبی کتابوں سے تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ اور دنیا کے لئے ایک مثال قائم کرتے ہیں۔ شاستروں میں بتائے گئے اُصولوں کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں۔"

۔ وہ آدمی مکمل انسان نہیں ہے جو اپنے طور پر حقیقت کو جان لے اور اپنے آپ کی خوشیوں سے مطمئن ہو جائے، اور سماج کی طرف سے عاید کردہ فرائض کی انجام دہی سے غفلت برتے۔ مثالی آدمی، یا انسان وہ ہے جو حقیقت کو جان لینے کے بعد اپنی بقیہ عمر دوسرے ناواقف لوگوں کو روشنی دینے میں بسر کرتا ہے۔

گیانیشور لوگوں کے سامنے جس مثالی زندگی کا نقشہ پیش کرتے ہیں وہ عملی اور تفکرانہ زندگی کا خوبصورت امتزاج ہے۔ اگرچہ وہ خانہ داری سے دُور، ایک خدا رسیدہ بزرگ تھے، لیکن عملی اور خاندانی زندگی کا عام طور سے، اور ایک فرض شناس و پاکدامن بیوی کا خاص طور سے ذکر کرتے ہیں، اور ان کی تعریف و توصیف میں یوں رطب اللسان ہوتے ہیں :

"وہ ایک فرض شناس، پاکدامن بیوی اپنے شوہر کے خاندان کی خدمت کرتی ہے۔ اور اپنے شوہر کی رفاقت میں زندگی کا لطف بھی اُٹھاتی ہے اور دُکھ میں تکلیفیں بھی برداشت کرتی ہے۔ یہی اس کی اصلی ریاضت ہے۔ جس کی بدولت اسے ایک زاہد کی طرح فضیلت حاصل ہوگی۔"

گیانیشور نے جب بھی خدائے تعالیٰ کی خصوصی نعمت حاصل کرنیوالے لوگوں کی فہرست بیان کی ہے، اس میں اس قسم کی بیوی کا نام سرِفہرست رکھا ہے۔

گیانیشور نے ایک واضح اور متاثرکن انداز میں مذہب کی تبلیغ کی۔ انھوں نے ایک مثالی وحدت کی تعلیم دی۔ خدائے برتر و اعلیٰ کی صفات بیان کرتے ہوئے زہد و ریاضت کی پابندی پر زور دیا، اور بنی نوع انسان کے درمیان رشتۂ اخوت کو مستحکم بنانے کی کوشش کی۔ ان کا ایک کارنامہ یہ بھی ہے کہ انھوں نے مختلف دیوی دیوتاؤں کو ایک دوسرے پر فوقیت نہیں دی جس کے نتیجہ میں ان کے ماننے والے ہزاروں مہاراشٹرین بھی ایک کو دوسرے سے اعلیٰ و برتر نہیں سمجھتے، بلکہ سبھوں کو یکساں احترام و عقیدت سے یاد کرتے ہیں۔

گیانیشور نے اپنی تحریروں کے لئے مراٹھی زبان کا انتخاب کر کے مراٹھی کی قدر و قیمت میں گراں بہا اضافہ کیا۔ انھوں نے ثابت کیا کہ اس علاقائی زبان میں بھی زبردست قوتِ اظہار موجود ہے اور سنسکرت کی طرح وہ بھی علم و فلسفہ، مذہب و شاعری کے لطیف ترین و عمیق ترین خیالات کو بہتر طریقہ پر پیش کر سکتی ہے۔ گیانیشور کی مراٹھی نوازی کی بدولت یہ زبان بہت جلد سنتوں اور عالموں کے لئے ذریعۂ اظہار بن گئی۔ گیانیشور کا یہ احسان مراٹھی داں طبقہ کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔

اپنی ۲۲ سالہ مختصر زندگی میں انھوں نے مہاراشٹر کی ذہنی زندگی پر اتنے گہرے اثرات مرتسم کئے ہیں جو ۷۰۰ سال کا طویل عرصہ گزرنے کے باوجود، آج بھی زندہ و تابندہ ہیں۔

اور سنت گیانیشور نے کہا

حسن تقریر

میری وسعت ہے کہاں، کوئی نئی چیز کہوں؟
آپ داناؤں کی محفل میں جسے پیش کروں!
علم کی دیوی کتابوں سے بھلا کیا سیکھے؟
کون جگنو ہے جو سورج کو اجالا بخشے
کون نغمت ہے کہ زیادہ کرے کوئی اس میں ..
اور وہ ظرف کہ پہلے سے ہو امرت جس میں
آبشاروں کو بھلا کون تھرکنا سکھلائے
کون پنکھا ہے جو مہتاب کو ٹھنڈک پہنچائے
کوئی آواز کوئی لے ہے بھلا ایسی بھی
سر دھنے سن کے جسے سحر زا موسیقی بھی
ہے کوئی شے جو تجلی میں تجلی بھر دے
کون زیور ابدی حسن کو خیرہ کر دے
کون سی بو ہے جسے لوٹ کے خوشبو سونگھے
کون دریا ہے، سمندر بھی جہاں چل کے نہائے
لب کشائی کرے نادان کوئی کیا ہے مجال،
اہل حکمت ہیں، سب ارباب خرد، اہل کمال
یہ تو فطرت ہے - کہ بچے سے نوالہ پاکر
شاد ہوتے ہیں زمانے میں بڑے بھی اکثر!
میری تقریر بھی طفلانہ سی کاوش ہے مگر
آپ کے دل میں، یہ امید ہے - کرلے گی گھر
پریم کہتے ہیں جسے، اس کا تقاضہ ہے یہی
اور سچ جانیئے، میری بھی تمنا ہے یہی

الہام

ایسے جوہر سے ہے میری تحریر آراستہ
دیکھ لو روپ اس میں نرنکار بھگوان کا
تجربے اس میں ایسے بھی ملتے ہیں الہام کے
فہم حیرت میں ہے، ہوش گم ہے، خرد دنگ ہے!

ادویت

سنیاسی کا کردار ادا کرنے سے
کیا روح کو تسکین ملے گی پگلے؟
آنکس تو لگاؤ ذرا پہلے من پر
پھر گیروے کپڑے بھی سجانا تن پر

مختار
۱۷۵-اے موتی شاہ روڈ، خلافت ہاؤس
بمبئی نمبر ۴۰۰۰۲۷

گیانوبا ماؤلی

ریاض احمد خان

سرزمین مہاراشٹر میں آج سے سات سو سال قبل ایک ایسی عظیم ہستی نے جنم لیا۔ جس کا نام سنتے ہی آج بھی نہ صرف مہاراشٹر بلکہ تمام ہندوستان کے لوگوں کے دل عقیدت سے بھر جاتے ہیں۔ لہٰذا اس عظیم سنت کی بزرگی کے قائل ہو جاتے ہیں۔ کیوں کہ یہی وہ سنت تھے جنھوں نے زمین سے بھید بھاؤ، اونچ نیچ کا تفرقہ ختم کیا۔ اور انسان کو انسان سمجھنے کی تعلیم دی۔ ان کی اس تعلیم نے انسانوں کے دلوں کو پگھلا دیا اور اس میں ہر ذی روح کے لئے محبت کی جوت جگادی۔ خاص طور سے مہاراشٹر کے لوگوں کے لئے گیان دیو نے سمجھ بوجھ، علم و فن کی ایک ایسی بے مثال روحانی تعبیر پیش کی جو آج ہی نہیں بلکہ آئندہ صدیوں یا تا قیامت مٹنے والی نہیں ہے۔

سنت گیانیشور کا عظیم شاہکار "گیانیشوری" ہے۔ بھگوان ویاس نے بھگوت گیتا لکھی جو سنسکرت زبان میں ہے۔ بھگوت گیتا دراصل کرشنا کی وہ نصیحت ہے جو انھوں نے مہابھارت کی جنگ کے وقت ارجن کو کی تھی۔ بدلتے ہوئے زمانے کے ساتھ ساتھ بھگوت گیتا کے اشلوک بھی مختلف طریقوں سے سمجھائے گئے ہیں۔ ہندوستان کے مشہور مفکر اور فلاسفر شری شنکر اچاریہ نے بھگوت گیتا کو گیان یوگ کہا، جبکہ تلک نے اسے کرم یوگ گردانا۔ سنت گیانیشور نے آج سے سات سو سال پہلے گیتا کے اشلوکوں کو مراٹھی میں نظم کیا۔ تاکہ وہ ایک عام آدمی کی زبان کا روپ دھار لے اور اس سے ہر عام آدمی مستفیض ہو سکے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ سنسکرت زبان صرف اونچے درجے اور برہمنوں کی ہی زبان تھی لہٰذا وہ اسے مقدس سمجھ کر عام آدمی کو اس سے قریب ہونے کا موقع نہیں دیتے تھے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ ایک عام آدمی نہ تو حصول علم کی کوشش کر پاتا نہ ہی اسے اس مقدس کتاب سے اپنی علمی لیاقت بڑھانے کا موقع ملتا۔ اگر یہ موقع ملتا تھا تو صرف ان لوگوں کو جو یا تو برہمن یا چھتری ہوں یا پھر سوسائٹی میں اپنی ساکھ رکھتے ہوں۔ سنت گیانیشور ہی کی یہ کامیاب کوشش تھی کہ انھوں نے علم کے خزانے غریب اور عام آدمی کے لئے کھول دیئے تاکہ سب ہی اس علم سے اپنی قابلیت بڑھائیں اور سچائی کے راستے کو اپنا کر وحدانیت کو پا سکیں۔ اسی نظریے کے تحت گیانیشور نے گیتا کو بھکتی یوگ کے فارم میں پیش کیا۔ بھکتی یوگ ہی سے انسان میں ایثار و قربانی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اور جب یہ جذبہ دل میں پیدا ہو جائے تو پھر وحدانیت کا پالینا مشکل نہیں ہوتا۔ نہ صرف یہ کہ گیان دیو نے اپنی خداداد قابلیت

سے گیتا کے اشلوک مراٹھی میں منتقل کئے بلکہ ان اشلوکوں کو نظم کا ایک مکمل اور جامع لباس پہنایا جو اپنی جگہ ایک مثالی بن کر رہ گیا ہے۔

سنت گیانیشور نے اپنی مختصر سی زندگی میں اپنے وہ فرائض بحسن و خوبی ادا کر دیئے جو آسمانوں سے ان کے ذمہ کئے گئے تھے۔ کیا انسانی عقل اس بات کو قبول کر سکتی ہے کہ ایک ۱۶ برس کا لڑکا "امرت انو بھو" جیسی یوگا فلسفہ پر کتاب تصنیف کر سکے۔ اور ۱۸ برس کی عمر سے گیتا کو مراٹھی میں بیان کرنا شروع کر سکے۔ حالانکہ عقل تسلیم نہیں کر سکتی مگر یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے جسے منظور کرنا ہی ہوگا۔ دماغ اس بات کو بھی مشکل ہی سے تسلیم کریگا کہ ۱۶ برس کی عمر میں ہی بڑے بڑے پنڈت بڑے بڑے عالم گیان دیو کے معتقد ہو گئے تھے۔ یہ ایک حقیقت ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح عام آدمیوں میں بھی گیان دیو کا مرتبہ بہت بلند ہو گیا تھا۔ لوگ انھیں پوجنے کی حد تک چاہنے لگے تھے اور یہ وہی ایثار و قربانی کی تعلیم ہے جو گیانیشور نے اپنائی اور دوسروں کو اس کا درس دیا۔ یہ وہی محبت ہے جو آج بھی اشاڑھی ایکادشی اور کارتکی ایکادشی میں پنڈھر پور جانے والے یاتریوں کی زبان پر "نیانوبا ماؤلی" کا نعرہ بن کر لاکھوں آدمیوں کے ہونٹوں پر مچلتی ہے اور آج بھی لوگ اس عظیم شخصیت کو بہ آواز بلند یاد کر کے اپنی عقیدت کے پھول نچھاور کرتے ہیں۔ وہ سچی عقیدت اور محبت ہے جو لوگوں کے دلوں میں آتش عشق کو بھڑکاتی ہے۔

سنت گیانیشور کی زندگی بھی پرخار راہوں سے اٹی پڑی تھی مگر ان کے صبر و استقلال نے ان راہوں کو مستقیم کر لیا اور وہ اپنے مشن میں کامیاب ہوئے۔ ان کے حالات کا مختصر سا جائزہ لیں تو ہمارے سامنے پیٹھن کے قریب کے آپے گاؤں کے وٹھل پنت کلکرنی آتے ہیں۔ جن کی شادی آلندی کی رکمنی بائی سے ہوئی تھی۔ قسمت کی ستم ظریفی تھی کہ وٹھل پنت کلکرنی اپنے من کو جیتنے کے لئے کاشی چلے گئے اور وہاں جا کر سنیاس لے لیا۔ ادھر رکمنی بائی اپنے شوہر کی یاد میں آٹھوں پہر تپسیا کرتیں۔ وٹھل پنت اپنی سنیاس کی تعلیم میں مگن ہو گئے۔ اسی عرصے میں ان کے گرو دورے پر نکلے اور شہر شہر گاؤں گاؤں ہوتے ہوئے آلندی پہنچے۔ یہاں یہ اتفاق تھا کہ رکمنی بائی نے ان کی خدمت کی۔ جس کے صلے میں گرو نے انھیں "اشٹھ پترا سوبھاگیہ وتی بھو" کی دعا دی۔ یہ سننا تھا کہ رکمنی بائی کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ گرو بڑے متاثر ہوئے اور انھوں نے رکمنی بائی سے اس طرح زار و قطار رونے کی وجہ دریافت کی۔ رکمنی نے جب حالات گرو کے سامنے پیش کئے۔ تب انھیں معلوم ہوا کہ ان کا شاگرد وٹھل پنت کلکرنی سنیاسی نہیں بن سکتا۔ کیوں کہ وہ تو پہلے ہی سے گرہست ہے۔ گرو نے رکمنی بائی سے تو کوئی تذکرہ نہیں کیا۔ البتہ کاشی واپس جا کر وٹھل پنت سے واپس آلندی جانے کو کہا اور اپنے گھر گرہست دیکھنے کا حکم دیا۔ وٹھل پنت کو پس و پیش تو ہوا مگر گرو کے حکم کو مانتے ہوئے وہ آلندی واپس آئے اور سنساری زندگی شروع کی۔ سب سے پہلے ان کے یہاں نورتی ناتھ پیدا ہوئے۔ جو آگے چل کر یوگی ہوئے اور سنت گیانیشور کے گرو بھی۔ نورتی ناتھ کے بعد گیانیشور پیدا ہوئے اور پھر سوپان دیو، چوتھے نمبر پر مکتا بائی نے جنم لیا۔ یہ چھوٹا سا خاندان دنیا بھر کے دکھ سہارتا ہوا آگے بڑھتا رہا۔ کیوں کہ یہ چاروں بچے ایک برہمن کے تھے۔ اور لڑکوں کا مونجھ (اُپ نین) کرنا وٹھل پنت پر فرض تھا۔ اس لئے انھوں نے مونجھ کرنے کی تیاری شروع کی۔ مگر دوسرے برہمنوں نے اس کی مخالفت کی اور کہا کہ ایک سنیاسی کے بچے برہمن نہیں ہو سکتے۔ انھوں نے کسی بھی بات کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے وٹھل پنت کو اپنے بچوں کی مونجھ کرنے کی اجازت نہیں دی۔ وٹھل پنت اور رکمنی بائی کو اس بات کا بڑا سخت صدمہ پہنچا اور انھوں نے اس دنیا سے کنارا کرنے کی ٹھان لی اور ایک روز آلندی سے گزرتی ہوئی اندرائنی ندی میں کود کر خودکشی کر لی۔

والدین کے جدا ہو جانے کے بعد چاروں بچے یتیم ہو گئے اور کوئی بھی پرسان حال نہ رہا۔ مگر کیوں کہ قدرت کو ان سے انسان کی فلاح کے لئے کام کرانا مقصود تھے اس لئے ان کے دل میں انصاف حاصل کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ اسی زمانے میں پیٹھن علم و ادب کا مرکز بنا ہوا تھا۔ جہاں دن رات دین دھرم کی باتیں ہوا کرتی تھیں۔ ان چاروں بچوں نے بھی پیٹھن جانے کا ارادہ

گیا اور راستے کی صعوبتیں اٹھاتے ہوئے کئی دن بعد اپنی منزلِ مقصود پر پہنچ گئے۔ پیٹھن کے پنڈتوں اور برہمنوں کے سامنے گیانیشور نے وید سنائے اور کہا کہ حقیقی معبود ہر جگہ ہے، ہر شئے میں موجود ہے۔ کوئی بھی کام یا چیز اس سے پوشیدہ نہیں ہے۔ پنڈتوں نے گیانیشور کی تعلیم کا اثر تو ضرور لیا مگر دل سے یقین کرنے پر آمادہ نہ ہوئے اور گذرتے ہوئے کمہار کے بھینسے کو دیکھ کر گیانیشور سے کہنے لگے کہ اگر جو کچھ تم کہہ رہے ہو اس میں حقیقت ہے تو یہی وید اشلوک اس بھینسے کی زبان سے ادا کراؤ۔ گیانیشور نے با آواز بلند وید اشلوک پڑھنا شروع کئے اور لوگوں کے تعجب کی انتہا نہ رہی جب کہ بھینسے نے بھی وہی اشلوک اپنی زبان سے ادا کر دیئے۔ یہ سنت گیانیشور کا ایک چمتکار تھا۔ جسے دیکھ کر سب ہی ان کی عظمت اور بزرگی کے اعتراف [illegible] ہو گئے۔

گیانیشور کی شہرت جب خاندیش کے چانگ دیو تک پہنچی تو انھیں بڑا تعجب ہوا۔ مشہور ہے کہ چانگ دیو یوگی متواتر چودہ سو سال [illegible] تپسیا کر چکے تھے اور اس تپسیا کی وجہ سے انھوں نے اپنی روحانی طاقت کو بہت بڑھا لیا تھا۔ وہ کسی حال بھی نہ چاہتے تھے کہ ان کے مقابلے میں کوئی دوسرا [illegible] انھوں نے سنت گیانیشور سے ملنا ہی بہتر سمجھا۔ اور ارادہ کیا کہ انھیں ایک خط لکھیں۔ جب خط لکھنے کا وقت آیا تو چانگ دیو کسی طرح بھی خط لکھنے کی ہمت نہ کر سکے۔ اس لئے انھوں نے ایک کورا کاغذ ہی گیانیشور کے پاس روانہ کیا۔ جب یہ کورا کاغذ گیانیشور کی بہن مکتا بائی کے ہاتھ تک پہنچا تو انھوں نے برجستہ کہا کہ چانگ دیو ۱۴ سو سال کی تپسیا کے بعد بھی اسی کاغذ کی طرح کورا ہی ہے۔ گیانیشور کو یہ اچھا نہ لگا اور انھوں نے قاصد کو با احترام جواب دیا کہ چانگ دیو بخوشی تشریف لا سکتے ہیں۔ چانگ دیو نے اپنی سواری کے لئے ایک زبردست شیر کو منتخب کیا اور اس پر سوار ہوئے اور کوڑے کی جگہ ایک زندہ اور زہریلے سانپ کو اپنے ہاتھ میں لیا اور ملاقات کے لئے روانہ ہوئے۔ جب ان کی آمد کی اطلاع گیانیشور کو ملی اس وقت وہ اپنے بہن بھائیوں کے ساتھ ایک ٹوٹے ہوئے مکان کی دیوار پر بیٹھے ہوئے تھے۔ انھوں نے چانگ دیو کے استقبال کو روانہ ہونے کے لئے

ادھر ادھر نظر دوڑائی۔ مگر جب کوئی خاص سواری نظر نہ آئی تو اسی دیوار کو چلنے کا کہا۔ ان کے کہتے ہی دیوار اپنی جگہ سے چل پڑی۔ جب چانگ دیو اور ان کے ساتھیوں نے دیکھا کہ گیانیشور دیوار پر سوار ہو کر آ رہے ہیں تو فوراً ہی شیر سے اترے اور ان کے قدم پکڑ لئے۔ یہ بھی گیان دیو کا ایسا ایک ایسا چمتکار ہے جس نے انھیں دیش کے کونے کونے میں معروف کر دیا۔

سنت گیانیشور کی زندگی کا ایک اور درخشاں واقعہ سنت نامدیو سے ملاقات کا ہے۔ یہ چاروں بھائی بہن مقدس مقامات کی زیارت کرتے کرتے پنڈھرپور پہنچے۔ جہاں پر کہ بھگوان وٹھوبا کا مندر ہے۔ اسی زمانے میں پنڈھرپور میں سنت نامدیو بھی تھے۔ اور یہ حقیقت بھی تھی کہ وہ بھگوان وٹھوبا سے شرف گفتگو حاصل کر چکے تھے۔ پنڈھرپور ایک زمانے سے "بھکتی مارگ" کا سینٹر بھی رہا ہے۔ سنت نامدیو نے گیانیشور کے بارے میں، ان کے درس و تدریس کے بارے میں سن رکھا تھا۔ اس وجہ سے وہ خود ان چاروں بہن بھائیوں کو لینے کے لئے آ گئے۔ [illegible]، گیانیشور اور سوپان دیو، بڑے ادب احترام سے جھک کر سنت نامدیو سے ملے۔ مگر نامدیو نے دیکھا کہ یہ تو چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ ان کے سامنے کیا سر جھکایا جائے یا انھیں کیوں احترام سے نوازا جائے۔ ان کے دل میں یہ خیال آیا کہ وہ خود علم و ہنر میں اور عمر میں ان سے بڑے ہیں اور انھیں وٹھوبا سے شرفِ گفتگو حاصل ہے۔ ان کے دل میں یہ خیال کا آنا تھا کہ مکتا بائی نے ان کے دلی احساس پڑھ لئے کہ نامدیو کے دل میں غرور و تکبر کا جذبہ پیدا ہو گیا ہے۔ جیسے ہی نورتی ناتھ نے مکتا بائی سے نامدیو کے سامنے جھکنے کو کہا مکتا بائی نے ایک ہی سانس میں بہت سی باتیں کہہ ڈالیں کہ نامدیو صندل کے اس درخت کی طرح ہیں جو خوشبو تو دیتا ہے۔ مگر جڑوں میں سانپوں کو بھی پالتا ہے۔ یہ تعجب کی بات ہے کہ نامدیو وٹھوبا کے اس قدر نزدیک ہوتے ہوئے بھی اپنے دل کو غرور کی آگ سے نہ بچا سکے۔ اسی پر اکتفا نہ کرتے ہوئے مکتا بائی نے پاس کھڑے ہوئے غیر معروف سنت گورے کمہار سے کہا کہ تم ہی یہ فیصلہ کرو کہ ان تمام حاضرین میں سے کس کا دماغ پختہ نہیں ہے۔ گورے کمہار نے

(مزید صفحہ ۳۴ پر)

مہاراشٹر کو شرف یابی سے نوازنے والے مایہ ناز متبرک گروتھ گیانیشوری کے خالق شری گیان دیو کا جنم مقدس جگہ آلندی میں شکے ۱۱۹۳ میں ہوا۔ ان کے والد کا نام وٹھل پنت اور والدہ کا نام رکمنی بائی تھا۔ گیان دیو در اصل وٹھل پنت کی دوسری اولاد تھے۔ ان کے کل چار بچے تھے۔ جن میں سب سے بڑے نورتی ناتھ، ان کے بعد گیان دیو، ان کے بعد سوپان دیو اور سب سے چھوٹی لڑکی

وٹھل پنت اعلیٰ گھرانے کے فرد تھے اور حسن اخلاق کا نمونہ تھے۔ ان کے پردادا ہری ہر پنت کلکرنی تھے جو شکے ۱۰۹۰ میں آپے گاؤں میں کلکرنی کے عہدے پر فائز تھے۔

گیانیشور کے پردادا تریمبک پنت کو گورکشک ناتھ سے ملاقات کا شرف حاصل تھا اور ان سے نصیحت بھی حاصل ہوئی تھی۔ گیانیشور سے پہلے اس گھرانے میں بھگود بھکتی ہی ہوتے ہیں۔ گیان دیو کے دادا گوند پنت اور ان کی دادی نیرا بائی ان دونوں کو گہینی ناتھ جی نے اپدیش دیا تھا۔

گیان دیو کی والدہ کا گھرانہ بھی بڑا خوش اخلاق گھرانا تھا۔ گیان دیو کے نانا سدھیشور پنت چاکن، آلندی، وغیرہ چوبیس گاؤں کے کلکرنی رہا کرتے تھے۔ ان دونوں گھرانوں کا تعلق رضائے الٰہی کا مظہر تھا۔ وٹھل پنت کو بچپن ہی میں گھر میں شاستر کی تعلیم حاصل ہوئی تھی۔ وید، ویاکرن (قواعد) شاعری کا علم گھر میں ہی حاصل کیا تھا۔

اپنے اُس دور کے دستور کے مطابق اپنے علم سے نیز تجربات سے مستفیض ہونے کے لئے آپ نے بھی ملک بھر کا دورہ شروع کیا۔ اپنے والد محترم کے آشیرواد سے اپنے دورے کا آغاز کیا۔ اور گوکش و شرانتی جی جا کر شری کرشن مورتی کے درشن کئے۔ اس کے بعد آپ مختلف تیرتھ گاہوں کی سیر اور درشن کر کے ضلع ناسک کے سپت شرنگی پربت پر پہنچے۔ اندرائنی میں اشنان کے بعد جب وہ گیانیشور کے نانا سدھیشور کے پاس پہنچے تو ان کا نورانی چہرہ دیکھ کر سدھیشور کو بڑا اطمینان ہوا۔ انھوں نے بڑے اصرار سے ان کو کھانے کی دعوت دی اور اپنے گھر لے گئے۔ کھانے کے بعد انھوں نے وٹھل پنت کے خاندان کے متعلق ان کی زبانی معلومات حاصل کرلی اور اپنی شادی کے قابل لڑکی رکمنی کے لئے انھوں نے اپنے دل میں اس کو

کنھیالال پردیسی میسرز کاشی رام کیدار ناتھ ۷۔۴ دکن انشورنس بلڈنگ۔ ویر نریمان روڈ۔ بمبئی ۴۰۰۰۰۱

بر تجویز کرلیا۔ انھوں نے اس دور دیٹھل پنت کو اپنے گھر میں ٹھہرا لیا۔ حسنِ اتفاق سے اسی شب ان کو پنڈھری ناتھ جی نے خواب میں آکر کہا کہ اپنی بیٹی کی شادی دیٹھل پنت سے کرادیں۔ صبح سدیشور نے دیٹھل پنت کو اپنا خواب کا واقعہ کہہ سنایا۔ انھوں نے جواب دیا کہ میں رامیشور یاترا کے لئے جارہا ہوں۔ اور پھر ماتا پتا کی اجازت بھی ضروری ہے اس لئے میں اپنی رضا مندی نہیں دے سکتا۔ اس پر سدیشور پنت نے ایک شب اور ٹھہرنے کا اصرار کیا۔ اور تعجب کی بات کہ اس رات دیٹھل پنت کو خواب میں دشونبھر نے بھی کہا کہ "میرا حکم مان لو۔" انھوں نے اپنے خواب کی کیفیت سدیشور سے بیان کی بھلا ہونی کو کون ٹال سکتا ہے اس قدرتی فیصلے کو تسلیم کرتے ہوئے خاموش ہو رہے۔ اور انھوں نے سدھیشور پنت کی پیش کش کو منظور کرلیا۔ سدیشور پنت نے جیٹھ (جیشٹ) ماہ میں مہورت دیکھ کر کنیادان کیا۔ دیٹھل پنت کے ماں باپ اور پورے خاندان کو اس بیاہ سے بڑی خوشی ہوئی۔ اس کے بعد دیٹھل پنت کے چند سال سکھ سے گذرے۔

کچھ عرصے بعد دیٹھل پنت کے ماں باپ بیکنٹھ باسی ہو گئے اور گھر کا سارا بوجھ ان پر آپڑا۔ لیکن ہزاروں مشکلات کے باوجود انھوں نے بڑے صبر سے کام لیا۔ جب ان کی سسرال والوں کو دیٹھل پنت کی مشکلات و پریشانیوں کا علم ہوا تو انھوں نے آپے گاؤں آکر انھیں تسلی دی اور کہا کہ آپ ہمارے گھر آکر رہیں اور ایک دو بچے پیدا ہونے کے بعد آپ چاہیں تو پھر اپنے گھر چلے آئیے۔ دیٹھل پنت کو محسوس ہوا گویا بھگوان نے ان کی فریاد سن لی وہ النکاپور آئے اور رہیں رہنے لگے۔

لیکن اس کا جو انجام ہونا تھا وہی ہوا۔ ان کا دل سنسار سے اچاٹ ہوا۔ شادی ہو کر کئی سال بیت گئے۔ لیکن ان کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ اس لئے وہ اور بھی اداس ہو گئے۔ انھوں نے اپنی بیوی سے کئی بار کہا کہ میرا جی سنیاس لینے کو چاہتا ہے تم اجازت دو۔ اب زیادہ اصرار کیا تو ان کی بیوی نے یہ بات اپنے والدین سے کہہ دی۔ انھوں نے کہا کہ اولاد کے بغیر سنیاس لینا مناسب نہیں۔ لیکن دیٹھل پنت خاموش نہ ہو سکے۔ آخر مجبور ہو کر بیوی نے کہا "جاؤ" اور اسی لفظ کو اجازت مان کر انھوں نے کاشی کی راہ لی صبح لوگوں نے بہت تلاش کیا مگر وہ نہیں ملے۔

پتی (شوہر) کے کاشی چلے جانے کے بعد ان کی واپسی سے مایوس ہو کر ان کی بیوی نے سدیشور کے مندر کے پاس کے سورن اشوتھا کی سیوا شروع کی۔

دیٹھل پنت نے کاشی پہنچ کر کسی شری پاد سے سنیاس لیا اور چیتنیہ آشرم کے نام سے رہنے لگے اور وہاں شاستروں کی تعلیم اور ویدانت کا مطالعہ کرتے ہوئے وقت گزارنے لگے۔ اسی اثنا میں ان کے گروجی کو رامیشور جانے کی خواہش ہوئی۔ انھوں نے آشرم کی ذمہ داری ان پر ڈال دی۔

دیٹھل پنت کے گرو اتفاق سے یاترا کرتے ہوئے آلندی پہنچے۔ گویا رکمنی کی تقدیر انھیں یہاں لے آئی۔ رکمنی نے انھیں دیکھا اور سوامی جی کو نمسکار کیا۔ معاً سوامی جی کی زبان سے نکل گیا۔ پتروتی بھو (اچھی اولاد پاؤ) یہ سن کر رکمنی کو ہنسی آئی۔ اسی ہنسی کے متعلق سوامی جی نے پوچھا تو رکمنی نے سارا واقعہ بیان کیا۔ جسے سن کر سوامی جی کو یقین ہوا کہ اپنے زیر سایہ رہنے والا چیتنیہ آشرم ہی اس کا شوہر ہوگا۔

وہ رکمنی اور اس کے پتا جی کو لے کر کاشی پہنچے۔ جب دیٹھل پنت نے گروجی کو اچانک واپس آتے دیکھا تو مسکرا کر ان کا سواگت کیا۔ گروجی نے ڈپٹ کر پوچھا "تمہارا گھر کون کون لوگ ہیں؟" دیٹھل پنت نے سارا واقعہ بیان کیا اور بتایا کہ وہ بیوی کی اجازت لے کر ہی گھر سے چلے تھے۔ اور اپنا سر گرو کے چرنوں پر رکھ دیا۔ سوامی جی نے انھیں اٹھایا اور ان کی رکمنی سے ملاقات کرادی۔ اس طرح دیٹھل پنت نے گرہست آشرم قبول کرلیا۔

شکے ۱۱۹۰ میں جو پتر رتن ہوا وہ گیان دیو کے بڑے بھائی نورتی ناتھ جی، وہی گیان دیو کے پرماتھی گرو تھے۔ ان کے بعد گیان دیو، سوپان دیو اور مکتا بائی بالترتیب شکے ۱۱۹۳، ۱۱۹۶ اور ۱۱۹۹ میں پیدا ہوئے۔ •

SAINT DNYANESHWAR
HIS LIFE AND MISSION

the bank of Godavari river in Marathwada. A young brahmin, Vitthalpant, father of Saint Dnyaneshwar, hailed from this place. He was highly intelligent and learned man and had a thorough knowledge of Vedas. He was, however, a renouncing type of man. But while on a pilgrimage, he happened to be in Alandi where one Siddhopant Kulkarni got enamoured of him and he gave his only daughter, Rukmini, in marriage to Vitthalpant.

Dnyaneshwar pleading for right to Brahminhood at the ' Dharmapeeth ' at Nanded
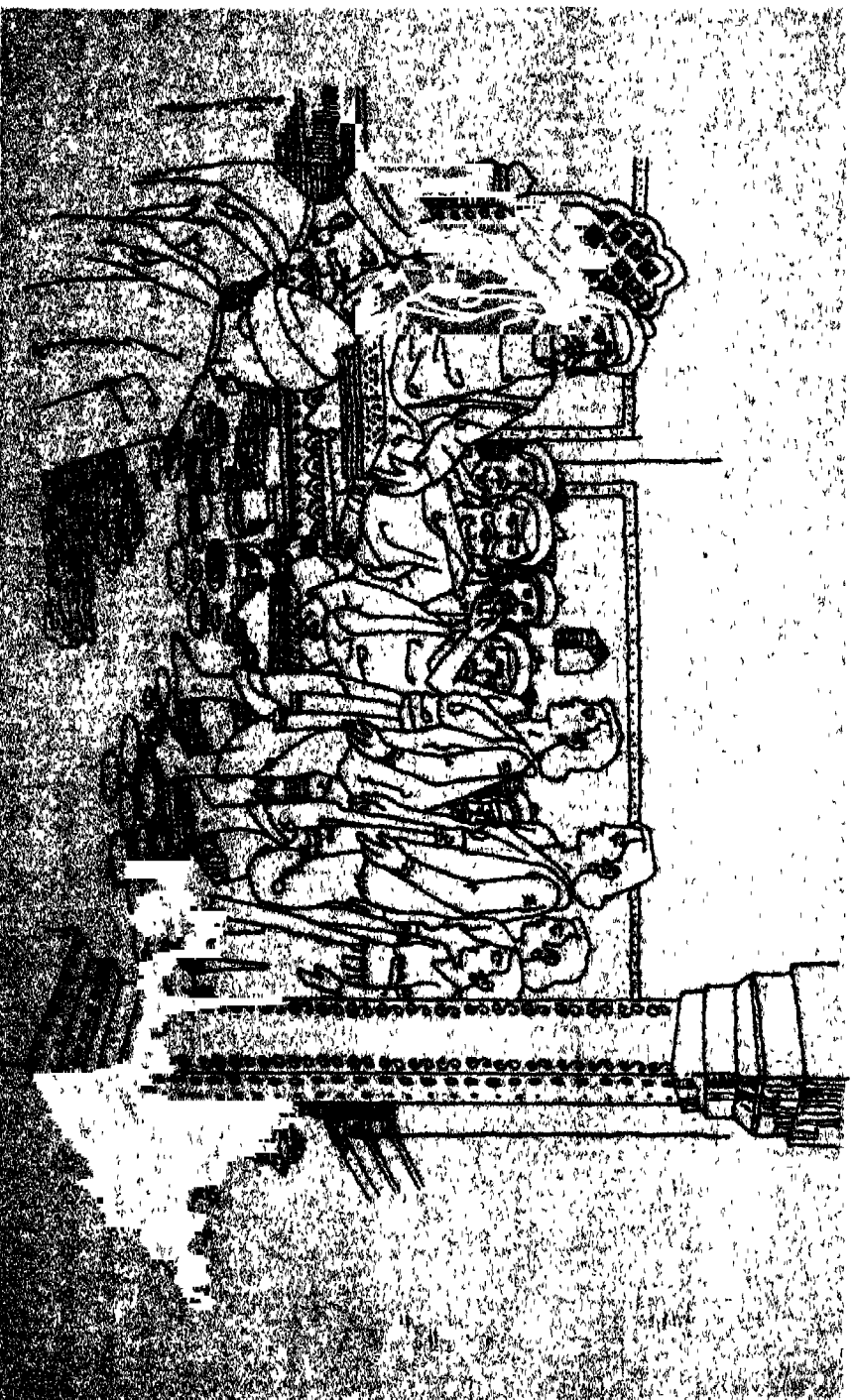
After the death of Vitthalpant's parents, Siddhopant brought his son-in-law to Alandi. But Vitthalpant's attitude of detachment did not change even in the married life. Quite often he used to tell his wife about his intention of resorting to 'Sanyas'. One day he told his wife that he was going to take a bath in the Ganga and quietly left the house and straight way went to Varanasi (Kashi). At Varanasi, he met a saint, Ramanand (or Shripadswami according to some scholars) whom he made his गुरु (preceptor) and accepted 'Sanyas' under false pretexts.

Siddhopant made herculean efforts to know the whereabouts of his son-in-law, but could not succeed. Rukmini was extremely grieved. She started fasting, performing 'Tapasya' like going round (प्रदक्षिणा) the 'peepal' tree 108 times—hoping that her husband may return.

Muktabai baking 'mandas' on Dnyaneshwar's back

One day when Rukminibai was performing (प्रदक्षिणा) around the ' peepal ' as usual, she saw a ' Sanyasi ' whose face was aglow with radiance. She paid respects to him by touching his feet. As she wore the marks and signs of a married Hindu woman the ' Sanyasi ' blessed her saying (अष्टपुत्रा सौभाग्यवती भव). At these words, Rukminibai's countenance changed. " How could she bear children ? " At the same time the blessings of such a holy man could not be false, she thought.

The ' Sanyasi ' could discern that something was wrong. When he gently questioned her, she told him her pathetic tale. The 'Sanyasi' who was Ramanand himself realised that the young Brahmin whom he had brought into the fold of ' Sanyasashram ' was none else but Rukminibai's husband.

Ramanand returned to Varanasi and ordered Vitthal-pant to give up ' Sanyas ' and resume a householder's

The buffalo reciting ' Gayatri Mantra '
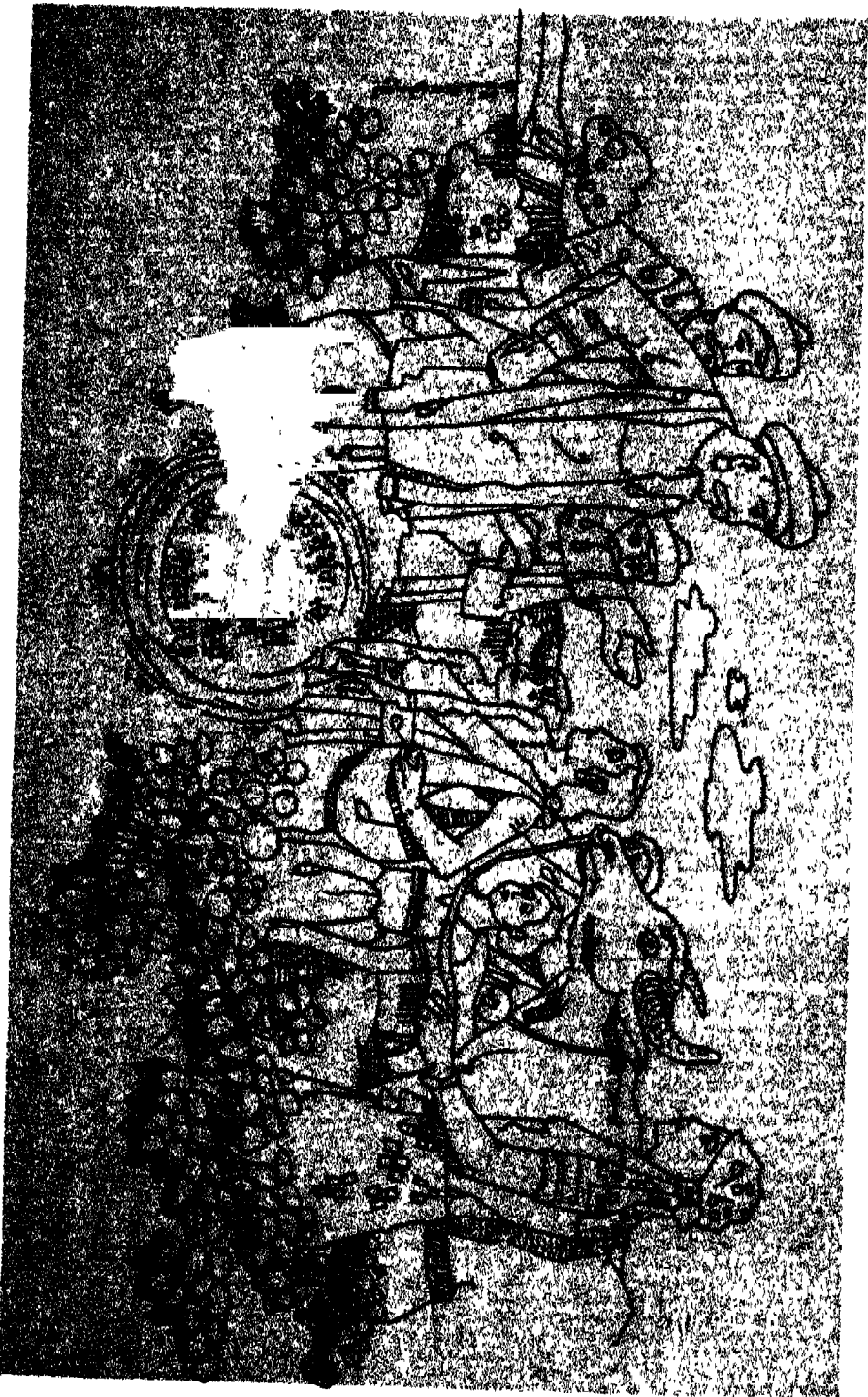
life. So Vitthalpant returned to Alandi. But a ' Sanyasi ' could not become a man of the world again in those days. So the people of Alandi, especially the Brahmins did not recognise this reunion and the couple had to lead a life of outcastes. Vitthalpant, therefore, began to live on the outskirts of the village on the Siddhabet. In course of time, this couple had four children, Nivritti, Dnyandeo, Sopandeo and Muktabai at an interval of two years each.

But the people did not recognise the legitimacy of the children. Both Vitthalpant and Rukminibai suffered in silence. To find some solace Vitthalpant went on a pilgrimage with his family to Nasik and then went to Trimbakeshwar.

One day when the members of this family were performing (प्रदक्षिणा) around Brahmagiri, they were caught in heavy rains. Suddenly they heard fierce growling

Dnyaneshwar dictating Dnyaneshwari at the temple at Newase
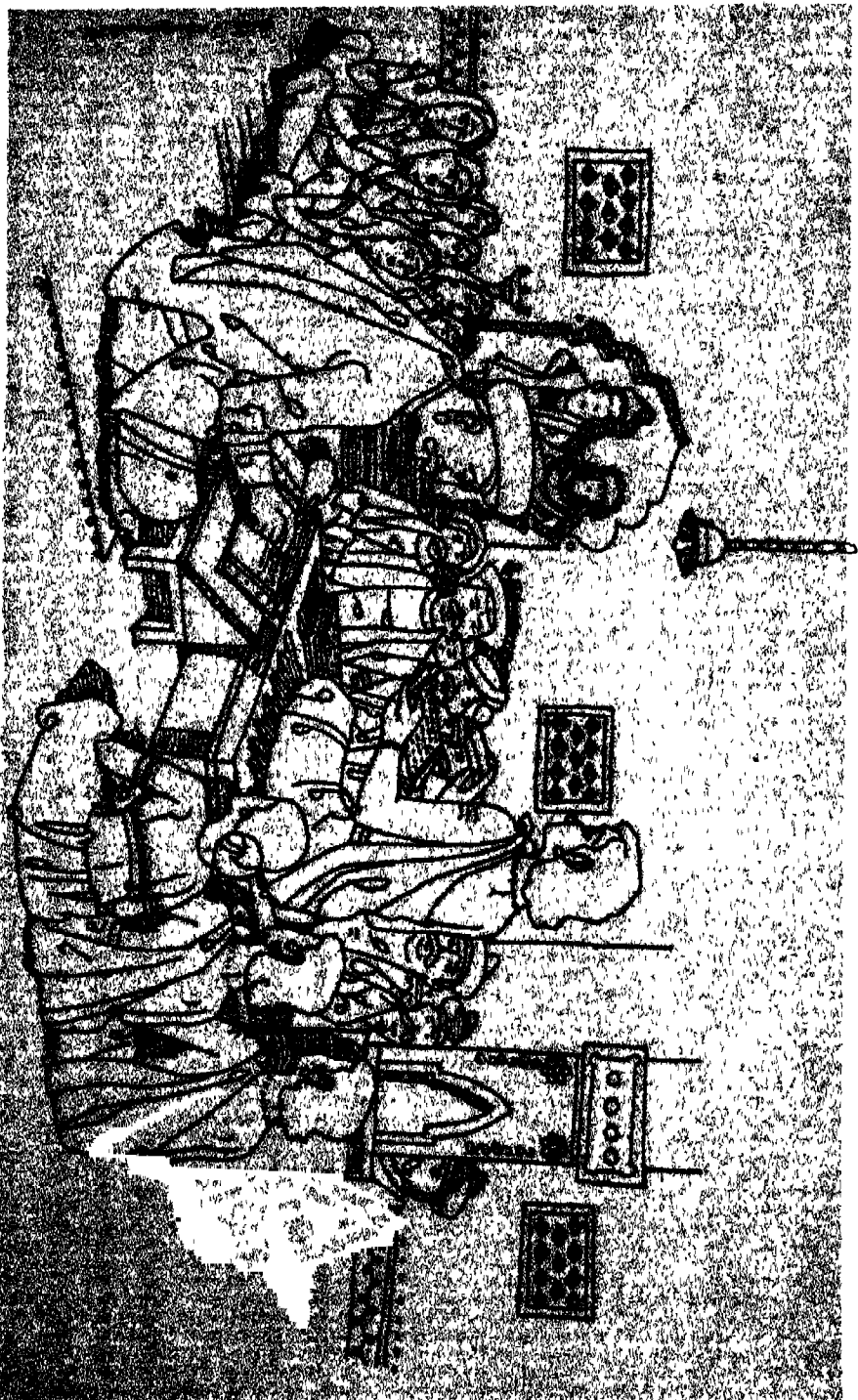
sembled, they found that Nivrittinath, the eldest was missing. Perhaps he must have fallen a prey to the ferocious tiger, they thought.

Nivrittinath, however, came back after 4-5 days. He had lost his way in the storm and taken shelter in a cave, where Gahininath stayed. Nivrittinath became his disciple and learned ' Yogavidya ' from him.

Few more years rolled by. Now the children were grown up, *eligible* for मौंजी बंधन (sacred thread ceremony). Vitthalpant, therefore, implored the Brahmins to perform the ceremony. But they were unrelenting. Vitthalpant told them that he would accept any punishment they would inflict on him for the fault was his and not the children's. So the Brahmins imposed the penalty.

Dnyaneshwar offering ' Amritanubhav ' to his ' Guru ' Nivrittinath

And what was it ? Death for both Vitthalpant and Rukminibai !

Vitthalpant informed his wife about the extreme penalty. Both of them willingly decided to drown themselves in the holy confluence of the Ganga and the Yamuna at Prayag. On the way, they met Gahininath who realised the situation. He told Rukminibai that she need not worry about the children's fate. " Doesn't she know that her Nivrittinath himself was God Shankar, Dnyandeo, an incarnation of Vishnu, Sopandeo of Brahmadeo and Muktabai of Adimaya, who takes care of the world ? " he said.

Vitthalpant and Rukminibai offered their bodies to the holy confluence at Prayag. After the parent's death,

Dnyaneshwar ordered the wall on which he was sitting with his brothers and sister to run for welcoming Changdeo, a 1400-year old Yogi, who had come to meet him

Nivrittinath and Dnyandeo were being oppressed and ridiculed. They were called as "Sanyasi's children ". Nobody offered them food when they went for begging.

Nivrittinath endured everything with a proverbial patience. But one day Dnyandeo lost patience. He returned and Mukta were playing by the riverside. Dnyandeo entered the hut and bolted the door.

When Nivrittinath returned, he asked Dnyandeo to open the door. But he wouldn't pay heed to Nivrittinath's entreaties. " Why the people harass us so much ? " Dnyandeo posed a counter-question.

Meeting of Saint Dnyaneshwar and Sant Namdeo
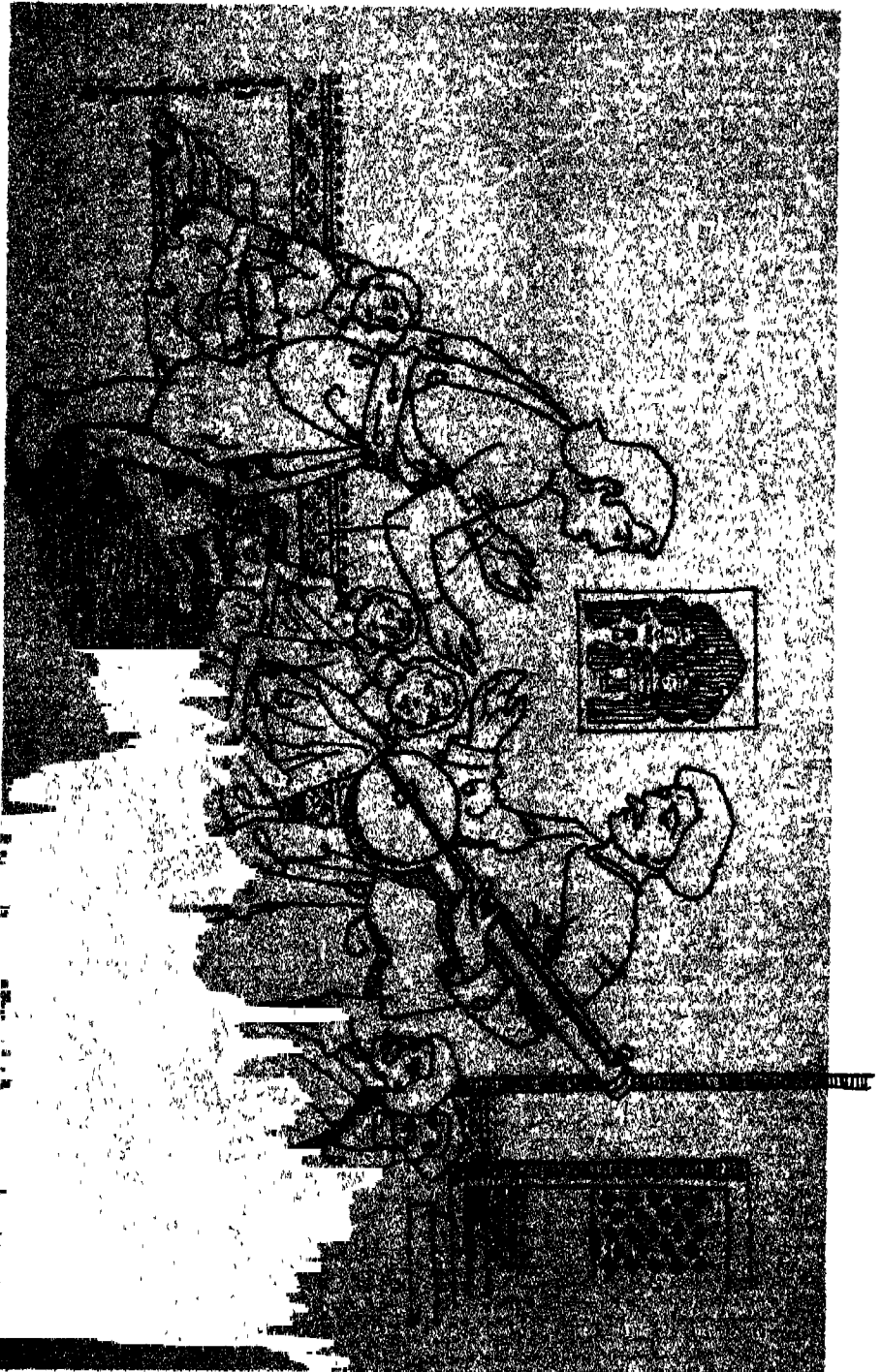
" But we should not lose temper like this, Dnyanoba." Nivrittinath tried to pacify him.

" No, I am fed up now. I will not open the door. Mother has left us, father too has gone. Now it is my turn to go," he threatened.

Meanwhile Sopan and Mukta came there running. All of them now began to implore him to open the door, but in vain. Finally, the youngest Mukta thus addressed Dnyandeo in her tender and melodious voice :

विश्व रागे झाले वन्ही । आपण सुखे व्हावे पाणी ।।
योगी पावन मनाचा । साही अपराध जनांचा ।।
जीभ दातांनी चावली । कोणे बत्तीशी पाडिली ।।
इतुके ऐकुनि शांतीधरा । ताटी उघडा ज्ञानेश्वरा ।।
आपण तरूनी विश्व तारा । ताटी उघडा ज्ञानेश्वरा ।।

Sant Dnyaneshwar on way to Pandharpur with ' warkaris'

(continued on page 76)

The statue of he—buffalo

سنت گیانیشور

حیات اور کارنامے

بدیع الزماں خاور
ڈٹھمکر کوارٹرس، منڈن گڈھ روڈ
داپولی ۴۱۵۷۱۲، ضلع رتناگری

ہمارے ملک میں بھکتی تحریک کی تاریخ جتنی قدیم ہے، اتنی ہی عظیم بھی ہے۔ یہ تحریک دراصل عبادت، پریم اور محبت کی تحریک ہے اور جن صوفیوں اور سنتوں نے اس تحریک کی تبلیغ و اشاعت کا مقدس فرض انجام دیا ان صوفیوں اور سنتوں کی تعلیمات ہی کا یہ اثر ہے کہ ہم ہندوستانی لوگ آج بھی نہ صرف روحانیت میں پختہ یقین رکھتے ہیں بلکہ امن و سکون کی متلاشی دنیا کو بھی ہم سے روشنی مل رہی ہے۔ ہم آج ذات پات، رنگ و نسل اور دولت و غربت جیسے تمام تفرقوں کو مٹانے کی کوشش کرتے ہوئے، مساوات، اخوت، جمہوریت اور انسان دوستی کے جس راستے پر آگے بڑھ رہے ہیں اگر سچ پوچھئے تو وہ راستہ ان بے شمار صوفیوں اور سنتوں ہی کا دکھایا ہوا راستہ ہے، جن کی سمادھیوں کے نور سے ہمارے وشال اور مہان دیش کے گوشے گوشے میں پھیلے ہوئے تیرتھ آباد ہیں۔ اور جن کے نام کے چراغ ہمارے دل کی گہرائیوں میں آج بھی روشن ہیں۔ ہمارے ملک کا کوئی خطہ ایسا نہیں ہے جہاں مختلف زمانوں میں بھولے بھٹکے لوگوں کی رہنمائی کے لئے صوفی اور سنت پیدا نہ ہوئے ہوں اور کوئی صوبہ ایسا نہیں ہے جہاں بھکتی تحریک کے دلفریب نقوش اور روح پرور اثرات دکھائی نہ دیتے ہوں۔

ریاست مہاراشٹر میں اس ہمہ گیر تحریک کے زیر اثر آج سے کوئی سات سو برس پہلے جو سب سے بڑا بھکتی پنتھ وجود میں آیا وہ "وارکری پنتھ" کے نام سے مشہور ہے اور سنت گیانیشور اس پنتھ کے بانی تسلیم کئے جاتے ہیں۔ اس پنتھ کے مبلغوں کی طویل فہرست میں ہمیں اگر ایک طرف نامدیو، ایکناتھ، تکارام اور رام داس جیسے مختلف ہندو سنتوں کے نام نظر آتے ہیں تو دوسری جانب شیخ محمد جیسے ان متعدد مسلمان صوفیوں کے نام بھی دکھائی دیتے ہیں جو نہ صرف رمضان کے روزوں کے ساتھ ساتھ ایکادشی کا اپواس بھی رکھتے تھے بلکہ پنڈھرپور کی زیارت بھی کیا کرتے تھے۔ یہ رواداری آج بھی مہاراشٹر کے باشندوں کی سماجی اور تہذیبی زندگی کی ایک خاص پہچان اور روشن علامت کا درجہ رکھتی ہے۔ اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ سنت گیانیشور نے پریم اور محبت کا جو بیج سات صدی قبل چندر بھاگا کے صحرا میں بویا تھا اس کی کونپلیں آج سینہ در سینہ پھوٹ کر جھک رہی ہیں۔ اور جس طرح دنیا کی تاریخ میں سنت گیانیشور کا نام گیانیشوری کی وجہ سے امر ہے اسی طرح کروڑوں مراٹھی دلوں کی یہ خوشبو بھی غیرفانی ہے۔ سنت

گیانیشور نے مہاراشٹر کے لوگوں کو ...

بنیاد استوار کیا اور مہاراشٹر کے لوگوں کی زبان ہی کو اپنے افکار و خیالات کے اظہار کا ذریعہ بنایا۔ اس اعتبار سے وہ حقیقت میں مراٹھی جن اور مراٹھی من کے سب سے پہلے انقلابی معمار کی حیثیت رکھتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ان کی شاعری کو مراٹھی سنت کاویہ کا پایہ سمجھا جاتا ہے اور مہاراشٹر کے سنتوں میں ان کا نام سب سے زیادہ عقیدت و احترام کے ساتھ لیا جاتا ہے۔

گیانیشور کے آبا و اجداد

پیٹھن سے کوئی آٹھ میل کے فاصلے پر گوداوری کے شمال میں آپے گاؤں نامی ایک چھوٹا سا مگر خوب صورت دیہات ہے۔ سنت گیانیشور کے آبا و اجداد اسی آپے گاؤں کے رہنے والے تھے۔ ان کے گھرانے کے سب سے قدیم بزرگ ہری پنت جو ذات سے برہمن تھے، پانچ ... میں آپے گاؤں کے کلکرنی تھے۔ ہری پنت کے دو بیٹے تھے ... رام چندر پنت ... اور گیشو پنت، اور ایک بیٹی تھی جس کا نام موہنا بائی تھا ... بچپن میں ہی انتقال ہو گیا تھا۔ موہنا بائی دیو گڈھ ... بیاہی گئیں۔ ہری پنت کے بعد رام چندر پنت، ان ... اور گوپال پنت کے بعد ان کے بیٹے ترمبک پنت آپے گاؤں کے ... یہی ترمبک پنت گیانیشور کے پردادا تھے، جن کا ذکر ... میں بھی ملتا ہے۔ ایک پرانی سند کے مطابق انھوں نے پانچ سال تک بیڑ کی صوبیداری کے فرائض بھی انجام دیئے تھے۔ ان کے بڑے بیٹے گووند پنت کلکرنی کا کام کیا کرتے تھے اور چھوٹے بیٹے ہری پنت فوج میں ملازم تھے، جو ایک لڑائی میں مارے گئے۔ ترمبک پنت جواں سال بیٹے کی موت کا یہ صدمہ برداشت نہ کر سکے اور جلد ہی اس دنیا سے چل بسے۔

گیانیشور کے دادا گووند پنت کی پتنی کا نام نیرا بائی تھا۔ ان کے یہاں بڑھاپے میں کافی دعاؤں اور منتوں کے بعد ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام انھوں نے وٹھل پنت رکھا۔ وٹھل پنت بچپن ہی سے بے حد ذہین اور خوش ...

... حاصل کر لیا تھا۔ انھیں تیرتھ یاترا کا بھی بڑا شوق تھا۔ چنانچہ جب وہ گھومتے پھرتے ہوئے آلندی پہنچے تو وہاں کے کلکرنی سدھو پنت ان کی ذہانت، ان کے کردار اور ان کی ایشور بھکتی سے کچھ اتنے متاثر ہوئے کہ انھوں نے اپنی بیٹی رکمنی دیوی کا ان کے ساتھ بیاہ کر دیا۔ رکمنی دیوی کو لے کر وٹھل پنت آپے گاؤں اپنے ماں باپ کے پاس چلے گئے۔ پھر گووند پنت اور نیرا بائی کے انتقال کے بعد سدھو پنت اپنے داماد اور بیٹی کو دوبارہ آلندی لے آئے۔ لیکن وٹھل پنت کچھ ایسی بیراگی فطرت لے کر پیدا ہوئے تھے کہ سنسار میں ان کا جی نہ آپے گاؤں میں لگتا تھا اور نہ آلندی میں۔ وہ سنیاس لینا چاہتے تھے مگر ابھی چونکہ رکمنی دیوی کے یہاں کوئی سنتان پیدا نہیں ہوئی تھی، اس لئے وہ گھر بار کو تیاگ نہیں سکتے تھے۔ اس کے باوجود ایک دن وہ کسی طرح گھر سے نکل کر کاشی پہنچ گئے۔ وہاں انھوں نے یہ بتایا کہ مجھ پر سنسار کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے، اور شری پاد سوامی نام کے ایک سادھو کے ذریعے سنیاس آشرم اختیار کر لیا۔ جب یہ بات رکمنی دیوی کو معلوم ہوئی تو انھیں بے حد ... دل برداشتہ ہو کر اپنا سارا وقت پوجا پاٹھ میں بتانے ...

گیانیشور کا جنم

اتفاق سے شری پاد سوامی کے دل میں رامیشور کی یاترا کرنے کا خیال پیدا ہوا اور وہ اپنے مٹھ کی ساری ذمہ داری وٹھل پنت کو سونپ کر رامیشور کی طرف چل پڑے ——— وہ اپنے اس سفر کے دوران آلندی آئے تو وہاں ان پر یہ حقیقت آشکار ہو گئی کہ وٹھل پنت نے رکمنی دیوی کی اجازت اور مرضی کے بغیر کوئی سنتان ہونے سے پہلے ہی سنیاس لے لیا تھا۔ انھیں رکمنی دیوی کی حالت دیکھ کر بے حد افسوس ہوا۔ وہ فوراً رکمنی دیوی اور ان کے والد کو ساتھ لے کر واپس کاشی چلے گئے، اور معاملے کی پوری چھان بین کر کے بعد انھوں نے وٹھل پنت کو دوبارہ گرہست آشرم میں لوٹ جانے کا حکم دیا۔ جس کے مطابق وٹھل پنت کاشی سے واپس آکر آلندی میں رکمنی دیوی کے ساتھ رہنے لگے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اس واقعے کو نہ صرف تنہا رکمنی دیوی کی

بلکہ پورے مہاراشٹر کی خوش نصیبی تصور کرنا چاہیئے، کیونکہ اگر شری پاد سوامی آلندی میں نہ آتے اور رُکمنی دیوی کو ان کا آشیرواد نہ ملا ہوتا تو مہاراشٹر کا علاقہ نہ جانے کتنی بڑی نعمت سے محروم رہ جاتا۔ مگر اس وقت کا سماج آج کے مراٹھی سماج کے جیسا روشن خیال نہیں تھا۔ اس لئے فطری طور پر ایک سنیاسی کے دوبارہ گرہست آشرم میں آجانے کی وجہ سے لوگوں میں زبردست اشتعال پیدا ہو گیا۔ ان کے نزدیک یہ جو کچھ ہوا تھا وہ شاستروں کے بالکل خلاف تھا اور اس سے ان کا دھرم بھرشٹ ہو گیا تھا۔ انھوں نے نہ صرف وٹھل پنت کو ستانا اور ان کا مذاق اڑانا شروع کیا بلکہ انھیں برادری سے بھی خارج کر دیا جس کی وجہ سے وٹھل پنت کو اپنا سنسار چلانے کے لئے کافی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن وٹھل پنت ان تمام تکلیفوں کو بھگوان کی اچھا سمجھ کر، ہر حال میں ثابت قدم رہے۔ کچھ عرصے کے بعد ان کے یہاں یکے بعد دیگرے تین لڑکے اور آخر میں ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ انھوں نے اپنے ان چاروں بچوں کے نام بالترتیب، نیورتی ناتھ، گیان دیو، سوپان دیو اور مکتا بائی رکھے۔ وٹھل پنت کے انھیں چاروں بچوں میں سے ان کے دوسرے بیٹے گیان دیو جو ۱۲۷۵ء میں آلندی میں پیدا ہوئے تھے، آگے چل کر سنت گیانیشور کے نام سے مشہور ہوئے اور مہاراشٹر کی قسمت کا سب سے تابناک ستارہ بن گئے۔

والدین کی جدائی

سنیاسی وٹھل پنت کے چاروں بچے دنیا جہان کے بچوں سے بالکل نرالے تھے۔ قدرت نے ان چاروں بچوں کو پیدائش سے ہی تمام اخلاقی اور انسانی خوبیوں سے نوازا تھا۔ وٹھل پنت گاؤں سے باہر ایک کٹیا بنا کر اس میں ان چاروں بچوں کے ساتھ بے شمار تکلیفوں اور مصیبتوں کے باوجود سکون و مسرت کی زندگی گذار رہے تھے۔ گیان دیو اور ان کے بہن بھائیوں کے لئے کٹیا سے باہر کی دنیا تاریک ضرور تھی مگر کٹیا کے اندر ان کے اردگرد محبت اور شفقت کا، نیکی اور عبادت کا نور ہی نور بکھرا ہوا تھا اور لمحہ بہ لمحہ یہ نور ان کے سینوں میں اتر رہا تھا جس سے ان کے ننھے ننھے دل روشن سے روشن تر ہوتے جا رہے تھے۔ مگر لوگ ننھے کہ ان معصوم اور بے گناہ بچوں کے فرشتوں جیسے نورانی چہروں کو دیکھنا تک بدشگونی سمجھتے تھے اور یہ بچے اگر کہیں بھیک لیتے ہوئے بھی دکھائی دیتے تو ان کے تھال میں مٹی ڈال دیتے تھے۔ ظلم کی اس انتہا نے وٹھل پنت کو سخت بے چین کر دیا اور وہ آٹھ سال کے نیورتی ناتھ، چھ سال کے گیان دیو، چار سال کے سوپان دیو اور دو سال کی مکتا بائی اور ان بچوں کی نیک اور شفیق ماں رُکمنی دیوی کو ساتھ لے کر تیرتھ یاترا کے لئے نکل گئے۔ راستے میں جو بھی مندر دکھائی دیتا وہاں وہ قیام کرتے، جو کچھ مل جاتا وہ خود کھاتے اور بیوی بچوں کو کھلاتے اور رات ہوتی تو بچوں کو پاس بٹھا کر انھیں گیتا کے اشلوک اور رامائن اور مہا بھارت کے قصے سناتے۔ اس طرح منزل در منزل قیام کرتا ہوا یہ چھوٹا سا قافلہ آخر تریمبکیشور میں پہنچ گیا۔ وہاں انھوں نے چھ مہینے قیام کیا۔ اس قیام کے دوران انھوں نے روزانہ "برہم گیری" کے طواف کو اپنا معمول بنا لیا۔ ایک دن یہ طواف جاری تھا کہ سامنے سے ایک شیر آتا ہوا دکھائی دیا۔ شیر کو دیکھ کر سب ڈر گئے اور ادھر ادھر بھاگنے لگے۔ نیورتی ناتھ کو ایک غار نظر آیا تو وہ پناہ لینے کے لئے دوڑ کر اس میں گھس گئے۔ اس غار کے اندر ایک مہان سادھو جن کا نام گہنی ناتھ بتایا جاتا ہے، تپسیا میں محو تھے۔ انھوں نے ایک ہی نظر میں نیورتی ناتھ کی قابلیت کو پہچان لیا اور فوراً ان کو دکشا دے ڈالی۔ اور یوگ ودیا سکھائی۔ اس طرح گیان دیو، سوپان دیو اور مکتا بائی کو خود اپنے بڑے بھائی کے ہی روپ میں ایک روحانی گرو بھی مل گیا۔

تیرتھ یاترا ختم کرنے کے بعد وٹھل پنت بیوی بچوں کے ساتھ پھر آلندی واپس آگئے۔ انھیں اس بات کا بے حد ملال تھا کہ ان کے سنیاسی ہونے کی سزا ان کے بھولے بھالے بچوں کو مل رہی ہے۔ اس لئے انھوں نے آلندی کے لوگوں کو اکٹھا کیا اور ان کے سامنے ہاتھ جوڑ کر اپنی غلطی کی معافی مانگتے ہوئے، کم از کم اپنے بچوں کو برادری میں شامل کر لینے کی درخواست کی مگر لوگوں نے ان کی درخواست پر ہمدردی سے غور کرنا تو درکنار خود وٹھل پنت کو ہی ان کے گناہ کے کفارہ کے طور پر موت کی سزا کا فیصلہ سنایا۔ وٹھل پنت آلندی کے لوگوں کا یہ فیصلہ سنتے ہی اپنے بچوں کو بھگوان کے حوالے چھوڑ کر، گھر

سے نکل پڑے۔ رکمنی دیوی بھی ان کے پیچھے پیچھے چلی گئیں اور ان دونوں نے کاشی پہنچ کر اپنے پوتر جسم، گنگا میّا کی لہروں کی نذر کر دئے۔ ماں باپ کی یہ جدائی گیان دیو اور ان کے بہن بھائیوں کے لئے بڑی دردناک جدائی تھی۔ پھر بھی انھوں نے حوصلہ نہیں ہارا۔ انھوں نے نہ لوگوں کو برا کہا اور نہ کسی کو بددعا دی۔ وہ نہایت غیر معمولی بچے تھے اور ہر مصیبت کو برداشت کرنے کی قوت لے کر آئے تھے۔ اس لئے وہ اس دردناک سانحے پر بھی صابر و شاکر رہے۔

پیٹھن کا سفر

ماں باپ کے انتقال کے بعد، چھوٹی عمر لیکن بڑی عقل والے یہ چاروں بہن بھائی آپے گاؤں چلے گئے مگر وہاں بھی ان کے رشتہ داروں نے ان کو پہچاننے سے انکار کر دیا۔ اس لئے ان پر مصیبتوں کا پہاڑ سا ٹوٹ پڑا۔ لیکن وہ بھگوان کی دیا سے مایوس نہیں ہوئے اور بھیک مانگ کر اپنا گزارہ کرنے لگے۔ کچھ دنوں کے بعد یہ چاروں بہن بھائی آپے گاؤں سے دوبارہ آلندی آئے اور یہاں ایک بار پھر نیورتی ناتھ نے لوگوں کو جمع کر کے ان سے پوچھا: "ہمارے ماں باپ تو آپ لوگوں کے فیصلے کے مطابق اپنے گناہوں کا کفارہ ادا کر چکے اب ہمارے لئے کیا حکم ہے؟" آلندی کے برہمنوں نے اپنے آپ کو نیورتی ناتھ کے اس کھرے سوال کا جواب دینے سے مجبور پایا تو ان کو یہ مشورہ دیا کہ "تم چاروں بھائی بہن اگر برادری میں شریک ہونا چاہتے ہو تو پیٹھن جا کر وہاں کے برہمنوں سے شدھی پتر لے آؤ"۔ نیورتی ناتھ کو آلندی کے برہمنوں کا یہ مشورہ پسند نہیں آیا، کیوں کہ اب وہ برہمن رہے تھے نہ کھتری اور ویش رہے تھے نہ شودر۔ انھیں اپنے اندر ہی بھگوان کا جلوہ دکھائی دینے لگا تھا۔ اس لئے ان کو شدھی کی کوئی ضرورت ہی نہیں رہی تھی۔ گیان دیو بھی جانتے تھے کہ اصل میں عبادت اور بھکتی ہی سب کچھ ہے۔ اور ذات پات، خاندان یا حسب نسب کوئی چیز نہیں ہے۔ لیکن وہ مہاراشٹر کی سرزمین کو پاون کرنے کے لئے آئے تھے اور ان کو مراٹھی عوام کے لئے ایک جیون مارگ تیار کرنا تھا، اس لئے انھوں نے گمراہ لوگوں کے اطمینان اور

بھٹکے ہوئے سماج کی تسکین کی خاطر شدھی پتر لے آنے کا مشورہ قبول کر لیا۔ اور سنیاسی کے یہ چاروں بچے، آلندی کے برہمنوں کا ایک خط لے کر راستے کی صعوبتیں برداشت کرتے ہوئے پیٹھن کے برہمنوں کے پاس چلے گئے۔ لیکن وہاں کے برہمنوں کو بھی سنیاسی کے ان بچوں کی شدھی کا کوئی راستہ نظر نہیں آیا اور انھوں نے بھی اس سلسلے میں شاستروں کے خلاف کوئی قدم اٹھانے سے صاف انکار کر دیا۔ تب عقلمند گیان دیو نے دریافت کیا کہ "پھر ہمیں کیا کرنا چاہیے؟" اس پر برہمنوں نے جواب دیا کہ "تمہاری شدھی تو کسی طرح ہو ہی نہیں سکتی البتہ تم چاہو تو بھکتی کر سکتے ہو۔ پوجا پاٹھ کر سکتے ہو بھجن اور کیرتن کر سکتے ہو۔ اس کے سوا شاستروں میں تمہارے لئے کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے"۔ پیٹھن کے برہمنوں کے اس نسبتاً بہتر جواب سے گیان دیو اور ان کے بہن بھائی بے حد خوش ہوئے اور انھوں نے عبادت و ریاضت ہی کو اپنا دن رات کا محبوب ترین مشغلہ بنا لیا۔ گیان دیو نے اپنے والد کے ساتھ تیرتھ یاترا کے دوران سماج کے حالات اور لوگوں کے مذہبی عقائد کا نہایت گہرا مشاہدہ کیا تھا۔ اب پیٹھن میں ان کو مختلف مذہبی کتابوں کے مطالعے اور ان پر غور و فکر کا موقع بھی نصیب ہوا۔

گیان دیپ جل اٹھا

گیان دیو ایک عظیم یوگی اور مہان بھکت تھے۔ وہ حقیقت میں گیان ساگر تھے۔ ان کا چہرہ ہر وقت موسم بہار کی اوس میں نہائے ہوئے چاند کے عکس کی طرح دمکتا رہتا تھا۔ پیٹھن کے کچھ بھلے اور نیک لوگوں کو ان کا چہرہ دیکھ کر یقیناً لگا ہوگا کہ یہ چہرہ معمولی انسان کا چہرہ نہیں ہو سکتا۔ مگر اس وقت آلندی کی طرح پیٹھن میں بھی بہت سے دُشٹ لوگ رہا کرتے تھے۔ ان کو جب معلوم ہوا کہ گیان دیو اور ان کے بہن بھائی سنیاسی کے بچے ہیں تو آلندی والوں کی طرح انھوں نے بھی ان بچوں کا مذاق اڑانا شروع کیا۔

ایک دن گیان دیو اور ان کے بھائی بہن راستے سے گذر رہے تھے کہ کچھ دُشٹ لوگوں نے انھیں ستانے کی نیت سے ان کو گھیر لیا ایک شخص نے چاروں کے نام پوچھے اور "نیورتی ناتھ" "گیان دیو" "سوپان دیو" اور "مکتا بائی"

زیب دیتے ہیں: ان کے نام کو دلایا ' ڈھونڈا' وغیرہ کہتے پکارتے ہیں۔ دوسرے شخص نے فوراً ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا - "نہیں تو کیا - آج کل تو جس کے جی میں جو بھی نام آتا ہے رکھ لیتا ہے۔" سامنے سے ایک سقا اپنے بھینسے کی پیٹھ پر پکھال ڈالے چلا آرہا تھا۔ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس دوسرے شخص نے پھر کہا - "یہی دیکھو نا! یہ جو بھینسا آرہا ہے اس کے مالک نے اس کا نام بھی گیان دیو رکھا ہے۔ شاید یہ اسی کا بھائی ہے"۔ یہ سنتے ہی گیان دیو تڑپ کر فوراً بول اٹھے - "ہاں، ہم دونوں کا صرف نام ہی ایک نہیں ہے ہماری آتما بھی ایک ہے۔" اس دُشٹ شخص نے گیان دیو کے اس بیان کی صداقت کو جانچنے کے لئے دوڑ کر اس بھینسے کی پیٹھ پر خوب کوڑے برسائے، اور سچ مچ ہی اس کوڑے کے نشان گیان دیو کی پشت پر ابھر آئے اور ان کے بدن پر نیل پڑ گئے۔ مگر دُشٹ لوگوں نے اسے بھی کوئی جنگلی جادو سمجھا اور گیان دیو سے اس بھینسے کی زبان سے وید سنا کر دکھانے کے لئے کہا۔ گیان دیو بھگوان کا نام لے کر اس بھینسے کے قریب گئے۔ شفقت سے اس کے ماتھے پر ہاتھ پھیرا اور اسے وید سنانے کا حکم دیا۔ گیان دیو کا اشارہ پاتے ہی اس بھینسے نے نہایت صاف آواز اور درست لہجے میں وید منتر پڑھنا شروع کر دیا۔ پیٹھن کے برہمنوں نے چمتکار دیکھا تو اپنے برتاؤ پر بے حد شرمندہ ہوئے۔ سارے شاستری اور پنڈت گیان دیو کے قدموں میں گر پڑے۔ مذاق اڑانے والے سارے دُشٹ لوگ گیان دیو کے چرنوں پر لوٹنے لگے۔ سب نے ان سے اپنی غلطی کی معافی طلب کی اور سب نے ان کو سچا سنت تسلیم کر لیا۔ اس کے بعد جب تک گیان دیو پیٹھن میں رہے لوگ دل و جان سے ان کی خدمت کرتے رہے اور جوق در جوق اکٹھا ہو کر ان کے بھجن ان کے کیرتن، ان کے اپدیش اور ان کے ابھنگ سنتے رہے۔ گیان دیو کی مدھر سنت بانی نے پیٹھن کے لوگوں کو ان کا گرویدہ بنا کے رکھ دیا اور پیٹھن کے لوگ مہاراشٹر کے اس گیان دیپ کی امر جوت کے اطراف پروانوں کی طرح منڈلانے لگے۔

ھوچکے تھے تم کا ساراسم بھرچکا تھا۔ پھر گاؤں کے برہمنوں کی تسلی کی خاطر ایک پتر لکھ کر دے دیا۔ اس پتر میں گیان دیو اور ان کے بہن بھائیوں کے بارے میں کیا لکھا تھا اس کا جواب اگر سنت نام دیو کی زبان میں دیا جائے تو صرف یہی کہ "یہ اتنے عظیم اور مہان ہیں کہ جو بھی جیو ان کی سنگت میں رہے گا وہ سنسار ساگر کو پار کر لے گا۔ ان کے لئے بھلا کیا پرائشچت ہو سکتا ہے؟ اور یہ کون دے سکتا ہے؟" یہ پتر ملنے کے بعد گیان دیو اپنے بہن بھائیوں کے ساتھ آلندی جانے کے لئے پیٹھن سے روانہ ہوئے۔ تو "ہری رنگ" میں ڈوبے ہوئے بے شمار بھگت بھی ان کے پیچھے پیچھے چلنے لگے اور وہ راستے میں گاؤں گاؤں بھگتی کا سیلاب بہاتے اور بستی بستی گیان دیپ کی روشنی پھیلاتے ہوئے نیواسے میں پہنچ گئے۔

گیانیشوری کی تکمیل

یہ گاؤں پروارا ندی کے کنارے آباد ہے۔ یہاں سے قریب ہی پروارا اور گوداوری کا سنگم ہے۔ کہتے ہیں کہ گیانیشور اس گاؤں میں داخل ہوئے تو سب سے پہلے ایک عورت کے رونے پیٹنے کی آواز ان کے کانوں میں پڑی۔ یہ عورت اپنے شوہر کی لاش پر ماتم کر رہی تھی۔ گیانیشور نے اس کے شوہر کا نام دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اس کا نام سچدانند تھا۔ یہ سن کر گیانیشور بے اختیار بول اٹھے کہ سچدانند بھلا کس طرح مر سکتا ہے؟ انھوں نے آگے بڑھ کر لاش پر ہاتھ پھیرا اور سچدانند اس طرح زندہ اٹھ کھڑے ہوئے جیسے خواب سے جاگے ہوں۔ یہی سچدانند آگے چل کر سچدانند بابا کے نام سے مشہور ہوئے۔

نیواسے میں گاؤں سے باہر شنکر کا ایک قدیم مندر تھا۔ گیانیشور اور ان کے بہن بھائیوں نے اس مندر میں قیام کیا اور پیٹھن کی طرح یہاں بھجن اور کیرتن کی محفلیں گرم ہونے لگیں۔ گیانیشور اکثر سوچا کرتے تھے کہ گیتا رامائن اور مہابھارت جیسی تمام مقدس مذہبی کتابیں سنسکرت میں ہیں۔

عام لوگ سنسکرت بھاشا نہیں جانتے اس لئے وہ دھرم کی اصل روح کو سمجھنے سے مجبور ہیں۔ اگر مقدس گیتا کو مراٹھی میں پیش کیا جائے تو مہاراشٹر کے تمام لوگ روحانیت کے گنگا جل سے سیراب ہو سکتے ہیں اور ہر ذات اور ہر فرقے کے لوگوں کو اس سے فیض پہنچ سکتا ہے۔ نیورتی ناتھ بھی جو گیانیشور کے بڑے بھائی ہی نہیں گرو بھی تھے، یہی چاہتے تھے۔ چنانچہ ایک دن انھوں نے گیانیشور کے سامنے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا تو گیانیشور نے نیواسے کے ایک مندر میں گیانیشوری لکھنے کا کام شروع کیا اور وہیں اسے صرف پندرہ سال کی عمر میں پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ گیانیشور مندر کے ستون کے پاس بیٹھ کر گیانیشوری کی اوویاں سناتے اور سچدانند بابا وہ اوویاں نقل کر لیا کرتے تھے۔ مندر میں بیٹھے ہوئے لوگ یہ اوویاں سن کر بے ساختہ جھوم اٹھتے تھے۔ گیانیشوری کی تکمیل، گیانیشور کی زندگی کا سب سے بڑا اور سب سے اہم کارنامہ ہے جسے انھوں نے نیواسے ہی رہ کر انجام دیا۔ نو ہزار اوویوں پر مشتمل اس بے مثال گرنتھ کے نقل نویس کی حیثیت سے سچدانند بابا کا نام بھی مہاراشٹر اور مراٹھی کی تاریخ کا ایک یادگار نام بن گیا ہے اور ایک طرح سے یہ گیانیشور کے ان الفاظ کی سچائی کا ایک زندہ ثبوت ہے جو انھوں نے سچدانند کی لاش کو دیکھ کر کہے تھے۔

گیانیشوری کی تکمیل کے بعد گیانیشور نے مراٹھی زبان میں ایک اور گرنتھ تخلیق کیا، جو "امرت انوبھو" کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے بعد وہ اپنے بہن بھائیوں کے ساتھ آلندی چلے گئے۔ آلندی کی فضاؤں میں ان کی شہرت کی خوشبو ان کے وہاں جانے سے پہلے ہی پھیل چکی تھی اور لوگ ان کی راہوں میں آنکھیں بچھائے بیٹھے تھے۔ جب گیانیشور آلندی پہنچے تو وہاں کے لوگوں نے نہایت عقیدت و احترام کے ساتھ ان کا شاندار استقبال کیا۔ اب نہ صرف آلندی کا ہر گھر گیانیشور کا گھر تھا بلکہ یہ ساری دنیا ہی ان کا گھر بن چکی تھی۔

دیوار چل پڑی

اس زمانے میں دریائے تاپی کے کنارے ایک بہت بڑے یوگی سادھو رہا کرتے تھے جن کا نام چانگ دیو تھا۔ انھوں نے اپنی یوگ سادھنا کے بل بوتے پر طویل عمر پائی تھی جس کی وجہ سے ان کے اندر کچھ غرور سا پیدا ہو گیا تھا۔ انھوں نے جب گیانیشور کے چمتکاروں کے بارے میں سنا تو انھیں یقین نہیں آیا اور انھوں نے گیانیشور کو آزمانے کے لئے ایک بالکل کورا کاغذ خط کے طور پر گیانیشور کو آزمانے کے لئے بھیج دیا۔ یہ کورا کاغذ دیکھ کر مکتا بائی سے رہا نہ گیا اور وہ بے اختیار ہنستی ہوئی بولیں "اتنی عمر اور سادھنا کے باوجود چانگ دیو کورا کاغذ ہی رہ گئے۔" گیان دیو نے ان کو سمجھایا کہ کورا کاغذ ہی سب سے اچھا ہوتا ہے اس پر جو چاہے لکھا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد گیانیشور نے اس کورے خط کے جواب میں پینسٹھ اوویاں لکھ کر چانگ دیو کو بھیج دیں۔ یہ اوویاں، جو ویدانت کا نچوڑ ہیں "چانگ پاسشٹھی" کے نام سے مشہور ہیں اور مراٹھی ادب میں گیانیشور کے ایک اور مستقل گرنتھ کا درجہ رکھتی ہیں۔ چانگ دیو یوگی ضرور تھے مگر آتم بودھ کی کمی کی وجہ سے وہ گیانیشور کی ان اوویوں کا مفہوم ٹھیک طرح نہ سمجھ سکے۔ اس لئے ایک شیر کی پیٹھ پر سوار ہو کر خود ہی آلندی آنے کے لئے نکلے۔ ان کے ہاتھ میں سانپ کا ایک چابک تھا اور ان کے بے شمار شاگرد نقارے اور شہنائیاں بجاتے ہوئے ان کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ ادھر گیانیشور اپنے بہن بھائیوں کے ساتھ ایک دیوار پر بیٹھے ہوئے صبح کی کچی دھوپ کا مزہ لے رہے تھے کہ انھیں چانگ دیو کے زندہ شیر پر سوار ہو کر شان و شوکت کے ساتھ آلندی سے قریب پہنچنے کی اطلاع ملی۔ گیانیشور کے لئے ان کا سواگت کرنا ضروری تھا۔ اس لئے انھوں نے اسی دیوار کو جس پر وہ بیٹھے ہوئے تھے آگے بڑھنے کا اشارہ کیا اور جامد و ساکت دیوار فوراً گیانیشور اور ان کے بہن بھائیوں کو لئے ہوئے اس طرف چل پڑی جدھر سے چانگ دیو کی سواری آ رہی تھی۔ چانگ دیو نے دیوار کو چلتے ہوئے دیکھا تو شیر کی پیٹھ سے بے اختیار کود پڑے اور دوڑ کر گیانیشور کے قدموں سے لپٹ گئے اور اس طرح اپنے وقت کا سب سے مشہور اور مغرور یوگی بھی گیانیشور کے عقیدت مندوں میں شامل ہو گیا۔ چانگ دیو نے بعد میں گیانیشور کا بھکتی مارگ اختیار کر لیا۔

پریم اور بھکتی کا رقص

اب گیانیشور نے سوچا کہ تمام بھکتوں کو ایک مرکز پر جمع کر لینا چاہیئے ورنہ سب بکھرے ہوئے رہ جائیں گے۔ انھوں نے بچپن میں اپنے والد کے ساتھ پنڈھرپور دیکھا تھا اور وٹھوبا کے درشن کیے تھے۔ انھیں یکایک پنڈھرپور یاد آیا۔ پانڈورنگ یاد آیا چندر بھاگا کا وہ صحرا یاد آیا جہاں وٹھو اور شنکر ایک ہو گئے ہیں۔ اور انھوں نے اپنے دل میں فیصلہ کیا کہ "میں سارے سنسار کو سکھی بناؤں گا۔ سارے جگ کو پنڈھری کا راستہ دکھاؤں گا اور ساری دنیا کو مسرت سے بھر دوں گا۔ میں خود پنڈھرپور جاؤں گا اور سب کو پنڈھرپور لے جاؤں گا۔" اور پھر کارتکی ایکادشی آئی اور گیانیشور وٹھوبا کی محبت میں سرشار ہو کر پنڈھرپور کی طرف نکل پڑے۔ ان کے ساتھ نیورتی ناتھ، سوپان دیو، مکتا بائی اور چانگ دیو بھی پنڈھرپور گئے۔

نام دیو پہلے ہی سے پنڈھرپور میں موجود تھے۔ انھوں نے گیانیشور کی شہرت سنی تھی۔ گیانیشور نے نام دیو کا نام سنا تھا۔ پنڈھرپور میں دونوں کی ملاقات ہوئی۔ دونوں جوش محبت میں ایک دوسرے سے بغلگیر ہوئے۔ گیان اور بھکتی کا سنگم ہوا۔ یوگ اور پریم ایک ہو گئے۔ نام دیو نے گیانیشور کے ایما پر سوبا کھیچر کو اپنا گرو بنا لیا اور چندر بھاگا کے صحرا میں محبت کا رقص شروع ہو گیا۔ بھکتی رس کی گنگا جھر جھر بہنے لگی۔ پریم کا سیلاب رواں ہوا اور پنڈھرپور کی فضائیں بھجن اور کیرتن کی مدھر آوازوں سے گونجنے لگیں۔ کبھی گیانیشور کیرتن کرتے اور نامدیو ابھنگ سناتے، تو کبھی نام دیو کیرتن کرتے اور گیانیشور ابھنگ سناتے اور سب یہ بھجن اور کیرتن سن کر جھومنے لگتے۔

گیانیشور نے پنڈھرپور کے سنتوں کو موہ لیا۔ ان کی بانی نے کچھ ایسا جادو کیا کہ جنابائی کو گیانیشور کا روپ، مجسم ماں کا روپ دکھائی دینے لگا۔ اور اس نے بے اختیار اعلان کر دیا کہ "گیانیشور میری ماں ہے۔ میں اس کے بغیر ایک پل بھی چین سے نہیں رہ سکتی۔"

نام دیو، وسوبا کھیچر اور جنابائی کے سوا پنڈھرپور آئے ہوئے سنتوں میں ساوتا مالی تھے۔ نرہری سونار تھے۔ چوکھا میلا تھے۔ گورا کمہار تھے اور نہ جانے کون کون تھے؟ بہرحال جتنے بھی تھے اور جو بھی تھے، ان سب سنتوں کے دل گیانیشور کی محبت سے لبریز ہو گئے اور سب نے وٹھوبا کے آنگن میں گیانیشور کے ساتھ پریم اور بھکتی کا رقص کیا اور مہاراشٹر کے اس عظیم بھکتی پنتھ کی بنیاد استوار ہو گئی جو "وارکری پنتھ" کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔

آلندی میں سمادھی

گیانیشور نے پنڈھرپور میں کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد نام دیو کے ساتھ، ہندوستان کے مختلف متبرک مقامات کی زیارت کی۔ اس یاترا کے دوران نام دیو اور گیانیشور ایک دوسرے سے اتنے قریب ہوئے کہ دو قالب یک جان بن گئے۔ گیانیشور نے اپنے دل کے تمام رموز و اسرار نامدیو پر کھول کے رکھ دیے اور نام دیو کے روپ میں ان کو اپنے قائم کردہ بھکتی پنتھ کا سب سے بڑا مبلغ مل گیا۔ نام دیو گیانیشور کے بعد پچاس برسوں سے بھی کچھ زیادہ عرصے تک زندہ رہے اور حقیقت میں انہوں نے نہ صرف مہاراشٹر میں بلکہ مہاراشٹر سے باہر بھی بھکتی مارگ کی تبلیغ و اشاعت کا حق ادا کر کے رکھ دیا۔

نامدیو کے ساتھ تیرتھ یاترا اور کاشی میں گنگا اشنان کے بعد گیانیشور پنڈھرپور واپس آئے۔ کچھ ہی دنوں بعد انھوں نے محسوس کیا کہ وہ جس مقدس کام کو انجام دینے کی غرض سے دنیا میں آئے تھے وہ پورا ہو چکا ہے تو وہ پنڈھرپور سے آلندی میں آئے اور وہاں انھوں نے ۱۲۹۶ء میں سمادھی لے لی۔ سمادھی کے وقت گیانیشور کے تینوں بہن بھائیوں کے علاوہ نام دیو اور مہاراشٹر کے اس وقت کے دوسرے تمام مشہور سادھو سنت بھی آلندی میں موجود تھے۔ سب کو گیانیشور کے سمادھی لینے کا بے حد دکھ ہوا۔ کہتے ہیں کہ نامدیو تو گیانیشور کی جدائی سے اتنے بے چین ہوئے کہ سمادھی لینے کے بعد بھی گیانیشور کو جیتا جاگتا دکھانا پڑا اور انھوں نے سمادھی کے اندر سے نامدیو کو اپنے درشن دیئے تب کہیں جا کر نامدیو کے دل کو سکون نصیب ہوا۔

(مزید صفحہ ۵۹ پر)

اے کہ تو

اے کہ تاریکیِ جہالت کی مٹانے والے
گیان کی شمعیں ہر اک گام جلانے والے

ہر قدم رحمت و انوار لٹانے والے
اے کہ صحراؤں میں گلزار کھلانے والے

جام اشلوک کے بھر بھر کے پلانے والے
آتما کی ازلی پیاس بجھانے والے

آدمیت کے غم و درد مٹانے والے
لاکھوں بگڑی ہوئی تقدیریں بنانے والے

راہ بھٹکے ہوئے لوگوں کو دکھانے والے
ڈوبتی ناؤ کو ساحل سے لگانے والے

جن پہ صدیوں سے حقارت کے پڑے تھے پردے
اپنے آشرم [illegible] عام بنانے والے

پنڈتوں نے تو بہت دور رکھا تھا ان کو
اے کہ انسان کو بھگون سے ملانے والے

ختم کی تو نے [illegible] کی اجارہ داری
اپنے در پر [illegible] جھکانے والے

اپنی بھاشا میں ہر اک بات سمجھتے ہیں لوگ
پاٹھ گیتا کے مراٹھی میں سنانے والے

نغمگی بھکتی کے جذبات میں تو نے بھر دی
کیرتن کر کے بڑی دھوم مچانے والے

تجھ سے پہلے تو خود آگاہ نہ تھے پیر و جواں
خود کی پہچان ہر انساں کو کرانے والے

معجزے تو نے دکھائے انھیں قائل بھی کیا
ویسے کب ماننے والے تھے زمانے والے

وہ تو اچھا ہوا تو بن کے مسیحا آیا
ورنہ کب ظلم سے باز آتے ستانے والے

دے کے اس دیش کو گیانیشوری کا تحفہ
بے شبہ عظمتِ آلندی بڑھانے والے

شہر در شہر لئے پھرتے ہیں تیرا پیغام
تیری آواز میں آواز ملانے والے

ڈاکٹر سید شاہ صلاح الدین صلاح
● نیتاجی روڈ۔ کرشنگری ● ۲۵۳۰۰۲ ●

گیان دیو کے مذہبی نظریات

از: ڈاکٹر سروجنی شنڈے

ترجمہ: عبدالوحید خان

عظیم ہستیاں اپنے خیال و عمل سے عوام کو متاثر کرتی ہیں۔ ان کی زندگی بلند اخلاقی اقدار کا نمونہ ہوتی ہے۔ وہ دنیاوی زندگی کو صحیح رخ دیتے ہیں اور عام آدمی کو ترغیب دیتے ہیں تاکہ وہ اعلیٰ اخلاقی طرز عمل اختیار کرے اور ادنیٰ وحشیانہ خصلتیں ترک کردے۔ وہ بنی نوع انسان کی راہ نجات ہموار کرتے ہیں۔ یہ پاک ہستیاں ہر ایک منش کے جیون کو سنوارتی ہیں۔

مہاراشٹر کے سنت بھی ان ہی عظیم ذہنی صلاحیتوں اور خوبیوں کے مالک تھے۔ انھوں نے علم کی روشنی پھیلائی اور عالم گیر محبت کا پیغام دیا۔ اس پنتھ کے ہر اول سنت گیان دیو ہیں۔ سنت گیان دیو نے قرون وسطیٰ میں نہ صرف مہاراشٹر بلکہ پورے ہندوستان میں مذہبی اور ثقافتی زندگی میں نئے دور کی بنیاد رکھی۔ ان کی بلند پایہ تخلیقات میں گیانیشوری، "الزبھوامرت"، چانگ دیو پاسشٹھی اور کئی ابھنگ یعنی بھکتی گیت شامل ہیں۔ ان کی یہ تخلیقات اپنی اعلیٰ شاعری اور باطنی تاثر کی وجہ سے سدا امر رہیں گی۔

بھکتی کی نئی ترجمانی

گیان دیو نے بھکتی پنتھ کی نئی ترجمانی کی جس کا اس وقت ہندوستان میں چلن تھا۔ یہ خصوصاً شمالی ہند میں گر چکا تھا۔ تانترک پنتھ میں گمراہی اور بے راہ روی کا دور دورہ تھا۔ بدھ اور جین دھرم زوال پذیر تھے۔ ان حالات میں پرانی ویدک برہمنیت کو زندہ کرنے کی کوشش کی گئی تاکہ سیدھے سادے عام لوگوں پر اونچی جاتیوں کی فوقیت قائم رکھی جا سکے۔ سخت رسم پرستی اور فرقہ بندی نے سماج کے ڈھانچے پر برا اثر ڈالا۔ عام لوگ مختلف مذہبی رسوم پر کاربند تھے تاکہ چامنڈا، کھنڈوبا، بھیرو اور اکوبرا جیسے دیوتا شانت رہیں۔ بہت سے تیرتھ استھان، مندر اور عبادت گاہیں قائم ہوئیں تاکہ مختلف جاتیوں کے لوگ ان کی یاترا کرکے اپنی کامنائیں پوری کر سکیں۔

عام لوگوں کی جہالت کی بناء پر برہمنیت پھل پھول رہی تھی۔ "اکیشورواد" (وحدانیت) کے قدم اکھڑ چکے تھے اور "بہوایشورواد" (اصنام پرستی) مقبول ہو رہی تھی۔ سیاسی میدان میں جاگیردارانہ نظام کی وجہ سے مٹھی بھر امیروں نے پورا اقتدار حاصل کر لیا تھا اور عام آدمی کی کوئی قدر و قیمت نہ رہی تھی۔ اس طرح سماج معاشی، ذہنی اور ثقافتی طور سے کھوکھلا ہو رہا تھا۔ ان حالات میں یہ ضروری تھا کہ سماج کو دھرم کے معاملے میں غلط اور بری رسوم سے نجات دلائی جائے اور اعلیٰ اخلاقی اقدار بحال کی جائیں۔ اولین ضرورت یہ تھی کہ انسان اپنی حقیقت کو جانے اور زندگی کے اعلیٰ نصب العین کو اپنائے۔ مادی ترقی کی خواہش اور علم کی لگن مٹ چکی تھی اور سماج میں جمود پیدا ہو گیا تھا۔ سماج

کے تئیں فرد کا کیا فرض ہے اس کا کوئی احساس باقی نہ رہا تھا۔ غیر سماجی عناصر دھیرے دھیرے حاوی ہوتے جا رہے تھے۔

یہ حالات تھے جب کہ گیان دیو رونما ہوئے۔ وہ بھگت اور صوفی تھے۔ انھوں نے اپنی پوری زندگی بھگوان کے گیان دھیان اور منش کی سیوا میں بتائی۔ ان کی تحریروں سے انتہائی فہم و فراست اور بھگوان سے لگن کا اظہار ہوتا ہے۔ انھوں نے سماج میں فرد کے بھرپور اخلاق اور پاک ترین زندگی پر زور دیا ہے۔ گیانیشوری وغیرہ میں انھوں نے مختلف اقدار کا جو بھرپور تجزیہ کیا ہے وہ دنیا کے ادب میں بے مثال ہے۔

گیان دیو کے آباد اجداد روحانی طور سے ناتھ "کے پیرو تھے۔ صرف ان کے پتا وٹھل پنت نے آنند مسلک کے رامانند سے روحانی درس لیا تھا۔ گیان دیو کے بڑے بھائی نورتی ناتھ نے ناتھ سمپردایہ کے گاہینی ناتھ سے فیض اٹھایا۔ انھوں نے گیان دیو کی روحانی زندگی کی شروعات کی۔ گیان دیو نے جگہ جگہ اپنے گرو نورتی ناتھ کے تئیں دلی عقیدت اور ان کی عظمت کا اظہار کیا ہے۔ انھوں نے ان کو 'مشعل ہدایت' بتایا ہے۔

فلسفیانہ تصورات

گیان دیو کے فلسفیانہ تصورات، بھگوت گیتا، شیو، سوتر، ادویت اور دیگر ویدانت مسلک پر مبنی ہیں۔ ان کے خیال میں خودی کیا ہے اور اصل حقیقت کیا ہے، اس کا بیان انھوں نے اپنی کویتا میں خوب کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں جس طرح ایک ہیرے سے روشنی نکلتی ہے اسی طرح دنیا بھگوان کا پرتو ہے۔ لہٰذا دنیا بھی روشنی کے مانند حقیقی ہے۔" جگ اس کی دستو پربھا (जग उसकी वस्तुप्रभा) یہی ان کے کلام کلام کا خلاصہ ہے۔ یہ 'چد ولاس واد' (चिद्विलासवाद) یا 'سپھورتی واد' (स्फूर्तिवाद) کے نام سے مشہور ہے۔ ریاضت یا بھگتی کی اہمیت جتاتے ہوئے گیان دیو لکھتے ہیں:

"سچا پرستار یا بھگت وہ ہے جو اپنے من کو پہچان لے اور پوری طرح بھگتی سے سرشار ہو۔ وہ بھگوان میں سما جاتا ہے پھر بھی اس کا الگ روپ قائم رہتا ہے۔ بھگت اور بھگوان یا پجاری اور دیوتا یہ اسی کی ذات کے دو روپ ہوتے ہیں۔

گیان دیو نے ان فلسفیانہ تصورات سے عام لوگوں کو روشناس کیا۔ انھوں نے عام لوگوں کو جیون بتانے کی راہ بتائی ہے۔ انھوں نے کبھی بھی دید یا شاستر کو برا نہیں کہا بلکہ اپنے زمانے کے لحاظ سے ان کی نئے طریقے سے ترجمانی کی۔ انھوں نے فرسودہ رسوم و رواج اور عقائد پر نکتہ چینی کی ہے۔ مثلاً

तुम्ही वर्तनियम न करावे । शरीराते न पीडावे ।
दूरी केही न जावें । तीर्थासि जा ॥
योगादिके साधने । साकांक्ष आराधने ।
मंत्र-यंत्र विधाने । झणी करा ॥
देवतांतरा न भजावे । हे सर्वथा काही न करावे ।
तुम्ही स्वधर्मयज्ञी यजावे । अनायासे ॥ ज्ञाने.
3. ...

گیان دیو نے گیانیشوری میں جگہ جگہ "سودھرم یگیہ" (स्वधर्म यज्ञ) پر زور دیا ہے۔ یہ ان کے خیال میں بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ کیونکہ لوگوں نے غلط مذہبی تصورات کی بنا پر فرد اور سماج کے تئیں اپنے بنیادی فرض کو ترک کر دیا ہے۔ سچے دھرم کی تعریف یوں کی ہے:

ध. धारणात् धर्मम् इत्याहु: धर्मो धारयते प्रजा: ।

ایک فرد کو اپنے ان فرائض کو ادا کرتے ہوئے زندگی گذارنا چاہیئے جو سماج میں اس کے خاص مقام کے لحاظ سے اس پر عائد ہوتے ہیں۔ انھوں

نے لوگوں کو جسم اور روح کی ایذا رسانی سے منع کیا ہے، جیسا کہ ہٹ یوگ (हठ योग) میں توقع کی گئی ہے۔ انھوں نے کرم یوگ (कर्म योग) یعنی عمل کے نتیجہ یا انعام کی خواہش کو ترک کر کے عمل وایثار پر زور دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں:

अर्जुना हा फळत्यागु / आवडे कीर आम्हा लागु /
पवि योगामाजी योगु / धुरेचा हा //

گیان دیو نے فرد کے اخلاقی کردار کی جڑ جاگی ہے تاکہ سماجی اخلاق اور ایمان داری فروغ پائے۔ انھوں نے عورتوں نیز شودر جیسے سماج کے پسماندہ طبقات کے ذہنوں میں نفسیاتی اور سماجی انقلاب برپا کیا۔ گیان دیو فکر و عمل کے معاملے میں اندھی تقلید کے قائل نہ تھے۔ انھوں نے ہر چیز پر علم کی اہمیت جتائی ہے۔ وہ کہتے ہیں:

ज्ञानाग्नी चोखि मुखवें / जेणें आपिली कर्मे अशेषें /
तो आपणचि मनुष्यवेषें / ॐ कवच तं // ४ - १०२

علم کی اگنی میں تپ کر ہی پکا برہمن بنتا ہے۔ پارسا وہی شخص ہے جس کا عمل نیک ہو۔ وہ کہتے ہیں:

तीर्थं बाह्यसव ध्याके / कर्म अभ्यंतर उजळे /
एवं तीर्थ [illegible] निमळे / सत्कर्मेचि //

لوگ ہر ممکن طریقے سے عیش و عشرت کے طالب ہوتے ہیں۔ گیان دیو نے اس ذہنیت کی مذمت کی ہے اور اس کی اصلاح کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

म्हणोनि स्वधर्मे जो जो आर्जे / ते स्वधर्मेचि विनियोगिजे /
मग उरे ते भोगिजे / संतोषेंसी // (ज्ञा. 3-92४)

ان کے خیال میں جائز طور پر حاصل کی ہوئی ہر چیز مناسب طریقے سے صرف کی جائے اور قناعت سے کام کیا جائے۔ صحیح راہ پر چلنے اور بھگوان کو پانے کے لئے گھر بار اور عام جیون کو تیاگ دینے کی ضرورت نہیں۔ وہ کہتے ہیں:

अता वाहादिक आघवें / तें कांही नलगे त्यजावें //

کسی لاگ لپیٹ کے بغیر عمل ہی کرم یوگ کی کنجی ہے۔ فی الحقیقت کام ہی عبادت ہے۔"

مادی اور اخلاقی ترقی

گیان دیو لوگوں کی مادی اور اخلاقی ترقی کو ملاتے ہیں۔ اگر لوگ سماج کی بھلائی کی خاطر مخلص، مستعد اور سرگرم عمل ہوں تو انھیں خوشحالی نصیب ہو سکتی ہے۔ خوشحالی سود مند تبھی ہو سکتی ہے جب کہ انصاف کا چلن ہو۔ گیان دیو کا نظریہ یہ تھا کہ لوگ اخلاقی اور روحانی طور سے مالا مال ہوں۔ اس مقصد کو پانے کے لئے انھوں نے لوگوں کو اکثر ان محاسن اور خوبیوں کی یاد دلائی ہے جو سنتوں، صوفیوں، یوگیوں اور بھکتوں میں پائی جاتی ہیں۔ ان تمام اعلیٰ و ارفع ہستیوں کے دل و دماغ خداداد اخلاقی اور روحانی صلاحیتوں اور خوبیوں کے مالک ہوتے ہیں۔ ہر مذہب انہی الہیاتی اور اخلاقی اصولوں کا حامل ہے۔ بے خبر لوگ ان لازمی باتوں کو بھلا کر غیر صحت مند روایات پر چلتے ہیں۔ بعض خود غرض افراد جو سیاسی سربراہ، مذہبی قائدین یا سماجی رہنما ہو سکتے ہیں ان انجان لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں اور ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

سماجی نظام کی برقراری کی خاطر ایسے انسان کے لئے جس نے خودی کو پا لیا ہے یہ ضروری ہے کہ وہ عام ڈھنگ سے زندگی گزارے۔ اس کی زندگی اس کے آس پاس کے لوگوں کے لئے مثالی ہوگی۔ وہ اس کی پیروی کریں گے اور

اس کی رہنمائی کے خواہاں ہوں گے :

जेपुढतपुढती यार्थी / हे सकळ लोकसंस्था /
रक्षणीय सर्वथा / महाकलियां //
मार्गाधारे वर्तावे / विश्व हे मोहरे लावावे /
अलौकिक मोहावे / लोकप्राप्ति // 3-900,909

لہٰذا ذی علم افراد کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ صحیح معنوں میں دنیاوی طریقہ اختیار کریں اور کوئی ایسی بات نہ کریں جو ان کی سمجھ سے باہر ہو۔

مذہبی طور سے زندگی گزارنے کے لئے فرد کو چاہئیے کہ وہ نیکی اختیار کرے اور برائیوں سے بچے۔ گو یہ کٹھن کام ہے۔ لیکن باعزم و باہمت انسان کے لئے کچھ مشکل نہیں ہے۔ بے خوفی، خیر خیرات، ہمدردی، سب کے ساتھ اچھا سلوک اور سچائی ابدی اور واضح نیکیاں ہیں۔ گیان دیو کی نظر میں اہنسا کا مقصد یہی ہے کہ انسان کے جسم، زبان اور دل و دماغ سے دنیا کو راحت پہنچے۔ بھکتی یوگا پر ان کا تبصرہ ان الفاظ پر ختم ہوتا ہے :

जे जे भेटे भूत / ते ते मानिजे भगवंत /
हा भक्तियोग निश्चित / जाण माझा //

ان کے خلاف یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ انھوں نے ذات پات کے نظام کو تسلیم کر لیا۔ اور اس کو ناپسند نہیں کیا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ انھوں نے اس میں کٹھورتا کو دور کرکے اسے لچکدار بنایا اور اس میں رواداری اور ہمدردی کا جذبہ پیدا کیا۔ انھوں نے بار بار اس بات پر زور دیا ہے کہ بھگوان کی نظر میں سب برابر ہیں۔ اس سے پست جاتیوں کے دلوں میں اعتماد پیدا ہوا :

तैसे क्षत्री वैश्य स्त्रिया / का शूद्र अंत्यादि इया /

जाती तंवचि वेगळालिया / जंव न पवती माते //
(९-४६०)

'دورِ آشرم' مذہب سے زیادہ معاشی بنیاد پر قائم تھا۔ انھوں نے 'چت اسپھورتی واد' ('चित्स्फूर्तिवाद') فلسفے کے ساتھ نئے دھرم کی تعلیم دی۔ جس میں دوئی کا کوئی وجود نہیں ہے۔ سمندر اور لہریں ایک ہیں۔ ہوا سے لہریں اٹھتی ہیں۔ اسی طرح خدا اور یہ کائنات لازماً ایک ہیں۔ اس فلسفے سے سیدھے سادھے عوام کے دلوں میں نئی امید اور مساوات کا احساس پیدا ہوا اور انھیں روحانی آزادی نصیب ہوئی۔ اس سے ذہنی غلامی کے بندھن ٹوٹے جو صدہا برس سے موجود تھے۔ نئی آشاؤں اور خود اعتمادی کے ساتھ ہر فرد اپنے اپنے پیشے میں لگا رہا۔ ان کا مطمحِ نظر تھا :

हे संपत्ति जात आघवे / हे स्वमद्रव्य मानावे /
मग स्वधर्मरिहले अर्पावे / आदिपुरुषी // 3-930 //

اپنے بھگوان اور نجات دہندہ پنڈھر پور کے 'وٹھل رکمنی' سے گہری لگن کے ساتھ ان کی بے لطف زندگی میں نئی جان پیدا ہوئی اور وہ ان کے گُن گانے لگے۔ اس طرح گیان دیو نے ایک چمتکار کر دکھایا۔ عام بول چال کی زبان یعنی مراٹھی میں بھگوت گیتا کی تفسیر نے جادو کر دیا۔ ہر جاتی کے لوگ آگے بڑھے اور اپنی اپنی لے میں روحانی نغمے گانے لگے۔ انھیں من کی آزادی اور آنند نصیب ہوا۔ ان کا احساسِ کمتری دور ہوا اور وہ زیادہ ہمت اور سوجھ بوجھ کے ساتھ جیون بتانے لگے۔

روحانی جمہوریت

نامدیو اپنے ہمعصر سنت گیان دیو کی تعلیمات سے بہت متاثر ہوئے

(مزید صفحہ ۵۳ پر)۔

گیتا اور گیانیشوری میں

مارگ درشن

کرم یوگ

گیتا گرنتھ میں کرم کے پردھان ہونے کے کارن گیانیشوری میں بھی کرم کو یوگیہ استھان دیا گیا ہے۔ یہ سچ ہے کہ ہر منش کے جیسے کرم ہوں گے اسی سمان اس کو اوستھا پراپت ہوگی، اور گیانی دو کا اپدیش ہے کہ جو ملنساری آدمی موکش کی اچھا رکھتا ہوا اسے اچھے کرم کرنے چاہئیں اور اسے اوستھا پراپت بھی ہو جائے تب بھی اس کو کرم سے منہ نہیں موڑنا چاہئے بلکہ ایشور کو ارپن کرنے کی تڑپ کے ساتھ کرم کرتے رہنا چاہئے۔

گیان دیو نے کہا ہے اگر ہم لوگ کرم کا آچرن کریں گے تب اگیانی آدمی کو بھی دکھ اور تکلیف کی بنا مارگ درشن مل سکتا ہے اور جو اگیانی برشٹ ہونے والے ہوں گے وہ بھی سدھر کر اچھے ہو سکتے ہیں۔

اس دنیا میں کچھ ایسی چیزیں ہیں جنھیں ہم بدل بھی سکتے ہیں اور بھنگ بھی کر سکتے ہیں۔ (۲) کچھ چیزیں ایسی ہیں جو بدل نہیں سکتے مگر بھنگ کر سکتے ہیں۔ (۳) کچھ چیزیں بدلی تو جا سکتی ہیں مگر بھنگ نہیں کی جا سکتیں۔ (۴) کچھ چیزیں دونوں ہی جا سکتی ہیں نہ بھنگ کی جا سکتی ہیں۔ پہلے پرکرن کے ادھارن کے لئے ہم اپنے بنائے ہوئے قانون کو لے سکتے ہیں۔ جنھیں ہم بدل بھی سکتے ہیں اور بھنگ بھی کر سکتے ہیں۔ دوسرے پرکرن کی مثال بتی کے قانون سے لی جا سکتی ہے۔ سچ بولنا بھی کا نیم ہے جسے ہم بدل نہیں سکتے مگر بھنگ کر سکتے ہیں۔ تیسرے پرکرن کا ادھارن گرمی اور سردی وغیرہ کے بارے میں دنیا کے بھوتک شاستر کے دکھائے ہوئے نیم۔ ان میں تبدیلی تو ہو سکتی ہے مگر انھیں بھنگ نہیں کر سکتے۔ چوتھے پرکرن کے ادھارن کے لئے نسرگ کا نیم LAW OF NATURE کو لیجئے۔ ہم انھیں نہ بدل سکتے ہیں نہ بھنگ کر سکتے ہیں۔ آدمی کے شریر سے کرم کا ہوتے رہنا بھی نسرگ کا نیم ہے۔ گیانی بھی اسے بھنگ نہیں کر سکتے!

گیانیشور نے کہا ہے کہ یہ وشو جس کے کارن پیدا ہوا ہے وہ کرم ہے۔ اس لئے کسی کو بھی کرم تیاگ کی بھاشا نہیں بولنی چاہئے، آدمی

پرتبھا کر کرے، کمرہ ۵، انگرے واڑی نمبر ۷ – وی پی روڈ، بمبئی، ۴۰۰۰۰۴

کو چاہیئے کہ ایسے کرم کرتا رہے جس میں اس کا اپنا اور پورے سماج کا کلیان ہو۔

لیکن کرم کرنے والا منش کہیں اس اہنکار کا شکار ہو جائے کہ میں کرم کرتا ہوں اور مجھے اس کا پھل ملنا چاہیئے تو یہ کوئی اچھی بات نہیں ہوگی۔ اس لئے گیتا کا اپدیش یہ ہے کہ کرتویہ اور پھل کی آشا چھوڑ کر منش کو کرم کرتے رہنا چاہیئے، اور منش کی بڑائی اسی میں ہے کہ وہ کرم کرتا رہے اور پھل کی آشا بھی نہ کرے۔ کسی کرم کا پھل پانا منش کے بس میں نہیں ہے بلکہ یہ ایشور کے ہاتھ میں ہے کہ جس کو چاہے اس کا بدلہ دے، اس لئے ایشور کو ارپن کرنے کے خیال سے منش کو کرم کرنا چاہیئے اور کرم کا یہ مارگ جہاں اس لوک میں اُنتی، انم گتی کا کارن بنتا ہے، اسی طرح انت میں بھی بھلائی اسی سے ہوگی۔

ایشور کو ارپن کرنے کی بدھی سے کرم کیا جائے تو یہی بھگوان کی سچی سیوا ہے اور بھگوان اس سے سنتشٹ ہو کر "ویراگ سدھی روپی" کا پرساد دیتا ہے۔ ایشور کی یہ کرپا ہو جائے تو آپ کا سارا کھشٹ ایشور کے پاس لگتا ہے اور سنسار کا موہ چھوٹ جاتا ہے، آپ کی واسنا سرد پڑ جاتی ہے اور ہر سادھک پرم گتی اور نشکرم سدھی کے پاس پہنچ جاتا ہے!

بھکتی یوگ

بھکتی مارگ کے جتنے سمپردائی مہاراشٹرا میں ہیں ان سب کے لئے گیانیشوری پوجنیہ ہے۔ اس کے مہتوا کا کارن یہ ہے کہ گیانیشوری میں بھکتی کا مدھر رس بھرا ہوا ہے اور اس گرنتھ میں بھکتی کی چرچا کی گئی ہے۔ بھکتی دراصل جیون رس ہے اور سرواتمک ایشور کو پرسنّ کرنے کا سب سے اچھا سادھن ہے۔

گیانیشور کے یہاں بھکتی، گیان اور کرم کا اکھنڈ ملاپ ملتا ہے۔ گیان دیو نے کہا ہے کہ "کرم آچرن سے پوتر ہے اور اندر سے نرمل گیان ہے۔"

نارد مُنی نے بھکتی کی شان میں یہ بات کہی ہے کہ بھکتی اصل میں پرماتما سے اٹوٹ پریم کا بندھن ہے۔ بھکتی میں پریم مکھیہ ہے۔ ایشور بھی منش کے من کے پریم اور بھاؤ دیکھتا ہے اور جو منش اس سے پریم کرتے ہیں وہ ان کے بیچ بھید بھاؤ نہیں کرتا۔ ایشور یہ نہیں سوچتا کہ اس سے پریم کرنے والا برہمن ہے یا ہریجن، استری ہے یا پرش، وہ سب کو ایک نظر سے دیکھتا ہے۔

گیان دیو کو یہ بات پسند نہیں تھی کہ بھگوان کے پرتی الگ الگ بھاؤ من میں پیدا کر کے لوگ الگ الگ طرح اس کی اپاسنا کریں۔ اس کو وہ "دبھچاری بھکتی" کہتے تھے۔

گیان دیو کو کیرتن بھکتی بہت اچھی لگتی تھی، وہ کہا کرتے تھے کہ کیرتن بھکتی تو سارے سنسار کے دوش نشٹ کر کے اسے سکھ پہنچاتی ہے۔

بھکتی کا آرمبھ یدھپی پرماتما پوجن سے ہوتا ہے، پھر بھی اس کا انت گیان بھکتی میں ہوتا ہے۔ جو اپنا الگ روپ چھوڑ کر ایشور میں ایک روپ ہو جاوے، سچا بھکت ہے۔ لیکن یہ سمجھ کر کہ سارے وشو کے روپ میں بھگوان ہی سمایا ہوا ہے اور اسی طرح ایشور کے لئے اپنے آپ کا آدھار لے لینا و بھچاری بھکتی ہے۔ ہر جگہ پرماتما ہے یہ سمجھ کر سچے دل سے پرمان کرنا گورو بھکتی ہے۔

گیان یوگ

گیتا کے انوسار، کرم تو ہر پرکار کے سمادھک کو موکھش میں اپنے ساتھ لے جاتا ہے۔ لیکن گیان یوگ تو منش کی بدھی اور وچاروں کو دیکھ کر ہی اپنے ساتھ لے جاتا ہے۔ دھرم کے سارے اپایوں میں گیان سریشٹ

ہے گیان دیو کی رائے یہ ہے کہ گیان سے موکش ملتا ہے۔ اور اسی گیان کے کھتن کے لئے گیان گرنتھ ہے۔

گیتا کے سادھن میں کرم یوگ پہلی سیڑھی ہے تو گیان یوگ انتم سیڑھی ہے، اور گیان دیو کی رائے میں یہ دونوں ایک ہی سادھن کے دو بھاگ ہیں ــــ الگ الگ سوتنتر نشٹائیں ہیں۔

یہاں یوگ کی پہلی سیڑھی سدا ستاتا ہے۔ جس آدمی کا من کرودھ، کام اور آدی دکاروں سے بھرا ہوا ہو وہ اس پر پگ دھر نہیں سکتا۔ لیکن جب منش اپنے من پر قابو پالیتا ہے تو اسے گیان کا پرکاش مل جاتا ہے اور پھر اس وقت گرو کا اپدیش پاکر، تپسیا کرکے، ساکھشات کاری کے لئے پریتنا کرنی چاہیئے، جب تک وہ گرو کے منہ سے یہ واکیہ نہ سن لے کہ "تم برہما ہو!"

گرو سے اس مہان واکیہ کا سننا ہی آتما گیان کا مکھیہ سادھن ہے۔ پھر بھی اس بات کو دھیان میں رکھنا چاہیئے کہ سادھن تیوادھیکاری نہ ہو تو مہان واکیہ سننے کے بعد بھی اس کی وِردّھی نہیں ہوتی۔ اس کے پاس کئی دوش ہوتے ہیں جنھیں نشٹ کرنے کے لئے اسے پریتن کرنا چاہیئے۔ گرو تو سادھک کو صرف راستہ دکھا سکتا ہے اور سادھنا اسے خود کو کرنی ہے۔ اسی لئے سادھک اندریہ شدھی کی چنتا میں اکیلا جنگل میں تپسیا کے لئے نکل پڑتا ہے اور دھیان روپ میں وِردّھی کے دوارہ وِشے کی کلپنا کرتا ہے۔ ویراگیہ کے ساتھ گیان کا ابھیاس کرکے، دکاروں سے بچے ملاکر وہ خود کے لابھ کے یوگیہ ہو جاتا ہے۔ بشتزد کا ناش کرکے اس انو بھو تک پہنچ جاتا ہے۔ جہاں وہ "میں برہما ہوں" کا احساس کرنے لگتا ہے۔ اس کے بعد بھی وہ اسی گیان میں ڈوبا رہتا ہے کیوں کہ گیان ہی اس کا جیون بن جاتا ہے!

گیانوبا ماؤلی (صفحہ ۳۹ سے آگے)

ہر شخص کے سر پر اپنی چھڑی سے آواز پیدا کی اور نامدیو کے سر پر چھڑی کی آواز پر کہہ دیا کہ نامدیو کا دماغ پختہ نہیں ہے۔ اس پر نامدیو شدید کرب میں مبتلا ہوئے اور وٹھوبا سے اس کا سبب دریافت کیا چاہا۔ بھگوان وٹھوبا نے کہا کہ مکتا ' اس کے بھائی اور گورے کمہار وہ لوگ ہیں جو مجھے ' جو کہ سچائی ہے، جانتے ہیں۔ نامدیو تم مجھے دیکھتے ہو، اور مجھ سے بات کرتے ہو، مگر پھر بھی تم مجھے نہیں جانتے۔ میں جو ایک حقیقت ہوں! تم جو یہ سمجھتے ہو کہ میں صرف اس مندر کی چار دیواری ہی میں ہوں تو یہ غلط ہے۔ میں سچائی ہوں حقیقت ہوں اور ہر جگہ ہوں۔"

سنت گیانیشور نے ۱۸ سال کی عمر میں گیانیشوری کو مراٹھی میں نظم کرنا شروع کیا تھا۔ اس زمانے میں کیوں کہ موجودہ زمانے کی طرح طباعت کا انتظام نہ تھا اس وجہ سے یہ کام سچدانند بابا کیا کرتے تھے اور اسی طرح ۲ سال کی مدت میں گیانیشور نے اپنا عظیم شاہکار مکمل کر لیا۔ گیانیشور نے جب یہ سمجھ لیا کہ ان کا کام اس دنیا میں ختم ہو گیا ہے اور جو کچھ وہ ایک عام انسان کے لئے کرنا چاہتے تھے کر چکے ہیں تو انھیں اس دنیا میں مزید رہنا مناسب نہ معلوم ہوا۔ اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سمادھی لینے کا فیصلہ کر لیا۔ سمادھی لینے کی رسم میں ہندوستان کے کونے کونے سے عالم، فاضل، پنڈت، یوگی اور عام لوگ جمع ہوئے اور ان سب کے سامنے سنت گیانیشور نے آلندی میں سمادھی لے لی۔ آج بھی آلندی علم و گیان کا ایک بڑا مرکز مانا جاتا ہے اور سینکڑوں ہزاروں لوگ دن رات گیانیشور کی سمادھی کے درشن کے لئے ہندوستان کے کونے کونے سے چلے آتے ہیں۔ ہندوستان کا وہ عظیم سپوت جس نے اپنے فرائض چھوٹی سی عمر میں ادا کر لئے آج بھی اسی طرح عقیدت کی نظروں سے دیکھا جاتا ہے جیسا کہ آج سے سات سو سال پہلے، اور یہی اس کی سچائی کا کرشمہ ہے۔ ●●

روشنی

گیان ہُوا ، گیان ترا جس کو ہوا ہے حاصل
دل سے وہ خدمت انساں پہ ہوا ہے مائل

گیان ہُوا ، ایک سنت ایک محقق انساں
تیرا ہے آج تلک جاری جہاں میں فیضاں

گیان ایشور نے دیا نام بھی تیرا گیانی
معجزے تو نے جو دکھلائے وہ تھے لاثانی

سات سو سال ہوئے پھر بھی ہے اپدیش نیا
مادّی دور میں بھی ہے ترا سندیش نیا

آدمی نسل پرستی سے تھا رسوا و ذلیل
جوہر عقل و خرد بھی نہ تھا عزت کی دلیل

تو نے گیتا کا کیا ترجمہ اے مرد فہیم
[illegible] اور فیض رساں فکرِ عظیم

تیرے افکار سے خود غرض [illegible]
نفس کے اپنے پجاری تھے دلآزار بہت

تجھ کو بھی قوم [illegible]
[illegible] انسانوں کا دنیا میں رفیق

تو نے کی جنگ [illegible]
تو نے پیغام [illegible] کا دیا شفقت سے

تیرے پیغام نے بخشا ہے [illegible] عظیم
[illegible] زمانے میں لگی عقلِ سلیم

روشنی پھیلی [illegible] تیرے پیغاموں کی
ہوں گی آباد نئی بستیاں ارمانوں کی

قاضی تاج الدین تاج اورنگ آبادی ۔ ۲۶۶ ۔ خواجہ منزل ۔ سوامی وویکانند روڈ ۔ باندرہ ، بمبئی ۔ ۵۰ ۔ ۴۰۰۰ ★

دھارمک مہاراشٹر کی تاریخ ساز شخصیت

سنت گیانیشور

مہاراشٹر کی سرزمین سے لاتعداد مہاپرش سنت اور ایشور بھگتوں نے جنم لیا اور اپنی ساری زندگی دھرم کے پرچار اور ایشور بھگتی کے پھیلاؤ میں صرف کی۔ مگر ان تمام سنتوں مہاپرشوں میں سنت گیانیشور مہاراج کو امتیازی مقام حاصل ہے۔ انھوں نے گیانیشوری لکھ کر وہ عظیم کارنامہ انجام دیا ہے جو تاقیامت ان کے نام کو زندہ و پائندہ رکھے گا۔ وہ تیرہویں صدی کے اواخر میں پیدا ہوئے اس زمانے میں سنسکرت کو اجارہ داری حاصل تھا۔ ہندو دھرم کے تمام شاستر اور مذہبی کتابیں سنسکرت میں لکھی گئی ہیں۔ مذہب اور سماج پر برہمن طبقے کی اجارہ داری تھی۔ جس کے باعث مذہب سے متعلق کوئی بھی کام بغیر برہمنوں کی شرکت اور خوشنودی کے پورا نہیں ہو سکتا تھا۔ دھرم پر اپنی گرفت قائم رکھنے کے لئے انھوں نے یہ نظریہ پھیلایا تھا کہ سنسکرت ہی وہ زبان ہے جو اپنے دامن میں الفاظ کا بھاری ذخیرہ رکھتی ہے۔ اس لئے دھارمک وچاروں کے پھیلاؤ کے لئے سنسکرت ہی موزوں ترین زبان ہے۔ سماج میں رائج شدہ اس نظریہ کے باوجود سنت گیانیشور نے اس زمانے کی عام بول چال کی زبان پراکرت مراٹھی کو اپنے خیالات کے اظہار کا ذریعہ بنایا۔ اور لوگوں کے سامنے کیرتن اپدیش اور اشلوک پیش کر کے اجارہ دار برہمنی طبقہ کے خلاف بغاوت کا پرچم بلند کیا۔ انھوں نے اپنے کرم اور کرتی کے ذریعہ ثابت کیا کہ پرماتما کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کسی مخصوص زبان یا طبقہ کی خوشنودی کی ضرورت نہیں۔ بلکہ ان اعمال کی ضرورت ہے جن سے ایشور کی مرضی حاصل ہوتی ہے۔

سنت گیانیشور کا جنم بمقام آلندی ۱۲۷۵ء میں ہوا۔ والد کا نام وٹھل پنت اور ماں کا نام رکھوما بائی تھا۔ اگرچہ آپ برہمن خاندان میں پیدا ہوئے تھے۔ مگر اسی طبقہ کے ہاتھوں اتنی تکالیف اور ذہنی اذیتیں برداشت کرنی پڑیں کہ اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ سماج کی نام نہاد روایتوں کا شکار ہو کر ان کے والد کا سماجی بائیکاٹ کیا گیا۔ مذہب کی تعلیمات کی آڑ لے کر دھرم کے ٹھیکیداروں نے اس خاندان کا استحصال کیا۔ تنگ آ کر وٹھل پنت اور ان کی بیوی اپنے بچوں کو سوتا چھوڑ کر رات کے اندھیرے میں لاپتہ ہو گئے۔

وٹھل پنت کا گھرانا دھارمک وچاروں کا تھا۔ غریبوں، لاچاروں کی خدمت کرنا اپنا فرض سمجھا جاتا تھا۔ وٹھل پنت کے والد گوند پنت اور والدہ نرا بائی کو اولاد نہیں تھی۔ لیکن اواخر عمر میں وٹھل پنت پیدا ہونے سے ان کی

سلمان ماہی ۱۱۔ ماہی ہاؤس ۔ ڈاکٹر انصاری روڈ ۔ دوسری باؤڑی ۔ تھانہ (مہاراشٹر) ★

تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی گئی۔

اس وقت کی رسم کے مطابق وٹھل پنت نے کم عمری ہی میں وید شاستر صرف نحو و دیگر مذہبی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا اور ساتھ ہی ساتھ تیرتھ استھانوں کی زیارت کے لئے ملک کے مختلف علاقوں کی سیاحت کی۔ اس دوران انھوں نے دوارکا، ناسک، بھیما شنکر، پنڈھر پور، الکاپور وغیرہ کی یاترا کی۔ اسی یاترا کے دوران سدھیشور پنت سے ملاقات ہوئی۔ وہ اس نوجوان کے دھارمک وچاروں سے کافی متاثر ہوئے اور درخواست کر کے اپنے گھر لے گئے۔ ایک رات پنڈت سدھیشور کے خواب میں پنڈھری ناتھ آئے اور اکلوتی بیٹی رکھوما بائی کا بیاہ وٹھل پنت سے کرنے کی ہدایت کی۔ دوسری صبح سدھیشور نے رات کے خواب کا ذکر کیا اور اپنی آمادگی بھی ظاہر کی۔ وٹھل پنت نے جواب دیا کہ میں فی الحال یاترا پر ہوں اور رامیشور جا رہا ہوں پھر ماں باپ کی اجازت بھی ضروری ہے۔ اس پر سدھیشور نے مزید دو رات قیام کرنے کی درخواست کی۔ دوسری شب وٹھل پنت کو خواب میں ہدایت ملی کہ وہ رکھوما بائی سے بیاہ رچائے۔

شادی کے بعد وہ پنڈھر پور گئے۔ رامیشوری کی یاترا کے بعد اپنے گھر آلندی آگئے۔ اس شادی سے والدین بھی خوش تھے۔ کچھ عرصے بعد والد کا انتقال ہو گیا تو سنسار کا سارا بار ان کے کاندھوں پر آگرا۔ ایک عرصے تک انھیں اولاد بھی نہیں ہوئی تھی اس لئے بیوی کی اجازت سے سنیاس لینا چاہا۔ مگر رکھوما بائی نے اجازت نہیں دی۔ ایشور بھکتی میں ہمیشہ مگن رہنے کے باعث ان کا دل سنسار سے اچاٹ ہو گیا۔ ایک شب وہ کسی کو بتلائے بغیر کاشی آگئے اور مشہور سنت راما نند سوامی کے قدموں میں گر کر سنیاس لے لیا۔

جب ایک عرصے تک اپنے شوہر کا پتہ نہیں چلا تو ان کی بیوی تلاش کرتے کرتے کاشی پہنچی۔ یہاں بابا راما نند سوامی دھونی رمائے بیٹھے تھے۔ ان کے قدموں میں پہنچی اور آشیرواد کی طلب گار ہوئی۔ سوامی نے آنکھیں موند کر کہا۔ پُترَوتی بھَو (تجھے لڑکا میسر ہو) یہ سن کر وہ کھلکھلا کر ہنسنے لگی۔ سوامی کو حیرت ہوئی۔ پوچھنے پر وہ بولی کہ میرا شوہر کاشی آکر سنیاسی ہو گیا ہے اور آپ یہ دعا دیتے ہیں۔

سوامی کو پشیمانی ہوئی۔ انھوں نے وٹھل پنت کو طلب کیا اور دوبارہ سنسار کرنے کی ہدایت کی۔ وٹھل پنت واپس گھر آگئے انھیں اواخر عمر میں تین لڑکے اور ایک لڑکی ہوئی۔ جن کے نام (۱) نیورتی ناتھ (۲) گیانیشور (۳) سوپان (۴) اور ایک لڑکی مکتا بائی۔

برہمنوں کی مخالفت

گھر بار چھوڑ کر سنیاس لینا پھر سنیاس چھوڑ کر سنسار کرنا اُس زمانے میں ایک پاپ سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ اس گھور پاپ کے باعث وٹھل پنت کو سماج سے خارج کر دیا گیا۔ جب سماج کے ناخداؤں نے ان کے بچوں سے بھی یہی سلوک جاری رکھا تو وہ تلملائے۔ ایک روز تمام برادری کے لوگوں کو جمع کیا اور اپنے ناکردہ گناہوں کی سزا سے معصوم بچوں کو الگ کرنے کی التجا کی۔ مگر ان کی آہ و بکا کو ٹھوکر میں رکھا گیا۔

جب ان فرسودہ ذہنیت کے رادن صفت برہمنوں سے انھیں اچھے سلوک کی امید نہیں رہی تو ایک اندھیری شب اپنے چاروں بچوں کو سوتا چھوڑ کر نا معلوم مقام کی طرف روانہ ہو گئے۔ اس وقت بڑے لڑکے نیورتی کی عمر صرف دس سال کی تھی۔ اور ننھی مکتا صرف ۲ سال کی۔

دوسری صبح ان معصوموں کے حق میں حد درجہ المناک تھی۔ جیسے ہی پتہ چلا کہ ان کے والدین لاپتہ ہو گئے ہیں تو گھر میں ایک کہرام مچا۔ تمام بچے رو رو کر ہلکان ہو گئے۔ ننھی مکتا بائی تڑپنے لگی۔ ماں کی جدائی نے ادھموا کر دیا۔ اس لرزہ خیز واقعہ کے باوجود بھگوان وشنو کے منہ سے جنم لینے والے برہمنوں کو ترس نہیں آیا۔ بلکہ ان بچوں کو دیکھنا بدشگونی سمجھنے لگے۔

ماں باپ کے چلے جانے کے کچھ عرصے بعد دس سالہ نیورتی ناتھ پھر برہمنوں کے پاس پہنچے اور اپنے رویہ پر نظر ثانی کی التجا کی۔ اس مرتبہ چٹان میں بال برابر دراڑ کے آثار نظر آئے۔ دھرم کے ٹھیکیداروں نے کہا۔ "تم پیٹھن

کے دو واوں سے "شدھی پتر" لے آؤ تو اپنی برادری میں لینے کے لئے تیار ہیں"۔
اس ہتک آمیز تجویز کی نیورتی اور سوپان نے مخالفت کی مگر گیانیشور کی مرضی دیکھ کر وہ خاموش ہوگئے۔ اور آلندی کے برہمنوں کا خط لے کر وہ پیٹھن گئے۔ یہاں بھی شنوائی نہیں ہوئی بلکہ انھیں چنڈال قرار دے دیا گیا۔
برہمنوں کے ظالمانہ برتاؤ کے باوجود سنت گیانیشور نے بھکتی کا کام جاری رکھا اور تمام بھائی صدق دلی کے ساتھ گیان دھیان کے کام میں جٹے رہے۔
آخرکار ایک معینہ مدت گذر جانے کے بعد ان کا سماجی بائیکاٹ ختم ہوا۔ بعض تحقیق نگاروں کی رائے کے مطابق یہ بائیکاٹ بیس سال تک جاری رہا۔ مگر گیانیشور نے متعدد معجزات دکھائے جن میں ایک بھینسے کی زبان سے ویدک اشلوک کہلوانا بھی شامل ہے۔ کہتے ہیں جب ان معجزوں کو برہمنوں نے دیکھا تو وہ گیانیشور کی ایشور بھکتی، ان کی بندگی اور روحانی طاقت کے قائل ہوگئے۔

قدیم حالات

سنت گیانیشور کا جنم ۱۳۷۵ء میں ہوا تھا۔ اس زمانہ میں مہاراشٹر پر یادو خاندان کی حکومت تھی۔ جانکیہ کے بعد یادو خاندان کے ہاتھوں میں زمام اقتدار آتے ہی نہ صرف ویدک دھرم کے اثرات ختم ہونے لگے بلکہ ہندو تہذیب و تمدن بھی محدود دائرے میں سمٹنے لگا تھا۔ اس کا خاص سبب برہمن طبقے کی تنگ نظرانہ پالیسی تھی۔ ہندو دھرم کی اکثر کتابیں سنسکرت میں ہونے کی وجہ سے عام لوگ ان کی تعلیمات سے ناواقف تھے۔ دوسری وجہ ورن آشرم کا نظریہ تھا۔ ہندو دھرم میں ذات پات کے نظام کے باعث سماج میں یکسانیت اور لوگوں میں ایک دوسرے کی تئیں ہمدردی کے جذبات نہیں تھے۔ ان اسباب کی بنا پر بدھ مت اور جین مت کے اثرات تیزی کے ساتھ پھیلنے لگے۔ ان مذاہب کی تعلیمات اور عام بول چال کی پراکرت مراٹھی میں لوگوں کے سامنے آنے کی وجہ سے نہ صرف ویدک دھرم کے اثرات کم ہونے لگے۔ بلکہ لوگوں میں بھائی چارہ اور مساوات کے جذبات بھی پروان چڑھنے لگے۔
ان تمام اسباب کا جائزہ لیتے ہوئے سنت گیانیشور کے سامنے حقیقتیں ظاہر ہونے لگیں۔ چنانچہ انھوں نے مروجہ نظریہ کی پرواہ کئے بغیر ہندو دھرم کی تعلیمات کو عام زبان میں لوگوں کے سامنے پیش کرنے کا منصوبہ بنایا اور اسی منصوبے کے تحت اپنے بھائی اور گرو نیورتی ناتھ کی اجازت سے اپدیش دینے کی شروعات کی۔

گیانیشوری کیا ہے؟

گیانیشوری میں کوئی نیا فلسفہ نہیں ہے اور نہ اس کتاب میں ویدک دھرم کے نئے نظریات ملتے ہیں۔ آج سے تقریباً پانچ ہزار سال قبل ویاس جی نے بھگوت گیتا تحریر کی تھی جو سنسکرت میں ہونے کی وجہ سے ہندو سماج کے عام لوگ اس کے فلسفیانہ انداز اور تعلیمات سے ناواقف تھے۔ چنانچہ بدھ مت، جین مت اور لنگایت دھرم کے بڑھتے ہوئے اثرات کے پیش نظر ناگر مراٹھی بھاشا میں گیانیشوری تحریر کی، جس میں کل نو ہزار اشعار ہیں۔ یہ اشعار گیتا کے سات سو اشلوک کی سادہ اور دلپذیر انداز میں تشریح پیش کرتے ہیں۔
سنت گیانیشور۔ گیانیشوری کی ابتدا ان الفاظ میں کرتے ہیں:
"نیک بندو! اب میں گیتا کا مطلب بیان کرتا ہوں۔ اسے بغور سنو۔ صرف گیتا سننے پر ہی تمہیں سکون ملے گا۔ یہ سکون پانے کے لئے تمہیں اپنے من کو مارنا ہوگا نہ جسمانی اعضا کو تکلیف دینی ہوگی۔"

گیانیشوری کی تکمیل

جیسا کہ اس مضمون میں بتلایا گیا پیٹھن کے برہمنوں سے شدھی پتر لے کر یہ چاروں بہن بھائی آلندی کے برہمنوں کے پاس گئے۔ یہ پتر دیکھ کر بعض مذہبی رسوم کی تکمیل کے بعد انھیں برادری میں شامل کیا گیا۔ اس واقعہ کے بعد یہ بھائی نیندی کے ساتھ دھارمک کاموں میں جٹ گئے۔ گیانیشور نے اپدیش دینا شروع کیا۔ ہر روز شام کو لوگوں کے سامنے مراٹھی میں گیتا کی تشریح

بیان کرتے اور سادہ اشعار میں اسکی فلسفیانہ گتھیوں کو سلجھاتے۔ ان کی اشعار نما تقریر کی دھوم اطراف وجوانب کے دیہاتوں اور شہروں تک پھیلی تو ہزاروں کا مجمع جمع ہونے لگا اور پوری توجہ و انہماک کے ساتھ ان کی تقریروں میں دلچسپی لینے لگا۔

آپ نے اپنی تقریروں کو ضبط تحریر میں لانے کا کام نہیں کیا۔ یہ کام آپ کے ایک شاگرد بابا سچی آنند نے کیا۔ آخر کار دو سال کی تقریروں کا مجموعہ گیانیشوری کی صورت میں عوام کے سامنے آیا جس نے نہ صرف عام آدمیوں کو متاثر کیا بلکہ دیگر نامور سنت تکارام نامدیو اور رامداس نے بھی خراج عقیدت پیش کرکے گیانیشور مہاراج کو اپنا گرو تسلیم کیا ہے۔

گیانیشور کے آخری لمحات

گیانیشوری کی تکمیل کے بعد چاروں بھائی بہن مذہبی مقامات کی یاترا پر نکلے۔ اسی دوران کاشی، پریاگ، ہستناپور وغیرہ کے مندروں کی زیارت کی اور آلندی واپس آگئے۔ گھر آتے پر سنت گیانیشور کو سمادھی لینے کا حکم ملا۔ اس وقت ان کی عمر صرف بائیس سال کی تھی۔ سمادھی لینے کی خبر ملتے ہی پورے شہر میں کہرام مچ گیا اور اطراف وجوانب کے لوگ درشن کے لئے ان کے گھر کی طرف آنے لگے۔ وہ روتے ہوئے آتے اور آنسوؤں کو ان کے قدموں میں گرا کر واپس جاتے۔ مگر سنت گیانیشور کے معمولات میں فرق نہیں آیا۔ وہ پر سکون طبیعت کے ساتھ روزمرہ کے کام انجام دیتے رہے۔ انھیں کسی بات کی فکر نہیں تھی۔ ایشور ان سے جو کام لینا چاہتا تھا وہ پورا ہو گیا۔ اب سکون و اطمینان کے ساتھ سمادھی لینے (زندہ دفن ہونے) میں کوئی دشواری نہیں۔

چنانچہ آلندی میں اندرائنی ندی کے قریب ایک مقام منتخب کر کے ۱۲۹۶ء عیسوی میں یعنی عمر کے بائیسویں سال وہ دنیا سے قطع تعلق کر گئے۔ ایک ہفتے تک سمادھی پر میلہ لگا رہا۔ ہزاروں اور لاکھوں افراد نے ان کی سمادھی پر آنسوؤں کا نذرانہ پیش کرکے ایک عظیم سنت اور ایک عظیم انسان کو رہتی دنیا تک امر کر دیا۔

بھائیوں کے آخری ایّام

سنت گیانیشور کی سمادھی لینے کے بعد تینوں بہن بھائیوں پر سے قیامت گذری اگرچہ سب سے بڑے بھائی نیورتی ناتھ کو گیانیشور اپنا گرو تسلیم کرتے تھے۔ مگر وہ بھی گم سُم رہنے لگے۔ اس واقعہ کے ایک ماہ بعد سوپان نے ساسوڑ نامی مقام پر سمادھی لی اور بھائی کی جدائی میں دنیا سے قطع تعلق کر لیا۔

اس سمادھی کے بعد نیورتی ناتھ اپنی بہن مکتابائی کو ساتھ لے کر اپنے چاہنے والوں کے ہمراہ آلندی سے نکلے اور مختلف تیرتھ استھانوں کی یاترا کرتے ہوئے ویلور آ گئے۔ اس دوران مکتابائی نے کھانا پینا چھوڑ دیا تھا۔ اور اپنے بھائیوں کی یاد میں روتے رہتے۔ ایک روز نقاہت کے باعث نیم غنودگی طاری ہوئی تو ہمراہیوں کو تشویش ہو گئی اور وہ کیرتن پڑھنے لگے۔ ابھی کیرتن کی لے اونچی اٹھ رہی تھی کہ آسمان پر دھماکہ ہوا اور اتنے زور سے بجلی چمکی کہ ان کی آنکھیں خیرہ ہو گئیں۔ جب آنکھ کھلی تو مکتابائی کو غائب پایا۔ تمام ہمراہی اور نیورتی ناتھ سمجھ گئے کہ وہ بھگوان کے پاس چلی گئی۔ یہاں سے دکھیوں کا قافلہ ترمبکیشور پہنچا۔ مندر میں پوجا کے بعد تمام ہمراہی باہر آگئے یہاں نیورتی ناتھ نے سمادھی لینے کا اعلان کرکے اپنی خاندانی روایات کو زندہ رکھا۔

اس طرح وٹھل پنت کا پورا خاندان جس نے برہمنوں کی سنگدلانہ روش کے باوجود اپنے کرم اور کیرتن کے ذریعہ ہندو دھرم کی خدمت کی تھی مہاراشٹر کا سرزمین پر بھاگوت دھرم کا پرچم بلند کرکے سدا کے لئے امر ہو گیا۔ ★ ★

گیانیشور نے جنم لیا۔

جب دھرتی پر جہل کا گھنگھور اندھیرا چھایا
امبر اونچائی پر بیٹھا جب خود ہی شرمایا
گیانیشور نے جنم لیا، گیانیشور آیا

جب چاند کی ٹھنڈک دھوپ بنی
جب خوشبو خوشبو کو ترسی
جب سچائی سچ کو تڑپی
جب جہل سے علم کا یدھ ہوا
گیانیشور نے جنم لیا، گیانیشور آیا

گیتا میں اور وید میں کیا ہے؟
رامائن کی کتھا میں کیا ہے؟
جنتا کو معلوم نہ تھا کچھ،
علم تو بس میراث سا تھا کچھ"
جنتر منتر دین دھرم تھا
مانوتا پر عجب ستم تھا
ایسا سمے جب جب بھی آیا
گیانیشور نے جنم لیا، گیانیشور آیا
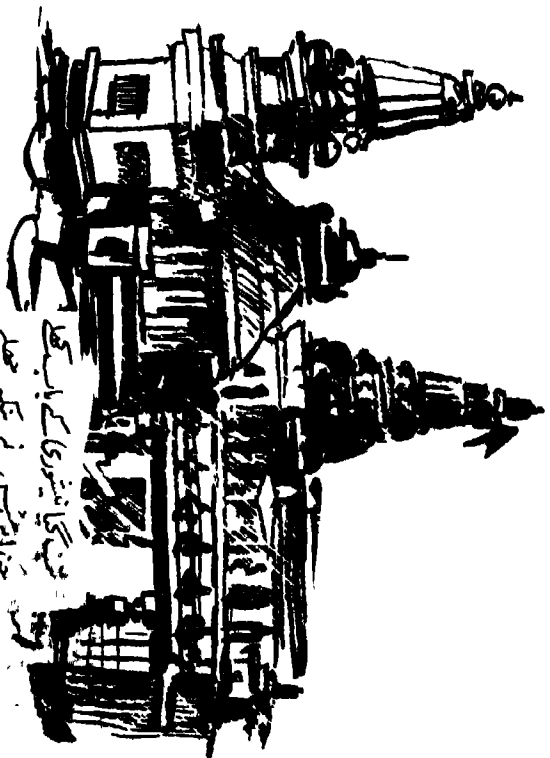
تب گیانیشوری کے باب کھلے
چندا پر ہنس نے پنکھ جھلے
خوشبو نے خوشبو کو پایا
سچائی نے سچ اپنایا
علم کا سورج باہر آیا
اپنی کرنوں کو پھیلایا
گندے ساگر کو نہلایا
پیالا امرت کا بھر لایا
پیاسی مانوتا کو پلایا
مانوتا کا من مسکایا
اس نے گیانیشور کو پایا
گیان سے سارا جگ اجلایا
تب وہ یدھ سماپت ہوا
گیانیشور نے جنم لیا، گیانیشور آیا

قاضی مشیر، ۹۷۔ مورلینڈ روڈ، بمبئی نمبر ۴۰۰۰۰۸ ★

سنت گیانیشور

اور ان کی

ہندی رچنائیں

از:- ہری شنکر
(سمپادک، ہندی شکشک)

صدیوں سے مہاراشٹر سنتوں کی بھومی رہی ہے۔ سارے بھارت میں شہرت رکھنے والے کئی سنت گذرے ہیں۔ ادھنک کال میں بھی سنت گاڈگے مہاراج اور سنت تکڑوجی وغیرہ ہوئے ہیں۔ آج سے سات سو سال پہلے ۱۲۷۵ء (۱۱۹۷ شکے) میں پیٹھن کے قریب آلندی میں سنت گیانیشور کا جنم ہوا تھا۔ اپنی عمر کے ۲۲ ویں ورش میں (۱۲۹۶ء ۱۲۱۸ شکے میں) انھوں نے سمادھی لے لی۔ لیکن اتنی چھوٹی سی عمر میں ہی انھوں نے مہاراشٹر اور پورے بھارت میں جو شہرت حاصل کی ویسی شہرت بہت کم لوگوں کو ملی ہے۔

اتر بھارت میں سنت تلسی داس کی رامائن جس طرح گھر گھر میں لوک پریہ ہے، ویسی ہی لوک پریتا مہاراشٹر میں سنت گیانیشور کی "گیانیشوری" کو پراپت ہے۔ آج سات سو ورشوں سے گیانیشوری کی اوویاں (چھند) مہاراشٹر کے گھر گھر میں گونج رہی ہیں۔

کٹھن جیون

سنت گیانیشور کا جیون بڑا ہی کٹھن رہا۔ بچپن ہی سے سگے سمبندھیوں [illegible] کے لوگوں نے ان کا اور ان کے بھائی بہن کا اپمان کیا اور انھیں ستایا۔ اس کا کارن یہ تھا کہ ان کے پتا "وٹھل پنت" نے سنیاس گرہن کر پھر سے گرہست آشرم میں پرویش کیا تھا۔ اس زمانے کی روایات کے مطابق برہمنوں نے [illegible]ں اپنے سماج میں لینا سویکار نہیں کیا اور پرائشچت سوروپ دیہہ تیاگ کا فیصلہ دیا۔ وٹھل پنت اپنے چھوٹے چھوٹے چار بچوں کو چھوڑ کر پتنی کے ساتھ پریاگ چلے گئے اور وہیں گنگا میں بہہ کر جل سمادھی لے لی۔ ماتا پتا کے اس پرکار اکیلے چھوڑ کر جانے کے بعد چاروں بھائی بہن بے سہارا ہو کر آلندی سے اپنے پوروجوں کے نواس استھان "آپے گاؤں" چلے آئے۔ سنیاسی کی سنتان ہونے کی وجہ سے جنتا کو ان سے کوئی ہمدردی نہ تھی۔

کہا جاتا ہے کہ ان کے پتا ، وٹھل پنت ، کا من گرہستی میں نہیں لگتا تھا ۔ وہ بار بار کاشی جانے کی کوشش کرتے ۔ ایک دن پتنی سے گنگا اشنان کی آگیہ لے کر کاشی چلے گئے ۔ وہیں انھوں نے راما نند سوامی سے سنیاس دیکشا لے لی ۔ کچھ سے بعد راما نند سوامی دکشن (رامیشور) کی یاترا پر نکلے ۔ راستے میں وہ کچھ دنوں کے لئے آلندی میں رکے ۔ وہیں وٹھل پنت کی پتنی رکمنی بائی دوسری استریوں کے ساتھ جب سوامی جی کے درشن کو گئیں تب سوامی جی نے سہج بھاؤ سے اسے ' پتروتی بھو ' کا آشیرواد دیا ۔ (یعنی بھگوان تیری گود بھرے) جسے سن کر وہ ہنس پڑیں ۔ اور اپنے ورکت پتی ' کے بارے میں ساری بات کہہ سنائی ۔ رکمنی کی بات کو سن کر سوامی جی کو دشواس ہو گیا کہ اس کا پتی دہی ہے ، جسے انھوں نے دیکشا دی ہے ۔

کاشی واپس لوٹنے پر سوامی جی نے وٹھل پنت سے پوچھ تاچھ کی اور جھوٹی بات کہنے پر انھیں پھٹکارا ۔ سوامی جی نے وٹھل پنت کو گرہست ہونے کا آدیش دیکر وہاں سے واپس آلندی بھیج دیا ۔ اس کے بعد نورتی ناتھ ، گیان دیو ، سوپان دیو اور مکتا بائی نامی ان کی چار سنتانیں ہوئیں ۔ دوسری سنتان گیان دیو ہی گیانیشور کے نام سے مشہور و معروف سنت ہوئے ۔

پتا کی موت کے بعد چاروں بھائی بہن ناتھ سمپردایہ میں شامل ہو گئے ۔ لیکن آلندی کے برہمنوں نے ان سے پیٹھن کے برہمن سماج سے ' شدھی پتر ' لانے کا اصرار کیا جو گیان دیو کے الوکک چمتکار پردرشن کے کارن پراپت ہو گیا ۔

گیانیشور کی رچنا

برہمنوں نے انھیں شدھی پتر تو دے دیا ۔ لیکن ان چاروں بھائی بہن کا من سنسار میں نہ لگتا تھا ۔

انھوں نے بھکتی مارگ اور دھرم چرن سے اپنی جیون یاترا شروع کی ۔ یہ چاروں بھائی بہن ایک سادھو سنتوں سے ملتے اور تیرتھ استھانوں کی یاترا کرتے ہوئے ایک بار " نیواسے " میں آ کر رہنے لگے ۔ یہیں پر گیان دیو نے گیانیشوری کی رچنا کی ۔

" گیانیشوری " بھگوت گیتا پر مراٹھی میں پہلی ٹیکا (تفسیر) ہے ۔ یہ مول شلوکوں پر ۹ ہزار اوویوں میں بہ لکھی گئی ہے ۔ اس میں گیتا کے بھاؤ کو سوتنتر روپ سے پرتی پادت کیا گیا ہے ۔ اس لئے ٹیکا ہوتے ہوئے بھی مولک رچنا کے روپ میں یہ پرتشٹھت ہے ۔ آج مہاراشٹر میں " گیانیشوری " ویدوں کے سمان پوتر اور پوجنیہ ہی نہیں ، بلکہ مراٹھی ساہتیہ کی امر ندھی ہے ۔ اس میں کاویہ گن ایسی مدھرتا ہے کہ پڑھنے سے آتما گیان سے اور من آنند سے بھر جاتا ہے ۔

ایسا جان پڑتا ہے کہ گیانیشور نے ویدا اپنشد اور مہابھارت وغیرہ گرنتھوں کا گہرا مطالعہ کیا تھا ۔ پھر بھی اس سلسلے میں ان کے گرو کے بارے میں کوئی وشیش جانکاری نہیں ملتی ۔ ممکن ہے اس کاویہ میں انھیں بڑے بھائی نورتی ناتھ سے وشیش سہایتا ملی ہو ، کیونکہ انھوں نے کہیں بھی نورتی ناتھ کے اتر کت کسی دوسرے کی وندنا نہیں کی ہے ۔ جو بھی ہو ، پر گیانیشوری میں ان کی علمیت پوری طرح ظاہر ہوتی ہے ۔

گیانیشوری کی رچنا پُراں ۔ پدھتی کا انوکرن کر کے کی گئی ہے ۔ اس لئے کہیں کہیں وشیانتر سا لگتا ہے ۔ لیکن پُراں پدھتی کا انوکرن ہونے کے کارن ہی گیتا کا تیسرا کتھن میں ایک پرکار کا اتھاؤ آتا ہے ۔ کتھا سوتر کہیں ٹوٹنے نہیں پاتا کرشن ارجن سنواد اتنا سور نجک اور سگم ہوا ہے کہ گہرے سے گہرے دشیوں کا ستک کا سماد ھان سرلتا پور وک ہوتا جاتا ہے ۔ جو سامانیہ پاٹھک کے لئے بہت سہل ہے ۔

وارشنک چنتن

سنت گیانیشور گو ناتھ سمپردایہ کے تھے ۔ پھر بھی ان کا دارشنک چنتن (فلسفیانہ نظریہ) پوری طرح سوتنتر رہا ۔ ان کی رائے میں ونواس ، مدُواء آسن یوگ ، تیرتھاٹن اور پوتھی ۔ گیان سے ہی سچا ویراگیہ اتپن نہیں ہوتا ۔ انھیں ہٹھ یوگ کی کریاؤں میں آستھا نہیں تھی ۔ نہ تو پوری طرح نورتی میں ہی ان کا وشواس تھا ۔ وے سنسار میں کیچڑ کے بیچ کمل کی طرح رہ کر پرورتی کے ساتھ نورتی سادھنے کے پکش میں تھے ۔ ان کا دارشنک پکش " گیانیشوری " میں واضح ہو گیا ہے ۔ انھوں

نے ایشور اور جگت کا سمبندھ اگنی اور اس کی جوالا، کمل اور اس کی پنکھڑی، رتن
اور اس کی چمک، شکر اور اس کی مٹھاس سمدر اور اس کی لہروں کے سمان
آچھن بتایا ہے۔

وے جگت کو متھیا نہیں، ستیہ اور چیتنیہ روپ مانتے ہیں اور اس
میں سب جگہ برھما کا درشن کرتے ہیں۔ ان کی رائے میں سرشٹی اور برھما
میں بھنتا کا کارن مایا ہے۔ سدبھاؤ، سداچرن اور اپرگرہ سے اس سرشٹی
(کائنات میں) برھم کی پراپتی ہو سکتی ہے۔ برھما سرشٹی سے الگ نہیں ہے۔ گیانیشور
کے ناتھ گروؤں نے "شونیہ واد" کو پردھانتا دی تھی۔ لیکن انھوں نے سماج کے
انوکول بھاگوت مت کے "نشکام بھکتی" کو رائج کیا وہ مہاراشٹر میں "وارکری
سمپردایہ" کہلایا۔ وارکری سمپردایہ کے دے آدھار استمبھ مانے جاتے
ہیں۔ مہاراشٹر میں یہ مت بہت ہی لوک پریہ رہا ہے۔ وارکری مت "ادویت وادی"
ہوتے ہوئے بھی بھکتی پردھان ہے۔ یہ بھاگوت دھرم کہلاتا ہے۔ سرشٹی کے
سمت پرانیوں میں پرماتما کا انوبھو کرنا بھاگوت دھرم ہے۔ اسی لیے گیانیشور
نے کہا ہے کہ:

جے جے بھیٹے بھوت، تیں تیں مانی جے بھگونت

ہندی رچنائیں

گیانیشوری کی رچنا کے بعد اپنے بھائی نامدیو اور دوسرے سنتوں
کے ساتھ سنت گیانیشور نے بھارت کے مشہور تیرتھ استھانوں کی یاترا
کی، وے اُتر بھارت کے تیرتھ استھانوں میں بھی گئے۔ سنتوں کی یہ پرمپرا
رہی ہے کہ وے کسی بھی مت کے کیوں نہ ہوں اپنے وچاروں نیز وشواسوں کو جنتا
تک پہنچانے کے لئے بے چین رہتے ہیں۔ اس لئے جہاں بھی وے جاتے ہیں، وہاں
کی بھاشا میں بھلے ہی وہ اشدھ اور ٹوٹی پھوٹی ہو، اپنی بات کہا کرتے۔
اسی پرورتی کے پریتام سوروپ مہاراشٹر اور دکشن کے کئی سنتوں نے ہندی میں
رچنائیں کی ہیں۔

اپنی اتر بھارت کی یاترا کے سمے سنت گیانیشور نے بھی غالباً ہندی
میں کافی رچنائیں کی تھیں۔ لیکن وے سب محفوظ نہ رہ سکیں۔ جو کچھ مل سکی ہیں۔
ان میں سے ایک دو کو یہاں پیش کیا جا رہا ہے:

(۱)

سب گھٹ دیکھو مانک مولا
کیسے کہوں میں کالا دھولا
پنچ رنگ سے نیارا ہوے
لینا ایک اور دینا دو سے
نرگن برھم بھون سے نیارا
پرتھی پتنگ بھئے اپارا
کورا ساگد پڑھ کر جائے
لینا ایک اور دینا دو سے
الکھ پرش میں دیکھا درشٹی
کرکر آون سمار مشٹی
چھاٹا میں کچھو نہ ہوئے
لینا ایک اور دینا دو سے
کھلل دیا نربلیکا!
ترتے ترستے من نہ تھکا،
اس پار نہ بھا دے کوے
لینا ایک نہ دینا دو سے
نرگن داتا کرتا ہرتا
سب جگ میں بن مو آپ بتیا
سدا سر ودا اچل ہوے
لینا ایک نہ دینا دو سے

"بھارودواج" دوارا لکھت "گیان دیو اور گیانیشور" نامی پستک میں
اس کو بتیا کا الیکھ ہے جو نشچیت روپ سے سنت گیانیشور کی رچنا ہے:

(۲)

"سوتی کچا وے نہیں گرو کا بچہ
دنیا تج کر کھاک رمائی، جا کر بیٹھا دن موں
کھیچری مُدرا دجر اسن مال دھیان دھرت ہے من موں
تیرتھ کر کے عمر کھوئی، جاگے جگتی موساری
حکم نورتی کا، گیانیشور کو تنکے اوپر جانا
سدگرو کی (جب) کرپا بھئی تب آپہی آپ پچھانا"

اس پد میں "نورتی ناتھ" اور رچناکار گیانیشور کا سپشٹ الیکھ ہے سنت گیانیشور کی ان ایلبدھ رچناؤں کے سمبندھ میں انومان کیا جا سکتا ہے کہ مہاراشٹر کے مشہور و معروف سنت (گیانیشور) جب اتر بھارت میں پہنچے ہوں گے تب جنتا ان کے درشن اور اپدیشوں کو سننے کے لئے بے چین ہو اکٹھی ہوگی۔ ایسی حالات میں انھوں نے کچھ پد رچنائیں کی ہوں گی۔ ہندی کے لئے یہ کم گورو اور سوبھاگیہ کی بات نہیں ہے کہ مہاراشٹر کے عظیم سنت گیانیشور نے اُس میں پد۔ رچنا کر، آج سے سات سو برس پہلے اس پر "سپرک بھاشا" کی مہر لگا دی تھی۔ اس کے بعد تو مہاراشٹر کے بہت سے کویوں نے ہندی میں رچنائیں کیں۔ ●

گیانے دیو کے مذہبی نظریات (صفحہ ۲۰ سے آگے)

اور انھوں نے اپنے کیرتن کے ذریعہ اس کا پرچار کیا۔ اس مذہبی نظریہ کی خاص خاص باتیں یہ ہیں:

اخلاقی ایمانداری، کل مخلوق خدا ہی کا مظہر ہے۔ کوئی فرد دوسروں کی مایا یا استری کے بارے میں بُری نیت نہ رکھے۔ ہر فرد اپنا اپنا کام بخوبی انجام دے اور یہ سمجھے کہ یہی بھگوان کی خوشنودی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اور فرد کنبہ کے سرپرست کی حیثیت سے اپنی جاتی کی ریت کے مطابق بے غرضی کے ساتھ اپنا فرض انجام دے۔

یہ ضابطہ اخلاق ہر عام آدمی کے لیئے قابل عمل تھا۔ اس اعلیٰ نصب العین سے اس کی زندگی بھی برتر ہوئی۔ یہ تھی روحانی جمہوریت جس کی لہر سارے مہاراشٹر میں دوڑ گئی۔ اس روحانی انقلاب نے ہر جاتی اور فرقے سے مشہور سنتوں مثلاً پریا بھاگوت، نرہری سونار، گورا کمبھار، جنا بائی، رُوہی داس چمار، چوکھا میلا، شیخ محمد اور کان ہوپتر وغیرہ کو جنم دیا۔ ★ ★

بھاگوت دھرم کے فصیح ترین پیمبر (صفحہ ۹ سے آگے)

چنانچہ ۱۲۹۶ء میں جب ان کی عمر ۲۰ سال کی تھی موضع آلندی میں اپنے بڑے بھائی اور گرو نورتی ناتھ کو آخری بار "وندن" کر کے وہ ایک غار میں داخل ہوئے اور نورتی ناتھ نے اس کا منہ پتھر سے ڈھانک دیا۔ یہی گیانیشور مہاراج کی سمادھی ہے۔ اور آساڑھ اور کارتک ایکادشی (گیارہویں دن) کے موقع پر پنڈھرپور کی طرف جانے والی "واریاں" (جتھے) آلندی میں گیانیشور کی پوجا کر کے ہی آگے بڑھتی ہیں۔

مشرقِ علم و عرفان

طلوعِ علم و عرفاں کا وہ مشرق
وہ دیوانۂ حق اور وہ دانشور
وہ گہوارۂ تنویر، وہ سورج
وہ سنت گیانیشور
وہ جس کے ایک اور صرف ایک
نعرۂ حق پر
ہے صدیوں کی تپسیا ہیچ !!!

وہ جس کی "سہن شکتی" نے
امتحانوں کی سختی کو
صبر اور ضبط کی تپش سے موم کر ڈالا
وہ استقلال کا پیکر
دمک اٹھا ۔ کندن بن کر

اور ممتحن کو بھی ڈالا تذبذب میں
عطا کی جس نے حیوانوں کو بھی زبانِ پُراثر
زباں جس کے ایک اک لفظ و حرف و نقطہ پر
عقیدت نے
بکھیرے سجدہ ہائے شوق فضاؤں میں
ذرّہ ذرّہ چمک اٹھا

مہاراشٹر کے "مشرق" سے اُبھرا ضوفشاں سورج
زمانے بھر کی تاریکی، اُجالوں میں نہا اٹھی
کہاں ہو؟ گم رہو، آؤ!
یہاں سے آگہی لے لو
جو جینا ہے حقیقت میں تو یہاں سے زندگی لے لو۔

دور سیفی
۴۸ - نوپاڑہ - باندرہ (ایسٹ)، بمبئی ۴۰۰۰۵۱

گیانیشور اور گیتا گرنتھ

اگرچہ گیتا گرنتھ کو اب پانچ ہزار سال گذرے ہیں پھر بھی گیتا کی تازگی آج بھی قائم ہے۔ بہت سے پھول جس طرح باسی ہو جاتے ہیں اس طرح 'سورن پھول' باسی نہیں ہوتے وہ ہمیشہ تازہ رہتے ہیں۔ اسی طرح اس مکالمے کے گلہائے لفظی کی خوشبو آج پانچ ہزار سال بعد بھی جاننے والوں کے دل و دماغ کو فرحت بخشتی ہے۔ گیتا کی تخلیق کے بعد، شنکر اچاریہ، رامانوجاچاریہ ولبھاچاریہ جیسے عالم بھارت کے مختلف صوبوں میں گزرے ہیں۔ قرونِ وسطیٰ میں سنت گیانیشور مہاراج اور وامن پنڈت وغیرہ نے جنم لیا۔ ماضی قریب میں لوکمانیہ تلک، بابو آروند گھوش، مہاتما گاندھی وغیرہ پیدا ہوئے۔ ان کے عقیدہ یا نظریات سے قطع نظر ان میں ایک معاملے پر ایکا ہے، اتفاق رائے ہے اور وہ ہے گیتا۔

گیتا محض واقعاتی اُپدیش پر مشتمل نہیں ہے یہ ایسا شاستر ہے جس میں انسانی زندگی کے حقائق پر گہری نظر ڈالی گئی ہے۔

شاستر سب کے لئے ہر زمانہ میں جو حق ہے اس کی تلاش کرتا ہے اسی طرح گیتا ایک شاستر ہے۔ جو تمام انسانوں کے لئے ہے گیتا کا بنیادی موضوع عارضی اور غیر اہم نہیں وہ ہر زمانہ کیلئے اہم ہے۔

گیانیشوری لکھنے کا مقصد

"گیتا کے لافانی پیغام کو عام کرنے اور خواص سے عوام تک پہنچانے کے لئے گیان دیو نے اس کی تفسیر و تشریح مراٹھی زبان میں کی اور زندگی کے روزمرہ کی تشبیہات کو سمو کر گیانیشوری کے روپ میں اسے اس قدر پراثر بنا دیا کہ وہ علم جو پہلے صرف خواص کی میراث بن گیا تھا۔ جس پر صرف کٹر برہمنوں کی اجارہ داری تھی اس کا فیض عوام تک پہنچا، اس کی روشنی میں لوگوں نے اپنے آپ کو پرکھا، سنوارا

مہر وڈولوی کاسار وڈولی جی پی روڈ وڈولہ - (ضلع تھانہ)

اور آج بھی گھر گھر گیانیشوری بڑے احترام اور محبت کے جذبات کے ساتھ
پڑھی جاتی ہے ۔ ان کی خواہش تھی کہ گیتا کے عظیم اپدیشوں کو مراٹھی عوام
سمجھیں ۔ اپنے مستقبل کو سنواریں ۔ ان کی یہ خواہش پوری ہوئی ۔

آج سات سو سال ہو چکے ہیں لیکن دن بدن گیانیشوری کی مقبولیت میں
اضافہ ہی ہوتا رہا ہے ۔ اور بقول علامہ اقبال ؒ

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں

گیان دیو نے کمزور، پچھڑے اور مظلوم سماج تک گیتا کا اپدیش پہنچا کر
انھیں علم اور دانش، پیار، محبت و رواداری کی روشنی کے ذریعہ خوش حالی اور ترقی
کی طرف بڑھنے کا راستہ دکھایا تاکہ سماج کے ہر طبقہ کو فیض پہنچے ۔ یہی ان کا
بنیادی مقصد تھا ۔ ایثار اور قربانی کے اس مخلص رہبر نے اپنی پہلی تصنیف "انوبھو
امرت" سے گیانیشوری تک صرف پیغام محبت ہی دیا اور انسانیت کی خدمت کو
اہمیت دی اور کسی کے خلاف ایک لفظ بھی نہیں لکھا ۔ حتیٰ کہ ان کٹر
برہمنوں کے خلاف بھی نہیں جن کی وجہ سے ان کے والدین کو، بہن بھائیوں کو
اور خود ان کو بے شمار مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ۔ اس طرح ان کا صبر مثالی ہے ۔
اور وہ پیغام محبت بھی جو گیانیشوری کے ذریعہ انھوں نے دیا ۔ غرضیکہ گیان دیو نے
سماج کی بہتری کے لئے وہی کچھ کیا جو ایک بزرگ صوفی کا فرض ہونا چاہیئے
تھا ۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے چاہنے والوں میں سماج کے ہر طبقہ کے لوگ تھے
مسلمان بھی ان کا احترام کرتے تھے اور کرتے رہیں گے ۔

(صفحہ ۵۴ سے آگے)

گیانیشور زندہ ہیں

گیانیشور، مہاراشٹر کے سب سے عظیم سنت اور مراٹھی کے سب
سے بڑے سنت شاعر تھے ۔ ان کے ہری پاٹھ کے مشہور ابھنگوں کے علاوہ
جن کی تعداد صرف اٹھائیس ہے تقریباً ایک ہزار اور بھی متفرق ابھنگ ہیں جو
ان سے منسوب ہیں اور مستند سمجھے جاتے ہیں ۔ ان ابھنگوں میں انھوں نے " نام
سمرن " کی اہمیت کے ساتھ ساتھ اپنے روحانی تجربات نہایت ہی دلکش انداز
میں بیان کئے ہیں ۔ ان ابھنگوں میں وٹھل کی مدح کے روپ میں ان کی کرشن
بھکتی کا مختلف پہلوؤں سے نظارہ کیا جا سکتا ہے ۔ انھوں نے "امرتانو بھو" اور
"چانگ دیو پاسشٹھی" میں اپنے روحانی افکار و عقائد اور اپنے نظریۂ حیات کو
جس خوبی کے ساتھ پیش کیا ہے اس کی روشنی میں وہ بلا شبہ ایک عظیم
فلسفی اور مفکر قرار پاتے ہیں ۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ "گیانیشوری" کا جو مقام و
مرتبہ ہے وہ ان کی کسی اور تصنیف کو نہیں دیا جا سکتا ۔ یہ لازوال گرنتھ جو
مقدس گیتا کی تفسیر یا ترجمہ ہونے کے باوجود اپنے اندر ایک تخلیقی شان
بھی رکھتا ہے، گیانیشور کا سب سے بڑا شاہکار ہے ۔ یہ ان کی گیانیشوری
ہی کی خوشبو ہے جو مہاراشٹر کی فضاؤں میں عود و عنبر کی طرح پھیلی ہوئی ہے ۔
یہ خوشبو پریم اور محبت کی خوشبو ہے ۔ یہ سگندھ انسانیت کی سگندھ ہے ۔
گیانیشوری وہ مقدس روحانی چراغ ہے جس کی سنہری روشنی میں مہاراشٹر
کے کروڑوں باشندے آج بھی یہ محسوس کر رہے ہیں کہ " ہماری ذات
چاہے کوئی بھی ہو، ہمارا رنگ چاہے جیسا بھی ہو، ہم سب کی روح ایک ہے ۔
ہم سب کی آتما ایک ہے اور ہم سب انسان ہیں ۔" وٹھوبا کی اس سرزمین کے کروڑوں
لوگ آج بھی ہری رنگ میں ڈوبے ہوئے ہیں اور ان کے ہاتھوں میں آج بھی گیانیشوری
ایک تازہ پھول کی طرح مہک رہی ہے اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں اور دنیا کو بتا سکتے ہیں
کہ گیانیشور نے سات سو برس پہلے سمادھی لی تھی مگر وہ سات سو برس کے بعد
بھی زندہ ہیں اور سات ہزار برس کے بعد بھی زندہ رہیں گے کیوں کہ سات ہزار
برس بعد بھی مہاراشٹر کے لوگوں کے ہاتھ میں " گیانیشوری " کا یہی کنول مہک
رہا ہوگا ۔

पसायदान

आतां विश्वात्मकें देवें । येणें वाग्यज्ञें तोषावें ।
तोषोनि मज द्यावें । पसायदान हें ॥१॥

जे खळांची व्यंकटी सांडो । तयां सत्कर्मीं रती वाढो ।
भूतां परस्परें पडो । मैत्र जीवांचें ॥२॥

दुरिताचें तिमिर जावो । विश्व स्वधर्म सूर्यें पाहो ।
जो जें वांछील तो तें लाहो । प्राणिजात ॥३॥

वर्षत सकळमंगळीं । ईश्वरनिष्ठांची मांदियाळी ।
अनवरत भूमंडळीं । भेटतु भूतां ॥४॥

चलां कल्पतरूंचे अरव । चेतना चिंतामणींचें गांव ।
बोलते जे अर्णव । पीयूषाचे ॥५॥

चंद्रमे जे अलांछन । मार्तंड जे तापहीन ।
ते सर्वांही सदा सज्जन । सोयरे होतु ॥६॥

किंबहुना सर्वसुखीं । पूर्ण होऊनि तिहीं लोकीं ।
भजिजो आदिपुरुषीं । अखंडित ॥७॥

आणि ग्रंथोपजीविये । विशेषीं लोकीं इयें ।
दृष्टादृष्ट विजयें । होआवें जी ॥८॥

तेथ म्हणे श्री विश्वेशरावो । हा होईल दानपसावो ।
येणें वरें ज्ञानदेवो । सुखिया जाला ॥९॥

ॐ शांति : शांति : शांति : ॥

قومی راج
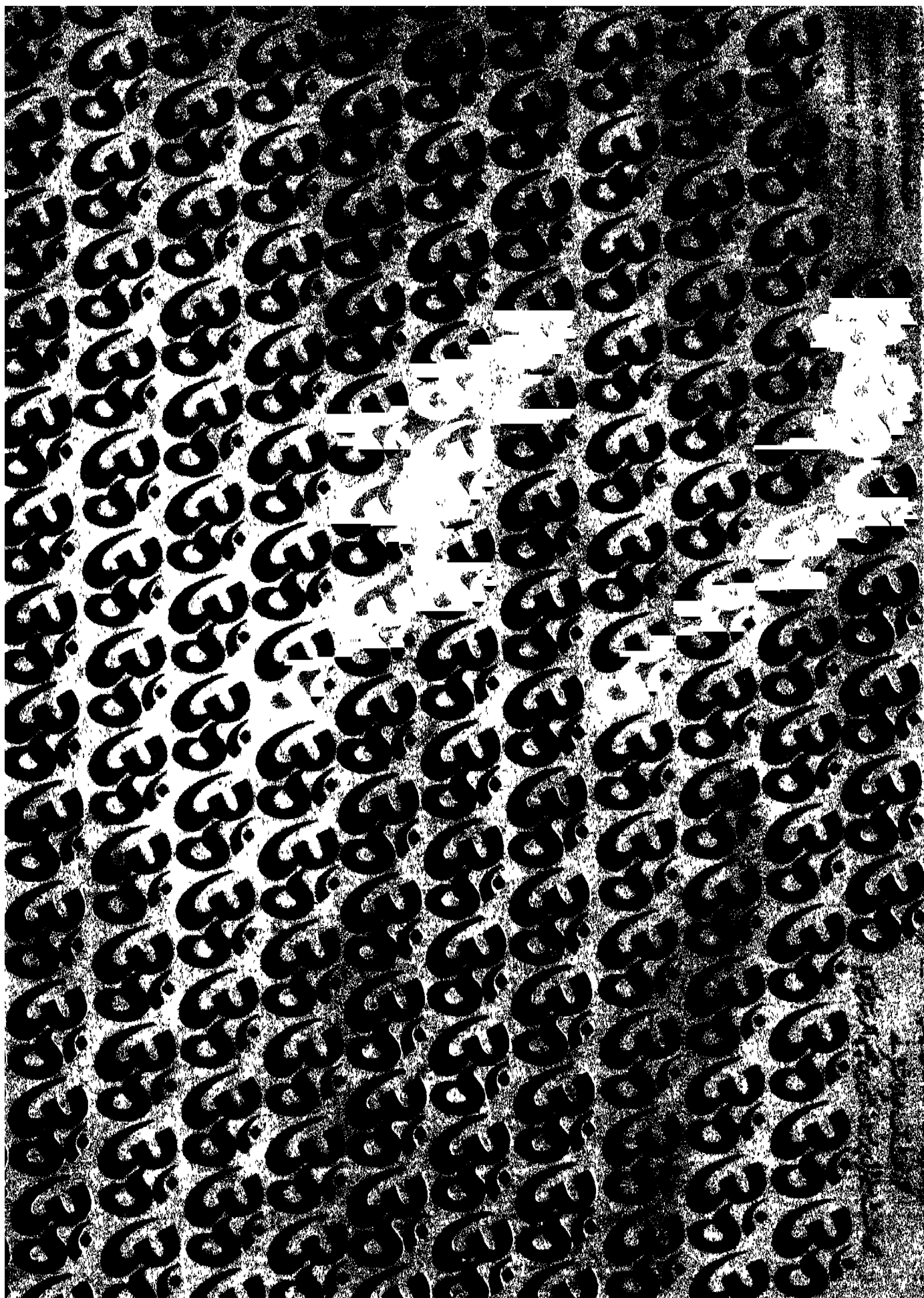
یکم دسمبر ۱۹۷۶ء قیمت ۵۰ پیسے

(جنگلی جانوروں کے تحفظ سے متعلق خصوصی شمارہ)

قومی راج

سخنہائے گفتنی

قدرت نے انسان کو اس زمین پر اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے انسان نے اس اعزاز سے وابستہ ذمہ داری کو محسوس نہیں کیا ہے۔ یہ ذمہ داری ہے دیگر مخلوقات کے ساتھ بقائے باہمی کا رویہ، ابتدائے آفرینش سے انسان نے جنگلی جانوروں کو خواہ وہ چرند ہوں پرند ہوں یا درند ہوں اپنی ملکیت سمجھا، ان کا شکار کیا۔ کبھی ضرورتاً اور کبھی محض تفریحاً۔ اور یہ سوچے سمجھے بغیر کہ وہ قدرت کے اس رنگ برنگے گلستان کو اس کے دلکش پھولوں سے محروم کر رہا ہے، جانداروں کی کتنی ہی نسلوں اور انواع کو ہمیشہ کے لئے صفحۂ ہستی سے نابود کر دیا۔

دورِ حاضر اس لحاظ سے امتیازی حیثیت رکھتا ہے کہ اس نے اس ظلم یا کوتاہی کا احساس کیا۔ اب انسان دیگر جانداروں کے تئیں اپنے فرض کا احساس کر رہا ہے۔ جانداروں کے تحفظ کی جانب توجہ دی جا رہی ہے اور زیادہ سے زیادہ ممالک یہ محسوس کرنے لگے ہیں کہ درند، چرند اور پرند ملکی اور قومی دولت ہیں جنھیں کوئی ملک دنیا کے سامنے فخر کے ساتھ پیش کر سکتا ہے۔

اسی احساس کے ساتھ ہر سال "جنگلی جانوروں کے تحفظ" کا ہفتہ منایا جاتا ہے۔ اس موقع پر "قومی راج" ہر سال کی طرح اپنا ایک خصوصی شمارہ پیش کر رہا ہے جس میں جانوروں کی حفاظت و بقا کی ضرورت و اہمیت اور اس سمت میں کئے جانے والے اقدامات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

آخر میں "گیا نیشور نمبر" کی پسندیدگی پر قارئین کا شکریہ ادا کرنا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں۔

۔ خواجہ عبدالغفور

یکم دسمبر ۱۹۷۹ء
جلد: ۳ - شمارہ: ۲۳
قیمت فی پرچہ: ۵۰ پیسہ - سالانہ: ۱۰ روپے

زیرِ نگرانی خواجہ عبدالغفور آئی اے ایس

ترسیلِ زر اور مراسلت کا پتہ:
چیف ڈائرکٹر آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، حکومت مہاراشٹر
سچیوالیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲

جنگلی جانوروں کا تحفظ مقدس فریضہ

وزیر اعلیٰ کا پیغام

وزیر اعلیٰ، شری شنکر راؤ چوان نے "وَن پرانی ہفتہ ۔ ۱۹۷۶ء" کے موقع پر اپنے پیغام میں ریاست کے ہر شہری سے پرزور اپیل کی کہ وہ قومی بہبودی اور خوش حالی کی خاطر جنگلی جانوروں اور مظاہر قدرت کی سلامتی اور حفاظت کو اپنا مقدس فریضہ اور اسے مشترکہ جدوجہد کا اہم حصہ سمجھے۔

وزیر اعلیٰ کے پیغام کا متن حسبِ ذیل ہے:

"ہمارے دیس میں انواع و اقسام کے جنگلی جانور امتیازی شان رکھتے ہیں۔ ایشیائی شیر، ہندوستانی ہاتھی، چیتا، اَرنا بھینسا، کالا مرگ اور چیتکبرا ہرن نایاب جانور ہیں۔ اسی طرح قسم قسم کے خوش الحان پرندے ہیں۔ یہ بیش قیمت قومی ورثہ ہیں۔ ایسا ورثہ جو ہمیں آئندہ نسلوں کے لئے بحفاظت رکھنا ہے اور انھیں پہنچانا ہے۔ ہماری مقدس کتابوں میں روز ازل سے قدرت کی دین اور جنگلی جانوروں کے تئیں محبت و انسیت کا درس دیا گیا ہے۔ ہماری رزمیہ نظموں میں مٹھوں اور جنگلات کا بیان ہے جو آج ہمارے لئے جدید پارک اور مامن کے سمان ہیں۔

جنگلی جانور وغیرہ دنیا کے قدرتی ذرائع کا اہم حصہ ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ انسانی ہاتھوں ان کے اندھا دھند استعمال سے تباہی ہی آتی ہے۔ لہٰذا ہر شخص کو جسے دنیا کے مستقبل کی فکر ہے اس کا تدارک کرنے میں اہم کردار ادا کرنا ہے، کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ کل کائنات ایک ہی ہے اور بالآخر یہ سبھی کی بقا کا سوال ہے۔

لہٰذا جنگلی جانوروں کی حفاظت اور دیکھ بھال بڑی اہمیت رکھتی ہے اور اس کے لئے قومی پیمانے پر سمجھداری سے منصوبہ بندی اور سائنٹفک تدابیر کی ضرورت ہے۔ تحفظ کے مسئلہ کے دو پہلو ہیں۔ ایک طرف یہ ضروری ہے کہ ناپسندیدہ رجحان اور تخریبی طریقہ ترک کیا جائے۔ دوسری طرف یہ لازمی ہے کہ تحفظ کی خاطر فوری اور طویل المدت مثبت اقدامات کئے جائیں۔ ان دونوں صورتوں میں محض یہ کافی نہیں ہے کہ صرف منتظمین اور ماہرین ہی مسئلہ کو سمجھیں اور اس میں منہمک رہیں۔ اس سلسلے میں یہ اشد ضروری ہے کہ عوامی ضمیر بیدار ہو، روشن خیالی پیدا ہو اور انسان کی فلاح و بہبود میں جنگلات اور جنگلی جانوروں کے کردار کو عام طور سے تسلیم کیا جائے۔

لہٰذا میں ریاست کے ہر شہری سے پرزور اپیل کرتا ہوں کہ قومی بہبودی اور خوش حالی کی خاطر جنگلی جانوروں اور قدرت کی دین کی حفاظت اور نگہداشت اپنا مقدس فریضہ اور اسے ہماری مشترکہ جدوجہد کا اہم حصہ سمجھے۔"

جنگلی جانور بیش قیمت ورثہ

شری آر۔ جے دیوتلے

شری آر۔ جے دیوتلے، وزیر جنگلات نے یکم دسمبر سے ۷ دسمبر تک منائے جانیوالے "وَن پرانی ہفتہ ۱۹۷۶ء" کے موقع پر ہر شخص سے یہ اپیل کی کہ وہ جنگلی جانوروں کے بیش قیمت ورثہ کی حفاظت، اور دیکھ بھال کی بھرپور کوشش کرے۔ جس میں ہمارا ہی فائدہ ہے۔

وزیر موصوف نے اپنے پیغام میں فرمایا کہ "یہ عجیب بات ہے کہ انسان اپنے ماحول کو جوں کا توں نہیں رہنے دیتا بلکہ اس میں تبدیلی کرتا رہتا ہے۔ اب تک انسان اپنی مرضی کے مطابق ماحول میں تبدیلی کرتا رہا ہے، لیکن اب وقت آگیا ہے کہ یہ تبدیلی سوچ سمجھ کر باقاعدہ سائنٹیفک ڈھنگ سے کی جائے تاکہ کائناتی توازن درہم برہم نہ ہو اور نظام قدرت میں انسان کی بے جا دخل اندازی سے خود اُسے ہی نقصان نہ پہنچے۔

علم معیشت حیوانات اور ان کی حفاظت اب محض ذوق حسن ہی نہیں بلکہ بقا اور حیات کا سوال بن گیا ہے۔ ماحول اور ترقی میں تصادم رہا ہے۔ یہ بتانے کی چنداں ضرورت نہیں کہ حسابی شرح سے آبادی، پیداوار، کھپت اور اسراف بند نظام میں غیر معینہ مدت تک برابر نہیں رہ سکتے۔ اب یہ حقیقت تسلیم کی جانے لگی ہے کہ قدرتی ذرائع سے زیادہ سے زیادہ استفادہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ انسان اور اس کے ماحول میں ہم آہنگی ہو۔

بدقسمتی سے جنگلی جانوروں، پرندوں اور پودوں کی تعداد گھٹ رہی ہے۔ یہ جنگلی جانوروں کے اندھادھند شکار، غارتگری اور ان کے مسکن کی بربادی کا نتیجہ ہے۔ غالباً ایسا لگتا ہے کہ انسان نے قدرت سے اپنا ناتہ توڑ لیا ہے۔ اسے یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ اس کی حفاظت ہی سے آج اور آئندہ زندگی برقرار رہ سکتی ہے۔ یہی درحقیقت انسان کی بقا کی ضامن ہے۔

رنگا رنگ پرندے اور جانور جو ہمارے جنگلوں میں آباد ہیں دراصل ہمارا بیش قیمت ورثہ ہیں اور بہتر سلوک کے مستحق ہیں۔ ہم ان کے رکھوالے ہیں، صرف ان کی خاطر ہی نہیں بلکہ اس میں خود ہمارا بھی بھلا ہے۔ وہ ہمیں مذہبی، ثقافتی، جمالیاتی تفریحی اور معاشی طور سے گوناگوں فائدے پہنچاتے ہیں۔

لہٰذا اس موقع پر میں ہر فرد سے یہ گذارش کرتا ہوں کہ وہ ہمارے اس بیش قیمت ورثہ کی حفاظت کے لئے پورے جوش و خروش سے کوشش کرے۔"

جانوروں کے بارے میں

اُردو کی کچھ نظمیں

شیر

★ اسمٰعیل میرٹھی

اے شیر تیرے سر پہ ہے طاقت کا پوستیں
شاہی کے حق میں کوئی بھی ساجھی ترا نہیں

پیدا ہے تیرے رُخ سے تری شوکت اور جلال
ظاہر ہے تیری شکل سے باطن کا تیرے حال

دل تیرا بزدلی و غلامی سے ہے بَری
پھٹکے نہ تیرے پاس کبھی خوف اے جَری!

تیرا حریف کون ہے، جو تو ہٹے، بچے،
جھپکے نہ تیری آنکھ نہ گردن تری لچے

حق نے عطا کیا ہے تجھے زورِ بے خلل
فولاد کی رگیں ہیں تو دل ہے ترا اَٹل

گر سورما سجے کوئی میدان کا دھنی
جوشن کا چار آئینہ یا خودِ آہنی

حملے سے تیرے بچنے کو کافی نہیں، مگر
اللہ رے تیرا حوصلہ بل بے ترا جگر!

غُرّا کے شیر کرتا ہے جب جوش اور خروش
جنگل تمام ہوتا ہے سُنسان اور خموش

پہچانتے ہیں جانور آواز شیر کی
وہ ہولناک ہے کہ دہلتا ہے سب کا جی

جاتی ہے اُن کے پاؤں تلے کی زمیں نکل
ہیں بھاگتے کہ گویا تعاقب میں ہے اجل

اے شیر گرم خطّہ ہے تیرے لیے وطن
بیہڑ ہو، نیستان ہو جھاڑی ہو یا ہو بَن

اے شیر تو ہے شاہ ترا تخت ہے کچھار
ہے کِس کو تیرے ملک میں دعوائے گیر و دار
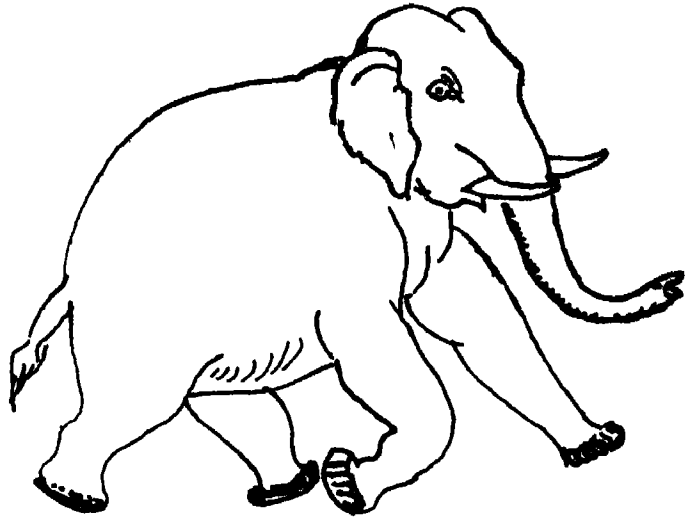
ہاتھی

★ سودا

شان و شکوہ تیرے ہاتھی کا کیا کہوں میں
چرخی بجا ہے اس کی گر چرخ آسماں ہو
ہے سر بلند اتنا، یہ بھی عجب نہیں ہے
آنکس پہ ماہِ نو کے گر دستِ پیلباں ہو
مُشک یہ رنگ اس کی جس طرح جلوہ گر ہے
گو سانجھ لاکھ پھُولے، پر لُطف یہ کہاں ہو
اس قد و قامت اوپر یہ حُسن ہے کہ اس کی
زنجیر پا بجا ہے، گر زلفِ مہوشاں ہو
پائل بجھول سایہ کیا کیا کہوں میں اس کی
اصلا کہیں جو اس میں شوخی کا کچھ نشاں ہو
کجباک تک مہاوت چھیڑے تو یوں چلے ہے
عاشق کے وصل کی شب جس طرح سے رواں ہو
ہاتھی میں یہ چلاوا کب ہے سوائے اس کے
تشبیہ یاب جس سے رفتارِ خوش قداں ہو
جس وقت تھان پر سے کھولے اُسے مہاوت
ہمت سے تیری اس کو خطرہ یہ ہر زماں ہو
دیویں گے بخش تجھ کو ناحق کہیں صلے میں
یارب حضور جاؤں تو واں نہ مدح خواں ہو

گِلہری

★ نظیر اکبر آبادی

سفیدی میں وہ کالی دھاریاں ایسی رہی ہیں بن
کہ جیسے گال پر لڑکوں کے چھوٹے زُلف کی ناگن
کٹاری دار پٹا جس میں گھنگھرو کر رہے چھن چھن
گلے میں ہنسلی پاؤں میں کڑے اور ناک میں نتکن
رہا ہے سر بسر گہنے میں لد بچہ گلہری کا!
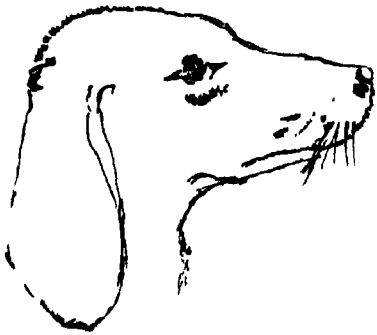
کُتّا

★ اسمٰعیل میرٹھی

مینو ہمارے گھر کا پُرانا رفیق ہے
بڈھا ہے باوفا ہے نہایت شفیق ہے
ہم دونوں بھائی بہنوں سے اُلفت ہے اس قدر
جب دیکھتا ہے دُور سے آتا ہے دوڑ کر
جنگل کو جائیں ڈھور تو جاتا ہے ساتھ ساتھ!
جب گھر کو واپس آئیں تو آتا ہے ساتھ ساتھ
بے چارہ گھر کی چوکسی کرتا ہے رات بھر
اور دن میں کھیلتا ہے مرے ساتھ ادھر اُدھر

مور

★ تلوک چند محروم

کیا مور ہے بنایا، پروردگار تو نے!
بخشے ہیں اس کو کیا کیا نقش و نگار تو نے
گویا کہ بال و پر میں گلزار کھل رہا ہے
جو بیل ہے نرالی، بُوٹا جو ہے نیا ہے
یہ پھُول ہیں شگفتہ تن پر جو داغ سے ہیں
چُن کر یہاں لگائے قدرت نے باغ سے ہیں
یہ تاج اس کے سر پر کیسا ہے یا الٰہی!
بخشی ہے تو نے اس کو گلشن کی بادشاہی
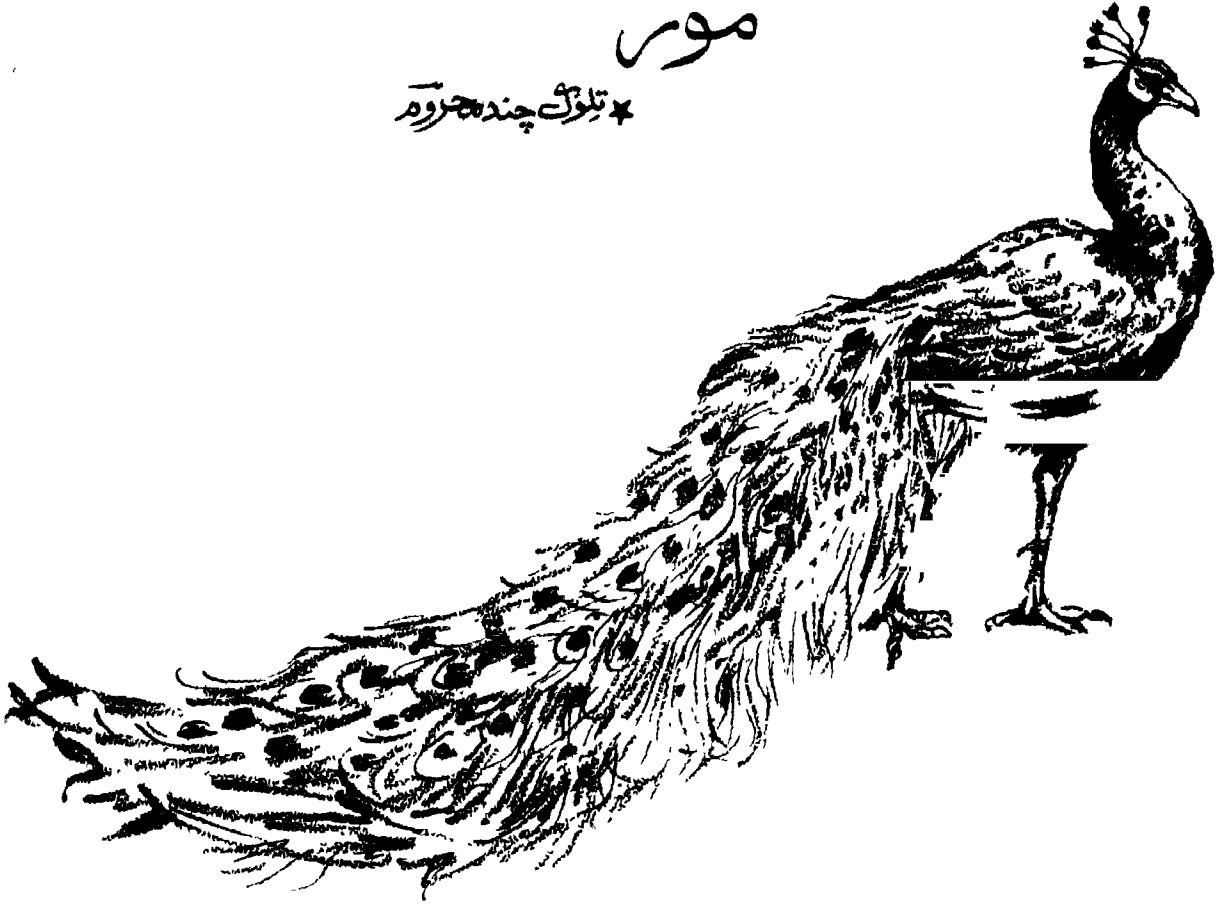
چھم چھم برس چکا ہو، سبزے پہ جبکہ پانی
ہوتی ہے اس کے دل کو اس وقت شادمانی
دل شاد ہو کے بولی تب اپنی بولتا ہے
پَر ناچنے کی خاطر اس وقت کھُولتا ہے
دُم کو جھنور بنا کر ہے ناچتا خوشی سے
ہے اپنے دوستوں کو دیتا صدا خوشی سے
جس وقت باری باری ہیں ناچنے پہ آتے
جنگل میں مل مِلا کر منگل ہیں پھر مناتے

شری آر. جے. دیوتلے، وزیر برائے جنگلات

مہاراشٹر

رنگارنگ جنگلی جانوروں اور پرندوں کا گہوارہ

مہاراشٹر جزیرہ نمائے ہند کا ایک بڑا حصہ ہے، جس کا حسین ساحل ۷۲۰ کلومیٹر تک پھیلا ہے۔ جغرافیائی لحاظ سے اس کا کل رقبہ ۳،۰۶،۳۴۵ مربع کلومیٹر ہے جو پورے ملک کے دس فیصد سے کچھ زیادہ حصہ کے برابر ہے۔ اس کے جنگلات کا کل رقبہ ۶۳،۳۱۱ مربع کلومیٹر ہے، جس میں سے ۵۶،۱۹۱ مربع کلومیٹر محکمہ جنگلات اور ۷،۱۲۰ مربع کلومیٹر محکمہ محصول کے پاس ہے۔

قدرت نے مہاراشٹر کو حسین جنگلات سے نوازا ہے۔ ان جنگلات میں مختلف قسم کے جنگلی جانور مثلاً شیر، چیتا، ارنا بھینسا، سانبھر چیتل، نیل گائے، ہرن، ریچھ اور سور وغیرہ عموماً پائے جاتے ہیں۔ ضلع چندرپور کے جنگلات ضلع امراؤتی کا ملگھاٹ جنگل نیز اضلاع ایوت محل، ناگپور اور بھنڈارہ کے جنگلات مشہور شیروں کا مسکن ہیں۔

چندرپور کے مشہور شیر

چندرپور کے جنگلات دیس بھر میں مشہور ہیں جہاں بہترین قسم کے شیر پائے جاتے ہیں۔ رادھانگری (ضلع کولہاپور)، ضلع چندرپور، ناگ زیرہ جنگل (ضلع بھنڈارہ) پینچ وادی (ضلع ناگپور) اور ملگھاٹ کے جنگلات میں ارنا بھینسے کی بہتات ہے۔ کالا مرگ یا سانبھر کمیاب ہے اور صرف اضلاع ایوت محل، بیڑ اور پربھنی نیز ضلع ناگپور کے کچھ حصوں میں پایا جاتا ہے۔ جنگلی بھینسیں، جن کا قدرتی مسکن مدھیہ پردیش کے بستر جنگلات میں واقع ہے، کبھی کبھی پاس ہی چندرپور کے بھمراگڈھ جنگلات میں نکل آتی ہیں۔

جنگلی جانوروں کی حفاظت

نایاب جنگلی جانوروں اور پرندوں کی ختم ہوتی نسل کی حفاظت اور افزائش کی غرض سے ریاستی حکومت نے نیشنل پارک اور مامن قائم کئے ہیں۔

یہ قومی پارک اور مامن دراصل قدرت کی تعلیمی درسگاہ ہیں جہاں انسان کو قدرتی ماحول میں درندوں، چرندوں اور پرندوں کی زندگی کے بارے میں مُشاہدہ کا موقع ملتا ہے۔ اس کے علاوہ یہاں لوگوں کے لئے سیر و تفریح کا سامان ہے

ہماری ریاست میں اندھا دھند شکار کی وجہ سے شیروں کی آبادی گھٹ رہی تھی، اس کی روک تھام کی غرض سے جنگلی جانوروں کی حفاظت کے قانون میں مناسب ترمیم کی گئی اور اُسے سختی کے ساتھ نافذ کیا گیا۔ اس کے ساتھ اس نایاب قسم کی افزائش نسل کی کوشش بھی کی گئی۔ ضلع امراؤتی کے ملگھاٹ 'ٹائیگر ریزرو' میں 'پروجیکٹ ٹائیگر' جاری کیا گیا ہے۔ منصوبہ کے تحت ۱۵۷۱٫۷۴ مربع کلومیٹر علاقہ ہے جس میں مامن کا حلقہ ۳۰۱ مربع کلومیٹر ہے اس پروجیکٹ کا مالی خرچ تقریباً ۳ لاکھ روپے ہے جو کہ چھ سال پر پھیلایا گیا ہے۔

'پروجیکٹ ٹائیگر' کے تحت ایک وسیع ریسرچ پروگرام بھی شروع کیا جارہا ہے۔ 'لیپرڈ سروے' بھی کیا گیا ہے جس سے پتہ چلا ہے کہ محفوظ جگہ 'مامن' میں ۹۲ لیپرڈ یعنی چیتے ہیں۔

طرح طرح کے پرندے

جانوروں کے مقابلے میں پرندے زیادہ اقسام کے ہیں۔ ہماری ریاست میں پرندوں کی لگ بھگ ۴۵۹ اقسام شمار کی گئی ہیں جبکہ دیس بھر میں پرندوں کی اقسام کی تعداد تقریباً دو ہزار ہے۔ ان میں خوش الحان بُلبل، شاما، ککو یا کوئل، لم ڈما طوطا، بیلبر، اُدریول، ہُدہُد، ہیپو اور ہمارا قومی پرندہ مور وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

ہماری ریاست میں ضلع بھنڈارہ میں واقع ناگ زیرہ اور نوے گاؤں جنگل، پینچ دیلی اور ناگل واڑی (ضلع ناگپور)' تادوبا، موہرلی، کنُبھار گاؤں، چھپرالہ، آلاپلی، سرونچہ اور بھمرا گڈھ (ضلع چندرپور)'، بور، گاربیٹ اور مرہمن واڑی (ضلع وردھا)' ملگھاٹ (ضلع امراؤتی) کنواٹ (ناندیڑ اور ایوت محل اضلاع)' یاول اور چوپڑا (ضلع جلگاؤں) پیٹھ، برہے اور سرگل (ضلع ناسک)' بوریولی، تانسا، پرالی، سوریا مل دھسائی اور وشالا (ضلع تھانہ)' ماتھیران' کرنالہ اور رواہ (ضلع قلابہ)' بھیما شنکر، کھنڈالہ، لوناوالہ (ضلع پونے)' رادھانگری (ضلع کولہاپور)' کوئنا، اور مہابلیشور (ضلع ستارہ) اور امبولی اور رامبو (ضلع رتناگیری) میں جنگلی جانوروں اور پرندوں کی بہتات ہے۔ تعداد یا گریٹ انڈین بسٹرڈ ضلع احمد نگر کے جھاڑی دار جنگلوں میں اکا دکا خال خال نظر آتا ہے۔

ریاست مہاراشٹر میں حیواناتی توازن برقرار رکھنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس کوشش کی کامیابی کے لیۓ لوگوں کا تعاون ضروری ہے۔ مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوتی ہے کہ جنگلی جانوروں کے بیش قیمت ورثہ کی حفاظت اور اس کی پرورش کی ضرورت کا احساس لوگوں میں بڑھ رہا ہے۔

جانوروں کی افزائش نسل کے مراکز

معدوم اقسام کے جنگلی جانوروں کی افزائش نسل کے لیۓ ناگپور، نوے گاؤں (ضلع بھنڈارہ) بوریولی، پال (ضلع جلگاؤں)، اور وڈالی (ضلع امراؤتی) میں مراکز قائم کیۓ گئے ہیں۔ ان میں چرندوں سے متعلق حسب ذیل تفصیل سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے بارے میں اچھی شروعات ہوئی ہے۔

افزائش نسل مراکز کا مقام اور اُن میں جنگلی جانوروں کی تعداد

اقسام جانور	نوے گاؤں (ضلع بھنڈارہ)	سامینری ہل (ناگپور)	بوریولی نیشنل پارک (بمبئی مضافات)	پال (ضلع جلگاؤں)	وڈالی (ضلع امراؤتی)	کل میزان
کالامرگ	—	۳	—	۶	۴۲	۵۱
نیل گائے	۴	۴	—	۳	—	۱۱
چوسنگھا	—	—	۲	۷	—	۹
سانبھر	۴	۴	۸	۱۴	—	۳۰
چتکبرا ہرن	۱۱	۱۵	۱۵	۹	۳۲	۸۲
بارکنگ ڈیر	۵	۲	۱	۱	—	۹
چنکارہ	—	۲	—	۸	—	۱۰
کل تعداد	۲۴	۳۰	۲۶	۴۸	۷۴	۲۰۲

اُردو غزلیات میں ...

بلبل

میں چمن میں کیا گیا گویا دبستاں کھل گیا
بلبلیں سن کر مرے نالے غزلخواں ہوگئیں (غالبؔ)

بجا ہے گر نہ سنے نالہ ہائے بلبلِ زار
کہ گوشِ گُل نمِ شبنم سے پنبہ آگیں ہے (غالبؔ)

آمد بہار کی ہے جو بلبل ہے نغمہ سنج
اُڑتی سی اک خبر ہے زبانی طیور کی (غالبؔ)

چاک پیراہنِ گُل پر تو نہ پھول اے بلبل
جامہ یارانِ لباسی کا قبا ہوتا ہے (مومنؔ)

بہارِ باغ دو دن ہے غنیمت جان اے بلبل
ذرا ہنس بول لے ہو زمزمہ پرواز چہ چہ کر (مومنؔ)

محوِ حیرت کو وصال و ہجر دونوں ایک ہیں
بلبلِ تصویر کو کب یاد آتی ہے بہار؟ (مومنؔ)

نالے نے ترے بلبل، نم چشم نہ کی گُل کی
فریاد مری سن کر صیاد بہت رویا (سوداؔ)

وائے اس پیشے پہ اے بلبل کہ جس کے ہے یہ قدر
خوار ہیں کوچہ بہ کوچہ تو ہے رسوا باغ باغ (سوداؔ)

بندہ میں بے درم ہوں ترا اس کو جان لے
بلبل چمن میں دہر کی ہے زر خرید گُل (سوداؔ)

نالۂ بلبل میں گر پیدا اثر ہوجائے گا
خندۂ گُل خندۂ زخمِ جگر ہوجائے گا (ذوقؔ)

بلبل کا آشیانہ ہے گلشن میں کیا عجب
اس رخ پہ دل جو زلفِ معنبر میں گھر کرے (ذوقؔ)

ہو گری فغاں سے شگفتہ نہ گُل نہ دل
جاں اس پہ اپنی بلبلِ شیدا نہ وارئے (ذوقؔ)

اثر ہو نالۂ پُر درد کا اتنا تو اے بلبل
کہ ٹپکے جائے شبنم اشک انجم چشمِ گردوں سے (ذوقؔ)

ریاست میں نیشنل پارک اور مامن

نیشنل پارک یا مامن	مقام	علاقہ مربع کلومیٹر	درجہ
	نیشنل پارک		
تاڈوبا	چندرپور	۱۱۶٫۵۵	موجود
پینچ	ناگپور	۲۵۷٫۲۶	مجوزہ
نوے گاؤں	بھنڈارہ	۱۲۸٫۸۸۴	مجوزہ
بوریولی	بمبئی مضافات	۶۷٫۹۷۷	مجوزہ
	جنگلی جانوروں کے مامن		
دھکنا۔ کول کز (فی الوقت پرجیکٹ کے تحت)	اُمراوتی	۳۸۱٫۵۲	موجود
رادھا نگری (ارنا بھینسا)	کولہاپور	۲۰٫۷۲	موجود
یادل	جلگاؤں	۱۷۷٫۵۲	"
کرمالہ (برڈ)	قلابہ	۴٫۴۸	"
تانسا	تھانہ	۲۱۶٫۷۵	"
ناگ زیرہ	بھنڈارہ	۱۳۶٫۱۴	"
بور	وردھا	۶۱٫۱۰	مجوزہ
کنوت	ناندیڑ اور الوت محل	۱۳۸٫۰۰	مجوزہ

جنگلی جانوروں کا تحفظ

از:۔ ریاض احمد خان

شیر

انسان کی زندگی کو خوشگوار بنانے کے لئے جہاں پیڑ پودے ضروری ہیں وہیں پیڑوں پر چہچہانے والے پرندے اور جنگلوں میں بسنے والے جانور بھی ضروری ہیں۔ جنگلی جانور قدرت کی ایک خوبصورت تخلیق ہیں جو نہ صرف جنگل کی زینت میں اضافہ کرتے ہیں بلکہ اپنی آبادی کے ساتھ جنگلوں کی رونق بھی بڑھاتے ہیں۔ جنگلی جانوروں سے انسان کو بہت سے فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ ہندوستان کا شمار بھی دنیا کے ان ملکوں میں ہوتا ہے جہاں پر مختلف قسم کے جنگلی جانور پائے جاتے ہیں۔ جن کی مثال افریقہ کے گھنے جنگلوں میں بھی نایاب ہے۔ یہاں کے جنگلوں میں ببر شیر ہیں، ہاتھی ہیں۔ گینڈے ہیں اور چیتے ہیں۔ ریچھ اور سونہی کتے ہیں۔ جنگلی بھینسے ہیں۔ ہرن۔ چیتل، سانبھر، نیل گائے ہے۔ بارہ سنگھے ہیں۔ چکارے ہیں جن کی نسلیں ہمارے دیش میں ہزاروں سال سے چلی آرہی ہیں۔

آج کل جیسے جیسے دنیا ترقی کے راستے پر آگے بڑھ رہی ہے۔ اسی تیزی کے ساتھ جنگلوں کو کاٹ کر کارخانے بسائے جارہے ہیں۔ رہنے کے لئے مکانات تعمیر کئے جارہے ہیں۔ جس کی وجہ سے جنگلوں کے ان باسیوں کے رہنے کے لئے مناسب اور محفوظ جگہیں کم ہوتی جارہی ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ جنگلوں کی اس خوبصورت آبادی کو محفوظ مقام تک پہنچتے پہنچتے اپنی جان گنوانی پڑتی ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ زمانے کی ترقی کے ساتھ ساتھ ہتھیاروں کی نئی نئی قسمیں بازار میں آرہی ہیں۔ جن کی ایک گولی سے شیر کا شکار کر لیا جاتا ہے۔ اس شکار کا سلسلہ ہمارے ملک میں ایک بڑی بیماری کی طرح پھیل گیا ہے اور ہر آدمی شکار کا شوقین بن گیا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے اور نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ جنگلی جانوروں کی کئی نسلیں جنگلوں سے غائب ہو چکی ہیں۔ یہ وہ نسلیں تھیں جن کا دنیا کے کسی بھی ملکوں کے جنگلوں میں نام و نشان تک نہیں تھا۔ بھارت سرکار نے ان جنگلی جانوروں کی حفاظت کے لئے آرڈی نینس بھی جاری کر دیا ہے جس کے مطابق کوئی بھی ان خوبصورت جنگل کے واسیوں کا شکار نہیں کر سکتا مگر شکاریوں کی کچھ تعداد اب بھی ایسی ہے جو چوری چھپے بھولے بھالے جانوروں کا شکار کر لیتے ہیں۔

سرکاری اقدام

شیر (LION) جسے جنگل کا راجہ کہتے ہیں، ایک بے حد طاقت ور جانور ہے۔ دور بین تیز، دیکھنے میں بے حد خوبصورت، پرکشش تیز آنکھیں، سنہرے رنگ پر چمکدار کالے پٹے، نکیلی مونچھیں، چوکنے کان، تیز پنجے اور لمبی دم، یہ اس جنگل کے راجہ کی خصوصیات ہیں۔ ایک زمانے میں ہندوستان کے جنگل اس خوب صورت جانور کے گہوارہ تھے۔ آج سے لگ بھگ پینتیس سال پہلے ہمارے دیش کے جنگلوں میں چالیس ہزار شیر آباد تھے۔ مگر یہ کتنی دکھ کی بات ہے کہ اب ہمارے جنگل اس خوبصورت جانور سے خالی ہوتے جارہے ہیں۔ دن رات شکاریوں کی بندوقوں سے نکلی ہوئی گولیاں ان کا خاتمہ کرنے پر تلی ہوئی ہیں۔ جس کے نتیجہ میں اب ہمارے دیش میں شیروں کی تعداد چالیس ہزار سے گھٹ کر صرف ایک ہزار آٹھ سو شیروں پر آگئی ہے۔ اگر شکاریوں کا شوق اسی رفتار سے بڑھتا رہا تو یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے دیش سے شیر جیسے جانور کا نام و نشان تک مٹ جائے گا اور اگر ایسا ہوا تو ہمارے لئے یہ بڑی دکھ کی بات ہوگی کہ قدرت کی بنائی گئی اس خوبصورت تخلیق کو اپنے ہاتھوں

شیر

بہ جہاں مرد علائق میں پھنساہے وہ مجھے
شیر پنجرے میں گرفتار نظر آتا ہے (ذوق)
جو مارے نفس کو اور کرلے اپنے غصہ کو زیر
بنلئے سانپ کا کوڑا وہ شیر پر چڑھ کر (ذوق)

ہی ہم نے تباہ کردیا۔ ان کو بچانے کے لئے ہمیں خود اپنی ضمیر کی آواز کو جگانا پڑے گا تاکہ وہ ان خوبصورت جانوروں کو پھلنے پھولنے کا موقع دے اور اپنی انا کی تسکین کے لئے ان معصوم جانوروں پر گولی نہ چلائے۔

ٹائیگر پروجیکٹ

حکومت ہند نے شیر کی نسل بڑھانے اور ان کو انسان کی گولیوں کی زد سے دور رکھنے کے لئے ایک پروگرام بنایا ہے جسے "ٹائیگر پروجیکٹ" کا نام دیا ہے۔ یہ پروجیکٹ ہندوستان کی نو ریاستوں میں ۷۴-۱۹۷۳ء سے لاگو کیا گیا ہے۔ جو ۷۹-۱۹۷۸ء تک لاگو رہے گا۔ اس کے بعد بھی اگر ضرورت محسوس کی گئی تو اس پروجیکٹ کی مدت بڑھا دی جائے گی۔ حکومت ہند کی طرف سے اس پلان پر کل چار کروڑ روپیہ خرچ ہوگا جس میں سے کم سے کم ۴۰ لاکھ روپیہ ہمارے مہاراشٹر اسٹیٹ کو دیا جائے گا تاکہ وہ ان روپیوں سے شیروں کی نسل بڑھانے میں ضروری قدم اٹھائے۔ سب سے پہلے جو کام کرنا ہے وہ یہ ہے کہ شیروں کے لئے زیادہ سے زیادہ جنگلات اگائے جائیں تاکہ وہ سکون و اطمینان سے رہ سکیں۔ انھیں پانی مہیا کرنے کے لئے چھوٹے چشمے بنائے جائیں اور ساتھ ہی ساتھ نمک سار جھیلیں قائم کی جائیں۔ شکاریوں کو ان کے شکار کی سخت ممانعت کردی جائے۔ شکاریوں پر نگرانی رکھنے کے لئے واچ ٹاور بنائے جائیں۔ پہرے دار اور گشتی دستے مقرر کئے جائیں۔ جگہ جگہ ناکے قائم کئے جائیں تاکہ جنگل میں شکاریوں کا گذر ممکن نہ ہو یا اگر ہو بھی تو وہ پہرے داروں اور گشتی دستوں سے بچنے نہ پائیں۔ ان کاموں کو انجام دینے کے لئے جو آدمی رکھے جائیں ان کو رہنے کا بندوبست بھی اسی رقم سے کیا جائے۔

مہاراشٹر کے امراوتی ضلع کی میل گھاٹ تحصیل آج بھی شیروں کی محفوظ پناہ گاہ ہے۔ میل گھاٹ ست پڑا پہاڑ کا دکنی حصہ ہے۔ جس کے جنگلوں میں آج بھی شیروں کی تعداد لگ بھگ ۳۲ ہے۔ پورے مہاراشٹر میں شیروں کی تعداد لگ بھگ ۱۶۰ ہے۔ شیر ایک خطرناک جانور ضرور ہے۔ مگر اس کی یہ عادت ہے کہ وہ کبھی بھی خود آدمی پر حملہ نہیں کرتا لیکن جب اسے پریشان کیا جائے تب حملہ کرنے سے نہیں چوکتا۔ گاؤں دیہات اور جنگلوں میں دیکھا گیا ہے کہ اگر کسی مسافر کو راستے میں شیر مل جاتا ہے تو اپنی جگہ کھڑا ہو جاتا ہے اور غور سے دیکھنے کے بعد اپنا راستہ لیتا ہے۔ حملہ کرنے میں پہل نہیں کرتا۔

جنگلی جانوروں کو محفوظ رکھنے اور ان کی نسل بڑھانے کے لئے سرکاری سطح پر ایک کمیٹی قائم کی گئی ہے جو بڑی تیزی کے ساتھ اس کام کو بڑھانے کے لئے فنڈ جمع کر رہی ہے۔ اس فنڈ سے بھی جنگلوں کی حفاظت کے اقدامات کئے جائیں گے۔ تاکہ شیروں کے رہنے کے لئے مزید عمدہ مقامات بنائے جائیں۔ اس کمیٹی نے اس وقت آسام کے مناس، اڑیسہ کے سمیلی پال، بہار کے پالی مو، یوپی کے کوربٹ پارک، مہاراشٹر کے میل گھاٹ، راجستھان کے رن تھمور، کرناٹک کے بانڈی پور، مشرقی بنگال کے سندربن، مدھیہ پردیش کے کنہا، مقامات کو شیروں کی کمین گاہ بنانے کے لئے چنا ہے۔ مہاراشٹر سرکار بھی اس کام میں ضروری قدم اٹھا رہا ہے۔ اور یہ کہا جا سکتا ہے کہ آئندہ برسوں میں شیروں کی تعداد مزید بڑھ جائے گی۔

میل گھاٹ کے علاوہ مہاراشٹر میں کئی ایسے جنگل ہیں جہاں قدرت کا یہ خوبصورت جانور پایا جاتا ہے۔ جن میں پینچ کا نیشنل پارک اور چندر پور کی تاڈوبا سونکھیچ پوری خاص طور سے مشہور ہے۔ ان ہی جنگلوں میں شیر کے علاوہ اور بھی کئی قسم کے جنگلی جانور آباد ہیں۔

قدرت کے نظام کو قائم رکھنے کے لئے ہمیں دل سے ان جانوروں اور پرندوں کی حفاظت کرنا ہوگی۔ ایسا کرنے سے ہم نہ صرف اپنے جنگلی جانوروں کی نسل قائم رکھ سکیں گے بلکہ ان کی وجہ سے ہمارا یہ اقدام ساری دنیا میں سراہا جائے گا۔

رقاص ہرن

ہندوستان کے جنگل، جنگلی جانوروں کا گہوارہ ہیں۔ "رقاص ہرن" جنگلی جانوروں میں ایک بیش قیمت اضافہ ہے۔ منی پور جو کہ ناگا پہاڑیوں کے قریب "رقاص ہرن" کا مرکز ہے۔ ایک زمانے میں لوگٹاک جھیل میں بطخوں کا شکار کیا جاتا تھا کیوں کہ اس جھیل میں آخر دسمبر اور جنوری میں ہزاروں بدیسی بطخیں آجاتی تھیں اور دور دراز ملکوں سے شکاری اس کے شکار کے لئے آجاتے تھے۔ مگر فی زمانہ شکار پر حکومت کی طرف سے عائد کردہ پابندیوں کی وجہ سے اب کوئی بھی ان بطخوں کے شکار کو نہیں آتا۔

اس جھیل کے ایک کنارے پر دنیا کا یہ انتہائی خوبصورت رقاص ہرن پایا جاتا ہے۔ جس کی آبادی بس برائے نام ہی ہے۔ ۱۹۵۱ء میں یہ ظاہر کر دیا گیا تھا کہ رقاص ہرن منی پور کے اس علاقے میں ختم ہو چکے ہیں۔ مگر بعد کی تحقیقات سے پتہ چلا کہ منی پور کے جنگلات اب بھی اس خوبصورت ہرن سے اپنی خوب صورتی اور دلکشی قائم کئے ہوئے ہیں۔

منی پور کے مغربی حصہ میں ایک دس مربع میل کا گھاس کا جنگل ہے اور یہی جنگل رقاص ہرنوں کی مستقل قیام گاہ بھی ہے۔ اس گھاس یا سرکنڈوں کی لمبائی ۱۰ سے ۱۵ فیٹ تک کی ہوتی ہے جس کا ۴/۵ واں حصہ پانی کی سطح کے نیچے رہتا ہے۔ منی پور والے اس گھاس کو "پھومڑی" کہتے ہیں۔ "رقاص ہرن" ان ہی جنگلوں میں ہزاروں سال سے آباد ہے۔ اس لئے اس کے کھر عام ہرنوں کے کھروں سے آگے کی طرف پھیلے ہوئے ہوتے ہیں تاکہ وہ گھاس پر برابر چل سکیں اور گھاس میں جو پانی ہے اس میں موجود ہیں۔

بیٹے ہوں یا بچے رقاص ہرن بڑی ہی خوب صورتی سے رقص کرتے ہیں۔ رقص دو ہرن ساتھ مل کر کرتے ہیں۔ کبھی اپنے سروں کو اوپر اٹھا کر دائرہ بنا کر رقص کرتے ہیں کبھی دونوں ایک دوسرے کے پیچھے ہو جاتے ہیں اور کبھی ایک دوسرے کے مقابل۔ ان حرکتوں میں کبھی ان کے رقص کا جوش و خروش ختم نہیں ہوتا بلکہ جس رفتار سے رقص شروع کرتے ہیں اسی رفتار سے بلکہ تیز تر رقص میں مصروف رہتے ہیں۔ ریوڑ کے دوسرے ہرن یا تو اطمینان سے چرنے میں مصروف ہوتے ہیں یا پھر ٹکٹکی باندھ کر ان رقاصوں کو دیکھا کرتے ہیں۔ ان کا ناچ تھوڑی بہت دیر نہیں بلکہ گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ قائم رہتا ہے۔ اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب ایک جوڑا رقص کرتے ہوئے تھک جاتا ہے اور ریوڑ میں آملتا ہے۔ تب فوراً دوسرا جوڑا ان کی جگہ لے لیتا ہے اور یہ رقص بسا اوقات گھنٹوں جاری رہتا ہے اور قدرت نے ان جنگل کے عظیم رقاصوں کے لئے صرف منی پور کے جنگلوں ہی کو منتخب کیا ہے جہاں ان کی تعداد کم ہوتے ہوتے ایک سو کے قریب ہو کر رہ گئی ہے۔

ارنا بھینسا

ہاتھی اور گینڈے کے بعد قدرت کے اس عظیم شاہکار کو دیکھ کر عقل حیران ہو جاتی ہے۔ جنگلی بھینسا نہ صرف انتہائی طاقتور ہوتا ہے بلکہ انتہائی غصہ ور بھی، اس کی سیاہ کھال پر سرخ آنکھیں اور ہمیشہ بگڑے ہوئے تیور، جنگل کے تمام جانوروں حتیٰ کہ شیر کو بھی اس سے محتاط رہنا سکھاتی ہے۔ بڑا سا سر، کانوں کے اوپر چاند کی شکل میں خوب صورت اور یکساں دو نوکیلے سینگ نتھنوں سے اوپر تک کا سفید دہانہ، اسی طرح گھٹنے سے کھروں تک سفید بال اور سیاہ جسامت۔ یہ اس کا حلیہ ہے۔ جب غصہ میں آتا ہے تو نتھنوں اور منہ سے کف گراتا ہے اور زور زور سے سانس لیتا ہے اور انداز سے یہ ظاہر کرتا ہے کہ ہر سامنے آئی ہوئی شئے کو چکنا چور کر دے گا۔

یوں تو ارنا بھینسا ہندوستان کے ہر جنگل میں پایا جاتا ہے۔ مگر خاص طور سے مہاراشٹر کے چندر پور کے جنگلات میں اس کی تعداد کافی ہے۔

اس کے ساتھ ہی ساتھ ہندوستان کے جنوبی حصہ میں باندی پور کے علاقے میں یہ بہت بڑی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔

باندی پور کا جنگل سطح مرتفع میسور پر ۳ ہزار ۳ سو فیٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ یہ پہاڑی علاقہ ہے جو خشکی سے بھرپور ہے۔ جہاں مضبوط اور اونچے اونچے ٹیک کے درخت لگے ہوئے ہیں۔ یہ درخت بذات خود ایک خوشنما منظر پیش کرتے ہیں۔ اور انہی جنگلات کو مہکانے کے لئے صندل کے درخت بھی پائے جاتے ہیں۔ ان جنگلوں کے درمیان ارنا بھینسے اپنے ریوڑ جس میں ۲۵ سے ۴۰ عدد تک جانور ہوتے ہیں چرتے پھرتے ہیں۔ وہ ارنا بھینسا جو سب سے زیادہ طاقت ور ہوتا ہے پورے ریوڑ کا رکھوالا ہوتا ہے۔ اور دوسرے نوجوان بھینسے اس سے کافی فاصلے پر رہتے ہیں۔ یہ رکھوالا مادائیں اور بچوں کو چرنے کے لئے آزادی دے دیتا ہے مادائیں چرتی بھی ہیں اور بچوں کی نگہداشت بھی کرتی ہیں مگر یہ رکھوالا چوکنا کھڑا چاروں طرف نظر رکھتا ہے جیسے ہی خطرے کی بو محسوس کرتا ہے تمام ریوڑ کو ہوشیار کر دیتا ہے اور خود مقابلے کے لئے تیار ہو جاتا ہے اور اس وقت تک چین نہیں لیتا جب تک خطرہ نہ ٹل جائے۔ بعض اوقات ایسا کرنے میں اسے خود اپنی جان کی بازی لگا دینا پڑتی ہے۔ اس کا قائم مقام دوسرا طاقتور بھینسا بن جاتا ہے۔ ارنا بھینسے کی ٹکر مشہور ہے۔ ہاتھی اپنی سونڈ سے درختوں کو جھکا سکتا ہے۔ مگر یہ بھینسا اپنی دو تین ٹکروں سے درختوں کو زمین بوس کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ اس کی طاقت کا اندازہ کرنا مشکل ہے اور یہ صحیح بات ہے کہ جنگل میں اکثر شیر بھی اس سے کترا کر گذر جاتے ہیں۔ شیر اپنے پنجوں کی خداداد طاقت سے دشمن پر غالب آتا ہے جبکہ ارنا بھینسا اپنے سر کی قوت سے ٹکر مار کر شیروں کو بھی پسپا کر دیتا ہے۔

سلیمان ظفر "مدھوریما" فلیٹ ۱۵
ڈی۔ این نگر، ڈھاکے کالونی،
اندھیری (ویسٹ) بمبئی ۴۰۰۰۵۸

لیمنگ ایک چھوٹا سا کترنے والا جانور ہے۔ سمور دار گھونس سے مشابہ، چار سے چھ انچ جتنا لمبا، دم کی لمبائی ایک انچ یا اس سے بھی کم ہوتی ہے۔ اس کی دم اور ننھے ننھے کان سمور میں چھپے رہتے ہیں۔ اس کی رنگت بڑی دلکش ہوتی ہے۔ سمور پر کالے اور پیلے رنگوں کا امتزاج بڑی خوبصورتی پیدا کرتا ہے۔ مادہ لیمنگ ایک جھول میں تین سے نو تک بچے دیتی ہے اور ان کا زمانۂ حمل صرف ۲۰ سے ۲۲ دن کا ہوتا ہے۔

لیمنگ کی آبادی میں کمی اور بیشی کا ایک حیرت انگیز چکر چلتا ہے۔ ہر تیسرے یا چوتھے سال ان کی آبادی پورے عروج پر پہنچ جاتی ہے اور پھر اس کے بعد زوال شروع ہوتا ہے اور وہ بھی اس قدر کہ بہت کم ہی لیمنگ بچ رہتے ہیں۔ غالباً آبادی کا نیا چکر چلانے کے لئے — پھر ان کی آبادی دوبارہ بڑھنے لگتی ہے اور اس طرح آبادی کا یہ چکر نئے سرے سے تکمیل پاتا ہے۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ لیمنگ کی آبادی جب بڑھتے بڑھتے ایک خاص حد سے تجاوز کر جاتی ہے تب وہ خودکشی مہم پر نکل کھڑے ہوتے ہیں۔

لیمنگ عام طور پر اسکینڈی نیویا (SCANDINAVIA) کے پہاڑوں پر پائے جاتے ہیں۔ سطح سمندر سے کوئی دو ہزار پانچ سو سے لے کر تین ہزار تین سو فٹ کی بلندی پر موسم سرما میں وہ برف کے نیچے رہتے ہیں بخت سرد ہواؤں اور دشمنوں سے محفوظ — اس تہہ خانے میں صرف نیولے اور اسٹوٹ (STOAT) کے سوائے کسی کی رسائی ان تک نہیں ہو سکتی ہے۔ یہی دو دشمن ان کے ایسے ہیں جو ان کی خبر لینے ان کے گھر تک جا پہنچتے ہیں۔

لیمنگ بہت اچھا تیراک ہے۔ تیرتے وقت اس کا سر اور جسم کا کافی حصہ پانی کے باہر رہتا ہے۔ اس کے سمور پر پانی کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ جن کی وجہ سے اس کے بھیگنے سے لیمنگ کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا ہے۔ جھیلوں اور دریاؤں کے ساکت پانی میں تو بآسانی تیر کر نکل جاتے ہیں۔ لیکن سخت ہوا دار موسموں اور خوب موجوں والے پانی میں وہ ڈوب کر مر جاتے ہیں۔

لیمنگ کی آبادی جب بہت ہی زیادہ بڑھ جاتی ہے تو وہ پہاڑ کے دامن کی طرف کوچ کرتے ہیں۔ اسکینڈی نیویا میں وہ کہیں بھی رہیں۔ لیکن ان کی ہجرت کی سمت ہمیشہ سمندر ہی ہوگی۔

وہ اتنی عظیم تعداد میں ہجرت کرتے ہیں کہ راستے میں شکاری جانوروں اور پرندوں کے تمام تر حملے ان کی تعداد کو کم کرنے میں ناکام رہتے ہیں۔ باشوں۔ برفانی الوؤں اور لومڑیوں کی نہ ختم ہونے والی یلغار لاحاصل ہوتی ہے۔ انسان اپنے سارے ذرائع کو کام میں لاتے ہوئے انھیں ختم کرنے کے کتنے ہی جتن کر ڈالتا ہے پر کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوتا۔ علاوہ ازیں وہ بے حساب مویشیوں کے پیروں کے نیچے روندے اور کچلے جاتے ہیں لیکن ان سب کے باوجود ان کی فوج آگے بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اس میں کوئی کمی ہوتی دکھائی نہیں دیتی۔ اپنے اس ایک تا تین سال کے طویل سفر کے دوران جب وہ پہاڑ کے دامن کے زراعتی علاقے میں پہنچتے ہیں۔ تب ان کے لئے غذا کی کوئی کمی نہیں رہتی وہ خوب کھاتے ہیں اور اپنی آبادی کو اور زیادہ بڑھا دیتے ہیں۔

لیمنگ عام طور سے دن میں کھاتے اور سوتے رہتے ہیں اور رات میں سفر کرتے ہیں جب ان کا بے پناہ گروہ نچلے زرخیز اور آباد علاقے میں

پہنچتا ہے تو نہ جانے کس وجہ سے۔ ہو سکتا ہے عنقریب آنے والے خلفشار کے پیش نظر۔

ان کا یہ اندازہ ہجوم اپنی عادت کے برخلاف دن میں ہی گاؤں میں داخل ہوتا ہے اور آگے بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔ ان کے اس طویل سفر کی راہ میں جھیلیں بھی پڑتی ہیں اور دریا بھی آتے ہیں پر وہ بے خطر ان میں کود پڑتے ہیں اور تیر کر پار اترتے ہیں اور اپنا سفر جاری رکھتے ہیں حتیٰ کہ وہ سمندر کے کنارے تک جا پہنچتے ہیں۔ لیکن معلوم ہوتا ہے سمندر بھی ان کے عزم کے آگے ہیچ ہے وہ اس میں بھی اتر پڑتے ہیں اور اس وقت تک تیرتے اور بڑھتے چلے جاتے ہیں جب تک کہ وہ بے حال ہو کر ڈوب نہ جائیں۔

وہ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ اس کی ماہرین مختلف توجیہہ پیش کرتے ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ دلچسپ اور بیشتر لوگوں کے لئے قابل قبول یہ ہے کہ وہ اپنے قدیم آبائی براعظم اوقیانوس (ATLANTIS) کی طرف کوچ کرتے ہیں جو کہ اس وقت بحر اوقیانوس کی تہہ میں ہے۔ ان کے خیال میں یہ عادت ہزاروں سال قبل ان میں شروع ہو کر ان کی موروثی جبلت کا ایک حصہ بن گئی۔ اگرچہ ایک عرصہ ہوا بحر اوقیانوس کو اس خطۂ ارض کو نگلے۔ لیکن وہ اپنی جبلت کے ہاتھوں مجبور اس تک پہنچنے کے لئے بڑھتے جاتے ہیں بالآخر وہ سمندر جو ان کے آبائی وطن کو اپنے میں سموئے ہوئے ہے۔ انھیں بھی اپنے وسیع سینے میں ہمیشہ کے لئے چھپا لیتا ہے۔

اس اصول میں صرف ایک کمزوری یہ ہے کہ وہ اس بات کی وضاحت نہیں کرتا کہ لیمنگ کی تھوڑی سی تعداد کیوں پیچھے رہ جاتی ہے؟ ان پر اس جنون کا اثر کیوں نہیں ہوتا؟

★★

گورخر

ہندوستان کا واحد جنگلی گدھا

حیوانات کے ہندوستانی بورڈ (انڈین بورڈ فور وائلڈ لائف) نے ۱۹۵۲ء میں ایسے تیرہ جانور اور پرندے نامزد کئے جن کے بارے میں خیال ہے کہ وہ ناپید ہو جانے کی حد تک پہنچ چکے ہیں۔ اس لئے انھیں مکمل تحفظ دیا جانا چاہیئے۔ ان میں سے ایک ہندوستانی جنگلی گدھا گورخر ہے۔ یہ رن کچھ میں پایا جاتا ہے۔ اور ہندوستان میں پایا جانے والا واحد جنگلی گدھا ہے۔

مشہور ماہر حیوانیات سالم علی کے مطابق ان کی تعداد ۱۹۴۶ء میں ۳۰۰۰ اور ۵۰۰۰ کے بیچ تھی۔ ۱۹۵۶ء میں یہ تعداد گھٹ کر ۴۰۰۰ کے لگ بھگ ہو گئی۔ ۱۹۶۲ء میں جب ایک اور مشہور ماہر حیوانیات آنجہانی ای۔ پی۔ گی نے ان کا شمار کیا تو انھیں صرف ۸۶۰ گورخر ملے۔ آخری بار ۱۹۶۹ء میں ان کا فضائی سروے کیا گیا اس وقت ان کی تعداد ۸۶۲ پائی گئی۔

رن کچھ کے پاس ایک چھوٹا رن کا علاقہ ہے۔ یہ چھوٹا رن بھی کوئی ہزار مربع میل کے علاقے میں پھیلا ہوا ہے۔ اس علاقے میں جا بجا چھوٹی چھوٹی ٹیکریاں ہیں۔ موسم باراں میں بارش، ندی اور طوفانی سمندر کا پانی اس علاقے میں پھیل جاتا ہے اور یہ ٹیکریاں بے شمار ننھے ننھے جزیروں میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ یہ جزیرے بیٹ کہلاتے ہیں۔ ان پر گھاس جھاڑیاں اور اسی قسم کی دوسری صحرائی نباتات اُگتی ہیں۔ گورخر انھیں بیٹوں اور رن کے ساحلی علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔

گورخر اپنے کندھے تک ۳ فٹ آٹھ انچ سے چار فٹ تک اونچا ہوتا ہے۔ (جبکہ عام پالتو گدھا کوئی تین فٹ کا ہوتا ہے۔) یہ سرخی مائل بھورے رنگ کا بڑا ہی مضبوط اور خوبصورت گدھا ہے۔ پیٹھ اور کوکھ کے پاس کا حصہ کھلتے باداموں رنگ کا ہوتا ہے۔ جو ہلکا ہوتے ہوتے جسم کے نچلے حصے تک سفید ہو جاتا ہے۔ گردن کے بال (یال) گہرے کتھئی رنگ کے ہوتے ہیں۔ اور یہ گہرے رنگ کی پٹی گردن اور پیٹھ سے ہوتی ہوئی دم کی جڑ تک پہنچ جاتی ہے اس کے کان عام گدھوں کی طرح لمبے نہیں ہوتے بلکہ زیبرا کی طرح چھوٹے ہوتے ہیں۔

گورخر بہت ہی محتاط اور ڈرپوک قسم کا جانور ہے خطرے کا شائبہ ہوتے ہی وہ بڑی تیز رفتاری سے محفوظ ٹھکانے یعنی رن کی طرف بھاگتا ہے۔ اس وقت اس،

کی رفتار ۵۵ سے ۶۰ کلو میٹر فی گھنٹہ ہوتی ہے۔ اب تو ہم جیپ کی مدد سے بڑی آسانی سے اس کا پیچھا کر سکتے ہیں۔ لیکن پرانے زمانے میں اس کا شکار کرنا یا اسے پکڑنا آسان نہیں تھا۔ اس کے لئے باری باری سے کئی تازہ دم گھوڑوں کی مدد لینی پڑتی تھی۔ کیوں کہ یہ بے تکان دوڑتا چلا جاتا تھا۔

عام طور سے یہ دیکھا گیا ہے کہ جنگلی جانور اپنی ہی نسل کے پالتو جانوروں کے ساتھ جنسی اختلاط کرتے ہیں۔ مثلاً شمال مشرقی ہندوستان (آسام اور ترائی) کے علاقوں کے ارنا بھینسے اس علاقے کی پالتو بھینسوں کے ساتھ جنسی ملاپ کے لئے ان کے گلے میں آ جاتا کرتے ہیں۔ لیکن گور خر پالتو گدھوں کے ساتھ کسی قسم کا کوئی ربط نہیں رکھتے ہیں۔ نتیجہ یہ کہ ان کی نسل قطعی طور پر خالص رہی ہے

مادہ گور خر مستی میں آنے پر اپنے گلے سے علیحدہ ہو جاتی ہے۔ اس کا چاہنے والا نر بھی اس کے پیچھے نکل کھڑا ہوتا ہے۔ اپنی محبوب سے ملاپ سے پہلے اسے کبھی کبھی تو رقیبوں کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔ وصال اگست، ستمبر، اکتوبر میں کسی وقت ہوتا ہے اور اس کا نتیجہ گیارہ مہینے بعد جولائی، اگست یا ستمبر میں برآمد ہوتا ہے۔ بچے کی پیدائش کے تین ماہ تک ماں اپنے گلے سے الگ رہتی ہے۔ مادہ گور خر عام طور پر تین سال میں بالغ ہوتی ہے اور پھر ہر دوسرے سال بچے کو جنم دیتی ہے۔

گور خر عام حالات میں آبادی سے دور ہی اپنے بیٹوں میں رہنا پسند کرتا ہے۔ لیکن پالتو گایوں، بھینسوں، گدھوں اور دیگر مویشیوں کی اس علاقے پر یلغار کی وجہ سے اسے چارے کی سخت تنگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مزید یہ کہ بڑھتی ہوئی انسانی آبادی کے تقاضے سے مجبور ہو کر زیادہ سے زیادہ زمین کو زیر کاشت لایا جا رہا ہے۔ جس کی وجہ سے گور خر کا علاقہ دن بہ دن محدود ہوتا چلا جا رہا ہے اس کمی کو پورا کرنے کے لئے وہ کھیتوں کا رخ کرتا ہے۔

گور خر کی یہ خوش قسمتی ہے کہ کچھ کے اس کم آباد علاقے کے لوگوں کی اکثریت جین مت کو ماننے والوں کی ہے۔ جو جیو ہتیا کو پاپ سمجھتی ہے۔ جب کبھی گور خر ان کے کھیتوں پر حملہ کرتے ہیں تو وہاں کے کسان انھیں صرف بھگا دیتے ہیں وہ نہ انھیں جان سے مارتے ہیں نہ ہی جسمانی اذیت پہنچاتے ہیں۔

ای۔ پی۔ گی، جب گور خر کا مطالعہ اور مشاہدہ کرنے رن کچھ گئے تھے تو وہاں کے باسیوں نے انھیں گور خر کے بارے میں ایک بڑا ہی دلچسپ واقعہ بتایا تھا۔ ان کے کہنے کے مطابق جب پولیس گور خروں کو قصبوں سے بھگانے کے لئے اپنی جیپوں میں بیٹھ کر آتی ہے تو گور خر ان کی طرف بڑی ہی تیز رفتاری سے بھاگ کھڑے ہوتے ہیں۔ انھیں اس علاقے سے بھگانے کے لئے جیپیں کافی فاصلے تک ان کا پیچھا کرتی ہیں۔ آگے آگے گور خر اور پیچھے پیچھے پولیس کی جیپیں جب وہ کافی دور پہنچا دئے جاتے ہیں تو جیپیں واپس لوٹتی ہیں۔ اب منظر اس کے بالکل برعکس ہوتا ہے آگے آگے پولیس کی جیپیں ہوتی ہیں اور پیچھے پیچھے گور خر۔

گور خر کا روایتی دشمن بھیڑیا ہے۔ لیکن وہ رن کچھ کے علاقے میں تقریباً ناپید ہے۔

گور خر کی آبادی کے کم ہونے کی آخر وجہ کیا ہے؟ اس کی بنیادی وجہ پالتو یا گھریلو مویشیوں کے ذریعہ بیماری کا لگنا یا پھیلنا ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ گور خر پالتو گدھوں یا دیگر مویشیوں کے ساتھ میل ملاپ نہیں رکھتے ہیں لیکن اس کے باوجود بھی وہ انہیں لگی ہوئی بیماریوں سے بچ نہیں پاتے ہیں۔ ۱۹۵۸ء میں بہت سارے گور خر "سُرّا" (گھوڑوں اور دیگر مویشیوں کی ایک بیماری) سے مر گئے۔ ۱۹۶۰ء میں جب ڈاکٹر سالم علی مہاجر پرندوں کے مطالعے کے لئے جگہوں کا انتخاب کرنے رن کچھ گئے تھے۔

تو اس زمانے میں بھی انھوں نے متعدد گور خروں کو اس بیماری سے مرتے ہوئے دیکھا تھا۔ ۱۹۶۱ء میں جنوبی افریقہ کی گھوڑے کی بیماری اس علاقے میں پھیلی تھی۔ جس کا بہت سارے گور خر شکار ہو گئے۔ مزید یہ امکان اغلب ہے کہ ۱۹۶۵ء کی ہند و پاک جنگ کے دوران کافی تعداد میں گور خر مارے گئے ہوں گے۔

اس وقت حالات بہت کچھ درست ہو چکے ہیں۔ ہم میں اپنے جنگل و صحرا کے اس شاندار ورثے کے تحفظ کا شعور پیدا ہو گیا ہے۔ لیکن یہ ماننا پڑے گا کہ اس کے لئے کوششوں میں وہ تیزی نہیں آ سکی ہے جس کی کہ ضرورت ہے۔ چونکہ گور خر کا اس کے ماحول میں سوائے مختلف بیماریوں کے کوئی دشمن نہیں ہے۔ اس لئے ہمیں کوشش کرنی ہو گی کہ وہ ان میں مبتلا نہ ہوں۔ اس کے لئے انھیں ان سے بچاؤ کے ٹیکے لگوانے ہوں گے۔ جس کے لئے ہمیں جدید ترین طریقوں کو اپنانا ہو گا۔ بدقسمتی سے ابھی تک گور خر کے لئے حفاظت گاہ کا قیام عمل میں نہیں آ سکا ہے۔ اگرچہ تجویز کئی سال ہوئے پیش کی جا چکی تھی۔ اس مجوزہ حفاظت گاہ کو گھریلو مویشیوں سے بالکل پاک رکھنا ہو گا تاکہ ان میں وبائی امراض کا خطرہ ہی باقی نہ رہے۔

اردو غزلیات میں ...

گدھا

زاہد میں کہہ رہا ہوں پی اس کے عوض شراب
آخر نہ اے گدھے تجھے افیون چڑھ گئی

(سودا)

زمانہ تجھ سے اگر ہے ناموافق تو اس سے زمانہ سازی
جو دے کے روٹی چڑھا دے تجھ کو کبھو گدھے پر کبھو تیازی

(سودا)

تلخیص

شتر مرغ

عثمان خان

ایک زمانے سے شتر مرغ اپنی جسامت سے زیادہ اپنے پَروں کی وجہ سے سونے کی چڑیا سمجھا جاتا تھا۔ کیونکہ شتر مرغ کے پَر مرد ہو یا عورت اپنی آرائش کے طور پر استعمال کیا کرتے تھے۔ یہی نہیں بلکہ شتر مرغ کے پَر جب اپنے بالوں میں لگاتے تب ایک شان بے نیازی کے سے انداز میں اٹھلاتے ہوئے سوسائٹی میں پھرتے تھے۔

یہ ایک یقین نہ آنے والی بات ہے کہ جب کھلی ہوئی موٹروں کے بعد چھت والی موٹروں کا رواج شروع ہوا تو شتر مرغ پالنے والوں کو لاکھوں ہی نہیں بلکہ کروڑوں روپے کا نقصان اُٹھانا پڑا۔ وجہ یہ تھی کہ مرد اپنے سر پر شتر مرغ کے پَروں سے بنی ٹوپی پہن کر چھت والی گاڑی میں نہیں بیٹھ سکتے تھے۔ خواتین بھی جب اپنے بالوں میں شتر مرغ کے پَر لگا کر ایسی موٹروں میں بیٹھتیں تو ان کے سر میں بوجھ سے لگتے۔

شتر مرغ کے پَر زمانہ قدیم سے ہی شاہی جاہ و جلال، شان و شوکت، رعب و دبدبا اس کے حُسن کے مظہر رہے ہیں۔ بابل، شام اور قدیم مصری تہذیبیں جب روئے عالم پر جلوہ فگن تھیں تب ہی سے شتر مرغ کے پَروں کی اتنی مانگ تھی کہ ان کا پورا کرنا ممکن نہ تھا۔ دنیا بھر کے بادشاہ اور بیگمات، بہادر اور جنگجو سپاہی، مذہبی رہنما، قبیلوں کے سردار ان پَروں کے بغیر اپنے لباس کو نامکمل سمجھتے تھے۔

افریقہ کا صحرائے اعظم شتر مرغ کے پَروں کو حاصل کرنے کے لئے دنیا بھر میں مشہور تھا۔ عرب اسے اونٹ نما پرندے کے نام سے پکارتے تھے اسی وجہ سے اس ریگستانی پرندے کو شتر مرغ نامزد کیا گیا۔ اس زمانے میں شتر مرغ کی تعداد بہت معمولی تھی اور باوجود کوشش شتر مرغ کی نسل زیادہ نہ بڑھ سکی۔ اس لئے اس کے پَروں کی قیمت صرف امراء ہی ادا کر سکتے تھے۔

پہلی بار ۱۸۶۰ء میں جنوبی افریقہ میں شتر مرغ کی گھریلو پَرداخت کی گئی ۱۸۶۵ء تک اسّی کے قریب پرندے پالے گئے آخر کار ان کی تعداد بڑھتے بڑھتے ۷۵ ہزار تک پہنچ گئی۔

اس پرندے کے پَر دو سو روپے فی پونڈ کے حساب سے فروخت ہونے لگے تھے۔ جس کی برآمد سے سوا چھ لاکھ روپے سالانہ آمدنی کا تخمینہ تھا۔

اس زبردست آمدنی کا اثر یہ ہوا کہ شتر مرغوں سے بھرے ہوئے جہاز یورپ، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ اور شمالی و جنوبی امریکہ کے مختلف ممالک کی طرف روانہ ہوئے۔ ۱۹۱۰ء تک ان ممالک میں ۴۵ ہزار شتر مرغ گھریلو صنعت کاری کا ایک حصہ بن چکے تھے۔

زمانہ ایک جیسا نہیں رہتا کبھی وہ وقت تھا کہ ہر عورت کی یہی خواہش ہوتی تھی کہ وہ شتر مرغ کے پَروں کی بنی ہوئی ٹوپی پہنے اور لوگوں کی توجہ کا مرکز بنے۔ اب وہ وقت آ گیا تھا جب چھت والی موٹر کاریں وجود میں آئیں بڑے گھرانوں کی خواتین شتر مرغ کے پَروں سے بنی ہوئی ٹوپی پہن کر ان کاروں میں نہیں بیٹھ سکتی تھیں جس کی وجہ سے ان ٹوپیوں کی مانگ میں زبردست کمی ہونے لگی اور شتر مرغ کی تجارت کی منڈی میں زبردست نقصان ہونے لگا اور اُن کی پَرداخت پر توجہ کم ہو گئی جس کی وجہ سے تعداد گھٹ کر کچھ ہزار رہ گئی۔ پہلی عالمی جنگ نے تو شتر مرغ کے پَروں کی تجارت کو بالکل ہی تاریکی میں پھینک دیا۔

دوسری عالمی جنگ کے ختم ہوتے ہی شتر مرغ کی تجارت میں ایک بار پھر فروغ ہونا شروع ہو گیا۔ جنوبی افریقہ میں آجکل شتر مرغوں کی تجارت میں ایک بار پھر فروغ ہونا شروع ہو گیا ہے وہاں آجکل شتر مرغوں کی نسل بڑھانے والے ۱۵۰ کسان ہیں جن کے پاس اس وقت ۷۰ ہزار پرندے ہیں۔

شتر مرغ کی پرداخت میں وُیلک ہُوپر (Villic Hooper) بہت مشہور کسان رہا تھا۔ ۱۸۸۷ء میں اس نے شتر مرغ بانی شروع کی اور اس کی عادات پر مفصل تحقیق شروع کی۔

کہاوت ہے کہ شتر مرغ خطرہ کی بُو پا کر ریت میں سر چھپا لیتا ہے۔ مگر ہُوپر کا کہنا ہے کہ یہ کہاوت بے معنی ہے۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ خطرہ کا احساس ہوتے ہی یہ پرندہ تیز رفتاری سے آندھی سے دور بھاگ جاتا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ شتر مرغ پتھر کھاتا ہے۔ یہ بھی صحیح نہیں ہے شتر مرغ پتھر اور روڑے اس لئے نگلتا ہے کہ وہ اپنا کھانا آسانی سے ہضم کر سکے۔

جنگل میں گھونسلہ بنانا نر شتر مرغ کی ذمہ داری ہے۔ شتر مرغ ہمیشہ تنہائی والی جگہ ڈھونڈتا ہے پھر وہاں اپنے پنجوں اور چونچ سے زمین میں گڑھا کھودتا ہے۔ گڑھا کھودنے کے بعد اس میں درخت کے سوکھے پتوں کا نرم بچھونا بناتا ہے تاکہ انڈوں کو کسی طرح کا نقصان نہ

پہنچے۔ گھونسلے میں ایک وقت میں ۵۰، ۵۰ انڈے بھی پائے گئے ہیں۔

شتر مرغ کے انڈے کا وزن ۱½۳ پاؤنڈ کے قریب ہوتا ہے اور انڈے کا چھلکا ½ انچ موٹا ہوتا ہے۔ ایک جسیم آدمی بڑی آسانی سے اس کے چھلکے پر کھڑا ہو سکتا ہے۔ شتر مرغ کا ایک انڈا مرغی کے ۴۰ انڈوں کی برابر ہوتا ہے۔ جس کے اُبلنے میں پچاس منٹ درکار ہوتے ہیں۔ شتر مرغ کا جوزہ ریتلے بھورے رنگ کا ہوتا ہے خدا نے یہ رنگ جوزے کو اس لئے بخشا ہے کہ دشمن کو دور سے نظر نہ آئے۔ پندرہ مہینے بعد اس کے بدن پر سیاہ اور آسمانی رنگ کے پر آتے ہیں۔ جب ان پروں پر سورج کی شعاعیں پڑتی ہیں تو عجیب سماں نظر آتا ہے۔

شتر مرغ کی پرداخت کا اہم مقصد سفید اور چمکیلے پر حاصل کرنا ہوتا ہے، جن کی لمبائی دو سے تین فٹ ہوتی ہے۔ نر شتر مرغ سے ایک ماہ میں آدھا پونڈ سفید پر حاصل کئے جا سکتے ہیں جبکہ سیاہ پر تقریباً ½۱ پونڈ حاصل ہوتے ہیں، جو روسا کے گھروں میں جھاڑو کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ مادہ کے پر سستے داموں پر فروخت ہوتے ہیں۔

شتر مرغ کے جسم کا کوئی حصہ بھی ضائع نہیں جانے دیا جاتا۔ اس کا سوکھا گوشت یورپ کے بیشتر ہوٹلوں میں روسا کی خوراک کا حصہ بنتا ہے۔ اس کی کھال بھی بڑی قیمتی ہوتی ہے جو عورتوں کے ہینڈ بیگ اور جوتے بنانے کے کام آتی ہے۔ ہڈیوں اور جسم کے دوسرے حصوں کو سکھا کر پیس لیا جاتا ہے، اور وہ پوڈر انھیں کی غذا کے طور پر دانہ میں ملا کر دیا جاتا ہے۔

شتر مرغ کی عام رفتار ۲۵ سے ۳۰ میل فی گھنٹہ ہے مگر جب وہ خطرے کی بو سونگھ لیتا ہے تو یہی رفتار ۴۵ میل تک ہو جاتی ہے۔ دنیا کا کوئی پرندہ اتنا تیز نہیں دوڑ سکتا۔

جب شتر مرغ کو غصہ آتا ہے تو وہ دشمن پر اپنی تیز چونچ اور پنجوں سے حملہ کرتا ہے اس کا دشمن گھبرا کر زمین پر گر جائے تو یہ پرندہ اُسے اٹھنے کی مُہلت نہیں دیتا بلکہ اسے موت کے گھاٹ اتار کر ہی دم لیتا ہے۔ ایک غصیلے شتر مرغ کو قابو میں لانا بہت مشکل ہے۔

اُردو غزلیات میں ...

سگ

غور سے دیکھتے ہیں طوف کو آہوئے حرم
کیا کہیں اس کے سگِ کوچہ کے قرباں ہونگے (مومن)

•

دشمن سگِ کوچہ ہوا اس شوخ آہو چشم کا
نادم ہوں کعب گرگ پائے نادرے سے یاندہ کر (مومن)

•

سگِ دنیا بس از مردن کبھی دامن گیرِ دنیا ہو
کہ اس کتے کی مٹی سے کبھی کتا گھاس پیدا ہو (ذوق)

•

بندے سے تیری زاہدا حال مرا یہ مے سے ہے
سگ کا گزیدہ جس طرح دیکھ ڈرے ہے آپ کو (سودا)

مرغ

مژدہ اے ذوقِ اسیری کہ نظر آتا ہے
دامِ خالی قفسِ مرغِ گرفتار کے پاس (غالب)

•

دوست ہر چند ہمارا ہے موذن لیکن
دشمنِ خواب ہے جوں مرغِ سحر آخرِ شب (سودا)

•

مرغِ دل نے نگۂ یار سے پوچھا اڑ کر
پھر کبھی کہتا کہ لگتے ہیں نشانہ اچھا (ذوق)

زاغ

ہے نعش تیرے کشتۂ بیکس کی دشت میں
گویا کہ اک نشیمنِ زاغ و زغن کی شاخ (ذوق)

•

بلبلِ خوش نغمہ ہوں ایک اس گلستاں میں خیال
نالۂ مرغِ چمن سے کم نہیں فریادِ زاغ (سودا)

•

گیا میں گھر سے ترے اور آ بسے ہیں رقیب
مکانِ مرغِ چمن آشیاں ہے زاغوں کا (سودا)

•

کہے ہے مرغِ دل اے کاش میں زلفِ کماں ہوتا
کہ تا شاخِ کماں پر اس کے میرا آشیاں ہوتا (ذوق)

•

وعدہ

نتیجۂ فکر
ڈاکٹر رفیق زکریا

سنت گیانیشور کی سات سویں جنم شتابدی کے موقع پر ڈاکٹر رفیق زکریا، وزیر محصول، شہری ترقیات، اوقاف اور پروٹوکول نے یہ خوبصورت اور پُراثر نظم لکھ کر سنت گیانیشور کو خراجِ عقیدت پیش کیا۔

یہ نظم ڈاکٹر زکریا نے سنت گیانیشور کے جنم گاؤں پیٹھن کے نزدیک آپلے گاؤں میں منعقدہ ایک تقریب میں پڑھی تھی۔
نظم سے متاثر ہو کر اورنگ آباد کے مشہور مصوّر حسینی صاحب نے یہ تصویر تیار کی ہے جس میں نظم کے تاثرات کو نقوش کے ذریعہ اُبھارنے کی بڑی کامیاب کوشش کی گئی ہے
قارئین کی دلچسپی کے لئے نظم اور تصویر ان صفحات پر شائع کی جا رہی ہیں۔
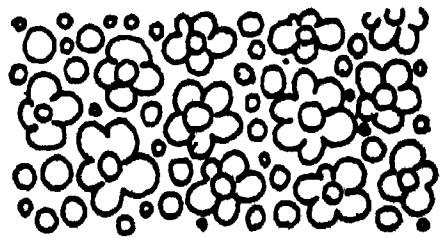
کرشن کا وعدہ تھا ارجن سے کہ "پھر آئیں گے"
جب کبھی انیائے کا انصاف پہ حملہ ہوگا
پاپ بڑھ جائے گا اور دھرم کو خطرہ ہوگا
جب ستم پیشہ زمانے پہ قہر ڈھائیں گے
ڈھال دکھیاروں کی وہ انت میں بن جائیں گے
کرشن کا وعدہ تھا ارجن سے کہ "پھر آئیں گے"

سات سو سال ہوئے ایسے بنے تھے حالات
سارے مہاراشٹر میں ہونے لگی دکھ کی برسات
اونچ اور نیچ کے سنگھرش نے پنجے پھیلائے
پنڈتوں نے نئی انیائے کے پھندے پھیلائے
کرشن تب آئے غریبوں کو سہارا دینے
آتم وشواس کا دھاروں کو کنارا دینے

کرشن پھر آئے مگر روپ انوکھا لے کر
بانسری کی جگہ ہونٹوں پہ کوبتا لے کر
جو مراٹھی میں روانی سے ادا ایسے ہوئی
ہر کوئی دنگ رہا کیسے ہوئی، کیسے ہوئی
لوگ سنتے ہی جسے راہ پہ آ جاتے تھے
جات اور پات کے چکر سے نکل جاتے تھے
دور ہونے لگا ہر دل سے ہر ایک دُشٹ وچار
پریم کی لے سے لگا گونجنے سارا سنسار

ناد اٹھا تھا جب اووی کا
مانو تا کا امرت برسا
بانی میں کچھ ایسا اثر تھا
بھینسے نے بھی وید سنایا
چانگ دیو نے جب للکارا
لے کے کچھ شیروں کا سہارا
گیان دیو نے ایک نظر سے
اس کو کیا مسحور اثر سے
گرتے ہوئے انساں کو اٹھایا
اس کو سوابھی مان دلایا
مدھر مدھر آدیش تھے ان کے
ارتھ بھرے سندیش تھے ان کے
اپنا نہیں سنسار کا تھا غم
آئے اور کم کر کے گئے غم

آئے مگر کچھ شن کے لئے وہ
حسن و جوانی چھوڑ گئے وہ
دھرتی نے کچھ ایسے پکارا
ہنستے ہنستے سما گئے وہ

کرشن کا وعدہ تھا اس وعدہ کو پورا کر کے
گیان دیو چل دیئے دنیا میں اجالا کر کے

○
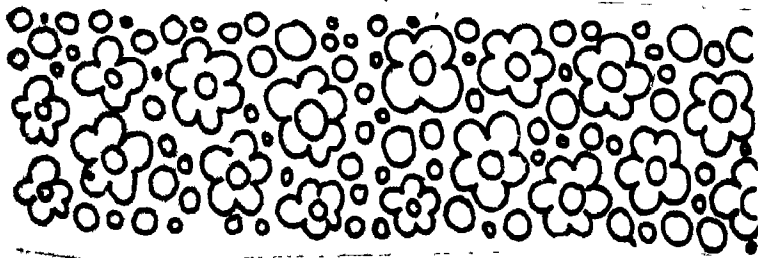
سوریہ سے نور اٹھا
گیان کا طور اٹھا
ستیہ سے پریت ہوئی
بھکتی کی جیت ہوئی
بھید کے بندھن ٹوٹے

شری سنجے گاندھی ۲۹ر اکتوبر ۷۶ء کو شیواجی پارک میں جلسہ عام سے خطاب فرمارہے ہیں

۲۹ر اکتوبر ۷۶ء کو سانتا کروز ہوائی اڈے پر شری سنجے گاندھی کا خیر مقدم ـ اس موقع پر لی گئی تصویر میں وزیر اعلیٰ مہاراشٹر شری شنکر راؤ چوان، شریمتی کسم تائی چوان، بمبئی پردیش کانگریس کمیٹی کے صدر شری رجنی پٹیل، میئر شری منوہر جوشی، مرکزی وزیر مملکت برائے دفاعی پیداوار شری وٹھل راؤ گاڈگل بھی نظر آرہے ہیں۔

شری سنجے گاندھی ۲۹ر اکتوبر کو کونسل ہال میں مجلس قانون ساز کے ممبران کی بیٹھک میں تقریر کرتے ہوئے ـ وزیر اعلیٰ مہاراشٹر شری شنکر راؤ چوان بھی تصویر میں نظر آرہے ہیں ـ

مہاراشٹر کے شہیدِ وطن
شیورام ہری راجگرو

یہ بہت کم لوگوں کو یاد ہے کہ ہندوستان کی آزادی کی جدوجہد میں اپنی جان کی بازی لگانے والے شہیدِ اعظم سردار بھگت سنگھ اور شری سکھ دیوجی کے ساتھ ساتھ مہاراشٹر کے راج گرد نے بھی قربانی دی اور رات کے اندھیرے میں پھانسی کے تختے پر چڑھ گئے۔

ہندوستان کی تاریخ میں شہید بھگت سنگھ کا نام بے شک سنہرے حروف میں لکھا ہے۔ لیکن دوسرے ساتھیوں میں مہاراشٹر کے سپوت کو خود مہاراشٹر نے بھی کم ہی یاد کیا۔ یہ ایسے راج دلارے ہیں جن کے جدِ اعلیٰ شری کچیشور راج پروہت کو چھترپتی شیواجی مہاراج کے بیٹے چھترپتی شاہو مہاراج نے راج گرد کا خطاب دیا تھا اور اس خاندان کی بزرگی کا سلسلہ وہیں سے شروع ہوتا ہے

ان کا جنم کھیڈ، ضلع پونا میں ہوا اور وہیں سے وطن کی آزادی کی مہم میں لاہور پہنچے اور شہیدِ اعظم بھگت سنگھ کے ساتھ اور بھی قربانیاں دیں اور بالآخر اپنی جان بھی دے دی۔

امر شہید راج گرد سمارک سمیتی کے روحِ رواں سیٹھی کاشمیری نے یہ بیڑا اٹھایا ہے کہ ان کی یاد کبھی قائم و دائم رہے۔ حال ہی میں بمبئی میں منعقدہ ایک شاندار تقریب میں اس کا افتتاح ہوا۔ اس کے منتظم شری خواجہ عبدالغفور آئی۔ اے۔ ایس نے جلسے کی کارروائی شروع کی شری بھگت سنگھ کے بھائی کلتار سنگھ راجیہ منتری اتر پردیش؛

اس سمارک سمیتی کے پردھان اور نائب وزیر مہاراشٹر شری بابو راؤ کالے، راجیہ منتری مہاراشٹر شری پربھاکر کنٹے، شری شکتی بھوشن ایم پی؛ راجیہ منتری مہاراشٹر شری شندے؛ شری گیڈم شری یس پنجاب کے منتری، شری ایچ ایچ اسماعیل شری عثمان پٹ مدری سبھوں نے خراجِ عقیدت پیش کیا اور یہ عہد کیا گیا کہ شری بابو راؤ کالے کی قیادت اور شری سیٹھی کاشمیری اور خواجہ عبدالغفور کی رہنمائی میں اس کام کو آگے بڑھایا جائے۔

شری بابو راؤ کالے نائب وزیر داخلہ ۱۴ اکتوبر کو بمبئی میں امر شہید راج گرو سمارک سمیتی کے افتتاح پر منعقدہ تقریب سے خطاب فرما رہے ہیں۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں اتر پردیش کے وزیرِ مملکت برائے غذا و شہری رسد اور شہید بھگت سنگھ کے بھائی، شری کلتار سنگھ (بائیں سے پانچویں) مہاراشٹر کے وزیر مملکت برائے سماجی بہبود شری سوشیل کمار شندے اور خواجہ عبدالغفور بھی نظر آرہے ہیں

اُردو غزلیات میں جانوروں کا ذکر

اُردو کے قدیم اساتذہ نے گل و بلبل اور شمع و پروانہ کے افسانے کو جہاں ہزاروں بار نئے انداز سے پیش کیا ہے وہیں جانوروں کا ذکر بھی کیا ہے۔ غالبؔ، ذوقؔ، مومنؔ اور سوداؔ کی غزلیات سے چند منتخب اشعار مختلف جانوروں سے متعلق پیشِ خدمت ہیں۔

بندر

جو بوں لاٹھی دکھاتا ہوں تو دانت اپنے نکوسے ہے
رقیب آگے ترے دے ہے مجھے بندر کی سی گھڑکی
(سوداؔ)

بوم

دلِ احمق سے مت امید رکھنا مرغِ معنی کی
ہما بیضہ سے کیوں کر بوم کے اے یار ہو پیدا (سوداؔ)
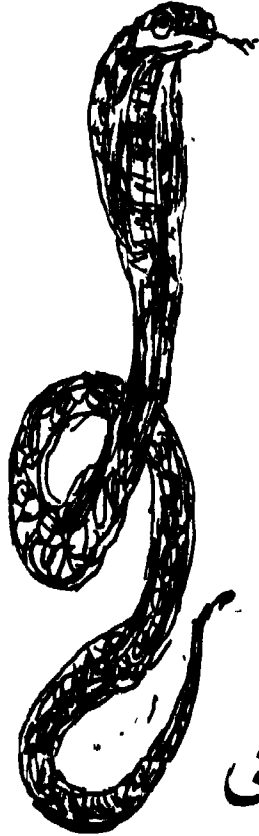
افعی

بارغ پا کر خفقانی یہ ڈراتا ہے مجھے
سایۂ شاخِ گل افعی نظر آتا ہے مجھے (غالبؔ)

کیا بلا اس زلف خوش خم کا تصور بندھ گیا
سانپ سے دن رات آتے ہیں نظر ہر سو ہمیں (مومنؔ)

کھینچے دلِ انساں کو نہ وہ زلفِ سیہ فام
اژدر کوئی انساں کو نگل جائے تو اچھا (ذوقؔ)

بڑے موذی کو مارا نفسِ امارہ کو گر مارا
نہنگ و اژدہا و شیر نر مارا تو کیا مارا (ذوقؔ)

زیر دستی پر بھی ہے موذی سے لازم احتراز
جب دبے گا سانپ کاٹے گا مقرر زیر پا (ذوقؔ)

سایۂ سرو چمن مجھ بن ڈراتا ہے مجھے
سانپ سا پانی میں اے سروِ خراماں چھوڑ کر (ذوقؔ)

آہو

بس جا نسیم شانہ کشِ زلفِ یار ہے
نافہ دماغ آہوئے دشت تتار ہے (غالبؔ)

•

ہم وہ مجنوں ہیں کہ گر رم کریں آہو کی طرح
بھاگے ہے دور ہی سے دیکھ کے صحرا ہم کو (ذوقؔ)

•

نے برگ ہے نہ غنچہ نہ گل ہے نہ ہے ثمر
میں خشک طالعی سے ہوا گویا ہرن کی شاخ (ذوقؔ)

•

بیمار چشم دلبرِ آہو نگاہ کو۔
شاخیں کبھی گر لگائیں تو لے کر ہرن کی شاخ (ذوقؔ)

•

کج ادائی گئی کب ہم سے ترے ابرو کی
شاخِ آہو سے یہ خم کس نے نکلتے دیکھا (ذوقؔ)

مُنیر رشیدی
منیر جیولرس، نیتاجی روڈ
کرشنگری ۶۵۳۰۰۲

کوئی مُحتاجِ تعارف تو نہیں
نامور سائنس داں نیوٹن کی ذات
اَپنا کتّا تھا انھیں بے حد عزیز
ساتھ دونوں نے نبھایا۔ تا حیات
کرتا رہتا تھا یہ پیارا ڈائمنڈ
یوں تو اکثر چھوٹے موٹے واقعات
ہو گئی اس کی شرارت کے سبب
ایک دن آتشزنی کی واردات
راکھ ہو کر اُڑ گئے اس آگ میں
اُن کی تحقیقات کے سب کاغذات
کاوشیں بے سُود ہو کر رہ گئیں
لُٹ گئی نظروں کے آگے کائنات

•

آخرش نیوٹن نے صرف اتنا کہا
میرے ہمدم کاش تُو سمجھے یہ بات
کِس قدر نقصان میرا ہو گیا
ہے بہت معصوم لیکن تیری ذات
رو دیئے کیوں، جب حقیقت ہے یہی
ہم ہیں فانی اور دُنیا بے ثبات

•

بوجھ خچر پر بہت سا لاد کر
جا رہا تھا ایک تاجر راہ پر

کب وہ چابک اپنا لہراتا نہ تھا
اور خچر سے چلا جاتا نہ تھا

جانور، لاچار سا، مجبور سا
دیکھتا تھا ہر طرف رنجور سا

حضرت عیسٰی نے دیکھا جب یہ حال
وہ تڑپ اُٹھے ہوا اُن کو مَلال

آگے بڑھ کر نصف حصّہ بوجھ کا
اپنے کندھوں پر انھوں نے رکھ لیا

•

شری پاد جوشی

خلیج نئی سحر کی سرزمین

گزشتہ سے پیوستہ ★ چوتھی اور آخری قسط

کویت ـ کھلا باغیچہ

سعودی عرب سے کویت میں پہنچتے ہی ایسا محسوس ہوتا ہے گویا ہم ایک پنجرے سے نکل کر ایک کھلے باغیچے میں پہنچ گئے ہیں۔ یہاں سڑکوں پر عورتیں آزادی سے گھومتی ہیں، لڑکے اور لڑکیاں آپس میں ہنستے بولتے نظر آتے ہیں، عالیشان تعمیرتیں دیکھنے کی دعوت دیتے ہیں۔ اخبار آزادی کے ساتھ اپنے خیالات پیش کرتے ہیں، اور بغیر کسی رمک ٹوک کے لوگ خوشیاں مناتے ہیں۔

اہل کویت ہندوستانیوں سے بڑی محبت رکھتے ہیں۔ اور ان کی خوبیوں کی قدر کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب کبھی بھارت کے خلاف کوئی بے جا یا غلط بات شائع ہوتی ہے تو اس کا جواب دینے کے لئے سفارت خانے کے لوگوں کو کوئی تکلیف اٹھانی نہیں پڑتی بلکہ کویتی لوگ خود ہی اس کی تردید کر دیتے ہیں۔

اس بات کی تصدیق ماہ وار رسالے 'العربی' کے ان دو مضامین سے ہوتی ہے جو اس کی جنوری ۷۶ء اور اپریل ۷۶ء کے شماروں میں شائع ہوئے ہیں۔ ان کے مضمون نگار جناب محمد حسنی ذکی اس رسالے کے مدیر ہیں جنھیں بھارت بھیج کر وہاں کی حالت خود دیکھنے کا موقع ہندوستانی سفارت خانے نے فراہم کیا تھا۔ 'العربی' کویت کی وزارت اطلاعات کی طرف سے شائع ہوتا ہے اور بہت کم داموں میں (ایک کاپی تقریباً تین روپے میں) بکتا ہے۔ ہر ماہ اس کی تین لاکھ کاپیاں چھپتی ہیں۔ گلیز کاغذ پر رنگین تصویروں کے

ساتھ چھپنے والے اس کے مضامین بڑے معیاری سمجھے جاتے ہیں۔ 'العربی' کا جنوری ۷۶ء کا شمارہ خاص نمبر تھا جو دو سو چھبیس صفحات پر مشتمل تھا۔ ان میں سے اکتیس صفحات اس مضمون کے لئے وقف ہیں جس کا عنوان "المسلمون فی الھند" یعنی 'ہندوستان کے مسلمان' ہے۔ اس میں مشہور فوٹو گرافر جناب صلاح آدم کی کھینچی ہوئی چھیالیس (۴۶) رنگین تصاویر ہیں۔ اپریل میں شائع شدہ شمارہ میں کشمیر کے متعلق مضمون ہے۔ جس کا عنوان 'کشمیر: زہرۃ بریۃ علی سفوح الجبال' یعنی 'ہمالیہ کے قدموں میں کھلا ہوا جنگلی پھول: کشمیر' ہے۔ وہ سولہ صفحات میں پھیلا ہوا ہے اور صلاح آدم کی تیئیس رنگین تصویروں سے آراستہ ہے۔ ان مضامین میں کسی طرح کا پروپیگنڈہ نہیں ہے۔ صرف حقیقت کی عکاسی کی گئی ہے۔ ہندوستان کے مسلمانوں کی مبینہ بدحالی کا منہ توڑ جواب ان مضامین سے مل جاتا ہے۔ سعودی عرب کے صحافیوں سے گفتگو کرتے وقت میں نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ "وہاں کے اخبار نویسوں کو ہندوستان لے جا کر وہاں کی حالت خود دیکھ لینے کا موقع فراہم کیا جائے۔ اس پر کویت کے ہندوستانی سفارت خانے نے عمل کر کے دکھا دیا ہے کہ اس سے کتنا فائدہ ہو سکتا ہے۔

ہندوستانی آرٹ کی مقبولیت

کویت کے ہندوستانی سفارت خانے کی طرف سے کویتی عوام کو بھارت کی ثقافت سے آشنا کرانے کے لئے اور بھی کئی پروگرام منعقد کئے گئے ہیں جن میں سے دو کا ذکر یہاں کرنا مناسب ہوگا۔ ان میں سے ایک تھا مشہور غزل خواں جگجیت سنگھ اور ان کی اہلیہ شریمتی چترا سنگھ کی غزل خوانی کا پروگرام اسے منعقد کرانے میں کویت کے سابق وزیر اور بڑے رئیس جناب خالد عبدالرزاق پیش پیش تھے۔ اس پروگرام کی مقبولیت کا پتہ اس بات سے چلتا ہے کہ پاکستان کے سفارت خانے نے اپنے افراد کو تنبیہ کی تھی کہ وہ اس پروگرام سے باز رہیں۔ مگر پاکستانی شہریوں نے ہی نہیں بلکہ پاکستانی سفارت خانہ کے عملے نے بھی اس تنبیہ کی پرواہ کئے بغیر اس میں شرکت کی اور داد دی۔

اسی طرح ہندوستانی سفارت خانے کے پریس اٹیچی شری ادم پرکاش کھنہ نے اپنی بیٹی انیتا کھنہ کی تصویروں کی نمائش کا انتظام کر کے کویتی لوگوں میں ہندوستانی مصوری کے بارے میں کافی دلچسپی پیدا کی تھی۔ جن لوگوں نے یہ نمائش دیکھی وہ اس سے بڑے متاثر ہوئے اور انھیں بھارت کے بارے میں بہت سی معلومات حاصل ہوئیں۔

خیرسگالی کا جذبہ

کویت میں دو انگریزی روزنامے تھے، ان میں سے ایک جو بھارت کی مخالفت کرنے والا تھا وہ چند ماہ پیشتر بند ہو گیا۔ اس کا نام 'ڈیلی نیوز' تھا۔ اس سے پرانا اور بھارت سے دوستی رکھنے والا روزنامہ ہے 'کویت ٹائمس' جس کے ایڈیٹر جناب دار اکڈوا ہندوستانی پارسی ہیں۔ اس اخبار کی خلیج کے ممالک میں بڑی عزت ہے۔ انھوں نے مجھے بتایا کہ کویت میں اخباروں کو جتنی آزادی حاصل ہے اتنی دیگر عرب ممالک میں نہیں ہے۔ اسی لئے یہاں کے اخبار باہر کے ملکوں میں بھی پڑھے جاتے ہیں۔

دوسرے ایک عربی روزنامہ 'السیاستہ' کے مدیر جناب احمد جاراللہ سے بھی میں ملا، وہ ہندوستان کا دورہ کر چکے ہیں اس لئے یہاں کے حالات سے باخبر ہیں اور بھارت کے اچھے دوست ہیں۔ 'السیاستہ' کی ہر روز چالیس ہزار کاپیاں چھپتی ہیں۔

کویت میں عربی کے بارہ روزنامے اور چالیس سے زیادہ ہفتہ وار یا ماہوار رسالے شائع ہوتے ہیں۔ جو سارے خلیج کے ملکوں میں پہنچ جاتے ہیں۔ اس سے بھارت کے بارے میں خیرسگالی کا جذبہ سب جگہ پہنچ جاتا ہے۔

نوجوان فلسطینی عرب سے دوستی

کویت کے ہندوستانی سفارت خانہ کے مترجم جناب رغدان عادل بشیر ستائیس سال کے جوان فلسطینی ہیں۔ وہ خود عربی کے مصنف و شاعر ہیں۔ ان سے میری دوستی ہو گئی۔ وہ فلسطینی آزادی کے مورچہ یعنی پی۔ ایل۔ او کے ممبر نہیں ہیں۔ مگر اس کے کاموں سے ہمدردی رکھتے ہیں۔ انھوں نے مجھے بتایا کہ فلسطینیوں سے ان کا وطن چھن جانے سے انھیں ان عرب ممالک میں در در بھٹکنا پڑ رہا ہے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ نے ابھی تک شادی کیوں نہیں کی؟" اس پر وہ ہنس کر بولے "ایک غریب کے لئے شادی کرنا کیا اتنا آسان ہوتا ہے؟ میں نے کہا آپ کے پاس اپنی موٹر گاڑی ہے۔ دو ڈھائی ہزار روپیہ آپ کو تنخواہ ملتی ہے۔ پھر بھی آپ اپنے کو غریب تصور کرتے ہیں؟" اس پر وہ بولے "جوشی صاحب آپ ہندوستانی لوگ ہماری دقتوں کو نہیں سمجھ سکیں گے۔ کیوں کہ آپ بہت تھوڑے میں گذارہ کرنا جانتے ہیں۔ ہماری حالت اس سے الٹی ہے۔ اب میری ہی بات لیجئے۔ شادی کرنے سے پیشتر مجھے ضروری ساز و سامان سے لیس ایک فلیٹ یا مکان لینا ہوگا۔ اس کے لئے کم از کم تیس ہزار روپیوں کی ضرورت ہوگی۔ پھر بیوی کو مہر دینا پڑے گا۔ اچھے خاندان کی پڑھی

لڑکی کے لئے تقریباً بیس ہزار روپیہ مہر دینا ہوگا۔ اتنا سارا روپیہ جمع ہو جائے گا تب کہیں جا کر میں شادی کر سکوں گا۔ فی الحال تو میں انگلستان جا کر پی۔ ایچ۔ ڈی کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد میری آمدنی میں بھی اضافہ ہوگا اور تب شادی کی بات سوچ سکوں گا۔

چار شادیوں کا رواج

قارئین پوچھیں گے کہ اگر ایسی حالت ہے تو پھر عربوں میں چار چار شادیوں کا رواج کیسے چلا آرہا ہے؟ اس کی بھی میں نے تحقیقات کی۔ پتہ چلا کہ یہ مسئلہ خصوصاً متوسط طبقے کے تعلیم یافتہ لوگوں کے سامنے ہی ہوتا ہے۔ کیوں کہ ان کی آمدنی محدود ہوتی ہے۔ اور وہ ایک خاص معیار کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ اس طبقے کے لوگ ایک بیوی کے موجود رہتے ہوئے دوسری شادی کا خیال تک دل میں نہیں لا سکتے۔ پھر نئی روشنی اور مغربی تعلیم کی وجہ سے ایک سے زیادہ بیویاں رکھنا گنوارپن سمجھا جاتا ہے۔ مگر دیہاتی اور غریب لوگوں میں ایسی کوئی پابندی نہیں ہوتی۔ عمان میں جس ڈدیرا نامی گاؤں میں، میں گیا تھا وہاں دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ گاؤں کے زیادہ تر لوگ ایک سے زیادہ بیویاں رکھتے ہیں۔ میں نے گاؤں کے ایک ذمے دار شخص سالم سلیمان الحامی سے جب اس کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا " اچھے کھاتے پیتے خاندان کے مرد بیک وقت ایک سے زیادہ بیویاں نہیں رکھتے مگر غریب غربا میں اس کا عام رواج ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کاشت کاری کے کام میں انھیں عورتوں سے مدد ملتی ہے۔ باہر کے مزدور کی نسبت گھر کی عورت زیادہ سستی پڑتی ہے۔ پھر ان کو مہر بھی زیادہ نہیں دینا پڑتا۔ چنانچہ یہ سودا فائدہ مند ثابت ہوتا ہے۔ ہمارے گاؤں کے کئی لوگوں نے اپنی عورتوں کو سلائی کی مشین بھی خرید کر دیدی ہے تاکہ جب کھیت میں کام نہ ہو تب وہ گھر پر کام کر کے اپنی روزی آپ کما سکیں۔ عمان میں تو کھیتی ہوتی ہے۔ مگر جہاں کھیتی نہیں ہوتی وہاں بھیڑ بکرا پالنے یا اونٹ بیچنے کا یا ایسے ہی دوسرے کام ہوتے ہیں جن میں ان عورتوں کو لگا دیا جاتا ہے۔ ایک بات بالکل صاف ہے کہ عرب ممالک میں بھی ایک سے زیادہ عورتیں رکھنا مہذب نہیں سمجھا جاتا۔ ہاں، شہروں کے کچھ لکھ پتی اور کروڑ پتی عیاشی کے طور پر کئی کئی شادیاں ضرور کرتے ہیں۔ میں نے تو یہاں تک سنا کہ کچھ لوگوں نے اپنی زندگی میں ستّر یا اسّی تک شادیاں کی ہیں۔ مگر کسی بھی وقت ان کی عورتوں کی تعداد چار سے زیادہ نہیں رہی۔ یہ لوگ گوری عورتوں سے بھی شادیاں کرتے ہیں اور انھیں دو چار ماہ رکھ کر طلاق دے دیتے ہیں۔ طلاق شدہ عورت کو مہر کے طور پر اچھی خاصی رقم مل جاتی ہے۔ اس لئے کچھ پیشہ ور گوری عورتیں بھی وہاں مل جاتی ہیں۔ مگر دراصل یہ شادیاں نہیں شادی کا مذاق ہوتا ہے۔ خیر دنیا میں ہر جگہ امیروں کا یہ مشغلہ قدیم زمانے سے چلا آیا ہے اور آئندہ بھی چلتا رہے گا۔

لبنان میں کیا ہو رہا ہے؟

خلیج کے ان ممالک کے لئے لبنان اور خاص کر کے بیروت ایک طرح سے جنت کی حیثیت رکھتا تھا کیوں کہ وہاں عیش و عشرت کے سب ہی سامان موجود تھے جو پیرس یا کوپن ہیگن میں موجود ہیں۔ مگر اب تو وہاں خانہ جنگی کی وجہ سے تباہی و بربادی کا دور دورہ ہے۔ میں چاہتا تھا کہ لبنان کا کوئی ذمہ دار شخص مجھے مل جائے جس سے میں وہاں کی اصلی حالت معلوم کر سکوں۔ اتفاقاً ایک ایسے لبنانی مسلمان سے میری ملاقات میرے دورے کے آخری دن بلکہ آخری گھڑیوں میں ہوئی۔ ان کا نام ہے عابد۔ اے۔ زنتوت۔ جناب زنتوت ہمارے ایر انڈیا کے محکمہ فروخت کے نمائندہ ہیں۔ وہ لبنان کے جنوبی حصے سے تعلق رکھتے ہیں۔ خوش حال خاندان کے ہیں۔ ان کے والدین لبنان میں رہتے ہیں۔ ان سے ملنے کے لئے وہ چند روز پہلے گھر ہو آئے تھے۔ چنانچہ لبنان کی حالت سے پوری طرح باخبر تھے۔

ہندوستان سے لگاؤ

عابد صاحب کی خاصیت یہ ہے کہ انھیں ہندوستان سے بڑا لگاؤ ہے۔ اپنے بدن پر پہنا ہوا بش شرٹ مجھے دکھلاتے ہوئے وہ بولے " میں ہمیشہ ہندوستانی کپڑا استعمال کرتا ہوں۔ میرے گھر میں بھی آپ کو ہندوستانی کپڑا ہی ملے گا۔ اتنا ہی نہیں بلکہ میں نے اپنے گھر کے ساز و سامان کی ساری چیزیں ہندوستان سے خریدی ہیں۔ آپ لوگ غیر ملکی مال پر اتنا کیوں مرتے ہیں۔ یہ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ دراصل آپ کے یہاں بہت ساری بہترین چیزیں بنتی ہیں۔ اپنی عزت آپ نہیں کریں گے تو بھلا غیر آپ کو کیا عزت دیں گے۔ آپ کھادی پہنتے ہیں اس لئے مجھے یقین ہے کہ آپ مجھ سے متفق ہوں گے۔ میں نے ان کی تائید کرتے ہوئے کہا آپ بالکل بجا فرماتے ہیں۔ مہاتما گاندھی جی نے یہی تو نصیحت ہمیں کی ہے۔"

اس پر عابد صاحب بولے بالکل درست ہے۔ ہمارے سردار جناب کمال جنبلاط گاندھی جی کی بتائی ہوئی راہ پر ہی چل رہے ہیں۔ ان کے کمرے میں گاندھی جی، رام کرشن پرم ہنس، سوامی ویویکانند اور ان کے ہندو پیر و مرشد آتمانند (ٹی۔ کے مینن) کی تصویریں ہیں۔ وہ زمین پر بیٹھتے ہیں اور گوشت یا انڈے کو نہیں چھوتے ان سے لبنان کے عوام بہت محبت و عزت کرتے ہیں۔ میں نے پوچھا عیسائی بھی؟ یا صرف مسلمان اور ڈروز؟

کویت کے وزیر صحت ڈاکٹر عبدالرحمٰن العودی ۱۲ر اکتوبر ۷۶ء کو سانتا کروز ہوائی اڈے پر اترے تو ڈاکٹر بیون جی بسوزا، وزیر مملکت برائے صحت عامہ نے آپ کو خوش آمدید کہا۔

عابد صاحب نے فرمایا "جی نہیں، سبھی ان کا احترام کرتے ہیں۔ اور ان پر اعتماد رکھتے ہیں، کیوں کہ ان کے دل میں غریبوں کے لئے بڑی محبت ہے۔

آپ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ لبنان میں بائیں بازو کے لوگ صرف مسلمان ہیں۔ مگر یہ غلط ہے۔ یہ امریکی اور مغربی ملکوں کا پھیلایا ہوا وہم ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بائیں بازو میں سبھی غریب لوگ ہیں اور دائیں بازو میں مفاد پرست امیر ہیں۔ بائیں بازو میں غریب عیسائی بھی ہے اور دائیں بازو میں مالدار اور منافع خور مسلمان بھی ہیں۔ جو اپنی جائداد لیکر یورپ بھاگ رہے ہیں۔ یہ امیروں اور غریبوں کی جنگ ہے اور اس میں فتح آخرکار غریبوں کی ہی ہونا لازمی ہے۔ کیونکہ ان کی تعداد زیادہ ہے۔ امیر تو مٹھی بھر ہیں اور وہ بیرونی طاقتوں کے بل بوتے پر ٹکے ہوئے ہیں۔ اگر کل امریکہ اس جنگ سے دستبردار ہو جائے تو ایک دن میں اس جنگ کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔

لبنانی باشندے کے بارے میں عابد صاحب نے فرمایا "مغربی اثر کی وجہ سے لبنانی باشندہ بڑا مادہ پرست ہو گیا ہے وہ صرف آج کی سوچتا ہے۔ دن بھر محنت کرکے جو کچھ وہ کماتا ہے اسے رات کی عیاشی میں اڑا دیتا ہے۔ کل کی بات کل دیکھی جائے گی۔ اس کا مذہب بھی بالکل اوپری سطح کا ہوتا ہے۔ صرف عیسائیوں سے رقابت کرنے کے لئے، اگر عیسائی ایک من بارود اڑائے تو ہم قرضہ لیکر بھی دس من بارود چھوڑیں گے۔ یہ ہے ہمارا مذہب۔

عابد صاحب کی بے لاگ باتیں مجھے بڑی دل چسپ لگیں۔

پیار و محبت کا جذبہ

عام طور پر لوگ ایسے مقامات کا سفر کرتے ہیں جہاں کوئی دیکھنے لائق غیر معمولی چیزیں موجود ہوں۔ مثلاً قدرت کے نظارے یا تاریخی یا خوبصورت عمارتیں وغیرہ۔ مگر بہت کم لوگ دوسرے ممالک کے عوام سے جان پہچان حاصل کرنے کے ارادے سے سفر کرتے ہیں۔ خلیج کے ممالک کا میرا دورہ اسی مقصد کو سامنے رکھ کر کیا گیا تھا۔ اور مجھے خوشی ہے کہ مجھے اپنے مقصد کو حاصل کرنے میں کافی کامیابی حاصل ہوئی۔ ان چار ملکوں میں ۲۰ روز کے دوران میں نے کئی نئی پرانی چیزیں دیکھیں مگر میری اصل دل چسپی تو وہاں کے انسان میں تھی جس کو مذہب کی دیوار الانگھ کر میں اپنا دوست بنانا چاہتا تھا۔ یہ دوستی مجھے خوب ملی۔ عمان کے ایک دور دراز گاؤں میں جاکر وہاں کے عرب باشندے کا گھر میں نے اندر سے دیکھا۔ گھر کے لوگوں سے ملا۔ عورتوں نے مجھ سے بالکل پردہ نہیں کیا۔ گویا میں ان کا سگا بھائی تھا۔ مجھ سے کہا گیا تھا کہ کوئی عرب غیر کو اپنے گھر میں قدم نہیں رکھنے دیتا مگر میں ان کے گھروں میں پہنچ جانے میں کامیاب ہوا۔ اس میں میں اپنی بڑائی نہیں دیکھتا۔ میں اس سے صرف یہی نتیجہ نکالتا ہوں کہ

عربوں کے دلوں میں ہم ہندوستانیوں کے متعلق چاہے ہندو ہو یا مسلمان یا عیسائی، پیار و محبت کا جذبہ موجزن ہے۔ اپنے خیر سگالی دورہ کا یہی نتیجہ میں نے نکالا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ میرے دورے سے خیر سگالی کے اس جذبے کو تقویت پہنچے گی۔ (آمین)

نیپال کے شہزادہ گیانیندر بیر بکرم شاہ، شہزادی کومل راجیہ لکشمی دیوی شاہ اور شہزادہ دھیریندر بیر بکرم شاہ کا ۹ نومبر ۷۶ء کو سانتا کروز ہوائی اڈے پر خیر مقدم۔ اس تصویر میں وزیر اعلیٰ مہاراشٹر شری ایس۔ بی۔ چوان، میئر بمبئی شری منوہر جوشی، شریمتی کسم تائی چوان اور ڈاکٹر لیونے ڈیسوزا وزیر مملکت برائے پروٹوکول بھی نظر آرہے ہیں۔

★

۲۶ر اکتوبر ۷۶ء کو "حلیم اکاڈمی آف ستار" کے افتتاح پر لی گئی تصویر جس میں شری شنکر راؤ چوان، وزیر اعلیٰ مہاراشٹر، شری سوشیل کمار شندے وزیر مملکت برائے سماجی بہبود اور استاد عبدالحلیم جعفر خان دیکھے جاسکتے ہیں۔

شری رام ناتھ پانڈے، وزیر مملکت برائے محنت، ٹرانسپورٹ اور سیاحت ۲۴ر اکتوبر ۷۶ء کو یوم اقوام متحدہ تقریب میں خطاب فرمارہے ہیں۔ تصویر میں شری ڈی۔ کے بھٹناگر، سکریٹری ایم۔ یو۔ این۔ اے، شری مدھوسدن ورلے، نائب صدر ایم۔ یو۔ این۔ اے، شری ایچ۔ ایم۔ [illegible]، چیرمین ایم۔ یو۔ این۔ اے، شری ایم۔ اشیور راج، ماحکر، چیف ڈائرکٹر ڈائرکٹوریٹ جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز اور شری دنو دادو، وزیر اعلیٰ کے پریس سکریٹری تشریف فرما ہیں۔

شری جے۔ بی۔ ڈیسوزا، چیف سکریٹری حکومت مہاراشٹر ۲۱ اکتوبر ۷۶ء کو "پولیس یادگار دن" پر ناگپور میں "یادگاری نشان" پر پھول چڑھا رہے ہیں۔

وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان سانتا کروز ہوائی اڈے پر ۱۹ نومبر ۷۶ء کو صدر بلغاریہ مسٹر ٹوڈور ژیوکوف کا خیر مقدم کر رہے ہیں:

لوک راجیہ کا "سنت گیانیشور" خصوصی نمبر۔۔ وزیر اعلیٰ مہاراشٹر شری شنکر راؤ چوان کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔

اُردو ادیبوں، شاعروں اور صحافیوں کی حوصلہ افزائی کی اسکیم

مہاراشٹر اسٹیٹ اُردو اکادمی کی اس اسکیم کے تحت ایسے اُردو ادیب، شاعر اور صحافی جن کی تخلیقات درج ذیل مقررہ مدّت کے دوران شائع ہوئی ہوں، اس انعامی مقابلے میں حصہ لے سکتے ہیں۔

انعامات:

پہلا انعام	۲,۰۰۰ روپے
دوسرا انعام	۱,۰۰۰ روپے
تیسرا انعام	۵۰۰ روپے

یہ انعامات مندرجہ ذیل میں سے ہر موضوع پر لکھی ہوئی کتاب پر دیئے جائیں گے۔

۱۔ اُردو نظم (شعر و سخن)
۲۔ اُردو نثر (ناول، افسانہ، ڈرامہ)
۳۔ بچوں کا ادب
۴۔ تکنیکی ادب (سائنس، علمی اور تنقیدی)
۵۔ صحافت

شرائط داخلہ: مقابلے میں شرکت کے لئے مندرجہ ذیل شرائط کی پابندی ضروری ہوگی۔

۱۔ مصنف ریاست مہاراشٹر کا باشندہ ہو۔
۲۔ مقابلے میں بھیجی ہوئی کتاب اس کی اپنی تخلیق ہو۔
۳۔ مذکورہ کتاب پہلا ایڈیشن ہو۔
۴۔ مقابلے کے لئے صرف مطبوعہ جلدیں بھیجی جائیں (مسودے قبول نہیں کئے جائیں گے)
۵۔ کتاب اپریل ۱۹۷۴ء سے دسمبر ۱۹۷۵ء کے دوران شائع ہوئی ہو۔
۶۔ مذکورہ کتاب کی چھ جلدیں حسب ذیل معلومات کے ساتھ ۱۵ر دسمبر ۷۶ء تک مہاراشٹر اسٹیٹ اُردو اکادمی کے دفتر سچیوالیہ بمبئی ۳۲ میں پہنچ جانی چاہئیں۔

(ا) کتاب کا نام
ب۔ موضوع جس کے تحت کتاب کو مقابلے میں شامل کیا جائے۔
ج۔ مصنف کا نام اور پتہ
د۔ کتاب کی تاریخ اشاعت
۷۔ اس بات کا صداقت نامہ کہ مقابلے میں بھیجی گئی کتاب مصنف کی اپنی تخلیق اور طبعزاد ہے۔

انتخاب کا طریقہ:

۱۔ اُردو اکادمی کا بورڈ ہر موضوع کے لئے کمیٹی تشکیل کریگا جو مہاراشٹر اسٹیٹ اُردو اکادمی کو انعامات کے سلسلے میں بھیجی گئی کتابوں کی جانچ کرے گی۔

۲۔ موضوع نمبر (۵) صحافتی ادب کے ضمن میں اخباروں اور رسالوں سے درخواست کی جائیگی کہ وہ مقررہ مدّت کے دوران تخلیقی مضامین اور مقالات لکھنے والے تین یا تین سے کم صحافیوں (بشمول رپورٹر، ایڈیٹر اور سب ایڈیٹر) کے نام تجویز کریں۔ اس مقصد کے لئے تشکیل کی ہوئی کمیٹی ان تمام تجاویز کا جائزہ لے گی۔

۳۔ بورڈ ان کمیٹیوں کی تجاویز کا جائزہ لیگا اور چیرمین کا فیصلہ آخری ہوگا۔

طریقہ تقسیم انعامات:

۱۔ انعام یافتگان کو مہاراشٹر اسٹیٹ اُردو اکادمی کی جانب سے منعقد کئے جانے والے پروگرام میں انعامات تقسیم کئے جائیں گے۔

۲۔ پروگرام میں شرکت کے لئے بیرون بمبئی سے آنے والے انعام یافتگان اور ان کے شریک حیات کو تین روز تک سرکاری مہمان متصوّر کیا جائے گا اور ان کا بمبئی آمد و رفت کا سفر خرچ اکادمی برداشت کرے گی۔ علاوہ ازیں وہ قواعد کے مطابق یومیہ الاؤنس کے بھی مستحق ہوں گے۔

نوٹ: اس مقابلے میں شرکت کیلئے کوئی داخلہ فیس یا داخلہ فارم نہیں ہے۔ مصنّفین اپنی کتابیں سکریٹری، مہاراشٹر اسٹیٹ اُردو اکادمی، سچیوالیہ بمبئی ۳۲ کو مذکورہ شرائط پر عمل کرتے ہوئے ۱۵ر دسمبر ۱۹۷۶ء تک بھیج سکتے ہیں۔

غربت مٹانے کے لئے متحدہ جدوجہد

شری سنجے گاندھی

انڈین یوتھ کانگریس کے لیڈر شری سنجے گاندھی نے ماہ اکتوبر کے آخری ہفتہ میں تین دن مہاراشٹر کا دورہ کیا تھا۔ اس موقع پر آپ ممبئی میں باندرہ کھاڑی پر واقع "جماعتِ جمہوریہ کالونی" بھی دیکھنے گئے تھے اور وہاں آپ نے ۲۹ اکتوبر کو پہلا مکان جھونپڑپٹی کے ایک باسی شری عبدالرحمٰن دادا میاں کو دیا، جو کیلے بیچتے ہیں۔

گندی بستی سدھار اسکیم کے تحت جھونپڑپٹی کے ۵۲۴ باسیوں کے لئے سستے مکانات کی تعمیر کا کام شروع کیا گیا تھا۔

اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے شری گاندھی نے فرمایا کہ "میں کم بولنا اور زیادہ کام کرنا بہتر سمجھتا ہوں، کیونکہ یہی وقت کا تقاضا ہے۔" آپ نے لوگوں سے گذارش کی کہ غربت کو مٹانے کے لئے متحد ہو کر کام کرنا چاہئے۔

شری سنجے گاندھی نے شری عبدالرحمٰن سے کہا کہ کنبے کو چھوٹا رکھنا چاہئے کیونکہ اس سے بھی غربت دور کرنے میں مدد ملے گی۔

وزیر اعلیٰ شری ایس۔ بی چوان شری سنجے گاندھی کے ہمراہ تھے۔ نیز ڈاکٹر رفیق زکریا، وزیر محصول اور شری پربھاکر کنفٹے، وزیر مملکت برائے ہاؤسنگ اور پبلک ورکس بھی اس موقع پر موجود تھے۔

شری احمد زکریا، میونسپل کونسلر نے شری گاندھی کا خیر مقدم کیا۔ شری محمد ہارون، جنرل سکریٹری جماعتِ جمہوریہ نے شکریہ ادا کیا۔

وی شانتا رام کی ۷۵ ویں سالگرہ

وزیر اعلیٰ کی جانب سے مبارکباد

وزیر اعلیٰ، شری شنکر راؤ چوان نے مشہور فلم پروڈیوسر شری وی شانتا رام کو ۷۵ ویں سالگرہ پر اپنی نیک خواہشات ارسال کیں جو ۱۸ نومبر ۱۹۷۶ء کو پڑی تھی۔

شری وی۔ شانتا رام کے نام اپنے پیغام مبارکباد میں وزیر اعلیٰ نے فرمایا کہ "میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ ۷۵ سالہ بوڑھے نہیں بلکہ ۷۵ سالہ جوان ہیں۔ ایک ہدایت کار، اداکار اور پروڈیوسر کی حیثیت سے آپ نے فلمی دنیا کی خدمت کی اور اسے نیا روپ دیا مگر سب سے روشن کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے متحرک فلموں میں سماجی ذمہ داریوں کے تصور کو سمویا اور انھیں معمولی حکایاتی کہانیوں سے اٹھا کر سماجی مقاصد کا علم بردار بنا دیا۔

خدا آپ کو سلامت رکھے اور فلمی دنیا میں ابھرنے والی نسل آپ سے فیضیاب ہوتی رہے۔

نابینا اشخاص کیلئے مساعی واقع

وزیر اعلیٰ مہاراشٹر شری شنکر راؤ چوان نے ۱۱ نومبر کو دھولے میں "دھولے اسکول فار بلائنڈ" کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے نابینا اور معذور اشخاص کے لئے تعلیم و تربیت

شری سنجے گاندھی، شری عبدالرحمٰن دادا میاں سے ہاتھ ملاتے ہوئے۔

کے مساوی مواقع بہم پہنچا کر ان میں اعتماد پیدا کرنے کی ضرورت جتائی اور فرمایا کہ یہ اعتماد پیدا ہونے کے بعد معذور اشخاص نے مختلف میدانوں میں اپنی صلاحیتوں کو نمایاں طور سے ثابت کر دیا ہے۔

وزیر اعلیٰ نے لوگوں سے یہ اپیل بھی کی کہ وہ بعد از مرگ آنکھ کا عطیہ دیں جس سے نابینا افراد کی بینائی بحال کی جا سکتی ہے۔
اس موقع پر حاضر ایک ہمدرد شری مدھوکر شنکر دوسانے وزیر اعلیٰ کی اپیل پر فوراً اس کے لئے رضامندی دیدی۔

شری چوان نے چیف منسٹرس ریلیف فنڈ میں سے ۱۱,۰۰۰ روپے کا عطیہ اسکول کو دینے کا اعلان بھی کیا۔

نئی عمارت کی تعمیر کے لئے اسکول کو ۲٫۵ لاکھ روپے کی امداد بھی ملی ہے۔

دیہی معاشی ترقی کیلئے دستکاروں کی حوصلہ افزائی

— وزیر اعلیٰ کا بیان

وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان نے دیہی معیشت کی بہتری کی خاطر دیہاتوں کے دستکاروں کی امداد اور حوصلہ افزائی کی ضرورت جتائی۔

وزیر اعلیٰ ۱۰ نومبر ۱۹۷۶ء کو بیچوالیہ میں کھادی اور ویلیج انڈسٹریز کونسل کے پہلے اجلاس سے خطاب کر رہے تھے۔ انھوں نے فرمایا کہ ریاست کے دیہاتوں میں ۲٫۹۵ لاکھ دستکار ہیں ان میں سے اب تک ویلیج انڈسٹریز بورڈ کی جانب سے ۶۸۰۰۰ سے زائد دستکاروں کو امداد بہم پہنچائی جا چکی ہے۔ بورڈ کو چاہیئے کہ وہ ان دستکاروں کا استحصال نہ ہونے دے جو دیہی معیشت کی ترقی میں ہاتھ بٹا رہے ہیں۔ نیز ان دستکاروں کی مدد کے لئے مقررہ اور فرسودہ قوانین اور طریقہ کار میں خاطر خواہ ترمیم کی جائے۔

ٹیکسٹائل انڈسٹری کی جانب سے جنتا کپڑا تیار کرنے پر احتجاج کا حوالہ دیتے ہوئے وزیر اعلیٰ نے فرمایا کہ اس معاملہ میں تحقیق کی جائے گی۔ بہر حال انھوں نے یہ رائے بھی پیش کی کہ کھادی اور ویلیج انڈسٹریز کمیشن کو چاہیئے کہ وہ جنتا کپڑا کم نرخوں پر تیار کرنے کی صورت نکالے۔

انھوں نے دیہی علاقوں کی صنعتی امدادِ باہمی ادارہ جات کی گرتی ہوئی معاشی حالت کے بارے میں بھی تحقیقات کرنے کی صلاح دی انھوں نے فرمایا کہ ہمیں مستحق اداروں کی معاشی طور پر حوصلہ افزائی کرنی چاہیئے۔

وزیر اعلیٰ نے ریاستی حکومت کی جانب سے کونسل کی ان تمام اسکیموں میں بھر پور تعاون کا یقین دلایا جن سے دیہی آبادی کو فائدہ پہنچے

شری اے۔ ایم۔ تھومس، چیرمین کھادی کمیشن نے، جو کہ اس موقع پر مہمانِ خصوصی بھی تھے مہاراشٹر کھادی اور ویلیج انڈسٹریز بورڈ کی مختلف میدانوں میں حاصل کردہ کامیابیوں کے

وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان ۱۰ نومبر کو بیچوالیہ میں کھادی اور ویلیج انڈسٹریز کاؤنسل کے اجلاس کا افتتاح کر رہے ہیں۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں (بائیں سے دائیں جانب) شری یو این گائیکواڑ، وزیر مملکت برائے صنعت، شری وی ایس پاگے، چیرمین لیجسلیٹو کونسل، شری تھومس، چیرمین کھادی کمیشن اور مہاراشٹر پردیش کانگریس کمیٹی کے صدر شری پی کے ساونت نظر آرہے ہیں۔

مبارکباد دی۔ انھوں نے ریاستی بورڈ کی اسکیموں کے لئے کمیشن کی جانب سے مزید مالی امداد کا یقین دلایا۔

شری یو۔ این۔ گائیکواڑ، وزیر مملکت برائے صنعت اور شری دی۔ ایس پاگے، بورڈ کے چیئرمین نے بھی اس موقع پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

اس سے قبل شری ٹی۔ ایس۔ بھرڈے، بورڈ کے وائس چیئرمین نے وزیر اعلیٰ اور مہمانوں کا خیرمقدم کیا۔

شری دین دیال گپتا نے شکریہ ادا کیا۔

اس موقع پر شری پی کے ساونت، صدر، مہاراشٹر پردیش کانگریس کمیٹی اور شری بریدہ دُوبے، بورڈ کے ممبر بھی موجود تھے۔

سلم سُدھار کے لئے کم شرح پر قرض شری پی۔ کے کنٹے کا اعلان

"اسٹیٹ بنک آف انڈیا بمبئی عظمیٰ میں صرف چار فیصد شرح پر سلم سُدھار پروگرام کے لئے مالی امداد دے گا" ــــــــ یہ اعلان شری پی۔ کے کنٹے، وزیر مملکت برائے ہاؤسنگ نے ۱۲ نومبر کو دھاراوی میں لال بہادر شاستری نگر کوآپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹی کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے کیا تھا۔

شری کنٹے نے فرمایا کہ یہ گندی بستیوں کے ۲۵ ہزار خاندانوں کے لئے بہتر رہائش کے پروگرام کا آغاز ہے۔ فی مکان کل تین ہزار روپے کی لاگت میں سے دو ہزار روپے کی رقم اسٹیٹ بنک کی جانب سے بطور قرض ہوگی۔ سُود کی کم شرح سے غریبوں کو فائدہ پہنچے گا۔

آپ نے جھونپڑپٹی کے باسیوں سے اپیل کی کہ وہ فی مکان ایک ہزار روپے کے حساب سے اپنا حصّہ جلد سے جلد جمع کر دیں۔ آپ نے یہ بھی بتایا کہ جھونپڑپٹیوں میں چھوٹے چھوٹے اچھے مکانات بنائے جائیں گے۔ جن میں سے ایک مکان کا رقبہ ۱۵۰ مربع فٹ ہوگا۔

شریمتی کُسم تائی چوان نے جو مہمان خصوصی تھیں، یہ خیال ظاہر کیا کہ سلم سُدھار کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ بُری عادتیں بھی ترک کی جائیں تاکہ زندگی اور بہتر ہو۔

اسکول نظامیہ میں بہتری لانے کی ضرورت

ــــــ وزیر اعلیٰ

وزیر اعلیٰ شری شنکر راؤ چوان نے فرمایا کہ جو لوگ سماجی خدمات ذاتی مفاد کے جذبے سے کرتے ہیں تعلیم کے میدان میں ان کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

ماہر تعلیم و سماجی کارکن ڈاکٹر پی۔ آر گھوگرے کی عزت افزائی کے لئے منعقدہ ایک جلسۂ تہنیت سے خطاب کرتے ہوئے وزیر اعلیٰ نے فرمایا کہ صرف ایسے بے لوث سماجی کارکن ہی جن میں غریبوں کی فلاح کا جذبہ موجود ہو اور جو تعلیم کے مقاصد کے لئے ذاتی مفاد کو قربان کر سکیں تعلیمی اداروں کی ذمّہ داری سنبھال سکتے ہیں۔

آپ نے مزید فرمایا کہ تعلیمی اداروں کے انتظامیہ سے ناپسندیدہ عناصر کو ختم کرنے میں ذات پات اور دھرم کا کوئی خیال نہ کرنا چاہئے۔

وزیر اعلیٰ نے ڈاکٹر گھوگرے کی تعلیمی و سماجی خدمات کو سراہتے ہوئے فرمایا کہ ڈاکٹر گھوگرے نے جس آدرش کو پروان چڑھایا ہے وہ قابل تقلید ہے۔

اس موقع پر مراٹھا منڈل کاریالیہ کی ایک نئی عمارت کا افتتاح شریمتی کُسم تائی چوان کے ہاتھوں عمل میں آیا۔

وزیر صحت عامّہ شری کے۔ ایم پاٹل نے جلسہ کی صدارت کی۔

شریمتی پربھا پاٹل وزیر شراب بندی۔ شری آر۔ پی ولوی، وزیر مملکت برائے امور داخلہ اور شری ڈی۔ ڈی چوان، نائب وزیر جنگلات بھی اس موقع پر موجود تھے۔

شری پی۔ کے۔ کنٹے، وزیر مملکت برائے ہاؤسنگ لال بہادر شاستری نگر کوآپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹی کا سنگِ بنیاد رکھ رہے ہیں۔

خون منتقلی سروس

شری پاٹل کے ہاتھوں افتتاح

شری کے. ایم پاٹل، وزیر برائے صحت عامہ، ۱۶ر نومبر کو ہیفکن انسٹی ٹیوٹ میں ہیماٹولوجی اور خون منتقلی سروس کا افتتاح کر رہے ہیں۔ شریمتی لیلا مول گاؤنکر، شریف ممبئی اور ڈاکٹر بی۔ بی گائیتونڈے، ڈائرکٹر ہیفکن انسٹی ٹیوٹ بھی نظر آ رہے ہیں۔

شری کے. ایم پاٹل، وزیر برائے صحت عامہ نے اس بات کا اظہار کیا کہ ریاستی حکومت ہیفکن انسٹی ٹیوٹ ممبئی کو عملاً یونیورسٹی کا درجہ دینا چاہتی ہے۔

وزیر موصوف ۱۶ر نومبر کو ہیفکن انسٹی ٹیوٹ میں ہیماٹولوجی اور خون منتقلی سروس کا افتتاح کر رہے تھے۔

شریمتی لیلا مولگاؤنکر شریف ممبئی نے اس موقع پر صدارت کے فرائض انجام دیئے۔

شری پاٹل نے فرمایا کہ انسٹی ٹیوٹ کو چاہیئے کہ وہ مزید مقررہ مدتی پروگرام جاری کرے، نیز خصوصاً اضلاع میں رہنے والے لوگوں کی فلاح وبہبود کے مدنظر اپلائیڈ ریسرچ اور پیداوار پر خاص طور سے توجہ دے۔ ہیفکن انسٹی ٹیوٹ اپنے مماثل اداروں سے رابطہ قائم کر کے ۱۹۸۵ء تک جذام کے مکمل خاتمہ کے پروگرام میں حکومت کی مدد کر سکتا ہے۔

لوگوں کی ضرورت کے مدنظر خون بینک طریقے کو اختیار کرنے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے شری پاٹل نے خون منتقلی سروس کے ادارے کو اپنی نوعیت کا مثالی ادارہ قرار دیا۔

وزیر موصوف نے ہیفکن انسٹی ٹیوٹ کی، جو دو خود مختار حصّوں میں منقسم ہے ستائش کرتے ہوئے فرمایا کہ دونوں حصے بالترتیب طبّی ریسرچ اور ادویہ سازی میں کامیابی کے ساتھ اپنا کام جاری رکھے ہوئے ہیں۔

اپنے صدارتی خطبہ میں شریمتی لیلا مولگاؤنکر نے انسٹی ٹیوٹ کے مختلف ریسرچ پروجیکٹوں، خون منتقلی سروس اور اس کے فوائد پر روشنی ڈالی انھوں نے اس بات کا یقین دلایا کہ ہیفکن انسٹی ٹیوٹ خون کی منتقلی کے لیے معمولی فیس وصول کریگا

ڈاکٹر بی۔ بی گائیتونڈے، ڈائرکٹر آف انسٹی ٹیوٹ نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا اور ڈاکٹر (شریمتی) چینگ ایا، میڈیکل افسر بلڈ بینک نے شکریہ ادا کیا۔

اِمداد باہمی تحریک میں غریبوں کی شرکت

وزیر اعلیٰ کا ارشاد!

وزیر اعلیٰ مہاراشٹر، شری شنکر راؤ چوان نے امداد باہمی تحریک میں پھر سے غریبوں کی شمولیت پر زور دیا تاکہ وہ بھی اس تحریک کی تمام تر سہولتوں سے فیضیاب ہو سکیں۔

۱۴ر نومبر سے منائے گئے امداد باہمی ہفتہ کے موقع پر وزیر اعلیٰ نے اپنے حسب ذیل پیغام میں یہ خیال ظاہر کیا تھا۔

" امداد باہمی تحریک عام انسانوں کی زندگی کو خوش حال اور روشن بنانے کا اہم ذریعہ ہے۔ امداد باہمی میدان میں ہر سوشل ورکر کا یہ اولین فرض ہے کہ عام لوگ ترجیحی بنیاد پر اس اسکیم کے تحت مراعات سے یقیناً فیضیاب ہوں۔

"انوشاسن پروا" کے مدنظر غریب اور بچھڑے ہوئے افراد کی توقعات بڑھ گئی ہیں ایسے موقع پر ان کی ضروریات و توقعات کو پورا کرنے کے لئے امداد باہمی تحریک خاطر خواہ کام کر سکتی ہے لہٰذا سماج کے معاشی طور سے پسماندہ طبقے کے لوگوں کو امداد باہمی تحریک میں شامل کر کے ان کی زندگی میں بہتری پیدا کی جا سکتی ہے۔ حکومت یہ خیال رکھے گی کہ قاعدہ قانون اس میں حائل نہ ہو۔

" امداد باہمی میدان سے متعلق سوشل ورکروں کو چاہیئے کہ اس ہفتے خاص پروگرام مرتب کر کے اُسے پورا کرنے کی پوری کوشش کریں۔"

وزیراعلیٰ شری شنکر راؤ چوان ۱۹ نومبر کو سچیوالیہ میں ممبئی میں مقیم جاپان کے قونصل جنرل مسٹر یکیسی موٹو سے محوِ گفتگو

جاپان کے قونصل جنرل کی وزیراعلیٰ سے ملاقات

ممبئی میں مقیم جاپان کے قونصل جنرل شری موٹو نے ۱۹ نومبر کو سچیوالیہ میں وزیراعلیٰ شری شنکر راؤ چوان سے رسمی ملاقات کی۔ اس موقع پر مہاراشٹر سے جاپان کو کپاس کی برآمد کے امکانات پر بھی بات چیت ہوئی۔

شری چوان نے قونصل جنرل کو مطلع کیا کہ دو سال قبل ایک ریاستی جماعت نے جاپان کا دورہ کیا تھا اور اس کے نتیجہ میں جاپان کو مہاراشٹر سے تقریباً ۲۰۰۰۰ کپاس کی گانٹھیں برآمد کی گئی تھیں

شری تکیشی موٹو نے بہتر تجارتی امکانات کے بارے میں جاپان کے تجارتی اداروں سے تبادلۂ خیال کا وعدہ کیا۔

وزیراعلیٰ نے شری موٹو کو بتایا کہ حکومت مہاراشٹر اس وقت زراعتی اور صنعتی پیداوار بڑھانے کے لئے آبپاشی اور برقی قوت فراہم کرنے پر خاص توجہ دے رہی ہے۔

خاندانی منصوبہ بندی کا تذکرہ کرتے ہوئے شری چوان نے کہا کہ حکومت غربت کے خلاف جنگ میں آبادی کی روک تھام کے ہتھیار کو سب سے زیادہ ترجیح دے رہی ہے۔

شری موٹو نے جاپان کے بارے میں اطلاع دیتے ہوئے کہا کہ دوسری جنگ عظیم سے قبل وہاں اوسطاً پانچ یا زائد بچے ایک خاندان میں ہوتے تھے جو کہ اب صرف دو رہ گئے ہیں

بوری پرجیکٹ کا افتتاح

وزیراعلیٰ شری شنکر راؤ چوان نے پانی کے موجودہ طریقہ تقسیم میں تبدیلی کی تجویز پیش کی تاکہ جن افراد کے پاس ۵ ایکڑ اراضی ہے اُن کی کم از کم ایک ایکڑ اراضی پر آبپاشی کی جاسکے

وزیراعلیٰ حال ہی میں ۳ کروڑ روپے کی لاگت کے بوری آبپاشی پرجیکٹ کا افتتاح کر رہے تھے۔

وزیراعلیٰ نے مزید فرمایا کہ آبپاشی کی سہولتیں اب تک محض دولتمند بارسوخ کسانوں کو ہی مہیا تھیں لیکن اب اس طریقہ کو بدلنا چاہیئے اور ایسے کسانوں کو بذاتِ خود چھوٹے کسانوں کی امداد کے لئے آگے بڑھنا چاہیئے جس سے اوسط پیداوار میں اضافہ کیا جاسکے گا۔ اس کے علاوہ غریبوں کو خوشحالی کی ضمانت مل سکے گی۔

سماجی و معاشی پروگرام کے تحت چھوٹے کسانوں کی امداد کے لئے کئے گئے مختلف اقدامات کا حوالہ دیتے ہوئے وزیراعلیٰ نے فرمایا کہ پسماندہ افراد کو چاہیئے کہ وہ خود غریبی سے چھٹکارہ پانے کے لئے جد و جہد کریں اگر ایک مرتبہ اس راہ میں وہ آگے بڑھ گئے تو خوشحالی ان کے قدم چومے گی

اس موقع پر وزیر صحت عامہ، شری کے ایم۔ پاٹل نے صدارت کے فرائض انجام دیئے۔

اس تقریب میں وزیر نشہ بندی، شریمتی پرتبھا پاٹل، وزیر مملکت برائے آبپاشی شری شام راؤ کدم اور نائب وزیر برائے جنگلات شری ڈی۔ ڈی چوان بھی موجود تھے۔

کشیدہ کاری کی نمائش

وزیراعلیٰ شری شنکر راؤ چوان نے ۲۱ نومبر کو کاؤس جی جہانگیر ہال، ممبئی میں شریمتی لتا دلش مکھ کی زری اور کشیدہ کاری نمائش کا افتتاح کیا۔

شریمتی کسم تائی چوان، شری ایس۔ کے وانکھیڈے، اسپیکر مہاراشٹر لیجسلیٹو اسمبلی اور شری ایس۔ این سپکال، وزیر مملکت برائے زراعت بھی اس موقع پر موجود تھے۔

لیوی اسکیم کی عمل آوری

شری آر۔ بی۔ کنبھار، وزیر برائے غذا و شہری رسد نے حال ہی میں کلکٹران اور اپیکس مارکٹنگ فیڈریشن کے افسران، مالیاتی ایجنسیوں اور سب ایجنٹوں کے نمائندوں کے اجلاس میں بمبئی ڈویژن کے اضلاع میں لیوی اناج حصولیابی حالت کا جائزہ لیا۔

اس موقع پر شری جاگیش دیسائی، وزیر مملکت برائے شہری رسد اور شری بی۔ کے ہلیے، سکریٹری، محکمۂ غذا و شہری رسد بھی موجود تھے۔

اجلاس میں اس بات کا تذکرہ کیا گیا کہ جاری سال کے دوران بمبئی ڈویژن میں کل ۱۵,۴۵,۰۰۰ کھاتہ داروں میں سے صرف ۲,۱۳,۰۰۰ کاشتکاروں کو لیوی ادا کرنا ہوگی۔ متذکرہ ڈویژن میں لیوی حصولیابی کا تخمینہ ۸۲,۰۰۰ ٹن ہے۔ مہاراشٹر اسٹیٹ کوآپریٹو مارکٹنگ فیڈریشن لمیٹڈ، بمبئی، خریداری کے لئے سرکار کے خاص ایجنٹ کے فرائض انجام دے رہا ہے۔ بمبئی ڈویژن میں ایپکس مارکٹنگ فیڈریشن نے دھان اور چاول کی حصولیابی کے لئے ۲۱۹ خریداری کے مراکز نیز جوار و باجرہ کے لئے ۸۶ خریداری کے مراکز کھولے ہیں۔ دھان و چاول خریداری مراکز ۵۱ سب ایجنٹ اور جوار و باجرہ خریداری مراکز ۴۷ سب ایجنٹ چلا رہے ہیں۔

لیوی اناج کی وصولیابی یکم نومبر سے شروع ہوگئی تھی اور اب تک بمبئی ڈویژن کے اضلاع میں ۱۳۰۰ ٹن غلہ حاصل کیا جا چکا ہے۔

روزگار ضمانت اسکیم
شری کے۔ ایم پاٹل کی وضاحت

شری کے۔ ایم پاٹل، وزیر دیہی ترقیات نے وضاحت کی ہے کہ مالیگاؤں میں انھوں نے روزگار ضمانت اسکیم کے متعلق جو تقریر کی تھی بعض اخبارات نے اس کو توڑ مروڑ کر پیش کیا ہے جس سے غلط فہمی پیدا ہوتی ہے۔

رپورٹ کے مطابق وزیر موصوف نے مبینہ خامیوں کا تذکرہ کیا تھا جن سے غیر سماجی عناصر نے فائدہ اٹھایا نیز یہ بتایا کہ اسکیم کو بروئے کار لانے والے عہدیداروں میں آپس میں تعاون نہیں ہے۔

وزیر موصوف نے مندرجہ ذیل وضاحت جاری کی ہے:

"یہ حقیقت ہے کہ چند غیر سماجی عناصر نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا جبکہ قلت کے زمانے میں روزگار ضمانت اسکیم کے تحت کام جاری تھے۔ بہر حال سماجی کارکنوں اور عہدیداروں کو کسی بھی قسم کی بدعنوانی کے خلاف چوکنا رہنا چاہیئے۔"

میرا بیان ان کاموں سے متعلق تھا جو حالتِ قلت کے دوران جاری تھے۔ اسکیم کے تحت موجودہ جاری کاموں سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

اردو غزلیات میں....

پروانہ

شوق ہے جب سے مجھے اُس کے رخِ پرنور کا
ہے مرا مرغِ نظر پروانہ شمعِ طور ....کا (ذوق)

کرتی ہے زیرِ برقع فانوس تاک جھانک
پروانہ سے ہے شمع مقرر لگی ہوئی (ذوق)

میں ناتواں ہوں خاک کا پروانے کا غبار
اٹھتا ہوں رکھ کے دوشِ نسیمِ سحر پہ ہاتھ (ذوق)

خط تو لکھ سکتا نہیں احوالِ سوزِ دل اُسے
پر بھیج دوں جی میں ہے پروانے کے پر سے باندھ کر (مومن)

بخت پروانہ کے قربان عدو ہوں یعنی
آگ بن جائے ہے وہ گرد پھرو دل میں جس کے (مومن)

کیا کیا جلی ہے بزم میں تجھ سے نہ جب پھرے
پروانے شمع شعلہ شمائل کے آس پاس (مومن)

اے شمع دل گداز کسی کا نہ ہو کہ شب
پروانہ داغ تجھ سے ہوا ہم چلے گئے (سودا)

فیل

تیرا فیل کوہ پیکر بسکہ دریا سیر ہے
ڈالے وہ کوہِ رواں جب اپنا دامن آب میں (ذوق)

کبوتر

کس طرح معلوم ہو حالِ دلِ گم گشتہ ہائے
جو کبوتر لے گیا واں نامہ عنقا ہو گیا (مومن)

خط شرحِ ناتوانی ہو گیا اڑتے ہی آہ
جو پر کمزور بازوئے کبوتر سے جدا (ذوق)

چڑیا

چڑیا سے لے بچا ہے نہ سیمرغ تک کبھو
شہباز عشق کا بھی عجب چنگ ہے وسیع (سودا)

شاہین

خیالِ پنجۂ مژگاں میں یہ احوال ہے دل کا
کہ جیسے صید کو شاہیں کا چنگل سلتا ہے (سودا)

چکور

ہیں نہ چکوا ہوں نہ وہ چکوی پھر آخر کس لئے
رہتے ہیں شب تا سحر دونوں بہم، دونوں جدا (ذوق)

ؔنگلی جانوروں کا تحفظ

ؔنون تین ریاستوں میں نافذ

تین اور ریاستی اسمبلیوں نے قرار داد
ں کرکے جنگلی جانوروں کے تحفظ سے متعلق
ون پر عمل کرنے کی رضامندی ظاہر کی ہے ۔
لیمینٹ میں یہ قانون ۱۹۷۲ء میں پاس ہوا تھا۔
، تین ریاستوں میں آسام میگھالیہ اور سکم
شامل ہیں۔

ناگالینڈ اور جموں و کشمیر کو چھوڑ کر ان
ستوں میں مذکورہ قانون کے نفاذ کے بعد ملک
کی تمام ریاستوں میں اس پر عمل شروع ہوگیا
ہے۔

اس قانون کی رو سے اُن جانوروں اور
ندوں کا شکار ممنوع قرار دیا گیا ہے جن کی نسل
ی سے ختم ہوتی جارہی ہے ۔ دوسرے جانوروں
پرندوں کے شکار کے لئے متعلقہ ریاستوں
چیف وائلڈ لائف وارڈن سے پیشگی اجازت
ضروری ہے۔

شیر جیسی دم والے بندروں کا تحفظ

تامل ناڈو میں کالاڈ جنگل کو جنگلی جانوروں
کی ایک پناہ گاہ قرار دیئے کا اعلان کیا گیا ہے۔
اس اعلان سے یہ امید پیدا ہوگئی ہے کہ وہاں
پائے جانے والے ان بندروں کی نسل جن کی
دم شیر کی طرح ہوتی ہے نیست و نابود ہونے
سے اب بچ جائے گی۔ یہ مخصوص قسم کے
بندر دنیا کے سب سے زیادہ خوب صورت اور
نایاب جانوروں میں شمار کئے جاتے ہیں۔ ان
بندروں کے رہنے کی جگہوں کی بربادی اور انہدام
نیز ان کے اندھا دھند شکار کے باعث ان کی
نسل بڑی تیزی سے ختم ہوتی جارہی تھی۔

وزیر اعظم کی مداخلت پر تامل ناڈو سرکار
نے نہ صرف اس جنگل کو جنگلی جانوروں کی
پناہ گاہ قرار دیا ہے بلکہ جنگلوں میں پیڑوں کی
اندھا دھند کٹائی کو روکنے کے بھی اقدامات
کئے ہیں۔

غیر ممالک میں ہندوستانی نمائش

چھوٹی صنعتوں کو رعایت

اسٹیٹ ڈائرکٹوریٹ آف انڈسٹریز، سولفیجی
ہانگ کانگ، کوالالمپور اور ترپولی (لیبیا) میں منعقد
ہونے والی ہندوستانی نمائشوں میں حصہ لے گا۔
مہاراشٹر کی چھوٹے پیمانے کی صنعتوں کو
اس صورت میں کہ وہ ڈائرکٹوریٹ کے توسط سے
ان نمائشوں میں شرکت کریں جگہ کے کرایے میں
۵۰ فیصد رعایت دی جائے گی۔

حصہ لینے کے خواہش مندوں کو دریافت
کرنے پر نمائشوں سے متعلق تمام تر تفصیلات بہم
پہنچائی جائیں گی۔

سُوا فیجی میں ہندوستان کی نمائش میں
تیار کردہ غیر روایتی اشیاء مثلاً یادر پریسس پلیٹ
بینڈنگ مشین، الومینیم کے برتن اور سنے پروجیکٹر
وغیرہ کی نمائش کی جائے گی۔

خواہش مند ایکسپورٹروں کو مشورہ دیا جاتا
ہے کہ وہ ڈائرکٹر آف ایکسپورٹ پروموشن، نیو
ایڈمنسٹریٹو بلڈنگ' بالمقابل سچیوالیہ بمبئی ۳۲ سے مزید
معلومات حاصل کریں۔

نرسنگ کے لئے رجسٹریشن سرٹیفکٹ ضروری

نجی نرسنگ اداروں کو آگاہی

مہاراشٹر نرسنگ کونسل کو اس بات کی اطلاع
ملی ہے کہ بعض نجی نرسنگ بیورو ایسے افراد کو نرسنگ
پریکٹس کے لئے بھیجتے ہیں جو کہ غیر تربیت یافتہ
اور کونسل کے تحت رجسٹرڈ نہیں ہیں۔ قانونی طور پر
محض تربیت یافتہ اور رجسٹرڈ نرسوں وغیرہ کو ہی
یہ اجازت ہے کہ وہ نرسنگ کا کام انجام دیں۔

ایسے افراد یا ایسے ادارہ جات کو جو نرسوں
کو ملازم رکھتے ہیں مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ بطور
نرس ملازم رکھنے سے پہلے اس کا رجسٹریشن سرٹیفکٹ
دیکھ لیں۔ غیر تربیت یافتہ افراد کو محض دیکھ بھال
کی غرض سے رکھا جاسکتا ہے۔

پنچایت انتظامیہ میں بدعنوانیاں

روک تھام کے لئے اڑن دستہ

ریاست کی ضلع پریشدوں، پنچایت سمیتیوں اور
گرام پنچایتوں میں ہونے والی بدعنوانیوں کے خاتمے

کے لئے حکومت مہاراشٹر نے ایک اڈہاک دستہ مقرر کرنے کا فیصلہ کیا ہے جو محکمہ دیہی ترقیات کے تین افسران پر مشتمل ہوگا۔

یہ دستہ وزیر مملکت اور سکریٹری برائے محکمہ دیہی ترقیات کی ہدایات پر مخصوص واقعات کی چھان بین کریگا اور حکومت کو اپنی رپورٹ پیش کرے گا۔

احمد نگر میں اپرینٹس کورس

حکومت مہاراشٹر نے ۲۹ جنوری سے ۲۹ مارچ ۱۹۷۷ء تک پروا کیڈرٹ ٹریننگ سینٹر، احمد نگر میں ۱۴ ویں کورس کو چلانے کی منظوری دی ہے۔ اس کورس کے تحت انڈین نیوی میں آرٹیفیسر اپرینٹس بننے کے لئے تربیت دی جاتی ہے۔

اس دو ماہی کورس کے مصارف کا تخمینہ ۲۰،۲۴۰ روپے ہے۔

کورس میں ۳۰ طلبہ کو داخلہ دیا جائے گا جنھیں ۷ روپے یومیہ شرح سے قیام و طعام کا خرچ دیا جائے گا۔

ریاست میں غیر قانونی سود خوری چھان بین کے لئے کمیٹی کا تقرر

حکومت مہاراشٹر نے شری وی۔ ایس۔ پاگے، چیرمین لیجسلیٹیو کونسل کی سربراہی میں ریاست میں غیر قانونی سود خوری کی گہری چھان بین کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی ہے۔

اس کمیٹی کا تقرر رشید امن کمیٹی کی سفارشات پر غور و خوض کرنے کے بعد کیا گیا ہے جو کہ مختلف ریاستوں میں دیہی قرضوں سے چھٹکارہ قانون بننے کے بعد سرمایہ کے مسائل پر غور کرنے کے لئے مرکزی حکومت نے قائم کی تھی۔

کمیٹی کے دیگر ممبران یہ ہیں: شری۔ ایم جی۔ بسکرے، ایم ایل اے۔ شری ڈی۔ این۔ میٹکری، ایم۔ ایل۔ اے۔ شری جے۔ جی۔ اسکر، ایم ایل اے۔ شری پی۔ ایم۔ بیجر سکر، ایم۔ ایل۔ اے۔ ڈاکٹر ایس۔ ڈی۔ پونیکر، ٹاٹا انسٹی ٹیوٹ آف سوشیل سائنس، بمبئی۔ ڈائرکٹر آف ٹرائیبل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، پونے، شری پی۔ جی۔ کورنے، جائنٹ رجسٹرار آف کوآپریٹیو سوسائیٹیز اور ڈپٹی سکریٹری آف انڈسٹریز انرجی اینڈ لیبر ڈپارٹمنٹ۔

شری پی۔ پی۔ دھرم ادھیکاری، جائنٹ رجسٹرار آف کوآپریٹیو سوسائیٹیز اور رجسٹرار جنرل آف منی لینڈرس کمیٹی کے ممبر سکریٹری ہوں گے۔

سیلاب امدادی راحت فنڈ

وزیر اعلیٰ سیلاب امدادی فنڈ کے لئے سمورماد کاس اگھاڑی، پنچایت سمیتی سندھ کھیڈ راجہ، ضلع بلڈانہ کی جانب سے ایک ہزار روپے کا عطیہ وصول ہوا۔

خضاب استعمال کرنیوالوں کو آگاہی

بعض قسم کے خضاب (ہیرڈائی) میں پیرافینلین ڈائیمن پائے جاتے ہیں۔ بھنوؤں اور پلکوں پر جن کے استعمال سے پُرعکس اثر یا نابینائی کا خطرہ ہے۔

لہٰذا فوڈ اینڈ ڈرگ ایڈمنسٹریشن خضاب استعمال کرنے والوں کو آگاہ کرتا ہے کہ لیبل پر چھپی ہوئی ہدایات کے مطابق اس قسم کا خضاب استعمال کرنے سے قبل اس کی مکمل جانچ کرلیں۔

کاغذ اور نمک سازی صنعت کے لئے خصوصی بھتے

حکومت مہاراشٹر نے اقل ترین اجرت ایکٹ بابت ۱۹۴۸ء کے تحت چند مندرجہ صنعتوں کے ملازمین کے لئے واجب الادا خصوصی بھتے کی ماہانہ شرح مقرر کردی ہے۔ کاغذ اور گتے (پیپر بورڈ) کی صنعتوں کے لئے شرح بمبئی عظمیٰ، پونے، ناگپور سولاپور، کولہاپور اور تھانے کے لئے ۴۷/- روپے اور کلیان، بھیونڈی، ناسک، مالیگاؤں، سانگلی احمد نگر، جلگاؤں، دھولیہ، امراوتی، اکولہ، جالنہ ناندیڑ اور اورنگ آباد کے لئے ۳۷،۲۹ روپے۔

نمک سازی صنعتوں کے لئے شرح بمبئی عظمیٰ، تھانے، کلیان، بھیونڈی اور قلابہ ضلع میں ۶۸ روپے، پالگھر اور دھانو تعلقہ جات ضلع تھانے میں ۵۹،۵۰ روپے اور ضلع رتناگیری میں ۵۹،۱۰ روپے۔

انجینیئرنگ صنعتوں اور ربر کی صنعتوں میں پوری ریاست کے لئے ۴۳،۲۱ روپے اور ۵۵،۲۰ روپے یومیہ شرح مقرر کی گئی ہے۔

وزیر اعلیٰ کے اختیاری فنڈ سے امداد

وزیر اعلیٰ مہاراشٹر شری شنکر راؤ چوان نے حال ہی میں بمبئی میں واقع ہندوستان کے سماجی صحت ادارہ کے رہائشی و تربیتی مرکز کا افتتاح کیا اور اپنے اختیاری فنڈ سے اس ادارہ کو ۲۵۰۰۰ روپے کا عطیہ دیا۔

عطیہ خون مہم

سول ڈیفنس اسٹاف کالج بمبئی نے حالیہ عطیہ خون مہم کے دوران ۶۰۰۰ سی سی خون کا عطیہ جمع کیا۔ یہ کالج جنوری ۱۹۷۶ء تک ۷۷،۱۰۰ سی سی خون اکٹھا کر چکا ہے۔

گرو تیغ بہادر نگر

حکومت مہاراشٹر نے بمبئی عظمیٰ کے مقامی ریلوے اسٹیشن کولی واڑہ کا نام بدل کر "گرو تیغ بہادر نگر" رکھ دیا ہے۔

ضروری توجہ کیلئے

ترسیل زر اور مراسلت کے دوران حوالہ نمبر جو آپ کے خط یا پتہ کے اوپری حصے میں درج ہوتا ہے ضرور تحریر فرمائیں۔
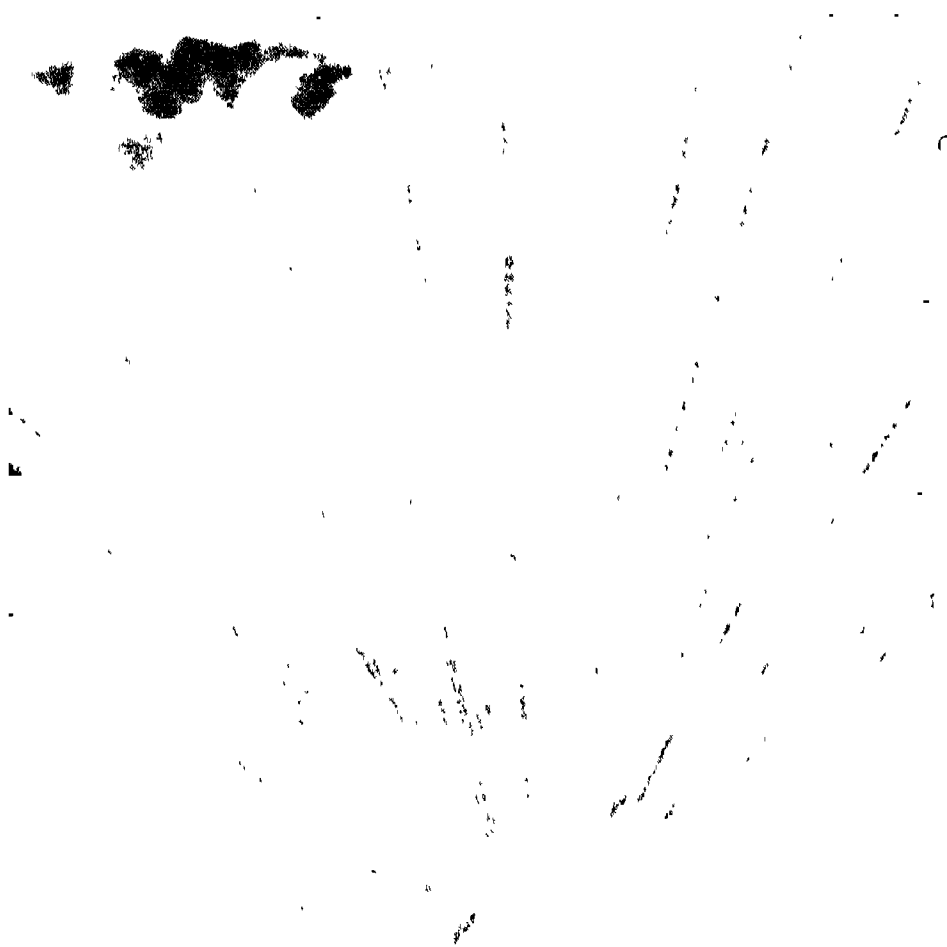
Licence No. 89
without prepayment of postage